

اطلاع۔ اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جس کی فہرست ملاحظہ ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جس کے معائنہ و ملاحظہ سے شائقانِ اہل حالات کتب کے معلوم و نامہ بین قیمت بھی ازراہ ہی اس کتاب کے ٹیبل بیچ کے تین صفحہ جو سادہ سے ہیں انہیں بعض کتب تو از انبیاء و رسل وغیرہ اردو و فارسی کی درج کرتے ہیں تاکہ بس فن کی یہ کتاب ہو اس فن کی اور بھی کتب موجود کارخانہ سے قدر دانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

ترجمہ فقط بخاری الرسول موسوم بہ بخاری الصا
ترجمہ فتوح الشام۔ فتوح المصر کجالی۔
ترجمہ فتوح الحج۔ مسنی بہ غزوہ عرب۔

تہ اربع انبیاء اولیا فارسی

خزینۃ الایمان فیہ۔ اس میں احوال انبیاء و مرسلین
کبار و صحابہ کرام ہر جملہ برار اولیا و اللہ سالک
و مجدد و ب خاندانہ حضرت قادر یہ و شہید مسہرورد
اور جعفر خاندانہ سے ہیں بجاوت مراتب افراد
فرادی سب کا ذکر ہے بڑی جامع کتاب ہے و جلد یہ
مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری۔

جلد۔ چار مخزن احوال انبیاء و ائمہ و صحابہ کبار
و سائر اولیا۔

جلد۔ ۲۔ پانچواں مخزن احوال شیخ ادہم تاحال
مشاق شاہ لاہوری۔

وقائع شاہ معین الدین چشتی اس میں مختصر احوال
حضرت حسن بکری ثم الامیری بہت بساطت کے ساتھ
لکھا ہے مولفہ عثی بالبولال۔

روضۃ الصفا۔ بڑی عمدہ کتاب متداول ہر زمانہ
سبع سیارہ کے سات جلد ہیں مصنفہ اخوند
میر شاہ ہروی۔

کتب تواریخ احوال انبیاء و رسل اردو
قصص الانبیاء موسوم بہ روضۃ الاصفیاء۔ از مولوی
محمد طاہر صاحب۔

ایضاً۔ خرو۔

عجائب المقصص۔ بسوط کتاب ذکر حالات انبیاء
و اولیاء میں مرتبہ مولوی فخر الدین۔ دو جلد ہیں۔
جلد میں حالات آفرینش نور محمدی سے ناقصہ
اسکندریہ قیوس۔

جلد میں تمام ذکر حضرت ختم المرسلین صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم۔

تاریخ حبیب آلہ۔ احوال حضرت از ولادت تا وفات
مصنفہ مولوی عثمانیت احمد۔

فتوحات و اقدی۔ علیہ الرحمہ کا ترجمہ اردو و چار جلد
احصائے میں بخاری الرسول۔

۲۔ حصہ میں فتوح الشام۔

۳۔ حصہ میں فتوح المصر۔

۴۔ حصہ میں فتوح الحج۔

یہ مجموعہ کتاب عربی میں مصنفہ حضرت واقدی تھا
جس کا ترجمہ اردو میں عبارت سلیس عام فہم فرمایا۔ مترجمہ
مولوی بشارت علی خان و سید حمدی حسین

الحمد لله على عباده الصالحين

درین مورد کتاب برکت خطاب جامع جمیع حالات و معجزات از ابوالفضل آردم ناخدا تران ایدر او شهادت و شهادت حسین علیه السلام
از روی آیات قرآنی و احادیث نبوی و اقوال اولیاء که در کتب معتبره و طبعی و غیره و شواهد و شواهد و شواهد

مصطفی

اقوال الانبیاء تفصیح الازکیا

جلد اول

ازنا لیلیف شریف نبدیة علماء اسوة عرفا سونخته آتش جمال مصطفوی لوی ابو الحسن صاحب جود کاور
تبعیه جلالی محمد ابو الحسن صاحب تجرید و خیر منی محمد احسن صاحب پادشاه و شاعر و شاعر و شاعر و شاعر

مطبع منشی کاشور مطبع و نفعی
دران ناد و کاشور مطبع و نفعی

فهرست کتاب تفریح الاذکیاء فی احوال الانبیاء علیهم الصلوٰۃ والسلام مع فوائد ضروریات

صفحه	مضمون	صفحه	مضمون
۳	خطبه کتاب بر زبان عربی -	۴۹	فائده اقسام ملائکه -
۴	خطبه فارسی درین است نام کتاب که تا خدا این کتاب است -	۵۰	فائده بیان صورت صور -
۱۱	خطبه اردو درین است فهرست حسب نامه مؤلف و تفسیرات و غیره -	۵۱	فائده تولد جن و ملائک -
۱۵	مقدمه الکتاب درین است فوائد بسیار در خلقت نور محمدی صلی الله علیه وسلم و زمین و آسمان و غیره -	۵۲	فائده بیان سالها که از خلقت عالم تا آدم علیه السلام -
۲۰	فائده در بیان حکم عموم و صلوٰۃ بارض تسعین -	۵۳	فائده اسمائے انبیاء علیهم السلام که متفق علیهم اند
۲۶	فائده در بیان حکمت هفت طبق آسمان زمین -	۵۴	تفویج اولی احوال ابو البشر حضرت آدم علیه السلام
۲۹	بیان اقسام جهال النیب -	۶۱	فائده مردود و دهنوا ابلیس کا -
۳۰	بیان سائنات و گندگی هموار شد -	۶۳	فائده مغزولی ملائکه -
۳۱	بیان ملائکه عالمین عرش اتسی که چهار اند و روز حشر بهشت خواهد شد -	۶۹	فائده وجه تسمیه ملک الموت -
۳۲	بیان جواهر آسمانها و نام هر یک از آسمان زمین -	۷۰	فائده بیان بشرافت خاک -
۳۳	بیان سیچ سیاره -	۷۵	فائده وجه تسمیه آدم -
۳۴	بیان آنکه تعداد سیچ سیاره بدلائل قطبیه ثابت نمیشود -	۷۷	فائده دخول روح بقالب آدم -
۳۵	فائده در بیان درجات بهشت -	۷۸	فائده بیان حقیقت روح -
۳۶	فائده کیفیت وزنگ سیچ سیاره -	۸۱	فائده اطلاع حیوانات بر خدا بقرین -
۳۷	فائده کیفیت بروج آسمان -	۸۲	فائده تحقیق عالم برزخ -
۳۸	بیان حکمت آئین آفتاب -	۸۳	فائده اقسام قیامت -
۳۹	فائده سیر آفتاب -	۸۴	فائده نبوت عالم برزخ -
۴۰	حکمت تعیین ماهتاب بر فلک اول -	۸۵	فائده قعر آدم -
۴۱	فائده حکمت اختلاف شب و روز -	۸۶	فائده دعا کردن دلاوری عمر و ائمه علیهم السلام -
۴۲	فائده عموم حرکت ارض -	۸۸	فائده فضیلت یوم جمعه -
۴۳	فائده خلقت جبال بر ارض -	۹۱	فائده اقراره میثاق -
۴۴	فائده احوال خلقت دوزخ -	۹۲	فائده فضیلت ملکیه -
۴۵	فائده در بیان مومنین دوزخ -	۹۳	فائده معلوم هونا مشه طخلافت زمین -
		۹۴	فائده سجده ملک ملوی و فلی -
		۹۵	فائده مخالطه ابلیس -
		۹۶	فائده بیان اختلاف در حقیقت ابلیس -

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹۶	بیان اشکال در کفر ابلیس -	۱۳۴	فائدہ قرآن آدم -
۹۷	فائدہ بیان سوالات و مقدمات ابلیس -	۱۳۵	فائدہ حل شبہہ -
۹۸	فائدہ بیان نکتہ قصصیات حضرت -	۱۳۶	فائدہ بیان معنی عید -
۱۰۰	فائدہ بیان مہیت جن و شیطان -	۱۳۷	فائدہ قصہ باہیل و قابیل -
۱۰۱	فائدہ بیان کیود شیاطین -	۱۳۸	فائدہ قتل باہیل -
۱۰۲	فائدہ قصہ بر صیحا -	۱۳۹	فائدہ ذکر اطلاع یابی آدم -
۱۰۳	فائدہ فرق مابین نماز اہل کتاب و مسلم و سوسہ -	۱۴۰	فائدہ فصاحت آدم -
۱۰۴	فائدہ بیان سوالات ابلیس -	۱۴۱	فائدہ اولاد حضرت آدم -
۱۰۵	فائدہ سجدہ فرشتگان -	۱۴۲	فائدہ ذکر وفات آدم -
۱۰۶	فائدہ خلقت حوام البشر -	۱۴۳	فائدہ تکفین حضرت آدم -
۱۰۷	فائدہ اختلاف بہشت کا -	۱۴۴	فائدہ وفات حضرت حوا -
۱۰۸	فائدہ اختلاف در شجرہ -	۱۴۵	فائدہ سراپا سے حضرت حوا -
۱۰۹	فائدہ تدبیر شیطان در وسوسہ -	۱۴۶	فائدہ فضیلت علم بر مال -
۱۱۰	فائدہ التماس شیطان -	۱۴۷	تفریح دوم در احوال شریف علیہ السلام -
۱۱۱	فائدہ بیان اعتقاد قصہ آدم باکل شجر عین محمول	۱۴۸	تفریح سوم در احوال حضرت ادریس علیہ السلام -
۱۱۲	بر شیطان باید کرد -	۱۴۹	فائدہ قصہ رنج ادریس -
۱۱۳	فائدہ بیان تعریف آدم در بہشت -	۱۵۰	فائدہ صلح حضرت ادریس -
۱۱۴	فائدہ شعار ایام مفارقت آدم و حوا اگر یہ و ناری -	۱۵۱	فائدہ رسم عمارت -
۱۱۵	فائدہ نفع شبہہ -	۱۵۲	فائدہ نگاہ ادریس -
۱۱۶	فائدہ قبولیت دعا و توبہ -	۱۵۳	فائدہ خبر حضرت آدم -
۱۱۷	فائدہ بیان بیت المعمور -	۱۵۴	فائدہ قصہ ہاروت و ماروت -
۱۱۸	فائدہ ملاقات آدم و حوا علیہ السلام -	۱۵۵	فائدہ تحقیق اسم اعظم -
۱۱۹	فائدہ بیان بیت المعمور -	۱۵۶	فائدہ بیان انکار از قصہ ہاروت و ماروت بجنبت
۱۲۰	فائدہ تشریف آوری حضرت آدم و حوا ببرانندپ	۱۵۷	امام رازی و بیضاوی -
۱۲۱	بعد قبول توبہ -	۱۵۸	فائدہ جواب از دلائل شککین -
۱۲۲	فائدہ اکثر انبیاء علیہم السلام اہل حرفہ ہوئے ہیں -	۱۵۹	فائدہ بیان مسوغات -
۱۲۳	فائدہ وجہ تسمیہ جمعہ -	۱۶۰	فائدہ اختلاف در مسوغات -
۱۲۴	فائدہ مناظرہ آدم و حوا علیہما السلام -	۱۶۱	جواب اعتراض شککین -

نور در حلال اول

آدم علیہ السلام

فرق علیہ السلام

علیہ السلام

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۷۴	فائدہ طلسمات حکما ربانی -	۲۲۶	فائدہ و تحفہ نصیب معجزہ ناثہ بقوم صالح -
۱۷۵	فائدہ طلسم شہر مدائن -	۲۲۷	فائدہ معجزہ خاتم المرسلین -
۱۷۷	فائدہ بیان حقیقت سحر -	۲۳۰	فائدہ غلبہ شہوت و غضب -
۱۸۰	فائدہ بیان احکام -	۲۳۱	فائدہ جس مقام پر عذاب نازل ہوا ہودیان سمجھنا چاہیے
۱۸۱	فائدہ حل شبیہ -	۲۳۲	فائدہ حال ابن ماجہ ملعون -
۱۸۲	تفریق پیارم و احوال حضرت نوح علیہ السلام -	۲۳۳	تفریق محترم و احوال حضرت ابراہیم علیہ السلام -
۱۸۳	فائدہ معجزات نوح -	۲۳۷	فائدہ اختلاف مفسرین در معنی ہزار بی -
۱۸۴	فائدہ احوال قبیان -	۲۴۸	فائدہ قول اہل تحقیق -
۱۸۶	فائدہ مقدمہ ثانیہ -	۲۵۰	فائدہ حل شبیہ -
۱۸۷	فائدہ مواظب و نصائح -	۲۵۳	فائدہ بیان غلطی ابوسلم -
۱۸۹	فائدہ تقریر پہنچ حضرت نوح علیہ السلام -	۲۵۴	فائدہ تیار کا خطیرہ -
۱۹۱	فائدہ مایوسی حضرت نوح علیہ السلام -	۲۵۷	فائدہ حال دفتر نمرود -
۱۹۵	فائدہ ذکر عروج بن عون -	۲۵۹	فائدہ احوال خول معروف و رفت حضرت سارہ نزد سلطان -
۱۹۶	فائدہ دلیل عذاب قبر -	۲۶۱	فائدہ مراجعت حضرت جانب بابل -
۱۹۸	فائدہ بیان عمر نوح علیہ السلام -	۲۶۵	فائدہ تولد حضرت اسمعیل علیہ السلام -
۱۹۹	فائدہ پوشیدہ کردن شب جان تبارک را بریز زمین -	۲۶۷	فائدہ حضرت اسمعیل و ہاجرہ -
۲۰۰	فائدہ بیان نکتہ بارکیہ -	۲۶۸	فائدہ وجہ سعی بین الصفا -
۲۰۱	فائدہ معنی رست انبیاء -	۲۶۹	فائدہ تعظیم تبرکات اولیا -
۲۰۳	فائدہ بیان شایستگی نوح با خاتم انبیاء -	۲۷۱	فائدہ قصہ نوح اسمعیل علیہ السلام -
۲۱۰	تفریق محکم و احوال حضرت ہود علیہ السلام -	۲۷۳	فائدہ والدہ حضرت اسمعیل علیہ السلام -
۲۱۳	فائدہ جاننا بعض قوم کا بنا برو عا مقام کعبہ پر -	۲۷۷	فائدہ بشارت پیدائش آنحضرت -
۲۱۶	فائدہ تحقیق نذر و عجز -	۲۸۳	فائدہ ذکر حجر اسود -
۲۱۷	فائدہ قصہ شہاد -	۲۸۴	فائدہ بیان شب و جواب در حجر اسود -
۲۱۸	فائدہ تعمیر بہشت -	۲۹۰	فائدہ رویت بہشتان -
۲۱۹	فائدہ بیان نصف در وقت حضرت عزرائیل -	۲۹۶	فائدہ مقامات مقبولیت -
۲۲۰	فائدہ بیان حقیقت شہاد -	۲۹۸	فائدہ بیان تفضیل کعبہ بر بیت المقدس -
۲۲۱	فائدہ تا کیب ہونا آدم کا -	۳۰۰	فائدہ تحقیق زوزم -
۲۲۳	تفریق ششم و احوال حضرت صالح علیہ السلام -	۳۰۲	فائدہ ذکر دعائے ابراہیم علیہ السلام -

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۰۶	فائدہ رفع شبہہ -	۴۵۴	فائدہ در بیان سنی آیہ نقد بہت بہ -
۳۰۷	آداب حج -	۴۵۶	فائدہ بیان بر بیان کہ حضرت یوسفؑ را نظر آمد -
۳۰۸	فائدہ بیان کفار و جنایات حج -	۴۶۹	فائدہ بیان تعظیم والدین -
۳۱۰	فائدہ بیان فرائض و واجبات حج -	۴۷۱	فائدہ بیان حسنات خدمت -
۳۱۱	فائدہ طریق احرام -	۴۷۳	فائدہ بیان معنی حسن در آئینہ گریمہ -
۳۱۷	فائدہ اسما کے مکہ مبارک -	۴۷۴	فائدہ بیان فرق در مذاہب و حسن خلق -
۳۱۸	فائدہ بیان طول و عرض مکہ -	۴۷۵	فائدہ حال تشریف بری یوسفؑ مجلس -
۳۲۰	فائدہ بیان کلمات تلبیہ -	۴۷۸	فائدہ تعبیر خواب -
۳۲۲	فائدہ تفصیل خصائل سہام الاسلام -	۴۸۶	فائدہ اقوال نفس و اقسام آن -
۳۲۴	فائدہ ختمہ سنت ہجر -	۴۹۲	فائدہ تقرر در ذکر کفر -
۳۲۵	فائدہ بیان کلمات تلبیہ -	"	فائدہ بیان نماز کے اکی -
۳۲۶	فائدہ امامت فرشتگان -	۴۹۳	فائدہ احوال زلیخا -
۳۳۵	فائدہ بیان مراد از ملت ابراہیمؑ نزد بعض مفسرین -	۵۰۹	فائدہ در بیان اثر عین -
۳۳۶	فائدہ رفع شبہہ یو دو نصاری -	۵۱۰	فائدہ بیان شبہہ -
۳۳۷	فائدہ ثبوت نبوت حضرت ازکتب نبی اسرائیل -	۵۱۸	فائدہ رفع شبہہ -
۳۵۱	تفریح ہشتم در احوال حضرت لوط علیہ السلام -	۵۳۶	فائدہ در بیان سنت مصافحہ و معافقہ -
۳۵۲	فائدہ وجہ تسمیہ موندکات -	۵۴۱	فائدہ ملاقات بشر با مادر خود -
۳۵۴	فائدہ بیان حرمت وطی فی الدرب نزدیکیا بل سنت و جواز عند الشیعہ -	۵۵۴	فائدہ ذکر یعقوب علیہ السلام -
۳۶۰	فائدہ ضرایبان فی الدرب -	۵۶۲	تفریح سیزدہم در احوال حضرت یوسف علیہ السلام -
۳۶۵	تفریح نہم در احوال حضرت اسمعیل علیہ السلام -	۵۶۹	تفریح چار دہم در احوال حضرت شعیب علیہ السلام -
۳۶۷	تفریح دہم در احوال حضرت اسحق علیہ السلام -	۵۷۴	فائدہ رفع شبہہ -
۳۶۸	تفریح یازدہم در احوال حضرت یعقوب علیہ السلام -	۵۷۳	فائدہ مدت و حوت شعیب -
۳۷۲	تفریح دوازدہم در احوال حضرت یوسف علیہ السلام -	۵۸۴	تفریح پانزدہم در احوال حضرت موسیٰ علیہ السلام -
۳۷۷	فائدہ بیان حقیقت خواب و رؤیا -	"	فائدہ مثال خاریان است محمدیہ -
۳۸۱	فائدہ تحقیق لفظ شہداء -	"	فائدہ تعلیم قرآن و فقہ پر مزدوری لینا نادرست ہر -
۴۸۳	فائدہ حکمت صد تازیانہ -	۵۸۷	فائدہ زندہ ہونا بچہ کو سفند کا -

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۸۸	فائدہ ذکر قتل قبیلے -	۶۴۳	قصہ حضرت خضر علیہ السلام
۵۸۹	فائدہ وجہ رفتن پدینہ -	۶۴۵	فائدہ بیان عجائبات حضرت خضرؑ -
۵۹۱	فائدہ ہجرت موسیٰ مصر سے -	۶۴۹	فائدہ تحقیق لفظ خضر -
۵۹۲	فائدہ جلوہ فرمائی حضرت موسیٰ کنارہ چاہ مین -	۶۸۰	فائدہ مصاحبت حضرت خضر با حضرت صلی اللہ علیہ وسلم -
۵۹۵	فائدہ مسئلہ وصول نفع -		
۵۹۶	فائدہ اختلاف در اسماے عصاے موسیٰ و بیان معجزات موسیٰ -	۶۸۲	قصہ ہلاک قارون -
۵۹۹	فائدہ روانگی حضرت موسیٰ از مدین جانب مصر -	۶۸۸	فائدہ عروج بن عوق -
۶۰۲	فائدہ داشتن عصا در دست راست و دست چپ -	۶۹۲	فائدہ بیان نماے الہی -
۶۰۳	فائدہ حکمت و قلب و بیت عصا -	۶۹۳	فائدہ بیان من و غیرہ -
۶۰۴	فائدہ وجہ ترس موسیٰ از بر -	۶۹۶	فائدہ بیان معجزات دیگر از حضرت موسیٰ -
۶۰۵	فائدہ اختلاف در آیہ کبرے -	۶۹۷	فائدہ بیان کتبے ادبی نبی اسرائیل -
۶۰۶	فائدہ رسیدن حضرت موسیٰ بنجانہ -	۶۹۹	فائدہ دخول اریحا -
۶۱۹	فائدہ چار طفل بشیر خوارہ کلام کردہ اند -	۷۰۵	فائدہ وفات موسیٰ علیہ السلام -
۶۲۰	فائدہ قصہ مرد چارم -	۷۰۷	فائدہ حال قبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم -
۶۳۵	فائدہ مقبول سوزنا ایمان باس کا -	۷۱۱	تفریح شانزدہم در احوال حضرت یوشع علیہ السلام
۶۳۶	فائدہ یہ قصہ حال سالک سے مشابہ ہے -	۷۱۲	فائدہ جہاد یوشع علیہ السلام -
۶۴۲	فائدہ نکتہ تفسیری -	۷۱۳	فائدہ وفات یوشع علیہ السلام -
۶۴۳	فائدہ وجہ تفضیل اربعین -	۷۱۴	فائدہ اختلاف در قبر یوشع علیہ السلام -
۶۴۴	فائدہ گوسالہ بچہ ستی نبی اسرائیل -	۷۱۵	تفریح ہفتم در احوال حضرت حزقیل علیہ السلام
۶۴۶	فائدہ وجہ معرفت جبرئیل علیہ السلام -	۷۱۶	فائدہ وجہ تسمیہ ذوالکفل -
۶۴۷	فائدہ سنی خلیفہ -	۷۱۷	تفریح ہشتم در احوال حضرت الیاس علی نبینا وعلیہ السلام
۶۵۲	فائدہ رفع شیبہ -	۷۲۲	فائدہ ملاقات الیاس و خضر در عالم -
۶۵۶	فائدہ سوال رویت بار دوم -	۷۲۳	تفریح نوزدہم در احوال حضرت الیسع علیہ السلام
۶۶۰	فائدہ توجہ و دیدار خدا -	۷۲۵	تفریح بیستم در احوال حضرت یمویل علیہ السلام
۶۶۲	فائدہ بیان و مشکل مع جواب -		
۶۶۷	فائدہ بیان اختلاف در بقوہ کہ ربودیا مادہ -		
۶۷۰	فائدہ بیان نمکتہ -		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۲۸	فائدہ تابوت سکینہ باقوال مختلفہ۔	۷۲۳	فائدہ احوال حضرت لقمان حکیم۔
۷۳۰	فائدہ وجہ تسمیہ تابوت سکینہ۔	۷۲۴	فائدہ درنصائح حضرت لقمان۔
۷۳۱	فائدہ در بیان آنکہ تعظیم تبرکات انبیاء و اولیاء از کتاب سنت ثابت است۔	۷۲۸	فائدہ در بیان نصائح دیگر۔
۷۳۳	فائدہ بیان ثلاث سکینہ بقول اہل تصوف۔	۷۷۵	تفریح بست و دوم در احوال حضرت سلیمان علیہ السلام
۷۴۰	تفریح بست و یکم در احوال حضرت داؤد علیہ السلام	۷۷۷	فائدہ در بیان آواز ناسے بعض طیور در بیت بیان منجزات۔
۷۵۲	فائدہ ابتدا تعمیر بیت المقدس۔	۷۷۸	فائدہ در بیان آنکہ تغیر سوا معجزہ حضرت سلیمان وحی ارض کراست ادبیا امت مرحومہ۔
۷۵۳	بیان واقعه کس و ہتائی کہ در بروئے حضرت داؤد آمد و حکم حضرت سلیمان دران درست شدہ کما درونے الریل۔	۷۷۹	فائدہ بیان ثبوت حرمت تصاویر در دین اسلام و جواز این بود در عہد سلیمان م۔
۷۵۴	فائدہ در بیان آنکہ خداوند کبریا مرصائب را حضرت سلیمان در کلام خود مدح فرمودہ۔	۷۸۰	فائدہ بحضور حضرت سرور کائنات نوم جن بشوق تمام حاضر شدہ ایمان مے آورد و بحضور سلیمان بخوف۔
۷۵۷	واقعہ دوم از بخاری و مسلم کہ دران ہم اصابت راے حضرت سلیمان واضح میشود۔	۷۸۱	فائدہ قصہ دعوت مخلوقات الہی۔
۷۵۸	واقعہ سوم پیرزائے برہو داد خواہ شدہ را نیم حاکم حضرت سلیمان صحیح شدہ۔	۷۸۲	فائدہ قصہ نندہ سلیمان علیہ السلام و بیان نصائح نندہ بحضور جناب۔
۷۵۹	واقعہ چہارم سمن از قاضی شہر رزنے حسینہ کہ بر اصابت راے حضرت سلیمان بلبل است۔	۷۸۷	فائدہ قصہ ہد ہد و بلقیس۔
۷۶۰	بیان سوالات کہ حضرت جبرئیل وقت وفات حضرت داؤد آورد کہ حضرت سلیمان جوابا نہا دادہ اند۔	۷۹۰	فائدہ در بیان نسبت بلقیس۔
۷۶۱	فائدہ در بیان قصہ مسیح مجرورہ بنی اسرائیل بسبب شکار ماہیان بر فرشتہ۔	۷۹۳	فائدہ در بیان وجہ طلب درج بلقیس۔
۷۶۲	فائدہ در بیان آنکہ مسیح بنی اسرائیل مسیح صوری نہ معنوی در دخول معرکہ قائل مسیح صوری بودہ اند۔	۸۰۲	تبیین در بیان بے انصافی نصاری کہ الزام کثرت زوجات بہ نسبت حضرت صلعم میکند۔
۷۶۳	تبیین در آنکہ مسیح معنوی در امت مرحومہ متواند نہ مسیح صوری۔	۸۰۷	فائدہ بشارت حضرت سلیمان بہ نبوت حضرت خاتم المرسلین۔
۸۱۳	فائدہ ذکر سلطنت حصین بن سلیمان۔	۸۱۵	تفریح بست و سوم در احوال حضرت شعیب و ارمیا علیہ السلام

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۱۸	فائدہ در اختلافات باحوال بخت نصر۔	۸۶۶	فائدہ از برکت دعاے نادرمیم شیطان حضرت عیسیٰ و مریم راس نہ کردہ۔
۸۱۹	فائدہ در بیان بشارت حضرت شعیا و اسیا کہ بنبوت حضرت صلعم داده اند۔	۸۶۸	فائدہ در مراد کریمہ فقہا ہائے اہل بیت علیہم السلام
۸۲۱	فائدہ در ذکر و انیال اکبر و دانیال اصغر۔	۸۶۹	بیان فوائد کریمہ انی لک ہذا۔
۸۲۳	فائدہ بشارت حضرت دانیال بہ نبوت حضرت صلعم	۸۷۰	فائدہ بیان نکات تفسیریہ کہ در دعاے حضرت زکریا اہل تفسیر بیان کردہ اند۔
۸۲۶	فائدہ در ذکر خیر الیہود کہ دومرتبہ واقع شد۔	۸۷۱	قصہ حضرت مریم علیہ السلام۔
۸۳۱	تفریح بست و چارم و احوال حضرت اعظم علیہ السلام	۸۷۲	فائدہ در بیان آنکہ او اے کس از اطفال درخت شیر خوارگی کلام نہ کرد۔
۸۳۶	تفریح بست و پنجم در احوال حضرت یونس علیہ السلام	۸۸۰	ذکر شہادت حضرت زکریا علیہ السلام۔
۸۴۰	فائدہ در بیان نکات کریمہ قاصر حکم ربک ام۔	۸۸۴	فائدہ اختلاف در آنکہ حضرت یحییٰ روبروے حضرت زکریا پیشینہ ندیا بعد وفات یا شہادت جناب موصوف۔
۸۴۴	فائدہ در تحقیق ابن مرکہ حضرت مدو در انبیاء و اولادہم	۸۸۵	تنبیہ در بعض حالات حضرت یحییٰ علیہ السلام۔
۸۴۸	فائدہ بعد دیدن عذابین بکائنات و اقامت یونس و کائنات	۸۹۰	ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔
۸۴۹	احوال ذوالقرنین۔	۹۰۲	تعداد عمر حضرت عیسیٰ۔
۸۵۱	فائدہ در بیان آنکہ آتش و جد با تفریب فی عین حمتہ	۹۰۴	حال تحریف کتب قدیمہ
۸۵۴	در رفع شبہ نصاریٰ۔	۹۰۶	حال کتب جدیدہ۔
۸۵۶	ذکر دخول سکندر در شہر سبا۔	۹۱۰	بیان اسباب خرابی بیل۔
۸۶۰	ذکر سکندری۔	۹۱۳	تقریر نسخ احکام توریت۔
۸۶۲	تفریح بست و ششم در احوال حضرت زکریا و یحییٰ و عیسیٰ علیہم السلام۔	۹۳۶	قصہ اصحاب کف۔
۸۶۴	فائدہ در بیان آنکہ در است زکریا علیہ السلام و نور بود کہ فرزندان مانع از عبادت میکردند و در سر پیگذاشتند۔	۹۵۰	احوال بلاکت اصحاب فیل۔
		۹۶۱	ختم جلد اول۔



بسم الله الرحمن الرحيم

سبحان الذي خلق الانسان جعله خليفة الارض بفضل الاحسان فعمله على المخلوقات بالعلم والعرفان احكم بسجود الملائكة
فسجدوا كلهم الا الشيطان فالحمد لك يا من نفخت روحك في الماء الطين وارسلت اليه رسولك بالوحى المتين انت
خالق الارواح خالق الاصباح مالك الملك والملكوت ملك الموت لا تحصى مقدراتك ولا تنانيدى
ملكوتك انت فوالعرش المجيد وفعلنا لما يريد الصلوة على نبيك المصطفى ورسولك المرتضى الملك المقام المحمود
المخوض للمورود فصيح فصحاء العرب العجم والبلغ من تاديب تعلم جامع الاحسان العناية وموجب الامن الامان فى
القيامة خاتم الانبياء والمرسلين قال الله تعالى فى شأنه وادار سلطانه لارحمته للعالمين على آلاءه انك لطيف بصالح العالين
بالقوة النظرية رموز الاما ديت والفرقان قاطعين عن قلوب المسكونين قلالة الكفر والخذلان على اعداء جاهلات المؤمنين
وعلى سائر الفرق من المهاجرين والناصريين واليه فبقول عبد القوي المكنى الجاني المشغوف بتذكير اصحابه على اربابى
ابو الحسن الحسن بن ملك العلماء وسند الفضلاء راج الفصحاء من ارج البلغاء ميزان الحق قول منقول منقول متعلق اعصان
الفروع والاصول صاحب المناقب لغاخرة فى الدنيا والاخرة حامل السمر المترضى مولانا ابو الحسن الحسين الشهيد
العلوى بن ريس لا تقيار عليب الا صقياء قطب لولاية والارشاد وغوث العارفين والا واما دليل الشريعة
المصطفى الشيخ الكامل العارف العالم شاه سید محمد العلوى الحقى القلندرى الكا كورى طاب ثراه

الحمد لله
ما شاء الله
نور عالم
بصالح
كراد
عالم
فقد
جميع
وال
سرد
شاه



جمیع السنه معبودی را نر و اوست که هدایت صراط مستقیم و ارشاد سنج دین تویم بقیضه اقتدار اوست زینام
 اولین و آخرین از ارباب کمال و انتقام تحقان غضب از اصحاب غیبت و انضلال بخیر اختیار او متصف
 است بصفات قدیم و کمال تنزه است از سمات حدوث و زوال مشکلم است بکلام قدیم معلّم است بکتاب کیم
 و ستایش صانع را در کار است که صورت صنع بدیش لوح فطرت آدم را به نقوش و علم آدم را به اسرار کلمات
 کرد و ادب آموز فیضش نفس ناطقه را در مدرسه علم من البیان الملمّ تعلیم داد و سپاس جهان آفرینی را در آ
 که از عرش اثری همه بر وحدت وجودش دال و از ذره تأملها جمله بر الوهیتش مهمتال و شکر منعمی الا لوق که عقد
 میگردم تقدیر سنانی آدم در گردن من انداخت و بزمه کفتم خیر لته اخرجت للناس بعنایت خویش منسلک شد
 و صلوة سجد تسلیمات بعد و تحیات بی احصاء و دعوات لا انتها حضرت رسالت پناه سلطان تختگاه
 فی مع الله گفته دان علمک لم کن تعلم روشن بیان انا فصیح العرب البجم خاتم انبیاء رسول محبتی محمد مصطفی ماه آسمان
 جلالت مهر فلک سالت شفیع یوم محشر که برایت شفاعت کبری بگفت کفایت اوداده اند و عاصیان ست
 درین دار ناپائیدار باید عنایت او فرستاده اند چه اگر مریم امید شفاعت تدارک ریش دلهامی گنگار
 میگردی پیدا است که حال خستگان بیارستان جرم و عصیان بکجا کشیدی همه را از گنه شفیع توئی وصل
 جمعیت جمیع توئی و گرچه اندک بضاعتی داریم و از تو چشم شفاعتی داریم و از جناب اوستان بنده موجود
 که هنوز حضرت واجب بوجود مقتضای کرم وجود و قریه اختیار بخشنده ایجا دگر دانیده و قابله رحمت اطفال معلّم
 از ارحام قضا یفضای مگوین نرسانیده بود که شاه بلند پد از نور قدش ببحار نجات دیهوامی هویت طیران می نمود
 کلک عنایت چو رقم ساز کرد و از همه پیش آن رقم ایجا کرد و روزی که در جامه خانه غیب
 خلعت پیغمبری بر بالای والایش میدوختند و منشیان دیوان عنایت طغرائی عزای نبوت در
 و بیستان هدایت منشور پر نور رسالت بنام نامیش رقم میزدند آدم علیه السلام سر از بالاش نک
 پیدا شده بود و شد کشاده و نبوت او بیشتر از آدم و ابوت او و چون ز احمد زمانه بخت فطیر و گل آدم نبور
 بود و خیر پیغمبر است که اوصاف جمیل اش در کتب آدم و شیت مذکور و اخلاق حمیده اش در صحائف

این
 نقله کاتب از
 خطه زین ابی انان
 از کتاب زین

اور پس مرقوم دستطور اوراق صحیفہ ابراہیم بذکر تعلیمش مزین الواح کلیم شہجیل مکرشمس بمشیت پور داؤد
 برد قائق مردش شامل و تحقیقہ یعقوب برحقائق کدش مشتمل کتاب شعیبا مطرح النوار ناقش و انجیل عیسی
 مطلع اہل آثار ناقش میاسن اقوال و انعاش راجوامع الکثرایات قرآن جامع و مفاد و صاف و احوالش
 از مطالب اغلب کلمات فرمان طالع سے سورہ و الشمس صفت پیرہہ نشان است و ذکر دلیل از پی کیسو
 مشک نشان اوست و سرچان ندی ستر نشان بیا و با جادہ الکفار در میدان دین جولان اوست +
 قاب قوسین ابرو و مازانچ چشم دل فریب و رب زدنی جلوه های حسن بی پایان اوست + ہرچہ آن بر
 صفحہ امکان رقم زد دست غیب + از کمالات و فضائل مہلکی و نشان اوست + بلکہ حق سبحانہ جل شانہ
 در کلام مجید کرم از سر تا قدم آن محترم یاد میکند و از اکثر صفات صوری و مخوی خبر میدہد ہر سربار کمال
 سرور را کہ زمینیدہ افسر کرامت بود و در لفظ ہر ک باز نمود و نرگس دیدہ حق دیدش را کہ چشم فلک درو
 شدی در روضہ لا یمان عینک نشو، نما، او گوش باب پوشش را کہ مخزن جواہر ہر حقیقت بود و در
 بحر کنایہ قل اذن خیر کلمہ بای قرار مقرر فرمودہ آفتاب رومی دل فریش را براوج عنایت قدسری قلب
 و جہک از آفت زوال مامون و مفتاح زبان گو سربارش در برج عزت فاما یسرناہ ملباسک از تصرف
 بلج نفس مخفیہ نام و عنوان و شرح سینہ بی کینہ اش در دفتر الم شرح لک صدرک مذکور و سر دل
 بی غل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و انعمایہ و صحیفہ نزل بہ الروح الامین علی قلبک محرر و مستطو ذکر
 و شش کہ بحر محیط از رشک سخاوت او کف بر روزناست در آیہ ولا تجعل بدک عین و از صفائی کرد
 کیستہ فرمان ملک لسان است و مرالی غشک نشانی معین فحوائی انقض طہرک بر صفت پشت جو
 اساسش کہ پشتی اولیا ازو باشد مشتمل و مضمون آنک انعم و منق پای بلند پایہ اش را کہ فرق عش
 فرش او ستر و تکفل سے ای ز سربازا چشم خویش عین مودی + چون تواند بود چندین حسن و درک
 آدمی و نعم ما قال الشاعر لب لعل و خط سبز و رخ زیاداری + حسن یوسف دم عیسی ید بیضا دار
 شہوہ شکل و شامل حرکات و سکات انچہ خوبان ہمہ دارند تو تہا داری + آئی محب اگر اسوا شیم
 خلیل بود اتخذ اللہ ابراہیم خلیلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حبیب رب جلیل است خلیل العز
 ابتلا خلعت خلعت دادند و اذ ابلی ابراہیم حبیب را از اول کسوت محبت بیار است ند و ربک غیاث
 مایثار و یجتاز ملکوت آسمان از نظر گاہ خلیل ساختند و کذ لک زنی ابراہیم ملکوت السموات نظر گاہ
 خلیل را قدم گاہ حبیب گردانیدند ثم دئی فتدلی خلیل بخود متوجہ کعبہ وصال شدانی ذابہا لعلی
 حبیب بخود بارگاہ جلال راہ یافت اسری البعدہ لیلہ خلیل طلب ہدایت کر کہ سیدین حبیب طلب

در کلام مجید کرم از سر تا قدم آن محترم یاد میکند و از اکثر صفات صوری و مخوی خبر میدہد ہر سربار کمال

سرور را کہ زمینیدہ افسر کرامت بود و در لفظ ہر ک باز نمود و نرگس دیدہ حق دیدش را کہ چشم فلک درو

شدی در روضہ لا یمان عینک نشو، نما، او گوش باب پوشش را کہ مخزن جواہر ہر حقیقت بود و در

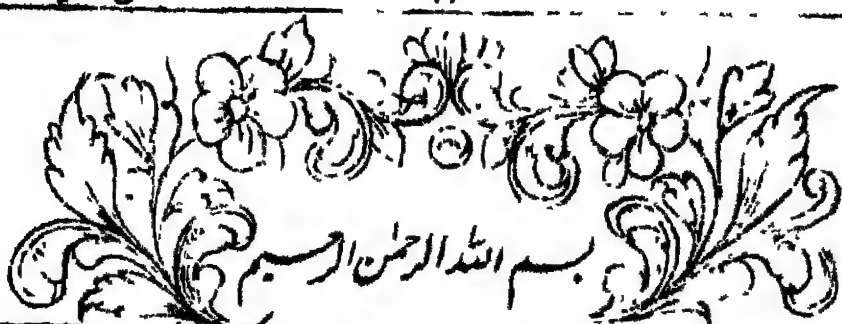
بحر کنایہ قل اذن خیر کلمہ بای قرار مقرر فرمودہ آفتاب رومی دل فریش را براوج عنایت قدسری قلب

این است عالی همت رفزند یعنی آواز غمت خلیل را با قطار عالم رسانیدند و آنحضرت الله را بر اسم خلیل و از بدیه
محبت این است آفاق جهان را بدین صدا پر ساختند که بگویند خلعت اصطفا در روی پوشانیدند
و اقد اصطفیناه فی الدنیا قبا ی بهمان که است بر قامت استقامت این است . و غنیمت اورشنا الکتاب
الذین اصطفینا لای اجتهاد او را در فضای عظمت برافراختند اجتهاد و به راه و علم عزت ایشان را بر بطور
بهین اعزاز مطرز و عزیز ساختند و اجتهاد کم صفت حقیقه خلیل را ثابت کردند و لکن کان خفیفا عاشقا
نیز از بهین مرتبه بهره رسانیدند و مخلصین را الهین خفایه رتبه اسلام او را در چهره شهر دادند کان خفیفا
مسلمتا متابعان حبیب را نیز بهین نام مشهور عالم گردانیدند و ستمایم المسلمین حضرت خلیل را از بشارت
غلام بهره مند ساختند و بشترانه غلام حلیم است حضرت حبیب را با بشارت اکرام بنواختند و بشتر المومنین
و ابواب نجات بمفتاح رحمت بروی موسی علیه السلام برکشادند و انجینا موسی و نجات ساجاتیان
این کرده را بدین صورت جلوه دادند حقاً علینا نبی المومنین لالی معالی او را بصفت محبت در سلک
سعادت کشیدند اننی مسلک اسحق و ارمی در مفاخر معینه و جامعیه اینان را در عقد احتشام قنطرم گردانیدند و معجز
اینان کتم اساس تقرب او را بر بنو جهمه ممد ساختند که در فریاده بخیابانی قرب ایسان را برین قاعده نهادند که
اولئک المقبولون او را به تفسیر امر از قرآن امتیاز دادند و لیسری امری بر ایشان نیز بهین صورت منت
نهادند و یرید الله کلم الیسریه دعوت او را بهدوت اجابت رسانیدند قد اجبیت و عو تکلم بدیه نیاز کیش
بیشرف قبول مشرف گردانیدند و یسیرت الذین آمنوا او را معترف مغفرت پوشانیدند فاعفولی فغفر الله لایشان را
نیز از بهین ساغر جرمه نوشانیدند و عو کم لیتفرکم او را از مملکت خوف بسر منزل امان رسانیدند لا تخف لکم
من الا انین اینان را نیز بمحاورت قائم امن از خوف و خطر برانیدند اولئک لم الاسن شرف او را به عظیم
تسلیم بر جهانیان واضح گردانیدند سلام علی موسی حرمت این است را با اکرام سلام بر عالمیان لا تخ
ساخت سلام قولاسن رب رحیم و گلشن کمال حبیب را بگلبن اتمام نعمت بیاراستند و یم نعمته علیک
حچین اقبال متابعتش را بر بچان بهین صفت معطر ساختند و اتممت علیکم لیمه صدای کوس نصرت
آنحضرت را با سماع عالمیان رسانیدند و یصرک الله نصر اعزیز او صیت صفت منصوبه پیر و انش را
در زوایای آفاق و اقطار جهان ظاهر گردانیدند و کان علینا نصر المومنین لب غنچه فتح مبین را در ریان
جلاش یسیم عنایت خندان کردند آنا فتحا لکم فتحا بیننا لک شکوفه فتح قریب را در لبساتین فضل
مطیعان بشعل حمایت شکفته نمودند و اصا کلم فتحا قریب تاج و باج نزول سکینه برفق شرف
حبیب خود نهادند و انزل الله سکینه علیهم و دواج بهین صفت بمناجعت او برکت شرف است

انگیزد و الهی انزل السکینه فی قلوب المؤمنین ثم رحم الله علیهم اجمعین بعد ازین بنده مسکین بهزار گناه
 خجل و خجسته شگ و دودمان مجد و شرافت بدنام کن سلسله اهل سعادت امیدوار مغفرت ایزدی و نرودا
 شفاعت جناب حمدی فقیر حقیر ابوالمحسن حسن علوی ابن رئیس اذکیا خاتم اصفا جامع علم محفل منقول
 حاوی فروع و اصول حامل شریع بنوی مولانا ابوالمحسن حسین علوی ابن غوث عارفان قطب کاملان
 متوکل علی الله عارف بالله حامل ولایت مرقضوی عاشق جمال مصطفوی حضرت شاه میر محمد ندر
 علوی ساکن کاکوری بخدمت اصحاب صدق و صفادار باب زمین و ذکا التماس میسازد که بهترین
 کاری که لائق اسافل و احوالی و قابل صرف ایام ولیالی بود دریافت احوال انبیاء و استماع قصص
 است که در هر قصه خبرتی و در هر حکایت عبرتی و کتاب قصص الانبیاء زبان فارسی بهر چند جامع حالات
 انبیاست الا از کسوت صحت عاری و از نکات و لطائف محض خالی شاید این کتاب از دست اهل
 تحریف باین مرتبه رسیده یا از تصحیف کاتبین و ترجمه ناقلین بدین رتبه کشیده و در نه ترجمه این کتاب به چنین
 و از جمله اصحاب صدق و یقین است فلذا از مدتی بخاطر داشتیم که قصص انبیاء و احوال اصفا از کتب تفسیر
 مستفاده و احادیث مستفاده و تواتر پنج و سیر مختصره بزبان اردو و لیسیم تا مفید عوام شود و نکات تفسیریه و تنبیها تفریح
 که متعلق آیات قرآنی و احادیث نبویه باشند بیان نماییم تا مقبول نظر خواص افتد الالبسب انواع تعلق خاطر
 و اصناف تشنگی باطن که موانع این عمل اندک بجا می نرسید درین عرصه که سنه یک هزار و دویست و صد و
 و یک هجریه طلی صاحبها الف الف تحفه بوده است روزی از عالم غیب الهامی گردید که مکنون خاطر خود را
 ظاهر کن و انجمن وقت را از مختصات شمار و بدان که زمان روز و شب که درین کار خیر صرف خواهی ساخت
 کاتبین اعمال آنرا در عبادات و مجاہدات خواهند نوشت و به روز قیامت بهستت خواهند داد و دمی که
 بگوشه نشسته فکر تالیف خواهی کرد نقد وقت نیست که از گناہان ظاہری بلکه باطنی هم محفوظ و با دراک حالات
 حضرات انبیاء علیهم التحیة و الشا معظوظ خواهی ماند و اگر از قصص حکایات این مقبولان مدگاه حضرت عتی
 پیدا خواهی نمود عجب مبارکه از دنیا و دنیای تعلقی حاصل گردد و آخر کار بحسن خاتمه انجام بدین تصویر دوم که بعض
 احباب خصوص شیخ صاحب منظر عنایت و کرم نشی آتشی بخشش شسته دارد و یانی صلاح مین پوری که درین عصر
 ترجمه شکوة شریف از فقیر میخوانند در نیاب تا کیدی شدید و اصراری بلخ فرمودند تا اگر برادر خود اکثر موانع
 و عوائق و بنیه اینچ مکنون خاطر بود بر لوح اطراف نقش کردن شروع کردم نام این کتاب تفریح الاذکائی فی
 احوال الانبیاء ترجمه غرض نقشی است که تا یاد ماند که هستی را نمی بینم بقائے ۴ درین هنگام که
 تالیف این کتاب میکنم از کتب تفسیر احادیث و عقاید و سیر و تصوف و فقه و اصول و قصص و بیچو عالم انشراح

کتاب تفریح الاذکائی
 احوال الانبیاء علیهم السلام
 کاتب: میر محمد ندر

تصنیف محی السنه ابو محمد بن ابن مسعود البغوی شافعی و مدارک التتمیل تصنیف ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ
نسفی حنفی و تفسیر کبر تصنیف امام فخر الدین رازی صدیقی شافعی و تفسیر تصنیف ابوالقاسم عبدالکریم قشیری
و کثافت تصنیف ابوالقاسم محمود جارا المدنی بخاری در عقائد معتزلی و در فقه حنفی و الوار التتمیل تصنیف ابوالقاسم
بیضاوی شافعی و رحمانی تصنیف فقیه علی مہامی و جواهر القرآن و یاقوت التویل و تفسیر سورہ یوسف تفسیر
تصنیف امام حجت الاسلام محمد غزالی و بیضاوی تصنیف علی واحدی نیشاپوری و بحر متلوج از قاضی شہاب الدین
شمس عمر دولت آبادی و احمدی از مولانا غلام مصطفی المعروف بھاجیون حنفی طبعی و در مشور از جلال الدین
سیوطی و جلال الدین از جلال الدین مذکور و جلال الدین مکی حنفی جوہر پرور مولانا حسین اعظمی کاشفی
وزایدی از ابو محمد مختار کنی بہ نجم الدین محمود و قرآن القرآن و اکبر اسرار الفاتحہ و غارن و سعدی الجواہر من السراج
و عزیزی تصنیف حضرت قدوة المحققین اساتذہ الاستاذ مولانا عبدالعزیز محدث دہلوی و نظم الجواہر بترایف محمد علی
حسینی فرخ آبادی باسطی نقشبندی و انیس العاشقین در حال یوسف علیہ السلام و موضح القرآن ترجمہ
شاہ عبدالقادر دہلوی و فتح الرحمن ترجمہ قرآن از مولانا ولی اللہ دہلوی و صحیح بخاری و صحیح مسلم و نسائی
و مشارق و درندہ و مشکوٰۃ و ترویج آن الطیبی و علی قاری و شیخ عبدالحق دہلوی و عین العلم مع شروح آن
و زہرۃ الریاض و تنبیہ الغافلین و مہلج المشرکین و فتوحات کمی و فصوص الحکم ابن عربی و شہرہ فصوص
علی قاری دہلجانی و محب الدلہ آبادی و نفحات رشحات لعلات تنبیات و اخبار الاخیر و جذب الطیوب
مدارج و شواہد و معارج و مواہب و درج الکر و اخبار الکر و شرح شریع مولانا عبدالعلی و در وضع الاحیاء
و کتاب الملل و النحل و ہجۃ الخافل و تاریخ یافعی و ابن خلکان و تاریخ فرشتہ و زین القصص و تکمیل القصص
و شفا فی قاضی عیاض و لب التواریخ و خلاصۃ التواریخ و فتاوی عالمگیری و در مختار و عینی شرح کنز الدقائق
نظر است چہداشت از صاحب نظران بلند فکر و ارباب استعداد و ارجند فطرت آنکہ اگر در محلے ازین
کتاب مشککہ پیش آید و از ان زلت قدم و لغزش قلم محرز نماید متبع کتب مذکورہ نمایند و دوم باصلاح
زنند و اگر اصلاح و تصحیح دست نہ بدول منہل خود را بر مضمون خدا صفا و وح ما کہ ردائشہ کار تصحیح
و اصلاح برد گیران گذارند کہ والدہ اناس فرسان غدا المیدان و لاسن حاملی لعایۃ الانسان و ان حضرت
واجب العطا یا تعالت آلاؤہ چنان سخاوتیم کہ کریم وافر و فضل متواتر و احسان قدیم و انعام عمیم چنان سخا
آگہائی را با خیر تعمیر رساند و داعی را با تمام آن موفق گرداند و خاص و عام را از فوائد و تنبیات این رسالہ
تفریح و نفع کامل بخشد و موقوف بی بضاعت را بجن نیت و طیب طبیعت جزای خیریل بدلا الہ الامور علی توکلت
علیہ ہو فی نعم الوکیل و صلے اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین بر جنتک یا جسم الراحمین و



حمد غیر محدود و تالیف میرا از آلائش اس در گاہ منہ نیاز سے لے کر جسے بیک ٹکڑ کن بلا سے عرش سے زیر زمین
 پیدا فرمایا، شکوہ سپاس تقدس اس اس منعم کریم کار ساز کو لائق ہے کہ اُسے ابتدا سے انتہا تک انواع
 افضال و نعمتوں سے ممنون و شاکر کیا نفوس و ارواح و جوارح و اعضا، آفریدہ کو طاقت نہیں کہ اپنے
 آفریدہ کی ستائش کرے و بندہ ہزاران ہزار گناہ شرمندہ کو کیا لیاقت کہ مدح گوئی نیز پاک مین باؤں پر
 کر سکے۔ اذیت و زبان کہ برآید کہ کز عہدہ شکرش بدر آید، و الحق سلسلہ انعام و اکرام انقطع نہ پر
 ہمیں پس امتیاز شکوہ سپاس جز غرور و تقصیر نہیں ہے۔ بیچارہ آدمی کہ درین کارخانہ اش و در نیم وزہ و دھوکہ
 قدرت بود و فضول و شکل ترا نگاہ گر بند معرفت بعجز و انہم بخور قدرت او کم فتد قبول و قدر و نامحدود و از ک
 ابد تک اس جو ہر پاک شہنشاہ سریر یو لاک ہے جسکی صورت کے تین خاصہ نقاش انزل و کھینچ کر دست مصور
 میں پڑا آپ آجیل و ہزارہاں سے تیار ہو کر اسے گمشدگان باو یہ ضلالت اور بیت پرستی اور استغراق کیا
 غوایت اور بدستی کو شمع ہدایت کے نور سے راہ مستقیم دکھلائی اور طالبان دین حقیق و سالکان طریق
 توفیق پروردگار و نور و سرور کے شاہراہ بنا۔ گئے کہ جو چاہے بے تکلف مقام قرب و حضور میں چلا جائے اور
 جس وقت کوئی ارادہ کرے نئے اہل محل فرحت سر زمین مقام فراوسے کون وہ جسکے قدم سے ہوا مرچوبہ
 عدم و اس کے مقدم کی بشارت سے ہوا خوش آدم و بلکہ آدم سے لگتا تا مسیح و مریم و ہر نبی کو یہ بشارت تھی
 کہ وہ شاہ عالم، عنقریب آتا ہے عالم میں بعد غرور و شتم و کجیو اسکی رسالت کی چمک کا عالم و جس جگہ نہ سکے
 کہنہ پاک نشان ہو دیگا و سالہا سجدہ صاحب نظران ہو دیگا و ہر چند فرس زبان کو میدان شناختی میں
 اسطرح روکتا ہوں جسکے رتبہ کو ملک کر نہیں سکتے اور اگلا تو تو خاکی ہے بھلا مع کر گیا کیا خاک لیکن زمام اختیار
 اس کے قبضہ اقتدار سے نکلی جاتی ہے پھر طوطی شکرین مقال خاصہ کو برابر آئینہ بیان کے بھلا سکے یوں کہ کتاب
 سے زین رشتہ شدم گستاہ امید و خاکی چہ کند سپاس خورشید و کردہ تو یہ کہتی ہے سہ حرام و انہم با دیگران
 سخن گفتن و کجا حدیث تو آید سخن دراز کنم و ہزار گو نہ بلکہ ہر ہم کہ بر نہ رہے کہ آن گفت ترک و باز کہ ہم
 بالجملہ فرس بیان میدان شناختی میں از خود مطلق العنان ہے اور طوطی فصیح اللسان نفس ح گوئی میں
 بخود مذهب البیان و تالی قرآن کہ زیبای رود و اس کے واسیل اذ اسے و دلربا ہے جست و

بن امام محمد بن حنفیہ بن امیر المؤمنین و عیوب المسلمین البتراء علی مرتضیٰ اسد الدین الغالب بن ابی طالب
 کرم اللہ وجہہ الہامی کہ کتاب ہے کہ اس میں چنان کو ابتدا سے سن شعور سے علم غنہ و تفسیر اصول و احادیث و روایات
 مقبول کا شوق و امنیگی اور تواریخ و سیر کا ذوق گلوگیر ہے اور علوم ضالہ مفصلہ سے سخت نفرت اور فنون فلسفہ
 منطیغ سے نہایت وحشت ہے خصوص چند روز سے قلم میں انبیا اور حالات اصفیاء سے بجا فوائد و نکتے
 ایک نوع کا عشق ہو گیا ہے کہ جب نوکری سے فرصت ملتی ہے تو صرف اوقات باقیہ اکثر اسی میں کرتا ہوں
 اور بنیال عرب و تصور بصیرت اسی کی تصحیح میں سرگرم رہتا ہوں اس عرصہ میں جو کتاب اس فن کی نظر
 پڑی فوائد و نکات سے خالی ملی بلکہ بعض لوگوں کو صحت سے بسبب غلط روایات کتب بنی اسرائیل کے عاری
 پائی گئی لہذا اکثر اوقات دل چاہتا تھا کہ اگر فرصت ملے اور اطمینان بھی حاصل ہو تو قصص انبیاء علیہم السلام
 کتب معتبرہ تفاسیر اور حدیث سے نکال کر البسط بالتفصیل زبان اردو میں لکھوں تاکہ فائدہ عام ہو اور جو کتاب
 قرآنیہ متعلق قصہ مندرج ہوں انکے بعض نکات مسائل و فوائد بھی بیان کروں تاکہ فائدہ خاص بھی ہو
 تصور میں کمی برس گزرے اور خلیجان اسکار و زوہب رہا اب کہ سہ ماہ ایک پڑھا اور دو واکٹھم جبری میں
 بعض حیاتیات باؤ فائدا و اصحاب باصفاء انظار اس سرکھنوں پر مصر ہوئے خصوص سعدن اشفاق و مخزن خلاف
 تنیخ النی بخش صاحب سرشتہ دار عدالت دیوانی ضلع میں پوری نے نہایت اصرار کیا ناگزیر یا صفت
 عدم فرصت و قلت بضاعت اس امر جلیل نشان پر توجہ نفسانیز و زمان بسر و چشم مستعد ہوا
 اور کتب معتبرہ تفاسیر و احادیث و سیر وغیرہ کو رد و رد لیکر بیٹھا اور عالم کی پیدائش سے بعد تخریخ خطبہ عربی
 فارسی لکھنا شروع کیا اور ایمیہ اہل بیت کے حال پر ختم کیا اور تقسیم کیا میں نے اس کتاب کو ایک مقدمہ
 اور چھبیس تفریحات اور ایک خاتمہ اور ایک تہذیب لکھا ہے

مقدمہ در بیان خلقت عالم	تفزیح اول در احوال حضرت آدم	تفزیح دوم در احوال حضرت	تفزیح سوم در احوال حضرت ادریس
علیہ السلام	علیہ السلام	علیہ السلام	علیہ السلام
تفزیح چہم در احوال حضرت	تفزیح ہفتم در احوال حضرت ہود	تفزیح ہشتم در احوال حضرت صالح	تفزیح نہم در احوال حضرت
نوح علیہ السلام	علیہ السلام	علیہ السلام	ابراہیم علیہ السلام
تفزیح دہم در احوال حضرت	تفزیح یازدہم در احوال حضرت	تفزیح سیزدہم در احوال حضرت	تفزیح پندرہم در احوال حضرت
نوح علیہ السلام	اسماعیل علیہ السلام	اسحق علیہ السلام	یضرب علیہ السلام
تفزیح دوازدہم در احوال	تفزیح سترہم در احوال حضرت	تفزیح چہارم در احوال	تفزیح پانزدہم در احوال حضرت
حضرت یوسف علیہ السلام	علیہ السلام	حضرت شعیب علیہ السلام	موسیٰ علیہ السلام

تفریح شائر دوم در احوال	تفریح ہندیم در احوال خیل	تفریح ہیریم در احوال حضرت	تفریح نوزدیم در احوال
یوشع علیہ السلام	علیہ السلام	الیاس علیہ السلام	ایسح علیہ السلام
تفریح یثیم در احوال شموئیل	تفریح بست یکم در احوال	تفریح بست دوم در احوال	تفریح بست و سوم در احوال
علیہ السلام	حضرت داؤد علیہ السلام	سلیمان علیہ السلام	شیوا و اریسا علیہما السلام
تفریح بست چہارم در احوال	تفریح بست پنجم در احوال	تفریح بست و ششم در احوال	خاتمہ در احوال سید المرسلین
عزیر علیہ السلام	یونس علیہ السلام	زکریا و عیسیٰ و یحییٰ علیہم السلام	و خاتم النبیین صلعم

تتمہ در احوال شہادت حسینؑ تکملہ در بیان بعض حالات

بعض حالات سید پر علیہم السلام ائمہ اطہار علیہم السلام

اب امید خدا سے یہ ہو کہ یہ کتاب مقبول نظر اہل دلان و مطبوع طالع بالان واقع ہو اور توفیق علیہ
بائنصاف سے یہ ہو کہ جس جگہ لغزش قلم نظر پڑے وہاں قلم اصلاح بہتری اور محکوم بدعائے سلامتی ایمان و
حسن خاتمہ یا دفرادین و توفیقی الالبائے ہر حسی و نعم الوکیل و صلے اللہ علی خیر خلق محمد آلہ واصحابہ اتباعہ
و ازواجہم بر جنتک یا ارحم الراحمین اللہم جعل آخر کلامی اشہدان لا الہ الا اللہ اشہدان محمد رسول اللہ
مقدمۃ الکتاب علماء اسلام و فضلاء مذہبی حشام حسب حدیث حضرت خیر الانام علیہ التیمۃ والسلام
کان اللہ دلم کن معشیتہا کہتے ہیں کہ سوائے ذات پاک واجب الوجود کے کوئی شے موجود نہ تھی بلکہ جمیع موجودات
بفقدت کاملہ حق پر درہ عدم سے عرصہ وجود میں آئی اور تمام اہل مل بلکہ مجوس بھی اسکے حدوث یقین
وائق رکھتے ہیں مگر اختلاف ہے کہ اول مخلوقات کیا چیز ہے وقتہ الباب میں ہے کہ بعض کہتے ہیں عقل ہے
اور بعض اہل تحقیق کہتے ہیں کہ سبب و مخلوقات نور محمدی صلعم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اولین مخلوقات
قلم ہے اور فشار اختلاف احادیث خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام واقع ہوئی ہیں ایک اول خلق اللہ
عقل فقال لا قبل فاقبل ثم قال لا ادبر فادبر فقال وعزنی وجلالی بک اعطی بک المنع و بک تریب
اعاقب و درسی اول مخلق اللہ القلم تیسری اول مخلق اللہ نوری امین اہل تحقیق جمع میں الاماویہ
بہ تقدیر حجت یوں فرماتے ہیں کہ اولیہ و ششم و چہلثانی و اضافی سوا اول حقیقی نور حضرت صلعم ہے اور اول اضافی
عقل و قلم ہیں یعنی مجربات میں اول مخلوق عقل ہے اور اجسام میں قلم اور بعض کہتے ہیں کہ اولین انوار
نور حضرت صلعم ہے اور اولین عقول و عقل ہے جسکو حکم اقبال داد بار دیا گیا اور اسنے قبول کیا کہ قبول
در گاہ ہوئی اور اولین انکلام صلعم ہے جسے حکم اتنی تقدیرات اشیا لوح میں لکھے اور بعض کہتے ہیں کہ آحاد
الکثر سے صرف تعداد شمار پایا جاتا ہے مگر مراد ایک ہی ہے اور تعداد شمار محض باعتبار حیثیات کے وضع ہے

مقدمۃ الکتاب

بعض حالات سید پر علیہم السلام

پس باین حیثیت کہ مبدء ذات خود اور جمیع اشیا کا دریافت کرے اسکو عقل کہتے ہیں اور اس حیثیت سے کہ کمالات محمدیہ پر نور مطلق ہی میں نور محمدی کہتے ہیں اور باین حیثیت کہ نقوش علوم جمیع مضموناً میں یا لوح میں بواسطہ اسکے ہوا قلم کہتے ہیں میں کہتا ہوں کہ جس طرح ایک شخص گواہ دے حیثیات مختلفہ و ادانما یا پچا پچائی بیٹا کہتے ہیں اسی طرح یہ معاملہ ہے اور بعض کہتے ہیں اولین مخلوقات لوح ہے اور بعض احادیث سے واضح ہے کہ عرش و یانی قلم سے پیشتر پیدا کیے گئے ہیں و لہذا تشریح حدیث اول باخلق اللہ القلم کو حمل کرتے ہیں اس بات پر کہ بعد خلقت عرش و آب کے اول قلم کو پیدا کیا بعد از ان لوح کو تعالم القلم میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ لوح محفوظ مروارید سفید کی ہے اور اسکے کناروں پر یاقوت کی چنٹیاں جڑی ہیں اور دونوں وفتیان اسکی یاقوت احمر کی ہیں اور طول بمقدار مسافت ما بین السماء والارض اور عرض بمقدار ما بین المشرق والمغرب اور قلم نور سے کلام قدیم اسمین مندرج ہے اور سر اسکا عرش کے واسطی طرف لٹکا ہے اور پائین آسکا ایک نشیمن جو عرش کے واسطی قائم ہے رکھا ہے اور پیشانی لوح پر لکھا ہے لا الہ الا اللہ وحدہ دینہ الاسلام محمد عبده ورسوله فمن امن بالله عزوجل وصدق بوعده واثق رسولہ ادخل الجنة اور ثعلبی سے حضرت فہم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ لوح محفوظ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیشانی پر رکھی ہے اور سید علی نے اتفاق میں لکھا ہے کہ از روئے حدیث ثابت ہے کہ ایک لوح خدا کے حضور میں ہے اسمین ایک سو پندرہ شریعتیں لکھی ہیں اور اللہ صاحب مائے ہیں کہ قسم ہے مجھ کو عزت و جلال کی کہ جو کوئی ایمان لاوے ایک شریعت کا تو میں اسکو داخل کردن جنت میں اور بعض کتب حدیث میں حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ اللہ نے اول قلم کو پیدا کیا کہ طول اسکا پانچ سو برس کی راہ اور عرض چالیس برس کی راہ تھی بعد اسکے فرمایا کہ اے قلم لکھ قلم نے کہا کیا لکھوں فرمایا لکھ جو کچھ میرے علم میں قیامت تک اسطے مخلوقات کے مقتدر ہے سو لکھا قلم نے جو کچھ مقتدر تھا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مشکوٰۃ میں روایت ہے کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے کہ لکھیں اللہ نے تقدیرین قبل پیدا کرنے آسمان و زمین کے بچاس ہزار برس اور فرمایا کہ تھا عرش رب العالمین یا نبی پر اخبار الدول میں ہے کہ جس قلم نے تقدیر اشیا لکھی ہیں اسمین قلم لکھا ہے اور بچاسے ماہ نور لکھتا ہے اور عبد اللہ بن عباس نے انوار التنزیل میں کہ یہ ہوا الذی خلق السموات والارض فی ستة ایام وکان عرشہ علی الماء کی تفسیر میں لکھا ہے کہ قبل پیدا کرنے آسمان و زمین کے عرش الہی باقی رہتا اور کوئی شے حاصل نہ تھی نہ یہ کہ عرش پانی کی شے تھا یا متصل اس سے تھا اور اسی آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ اول حادثہ ہوا اقسام عالم میں پانی کی

اور زمخشری نے کہا ہے کہ یہ آیت دلیل ہے اس پر کہ عرش و پانی قبل آسمان و زمین کے پیدا ہوئے ہیں اور شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ مراد آب سے آب دریا نہیں ہے بلکہ وہ پانی ہے جسکو خدا نے زیر عرش صلیح چاہا پیدا کیا اور احتمال ہے کہ آب دریا مراد ہو گیونکہ عالمین عرش دریا میں ہیں اور تجھے کہتے ہیں کہ عرش کا پانی پر ہونا اشارہ ہے قدرت سے واللہ اعلم پوشیدہ نہ ہے کہ پیدائش نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کیفیت میں روایتیں مختلف وارد ہیں مگر حاصل سب کا یہ ہے کہ حضرت حق نے کئی ہزار برس پیش از انورش عرش و کرسی و قلم و لوح و آسمان و زمین و ملک بہشت و دوزخ و حور و قصور و وحوش و طیور و جمیع انسان و غیرہ اشجار و نباتات کے نور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا پھر اسکو عالم قدس میں تربیت کیا کہ گانچہ سجودہ کرایا اور گاہے صرف تقدیس و تسبیح میں مشغول رکھا اور اس لئے کہ اس کے قیام کو پرہیز سے بے انتہا بنائے اور ہر ایک پرہیز میں تسبیح خاص اپنی تعلیم فرمائی پھر اسکو پردہوں سے باہر نکالا تو تھمیں ایک کیفیت تنفس کی ظاہر ہوئی کہ اس سے ارواح انبیاء اولیاء و صدیقین شہداء و مومنین ملا لگے پیدا ہوئے پھر اسکو اللہ نے تقسیم کیا اور عرش و کرسی وغیرہ پیدا کیے اور آسمان زمین کو ساٹ ساٹ طبقہ کر کے ایک ایک طبقہ سے مستقر از خلق کے معین کیا بعد اسکے ایک قبضہ خاک سفید و پاک موضع قبر حضرت صلعم سے اٹھا کر اسی نور سے ملایا اور حضرت جبریل نے حکم رب علیل آب تسنیم سے تخمیر کر کے فوراً انہما جنت میں غوطہ دیا اور آسمان و زمین و جبال و بحار پر عرض کیا کہ سب نے قبل خلقت آدم ابو البشر علیہ السلام کے بخوبی پہچان رکھا چنانچہ حدیث مشکوٰۃ المصابیح میں عرواض بن ساریہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے انی علیہ السلام مکتوب خاتم النبیین وان آدم لنسجد ل فی ظنیقہ یعنی میں لکھا گیا ہوں خاتم الانبیاء یعنی میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور البتہ آدم پڑے تھے اپنی مٹی میں و نعم ما قیل سے گسترہ در سرائی نبوت بساط اودہ و آدم منور زرخٹ نیا درودہ از عدم و حقیقت یہ ہے کہ حضرت حق نے اول تجلی جو اپنی ذات پر فرمائی وہی تعین اول و حقیقت محمدیہ ہے اور باقی موجودات کے حقائق اُسکے اجزاء و تفصیل ہیں اہل معانی فرماتے ہیں کہ روح پاک آنجناب صلعم بنا بر تربیت ارواح عالم ارواح میں کھجی گئی کہ ارواح نے تربیت پانی جسطرح اس عالم میں مرئی اجساد بنا کے بھیجا کہ ہدایت کاملہ ہوئے مطالع المسرات خراج دلائل الخیرات میں اہل تکریم علی رضائی کہ ہم اللہ وجہ سے نفل کیا ہے کہ جب ارادہ الہی ایجاد موجودات اور ابتداء مخلوقات سے متعلق ہوا تو ایک نور بصورت حضرت صلعم اپنی ذات سے پیدا فرمایا اور اپنے علم میں اسکو پوشیدہ کیا اور بعد مدت کے عالم کو قائم کیا اور زمان کو کھولا اور پانی نکالا اور کھجی جوش دیا اور ہوا چلائی اور شمع پانی پر رکھا اور زمین کو کھجایا اور سب سے اپنی اطاعت قبول کرانی پھر فرشتے پیدا کیے اور توحید حق و نبوت

حضرت کا اقرار لیا اور بعد پیدا کرنے آدم علیہ السلام کے اُس نور کو پیشانی آدم علیہ السلام میں ودیعت فرمایا
عہد لیا کہ اسکو اصلا بظاہرہ میں نقل کرتے ہو اور جب نوبت ظہور اُس نور کی پہونچی تو علم دعوت بلند فرمایا سو
جو کوئی اولاً اس نور میں در آیا اسنے ہر ایت پائی اور جو ظلمات نور میں ہادہ اب بھی گمراہ ہے اس جگہ شیخ
عبد الجلیل قسری فرماتے ہیں کہ علی مرتضیٰ نے اس قول سے آگاہ کر دیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
عالم ارواح میں بھی دعوت فرمائی ہے اور شیخ تقی الدین سبکی فرماتے ہیں کہ یہاں سے دو محدثوں کے معنی
بخوبی ظاہر ہوئے ایک حدیث بخت الی کافۃ الخلق یعنی میں مبعوث ہوا ہوں تمام مخلوقات اولین و آخرین
پر نہ صرف اہل زمانہ پر دوسری حدیث کنت نبیاً و آدم بن الروح والجسد یعنی میں نبی تھا اور آدم دو بیان
روح و جسد کے تھے یعنی میں جانتا تھا کہ یہ بات علم الہی میں ہوگی اب معلوم ہوا کہ خارج میں بھی ہوا اور ملائکہ
و ارواح کو معلوم تھی بخلاف نبوت اور انبیاء کے کہ محض مکتوم دستور علم الہی تھے اسی مقام سے یہ بھی ثابت
ہوا کہ قبل پیدا کرنے سموات و ارض کے دو چیزیں پیدا ہوئی تھیں اول پانی دوم عرش اور جب ارادہ حق خلقت

ارض سے متعلق ہوا تو پانی سے دھواں اٹھایا اُس سے مادہ سماں بنایا کہ قال ثم استوی الی السماء وہی دھان
پھر پانی میں ایک طرح کا تجر و پیش ظاہر ہوا اُس سے مادہ زمین بنا پھر زمین کو قطعہ قطعہ فرما کے ہفت طبق
کیا بعد ازاں مادہ آسمان سے توبہ ہو کر سات طبق گردانا سیدی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ خالق لایزال نے جب پانی پر ہوا کو مسلط کیا تو پانی میں موج پیدا ہوا اور جوہر آب میں
حرکت امواج سے سخونت حادث ہوئی اُسی سبب سے دھواں اٹھا قال صاحب اخبار الدول قال
علیہ السلام انما سمیت الارض ارضاً لان الاقدام ترضھا وقد قفا فی الصراح کلمتا سفلی فوارض اور کلام
الہی اور احادیث صحیحہ سے واضح ہے کہ خلقت تمام عالم کی چھ روز میں واقع ہوئی ہے چنانچہ سورہ المجد
میں فرماتے ہیں اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستة ایام اور حم سجدہ میں ارشاد ہے قل انکم لتکفرون

بالذی خلق الارض فی یومین و یجعلون لہ انداداً لک رب العالمین و جعل فیہا و اسی کفر تھا
و بارک فیہا و قدر فیہا اقواتہا فی اربعۃ ایام سواہ للساکنین ثم استوی الی السماء و سہ

دخان فقال لہا وللارض انقیاطو عا و ذکر باقالاتنا ایتنا طالعین قفقتس من سبع عظموات

فی یومین و ادھی فی کل سماء امر باوزنیا السماء الدنیا بمصانع و حفظ ذلک تقدیر العزیز العظیم
یعنی کہ تو ای محمد کہ آیاتم کا فرسنگہ ہوتے ہو اُس سے جہنی بنائی زمین و دوزخ میں اور برابر کرتے ہو اُسکے ساتھ
اور دوزخ کو تو ہی پیدا کرنے والا جان کا اور اُسی نے پیدا کیا زمین میں پوچھ اوپر سے سنا و برکت رکھی اُس کے
انداز و ٹھہرائیں اس میں خود اکین چارویں کے اندر بیان واضح کیا گیا و ایسے ساتگون کے پھر مذکور

طرف آسمان کے اور وہ دھوان مجبور تھا پھر کہا اسکو اور زمین کو کہ آؤ دونوں خوشی سے یازور سے وہ بولے ہم آئے خوشی سے پھر ٹھہرائے سات آسمان و دون میں اور آتا ہر آسمان میں حکم آسکا اور دونی دی پہنچے و رسل آسمان کو چراغون سے اور نگاہ رکھا ہم نے شیطین سے یہ پوچھنا ہر دست خبردار کی حاصل یہ کہ دون میں زمین بنائی اور دون میں پہاڑ اور درخت سبزہ جو خلق کی خوراک ہے پھر آسمان تمام دھوان ساتھ اسکو تقسیم کر کے سات طبق کیا اور ہر ایک کو محیط آسمان زیرین کا بنایا اور ہر ایک سمان کا کارخانہ جدا ٹھہرایا پھر آسمان و زمین کو ملایا تاکہ انکے ملاپ سے دنیا جسے اپنی طبیعت میں یازور سے وہ دونوں اپنی طبیعت سے ملے قائمہ اسکا یہ ہے کہ آسمان کی شعل سے گرمی پڑے تو ہوا جلے گرد و غبار چڑھے کہ پانی ہو کر برسے اور چار عنصر زمین پر جمع ہوں اور مخلوقات پیدا ہوں اور ہر آسمان حکم جدا ٹھہرایا اور یہ خدا کو معلوم ہے کہ وہ ان کو خلق لبتی ہے اور انکا اسلوب کیا ہے زمین میں ہر ہزار کارخانے میں اسی قدر آسمان کب خالی ہو گئے تصحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ خلقت مادہ زمین و آسمان کی یکشنبہ کو ہوئی اور ہفت طبق و شنبہ کو فرمایا اور سہ شنبہ کو پہاڑ قائم کیے اور زمین جاری فرمائی اور چار شنبہ کو درخت اگائے اور شنبہ کو مادہ آسمان کو ہفت طبق فرمایا اور جبکہ ہر ایک سمان میں ستارے پیدا کیے اور انکی گردش معین فرمائی اور فرشتوں کو ہر ایک سمان پر منصوب کیا اگر کوئی شنبہ کرے کہ اس آیت سے آٹھ دن نکلتے ہیں کیونکہ دو جگہ فی یومین ہے اور ایک جگہ اور بقہ ایام تو ریح اسکا صاحب معاملہ نے یوں فرمایا ہے کہ ان چار دنوں میں دون پہلے شمس کیے گئے

کما قال رد الاثر علی الاول فی الذکر کیا نقول تزوجت اس امرۃ والیوم شبتین واحدہما ہی اتی ثرود جہنما بالاس حلقہ کو اختلاف ہے کہ ایام سے آخرت کے ایام مراد ہیں یا دنیا کے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وعامہ اہل علم قائل باول ہیں اور ایک ہر ذرا اس عالم کا برابر ہزار برس اس جہان کے ہوتا ہے

کما قال الصدقہ قالے وان یوما عند ربک لک الف سنۃ مما تعدون اس جگہ ایک خدشہ ہے کہ روز و شب موقوف طلوع و غروب آفتاب پر ہیں اور طلوع و غروب وجود آفتاب پر اور وجود آفتاب خلقت آسمان و زمین پر پس قبل پیدائش آسمان و زمین روز و شب کس طور سے متصور ہو سکتے ہیں اور آیات سے واضح ہے کہ دون میں زمین بنائی اور دون میں آسمان بنایا پس بعض اہل علم اس اشکال کے جواب میں کہتے ہیں کہ مراد حقیقت ایام کی نہیں ہے بلکہ بیان مدت ہے یعنی تمام خلقت عالم کی اس مدت میں ہوئی ہے کہ اگر اسکو مدت شب و روز پر قیاس کو بن نوچہ روز ہوتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ صبح و روز و شب طلوع و غروب سے معلوم ہوتے ہیں اسی طرح اور حرکات سے بھی دریافت ہو سکتے ہیں پس

احتمال قوی ہے کہ قبل خلقت ارض و سما جس وقت نور عرش منتشر ہوا تھا اس وقت کو رد اعتبار کرتے تھے اور جب پوشیدہ ہو جاتا تھا تب رات شمار کرتے تھے چنانکہ اب بھی عرض تسعین میں کہ آبادی زیر قطب شمالی کا نام ہے اور گردش فلکی اس مقام میں رجوی ہے اور طلوع وغروب وہاں کا بحرکت اولی نہیں ہوتا اسی اعتبار کرتے ہیں یعنی طلوع وغروب وہاں کا بحرکت خاصہ چھ چھ مہینے کا ہوتا ہے اسی پر وہاں کا شمار ہے یعنی اول حمل سے آخر سنبلہ تک اور اول میزان سے آخر ثور تک رات اعتبار کرتے ہیں اور اہل تحقیق قائل ہیں کہ روز و شب جس طرح حرکات سابقہ سے محدود ہو سکتے ہیں اسی طرح حرکات لاحقہ سے بھی سبق ایام کہ مدت پیدائش آسمان و زمین کے ہیں اسی خلقت سے محدود ہوئے یعنی جب ایک کام کیا اب تک وہ ہوا جب دوسرا کام کیا دوسرا روز ہوا گویا چھ روز سے چھ مرتبہ مراد ہیں کہ دوسرے توجہ آسمان سے ہوا ایک بار واسطے مادہ کے جو کہ پانی ہو دوسری بار واسطے القارصہ و بسطہ کے کہ وجود کو اکب اور ترتیب طبقات ہفت آسمان سے عبارت ہے اور صد در حرکات خاصہ اسی کے طفیل سے ہیں اور چار مرتبہ توجہ زمین سے واقع ہوا ایک مرتبہ واسطے ہم پہنچانے مادہ سفلیات کے دوسری مرتبہ واسطے القارصہ و بسطہ کے تیسری بار واسطے افاضہ و صور معدنیہ کے چوتھی بار واسطے القارصہ و نباتیہ کے کہ قوت حیوانات بیشتر اسی سے ہوتا ہے اور یہ جو باوجود قدرت ایجاد کے آفرینش شایین تدریج واقع ہوئی سو یہ دلیل اختیار قادر و بخار پر اور اشارہ ہے ترک عجالت و اضطراب پر اور ایمان ہے غایت ثانی پر اور مؤید اس قول کا ہے التعلو من الشیطان والقتال من الرحمن سے ہاتھی گشت موجود از خدا تا بخشش و زاین زمین چرخ و رنہ قادر بود کر کن فیکون بد صد زمین و چرخ آوردی برون داین ثانی از سپے تعلیم تست چہر کر در کار ویر آید درست فامدن عرض تسعین میں حکم ادا صوم و صلوة کا یوں ہے کہ جب قناب بحرکت خاصہ بروج شمالیہ میں ہو یعنی حمل سے آخر سنبلہ تک دے کہ اس عرصہ میں وہاں کچھ باشندوں پر دورہ شبانہ روزی ہیں غائب نہیں ہوتا ہے اور حرکت فلک الافلاک سے ہر روز ایک مدار کو قطع کرتا ہے پس لازم ہے کہ مدار ہر روز کو دو حصہ کریں ایک کو دن اعتبار کر کے نماز فجر و ظہر و عصر و اکراہ موافق اوقات نماز کے اور دوسرے حصہ کو رات اعتبار کر کے اول مغرب پر حین اور جب آفتاب رابع مدار پر پہنچے تو عشاء و اکراہ اور جب آفتاب بروج جنوبیہ میں ہو یعنی میزان سے آخر ثور تک داخل ہو تو بھی اسی طرح حساب کر کے ہر اکمل یوم و لیلہ کو تنصیف کریں یعنی نصف کو رات قرار دیں اور نصف کو دن اور طریق اسل صوم کا یہ ہے کہ منطقہ بابل و فرات و درجہ منطقہ البروج سے میلان رکھتا ہے سو جب آفتاب منازل شمالیہ میں ہو گا تو مدار اسکا وہاں کے لوگوں پر دائرہ منظر پر بیٹھا

بیان احوال

بیان احوال

۱۲

پس لازم ہے کہ ہر بار کو نصف نصف کر کے صوم و افطار کریں اور جب منازل جنوبیہ میں جائیں پھر ہی حساب جاری کریں مگر موافق قواعد آسانی شرع کے حکم صلوٰۃ اور طریق سے بھی نکل سکتا ہے کہ جب چھ مہینے کا دن اور اس قدر رات کسی جگہ ہوگی تو حکم جبلت بشری اتنے دنوں تک بیدار رہنا یا سونا محالات عادیہ سے ہے تو لابد وہاں کے باشندے اس قدر رات میں وقت استراحت و خواب کو وقت تلاش سے علیحدہ کرتے ہوئے سو وقت تلاش تردد کو آنکھ میں روز قراہینا چاہیے اور ہر روز کی نمازیں آسمین چنا چاہیے اور وقت استراحت خواجگے شب و صبح کی نمازین اول و اوسط میں پڑھنا لازم ہو اسی طرح روزہ و افطار یہ طریق نہایت مسلسل موافق قواعد فقہیہ کے ہو اور پھر ظاہر ہو کہ عود و عادت کو بعض احکام میں عند الفوت مستحب ہے نہ کہ کلام اللہ میں بھی اس مطلب پر ایسا ہے چنانکہ آخر سیارہ ہشتم میں فراتے ہیں خالق الاصلح و جعل الليل سكنا والشمس والقمر بياناً لذلك تقدير العزيز العليم یعنی چھوڑ نکالنے والا صبح کی روشنی اور رات بنا کی آراگاہ اور سورج و چاند حساب یہ اندازہ رکھا ہے زور آور خبر دار نہ آؤں سیارہ ہشتم میں ارشاد ہوتا ہے ومن رحمته جعل لكم الليل والنهار لتسكنوا فيه ولتبتغوا من فضله یعنی اپنی رحمت و لطف سے گردانہ ہے رات و دن کو سکون و استراحت و تلاش معاش کے واسطے اس عبارت میں لطف و نشر ہے یعنی شب براہی سکون و استراحت و روز براہی کسب تلاش معاش آس آیت سے یہ بھی مفہوم ہوا کہ وقت شب حقیقت وقت استراحت ہے کسی طرح کی ہو اور یوم وقت تلاش اور تردد ہے کسی طرح کی ہو یعنی طلع و غروب قنابل ہاتھ پرنیں مگر قبض فقہ نشون کو اس مقام پر شبہ پڑ گیا کہ موافق کتب اصول کے سبب جو نماز و روزہ کا وقت ہے اور عرض تسعین میں جب وقت نماز ملا یعنی طلوع غروب و زوال آفتاب جب ہر روز نہوا تو وجوب بھی ساقط ہے کیونکہ سبب بدون سبب یا نہیں چاہیے اور جواب یہ ہے کہ اہل اصول جو وقت کو سبب جو کہتے ہیں سو یعنی علامت ہے اور اصل میں سبب وجوب حکم خدا ہے اور حکم الہی کا بھی ایک سبب ہے یعنی حکمت مقصودہ پس نماز میں سبب وجوب و حقیقت تہذیب و فکر خالق و دفع غفلت ہے اور صوم میں کسر نفس تبرک الوفا تہذیب و راز اور سیارہ وجود نوع انسان کو لازم ہیں جہاں کہیں ہو مخصوص کسی ولایت و شہر سے نہیں ہے ہذا ما حققہ زمرۃ العلماء استاذ الاستاذ فی بعض تقریرات اب مخفی نہ ہے کہ یہ جو کلام الہی میں زینا السمار الدنیا بمصاحج واقع ہوا اس سے مراد یہ ہے کہ آسمان دنیا کو جس میں ہاتھ پرنے کے ان چراغوں سے زینت دی ہے جو ادھر کے آسمانوں میں ہیں کیونکہ تہذیب سکون کی اسپر موقوف نہیں ہے کہ تمام چراغ اسی مکان میں کئے ہوں بلکہ طریق تہذیب ہی ہے کہ مکان کے اوپر قنادیل آویزاں کرتے ہیں تاکہ روشنی آنکی سبب

بہان آسان

بہان دیگر آسان

بہان رازدارانہ

بکانات میں تشریف اور اگر چراغوں کو اسی مکان میں رکھ دین تو انتشار اسکا اُس مکان میں کینہی
 نہوگا الغرض اس آیت سے کو اکب کا سار دنیا میں قرار دینا خلاف عرفہ اور حقیقت تزیین اسی آسمان کی
 مقصود تھی کیونکہ یہ آسمان سب کے نیچے اور کل کا نظر انداز ہے علی الخصوص بل ارض کی نظر میں بشباعت
 آسمانوں کے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سب تلے اسی آسمان میں ہیں اور زینت میں امر واقعی اعتبار
 نہیں رکھتا بلکہ وہ خبر ہے جو کہ موافق نظر نبی آدم کے ہو لہذا فقرہ کو زرا اندوہ و لمح کرتے ہیں تاکہ نظر میں نہ نظر
 آوے اور ایک چراغ کو اٹنی ہزار میں دیکھتے ہیں تاکہ بہت چراغ دکھائی پڑیں مگر تخصیص آسمان
 دنیا کی اس لیے فرمائی کہ تخت گاہ سلطان عالم کا دروازہ ہے تو ایسے دروازے کو آراستہ کرنا اور اس پر
 وچک بار محین کرنا اور ٹوٹ غلو اس مقام میں رکھنا تو رک بادشاہی کے مطابق تھا چنانچہ دوسری
 جگہ فرماتے ہیں وجعلنا یارب جلال شیطین یعنی انہی نے رکھی پھینک شیطانون کو کیونکہ وہ چراغ گویا توپ کے
 گولے ہیں واسطے رجم شیطین کے جو کہ بنا پر جاسوسی مدبرات عالم بالال کے جاتے ہیں اس غرض سے کہ
 اہل ارض ومان کے اخبار پہنچا دیں اور خود عالم الغیب و شریک تدبیرات الہیہ کے نہیں اور اعمال نبی آدم کو
 فاسد و خراب کریں اور طریق جمع یوں جاری ہے کہ طائفہ ملکوت شعلہ کو اکب سے جو سار دنیا میں جمع ہیں
 کسی قدر آگ لیکر روشن کرتے ہیں اور شیطین پھینکتے ہیں اور حکما کہتے ہیں کہ حقیقت شہب صرف اذخہ عرقہ
 ہیں بایں ہمہ اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ دھواں زمین سے جانب آسمان جاتا ہے جب کہ وہ مار کے
 متصل ہو چکا ہے تو بسبب بقا و بقیت کے جل اٹھتا ہے پھر اگر لطیف ہے تو جلد محو ہو جاتا ہے اور جو غلط
 تو کئی ن بطور نیرہ یا دم دار اشارہ وغیرہ کے رہتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آسمان قمر کے نیچے آگ کا گڑھ ہے
 اور اس گڑھ سے گاہ بہ گاہ حرکت کر کے ایک شعلہ بسبب جمع ہونے شعلہ کو اکب مارتا ہے کسی درجہ میں جا
 فلیکھ ہے حاصل ہوتا ہے اس سے کوئی شرمندہ چنگاری کے علیحدہ ہو کے نیچے آتی ہے اور طبقہ دھانی میں
 جو بایں کرۂ نار ہو اور صرف کے ہے نمود ہوتی ہو اور ڈرتے تلے کے مانند نظر آتی ہے اور جب طبقہ زمہریر میں
 آتی ہے تو جم جاتی ہے اور نظر سے غائب ہو جاتی ہے اور ان دونوں باتوں میں بحث ہے کیونکہ جو نور
 اس قسم کے ساروں میں دکھائی پڑتا ہے اسکو شعلہ آتش سے کہ دھوین کے ساتھ مشتعل ہو جاتا ہے
 ہرگز مشابہت معلوم نہیں ہوتی بلکہ نور اسکا مشابہت کاملہ نور آسمانی سے رکھتا ہے چنانکہ ظاہر نظر آتا ہے
 اور یہ بھی ہے کہ بہت حرکت اس ستارے کی موقوف تحت و فوق نہیں ہے تاکہ اذخہ صاعدہ کا شعلہ
 یا انکار سے گرنے واسطے پر حمل کیا جائے اکثر اوقات داسنے سے بائیں طرف اور بائیں سے داسنی طرف
 دوڑتا ہے اور صبح معلوم ہوتا ہے کہ حرکت انکی طبعی نہیں ہے بلکہ کوئی زبردست ارادے اور اختیار

طریق بہرہ
 شہابہ شب

واقع ہوا ہے اُس سے مرتبہ قضا و بجا و مراد ہے گویا کہ زمین کو بصورت باغ آراستہ کیا ہے اور مفضل ہے کہ اولاً زمین کو غایت خردی میں پیدا کیا پھر اور آسمین اصول جبال و برکت اہلار و ولایت رکھی ہو اور خوراکین حیوانات کی نباتات و اشجار سے مقرر کی ہوں بعد ازاں آسمان سے متوجہ ہو کر سات طہش فرمایا ہو اور انگوگردش و دیگر کوم و لیل و نور و ظلمت غلاہر کی ہوں پھر زمین کو بچا کر حقیقت اولیٰ سے زیادہ فراخ کیا ہو کہ نفل عن الحسن البصریٰ اور اس توحید سے جمیع آیات باہم مطابق ہوتے ہیں اور یہ قضیٰ منع ہوا جانتا ہے اور مخفی نہ ہے کہ از روی رصد و حساب معلوم ہوا ہے کہ دائرہ عظیمہ کہ زمین پر فرض کریں پھر فرسخ ہے اور ہر فرسخ تین میل اور ہر میل تین ہزار گز اور ہر گز بیس اکل مضموم اور ہر انگشت مقداد و تین چھ جو معتدل کے اور قطر زمین دو ہزار پانسو پینتالیس فرسخ ہے تقریباً کہ سات ہزار چھ سو پینتالیس میل ہوتا ہے اور نزدیک حکما و متاخرین انگلستان کے قطر زمین کا تین ہزار نو سو ستاون کر وہ ہے اور ملاحظہ چند کتب معبرہ سے واضح ہوتا ہے کہ مساحت تمام کرہ زمین کی چھ کروڑ بیس لاکھ اور بیس ہزار دو سو بیس میل ہے اور مساحت معمولہ ربع مسکون ایک کروڑ چالیس لاکھ بیس ہزار دو سو بیس میل ہے اور بعض ارباب تحقیق لکھتے ہیں کہ تمام دائرہ کرہ ارض کا آٹھ ہزار نو سو بیس کروڑ چوبیس ہزار کر وہ اور مسافت ہر کرہ کی دو میل اگر نیمی اور طول ربع مسکون مشرق سے غرب تک بارہ ہزار کر وہ اور عرض جنوب سے شمال تک دو درجہ کہ چھ ہزار کوس ہوتا ہے اور ہر کرہ چار ہزار گز اور ہر گز پینتالیس انگشت اور ہر انگشت چھ جو اور ہر جو چھ بال یا بال اسب اور مساحت معمولہ ارض کہ عبارت ربع مسکون سے ہے چھیالیس لاکھ چھ ہزار سات سو چالیس فرسنگ ہے اور یہ بھی جانتا چاہیے کہ ہر درجہ زمین کا چھیالیس کروڑ دو ہزار چھ سو چھیالیس گز سوال انگشت ہے اور ساتھویں حصہ درجہ کو دقیقہ کہتے ہیں اور مساحت ہر دقیقہ زمین کی ایک کر وہ چار سو چالیس گز ہے اور ہر دقیقہ کے ساتھ ثانیہ ہوتے ہیں اور مسافت ہر ثانیہ کی چوتھ گز ایک انگشت ہے اور روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو کعبہ عظیمہ کے مقام سے پیدا کیا اور اُس جگہ سے فراخ و منبسط فرمایا لہذا اس مکان عالی شان کے حق میں وارو ہے ان اول بیت وضع للناس اور اسید واسطی شہر کہ کو آم الفرس کہتے ہیں اور جو بعض کہتے ہیں کہ موضع لبسط ارض بیت المقدس میں ہے یہ روایت ضعیف ہے اور حضرت اساذ و الاساذ تفسیر سورہ تون میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس و فتاوہ و سدیی و مقاتل و کلبی رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ بعد خلقت ارض و سما و خالق کہ پانے ایک فرشتہ زیر عرش سے بھیجا کہ وہ ساتویں طبق زمین کے نیچے گیا اور آئے زمین کو اپنے سر کندھوں پر بٹھا ایک ہاتھ اُس فرشتے کا مشرق میں ہے اور دوسرا ہاتھ مغرب میں اور دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں

کہ ساتون طبقے زمین کے انھیں دونوں پر لیے ہوئے کھڑے اور چونکہ اُس کے پیروں کو جائے قرار و رکاوٹ تھی اس لیے ایک بیل قدرت کا لہ سے ظاہر فرمایا تاکہ اُس پر قدم فرشتے کو ٹھہراؤ ہو اور ایک زمرہ اُس کے گویاں پر رکھ دیا تب پیر اُس کے ٹھہرے اور اُس بیل کے چالیس ہزار چالیس ہزار پانچویں اور سینگ اُس کے اطراف زمین سے نکلے ہوئے ہیں اور دونوں تختے دریا سے شور میں ہیں کہ جب دم اپنا باہر کو چھوڑتا ہے تو آبِ ریا میں کیفیتِ مد کی پیدا ہوتی ہے اور جب دم کو کھینچ لیتا ہے تو جبر شروع ہوتا ہے گویا بیل کے کھڑکے تھے اس لیے ایک قطعہ سنگ قدرت کا لہ سے پیدا فرمایا کہ سطح پر غلط اسکا مانند غلط و شخ با توئی کان کے اور تھپسہ وہی ہے جسکو حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کی نصیحت میں سونے آسمان وزمین کے

بیان کیا ہے کہ یا بنی انہا ان تک شغال جتہ من خردل فنکن فی صخرۃ او فی السموات او فی الارض یا تہما اللہ تعالیٰ او فی میرے اگر کوئی چیز ہوگی برابرائی کے دانی کے پھر وہ پھر میں ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں لایگا اسکو اللہ العزیز واسطے ٹھہراؤ اس پھر کے ایک مچھلی عظیم الجثہ پیدا کی اسکی پشت پر اس پھر کو رکھا اور تمام بدن خالی ہے اور مچھلی دریا میں ہے اور دریا ہوا پر اور ہوا معلق کھڑی ہے اس میں ہر گز تہ کے بناے عالم ہر برباد است کہ ذکرہ الشعلی فی تفسیرہ اور نزدیک ابن عباس و قتادہ وغیرہ مفسرین کے نام اس مچھلی کا یہ موت ہے اور بعض کے نزدیک لٹوٹا اور بعضوں کے نزدیک مہوت اور بعضوں کے نزدیک لٹوٹا یا نظم الجواہر میں بات چیمپو بن کے فصل دوسری میں حدیث امیر المومنین علی بن ابیطالب سے سورہ نون کی تفسیر میں منقول ہے کہ نام اُس ماہی کا ہوتا تھا چچا نچہ ایک شجر تھی بنجا ب سے نقل کیا ہے مالی اراکم کلکم سکونا + والدہ بی خالق البرھونا + بعض اہل تفسیر فرماتے ہیں کہ یہ مچھلی وہ ہے جسے حضرت یونس کو تین دن یا چالیس دن حکمِ خدا پیٹ میں رکھا تھا اور بعضوں نے کہا کہ یہ وہ مچھلی ہے کہ جسکے خون میں نمرود کا تیرہ دیکھ آیا تھا اسو سٹے کہ ان مچھلیوں کو اور مچھلیوں سے فضیلت ہے کیونکہ ایک نے پیغمبر کو باادب پیٹ میں رکھا دوسری نے خدا پر اپنی جان فدا کی کعبہ مبارک روایت ہے کہ ایک روز ابلیس پر ابلیس علیہ اللعۃ اُس مچھلی کے پاس گیا اور بولا کہ تو نے کس واسطے یہ بزرگ عظیم اپنے سر پر اٹھایا ہے ایک بار کی جنبش میں سب بار گرا پڑتا ہے اور نجات ملی جاتی ہے سو مچھلی نے ارادہ کیا کہ حرکت کروں مجھ کو اس قصد کے حق تعالیٰ نے ایک جانور بھیجا کہ اسکی ناک میں گھس کر نفخ دیکھ پھونچا سو مچھلی اس سبب سے متعجب ہو کر حضرت پروردگار میں شکایت کرنے لگی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بڑا اُس دوسرے شیطانی کی ہے جو تو نے قبول کیا بعد اُس کے جانور کو حکم ہوا کہ اسکے کان سے نکل منافق شجر بیٹھا رہے جب پھر کبھی ایسا ارادہ کرے تو پھر وہی حال اسکا کرے یہ قصہ ہر مرد و ہونے ابلیس لعین کے

یہاں تک کہ

یہاں تک کہ

واقع ہوا ہے تفسیر خالق لایزال نے جو اپنی قدرت کاملہ سے سات طبق آسمان کو پیدا کیا سو اسکا سر
 محققین سے تفسیر جو اہل زمین لکھا ہے کہ یہ عدد کامل ہے اور دلیل اسکے کمال کی یہ ہے کہ عدد اصل میں
 یا جفت ہے یا طاق جفت وہ کہ برابر برابر تقسیم قبول کرے اور طاق یعنی فرد جو کہ مساوی منقسم ہو سکے
 اور عدد زوج ہے یا زوج الزوج کہ سلسلہ اعداد کے شروع تک بازواج منقسم ہوتا ہے یا زوج الفرد کہ
 آخر القسام اسکا فرد ہوتا ہے سو ثنیون قصین اس عدد میں پائی جاتی ہیں مثلاً تین پہنچ فرد پہلی چار زوج زوج
 اور چھ زوج الستہ اور یہ بھی دلیل ہو سکتی ہے کہ سات کا عدد پہلا ہے اعداد میں اس صفت پر
 کہ عدد تمام اسکا شوم ہے یعنی اگر فرد اول کو زوج ثانی سے جمع کریں مثلاً تین کو چار کے ساتھ یا زوج
 اول کو فرد ثانی سے مثلاً دو کو پانچ سے تو وہی عدد سات کا حاصل ہوتا ہے لہذا اکثر معظمت علوی و ملی
 اور بعضہ و متاع شری رحیمی و کئی اور سزا و تکلام ربانی سب اسی میں چنانچہ منجملہ علویات کے دو چیزیں ذکر کرنا
 اول اکابر ائمہ علیہم السلام کہ سات طاہرہ میں پہلا حدیث کہ شہود و جمال حضرت ذوالجلال میں
 خوش حال ہیں کہ سب اسے اسکے کچھ بھی خبر نہیں رکھتے اور ایسے مستر الوصال ہیں کہ لذت فراق سے اصلا
 واقف نہیں سے اکثریت وصال مذائم وصال حبیت + چون باعبان پرست و انعم زبوسے گل +
 یہ فرقہ غریبی لمحہ عبادت ہے حدیث میں وارد ہے کہ اس قسم کے فرشتے اس کثرت سے ہیں کہ آسمانوں میں
 بالشت بمرجہ لیسے خالی نہیں کوئی قیام میں کوئی سجود میں کوئی رکوع میں مشغول ہے دوسرا طاہرہ
 بارگاہ ربوبیت دوسایہ فیض الوہیت کہ روح اعظم انکے اول صف میں اور روح القدس جو عبارت حضرت
 جبریل علیہ السلام سے ہے آخر صف میں یہ دونوں طاہرہ کو بیون میں محدود ہیں تیسرا حلقہ عرش
 جو تھا ملکوت اعلیٰ پانچواں ملکوت اسفل یہ دونوں طاہرہ روحانی میں شمار کیے جاتے ہیں چھٹا
 ملکوت فرفرہ و برہ و حریرین صحائف ساتواں کرام کا تہن کہ آدمیوں کے افعال و اقوال لکھتے ہیں ووم
 کو اکب سب کہ حکم حکمت الہی منبع فیوض نامتناہی ہیں نام انکے آسمانوں کے نام کے ساتھ بیان ہو گئے اور
 منجملہ سفلیات کے نو چیزیں بیان کرتا ہوں ایک زمین کہ آیتہ ومن الارض مثلہن سے ظاہر ہے
 یعنی زمین مثل آسمانوں کے سات ہیں ووم درکات والوایہ ووزخ لہا سبوا ابواب کل باب
 منہم جزء مقسوم یعنی اسکے سات دروازے ہیں ہر دروازے کو انہیں ایک فرقہ منبٹا ہے اور نام
 اسکے زمین کے نام کے ساتھ بیان ہو گئے سوم وریا ہا سے مشہور کہ معدن منافع و مجمع عجائب میں
 سات ہیں چنانچہ ارشاد ہوا ومن بعدہ سبعۃ اجر ایک بحر چین کہ طول اسکا مشرق سے مغرب تک
 اٹھ ہزار میل اور عرض و دہر سات سو میل کا ہے دوسرا بحر مغرب کہ اسکو بحر محیط کہتے ہیں اور

حکمت منبت
 آسمان

سوار کا بیک

فریسیہ جیون

دریای سید سے ملحق ہے طول اسکا کسیکو معلوم نہیں تیسرا بحر بنفس کہ لا وہ قیرے قسطنطنیہ تک ہے
 طول اسکا ایک ہزار تین سو میل و پانچ سو میل کا جو پچھتر ہزار و پانچ سو میل اور
 چھ سو میل کا ہے پانچواں بحر زمرین شام میں ہے چھواں بحر حیران کہ اسکو ابکون بھی کہتے ہیں طویل ہکا
 سے مغرب تک میں سو فرسنگ کا ہے۔ آٹواں بحر خوارزم کہ اسکا دور تو فرسنگ کا ہے چہارم
 اقالیم سید کہ سکندر نامی ان دو ملین آری بیان ہے تفصیل انکی کتب حکمیہ میں موجود ہے پنجم
 جبال کہ قرآن وحدیث میں آتا مذکور ہے سات میں جبل امل بقیس کہ تاشا گاہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم تھا دوسرا کہ اسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے خلوت کے تشریف لیجانے تھے
 یہ دونوں پہاڑ کہ تشریف میں واقع ہیں تیسرا اور سینا ملاقات کلمہ حضرت کلیم علیہ السلام کی شکل
 قدیم ہے وہاں ہونی تھی اور یہ پہاڑ قبیلہ الی میں ہے واقع ہے چوتھا طور دنیا پانچواں طور زیبا
 کہ بقول بعض منہ بن و التین والزیقون انہیں و دون سے اشارہ ہے اور یہ دون پہاڑ
 الحایب ولایت شام میں ہیں کہ اردو و ہبارہ ایدال و اتا و اس میں سکونت پذیر ہیں چھواں جو
 کہ کشتی حضرت نوح علیہ السلام تھا وہاں پہاڑی بھی چنانچہ استوت علی الجودی اسی سے
 اشارہ ہے اور یہ پہاڑ بزرگہ موسیٰ میں ہے ساتواں جبل احد کہ مزار حضرت سید الشہدا
 ابراہیم بنی ہنزلہ ضی اللہ علیہ کا ہے اٹان واقع ہے اور یہ پہاڑ مدینہ منورہ میں ہے علی صاحبہا الصلوٰۃ
 والسلام ششم جو قبر نبی کہ سعد بنات سے نکلتے ہیں سات میں باقوت لعل فیروزہ الماش
 زہریدہ در درجہ ان ہفتیم خازنات کہ سات میں سونا چاندی تانبہ لوہا ستیا پتیل لکڑیا ہشتہ
 نباتات جو عمر دار ہیں بھی سات میں پہلا وہ کہ جب کا پھل کھایا جاتا ہے جس طرح ہنجر و سرادہ کہ کوسٹ
 اسکا کھایا جاتا ہے جس طرح عنب تیرا وہ کہ مغز اسکا کھاتے ہیں جس طرح پستہ جو تھادہ کہ
 جسکا وسط کھایا جاتا ہے جس طرح خریرہ پانچواں غذا ہے دوائی چنانچہ انار چھواں وہ کہ محض
 وہاں سے جیسے بلبلجات ساتواں وہ کہ بالکل مضر ہے جس طرح جوزائیل سم قاتل نہم حیوانات
 غیر ناطق کہ سات میں اول سم شگافہ چون گاؤ گو سفند دوم گول سم دالے جیسے گھوڑا خچر سوم سلح
 چون شیر بر چہارم طیور پچھو باغ عقاب پنجم حشرات زمینی مثل موش و کشت ہشتہ بیٹکے بل جیسے
 چون سانپ۔ خلق ہفتیم حیوانات آبی چون حوت و سمک و اسکا اور اگر قائم آسانی میں فکر کیا جائے
 تو معلوم ہوتا ہے کہ اعضاء ہر کہ بظاہر بھی سات میں شہر و لون پائون دون باخہ پشت شکم
 اور اعضاء باطنیہ بھی جنکو بزرگی و شرافت ہے سات میں دل محل حرارت و غریزی وضع ہونی چاہی

نہر حیران

تیسرا بحر بنفس
 چھواں بحر حیران
 ساتواں جبل احد

نوداع مستدفعہ، موضع روح نفسانی و جگر قاسم اغذیہ و مسکن روح طبعی و انشیان محرمی منی چارون بقول
 صبح اعصاب رئیسہ میں تپش کہ آتہ نفس مروجہ دل سے و نخلع کہ اعصاب و دماغ میں متوسط ہے
 و زبان کہ آلفظ و ترجمان دل سے و ماہین اعصاب ظاہری اور باطنی کے واسطہ سے اسی طرح سات عضو
 اور میں کہ انکی طرف بھی کمال احتیاج ہے اول مری و گدڑ طعام و دوسرا معدہ مطبخ غذا تیسرا امعاء محل فصلات
 چوتھا زہرہ مائع صفرا پانچواں سپرز مستقر سودا و اچھوان و شہانہ کہ طرف سے پانی کا جو خون سے صاف ہو کر
 نکلتا ہے سائواظہر کہ ستون بدن سے علی بنہ القیاس اعصاب مفرغہ کہ ترکیب بدن اُسے ہوئی ہے
 بھی سات میں استخوان گوشت پوست رکت پی عروق و رباط اسی طرح اطوار خلقت انسانہ کہ
 آیتہ لقد خلقنا الانسان من سلالہ من طین سے مفہوم ہوتا ہے بھی سات میں سلالہ اوطین نطفہ علقہ
 مقننہ عظام لحم خلق آخر کہ حدیث میں آیا ہے کہ خلقتم من سبج و زرقتم من سبج اسی طرح اطوار خلقت
 انسانی بھی سات میں لوزین طباق عن طبع مثلاً صنعت یعنی شیر خوارہ فطیم یعنی شیر چوڑا رکھا انی دونوں جانوں
 میں نام طفولیت کا انپر ہوتے ہیں بعد اسکے صبی کو وک نرسیدہ پس از ان کا بچہ اُسکے بعد شباب کہ بچو
 شیفیتس برس تک ہوتا ہے و بقولے چالیس برس تک پسر سن کمولت اور آخر میں شیخوت اور قوائے
 مدہ کہ انسانی بھی سات میں باصرہ سامعہ شامعہ ذائقہ لامسہ و اچھہ کہ ادراک جزئیات اُس سے متعلق ہے
 عاقلہ کہ دریافت کلیات خاصہ اُسکا ہے اور قوائے نفسانی بھی سات میں جاؤدہ کہ اشتہا کو حرکت
 میں لاتی ہے ماسکہ کہ غذا کو تعریف کے لیے رکھ چوڑتی ہے ہاضمہ کہ غذا کو تصرف کرتی ہے و افدہ کہ
 نفل کو دفع کرتی ہے غاذیہ کہ غذا کو بدل بخیل کر دیتی ہے ناسیہ کہ اجزا کو بطور مناسب نشو و نما دیتی ہے
 سولہ کہ تولیہ مثل متعلق اُس سے ہے اسی طرح سر میں کہ تحت گاہ سلطان عقل کا ہے سات روزن رکھتے ہیں
 دوکان و دواکھین متخزن و جن اسی طرح حلیقات اکھون کے کہ دیدہ بان قصر بدن کے اور جاسوس بادشاہ تن
 کے ہیں بھی سات میں صلیبہ شیمہ شکیبہ عینکوبہ عینیہ قرنیہ عظمیٰ و اقیاس اصول رنگ کہ باصرہ اس سے
 فائدہ اٹھاتا ہے سات میں سفید سبز کہ دونوں لباس ہشتیوں کے ہیں سرخ زرد کہ یہ دونوں رنگ موضوع
 ہیں واسطے معشوق کے سیاہ کہ یہ رنگ دوزخیوں کے لباس کا ہے کہو کہ یہ رنگ آسیانی ہے رنگ
 بنفش کہ یہ رنگ نہایت دلتان ہے اور اگر شریعات میں ملاحظہ کیا جائے تو بہت ایسی چیزیں ہائیکہ لیلی
 جو سات میں متجملہ انکے نزول قرآن ہے کہ سات حرف پر مچا ہے ان ہذا القرآن انزل علی سبۃ
 احرف اور سرنامہ کلام الہی کہ سبع مثانی سے ہے و علی ہذا واجبات نماز کہ بقول بعض ائمہ سات ہیں
 اور کبار متفق علیہ بھی سات ہیں چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے اجنبوا السبع الموقبات یعنی شکر

اور سحر اور نفس مومنہ کا ناحق مارنا اور سحر و کھانا اور تہمت کا مال لینا اور صف جہاد سے بھاگنا اور حج و عمرہ کو نہ لگانا
نہت کرنا اور عورات نسبی بھی سات بینان بی بی بنت عتہ خانہ بھائی کی بی بی بنت کی بی بی اور عورات سبھی
بھی سات بین دو دم کی بان رہن و سات اور اس عورت کی لڑکی جسکے ساتھ جاع کیا ہو اور
بہو اور شوہر وار عورت و جمع کراد و ہنون کا وطنی میں آورا اگر کوئی شخص کتب تصوف سے شرف
تو دیکھ لے کہ محققین کے نزدیک ایمہ اسماعیلی بھی سات بین النبی العالم المرید القادر الشیخ البصیر المشکک اور
فصل تیس اول باب تشریحات میں لکھا ہے کہ ابدال امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ مفت اقلیم کے
تصرف میں ہے بھی سات بین عبدالحی بر قدم ابراہیم ۲ و عبد العظیم قدم بقدم موسیٰ ۳ و عبد الودود و عبد کبیر
بر قدم ہارون ۴ و عبد القادر بقدم ادریس ۵ و عبد الشکور با عبد الطاہر بر قدم یوسف ۶ و عبد السمیع بر قدم موسیٰ ۷
و عبد الباقی بقدم آدم علیہ السلام ملو قدم سے اخلاق بین یا یہ کہ فیض حق دونوں گیر ایک مجلس سے
مخفی نہ ہے کہ رجال الغیب وارواح مقدسہ کی قسم میں آرا بخلہ افراد بین یہ وہ لوگ ہیں جنہیں قطب کا
اعرف جاری نہیں ہے اور افراد بعد طاق بین نہ جفت اور قطب جسکو عوث بھی کہتے ہیں ایک ہی
ہوتا ہے سہمی عبد القدیر شخص محل نظر حق ہے و سبب میل ندرت خلافت ظاہرہ اسکو حاصل ہوتی ہے
جس طرح خلفاء اربعہ و امام حسن و معاویہ ابن یزید و عمر ابن عبد العزیز و متوکل علی اللہ اور قطب قطب
اسرائیل علیہ السلام ہوتا ہے اور وہ شخص قطب کے عین و شمال ہوتے ہیں ایک عبد الرب ناظر عالم ملکوت
جانب بین دوسرا عبد الملک بسا عوث ناظر عالم ملک کہ عبد الرب سے فضیلت رکھتا ہے آرا بخلہ افراد
کہ اطراف عالم میں قیام پذیر ہیں عبدالحی مشرق میں عبد العظیم مغرب میں عبد المرید شمال میں عبد القادر
جنوب میں آرا بخلہ ابدال میں کہ مذکور ہوئے آرا بخلہ بین کہ آٹھ نفر ہیں اور محل انقال خلافت پر صرف
رہتے ہیں آرا بخلہ نقاب بین یہ بارہ شخص میں مطلع براسرار نفوس آرا بخلہ بیلا بین یہ بھی بارہ شخص ہیں
جب کوئی زمین فوت ہوتی ہے تعاقبی قائم مقام مجموع رہتے ہیں آرا بخلہ چین کہ اول رجب میں ایک بار
عظیم آئین ظاہر ہوتا ہے کہ حرکت سے باز رہتے ہیں اور روز بروز وہ ثقل خفیف ہوتے ہوتے تا اول
شعبان بالکل زائل ہو جاتا ہے کہ ان فی الفوارخ آرتیج کمال الدین کہتے ہیں کہ نجبا پالیس نفر ہیں رقبائے
آرا بخلہ ایک فرقہ ملائکہ ہے کہ انکے حال پر کوئی شخص مطلع نہیں ہوتا یہ لوگ رہا سے یہاں تک احتراز
کرتے ہیں کہ عبادات و طاعات کو پوشیدہ بجا لاتے ہیں یہ افضل الطائفہ ہیں ذلک فضل اللہ یؤتی من
یشاء و آو اخبار و قصص سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر صاحب کتاب بھی سات بین شہید اور
ابراہیم موسیٰ داؤد عیسیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح سات سات چہرین اکثر ہیں اگر

تسلیم علیہ السلام

پان مسافت در کتب
مستوفی

پان مسافت در کتب
مستوفی

پان مسافت در کتب
مستوفی

پان مسافت در کتب
مستوفی

لکھی جاوین تو ایک کتاب براسہ علیحدہ ہر جاوے اسقدر واسطے فضیلت خدمات کے کافی و
دانی ہے قائمہ واضح ہو کہ اہل تفسیر حدیث کے نزدیک مسافت آسمان دنیا کی زمین سے پانسو
برس کی راہ ہے اور اسقدر بفت آسمان میں قیاس کرنا چاہیے اور سخن و گندگی بھی اسقدر ہے چنانکہ
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مشکوٰۃ میں روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ دریاں تمہارے
اور آسمان کے پانسو برس کی مسافت ہے اور اسقدر ہر آسمان میں خاص ہے اور بالاسے ہفت آسمان ہیں
اسی مسافت پر ادنیٰ چھ تمہارے سات طبقے زمین کے بین ایک طبقے سے دوسرے تک پانسو برس کی
راہ ہے پھر فرمایا قسم ہے پروردگار کی اگر ڈالے تم رسی سب کے نیچے تو پڑتی وہ رسی اللہ پر چھو آیت پڑھی اللہ
والآخر والظاہر والباطن و جو کل شئی علیم انتہی ترجمہ الحدیث لخصاً و بعباب ابن عباس کہ اسفل عالم
تا اعلیٰ کنگرہ عرش پچاس ہزار برس کی راہ ہے اور سطح اعلیٰ آسمان دنیا تا زمین ایک ہزار برس کی
مسافت ہے اسلیے کہ میان آسمان دنیا و زمین کے پانسو برس کی مسافت ہے اور سخن آسمان دنیا پانسو برس کی
اور اہل ہیئت کو سخن آسمان کے مقدار میں بہت گفتگو ہے کہتے ہیں کہ پانسو برس کی راہ جو روایات
شرعیہ میں وارد ہے معین نہیں کہ حرکت کس تہر کی کی مراد ہے درائے اسکے قطع مسافت صعود و نوبت
بقطع مسافت سہوار دشوار تر ہے اور زمانہ قطع اول نسبت بزمانہ قطع دوم و چند ہے چنانکہ زمین پہلے
پر طہا اور پہاڑ پر چڑھنا برابر نہیں ہے اسی سبب سے وہ لوگ فراخ اور ایماں سے کعبہ کو فرض کرنے
میں لیکن ایسی علت میں محتمل ہے کہ روایات شرعیہ اور براہین ہندسیہ منطبق ہوں مگر اہل ہیئت سب کو
افلاک متلاصق کہتے ہیں اور منکر فرجہ میں اور اہل شرع اسکے قائل ہیں اور بنا اس متلاصق کی نزدیک ہیئت
کے اسی قاعدہ پر ہے کہ لا فصل فی الکلیات اور وہ قاعدہ محض ظنی ہے کوئی بران قطعی اس پر
پانی نہیں جاتی با این ہمہ اہل اس علم کو اثبات فرجہ کی ضرورت نہیں ہے اور اہل شرع کو سپر و دور مانگ
ما بین دو آسمانوں کے معلوم ہوا ہے تو انکو اثبات فرجہ کی ضرورت ہوئی لہذا انہوں نے ثابت کیا ہیں
نہیں ہے مگر مخالفت لفظیہ اسولے کہ جس مقدار کو اہل ہیئت داخل سخن آسمان رکھتے ہیں شاید ان
سے بعض کو اہل شرع فرجہ اعتبار کرتے ہوں اور باقی کو سخن فی رفع النزاع کذا حقیقۃ استاذ الاستاذ نے
تفسیر العزیزی اور حضرت عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ آسمان ہفتم پر دریا ہے بعد اسکے اللہ تعالیٰ نے عرش پیدا کیا ہے اور اس پر آٹھ فرشتے
پہاڑی مکرون کی صورت ہیں انہیں کی پشت پر عرش ہے اور ما بین شمس و مریخ ان فرشتوں کی
مسافت اتنی ہے جتنی دو آسمانوں کے بیچ میں ہے اور ان پانچ عرش تا بالاسے عرش اسقدر ہے

اور بعض روایات میں واضح ہے کہ وہ فرشتے بزکوبی کی صورت ہیں اور ان کے سر سے تیرن تک لاکھ برس کی راہ ہے سو یہ اشارہ ہے بزرگی جہ پر اور چونکہ یہ صورت مناسب تر باربرداری کی ہے بعید نہیں کہ انکو ہمیں صورت پیدا کیا ہو اور جو بعض روایات میں ہے کہ ایک فرشتہ بصورت آدمی ہے اور دوسرے بصورت بیل اور تیسرے بصورت شیر اور چوتھا شکل کرگس سو اس روایت کے معارض نہیں اس لیے کہ ممکن ہے کہ تمام بدن فرشتوں کا ایک وضع پر ہو اور صورت بزکوبی کی ہو اور چہرے میں اس صورت سے تفاوت واقع ہو اہوتا کہ اختلاف حقائق پر آگاہ کریں جس طرح حیوانات آبی باوجود کہ بدن میں تفاوت نہیں رکھتے مگر چہرہ میں اختلاف فاحش رکھتے ہیں کہ بعض بصورت اسب بعض شکل کلب لیا اور غیر ذلک اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مشکوٰۃ المصابیح میں روایت ہے کہ باہین نرمہ گوش و دوش حاملین عرش کے ساتھ سات برس کی ہو اور روایت صحیحہ میں وارد ہے کہ حاملین عرش کے پیرساتوین زمین کے نیچے تک ہیں اور عرش سر پر رکھا ہے اور وہ سب سر جھکائے تسبیح میں مشغول ہیں اور آج کے دن تک حاملین عرش چار ہزار برس ہر روز شہر اٹھ ہو گئے کہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم العوالم اربعۃ فاذا کان یوم القیامۃ ایدیم اللہ باریۃ آخری پس روایت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی محمول روز قیامت پر کہ چار ہزار ہوں اور کلام الہی بھی اسی پر ناطق ہے کہا قال اللہ ویکمل عرش ربک یومئذ ثمانیۃ یعنی اٹھاونے عرش پر دروکار رہے کو سہ ہون پر روز قیامت آٹھ ہزار ہوں سے فائدہ بالاسے سر و دوش اس واسطے اٹھاونے کے کہ سر ہو چوبہت آٹھ سکتا ہے بخلاف ہاتھوں کے اور فضل عرش ہر روز شہر اس وقت سے دو چند ہو جائیگا اور وجہ دو چند ہونے کی یہ ہوگی کہ عرش اعظم اسی جل شانہ جہان داری کی صورت ہے اور جہان داری اس عالم کی چار صفتوں سے ہے کہ ہر ذرہ میں ظاہر اور سب کو محیط و شامل ہے اول علم دوم قدرت سوم ارادہ چہارم حکمت اور ہر روز شہر اور چار صفتوں کی حاجت ہوگی تاکہ عالم آخری انتشار و نبوی سے ممتاز ہو جائے اول صفت ظہور و انکشاف حقیقہ صرفہ دوسری حقیقت شیعہ و کمال تیسری صفت قدس و طہارت چوتھی صفت عدل پس جب کہ آثار چاروں صفتوں کے پر سبیل عموم و شمول درکار ہوئے تو اگر انی عرش مخوی کی کہ عبارت جہان داری سے ہو بھی مضاعف ہوگی اور بسبب مطابقت صورت و معنی کے عرش صوری بھی گراں ہو جائیگا فائدہ ربیع ہیں مسلمان رضی اللہ عنہما کعب احبار سے روایت کرتے ہیں کہ آسمان دنیا ہر موج آب مطلق ہے اور آسمان دوم چاندی سفید خواہ مرورید کا ہے اور آسمان سوم آہن کا ہے اور چہارم مسکن کا ہے ششم سورج کا ہے ہفتم کا اور ششم زمرد یا سونے کا ہے اور ہفتم یا قوت سرخ کا اور ثامن مین لکھا ہے کہ اول آسمان کا نام زمین ہے

یہاں چار ہزار ہوں
یہاں چار ہزار ہوں

اور زمرہ سبز کا ہے یہی روایت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ہے آورد و سورہ کا نام دفلون
 کہ نفوذ خام کا ہے تیسرے کا نام قیوم کہ یا قوت سرخ کا ہے چوتھے کا نام صیقا کہ مردارید کا ہے پانچویں کا
 نام دفنا کہ زرخا ص کا ہے چھٹویں کا نام ماعون کہ یا قوت زرد کا ہے ساتویں کا نام عزنا یا بلخ کہ زور و محض
 لیکن یہ سب باتیں حقیقت میں تشبیہ و تمثیل پر دلالت کرتی ہیں یعنی اگر جو اہر آسمانی کو جو اہر ہو گیا
 مطابق کریں تو اس طرح کر سکتے ہیں آفتاب کو زرین اور مہتاب کو سیمین اور روز کو اشہب اور شب کو اہم
 خیال نہ کیجئے کیونکہ جو اہر آسمانی بسیط ہے جو اہر عناصر و غیرہ مرکبات غفریہ سے بالکل علائقہ نہیں رکھتے سو
 جس طرح اربع عناصر کو نہیں کہہ سکتے کہ فلان چیز ہے مرکب ہیں اسی طرح آسمانوں کو نہیں کہہ سکتے کہ
 فلان جو ہر سے مرکب ہیں اور جو نام آسمانوں کے احادیث معراج سے ثابت ہیں انکا ذکر منع بالوکل
 قصہ معراج میں لکھا جائیگا اور ابن منذر سے ابن عباس نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے
 کہ سید السموات وہ ہے جس پر عرش ہے اور سید الارضین جس میں تم ہو اور کہا ابن عباس نے کہ کیا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فکر کر دو تم پر چیز میں اور فکر کرو ذات باری میں اس واسطے کہ در بیان آتون
 آسمان کے کہ سی ٹک سات ہزار نو میں اللہ کے اچر ہے یعنی مالائہ و محیط وقادر ہے اور تکملہ انقص
 میں ہے کہ اول زمین کا نام ربک ہے اس میں ہوا رہتی ہے دوسری کا نام خلدہ کہ مسکن عقارب نام ہے
 تیسری کا نام غرقہ کہ حناکب و دوزخ کا محل ہے چوتھی کا نام جریا کہ آشیانہ حیات جہنم ہے پانچویں کا نام
 اس مقام میں آتش دوزخ کو روشن کرتے ہیں چھٹویں کا نام یحییٰ کہ اہل شرک و غیرہ کافروں کا دوزخ ہے
 کہ تال اللہ تعالیٰ کا ان کتاب الفجار نفی یحییٰ و اادرمک اسمیں کتاب مرقوم ہے کوئی نہیں لکھا
 گزشتہ روز کا پوچھا بند بچنا دین اور بچا کو کیا خبر ہے کیا بند بچنا ایک دفعہ ہے لکھا ہوا حاصل یہ کہ اس قدر
 میں ہر ایک دوزخی کا نام لکھا ہے اور ہر نام پر رقم و علامت ہے کہ بجز ملاحظہ دریافت ہو جاتا ہے کہ یہ
 دوزخ ہے جس طرح سودا گروں کا دستور ہے کہ اپنے تھانوں پر علامت نشان کرتے ہیں کہ اصل
 سے روایت یہ ہے کہ یہ دوزخ ساتویں طبقہ زمین کے نیچے ہے اور وہاں ایک سنگ سیاہ نہایت
 بڑا ہے جس پر وہ دوزخی مرتبے تو اول روح اسکی فرشتے آسمان پر لیجاتے ہیں مگر وہاں خلک روانہ
 میں لکھتے ناچ و ڈانس لاتے ہیں اور اس تہجر کے نیچے دلتے ہیں اور تھکیدان و فریادہ اسکا نام
 اس طرح کہ لکھتے ہیں کہ فلان راج کی تاریخ دنیا سے عالم برزخ میں آیا اور یہ عمل ساتھ لکھتے
 کہ فلان راج کا تہمین ہے دیکھو یہ دوزخ میں داخل کرتے ہیں برہنہ و حشر و ہی کا قہر نکال کر دست چپ
 میں دیکھو کہ ساتویں کا نام ہے یحییٰ کہ اہل شرک و غیرہ کافروں کا دوزخ ہے کہ حضرت خالق لا یزال

ہفت طبق آسمان کے واسطے سات ستارے جنکو سب سے زیادہ کتبے ہیں بطور بیان مقرر فرماتے ہیں اول زمیں کے ساتویں آسمان کا دربان جو دوسرا مشتری کہ فلک مشتری کا چوکندار ہے تیسرا مریخ کہ پانچویں آسمان کا خبردار ہے چوتھا شمس کہ فلک چہارم کا افسر سردار ہے پانچواں زہرہ کہ فلک سوم کا چوہدار ہے چھٹا ان عطارد کہ فلک دوم کا شہسوار ہے ساتواں ماہتاب کہ فلک اول کا شاعر خدا ہے اور اہل حکمت سوائے افلاک مذکورہ بالا کے دو فلک اور بھی قرار دیتے ہیں ایک فلک لانا فلک دوسرا فلک ثوابت مگر یہ گاہ اولہ قطعہ تعالیٰ سے ہفت طبق ہونا فلک کا کیا معنی ان کے نزدیک بھی ثابت ہو جاتا ہے تو بنا پر مطابقت کلام الہی کے کہتے ہیں کہ یہ دونوں آسمان ہیں جنکو اہل شرع عرش کرسی بولتے ہیں حالانکہ جو اوصاف عرش کرسی کے روایات شرعیہ میں آئے ہیں اصلاً ان دونوں آسمانوں سے مطابق نہیں ہیں اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ یہ سب حکما کا تکلف ہے اور تعالٰیٰ عرش کرسی بدلیل قطعی ثابت نہیں ہونا بلکہ اکثر دلائل سے ایسا استفادہ ہوتا ہے کہ ساتویں آسمان کے اوپر بہت فاصلہ پر ایک جسم نور کا رہے کہ اسکو گاہی عرش کہتے ہیں اور گاہی کرسی لیکن وہ جسم تمامی افلاک و ارض کو محیط ہے لہذا قال اللہ تعالیٰ وسیع کرسیہ السموات والارض کذا حقیقۃ استاذ الاستاذ فی تفسیرہ الغزالی محاکم التنزیل میں جعفر ابن محمد سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ ما بین ایک قایم عرش کے دوسرے قایمہ تک مسافت تین ہزار برس کی ہے اور ہر روز عرش کو ستر ہزار لباس پہنا کے جاتے ہیں کہ اسکو کوئی غیظ دیکھ نہیں سکتا اور مجاہد سے روایت ہے کہ درمیان عرش و فلک ہفتم کے ستر ہزار حجاب ہیں نور و ظلمت کے اور وہب ابن منہ سے روایت ہے کہ عرش کے گرد ستر ہزار صفیں فرشتوں کی ہیں اور طواف میں مصروف اور بیکسر تحلیل میں مشغول سوائے ان کے ایک صف ستر ہزار فرشتوں کی اور ہے اسپر ایک کچھ صفیں اور ہیں کہ دست راست اپنا دست چپ پر رکھے ہوئے تسبیح و تحمید کر رہی ہیں اور حال یہ ہے کہ ما بین دونوں بازوؤں کے مین سو برس کی راہ ہے اور کانوں سے گندھوں تک چار سو برس کی اور ما بین اس کو وہ اور خداوند عالم کے ستر حجاب نار کے اور ستر ظلمت کے اور ستر نور کے اور ستر تابش اور ستر باقیوت احمد کے اور ستر زبرجہ اخضر کے اور ستر ہف کے اور ستر پانی کے اور ستر سردی کے اور ایک چیز اور ہے جسکو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا ہے بالکل عرش و فلک اطلس سے کسی طرح مشابہت و مناسبت نہیں ہے فائدہ خالق کریم نے بہشت کو ساتویں آسمان پر پیدا کیا ہے قلمی کے نزدیک اس کے سات درجے ہیں دار الجلال دار السلام دار الخلد بہشت عدد خلق کاو جنت نہیم جنت فردوس کذا ذکرہ السیوطی فی البدوہ السافروہ اور بعض اہل تحقیق کے نزدیک طبقات بہشت کے اٹھ عشرہ طرح لکھے ہیں ایک کا نام عرش دوسرے کا جنت المادئی تیسرے کا فردوس چوتھے کا فہم پانچواں دارالقرار چھٹے کا دار الخلد ساتویں کا دار السلام آٹھویں کا دار الجلال اور یہ بھی محققین لکھتے ہیں کہ سات بنا بر

۱۔ قیامت و قیامت و قیامت
۲۔ قیامت و قیامت و قیامت
۳۔ قیامت و قیامت و قیامت
۴۔ قیامت و قیامت و قیامت
۵۔ قیامت و قیامت و قیامت
۶۔ قیامت و قیامت و قیامت
۷۔ قیامت و قیامت و قیامت
۸۔ قیامت و قیامت و قیامت
۹۔ قیامت و قیامت و قیامت
۱۰۔ قیامت و قیامت و قیامت
۱۱۔ قیامت و قیامت و قیامت
۱۲۔ قیامت و قیامت و قیامت

۱۳۔ قیامت و قیامت و قیامت

قرار گاہ مردم اور ہشتم برائی یار حق کے نام میں اختلاف ہو ابن عباس کے نزدیک علیین نام ہے اور بعض کے نزدیک مقعد صدق کہا قال فی مقعد صدق عند لیك مقعدہ اور مقام علیین فرخانہ اہل جنت کا جو ان کے بندگان خاص کے سپرد ہو کہا قال ان کتاب الابرار فی علیین والابرار کا علیون کتاب مرقوم شہیدہ المقبول یعنی کوئی نہیں لکھا نیکن کا ہو اور پر والون میں اور جو لکھا خبر ہے کیا ہیں اور دالے دفتر سے لکھا اسکو دیکھتے ہیں فرشتے نزدیک دالے اور یہ مقام سب سامانوں سے بالا ہو نیچے کا سر اسد رتہ المنفندی کے پاس ہو اور اوپر کاوش مجید کے سید سے پایہ کے قریب ہے انبیاء و علیہم السلام و اولیاء و الصالحین پہنچتے اور ارواح نیکن کی وہاں پہنچتی ہیں اور عوام صالحین کی روح بعد اسم نویسی و پہنچتے احوال ان کے گاہے گورستان میں اور گاہے انی الجوار اور کبھی چاہ زمر میں رکھی جاتی ہے اور روح کو انہی قبر سے ایک نوبت کا علاقہ بھی ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص زیارت کو آتا ہے تو اسکو اطلاع ہوتی ہے کہ کیونکہ روح کو قریب جگہ کافی ملے اور انہیں ہو اور مثال اسکی وجود انسان میں روح بصری ہو کہ کو اکب بخت آسمان کو اندرون چاہ سے دیکھ سکتی ہو اور صاحب کشف نے اس تزیین سے جنات کے نام بیان کیے ہیں اول دار النخل و دوم دار المقام سوم دار السلام چہارم جنت عدن پنجم دار الفرات ششم جنت نعیم ہفتم جنت النادی ہشتم جنت فردوس اور سورہ ذریات کی تفسیر میں صاحب کشف نے لکھا ہے کہ عدن کو زمر و بنر سے بنایا ہے اسمیں سخی و عادل و غازی و زاہد و امیرہ مساجد رہینگے اور جنت النادی کو نور سے تیار کیا ہے شہید حنفی اور خیرات کرنے والے اور غصہ کھانے والے اور معاف کرنے والے تفسیر و ان اسمیں رہینگے اور فردوس کو جلال کبریائی کے نور سے بنایا ہے اسمیں انبیاء علیہم السلام رہینگے اور اسکے درمیان ایک خوف نور رضا کا بنایا ہوا ہے اسکو مقام محمود کہتے ہیں سرور انبیاء علیہ السلام اسمیں تشریف رکھینگے اور نعیم کو زہرہ سبز سے بنایا ہے اسمیں شہید حکمی و مؤذن رہینگے اور دار الفرات کو مردار و رید و شج بنایا ہے اسمیں جو موشیں عام ہیں وہ رہینگے اور دار السلام کو یاقوت سرخ سے بنایا ہے اسمیں فقیر و صابر اس امت کے رہینگے اور دار الجلال زر سرخ کا ہے اسکو دار المقام بھی کہتے ہیں اسمیں اس امت کے اغنیاء و شاکرین رہینگے اور کیفیت طبقات بہشت کی یہ ہے کہ ایک دوسرے طبقہ سے مائل نہیں بلکہ جہتاً گویا پائین باغ ہو اور عرش مجید انکی چھت ہو اور احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت النادی سب سے نیچے ہے جنت عدن وسط میں ہو اور جنت فردوس میانہ و بالا ہے اور اعلیٰ درجہ جنت کا اعلیٰ لاطلاق وہ ہو جسکا نام وسیلہ ہو اور صاحب اسکا حکم وزیر رکھتا ہے نیچے فیض شاہی کسی کو نہیں پہنچتا مگر طفیل اسکے اور اسکے ہاتھ سے سو بہ مقام مخصوص ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے شکوہ و غم

عبادہ ابن صامت سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت صلعم نے بہشت کے سو درجے ہیں اور ہر درجہ کی مقدار اسی قدر
ارض و سما ہے اور اعلیٰ درجہ فردوس ہے اسی پر عرش ہے اور وہ درمیان کی چیز ہے بہشت میں اسی سے چار
نہین جاری ہیں سو جب تم سوال کرو اللہ سے تو فردوس کا سوال کرو واسطے کہ یہ اعلیٰ درجہ بہشت کا ہے
اور یہ بھی ثابت ہے کہ نہایت جنت سیم درجہ سے ہے اور روشنی اس میں یا قوت و زبردگی ہے اور چشمے اس کے گلاب
مصفا اور آسمین پر جاسے سنگ مریدہ جو اہرات جلتے ہیں اور اس باغ میں درخت بنجار و یخزان با پوسیت
برگ طلائی و نقرئی قائم ہیں اور چار نہریں نہایت صاف جاری ہیں کہ ایک کا پانی شیرین و سرد دوسری
دودھ سے پختہ شیریں شہد خالص و صاف سے بھری ہوئی چھوٹتی پر شراب خوش رنگ خوشبودار
اور سوائے انہما راجہ مذکورہ کے اور بھی چار چشمے اس باغ میں جاری ہیں جس طرح چشمہ کا فوری کہ
تاثر اس کی سردی اور زنجبیل جسکو سلسبیل بھی بولتے ہیں خاصیت اس کی گرم ہے اور چشمہ تیسیم کہ کمال لطافت
ہو امین جاری ہے تیسیم نعمت میں اس چیز کو کہتے ہیں جو فربت پر واسطے خوشبو کے ڈالی جاتی ہے جس طرح
گلاب کیوڑہ و بید مشک سو یہ چشمہ ہے کہ مقبرین و سابقین کو اس سے پلائینگے اور برابر و اصحاب الہین
کو بطریق گلاب و بید مشک ملا کے دینگے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے و فرجہ من تسنیم عینا یشریب بہا المقربون
یعنی آئینہ اس کی شراب تسنیم سے ہوگی اور وہ چشمہ ہے کہ پیتے ہیں اس سے قریب کے لوگ ستر اسکا یہ ہے
کہ یہ چشمہ عشق و محبت خدا کا نمونہ ہے کہ بے بغیر محبت و صورت بلکہ بے تشخیص حال ارواح مقبرین کو اس سے
سیراب کرتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ چشمہ زیر عرش الہی جوش زن ہے اور مقبرین کے سامنے بہتا ہے اور بعضے
کہتے ہیں کہ ہر گاہ مقبرین محبت الہی کے ساتھ کسی کو نہیں ملائے اور مشغول بما سوی المدین ہونے پر
باعث سے چشمہ تسنیم ان سے مخصوص ہوا بخلاف ابراہ کے کہ محبت ان کی آثار افعال و صفات جاری نہ تھی
بھی ملی ہوئی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے کہ پہنچے عرض کیا یا رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز سے پیدا کیا اللہ نے خلق کو فرمایا کہ پانی سے پھر کہا مجھے کہ بنا بہشت کس
چیز سے ہو فرمایا کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک نیٹ چاندی کی اور مٹی اس کی مشک خالص ہے اور اگر گزہ
اس کے مردار پر دیا قوت میں اور خاک اس کی زعفران ہے جو شخص کہ داخل ہوا بہشت میں پھر بازو نعمت میں
رہتا ہے اور کچھ سرخ و مشقت نہیں دیکھتا اور ہمیشہ زندہ رہتا ہے اور کہے اس کے پرانے نہیں ہوتے اور حلال
اس کی نہیں جاتی اور علامہ ترمذی نے روایت کی ہے کہ درجہ بہشت کے تلوہیں ہر ایک درجہ کی ہفت
دو ہرے درجہ سے تلوہیں کی راہ ہے اور یہ بھی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت
فرش ہر فرقہ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ فرشتے ہیں بہشت میں نہایت بلند قامت کہ مقدار ان کی مقدار ہفت

ماہین آسمان وزمین کے ہوا اور آیات قرآنیہ سے واضح ہو کہ بہشت میں اونچے اونچے اونچے تخت بچھے ہیں اور اونپر انچوسے رکھو اور قالچے برابر پڑے اور محفل کے نہالچے اور ہر اوہر پھیلائے ہوئے ہیں چنانچہ سورۃ واقعہ میں ارشاد ہوتا ہے علیٰ سُرر موعودۃ متکین علیہا

مشفایین یطوف علیهم ولدان مخلصون باکواب و اباریق و کاسی من محین لایصدعون
عناد لانیرون و فاکتہ مما یخیزون و لم یطیر عما یشتہون و حرمین کاشال الاولو المکتون یعنی
بچے ہیں بلنگون پر سونے سے بنے تکیہ دیے اوپر ایک دوسرے کے سامنے لیے پھر تہیز

ان ہارس لڑکے سدا رہنے والے آنجورے اور تھیان اور پیاسے بھرے شراب کے
سرنہ دیکھے جس سے اور نہ ہیوش مہون اور میوہ جو نسا چن لین اور گوشت اڑتے
جانوروں کا جس قسم کو جی چاہے اور گوریان بڑی آنکھوں والیاں کئی برابر لیٹے

موتی کے غرض کہ اوصاف بہشت سے تمام کلام اللہ گویا بھرا ہوا ہے اللہ جل جلالہ

یہ سطح محدب اور دوسری سطح مقعر اور اجرام میں سب فضا کا تشابہ الاجزا میں جو کہ ایک ناک ہے
تو وہ دوسرے پر بھی درست ہے پس یہ کیفیت خالی از حکمت نہیں کیونکہ یہ امور بمقتضای طبیعت
ہیں۔ اور اس کے بعد یہ بھی معلوم ہو گا کہ یہ غلظت السموات والارض ہر جگہ ہر مقام پر ایک

یہ زمین اور ویل اسلی سورۃ حل میں مذکور ہے خلق السموات والارض باحییٰ مصداق لیا ہے
میں نے آسمانوں اور زمین کو یہ تدبیر درست اور ہر ایک فلک کا دور و نقطہ پر ہے جسکو قطب کہتے ہیں
اسکو جنبش کہتے ہیں اور ہر دورہ کو ایک ماہ معین پر قائم کیا ہے مثلاً فلک القمر ایک ماہ چلتا ہے جس وزنا

سہ ماہی میں تمام لڑائیوں اور فلک ختاب زہرہ و عطارد ایک سال میں گھر کے زیادہ اور فلک مزخ
برس میں یا ایک برس دہن ماہ میں اور فلک شستری بارہ برس میں اور فلک حل میں س میں
فلک ٹھوان جسکو حکما تجویز کرتے ہیں اور اہل شرع تعبیر کیسی فرماتے ہیں چھتیس ہزار یا پچیس ہزار دوسو
ہزار یا چھتیس ہزار یا پچیس ہزار دوسو ہزار

اور عرش کہ جسکو فلک نامہ کہتے ہیں ایک شبانہ روزین اور ظاہر ہے کہ معرفت و بطور کو کلی و بزرگی پر
صر نہیں ہے والا حرکت فلک عرش کی سب سے بڑی ہوتی حالانکہ سب سے سریع ہے اور ہر ایک
سے کی روشنی مختلف ہے اور رنگ علیحدہ مثلاً قمر کے منہ پر کلف ہے اور عطارد کا رنگت ردی مائل

رہبرہ کا سفید و شفاف اور میخ کا سرخ اور مشتری کا زرد و خالص اور زحل کافی الجملہ تاریکی لیے ہوئے
 انقلاب پر ایک نقطہ ہی مانند خال سیاہ کے چنانچہ جب ہوا میں غبار ہوتا ہے تو صاف نظر نہ آتا ہے

سید محمد علی

است و آنست
که مقتصد و مدبر از رخ
پشت او بیخ از رخ
است از در که عالم
حکمت که در حکمت
از رخ است و بیخ
و مقتصد و مدبر از رخ
که در عالم بیخ از رخ
است و آنست

سببیت برج آسمان

فائدہ خداوند کریم نے آسمان میں بارہ برج پیدا کیے ہیں کہ وہ اسماء ذات البروج و تبارک الذی جعل فی البروج
بروجاً اس پر دلیل قطعی ہے اور ہر ایک برج کی صورت مختلف ہے اور ہر برج کا حکم نیکی اور بدی میں
جد ہے اور باوجود اختلاف کے دوران کرتے ہیں اور کبھی حکم کا عالم پر جاری ہوتا ہے اور کبھی
زائل ہو جاتا ہے اور پھر عود کرتا ہے پس اعتقاد کرنا ایک جگہ اور ایک شخص کے حق میں نہ چاہیے اس واسطے
کہ شاید حالت موجودہ معدوم ہو جائے اور حالت معدوم پھر آوے اور جن مقامات و علاقہ کے نزدیک برج
بڑے بڑے ستارے مراد ہیں اور بسبب ظہور کے برج نام ہوا اور عطائے ابن عباس سے نقل کیا ہے
کہ برج سے مراد منازل سببہ سیارہ ہیں اور وہ بارہ ہیں محل ثور جوزا سرطان اسد سنبلہ میزان
عقرب قوس جدی دلو حوت اور ان سبکی صورتیں مختلف ہیں محل بصورت بچہ گوشت مرکتہ ہیں
ستاروں سے ہے اور پانچ ستارے اور بھی علاقہ رکھتے ہیں گو کہ صورت سے خارج ہیں اور سر اسکا جانب
مغرب اور دنبال طرف مشرق ہو گیا منہ پیچھے پھیرے کیس کو دیکھتا ہے اور ثور بصورت گائے مرکتہ ہیں
ستاروں سے سر اسکا جانب مشرق اور دنبال جانب مغرب ہے اور سوائے ان ستاروں کے
اور بھی ستارے بصورت خوشہ انگور میں الثور و اثربا تہ عین ہیں کہ اسی صورت سے علاقہ رکھتے ہیں
اگرچہ خارج از صورت ہیں و جبہ بصورت دو آدمیوں کے باہم متصل سر ان کے جانب شمال و مشرق اور پر
جانب جنوب و مغرب ترکیب اسکی بھینس ستاروں سے ہے اٹھارہ داخل اور سات خارج اور سرطان
بصورت خرچک نو ستاروں سے مرکب ہے اور اسد بصورت شیر ہے ستائیس ستاروں سے مرکب اور
قلب لاسد مذبرہ وغیرہ بھی اسی سے علاقہ رکھتے ہیں اور سنبلہ شکل عورت ہے کہ داہنے ہاتھ میں
ایک خوشہ لیے کھڑی ہے اور جدی ستاروں سے مرکب ہے ورے اسکے اور ستارے بھی اس سے
علاقہ رکھتے ہیں اور ایک ستارہ اور ملا ہوا ہاتھ سے ہے جسکو سماک اغول بولتے ہیں اور میزان مرکب
آٹھ ستاروں سے بصورت ترازو ہے اور عقرب مرکب اکیس ستاروں سے بصورت کتر دم ہے اور
قلب لعرب اور اقلیل وغیرہ اس سے متعلق ہیں اور قوس مرکب اکیس ستاروں سے ہے چھ
آدمی کا اور تمام بدن مانند اسپتھر میں تیر و کمان اور جدی بصورت بزغالہ یعنی بھیر اٹھائیس ستاروں
مرکب ہے اور سعد ذابح بھی اس سے علاقہ رکھتا ہے اور دلو شکل آدمی کب پر یا تیس ستاروں سے
گویا ڈول چاہ سے نکال کر ہاتھ میں لیے اٹا کیے ہوئے پانی ڈالتا ہے اور حوت و مچھلیوں کی صورت ہے
اور مرکب چونتیس ستاروں سے ہے اور دونوں پیٹ پیٹھ ملائے ہوئے ہیں اور جنوب والی مچھلی کو
سمک مقدم کہتے ہیں مخفی نہ ہے کہ محل اور عقرب دو گھر مریخ کے ہیں اور ثور اور میزان زہرہ کے اور

خوف غالب ہوتا ہے گویا یہ نفخہ نزع ہے کہ قال اللہ تعالیٰ ونفخ فی الصور فنزع من فی السموات والارض
اور جب شفق زایل ہو جاتا ہے سو جلتے ہیں گویا یہ نفخہ نزع ہے چنانچہ فرمایا ونفخ فی الصور فنزع من فی السموات
والارض اور جب آفتاب طالع ہوتا ہے جملہ حیوانات بیدار ہوتے ہیں گویا یہ نفخہ قیام ہے
کہ اشار الیہ ورنفخ فیہ اخریٰ فاذا ہم قیام تظرون اسطر ج سیر آفتاب میں بہت حکمتیں ہیں اور ایک فائدہ
یہ ہے کہ حرکت آفتاب سے سال وادوات حج بیت الدظاہر ہوتے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے
ونیلونک عن الابلہ قل ہی مواقیت للناس الحج اور فائدہ یہ بھی ہے کہ شب وروز کی ساعات سے
اوقات نماز دریافت ہوتے ہیں وراہی ان فوائد کے ایک بات اور بھی خیر کی ہے کہ انسان اس دنیا پر
میں کہ مزرعہ دار القراہ ہے گویا کاشتکار ہے کہ تخم معرفت لیکر آیا ہے اور کاشتکار کو کئی چیزیں ضرور ہیں
اول آفتاب ہے کہ زمین اسکی شعاع سے اصلاح قبول کرتی ہے اور باطن زمین میں گرمی پیدا ہوتی ہے
کہ موجب ثوران قوت نامیہ ہے تو گویا آفتاب حق زراعت میں قائم مقام حرارت غریزہ کے ہے کیونکہ
جب زمین میں تخم ڈالتے ہیں تو خاک و ہوا آب باہم مل کر استعداد حیات نباتیہ پیدا کرتے ہیں پھر
طبع وقوع غوث کے کس قدر حرارت کی احتیاج ہوتی ہے سو اگر حرارت غرضار سے حاصل کر سن تو بیج
والا ہوا جل جائے لہذا حکمت الہیہ نے حرارت شمسیہ کو مسافر فرمایا کہ اس سے منفعت نار حاصل ہے
اور حضرت کچھ نہیں ہے دراصل اس کے اختلاف فصول بھی ضروریات زراعت سے ہے اور یہ لغز
آفتاب سے متعلق ہے الغرض منافع شمس شروع زراعت سے آخر تک صاحب علم فلاح پر
پوشیدہ نہیں ہیں اور حکمت تعین اجتناب کی فلک ل پر ظاہر ہے اس نے فائدہ یہ ہے کہ عمل زراعت
میں رطوبت پانی کی کافی نہ تھی پس رطوبت فوقانیہ کی احتیاج پڑی تاکہ سیوہ و دانہ کو پر خرد کنندہ کر
اور یہ حاصل نہیں مگر نور قمر سے اور فائدہ اختلاف نور کا یہ ہے کہ رطوبت حیوانات پرستولی نہ ہے
کیونکہ حد صاحب نے نور قمر کو سبب زیادتی رطوبات کا گردانا ہے یعنی جس قدر نور قمر ناقص ہوگا
رطوبت کم ہوتی ہے اور جس قدر زیادہ ہوتا ہے رطوبت زیادہ ہوتی ہے چنانچہ یہ بات جز
و قدوریاؤن سے تجربہ معلوم ہوئی ہے اور خبر و مدد و قسم ہے ایک متعلق بابائیم کہ جب ماہ افق شرقی
سے مل جاتا ہے تہ شروع ہوتا ہے اور آب ریہ پڑھتا ہوتا نصف النہار بعد اسکے جز شروع ہوا اور تہ
جز افق غربی ہے اور جب اس سے گذرے تو دوسرا شروع ہوا اور یہ زمین کے نیچے ہوتا ہے اللہ
بمحر جز شروع ہوتا ہے یہاں تک کہ افق شرقی میں آوے اور دوسرا متعلق بشہور ہے یعنی پچ
ماہ میں پندرہ روز اول میں گذرے زیادہ ہوتا ہے پندرہ روز آخر سے بسبب قلت و کثرت

آفتاب

تفریح الاذکیاء فی احوال الانبیاء علیہ السلام

تفریح الاذکیاء فی احوال الانبیاء علیہ السلام

تفریح الاذکیاء فی احوال الانبیاء علیہ السلام

کرتو قر سے علاقہ رکھتے ہیں اور زیادتی اس رطوبت کی جملہ اجسام میں ظاہر ہوتی ہے جیسے تکر خاک میں بھی
 لیجئے اگر خاک کو نیمہ اولیٰ میں چھت پر کیا کر کے آب اندو کرین تو پانی چمکیگا بخلاف نیمہ آخرہ کے تبدیل
 کلام الہی میں رب المشرق والمغرب ورب المشرقین والمغربین ورب المشرق والمغرب اس فائدہ کا
 واقع ہے کہ ثوابت کا شروق وغروب معین ہے سالہا سال ہمیں بدلنا لیکر سیاہ کا مختلف ہے مثلاً
 آفتاب اول سرطان میں نہایت بلند ہوتا ہے اور اول جدی میں نیچا اور جب ان دونوں نقطوں پر
 ہوتا ہے تو مشرق و مغرب وہ نقطے پہنچتے ہیں اور باہر ان کے مشارق و مغارب اور میں باعتبار بروج و
 مدارج تو جس جگہ ارشاد بلفظ واحد ہے اس طرف اشارہ ہے اور جس جگہ بلفظ تشبیہ فرمایا ہے وہاں مشرق و
 و شمارا ہے اور مغرب و مطلع اس سرطان و جدی اور جہان کسین بلفظ جمع ہے وہاں جمیع مواضع شروق
 وغروب مراد ہیں پوشیدہ نہ ہے کہ طلوع وغروب کو اکب میں بہت فوائد ہیں از انجملہ پانچ ہزار ظہر میں اول جب
 ستارہ نکلتا ہے تو مطلع ہوتا جاتا ہے اور یہی حال لسان کے نشو و نما میں ہے دوسری سیاق میں آتا ہے تو ٹھہرا
 نظر پڑتا ہے کہ حقیقتہً ٹھہرا نہیں ہے سو ہی حقیقت سن و قوت کی ہے تیسرا جب ستارہ جانب غرب تل
 ہوتا ہے تو ظہر تک نقصان میں آتا ہے مگر اثر نقصان ظاہر نہیں ہوتا اور یہی حال سن کمولت کا ہے
 چوتھا جب افق غروب کے قریب پہنچتا ہے تو کانپ کر گرتا ہے اسی طرح انسان حالت شیخوہ موت میں ٹھہر
 گرتا ہے پانچواں بعد غروب عشا کے وقت تک اثر کو کب باقی رہتا ہے اسی طرح عوام انسان کا بعد
 مرگ چندے اثر رہتا ہے لہذا معبود برحق نے انہیں پانچوں وقتوں میں پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں
 کیونکہ انہیں وقتوں میں آثار عجیبہ ظاہر ہوتے ہیں پس انسان کو لائق ہے کہ دل و زبان و جوارح
 و اعضا کو ان وقتوں میں مصروف لجاوے خالق کرے تاکہ عبادت جسمانی معرفت و حکمت حق سے
 مصناف ہو جائے اور استغراق خدمت کما فیہی ظاہر ہو جائے اختلاف شب و روز میں انواع
 حکمتیں ہیں کہ بیان انکا دشوار ہے الا بمقتضائے مالا یدرک کلام لائیک کلام چند حکمتیں ظاہر کی جاتی ہیں
 اول یہ کہ جب روز آتا ہے تو شب پرستولی ہو جاتا ہے اور اسکو وبالیتا ہے اور جب رات آتی
 تو وہ بھی غالب ہوتی ہے اور روز کو مغرور کرتی ہے الا اول برستان سے تا اول بستان روز
 کم ہوتا ہے اور شب زیادہ ہوتی ہے اور اول تابستان سے تا اول زمستان روز زیادہ ہوتا ہے اور
 شب کم ہوتی ہے حکمت اس میں ظاہر میں لحاظ اعتدال ہے یعنی اگر ہمیشہ روز ہوتا تو خواب نہ ہوتا کہ
 تو قوتیں ضعیف ہو جاتیں اور اگر ہمیشہ رات ہوتی تو سردی اور افسردگی مستولی ہوتی اور تمام جان
 خراب ہو جاتا و سرسختی یہ کہ اگر تمام وقت روز ہوتا تو آفتاب ایک جگہ ٹھہرا رہتا پس جہاں کو

رب المشرق والمغرب

طالع و جوارح و اعضا

حکمت اعتبار شب و روز

وہاں سوختگی ہوتی اور جہاں سے نزدیک نہوتا بلکہ دور ہوتا تو وہاں افسردگی ہوتی اور دونوں میں
 بطلان حیات لازم آتا ہے تیسری یہ کہ دن میں آدمی اپنے کسب معاش میں مشغول رہیں اور رات کو
 راحت اور سکون پادین کما قالی وجعلنا النهار معاشا اور دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے وجعلنا لیل
 سکنا اس واسطے کہ اگر ہمیشہ حرکت کرتے رہتے تو قوی ضعیف ہو جاتے چوتھی یہ کہ روز و شب
 حشر و نشر کی صحت ہوتی ہو اس واسطے کہ سونا موت سے مشابہ ہو اور بیداری زندگی سے چنانچہ
 ارشاد ہوتا ہے اِنَّ الَّذِیْ یَتَوَفٰی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا الَّذِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَاجِلِهَا اور جب رات کو
 سوتے ہیں اور دن کو اُٹھ جاتے ہیں کیا عجب ہی اسکی قدرت سے کہ بارڈالے اور پھر جلا دے
 فائدہ زمین کو جو اللہ صاحب نے ساکن پیدا کیا فائدہ آسکایہ جو کہ حرکات حیوانات باطل
 نمون اور اگر متحرک ہوتی تو حرکت اسکی یا مستقیمہ ہوتی یا مستدیرہ مستقیمہ نہیں ہو سکتی ہو
 اس واسطے کہ حرکت مستقیمہ یا نیچے ہوگی یا اوپر نیچے کو نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ اگر ایسا ہو تو چاہے
 کہ حیوان جب زمین سے جست کرے زمین پر نہ پہنچے اس واسطے کہ جب جسم گراں زیادہ ہو
 حرکت اسکی جانب اسفل کو بھی زیادہ ہو اور بطی الحركت سریع الحركت کو نہیں پہنچتا ہی اسطرح
 حرکت زمین کی اوپر کی طرف بھی نہیں ہو سکتی ہو اس واسطے کہ اگر ایسا ہو تو چاہئے کہ جب کوئی
 اوپر کو چلے نیچے نہ آوے خواہ تھوڑا اوپر بھٹکے تو نیچے کو نہ آوے اس واسطے کہ جس جسم کی حرکت
 قسری ہوتی ہو بعد از اُٹھ ہونے قاصر کے حرکت اسکی برخلاف طبیعت نہیں ہوتی بلکہ موافق طبیعت
 ہوتی ہو پس اگر طبیعت اور اجزاء زمین میں کوئی بھی حرکت اوپر کو کرتا بعد از زوال قاصر میر نہ آتا
 باقی رہی حرکت مستدیرہ وہ بھی نہیں ہو سکتی ہو اس واسطے کہ اگر ایسا ہو تو حرکت حیوان بسبب
 تخالف حرکت زمین کی ممکن نہوا اس واسطے کہ زمین ہوا سے محیط کو اپنی طرف حرکت دیتی ہو اور حرکت حیوان
 ہوا سے متعلق ہو پس اگر حیوان خلاف اس کے حرکت کرتا تو حرکت نہ کرنے دیتی اس سے ظاہر ہوا
 کہ اگر زمین متحرک ہوتی تو حیوانات کی حرکت باطل ہو جاتی لہذا حکمت الہی نے اقتضایا کہ زمین
 ساکن ہوتا کہ یہ قباحت لازم نہ آئے اور اسی پر اشارہ ہے کہ وجعل الارض قراغا اور دوسری جگہ ارشاد
 ہوتا ہے وجعل لکم الارض بساطا لتسکونوا منہا بساطا غیاجا اور زبور یکصد و چارم سورہ شمس ۱۱۱ میں
 لکھا ہے کہ زمین کو پیش نہیں ہو اور زبور ایک سو و انیس درجہ میں ہے کہ زمین ٹھہر رہی ہے
 اسطرح حق تعالیٰ نے زمین کو بہت سخت نہیں پیدا کیا آسکا فائدہ یہ جو کہ اگر سخت پیدا کرتے
 تو زمستان میں بہت سرد ہوتی اور تابستان میں بہت گرم یہ دونوں باتیں زراعت کو مانع ہیں

اور جو بہت نرم مانند پانی کے اس واسطے نہ پیدا کیا کہ حیوان اس پر قرار پکڑے اور اگر پانی ہوتی تو کوئی ٹھہر نہ سکتا لہذا معتدل پیدا کیا اور آسمین چٹے جاری کیے چنانچہ فرمایا وجعل الجبال انہارا منجرا
 الارض حیوانا کہ سبب تولید نباتات وغیرہ ہوا اور قوت حیوانات کا اس سے ہم پور نیچے اور انسان
 کہ اشراف مخلوقات ہو کمال حاصل کرے فائدہ خالق ذوالجلال نے پہاڑوں کو جو زمین پر
 پیدا کیا ہی فائدہ اس کا یہ ہو کہ پہاڑوں سے معدن طلا و آہن وغیرہ نکلے مخصوص لوہے کی کان
 کہ اس سے کارزراعت اور لباس اور کارخانہ سکئی اور دفع مفرت و شہمنان وغیرہ امور کے سوا اسکے
 دوسرے سے نہیں ہو سکتے ہیں ہم پوچھیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ وانزلنا الحديد فیہ یاس ثیر
 ومنافع للناس علی ہذا القیاس احجار نفیسیہ جس طرح فیروزہ اور یاقوت اور زمرد کے سوا سے چاروں کی
 کہیں نہیں حاصل ہوتے ہیں اس واسطے کہ وہ پانی جو اجزاء زمین میں پوشیدہ ہے جب اس کو حرارت
 آفتاب کی پہنچتی ہو تو بخار ہو جاتا ہے اگر پہاڑ نمون تو متفرق ہو کر پھر پانی ہو جائے جیسے دیک
 اگر جوش کرے اور سرسکا کھلا ہو تو جو کچھ آسمین جوش کر گیا گرجا گیا اور جب منہ ہو گا نہ گرجا
 بلکہ طرف اعلیٰ میں جمع ہو کر تدریج علی سبیل التقاطر ٹپکیگا اور یہی سبب ہے کہ قرب جبال سے
 چشموں کی کثرت ہوتی ہے اور برف و باران کی شدت اور یہ موجب کثرت نباتات ہے اور اس کے
 جبال سے راہیں دریافت ہوتی ہیں اور دریاؤں میں تفریق ہو جاتی ہے گماناں وجعل من بین البحرین
 حاجزا اسی طرح اور بھی فوائد ہیں فائدہ تولید حوادث سفلیہ حرکت افلاک سے ہوتی اور عناصر
 اربعہ اصول مرکبات قرار پائی یعنی جب خالق عالم نے افلاک کو پیدا کیا تو انکو حرکت میں لایا اسی
 حرکت سے حوادث سفلیہ ظاہر ہوئے تو جو چیز فلک سے قریب تر تھی وہ طیف تراور جار یا ہوتی
 سو وہ آگ ہے اور جو چیز فلک سے بعید زیادہ تھی وہ ثقیل مطلق و سرور و خشک ہوتی کہ وہ زمین ہے
 اور جو چیز آگ سے نزدیک تر تھی وہ خفیف مضاف و گرم تر ہوتی کہ ہوا ہے اور جو چیز زمین سے
 قریب ہے ثقیل مضاف و سرد تر ہوتی وہ پانی ہے پس خفیف مطلق آگ ہے ولہذا طالب غایت محیط بحر
 اور متحد آب اسکا ماس متعین فلک قمر ہے اور خفیف مضاف ہوا ہے کہ طالب بہت محیط ہے اور متحد آب
 اسکا ماس مقنن ہے اور ثقیل مطلق زمین ہے اور طالب غایت مرکز کی اور جملہ ارکان سے فروتر
 اور پانی ثقیل مضاف ہے کہ طالب بہت مرکز اور زیر ہوا اور بالاسے ارض واقع ہے اور خصوصیت ہر ایک
 عنصر کی دو کیفیتوں سے بحکم خالق ہے اور عقل اس میں حیران ہے اور حکمتیں خلقت عناصر درجہ کی
 بہت ہیں انرا سچلہ یہ کہ خاک سے مرکب کو نبات و قرار و شکل حاصل ہوتا ہے اور پانی سے مرکب سے

صفحت جبال
مبارک

تفہیم الاذکیانی
جلد اول

نرمی پیدا ہوتی ہے کہ جو صورت چاہیں نبالین اس واسطے کہ خاک خالص اشکال کو دیر تر قبول کرتی ہو اور بعد قبول رکھ چھوڑتی ہو اور پانی شکل قبول کرتا ہو لیکن محفوظ نہیں رکھتا مگر جب خاک سے مل جاتا ہو تو البتہ نگاہ رکھتا ہو یعنی خاک پانی کو جاری ہونے سے باز رکھتی ہو اور پانی خاک کو پر لگاندگی منع کرتا ہو اور چونکہ دونوں ثقیل ہیں تو جب ہوا کہ انکی نسبت لطیف ہو ملائی جاتی ہو اُس سے سبکی پیدا ہوتی ہو اور کثافت دور ہوتی ہو اور آگ مرکب میں بسبب نچنگی واقع ہوتی ہو اور لطیف و رنج کی علت ہوتی ہو اور ہر دو ت آب و خاک کو توڑ دیتی ہو اسی طرح ہزاروں فوائد ہیں کہ بیان انکا محال ہو فائدہ بعد خلقت جنت کے خالق تمہارے ابوالجلال والا کریم نے طبقات زمین کے نیچے ورنج کو پیدا کیا اور اسکے سات دروازے بنائے اول جنم کہ مقام مذاب و عذاب امت مرحومہ علی صلیا علیہا الصلوٰۃ والسلام ہے دوم سعیر کہ مقام نصاریٰ ہے سوم خطہ کہ مکان جو وہان ہے چارم نظمی کہ ماوراء الدیس و دیوان ہے پنجم سقر کہ جلعہ عقوبت جباران و متکبران ہے ششم حجیم کہ مخزن مشرکان بتیان ہے ہفتم داویہ کہ مرجع فرعونیان و منافقان ہے آسمی طرح مفسرین نے تفسیر کر یہ کہا سبعہ ابواب میں گھاٹ اور بعض اس ترتیب سے کہتے ہیں کہ اول حجیم دوم جنم سوم سقر چارم سعیر پنجم نظمی ششم داویہ ہفتم خطہ اور بعض کہتے ہیں کہ اول جلعہ عاصیان امت مرحومہ دوسرا جلعہ جو وہان تیسرا مقام ترسیان چوتھا مسکن مغان پانچواں مقام بت پرستان چھٹواں مرجع مشرکان ساتواں جلعہ منافقان

کما قال ان المناقین فی الدرک الاسفل من النار اور امام ابو المنصور باریدی فرماتے ہیں کہ مراد ابواب سے طبقات ہیں اور چونکہ موسیٰ ہمیشہ ورنج میں نہ رہینگے و لہذا انکے نامزد کو فی طبقہ نہیں ہے پس طبقہ اولیٰ وہ یوں کا ہے اور ثانیہ ثنویہ اور مشرکین عرب کا اور ثالثہ براہمنہ منکرین نبوت کا اور رابعہ یہود کا اور خامسہ نصاریٰ کا اور سا دسہ مجوس کا اور سابغہ منافقون کا اور سالہ معراجیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات دروازے ورنج کے شبہ علاج میں دیکھے تھے بعض علیٰ اور بعض اسفل ایک دروازے سے دوسرے تک پانسو برس کی راہ تھی اور ہر ایک پر ایک دربان تھا پہلے دروازے پر لکھا ہے نویل المصلین الذین ہم عن ملتہم ساہون دوسرے پر ویل المشرکین تیسرے پر ویل الکذبین چوتھے پر ویل السلفین پانچویں پر ویل کل ہنزہ چھٹی پر ویل القاسیۃ تلاوہم من ذکر اللہ ساتویں پر نویل للذین یکتبون الکتاب بیہد و حدیث علاج سے بعضوں نے نقل کی ہے کہ اول طبقہ دولخ کا نام و کما ہے اور حائل اسکا خازن ہے دوسرے کا نام نظمی طوفائیل اسکا خازن ہے اسمین لباس و ذبیحون کے رہنے ہیں تیسرے طبقہ کا نام خطرہ خازن اسکا طرائیل اسمین سانپ و بجھو ٹھہرے ہیں چوتھے طبقہ کا نام سعیر

سید علی حسینی
 بوسه زلف کا
 چہرہ گزشتہ زبان
 و بطن فرج پر
 و پلچت دوزخ
 کس کس پر لکے
 شاعر پات طبع
 زلف ہوسہ پر

کہ دامن کی طرح اٹھائے ہوئے چلتے ہیں اور ان کے منہ سے نوارے آگ کے جوش زن ہیں اور دریا
و درون کندھوں کے مسافت ایک برس کی ہے اور کف دست ہر ایک کا گنجائش لاکھوں کی رکھتا ہے
مہربانی اور رقت ان کے قلوب سے بالکل زائل ہے اور سبب انہیں ہونے کا اکثر متحین ہوں بیان
کرتے ہیں کہ دوزخ ظہور غضب الہی کا محل ہے اور جیسا کہ رحمت الہی جب متوجہ کسی امر کے انجام پر
ہوتی ہے تو روحانیات جمیع مخلوقات کو اس کا رخائے رحمت کی خدمت کرتی ہیں اسی طرح غضب
اور قہر الہی کسی مہم پر متوجہ ہوتا ہے تو روحانیات تمام مخلوقات کی اسکی خدمت پر مصروف ہو جاتی ہیں
پس اس انتظام میں انجیل فرشتوں کی ضرورت ہوئی اول مالک کہ روحانیت عرش سے علاقہ رکھتا ہے
کہ برگزانی عمرین نہیں بیٹھا اور چہرہ اسکا کسی نے کبھوں کھلا نہیں دیکھا اور یہ مثل سلطان
دوزخ ہے اور تمامی فرشتے فرمان بردار و سزا فرشتہ کہ روحانیت کرسی سے متعلق ہے اور تقسیم
طبقات اور تعین مقدار عذاب اسکے حیز اختیار میں ہے گویا کہ یہ فرشتہ دیوان اور دفتر دار الکرسی
ہمیشہ فرشتہ روحانیت آسمان ہفتم سے علاقہ رکھتا ہے کہ مسکن ہے رحل کا حفظ ابدان وغیرہ امور بقا
اس سے متعلق ہیں پس یہ بمنزلہ میر عمارت ہے چوتھا فرشتہ کہ روحانیت چھوٹے آسمان سے جو
محل مشری ہے متعلق ہے کہ فساد اور مخاصمت ڈال دینا و دوزخیوں میں کہ جابجا کلام ربانی میں
تخاصم اور اختصام انکا مذکور ہے اسکا کام ہے تو یہ بمنزلہ قاضی کے ہے پانچواں فرشتہ کہ روحانیت
پانچویں آسمان سے جو مسکن ہے مریخ کا علاقہ رکھتا ہے اور گرفت و گیر اور ضرب اور شلاق اس سے
متعلق ہے پس یہ بمنزلہ کوڈال اور جلا دہ کے ہے چھٹاں فرشتہ کہ چوتھے آسمان کی روحانیت
جسمین آفتاب ہے علاقہ رکھتا ہے اور بطلان عقائد اور قبح اعمال اہل دوزخ کا اس سے متعلق ہے
پس یہ بمنزلہ میر تعلیم و تالیق کے ہے ساتواں فرشتہ کہ روحانیت تیسرے آسمان سے کہ مکان ہے
زہرہ کا علاقہ رکھتا ہے کہ دوزخیوں کو نوحہ اور زاری کی آواز میں شاد ہے گویا بمنزلہ ضیاء کے ہے
آٹھواں فرشتہ کہ روحانیت دوسرے آسمان سے کہ محل عمارت ہے علاقہ رکھتا ہے اور پونچھواں
ایک مرتے کی دوسرے کو اسی کا کام ہے پس یہ بمنزلہ جاسوس ہے نواں فرشتہ پہلے آسمان سے کہ
سیرگاہ ماہتاب ہے علاقہ رکھتا ہے اور مستغن کروینا جراحات کا اور حادثہ کنا بدبو کا اسکا کام ہے
پس یہ بمنزلہ جراح کے ہے دسواں فرشتہ کہ روحانیت کترے نار سے علاقہ رکھتا ہے اور جلانا اور
روشن کرنا آگ کا اور پختہ کروینا دوزخیوں کے بدن کا اس سے متعلق ہے پس یہ بادچی کا حکم
رکھتا ہے گیارھواں فرشتہ کہ تعلق روحانیت چارے سے رکھتا ہے کام اسکا یہ ہے کہ دھواں اٹھانے کے

دو فرخیوں کے مشام میں پہنچتا ہے تو یہ بمنزلہ فراس کے ہو بارگھوان فرشتہ کہ روحانیت پانی سے
علاقہ رکھتا ہے اور طبقہ زمردی کا آراستہ کرنا اور بدوت مفرطہ و فرخیوں پر مسلط کرنا کام آسکا ہے گویا
کہ سقار و زنج ہے تیر گھوان فرشتہ کہ روحانیت خاک سے متعلق ہے اور گرانی بدن پیدا کرنا اسکا کام ہے
پس یہ گویا پہاڑان ہے جو دھوان فرشتہ کہ روحانیت معدن سے علاقہ رکھتا ہے زنجیر اور طوق و صفت
آسی کا کام ہے پس یہ بمنزلہ آہنگری کے ہے پندر گھوان فرشتہ کہ تعلق نباتات اور اشجار سے رکھتا ہے جو
اور اشجار غار دار جیانا اس سے متعلق ہے پس یہ بمنزلہ فلاح اور مزارع کے ہے سو گھوان فرشتہ کہ تعلق ریشہ
میوانات سے رکھتا ہے سانپ بھو و غیرہ پیدا کرنا اس سے متعلق ہے پس یہ بمنزلہ میسرکار ہے شتر گھوان
فرشتہ روحانیت لطیفہ طبیعت سے کہ مقام آسکا جگر ہے علاقہ رکھتا ہے بھوکہ اور پیاس و غیبرہ نیا کہ
العطش العطش لپا رین کام آسکا ہے پس یہ بمنزلہ طبیب عالم کے ہے اٹھار گھوان فرشتہ روحانیت لطیفہ
قلبیہ سے علاقہ رکھتا ہے اور کیفیات کا پیدا کرنا اس سے متعلق ہے پس یہ فرشتہ بمنزلہ مرشد کے ہے
آغیو گھوان فرشتہ علاقہ لطیفہ عقل سے رکھتا ہے آگاہ کرو دنیا خطاؤں سے کام آسکا ہے وہ بمنزلہ حکیم
اور فیلسوف کے ہے لیکن یہ فرشتے بطور سرداروں کے ہیں خدام اور اعموان انکے کوئی شمار نہیں کیا
یہ اہل علم جو در بک الامور اور بعض تحقیق فرماتے ہیں کہ ہر شخص میں انیس چیزیں آلات کسبیت جمع ہوئی ہیں
دو ٹون آتھ دونوں پاؤں زبان دل اعضائے تناسل پیٹ پیٹھ بائو سامعہ شامعہ ذائقہ لاشہ
کار عقل و ہم خیال شدت غضب اسواسطے انیس موکل و وزخ کے مقرر ہوئے ہیں اور ظاہر ہے کہ
کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جسے ایسی تقصیر کی ہو یا انکو غیر محل میں صرف نہ کیا ہو الا انبیاء و اولیاء خلیلین
آدربھی کہہ سکتے ہیں کہ شرائط اور ارکان نماز کے انیس ہیں طہارت بدن طہارت جامہ طہارت حدیث
استقبال قبلہ شہرت قیام رکوع و دو ٹون نجد سے قعود کبیر تحریمہ بارئع مدین قرأت اذکار و تسبیح
تکبیرات تشہد و رود و نماز و روضہ و روضہ سلام اطمینان ارکان میں ترک کلام و عمل منافعی مٹنی ترک
الطاف و اسفہ بامیں سے پس جب نماز ترک ہوئی تو یہ سب ترک ہوئے لہذا انیس میں کلین خدا رب تعالیٰ
اور یہ بھی وجہ لکھی ہے کہ رکعتیں مفروضہ نماز کی انیس ہیں دو فجر کی اور چار ظہر کی اور چار عصر کی اور تین
مغرب کی اور چار عشا کی اور دو رکعتیں صلوۃ اللیل کہ سب انیس ہوتی ہیں اور ایک رکعت بسبب
رعایت طاق کے زیادہ کی گئی تب میں ہو گئیں اور جو بیس ساعتیں رات اور دن کی مقرر ہیں
اسمیں سے پنج نمازوں کے واسطے معین ہیں کہ یہ انیس ساعتوں کا کفارہ ہیں جب اس سے
غفلت واقع ہوئی تو اس کے مقابلے میں انیس زبانہ و وزخ مقرر ہوئے اور یہ بھی سبب ہے کہ اکثر لوگ

دنیا میں انہیں آفتوں میں گرفتار رہتے ہیں اول بیودہ گوئی دوسری نکتہ گیری تیسری نزاع اور جدال مذاہب میں چوتھی پڑھنا اشعار ہجو اور متضمن جھوٹی مدح کے پانچویں فحش چھٹویں سخت گوئی ساتویں دشنام آٹھویں لعنت کرنا غیر مستحق کا نوین مزاح زیادہ قدر انبساط سے کرنا بخش ہنشین کا واقع ہوتا ہی دسویں تممت اور بہتان کرنا بیگنا ہون کا امور قبیحہ سے گیارھویں مسخران کرنا اور مسلمانوں کی حرکات پر ہنسنا بارھویں وعدہ خلافی کرنا تیرھویں جھوٹ بولنا اور مبالغہ کرنا چودھویں افشار راز کرنا پندرھویں غیبت کرنا سولھویں سخن چینی کرنا سترھویں مدح کرنا کسی کے منہ پر خوش آمد سے اٹھارھویں تمخرانپا اور اپنے بزرگوں کا طعنا طلاق سے بیان کرنا انیسویں دعا برد کرنا اور یہ بھی سبب معلوم ہوتا ہی کہ اکثر لوگ روز جزا انکار کرتے ہیں اور قیامت کو انہیں واقعہ ہونگے چھ بعد نفعہ اولی کے اور تیرہ بعد نفعہ ثانیہ کے لیکن چھ پہلے یہ ہیں اول بچٹ جانا آسمانوں کا دوسرا زلزلہ زمین کا تیسرا انتشار کو اکب چوتھا بے نور ہو جانا ماہتاب اور آفتاب کا پانچواں حرکت کرنا پھارون کا چھٹواں فریضہ دریاؤں کا اور وہ تیرہ جو بعد نفعہ ثانیہ کے ہونگے یہ ہیں اول زندہ ہونا مردوں کا دوسرا فوج جمع ہو کے چلنا میدان محشر میں تیسرا دھوان اٹھنا کہ اہل محشر کو محیط ہو جائیگا چوتھا سیلان کرنا عرق کا آدمیوں کے بدن سے پانچواں بالکل سایہ نہونا چھٹواں طحل قیام ساتواں سوال حساب آٹھواں وزن اعمال نواں نامہ اعمال کا دکھانا دسواں دنیا نامہ اعمال کا داسنہ یا بامین ہاتھ میں گیارھواں روانہ ہونا بہشت یا دوزخ کو بارھواں بل صراط گذشتہ تیرھواں دخول جنت یا نار کا فائدہ معلوم ہوتا ہی کہ موت بصورت گو سپند ہی اور حیات بصورت فرس ابلق چنانچہ حضرت ابن عباس سے روایت ہی کہ حق جل شانہ نے حیات اور موت کی بھی صورت مثالی پیدا کی ہی یعنی موت عالم مثال میں بصورت گو سپند ہی کہ اسکے خالق اور سفید نہایت کثرت سے ہیں کہ جب کسی جگہ گزرتی ہی اور کوئی شخص اسکی بوسو نکھتا ہی مرجاتا ہی اور حیات کو بصورت گھوڑی ابلق کے پیدا کیا ہی کہ جب وہ کسی پر گزرتی ہی اور بوسو اسکی اسکو ہونچتی ہی زندہ ہو جاتا ہی اور حدیث شریف میں وارد ہی کہ بعد داخل ہونے آدمی بہشت اور دوزخ میں موت کو بھی بصورت گو سپند لاکر بھیج کر نیگے تاکہ دوزخیوں کو بیخ ہوا اور بہشتیوں کو سرور اور قصہ سامری میں واقع ہی کہ حضرت جبریل علیہ السلام گھوڑی پر سوار تھے تب اسنے اسکے سم کے نیچے سے خاک لیکر گوسا کہ بنایا اور اسکو معبود قرار دیا فائدہ تعداد

مخلوقات انہی کی کیونکہ ہمیں معلوم ہے اور حضرت اسکا کوئی نہیں کر سکتا اور شمار اسکا سوا ہے اس کے
رسول مقبول کے کسی سے نہیں ہو سکتا اور جو بعضے کہتے ہیں کہ اشعار ہزار عالم ہیں مراد انکی انواع
مخلوقات ہیں یعنی ہر نوع مخلوق کی ایک عالم ہے مثلاً عالم ملائکہ اور عالم دیوان اور عالم پران
اور عالم آدمیان اور عالم وحوش اور عالم طیور اور عالم جمادات اور عالم اشجار وغیر ذلک
لیکن اس تقریر سے یہی عالم محصور نہیں ہو سکتے اب سنا چاہیے اختلاف اس مقام کا پس بعضے کہتے
ہیں کہ چالیس ہزار عالم ہیں پس ہزار خشکی میں اور میں ہزار تری میں اور بعضے کہتے ہیں
کہ اسی ہزار میں چالیس ہزار بحری اور چالیس ہزار بری بحر و جہ میں تفسیر مغنی سے اور تفسیر جہان
نیامع سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے چار قسم کے مخلوقات
پیدا کئے ہیں ملائکہ شیاطین جن انس پھر اسکو دس جزئیے نو جز فرشتے اور ایک جز کے پھر
دس جزئیے نو جز شیاطین اور ایک جز میں جن اور انسان اسی طرح پھر ایک جز کے دس جز
نو جز جنات اور ایک جز انسان اور اس ایک جز کے ایک سو پچیس جز کے ایک جز اہل اسلام اور
ایک سو چوبیس جز کفار انتہی ناقصین اس حدیث کے کہتے ہیں کہ منجملہ ایک سو چوبیس جز کے سو جز
کافرون کے ہندوستان میں ہیں اور بارہ بلاد دوم میں اور چھ جز بلاد مشرق میں اور چھ جز بلاد
مغرب میں بعد اسکے ایک جز مسلمانوں میں تشریف فرستے ہیں ایک فرقہ ناجی اور باقی ضالہ اور
عبدعہ اور بعضے عالم کو صرف دنیا اور عجبے پر منحصر رکھتے ہیں عالم دنیا کو عاجلہ اور اولیٰ اور دار
اور عالم آرایش کہتے ہیں اور عجبے کو آجلہ اور آخریٰ اور دار بقا اور عالم آسایش کہتے ہیں اور بعضے
بصارت مختلفہ دو عالم اور بھی کہتے ہیں کہ مال اسکا ایک ہی ہو مثلاً عالم ملک اور ملکوت اور غیب اور شہادت
یا نورانی اور ظلمانی یا علوی اور سفلی یا اجرام اور اجسام وغیر ذلک اور بعضے کہتے ہیں کہ تین عالم
عالم ہیں انہیں سے تین سو سر برہنہ کہ اپنے خالق کو نہیں پہچانتے ہیں اور ساٹھ جامہ پوش
کہ اپنے خالق کو پہچانتے ہیں اور طوائع میں لکھا ہے کہ ہزار عالم ہیں چھ سو دریائی اور چار سو بری
مشہور اشعار ہزار عالم ہیں اور تفسیر بصائر میں لکھا ہے کہ دنیا و مافیہا کہ اشعار ہزار عالم ہیں ایک ہی
عالم ہے اور تفسیر نیامع میں ہے کہ زمین کے چار گوشے ہیں ہر گوشے میں تین لاکھ پانسو عالم ہیں اور
اگر عالم سے مکلفین مراد ہوں تو تین عالم ہیں ملائکہ اور جنہ اور آدمی بعد اسکے ہر عالم سے چندین عالم
عالم پر مشتمل ہے چنانچہ فرشتوں کی قسمیں بہت ہیں کہ شمار نہیں ہو سکتا لیکن منقول ہے کہ دسواں
جن کا آدمی ہیں اور جن کا آدمی دسواں حصہ حیوان کا اور یہ تینوں دسواں حصہ طیور کا اور یہ چارواں

دسواں حصہ حیوانات بحری کا اور یہ پانچواں دسواں حصہ ملائکہ ایک شامیانہ و سرسپردہ عرش کے ہیں اور میراثات عرش چھ سو ہیں مگر طوافین کے مقابلے میں جو قطرہ پیش دیدیا کعب الاحبار سے مروی ہے کہ عدد عالم اللہ اعلم کے سوا کسی کو معلوم نہیں یہی صحیح ہے اور محققین کے نزدیک عالم ایک چیز ہے کہ اسکو دفتر خدا کہتے ہیں اسکی تجلی سے دو عالم اور پیدا ہوئے عالم خلق اور عالم امر ^{الخلق} والامر اور عالم اول کی یعنی خلق کی تجلی سے عالم ملک موالہ ملک السموات والارض اور عالم امر کی تجلی سے عالم ملکوت بیدہ ملکوت کل تنو اس اعتبار سے عالم چار ہوئے کہ انہر ایک پانچواں عالم محیط ہے وہ عالم جبروت ہے پھر یہ مجموعہ عالم خمسہ کے دو قسم ہوئے ایک عالم عرش کہ نہایت مکان ہے ایک عالم دہر کہ بدایت زمان ہے پس تمام مکانوں کا محیط عرش ہے اور سائرانہ کا محیط دہر پھر عرش کے نیچے کرسی مخلوق ہوئی اور دہر کے نیچے زمان پھر ایک کرسی اور زمان کے بارہ حصے ہوئے کرسی کے بارہ حصوں کا نام بارہ بروج ہوا والسماء ذات البروج اور زمان کے بارہ حصوں کا نام بارہ مہینے ان عدد الشہور عند اللہ اثنا عشر شہرا پھر ان بارہ بروج مکانی کے ذریعہ سے چار ارکان ہوئے اور ہفت اقلیم میں ظاہر ہوئے اور بارہ شہور زمانی کی وساطت سے چار فصول ہوئے اور سات روز میں مشہور ہیں یہ برالامر من السماء الی الارض پس اجرام علویہ میں فلک کوکب عنصر بہشت وغیرہ ایک عالم ہے اور اجرام سفلیہ میں ارض وقلم و فرخ بلاد وغیرہ ایک عالم پھر ان عالموں کے انواع اقسام ایک عالم ہیں اور مخالفات الغیب میں کہ یہ رب العالمین کی تفسیر میں لکھا ہے کہ فرشتے کئی قسم ہیں اور ہر قسم ایک عالم ہے اول حجاب بارگاہ الوہیت کہ معدود کرومیں میں ہیں دوم حلقہ عرش کہ بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کعب سے تا اسفل قدم آنکے پانچ سو برس کی راہ ہے اور نہایت خاشع و خاضع ہیں اور تیسرے انکی سبحان ذی العزۃ و الجبروت سبحان ذی الملک والملكوت سبحان الہی الذی لا یموت سبعون قدوس ربنا رب الملائکۃ والروح ہوا اور بقول مجاہد و تیسرا عالمین عرش اور عرش کے ستر حجاب نور کے ہیں سوئم سکنتہ کرسی چارم ملائکہ لوح کہ اتباع افریئل علیہ السلام ہیں پنجم ملائکہ زرق کہ اتباع میکائیل علیہ السلام ہیں ششم ملائکہ قابض و راح کہ اتباع عزرائیل علیہ السلام ہیں ہفتم ملائکہ سدرۃ المنتہی کہ انصار جبرئیل علیہ السلام ہیں ہشتم ملائکہ ہفت آسمان ششم ملائکہ سفرہ دبرہ و کرام کاتبین و ثم ملائکہ خزینہ بہشت احوال رضوان علیہ السلام یازدہم ملائکہ کہ خدام اہل جنت ہیں و دوازدہم ملائکہ زیر فلک اول کہ مسلح پھرتے ہیں ستر و دہم ملائکہ ہوا موکلین ابرو باران و برق چار دہم ملائکہ بجا پانچ دہم ملائکہ روحی زمین شاتر دہم ملائکہ طہات ارض

پہلے ملائکہ حافظین اہل ایمان از شیاطین اسجد ہم ملائکہ حاضرین مجالس علم و ذکر و نور و ہم ملائکہ ارحام
 ہست ملائکہ الہام ہست و یکم ملائکہ حافظین اطفال ہست دوم ملائکہ مقارن مثل منکر و نکیر و بشر و بشر
 ہست و سوم ملائکہ اولیٰ اجنہ ہست و چہارم ملائکہ ورنج اتباع مالک علیہ السلام ہست و پنجم ملائکہ زانیہ
 کہ تعذیب اہل نار پر معین ہیں حضرت استاد الاذکیاء فخر المحدثین و زبدۃ المتقین محدث دہلوی
 اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ آواز کرنے میں سب آسمان اور آسمکو
 لائق ہے کہ آواز کریں کس واسطے کہ آسمان میں کوئی جگہ مقدار ایک قدم کے بھی خالی نہیں ہے کہ
 اُس مقام میں فرشتے سجدہ و رکوع میں نہوں اور مسکمل الارواح سے تفسیر جواہر میں لکھا ہے کہ حضرت
 صلعم نے معراج میں ایک جامعہ ملائکہ مابین عرش و سدہ اقصا و خیران و والد و حیران سرگرداں
 دیکھے تو جبریل علیہ السلام سے انکی حقیقت پوچھی جبریل نے عرض کیا کہ میں آگاہ نہیں ہوں
 صرف یہ جانتا ہوں کہ متانتیں جمال الہی ہیں کہ شوق لقائیں مست و از خود رفتہ ہیں
 ہمہ از فیض نعمت عامش و لقمہ خواران فیض انعامش و آنچنان فیض شان رسد بعبود
 کہ نہ مانند سچ یک محروم و اور شکوہ شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 کہ فرمایا رسول مقبول صلعم نے کہ جب سے اللہ نے اسرافیل کو پیدا کیا ہو تب ہی سے اپنے پاؤں
 پھیلانے بیٹھے ہیں اور انکے نہیں اٹھاتے اور بامین اسرافیل و پروردگار کے شر پر دے
 نور کے ہیں اگر ایک پر دے سے نزدیک ہوں چلبائیں یعنی حضرت اسرافیل کہ نفع صورت متعین ہیں
 مستعد و منتظر بیٹھے ہیں دوسری طرف توجہ نہیں کرتے اس خیال سے کہ بہا و احکم نفع
 اسی وقت پہونچے حقیقی نہ رہے کہ صورت بصورت شاخ گا وہی بروایتی وازی اسکی ہزار برس کی
 راہ ہو اور آسمین سات درجے ہیں اور ہر درجہ علیحدہ جس طرح زمین گہن اور ہر ایک درجہ میں
 سواخ مانند خانہ زنبور و سل بروز حشر و نشر اول درجے میں ارواح فرشتوں کی ہونگی دوسرے میں
 پیغمبروں کی تیسرے میں صدیقوں کی چوتھے میں شہیدوں کی پانچویں میں مسلمانوں کی
 چھٹویں میں کافروں کی آدمی ہو یا جن یا شیطان ساتویں میں ارواح دیگر مخلوقات تکملۃ القیام
 میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے بنایا اور جنات کو نار سے اور نام پر جنات کا جان ہے کہ
 جس طرح آدمیوں کا آدم اور نوریت میں ہے کہ جن اصل میں فرشتے تھے مالک عالم نے قوت شہوت
 و غضب عطا کر کے حکومت ارض پر بھیجا کہ انکی نسل ہوئی اور تفسیر کبیر میں ہے کہ جن اجسام ہست
 قادر بر شکل باشکال مختلفہ اور عاقل و معین و احمق و بی وقوف و نیک و بد و خوب و زشت و غلی

بیان احوال فرشتوں

فرشتوں کی

و فقیرا مندرجہ نوع انسان کے انہیں بھی ہوتے ہیں سو جس قسم میں خیریت و نورانیت غالب ہو وہ صالح ہو عورت
 انکو پری بولتے ہیں اور جس قسم پر خباثت و ظلمت غالب ہو وہ موذی ہو عورت میں انکو دیہکتے ہیں
 اور اقسام اس نوع کے بھی اکثر ہیں ایک قسم خارج از اقالیم سبعہ کوہ قاف میں مقیم ہیں انساؤں سے
 نہیں ملتے اور ایک قسم کوہ مذکور کے سرے پر رہتے ہیں اور اقالیم سبعہ میں آتے جاتے ہیں اور آویس کے
 اقتلاط رکھتے ہیں اور ایک قسم داخل اقالیم ہو گئے سکونت میں مختلف ہو کر بعضے دریا کے کنارے
 ہو و باش رکھتے ہیں اور بعضے باغون میں اور بعضے جنگلون میں اور بعضے ویرانوں میں اور بعضے
 مواضع تیرہ و تارک میں معالک الشریل میں ہو کہ جن میں قسم میں ایک ہوا میں طیران کرتے ہیں دوسرے
 ماروہک بنتے ہیں تیسرے وہ کہ بدن انسان میں حلول کرتے ہیں اور بر چھان مارتے ہیں اور
 جواہر التفعیر میں لکھا ہو کہ سب پران ملک عطشان کی تابع ہیں تخت گاہ آسکا وسط کوہ قاف ہو اور
 جانب شرقی کوہ مذکور میطاش خواہر زاوہ عطشان کے تصرف میں ہو آسکے تین لاکھ غلام ہیں اور
 ہر ایک غلام سلطان ہو اور طرف غربی متعلق عبدالرحمن داماد عبدالقادر سے ہو تینتیس ہزار شاہون
 فرمان رسان ہو اور ہر ایک شاہ کے تحت میں جم غفیر حضرت ابن عباس سے منقول ہو کہ دونوں نام
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلے تھے بعضے کہتے ہیں کہ شیاطین بھی ایک قسم میں سو کہ
 جنات کے کہ انہیں احکام تکلیفی جاری ہیں مگر صحیح یہ ہو کہ اشراج بن فرمان بردار ابلیس لعین ہیں کجا سکو
 انکی خبر یہ اخضر متصل کوہ قاف ہو اسفار مغربی اور تسخیرات سراجی اور معاد قدامین وغیرہ سے معلوم
 ہوتا ہو کہ جنوں کے بادشاہ مسلمان کا نام طلوع خوش ہو کہ انکی زبان میں معنی کریم النفس ہو اور اسکی قوم
 انسان سے محبت رکھتے ہیں اور جنوں کے بادشاہ نصاری کا نام بسدیوس ہو کہ انکی زبان میں معنی
 پرستندہ روح ہو اور اسکی قوم انس بسیر الانس ہو اور جنوں کے بادشاہ یہود کا نام جلعطو ناش ہو معنی
 براندا زندہ سحر اور اسکی قوم نہایت خبیث ہو سارے انسان مخصوصاً اس امت کے اہل ایمان کے دشمن ہیں
 اور کتاب خلقت الاسما میں ہو کہ خالق عالم نے پچاس ہزار برس اس جہان میں مخلوق بصورت گما
 رکھے پھر انکو ایک مرتبہ بلکہ کن امر موت صادر کیا پھر ایک دریا انعام نام ظاہر کیا طول آسکا شرق سے
 غرب تک اور عرض جنوب سے شمال تک اور عمق زمین سے آسمان تک بنایا اور پانی نہایت سفید و
 شیرین کیا الغرض پچاس ہزار برس یہ جہان پر آب رہا اور کوئی حیوان نہ تھا پھر ایک گھوڑا نکلا کہ اسنے
 تمام آب دریا اپنے پیٹ میں لیا اور پچاس ہزار برس وہی عالم میں رہا پھر ایک مخلوق بصورت گس
 پیدا فرمائی کہ گس غسل سے خود اور کھتی سے بڑی آسنے گھوڑے کو کھایا اور پچاس ہزار برس اس قسم کے

مخلوق عالم میں ہے بعد اسکے زمین کو چچاس ہزار برس خالی رکھا پھر ایک شہر بنایا جاندی کا اور اس میں ایک قلعہ سوئے کا پیدا کیا اور تمام شہر کو دانہ سفید سے بھرا جب چچاس ہزار برس گزرے تو ایک مرغ طاووس الملکانہ نام آیا آسنے سفید دانے کو کھایا اور بزرگی اس مرغ کی چچن لاکھ برس کی راہ تھی اور درود اسکی تسبیح تھی جب اس پر بھی چچاس ہزار برس گزرے تو ہوائے سرخ رنگ بنا بر تعذیب اہل نار پیدا فرمائی اور اسکو چار حصہ کیا ایک رونخ کو بھیجا اور مصر و عقیقہ کو زمین پر رہنے دیا اور حصہ چہارم کو بہشت میں روانہ کیا اسی کو باد شمال و رحمت بولتے ہیں یہ ہوا بروز حشر و نشر مایاں پر چلیگی اور اجسام و وجوہ کو تروتازہ کرگی اور باد صحر و عقیقہ روز نیون پر چلیگی انھیں دونوں سے قوم عام ہلاک ہوگی جو القدا علم حقیقہ اجمال جب چچاس ہزار برس اس حال پر گزرے تو حضرت نوحؑ ایک قسم کے دیو پیدا کیے اور بعد چچاس ہزار برس کے انکو جبل قاف میں مقیم کیا پھر اور طرح کے دیو نکالے جنکی طوالت قدمی لاکھ لاکھ برس کی راہ تھی انھیں بعضے مومن اور بعضے کافر تھے اور طریق تولد یون قرار دیا کہ ہر دیو کی بائیں ران میں ایک سوراخ اور دوسرے میں ایک منج تھی جب وہ دیو تمام رات ران راست کو ران چپ میں رکھ کر سوتا تو ایک ہزار دیو پیدا ہوتے اور یہ فعل جب ہزار مرتبہ ہو جاتا تو وہ دیو پر جاتا ہر جا با آجملہ وہ بھی چچاس ہزار برس عالم میں رہتے پھر کوہ قاف کو گئے اور چچاس ہزار برس زمین خالی رہی بعد اسکے آتش بے دود سے پران پیدا فرمائیں اور انکو چچاس ہزار برس زمین پر تسلط رکھا بعد اسکے انکے دو گروہ فرمائے ایک کو جبل قاف میں بھیجا دوسرے کو ہوا میں رکھا انھیں چچاس ہزار برس جن ابجان پر بعد ازاں چچاس ہزار برس زمین کو آب تلخ سے بھرا رکھا پھر اس پانی کو آسمان پر اٹھا لیا اسی سے طوفان نوح علیہ السلام ظاہر ہوا اور پھر بھی اس جہان کی خرابی اسی پانی سے ہوگی اسی چچاس ہزار برس جب اس انتظام پر بھی گزر گئے تب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اسکو کسب و معاش سکھا ہوا کہ خلقت عالم سے تا وجود حضرت آدم ہنیا الیش کرور تینیئیں لاکھ ستر شہ ہزار ہات سو برس گزرے تھے اور نافع السلیس ہیں ہو کہ ابتداء سے پیدائش عالم سے تا ظہور و مجود ہوا جو حضرت ابراہیمؑ کے عرصے صلح کے دوران و دو کھرب اور ننانوے لاکھ برس گزرے تھے اور اسی کتاب کے طے پر لکھا ہو کہ سب دو کھرب و دو ہزار لاکھ سال گزشتہ بود از ابتداء خلقت افلاک تا در آختن اسماعیل و اسحاق خزان سرار ناسبت کی شرح میں ہے کیست درین اثرہ ویرانہ کو سب ملکند خبر خدا و تصدیق فرمائی ہو کہ قبول حکما و اصحاب بیجاں تبارہ فریش ارض سما سے یک لکھ و ہشتاد و چار ہزار و نو سو سال گزشتہ و قبول حکمای خدا ابتداء سے پیدائش عالم سے اب تک نہیں کرو چچن لاکھ چار سو ہزار نو سو چپس برس گزشتہ ہیں اور

بالسما لاکھ
از خلقت عالم
تا آدم علیہ السلام
۱۱

پیش

دیونیس علیہ السلام والیاس علیہ السلام و زکریا علیہ السلام و زکریا علیہ السلام و یحییٰ علیہ السلام
 و عیسیٰ علیہ السلام و حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور انھیں کانام کلام اللہ میں
 بالقاب نبوت واقع ہوا ہوسوان سب کا مذکور اس کتاب میں کیا جا گیا اور سوائے ان کے حضرت شلیث و علی علیہ السلام
 و حضرت شیبا و ارمیا و شہویل و غیرہ حضرت علیہم السلام کا اور لقمان حکیم و ذوالقرنین تبع بادشاہوں کا بھی مذکور ہو گا

الفصل اول در احوال ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام

پیشہ درست کہ بظہر حکمت آفرینش جانداروں کی اس عالم ناپایدار میں ضرورت موعنی اس لیے کہ اگر
 جاندار عالم میں نہ تو فعل اختیاری نہ ہو سکے اور بدون افعال اختیاریہ کے عالم میں رونق نہیں
 اور مظهر ارادہ و اختیار بھی متحقق نہیں ہوتا اسی طرح شعور و ادراک بھی بدون جاندار کے متصور
 نہ تھا اور صفت علیہ بھی بلا مظهر ہی جاتی تھی اور جانداروں کو مظهر فعل اختیاری ہونے میں حاجت
 و وصفیت کی بلا شک ہر ایک خواہش دوسری نفرت سے عنایت کرنا آن دونوں کا بھی ضرور ہوا
 اور حصول نفرت و خواہش بلا ادراک حسن و قبح اس شے کے جسکی خواہش کرتا ہو یا جس سے نفرت رکھتا ہو
 ممکن نہیں ہو لہذا پیدا کرنا شعور و ادراک اشیا و جزئیہ کا بھی جاندار میں ضرور ہوا اور چونکہ شعور و ادراک
 اشیا و جزئیہ کا بالاستیعاب و الاستیفا و مدت تقلید میں ممکن نہیں ہو تو لاجرم شعور و ادراک کلی کہ متعلق
 امور عامہ سے ہو اور حسن و قبح ہزاروں و لاکھوں چیزوں کا بواسطہ اسکے دریافت کیا جائے جاندار میں
 دنیا ضرور لازم ہوا سو بنا بر خواہش و نفرت کے قوت شہوہ و غضب پیدا فرمائی اور واسطے دریافت
 حسن و قبح اشیا و جزئیہ کے وہم و خیال کو مع آلات آنکے کہ جو اس خسرہ میں عنایت کیے اور بنا بر شعور
 و ادراک کلی کے روح کو آادہ کیا اور قوت غضبہ اسکے عطا فرمائی پس ہر جاندار کو شہوت و غضب
 و وہم و خیال و عقل سے ناگزیر ہوا اور جاندار کی کیفیت ترکیب امور مذکورہ میں چار قسم میں اول
 وہ کہ قوت عقلیہ اسکی وہم و خیال و شہوت و غضب پر ایسی غالب ہو کہ حکم انکا قطعاً قوت عقلیہ
 نافذ نہیں ہوتا بلکہ کالیت فی ید الطال زیر فرمان ہیں اور ہمیشہ مطیع و منقاد اسی قسم کو فرشتہ
 و روحانیات ہوتے ہیں اور زبان ہندی میں دیوا و دیوتا اور زبان فارس میں سروش اور
 زبان شریع میں ملائکہ و ارواح و ملکوت اور یہ قسم خطا و گناہ سے محصوم و پاک ہو اور محتاج اکمل شریع
 و مشاقق لباس جماع و غیہ و خسائیس کے نہیں اس لیے کہ انکو بنا بر صدد و افعال اختیار یہ کے ایک جسم
 نہ انی غیر نفاک عطا فرمایا ہو کہ اصلاً و مطلقاً اس سے جدائی نہیں ہوتی اور انکو بسبب عقلیہ
 قوت عقلیہ کے کہ جس صورت و ظرفیت میں چاہیں ظاہر ہوں اثر و اعلیٰ اس قسم کے

حکم عرش ہن آنکے بعد حاقین ہن جول العرش پتر ملایک کر سی بعد از ان ملایک افلاک سبعہ بعد ملایک کرہ اشیر و نسیم و بخار و کرور مزیکہ رمی شہاب و انزال مطر و سوتق ابر بر حد برق پر موکل ہن پتر از ان ملائکہ موکل سجاد و جبال پتر ملایک سفلیہ کہ تصرفات اجسام نباتیہ و حیوانیہ و انسانیہ ہن مشغول ہن فتح الطریق ہن جو کہ سارے ملائکہ تین قسم ہن منحصر ہن ایک مہینہ غریق بحجہ عبادت تسبیح تقدیس جو کہ ذکر الہی کے سوا کسی طرف توجہ نہیں کرتے حدیث میں وارد ہو کہ اس قسم کے فرشتے اس کثرت سے ہن کہ بالشت بھر جگہ آسمانوں میں خالی نہیں کوئی قیام میں مشغول کوئی قعود و رکوع و سجود ہن دوسرے مقرر ہن کہ عالم کے عمدہ کام جیسے وحی لانا روزی پہنچانی جان لینا فتح شکست نیا عزت دنیا دولت بخشنا انکی وساطت سے سر انجام پاتا ہو جبریل میکائیل اسرافیل عزرائیل اور انکے احوال ایسے کاموں پر متعین ہن تیسرے وہ جو اجسام کے ساتھ متعلق ہن خواہ باجسام علویہ جیسے عرش کے اٹھانے والے کر سی کے رکھنے بہشت اور دوزخ کے موکل سدرۃ المنتقی اور بیت المعمور کے مشکفل تارون کے چلانے والے آسمانوں کے گھمانے والے خواہ اجسام سفلیہ سے جیسے وہ فرشتے جو ہوا کو چلاتے ہن ابر کو آجھارتے ہن باران کے ہر قطرہ کے ساتھ نزول فرماتے ہن دریا اور سپار پر تعینات ہن درخت اور جھار کے نگہبان ہن شب و روز بنی آدم کے نگہبان حال ہن لیکن سارا اختیار یکجہ مختار ہو وہ سب محبوب ہن بے حکم خدا جو چاہن کریں کیا مقدر و فائدہ اس مقام میں ایک شبہ ہوتا ہو کہ باوصف اسکے کہ قوت ملکیت کثرت اعمال و شدت افعال کو دفا کرتی تھی اور ایک فرشتہ ہزاروں بلکہ لاکھوں کام کر سکتا تھا چنانچہ کبریا نے ایک ایک کام پر فرشتے علیحدہ علیحدہ کیونکہ معین فرمائے اور برفع اس شبہ کا یہ ہو کہ اگرچہ قوت و طاقت ملکیت ان صفات سے موصوفی لیکن با این ہمہ انواع مختلفہ اعمال کو کافی و دافی نہ تھے یعنی ایک فرشتے سے نہیں ہو سکتا تھا کہ دو طرح کے کام کو سر انجام کرے مثلاً ملک الموت نفع روح نہیں کر سکتے ہن کیونکہ نفع و دفع میں تضاد ہو اور حضرت جبریل پانی نہیں برسا سکتے اور حضرت میکائیل وحی نازل نہیں کر سکتے ہن جسطور سے انسان میں قوت سامعہ باصرہ کا کام نہیں کر سکتی اور باصرہ نہیں سن سکتی حالانکہ قانون ممکن ہو کہ ہزاروں آوازیں سن لیں اور نہ تمکین اور آنکھوں کو ممکن ہو کہ لاکھوں رنگ دیکھیں اور نہ تمکین اور یہ تو ظاہر ہو کہ ایک ایک شے میں طرح طرح کے اعمال مندرج ہن مثلاً عذاب و نزع کہ انواع مکر ہوتا ہو چہ اگر ایک فرشتہ اس کام پر مقرر کرتے تو انواع عذاب سر انجام نہو سکتے اور مقتضائے حکمت بھی ہو کہ ہر ایک کام پر ایک ایک شخص جدا مقرر کیا جائے تاکہ مخلوق انتظام ہو قسم دوم وہ جاندار ہو کہ وہم خیال ہو

عقل مرید شہوت و غضب پر غالب ہے یعنی عقل و شہوت و غضب جمیع افعال اختیار یہ میں ملج و ہم
و خیال کے ہیں اور بدن اس قسم کا اجزائے ہوائیہ و ناریہ کا خلاصہ ہے جسکو کلام باری میں پانچ منزل
فرمایا ہے کیا جادنی الرحمن و خلقی اجماع من راج من نار یعنی بنایا جان کو ایک دہک سے اور ایک مقام پر
فرمایا ہے نار السموم لما ورد فی سورة الحجر و الجان خلقناہ من قبل من نار السموم یعنی جنات کو بنایا تھنے
قبل اس سے لون کی آگ سے کہ لطیف ہوا آمیز ہوتی ہے اور بدن انکار روح ہوائی آدمی کا جو قلب میں
پیدا ہوتی ہے حکم رکھتا ہے فرق اس قدر ہے کہ روح ہوائی انسانی عناصر و رجبہ کا خلاصہ ہے کہ اسکی غذا میں
کام آتی ہیں اور بدن اس قسم کا محض اجزائے ناریہ و ہوائیہ سے مرکب ہے اور بدن نیسی انکا کہ منبر
روح ہوائی آدمی کے ہے اسی جنس لطیف سے ہے کہ انکے بدن سے احتلاط و اتحاد پیدا کر کے ہر چو آب
و شیر کو پیگ ہے اسی سبب سے قوت و ہم و خیال انکی اس بدن کو مانند بدن نیسی کے تغیر دیتی ہے
جسطح آدمی کو بدن نیسی میں حالت خوف و فرح میں اور کیفیت سرور و نشاط میں تغیر ہوتا ہے اور
یہ قسم کبھی اسی بدن پر کھٹا کرتی ہے اور سام انسان میں متصرف ہوتی ہے اور مدخل حقیقہ میں
درآمد کر رکھتی ہے اور کبھی بقوت و ہم و خیال ایک جسم لثیف ترتیب دیکر اشکال مختلفہ ظاہر ہوتی ہے
اسی باعث سے اکثر اوقات بدن اس قسم کا نظر نہیں آتا ہے مثل جو اوزار شعل و باہن ہر بقوت
و ہم و خیال انحال شاقہ و مضحکہ کر سکتی ہے جسطح ہوا بڑے درخت کو گرا دیتی ہے اور اس قسم کو احتیاج
اکل و شرب و جماع و ینتہ تست و غیرہ خیال کی مابت ہے سو اس قسم کا نام جن ہے اور ہندی میں لفظ
دیونا انکو بھی شامل ہے فرق اس قدر ہے کہ جو گروہ اس قسم کا پیشتر مصروف بشر و جماع ہو آسکو
دنیت نامزد کیا ہے اور لغت عرب میں اشرار جن کو شیطان اور خیر شریر کو جن کہتے ہیں اور لغت
فارسی میں شریر کو دیوا و رنجیر شریر کو پری حدیث شریف میں وارد ہے کہ یہ قسم بھی باہم اختلاط
رکھتی ہے یعنی بعض پر دار کہ مثل ہوا سے تیز آڑتے ہیں اور بعضے بصورت ماروگ پھرتے ہیں اور
بعضے بصورت انسان خاند واری و بنیوت کرتے ہیں اور کوچ و مقام کرتے ہیں اور بیشتر مسکن انکا
صحرا و کوہستان و ویرانہ ہے لیکن یہ صورتیں ہیں کہ ہر فرقے کو ایک صورت سے خصوصیت و
رغبت بہم پہنچی ہے والا اصل بدن جنات کا انھیں اجزائے ہوائیہ و ناریہ سے مختلط ہے اور قسم
گویا عالم ملائکہ و حیوان میں بنج ہے جسطح عقل و طبیعت میں و ہم و خیال بنج واقع ہے و لہذا حکام
دو دنوں طرف کے آسمان متحقق ہیں پس شکل اشکال مختلفہ و تعبیرات کلیہ و ہم و شہوت و فرج
امور و حقیقہ میں عالم ملائکہ سے پایا ہے اسی سبب سے قلم تکلیف آپز جاری ہے اور اکل و شرب و جماع

و غیرہ خواص حیوانیہ حیوانات سے لیا ہی کہ اتباع شہوت و غضب مثل حیوانات کرتے ہیں فرق
 اسی قدر ہی کہ حیوانات نے عقل و وہم و خیال کو مغلوب شہوت و غضب کیا ہی اور اس قسم نے
 عقل و شہوت و غضب کو مغلوب وہم و خیال قسم سوم وہ جاندار ہی کہ شہوت و غضب اسکی
 عقل و وہم و خیال پر غالب ہو بدین حد کہ عقل کا معدوم ہو اور وہم و خیال شہوت و غضب کے
 زیر فرمان ہو اس قسم کو حیوان کہتے ہیں وہ دو قسم ہی ایک مہیمہ دوسرا درندہ ہیمہ وہ کہ شہوت
 اسکی غضب پر مستولی ہو اور درندہ بالکس اور یہ دو فلان جسطرح چرندوں میں ہیں اسی طرح حشرات الارض
 و پرندوں میں ہیں چنانکہ کس مہیمہ حشرات ہو اور عنکبوت درندہ کہذا حقیقتہ استاذ الالفاظ فی تفسیر
 من سورہ النحل تا جملہ اقسام شمشہ مذکورہ بسا بیضی روح ہیں کہ ابتداً تعلق ارواح انھیں کے ابدان سے
 ہوا ہی قسم اول کو بنابر سکونت افلاک و تدبیر امور منتظمہ عالم خاک اختیار کیا کیونکہ معصومیتہ از خطا و اذیاتی
 اس تمام میں مطلوب تھی اور قسم دوم کو بنابر صدور افعال اختیار کیا کیونکہ زمین میں مقرر فرمایا اور
 اختیار تصرف کائنات و معادن و حیوانات میں عطا کیا اسلیے کہ ارواح اس قسم کی نہ مرتبہ خلقت و
 کثافت بہائم میں تھی اور نہ مرتبہ صفات و لطافت ملکوت میں لاجرم ابدان انکے بھی اجرام عنصریہ سے
 کہ خلاصہ ہوائیت و ناریت ہیں مخلوق کیے تاکہ تحصیل علوم و ادراکات و سرعیت نفوذ و حرکات میں بین
 ہوں اور ہر گاہ کہ روح و بدن اس قسم کے قریب ارواح و ابدان ملائے سے ہوئے تو انکو عالم ملکوت سے بعض
 امور غیبیہ کا دریافت کرنا اور مجالس ملکوت میں کہ فوق السماوی حاضر ہونا جائز ہوا تھا اور قسم سوم کو کہ
 حیوان مطلق ہی محض بنابر خدمت قسم دوم کے پیدا کیا گیا قسم حیوان اگر کہ شیفہ قسم ثانی کے تھے قسم چہارم
 وہ جاندار ہی کہ عقل و وہم و خیال و شہوت و غضب اسکا قریب با حتمی ہو اور بہتر کہ معجون کائنات میں
 اقسام شمشہ سے ہی اس قسم کو واسطے سلطنت و خلافت ارض کے تجویز فرمایا ہی اور یہ مرتبہ عنایت کیا
 کہ علوم غیبیہ توسط ملائکہ بالتخصیص آسمان نازل فرمائے اور حیوانات و نباتات و معادن و خلائق کو بحیو
 و مسخر اسکا کر دیا تاکہ خلافت کبریٰ با حسن وجہ سر انجام کرے اور جو امور کہ بسا کثرت ذوی الارواح سے
 مروج و متوقع نہ تھے آسمین بطور یکپہن اس تحقیق و تدقیق سے سر تقدم جن کی پیدائش کا خلقت انسان
 واضح ہوا اور نکتہ شرکت جن و انسان کا حل امانت تکلیف میں ظاہر ہو دیا ہوا کمالا لایخن
 علی التذکرہ لیکن عالم جن گویا سطح سفلائی عالم ملکوت کی ہو اسی وجہ سے کمال انسانی کی راہ کہ
 عبارت ترقی عالم غیب سے ہر صاف و شفاف نہیں رہی اور اکثر گروہ نبی آدم کے اسی سطح سفلائی
 مقید و گرفتار ہو گئے ہیں بیان تک کہ مدارک وہم انکے اسی سطح سفلائی میں محصور و منحصر ہو گئے

اور طاقت اس قدر نہیں رکھتے کہ تجزئہ سطح آگے چلین اور اپنے مرکز پر جمود کریں۔ لہذا بعض نبی آدم نے اشخاص عمدہ سطح سفلائی کو اپنا معبود و مسجود قرار دیا ہو اور بعضوں نے اپنی حاجات و لامبیات میں انکو مستعان و مددگار گردانا ہو اور بعضوں نے حوادث مستقبلہ اور اخبارات تہیہ سے پوچھنا شروع کیا اور مشرک و بت پرست ہو گئے جسے کہ بعض جاہلون نے اس عالم میں بلا واسطہ حضرت الوہیت انھیں کو مستقل بالذات و قادر مطلق سمجھا اور بعض نے یہ تجویز کیا کہ یہ حماید اولاد و نباتات حضرت خالق کبریاہین کہ مذاہب ہنود و رسوم مشرکین غرب کے دیکھنے سے یہ بات بخوبی منکشف ہوتی ہو اور صریح و صاف معلوم ہوتا ہو کہ مبلغ علم و طمع ہمت ان لوگوں کی صرف یہی سطح سفلائی ہو بلکہ بعض جہال مسلمین بھی اس درجہ ہلاک میں گرفتار ہیں کہ بعض اشخاص اس عالم کو پتہ آسکتے ہیں اور استعانت و استعمال انھیں سے کرتے ہیں اور بعض کو پری اور بعض کو پیرہ بولتے ہیں و لہذا لیکن یہ سد حائل کہ سنگ راہ عالم غیب کی تھی بغتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوٹ گئی اور راہ ترقی و عروج ارواح بشری کی صاف ہو گئی کہ احقہ اساذالاساذنی تفسیرہ اور علامہ قطب الدین نے درۃ التاج میں لکھا ہو کہ طبقات مخلوقات چار ہیں اول طبقہ فرشتوں کا جس میں حکمت ہو شہوت نہیں دوسرا مہائم کا جس میں شہوت ہو حکمت نہیں تیسرا نباتات و جمادات کا کہ انہیں نہ شہوت ہو نہ حکمت چوتھا وہ کہ جہین شہوت و حکمت دونوں ہیں بر سبیل کمال وہ انسان ہو کہ اس میں عقل و شہوت موجود اگر عقل و حکمت کے تابع ہو تو درجہ ملکوت پایا اور جو شہوت و عقل میں پورا طبقہ مہائم میں داخل ہوا لیکن اس تقریر سے جنات و شیاطین خارج رہتے ہیں اور بعض کے نزدیک اقسام مخلوق تین ہیں روحانی محض ہمو ملکوت و جسمانی محض مانند معادن نباتات وغیرہ و روحانی و جسمانی کہ حضرت انسان ہو و حکمت حق نے یہ تقاضا کیا کہ جو دو کرم کسی قسم کا عقل نہ رہے اس واسطے اسکو پیدا فرمایا کہ اجتماع حکمت اور شہوت اور جسم و روح سے جو باہم منافات و تناقض رکھتے ہیں میری قدرت کاملہ ظاہر ہو اور بشرط اعتبار اس آخربھی مخلوقات تین قسم ہیں اول کاملین کہ انہیں کسی طرح نقصان کو گنجائش نہیں اس واسطے کہ معرفت انکی شہد و شک سے معراج عبادت و طاعت انکی عجب دریا سے مبرا ہو یہ حال فرشتوں کا ہو کما قال لا یعصون الا امرہم و یفعلون ما یؤمرون یعنی نہیں خلاف کرتے امر اللہ اور کرتے ہیں جو حکم دیے جاتے ہیں دوسرے ناقصین کہ انکو کمال سے کچھ علاقہ نہیں جس طرح جمادات و نباتات تیسرے کمال و ناقص یعنی گاہے کامل ہیں اور گاہے ناقص ہیں کہ تو کمال

فرشتوں سے مقامِ سخنِ سجہجک میں اجلاس فرما کر الی وجہتِ نوح پر ہتے ہیں اور وقتِ نقصان حکم اولیٰ کا انعام اہل ہم اخل کا مصداق ہو جاتے ہیں یہ حضرت انسان ہیں اگر کرب میں انظار والیسیان والیقیم فی دار اطاعتہ والعصیان اور ظاہر ہو کہ ہر فرشتے کا ایک مقام ہو کہ اس سے نہیں ٹہرتا کما قال واما الاولہ مقام معلوم اور جب آنکے حال میں تغیر نہ ہوا تو مقام شوق نہیں پاسکتے کیونکہ شوق کے واسطے دو چیزیں بہت ضرور ہیں ایک یہ کہ وہ چیز حاصل نہ ہو دوسرے یہ کہ ممکن الحصول ہو اور حال ملاکہ ممکن التغیر نہیں تو حصول شوق و ذوق بھی محال ہو اگر نوع انسانی نہوتی تو یہ صفت شوقی و عشقی ہل و بیکار رہتی بلکہ مراد امانت سے کریمہ نامہ رضا الامانۃ علی السموات والارض واسبال فابین النخ میں شوق الی اللہ ہو تو عجب نہیں ہر گاہ کہ یہ مقدمہ بالتفصیل بیان کیا گیا تو اب واضح ہو کہ حضرت ابن عباس درگیر صحابہ میں سے روایت ہو اور حاکم نے اسکی تصحیح کی ہو کہ قبل اسکے کہ علم خلافت آدم علیہ السلام کا عرصہ زمین میں بلند فرمایا اور صفحہ سطح ارض کو اس بوستان خوش اسلوب سے آراستہ کرین حکومت خطہ زمین کی متعلق جنات سے تھی کہ اولاد جان ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ نام اسکا شواہد اور لقب جان کعب احبار نزدیک ایک گروہ فرشتوں کا تھا جسکو اللہ صاحب نے شہوت و خواہش عطا کر کے حکومت زمین پر بھیجا کہ تو ابد رہنا سل اسے جاری ہوا اور فرشتوں پر ولایت و اطاعت باری میں روز و شب صبح و سہا ہر ایک نگاہ ہوا اور ارتکاب منیات وغیرہ سے ہر شخص ڈرا ہوا سال و مہ از غایت فرمانبری آمدہ مشغل پریش گری + روی تعبد زمین داشتہ + فرق تعبد مہ افراشتہ + جب دن صحت دراز ہوئی اتفاقاً ایک زاہد خشک اس قوم کا سپر کنان جنگل میں نکلا تو ایک شاخ گیاہ تر و تازہ زمین آگی ہوئی نظر پڑی اور ایک صورت شجر نو نہال خوش اندازہ سر اسرافندہ بنا براستفا وہ دیکھنے میں آئی سے نہایت گویا زبانِ بہشت + تر و تازہ و پاک و ریبا سیرشت + اس روز بول تو جلوہ جدید خوش بہت ہوا مگر زہد و تقویٰ نے شاید روک دیا کہ اپنے صومعہ میں پلٹ آیا بعد چند سے پھر گیا تو وہ گھاس قوت نامیہ سے نمودار ہو پھر شجر میوہ دار ہو شاخیں پیش و پس ہو چار پیچیدہ و غوشہ ہا رنگین مانند سلک گہرنا سفید آونختہ سے ز آب ارچہ آید جوا ہر پدید + ولیکن بدین آبداری کہ وید آخر کار ایک دانہ توڑا منہ میں رکھا تو ذوق حلاوت نے ذائقہ زبان کو نہایت چاشنی دی اور شوق نگاہت نے پوستہ و داغ کو طراوت بخشی تب تو یہ اندیشے میں ہوا کہ یہ شجر نفیس ہو اسکو چہ بھر کھانا لازم ہو اور حقیقت رہا بہت اسکی دریافت کرنا واجب چنانچہ کئی گچھے توڑے

یہ روایت ابن عباس سے ہے

یہ روایت ابن عباس سے ہے

اور ایک جام رجا جی مین پھڑ سے اور بنا بر غلیان و دہن چھڑ سے اور آپؐ تفریحاً و عہد و عہد
 پھرنے لگا تھوڑی دیر کے بعد آیا تو اسکو بلا آتش جوش کنان پایا سخت پریشان و حیران ہوا اور
 حکمت الہی سے بالکل غافل یہ سمجھ کر عین آخر میں جوش و بخار تو برآوردہ لگے ۛ پھر پٹ آیا اور
 بعد اذنی توقف پھر گیا تو اب غلیان نہ تھا آب صاف شفاف بے درد باقی تھا چونکہ مقتضائے
 ۛ و عہد و وصل چون شود نزدیک ۛ آتش شوق تیز تر گردید بے تابانہ جام ہاتھ میں لے
 لوش فرمایا ایک ساعت میں مدھوش و مہوش ہوا تمام رات از خود فراموش رہا دوسرے دن
 ذوق مستی سے اپنے یار و یار کو اطلاع دی کہ ایک جماعہ کثیر اس بلا میں مبتلا ہوئی اور مٹی نوشی
 اس قوم میں رسم ہو گئی اور ام المعبائت کی تاثیر زنا کاری و بدکاری و مادر خواہر پرست و زانی
 ختم ہوئی اور بجا سے درود و نما حرام و منہیات اور غلغلہ مناجات کی جگہ زمرہ خرابات ظاہر ہوا
 سے آنکہ در صومعہ تسبیح رکھ نہ تھا دسے ۛ در خرابات مغان مین قہج بادہ بدست ۛ ہا بجلہ
 شراب خواری نے یہ نوبت پہنچائی کہ خبردار از خود بیخبر ہوے اور بیخبر محض بخوف و خطر ہو گئے
 ۛ بیخبران شخص کہ جوئی چشید ۛ کش قلم خجری در کشید ۛ اس ہنگامہ میں ابلیس نے جگہ نام
 حارث تھا اور اس قوم میں بقول بعض اہل تحقیق عالم و فاضل تھا دیکھا کہ یہ قوم بادۂ ضلالت
 و بدستی و حادثہ شرک و خود پرستی میں گراہ ہو کر برباد و خراب ہوا چاہتی ہو اور قریب تر بلا ہی
 مانل ہوا چاہتی ہو اپنے آشناؤں کو مطلع کر کے کما حقہ زمین میان گرتوان بہ کہ کدسا رہ گیم ۛ او
 ہزار توابع اپنے ساتھ لیکر گوشہ گزین ہوا اب زمین عمکیں نے حضرت باری میں بگمید و باری کہا
 یارب اس قوم دگر ناباک جیبا و بیباک کو ہلاک کر در گاہ کبریائی سے ارشاد ہوا کہ اسی زمین میں مقیم
 حلیم ہوں عاصیوں کی عقوبت میں جلدی و تعمیل نہیں کرتا جب تک قطع حجت بخوبی نہیں کرتا
 چند سے اور تامل کر زمین نے سکوت کیا اور حارث کو ارشاد ہوا کہ اپنے تابعداروں سے ایک
 شخص کو اس قوم میں ارسال کر کہ اسکو بوجہ مغفرت و رحمت حق دعوت کرے اور عقوبت
 و عذاب پروردگار سے تنوین و انذار کرے شاید کہ شر و فساد سے باز آئیں حارث نے ملامت
 ابن ملاہث کو بھیجا پھر داران قوم جن نے مضمون قصہ سے مطلع ہو کر فوراً قتل کیا پھر حارث
 بحکم خدا دوسرے کو بھیجا و بھیجا بھی شہید ہوا اسی طرح نو سو تئانوے انصار و رفقاء ابلیس
 مارے گئے تب آنے پورعت ابن یاسف خواہ ہنس کو بھیجا کہ اسے دعوت بلوے حق شروع کی
 قوم جن نے اسکو گرفتار کیا اور ایک دیگ میں بند کیا آسمین تیل ڈال کر آگ پر چڑھایا کہ وہ

خاک ہو گیا تب پھر زمین بجا رہ فریاد ہی ہوئی حضرت خداوند کبریٰ نے فلک اول کے فرشتوں کو
 تحت فرمان ابلیس فرما کر بنا بر قلع بنیان جنات معین فرمایا کہ فرشتوں نے اکثر قوم جن قتل کیا
 بقیتہ السیف جیل قاف و جزائر بحر محیط میں بھاگے کہ اسی جگہ مقید ہوئے اسی کار گزار ہی سے
 ابلیس حکومت دنیا پر سرفراز ہوا بعض کہتے ہیں ابلیس کو افسر ملاکہ نہیں فرمایا بلکہ یہ کجخت طفل
 خرد سال ہوشیار و چالاک تھا فرشتوں نے جب قوم جنبہ پر فتح پائی تو اسکو آسمان پر پکڑ لے گئے
 اور پرورش کرنے لگے اسنے عبادت میں نہایت کوشش و سعی شروع کی تھے کہ ملاک پر ہیبت کیا
 اور بعض روایات میں ہے کہ جب اکثر قوم جنبہ مارے گئے اور بعض بچے ہوئے جزائر و جبال میں و سب سے
 تو ابلیس کہ جنبہ میں تھا اور عبادت و طاعت میں سب سے ممتاز تھا فرشتوں کے ساتھ آسمان پر
 چلا گیا اور فرشتوں کو شفیع گردان جناب باری میں یہ عذر پیش کیا کہ میں مباد میں شریک تھا سو ہنسنے
 سند عفو حاصل کی اور فرشتوں میں رہنے لگا الا بطبع حکومت دنیا جو کوئی حکم فرشتوں کو صادر تھا
 ابلیس اسکی بجا آوری میں پیش پیش ہو جاتا اور آپ ہی اسکو بجا لاتا ان فرض ابلیس ابتداء سے ہی
 و طاعت میں بشرط ظاہر معروف اور ریاضت و مجاہد سے پروریا مشغوف تھا چنانکہ مشہور ہے کہ بنا لگا کہ
 برس روئے زمین پر عبادت کرتا رہا کوئی مقام اسنے نہیں چھوڑا کہ سجدہ نہ کیا ہو یہ حال دیکھا کہ ملاک آسمان
 دنیا اپنے مقرر کولے گئے یہاں بھی عبادت میں معروف ہوا اور عابد مشہور ہوا کہ جملہ ملاک سموات
 اپنے مقامات پر لے گئے کہ ہر آسمان پر اسکا نام جدا ہوا یعنی آسمان اول میں عابد دوسرے میں
 نواب و غیرے میں آداب و برہانے صالح پانچویں میں خاشع ششم میں شاکر ہفتم میں مطیع ہشتم میں
 گیا اور عزیز خدا بنکر عزرائیل کہلایا عالم میں ہے کہ اللہ جل ذکرہ نے ابلیس کو زمین و آسمان کا ملک اور
 جنت کا خزانہ و مالخانہ عطا فرمایا تھا کبھی تو زور پایا جنہ زمین پر سجادہ عبادت بچاتا تھا اور گلاب طاق
 افلاک میں قنادیل طاعت روشن کرتا تھا اور جب چاہتا بہشت میں ملاسم خدمت ادا کرتا اور اکثر
 زیر عرش کردہ بیوں کے ساتھ تسبیح و تہلیل میں سرگرم رہتا یہاں تک کہ عجب و پندار نے سکھایا کہ میں
 اکرم کردہ بیان و افضل فرشتگان ہوں سے اس عجب نے تو کھو دیا اسکو + آخر آخر ڈوب دیا تو اسکو +
 یوں جو ڈوبے کہیں تو جانا نکلتے + غرق دریا سے کبر کیا نکلتے + انھیں دنوں میں ایک دن وادہ
 بہشت پر گنبد دیکھا کہ حلقہ درپہ لکھا ہے کہ مقرران دولت خداوندی و نواختگان حضرت سرمدی ہے
 ایک بندہ عزیز عبادت و ریاضت سے سرفراز بلند مرتبہ میں ابنا سے جنس سے ہزاران ہزار درجہ
 ممتاز میری فرمان برداری میں قصور و اپنی طاعت و عبادت پر غور کر لگا کہ میں اسکو مرتبہ عزت

وتمکنت سے مغزول اور دربار خداوندی سے مردود و مخدول کروڑ لگا کہ ہمیشہ کبھی مقبول نہ ہو گا۔ غریب
 کہ از در گمش سرتافت + بہر در کہ شد بیع عزت نیافت + یہ بات دیکھ کر ابلیس نے التماس کیا کہ آئی
 مجھے حکم ہو تو میں بھی آپس لعنت کروں ارشاد ہوا کہ سب لعنت کریں گے تو بھی لعنت کریں چنانکہ ابلیس
 ہزار برس کامل لعنت کرتا رہا + مغرور پس پردہ پنداشت + می پندارو کہ در کفش خیری ہست +
 چون پردہ ز پیش کار او بردارند + بیند کہ سحر با و ندارد و دوست + بدایت ہو کہ ایک دن یہ قصہ حضرت
 اسرافیل علیہ السلام کو بھی لوح محفوظ میں نظر پڑا تو غور سے روئے لگے فرشتے افلاک کے بہت مضطرب
 اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور حقیقت حال سے مستفسر ہوئے جب مطلع
 ہوئے تو بہت پریشان ہوئے اور یہ شوری قرار پایا کہ غزایل فرشتوں میں بالفضل بہت مغرور ہو کر
 پاس چلکر درخواست دعا کریں شاید برکت دعا سے ہلوگ محفوظ رہیں سو اکثر فرشتے غزایل کے
 پاس گئے اور استدعا کی اسنے سب کو تسلی دی اور کمال غرور سے یوں دعا مانگی کہ آئی یہ تیرے
 بندے ہیں تو مالک رحیم ہو انکو اس بلا سے جو میں نے لوح میں مکتوب دیکھی ہو محفوظ رکھ اللہ نے
 دعا اسکی فرشتوں کے حق میں قبول فرمائی اور رقم شقاوت اس متکبر کے نام پر قائم کی + اہو انکہ
 دولت از علم برخوردارست + با علم تو زور عمل ہم یارست + مغرور و مشوکہ در پس پردہ غیب + اسرار
 عجائب قضا بسیارست + عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس واردات سے بارہ ہزار
 برس گزے تھے جب ابلیس ملعون ہوا حسن بصری رح سے تفسیر چواہر میں منقول ہو کہ ابلیس نے
 نو لاکھ پچھتر ہزار برس خدا کی بندگی کی اور تفسیر پناہ میں ہو کہ اسکی کرسی عرش کے تلے چھپی تھی
 اور فرشتے طرق عبادات اسی سے سیکھتے تھے فی الحقیقہ پادشاہ تھا سو جب بنی ارجان نے فساد
 شروع کیا تو خدا سے تعالے نے ابلیس کو کہ یہ بھی اولاد جہان میں تھا ستر علم ہر علم کے تابع ستر ہزار
 ملائک دیکر بنا بر اخراج و اہلاک روانہ کیا کہ آسنے مفسدین جہنم کو نیست و نابود کر دیا پھر حکم ہوا کہ زمین
 قیام کرو اور سلطنت زمین بھی ابلیس کو تفویض کی گئی اور تمام عالم علوی و سفلی کو متعین ہوا
 کہ بہترین مخلوقات آئی غزایل ہو مگر زبان قضا سے انلی یوں بکارتی تھی عمر ہیات از و تبرکشیست
 جب تین سو برس اس حالی پر گزے اور فرشتوں کو زمین پر سکونت خوش آئی اور بس آبسانی
 عبادت و طاعت کے دنیا میں آنام ملی تو ارشاد ہوا کہ وقت رحلت و کوچ ہو یہاں سے اٹھنے کی
 تیاری کرو + چہ بندی دل درین کاغذ دل آویز + کہ تا جاگرم کردی گویدت خیر + کسی کہ دل دین
 گنہار بندد + چو کل زمان پیش تو کرید کہ خندد + اور خطاب ہوا کہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ

یعنی مجبور بنانا ہر زمین میں ایک نائب بدل قوم نبی الحجاز کہ عمارت روئے زمین و عبادت راجع المیتین
 خلیفہ تھا ہوا ہوا عانت حق و امانت باطل میں میرا خلیفہ ہو متحققین اس آیت کی تفسیر فرماتے ہیں
 کہ خالق لایزال نے اس لیے اس طرح فرمایا کہ ملائکہ آپ کو معزول سمجھیں اور اسباب صعود آسمان میں لگا کر کھینچیں
 لیکن یہ سخن آسوقت درست ہوتا ہے جب کہ ملائکہ سے صرف سکان ارض مراد ہوں اور اگر خطاب
 جمیع فرشتگان آسمان و زمین سے ہو جس طرح روایت صحیحہ میں ہے تو اس کلام سے یہ مقصد ہو کہ
 اس بات میں جو کچھ استفسار کرنا ہو کر لین اور حکمت اسکی بوجہ لین اور فرشتوں سے خطاب کرنے کا
 یہ سبب ہو کہ منافع مخلوقات و حقیقت ملائکہ سے متعلق ہیں اور ضابطہ و چوکیداری مخلوق کی
 اسی فرمے کے مفوض ہو چنانچہ افلاک و کواکب کا گردش دنیا پانی کا برسانا ہوا کا چلانا گھاس کا
 اگانا معدنیات کا کوہستان میں قائم کرنا وغیرہ امور دنیویہ انھیں کے حوالے ہیں گویا تمام عالم نازلہ
 منصبہ یا شہر ہوا اور یہ فرقہ اسکا عامل و کارکن ہی باجمہ جب تک یہ فرقہ مطیع و فرمان بردار طبقہ الاخر
 نہ ہوگا تصرف اسکا کسی چیز میں جاری نہ ہوگا اور جب کہ ملائکہ مطیع و منقاد ہو جائیں گے تو کوئی شے
 نافرمانی نہ کریگی اور پیش بندی قبول خلافت کی تمام عالم سے منظور تھی اس لیے تجویز ہوا کہ اول
 فرشتوں کو تا بعد از نبیائے تب خلیفہ کو حکومت کی سند دیجیے اور حیوانات وحشی گونی اجماع ارادہ
 و اختیار رکھتے ہیں لیکن فرشتوں کے مقابلے میں محض مجبور ہیں ولہذا جبکہ خلافت ظاہر حضرت
 سلیمان علیہ السلام اوج کمال کو پہنچی فرشتوں نے جنات و ہوا و طیور و وحوش کو چارونما چار سحر
 و منقاد کر دیا کہ سب پر حکمرانی واقع ہوئی لیکن ملائکہ اس کلام سے یہ سمجھے کہ جب خلیفہ زمین میں پیدا ہوا
 تو عناصر مختلفہ سے مستفید ہوگا ولہذا قوت شہویہ و غضبیہ بوجہ اتم و کار ہو گئی تاکہ لذات مغلیہ کی
 خواہش قرار واقعی ہو اور اس خواہش میں جو کوئی معارض و مانع ہو اسے دفع کرے اور جب
 تو میں مذکور میں بوجہ کمال پائی گئیں تو انتظام عالم برہم ہو جائیگا لہذا بطریق ہتھسار دستکش
 جناب الہی میں ملتزم ہوئے کہ پیدا کرنا قائم مقام کا اگر محض واسطے آبادی و صلاحیت زمین کے ہی
 تو بدین اس کے کہ یہ خلیفہ محتاج اشیا و ارضیہ کا ہوا امکان سے خارج ہو اور جب احتیاج اسطورہ کی
 ہوئی تو قوت شہویہ جوش کریگی اور جو کوئی اسمیں معارض ہوگا تو وہی قوت شہویہ بصورت قوت
 غضبیہ تبدیل ہو جائیگی کہ نوبت قتل و قتال و جنگ و جدال کی پہونچگی در اسے اس کے جب
 یہ خلیفہ عناصر مختلفہ سے بنایا جائیگا تو اسکی روح میں نمونہ تیری صفات کا بھی ہوگا اور عناصر
 مختلفہ داعی لذات سفلیہ ہیں تو غالباً ان صفات کو لذات مغلیہ میں صرف کر لیا گیا تھا

علم و حکمت کو استیفائی لذات میں و حیل و تدبیرات شیطانہ میں اور قدرت کو افعال و اہمیت میں اور ارادے و اختیار کو معاصی و قبیاح میں اور قوت سامعہ کو سماعت اقرار و غیبت و ملاہی میں اور قوت باصرہ کو مشاہدہ امار و نسا و میں و معائنہ مکانات خوش فضا میں اور قوت کلامیہ کو مرجع شکایت و رجوع مقدر میں و فحش و دسروغ و لعن میں پھر ایسا خلیفہ واسطے اصلاح زمین کے کہ مسرور فساد و خون ریزی کی آس سے توقع ہی پیدا کرنا ہماری نظر قاصر میں و افاق حکمت نہیں معلوم ہوتا کہ کیا قائل تامل و اتجمل فیہا من یفسد فیہا و یسفک الدیار یعنی بولے کیا تو رکھیں گے آسمین جو شخص فساد کرے و بان اور کرے خون اور اگر اس خلیفہ کے پیدا کرنے سے یہ ارادہ ہو کہ اپنے پروردگار کو متصف بہ کمالات جلنے و منزہ الہ نقصان و زوال سمجھے تو ہم کیا تصور کرتے ہیں بلکہ ہم تیرے ہی واسطے خاص تسبیح و تقدیس کیا کرتے ہیں اور کسی کو ہرگز تیرا شریک نہیں کرتے بخلات اس خلیفہ ارضی کے کہ اس کا مرکب حرص و ہوا و عجب و ریا ہو گا جس طرف اپنے حصول مطلب کی کوئی راہ پا دیگا اس طرف عنان تسبیح و تقدیس پھیر دیگا اور ملاحظہ آسمان میں ایسا فرد ہو گا کہ سبب سے بالکل غفلت کرے گا

اس باعث سے ایسا خلیفہ پیدا کرنا مناسب حکمت نہیں ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے نحن نسبح بحمک و تقدیس لک یعنی ہم پڑھتے ہیں تیری خوبیاں اور یاد کرتے ہیں تیری پاک ذات کو تب اند صاحب نے جواب دیا الی اعلم الا تعلون یعنی میں جانتا ہوں جو کہ تم نہیں جانتے ہو اور مجھے معلوم ہے کہ تم خلافت عالم کی لیاقت نہیں رکھتے اور اس خلیفہ کو لیاقت ہی مگر تم آگاہ نہیں ہو تنبیہ واضح ہو کہ اعتراضات ملائکہ میں کسی باتوں کی فرو گذاشت ہو کہ وہ جواب مناظرے کے خلاف ہی ایک یہ کہ صرف شہوت و غضب ایک ہی سمجھا ہی دوسرے کو خیال نہیں کیا حالانکہ صرف شہوت کے دو ہیں اور غضب کے بھی دو ہیں ایک وہ جسکو ملائکہ نے بیان کیا دوسرا وہ کہ شہوت و غضب کا رخائے الہی میں صرف ہو پس جب شہوت کا رخائے الہی میں صرف ہوگی تو محبت و عشق الہی پیدا ہو گا کہ ملائکہ اسکو احصا حاصل نہیں کر سکتے اسی طرح جب غضب خدا کے کام میں صرف ہو گا تو اس سے جہاد و جان بازی و غرت و نفعت دینی ظاہر ہوگی پس مقام قیل و قال میں ایک طرف اختیار کرنا دوسری جانب ترک کرنا داب مناظرہ کے خلاف ہی دوم یہ کہ اگر شرور و قبیاح عالم میں ظاہر نہ ہوں اور نسا و خون ریزی نہ پائی جائے تو معنی تکلیف و بعثت رسل و انزال کتب و کارخانہ وحی و سلسلہ امر و نہی و ترغیب و برطاعات و تمہید از خصمیت و دوحہ مطیع و متقی و وعید مخالفت و عاصی بالکل برہم ہو جائے و صورت مجاہدات و کفاحات خارجی

وہی کہ شہوت و غضب

وہی کہ

و آبادی و اشراف و بقاء متحقق نہوا و جمیع شیون انہیہ محط و بیکار ہو جائیں گے درکار خانہ و شوق
 از کفر ناکر نیست و در توح کر ایزد و گروہ و برب نباشد و وصائب گوید کہ قاتلش نزاری و مقصودش
 بود و صائب شہید و بیچ کا فراورین دنیا ہمیشہ کم مبین و تیسرے یہ کہ فرشتوں نے بلحاظ تسبیح
 و تقدیس آپ کو مستحق و نزار و خلافت سمجھا اور مخلوق ارضی کو نالائق خیال کیا اور کچھ نہ جانا کہ حق تعالیٰ
 جل شانہ نے جو مخلوقات ارضی و سماوی و علوی و سفلی پیدا فرمائے ہیں بیکار و بیفائدہ نہ ہو گئے
 اور منتفع ہونا بذات خاص منافی استغناء ہوا سلیکے کہ جس چیز سے انتفاع فرض کو نیکی اسکی طرف تہیج
 ضرور ہوگی یہ بات منافی صمدیت کے ہولنا ضرورت ایسے مخلوق کی ہوئی جو کہ تخلق باخلاق الہی
 و متصف بصفات باری غراسمہ ہوتا کہ جملہ مخلوقات پر حاکم کیا جائے اور کار تہذیب و امر و نواہی خدا
 و سیاست دیگر مخلوقات و تدبیر امور انکی اور حفظ نظام اور مشغول کرنا انگو طامات الہی میں کیا جا
 کہ اس سے گویا خود منتفع ہوا و رہی اور دن کو نفع ہو چکا ہے یعنی استیفاء سے منافع مخلوقات کا
 بواسطہ اس خلیفہ کے منظور ہوا کما قیل و سدرکہ عند لیبست پروای زردار و یارش گل
 گل را یک شست زرد و رست و در نہ جمیع مافی الارض محط و بیکار حرکت کے خلاف رہی بخاتی ہوا و
 ظاہر ہو کہ گرہ ملائکہ بسبب اسکے کہ شہوت و غضب سے بہرا اور اکثر احتیاجات سے محروم ہیں مثلاً
 زن و فرزند و خورش و پوشش کی احتیاج نہیں رکھتے استیفاء سے منافع مخلوقات علوی و سفلی نہیں کہتے
 اور لیاقت خلافت کی اصلا نہیں رکھتے اس واسطے کہ معنی خلافت الہیہ اور تعالیٰ اوصاف ربانیہ
 خواص نہایت اجتماعیہ ترکیبیہ سے ہو پس ترکیب ایسی چاہیے کہ جامع دونوں عالم کی ہو اور جو کہ قطع
 روح کا دامن بدن کے ساتھ بلا شہوت و غضب پائیدہ و باقی نہیں ہو سکتا ہو تو شہوت و غضب بھی
 اس میں ضروریات سے ہو اور حکایت مافی الضمیر فالکون کے لیے و انتفاع نظام کل کے واسطے قوت
 عقلیہ پاک بھی لازم ہو تاکہ نتائج ترکیبیہ اسکے سب سے حاصل ہوں اور ظاہر ہو کہ ہر طبقہ ملائکہ کو
 صرف اطلاع اپنے کمالات پر حاصل ہو تو حد انکا بھی مقابل انہیں کمالات کے واقع ہوگا نہ مقابل
 کمالات فوقانی اور تحتانی کے اس طرح تسبیح و تقدیس بھی نہوگی مگر مقید و محصور ہوا ایسے خلیفہ
 جامع کی عدم تقریر میں بحالت مشورت ایسی تقریر کرنا مثل اسکے ہو کہ کسی کے قوی اور جوارح عرض کر میں
 کہ آپ کو حاجت غلام کی نہیں جو ہم کفایت کرتے ہیں حالانکہ نہیں جانتے ہیں کہ جسے خبر کیا ایک
 کام کے کچھ بھی سرانجام نہو سکو گا اور غلام کہ پروردگار مالک ہوگا البتہ دریا سے جمعیت کمالات ہوگی
 آشنا ہوگا اور جو کام مالک سے سرانجام نہو تا ہو غلام سے بھی ہوگا اسی طرح فرقہ جنات بھی اگر ہم

شہوت و غضب انہیں ہو لیکن اگر کس مخلوق کے منہ سے منہ سے نہ ہو کہ قوت خیالیہ انکی قوت عقلیہ غلبہ ہو جس چیز کو خیال کرتے ہیں اسکو حقیقت جانتے ہیں جس طرح طفل فی سوار کہ آپ کو حقیقت گھوڑے سے سوار جانتا ہو اور جو سوار کی کو لازم فرسیت سمجھتا ہو پھر اگر تمام مخلوقات کو انکے منافع میں مصروف کریں تو بجز خیالات کے اور کچھ سزا ختام ممکن نہیں ہو اور منظور آئی یہ ہے کہ حقیقت ہر منفعت کی ہے کہ وکاست ظاہر ہو جائے قطع نظر اس سے جنات بسبب غلبہ ناریہ کے متعلق باخلاق الہی و متصف بصفات باری نہیں ہو سکتے مثلاً صبر و حلم و زراعت نفس وغیرہ کہ اصلاً یا خلاق انہیں نہیں ہیں اور اکثر مخلوقات کی جانب احتیاج نہیں رکھتے مثلاً قلعہ و حولی و عمارات و اسلحہ وغیرہ پس نہ ملکہ یہ بھی استفادے منافع جمیع مخلوقات نہیں کر سکتے جس طرح متصف بصفات ربانیہ و متعلق باخلاق الہیہ نہیں ہو سکتے بالجملہ سوائے آدمی کے جمیع مخلوق ارضی و سماوی سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ منصب خلافت کا سزاوار اور سیاست منزلی و مدنی کا واقع کار ہو و لہذا انسان بخلقیت تمام انواع کے پیدا کیا گیا تاکہ استفادے منافع جمیع مخلوقات اُس سے متصور ہو اور وہ مخلوقات نیز سب کے واسطے بنائی گئی تھیں جیسے جانیں سے آدمی حیثیت برزخ جامع ہے صورت خلق و حق و درو واقعہ و مشتمل بر دقائق جیروت و محتوی برحقائق لاہوت ہے صورت نیک و بد ہشتہ درو و ہیت و یو و دوشہ درو و صاحب سلسلۃ الذہب فرماتے ہیں کہ ایک صفت نیست از صفات خداوند کہ در ذوات او بود و پیدا ہم علیم است و ہم سمیع و بصیر و متکلم مرید و وحی و تقدیر و ہمچنین از حقائق عالم و ہمچیزی درو بود و ہمچیز از باب تذکیر فرماتے ہیں کہ معنی الی اعلم کے یہ ہیں کہ میں جانتا ہوں کہ یہ گنہگار ہیں اور میں آفرینگار یا جانتا ہوں کہ تم مطیع و فرمان بردار ہو لیکن با مباہلات و افتخار اور یہ گنہگار ہیں اما با تضرع و انکسار اور میری درگاہ میں معصیت بعذر بہر طاعت یا فخر سے ہو یا جانتا ہوں کہ تمہارے مصاحبین سے ایک مظلوم و مودع الیہیں شیطان پیدا ہوگا اور انہیں سے ایک شخص مقبول حبیب الرحمن محمد مصطفیٰ صلعم سونوای ملائکہ مکتوب بھی شہرہ مندی کافی ہو کہ تمہارے گروہ سے الیہیں پر تلمیس علیہ اللعن ہوگا اور آدمی کو بھی فخر میں دانی ہو کہ انکے فرقے سے احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوگا یا میں جانتا ہوں کہ تمہاری طاعت تا تم و دوا تم ہو اور اکل اعمال کا گناہ لیکن تمہاری پرستش کی تکلف و مجاہدہ ہو اور انکی باہر از ان ہزار دفعہ اسوا سنے کہ تمکو منافع نفس ہو نہیں ہیں و یہ سچا پارسے و غدرہ ہو اور سو نفس و اخو اس شیطان و فکر اولاد و نسل و ان وقتہ و نیل میں گرفتار ہیں یا میں بہ فرمان حق سے منہ نہیں ہوتے اور درشتہ طاعت و حیم مطلق کا نہیں توڑتے اور جو طاعت باہر تکلیف ہو اُس سے کیا بہت اسکو جو

منہ
در ہستی
انہی اعلم

بے تصدیق ہو یا میں جاننا ہوں کہ تم فرمان برداری کرتے ہو اور کہتے ہو تم مجھ کو حرام کاری میں تہمتیں
 اور بولتے ہیں انت یا میں جاننا ہوں فساد انکے جوارح کا اور تم نہیں جانتے محبت انکے دل کی اور محبت
 شفیع اعضا ہی و الفت قلبی مقبول بارگاہ کبریاء اگر از در دست یک گنہ آمد صد شفیع از محبتش زاید
 یا جاننا ہوں کہ گناہ کرتے ہیں بدن سے اور دل میں کراہت رکھتے ہیں اور تم طاعت کرتے ہو بدن سے
 اور دل میں اعتماد رکھتے ہو تمہارا تکبیر عمل پر ہی انکا اعتماد برکرم سے تکبیر بر گوشہ محراب کند ز اہد شہرہ گر کند
 تکبیر چرا برکرم او نہ کند اور اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ سیرانی اعلم کا یہی کہ میں جاننا ہوں صفائی انکے عقائد کی
 عالم محبت میں ہر چند کہ ظاہر انکا مصیبت سے اکودہ ہو مگر کچھ خوف نہیں اسلیئے کہ جب آتش محبت
 روشن ہوتی ہی تو جو شخص غاشاک گناہ کار او میں پڑتا ہی سب جل کر خاک ہو جاتا ہی ای ملا کہ تم صفائے
 دیکھتے ہو میں صفا ہے باطن پر نظر رکھنا ہوں تم مخالفت اعضا و جوارح پر نگاہ رکھتے ہو میں موافقت
 قلوب کو ملحوظ کرتا ہوں تم آرایش صورت کو نظارہ کرنے ہو میں آرایش منی کو تماشا کرتا ہوں تم نشہ
 آب و گل دیکھتے ہو میں جلوہ جان و دل معائنہ کرتا ہوں تم گولباس طاعت پہنایا انکو کسوت رحمت
 تم ریاض عبادت میں چلتے ہو یہ حدائق عنایت میں تم انکو مفید کہتے ہو میں صلاح فرماتا ہوں مکاتبات
 یرتھا عبادی الصالحون تم خون ریزی میں تزیین کرتے ہو میں اشک ریزی میں تعریف کرتا ہوں و
 اعینہم نفیض من الیمع فائدا اس بیان میں کمی تجھیں ہیں کہ خبردار کرنا اسے ضرور ہی اول کہ جب ارادہ
 الہی یوں ہو کہ اس قسم کا مخلوق پیدا کریں اور اسکو منصب خلافت عطا کریں تو اس شیت کا ذکر کرنا کیا
 ضرور تھا اور ایسے امور کے اخبار سے کیا حاصل تھا کیونکہ ایسی بات مشورہ کے مقام میں ہوتی ہی اور
 معنی مشورہ یہ ہیں کہ ایک دوسرے کی عقل سے استعانت چاہے اور حق تعالیٰ ہر چیز سے مستغنی ہیں
 مشورہ اینجا چہ معنی دارد جواب یہ ہو کہ حقیقت خلافت انبیاء کی یہ ہو کہ خلیفہ حق منافع تمام عالم پر قدرت ہو
 اور منافع مذکورہ فرشتوں کے ہاتھ میں رکھے ہیں چنانچہ اس قسم میں بیان ہو ایس عالم کارکن اس دنیا
 فرشتہ میں اور اشیاء دیگر مثل آلات ہیں لہذا قبل قائم کرنے خلیفہ کے اطلاع اس امر کی عامل کو ضرور بھی
 اسلیئے کہ اگر پہلے ہی خلیفہ مقرر ہو جاتا تو استحقاق خلافت میں عقل قبح تھا اور امر خلافت کہ طاعت و
 فرمان برداری سے عبارت ہو کیا مبنی مستحکم نہ تھا اور جب قبل از پیدائش خلیفہ شبہ اسکا جاتا رہا تو اطاعت
 و متابعت میں کمال رغبت و نشاط سے قدم رکھینگے اور جسے مفسرین کہتے ہیں کہ مقصود اس سے یہ ہو
 کہ مہنگان انکی دریافت کریں کہ امور عمدہ میں مشورہ نہایت ضرور ہی اسلیئے کہ مقتضائے باوجود ہفتگان
 مشورہ فرمایا ہو دوسرے یہ کہ فرشتوں نے کہان سے دریافت کیا کہ یہ خلیفہ زمین میں فساد و فحشاء کی

بعض علماء کہتے ہیں کہ فرشتوں نے جنات پر قیاس کر کے یہ حکم نکالا چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کلمہ سے یہ بات مروی ہو اور بعض کہتے ہیں کہ جب اللہ نے فرشتوں سے انی جاعل فی الارض خلیفہ فرمایا تو فرشتوں نے کہا وہ خلیفہ کیسا ہوگا ارشاد ہوا کہ صاحب اولاد و اخلاص ہوگا انہیں جس قدر نقص و مقابلہ و مجاہدہ و کبر و کینہ و عداوت و فساد و بیشتر رہیگا فرشتوں نے کہا اتھیل فیہا من فیہ فیہا ہذا ما روی عن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور بعض کہتے ہیں کہ عمدہ فرشتوں کو لوح کی کمونات پر اطلاع ہوتی تھی اور عوام ملائکہ بعض کمونات اس کے لحاظ سے روایت کرتے تھے سو خبر پیدائش اس خلیفہ کی اور اس کی شیعہ اس کی اولاد کے اس طرح معلوم ہوئے بلکہ روایات میں وارد ہو کہ جب خالق لایزال جل جلالہ نے عنصر خاک کو پیدا و ظاہر کیا تو ملائکہ اس کی رویت سے خوفناک و ترساک ہوئے اور درگاہ الانبیاء میں ملتے ہوئے کہ یہ عنصر کیسے واسطے ہو حکم ہوا کہ تاحیون اور شہیرون کے واسطے ہی اور اس دم و را سے فرشتوں کے کوئی مخلوق زمی شعور و صاحب ارادہ ہو چرہ نہ تھا جب انی جاعل فی الارض خلیفہ ارشاد ہوا تو معلوم کر گئے کہ قصہ بہت عظیم و عظیم ہے چنانچہ بعض کہتے ہیں کہ خلیفہ نائب خدا ہی حکم و قضائین اور حاکم کی احتیاج نہیں ہوتی مگر وقت تنازع و تخاصم سے فرشتوں نے ان خط خلیفہ سے بطریق الترام دریا کیا کہ فساد و بغاوت و قتال و خون ریزی بے شک واقع ہوگی ان فرض بعد قیل و قال قدرت ایزد و جلالت خلقت آدم علیہ السلام سے متوجہ ہوئی اور مشیت قادر و الجلال پیدائش اکرم خلق پر آمادہ ہوئی اور مادہ ترکیب کے واسطے ہر چار عنصر میں نظر مہر سے لیکن ترقی اختیار مادہ ترکیب خاک پاک پڑیا کہ بجز خاک نیست مظهر کل و خاک شو خاک تا بروید گل و محمدین مفسرین حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم و الانحدرین صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں روایت کرتے ہیں کہ اول حضرت جبریل امین علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ایک قبضہ خاک تمام روی زمین سے لاؤ کہ میں اس سے ایک مخلوق بناؤں گا جبریل علیہ السلام حکم علیہ السلام قبضہ خاک لے کر آئے اور چاہا کہ خاک زمین سے ایمن زمین کے التماس کیا کہ ایو محرم و حی ربانی واسی سرخیل مقربان روحانی میں تو ایک مدت سے لکھ کو بآفات ہوں لیکن ایسا واقعہ عجیبہ کبھی واقع نہیں ہوا مجھ کو مطلع تو فرماؤ کہ اس حکم سے کیا مقصود ہے جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ میں خود اس معاملے میں متردد ہوں مگر تا معلوم ہو کہ خالق بالکمال تجھے ایک مخلوق بنائے گا کہ ظاہر و باطن اور اسکو پناہ نائیب و خلیفہ بنائے گا اور وہ مرجع ثواب و عتاب ہوگا زمین نے استخار کر کے کہا کہ ایو جبریل میں نہیں چاہتی کہ مجھے ایسا شخص پیدا کیا جائے اور خدا سے پناہ مانگتی ہوں جو مجھے تو خاک آٹھائے جب حضرت جبریل نے ایسی پناہ بزرگ کا نام سنا ناچار جبریل و اس کے ہمراہ

جناب حق تعالیٰ نے اس امر سے استغناء دیا اور زمین تیرے نام کے ادب سے بچر آیا
تب حضرت میکائیل علیہ السلام بھیجے گئے انکو بھی اسے منت و سمات سے ملا پھر حضرت جبرائیل
علیہ السلام حکیم رب جلیل آئے انکو بھی تواضع و مدارات سے روکا اب حضرت عزرائیل علیہ السلام
ہوا کہ تو چلا اور ایک قبضہ خاک لانا پھر ناگہ لیکر سویر حضرت خود کا ہی کو پھرنے والے تھے اب تو انکی یہ
ہو گئی انقضیٰ بالہیت و جلال زمین کے پاس آئے وہ نہایت آہ و نزاری و کالج و خاکساری کرتے
و بیقراری سے دست بستہ عرض کرتی رہی وہ کب سنتے ہیں میں جواب دیا کہ اور زمین بگوش ہو
میرا کام سن کہ میں حکم خالق ارض و سما و ارشاد مالک مافیما و علیہا لایا ہوں کچھ اپنے کام کو
نہیں آیا ہوں محض حکم خالق کے رو برو کمزور کی نہیں جلتی یعنی وہ جلاتی رہی حضرت
عزرائیل نے قبضہ خاک لے ہی لیا مطلق رحم نہ فرمایا اسی دن سے عزرائیل قابض ارواح ہوئے اور
ملک الموت کہلائے روایت ہے کہ جب یہ عہدہ انکے نامزد ہوا تو حضرت جی قیوم میں عرض کیا کہ اب
بندگان حضور میرے دشمن و عداوہ ہو جائیں گے اس لیے کہ موت ہر جاندار کو مکر وہ معلوم ہوتی ہے و شاید
کہ میں ایک مہذب ہوں گا ظاہر میں گردانوں گا کہ خلق آسمین شنول رہی گئی کسی کو دیا میں غرق
کہ روزگاہ اور کسی کو آگ میں جلاؤں گا اور کسی کو کسی بیماری سے اردن گا ایسی صورت میں ہر دشمن
کوئی بھی نہ ہو گا و سب اہل عذاب سے روایت ہے کہ زمین ہدایت تکلیف سے بگریہ و نزاری پیش آئی
آسی روز سے چشمے جاری ہیں اہل عرفان فرماتے ہیں کہ یہ گریہ و نزاری غایت فوج و شادی سے تھا
نورج و بیقراری سے بروایت صحیح یہ ثابت ہے کہ زمین نے حضرت جبرائیل سے کہا تھو کہ قسم ہر خالق
نورج و جلال کی کہ مجھ کو امت ایسا کیونکہ میں طاقت قدرت نہیں رکھتی ہوں کہ عجز و یگانہ پیش بود میرا
اسی لیے میں نے استعذار اختیار کیا ہی امیر جبرائیل مجھ کو اسی جگہ پر رہنے دے گا و ذرہ خاک و
ذرہ کوئی تو ام وقت خوش است و ترسم اسی دوست کہ بادی برہنا گا ہم و القصہ جب حضرت عزرائیل
خاک لے آئے تو ارشاد ہوا کہ اس موضع پر جہان اب کعبہ ہو ڈالو چنانچہ اسی جگہ تودہ کیا اور ایک روایت ہے
کہ خاک کو آسمان پر لے گئے اور دروازہ بہشت پر تودہ کیا فائدہ واضح ہو کہ اولین شرافت و بزرگی
خاک آدم کو پہنچی کہ کئی رسل بزرگوار کے ذریعہ سے حضرت کبریا میں طلب ہوئی اور باندہ مشفقان
ناز کرتی رہی کہ فرشتے عالم و خاص متعجب ہو کر باہم تذکرہ کرتے تھے کہ اسکا ذکر کیا ہے جو اس خاک
عزیز کو کمالی غار و ذکریم حضرت رب جلیل میں طلب فرماتے ہیں اور یہ افتادہ راہ توجہ بارگاہ میں
و دلال کرتی ہوئے یا تو ناز میکنی ناز جہان ترارسد و حسن نمک ترارسد ناز و گداز کرارسد و از زبان حکیم لایا

حکایت حضرت جبرائیل علیہ السلام

حکایت حضرت جبرائیل علیہ السلام

یوں ارشاد کرتی تھی کہ زہدان خشک صومہ نشین گرم رومان خرابات عشق سے کیا خبر سلا تیان سلیم کو
ذوق حالت ملا تیان بلا جو سے کیا چاشنی سے درود دل خستہ دردمندان دانند فی خوش نشان
وخیرہ خندان دانند اسرار قلندر ہی چہ دانند نہاد سری است ہرین پر وہ کہ زندان دانند
چند سے صبر کرو تا کہ میں اس شت خاک پر دستکاری قدرت دکھلاؤں اور رنگارنگ ظلمت چہرہ
آئینہ فطرت سے دور کروں عیاش باش تا پر وہ ازین بستر نہان بردارم پھر فرشتوں کو حکم ہوا کہ خاک کو
گلابہ کرو اور صحاب پاک کو ارشاد ہوا کہ چالیس روز تک اور ایک روایت میں چالیس برس تک اس
خاک پر پانی برسا اور نے بھڑان ایزد پاک انتالیس روز دریا سے اندوہ و تعب سے اور ایک روز
نہر شادی و طرب سے پانی لیکر برسیا یا بے حکمت غریب وحدیث عجیب بنیت شادی کی زبان
ونعم جادوان ما بعد از ان گلابہ کو خشک کیا یہاں تک کہ مثل سفال کوڑھ گران ہو گیا کہ حرکت سے
آواز نکلتی تھی لکھا قال خلق الانسان من صلصال کافجر یعنی پیدا کیا انسان کو کھٹکھٹاتی مٹی سے
جیسے ٹھیکرہ جب گلابہ ایسا ہوا فرشتوں کو حکم ہوا کہ بین کہ وطائف دادی نغان میں کہ عرفات سے
لاہی و آلوکہ میں یہ قدرت سے اسکو بناؤ لگا کہ حیرت طینتہ آدم بیدی اسپر دلیل ہی نہیں خیر کیا میں
مٹی آدم کو اپنے ہاتھوں چنانچہ چالیس برس آسمین کارگیری فرمائی نہیں معلوم کیا کیا اس میں
تعب یہ کیا اور کس کس شہر کا تزکیہ و تصفیہ ہوا لا ینلیم اسرارہ الا ہواہل عرفان فرماتے ہیں کہ ہر ذرہ
گل میں ایک دل چھپان کیا اور دل کو محل جانان گردانا اور اسکو نظر عنایت سے پرورش فرمایا
اور الوان نعمت سے نوازش اور توشہ خانہ گرم سے پوشش مرحمت کی اور نعمت خانہ فضل سے
خورش حقائق پنجیہ میں ہی کہ چالیس برس آب و گل آدم میں کہاں حکمت سے تنکار تہرت فرمایا
اور اپنی ذات و صفات کاملہ کی نقاشی درنگ آئینہ سے تصویر بنائی یہاں تک ایک ہزار ایک
صفت اپنی آسمین رکھی بلکہ گل جو ہر لطیف و گوہر شریف کہ خزانہ غیب اور شہادت میں تھا
آب و گل آدم علیہ السلام میں دفینہ و خزینہ فرمایا جب نوبت دل کی پہونچی تو غمخیز دل کو
بانج جنت سے لائے اور آب حیات ابدی سے سرشتہ کیا اور تاب آفتاب جان تاب سے
پرورش دیکر منظور نظر عنایت خداوندی فرمایا جب دل بیغل کا کام اتمام کو پہونچا تو ایک
گوہر نفیس نفائس مخزونات غیب سے جو انظار ملکوت و جہدوت سے پوشیدہ و مخفی
رکھا تھا اور سوائے حضرت باری جل ذکرہ کے اسکی خزانہ داری کسی سے متعلق
نہ تھی طلب فرما کر یہ قدرت سے خزینہ دل میں ودیعت رکھا ظاہر یہ امانت سرانجام

وہ ہوگی جسکو خواجہ حافظ شیرازی واقف اسرار وراز فرماتے ہیں کہ آسمان بار امانت تو ان کی کشتی
قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند اور جناب حضرت حق اپنے کلام میں فرماتے ہیں انا عرضنا

الامانة علی السموات والارض والجبال فابین ان یحکمنا ویتفقن منها وحملنا الانسان انه کان ظلوما
جولاً یعنی ہم نے دکھائی امانت آسمان کو اور زمین کو اور پہاڑوں کو پھر سب نے قبول نہ کیا
کہ اسکو اٹھا دیں اور اس سے ڈر گئے اور اٹھالیا اسکو انسان نے یہی جوابی ترسنا دان
خلاصہ یہ ہے کہ اپنی جان پر ترس نکلیا اور امانت کے معنی یہ ہیں کہ پرانی چیز رکھے اپنی خواہش کو
روک کر آسمان زمین میں اپنی خواہش کچھ نہیں ہو اگر ہو تو وہی جیسے قائم ہیں یعنی آسمان کی
خواہش پھر زمین کی ٹھہرا اور انسان کی خواہش اور ہر اور ملک خلافت اسکے آئے تو اس چیز کو برخلاف
اپنے جی کے تھا نہایت مشکل ہو اور بڑا درد چاہتا ہو اسکا انجام یہ کہ منکروں کو تصور پر نہ لگاؤ اور
ماننے والوں کا تصور معاف کرنا اب بھی حکم ہو کہ اگر کسی کی امانت کوئی دیدہ و دانستہ ضائع کرے
تو بدلا دینا آتا ہو اور بے اختیار ضائع کرے تو بدلا نہیں مولا کا ولی اللہ محدث فرماتے ہیں کہ مراد
امانت سے استعداد تکلیف اور مراد نوای کی ہو اور ظلوما جولاً سے مراد یہ ہے کہ بالفعل عدلت
اور علم نہیں رکھتا ہر الا قابلیت اسکی ہو اور معالہ التفریل میں لکھا ہے کہ امانت سے مراد طاعت
اور فرائض ہیں کہ عرض کیا اللہ صاحب نے سموات اور ارض پر یہ قول ہو ابن عباس کا اور
ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امانت سے مراد ہر ادا سے نماز اور ایثار زکوٰۃ اور صوم
رمضان اور حج کعبہ اور صدق کلام اور تقضائے دین اور کیا مال اور زمین کا پورا کرنا اور عبادت
کتنے ہیں کہ مراد امانت سے فرائض اور حدود دین ہیں اہل الباطن لکھتے ہیں کہ جلد اور امر
اور منیات مراد ہیں اور زین الدین اسلم کہتے ہیں کہ صوم اور غسل جنابت مراد ہیں اور جو خیرین
پیشیدہ ہیں احکام اور شریع سے اور عبد اللہ ابن عمر وابن عباس فرماتے ہیں کہ سب کے
پہلے اللہ صاحب نے جب انسان کی فرج پیدا کی اور فرمایا کہ یہ امانت ہے پس فرج امانت ہو
اور آئندہ امانت ہو اور کان امانت ہو اور پانچون امانت ہو ولا ایمان لمن لا امانۃ لہ اور بعض
کہتے ہیں کہ دغاے عمو مراد ہیں یہ روایت ہو ضحاک کی ابن عباس رضی اللہ سے سینے فرمایا
اللہ تعالیٰ نے سموات اور ارض سے کہ یہ امانت ہے تم ملے سکتے ہو بولے یہ کیا ہو حکم ہو کہ
یہ وہ چیز ہے کہ اگر انجبی طرح سے اسکو ادا کر دے تو اسکی جزا پائے گے اور اگر خلاف کرو گے
تو عذاب و عذاب آٹھاون گے تب آسمان اور زمین و عیون قبول نہ کیا اور خوف سے بولے کہ ہم چاہتے

مسخر ہیں کچھ ثواب اور مصیبت ہو کر زمین پر پھان سے واضح ہوا کہ یہ حکم بطور تخیر تھا نہ بطور
 التزام کس واسطے کہ اگر بطور التزام ہوتا تو قبول ہی کرنا پڑتا کیونکہ تمام سموات اور ارض اور زمین
 خالص اور مطیع اور ساجد ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہی الم تر ان اللہ سجد لہم فی السموات ومن
 فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والادواب والآیہ اور بعضے اہل علم کہتے ہیں
 کہ جب اللہ صاحب نے امانت عرض کی تھی تب سموات اور ارض میں عقل اور فہم بھی پیدا کیا تھا
 بیان تک کہ قابل خطاب ہوئے اور جواب دیا جو کچھ کہہ بن پڑا اور بعضے کہتے ہیں کہ سموات اور
 ارض سے اہل اسکے مراد ہیں عرض کہ جب سب نے عجز کیا تب حضرت آدم کو ارشاد ہوا
 کہ میں نے امانت اپنی عرض کی سموات اور ارض اور جبال پر کسی نے قبول نہ کیا اب تو قبول
 کرتا ہوں یا نہیں عرض کیا کہ اے رب اے میں کیا ہی ارشاد ہوا کہ اگر احسان کرے گا تو جزا ملیگی اور
 اگر خلاف کرے گا تو عقاب ہوگا پس اٹھا لیا امانت کو حضرت آدم نے اور ظلم کیا اپنے نفس پر
 کہ مال کا رنہ مجھ سے اور عجاہ کہتے ہیں کہ حمل امانت آدم علیہ السلام سے بہشت میں واقع ہوا
 اور درمیان جبل اور خروج کے بہشت سے اس قدر دور تھا جلیا ظہر اور عرض میں ہوتا ہی
 اور نقاس نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ امانت مانند صخرہ کے تھی کہ اٹھا لیا اس کو آدم
 علیہ السلام نے اور نہ اٹھا سکے اس کو آسمان اور زمین اور جبال اور ملائکہ وغیرہ
 قائدہ اہل عرفان فرماتے ہیں کہ عظمت شان امانت باین مرتبہ ہی کہ اگر عرض کریں اس کو
 اجرام عظام پہ اور انگو شعور اور ادراک عطا کریں تو اسکے اٹھانے سے انکار کریں اولہ
 حق یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اجرام کو ادراک اور شعور عطا کیا تب امانت کو عرض کیا
 بغرض تخیر نہ بغرض التزام پس انکار کیا خود سے نہ کہ مصیبت سے اور انسان نے قبول کیا
 از رو بہ بہت نہ از رو سے قوت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امانت کو سموات
 وغیرہ پر صرف عرض کیا اور انسان پر فرض کیا جن پر عرض کیا تھا انھوں نے سر ہچکچایا اور
 جیسے فرض تھا اسے اٹھا لیا اور جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نظر حضرت آدم کی عرض
 انہی پر ہوئی نہ کہ امانت پر سولات عرض سے ثقل امانت خفیت ہو گیا اور زبان عنایت سبلی
 ارشاد کیا کہ اٹھا لینا تیرا کام ہے اور نگاہ رکھنا میرا چونکہ تو نے رجعت سے میرے بوجھ کو
 اٹھا لیا میں نے بھی تجھ کو سب سے بلند مرتبہ کیا کہ وہ جانا میں فی الجہد والجمہد راہ و راہ بدو توان
 بار اور بدو توان برداشت صاحب انوار فرماتے ہیں کہ مراد امانت سے عقل اور تکلیف ہے

چونکہ آسمان اور زمین اور جبال کو قوت اور استعداد حمل حاصل نہ تھی انکار کر گئے اور انسان نے اپنی قابلیت سے قبول کیا اس واسطے کہ بسبب استیلا سے قوت غضبیہ کے ظلم ہو اور بسبب قوت شہویہ کے جہول اور فائدہ عقل کا یہ ہو کہ دونوں قوتوں کے اعتدال پر رہے اور اصل مقصود تکلیفات سے تعدیل قوتیں ہو کہ نتیجہ میں صفت سبعی اور یہی کاپن ظلومی اور جہولی علت حمل ہوئی اور بعضین نے کہا ہو کہ ظلم اور جہل شان انسان کی ہو سطح سے کہ طائر شان ہو پانی کی لیکن چونکہ حامل امانت ہو بعض نے ترک ظلم اور جہل کیا اور بعضے آپس پر لگے اور حقیقت یہ ہو کہ ظلم اور جہول ہو نزدیک خلق کے نہ کہ نزدیک خدا کے اور اہل خفیت نہ کہ اہل صفا نہ نے عرض کیا امانت کو اہل سموات اور ارض اور جبل پر سنبے انکار کیا بسبب ہمتی کے اور چونکہ انسان کو اسکی استعداد بالقوہ موجود تھی بے مضائقہ اور مانعہ قبول کیا پس ظلم ہو اپنے نفس پر کہ فنا کر دیتا ہو اپنی ذات کو ہوتی مطلقہ میں اور جہول ہو کہ غیر حق کو نہیں پہچانتا اور بقول لا الہ الا اللہ تعالیٰ ماسوی آسکا و تیرہ ہو اور فتوحات میں لکھا ہو کہ امانت گورہ صفت ہونا ہو اسما حسنی سے کہ سب موجودات پر عرض کیا صرف انسان نے قبول کر لیا اور اگر نہ اٹھا تو ظلم ہوتا اور جہول ہو یعنی عالم ہو اس واسطے کہ نہایت علم اللہ کا اعتراف سمجھل ہو اور عمر معرفت سے اور عمر حکم ادراک سے ادراک ہو اور روح الارواح میں لکھا ہو کہ ظلم و جہول مدارج حضرت آدم علیہ السلام کی ہو نہ مذمت یعنی جب بار عظیم کو فوق طاعت سے باعانت ہمت اٹھایا تب ارشاد ہوا کہ تو نے برا ظلم کیا اپنے نفس پر اور تو نہیں جانتا تھا کہ برا بار عظیم نہایت گران ہو آپس پر جواب دیا حضرت آدم نے کہ میں غیر حق سے جاہل تھا کہ میرا آوازہ ظلومی اور جہولی عالم میں ہو گیا اور تمام عالم اس سے ناواقف محض تھا اور مواقع میں لکھا ہو کہ امانت مراد عشق ہو کہ عالم بشریت میں ہوا اور عالم ملکیت میں اصلاً نہیں اس واسطے کہ ملک پروردگار طاعت اور نعمت ہیں درو سے واقف نہیں اور محب ہے درو کو محبت کی قدر نہیں ہوتی سے عاشقی راہ درو بدنامی خوش مست ہے عاشقان را سوز و ناکامی خوش مست ہے پس جب آفتاب امانت میں عرض اللہ ہیت سے چکا آسمان نے کہا کہ میں بندی اور زمت میں ہوں اور زمین نے فریاد کی کہ میں افتادہ راہ ہوں اور پہاڑوں سے آواز آئی کہ ہم ثابت قدم ہیں تحمل اس بار کا نہیں کر سکتے کہ شاید پہلو کچھ آفت ہوئے کہ یہ صفات ہرے جاتی رہیں حضرت آدم نے کہا کہ میرے پاس کیا ہو سکا ہے۔ پس

مردانہ آٹھ کھڑا ہوا اور اس بار کو دوش نیاز پر اٹھا لیا اور نعرہ ہل من فرید شروع کر دیا تب حکم ہوا کہ ای خاک کی تجھ کو یہ قوت کہاں سے ہم چوہنجی تب زبان حال یوں بولی کہ بارگاہِ امانت یا صربان سے آٹھ سکتا ہو سے آن بار کہ از بدون او عرش ابا کرد با قوت تو حامل آن بار توان بود القصہ خلعت حل امانت اپنے قاصت با استقامت انسانی پر کہ منشور انی جاعل فی الارض خلیفہ نامزد اس کے ہوا ہو تر یا ہوا تب واسطے چشم زخم شیطین حاسدین کے اسپندانہ کان ظلو ما جہول آتش غیرت پر ڈال گیا القصہ چالیس ہزار برس لطافت اور عنایات آب و گل آدم سے ظہور میں آئیں لیکن کوئی بھی مقربان و رگاہ عزت سے اسکا محرم نہوا بلکہ اکثر ملائکہ قالب آدم پر گزرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ یہ نقشہ ہی کہ تصویر کرتے ہیں اور کیسی صورت عجیب اور غریب ہو کہ پردہ حکمت سے نکالتے ہیں مگر یہ کو مطلق اس سے اطلاع نہیں ہو اور زبان حال حضرت آدم علیہ السلام کی ارشاد فرماتی تھی کہ اگر یہ تم مجھ کو نہیں جانتے مگر میں تمکو بخوبی پہچانتا ہوں اس قدر تامل کرو کہ میں بالین عجیب سے اسمائوں اور تمھارے نام تمکو بتاؤں تفسیر قرطبی میں عراہیں تعالیٰ سے نقل کیا ہے کہ عبدالقداہ بن سلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیفیت خلقت آدم علیہ السلام پوچھی حضرت نے ارشاد کیا کہ روئے شریف آدم علیہ السلام خاک کعبہ سے بنا ہی اور سینہ اور پشت زمین بیت المقدس سے اور رانہما سے لطیف ارض ہین سے اور سا قہما سے عالی تربت مصر سے اور قدمین مطہرین زمین حجاز سے اور دست رہت بے کم دکاست خاک مشرق سے اور دست چپ بے رنج و تعب ارض مغرب سے اور نفس منیرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سر مبارک حضرت آدم علیہ السلام کا خاک الفج سے بنایا اور پشت اور دھڑی سرخاک بہشت سے اور ٹرگان اور ہرمان عمرہ جو خض کوثر سے اور وقائق الاخبار میں لکھا ہے کہ فرمایا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ پیدا کیا اللہ نے اس طرح کہ سر بیت المقدس کی مٹی سے بنایا اور منجہ تراب جنت سے اور دانت خاک کوثر سے اور دست یحییٰ خاک کعبہ سے اور دست چپ تراب لاریس سے اور دونوں پر خاک ہند سے اور استخوان ترا بجل سے اور ستہ عورت ارض ہبل سے اور اہل حکمت لکھتے ہیں کہ سر آدم کا پانی سے اور سینہ آگ سے اور شکم خاک سے اور دونوں پر ہوا سے بنائے ہیں اسی واسطے سر میں رطوبت ہو اور سینے میں گرمی اور پیروں میں چالاک اور ٹکڑے میں لکھا ہے

کہ جگہ زمین موصل سے پیدا کیا اور سپرز زمین جہاز سے اور پوست بدن زمین طائف سے اور پستانی خاک کنعان سے اور عورت زمین بابل سے اور اعضا احشا جزائر سے اور آفتاب جبال سے پس اختلاف الوان اور اشکال اور تفاوت امزجہ اور طبائع بنی آدم بسبب اختلاف خاک کے واقع ہوا ہر محتاج بہ وغیرہ کتب حدیث سے واضح ہو کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم کو تمام اجزائے زمین سے پیدا کیا ہو اسی سبب سے بنی آدم رنگ میں مختلف ہو ہیں یعنی سفید سیاہ گندمی اور طبائع اور اخلاق میں متفاوت یعنی نرم اور خشک اور زشت اور طیب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ابن ابی حاتم اور ابن عساکر اپنی تاریخ میں روایت کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت آدم کو تمام روئے زمین سے پیدا کیا یعنی شور و شیرین سے پس اگر انکی اولاد میں جزو شیرین غالب ہوتا ہو تو وہ آخر کو نیک بخت ہو جاتا ہو اگرچہ ماں باپ اسکے کا فرعون اور اگر شور غالب ہوتا ہو آخر کو بد بخت ہو جاتا ہو اگرچہ ولی اور نبی کا لڑکا ہو اور درود تسمیہ ابو البشر آدم علیہ السلام کی یہ ہو کہ قالب آدھ کا اور نیم زمین سے بنا ہو اس واسطے یہ نام ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ رنگ حضرت آدم کیو مان تھا اور لفظ آدم مشتق ہوا دمہ سے یعنی گندم گون اس واسطے آدم نام ہوا روایت ہے کہ ہنوز قالب حضرت آدم کا کامل نہیں ہوا تھا کہ ابلیس دیکھنے کو آیا مشاہدہ آب و رنگ عجیب کہ ورت اسکے دل میں پائی گئی کہ دریا سے عیب جوئی اور نقص گوئی نے اسکے دل سے جوش و سرور پہلے حضرت جبریل سے پوچھا کہ یہ خاک کہاں سے آئی ہو حضرت جبریل نے نشان اُن مقامات کا دیا تو ابلیس اُن مقاموں پہ گیا کہ شاید حقیقت حال سے مطلع ہوں سو جان کہ میں ہر چہ غلطہ تسبیح اور دلو کہ تہلیل گرم پایا متحیر ہو کے کہنے لگا کہ یہ عجیب ماجرا ہو باوجودیکہ ہنوز اجزائے آدم متفرق ہیں اور حال یہ ہے اب ہتھ مجوعیہ کو دیکھا جا رہے کیا کیا رنگ لائے چنانچہ ہر دقالب کے طواف کرتا تھا میاں تک کہ اعضائے شریف حضرت آدم علیہ نبیاء و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرتب ہونے کے مرقبہ صلصال کو پہونچے ابلیس نے چاہا کہ تفحص احوال کرے انگشت امتحان اس قالب خاک پر رکھی جو جگہ بد ناپاک تر تھا دست بگمانہ تھا قالب آدم سے ایک آواز نکلی تو یہ تیرہ باطن آواز شکے خوش ہوا اور ملاکہ سے کہنے لگا کچھ فکر کرنا چاہیے کیونکہ یہ ایک جسم جا بجا کاواک اور مجنون و فیروز ہوئے ہر شوکا بلکہ سستی سے زمین پر گر رہا تھا اور جو بھر جا بگا تو اعضاء متعدد ہو جائینگے اور حرکات میں

یہ روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام روئے زمین سے پیدا کیا گیا تھا اور اس واسطے کہ وہ تمام روئے زمین سے متعلق ہو سکے اور اس واسطے کہ وہ تمام روئے زمین سے متعلق ہو سکے اور اس واسطے کہ وہ تمام روئے زمین سے متعلق ہو سکے

کار ملی کر لیا حضرت انس سے صحیح مسلم میں روایت ہو کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تصویر کیے گئے آدم تو گرد تصویر پھرتا تھا ابلیس اور دیکھتا تھا کہ یہ کیا چیز ہے جب دیکھا کا را کہ تو معلوم کر گیا کہ اپنے نفس پر قادر نہیں ہو اب خوش ہوا اور رو بہ صبح میں ہو کہ فرشتوں کو ارشاد ہوا کہ تم قالب آدم میں گھسکر ملاحظہ کرو جب فرشتے چلے تو ابلیس سب کے آگے آگے چلا اور قالب آدم پر پہونچا فرشتوں نے بطریق سریان کی زیارت کی الا قلب میں بناسکے سے قلب را دیدند عرش ہو ہو + استوی الرحمن اجای درو مانع سریان ایشان اندران + گشتہ حجاب جلال عزو شان + بعض روایت میں ہو کہ ابلیس مرد دروازہ دہن سے قالب آدم میں داخل ہوا تو عجائب اور غرائب قدرت الہی سے آرتہ پایا سے شہری چہ بہشت در نکوئی + چون باغ ارم تباہہ روی + اور اس بقعہ طیف اور شیرین علیین میں جو نفائس ملک اور ملکوت اور شہادت میں متفرق دیکھے تھے جمع پا کر گرد و محلات جوارح اور اعضا کے قدیم حیرت سے پھرتا رہا اور دیدہ عبرت سے نظر کرتا رہا پھر در دل پر پہونچا الا قدم کو آگے نہ رکھ سکا تب سخت متحیر ہوا اور کہنے لگا کہ اور تو سہل تھا یہ مقام سخت مشکل ہو اگر مجھ پر آفت پہونچگی تو اسی موضع سے اور حضرت حق کو اگر کام ہو تو اسی موضع سے جو سے رنگ مانند ابلیس زان قالب سلیم + باہر گفت اندیشہ غلیظ غرضکہ پانسونہ نشیے خام سرا در بجل کر کے در دل سے پلٹ آیا نزدیک کاتب امروں کے سرا سکا یہ ہو کہ دل حضرت آدم نے اس کو رو کیا کہ مردود حق ہوا چنانچہ کہتے ہیں کہ جو شخص مردود ایک دل سے ہوا بشرطیکہ دل ہو تو وہ تمام دنوں سے مردود ہو جاتا ہو جب ابلیس درون صورت سے باہر نکلا تو اس کے چہرہ بیون نے استفہار کیا تب کہنے لگا اور تو سب غیرت ہو لیکن پائیں طوں سینہ کے ایک قصہ در بستہ مشہون باسرا سر بستہ نظر آیا ہر چند میں نے غور و تامل کیا مگر اسکی حقیقت سے آگاہ نہ ہوا مجھ کو اسی مقام سے بہت ہو دیکھوں کہ کو کیا معاملہ ہو لیا فرشتوں نے کہا کہ اگر مالک عالم ہو تو اس پر عالم کر گیا تو ہم کہاں شفقت و عنایت اس کے حال کر نیگے اور جو اس کو حاکم فرمایا تو اطاعت و فرمان برداری کر نیگے اس وقت ابلیس علیہ اللعنة اپنے دل میں کہہ کہ اگر مجھ کو مسلط کریں تو میں ہلاک کروں اور جو اس کو مجبور چاک بنادیں تو میں ہلاک کروں عمن نہ آنم کہ ربونی کشم از چرخ فلک + بیہقی نے کتاب الاسرار و لطائف میں حضرت محمد و قدامن سعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو کہ جب فرشتے پیدائش خلیفہ سے ترسان

یہی بناؤ
آدمی بنائی
کام

نہ
یہی بنائی
نہ

اٹھ بیٹھے۔ اور کھڑا ہونا چاہا اگر بیٹھے اور سبب یہ تھا کہ ہنوز روح نے جسم نہیں بنایا تھا۔
نہیں کی تھی نہ انہیں و نہ پند لیان خشک شے کی تھیں چنانکہ اللہ صاحب فرماتے ہیں خلق الانسان
من عجل مہر تمام بدن میں روح نے سرایت فرمائی تو حکم ہوا کہ فرشتوں سے سلام علیک کہو
اور انکا جواب سنو سو حضرت آدم نے السلام علیکم فرمایا فرشتوں نے جواب یا السلام علیک
درجۃ اللہ ارشاد الہی ہوا کہ یہ کلمات تجھے قرار پائے تیرے واسطے اور تیری ذریت کے لیے
فائدہ پوشیدہ نہ رہے کہ حضرات صوفیہ علیم الرحمتہ کے نزدیک روح ایک جوہر ہی مجسود
قائم بالذات نہ عرض ہو اعراض سے نہ جسم ہو اجسام سے نہ ممکن مکان میں نہ مقید ہر
قید جہت و زمان میں نہ متصل ہو بدن سے نہ منفصل نہ داخل ہو بدن اور عالم میں
نہ خارج بلکہ ایک ذات ہی موصوف باوصاف ربوبیتہ واقرب اشیاء مقام الوہیت سے
اسی وجہ سے اللہ جل جلالہ نے اپنے رسول مقبول کو کشف ذات اور اظہار صفات
روح سے مردم نا اہل پر امر نہیں فرمایا اور یہ لطیفہ روحانی موصوف باوصاف مختلفہ
اور معروض بعوارض متعددہ ہوتا ہی اور باعتبار ہر وصف کے ایک نام اسپر اطلاق
کرتے ہیں اگر انہماک صلوات مذمومہ اور شہوات مردودہ میں کرتا ہی اسکو نفس امارا
بالسور کہتے ہیں اور اگر شناعیت اعمال اور زوالت افعال پر عامل کو ملامت کرتا ہی
اور طریق توبہ دکھلاتا ہی تو نفس لوامہ کہتے ہیں اور اگر اتشال ادا مردنوا ہی راہ الارباب
میں بحضور تمام و جمیع مالا کلام حاضر رہتا ہی تو وہ نفس مطمئنہ ہی اور نزدیک اس طائفہ
حقہ کی سوائے اس روح کے ایک روح اور بھی ہی کہ اسکو حیوانی بولتے ہیں جس کا
قلب صنوبری ہی جو پہلو سے چپ میں ہی اور شعاع اس روح کی تمام بدن میں ساری
اور جس و حرکت اسی کے سبب سے ہی اور بسبب قطع عضو کے منقطع نہیں ہوتی اور روح
انسانی کو رابطہ محبت اور عشق اس روح حیوانی سے ہی اور اسکو رابطہ جسم سے ہی تابقا سے
اعتدال و صحت مزاج اور بعد فساد مزاج و زرع کمال اعتدال جسم سے بھاگتی ہی کہ جسم صورت
جما و پید کرتا ہی اسی کو موت کہتے ہیں اور تحقیق یہ ہی کہ شکل روح حیوانی کی اور رنگ اور
قامت اسکا مشابہ جسم سے ہوتا ہی اس طرح پر کہ اگر مکان جسم نہ بدن مثلاً روح حیوانی نکلا کر بیٹھے
اور جسم زید کا معدوم ہو جائے تو دیکھنے والا نہ جانے کہ جسم زید کا نہیں ہی و علی ہذا القیاس
روح حیوانی عمر واد کہہ اور اس پر اور سائر حیوانات و علی ہذا القیاس روح نباتیہ و حیوانیہ

اسی لیے کہ نزدیک اشراقیین اور صوفیہ کے نباتات اور جمادات کے یہی ارواح ہیں کہ وہ روح
علمانیہ نفس اور ذاتی اور مخلوقات اپنے کار رکھتی ہو اور مؤید اس کلام کی آیہ کریمہ وان من شئ الا
یتبعہ سجودہ ولکن لا تفقہون تسبیحہم وغیرہ آیات اور احادیث وارد ہیں اور اس گروہ کو
سوائے اس تحقیق کے اور بھی تحقیق عمدہ ہے کہ یہ مقام گنجائش اسکی نہیں رکھتا اب ایک بات
اور قابل تحریر ہے کہ جمیع علماء رحمہم اللہ اگرچہ اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ بعد فنا سے
ابدان ارواح باقی ہیں معدوم نہیں ہوتی بقولہ علیہ السلام انکم خلقتہم فلا بد وانکم تموتون من دا
الی دار لیکن اختلاف کرتے ہیں ازلیہ روح میں حکماء اشراقی اور ایک جماعت صوفیہ روح
قائل ہیں کہ نفس سرمدی جو یعنی ازلی اور ابدی مگر اعتقاد ازلیہ فقہاء کے نزدیک کفر ہے۔
کشف المحجوب میں ہے کہ قول ملاحظہ بقدم روح باطل ہے بلکہ روح مخلوق اور حکم الہی ہے لیکن
اگر بتعمق نظر دیکھا جائے تو کچھ مابین مشائین اور اشراقیین کثیر ہے کہ بعض اسے
عماذا سویتہ و لغت فیہ من روحی نسبت مبدی فیاض کی نفس کے ساتھ مانند نسبت اجزائے
قطروں سے ہے اگر ابر قدیم ہو تو میتوان گفت کہ قطرات قدیم اند کیونکہ ابر میں قطرات ہیں و
توان گفت کہ حادث اند اس لیے کہ صورت قطرہ وقت انفصال مابہ کے حادث ہوتی ہے اور
شک نہیں ہے کہ مبدی فیاض قدیم ہے پس اطلاق قدم اور حدوث نفوس پر صحیح ہوتا ہے
باعتبارات مذکورہ اور امام غزالی اور شیخ متقول موافق مشائین کے ہیں مخفی نہ رہے کہ نفس
نتیجہ روح ہے اور روح نتیجہ امر کہ قل الروح من امر ربی ای من نور ربی اور یہ ظاہر ہے کہ خلیفہ
مستجمع اوصاف مختلف ہو لہذا حضرت حق نے لباس اسرار اور صفات اپنی کا روح السانی میں
ہنپایا اور تخت بادشاہی پر بٹھلایا اور فرمایا انی جاعل فی الارض خلیفہ اور ذیل آدم عبارت
اس نقطہ لطیفہ سے ہے کہ دائرہ وجود اس سے متحرک ہوا اور کمال کو پہونچا اور صورت اسکی
عشق سے پیدا ہوئی اور وجود انسان میں یہ دل بمنزلہ عرش ہے اور صورت اسکی مضغے
صنوبری شکل اور حقیقت اسکی لطیفہ ربانی کہ منسوب عشق سے ہے اور عشق ایک صفت ہے
صفات خدا سے کہ اشیا میں ظہور پذیر ہے اور محبت ایک شعبہ ہے عشق کا کہ جملہ اشیا اسی سے
قائم اور نظام دین و دنیا اسی سے مربوط ہے اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ نفس اور روح لطائف
قالب میں جطرح شیاطین اور ملائک اور بہشت اور دوزخ عالم میں لیکن ایک فعل خبیث ہے
اور دوسرا محل شر اور اسی طرح نفس محل شرارت اور اوصاف فہیمہ ہے اور روح محل خیر

اور اوضاع حمیدہ اور صورت اول کو خلاصہ عالم و اجسام بنایا ہی اور روح دل کو خلاصہ عالم
 ارواح تاکہ معلوم ہو کہ خلاصہ دونوں عالم کا دل ہی حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے کسی سنی
 پوچھا کہ مومن اور منافق کے دل میں کیا فرق ہو فرمایا دل منافق شرم تہ پھرتا ہی اور دل مومن
 شرم تہ نہیں پھرتا آری دل میں طرح کا ہی ایک بمنزلہ مہاثر ہی کہ کسی ہوا سے جنبش نہیں کھاتا
 یہ وہ ہی کہ جسے حق کو پہچانا اور یقین لایا دوسرا مانند درخت ہی کہ ہوا سے حرکت کرتا ہی
 لیکن اپنے مقام سے نہیں ہٹتا یہ وہ دل ہی جسکے یقین میں ضعف ہی بھی دل مصیبتوں
 جبرج اور نامرادی میں تردد کرتا ہی گو اصل اعتقاد تقدیر اور حکم اور رزاقی مالک حقیقی کا تہا ہی
 لیکن کامل نہیں یہ دل عامہ مومنین کا ہی تیسرا ہجو برگ شجر ہی کہ ہر ایک ہوا اسکو حرکت
 دے سکتی ہی اور مقام سے جدا کر دیتی ہی یہ ضعف قلوب منافق کی ہی کہ مانند پرمغ اڈتا
 رہتا ہی کسی ہوا میں اسکو سکون و قرار نہیں اور سنابل میں مذکور ہی کہ روح انسانی کو صالح ہو
 یا فاسق علاقہ اپنے قالب سے بعد موت کے منقطع نہیں ہوتا اور تعلق قالب سے
 اگرچہ خاک ہو گیا ہو باقی رہتا ہی اور جمیع السلوک میں ہی کہ کلام روح میں بعض کے نزدیک
 جائز ہی اور بعض کے نزدیک ناجائز جو لوگ قائل بجاہز ہیں وہ کہتے ہیں ہی ایمیۃ قبل
 انہا عریض و قلیل جسم لطیف و مہر سچ مخصوص اور ترجمہ احیاء العلوم میں ہی کہ جو خیر حق ہی
 اور اہام اسکے بعد اک سے عاجز ہیں خواص پر منکشف ہوتی ہی لیکن خواص کو واجب ہی
 کہ غیر مستحق سے بیان نہ کریں ولذا حضرت صلعم نے فرمایا نحن معاشر الانبیاء امرنا ان نعلم الناس
 علی قدر عقولہم اسی باعث سے انتخاب نے حقیقت روح کی بیان نہ فرمائی عین القنات
 ہمدانی فرماتے ہیں کہ قل الروح من امر ربی نہایت مشرق ہی اگر شرع مانع نہوتی تو روح کی
 حقیقت بیان کر دیتا مگر غیرت الہیہ مانع ہی کہ ان اللہ عجیب و اب واضح ہوا کہ اصل خلق
 نفس کے دل میں تجل اور کبر اور عجب اور بڑیا اور حسد اور بی رحمی اور حرص طعام اور
 حرص سخن اور دوستی مال اور دوستی جاہ جو شخص اس سے خلاصی پاوے وہ راہ خلاص کی
 دریافت کرے اور خلاصی ان سے بلا خواست نفس کے ممکن نہیں یعنی اگر نفس کو کھانا
 خوش آتا ہو ناقہ کرے اگر کلام اچھا لگے تو سکوت کرے اور اگر خاموشی پسند ہو تو
 کلام کرے اسی طرح سب چیزوں میں خلاص کرے تب سلامتی ہی ورنہ خرابی کیونکہ شریعت
 ہی طلب کرتا ہی جو خداوند کبریا کے واسطے چاہیے سلا خداوند عالم انہی تاثیرات و شوائب

عبادت سے طلب کرتا ہی نفس بھی خلوت سے اسی کا خواستگار ہی و علیٰ ہذا القیاس دیکھو
فرعون مردود نے اتنا بکرم الاصل اسی کے سبب سے کہا اور خراب ہوا اور شمس علی
کہلایا آدمی کو لازم ہی کہ اپنی ذات کو دعویٰ فرعونی سے نکالے اور یہ بلاتلوع و قمع نفس
راست نہیں آتا پس واجب ہی کہ اسکو ریاضت میں ڈالے تاکہ ادب اور تواضع و سکنت و
اور خشوع اور خضوع کی عادت پکڑے اسلیے کہ خیر بھی عادت اسکی ہی جس طرح شر و سکی
عادت ہی و لہذا اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ نفس میں جملہ خصائل فیمہ ہیں مگر ایک خصلت نیک ہی
کہ جس عادت پر اسکو لاؤ اسی کی عادت پکڑ جاتا ہی اور مطیع ہو جاتا ہی اور بہت دنوں خلاف
اسکے سنیں کرنا و ذلک بفضل طیف فالزم اور بھی واضح ہو کہ ہر چیز کے لیے روح خاص فایض
پروردگار سے ہی اور حیات خاص مناسب حال کہ ظاہر ہوتی ہی آسمین حیات اور قیام
اسکے مانند علم و قدرت و ارادہ و غیرہ بسبب خلق سے باد و خاک و آب و آتش بندہ اند
بامن و تو مردہ با حق زندہ اند + پیش تو آن سنگیزہ ساکت ست + پیش احمد و نصیح
ناطق ست + پیش تو استون سجد کنندہ ست + پیش احمد عاشق دل زندہ ست +
جملہ اجزاء جہان پیش عوام + مردہ و پیش خدا وانا ورام + مردہ زین سوید و زان سو
زندہ اند + خامش اینجادان طرٹ گوئیدہ اند + کوہا ہم لحن داکوہی کنند + جو آہرین
بکف مومی کنند + باد و حال سلیمانی شود + بحر با موسیٰ بخندانی شود + ماہ با احمد
اشارت بین شود + نار ابراہیم را نسرين شود + سنگ با احمد سلامی میکند + کوہ
سجی را پیامی میکند + ماستیم و بصیرم و خوشیم + باشانا عمران ما غامشیم +
حضرت شیخ محی الدین عربی فرماتے ہیں کہ میں پتھروں سے فکر خدا سنتا ہوں
کہ ہر انسان اسکے ادراک سے عاجز ہی و لہذا حضرات صوفیہ قائل ہیں کہ تمام عالم
حی و مطلق ہی ہے کہ جادات گمراہ آواز اسکی عرفا بمسامع حقیقہ سنتے ہیں عوام غفلت
بگوشہی خبر ہیں لکما قال اللہ ولکن لا تفقہون تسبیحہم اور یہ گروہ حق فرماتے ہیں کہ حیوانات
چند چیزیں مشاہدہ کرتے ہیں کہ سوا سے اہل کشف اور کوئی بنی آدم اسکو نہیں دیکھ سکتے
اسی باعث سے انسان مجرب اسفل السافلین ہی اور اگر انسان اس مقام کو پہنچا چاہے
تو حیوان مطلق ہو تاکہ عقل مزاحم نہ ہو اور اکثر آدمی کہ اس مقام پہ پہنچتے ہیں گنگ ہو جاتے ہیں
شکوہ کیفیت عذاب قبر سے حیوانات مطلع ہوتے ہیں اور جن اور انس مشاہدہ نہیں کرسکتے

فہم
تفہیم
الالہیاتی

مگر بعض خواص انسان بخوبی اطلاع پاتے ہیں اسی طرح احوال عالم برزخ سے اولیاء اللہ واقف ہیں اور علم اس سے ظاہر بخیر محض دلندا افکار کرتے ہیں اور حضرت شیخ محی الدین بن عربی رضی اللہ عنہ نے برزخیہ میں تحقیق مستقر ارواح ابتداء سے خلقت سے تا حشر اور بعثت اور تحقیق عالم برزخ اور بعثت اور دوزخ برزخیہ از روی کتاب سنت بخوبی فرماتے ہیں عبارت اس رسالے کی دقیق عربی ترجمہ لفظ خلاصہ آسکا عبارت اردو لکھتا ہوں کہ خالق کبریا نے اپنے وجود یا جو کو تین عالم پر تقسیم فرمایا ہے دنیا اور برزخ اور آخرت اول عبارت عالم ملک سے ہے اور دوم ملکوت سے اور سوم جبروت سے اور انبیاء کو مجموع عوالم سے پیدا کیا ہے یعنی جسم کو عالم ملک و شمول سے اور نفس کو ملکوت سے اور روح کو جبروت سے پھر تادمی کہ انسان عالم دنیا میں ہے حکم اسکے ظاہر جسم پر ہے اور نفس و روح زیر حکم جسم ممتحن ہیں یعنی امداد فی نفس و روح کو بوسیۃ جسم پہنچتی ہے اور ایک موکل بنا بر نقل روح معین ہے یعنی روح ہمیشہ باقی ہے اور تعیناتی اسکی دنیا میں بقدر عمر شخص کے ہوتی ہے بعد ازاں اس عالم سے اسکو نقل کرتے ہیں جانب برزخ تا روز حشر و نشر اور بعد قیامت جملہ ارواح عالم آخرت کو روانہ ہوگی اور بہشت والے بہشت میں اور دوزخ والے دوزخ میں ابد الآبائے رہیں گے باجملہ واسطے لیجانے ارواح کے دنیا سے موت کو بواسطہ حضرت غریبائل علیہ السلام موکل فرمایا ہے اور اس نقل میں جسم غصری جسم ثانی سے تبدیل ہو جاتا ہے لہذا قال اللہ تعالیٰ تادمی علی ان تبدل اشاکم اور عالم برزخ ایک عالم مستقل ہے بین دنیا و آخرت کے لہذا قال اللہ تعالیٰ و راہم برزخ الی یوم یبعثون جس طرح شفق بین الشائین اور فجر بین النہارین اور وہ دو قسم ہے اول یہ کہ جملہ ارواح بعد خلقت ازلی اس عالم میں موجود ہیں وہاں سے بعد پیدائش جسم بتدریج آکر متعلق اجسام مومن ہیں تا حیات دنیا اور برزخ ثانی یہ کہ ارواح اس عالم دنیا سے منتقل ہو کر اس عالم میں جمع ہوتی ہیں تا یوم نشر اور وہاں سے عالم آخرت کو جاتی ہیں اور اس برزخ میں جنت و نار بھی ہیں جہاں جنت و نار آخرت کے اور فرق اسی قدر ہے کہ تعذیب اور تنہیم برزخ کا انتہا ماد المسمو است والارض ہے اور بعد فنا ہونے سموات اور ارض کے ارواح کو جنت و نار برزخیہ سے عالم آخرت لے جاتے ہیں لہذا قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ ہود والذین سعد و انفی البختہ خالدین فیما مادم اللہ والارض الاما شار ربک فالما الذین شقوا انفی النار لہم فیہا زفر و خبیق خالدین فیما مادم اللہ والارض الاما شار ربک یعنی جو لوگ نیک بہشت میں ہی رہا کریں اس میں جہنم ہے

آسمان و زمین مگر جو چاہے رب تبار اور جو لوگ بد بخت ہیں و دغاگ میں ہیں انکو ان جلا نامیاد و دہلوتی
 رہا کریں آسمین جب تک کہ زمین مگر جو چاہے تیرا رب و دغا قال اقلہ تعالیٰ النار
 یعرضون علیہا نعد و اوفیاء و لم نر قم فیما بکرة و عشا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حضرت مسیح النبیون پس مراد یہاں سے جنت و نار برزخیہ ہیں نہ اخرویہ
 مگر علمائے ظاہر اسی بہشت اور دوزخ کو اخروی سمجھتے ہیں اور برزخیہ انہر منکشف نہیں ہوئے
 حضرت شیخ اکبر وغیرہ اہل کشف اس باب میں متفق ہیں اور اہل تحقیق کے نزدیک اس گفتگو میں
 حق جانب شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے ہوا سچے کہ احکام جنت و نار کلام انہی میں دو قسم کے ہیں اور
 اجتماع تمام اوصاف کا جنت و نار اخروی میں نہیں ہو سکتا کیونکہ آخرت خداۃ و غشی اور مدت امتداد
 منورہ ہی یا مثلاً تعذیب و تنعیم سعید و شقی تا بہت سے آسمان و زمین شرط کرنا دلیل ہی اس پر کہ بعد فنا
 ارض اور سارہ حکم منقضی ہو جائیگا اسی سے واضح ہوا کہ یہ حال بنیچ میں ہو گا نہ آخرت میں
 اس لیے کہ کثرت آخرت دائمی ہو اور اسکی شان ہی لایرون فیہا شمس و لایدریہا یعنی جنت خلد میں
 آفتاب اور سردی زہریر کہ لوازم زمین اور آسمان کے ہیں نہونگے صبح اور شام بھی نہونگی اور
 دلیل قاطع تغایر بہشت اور دوزخ برزخیہ اور اخرویہ پر فقہہ حضرت ابوالہشرا و امام البشر جو کہ اول
 دوزنون کو حکم سکونت کا ہوا پھر اخراج کا اسی طرح قربت شجرہ کے امتناع اور اسی طرح فاکلا استنہا
 دلالت کرتا ہے کہ یہ جملہ معاملات بہشت و دوزخ آخرت میں نہیں ہوئے کیونکہ صفت آخرت میں
 وارد ہی اکلام دائم و لا مقطوعۃ و لا ممنوعۃ یعنی میوہ آسکا دائم ہی تمام نہونگا اور اس کے کھانے سے
 مافعت نہونگی اور بعد دخول کے خروج نہونگا اور دیوان بول و برائی حاجت نہونگی اور شیطان
 و بان نہ جاسکیگا اور وہ دار الکرامت اور دار الخلد ہی کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے
 تیار ہوا ہی تا دخول آنجناب ابدون پر حرام ہی اور جو معاملات حضرت آدم سے واقع ہوئے
 سب بظان احکام جنت و نار آخرت کے ہیں لکن فیہ من التفسیر والا حادیث کہ بہت بھی
 واضح ہوا کہ ایک روز برزخ کا مقدار ایک ہزار برس اس عالم کے ہوتا ہے اور ایک دن آخرت کا
 مقدار پچاس ہزار برس عالم دنیا کے حاصل کلام کا یہ ہے کہ انسان کی ترکیب عوالم ثلاثہ سے ہے
 جب تک کہ زمین پر احکام دنیا اور ملک اور جہلم کے غالب ہیں اور مقام اسکا آری
 نشاء ملک میں ہے اور قبلایہ غیر تناسل میں ہے تا ہی اور اگر احکام نفوس اور برزخ کے غالب ہیں
 تو منزل و مقام اسکا عالم ملکوت ہے اور اگر غالب احکام ارواح اور ملائکہ ہیں تو منزل و مقام اسکا

تفسیر

فائدہ ہر وقت عالم ہرگز

عالم جبروت و آخرت ہو اور جو انسان کہ مقصد باحکام کتاب حقہ اور سنن صدقہ ہی اور متعلق باخلاق النبیہ ہو تو منزل اور مقام آسکا عالم لاہوت اور غیرت بالکلیہ انتقاد پر رہی اور یہ پوشیدہ نہ رہے کہ قیامت بھی کئی قسم ہی ایک وہ کہ ساعت بساعت تبدیل و تغیر سے واضح ہو اور شمار میں نہیں آسکتا کما قال اللہ تعالیٰ بل ہم فی لبس من خلق جدید وقال سبحانہ و جل کل دیم ہونی شان دو سترے موت ارادی کہ موتو اقبل ان تموتو اسے ظاہر ہی غیرے موت ہی بقولہ علیہ السلام من مات فقد مات قیامتہ کہ اشارت اعراض سے ہی معنی تمتعات اور لذات دنیوی سے چوتھے قیامت موعودہ موافق فرمودہ خدا ان الساعۃ لا یتنبأ لاریب فیہا پانچویں وہ قیامت ہو کہ اولیاء اللہ کو حاصل ہوتی ہو انکشاف حقیقت کلیہ اور ظہور وحدت اور استہلاک کثرت میں اسکو قیامت کبرئے بولتے ہیں اس مقام سے یہ فائدہ جلیلہ نکلا کہ خیرات صوفیہ علیہم الرحمہ کے نزدیک ایک عالم بربخ باہین عالم اجسام و عالم ارواح بلاشبہ اور شک ہی اور وہ عالم مشتمل آن صورتوں پر ہو جو عالم اجسام میں ہیں اور اس حیثیت سے کہ محسوس مقداری ہو مشابہ باجسام ہو اور اس وجہ سے کہ نورانی ہو مشابہ عالم ارواح سے ہو آسیکو عالم مثال کہتے ہیں اور جہاں تفصل اور ارض حقیقت اور جملہ صور محسوسہ عالم شہادت پر تو صور ثنائیہ ہیں اسی سبب سے کالمین صورت دیکھ کر احوال شخص بغیر است معلوم کر لیتے ہیں کما قال صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا فراستہ المؤمن فانه یطیر بنور اللہ حضرات صوفیہ فرماتے ہیں کہ روح بے جد نہیں ہو سکتی اور جب بدن عنصری سے مفارقت کرتی ہو تو جب مثالی ابدی عالم بربخ میں پاتی ہو کہ اسکو بدن کتب بولتے ہیں اور تنیم و تعذیب قبر وغیرہ اعمال اور اخلاق ہمارے ہیں کہ تجسد ہوتی ہیں انما ہی اعمالکم ترد الیکم کاہ بالطف ادگاہ بلا میرسد + صورت اعمال راست ہرچہ بامیرسد + پس انسان مرید کو لازم ہو کہ افعال اور اخلاق مذمومہ کو افعال نیک سے بدل کرے اس بات کو اہل تصوف گردش کہتے ہیں اور یہ امر مانند وضو کے ہو سو جس کیلئے یہ ہمت ہو کہ عادت اور ہوا پرستی سے خدا پرستی میں آوے تو وہ صحبت علماء آخرت کی اختیار کرے کہ انکی صحبت میں صفات مذمومہ متبدل بصفات محمودہ ہونگے آسوقت نفس کافر سے نجات پاویگا اور حضرت وحدہ لا شریک لہ باریاب ہوگا اوصاف ذمیہ چون بدل شد + ہر عقدہ کہ در توبہ و حل شد + چون جنتی تو شد محقق + خیر و ہمہ نعرہ ظالم حق + اینجا است نہایت طریقت + اہمیت خلاصہ حقیقت

روح

فراخ میں لکھا ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان انجمنہ قاع صفصف لیس فیہا عمارۃ
 فاکثر وامن غراس انجمنہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! غراس انجمنہ فرمایا التسبیح والتلیل
 اور یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دوزخی خود آپ کو آتش و فتنہ میں لیجاتا ہے اور
 کوئی اس بات کو مستبعد نہ جانے کہ عمل ہمارا تو اس مقام میں عرض ہوا اس مقام میں کیونکہ
 جو ہر ہو جاتا ہے کیونکہ کھا کر نا چاہیے کہ صورت ذہنیہ جو ہر قائمہ بالذہن ہیں اور خارج میں قائمہ بالذہن
 الحاصل یہ سب حال دلائل کرتا ہے کہ حشر خلایق بصورت اعمال ہوگا بعد قیامت صفر سے کہ وہ
 عبارت موت سے ہو گا حال صلی اللہ علیہ وسلم کا تعیشون تو تون وکما تموتون تبشون اور
 دوسری حدیث میں ہے عشر عشرۃ اصناف من اتقی بعضهم علی صورۃ القردۃ و بعضہم علی صورۃ الخنازیر
 پس معلوم ہوا کہ حشر بصورت اعمال واقع ہوگا اور یوم یفخ فی الصور قاتلون افرادہ ثوبیاس کا
 یعنی حبیبیچ ڈالے گئے وہاں بی نکلیگا چنانچہ مولوی معنوی فرماتے ہیں یہ وقت محشر عرض
 صورتیت + صورتے ہر یک عرض را توصیفیت + عالم اہل جان امتحان + عالم ثانی جزا
 این مکان + سیرتے کان بر وجودت غالب است + ہم بران تصویر حشرت واجب است + حکم
 چون راست کو غالب ترست + چون کہ زرمیش ازس آمد آن زرست + پیشہا و خلقتہا ہر چون
 سوی خلق آیند روز رستخیز + پس یہ سب امور اسی عالم سے جاتے ہیں اس عالم میں کہ نہیں آتا
 اور موتے کو بخوبی اسکا اور اک اور نعم ہر لیکن حکمت الہی نے خاموش کر دیا ہے تاکہ سلسلہ معاش
 برہم نہو جائے حضرت مولوی فرماتے ہیں یہ خواجہ گفت ای پامیر دی بانک + انجمنہ گفتی
 من شیندم یک بیک + لیک یا سخ داد نم فرمان بود + بے اشارت لب نیارستم کشود +
 تاکہ با حق گشتہ ایم اند چون دچند + مقرر لبہا سے ما بنوادہ اند + تانہ گرد و زارانی صیباش +
 تانگہ و منہم معاش و معاش + تانہ زور پردہ غفلت تمام + تانہ دیک منت نیم خام +
 با ہمیکہ شیم کر شد نقش کوش + ما ہمہ نطق ایم لیکن لب خاموش + ہر چہ ما دیدیم و دیدیم
 این زمان + این جان پردہ است و غیبت است آن جان + دیکھو اللہ جل شانہ کو یہاں
 پوشیدگی احوال اس عالم کی منظور ہے کہ شب عروج میں حضرت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 ہزار حاجتیں کہ ہر ایک ہر ایک سلیمان علیہ السلام تھی برلاسے ایک حاجت کے اہراج میں
 انکار فرمایا یعنی حضرت نے القاس کیا کہ حساب امت میرے ذمہ چھوڑا جائے وہ قبول نہا
 اور پوچھا گیا کہ اسکا فائدہ کیا ہے حضرت نے عرض کیا انسلیم کہ دوسرا کئے قبایح پر مطلع نہو

خطاب ہوا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ بھی انکے قبائح پر مطلع ہوں دوسری بات یہ ہے کہ حالت کا
 در حال سے خالی نہیں ہو یا انکا حق تجھ پر ہوگا یا تیرا حق آپر سو تم دونوں اور اسکا نہیں کر سکتے
 پس بر جمع اس آستانہ کرم سے کرنا چاہیے یہی بہتر ہے کہ حساب انکا مجھے چھوڑ کر کہ میں اپنے
 کرم کے ساتھ حساب کروں خواجہ عالم نے عرض کیا ائی میں چاہتا ہوں کہ مطلع ہوں
 کہ حساب میری امت سے کس طرح ہوگا فرماں آیا کہ جیلج پور مہربان اپنی اولاد سے باتیں کرنا ہے
 اور اس سے کلام کرنا ہے اور کہتا ہے اے جان پور تیرے ہاتھ میں کیا ہے حالانکہ عالم ہی
 اور پوچھتا ہے اس لیے کہ اگر گستاخی کرے سو میں تیری امت سے اسی طرح حساب لوں گا
 اول انکو پردہ نور میں لوں گا اور آسمن دو پردے ہونگے ایک عام دوسرا خاص پردہ عام میں
 مطیع ہونگے اور پردہ خاص میں عاصی اور انبیاء اور اولیاء اور ملائکہ سب بیرون پردہ ہونگے
 اور پردے کے باہر سے حضرت محمد مصطفیٰ صلعم عرض کرینگے کہ اجازت ہو میں آؤں اور حال
 عاصیان امت کا دیکھوں فرماں ہوگا کہ اے محبوب اسی مقام میں قائم رہ میں نہیں چاہتا کہ
 کوئی شخص سدا گنہگاروں سے واقف ہوتا ایشیان گویند میں شغوم عایشیان مغرور ہند من
 بنجشم ایشیان عندہ گویند من قبول کنم و التدا علم شرم رجنا الی ما کتا فیہ التخصہ حضرت آدم ابوالہر
 علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب ائی جل شانہ میں التماس کیا کہ یا رب العرش العظیم
 میری ذریت کیا ہے اور کہاں ہے فرماں واجب الاذعان صابر ہوا کہ تیری ذریت میرے دونوں
 یہ قدرت میں موجود ہیں جس ہاتھ کو اول اختیار کرے اسکو کھول کر دکھلاؤں حضرت آدم علی نبینا
 وعلیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رب الارباب اول میں نے دست راست اختیار کیا خالق
 ذوالجلال نے داہنا یہ قدرت پشت آدم پر پھیرا تو نیک بخت ظاہر ہوئے کہ قیامت تک
 آنکی ذریتہ میں پیدا ہونگے اور آنکی صورت بھی دکھلائی پھر چپ دست پھیرا تو بد بخت
 ظاہر ہوئے حضرت آدم نے سب کو بلا خط کیا تو باہم تفاوت اور اختلاف پایا گیا یعنی
 بعض خوبصورت اور بعض بدبخت اور بعض امیر اور بعض فقیر اور بعض دراز قامت اور
 بعض کوتاہ قد اور بعض صحیح الخلق اور بعض ناقص الخلق نظر آئے تب التماس کیا کہ
 یا خالق العالمین یہ تو سب تیرے بندے ہیں انکو ایک طرح کا کیوں نہ بنایا ارشاد ہوا کہ اگر
 سب کو ایک طرح کا بناتا تو کوئی ہرگز شکر نعمت نہ کرتا بعد ازاں انبیاء علیہم السلام کو دکھلایا کہ
 سب سے عظیم الشان تھے اور آنکی آنکھوں کے بیچ میں نور چمکتا تھا اور ہر شخص حضرت داؤد کا

نور انکو خوشنما دیکھ کر اسباب یہ تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام بسبب صدور لقمہ قریش قدم توبہ اور
استغفار اور بکا و زاری میں مشغول ہوئے سو نور نبوت انکا انوار توبہ و ندامت سے مخلوط
ہو کے چمکتا تھا اور حضرت آدم کو بھی بسبب صدور زلت ایسا ہی اتفاق پڑا اس باعث سے
نور داؤدی اور نور آدمی میں مناسبت کاملہ ہم پہنچی اور جب قدر مناسبت زیادہ ہوتی ہی
محبت بھی زیادہ ہوتی ہی لہذا حضرت آدم نے کہا یا الہی یہ کون ہی ارشاد ہوا کہ یہ تیرا بیٹا
داؤد ہو گا اسکی عمر کتنی مقدار ہی فرمایا تھا برس کی عرض کیا کہ میری عمر کس قدر ہی فرمایا ہزار برس کی
تب حضرت آدم نے دعا کی کہ الہی میری عمر سے چالیس برس اسکو عنایت ہوں حدیث شریفین
آیا ہو کہ جب عمر آدم سے چالیس باقی رہے تو حضرت عزرائیل تشریف لائے اور کہا کہ آپ کا وقت
وفات آپہونچا آدم نے کہا چالیس برس باقی ہیں ملک الموت نے کہا وہ تو تم داؤد کو
دے چکے ہو آدم بولے کہ مجھے یاد نہیں اور کوئی شخص اپنی عمر سے کیونہیں دیتا ہوسکتا
حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ معاملہ داؤد کو آدم بھول گئے کہ یہ رسم انکی اولاد میں پڑ گئی اسی
وقت سے حکم تحریر یہ نامہ کا بگواہی گواہان جاری ہوا فائدہ انکار حضرت آدم علیہ السلام محل تردد
نہیں ہو کیونکہ یہ اور غشش اس شرمین جاری ہوتی ہی کہ وہ شوق قبض و تصرف اور ملک اختیار
واہب میں ہوتا کہ یہ کہنے والا اس شوق کو اپنے اختیار سے مودوب کہ کو تفویض کرے
اور قابض و متصرف کر دے اور اس معاملے میں کوئی بات ان امور سے پائی نہیں جاتی
اور ظاہر ہی کہ یہ طلب اور دعا سے عادی ہوتی ہی بخلاف اس مقدمے کے کہ یہاں دعا اور
سوال اور طلب اور استدعا حضرت خالق لا نیاز سے ہو رہا ہی چنانچہ مالک و دو جان نے
یعنایت و کرم چالیس برس اور حضرت داؤد علیہ السلام کو دیے اور حضرت آدم علیہ السلام
عمر سے کم نہ فرمائے تو ملک فضل المدیو تہ من یثار و اللہ ذو الفضل العظیم اور بخوبی ہو رہا ہی
کہ بھول مالکسی بات کا بسبب درازی زمانہ کے خلاف عقل نہیں ہی ہزار برس کی بات
کے گویا دورہ سکتی ہی اور حضرت آدم آدمی تھے نہ مثل معبودان ہنود کہ جنود نیان سے
بقیدہ ہنود پاک اور عدا شکنی قصد اور عدا میں بیباک امام احمد اور ابن ابی شیبہ نے
حسن بصری سے روایت کی ہو کہ وقت دکھلانے ذریت آدم کے فرشتوں نے کہا کہ یہ
جماعت زمین میں گنجائش پذیر نہ ہوگی اللہ نے فرمایا اسی واسطے موت مقرر ہی کہا تو زندگی
پانچ ہوا جیگی فرمایا رشتہ کوڑا زانید کا لگا دیا ہو کہ اسپین فافل رہیں گے نقل ہو کہ حضرت

نور داؤدی اور نور آدمی میں مناسبت کاملہ ہم پہنچی اور جب قدر مناسبت زیادہ ہوتی ہی محبت بھی زیادہ ہوتی ہی لہذا حضرت آدم نے کہا یا الہی یہ کون ہی ارشاد ہوا کہ یہ تیرا بیٹا داؤد ہو گا اسکی عمر کتنی مقدار ہی فرمایا تھا برس کی عرض کیا کہ میری عمر کس قدر ہی فرمایا ہزار برس کی تب حضرت آدم نے دعا کی کہ الہی میری عمر سے چالیس برس اسکو عنایت ہوں حدیث شریفین آیا ہو کہ جب عمر آدم سے چالیس باقی رہے تو حضرت عزرائیل تشریف لائے اور کہا کہ آپ کا وقت وفات آپہونچا آدم نے کہا چالیس برس باقی ہیں ملک الموت نے کہا وہ تو تم داؤد کو دے چکے ہو آدم بولے کہ مجھے یاد نہیں اور کوئی شخص اپنی عمر سے کیونہیں دیتا ہوسکتا حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ معاملہ داؤد کو آدم بھول گئے کہ یہ رسم انکی اولاد میں پڑ گئی اسی وقت سے حکم تحریر یہ نامہ کا بگواہی گواہان جاری ہوا فائدہ انکار حضرت آدم علیہ السلام محل تردد نہیں ہو کیونکہ یہ اور غشش اس شرمین جاری ہوتی ہی کہ وہ شوق قبض و تصرف اور ملک اختیار واہب میں ہوتا کہ یہ کہنے والا اس شوق کو اپنے اختیار سے مودوب کہ کو تفویض کرے اور قابض و متصرف کر دے اور اس معاملے میں کوئی بات ان امور سے پائی نہیں جاتی اور ظاہر ہی کہ یہ طلب اور دعا سے عادی ہوتی ہی بخلاف اس مقدمے کے کہ یہاں دعا اور سوال اور طلب اور استدعا حضرت خالق لا نیاز سے ہو رہا ہی چنانچہ مالک و دو جان نے یعنایت و کرم چالیس برس اور حضرت داؤد علیہ السلام کو دیے اور حضرت آدم علیہ السلام عمر سے کم نہ فرمائے تو ملک فضل المدیو تہ من یثار و اللہ ذو الفضل العظیم اور بخوبی ہو رہا ہی کہ بھول مالکسی بات کا بسبب درازی زمانہ کے خلاف عقل نہیں ہی ہزار برس کی بات کے گویا دورہ سکتی ہی اور حضرت آدم آدمی تھے نہ مثل معبودان ہنود کہ جنود نیان سے بقیدہ ہنود پاک اور عدا شکنی قصد اور عدا میں بیباک امام احمد اور ابن ابی شیبہ نے حسن بصری سے روایت کی ہو کہ وقت دکھلانے ذریت آدم کے فرشتوں نے کہا کہ یہ جماعت زمین میں گنجائش پذیر نہ ہوگی اللہ نے فرمایا اسی واسطے موت مقرر ہی کہا تو زندگی پانچ ہوا جیگی فرمایا رشتہ کوڑا زانید کا لگا دیا ہو کہ اسپین فافل رہیں گے نقل ہو کہ حضرت

آدم کی مصاحبت میں تین جانور تیل گنا بگلا پیدا کیے اور چالیس چالیس برس کی عمر عطا کی وہ آدم کے پاس آئے آدم نے زندگی و درازی عمر و عاجزی و بیسی انکی بیان فرمائی کہ یہ تینوں رونے لگے اور عرض کی یا اکی ہماری عمر اس مشقت و دشواری میں کس طرح گزریگی ہماری درخواست یہ ہے کہ عمر ہماری دس دس برس کی ہو کرے اور آدم کو باقی عمر عنایت ہو ارشاد ہوا کہ منظور ہے اور حضرت آدم علیہ السلام نے بسبب حرص و طمع کے قبول کیا خیانتی ملاحظہ کیا چاہیے کہ جب آدمی بیل کی عمر میں آتا ہے تو محنت و مشقت میں بسر کرتا ہے چالیس برس تک خوشی و خرمی میں رہتا ہے اور جب کتے کی عمر میں داخل ہوتا ہے تو سبیل و خصوصیت و جنگ و جدال و حرص و طمع میں مبتلا ہوتا ہے اور جمیع عبادات کلاب اس میں ظاہر ہوتے ہیں پھر جب بگے کی عمر کو پہنچتا ہے تو بے تقریر و کم سخن ہو جاتا ہے اور دریا سے طمع کے کنارے قطر اتنی لگولن کی طرح حیران و پریشان بیٹھا رہتا ہے کدانی برہان العارفین اور صحیح مسلم میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہترین ایام یوم جمعہ ہے کہ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور بہشت میں داخل ہوئے اور بھی خارج ہوئے اور وفات بھی پائی اور قیامت اسی دن ہوگی اور مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خداوند تعالیٰ نے جب ذرّیہ آدم و پشت آدم سے نکالی نعمان میں یعنی ما بین مکہ و طایف تو پراگندہ کیا ذرّیہ کو آدم کی رو برو جطیح مورچہ پھر کلام کیا اللہ نے اُنکے بالموجبہ اور فرمایا میں نہیں ہوں خدا پروردگار تمہارا رب نے کہا کہ تو ہمارا پروردگار ہے ہم کو اہی رستے ہیں تیری رہبیت پر بعد ازان بدستور پشت آدم میں داخل کیا اور یہ حمد اس واسطے لیا گیا کہ قیامت کو نہ کہیں کہ ہم غافل تھے یا ہمارے مان بپے شرک کیا تھا ہم ناحق اُنکے فعل سے پکڑے جاتے ہیں فقیر مولف کے نزدیک مدعا یہ ہے کہ خدا کے ماننے میں ہر کوئی آپ کفایت کرتا ہے باپ کی تقلید و رکار نہیں ہے اگر باپ شرک کرے بیٹا چاہے ایمان لاوے اور جو کسیکو شبہ ہو کہ وہ حمد تو یا نہیں پھر کیا حاصل یوں سمجھے کہ اس کا نشان ہر کسی کے دل میں رہا ہے کہ سب کا خالق اقدس اسکا تمام جہان قائل ہے اور جو کوئی منکر ہے یا شرک کرتا ہے یا بیعتی عقل ناقص کے دخل سے چھوڑ دیتا ہے یا جو خداوندہ نعمان ایک شکل پر عزات کے قریب آسکے گو نعمان صحاب کہتے ہیں اور بقولے بطین نعمان بھی تفسیر کتاب میں لکھا ہے کہ

نفس

انوار و بیان

خدیثیاق و خنایین ہوا تھا کہ ایک مقام ولایت ہند میں ہوا اور بعد نکلنے بہشت سے واقع ہوا اور مدارک التنزیل میں تصریح ہو کہ جمہور مفسرین کہتے ہیں کہ اخذ میثاق بعد ملت آدم قبل دخول جنت دروازہ جنت کے عین صحن میں جسکی مسافت بیس ہزار ہس کی راہ ہی واقع ہوا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ذریعہ آدم علیہ السلام کو مانسہ حورچہ ہا سے خود صلب آدم سے نکالا اور حیات و عقل و قوت و طاقت عطا کی پھر نبی جوہیت کا اقرار لیا اہل معرفت فرماتے ہیں کہ تکبیر عیدالت بنخیرون غافلون کے واسطے ہو ورنہ ہوشمند بیدار دل ہنوز اسی جواب کو بگوش ہوش سنتے ہیں سے است از ازل پہچان شان بگوش + بفریاد و قالو اے درخروش + یعنی کسی وقت مارفون کو غفلت نہیں ہو سے آنکہ از حق نیت غافل یک نفس + اضی و تقبلش مال ست دہس + حقیقت یہ کہ اسرار محبت نازک ہیں اور جو اپنی حقیقت سے غائب ہو یہ جواب است کیا دیگاہ ہم خود است گوید ہم خود بے کند + نفحات میں ہر کہ علی ن سہیل سے پوچھا یوم بلے یاد ہو فرمایا کل تو تھا یا و نہ تھا عبد اللہ انصاری کے نزدیک سین نقصان ہو یعنی دی و فردا چر آن روز را ہنوز شبے در نیامدہ + ابی ابن کعب منسیر کہ یہ اذ اخذ ربک من بنی آدم الخ میں کہتے ہیں کہ ذریعہ کو جمع کیا اور حسین کہیں صورت بظن بختا پھر کلام کیا تب آنے سے عہد توحید لیا اور گواہ کیا انھیں کو آنکے نفوس پر ور فرمایا است برکم کیا نہیں ہوں میں تمھارا پروردگار تھا لو اسے کہنے لگے کہ آرسے تو ہمارا پروردگار ہی پھر فرمایا میں گواہ کرتا ہوں آدم اور آسمان و زمین کو تاکہ قیامت کے دن کہو کہ ہم نہیں جانتے ہیں بخوبی دریافت کر لو کہ میرے سوا سے تمھارا معبود کوئی نہیں کسی کو میرے وجود اور عبادت میں شریک نہ کرنا اور قریب تر رسل اور کتب بھیجو نگاہا بر دو ہی عہد کے سب نے بالاتفاق کیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں تیری ربوبیت کی اور بلا شک یہی ہمارا معبود ہی جب سب نے اقرار کیا تب آدم کو مطلع فرمایا اور دکھایا تو کوئی امیر تھا دی خیر کوئی خوب صورت کوئی بدہیت عرض کیا اتنی یہ سب بندے تیرے برابر کہوں جو شاد ہوا کہ اگر سب کو یکساں کرتا تو شکریہ کرتے اور ذریعہ آدم میں انبیاء علیہم السلام مانند بدائع درخشان تھے آنے سے عہد و میثاق الوہیت عہد رسالت و نبوت بھی یا گیا تھا فائدہ چونکہ پیدائش آدم سے خلافت ارض منظور نظر تھی اور خلیفہ کو

دوام لازم اول علم صفات اور افعال مختلف تاکہ موافق اسکے اپنی طرف سے سرانجام کر سکے
 دوسرا علم ان اشیاء کا جو زیر فرمان خلافت مندرج ہوں تاکہ ہر چیز سے اسکے مناسب معاملہ کرے۔
 لہذا تعلیم اس کی ضرورت ہوئی تو ہر چیز کے نام دل آدم میں القا فرمائے پھر منفعت اور مضرت
 ہر ایک شے سے مطلع کر دیا پھر ان اس کی تصویریں فرشتوں کو دکھلائیں اور فرمایا کہ ان کی
 حقیقت سے واقفیت تو مشکل ہے صرف ناموں سے خبر دو کیونکہ نام کمترین کمالات حقائق سے ہے
 اور استحقاق خلافت کے لیے معرفت حقائق شرط ہے اگر تم ان کے ناموں سے واقف ہو گے
 تو دعویٰ تمہارا ثابت ہے اور اگر محض بے خبر ہو تو عمدہ خلافت کہ عبارت تصرف اشیاء سے ہے
 ہرگز تم سے سرانجام نہ ہو سکیگا گو تم صاف دعویٰ خلافت نہیں کرتے ہو لیکن تمہارے
 کلام سے مفہوم ہوتا ہے پس لازم ہے کہ شرائط ادعائے ثابت کرو اگر سخن نہیج بھوک و تقدیس
 میں ہے ہوا واسطے کہ معنی اس کلام کے یہ ہیں کہ ہماری تسبیح اور تقدیس اور حمد
 اور شکر کمال کے مستحق ہیں جو اور چڑھا ہر شے کہ تقدیس اور تسبیح کا کمال یہ ہے کہ جمیع
 اسمائے باری اور مقابل ہر کمال اور نعمت اتنی کے واقع ہو اور اسکے لیے علم جمیع ہما
 و کمالات درکار ہو اور بدون معرفت حقائق عالم بالتفصیل یہ علم حیران کن سے خارج ہے
 اور امتیاز بین الحقائق بوجہ کثرت ہوا دئے امتیاز بلا سم ہے اگر اتنا بھی تم کو حاصل نہوا
 تو دعویٰ تسبیح اور تقدیس علی الاطلاق کیسے درست ہوگا فرشتوں نے اپنا عجز
 ظاہر کیا اور عرض کیا کہ اتنی ہمارا سوال صرف ہدایت کے واسطے تھا کہ حکومت پیدائیں
 خلیفہ کی معلوم ہو جائے کہ اس سے ہم ناواقف تھے اور اپنی تقدیس اور تسبیح کو کامل
 سمجھے تھے سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم یعنی تو سب سے نرالا ہو ہر کو
 معلوم نہیں مگر جبنا تو نے سکھایا ہے تو ہی ہوا اصل دانا پختہ کار زمین القصص میں ہے کہ
 فرشتے اے اعلیٰ اعلیٰ لا تعلمون شکریات برس تک عرش کے گرد پھرتے رہے کہ اللہ لم یبیک
 اعتذاراً الیک لم یبیک لتنفک و تنوب الیک جب خداوند کبریا نے ملائکہ سے تصریح اور
 نزاری اور اقرار کمال حکمت اور علم باری پسند فرمایا تو آدم کو ارشاد کیا کہ اب خبر دے
 فرشتوں کو ان اشیاء کے نام سے کیونکہ یہ لوگ خواص اور مبالغہ اشیاء میں دریافت
 کر سکتے مگر اس عقل سے جو کہ شہوت اور غضب سے مرکب ہو اور یہ بات خاص تیرے ہی
 واسطے ہے تب آدم نے حقائق اشیاء کا بیان شروع کیا اور ہر چیز کا نام با جمیع خواص

بعضی صابر ہو اور منجھ جیسا بنی آدم میں ہوتا ہو فرشتوں میں بھی ہوتا ہو چنانچہ قصہ ہاروت
 ماروت سے ظاہر ہو اور ابن عباس سے روایت ہو کہ بعض ملائکہ میں تو والد و تناسل بھی
 جاری ہو اور ممکن ہو کہ تو والد و تناسل بعد جنی ہونے کے ظاہر ہوا ہو اور بعضے افاضل کہتے ہیں
 کہ ملائکہ اور جن میں عموم خصوص من وجہ ہو یعنی اجسام لطیفہ مستعد خیر محض ملائکہ ہیں جس طرح
 کروہ ہیں اور مستعد شر محض جنات ہیں جیسے شیطاں اور مستعد خیر و شر ملائکہ بھی ہیں اور
 جن بھی اور ابلیس اسی گروہ میں تھا اس لیے اطلاق ملک قبل صدور شر ابلیس پر صحیح ہو
 اور اطلاق شیطان بعد صدور شرارت درست ہو اور ہمارے اساذ والا شاذ رحمہ اللہ
 تفسیر غریبی میں کہتے ہیں کہ مفسرین کو اختلاف ہو جنیت اور ملکیت ابلیس میں بعضے
 کہتے ہیں جنات کا باپ تھا جیسے آدم انسان کا اور بعضے کہتے ہیں ملائکہ سے تھا اس
 دلیل پر کہ اگر فرشتوں سے نہوتا تو حکم سجدے میں شامل نہ کیا جاتا اور اسکے ترک سے ملام
 اور معاتب نہوتا کیونکہ حکم سجدے کا خاص تھا فرشتوں کو اور ہشتنا متصل مسجدہ اللہ ابلیس میں
 نہیں ہوتا اگر ملائکہ سے خارج سمجھا جائے کیونکہ ہشتنا غیر جنس سے متصل نہیں کہلاتا اور اصل
 ہشتنا میں اتصال ہو مگر یہ دلیل ضعیف ہو اور غلط کیونکہ سورہ کہف میں نص صریح ہو کہ ان میں
 نفق جن امر بہ یعنی تھا جن سے سونکل بھاگا حکم رب سے اسی طرح اور صورتوں میں قریب
 تبصریح واقع ہو اور ابلیس کی اولاد بھی ثابت ہو التخذ ذنہ و ذریئہ اولیاء من دہنی یعنی سوئم
 پکڑتے ہو اسکو اور اسکی اولاد کو رفیق میرے سواے حالانکہ ملائکہ میں اولاد نہیں کیونکہ اولاد کو
 واسطے از دل و لاج شرط ہو اور فرشتوں میں مادہ نہیں وجعلوا الملائکہ ہم عباد الرحمن انما یبغی
 بالیا کافروں نے فرشتوں کو جو اللہ رحمٰن کے بند سے ہیں عورتیں و اسکا اسکے جا بجا فرشتوں کو
 مبصرت اور طہارت و صف فوطیہ ہیں اور ابلیس کو یہ قاحت و شرارت اور اگرچہ فرشتوں کو
 خاص سجدے کا حکم تھا لیکن بالاصلاتہ تھا اور جنات کو یہ تبعیت اور ابلیس ان میں داخل تھا
 جس طرح شہا کوئی بادشاہ لشکریوں کو کوئی حکم فرماوے تو شہزبان یا یمن فراش وغیرہ
 سب کو شامل ہوتا جو نہ خاص سواروں اور یا بیون کو پس نابرا اس تبعیت کے ہشتنا ابلیس کا
 فرشتوں سے لطیف اتصال صحیح ہوتا ہو سواے اسکے ابلیس مخلوق ہو بارے اور ملائکہ
 ایجاد ہوے نور سے اور صاحب کثافت نے کہا کہ اگرچہ ابلیس جنات سے تھا لیکن ہشتنا کہ
 متصل کہنا چاہیے اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ ابلیس اول سے کافر تھا منافقانہ ایمان

فہم
بیان اشکال
دکفر ابلیس

ظاہر کرتا تھا اور خیالات فاسد ہلاک آدم پر ہمیشہ باندھتا تھا اور فرشتوں کو تحریص اور ترغیب کرتا تھا بعض تفاسیر میں ہے کہ علما کا اتفاق ہے کہ حضرت آدم کے بابت ابلیس مرحوم ملعون یعنی کافر ہوا لیکن اس میں اختلاف ہے کہ جدہ نہ کرنے سے کافر ہوا یا حسد اور عصیان کے سبب تینوں صدرتوں میں امر مشکل ہو اس واسطے کہ تمنع السجود اور حسد اور عاصی کا فرشتہ بن ہو سکتے اس ہنگام میں وجہ نفی یہ ہے کہ وہ لعین اس سبب سے کافر ہوا کہ اسے خدا کی طرف ظلم اور جور کی نسبت کی جب کما خلقنی من نار و خلقنی من طین اور یقیناً کما اجمع ہے کہ جو کوئی اللہ کی طرف ظلم کی نسبت کرے کافر ہے خازن میں ہے کہ چار قسم کا کفر ہے ایک انکاری کہ حق کو پہچانتا ہی نہیں فرعون اور یامان اسی کفر میں گرفتار تھے دوسرا کفر جہودی کہ حق کو دل میں جانے پر زبان سے اقرار نہ کرے اس کفر میں بعض کافر بتلاہن اور بعض اہل ہونے بھی تیسرا کفر عنادی کہ دل اور زبان سے حق کا اقرار کرے پھر کفر سے باز نہ آوے اسیہ بن الصلت وغیرہ اسی کفر میں پابند تھے چوتھا کفر نفاقی کہ زبان سے حق کا اقرار کرے اور دل میں انکار رکھے آبی بن خلف اور سایر منافق اسی کفر میں شامک تھے ان چاروں کفر کا انجام خلود فی النار ہے اگرچہ میں ہے کہ اب علما کا اختلاف ہے کہ ابلیس کا کفر جہودی تھا یا عنادی جبکہ نزدیک کفر جہودی تھا وہ کہتے ہیں کہ کفر کے وقت ابلیس کا علم مایوس ہوا اور جبکہ نزدیک کفر عنادی تھا وہ کہتے ہیں کہ کفر کے وقت اس کا علم باقی تھا ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ کفر کا باقی رہنا علم کے ساتھ اگرچہ مستبعد ہے لیکن اللہ جکو رسوا کرے اسکی نسبت کچھ بھی مستبعد نہیں اسرار القاتحہ میں لکھا ہے کہ اس جگہ چھ سوال ہیں ایک یہ کہ ہر گاہ شیطان مبنوٰض الرحمن ہو اور مستعاض منہ انسان تو کیوں مخلوق ہوا جواب اس واسطے مخلوق ہوا کہ بندگان خدا خدا کی طرف رجوع لائیں نہ نہ ہو جائیں جیسے مادر زبان اپنے بچے مادران کے واسطے کوئی صورت خوفناک بنا رکھتی ہے کہ جب لڑکا شونہی کرتا ہو اسکو دیکھ کر ڈرتا ہو ان کی طرف رجوع لاتا ہو قلبی پانا ہو نقل ہے کہ ایک شخص کی جو روح بصریہ تھی مگر ہمہ آغوش نہوتی بعد مرگ ایک شب خود بخود لپٹ گئی شوہر نے پوچھا آج کیا ہوا کہا چور آیا اس کے خوف نے یہ وقت دکھلایا شوہر نے کہا ایسے چور مبارک قدم کو اللہ پرور میرے گھر میں لاوے اور چور سے کہا کہ جو دل جاسے لپکا کہ تیرے سبب سے مجھے صلا محبوبہ نصیب ہوا اسی طرح اللہ میرا پا ہتا ہے کہ میرا بندہ مجھے رجوع رہے اور یہ

فہم
بیان اشکالات
دکفر ابلیس

بجای

پہونچا ہوا آن جہادی لیس لک عظیم سلطان لیکن دشمن غیر مرئی کا محاربہ عدو مرئی کی نسبت
 اجہد میں زیادہ ہے اس واسطے کہ عدو مرئی دنیا پر کل نقصان کرتا ہے باوجود اسکے مومن ماجر اور
 شہید ہوتا ہے اور عدو غیر مرئی دین کا نقصان کرتا ہے باوجود اسکے مومن مجر اور طرید ہوتا ہے
 اور ارباب حقیقت فرماتے ہیں کہ اہل ایمان جو شیطان کو نہیں دیکھتے اس میں یہ حکمت ہے
 کہ اللہ مومنین کا حبیب ہے اور شیطانوں کا دشمن ہر گاہ رحمن حبیب نے آپ کو دنیا میں
 نہ دکھایا شیطان عدو کا منہ کیونکر دکھاوے حبیب کو نہ دیکھنا الم ہر اسکے ساتھ عدو کا
 دیکھنا الم عظیم ہر اسی سبب سے اللہ نے مومن کے دل پر دو الم نہ رکھے جیسے اسکے
 دل پر دو خوف اور دو امن نہیں رکھے دیکھو حبیب بھائیوں نے حد کر کے یوسف کو باپ سے
 دور ڈالا تاکہ ہمہ تن توجہ باپ کی انکی طرف رہے اللہ نے یعقوب علیہ السلام کو نابینا کر دیا
 کہ یوسف کا نہ دیکھنا ایک الم تھا اور دشمنان یوسف کا دیکھنا الم دیگر تا یوسف کا اشتیاق
 زیادہ رہے اور با این ہمہ ایک حکمت یہ ہے کہ شیطان ظلمت کفر میں ہے اور مسلمان نور ایمان میں
 اور دستور ہے کہ تاریکی والا روشنی واسطے کو دیکھتا ہے اور روشنی والا تاریکی واسطے کو نہیں دیکھتا
 نور قر اور نور چراغ میں یہ بات ظاہر ہو چوتھے یہ کہ شیطان نے عمر طول پائی حالانکہ عدو اللہ ہے
 اور مومن نے عمر قصیر باوجودیکہ دوست اللہ ہے جواب دیتا سخن ہی محبوب کی شان سے نہیں کہ
 سخن میں بند رہے بخلاف عدو کہ سخن اسکے مناسب ہے اور اہل تدقیق کہتے ہیں کہ اس
 مقام سے قصہ حیات حضرت رسالت مآب صلعم کا نکتہ ظاہر ہوا کہ آپ اول سے
 مدگاہ حق میں پہونچ کر امت کی صدر خواہی فرمائیں تاکہ وقت پر شیطان کی نہ چلے
 اسکی نظریوں دیکھنا چاہیے کہ ایک فقیر ہی اسکا ایک دوست ہے اور ایک
 دشمن اور وقت کے بادشاہ کو فقیر کی رعایت منظور ہے تو قبل وقوع خصومت
 دشمن اسکے دوست کو اپنے پاس بٹھا رکھتا ہے تا اسکی شفاعت فقیر کے حق میں
 منظور کرے اور دشمن کے دعویٰ پر کان نہ دھرے پس ہر گاہ اللہ تعالیٰ کو
 اس امت پر عنایت کی نظر ہو اس لیے آنکے شفیع روز جسنا کو اپنے پاس
 بٹھا رکھا کہ قیامت کے دن جب شیطان بدبیت اس امت سے خصومت کرے
 مارا پڑے یا تجویں یہ کہ شیطان کی دعا فی الفور قبول ہوئی کہ انک من النظرین
 اور اہل ایمان کی دعا بدر قبول ہوتی ہو یا قبول ہی نہیں ہوتی اسکا کیا سبب

اللہ و ہر سہ
 بنیاد میں
 بنیاد میں
 بنیاد میں

میان نکتہ
 قریب
 عزت

جو آب یہ سبب ہو کہ موتوں کو اپنی دعا سے یاس اور حراس نہ ہو بلکہ جانین کہ شیطان کی دعا قبول ہوگی تو ہماری کیونکر قبول نہوگی مان الہیہ یہ بات ہو کہ کبھی مومن دعائیں کرتا ہو اور اصلاً اجابت کا اثر نہیں دیکھتا اسکا یہ باعث ہو کہ دنیا میں اسکی قبولیت کی مصلحت نہیں عجبی میں یقیناً اجابت کا اثر ظاہر ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ مادر مہربان بھی جب جانتی ہو کہ بچے کو شیرینی ضرر کرتی ہے نہیں دیتی گو بچہ ضد کیا کرے مہذا عرفا فرماتے ہیں کہ المنع خیر من البذل ندینا دینے سے بہتر ہو اسواسطے کہ اعطاء دلیل ہو پا کر پھر نہ آنے کی او منع دلیل ہو نہ پا کر ٹھہرانے کی چٹھے شیطان ہر گاہ نار سے مخلوق ہو تو اسکو نار کا کیا خون ہوگا جو آب یہ ہو کہ لوہا لوہے سے کٹتا ہو ویل ایک وادی ہو جہنم میں کہ ہر روز ناری اور نار شربار اس سے پناہ مانگتے ہیں اگر شیطان ناری کو اسی نار میں وعید اور عذاب شدید کیا بعید ہو یا نیمہ شیطان مرکب ہو جسم ناری اور روح سے تو اس ترکیب کے سبب اگر اسکو نار کا الم ہو کچھ دور نہیں جیسے انسان مرکب ہو جسم خاکی اور روح سے اس ترکیب کے باعث اگر معذب خاک سے ہو تو کیا مضائقہ قارون کا دھننا زمین میں اسپر دلیل ہو اور جسکو اس میں مشبہ ہو تو اسکو ایک بڑا ڈھیلا مٹی کا مارا جائے اور پوچھا جائے کہ کچھ چوٹ لگی یا نہیں تھا سیر معتبرہ سے ظاہر ہو کہ باتفاق ارباب مل و نخل عطلایں مکلفین تین عدد میں محصور ہیں ملائکہ بشر جن اور بدلیل کان من الجن شیطان جن کی قسم میں داخل ہو لیکن جن اور شیطان کے وجود میں فلاسفہ کو کلام ہو یہ کہتے ہیں کہ اگر جنات اور شیاطین موجود ہوں تو دو حال سے خالی نہیں یا اجسام لطیفہ ہونگے یا کثیفہ بصورت اولی افعال شاقہ کے متحمل نہیں ہو سکتے بلکہ ہوا کے جھونکوں سے انکے اجزاء میں تفریق اور تفریق پیدا ہوگی اور بصورت ثانیہ لازم ہو کہ دیکھ پڑیں جس طرح پہاڑ نظر آتے ہیں یا رعد و برق کی روشنی اور آواز مرنی اور سمع ہوتی ہو اور دقیقہ یہ ہو کہ مانحن فیہ میں لطافت بعضی سہلۃ الانتقال اور رقتہ القوام نہیں بلکہ بمعنی تخفیف ہو اور کثافت بالصداعل ہنگام میں عدم تحمل افعال شاقہ اور تفریق و تفریق کو لطافت مستلزم نہیں جتنا ہو کہ اجسام اپنی ذات میں سخت ہوں اور ترکیبات میں نرم اس طرح کثافت باین معنی مرنی ہونے کو مستلزم نہیں کیونکہ افلاک باوجودیکہ اجسام کثیفہ میں فلاسفہ کے مذہب پر مرنی نہیں وراے اسکے افعال شاقہ کے تحمل یا عدم تحمل اور قوام کی رقت یا عدم رقت میں ملازمت نہیں بلکہ دولوں میں جدائی ظاہر ہو

چونکہ جسم ناری اور روح سے ترکیب کے سبب

اور بے اصل ٹھہریا کہ من بعد کی کو صحیح کی مجال باقی نہیں اور طبری شیعہ جامع مع البیان بھی
اس قصے کو غلط کہتا ہے زہرۃ الریاض میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مشغول مناجات تھے
اور شتر ہزار فرشتے گردشِ طمان نے مد فلت چاہی ورنہ کی راہ پائی زمین میں گھس گیا اور
زیر قدم آ بیٹھا اور کہا موسیٰ تم کس سے کلام کرتے ہو فرمایا دو رہو تو جس واسطے آیا وہ مرد
نہ پائیگا کس میں نے مراد پائی کہ تم مناجات سے باز رہے تنبیہ الغافلین میں ہے کہ ایک روز
ابلیس مرد و عیسیٰ بن مریم سے کہنے لگا کہ تم بیشک مردوں کو زندہ کرتے ہو اور اندھوں کو بینا
اور کوڑھی کو چٹکا تمہارے دم پھونکنے سے مٹی کی چڑیا بنتی ہے اگر زمین میں دعویٰ خدائی کرو
تو سچا ہے میرا شکر اعانت کریگا فرمایا اسی ملعون یہ معجزے از خود مجھ میں نہیں آئے صرف
اللہ کی عنایت ہے میں تیرے فریب میں نہ آؤں گا بولا خیر اگر تو میری راہ پر نہیں آتا تو تیرے سبب
اکثر لوگوں کو گمراہ کر دوں گا اُن سے تجھے خدا کا بیٹا کہلاؤں گا اور تیری ماں کو خدا کی جوروں کو صلیب
کچھوڑ دوں گا اُن سے صلیب چھوڑ دوں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ روم میں بارہ ہزار فرسخ تک نصاریٰ
اسی بلایں بتلا رہیں دوسرے عوام کی نسبت اسکو اضلال کہتے ہیں تہقیر میں ہے کہ ابلیس کی
ہمت انسان کے گمراہ کرنے میں مصروف رہتی ہے کہ ذابت وصفات الوہیت میں اور اسرار
وغراض نبوت میں لگاتا ہے اور امور یقینیہ معاد کی بحث میں غلہ کرتا ہے بتوں کی عبادت میں
تقرب آتی ہے بتا ہے مصلیٰ کو دام سمعہ و ریامین چناتا ہے زکوٰۃ دینے والے کو فقر سے ڈراتا ہے
طاعت کو گراں بار دیکھاتا ہے نصیحت کو سبکبار جتاتا ہے و علیٰ ہذا القیاس بعض تفسیران میں ہے
کہ جس دم نماز کا وقت آتا ہے اپنی فدیت کو ابلیس پھیلاتا ہے وہ نمازیوں کو کام میں
بھلاتے ہیں اگر وقت جاتا رہا فہو المراد والاتک وقت میں نماز پڑھتے ہیں بہ سبب
جلدی کے رکوع و سجود دعوات تسبیحات قیام قعود ہنگین ارکان نماز بخوبی ادا نہیں ہوتے
منہاج المسترشدین میں ہے کہ جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اسکے ہمراہ دشل شیطان پیدا
ہوتے ہیں جب وہ مرتا ہے تو دم واپسین شتر ہزار شیطان آگیرتے ہیں اگر مشرف
بالموت سنت و جماعت کے اعتقاد پر ہے تو ہزار ہزار شیطان کے مقابل دشل دشل فرشتے
مقرر ہوتے ہیں خاتمہ بخیر ہوتا ہے اور اگر مبتدع اور اہل ہوا ہے تو ہر دشل فرشتوں کے
مقابل ہزار ہزار شیطان مسلط ہوتا ہے خاتمہ ہشتر ہوتا ہے و العباد بائد اسرار الطافہ
میں ہے کہ ایوز کر یا زاہد کے احتضار کا وقت آیا حاضرین نے کلمہ طیبہ کی تلقین کی اُس نے

دو مرتبہ اغراض کیا تیسری بار کہا لا اقول لوگون کو اندیشہ ہوا کہ اسکا ایمان گیسازا ہونے
 آنکھیں کھولیں اور فرمایا اسوقت ابلیس پر تلبیس آب سرد لایا اور اصرار کرتا تھا کہ اسے
 نوش کر کلیے کو ٹھنڈک ہوگی اور سکرات موت آسان تین نے نہ پایا کہنے لگا کہ میں عیسیٰ بن مریم
 ہوں مجھ کو ابن اللہ کہہ میں نے انکار کیا اور کہا استغفر اللہ تیسری دفعہ کہا اگر مجھ کو
 ابن اللہ نہیں کہتا تو لا الہ الا اللہ پڑھ لے میں نے کہا لا اقول کیونکہ یہ آدھا کلمہ ہے اسمین الوہیت کی
 نفی نکلتی ہے نہ وحدانیت کا اثبات یہ سنکر ہاتھ ملتا ہوا چلتا ہوا اب تم شاہد ہو کہ میں کلمہ
 شہادت پڑھتا ہوں اشہدان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور جان بچی تسلیم کی انا للہ
 وانا الیہ راجعون تاج المذکرین میں مذکور ہے کہ بنی اسرائیل میں برصیصا نامے ایک ناہد تھا
 دوسو بیس برس سے عبادت حق کرتا تھا ستائے ہزار شاگرد اس کمال کے تیار کیے تھے
 کہ پانی پر چلتے اور ہوا میں اڑتے تھے ابلیس کو اس پر حسد ہوا ایک عابد کی صورت بنا کر
 حجرے میں آیاتین دن کچھ نہ کھایا نہ پانی پیا برصیصا فریفتہ ہوا اور کہا مجھے بھی اپنا شاگرد بنا
 بولا یہ تو آسان ہے حق تعالیٰ کو غافر الذنوب سائر الصیوب سمجھا اور مصروف گناہ ہو پھر خوف
 کھاکر شغوف عبادت ہو برصیصا مانے کہا کو نساگتہ کروں کہا قتل کریا زنا کاری لیکن میخواری
 بہتر ہے برصیصا نے میخواری قبول کی ابلیس خوش ہوا کہ اسمین دونوں طلب حاصل ہونگے
 پس شراب کی تلاش میں چلا ایک عورت جلیلہ شراب پیہتی تھی اُس سے شراب لی اور
 پیٹ بھر پی لٹھے میں آیا عورت سے ہٹا ہوا بدنامی کے خیال سے اسکے شوہر کو قتل کیا
 ماحرہ آشکار ہوا احکام نے پکڑا میخواری کی جزا اور زنا کاری کی سزا علی خون کے
 بدلے سولی چڑھانے لے چلے ابلیس اسی لباس میں آیا کہنے لگا کہ اگر مجھ کو سجدہ کرے
 تو ابھی بچا لیتا ہوں برصیصا جاہل بے وقوف نے سجدہ کیا جب تو فاجر ہی تھا اب
 کافر بھی ہوا تب ابلیس نے کہا میں نے دوسو برس بعد تجھ پر قابو پایا میری ضلالت کا
 یہ ادنیٰ دام ہے اب تو جان اور تیرا کام آخر برصیصا دار پر چڑھا ابلیس بے حیا صحرا کو
 ہڑھاقی تعالیٰ نے اس قصے کو قرآن شریف میں پڑھا مکمل الشیطان اذ قال
 للانسان اکفر فلما کفر قال لانی برحمتی منک انی اخاف اللہ رب العالمین یعنی جیسے کہادت
 شیطان کی جب کہ انسان کو تو منکر ہو پھر جب وہ منکر ہوا کہے میں الگ ہوں تجھے
 میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو رب سارے جہان کا یوسف ائدہ علما رحمہم اللہ نے نسخہ پایا

فصل برصیصا

کہ طریق اضلال میں ابلیس کے دو طریق عمدہ ہیں اول وسوسہ نفسانی آجیاء العلوم میں
 لکھا ہے کہ جو چیز دل میں خطور کرتی ہو یا داعی الی ایشہ ہو کہ اُس میں عقبی کی مضرت متصور
 اسکو وسوسہ بولتے ہیں اسکا سبب شیطان پڑتا ہو یا داعی الی الخیر ہو کہ اُس میں
 عقبی کی منفعت متصور اسکو العلم کہتے ہیں اسکا سبب ملک ہوتا ہو پس جس و بی میں
 شرکی استعداد ہو اسکا نام خذلان ہو اور جس دل میں خیر کی استعداد ہو اسکا نام
 توفیق ہو اس تحقیق سے واضح ہوا کہ انسان کا دل ہمیشہ ملک اور شیطان کے اپنے کھینچ میں
 رہتا ہے اسی معنی کا اشارہ حدیث میں آیا ہے کہ القلب بین مبین من صلی الرحمن اور یہ
 کناہ ہے سرعت قلب سے اسواسطے کہ لغت میں اصبع وہ شے ہے جس سے کسی شے کی قلب چلے ہو
 پس ملک اور شیطان کی وساطت سے حق تعالیٰ مقلب القلوب ہے اور وسوسے سے اکثر آدمی غالی
 نہیں مگر مقام شکر ہے کہ اس امت کے وسوسے پر گرفت و گیر نہیں ہو بلکہ اُسکو ایمان کا نشان بتایا
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے شکایت کی یا رسول اللہ ہمکو نماز میں وسوسہ سنا ہے
 فرمایا ذلک محض الایمان یہی ہے خالص ایمان اسواسطے کہ چوروں میں جاتا ہے جہاں مال ہو کذا فی معدن الایمان
 جناب مرتضوی سے ماٹور ہے کہ ہماری اور اہل کتاب کی نماز میں وسوسے کا فرق ہے کہ ہمکو
 نمازوں میں وسوسہ ہوتا ہے اور انکو نہوتا تھا ابو بکر و راق نے فرمایا اسکی وجہ یہ ہے کہ شیطان کو
 کفار سے موافقت ہوتی ہے اُن سے خوش رہتا ہے اور ایماندار سے مخالفت اُن سے ناخوش
 رہتا ہے اور شک نہیں کہ محاربہ مخالفت ہی کے ساتھ ہوتا ہے نہ موافقت کے ساتھ طریق دوم
 جہل انسانی ہے چنانچہ اسرار الفاتحہ میں ہے کہ ایک زاہد جاہل سے شیطان نے کہا کہ
 تو کیسا زاہد ہے کہ تجھ میں عقبی کی خوشی دنیا کی بوہی تیرا زہد جب پورا ہو گا کہ تو اپنی داڑھی
 مونچھ کو گرد و غبار سے آلودہ رکھ اور جسم کو اشیائے گندہ سے آگندہ تاکہ ریا کا خیال
 بند آوے انگوٹوں پر بھوت لگا مٹی چڑھا کہ دنیا کی چیز اچھی نہ دیکھ پڑے زاہد نے بلا تماشائی
 اپنی ہی وضع تراشی کسی عالم نے پوچھا ماہذا یا بطلان زاہد نے اپنا ماجرا بیان کیا عالم نے
 فرمایا ایہا الحق الانق وہ شیطان برہزن خائن ایمان تھا جا غسل کرا اور جو نماز میں
 ادا کی ہیں انکو از سر نو قضا کر علما رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ وسوسے نفسانی کے مرض کا
 عمدہ علاج ذکر خدا ہے اور عدم فکر عما سوا قال اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اور حدیث
 شریف میں ہے کہ شیطان رکھتا ہے اپنے لشکر کو اولاد آدم کے دل پر پس اگر اس میں

جو چیز دل میں
 خطور کرتی ہو

جو چیز دل میں
 خطور کرتی ہو

علاج وسوسہ

یا دیکھا اُس نے اللہ کو تو پیچھے ہٹ رہتا ہی شیطان اور جو بھول گیا اللہ کو تو آگے بڑھتا ہی
اور مغل لیتا ہی دل کو محققین کا اختلاف ہی کہ ذکر اتنی کے وقت شیطان کا دوسو سو
بالکلیہ منقطع ہو جاتا ہی یا نہیں کسی کا یہ سلاں بجانب اول ہی اور کسی کا رجحان جانب
ثانی اور بعضے قائل ہیں کہ ذکر کے وقت دوسو سے کا غلبہ جاتا رہتا ہی اور اثر باقی رہتا ہی
اور بعضوں کا یہ مذہب ہی کہ ذکر قلبی کے وقت دم بھر دوسو سو منقطع ہوتا ہی اور بسبب
دوسو سے کے دم بھر ذکر قی منقطع ہوتا ہی علی التعاقب واللہ اعلم کعب احبار سے
منقول ہے کہ ایک شیطان بصورت انسان ایک عالم با ایمان کے پاس آیا کچھ مسئلے
پوچھتا چاہتا ہوں فہر مایا پوچھ کسا وہ کون ایک ہی کہ دوسو سو ہو سکتا فرمایا اللہ وحدہ
لا شریک لہ کتا وہ کون دو ہی کہ تین نہیں ہو سکتا فرمایا بدن اور روح کتا وہ کون چار
چیز ہی جو مخلوق نہیں فرمایا کلام اللہ یعنی کتب منزکہ اربعہ توڑت رزور آجیل فرقان
کتا وہ کون پانچ چیز ہی کہ جمعہ کے دن پیدا ہوئی فرمایا بہشت و دوزخ آفتاب و مہتاب
شمارے کتا وہ کون سات چیز ہی جسکے سات سات حصے ہیں فرمایا آسمان زمین و دوزخ
دریا طواف آیام قرآن کتا کس دن زمین آسمان بنے فرمایا ایک شنبہ کو کتا وہ
کون ہی جو بیٹ مین بیٹھا اور نکلا باوجود اسکے اُن دونوں مین نسبت نہیں فرمایا وہ
یونس بن مٹی مین کتا وہ کون ہی کہ تین برس کتا اور بیٹا اسکا اکیسویں برس کا
فرمایا وہ غیر علیہ السلام تھے کتا کس کس چیز کے جوڑے ہیں فرمایا آسمان کا زمین آفتاب کا
مہتاب نہار کلیل جنت کا نار عقبی کا دنیا آدم کا حرا ذکر کا انشی غف کا فقہ خیمک کا بجا
حافیت کا بلاسہ و رک کا غم صعود کا ہبوط شیرین کا تلخ خیر کا شہہ ثواب کا عذاب امن کا
خوف رضا کا غضب ایمان کا کفر حیات کا موت جوڑا ہی کتا سب انہی کتنے ہوئے
اور انہیں رسول کتنے اور مرسل کتنے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار انہیں تین سو تیرہ رسول
اور چار مرسل کتا ان تینوں مین کیا فرق ہی فرمایا نبی وہ جسکو سچا خواب ہو اور رسول
وہ جسنے آواز سنی اور مرسل وہ جسین یہ دونوں باتیں جمع ہو لیں کتا آدم حرا
ابلیس حقیر طاؤس کس زمین مین گرے ہیں فرمایا ہند جدہ بابل سحان اقصاے ہند
کتا کیا سبب کہ بعضے آدمی کی داڑھی پہلے سفید ہوتی ہی اور سر کے بالی پیچھے اور بعضوں کے
بالعکس فہر مایا کہ اول کی یہ وجہ ہی کہ زیش موضع ملامت ہی اور دوسرے کی یہ وجہ

بیان مسائل

کہ سر دہل برس ڈاڑھی سے بڑا ہی گہا کیا باعث عورت کے ڈاڑھی نہیں نکلتی نہ رہا یا
نامرودن کو ان سے نفرت نہ ہو کہ جب گرمی آتی ہو جاڑا کسان جاتا ہو اور جب جاڑا
آتا ہو گرمی کسان جاتی ہو فرمایا زمین کے نیچے اور زمین کے اوپر ایسے کہ جاڑا دن میں
کوئین کا پانی گرم ہوتا ہو اور گرمیوں میں سرد کہ سب سے زیادہ کسا قلب سخت ہو
فرمایا کافر کا کہ سب سے زیادہ کس کا نرم ہو فرمایا مومن کا کہ تلخ تر کون چسپ نہ ہو اور
شیرین تر کون فرمایا حیات باذلت اور مات باعزت کہ اقل کون چیز ہو اور اکثر کون
فرمایا اقل یقین ہو آدمی میں اور آدمی بے غم اور اکثر اسما سے الیہم میں دنیا میں اور شک
بہی آدم کہ بہت محتاج کون ہو فرمایا جو اللہ کو نہ پہچانے کہ بہت غنی کون چیز ہو فرمایا
فصل کا باران کہانی آدم میں کتنے پانی ہیں فرمایا تو شیرین آب دہن ہو تلخ آب گوش شور
آب چشم تھہ آب بینی ترش آب عرق نتن آب بول خلیظ آب منی رقیق آب مذی جیسا
آب و دمی ان تینوں کو آب مرد کہتے ہیں جب آئین نے جواب صاف پایا بہا کہ
ایک چھوٹی شیشی نکالی اور پوچھا کہ آیا اللہ قادر ہو کہ اس میں ہفت زمین اور ہفت آسمان
و ما فیہما کو داخل کرے فرمایا لا حول ولا قوۃ یہ تو کیا اللہ قادر ہو کہ ایسے سات سو عالم کو
اس میں داخل کر کے تیری دہنی آنکھ میں ڈالے اور بائیں آنکھ سے نکالے یہ بات
کہی اور اس کی آنکھ میں انگلی ماری آنکھ پھوٹ گئی شیطان پھوٹی پھوٹی کتبہا گھا
عالم خدا کا شکر بجالایا معلوم ہوا کہ ابلیس کے شر سے علم بچاتا ہو اور جل انسانی کا
مرض کا بہترین علاج علم ہی بعض کتب میں اہل تجربہ سے منقول ہو کہ شیطان بد مال سے
نجات کی صورت یہ ہو کہ اس کے محبوب الاشیاء اور محبوب الاشخاص کو مبغوض رکھے اور
بالعکس کو محبوب حضرت یحییٰ علیہ السلام نے شیطان سے پوچھا تو مجھ پر بھی کبھی قسا ہو
پاتا ہو کہا نہیں مگر اس وقت کہ تو بھر پیٹ کھاتا ہو کہ نماز اور ذکر میں گونہ کاہلی ہوتی ہو
فرمایا قسم بخدا کالج سے پیٹ بھر نہ کھاؤ کھا معلوم ہوا کہ پڑھی شکم محبوب الاشیاء ہو
حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیطان سے پوچھا کہ محبوب تر تیرے نزدیک اور
مبغوض تر کیا ہو کہا چلا کے ذکر کرنا دکھلانے کو اور نماز پر ٹھن حضرت موسیٰؑ نے
اس ملعون سے پوچھا کہ کس گناہ کے سبب تھو بنی آدم پر غالب آتا ہو کہا جب کوئی
خود نمائیان کرتا ہو اور علی غیبہ غلیل کو کشید جائے اور اپنے گناہوں کو

بھول جاتا ہی ابن ابی الدینا نے مکائد الشیطان میں ابن عمر سے روایت کیا کہ ایک ن
 ابلیس موسیٰ کے پاس آیا اور کہا کہ اے موسیٰ تم کلیم اللہ ہو اور میں اشیم اللہ اگر تم میری
 شفاعت کرو تو میں توبہ کروں حضرت موسیٰ نے کہا کہ میں دعا کرتا ہوں ارشاد الہی
 ہوا کہ تمہاری شفاعت سے توبہ ابلیس کی قبول ہوگی مگر اس سے کہو کہ آدم کی قبر کو
 سجدہ کرے حضرت موسیٰ نے ابلیس سے فرمایا اُسے کہا اب توبہ کرے کو کیسا سجدہ
 کروں جب زندہ تھے تب تو میں نے سر نہ جھکایا بعد اُسکے ابلیس آیا اور کہا اے موسیٰ
 شفاعت کے سبب تمہارا حق مجھ پر ایسے میں تکو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی امت کو
 تعلیم کرو وہ یہ کہ مجھ سے تین وقتوں میں جسہ دار رہے ایک حالت غضب میں دوسرے
 حالت جنگ و جدل میں تیسرے خلوت زن نامحرم میں کیونکہ وقت غضب میں آدمی کے
 بدن میں گھس جاتا ہوں اور لڑائی میں خیال زن و فساد زندقہ میں ڈال کر
 بھگاتا ہوں اور خلوت زن نامحرم میں مشاطہ ہوتا ہوں حضرت نوح علیہ السلام نے
 جب طوفان سے نجات پائی ابلیس سے ملاقات ہوئی آپ نے استفسار کیا کہ نبی آدم
 بدترین اخلاق کون ہے اُس نے کہا حسد حرص کبر بخل دیکھیے جب اللہ تعالیٰ نے
 حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو سب فرشتے سجدے میں گرے میں بسبب حسد کے
 محروم رہا کہ شیطان کہلایا اور ہر گاہ خداوند کبریائے آدم کو بہشت میں جادی جملہ
 نعمت عطا کی ایک درخت سے نہی فرمائی آدم حرص کو کام میں لائے اُسے کناہیا
 نکالے گئے اور جب مالک الملک والملکوت نے جنت کو پیدا کیا تو فرمایا انت محرّم
 علی کل جبار و تجسّل اس مقام سے واضح ہوا کہ یہ ہیں ابلیس کی محبوب چیزیں اور
 اُسکی مبغوض چیزیں انکے خلاف میں تصور ہو اور اس ملعون کے مبغوض اور مبغوض
 بہت ہیں وہ ہیں بنیہ کہتے ہیں کہ ابلیس ایک دن حضرت سید ابراہیم کے دربار میں
 حاضر ہوا اسجناب نے فرمایا اے پرفتن تیرے دشمن کتنے ہیں عرض کیا کہ اول سب کے
 سردار میرے خارج کار آپ ہیں بعد ازاں بادشاہ عادل غنی متواضع تاجسر
 صادق عالم متخشع موثمن ناصح غاصی تائب حاشا لفظ صلوة مشورع عن المحرام دائم الطہار
 کثیر الصدقات حسن الخلق شامل القرآن قسائم اللیل اور نافع الخلق پھر حضرت نے
 فرمایا تیرے دوست کتنے ہیں اتنا س کیا کہ ان پندرموں گردہ کے خلاف واسلے

اور شارب الخمر نہ ناکار یتیم کا مال کھانے والے سود خوار مانع الزکوٰۃ طول اہل واسلے
 حدیث شریعت میں وارد ہو کہ مسلمان پانچ بلا میں گرفتار رہتا ہے ایک یہ کہ دوسرا مومن
 اُسپر حسد کرتا ہے دوسرے یہ کہ منافق اُس سے بغض رکھتا ہے تیسرے یہ کہ دشمن اُس سے
 مقابلہ کرتا ہے چوتھے یہ کہ شیطان اُسکو گمراہ کرتا ہے پانچویں یہ کہ نفس اُسکو فریب دیتا ہے
 پس جبکہ اس حدیث کے مومن اغوا سے نفس اور اضلال شیطان میں اگرچہ ہمیشہ
 گرفتار ہے اور اُسکے دہنیے کی تدبیر بھی ارشادات الیہ نامدار ہے بایں ہمہ بدرتہ فضل الہی
 درکار ہے اسرار افاتحہ میں لکھا ہے کہ شیطان مردود یہ سمجھتا ہے کہ کئی چیز دن میں میری
 خوشنودی ہو حالانکہ نظر بفضل خدا وہ اُسکے حق میں موجب ندامت اور نابہودی ہے
 از انجملہ ایک یہ کہ شیطان جانتا ہے کہ مومن کو اُسکے نقدا ایمان کے ساتھ
 لے بھاگتا ہوں اور یہ خبر نہیں رکھتا کہ اُسکی سزا سخت ہے فقہ میں صاف مصرح ہے کہ
 جو کوئی کسی کے غلام کو مع مال بھگا لیگا جان جائیگا غلام اور مال مولیٰ کی مالک سے
 نہ بھگا چور گرفتاری کے بعد سزا یاب ہوگا اسی طرح شیطان مارا جائیگا اور مالک الملک اپنے
 بندے کو مع ایمان مسترد فرمایگا دوسرے یہ کہ وہ جانتا ہے کہ مین نے انسان کو نجاست عصیان میں
 آلودہ کیا لیکن یہ خبر نہیں کہ اُس میں اور انسان میں یہی سبب ہوگا جدائی کا فقہ میں
 مذکور ہے کہ حریہ اگر دار الحرب میں مسلمان ہو جائے اور تین حیض گزر جائیں تو اُس میں اور
 اُسکے شوہر میں جو اول تھا مفارقت ہو جائیگی اور شوہر ثانی سے یہ حیض موجب فوجہلت
 پڑیگا۔ تیسرے یہ کہ وہ مغرور ہے کہ مین نے انسان کو دام عصیان میں لیا اور یہ نہیں سمجھتا
 کہ یہی باعث ہے اُسکی رہائی اور عقی کا حتیٰ کہ فتنہ میں لکھا ہے کہ آدمی مسلمان کو مول لیکر
 خوش ہوتا ہے کہ مین نے اہل اسلام کو غلام بنایا حالانکہ وہ غلام نہیں آزاد ہے کیونکہ غلام
 مذکور ہے کہ مسلم کافر کے ذل میں نہیں رہ سکتا چوتھے یہ کہ وہ بخلین سمجھتا ہے کہ مین نے
 ہندے کو گمراہ کیا اور یہ خبر نہیں کہ یہی وسیلہ ہے اُسکی نجات کا فتاویٰ ظہیر میں
 موجود ہے کہ اگر کسی کا کتا بھرا یا بھرا راہ چلتوں کو کاٹتا ہو یا کپڑے پھاڑتا ہو تو راہ گیروں کو
 جانتے ہو کہ اُسکو ماریں اور جو نہ ماریں اور اُس کتے نے کسیکو کاٹا یا کپڑا پھاڑا تو
 بھاگ کر اپنے مالک کے پاس پناہ لی تو مالک پر ضمان اور ڈانڈ ہے پس اس حکم کے موافق
 شیطان ایک سگ گزندہ ہے کہ تعوذ کے سبب سے اپنے مالک کے پاس پناہ لیتا ہے

اس ہنگام میں اگر کسی کو بدندان اغوا کیا گیا یا بعنوان عصیان کسی کے لباس تقویٰ کو
 چھڑا دیا تو حکم شرع مالک کے ذمہ کرم پر ضامن ہو یا پچوین یہ کہ کبھی شیطان بے ایمان
 لوگوں کو گناہ پر اکرا رہا ہو مگر اس سے آگاہ نہیں کہ وہ بال اس گناہ کا شیطان ہی پر
 پڑتا ہو مسئلہ فقہیہ ہے کہ مکرہ کا فعل جانب مکرہ منسوب ہوتا ہے یہی سبب ہے جب حضرت آدم
 اور حوا باغواے شیطان شجرہ منیہ کے مرتکب ہوئے تو اللہ صاحب نے اس فعل کو جانب
 شیطان نسبت فرمایا کہ فازلما الشیطان اور یوسف نے بھائیوں کی نسبت کہا کہ من بعد
ان فرغ الشیطان یعنی وہیں اخوتی اور موسیٰ علیہ السلام نے جب قبلی کو مارا فرمایا ہندامن
علی الشیطان اور یوشع نے جب مچھلی پکائی ہوئی کو پیا فرمایا انسانہ الا شیطان اور یاقوت کو جب
 شیطان نے ستایا فرمایا انی منسجی الشیطان بنصب و عذاب اسی طرح احد کی لڑائی میں جب
 صحابہ کو لغزش قدم ہوئی تو اللہ سبحانہ نے اس زلت کو شیطان کی طرف نسبت فرمایا
انما استزلہم الشیطان بعض ماکبوا و علی ہذا القیاس بعض تنکبوا میں مرقوم ہے کہ ہر گاہ
 ایسی عنایت ایزدی بندوں پر مبذول ہو تو اسی کا مقتضا ہے کہ بعض انجسار میں وارد ہو
 کہ قیامت کے دن جب یہ مردود و اصل جہنم ہونے لگیں گے عرض کریں گے اے خدا تو عادل ہے
 ظالم نہیں امیدوار ہوں کہ جن لوگوں نے میری اطاعت اور فرمانبرداری کی ہے
 وہ بھی میرے ساتھ ہوں تب علماء محمدیہ کو خطاب ہو گا کہ اگر کسی زمین کو ایک فسطویٰ
 غصب کیا اور کچھ اسیمن بو دیا غلبہ پیدا ہوا شریعت کے موافق اس غلبہ اور زمین کا
 مالک کون ہے علما بالاتفاق التماس کریں گے کہ اتنی تو عالم ہی تجھ سے زیادہ کس کو
 علم ہے ہم یہ جانتے ہیں کہ غلبہ ہونے والے کا اور زمین مع ضامن مالک کی ہے حکم ہو گا
 یا معشر الاولین والآخرین آگاہ ہو کہ یہی میرا حکم ہے شیطان اور بندوں کے درمیان
 کیونکہ بندوں کے دل میری ملک ہیں بنسبت زمین مالک شیطان غاصب نے اسیمن
 و سو سے کا تخم بویا عصیان کا غلبہ پیدا ہوا اب میں نے وہ غلبہ شیطان کو دیا اور اپنی
 زمین یعنی دہانے مومنین کو اُس کے قبضہ غصب سے چھڑایا اور لعنت کا ضامن اُس پر
 بڑھایا پس مومنین اہل عصیان کے تمام گناہ شیطان پر لا کر دوزخ میں لیجائیے
 اور انکو گناہوں سے پاک کر کے جنت میں پہنچائیے جو اہر انفس میں مرقوم ہے کہ ایک
 عارف کامل نے ابلیس ملعون سے پوچھا تو نے آدم کو کس لیے سجدہ نہ کیا میں آدم کو

اتماس شیطان

بستر مومن اسکے سجده سے مجھے ننگ آیا حارث نے فرمایا اسی بد بخت تو دو شخصوں میں دلائی
 کہ کہے زنا کرد تا ہی اس میں تجھے شرم نہیں آتی اور ایسے شخص کے سجده میں جسے خدا نے
 اپنے یہ قدرت سے بنایا اور اپنی روح اس میں بھونکی اور تجھ کو اسکے سجده کا حکم دیا ننگ کرتا ہی
 آدم کا کچھ نہیں بگڑا تو ہی سخت اور کبر کے سبب برباد ہوا اسے بود عکس جمال حضرت پاک
 اگر ابلیس پہ نہ روچہ پاک ہرگز نہ آئینہ الہی بود ہزار چہ روشد فرشتہ را سجود ہر روایت صحیحہ
 ثابت ہے کہ تثوہر میں تک اور بعض روایات میں پانستوہر میں تک سبب شے سجده تہمت میں گئے سبب
 اور ابلیس مردود کھڑا کھڑا دیکھتا رہا جب فرشتوں نے سر سجده سے اٹھایا تو اسکو مردود
 مطرود کھڑا ہوا دیکھا اور پھر سجده میں گرے یہ سجده شکر کا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہکو اس
 بلا سے نافرمانی سے بچا یا حدیث شریف میں ہے کہ جب سلمان آ یہ سجده پڑھتا ہی اور سجده میں
 گرتا ہی تو ابلیس ایک کنارے جا کر روتا ہی اور افسوس کرتا ہی کہ بنی آدم کو حکم سجده ہوا
 وہ بچا لایا بہشت اسکی جگہ ہوئی اور مجھ کو حکم ہوا میں نے نہ مانا دوزخ میری جگہ ہوئی
 تفسیر جو اہرمن ابن المنذر سے روایت ہے کہ اول اس عالم میں گناہ جو ہوا وہ حسد ہی
 ابلیس مردود کا بالجملہ بعد مردود ہونے ابلیس کے آخری یوم جمعہ حضرت آدم علیہ السلام کو
 فرشتے تخت شاہانہ پر بٹھا کر بہشت میں لے گئے جب آنجناب بہشت میں آئے تو ہوا
 خوش اور مضامے دلکش اور میوہ ہائے لطیف اور شربتہائے طریف آمادہ پائے تو بے مقضاے
 ہزار شربت شیرین و میوہ مشوم ہر چنان مفید نباشد کہ بوے صحبت یا رہ و انیس
 جلیس رفیق با توفیق کی تلاش میں پریشان اور حیران ہوے خالق لایزال نے رحم
 فرما کر بائیں پہلو سے حوا کو پیدا کیا یہی سبب ہے کہ عورتیں آرام میں رہتی ہیں اور مرد ہوم
 و آلام میں کیونکہ خلقت حوا جنت میں ہوئی اور خلقت آدم سنگستان میں یہ مقام تکلیف
 و عسرت ہے اور وہ محل راحت و عشرت تفسیر جو اہرمن تفسیر طبری سے نقل کیا ہے کہ اس
 واقعے میں آدم علیہ السلام بائیں خواب و بیداری کے تھے اسلئے کہ خواب بہشت میں نہیں
 اور حکمت یہ تھی کہ اگر آدم جاگتے ہوتے تو پہلو کے چاک کرنے سے رنج ہو پختا اور حوا سے
 دشمنی ہو جاتی اور جو خواب خالص ہوتی تو حقیقت حوا سے ناواقف رہتے اور مہربانی نہ کرتے
 یہ اشارہ ہے اس طرف کہ ای آدم تیرا مقصود اور مطلوب تجھی میں ہی تو اپنے عالم وجود میں

سجده شکر

خفت حوا و آدم

نظارہ کر کے جمع مقاصد اسی وجود سے حاصل ہونگے۔ اندر شکر نیابی ذوق نبات عشق بہ این چاشنی ہم از لب و دندان خویش جوے ۶ مقصود ہر دو عالم و مطلوب ہر دو کون ۶ ازان این جوے ہم از جان خویش جوے ۶ اور حضرت استاد الاشاذ رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تنہا پھرتے تھے اور حیوانات ارضی کو غیبہ جنس دیکھ کر متوحش تھے اور یہ آرزو کرتے تھے کہ اگر کوئی ہم جنس ہوتا تو انکی صحبت سے انسیت حاصل ہوتی خالق لایزال نے اس خواہش پر رحمت فرمائی اور دوسرے دن روز جمعہ حالت خوابین فرشتوں سے بایان پہلو پاک کر کے ایک عورت خوبصورت پیدا کی اور پہلو کو پھر ملایا مگر کسی طرح کی تکلیف نہیں ہوئی جب آدم علیہ السلام جاگے تو دیکھا کہ پہلو میں ایک ہم جنس موجود ہے پوچھا تو کون ہی ندا ہوئی کہ یہ ہماری کنیز ہے تو انا میری انسیت کے واسطے پیدا کی گئی ہے حضرت آدم علیہ السلام نے ہاتھ لگانا چاہا ارشاد ہوا کہ ہلا ادا سے مہر سے ہاتھ نہ لگانا التماس کیا کہ اسکا مہر کیا ہے حکم ہوا کہ محمد مصطفیٰ اور اسکی آل پر دہ مرتبہ درود بھیج عرض کیا محمد کون ہیں ارشاد ہوا کہ خاتم الانبیاء اگر اسکی پیدائش منظور نہ ہوتی تجکو پیدا نہ کرتا اتم حاصل آدم نے دہ مرتبہ درود بھیجا اور فرشتوں کی گواہی سے عقد نکاح منعقد ہوا اور اسی دن آخر روز جمعہ فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدم کو لباس شاہانہ پوشی خانے خاص سے پہنا کر اوپر جو آکوزیورات بہشتی سے آراستہ کر کے ایک تخت زرین پر مانند بادشاہان بٹھلا کر بہشت میں داخل کرو اور جو اہل تفسیر میں کعب احبار سے روایت ہے کہ خا کو ماہین کہ وظائف ظاہر کیا ہے اور بعض کے نزدیک دروازے بہشت پر اور بروایت ابن عباس رخ اور ابن مسعود صورت خواب بہشت میں ظاہر ہوئی ہے اور بہشت میں بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ درمیان میں اور فلسطین زمین پر تھی اور بعضے ماہین فارس و کرمان کہتے ہیں اور دلائل اسکے آئندہ بیان ہونگے بالجمہ حضرت آدم اور خا کو ارشاد ہوا کہ بہشت میں رہو کما قال فی سورۃ البقرۃ قلنا یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ یعنی کہا ہم نے اے آدم بس تو اور ثیرا جوڑ اجنت میں یعنی ہر چند کہ ہم نے تجکو خلافت زمین کے واسطے پیدا کیا ہے لیکن وضع خلافت اور آئین ریاست اور طریق عمارت اور طرز زراعت بلا سکونت جنت غیر ممکن ہے اب لازم ہے کہ ماغبسان کی طرح سکونت اختیار کر کے زمین افتادہ کے جوتے اور بوسنے کا طریق اور درخت جانے اور پھیلانے کی وضع اور پانی پہونچانے اور سنبھلنے

وہاں تک

اور گورنے کا طور اور نادھے بنانے کا انداز دریافت کر اور اپنی قوت خیالیہ میں بخوبی محفوظ کر کہ عمارت زمین میں کام آویگا مگر یہ کام تھا جسے انجام نہوسکیگا تیری عورت بھی تیرے ساتھ ہو دو وجہ سے ایک یہ کہ جو باتیں خانہ داری کی مثل آرایش و صفائی مکان وغیرہ سے ہیں وہ دنیاقت کرے اور زمین پر اس کے مطابق کار بند ہوتا کہ تعمیر و کورا اور انوثی دونوں متحقق ہوں کیونکہ اگر وہ ان امور سے واقف نہوگی تو زمین ایسی نظر آویگی جس طرح گھر بے عورت کے یا گھر مع زن بے عقل کیونکہ عورت کا کام مرد سے بخوبی سرانجام نہیں ہو سکتا دوسرے یہ کہ آدمی وطن اپنا اسی مکان کو جانتا ہی جان زن و فرزند ہوں اگر وہ ہمراہ نہوگی تو استقرار ممکن نہوگا اور جب یہ نہوا تو حقائق عالم معلوم نہوگے اور تم دونوں صرف دیکھنے بھالنے کو غرض ہو نکلا منہا رغدا حیث شتھا کھا و اُسین مخطوط ہو کر جس جگہ چاہو تاکہ منافع و مضار ہر شے کے معلوم ہو جائیں فائدہ ارشاد الی لما کمین ہو کہ بہشت ایک باغ تھا ہندوستان میں پس اس قول پر پیوٹ آدم علیہ السلام کو یا انتقال مکانی ہوا اور میلان قاضی بیضا دی کا اس طرف ہو اور دلیل یہ ہو کہ جو کوئی بہشت میں جاتا ہی پھر نہیں آتا کہا جاو و ما ہم غنا بجا چین اور یہی امر دنی آدم پر صادر ہوئی اور یہ دونوں دنیا میں ہیں اور جمہور علماء اہل جنت فرماتے ہیں کہ بہشت اُس عالم کی مراد ہو اور عدم خروج سے یہ مراد ہو کہ جب جزا کے واسطے جاے ورنہ خازن بہشت ہمیشہ نکلتے بیٹھتے رہتے ہیں اور شب معراج میں حضرت صلعم تشریف لے گئے تھے کذا فی الکتاب اور امر دنی خازن بہشت پر صادر ہوتی ہیں بالجملہ بعد صدور حکم دخول بہشت و توسل اہل جنت و طریق اباحت ارشاد ہوا ولا تقربا لہ الشجرة فکلوا من الظالمین یعنی نہ جاؤ پاس اس درخت کے پھر تم ہو گے بے انصاف یعنی باوصف اس وسعت کے نزدیک نہو جو اس درخت کے اور اگر اس کے قریب گئے یا کچھ اُسین سے کھایا تو مخالفت حکم سے ظالم ہو جاؤ گے کیونکہ ظلم نام حق تلفی کا ہو اور حق مالک کا ملوک پر یہ ہو کہ مالک کے حکم سے سر مو تجاو زکر سے اور وہ درخت موافق اکثر روایات درخت گندم تھا چنانچہ مختار اکثر صحابہ مفسرین کذا ہی ہو اور عبد اللہ ابن مسعود و سعید ابن جبیر و سدی کے نزدیک انکو رہا اور ایک روایت علی مرتضیٰ مین کا ہو و او قد کا وہ و ابن جویع کے نزدیک انجو اور زید ابن عبد اللہ ابن قسط سے ابو الشیخ نے ترجیح روایت کیا ہو اور کلبی و دیویری سے روایت ہو کہ ایک درخت معین تھا وسط جنت میں جسکو شجرة العلم بولتے تھے کہ جو اسکو کھاتا تھا اسکا علم بڑھتا تھا کذا فی الزاہدی و المنفی لیکن مشہور گندم ہو

یا اے شیطان

واللہ اعلم الغرض آدم وحواء ریاض بہشت میں آرام کرنے لگے اور شیطان دخول بہشت سے محروم ہوا اور چونکہ دوری و مجوری شیطان صرف انکار سجدہ آدم سے تھی اس باعث سے عداوت قاطبہ دل میں رکھتا تھا اور اس گھات میں رہتا تھا کہ کسی طرح انکے کارخانے میں دخل کروں اور سنگ تفرقہ معرفت میں ڈالوں اور بسبب اسکے کہ بیشتر خزانچی بہشت تھا اہل بہشت اُسکو چاہتے تھے تو گاہ گاہ دروازے پر جاتا یا حوالی بہشت میں گذر کرتا اور اپنے ملاقیوں سے کیفیت آدم وحواء پوچھا کرتا یہاں تک کہ اُسکو یہ خبر ملی کہ ایک درخت کے کھانے سے مانعت ہوئی ہے تب سوچا کہ اب تک کسی نوع کی تخلیف نہ تھی ہر طرف سے اطلاق و اباحت کی دھوم تھی میرا مکروہ جیلہ کار گر نہوا اب البتہ یہ جملہ مد نظر ہوا کہ نافرمانی و زلت تنگی و اقیلاج میں زیادہ ہوتی ہے تب یہ تدبیر سوچا کہ اول طاؤس کو سکھایا کہ تو آپ کو آراستہ کر کے آدم وحواء کے روبرو قص شروع کر اور اپنے فعل و تماشے میں لگا کر دیوار بہشت تک اُسے شیطان کے دھم میں آکر ایسا ہی کیا تب یہ مرد و دسانپ کے پاس آیا اور سانپ دو اب بہشتی میں بوضع شترخو بصورت تھا اُس سے کہا اگر مجھے بہشت میں جانے دے تو میں تجھے بنی آدم سے بچاؤں گا لہذا ابن عباس فرماتے ہیں کہ جہاں کہیں سانپ کو دیکھو مارو تاکہ عہد ابلیس ٹوٹ جائے چنانچہ ابلیس سانپ کے قلعہ میں داخل ہو کر داخل جنت ہوا بعض کہتے ہیں کہ دربانان بہشت نے روکا تھا مگر انکو حکم قطعی پہنچا کہ منع نہ کرو بہر دو تقدیر ابلیس بہشت میں در آیا اور اخواے آدم وحواء پر مستعد ہوا چنانچہ ایک وقت آدم تخت عزت پر بیٹھے تھے چور و غلمان حاضر تھے زبان پر جاری ہوا کیا خوب مکان ہے اگر دارالخلد ہو ابلیس نے یہ بات غنیمت جانی اور ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ کر رونے لگا حوروں نے آواز گر یہ بہشت میں نہ سنی تھی پریشان و وڑ پڑین حضرت آدم وحواء بھی متعجب و وڑے جب اُس مجمع کو فریب کو دیکھا پوچھا کون ہے بولا ملک مقرب ہوں تمہارے حال پر روتا ہوں تم اپنا مال کا زمین جانتے ہو فرمایا نہیں کہا اس تعظیم پر مغرور نہو آخر موت ہی فرمایا موت کیا چیز ہے اسی وقت جانور مردہ کی صورت بن گیا اور مانند مختصر ترپنے لگا بجز معاینہ حالت موت خوفناک ہوے اور پوچھنے لگے کہ علاج اسکا کیا ہے جو اس حالت محفوظ رہیں ابلیس نے کہا اہل ادلک علی الشجرۃ الخلد و ملک لایسلبی یعنی میں نشان دون تکو درخت اُمی کا اور ملک باقی کا کہ جو کوئی اسے کھائے ہرگز نہ مرے اور بادشاہت اسکی خانی نہو فرمایا وہ درخت کون ہے اُسے شجرہ ممنوعہ کا نشان دیا فرمایا یہ تو درخت فنا ہے نہ شجرہ بقا اللہ تعالیٰ نے اسی کی نزدیکی سے مجھے دکھا

اگر آسمین یہ نفع ہوتا تو ہرگز منع نہ فرماتا بلکہ ابلیس بولا کہ کیا جانے فی القرآن کہ قال ۛسکما من ہذہ الشجرۃ الا ان کونا
 من الخالدين یعنی بولا کہ جو منع کیا ہو تمہارے رب نے اس درخت سے مگر یہ کہ میں ہو جاؤ فرشتے یا جو
 ہمیشہ جینے والے یعنی ضرر کے لحاظ سے منع نہیں کیا ہو بلکہ اس لیے کہ تم ہذا ملک ہو جاؤ گے یا حق میں ہو
 کھائے پینے جو رد لاکون کا خواہش نہ ہوگی اور حالت ملک کی لائق غارت نہیں ہیں انہیں خدا کو منظور ہو کر ہو
 فکر و نین ڈالے اپنی یاد سے غافل کرے اور کیا غارت سے تم سے درخت کی بات اور یہ ہے کہ تم دور
 کرے اور اس درخت کا کھانا موجب قرب ہو نہ ہی ایسی برکت بادشاہ کو شہنشاہ کو سر پرست ہو
 خدمات حضور سے منع کر دے نفل یہ کہ یہ بھی ہر اس کی مخالفت و استعجاب و توبہ و توبہ کے نفل
 نہیں اس تقریر سے آدم و حوا کو تردد و ہوا فی الجملہ مولوں کی رضاد میں پانی کئی آدم و حوا نے
 قسم کھائی کہ قال اللہ تعالیٰ و ما سمعنا الی کما لمن اللہ تعالیٰ یعنی قسم کھائی کہ ہم نے تمہارا وہ سننا
 خیر خواہ کیلئے کہ میرے ہاتھ سے تمہاری نسبت سو و ادبی ہوئی ہے کہ میں نے تمہارے دیکھا ہے و ہوا
 اب یہ چاہتا ہوں کہ لوٹ ہے ادبی و امن دل سے دھوؤں اور ایسا مرتبہ ہو جو کہ درخت اور ہر
 شکر رہو سو حضرت آدم قسم ابلیس پر غرور ہو سے اور دل کو اجماع میں یہ رکاب ابلیس بولا کہ اگر
 دولت ابدی و ملک سرمدی کی خواہش ہو تو اس درخت سے چند دانے تناول فرماؤ اس کا کام
 حضرت آدم کو اندیشہ ہوا نسیان و فراموشی نے غلبہ کیا عالم نہیں سے نافل ہو سے اور زلت میں
 پڑ گئے اسی جگہ سے قیاس کر کے ابوبکر و راق رحم فرماتے ہیں کہ نصیحت قبول کرنا چاہیے کہ نصیحت
 جس کے دین و امانت پر اعتماد ہو وہ کچھ نصیحت کرنے میں اس کو اپنا حفظ نفس ہو یعنی کمال احتیاط کرنا
 زمین تو ایسی ہی بلامین پڑ جائیگا فائدہ اعتقاد سے دور ہے یہ ہو کہ ابیہ علیہم السلام کو عبدیالہ سے
 معصوم جاننا واجب ہو اور قصہ ابوبکر علیہ السلام کو معمول بنیاد و فراموشی کرنا لازم چنانکہ ارشاد
 ہوتا ہے ولقد عهدنا الی آدم من قبل قسی و لم نجدہ عزائلی یعنی جتنے توفیق کر دیا تھا آدم کو نصیحت سے بچ
 بھول گیا اور نہ پائی جتنے ہمیں کچھ بہت آور فراموشی کا کچھ تعجب نہیں ہوا اس لیے کہ علم ہی قربت شجر
 تا اکل پانسو برس گزرے تھے پھر اگر اس مدت دراز میں کوئی بابت فراموش ہو جائے تو قریب ہوا
 بائند حضرت آدم نے اس نوح کو بھی منفعت جانی تھی نہ ہی نہ نصیحت یا اس نوح کو راجع بشیرہ ہو نہ
 جانتے تھے نہ علی العموم خواہ یہ سمجھے تھے کہ قربت و رخت کی ممنوع ہو نہ اس کا شکر کیا چنانکہ رب ہی جو
 کہ آدم علیہ السلام خود درخت کے نزدیک نہیں گئے تھے فوراً اللہ تعالیٰ نے انہیں اور طرفہ تیرہ
 کہ درخت ممنوع القرب تمام شجرات سے زیبا و خوشنما تھا اور جس مقام پر حضرت آدم و حوا اجلاس

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 الحمد للہ رب العالمین
 ص ۱۱۳

فرماتے تھے اسی طرف کی کیاریوں میں اگتا تھا اور بزبان حال گویاں سے کن در بن چہم
 سر ز نش بخود روئی چنانچہ پرورشتم مید ہند سپر ویم و الغرض جب حضرت آدم کا توجہ فی الجہا پایا گیا تو حضرت
 خواسنہ پیشقدمی کر کے چند دانے توڑ کر کھائے اور اسکے مزہ سے حضرت آدم کو مطلع کیا آنجناب نے بھی
 حوا کے اصرار سے دو تین دانے تناول فرمائے اور بعض تفاسیر میں ہے کہ سات خوشے خوانے توڑے یک
 کھایا دوسرا رکھ چھوڑا پانچ حضرت آدم کے پاس لائین انھوں نے اٹھا کر کیا خوانے اسکے مزے کی بہت
 تعریف کی آنجناب نے ملاست کی کہ فرمایا ای خواتو نے عہد خدا فراموش کیا خوانے کہا ای آدم رحمت آئی
 ایہ منفرت ہی تب حضرت آدم نے کئی دانے کھائے مین کہتا ہوں کہ یہ قول کسوت صحت سے عاری ہے
 اور صحیح یہ ہے کہ بفراموشی عہد خدا باصر حضرت حوا الغرض قدم واقع ہوئی اور بھی قسم ابلیس سے ہو کھا
 ہو گیا کہا قال اللہ تعالیٰ فاذلما الشیطان عنہا فاخرجہما کانا فیہ یعنی لغرض دسی آن دونوں کو شیطان نے
 اُس درخت کے پرہیز سے اور اس تدبیر سے اخراج آدم و حوا میں مصروف ہوا کہ نکال ہی دیا اس چیز سے
 جبین وہ دونوں تھے فائدہ فصحا کے کلام میں اس طرح کا ابراہام بروہ تعظیم آتا ہے یعنی جو کچھ کہشت میں
 آنکو میسر تھا اُس قسم میں نہیں ہے جسکی صفت کوئی کر سکے بالجملہ بغور اکل جو ب تلج کر بہت فرق عزت سے گر گیا
 اور لباس رضوانی جسم نورانی سے اتر گیا کما اشار الیہ المولوی سے حال ہاے خدا زوے کندہ شدہ پہنچو
 گندم برہندہ افگندہ شدہ مدارک میں ہے کہ جلد بہشت بصورت ناخن تھے نشان الطالب تک بنی آدم کی
 انگلیوں میں موجود ہے اور اثر اسکا یہ ہے کہ سنہسی کے وقت جو کوئی اپنا ناخن دیکھتا ہے سنہسی بند ہو جاتی ہے
 آخر کار حضرت آدم و حوا حالت برہنگی دیکھ کر غایت حسرت سے زار رونے لگے اور ایشیا جنت سے اپنی
 بے برگ و لوائی بیان کرنے لگے لیکن کسی نے توجہ نہ کیا بلکہ جس درخت کے پاس گئے آئے بغور خدا
 اپنا سر اٹھالیا ناچار صحن جنت میں دوڑتے پھرتے تھے اور نہایت پشیمان تھے دفعۃً حکم رہا لارباب پہنچا
 کہ ای آدم تو مجھے بھاگتا ہی آدم نے اتناں کیا ہے کجا روم کہ بغیر از درت پناہ نیست + جز آستانہ لطف گریز کا نیست +
 بل حیا رنگ یارب آخر کار درخت انجیر نے و تبر وایتے شجر عود نے چار پٹے دیے کہ آئے سرعوت کیا
 اسی وقت فرمان واجب الاذعان صادر ہوا کہ اب بہشت سے باہر نکلو آدم علیہ السلام نے حضرت
 حوا کا ہاتھ پکڑ لیا اور باہر کو چلے جب دروازہ بہشت پر پہنچے تو زبان مبارک پر جاری ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم
 حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا تھوڑا توقف کرو شاید رحمہ الرحمین انفق غیب سے مدد صلح و عفو
 ظاہر کرے ارشاد ہوا کہ اسی جبرئیل اسکو چھوڑ دے کہ چلا جائے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے
 اتناں کیا کہ یا اتنی اسنے جگہ رحیم کہا ہے مقتضایہ رحمت یہ ہے کہ رحم فرما اور اسکے گناہ و زلت سے

درگذر فرمایا در گاہ عزت و جلال میں رحمت و عطوفت کی قلت نہیں ہی لیکن اگر آج رحمت کروں تو کیا
 فرد آدم پر رحمت ہوگی تو قصہ کر کہ فردا سے قیامت بنی آدم کو داخل بہشت کروں اور اس کثرت
 رحمت کے دروازے کھولوں کہ ہر گندگا اس کلیہ نعمت سے فیضیاب ہو اور ہر مطیع و فرمانبردار
 اس خوان عنایت و کمالت سے بہرہ یاب ہو تحقیق منسیرین لکھتے ہیں کہ جب حضرت آدم و حوا
 علیہما السلام بہشت میں گئے تو انکو لباس شتی پہنایا گیا تاکہ ستر عورت ہو اور اہل بہشت سے کیسے شرمگاہ
 نظر نہ آوے حتیٰ کہ یہ دونوں خود اپنی شرمگاہ نہ دیکھتے تھے ابلیس نے نفس کیا کہ اگر ان سے کچھ نافرمانی
 صادر ہو تو البتہ یہ لباس آتر جائے اور فرشتوں میں رسوا ہوں اور اہل بہشت انکو بہنہ دیکھیں
 کما قال السدی الاعراف فوسوس لہما الشیطان لیبس لہما ما وری عنہما من سواہما یعنی پھر ہوا یا انکو
 شیطان نے تاکہ کھولے آپر جو کہ پوشیدہ تھا انکی نظر میں شرمگاہ انکی سے اور وہ تقریریں و لغویا
 جو پیشتر مذکور ہوئیں کر لے لگا بیان تاک کہ جو مقصود تھا جاہل ہو یعنی بغور دیکھنے پھل درخت ممنوع
 شرمگاہ کھل گئی اور اشجار بہشتی کے پتے لیکر جوڑنے لگے اور اسد صاحب نے پکارا کہ میں نے
 اس درخت سے منع نہ کیا تھا اور کہدیا تھا کہ شیطان تمہارا دشمن ہی کھلا ہو این کتابوں میں اس مقام پر
 عبرت پکڑنا چاہیے یفعل با یشاء و بحکم ما یرید شیطان مردود کی کیا تاب و طاقت جو حضرت ہی کو
 منظور نہ تھا مقام ادب پر دم مارنے کی جگہ نہیں نقل ہو کہ اصحاب با صفا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 وسلم سے سوال کیا کہ آدم نے کتنے دانے کھائے تھے فرمایا ایک خوشے سے ایک دانہ آدم نے
 اور ایک حوا نے کھایا تھا اور جملہ پانچ دانے تھے مقداریہ مرغ اور تین باقی ماندہ کتے میں حصہ دیا
 اور آدم کو حکم ہوا کہ اسے جماؤ کہ اس سے حکم خالق مشور و لوبیا و ماش و مونگ و نخود وغیرہ خلات
 پیدا ہوئے معلوم ہوا کہ اصل سب کی حضرت گندم ہیں احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ آدم و حوا کو
 حاجت بول و ہراز و شہوت کی بہشت میں نہ تھی اور جو لباس پہنے تھے انکے انار نے کی ضرورت
 نہ تھی اس باعث سے واقعہ اپنے اعضا سے نہ تھے جب زلت و لغزش قدم واقع ہو گئی تو لوہا
 بشری پیدا ہوئے اور حاجت سے و آفتیت ہوئی اور اپنے اعضا بھی دیکھے مگر سوائے انکے کسی نے
 اہل بہشت سے انکی شرمگاہ نہیں دیکھی مشہور ہے کہ انہی کے پتے پیٹے ہوئے اور اُدھر اُدھر پھرتے تھے
 اہل علم فراتے ہیں کہ اخراج آدم علیہ السلام میں ایک نکتہ ہی بہت جصاف یعنی تمیز اہل جنت و نار و
 کہ صلیبہ دم و ترائب و امین نیک و بد و حیث و طیب و بھرے تھے اور ظاہر ہے کہ شریر و ناپاک کو
 بہشت میں جگہ نہیں ہی اسلیئے بیان رواں کیا کہ باہم تمیز ہو جاوے یا واسطے تخریر و تہذیب بنی آدم

تاکہ اپنے دل میں اچھی طرح سمجھ رکھیں اور بخوبی غور کر کے سوچ رکھیں کہ ہمارے باپ حضرت ابوالمکارم
 آدم علیہ السلام کا وصف صفات کے ایک گناہ میں بہشت سے خارج ہونے کا کہ شب و روز
 عصیان میں گرفتار رہا ہو تا ہی اور اہل عرفان فرماتے ہیں کہ بہشت سے خارج کرنا حضرت آدم
 علیہ السلام کا حقیقتِ اظہار انکی ہمت کا ہی چنانچہ روح الارواح میں لکھا ہے کہ موجودات سے بڑے
 عالی ہمت آدم صفتی تھے کہ نعمت بہشت کو ہاتھ میں لیکر پھینک دی اور گلستانِ خلد بانیہما نازِ نعمت
 و جنتِ فردوس باجلِ ہرگی و کرمات و دودا نے گندم کے مقابل بیچ ڈالی پھر اگر طالبِ حق روئیات
 گوشہ چشم سے جانب بہشت نظر کرے تو گویا اسکی آدمیت میں تصور و انسانیت میں سخت فتور ہو
 احمد جام فرماتے ہیں سے آدم بہشت را بد و گندم اگر فروخت ہا تھا کہ این گروہ بیک جوئی خزند
 اور بحر الخالق میں ہے کہ سبب اخراج کا عشق تھا کہ عشق کے واسطے دارالسلام چاہیے نہ دارالسلام
 سے اسی مردِ درویشِ عشق کیش بار ملاست یا در گذر از عشق ہر و خوش بسلاست اور بعض اہل حقیقت
 فرماتے ہیں کہ شجر گندم شجر محبت تھا کہ حقیقت میں حضرت آدم علیہ السلام کے لیے ہویا گیا مگر وہ جہ منع
 یا عزت و بطلِ محبوبی تھا یا تحریص و ترغیبِ طالب و مطلوبی کہ الانسان حریص علی مانع اور پر ظاہر ہے
 کہ اگر نہی اس شجرِ محبت سے متعلق نہ ہوتی تو حضرت آدم کو استیغای مرادات نفسانی و اشکالِ لانا
 جسانی میں میوہ محبت کی بہ و انہوتی کیونکہ محبت غذا ہے روحانی ہے اور جو کہ تربیتِ جسم سے قائم ہے
 پرورشِ روح اُس سے غیر ممکن لہذا حکم ہوا کہ اے آدم اگر آسائشِ مطلوب ہے تو بہشت مقام ہے جو خوشا
 دل ہوتا دل فرما لا شجر محبت کے گرد نہ جا سیلے کہ نوشِ محبت بے نیش محنت حاصل نہیں ہو سکتا
 محبت و محنت باہم تلامز ہیں و بلا و لا آپس میں تو ام سے دوستی چون زربلا چون آتش است
 زرقا لیس و دل آتشِ خوش است عشق چون دعویٰ جفا دیدن گواہ چون گواہت نیست و دعویٰ
 شد تباہ عاشقان را از بلا صدر راحت است کہ محبت ہنشین محبت است حضرت سلطان الغفران
 سے روایت ہے کہ عشق و محبت قبل وجود آدم اپنا منظر تلاش کرتے تھے فرشتوں کے پاس گئے تو انکو
 استحقاقِ منظریت میں کورا پایا ناچار کنجِ فراغت میں رہنے لگے جب شیطان نے ولولہ طاعت اور
 کوس عبادت ملک و ملکوت میں بجایا تو عشق نے چاہا کہ دستِ محبت کو موصلت میں ڈالے
 سلطان عزت و مکننت نے دستِ قدرت را ناگزیرِ حلقہ غیب میں بیٹھ رہا تا آنکہ حضرت آدم علیہ السلام
 پر وہ عدم سے باہر اگر خیمہ وجود و فضا سے شہود میں ایسا وہ کیا تب محبوبِ خوش اسلوب حضرت
 واجب الوجود نے عشق کو بصورتِ شجر گندم حضرت آدم کو دکھلایا کہ کھانا کھاؤ اور شہید رہو

اور ایسا غلبہ محبت ہوا کہ خواہش عقد وصال اُسی مقام میں ہم پہنچی تب نہاموئی کہ یہ بات سرے
 خلدین بہت نہیں آتی منزل خاص اسکی دل محبت زدگان اور سرے اسکی روح مصیبت یافتگان
 اور دار الخلد میں محبت و شفقت مفقود ہو کر ہم بہشت آنجا کہ آزارے نباشد ہمارا حضرت آدم ہوا
 محنت میں فضائے بہشت سے تنگ رہے دنیا میں تشریف لائے اور ساحل سلامت سے گرداب ملامتین
 پڑے اور بوستان نعمت کو خارستان نقمت سے بدلا اور مراتب قربت سے مکمل با دیہ غربت میں گھر
 بنایا اور درکات کلفت کو درجات الفت پر اختیار کیا اور نقد آرام دل و جان کو طاس الفت میں
 رکھ عروس محنت و مصیبت پر نثار کیا اور کرامات شاد کامی سے گزیر خرابات بدنامی میں پڑے کیونکہ
 عشق و نیکنامی با ہم جمع نہیں ہوتے رہا کنید کہ تن در دہم بدنامی کہ نام نیک ورائین عاشقان
 تنگ بہت نقل ہو کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام قصہ
 حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام کے میں فکر کر رہے تھے اور خیال کرتے تھے کہ خداوند حضرت
 آدم نے ایک خطا کی اسپر تو نے اسکو ایسا ماخوذ کیا اور اتنی شہرت دی کہ قیامت تک کی تفسیح
 ہوئی حالانکہ کوئی دوست اپنے دوست سے ایسا معاملہ نہیں کرتا ہی وحی ہوئی کہ خلافت الحبیب
 علی الحبیب شہید ابوبکر واسطی سے کسی نے پوچھا انبیاء علیہم السلام پر عقوبت بہت جلد ہوتی ہے اسکا
 کیا سبب ہے فرمایا سورۃ الادب فی القرب لیس کسوء الادب فی البعد یعنی عادت اتنی یوں جاری کر
 کہ اولیاء اللہ و مرسلین سے خطرات پر مواخذہ فرماتے ہیں اور عوام سے باز پرس نہیں ہوتی کیونکہ قرب
 و رگاہ سے یہ لوگ حیران رہتے ہیں بخلاف عوام کہ دوری و مجوری سے قابل توجہ نہیں ہوتے قصہ
 جب ارشاد حق ہوا کہ اہبطوا بعضکم بعض حد و لکم فی الارض مستقر و تساع الی حین یعنی اترو ایک
 دوسرے کے دشمن ہوے اور تمکو زمین پر ٹھہرنا ہی اور برتنا ہی ایک وقت تک تب حضرت آدم
 علیہ السلام نے حوا کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا چلو اب غویہ و بکسی کا وقت آیا اسوقت حضرت جبریل نے
 کہا کہ حوا کا ہاتھ چھوڑو تمکو الگ الگ جانا پڑیگا لا چاہے حضرت آدم نے ہاتھ حوا کا چھوڑ دیا کہ حضرت حق
 آدم کو سرانڈیپ میں دھا کو جد سے میں و طاؤس کو حبشہ بامرج الہند میں پھینکا اور تاب کو خطہ و صغان
 یا بستان میں صرف منزل شیطان میں اختلاف ہی تھے بابل کہتے ہیں اور بعضے بلسان کہ دونوں
 نوحی بصری میں واقع ہیں اور تفسیر قطبی میں ہے کہ شیطان ارض سمنان میں گر اگر اہل خنق فرماتے ہیں
 کہ تعین مسکن ابلیس دشوار ہے کیونکہ وسادہ شیطان مالگیر میں عہد ہجرت نیست کہ تمہے نکشتہ تھا
 تفسیر نراہی میں ہے کہ حضرت حوا دریا کے کنارے جد سے میں کہ ایک پہاڑ بلند کا نام ہے گرین مقام

سرازمیپ سے سات سو فرسنگ واقع ہو آبن عسا کرنے حضرت مجاہد سے روایت کی ہو کہ جب اخراج
 آدم علیہ السلام کا فرمان جاری ہوا تو جبریل و میکائیل علیہما السلام نے تاج سلطنت سر مبارک سے
 اتارا اور کمر بند خلافت کھولا حتیٰ کہ برہنہ کر دیا اور درگاہ عزت و جلال سے زبان عربی کے عوض ہنسا
 شریانی عنایت ہوئی مگر بعد قبول تو بہ زبان عربی پھر ملی ہو حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت
 آدم کو بہشت میں بس قدر توقف ہوا تھا جتنا توقف مابین عصر و مغرب کے ہوتا ہو مگر حساب یوم اس
 عالم کے کہ ہزار برس کا ہوتا ہو اور بعض روایات میں نیم روز توقف کرنا لکھا ہو کہ پانسو برس ہوتے ہیں
 مگر قول اول صحیح ہو اور احادیث صحیحہ سے اسکی سند ہم پہنچتی ہو آبی حاتم نے روایت کی ہو کہ جس وقت
 حضرت آدم آسمان سے زمین پر تشریف لائے تھے تو یہ کیفیت تھی کہ دونوں ہاتھ زانو پر رکھے سر
 جھکائے مانند شرمساران عاجز تھے اور بالین سر دود و دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملائے تھیں گاہ پتھر
 اور ستر تکبر بلند کیے ہوئے شل حیرت زدگان نخت ہر شت آیا تھا روایت ہو کہ جب حضرت آدم
 زمین پر آئے تو ایک نوع کا اضطراب و قلق تھا حضرت جبریل علیہ السلام نے آنجناب کے بشریہ
 دیکھ کر پوچھا کیا حال ہو فرمایا تمام جسم میں گویا چیوٹیاں رنگتی ہیں حضرت جبریل نے کہا یہ علامت
 و کیفیت بھونکے کی ہو پھر دفعہ نظر سے غائب ہوئے و بعد ادنیٰ توقف قدرے گھانے مرغ و سیاہ
 و لوہا دھیراں اور تھوڑی لکڑی اور دھونکنی اور چٹا لاکر حضرت صفی اللہ کو دیا اور ایک چنگاری آگ کی
 بھی دوزخ سے اٹھا کر عنایت فرمائی کہ اُس سے ہاتھ حضرت آدم کا جل گیا اور چنگاری دیا میں جا بجا
 پھر حضرت جبریل نے دریا سے نکال کر دی پھر وہ دریا میں اڑ گئی اس طرح سات مرتبہ نوبت پہنچی
 آخر کار حضرت جبریل نے اس آگ کو آہن و سنگ میں قید کیا پھر حضرت آدم سے آلات حدادی
 و کشا و زدی بنوائے اور تین دانے گیہون کے لائے دو حضرت آدم کو دیے اور ایک حوا کو دیا
 مورخین نے وزن ہر دانے کا آٹھ سو اٹھاسی درم کا لکھا ہو پھر ایک گائے جنت سے لائے اوکھا
 کہ اسکو ہل میں جوت کر زمین کو ہموار کرو اور جو دانے تمہارے پاس ہیں انکو بوؤ چنانچہ حضرت
 آدم و حوا نے بوئے تو حضرت آدم کے حصے میں گیہون تھے اور حضرت حوا کے جو جب و دخت
 کاٹے گئے تو حضرت جبریل نے ایک اوکھلی میں کوٹ کر بھوسی کو الگ کیا اور چکی بنا کر پیسا اور
 اس آٹے کا خمیر کیا اور ایک گڑھا کھدوا کر اُس میں آگ جلائی اور کئی روٹیاں پکائیں طول و عرض
 روٹیوں کا پانچ پانچ سو گز کا تھا جب روٹیاں تیار ہوئیں تو حضرت آدم نے کھانے کا ارادہ کیا
 حضرت جبریل نے کہا کہ حصہ حوا کا علیحدہ کر دو کہ میں اسے ہونچاؤں چنانچہ حضرت آدم نے

بیان دیکھو آدم
 بہشت

دستار آدم

۱۱۸

حقا کہ حصہ نکال دیا بعد اسکے اپنا حصہ تناول فرمایا جب پیاس لگی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک کنوان کھود کر پانی نکالا اور حضرت آدم کو پلایا بعد اس واقعے کے حضرت جبریل نے فرمایا یہ ابن ہمان گندم کہ خوردی از خطاش کن بچندین سعی بہر خود معاش ابن سزا بہر خطائے سابق است بہر خطائے راسزائے لاحق است ابن مکافاتے بود مافات را بمعصیت سے آورد آفات را معراج النبوت میں ہو کہ نعمت بہشت کی فوت ہونے سے وہ تنویر سے حضرت آدم روئے اور تنویر سے حضرت آدم سے جدا رہے اور چالیس یوم و شب یا چالیس برس تک کھانا نہیں کھایا اور سو برس تک سرزمین اٹھایا اور حاکم و بہیقی نے روایت کی ہے کہ اول فریب شیطان میں تھا آئین پھر مشورہ اُنکے حضرت آدم جب یہ زلزلت صادر ہوئی تو ارشاد ہوا کہ احکام علی ان اکلت من الشجرۃ الّتی نہتک عنہا قال یا رب زمینہ تلی حوا یعنی ای آدم کس چیز نے تجھ کو آمادہ کیا اسپر کہ تو نے وہ درخت کھایا جس سے میں نے منع کیا تھا کہا آدم نے خداوند احوال نے اُسکو میری نظر میں آ رہا تھا اُسی وقت خطاب ہوا کہ امی حوا تو کمان ہو اُسے با از حزمین جواب دیا کہ امی اس جگہ برہنہ پڑی ہو ارشاد ہوا کہ یہ بے ستری اور غریبی اس سبب سے ہے کہ تو نے ایسی حرکت نازیبا کی امی حوا کیا باعث ہوا جو تو نے آدم کو خطا کی راہ دکھلائی کہ اُسکو برہنہ کرایا اور خود بے ستر ہوئی حوا نے کہا خدا مجھ کو ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ ایسی مخلوق بھی تو نے پیدا فرمائی ہے کہ وہ تجھ کو چھوٹی قسم سے یاد کرے فرمان ہوا کہ تجھ کو بھی عقوبت میں گرفتار کروں گا کہ حاملہ ہوگی مگر بدشواری اور وضع حمل نہ کرگی الا بہ سختی اور ہر مہینے حیض میں گرفتار ہوگی اور مرد کو ہمیشہ غالب کروں گا اور تمام مدارشوہر پر رکھوں گا تاکہ ہمیشہ محتاج رہے امیر المؤمنین عظیم سے روایت ہے کہ جب خون حیض ظاہر ہوا تو حضرت حوا نے ایک شور مچایا اور آواز ہوئی کہ تیری اور تیری ذریت کے واسطے کفارہ و طور ہے عرائس میں لکھا ہے کہ خالق کبریا نے حضرت حوا کو اور انکی بیٹیوں کو پندارہ بلاؤں میں مبتلا کیا جس سے حشر تک نجات نہیں ایک یہ کہ اُنکے پیٹ و فوج میں نجاست حیض و نفاس کی رکھی دوسرے حمل سے نہ مینے یا گیارہ مینے تک زیر بار کیا تیسرے شدت بخنے کی ہر مرتبہ عطا فرمائی چوتھے محنت حدت کی پانچویں ہمیشہ محکومی شوہروں کی چھٹے اختیار طلاق خاوندوں کے ہاتھ میں دیا ساتویں نقصان میراث کہ مرد سے حصہ عورت کا کم کیا آٹھویں نقصان شہادت کہ دو عورتیں ایک مرد کی قائم مقام ہوئیں نویں نقصان عقل دسویں محرومی سلام و تحیہ سے گیارہویں بے نصیبی جمع و جماعت سے بارہویں محرومی عمدہ نبوت سے تیرہویں نقصان دین کا کہ ہر مہینے میں دس دن کی نماز جاتی ہے چودھویں بدقسمتی عمدہ قضاء و سلطنت

نہ راجع بہ سزا و عتاب
در گنہ گاری

نہ راجع بہ سزا و عتاب
در گنہ گاری

وقت کو غنیمت سمجھ کر ان بیچون پر اپنا دست عناد پھیر دیا جیسے اسکا ہاتھ پہنچا بے منفعت و ہم ہو گیا اور جیسے اسکا ہاتھ نہیں پہنچا اسکی منفعت برقرار رہی حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ جب حضرت آدم بہشت کو یاد فرماتے تو بیہوش ہو جاتے اور گر پڑتے تھے اور یہ حضرت جب زمین پر تشریف لائے تو اول فواکہ دنیا سے بھی تناول فرمائے کہ اس سبب سے رفع حاجت ضروری کی حاجت ہوئی چونکہ بہشت میں اسطرح کا معاملہ پیش نہ آیا تھا نہایت پریشان ہونے پیش و پس میں ویسا روڑتے پھرتے اور قضاے حاجت کی وضع نہ جانتے تھے دفعۃً حضرت جبرئیل امین تشریف لائے اور وضع قضاے حاجت تعلیم کر گئے جب اوسے بدنے شامۃ کو پریشان کیا تو شہروز برابر اسی غم میں روتے رہے حقیقۃ الامر یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بہشت وافیہما کے واسطے نہ روتے تھے بلکہ خداوند بہشت کے فراق و ہجرت پر رونا پسینا تھا سہ ہوا سے یار و دیارم چو بگذر و بخیاں ہوشو و منازل دیدہ مالا مال ہوا و رضاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت آدم کو فکر تو بہ میں دو سو برس روتے گذرے تو ایک دن اپنا ہاتھ پر رکھے سر پر ہنویٹھے رو رہے تھے دفعۃً حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت آدم کے رونے سے متاثر ہوئے یہاں تک کہ انکو بھی رونا آیا تب پوچھا اے آدم اس قدر رونا پسینا کس واسطے ہے فرمایا اے جبرئیل کس طرح نہ روؤں خداوند تعالیٰ شانہ نے شامۃ حصیک مرتبہ اعلیٰ کہ قیام آسمان و بہشت تھلے لیا اور تحت الشریٰ میں ڈال دیا اور دار مقام سے دار مقام بنیجید یا اور خانہ نعمت سے کلبہ رنج و کلفت میں پہنچایا اور مقام بقا سے محل فنا میں گرایا ہے اے جبرئیل اگر شدائد اس مصائب کے شمار کروں تو کرنیں سکتا تب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت عزت جل جلالہ میں عرض کیا ارشاد ہوا کہ آدم صغی کے پاس جا اور کہہ کہ اے آدم میری نعمتون کی یاد کر کہ اول میں نے تجھکو اپنے ہاتھ سے بنایا اور تیرے قالب خاکی میں اپنی روح پھونکی پھر فرشتوں کو جو میرے خاص بندے ہیں تیرے ہجدے کو حکم دیا اور تو نے ان نعمتون کی قدر نہجانی اور میرے حکم سے نافرمان ہوا حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار ہشیک تجھ سے قصور ہوا لیکن اس پر مجھکو نہایت ندامت و شرمندگی ہے اور تیری رحمت غضب پر بہشت رکھتی ہے حکم پہنچا کہ فی الحقیقت میری رحمت غضب پر بہشت رکھتی ہے اور اسی بہشت جب میں نے تیری آواز تضرع و زاری کی حقیقی سنی تو مجھکو رحم آیا اور تیری تقصیر میں نے معاف فرمائی اب یہ کلمات زبان پر لا لا انا انت سبحانک و بحمدک رب علنت سوءاً وظلمت نفسی

فتب علیٰ انک انت التواب الرحیم اور طہرائی نے معجم صغیر میں اور حاکم و ابو نعیم و بیہقی نے حضرت عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت صلعم فرماتے تھے کہ جب حضرت آدم ترکب گناہ ہو کر معاتب ہوئے تو قبول ہوئے تو بہ میں پریشان تھے انگویا د آیا کہ بخدا حق تعالیٰ نے جب پیدا کیا تھا اور روح اپنی مجسمین پہونکی تھی تب میں نے سر اٹھا کر دیکھا تھا تو عرش پر لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس سے میں نے جانا کہ کسی کی قدر برابر اسکے نہیں کیونکہ اللہ صاحب نے اپنے نام کے ساتھ اس کے نام کو ملایا ہے اب تدبیر یہ ہے کہ بحق اس شخص کے سوال مغفرت کر دین سو یہ دعا کی اللہم انی اساکک بحق محمد الا غفرتی لی حق تعالیٰ نے بخش دیا اور وحی بھیجی کہ محمد صلعم کو تو نے کہاں سے جانا آدم نے تمام ماجرا بیان کیا حکم ہوا کہ اسی آدم یہ محمد پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم تیری ذریت میں ہے اگر اسکی پیدائش منظور نہ ہوتی تو میں تجکو پیدا نہ کرتا در مختار وغیرہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ دعائیں بحق خلائک نہ کر وہ ہے اسلیئے کہ کیسکو خدا پر حق نہیں ہوتا پھر حضرت آدم علیہ السلام نے کس طرح ایسی دعا کی اور جواب اسکا حسب قرار داد علماء ظاہر کے یہ ہے کہ معتزلہ افعال عباد مخلوق عباد جانتے ہیں اور جزا اسکی حق حقیقی ہو جھٹتے ہیں و اہل سنت و جماعت افعال عباد کو مخلوق خدا سمجھتے ہیں اور جزا کو حق جلی و وعدی جانتے ہیں اسلیئے کہ حق حقیقی کوئی خدا پر ثابت نہیں ہے چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص ایمان اللہ و رسول کا لاوے اور نماز و زکوٰۃ ادا کرے اسکا حق اللہ پر یہ ہے کہ جنت میں داخل کرے پس لفظ حق جو روایت تو بہ حضرت آدم میں واقع ہے محمول اسی حق جلی و تفصیلی پر ہے اور ممنوع فقہ حق حقیقی ہے لیکن مذہب معتزلہ زمانہ سابق میں نہایت رائج تھا اور استعمال اس لفظ کا موہم انکے مذہب کا ہوتا تھا اسواسلئے فقہائے مطلقاً استعمال اس لفظ کا منع کیا تاکہ اس مذہب پر کبھی خیال نہ آئے اور اہل تحقیق یہ کہتے ہیں کہ کالمین بنی آدم کا باعتبار صورت کمالیہ اسمائے الہی سے ایک نام ہوتا ہے کہ تربیت اسکی اسی نام سے ہوتی ہے پس سوال کہنا بحق کامل گویا اشارہ اس اسم الہی کا ہے اگر کوئی شخص وقت استعمال اس لفظ کے معنی ذکر ارادہ کرے قطعاً معاتب نہیں ہو گا حقیقۃً استاذ الاستاذ فی تفسیر العزیزی اور طہرائی معجم اوسط میں حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب قبول تو بہ حضرت آدم علیہ السلام کا وقت آیا تو حضرت آدم نے مقابلہ کہہ کر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اور بالہام الہی یہ دعا زبان پر جاری ہوئی اللہم انک تعلم سیری و علانیاتی فاعف عنی و تعلم ما فی نفسی فاعف عنی ذی اللہم انی اساکک

ذکر

ایمانیا بشرطی و یقینا صا و قاضی اعلم انہ لا یصیبنی الا ما کتبت و رضامن المیثۃ بما قسمت لی تب
 اللہ نے وحی بھیجی کہ توبہ تیری قبول ہوئی اور دعا مستجاب اور جو شخص تیری ذریت سے اس
 دعا کو پڑھے گا دعا اسکا حاصل ہوگا رواہ الارزقی فی تاریخ کبک والبیہقی فی کتاب الدعوات عن
 بریدۃ الاسلمی علی فرماتے ہیں کہ توبہ حضرت آدم علیہ السلام کی تین باتوں سے قبول ہوئی کیا دعا
 و دعا سوچا گیا یہ مرتبہ تھا کہ تین سو برس حضرت آدم نے جانب آسمان از روئے شرم نہیں دیکھا
 اور ہکا و ذاری ایسا کہ اگر تمام اہل دنیا کا رونام جمع کر کے ایک پاؤہ میزان میں رکھیں اور دوسرے میں
 گریہ آدم تو گریہ انجناب غالب آویگا اور جو بکاسے اہل دنیا اور بکاسے اوڈگریہ و نوہ نوح سے مقابلہ
 کریں تو نوح علیہ السلام کا نوحہ و زاری زیادہ ہوگا اور جو ان تینوں کو ملا کر گریہ آدم علیہ السلام
 وزن کریں تو گریہ آدم زیادہ ہو رواہ البیہقی فی شعب الایمان اور دعا کا حال بیان کیا گیا ہے فائدہ
 حقیقت توبہ تین چیزوں سے مرکب ہو علم و حال و عمل پس علم یہ ہو کہ گناہ کی مضرت دریافت کر کے
 جانے کہ یہ رحمت حق کا حجاب ہو اور جب یہ حال دل میں قائم ہوتا ہو تو فوت محبوب میں ایک
 نوع کی بیقاری ہوتی ہو کہ اسی اضطراب و بیقاری کا لام نہ است ہو اور اس حال میں تین طرح کے
 تعلق ہوتے ہیں ایک تعلق زمانہ گذشتہ سے یعنی تلافی مافات بسط کفارہ دینا اور قضا کا ناخن
 و واجب کا بشرطیکہ لائق کفارہ و قضا ہوں دوسرا تعلق زمانہ حال سے یعنی فوراً اس فصل
 ممنوع کو ترک کر دینا تیسرا تعلق زمانہ استقبال سے یعنی تصیم عزم اس بات پر کہ اب ہرگز
 ایسا کام نہ کریں گے اور یہ سب امور بلا توفیق حضرت تواب رحیم حاصل نہیں ہوتے اور حضرت
 ذوالنون مصری سے کسی نے پوچھا کہ حقیقت توبہ کیا ہو فرمایا توبہ چھ چیزوں سے مرکب ہو اول
 نہ است گناہ گذشتہ پر عزم مصمم ترک گناہ کا زمانہ آئندہ میں ستوم قضا و فیض و واجبات
 چہارم ادا سے حقوق عبادہ و عبادت گوشت و خون کا جو کہ مال حرام سے پیدا ہوا ہو ششم طاعات
 و عبادات میں مشغول رہنا جب یہ سب باتیں جمع ہوئیں تو بہ نصوح ہوئی چنانچہ یہ سب امور
 حضرت آدم میں جمع تھے اور بقول صحیح ثابت ہو کہ دوسو برس تک حضرت آدم ایسا روئے تھے
 کہ رخسار مبارک سے ندیان جاری ہوئیں اور اشکون سے چشمے کہ جانور پرند اس سے پانی پیتے
 اور کھیتے کیا اچھا پانی ہو ایک مرتبہ پرندوں کا کلام سن کر حضرت آدم کو گمان ہوا کہ یہ کلام از رو
 تشبیح ہو تب آہ سرد لیکر روئے اور کہا بار خدایا میں ایسا ہو گیا کہ مرغ ہوا میرے آب دیدہ پر
 مسخر ہیں کرتے ہیں کیونکہ اشک گندگدین کیسا مزہ ہو گا جسکی تعریف کرتے ہیں پس یہ کلام

انجانہ میں ہی مگر تمسخر و استہزا تب ارشاد ہوا کہ اے صفی جان تو رسیج کہتے ہیں کہ در حقیقت کوئی جو ہر
 آب دیدہ سے پیدا نہیں کیا گیا اور کوئی در شہوار غوب لڑ آب ندامت سے نہیں بنایا گیا و نعم قیل
 سے گوہرے بس گران ہوا شک است و سبب آبرو سے ہلک است و گریہ بیکن کزان ثریائی
 اشک ریزی کنی گریہائی و ابرتا گریہ در چین کند و غنچہ ہم خندہ برہمن نکند و تیسری دعائینی
 شفیع کرد انا حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ یا الہی بھی محمد علیہ السلام میری آمرزش کر
 ابن منذر نے حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ حضرت
 آدم علیہ السلام نے اسطرح دعا کی اللهم انی اسألك بجاه محمد عندک و کرامتہ علیک ان تغفر لی
 خطیئتی اسی وقت حضرت آدم و حوا کی زبان پر جاری ہوا ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا
 و ترحمنا لنكونن من الخاسرین اور شروع دعائیں اسقدر زیادہ ہو لاکھ لاکھ و حدہ لاکھ لاکھ
 لہ الماک و لہ الحمد و ہو علی کل شئی قدیر اور بعضے اہل تحقیق کا یہ مسلک ہے کہ دعا کے کلمات کو
 اصل پر چھوڑنا چاہیے جسطرح حضرت حق نے سربستہ فرمایا ہے قلقلی آدم من ربہ کلمات قناب
 علیہ انہ ہوا التواب الرحیم یعنی سیکھ لیے آدم نے بالہام اپنے رب سے کئی سکے اور رحمت
 حق سے رجوع لائے پس قبول ہوئی توبہ اسواسطے کہ اللہ قبول کرنے والا ہو توبہ اپنے بندوں کا
 اور مہربان ہے کہ بار بار گناہ بخشتا ہے اور حسن بصری و ابو سعید خدری و مجاہد و حکمہ رضی اللہ عنہم
 فرماتے ہیں کہ وہ کلمات سورۃ اعراف میں ہیں یعنی ربنا ظلمنا انفسا بکدہ ظرقی توبہ کا یہ ہے
 کہ اول غسل کرے اور پاک کپڑے پہنے اور پڑھے جو اللہ نے فرض کیا ہے پھر اپنا منہ زمین پر رکھ
 خلوت میں تاکہ سوائے خدا کے کوئی اور نہ دیکھے پھر ڈالے خاک اپنے سر پر اور تشہیر پئے منہ کو
 خاک میں کہ منہ اور اعضا سے عزیز تر ہے اور بدل حرمین اور آواز غمگین سے رووے اور ایک کلمہ
 گناہ کو یاد کرے جسقدر ہو سکے اور اپنے نفس کو ملامت کرے اور کہے کیا نہیں شرم کرتا ہے تو
 لازم ہے کہ توبہ کرے اور رجوع ہو پروردگار کی طرف کیا پسند کرتا ہے گرفتاری عذاب میں
 بلاشبہ تو عاجز ہے اللہ کے خصہ و غضب سے نہ سہا رسکیگا اس کے عذاب کو پھر اٹھا دے
 اپنے ہاتھ اللہ کی طرف اور کہے الہی عبدک الابی رجی الی بابک عبدک العاصی رجی الی الہم
 عبدک المذنب اناک بالعدر فاعف عنی بجدک و تقبلی بفضلك و انظر انی برحمتک اللهم غفر لی
 ما سلف من الذنوب و اعصنی فیما بقی من الاجل فان الخیر کلہ نیک و الذللت بنا و کرم رجیم کذا
 ذکرہ الغزالی فی المناجیح اور مرقاۃ میں ہے کہ اگر خطا یا گناہ صادر ہو اور توبہ کیا جائے تو اسے

اور پھیلا دے دو نون ہاتھ خدا کی طرف اور کہے اللہم انی اتوب الیک من الذلوب المارح
 الیہا ابد آپس اللہ بخشیدگا اسکو جب تک اس کام کو نہ کرے گیاروایت کی حاکم نے اسید طرح اور
 طہرائی لے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو کہ جب حضرت آدم علیہ السلام
 جو ار حضرت حق سے دور پڑے تو رفع وحشت کے واسطے خداوند قدیر نے بجائے کعبہ شریف
 بصورت بیت المعمور ایک گھر بنانے کا حکم دیا اور ارشاد کیا کہ جب ایسا گھر مرتب ہو جائے تو
 اسی طرف مثل ملائک نماز پڑھا اور اسی کا طواف کرتا رہے ابن عساکر وازدقی مین ہو کہ حضرت
 جبریل علیہ السلام مع حضرت آدم علیہ السلام مقام کعبہ پر آئے اور اپنا پر بار کہ ایک بناتصل
 طبقہ ہفتم زمین کی نکلی اسی وقت اور ملائکہ نے بڑے بڑے پتھر کہ ایک اکائیتیں آدمی سے
 نہ اٹھے طور سینا وزینا وجودی و حراسے لاکے اس بنا کو پڑ کیا کہ ہر ہر زمین کے ہو گئی اور
 حضرت حق نے بیت المعمور نازل فرمایا اسی جگہ سے محققین فرماتے ہیں کہ دو ہزار برس پیش
 از خلقت زمین ایک قطعہ خاک صاف شفاف مانند کف پانی پر تھا اور بتدریج بڑھتے بڑھتے
 مقدار کعبہ شریف ہوا تب فرشتوں کو ارشاد ہوا کہ اسکے گرد طواف کرو بعد اسکے زمین کو
 اسکے نیچے سے نکال کر بچھا یا جب حضرت ابو البشر زمین پر تشریف لائے اور مفاہقت
 بہشت مین زار زار رونے لگے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے جناب ارحم الراحمین مین
 عرض کیا ارشاد ہوا کہ یا قوت سرخ جسکا نام صراح اور لقب بیت المعمور ہو اسمان سے
 زمین پر لیجا اور نقطہ وسط زمین مین جو مقام کعبہ ہو گا رکھ دے اور آدم سے کہو کہ اسکی
 زیارت کیا کرے اور دعا کرے کہ اسکی توبہ قبول ہو روح القدس نے بیت المعمور مقام
 معین مین رکھا اور رکن حجر کو کہ ایک یا قوت سرخ تھا روضہ جنت سے لاکر جس موضع پر
 حکم ہوا دایان قائم کیا اور تین قبیلین طلائئ نکلائین اور دودروازے زمرہ کے ایک
 جانب شرق دوسرا جانب غرب قائم کیے اور اس گھر کی یہ کیفیت تھی کہ نہایت صاف
 و شفاف اندرون و بیرون بے حجاب نظر آتا تھا اور ایک خیمہ زبرجد کا جسکی طلائین ریشم کی
 تمہین اسپر تاتھا بعد اس ترتیب کے حضرت جبریل علیہ السلام نے بحکم رب جلیل حضرت
 آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ حج کے واسطے چلو کہ حضرت فی الفور روانہ ہوئے اور ایک فرشتہ
 راہ بتائے کہ ہمراہ ہوا جس جگہ آپ کا قدم مبارک پڑا وہ مقام سہ سبز و شاداب ہو گیا
 الغرض کعبہ کے مقام پر پہنچے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے شامک حج اور آداب عمرہ

پانچویں باب

تسلیم فرمائے اور حضرت آدم علیہ السلام نے مطابق اُسکے ادا کیے تب فرشتوں نے استقبال کر کے کہا کہ ای آدم علیہ السلام حج آپ کا قبول ہوا اور ہم اس موضع کا طواف و تہنیز آ رہے ہیں سے کرتے ہیں حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام چالیس یا پینتالیس مرتبہ پاپیادہ ہندوستان سے حج کے واسطے تشریف لے گئے ہیں اور ہند سے کتنے تک جس مقام پر قدم مبارک پڑا وہ مقام سرسبز و آباد ہے روایت ہے کہ حضرت آدم کے بین الخطوتین یعنی ایک قدم سے دوسرے قدم تک تین شبانہ روز کی راہ تھی اور ایک روایت میں ہے کہ پچاس فرسنگ بالجملہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے حج سے فراغت حاصل کی تو ہمارے روح القدس کوہ عرفات پر تشریف لائے اتفاقاً حضرت حوا ام ابیہر جدہ سے آپ کی تلاش میں آتی تھیں کہ ملاقات مزلوئہ میں ہو گئی کہ دونوں ملے و لہذا وہ مکان مزلوئہ نامزد ہوا کہ مشتق از زلات یعنی اقران ہے اور جب باہم معرفت ہوئی اس سبب سے وہ مقام عرفات ہوا اور وہ دن عرفہ روایت ہے کہ شب و برس کے بعد یہ ملاقات ہوئی ہے پھر فرشتوں نے حضرت سے کہا کہ اب تمہاری آرزو کیا ہے کہا تو یہ و مغفرت اسی مقام سے وہ مقام منی کہلایا فائدہ بیت المعمور حضرت آدم علیہ السلام کی زندگی تک اس عالم میں رہا ہے پھر اٹھا لیا گیا تفسیر مدارک میں ہے کہ تیسرے یا چوتھے یا ساتویں آسمان پر بقاء کعبہ رکھا ہے اور ہر روزہ شریف از فرشتے اُسکا طواف کرتے ہیں اور مشہور بین المؤمنین یہ ہے کہ تار زمان طوفان بیت المعمور موجود تھا اور اُسکی زیارت ہوتی تھی وقت طوفان فرشتوں نے اٹھالیا تاکہ آب عذاب سے محفوظ رہے اور حجر اسود کو حضرت جبریل نے جبل بوقیس میں چھپا دیا اور ایک پہاڑ فلسطین سے لاسکے اُس مقام پر رکھا کہ اذنی الزاہدی والمدارک فائدہ خطیب و ابن عساکر حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ جب بطور فلت حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو جسم آپ کا سیاہ ہو گیا تھا قبول تو یہ کے وقت ارشاد ہوا کہ تیرھویں چودھویں پندرھویں روزہ رکھ تاکہ رنگ بدن بحالت پہلے آوے چنانچہ ایک روزے میں ایک حصہ بدلا دوسرے میں دو تیسرے میں گل بدن بحالت اصلہ آگیا پھر یہ روزے حضرت نوح یا حضرت موسیٰ علیہما السلام تک انکی اولاد پر فرض رہے انھیں کو ایام بیض بولتے ہیں استہباب انکا ہماری شریعت میں باقی ہے عرائس ثعلبی میں ہے کہ پہلے ایک جسم روشن و سفید و مضبوط تھا مانند ناخن کہ اُسکا نمونہ انگلیوں میں موجود ہے

ملاقات آدم و حوا
علیہما السلام

بیت المعمور

بعد حمد و زراعت سست و تاریک ہو گیا اور جنس سرین نے لکھا ہے کہ ملکہ ہشتی جو حضرت آدم علیہ السلام پہننے سے پہلے وہ بھی ان نازن کی شکل تھے کہ اب تک انکیون کے سر پر جوہن اور انکو انھیں حاون کی یاد گاری کے واسطے لکھا ہے کہ انکو حضرت آدم علیہ السلام دیکھ کر دتے تھے کذا فی المہارک معلوم ہوتا ہے کہ اسی سبب سے جب کوئی آدمی کسی خوشی سے ہنستا ہے اور نظر ناخنوں پر پڑتی ہے تو ہنسی جاتی رہتی ہے انقصہ بعد قبول تو بہ حضرت آدم علیہ السلام نے جناب الہی میں التماس کیا کہ یا ائی ابلیس سے مجھ سے عداوت قاطبہ ہوئی ہے اگر میری اور میری اولاد کی اعانت و نصرت غیب سے ہوگی تو میں اُس سے طاقت مقابلہ نہیں رکھتا فرمایا تیری اولاد کے ساتھ ایک ایک فرشتہ مقرر کر دنگا کہ وہ وسوسہ شیطان سے باز رکھیں گے حضرت آدم علیہ السلام نے کہا اس سے بھی زیادہ چاہتا ہوں حکم ہوا کہ جزا سے عمل بد ایک دو گنا اور جزا سے نیکی مثل حضرت آدم علیہ السلام نے کہا الہی اس سے بھی زیادہ اعانت درکار ہے ارشاد ہوا کہ درتوبہ و استغفار مفتوح رکھو گناہات و گتے کہ روح باقی رہے یہ سکر حضرت نے عرض کیا الہی یہ کافی و بس ہے جب حضرت آدم علیہ السلام نے فراغت حاصل کی تو ابلیس نے کمال لاری و حقیراری سے عرض کیا کہ یا رب تیرا بندہ آدم میرا دشمن ہے اس پر اور اسکی اولاد پر تو نے اسطرح کی عنایات و افضال فرمائی پھر تجھ کو اسکی اغوا کی قدرت کسطرح ہوگی میری بھی اعانت ضرور ہے ارشاد ہوا کہ اولاد آدم کے ساتھ ایک ایک تیری اولاد بھی سپید اگر دنگا کہ مدت العمر اسکی اغوا پر سرگرم رہے ابلیس نے کہا اس سے زیادہ مدد درکار ہے فرمایا کہ تجھ کو اور تیری ذریت کو یہ قدرت و طاقت بخشو گنا کہ رگ و پوست بنی آدم میں مثل خون درآویں اور اُنکے قلوب پر اپنا آتشیا نہ بنا دیں ابلیس بولا کہ اس سے بھی زیادہ اعانت چاہتا ہوں حکم ہوا کہ تجھ کو اجازت ہے کہ تو باخیل و حشم بنی آدم پر ہر طرف سے هجوم کر اور تمام مال و اولاد میں انکا شریک رہ کذا ذکر ابن ابی الدنیانی مکائد الشیطان اور اسی طرف اشارہ ہے سورہ بنی اسرائیل میں قال اسد

واستغفر من سخطت منهم بصوتک و اجلب علیہم بخیلک و رجبک و شارکھ فی الاموال و الاولاد و عہدہم و یا بعدہم الشیطان لا عزور یعنی اور گھبرائے انہیں جسکو گھبرائے اپنی آواز سے اور بیکار لا آں پر اپنے سوار اور پیادے اور ساجھا کر اُنسے مال اور اولاد میں اور وعدے دے دے انکو اور کچھ نہیں وعدہ دیتا انکو شیطان مگر دغا بازی سود کیو مال میں شرکت یہ ہے کہ بتوں کی نیانہ اپنے مال میں فرض سمجھتے ہیں اور اولاد میں یہ کہ ایک کو بتاتے ہیں فلا نے کا بخشا اور

و حضرت حضرت محمد

و حضرت حضرت محمد

دوسرے کو فلا نے نے بخشا اور مختصین مفسرین لکھتے ہیں کہ جب توبہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبول ہوئی تو ارشاد ہوا کہ غام یا ینکم منی ہدی من تبع ہدای فلا خوف علیہم ولا ہم یخزنون یعنی اگر آوے تمکو میری ہدایت پس جو کہ پیروی کرے میری ہدایت کی پس کچھ ڈر نہیں ہی اسپر اور نہ غم یہ سنکر ابلیس نے کہا یا اتی تو نے آدم کی اولاد کو کتاب و رسول و علم و جامے بود و باش و طعام و شراب و آواز خوش و غیرہ عطا کی مجکو بھی عنایت ہو ارشاد ہوا کہ تیری کتاب و شہم ہی یعنی گودنا کہ بدن میں سوئی سے نیلگون کرتے ہیں اور قرآن تیرا شعر اور رسول تیرے کاہن و برہمن اور علم تیرا سحر اور طعام تیرا مردار اور جس جانور پر وقت ذبح میرا نام نہ لیا جائے اور شراب تیری شہی مسکر مثل خمر و تازی و بنگ و بوزہ و چرس و گانجہ اور مسکن و ماو تیرا حام و کلام تیرا جھوٹے اور جھوٹے قصے اور کہانیاں اور موذن تیرے عزامیر و بریط اور مسجد تیری بازار اور آواز تیری جس اور سنگ اور دام شکار تیرا بنی آدم کی عورتیں ابلیس نے کہا اسقدر مجکو کافی و بس ہی اور امام احمد و بیہقی نے سلمان فارسی سے واہن عسا کہ نے حسن بصری سے روایت کی ہے کہ پس از قبول توبہ وحی ہوئی کہ چار باتیں تجکو اور تیری اولاد کو یاد رکھنا واجب ہیں اول حق میرا جو تجھ پر واجب و فرض ہو دوسرے تیرے حقوق جو تجھ پر ہوں تیسرے وہ معاملہ جو درمیان میرے و تیرے ہے چوتھے معاملہ جو تیرے و خلق کے درمیان ہے پس اول سخن یہ ہے کہ تو میری عبادت میں کیو میرا شریک نہ کر اور دوسرا یہ کہ میں تیرے اعمال کی جزا تجھے دوں تیسرا یہ کہ تو میرا حکم جیسا چاہیے بجالا اور میں جیسا عمل بے کم و کاست عطا کروں کہ ظلم و نقصان اُس میں نہ ہو چوتھا یہ کہ انچہ بر خود نہ پسندی بہ دیگران پسند اور جس طرح کوئی تجھ سے کرے توبہ اُس سے ویسا ہی کر یعنی اگر احسان کرے تو احسان کر با پھل بعد مقبول التوبہ ہونے کے حضرت آدم علیہ السلام مع حوا ام البشر سرانندہ ہیں تشریف لائے اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر آواز کی کہ اے چوٹا سوا کن ارض تمہارے رب نے اپنا خلیفہ بھیجا ہے سو اُسکی اطاعت و فرمان برداری کرو چنانچہ اس آواز سے اول جانوران بھری نے اپنا سر اٹھایا اور اطاعت قبول کی پھر جانور صحرائی حاضر ہوئے اور حضرت آدم صنی کے گرد کھڑے ہوئے تو حضرت نے ایک ایک کو اپنے پاس بلایا اور سر و پشت پر دست مبارک پھیرا الغرض جس جانور پر دست شریف پہونچا وہ جانور ابلی ہوا کہ معاش اُسکی آدمیوں میں ہے جس طرح گھوڑا اونٹ گائے بکری

توبہ آدم علیہ السلام
قبول توبہ

گناہی اور جو حضرت کے پاس نہیں آیا اور اُسپر دست مبارک نہیں پہنچا وہ وحشی ہی کہ
 بنی آدم سے بھاگتا اور نفرت کرتا ہی مانند نیل گاؤں و خسد گوش و ہرن و بھیریا و شیر و چیتا
 و گینڈا وغیرہ بعد ازاں حضرت آدمؑ نے زراعت شروع کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
 ماکم نے روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام حراس تھے یعنی زراعت میں مشغول رہتے تھے
 اسبطرح اکثر انبیاء اہل حرفہ ہوئے ہیں چنانچہ حضرت ادریس خیا علی کرتے تھے اور حضرت
 ہود و صالح علیہما السلام تجارت کرتے تھے اور حضرت ابراہیم و لوط علیہما السلام زراعت
 کرتے تھے اور حضرت شعیب صاحب مویشی تھے کہ اُسی کے دودھ وہی پشم و صوف سے
 اوقات بسر فرماتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام شبانی بکریوں کی کرتے تھے اور
 حضرت داؤد علیہ السلام زروہ ہاتے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام خواص تھے یعنی
 درختوں کے پتوں سے زمبیل و پوریا و بادکش بنا کر بیچتے تھے باوجودیکہ تمام روئے زمین کے
 مالک تھے مگر بلا کسب نہیں کھاتے تھے اور ہر مہینے میں نور و زروہ رکھتے تھے تین دن
 شروع میں اور تیرہ روز وسط میں اور تین روز سے آخر میں اور باوصف اس زہد و ریاضت کے
 طاقت بشری ایسی تھی کہ سات سو کنیز اور تین سو منکوحہ سے ہم بستر رہتے تھے اور حضرت
 خاتم انبیاء سرور اصفیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت جناد تھی اور اللہ جل جلالہ
 رزق آپ کا سایہ نیزہ کے تلے رکھتا تھا اور سند فروس میں حضرت انس سے روایت کی ہے کہ
 حضرت صلعم نے فرمایا کہ اول جامہ بانی حضرت آدم علیہ السلام سے جاری ہوئی اور اہل تاریخ
 کیفیت وقوع اسکی یوں لکھی ہے کہ اللہ صاحب نے ایک دُنہ جنت سے بھیجا اور ارشاد کیا
 کہ اسکو ذبح کر و سو حضرت آدم علیہ السلام نے اُسکو ذبح کیا اور اسکی پشم کو لیکر حضرت خوانے
 کا تا اور حضرت آدم علیہ السلام نے بنا پھراپنے واسطے ایک پیراہن اور حوا کے واسطے اور مٹی
 تیار کی اور دونوں اوڑھکر مجتمع ہوئے اُسی دن سے جمعہ نام ہوا اور بعض لکھتے ہیں کہ ایک در
 حضرت جبریل امین تشریف لائے اور حضرت آدم علیہ السلام سے حال پوچھا آپ نے سبیل
 حکایت نہ براہ نکایت اپنی عرفانی کا حال ظاہر کیا حضرت جبریل علیہ السلام نے حق تعالیٰ
 عرض کیا تب اُنکے واسطے دو جوڑے بھینس کے اور دو بکری کے اور دو گائے کے ہشت
 آئے اور اُنسے سچے ہوئے پھر اُنکے ذبح کا حکم ہوا تب حضرت آدم علیہ السلام نے ایک کو
 ذبح کیا اور اسکی پشم سے سوت کٹوایا ہر پینٹا لباس کا بعد ملاقات حضرت حوا کے

حضرت زین العابدینؑ
 نے فرمایا ہے کہ

پیشینہ

معلوم ہوتا ہے لیکن ممکن ہے کہ پشم لیکر حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت حاکو پہونچایا ہو اور ابوالشیخ نے فتاویٰ سے نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے تمام عمر آب باران پیا زمین کا پانی نہیں پیا اور ابن ابی شیبہ نے کعب احبار سے روایت کی ہے کہ اشرفی و روپیہ کا رواج اول حضرت آدم علیہ السلام نے دیا ہے اور کعب احبار سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جبل ہند سے چالیس مرتبہ پیادہ پانچ کے واسطے تشریف فرماے مکہ معظمہ ہوئے ہیں اور تانچ طبری میں ہے کہ ہر سال حج کے واسطے جاتے تھے اور پھر جبل ہند پر تشریف لاتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سرانندیپ میں گھر بنایا تھا اور توطن اختیار کیا تھا فائدہ کثرت حضرت آدم علیہ السلام کی آسمان و جنت میں ابو محمد ہے اور زمین پر ابوالبشر اور شریعت آپ کی خدا پرستی و صوم و صلوة و قربان و حرمت خمر و خمر پرستہ تھی اکیس یا چالیس صحیفے ان پر نازل ہوئے تھے اور جملہ صحائف حکمت طبعیہ اور معرفت منافع و مضار ادویہ اور کیفیت تسخیر جنہ اور علم حساب اور ہندسہ پر متضمن تھے اور منجملہ معجزات کے ایک یہ معجزہ تھا کہ پتھر سے پانی نکلتا تھا دوسرا یہ کہ سنگ ریزے آپ کی نبوت پر گواہی دیتے تھے اور وحوش و طیور و درندے آپ کے مطیع و فرمانبردار تھے کہ انکو اپنی اولاد کی ایداد ہی سے منع فرماتے تھے اور جنگل انکے چلنے میں کم ہو جاتے تھے اور فن ہندسہ اور علم طب و موسیقی انھیں کے زمانے میں ظاہر ہوئے اور ایک معجزہ یہ تھا کہ جب گیہوں زمین میں ہوتے اسی وقت درخت ہو جاتا اور خوشہ لاتا کہ حضرت آدم علیہ السلام اسکو اپنے ہاتھ سے توڑ کر دیگ میں ڈالتے اور اپنے ہاتھ اسکے منہ پر رکھ دیتے تو وہ بقدرت الہی بلا آتش و آب پک جاتا کہ حضرت آدم علیہ السلام اسکو نکال کر کھاتے اور اپنے لڑکوں کو کھلاتے کذا فی عجائب المخلوقات اقبحار الدول میں ہے کہ درخت اور پتھر حضرت آدم علیہ السلام کے ہمراہ چلتے تھے اور آگ ہاتھ میں لیتے تھے مگر ہاتھ نہ جلتا تھا تنبیہ اس قصے میں چند نکتے ضروری البیان ہیں اول یہ کہ اللہ جل جلالہ نے سکونت بہشت کو بالاصالہ حضرت آدم علیہ السلام کے حق میں فرمایا اور حاکو تابع اسکے کیا چنانچہ ارشاد ہوا اسکن انت و زوجک الجنة اور میوہ کھانے میں دونوں کو بالاصالہ حکم دیا کہ وکلا منها رغدا حیث شئتما اور منع قربت شجرہ میں دونوں کو شذیہ فرمایا کہ ولا تقربا ہذہ الشجرة فتکون من الظالمین اس میں یہ نکتہ ہے کہ تعیین مکان سکونت

نکس بشار

ادعائے

پیشکش

نکس بشار

نکس بشار

نکس بشار

مرد کے اختیار میں ہوتا ہے عورت کہ کچھ اس میں داخل نہیں جہاں چاہے وہاں لیجاسے اور
کھانے پینے اور پرہیز کرنے میں دونوں برابر ہیں کوئی تابع دوسرے کا نہیں ہوتا ہے
دوسرے یہ کہ توبہ کرنے میں حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر ہے کہ قناب علیہ انہ ہوا التواب
الرحیم اور حضرت نوح اکامین ذکر نہیں اس میں یہ نکتہ ہے کہ حوا کی توبہ آدم علیہ السلام کی
توبہ میں مندرج تھی اس واسطے کہ عورتیں اکثر اورین تابع مردوں کی ہوتی ہیں اور یہ بھی ہے
کہ حال عورتوں کا مقتضی ہے کہ وہ شہوانی کاپس سکوت اسکے ذکر سے اولیٰ ہے بلکہ اسی سبب سے
اکثر جبکہ قرآن اور حدیث میں ذکر عورتوں کا ہے تو یعنی پوشیدہ ہے تیسرے یہ ہے کہ لا تقربوا
نسی ہی اور نسی در در لڑکی سے وارد ہوتی ہے اول بطریق تحریم شرعی کہ اسکے از کتاب میں
مضرت دینی ہوتی ہے دوسرے ارشادی کہ پرہیز اور احتیاط مضرات دنیوی پر مشعر ہوتی ہے
سو پہلے طریق میں ندامت بھی کرنا موجب گناہ ہوتا ہے اور مرکب اس کا محتاج توبہ اور ہتھار
ہوتا ہے اور دوسرے میں کچھ لازم نہیں آتا ہے بلکہ ترک اولیٰ اور خلاف عصمت لازم آتا ہے
سو یہ نہی کس قبیل سے تھی آیا قسم اول سے یا قسم ثانی سے بعضے کہتے ہیں کہ دوسری
قسم سے تھی لیکن صحیح یہ ہے کہ پہلی قسم سے تھی کیونکہ لا تقربا نزدیک ہونے سے منع کرتا ہے
چہ جائے اکل اور اس قدر تا کیس پرہیز اور احتیاط میں نہیں ہوتی ہے و لہذا اس
صیغہ کو مجربات شدیدہ میں استعمال کرتے ہیں جس طرح لا تقربوا الزنا ولا تقربوا
مال الیتیم اور تقظفت کونامن الظالمین بھی مؤید اس قول کی ہے علیٰ ہذا اخصراج
ہشت اور گریہ اور زاری حضرت آدم علیہ السلام کا خوف سے اور تلقین توبہ اور لفظ
قناب علیہ اس پر دلیل قوی چوتھے یہ کہ جب کھانا درخت ممنوع کا موافق قول ابوح کے
معصیت ہوا تو حضرت آدم علیہ السلام سے وقوع معصیت لازم آیا اور یہ برخلاف
عصمت ہے اس واسطے بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ معصیت قبل از نبوت صادر ہوئی ہے
اس واسطے کہ بعد از نزول زمین کے حضرت آدم کو مرتبہ نبوت حاصل ہوا ہے لیکن یہ جواب قوی نہیں ہے
اس واسطے کہ حضرت آدم کو مرتبہ نبوت بجز پیدائش کے حاصل تھا باین دلیل کہ تعلیم اشیاء بلا واسطہ ہوئی
اور فرشتوں کو سجدے کا حکم ہوا اور طبرانی اور ابن ابی شیبہ نے ابوداؤد سے روایت کی ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسکن انت وزوجک
الجنة فرمایا تھا تب حضرت آدم علیہ السلام نہی تھے و لہذا اکثر محققین کہتے ہیں

تفسیر

تفسیر

تفسیر

کہ اگر کتاب اس معصیت کا حضرت آدم علیہ السلام سے بطریق زلت واقع ہوا ہو اور زلت کے
یہ معنی ہیں کہ ایک شخص امر مباح یا طاعت کا قصد کرے اور بسبب غفلت اور بے احتیاطی کے
خلافت شرع اسی سے ظاہر ہو جائے پس صورت اس عمل کی صورت معصیت ہی اور معنی
اس کے معنی طاعت یا مباح کے ہیں سو حضرت آدم علیہ السلام کو بسبب قسم کھانے ابلیس کے
ایسا معلوم ہوا کہ جھک کر اس درخت کے کھانے سے واسطے خلافت زمین کے منع کیا ہو اور
بر تقدیر کھانے کے اور ہی مرتبہ بالاتر اس سے حاصل ہو گا اس سبب سے اقدام کیا جب
باس اور زیور ہشتی اُسے اتر گیا تب واقع ہوئے کہ یہ فہم میرا خطا تھا اس واسطے تو بہ و
استغفار میں کوشش کرنے لگے اور یہ بھی شان کا ملین کی ہو کہ تھوڑے گناہ کو بہت بڑا
جانتے ہیں اور ترک ادبی یا بے احتیاطی کو خطا بھکر جنوع و فرع کرتے ہیں یا پتھوین یہ ہو کہ
سورۃ اعراف میں مذکور ہو کہ شیطان کو بجز والکا ر سجدے کے بہشت سے نکال دیا تھا
اور حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت میں داخل کیا پس کس طرح شیطان بہشت میں پہنچا
کہ اُس نے حضرت آدم علیہ السلام کو وسوسے میں ڈالا اور درخت ممنوع کے کھانے میں لے کر
کر دیا جو اب اس کا اس قصے میں ہو چکا ہو کہ بوساطت مارا اور طاؤس کے یہ لعین وہاں پہنچا
لیکن اہل اسماء اور تحقیق یوں فرماتے ہیں کہ شیطان کمال کوشش اور سعی کرتا ہو
کہ آدمی کو نیکی سے دور رکھے اور ضلالت میں ڈالے مگر اُس کو یہ مطلب حاصل نہیں
ہوتا ہو جب تک کہ قوت شہویہ اور غضبیہ اپنے اختیار میں نہ کر لے اور یہ دونوں قوتیں
نفس آدمی پر غالب ہیں طاؤس منظر ہو قوت شہویہ کا اور سانپ مخزن ہو قوت غضبیہ کا
جیسا کہ شیطان سبب ہو قوت و جہیہ کا اور انہیں کہ تسلط شہوات بیشتر خارج بدن سے ہو
اور تسلط غضب داخل بدن سے پس صورت وسوسہ شیطان نے اس طرح ظہور پکڑا کہ طاؤس کو
ہاہر سے بھیجا اور سانپ کو دیوار بہشت پر لے آئے گا و سیکر دانا تاکہ اشارہ ہو کہ قوت غضبیہ
افق روحانی اور حیز قلبی سے اقرب ہو نہ بسبب قوت شہویہ کے چنانچہ حکیم سنائی اشارہ
کرتے ہیں سے خشم و شہوت مار و طاؤس اندر ترکیب تو ہو دیوار این پایرو و نفس را
لین دستیار حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب رب العزت میں درخواست
کی کہ بار خدا یا مجھ سے اور آدم سے ملاقات کرادے تو میں اُسے پوچھوں کہ ہم کو اور

نہ ہوا

عالم و آدم و درستی
عالم و آدم

آپ کو کسو اسطہشت سے نکال کر دار بلا میں ڈالا ہو حق تعالیٰ نے ملاقات کرادی تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بطریق اعتراض کہا کہ تم وہی آدم ہو کہ اللہ نے تم میں روح خالص اپنی پھونکی اور ہر چیز کے نام تمکو بتلائے اور فرشتوں کو تمہارے سجدے کا حکم دیا اور بہشت میں تمکو رکھا حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں میں وہی آدم ہوں تب حضرت موسیٰ نے کہا کہ تمکو کیا سبب ایسا واقع ہوا کہ آپ کو اور ہکو بہشت سے نکال کر زمین پر ڈال دیا حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کون ہو جواب دیا کہ میں موسیٰ ہوں حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تو وہی موسیٰ ہی کہ اللہ نے تجھ سے کلام کیا اور تجکو رسول بنایا اور مرتبہ مناجات میں ممتاز کیا اور توریت عطا کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں میں وہی موسیٰ ہوں حضرت آدم علیہ السلام نے کہا سچ کو توریت میری خلقت سے کتنی مدت پہلے لکھی گئی تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا دو ہزار سال پیشتر حضرت آدم علیہ السلام نے فسہ ما آیا توریت میں موجود ہے وہی آدم ربہ فتویٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں موجود تھا تب حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر تجکو کیون ملاست کرتے ہو اس امر پر جو قبل میری خلقت سے دو ہزار برس پیشتر لکھا گیا اس مقام پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام غالب آئے موسیٰ علیہ السلام پر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ساکت ہوئے یہ بعینہ ترجمہ صحیح بخاری کی حدیث کا ہے بنیہ قہ حضرت موسیٰ و آدم علیہما السلام میں عوام الناس کو ایک بڑا شبہ ہوتا ہے کہ اگر اس قسم کی گفتگو صحیح ہو تو لازم آتا ہے کہ ہر ایک بدکار ناصح کو ساکت کر دے اور باب امر بالمعروف و نہی عن المنکر مطلقاً سدود ہو جائے کس لیے کہ جو امر شذنی نیک و بد سے پہلے پیدا ہے لکھ دیا ہے اور تقدیر نیکی و بدی موجب مجبوری صدور اس فعل میں نہیں ہے بلکہ تقدیر تابع وقوع کی ہے جو واقع ہوتا ہے مقدم کیا ہے خواہ با اختیار ہو یا بلا اختیار جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ تھی کہ حضرت آدم علیہ السلام گناہ انکار کرین اس لیے کہ تخلیق کا وقت و وقت انکار ہے اور حضرت آدم علیہ السلام اس وقت میں نہ مکلف تھے نہ تکلیف گناہ اور نہ راضی برگناہ صادر شدہ اور نہ عزم اپنا اسپر رکھتے تھے اور وجود انکار انھیں ابور میں منحصر ہے بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غرض اس سوال میں تفسیر تھی کہ تم سے یہ گناہ کس طرح صادر ہوا سو حضرت آدم علیہ السلام اس سوال

تفسیری کو تقدیر پر چھوڑ کر وضع کیا اور یہی ہی طریقہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو گناہ نشدہ سے پھر تعبیر کرنا بصیوان نہ چاہیے بلکہ جو گناہ اس سے صادر ہو چکا ہی تقدیر پر حوالہ کرے اور ظاہر ہی کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر اوقات تکلیف میں ہیں نہ بعد از موت اور بھی سرزنش و تعبیر لائق اس گنہگار کے ہوتی ہی کہ آسنے گناہ پر ندامت و نجات حاصل نہ کی ہو اور اگر مقدور پاوے پھر مرکب اس گناہ کا ہوا ورجان کوئی امر ایسا متحقق نہیں تو تعبیر و سرزنش اسکی خطا ہی کیونکہ جب وہ خود نادوم و شرمندہ ہی تو پھر غیرت دلانے سے کیا فائدہ اور سرزنش و تفضیح سے کیا نفع حضرت قدوة المحققین عمدة المحدثین استاذ الاستاذ مولانا عبد الغزیز الدہلوی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ایک عارف سے سماعت میں آیا کہ زلات انبیاء علیہ السلام ہر چند کہ صورت میں ہمزگ گناہ ہوتے ہیں لیکن معنی میں بکلت و اسرار پیچیدہ ہیں پس غیرت دلانا و سرزنش کرنا اسی شخص کا کام ہی جو اسرار آئی سے واقف نہیں نہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا و لہذا حضرت آدم علیہ السلام

انکے مدائح و اوصاف بیان کر کے یہ الزام دیا کہ افلمو منی علی امر قد قد من قبل ان اخلق ^{کہا است کہ انہی کے لئے اس بات پر جو عہد چاہتے تھے یہ سب سے پہلے} اور حاصل کلام حضرت آدم علیہ السلام کا یہ ہی کہ تم اس شخص کہ مراتب عرفان کے مرتبہ اقصیٰ کو پہونچا ہو اس سے نہایت بعید ہی کہ اس زلت و اسرار حرکت کو مجھ سے نسبت کرے اور فصل حکیم سے کہ اسرار حرکت تھا غافل ہو جائے معلوم کرو کہ خلقت میری خلافت زمین اور جہان کن کن کے لیے ہوئی ہی اگر میں مرکب احکام اس گناہ کا نہ ہوتا تو یہ کارخانہ کس طرح صورت پکوتا و نعم ماقیل سے کارپا کاں راقیاس از خود گیرہ گرچہ ماند و نوشتن شیر سیر ہا و حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اس جنس کے مواخذات اکثر ہیں مگر یہ بھی متقنا سے کمال معرفت و ایتقان ہی نہ دلیل نقصان عرفان از انجملہ تین حکایتیں حضرت خضر علیہ السلام کی ہیں کہ آخر سورہ کہف میں مذکور و موجود ہیں اور اس کتاب میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں بالتفصیل مذکور ہونگی فائدہ مشہور و مخفی میں یہ ہی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے ہیں تو قد مبارک اٹکا اتنا بلند تھا کہ جب پہاڑ پر جاتے تو تسبیح ملائکہ سنتے اللہ تعالیٰ نے سنا کہ گز کا کر دیا مگر یہ سخن مخالف ظاہر حدیث صحیح بخاری کے ہی جو کہ حضرت ابو ہریرہ نے روایت کی ہی خلق اللہ آدم و طویلہ ستون و زلفا یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور قد شریف اٹکا طویل میں ساٹھ یا تھہ کا تھا

شرح حدیث کو اختلاف ہو کہ ذراع سے ذراع آدم مراد ہی یا ذراع متعارف بعض قائل
 باول ہیں اور بعض مائل ثانی مگر قول اول ارجح ہو کذا فی فتح الباری صحیحین میں ابوہریرہ
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے
 آدم کو اور اس کا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا پھر خدا نے کہا آدم سے کہ جا ان فرشتوں کو سلام کہ بچہ
 کیا جواب دیتے ہیں کہ وہی سوال و جواب تیرا اور تیری اولاد کا ہے آدم نے فرشتوں سے
 کہا کہ السلام علیکم فرشتوں نے جواب دیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ فرشتوں نے رحمۃ اللہ کی لفظ
 زیادہ کی اور جو کوئی بہشت میں داخل ہوگا آدم کی صورت ہوگا یعنی ساٹھ ہاتھ کا قد ہوگا
 حضرت نے فرمایا کہ ہمیشہ لوگوں کے قد کم ہوتے گئے اب تک یعنی حضرت آدم سے جتنا زمانہ
 بعید ہوتا گیا آدمیوں کے قد بھی گھٹتے گئے بہشت میں سب برابر ہو جائینگے ہر چند ساٹھ ہاتھ کا
 قد اس وقت خوشنہیں کیونکہ ہمارے قد چھوٹے ہیں مگر بہشت میں خوشنہ ہونگے اسی لیے کہ سب
 برابر ہو جائینگے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ السلام علیک کرنا اور جواب میں وعلیک السلام و
 رحمۃ اللہ کرنا حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے جو سلام علیک چھوڑ کر بندگی اور مجربا آداب
 یا کورنش کرتے ہیں درحقیقت ناخلف ہیں اس لیے کہ اُس نے اپنے خاندان کی راہ چھوڑی
 لہذا فی ترجمہ مشارق الانوار بالجلہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہند میں قیام فرمایا اور اولاد
 ہونے لگی محال میں ہے کہ دستور پیدائش یوں قرار پایا کہ حضرت حوا ایک بیٹا و دوسری
 بیٹی بطن واحد میں جننے لگیں کہ بنی بار میں چالیس اولاد ہو گئی اول قابیل مع اقلیمیا بالکسر
 بلا حزمہ پیدا ہوئے اور آخر عبد المغیث تو ام امہ المغیث اور مقام تولد قابیل اور اقلیمیا اور
 ہابیل اور لبوذا میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ جب زمین پر حضرت آدم اور حوا علیہما السلام
 سو برس بعد بے تب قابیل با اقلیمیا پیدا ہوئے پھر ہابیل مع لبوذا پیدا ہوئے اور نزدیک
 محمد اسحق کے قبل صد و زلت بہشت ہی میں قابیل اور اقلیمیا ظاہر ہوئے تھے اور کچھ رنج
 و الم نہ ہوا بلکہ خون نفاس بھی نظر نہ پڑا تھا اور جب زمین پر آگئے تو ہابیل مع لبوذا ہوئے
 اور درد نہ کی تکلیف ہوئی اور نفاس میں تخفیف نہ ہوئی اور تفسیر زاہدی میں ہے کہ جمیع اولاد
 آدم علیہ السلام کی صلبی تو ام ہوئی ہے مگر حضرت شیث اور کلبی سے روایت ہے کہ فصل
 بین العلیین دو برس کا ہوتا تھا فائدہ تفسیر حسینی میں بقول ضعیف لکھا ہے کہ جب حضرت
 حوا کے آثار حل ظاہر ہوئے تو شیطان نے حوا کو بصورت مہول اگر ڈرایا کہ تیرے پیٹ میں

کوئی بلا ہی حضرت آدم علیہ السلام نے بھی سنا دونوں خوفناک دعائیں مشغول ہوئے تب
 اُس نے کہا کہ تم نگلیں نہو میں اسمِ عظم جانتا ہوں دعا کرونگا یہ بلا بدل جائیگی اور تم سا بشر پیدا ہوگا
 بشر طیکہ نام عبد الحارث رکھو اور نام ابلیس کا فرشتوں میں حارث تھا جب بنا ہوا تو عبد الحارث
 نام رکھا شاید اسی کا اشارہ سورہ اعراف میں ہو فلا تفشا حلت خلا خفیاً فمرت بہ فلما اثلقت دعوتہ
 ربہما النین اثینا صالحاً لکونن من الشاکرین فلما اتاہما صالحاً جعل لہ شرکار فیا انا ہما فتالی
 عسما یشرکون یعنی جب مرد نے عورت کو ڈھانپا حمل رہا ہلکا سا پھر چلتی گئی اُس سے پھر جب
 بوجھل ہوئی دونوں نے پکارا اللہ اپنے رب کو اگر تو بخشے چنگا بھلا تو ہم شکر کریں پھر جب دیا
 آنکو چنگا بھلا ٹھہرایے اُسکے شریک اُسکی بخشی چیز میں سوا اللہ او پر ہی اُنکے شریک بنانے سے
 پس اس حکایت سے جو تفسیر حسینی میں بقولے کر کے لکھی ہے پیغمبروں سے شرک ثابت ہوتا ہے
 اور حل اس شبہ کا یہ ہے کہ اولاً یہ قصہ غلط ہے اور یہ روایت ضعیف ہے مفسرین کا اس پر
 اتفاق نہیں اور ظاہر ہے کہ آیت میں ایک مرد و عورت کا مذکور ہے نہ کہ آدم اور حوا کا گو اول ذکر
 اُنکا ہو چکا ہو تا یا بر تقدیر تسلیم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو کچھ بنی آدم میں مقدر کیا تھا وہ حضرت
 آدم علیہ السلام میں ظاہر ہوا اس میں وہ نمونہ تقدیر تھا کہ اولاد کے گناہ اُنہیں نظر آئے جس طرح
 آئینہ میں صورت نظر آتی ہے چنانچہ نفس کی خواہش اور حکم الہی کا وجوب نہ سمجھنا اور بات
 کہ مکر بھول جانا اور دُے کر منکر ہونا یہ سب اولاد کی اوضاع انہیں نظر پڑ چکی تھی تا کہ تفسیر بیضاوی
 اور کشاف میں لکھا ہے کہ یہ آیت قصی بن کلاب کی شان میں وارد ہے یعنی جب اُس نے عورت
 قریشہ عربہ سے محال کیا تو باہم یہ شہ ط کی کہ اگر لڑکا شائستہ پیدا ہوگا تو خدا کا شکر کریں گے
 سوا اللہ نے چار بیٹے عنایت کیے انھوں نے ناشکری کی اور خدا کا شریک پیدا کیا اور
 عبد العزیٰ اور عبد مناف اور عبد قصی اور عبد اللہ ابن نام رکھا باجمہ اہل تفسیر کو شان نزول
 اس آیت میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک حضرت آدم اور حوا نے فریب کھایا اور ہوا وہ عدا
 اور قصد امصدر شرک فی الاسم ہوئے یعنی لفظ عبد اللہ کے مقام میں عبد الحارث نام رکھ دیا
 اور اگر یہ سمجھے ہوں کہ حارث خدا کا نام ہے تو بھی عجب نہیں اور بعض نے کہا یہ خطاب بنی آدم
 سے ہے یہ قول حکمرمہ اور اُسکے توابع کا ہے اور بعض کے نزدیک مخاطب قصی بن کلاب ہے اور
 اُسکی عورت یہ قول ابن کیسان اور اُسکے توابع کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نسبت شرک
 آدم و حوا سے بطریق مجاز ہے اور امراد انکی اولاد ہی اور تحقیق یہ ہے کہ حوا و راء اہل عرب

لا ینبئہ

یون جاری ہو کہ اولاد کو قاتل اجداد سے اور اجداد کو سوانح اولاد سے نسبت کر تین چنانچہ کلام ربانی میں بھی ایسا محاورہ واقع ہو سورۃ بقرہ میں اکثر جملہ طبعی نظم و نثر کے جملے اور لیسو مونکم سود العذاب اور بد بچوں اپنا کر کم حالانکہ یہ تینوں واسقے بنی اسرائیل کے اجداد کے ہیں اسی طرح اور آیات بھی ہیں اور کاتب کے نزدیک یہ تو یہ ہو کہ قرآن شریف اس امر کو ارشاد فرماتا ہو کہ مراد اس سے شرک اولاد ہو کیونکہ اللہ صاحب جلال و شرف و فرما تین بلقظ جمع اور اگر قصہ حارث مراد ہوتا تو جملہ شرکاء نازل ہوتا کیونکہ اس قصہ میں ایک شرک ہے زیادہ نہ تھا پھر شرک کمان سے کو پڑے اور اب اس کا نام بھی اسی ہے الٰہی وقوع علی اللہ عایشہ کن اس لیے کہ اگر شرک آدم و حوا مراد ہوتا تو ارشاد ہوتا تھا لی اللہ عایشہ شرکان اور اگر فرض کیا جائے کہ یہ قصہ صحیح ہو تو ہرگز کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ حضرت آدم علیہ السلام معلوم تھا کہ یہ شیطان ہے اور نام اس کا آسمان میں حارث ہے بلکہ الفاظ کا یہ نام مذکور ہے واضح ہوتا ہو کہ نام شیطان کا زمین میں حارث نہ تھا پس ممکن ہے کہ جب وہ مردہ ہو گیا ہو صورت بنا بر فریب وہی آیا اور یہ کہا کہ عجد الحارث نام رکھنا تو حضرت آدم علیہ السلام نے جانا ہو کہ یہ نام خراب کا ہو لہذا عجد الحارث رکھ دیا قطع نظر اس سے عجد کی لفظ کئی معنوں میں مستعمل ہو ایک معنی ملوک از روئے خلق و تلوین و دوسرا ملوک ہلک میں تیسرے کے معنی نیاز مند و حاجت روا و منت پذیر اہل عرب کہتے ہیں فلان عجد الفیہ ضائع ہو گیا ہے چھوٹا مکان اور انسان عبید اہل الاحسان یعنی انسان منت پذیر اہل احسان ہے اور شاگرد بھی اپنے استاد سے کہتا ہوا عجد کہ یعنی میں تیرا نیاز مند ہوں پس معنی اہل سواد کے خدا کے دوسرے کی نسبت تصور کرنا میں شرک ہے نہ اور معنی اور ظاہر ہو کہ حضرت آدم اور حوا نے شیطان کو بہ تبدیل صورت از قسم خواص جانا اور نام بیٹے کا عجد الحارث رکھا یعنی نیاز مند حارث اور منت پذیر حارث تو کیا قباحت ہوئی اور عتاب ہو ہوا سو ترک آداب پر ہوا اور یہ عتاب ترک ادب پر پیغمبروں سے موجب نقصان نہیں بالجمہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے اولاد ہوئی تو شریعت بضرورت یہ جاری ہوئی کہ انجناب ایک بطن کے مرد کو دوسرے بطن کی عورت سے نکاح کر دیتے تھے چنانچہ اقلیمیہ کہ خوبصورت تھی اور قابیل سے تو ام پیدا ہوئی تھی ہابیل کے واسطے تجویز کی اور لبوذا خواہ یہودا جو کہ یہ منظر تھی قابیل کے لیے بھرائی قابیل نے کہا میں اقلیمیہ کو لوں گا حضرت آدم علیہ السلام

یہ جملہ جملہ

یہ جملہ جملہ

فرمایا جو حکم آئی ہوا ہے میں اُس کو بجالاتا ہوں تو اسے قبول کر قابیل نے کہا میں نہیں مانتا
 تم بائیل کو زیادہ پیار کرتے ہو اس باعث سے یہ بات کہتے ہو حضرت آدم علیہ السلام نے
 فرمایا تم دونوں قربانی کرو جسکی قربانی قبول ہو وہ اقلیمیا کو پادے چنانچہ بائیل ایک
 بکری نہایت اچھی لایا اور پہاڑ پر چھوڑ گیا اور کہا کہ اگر میری قربانی قبول نہوگی تو میں
 اقلیمیا کو نہ لوں گا اور قابیل زراعت پیشہ تھا وہ ایک دستہ گیہوں کا لایا کم دانہ اور ہنکو
 پہاڑ پر رکھ کر یہ عہد کیا کہ میری قربانی قبول ہو یا نہ ہو اقلیمیا کو ضرور لے لوں گا اور اُس زمانہ میں
 یہ دستور تھا کہ قربانی رکھ دیتے تھے اگ اسے لیجاتی تھی اسی سے دریافت ہوتا تھا کہ
 فلاں شخص کی قربانی قبول ہوئی سو اس معرکہ میں یہ ہوا کہ جب قابیل اور بائیل اپنی اپنی
 قربانیاں رکھ آئے تو ایک آتش بلا دود آسمان سے نازل ہوئی اور بائیل حق شناس کی
 قربانی کو کہ ایک بکری بہت اچھی تھی اٹھالے گئی اور قابیل باحق شناس کی قربانی کو
 جو ایک دستہ گندم بلا دانہ تھا نہ لے گئی تب حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا اسی قابیل کو
 دیکھا خبردار ہو کہ اقلیمیا بائیل کا حق ہے اور اُسی کی روزی حلال ہے تجکو تعذر کرنا
 نہیں جائز اس بات سے آتش حسد قابیل کے دل میں بھڑکی اور دود حسرت نے چشم
 بصیرت کو تیرہ و تاریک کر دیا تو کہنے لگا واسد اسی بائیل تھے مار ڈالو گا ایسے کہ تیری قربانی
 مقبول ہوئی اور میری مردود ہو بائیل نے کہا پرہیزگاروں کی قربانی خلوص نیت سے
 قبول ہوتی ہے اگر تو ہاتھ چلا دیگا مجھ پر مارے کو میں ہاتھ نہ چلاؤں گا تجھ پر مارے کو میں اللہ سے
 ڈرتا ہوں کہ وہ سارے جہان کا صاحب ہے میں چاہتا ہوں کہ تیرے گناہ عمر کے ثابت
 رہیں اور میرے خون کا گناہ اور چڑھے اور میری عمر کے گناہ اتریں سبحان اللہ کدہ
 اگرچہ بائیل قابیل سے زور میں دونا تھا لیکن اسے خوف رب العالمین سے تسلیم
 و رضا کا شیوہ اختیار کیا اور سبب حق برادری کے کہا کہ تو اگر ماریگا تو میں نہ ماروں مگر
 قابیل نے بشرارت نفسانی ارادہ قتل میں مضبوطی پیدا کی اور فکر میں پڑا کہ جب موقع
 ملے ماروں الا طریق قتل میں متحیر تھا کیونکہ اُس وقت تک کہیں یہ معاملہ واقع
 نہ ہوا تھا ایک روز ابلیس پر تبلیس علیہ اللعن والغذاب بصورت انسان آیا اور ایک
 مار خواہ مرغ ہاتھ میں لایا اور اُس کو ایک پتھر پر مار کر دوسرے پتھر سے کھل ڈالا قابیل نے
 یہ طریق اپنے ذہن میں محفوظ رکھا یہاں تک کہ ایک روز بائیل جھل سے سیر کر کے آیا

پیش بابل

اور درخت بید کے نیچے لیٹ کر سو گیا قابیل اسے وقت کی راہ دیکھتا تھا سو اس نے ایک سنگ گران لیکر سر بابل پر مارا کہ سر پھٹ گیا بعض کہتے ہیں کہ پیشتر درخت بید ٹہر وار تھا اسی دن سے اس میں شرمین لگتا بعضے کہتے ہیں کہ عمر بابل کی بیٹی برس کی ہوئی بابلہ جب یہ واقعہ ہو گیا تو اب قابیل متحیر ہوا کہ لاش بابل کو کس کر دن وضع تافین سے واقف نہ تھا ناچار اپنے کندھوں پر لیے پھر تار باعضون کے نزدیک چالیس دن گھوما اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک برس کہ اس عرصہ میں نہایت پریشانی و تشکد ل ہوا اور درندوں پر نہ دن نے غلبہ کیا تب خداوند عالم نے آیات کو ابھیا اُس نے اپنی چوٹی سے زمین گریدی اور ایک کو اندر وہ آسمان چھپایا چنانچہ بابل نے لاش بابل ہی معاملہ کیا اور جب یہ ہوا کہ اس سے پیشتر کوئی انسان مرانہ تھا اور کہی نہ جانتا تھا کہ بدن مرد سے کا کیا کرنا چاہیے قابیل نے خیال کیا کہ اگر بدن بابل کا پڑا بیگا تو بھگو لوگ گرفتار کریں گے ناچار پوٹ باندھے پھر تار باجب کو اس نے یہ معاملہ کیا تو اس نے ایک بہائی کی خیر خواہی دوسرے بھائی کے حق میں دیکھی اور پشیمان ہو کے کہنے لگا کہ افسوس مجھے یہ بھی ہو سکا کہ ہوں ہر ابرار سے کڑے کے پھر چھپاؤن عیب اپنے برادر کا اور یہ احوال اللہ صاحب نے سورہ مائیدہ میں مفصل نازل فرمایا اور ہمارے حضرت علی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ یہ قصہ اہل کتاب کو سناؤ کہ تم حسد نہ کرو کیونکہ حاسد مرد و موتا ہی دیکھو بابل کمال نیاز سے اچھی سی بکری قربانی کو لایا اور غیب سے آتش بے دود نے اگر کھایا اور قابیل ایک دستہ گندم ناقص رکھ گیا آگ نے قبول نہ کیا تب حسد میں گیتا ہوا کہ اپنے بھائی کو مار ڈالا اگرچہ بابل کو قابیل کے مارنے میں رخصت تھی مگر باجائے قطع ورجہ شہادت مارنے سے انکار کی کہ میں نہ مار ڈنگا اور یہ بھی خیال کر لو کہ بابل جو پیشتر حکم پر تھا اسکی نیاز قبول بارگاہ اتنی ہوئی اور قابیل کہ نافرمانہ وار تھا اسکی قسہ بانی کسی نے نہ پوچھی اور ایسی بلا میں پڑ گیا کہ جب جان میں خون ہوتا ہی اسپر بھی ایک وبال جڑھتا ہی کیونکہ رسم قتل ناقص کی قابیل نے اس جان میں جاری کی ہو اور اول بڑا گناہ روئے زمین میں ہی ہوا ہو و لہذا حدیث شریف میں آیا ہو کہ من سن سنہ سبیتہ کان کہ قتل منہا یعنی جو کوئی طریق بد خلاف شرع ایجاد کرے اور اسپر کوئی عمل کرے تو حامل دو جہ دو نون شریک شمار کیے جاتے ہیں اور توبت میں بھی فرمایا ہو کہ ایک کو مارا جائے

سب کو ماری یعنی ایک کے کرنے سے اور دلیر ہوتے ہیں تو سب کے گناہ میں وہ اول بھی شریک ہو اور جیسا ایک کو جلا یا سب کو جلا یا یعنی ظالم کے ہاتھ سے بچا دیا کہا قال اللہ فی سورۃ المائدۃ من اجل ذلک کتبنا علی بنی اسرائیل انہ من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض حکما نقتل الناس جمیعا ومن احیا ما نکانا ایسا الناس جمیعا تفاسیر مقبرہ میں وارد ہے کہ جب قابیل اہیل کو زمین میں دفن کر کے چلا تو حکم ہوا کہ اسی زمین اسکو پکڑو زمین نے پکڑا اور تازنوا اسکو نگھا اسوقت قابیل نے کہا یا اسی شیطان مردود نے بڑی نافرمانی کی اور آدم میرے باپ نے درخت ممنوع عنہ کا پھل خلافت حکم کے کھایا وہ دونوں اس بلا میں نہیں پڑے میرا ایسا قصور کیا ہے ارشاد ہوا کہ شیطان لعین نے کوئی خون ناحق نہیں کیا اور آدم تیرے باپ نے صلہ رحم کو قطع نہیں کیا تھا جو انکو یہ سزا دی جاتی اور تجھ سے دونوں گناہ صادر ہوئے ہیں اس واسطے تو ایسی سزا کا مستحق ہے پھر حکم ہوا اسی زمین اسکو پکڑ لے ملعون جانے پائے تب زمین نے تاسینہ خوب دبایا تو قابیل نے کہا یا اسی بھرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ چنکا نام مبارک تیرے نام پاک کے ساتھ لکھا ہوا ساقی عرش پر میں نے دیکھا تھا رحم فرما حکم ہوا کہ اسی زمین اب اسے چھوڑ دے کہ زمین نے بلاتامل رکھا اور ایک روایت ہے کہ حکم اتنی صادر ہوا قصاص کا تو قابیل اقلیمیا کو لیکر جانب میں بھاگا اور اسکی اولاد کثرت سے ہوئی اور آخر کار اپنے پیسہ صلبی مسمی مائیا کے ہاتھ سے مارا گیا اور نصف عذاب و دوزخ بروایت صحیحہ قابیل پر ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ ہر روز زندہ کیا جاتا ہے اور مارا جاتا ہے تفسیر زاہدی میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اس حال سے معرفت حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اسطرح اطلاع ہوئی کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بنا براداسے مناسک حج بیت اللہ تشریف لیچلے تو اسوقت قابیل باوصف تلاش نہ ملا اور راہ عجیب انقلاب و تغیر پایا گیا کہ بعض درخت ٹہر دار پر ٹہر نہ تھے اور بعضوں میں تھے مگر نہایت کم اور اشجار خاردار راہ میں نہایت کثرت سے موجود تھے حالانکہ پیشتر انکا وجود نہ تھا اور وہ ویلے جو کہ انسان سے الفت و موانست کرتے تھے وہ آدمیوں کو دیکھ کر بھاگتے تھے پھر ایک آندھی ایسی آئی کہ عالم تاریک نظر آنے لگا اور قلوب بنی آدم میں ہول و خوف ایسا طاری ہوا کہ ہر شخص متحیر و حیران ہوا اور حضرت آدم علیہ السلام بھی گھبرائے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھنے لگے کہ اے امین خدا یہ تغیر و انقلاب جو نظر آتا ہے اول کبھی تھا

در اطلاع بنی آدم

اسکا سبب جو تم جانتے ہو بیان فرماؤ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سبب تغیر و انقلاب
شومی معصیت قایل سپر لائق و نا فرما بردار تمھارے سے ہوئی ہو کہ اُس نے ناحق بائبل
اپنے بھائی کو مار ڈالا یہ حال شکریہ حضرت آدم علیہ السلام کو ایسا غم و الم دامگیر ہوا کہ پانسو ہر تک
نہیں ہٹے اور ایک روایت ہے کہ دو برس تک قہر بائبل پر قیام پذیر رہے اور ایک شریہ بھی
نظم فرمایا گویا مضمون یہ تھا کہ آہ حزقہ کا ندیرین لوح و درنگ و حرف ثابت شدہ بان
نقش سنگ و ازہان غم ہر غم عالم بود و آدم غما غم آدم بود و بالجمہ حضرت آدم و حوا کو شدت
غم و رنج کی اُس وقت تک رہی جب تک حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے اور حضرت
جبریل علیہ السلام نے اللہ صاحب کی طرف سے پیغام دیا کہ یہ نعم البدل تم کو عنایت ہوا ہے
اب غم و الم دل سے دور کرو اُس وقت حضرت آدم و حوا کو فی الجملہ سکین ہوئی روایت ہے
کہ جب ایام موت قایل کے قریب پہنچے تو شیطان لعین نے بصورت انسان اگر کسا
کہ بائبل آتش پرست تھا اسی سبب سے اُسکی قربانی آتش بنے دو دیگنی جو تم بھی آگ کو
سجدہ کرو تو سب دیو و پری تمھارے مسخر ہوں اور مثل آدم تمھاری قدر ہوا اور آگ تمھاری
معین و مددگار رہے چنانچہ قایل آتش پرست ہوا اور اُسی وضع پر مڑا اور اولاد اُسکی
مین میں رہی اور شیوہ آتش پرستی بوضع پدر جاری رکھا اور مانند حیوانات لای عقل
مان بہن اور بو بیٹی سے وطی کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت ادریس نے انپر چاؤ کیا
فائدہ معلوم ہوتا ہے کہ مادہ خلقت قایل اُس ائمہ سے ہوا تھا جسکو حضرت آدم و حوا نے ہشتین
کھایا تھا اور اس وجہ سے ایسی نافرمانیاں اُس سے صادر ہوئیں کہ آتش پرست ہو گیا
اور وہی اثر اُسکی اولاد میں ظاہر ہوا اور ہر چند حضرت آدم علیہ السلام نے بحکم الہی دُوحہ
فرمائی اور معجزے دکھلائے کسی نے نہ مانا فائدہ شریعت حضرت آدم علیہ السلام میں پچاس
وقت کی نماز اور روزے ایام بیض فرض تھے و غسل جنابت لازم تھا اور خون و خوک و مردار و متنا
منوع تھے اور حضرت آدم علیہ السلام جلد احکام اپنی شریعت کے اولاد پر جاری فرماتے تھے
اور جب وفات کے دن قریب پہنچے تو اپنی اولاد کو جمع کر کے احکام شریعت کی وصیت
فرمائی اور اطاعت شیطان سے نہی کی اور حضرت خلیف علیہ السلام کو امیر و وصی گردانا
اور ارشاد کیا کہ دنیا میں آرام سے نہ بنا اور عورت کے کہنے پر عمل نہ کرنا اور ہر ایک کام کا
انجام سعی لینا اور جس کام میں تردد واقع ہو اُس میں تاہل کر کے چھوڑ دینا اور جو کوئی کام

بعض کے نزدیک
جبریل علیہ السلام نے
فرمایا کہ یہ سبب
تغیر و انقلاب
شومی معصیت قایل
سپر لائق و نا
فرما بردار
تمھارے سے
ہوئی ہو کہ
اُس نے ناحق
بائبل
اپنے بھائی
کو مار ڈالا
یہ حال
شکریہ
حضرت
آدم علیہ
السلام
کو ایسا
غم و الم
دامگیر
ہوا کہ
پانسو
ہر تک
نہیں
ہٹے
اور ایک
روایت
ہے کہ
دو برس
تک
قہر
بائبل
پر
قیام
پذیر
رہے
اور ایک
شریہ
بھی
نظم
فرمایا
گویا
مضمون
یہ
تھا
کہ
آہ
حزقہ
کا
ندیرین
لوح
و
درنگ
و
حرف
ثابت
شدہ
بان
نقش
سنگ
و
ازہان
غم
ہر
غم
عالم
بود
و
آدم
غمما
غم
آدم
بود
و
بالجمہ
حضرت
آدم
و
حوا
کو
شدت
غم
و
رنج
کی
اُس
وقت
تک
رہی
جب
تک
حضرت
شیث
علیہ
السلام
پیدا
ہوئے
اور
حضرت
جبریل
علیہ
السلام
نے
اللہ
صاحب
کی
طرف
سے
پیغام
دیا
کہ
یہ
نعم
البدل
تم
کو
عنایت
ہوا
ہے
اب
غم
و
الم
دل
سے
دور
کرو
اُس
وقت
حضرت
آدم
و
حوا
کو
فی
الجملہ
سکین
ہوئی
روایت
ہے
کہ
جب
ایام
موت
قایل
کے
قریب
پہنچے
تو
شیطان
لعین
نے
بصورت
انسان
اگر
کسا
کہ
بائبل
آتش
پرست
تھا
اسی
سبب
سے
اُسکی
قربانی
آتش
بنے
دو
دیگنی
جو
تم
بھی
آگ
کو
سجدہ
کرو
تو
سب
دیو
و
پری
تمھارے
مسخر
ہوں
اور
مثل
آدم
تمھاری
قدر
ہوا
اور
آگ
تمھاری
معین
و
مددگار
رہے
چنانچہ
قایل
آتش
پرست
ہوا
اور
اُسی
وضع
پر
مڑا
اور
اولاد
اُسکی
مین
میں
رہی
اور
شیوہ
آتش
پرستی
بوضع
پدر
جاری
رکھا
اور
مانند
حیوانات
لای
عقل
مان
بہن
اور
بو
بیٹی
سے
وطی
کرتے
رہے
یہاں
تک
کہ
حضرت
ادریس
نے
انپر
چاؤ
کیا
فائدہ
معلوم
ہوتا
ہے
کہ
مادہ
خلقت
قایل
اُس
ائمہ
سے
ہوا
تھا
جسکو
حضرت
آدم
و
حوا
نے
ہشتین
کھایا
تھا
اور
اس
وجہ
سے
ایسی
نافرمانیاں
اُس
سے
صادر
ہوئیں
کہ
آتش
پرست
ہو
گیا
اور
وہی
اثر
اُسکی
اولاد
میں
ظاہر
ہوا
اور
ہر
چند
حضرت
آدم
علیہ
السلام
نے
بحکم
الہی
دُوحہ
فرمائی
اور
معجزے
دکھلائے
کسی
نے
نہ
مانا
فائدہ
شریعت
حضرت
آدم
علیہ
السلام
میں
پچاس
وقت
کی
نماز
اور
روزے
ایام
بیض
فرض
تھے
و
غسل
جنابت
لازم
تھا
اور
خون
و
خوک
و
مردار
و
متنا
منوع
تھے
اور
حضرت
آدم
علیہ
السلام
جلد
احکام
اپنی
شریعت
کے
اولاد
پر
جاری
فرماتے
تھے
اور
جب
وفات
کے
دن
قریب
پہنچے
تو
اپنی
اولاد
کو
جمع
کر
کے
احکام
شریعت
کی
وصیت
فرمائی
اور
اطاعت
شیطان
سے
نہی
کی
اور
حضرت
خلیف
علیہ
السلام
کو
امیر
و
وصی
گردانا
اور
ارشاد
کیا
کہ
دنیا
میں
آرام
سے
نہ
بنا
اور
عورت
کے
کہنے
پر
عمل
نہ
کرنا
اور
ہر
ایک
کام
کا
انجام
سعی
لینا
اور
جس
کام
میں
تردد
واقع
ہو
اُس
میں
تاہل
کر
کے
چھوڑ
دینا
اور
جو
کوئی
کام

پیش آدے اُسین اپنے دوستوں سے مشورہ کرنا اور نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
 باحسن وجہ حفاظت کرنا فائدہ قصہ حضرت آدم علیہ السلام میں بنی آدم کو عبرت و پند ہی
 کہ ایک زلفت حضرت آدم علیہ السلام کو اسطرح ماخوذ کیا کہ بہشت سے نکالا جو لوگ اولاد آدم
 علیہ السلام سے گناہوں میں گرفتار رہتے ہیں انکا حال دیکھا چاہیے کیا ہوگا پس بنی آدم کو
 لازم ہو کہ صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے حتی المقدور اجتناب کریں اور اپنے باپ کا حال یاد کر
 نصیحت پکڑیں فائدہ قصہ حضرت آدم علیہ السلام میں جو سورۃ بقرہ میں مذکور ہوا ہوا ارشاد
 فرماتے ہیں اَبْطُو اِلَیْہِمْ جَمْعٌ حَالًا لَّکُمْ اِطْلَاقُ جَمْعٍ کَا تِیْنٍ سَے کم پر نہیں ہوتا اور اس مقام میں
 سوائے حضرت آدم و حوا کے اور کوئی قابل اخراج از بہشت نہ تھا تو ایسے مقام پر اَبْطُو
 چاہیے تھا دوسرے جب ایک مرتبہ اَبْطُو فرما چکے پھر قلنا اَبْطُو اَمْنُہَا جَمْعًا کَا کِیْفَ لَکُمْ ہُو
 حل اس اشکال کا یہ ہو کہ صیغہ جمع کا اطلاق اس سبب سے ہو کہ تمام نوع بنی آدم کی مراد ہو
 اور منظور سارے نوع کا اخراج تھا لہذا صیغہ جمع لائے یا اس سبب سے کہ مار و طاؤس
 و ابلیس لعین بھی اس خطاب میں شریک ہیں اور جو مکر رہے ہوا ارشاد ہوا ہوا اسکا فائدہ یہ ہو
 کہ اول حکم تھا اخراج کا جنت سے اور دوسرا حکم ہو استقرار کا زمین پر اور بھی اس بات پر
 اشارہ ہو کہ رجوع بہشت کی امید فی الفور نہ رکھو یعنی اسکا خیال نہ کرو کہ قبولیت تو بہ سے
 فوراً بہشت میں جا کے وہاں کی نعمتوں سے متمتع ہونگے بلکہ زمین پر وقت موعود تک
 رہنا پڑیگا فائدہ میر سید علی ہمدانی کتاب ذخیرۃ الملوک کے پانچویں باب میں لکھتے ہیں
 کہ ایام حیات حضرت آدم علیہ السلام میں چالیس ہزار اولاد پیدا ہوئی اور یہ حضرت
 اپنی اولاد کو فرمان حق پہونچاتے رہے اور ضبط قانون و دستور انکی معاش کا علی السوچ تھا
 یعنی برابر انہیں اوقات بسر کرتے تھے اور کھانا پیٹ بھر نہ کھاتے تھے اور سہا ہوا کپڑا
 نہ پہنتے تھے اور ہنستے نہ تھے اور بات بلا ضرورت نہ کرتے تھے اور غایت ضعف و بڑھاپے
 اُنکے پہلو کی ہڈیاں سیرھی کی طرح ہو گئی تھیں اکثر اوقات کہ مراقبہ میں بیٹھتے
 تو مرد و عورت انکی اولاد میں سے آتے اور انکی پسلیوں پر سے کاندھوں پر چڑھ کر سر پر
 بیٹھتے تھے اور دوسری طرف سے اتر آتے تھے اور حضرت آدم اپنا سر نہ ہلاتے تھے اور
 بعضے انکو جب ملامت کرتے تو حضرت کہتے تھے کہ جو کچھ میں نے دیکھا ہو تم نے نہیں دیکھا
 اور جو کچھ میں نے اٹھائے ہیں تم نے نہیں اٹھائے دیکھو مجھ کو ایک حرکت کے واسطے

اولاد حضرت آدم

نعم جنان سے اذرو سے عتاب عالم پریشان مین ڈال دیا سو مین خوف کرتا ہوں کہ مہاوار
 دوسری حرکت مجھ سے ہووے تو اسفل السافلین میں قید ہو جاؤں فائدہ کتب معتبرین
 لکھا جو کہ جب وقت حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت شیت کو وحی فرمایا تو ایک صندوق
 نکالا اور اسکا تفل کھولا اور اس میں سے ایک صحیفہ نکال کر دکھلایا اس میں صفات و علامات
 و تجزات پہنچے دن کے لکھے ہوئے تھے اور انکی زبانوں و بلاؤں و عشاؤں کا بیان تھا
 سب بیان فرمائے یعنی اول اپنا ذکر کیا پھر حضرت شیت کا بیان تاکہ حضرت
 نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کیا بعد اُس کے صفات حضرت ابو بکر صدیق کے پھر
 حضرت عمر فاروق کے پھر حضرت عثمان غنی النورین کے پھر حضرت علی ابن ابی طالب
 رضی اللہ عنہ کے ذکر کیے پھر حضرت حسنین علیہما السلام کے صفات بیان فرمائے بعد ازاں
 اُس صیغے کو لپیٹا اور اسی صندوق میں رکھ کر کہا اے جان پروردگار خلافت کو تقویٰ اور
 پرہیزگاری سے زینت دینا اور میری شریعت پر عمل کرنا پھر ایک انگوٹھی عنایت فرمائی
 اور ابن عباس کہہ غیب رضی اللہ عنہ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت
 کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آخر عمر میں سکوت و قلت کلام اختیار فرمایا اس
 غصہ میں اولاد انکی قریب چالیس ہزار کے تھی وہ سب جمع ہو کر آئے اور کہا اے پر
 مہربان کیا وجہ ہے تم ہم سے نہیں بولتے اگر ہم لوگوں سے کچھ قصور یا گناہ ہو اے تو آگاہ
 کیجیے کہ توبہ و استغفار کریں فرمایا اے جان پروردگار اللہ تعالیٰ نے شامت گناہ سے بھکو
 جنت فردوس سے خارج فرما کر زمین پر ڈالا کہ تمام عمر میری حزن و اندوہ و تپ و تاب میں
 گزری اور اس اندیشہ و فکر میں رہا کہ ایسا چلہ کمان سے پیدا کروں جس سے پھر جنت
 پہنچوں سو اُس وقت وحی ہوئی کہ قلت کلام اختیار کرتا میری ہسا لگی پھر نصیب ہر
 اسلئے میں نے سکوت اختیار کیا ہے اور ابن صلاح نے اپنی کتاب الامالی میں محمد ابن المنذر
 نقل کیا ہے کہ حضرت ابوالبشر علیہ السلام نے جناب حق میں عرض کیا کہ اے میں درخواست
 کرتا ہوں کہ انفاس باقیہ میری زندگی کے بعد و تسبیح میں گزیریں مگر اے خدا تو نے مجھے
 رراعت و حرقت میں ایسا مشغول و مشغوف فرمایا ہے کہ مجھے کچھ بھی نہیں ہو سکتا سو مجھ کو
 ایسی چیز تعلیم فرما جو کہ تمہید و تسبیح تمام ظائق کا جامع ہو خالق عالم نے وحی بھیجی کہ صبح
 و شام تین مرتبے پڑھ اگر اللہ رب العالمین عذاب الیافی نعمہ و یکانی مزید کر مہ اور ابن عباس

ذکر وفات النبی

اور حاکم وغیرہ اہل حدیث رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں کہ جب ایام وفات حضرت
 ابوالہشیر آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب ہوئے تو انکو خواہش میوہ ہائے
 جنت کی پیدا ہوئی چونکہ خود بسبب ضعف و خافت و سقوط قوت کے حرکت سے معذور
 بیٹھوں سے ارشاد کیا کہ تم میرے واسطے بہشت کا میوہ اللہ سے طلب کرو اور اُس ایام میں طلب
 حاجت و استجابت و عورت کا یہ دستور تھا کہ زمین کعبہ کرم پر جا کر دعا کرتے تھے حاجت روا
 ہوتی تھی سو ابنا سے آدم علیہ السلام حکم پر ذمی الاکرام دعا کرنے کو جانب کعبہ روانہ ہوئے
 چند گام چلے گئے کہ حضرت جبرئیل امین مع دیگر فرشتگان ملاقی ہوئے اور مقصود حرکت سے
 استفسار کرنے لگے انھوں نے ماجرا سے فرمایش آدم علیہ السلام ظاہر کیا فرشتوں نے
 کہا کہ تم سب کوٹ چلو ہم فرمایش تمھارے باپ کی لائے بین سو وہ لوگ ہمراہ فرشتوں کے
 واپس آئے اور حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اُس وقت حضرت آدم علیہ السلام
 گھر میں بیٹھی تھیں انکو ملائکہ موت کے دیکھنے سے خوف و انگیز ہوا کہ دم بدم حضرت آدم علیہ السلام
 پاس آئے جانے لگیں آخر کار حضرت آدم علیہ السلام نے زہر و قویح سے فرمایا دو روہر ہو سیکر
 پاس سے کہ جو کچھ بچھیر گذر اہی صرف تیرے سبب سے ہر اب تو ما بین میرے اور خدا کے
 رسولوں کے مابین نہوا الغرض فرشتوں نے قبض روح شریف آدم علیہ السلام کی میوہ
 جنت کی خوشبو سے فرمائی اور بولے کہ اے بنی آدم دیکھ رکھو اور یاد کر لو کہ اُس وقت جو معاملہ
 کہ ہم تمھارے باپ کے ساتھ کریں اسی طرح تم اپنے موتے سے کرنا بعد ازاں حضرت جبرئیل
 ایک خوشبو مرکب ہچوار گچہ اور ایک کفنی بہشتی اوچند برگ کنار جنتی نکالے اور غسل دیا
 پھر کفن پٹنایا اور حوط ملا اور نعش اٹھا کر کعبہ میں لے گئے اور نماز پڑھ کر مسجد حنیف کے
 متصل دفن کیا و ہر وہاں سے کہ وہ بوقبیس میں جسکو غارا اکثر بولتے ہیں دفن کیا تا زمانہ طوفان
 قبر اسی جگہ تھی وقت طوفان فوج علیہ السلام نے جسد مبارک کو ایک تابوت میں رکھ کر کشتی پر
 رکھ لیا تھا جب طوفان ہو گیا بوقبیس پر دفن کیا اور ایک روایت ہے کہ بیت المقدس میں
 یا نہج کو دفن میں دفن کیا اور بعض کے نزدیک سرانڈیپ میں دفن کیا لیکن یہ روایت ضعیف ہے
 اور بروایت صحیح وفات حضرت آدم علیہ السلام کی مکہ شریف میں ہوئی اور ابوالشیخ نے
 خالد بن معدان سے نقل کیا ہے کہ بہو ط آدم ہند میں ہوا اور وفات بھی ہند میں ہوئی
 مگر بعد وفات دوستوں خواہ ڈیڑھ سو مرد اولاد آدم سے جنازہ اٹھا کر کعبہ شریف کے متصل

اُن حضرت آدم

حضرت آدم علیہ السلام
دفن کیا گیا
سارہ اور خدیجہحضرت آدم علیہ السلام
دفن کیا گیا
سارہ اور خدیجہ

لائے ہیں وہو الامح اور یہ بھی نقل کیا ہے کہ وقت وفات آدم چالیس ہزار بی آدم تھے لیکن
 فرزند جو اسطہ اکالیس نفر تھے اکیس مرد اور بیس عورتیں خواہ انیس عورت اور باکیس مرد
 اور دارقطنی نے اپنے سنن میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ امام صلوة جنازہ حضرت جبریل
 علیہ السلام تھے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت شیت علیہ السلام امام ہوئے اور چار
 تکبیریں فرمائیں اور قبلہ کی طرف سے محدین رکھا اور قبر کو بھلی کھودا تھا بعد ازاں ہچو کو ہانک
 بنایا اور ابن عباس نے ابی ابن کعب سے روایت کی ہے مرفوعاً کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بعد
 طاق غسل دیا تھا اور ابن عساکر نے عطا خراسانی سے نقل کیا ہے کہ بعد وفات آدم علیہ السلام
 ام البشر نے سات دن غم و ماتم کیا تھا اور صحیح یہ ہے کہ عمر حضرت آدم علیہ السلام کی نہشت
 سال کی ہوئی اور ایک روایت میں ہزار سال لکھی ہے اور تطبیق میں الروایتیں یوں ہو سکتی ہیں
 کہ جو لوگ قائل باول ہیں وہ قیام عالم دنیا مراد کہتے ہیں اور جو ہزار برس کی کہتے ہیں
 وہ چالیس برس مابین مہود و ولادت کے بھی شامل کرتے ہیں اور حدیث شریف میں ہے
 کہ عمر آدم الف سنہ قمریہ روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام گیارہ دن بیمار رہے تھے اور
 ایک روایت میں اکیس دن ہیں اور آخر مرض میں حضرت شیت کو بھی کیا تھا اور حضرت
 حوا کی وفات تین دن بعد وفات آدم علیہ السلام سے ہوئی تو ہوا سیتے ایک برس بیوہ
 رہیں و بروایت سات برس اور حضرت آدم کے پلو میں مدفون ہیں اور خواجہ عبدالکریم
 مؤلف نادرنامہ لکھتے ہیں کہ میں نے قبر حضرت حوا کی جدیوں میں سے ہوا دیکھی ہے مقابل
 ایک گنبد کو چاک واقع ہے اور طول قبر یکصد و نو و ہفت قدم ہے مولانا رفیع الدین محدث
 رسالہ تقویم التواریخ میں لکھتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام تاریخ ہشتم شہر ربیع الثانی مطابق
 وہم محرم روز جمعہ بہشت سے جزیرہ سراندیپ میں اترے اور یہی مبداء تاریخ قرار پایا چنانچہ
 وفات نوسو و تیس شمسی میں ہوئی اور تفاوت شمسی و قمری کا تیس برس کا ہوتا ہے تو بحساب
 قمری نوسو ساٹھ برس دنیا میں رہے اور چالیس برس بہشت میں بسر ہوئے پس تمام عمر
 ہزار برس کی ہوتی ہے اور از روئے تحقیق فقیر کو ثابت ہوا کہ ابتداء سے پیدائش آدم علیہ السلام
 اب تک سات ہزار ایک سو اکتھ برس شمسی گذرے ہیں نقیۃ الاخبار میں لکھا ہے کہ حضرت
 آدم علیہ السلام کے ریش مبارک نہ تھی تا آخر عمر بصورت امرد رہے مگر انکی اولاد میں اول
 حضرت شیت علیہ السلام کے ڈاڑھی نکلی ہے اور حضرت ام البشر حوا نہایت مشابہ حضرت

ابو البشر آدم علیہ السلام سے تعین لیکن حیرت الفقیہین لکھا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام
 حوا کو انوع ترین سے مزین دیکھا تو کہا یا اتی مجھ کو کس زینت سے مزین فرما و یگا تو خالق
 ذو الجلال والا کرام نے ریش سے زینت بخشی و ہذا القول اقرب الی الصواب و روایت ہے کہ
 دارالمقام میں کسی پیغمبر کے ریش نہوگی مگر آدم و نوح و ابراہیم و محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے
 اور صحیح یہ ہے کہ حضرت ابو البشر اور ابو الارواح علیہما السلام کے ڈاڑھی ہوگی اور بعض حضرات
 ابراہیم علیہ السلام کو بھی شریک اس تفصیل میں کرتے ہیں وہب ابن منبہ سے منقول ہے
 کہ حضرت حوا کو خالق عالم نے بصورت آدم علیہ السلام پیدا کیا لیکن چہرہ امور میں فرق
 رکھا تھا یعنی پوست بدن انکا نازک تھا اور رنگ صاف و شفاف و خوشتر اور آنکھیں سرخ
 سیاہ تر اور بینی مبارک فرد اور دندان شریف ہر گویا ہر صفت تراور تہلیلان نرم و
 نازک تر اور فرق نورانی پر سات سو گیسو مراد و یوا قیت سے گندھے ہوئے تھے جنہیں
 مشک و عنبر و زعفران کی خوشبو آتی تھی اور جس دم کھل جاتے تھے تمام مکان معطر و معطر
 ہو جاتا تھا فائدہ جمہور علماء اسلام اتفاق رکھتے ہیں کہ عالم ملکوت نافرمانی و عصیان

سہا پانچون و

دیان مصروف
 و شغلان و حسیان

مخفوظ و معصوم ہیں چنانکہ آیات قرآنیہ مثلاً لا یصون الہد ما ام ہم و یفعلون ما یؤمرون

و بل عباد ذکر مون لا یبقونہ بالقول و سم ما مرہ یفعلون سے واضح ہے کہ یہ قصہ کسی وجہ

بر خلاف اس عقیدے کے صاف و صریح معلوم ہوتا ہے چنانچہ فرقہ حشویہ ہمیں وجہ

معصومیت فرشتوں سے منکر ہیں آرا بخلاف اول کہنا فرشتوں کا انجمل فیہا من یفسد

فیہا کہ یہ طریق طریق اعتراض ہے اور اعتراض خداوند تعالیٰ پر گناہ ہے دوسرے

فرشتوں نے بنی آدم کی غیبت کی ہے کہ ویسفک الدماء اور غیبت گناہ کبیرہ ہے تیسرے

خود ستانی کہ نحن نسیج بھدک کہ یہ حقیقت میں عجب ہے اور عجب امور خسیسہ سے ہے۔

چوتھے حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے انکنتم صادقین اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے کا ذبح

پانچویں الم اقل لکم انی اعلم الا تعلون اس سے واضح ہے کہ فرشتوں کو علم اتی میں

شبہ تھا چھٹے لا علم لنا الا ما علمتنا کہ توبہ اور غزری اور توبہ دلیل ہے صد و گناہ کی

جواب اسکا تحقیق یوں دیتے ہیں کہ انجمل فیہا اعتراض نہیں ہے بلکہ بیان اس امر کا

کہ ہر گویا اس حکمت اس ارادے کی معلوم نہیں ہوتی ہے ہر ساری تشفی کردی جاے

اور بیان اشکال واسطے طلب جواب کے بے ادبی نہیں ہے چنانچہ اکثر تلامذہ

اساتذہ ست یون ہی یک کر کے بین نہ و من عقل کا یہ قاعدہ ہو کہ جب کسی کی نسبت حکمت کا مدعا کا اعتقاد رکھتے ہیں اور اُس سے کوئی ایسا امر صادر ہو کہ وجہ اسکی ظاہر میں پوشیدہ ہو تو ازراہ عجب پوچھتے ہیں کہ اس میں کیا سہری اور غیبت بنی آدم کے سوال میں واسطے تعرض محل اشکال سکے ہو نہ بقصد تحقیر اور اباحت اور یہ قسم غیبت کی حامل ہو اور غوثانی فرشتوں کا بقصد عجب نہ ہی بلکہ باین طور تھی کہ ہر کو مرتب علم اور کمال حکمت میں تیری کچھ شبہ نہیں ہو اس واسطے کہ ہم ہمیشہ تیری تسبیح و تقدیس اور حمد و شکر میں مشغول رہتے ہیں بلکہ سوال ہمارا محض واسطے طلب وجہ حکمت ملے ہو تاکہ یہ ستر ہم پر منکشف ہو جائے، ورنہ فرانا خدا و تعالیٰ کا انکسار مساوقین دلیل کذب صریح کی نہیں ہو بلکہ مراد یہ ہو کہ تم اپنی تقدیس و تحبہ کمال جانتے ہو حال انکا ایسا نہیں ہو او۔ اُنکی اعظم غیب السموات و الارض و قمر و شبہ پر نہیں کرتا ہو بلکہ یاد دلاتا ہو اُس چیز کا جسکو جانتے تھے اور وقت ال کے بھول گئے تھے اور عرض کرنا فرشتوں کا سہاگ لاکھ لاکھ اعتراف و توبہ ہو دلالت نہیں کرتا ہو مگر ترک اولیٰ پر اس واسطے کہ سوال جو وجہ حکمت سے افعال آئیہ میں اہل کمال کی شان میں ہو کہ راقعہ مولانا استاد ذالک بل استاد اہل حضرت شاد عبد العزیز الدہلوی فی تفسیر العزیزی قائل ہیں اس قصہ سے معلوم ہو کہ افعال عظیمین جو شان سجدہ کے ہو کیونکہ نہیں ہو اس واسطے کہ ایک ہی سجدہ کے ترک سے ایسے مومن ابدی ہو گیا حالانکہ ایک بندہ کے واسطے حکم یا تمنا پس جو پست واسطے حکم سجدہ کا فرمایا ہو اُس کے ترک میں دیکھا جاتا ہے کیا جوتا ہو الا انہ غفور رحیم حدیث شریف میں آیا ہو کہ درخ عرصات قیامت میں بلائی جاگی اسوقت بنا بہ تیز مسلمان و کافر اور مخلص و منافق کے حکم سجدہ کا فرمایا گیا مسلمان خاص سجدہ سے کریں گے اور منافق اور کافر جب سجدہ کا ارادہ کریں گے تو پشت اُنکی مثل تنگ آہن کے سخت ہو جائیگی اور خطاب ہو گا و اتانہ اے ایوم ایما البرمون آپس معلوم ہو کہ یہی سجدہ ہو کہ دوست و دشمن اور مومن و کافر کے امتحان میں ستر کیا ہو ابتدا بھی اسی سے امتحان کیا اور انشا میں بھی اسی سے امتحان کیا جا چکا فائدہ ممتاز ہونا حضرت آدم علیہ السلام کا فرشتوں سے محض بسبب تعلیم اور تعریف خالق اشیا کے نہیں ہو کیونکہ قبل انماقت آدم بھی فرشتوں سے خطاب انہی ہوتا تھا کہ فلاں چیز کو یہ کرو اور فلاں چیز سے ایسا کرو چنانچہ اسی قصے میں گذرا ہو کہ پخت حضرت جبریل علیہ السلام کو بتایا کہ فلاں چیز کا حکم صادر ہو آپس اگر فرشتوں کو علم خالق اشیا راہ اسرار نہوتا تو بجا آو گیا

سجدہ بجا آو گیا

احکام انہی کی کس طرح ہو سکتی تھی بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کو دو وجہ سے امتیاز اور تفوق حاصل تھا ایک یہ کہ قبل آدم علیہ السلام کے فرشتوں کو علم سب اسباب کا حاصل نہ تھا بلکہ علم انہما انہیں حقائق و اسرار میں منحصر تھا جسکی خدمت انہیں متعلق تھی نہ انکے غیر سے بخلاف ابوالہشیر کے کہ انکو بجاۓ عمدہ خلافت کے تعلیم عام واقع ہوئی تھی تاکہ ہر ایک چیز کی منفعت اور ضرر سے واقف و آگاہ ہو جائیں حاکم اور ابن عساکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم اسرار کے ضمن میں ہزار حرفتین اور طرح طرح کی تعلیم فرمائی اور ارشاد کیا کہ اپنی ذریت کو کہہ کہ اگر تم دنیا پر صبر نہیں کر سکتے تو انہیں حرفتین اسکو طلب کرو مگر دنیا کو دین سے بچاؤ کیونکہ دین خالص میرے واسطے ہے افسوس ہے اس شخص پر جو دنیا کو دین سے طلب کرے دوسرے یہ کہ تعلیم عام بھی ابتداء مخصوص حضرت آدم علیہ السلام کو تھی اور بعد اسکے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو ہر چیز کے نام سے خبردار کیا اور فرشتوں نے ہر چیز کا نام آدم اور آدمیوں سے سنا تو بعضے انہیں سے جس طرح حضرت جبریل علیہ السلام و دیگر اکابر ملائے ہر چیز کے نام سے واقف ہو گئے کیونکہ شرائع سے بالیقین ثابت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام وغیرہ اکابر ملکوت انبیاء علیہم السلام خدمت میں آتے تھے اور ہر امر میں بحث و تفتیش کیا کرتے تھے اور اکثر امور مفاد کا ذکر آیا کرتا تھا لیکن گفت و شنید میں عاجز نہیں ہوتے تھے اور کہتے تھے استفسار کرتے تھے کہ فلاں چیز کا نام کیسا ہے یا یہ لفظ کس معنی میں ہے اور اسکی کیا حقیقت ہے اسے یہ تعلیم عام ابتداء حضرت آدم کو بالخصوص واقع ہوئی تھی تاکہ افزونی انکے علم کی فرشتوں پر خصوصاً وہ علم کہ متعلق سیاست اور خلافت ہے ظاہر ہو و لہذا محض انکی تہذیب پر اکتفا نہیں فرمائی بلکہ اسے بھی پوچھا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ علم کو مال پر سات وجہ سے فضیلت ہے اول یہ کہ علم پیغمبروں کی میراث ہے اور مال فرعون و ہامان و شداد و غرود کی دوسرے یہ کہ علم صرف کرنے سے زیادہ ہوتا ہے اور مال کم تیسرے یہ کہ مال کو نگہبان درکار ہے اور علم خود نگہبان ہے چوتھے یہ کہ جب آدمی مرنا ہے تو مال چھوڑ جاتا ہے اور علم قبر میں ہمراہ جاتا ہے پانچویں یہ کہ مال مومن و کافر دونوں کو حاصل ہوتا ہے اور علم نافع سوائے ایمان و اس کے کسی کو حاصل نہیں ہوتا چھٹے یہ کہ سب لوگ امور دینیہ میں عالم کے محتاج ہیں اور اکثر فرقے آدمیوں کے مالداروں کے محتاج نہیں

فضیلت علم

ساتوین یہ کہ قیامت کو علم اہل صراط پر گزر جانے کی قوت عطا کرے گا اور اہل ضعیف کر دیگا۔ مستطرف میں حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرمایا علم کو اسی قدر شرف کفایت کرتا ہے کہ اگر جاہل کو عالم کیسے تو وہ خوش ہو جاتا ہے اور جاہل کو اتنی مذلت کافی ہے کہ جاہل بھی جمالت سے بیزار ہے اور اگر جاہل کو جاہل کیسے تو خفا ہوتا ہے اور فقیہ ابو الیثم سمرقندی نے کہا ہے کہ عالم کی مجلس میں حاضر ہونے سے شات بزرگیان حاصل ہوتی ہیں بے اسکے کہ عالم سے کوئی مسئلہ پوچھے یا اس سے فائدہ اٹھاوے اول یہ کہ متعلمین میں شمار کیا جاتا ہے اور اُنکے ثواب میں شریک ہوتا ہے دوسرے یہ کہ جب تک مجلس عالم میں حاضر رہتا ہے گناہوں سے بچ جاتا ہے تیسرے یہ کہ جو کوئی طلب علم کے واسطے گھر سے نکلتا ہے وہ طالب علموں کے ثواب میں داخل ہوتا ہے چوتھے یہ کہ رحمت الہی میں جو حلقہ علمی پر نازل ہوتی ہے شریک ہوتا ہے پانچویں یہ کہ جب تک مذکورات علیہ سنتا ہے عبادت میں رہتا ہے چھٹے یہ کہ جب کوئی مسئلہ سنتا ہے اور اُسکے فہم میں نہیں آتا تو شکسر اور تنگدل ہوتا ہے پس شکستہ القلوب میں شمار کیا جاتا ہے ساتوین عزت علم کی اور ذلت فسق اور جاہل کی اُنکے ذہن میں جم جاتی ہے کہ چاہوں اور ناسقون سے متنفر ہو جاتا ہے بعض حکما کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے اپنے کلام میں سات چیزیں فرمائی ہیں کہ باہم برابر نہیں بلکہ ایک دوسرے سے بہتر ہے اول ہل یتقوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون دوسرے قل لا یتقوی الخبیث

والطیب تیسرے لا یتقوی اصحاب النار واصحاب الجنة چوتھے یتقوی الاعمالی والبصیر یعنی الجاہل والعالم اور بعضے کہتے ہیں اعمی عن الہدی وبصیر بالمدعی یعنی مومن و مشرک پانچویں ولا الظلمات ولا النور یعنی کفر و ایمان چھٹے لا الظل ولا الحرور یعنی الجنة والنار آہن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حرور ہوا سے گرم جورات کے وقت چلتی ہے اور مومن دن کو اور بعضے کہتے ہیں کہ حرور دن میں چلتی ہے آفتاب کے ساتھ ساتوین ولا یتقوی الاولیاء والاموات یعنی مومن و کافر اور بعضے کہتے ہیں علماء و جمال مراد ہیں فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک فضیلت راجع ہے طرف فضیلت عالم کے جاہل پر لہذا حدیث شریف میں عالم کی فضیلت عابد پر بعبارات مختلفہ مذکور ہے کما قال صلی اللہ علیہ وسلم وفضل العالم علی العابد فی شئی من عبادہ العلماء یعنی خوف اپنا مخصوص نصیب عالموں کے رکھا ہے

اسی طرح قدر کثیر ہے اگر بیان کروں تو یہ کتاب اسکی گنجائش نکرے فائدہ ایک جماعت مفسرین کے
 اس قصے سے دلیل پکڑتی ہے کہ حضرت آدمؑ سب فرشتوں علمی و عقلی سے افضل تھے کیونکہ فرما
 فرشتوں کو سجدے کے واسطے بلا تفصیل حضرت آدمؑ کے خلاف حکمت ہے لیکن یہ استدلال راست
 صحیح ہے کہ سجدہ حقیقتہً حضرت آدمؑ کو ہوا اور اگر غرض سجدے سے حضرت آدمؑ کا قبلہ گردانا ہے
 تو یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ قبلہ کو لازم نہیں کہ مستقبل سے افضل ہو والا کعبہ پیغمبر خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہوا جاتا ہے اور یہ بات خلاف ہے اجماع کے فائدہ حضرت اساذاللاذ
 فرماتے ہیں کہ قبلہ گردانا ایک مخلوق کا واسطے دوسرے مخلوق کی حکمت الہیہ میں دو شرط سے
 مشروط ہے ایک یہ کہ وہ قبلہ ہم جنس سجدے کے نہ ہو بلکہ غیر اسکے ہو اسلئے کہ ہم جنس کے قبلہ کرنے میں
 اعتقاد و شراک و استقلال کا توہم ہوتا ہے جس طرح صلحا کی تصویروں کا سجدہ کہ آدمؑ و جنہ کی
 جنس سے گذرے ہیں اور آدمؑ و جن اس امر میں شریک و ہم جنس ہیں بسبب احکام کلیفہ کے
 دوسری شرط یہ ہے کہ قبلہ گردانا باہر آئی و باستحسان عقلی ہو کیونکہ وسیلہ تقرب الی اللہ سمجھنا کسی
 شیء کا موقوف ہے شان الہی سے ظہور ہے اسی طور خاص میں اسوقت میں اور علم تطورات متقدمہ
 اس قبیل سے نہیں ہے کہ عقل بشری از خود دریافت کر سکے پس جس جگہ کہ دونوں شرطیں متحقق
 ہوں تو اسکو قبلہ توجہ گردانا شرع میں جائز ہے بلکہ واجب جس طرح کعبہ معظمہ و صخرۃ اللہ جنہ و
 انسان کے حق میں اور مثل حضرت آدمؑ ملائکہ کے حق میں اور اس سے لازم نہیں آتا کہ قبلہ
 مستقبل سے افضل ہو اور غیر جنس کے قبلہ کرنے میں یہ نکتہ ہے کہ صورت جنسہ میں فضیلت
 ماتمہ نہیں حاصل ہوتی اور بدو فی الفضلیت تام کے یہ بات خلاف حکمت الہیہ ہے اور شاید کہ تضال
 جو اشیاء رتوبہ میں حرام ہے اس میں بھی نکتہ ہے فائدہ حقیقت سجدے کی یہ ہے کہ پیشانی کو
 زمین پر پہونچا دے اور یہ بات شرع میں کسی کو سواے خدا کے جائز نہیں اور ظاہر ہے کہ
 فرشتوں کو سجدے کا حکم ہوا ہے پس وجہ اسکی کیا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ پیشانی کو زمین پر
 پہونچانا دو طرح سے ہوتا ہے ایک تو بحق عبودیت اور یہ قسم سب دونوں میں واسطے غیر خدا
 منع ہے کھنوں جائز نہیں ہے کیونکہ یہ امر محرمات عقلیہ میں ہے اور محرمات عقلیہ بہ تبدیل ابدان
 و ادیان بھی قبل نہیں ہوتے اسلئے کہ یہ قسم تعظیم کی غایت تذل پر مشعر ہے و غایت تذل
 اسی کو لائق ہے جو نہایت عظمت رکھتا ہو اور نہایت عظمت ہے کہ ذاتی ہو اور عظمت ذاتیہ خاص
 حضرت حق کو ہے اور کسی کو لائق نہیں ہے دوسرا سجدہ بطریق تحسین ہے جسکو سجدہ نکریم و تحسین

جس طرح سلام کرنا و سر جھکانا یہ بات البتہ تفرق رسوم و تبدل ازمنہ سے تبدیل ہوئی ہو یعنی
 گاہے جائز و گاہے حرام مثلاً اہم سابقہ میں ایسا سجدہ جائز تھا چنانچہ قصہ یوسف ۴ میں ہر
 و خردالہ سجدہ اور ہماری شرع میں یہ قسم بھی حرام ہو پس سجدہ فرشتوں کا اسی قسم میں تھا
 کیونکہ آدم علیہ السلام کو فرشتوں پر بسبب تعلیم اسماء کے ایک نوع کا تفوق حاصل ہوا تھا
 اور فرشتوں سے قبل پیدا ایش آدم ایک طرح کی بے ادبی بھی صادر ہوئی تھی سو واسطے مکافات
 اس احسان اور کفارہ اس بے ادبی کے ایسی تعظیم و تکریم پر نامور ہوئے اور جو بعض نصائک
 کفار اس سجدے کو بت پرستی کہتے ہیں سوائے حاکمیت ہی یہ لوگ سجدہ عبادت و تحمید میں
 فرق نہیں جانتے بلکہ عبادت و سجدے کو مترادف گمان کرتے ہیں حالانکہ عبادت میں محبوب کی
 نسبت یہ تصور ہوتا ہے کہ یہ بڑائی کی بات میں ماسوائے مستغنی ہی سوائے قسم کی تعظیم کی
 نیت سے کوئی کام کسی کے لیے کرنا سوائے واجب الوجود کے بت پرستی ہی یا اس غیر خدا کی
 نسبت اعتقاد ایسا رکھنا کام ناپاک ہے جیسا اہل تثلیث کرتے ہیں کہ تین شخص اس مرتبے کے
 ٹھہراتے ہیں اور ہنود دس قرار دیتے ہیں اور سجدہ مطلق یعنی سر کو زمین پر رکھنا
 بت پرستی نہیں ہے یا اگر اس قسم کی تعظیم کی نیت سے ہو جو بیان ہوئی تو البتہ بت پرستی ہو
 اور فرشتوں کا سجدہ ایسا تھا جیسا خواب یوسف و تعبیر یعقوب باب تائیس و چونتیس سفر التکوین
 تورات میں ہے پوشیدہ نہ ہے کہ اکثر فوائد اس قصے کے ضمن قصے میں بیان کیے گئے اور جو
 کسی کو زیادہ دیکھنا منظور ہو تو تفسیر معالم و جواہر و کبیر و مجسمہ موج و عزیز می ملاحظہ کرے
 اور ذکر حضرت آدم کا سورہ بقرہ و اعراف و طہ و حجر و صافات میں ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

تفریح دوم در احوال شیث علیہ السلام

یہ نام سریانی ہے بمعنی بہتہ اللہ اور بعض کے نزدیک عجمی ہے اور کتب بنی اسرائیل میں بمعنی
 بدلہ آیا ہے یعنی بدل بابل و ولادت انکی پانچ برس بعد قتل ہابیل کے واقع ہوئی اور عمر حضرت
 آدم کی دو سو تیس برس کی تھی ابن قتیہ نے معارف میں ذکر کیا ہے کہ حضرت شیث اجد
 و احسن اولاد آدم میں تھے اور حضرت آدم سے شبہ اور برخلاف اور اولاد کے تنہا پیدا ہوئے
 روایت ہے کہ جب حمل میں تھے تو بسبب صفائی چہرہ کے حضرت حوا آپ کو دیکھا کرتی تھیں
 اور و انت بھی پیٹ میں جم آئے تھے اور جب پیدا ہوئے تو ملائکہ اٹھائے گئے اور چالیس روز
 اپنے پاس رکھ کر تمام زبانیں سکھلائیں کذا فی اخبار الدول اور طبری میں ہے کہ انساب

بنی آدم بعد طوفان انھیں پرشتی ہوتے ہیں اور ولی عہد دوصی اپنے باپ کے ہوئے ہیں اور وقت قرب موت حضرت آدم نے طوفان نوح سے اطلاع بخشی اور ساعات یوم ولید بنا بر عبادت تعلیم کین اور تاکید فرمائی کہ اپنے علم کو اولاد قابل سے مخفی رکھنا یہ بھی مثل حضرت آدم کے بنی ہوئے اور پچاس صحیفے ان پر نازل ہوئے اور کلام عبرانی اول انھیں نے کیا اور اول وارثی انھیں نے دیکھی اور اول نعلین اور فلسوہ انھیں نے پہنا اور اخبار الدول میں ہو کہ اول طین و حجر سے کعبہ انھیں نے بنایا و ہذا القول ضعیف اور صحافت نازلہ میں علوم حکمت اور ہندسہ اور حساب اور موسیقی اور ریاضی اور علم اتی و صنائع مشککہ تھے و ہذا حکماے یونان انکو اور یاد اول کتے ہیں اور بعض تو اربع سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیعہ کی ایک کتاب زبور اول ایکسوس فصل کی تھی اور قبلہ نماز الکا بیت المقدس تھا اور ملک شام یا مصر سکین لیکن یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ بیت المقدس قبلہ انبیاء سے بنی اسرائیل ہوا ہے نہ اور پیغمبروں کا انھیں کے مقالات ہیں کہ مومن میں سولہ خصلتیں چلئیں اول معرفت حق حاصل کرنا دوم حسن و قبح اشیا کا پہچانا سوم بادشاہ کی اطاعت و فرمان برداری کرنا چہارم مادر و پدر سے نیکی کرنا اور کسی طرح کی تکلیف انکو نہ دینا کما قال السد و بالوالدین احسانا پنجم تمام خلق سے بر سر خیر رہنا چنانچہ ہماری شرح میں و قولوا للناس حسنا ششم تمنا جو ن و مسکینوں کی دلجوئی کرنا ہفتم مسافروں کی عزت و خاطر نگہ کرنا ہفتم خالق کبریا کی عبادت میں کوشش و سعی کرنا ہفتم اپنے نفس کو شر و وقبح سے دور رکھنا و ہفتم مصیبتوں و آفتوں میں صبر کرنا فان الصبر وسیلۃ الظفر باذو ہم ہمیشہ سچ بولنا و وادو ہم عدل و انصاف سے کام کرنا تیسرے ذمہ شکر نعمائے الہی میں نذر اور قربانی خدا کے واسطے ادا کرنا چہارم قناعت کی عادت کرنا پنجم علم اور ہر وہابی اختیار کرنا شانہ ذمہ ہر شکم الہی بجالانا اور رنجتہ الاخبار میں ہے کہ از جملہ نصائح حضرت شیعہ علیہ السلام ایک نصیحت یہ ہے کہ دوست و بیگانہ اس بھائی و قریب سے بہتر ہے جو کہ آرزو سے میراث رکھتا ہو اور زینت اس لکھا ہے کہ حضرت شیعہ کو اللہ نے مال بہت دیا تھا کہ اس سے تجارت کرتے تھے اور اکثر مال اپنے اقارب پر بعد اس کے یمون و مسکینوں مسافروں پر صرف کرتے تھے اور بعض اہل تحقیق نے شرح قصص الکہم میں لکھا ہے کہ جب حضرت آدم مریض مریض موت ہوئے تو انکو میوہ جنت کی آرزو ہوئی سو حضرت جبریل ایک طبق میں میوہ جنت کے لائے اور وہ طبق ایک عور کے سر چھا حضرت آدم نے میوہ کھا کے دعا کی کہ یا الہی یہ جو شیعہ کی نکاح میں دے تو اللہ نے دعا

قبول کی کہ وہ حورائے نکاح میں آئی اور قریح الدرمین ہی کہ نام اُس حور کا جو حضرت شیت کے نکاح میں آئی حورائے نکاح اور مجلس عقد نکاح میں زوج القدس حاضر تھے اور عمر انکی نو سو تیرہ برس کی ہوئی کذا فی اخبار الدول و بقول حضرت مولانا رفیع الدین دہلوی وقت وفات بارہ سو بیس سال بیسویں آدم سے گزرے تھے بعضے کہتے ہیں کہ اپنے والد کی قبر میں مدفون ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ قبر میں اعمال بعلبک میں مدفون ہیں اور وہاں نیابت ہوتی ہے قال صاحب اخبار الدول و تذکرۃ اور جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ قبر شریف شہر اودھ میں ہے قابل وثوق نہیں اور جب حضرت شیت ایک سو پانچ برس کے تھے تب انوش کہ بزبان عرب بعضی صادق ہے اور انکو انس بھی کہتے ہیں پیدا ہوئے یہ بھی بعد اپنے باپ کے ولی عہد ہوئے انھیں نے اول علم کتابت و علم حساب و حساب ماہ و سال و طریقے حسن عبادت و وضع فرمان روائی عالم میں جاری کیے عمر انکی بقول یود و نصاریٰ نو سو پینسٹھ برس کی ہوئی و بقول ابن جوزی نو سو پچاس کی و بقول بیضاوی چھ سو برس کی و بقول صاحب اخبار الدول ساٹھ سو برس کی ہوئی اور اپنے جد کے پاس مدفون ہیں قال صاحب اخبار الدول و ہوا دل من غرس التخلۃ و لطف بالکلمۃ روایت ہے کہ نوے برس کی عمر میں روبرو حضرت آدم قنیاں یاقین کہ بلسان عرب بمعنی مستولی و غالب ہے پیدا ہوئے اور بڑے صالح و پرہیزگار تھے انھیں نے اپنے باپ کی اولاد کو جمع کیا اور انھیں سے بیان تک لڑتے رہے کہ انکو دفع کر دیا اور آپ بھی بچے اور توان بچ کو بچا یا شہر سوس و بابل انھیں کا آباد کیا ہوا ہے عمر انکی ساٹھ سو برس کی ہوئی اور ستر برس کے تھے جب سلاسل بمعنی مدوح پیدا ہوئے نہایت حسین و جمیل و بااخلاق تھے اور بڑے عابد و متقی تھے انھوں نے وصایا سے آدم علیہ السلام بخوبی نافذ کیے انکے عہد میں بعض اولاد آدم جبل مقدس پر آئے اور لہو و لعب میں مشغول ہوئے اور نبات قابل سے صورت ازدواج پیدا کر کے خراب ہوئے انھیں کے زمانے میں بنی آدم اطراف عالم میں متفرق ہوئے اور ایک نوع کا فساد شروع ہوا مگر اولاد شیت اکثر صلاح و تقویٰ سے ممتاز رہی عمر انکی نو سو پچاس برس کی یا نو سو ساٹھ برس کی اور بعد وفات انکی ریاست بنی آدم بیاورد بایا و التیمتہ بعد الموحدۃ انکے بیٹے سے چلو بعضے برو بفتح الموحدہ و سکون الراء المہملہ کہتے ہیں اور بعضے نارد بالنون لکھتے ہیں اور شمس العلوم میں یا ذربایا و التیمتہ و فتح الذال و سکون الراء المہملہ لکھا ہے متعلق ہوئی انھیں کے عہد میں دو شروع یثوث یثوث لشربانچ شخص صالح متقی مرے اور ایک مرو نے اولاد قابل سے ہم صورت انکے

پانچ ہفتہ منسوب ساج کے آنکے قریبوں سے بنوائے اور بت پرستی شروع ہوئی مگر صحیح یہ ہو کہ یہ پانچ
 نام حضرت ادریس کے بیٹوں کے تھے اور اول بیارون نے اولاد قابیل پر جہاد کیا اور ان کو
 لونڈی اور غلام بنایا اور تالاب اور ندیاں اور نالے انکے عہد میں ظاہر ہوئے ہیں اور شریک
 آباد ہوئے اور حقیقہً ادریس اور باغ جاری ہوا منکوہ انکی بزورہ یا اشوب تھیں انھیں سے حضرت
 اخف یعنی ادریس پید ہوا سے عمر بیارون کی نو سو باسٹھ یا سر سٹھ برس کی ہوئی اور بعد موت
 انکے حضرت ادریس وصی ہوئے

تفہیم دوم در احوال حضرت ادریس علیہ السلام

زبان سریانی میں انکو اخف کہتے ہیں بفتح خا معجمہ و نون مضمومہ قبل الواو ثم المعجمہ ہوا اور بعض کے
 نزدیک اول نام ہوا اور ان کے نزدیک اخف بنیادت ہمزہ کذا فی فتح الباری اور بعض کے
 نزدیک دونوں نام ہیں اور بعض کے نزدیک دونوں عربی ہیں لیکن صاحب قاموس نے
 لکھا ہے کہ ادریس مخفی اشتقاق اسکا درس سے نہیں ہو سکتا اور مدارک و معالم میں ہر اثر
 درس کتب اسلام و صحف آدم علیہ السلام سے ادریس مشہور ہوئے تولد انکا دیار مصر داکر
 اور رطہ الالباب میں ہے کہ تئو برس بعد وفات آدم سے دیار شام میں پیدا ہوئے اور ان کے
 نزدیک جب ادریس تین سو ساٹھ برس کے ہوئے تب حضرت آدم نے وفات پائی اور انکا
 بچہ کہ تھے حضرت ادریس طویل القامت غنیم بطن بدن میں بال کم اور سر میں زیادہ اور ایک ن
 دوسرے سے بڑا تھا اور جبہ شریفہ میں ایک نکتہ سفید غیر برص کے تھا اور آواز باریک تھا اور
 بعض قرینین نے حایہ سہارک میں لکھا ہے کہ گندم رنگ کشیدہ قامت کشادہ ابرو نیکور و انبویش
 قناسبہ الاعضا دراز از و بزرگ استخوان و کم گوشت روشن چشم سیماہ مزہ تھے اور اکثر خاموہ ہاتھ
 اور کام باطن نرستے اور چٹنے میں نظر نیچے رکھتے تھے اور جمہور قائل ہیں کہ اول پیغمبر بعد از
 آدم حضرت ادریس ہوئے اور ایک سو پانچ برس نبی رہے اور تین سو صحیفہ انہر نازل ہوئے اور رتھر
 حضرت ہجر نزل انکے پاس آئے کذا فی المختصر فی اخبار البشر و انس الجلیل اول عالم میں انھیں نے
 جہاد پیغمبر و سنائی جاری کیا اور اولاد قابیل کو مخالفت شریعت آدم و شیت سے منع کیا اور
 حکم رب بلیل مقابلہ کر کے عورتیں لڑکے لونڈی غلام بنائے اور ہگین ہزار آدمی انکا ایمان لے
 آئے اور ان قوم سے انھیں نے لکھا اور اول کپڑے پہنے ہوئے انھیں نے پہنے قبل انکے کھان
 پہنتے تھے اور صحت قنادی و جلاہی اور علم نجوم و حساب و منطق و طبیعی و انسی و اسرار اخلاص

و علوم ریاضیہ و حکمت کے مروج ہوئے اور پھنے میزان و کیال کی بھی ابتدا انھیں سے بیان کرتے ہیں کذا فی العالم و اخبار الدول اور کتب مقبرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لول انھیں نے خدا پرستی کی دعوت فرمائی و نماز و روزے کا حکم پہنچایا اور زکوٰۃ و اعانت ضعفا کا فرمان جاری کیا اور غسل جنابت و حیض کا امر کیا اور گوشت خوک و سگ و خرد سیر و پیاز و باقلا وغیرہ اشیاء سے جو مضر و مایہ نہی فرمائی اور خود صائم النہار و قائم اللیل تھے اور جو کچھ کتابت و خطاطہ سے حاصل کرتے تھے وہ فقرا و مسکینوں کو صدقہ کرتے تھے اور جب کپڑے سیتے تو ہر سوزن پر تسبیح فرماتے

معالم التزیل میں وہب ابن مہبہ سے روایت ہے کہ عبادت حضرت ادیس کی ہر روز آسمان پر وزن ہوتی تھی اور عبادات جمیع اہل ارض سے جو اُس زمانے میں تھے برابر پڑتی تھی یہ احوال دیکھ کر فرشتوں کو تعجب ہوا اور ملک الموت نے مشتاق ملاقات ہو کر جناب انہی میں درخواست زیارت گذرانی بعد منظوری و درخواست بصورت آدمی تشریف لائے اور حضرت ادیس کی مصاحبت میں رہنے لگے چنانچہ تین دن متواتر وقت افطار صوم حضرت ادیس نے کھانے کو پوچھا انھوں نے انکار کی تب حضرت ادیس نے اُن سے پوچھا تم کون ہو بولے میں ملک الموت ہوں قابض ارواح تمہارا مشتاق ہو کر حکم انہی آیا ہوں حضرت ادیس نے فرمایا کہ میں قبض روح کی کیفیت دیکھا چاہتا ہوں چنانچہ حضرت ملک الموت نے حکم انہی قبض روح فرمائی اور پھر حکم خالق زندہ کیا اور پوچھا اس حرکت سے کیا فائدہ ہوا حضرت ادیس نے کہا کہ ذائقہ موت سے پیش از موت آگاہ ہو گیا یہی فائدہ ہے پھر کہا اب میں دوزخ کی سیر کیا چاہتا ہوں تو حضرت ملک الموت اپنے پروں پر اٹھا کر قریب دوزخ کے لے گئے اور دروازہ کھلوا کر طبقات دوزخ دکھلائے تو حضرت ادیس طبقات دوزخ کے دیکھنے سے بیوش ہو گئے اور ملک الموت نے گہو میں لیکر کہا یہ کیفیت تم نے اپنی درخواست سے حاصل کی ہے میں مجبور ہوں جب ہوش آیا تو کہنے لگے اب بہشت کی سیر کیا چاہتا ہوں سو ملک الموت نے اپنے پروں پر بٹھلایا اور باغ بہشت میں لے گئے حضرت ادیس باغ بہشت کو خوش خضا دیکھ کر کہنے لگے اب میں یہاں سے نہ جاؤں گا ملک الموت نے مکر کہا کہ زیادہ توقف کی اجازت نہیں ہے مگر حضرت ادیس نے کسب طمحنہ مانا جب حجت و تکرار فیما بین حد سے گذری تو حضرت حق نے ایک اور شرف بطور حکم بھیجا اُسے ملک الموت کا دعویٰ سن کر حضرت ادیس سے جواب لیا آنجناب نے فرمایا اگر لڑنے والا کہ جنت فرماتے ہیں کل نفس ذائقہ الموت یعنی ہر نفس چکھنے والا موت کا ہر اور میں موت کا

۴۰
میں نے جو کچھ فرمایا
و اللہ اعلم بالصواب
۴۱

چکے چکا ہوں اور بھی اللہ نے فرمایا ہوا ان ملک الا واد ہا یعنی نہیں ہی کوئی تم سے مگر گزرنے والا
دو رخ کا سو میں دو رخ پر گزرنے چکا ہوں و اسے اس کے و ما ہم منہا بخار چین اہل جنت کی شان ہی یعنی
نہیں ہیں وہ لوگ بہشت سے نکلنے والے یعنی جب آدمی بہشت میں گیا تو ہمیشہ رہا کبھی نہ نکلیگا
سو میں بہشت میں داخل ہو چکا ہوں اب تو والدین بہشت سے نہ نکلوں گا جب تک مالک بہشت
مجھے نہ نکالے اسی وقت آواز آئی کہ اس سے تعرض کرنا چاہیے باذنی دخل و باذنی یخرج اہل تفسیر
کہتے ہیں کہ رفقاء مکانا علیا کے یہ معنی ہیں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ چار نبی زندہ ہیں
اور یسٰی و عیسیٰ آسمان پر و خضر و ایاس زمین پر اور کل مرینگے مگر ادریسؑ کہ انکو بعد موت
مخلوقات کے ایک نوع کی دہشت لاحق ہوگی سو داخل کیے جائینگے اموات میں حالانکہ زندہ
ہونگے کذا فی مرآۃ الزمان و اخبار الدول بعض اہل سیر نے لکھا ہے کہ جب خالق لایزال فرمائینگے
لمن الملک الیوم تو حضرت ادریسؑ جواب دیگے لہذا واحد القہار اور معجزہ حضرت ادریسؑ کا خیا کہ
ہو این فرشتوں کو اڑتے ہوئے آنکھوں سے دیکھتے تھے اور جب اہر کو پکارتے تو وہ جواب
دیتا تھا کہ سب لوگ سنتے تھے اور اکثر اوقات اہر سے باتیں کرتے تھے اور عجائب الدنیا میں ہم
کہ ادریسؑ کو شلٹ کہا کرتے تھے اس واسطے کہ نبی و ملک و حکیم تھے اور کرتا ہر الملکوت انکے
پاس تھی یہ کتاب عزرائیلؑ نے حضرت آدمؑ کو دی تھی اور بعد شیش کے سوائے ادریسؑ کے
کسی نے نہیں کھولی ہمیشہ مختم رہا کی فائدہ بعض تفسیر وں میں ہے کہ رفعت مکان سے
جو کہ یہ رفقاء مکانا علیا میں ہے مراد علوم مرتبہ و شان دنیا کی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ عروج
بطور معراج تھا اور بعد ادراک احوال افلاک و خواص اشیا و طبائع کو اکب پھر زمین پر تشریف
ہوئے اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ کعب اہار نے حضرت ابن عباسؓ سے ذکر کیا کہ ادریسؑ کا
دوست ایک فرشتہ تھا اسنے درخواست ادریسؑ چوتھے آسمان پر پہنچا یا وہاں ملک الموت
نے اُس سے پوچھا ادریسؑ کی عمر کس قدر باقی ہے ملک الموت نے کہا ان ہذا لشیء عجیب مجھ کو
حکم اسکی قبض روح کا ہے مگر جاہ روایات ضعیف ہیں رفیع ادریسؑ میں کچھ شک نہیں اور اُسکے
زندہ ہونے میں ہرگز شبہ نہیں ہے اخبار الدول میں ہے کہ حضرت ادریسؑ اول بنی آدم میں
جنکو مخاطبہ ملائکہ و ارواح مجودہ و معراج اسفلخ بشریہ حاصل ہوئی ہے اور کبھی آسمان چاند
عبادت خدا کرتے ہیں اور کبھی نعمائے بہشت سے مشغول رہتے ہیں تنبیہ اقوال انکے
کیات نصائح کے ہیں آرا بخلا فرماتے تھے کہ شریعت سے صحبت نہ کرو بدخواہوں سے پرہیز کرو

و حلف دروغ سے بچو راستی پر اعتماد کرو و مقروضی و خود نمائی سے دور رہو و حتی المقدور لفظ نہیں کا
 زبان پر نہ لاؤ نعم و بخل اختیار کرو اور جھوٹی قسم نہ لو اور شرع و حکمت کے دوست بنو اور اپنے نفس کو
 آداب پسندیدہ سے آراستہ رکھو اور کاموں میں جلدی نہ کرو بامخصوص اشرار کے سزا دینے میں
 اور حیا و خدا پرستی و توبہ اپنا دتیرہ کرو اور خواہش اپنی نیک کاموں میں صرف کرو اور سب
 لوگوں سے جہان تک ہو سکے باحسان پیش آؤ اور چھات کو تحصیل علم و ہنر میں نہ نہ کرنا شروع
 منافقانہ نہ رکھو جس سے ملاحظہ و باطن سے یکساں ہو و قول و فعل اپنا مطابق رکھو اور اپنے بزرگوں کی
 مطاعت اختیار کرو اگر خلاف دین و ایمان نہ ہو اور سلطان و عہد کے فرمان بردار و مطیع رہو اور دشمنوں سے
 مشورہ کیا کرو اور ہزل و ظرافت بے محل نہ کیا کرو اور عیب دار کو ملامت نہ کیا کرو اور اسکو تنبیہ کرنا
 نہ ڈالو بلکہ اس سے عبرت حاصل کرو اور خدا سے پناہ مانگو کہ عیب سے تم میں بھی نہ پہنچے
 کیونکہ بشریت میں تم و ورہ یکساں ہو اور جب کسی شخص کو کہیں مرض میں مبتلا دیکھو تو اس کے
 صحت کی دعا کرو اور جب امور دینیہ میں کچھ بخت واقع ہو تو سخت کلامی نہ کرو اور جب کسی
 محفل میں بیٹھو تو خاموش رہو بے ضرورت نہ بولو اور جو کام نیک پیش آئے اسکو جلد کر ڈالو
 کہ شاید زمانہ فرصت نہ ملے اور اولاد کو جوانی سے پہلے علم و حکمت کی تعلیم میں مشغول کرو
 اور عبادت کا صلہ رضا سے اتنی چاہو یعنی خوف و فرح و امید جنت عبادت نہ کرو اور نماز
 و دعائیں بدل حاضر جو کچھ عرض کرنا ہو کرو اور غم زدوں کی غمخواری اور مسافروں کی جہان
 کیا کرو اور مال کو قیدیوں کی رہائی اور بیماروں کے تداوی میں اکثر صرف کیا کرو اور بھوکوں کو
 کھلاؤ اور پیاسوں کو پانی دو اور ماتم زدوں کی تعزیت کرو اور مصیبت پر ثبات قدم رہو
 اور دوست کو اول آزمائش کرو تب اس پر اطمینان و اعتماد کرو اور حالت غضب و خشم میں
 بیہودہ گفتگو نہ کیا کرو اور ان بخلہ حضرت اور بیس نے فرمایا ہے کہ بادشاہ نیک وہ ہے جس کے عہد
 سلطنت میں شہر یزدن کو نیکی کی ہدایت کی جائے اور بدتر وہ ہے جس کے عہد میں شر و فساد کا
 رواج ہو اور کریم وہ شخص ہے جو کہ حالت تنگدستی میں کرم کرے اور علیم وہ ہے جو حالت
 غضب میں حلم کرے یہاں تک کہ دشمن سے بھی انتقام نہ چاہے اور بڑا ماتم زد وہ ہے جو
 جسکو حکمت نہ آتی ہو آزا بخلہ فرماتے ہیں کہ جس کسی نے اپنے نفس کو مطیع و فرمان بردار
 کر لیا پھر وہ محتاج اور کسی کی اطاعت کا نہیں رہا اور بھی فرمایا کہ جو آدمی ایسی باتیں
 کرے کہ اس کے کام کی نہ ہوں یعنی نہ اس سے دنیا کی منفعت نہ دین کی تو اس نے

کار آمد فی چیز فوت کی آزانجملہ فرماتے ہیں کہ بہترین دوست وہ ہے جو دوست کی تقصیر سے
 فراموش کرے اور اس شخص سے خبردار رہنا چاہیے جو کسی شخص کی تعریف و توصیف سے غلام
 واقع کرتا ہو کیونکہ وہ آخر کسی وقت ایسی مذمت و بدی کریگا جو اس میں نہیں ہے آزانجملہ
 فرماتے ہیں کہ باوجود شاہ کو لائق ہے کہ خلق و رعایا پر ایسے شخص کو حاکم و متولی کرے کہ مفت
 شفقت رکھتا ہو اور جس مقام میں کہ حاکم عادل و طیب خاذاق و بازار مہمور حسین رشیدی
 و آب روان نہ ہو اس میں سکونت اختیار کرنا چاہیے اور بھی فرمایا ہے کہ جاہل آدمی سے پاس
 مال کا ہونا ایسا ہے جیسا زبلہ میں سبزہ اور کاذبوں کی مصاحبت ایسی ہے جیسے سرابِ حقیقت
 روایت ہے کہ حضرت ادریس کے وقت میں آمنون نام ایک بادشاہ تھا اُس نے حضرت سے
 التماس کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے حضرت نے فرمایا کہ خالق لایزال کی پرستش کرنا اپنے
 نفس کو پاکیزہ رکھ اور بے ایمانوں سے جہاد کیا کر اور غیر کے مال کی خواہش دل نہ کر
 اور خوب یاد رکھ کہ ملک بے رعایا آباد نہیں رہتا پس رعیت پر احسان کیا کر اور ان کے
 غافل نہ رہا کہ ہمیشہ انکی خبر گیری کیا کر اور تجھ پر واجب و لازم ہے کہ دنیا کے کاموں سے
 کام مقدم کر اور جب کسی دشمن سے لڑائی پیش آئے تو ہر کام میں تدبیر کو ہاتھ سے
 اور لازم ہے کہ حالت لڑائی میں بھاگنے سے احتیاط رکھ کیونکہ فرار میں بھی وہی اندیشہ رہتا ہے
 جو لڑنے میں ہے بلکہ نامردی کا شب اور علاوہ ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ دشمن کی خبر لے کر
 جاسوس مقرر کر مگر اُنکا معطل ہونا ضرور ہے اور واجب ہے کہ مکر و چلہ سے اجتناب رکھ نقصان
 اُسکا تجھی پر عائد نہ ہو تا ہی اور جب کوئی حکم لکھو اگر جاری کرنا منظور ہو تو اول خوب غور کرے
 کہ وہ حکم لائق اجرا ہے یا نہیں اگر ہو تو لکھو اگر باری کر داکر اس حکم کو اول سے آخر تک بخوبی
 پڑھ لے لکھنے والے پر اعتماد کلی نہ کر کہ اس میں خطا پائیگا اور تجھ کو چاہیے کہ اہل فلاح سے
 غفلت نہ کر کیونکہ آبادی زمین کی بے ہوشیاری نہیں ہوتی ہے اور اسی کی آبادی سے
 لشکر کی کثرت ہوتی ہے اور اسی سے خزانہ جمع ہوتا ہے اور بادشاہی قرار پاتی ہے گو کہ یہ
 نسخہ کیسیا ہے آزانجملہ حضرت فرماتے ہیں کہ تمامی جنات سے تین بانیان احسن ہیں یا
 راستی بحالت غضب و دوسرے بخشش بوقت تنگدستی تیسرے عفو و صفا قدرت انتقام
 اقوال حکمت آمیز سے حکماء یونان حضرت ادریس کو اور یا سے اول یا ثانی کہتے ہیں
 (تجارت اول میں ہے کہ اول رسم عارت و آبادی و قصبات و قریات و ابدالان انہیں نے

جاری فرمائی اور تو اعدیہ سیاست مدینہ انہیں نے منضبط فرمائے چنانچہ ہر فرستے نے اپنی زمین پر
 قصبے و شہر آباد کیے چنانچہ ایک شہر اسی مدینے آباد ہو گئے اور بعض تو اربعہ میں دیکھا گیا ہے
 کہ شہر خود حضرت ادریس نے آباد فرمائے انہیں ست چھوٹا شہر مدینہ زہرا تھا کہ ہلاکو خان کے
 وقت میں ویران ہوا روایت ہے کہ گنبد ہرمان جو اطراف مصر میں مشہور ہیں حضرت ادریسؑ
 بنوائے تھے اور انہیں یہ کام کیا ہے کہ تمام معنوتوں کی تصویریں اور انکے آلات کی تصویریں
 کچھوائی ہیں تاکہ بوقت ہول و فراموشی انہیں دیکھ لیں اسی کا ذکر کتب تواریخ میں ہے کہ
 بنی المرہان ثمان النہ فی السرطان اخبار الدول میں ہے کہ جب حضرت ادریس علیہ السلام
 آسمان پر گئے ہیں تو عمر انکی تین سو بیاسی برس کی تھی اور بعض کے نزدیک تین سو پچاس
 برس کی اور باپ حضرت ادریس کے بعد الارفع پان سو برس اس عالم میں رہے اور
 حضرت مولانا رفیع الدین دہلوی فرماتے ہیں کہ جب حضرت ادریسؑ آسمان پر گئے ہیں
 تو سنہ ایک ہزار چار سو چوبیس ہو چکی تھی اور عمر انکی چار سو پانچ برس کی تھی اور بعض
 کہتے ہیں کہ آٹھ سو پینسٹھ برس زمین پر رہے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ تین سو پینسٹھ برس
 زمین پر رہے ہیں واللہ اعلم بقیۃ الحال تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب عمر حضرت ادریس
 علیہ السلام کی پینسٹھ برس کی ہوئی تو انہوں نے مسافرت بروحام سے نکاح کیا ان سے متوشلح
 کہ بلسان عرب یعنی مخرج ہی پیدا ہوئے اور اس وقت عمر حضرت ادریس علیہ السلام کی
 تین سو برس کی تھی اور حضرت ادریس علیہ السلام نے بحکم الہی قبل از رفیع آسمان انکو
 اپنا ولی عہد و خلیفہ کر دیا تھا اور اول عالم میں انہیں نے گھوڑے پر سواری کی تھی اور
 نو سو بیاسی برس اس عالم میں رہے اور ایلول میں وفات پائی روایت ہے کہ جب
 متوشلح ایک سو ستتر برس کے ہوئے تو انہوں نے مسافرت عرب سے نکاح کیا کہ ان سے
 لکات جنگو لامک بھی کہتے ہیں پیدا ہوئے اور انکے وقت میں اولاد قابیل کے اشرار و
 جبابرہ بکثرت ظاہر ہوئے لامک کی عمر آٹھ سو برس کی ہوئی اور جب ایک سو ستاسی
 برس کے ہوئے تو حضرت نوح علیہ السلام پیدا ہوئے ابو المعز بلخی نے اپنی کتاب میں
 لکھا ہے کہ ہر امسہ بہت ہیں لیکن افضل و اعلم تین شخص ہیں اول ہرثم الہرامسہ
 حضرت ادریس علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ انکو اہل فارس نبیرہ کیو مرث قرار
 دیتے ہیں دوسرا شخص ہر مس بابلی ہے کہ اُسے بعد وقوع طوفان حضرت شیخ الانبیاء

تفہیم سوم

در احوال ادریس علیہ السلام جلد اول

نوح علیہ السلام کے شہر بابل کو ادریسؑ نوآباد کیا اور جو علوم و فنون کہ مندرس ہوئے تھے پھر آئینے از سر نو جاری کیے اور خود مدینہ کلدائین میں مقیم ہوا اس سبب سے وہ مقام مدینہ فلاسفہ کہلا یا فیتا غورث اسی کا شاگرد ہی تیسرا ہر مس مصری کہ فن طبابت و کیمیاء میں بیحد مہارت حاصل تھا حکیم اسفلوس اسکا شاگرد تھا فائدہ ہمارے حضرت صلوات علیہ خبر حضرت ادریس علیہ السلام نے یون دی ہو کہ خدا آویگا فرشتوں کے ساتھ تو رب آیون حکومت کرے اور منافقوں کو زجر و توبیح کرے بسبب اعمال نفاق کے اور خطا کا دن کو بسبب اقوال درشت کے انتہی اس قول کو یہود و احواری نے اپنے مکتوب کے باب چار و ہم میں اور نصاریٰ اسکو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت پر دلیل گردا، نہیں حالانکہ یہ قول کسی طرح ان پر صادق نہیں آتا کیونکہ منصوص اس قول کا تیغ زن اور مؤرخ اور مؤرخ اور محدث چاہیے سو یہ صفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں با اتقان اصلانہ تھے اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جملہ صفات مذکورہ موجود کہ ساتھ تھے اور بنی الملاحم آپ کا نام تھا کما قال انار رسول اللہ بالسیف اور خدا کے آنے سے خدا کا جلال مراد ہی یعنی صفات محذوف ہو اور حذف صفات عنہ وجود القرنہ جمیع السنہ میں شائع اور ذائع ہو اور اکثر نصاریٰ اس قول کو با اینصہ جتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حمل کریں تو چاہیے کہ جتنے نبی ابتدا سے آج تک تیغ زن اور محدث گذرے ہیں انکی خدائی کے قائل ہوں حالانکہ اسکے قائل نہیں ہیں پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر صادق نہیں آتا قصہ ہاروت و ماروت یہ قصہ متعلقات احوال حضرت ادریس علیہ السلام سے ہو کیونکہ یہ واردات انھیں کے زمانہ میں ہوئی ہو لہذا اس مقام پر بیان اسکا ضرور ہو اپویشدہ نہ ہے کہ ابن جریر و ابن حاتم و حاکم و دیگر مفسرین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو کہ جب اعمال ہر اولاد آدم علیہ السلام کے آسمان پر جانے لگے تو ملکوت السموات میں قیل و قال شروع ہوا دایمانت و تہجرتی ہر ایک کے زبان زد ہوئی خواہ یون ہو کہ جب قابیل نے ہابیل کو بلا وجہ قتل کیا تو مقرر خان ملکوت جو کہ میدان تصلف میں لاف اتجمل فیہا من یفسد فیہا ویسفک اللہ مارچکے تھے ویری کر کے بولے کہ یہ قوم خاکی اپنی بیباکی سے فرمانبرداری میں تھے

افعال

قصہ ہاروت و ماروت

اور

اور حکم الہی پہچان نہ لائیگی بہرہ و تقریر و تقدیر جناب مالک الملک خالق کبریا سے ارشاد ہوا کہ
 اسی غرہ شدگان زوایا سے عبادت و اہم باریاں تنگن درگاہ جلالت اپنی طہارت اور
 عصمت پر فریفتہ اور عزت اور کبر است پر شیعہ نہ ہو اور زبان ملاست گندگاران بنی آدم پر
 مست کھولوا اور کلمات ہدائی نسبت زبان پر نہ لاؤ نہین جانتے کہ اگر ایک شہد بھی شہوات
 نفسانی اور تعلقات جسمانی کا جو کہ بنی آدم میں رکھا گیا ہے اگر تم میں سے کسی کو تو تم بدتر
 اس سے کہتے تب فرشتوں سے کہامعاذ اللہ ایسی رہا اعتقاد ہمارا یہ تہذیب باوجود قوا سے
 شہوانیہ اور غضبیہ کے بھی خلاف نکرین ارشاد ہوا کہ تم لوگ اپنے گروہ سے ایک کسی کو
 منتخب کرو تو حقیقت کار و کھلاؤں سو فرشتہ ان سے غراؤ و غرایا اور غرایل کو تجویز کیا
 اللہ نے قوت شہویہ و غضبیہ انکو عطا کی اور فرمایا تم زمین پر جا کر فرمان روائی کرو و گھر کر
 اور قتل اور زنا اور شراب خمر سے بچنا اور فیصلہ مقدمات بانہایت کرنا اور جب شام ہو جائے
 تو ہم اعظم جو تمکو سکھایا جاتا ہے پڑھ کر آسمان پر اپنی جگہ اور مقام پر حاضر ہونا اور دوسرے
 دن پھر صبح کو بدستور زمین پر جانا فائدہ اس تمام پر تحقیق اسم اعظم کی جو اہل تحقیق نے
 فرمائی ہے لکھنا ضرور ہے پس واضح ہو کہ حضرت نجم الدین کبریٰ فرماتے ہیں کہ اسم اعظم لفظ اللہ
 ہی اس لیے کہ مومن کا فرشتہ موحسب کی زبان پر یہ اسم دائر ہو مومنین اور موحسبین کہتے ہیں
 کہ امرنا اللہ اور مشرکین کافرین کہتے ہیں خلقنا اللہ قال اللہ تعالیٰ لکن سألتم من خلقکم
 یقولن اللہ یعنی اگر تو پوچھے انکو کس نے پیدا کیا تمکو تو کہیں گے اللہ نے مومنین کو اعتقاد ہے
 کہ انبیاء علیہم السلام اللہ پاس ہماری شفاعت کریں گے کافروں کو اعتقاد ہے کہ اشتیاء و منام کو
 اللہ پاس ہم حایت لائیں گے قال اللہ تعالیٰ یقولون ہولاء شفاعنا عند اللہ یعنی کہتے ہیں
 یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ پاس ہمارے علوم ہیں ہی کہ ہذا ہوا الحق الصبح اسو اسطے کہ یہ
 اسم ذات ہے اور اسماء اسم صفات ہیں اور ذات اشرف صفت ہے اگر یہ اسم اعظم
 نہ ہوتا تو اللہ برہم اپنے حبیب کریم کو اثبات وحدانیت اور نفی الیہ میں اسکو تعلیم نہ فرماتا
 کہ فاعلم ان لا الہ الا اللہ و قل اللہ فذر ہم یعنی تو جان رکھ کہ بندگی کسی کی نہیں سوا
 اللہ کے اور تو کہہ اللہ نے اناری پھر چھوڑ دیا انکو و محمد ایمان کی صحت میں کیوں
 دخل ہوتا اور جملہ اسماء کی طرح یہ اسم غیروں پر کسوا اسطے بولا نہ جاتا اور دعا اور ندائیں
 کس طرح مقدم آتا قال اللہ تعالیٰ قل ادعوا اللہ و ادعوا الرحمن یعنی کہہ اللہ کو پکارو یا رحمن کو

تفہیم

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ احْبِبِ الْاَسْمَاءَ اِلَى اللَّهِ عَجْدَ الرَّحْمَنِ اَوْ رَحُضْتَ اِمَامَ زَيْنِ اَبَدِيْنَ
 فرماتے ہیں کہ میں ہر نماز کے بعد دعائیں کہتا تھا کہ اَللّٰہی مجھ کو اسم اعظم کی تعلیم فرما ناگاہ کہ وہ
 نماز فجر کے بعد آنکھ لگی دیکھتا ہوں کہ ایک مرد با عزت و وقار نے مجھ سے کہا کہ تیری وہ دعائیں
 اب تو پڑھا کر اللہ اِنی اساک ابسک اللہ اللہ اللہ لا الہ الا ہو رب العرش عظیم
 جناب اِمام فرماتے ہیں کہ قسم بخدا پھر جو دعائیں درخواست کرتا تھا وہ ملتا تھا اور علامہ قزوینی
 رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسماء اللہ کلہا اعظم لیکن اسم اعظم کے وجود میں شک نہیں ہاں اُس کے
 تعین میں اختلاف ہے بعضہ ہوا الحی القیوم کہتے ہیں اور کوئی یا بدیع السموات و الارض
 فرماتے ہیں اور بعضے یا ذا الجلال و الاکرام خواہ یا قریبا غیر بعید یا یا حنان یا یا منان یا یا
 دعوۃ المضطربین خواہ یا صمد اور بعضے ہوا الاول ہوا الاخر یا الم یا الیھ ص اور بعض بسہ نعین
 مضمر بتلاتے ہیں اور اکثر اہل تحقیق کا اتفاق ہے کہ یہی اسم اعظم ہے اور تفاسیر معتبرہ میں بھی
 مرقوم ہے کہ لفظ رب کا اسم اعظم ہے تفسیر تیسر میں حضرت خضرؑ سے منقول ہے کہ جس اسم سے اللہ کو
 سارا جہان پکارے وہی اسم اعظم ہے قرطبی وغیرہ میں ہے کہ الحق بیشتر اسی اسم سے مخلوقات نے غنائ
 کائنات کو پکارا ہے حطہ عرش نے ندا کی ربنا وسعت کل شئی رحمۃ و علما آدمؑ نے دعا کی ربنا انا
 اور نوحؑ نے رب لا تذری علی الارض ابراہیمؑ نے رب اجعل ہذا ابلا منا یوسفؑ نے رب اخرجنی
 الیٰ شعبۃ علیہ السلام نے ربنا افتح بینا و بین قومنا بالحق حضرت صالحؑ نے ربنا ہب لنا من
 ارد اہنا و ذریاتنا قرۃ اعین حضرت ایوبؑ نے و ایوب اذ نادى ربہ حضرت یونسؑ نے رب
 الیٰ عظیمت نفسی حضرت سلیمانؑ نے رب اغفر لی وہب لی ملکا لا ینفی لاحد من بعدی حضرت
 زکریاؑ نے رب الیٰ وہن العظم منی حضرت عیسیٰؑ نے ربنا انزل علینا مائدہ ہمارے حضرت شہداء
 محمد مصطفیٰ صلعم نے ربنا لا تو اخذنا ان نسینا او خطانا اور اصحاب کفٹ نے ربنا ائمانس
 رحمۃ فرزند ان صالح رب ارحمنا کما ربنا لی صغیرا حواریوں نے ربنا ائمانس با انزلت مادر مریمؑ نے
 رب الیٰ نذرت لک اما فی طینی محررا آسپہ امراۃ فرعون نے رب ابن لی عندک یتا فی الجنۃ علی
 رب الیٰ عظیمت نفسی و سلمت اور ہمارے حضرت کے اصحاب با صفا نے ربنا ائمانس فی الذیاحنا و
 تابعین نے ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان مومنین نے ربنا ائمانس ماضیا و
 لایمان اہل علم نے ربنا ما خلقت ہذا باطلا او شیطان نے رب انظر لی الیٰ یوم یموتون اسی
 ایماندار اور صالحا صبیح جات اور مواعید لطف و برکات کو چاہینگے عرض کریں گے ربنا ائمانس

ربنا آتنا ما وعدتنا اور کفار اور اشیقیا جب درکات سے نجات چاہینگے ہاتھ اٹھائینگے دعا کو رہنا آخر جہا
منہا رہنا غلبت علیہا لقوتنا اس سے معلوم ہوا کہ ہر کسی کی دعا اور ندا اسی اسم کے ساتھ ہی اور معنہ ادا و جاؤ
بشارت اور قبولیت کے ساتھ ہی اسم مخصوص ہی کما قال اللہ تعالیٰ ادعواکم تضرعاً و خیفۃ و ربکم عظمیٰ
ایجب لکم فاستجاب لہم ربہم فائدہ اول ہنہ بیان کیا کہ بالاتفاق اللہ کا لفظ اسم عظمیٰ ہی اور یہاں
ظاہر ہوا کہ رب کا لفظ اسم عظمیٰ ہی شو ان دونوں بات میں منافات نہیں اس واسطے کہ تحقیق کے
نزدیک اسماء ربانیہ ذات موجودات کی نسبت و قسم ہیں ایمان ثابہ و حقائق علیہ کے اعتبار سے
اسماء الوہیت کہلاتے ہیں جیسے قادر مزید ان میں اصل اسم اللہ ہی اور اکوان خارجیہ و حقائق
کونیہ کے امتیاز سے اسماء ربوبیت کہلاتے ہیں جیسے رزاق حیظ ان ناموں میں اصل اسم
رب ہی پس یہ دونوں اسم ان دونوں حیثیتوں سے اسم عظمیٰ ہیں پس جس طرح اسم اللہ اسکا
الوہیت کا مرجع ہی ویسا ہی اسم رب اسماء ربوبیت کا مرجع ہی اگرچہ اسم اللہ کہ رب الالباب
اسکے تحت تربیت میں سائر موجودات واقع ہی لیکن ہر جنس اور ہر نوع اور ہر شخص کے
لیے مطلق ربوبیت سے ایک حصہ خاص ہی کہ وہ انکا مربی اور مقوم ہی اسی واسطے
قرطبی میں ہی کہ اسم رب میں ایک خصوصیت خاصہ بین الرب و المربوب مفہوم ہوتی ہی
کہ وہ خصوصیت رب کی جانب سے رافت اور رحمت پر شامل ہی علی الاتصال اور
مربوب کی جانب سے فقر اور احتیاج کو کیوں اور حال میں تناسول ہی واللہ اعلم
بحقیقۃ الحال القصہ یہ تینوں فرشتے مکتب افلاک سے مرکز خاک پر نازل ہوئے اور
بنی آدم میں مختلط ہوئے دن بھر منہ حکومت پر فصل خصومات کرتے اور شب کو
بقوت اسم عظمیٰ آسمان پر اپنے صوامع عبادت میں بسر کرتے یہاں تک کہ ایک
میدان اس حال پر گذرا اور عدل اور انصاف انکا شہرہ آفاق ہوا غرانیل نے
اختلاط بنی آدم سے اپنی حقیقت ملکیت میں فی الجملہ تغیر پایا اور سمجھا کہ نتیجہ اسکا
بہتر نہیں ہی پیل درگاہ انہی میں بزاری اور نیاز کئے لگا اسی ظلم کردم
برتن خویش و درین غم نچلتے دارم ز حد بیش و رہائی دہ ز زندان غورم و بہر
باعرصہ دار السورم و حضرت رہائی نے گریہ اور بزاری اسکا قبول فرمایا اور
طبیعت آدمی کی اس سے زائل کی کہ اپنی جگہ پر جا کر سجدہ بشکر میں گرا و ر
چالیش برس سجدے میں پڑا رہا اور غرا اور غرایا بدستور حکومت رانی زمین پر

مشغول رہے یہاں تک کہ صیاد و قضا نے دام بلا میں مبتلا کیا بسے اول کہ بسیر
بال و پر بکشاویم + گفتیم کہ از قید بلا آزادیم + صیاد و ازل کرشمہ کرد با + مانیچ و دیگران
بدام افتادیم + روایت ہو کہ ایک روز اثنائے استعمال رفع مہات اور فصل خصوصاً مہاتین
ایک عورت زہرہ نام اور حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہو کہ
ماکہ اہل فارس ملقب بہ بید حث تھی اور بعضے کہتے ہیں ستارہ زہرہ تھا کہ بصورت
ایک عورت کے متشکل ہو کے امتحان کے واسطے آیا بالجمہ ایک عورت جمیلہ بحسن تدبیر
و لطیف تقریر راستہ اور زیور حسن و جمال سے پیرستہ ہو کے مجلس عام میں آئی
اور اپنے شوہر پر واد خواہ ہوئی سے ازین عابد فریبی دل پر بانی + ازین زاہد کوشی
شوخی بلائی + نعل نوبر از باغ جوانی + لبے خوشتر از آب زندگانی + ملاحظت راجش
رنگ برز وے + علاوہ راز لعلش آب و رجوے + معالم التزیل میں لکھا ہو کہ انکی
شیرین بیانی اور حسن گلجامی نے دونوں فرشتوں کو میتاب کر دیا کہ دل ہاتھ سے
جاتا رہا سے بذکرہ گوید + عشوہ ساز و شعخ چستہم و غمزہ زن + خوب و سے کا بیچین
باشد ہلا سے جان بوڈ سے یکے را پائے در گل ماندہ از عشق + و گر را دست بردل ماندہ
از عشق + القصہ دونوں نے باتفاق اُسکے مقدمہ کو تاخیر میں ڈال دیا جب مجلس عام
خلوت ہو گئی مافی الضمیر اپنا ایک نے دوسرے سے کہا دونوں کو معلوم ہوا کہ آتش
عشق میں حریق اور دریا سے شوق میں غریق ہیں سے نیست یکساعت دل ما خالی
از سودا سے عشق + تاجہ آرد بر سرہ ما عاقبت غوغا سے عشق + دوسرے دن وہ حسینہ
دلہ با پھر آئی کہ دونوں نے اُسکو خلوت میں طلب کر کے راز نفقہ اپنا بمقتضاسرع
عاشق روے تو ایم از تو چہ پنهان داریم + بلا تعلق آشکارا گیا اُسنے بکرشمہ خوبی و خنج و
لال محبوبی جواب دیا کہ تم مجھ سے دین میں مختلف ہو اور باوجود مخالفت مذہب یہ معاملہ
نہیں ہوتا ہی قطع نظر اس سے شوہر میرا نہایت غیور ہی اگر وہ سنیگا کہ میں تمہارے ساتھ
نشست و برخاست کرتی ہوں تو بیشک مجھکو مار ڈالے گا پس اگر تمکو طواف کعبہ مجاورت
میری کا منظور ہو تو میرے بت کو کہ قبلہ پرستش میرا ہی سجدہ کرو اور جو سرچشمہ وصال سے
سیراب ہوا چاہتے ہو تو میرے خصم کو کہ اُسکے غار آزار سے دل پر خون رکھتی ہوں قتل کرو
فرشتوں نے کہا معاذ اللہ عبادت غیر حق گناہ عظیم ہی اور قتل نافع فعل شایع ہم سے بدو لک

امر ہو گیا کہ ناچار وہ معشوقہ دلربا یوں طعنہ کر کے چپ ہو گئی کہ گرتھیں تھا تصور انجام
 کیونکہ عشق کو کیا بدنام کہ چونکہ اس کے دل میں قلق الفت اور اضطراب محبت غالب ہو گیا تھا
 دوسرے دن اس کو پیغام بھیجا کہ گذشتی بر مزارم شورشنے انداختی رفتی کہ کف خاک مرا
 صحرا میں معشر ساختی رفتی کہ گرفتاری شیشہ دل را شکستی تاختی رفتی کہ صدا با می شنیدم
 جا بجا راختی رفتی کہ اور کہا ہم ناچار تیرے گھر میں مہمان ہونگے کہ بنجانہ اش روم داین کنم
 بنائے بش کہ مست بودم و کردم خیال خانہ خویش کہ او سے کہلا بھیجانیہ تکلف تشریف
 لائے بن راضی ہوں اور اپنے مکان خلوت کو آراستہ اور خود بقا ست زیور و لباس
 سے راستہ ہو کر ٹیمبی اور حسب عادت دو چار شیشے شراب کے سامنے رکھ کے مستعد
 فریب ہوئی جب یہ دونوں دل نقشہ از خود رفتہ مکان معشوقہ میں پہنچے تو یہ کہا کہ میرے
 شود و مل تو اسے آرام جان مارا کہ از خوشیان ترا بیم است و از بیگانگان مارا کہ اور از بسکہ
 آتش وق سے سوزان اور طپش عشق سے پریشان تھے وقت خلوت غنیمت جانکر
 کہنے لگے کہ بیا اے جان بشنیم باتو کہ فردا من کجا باشم کجا تو کہ ندانم باتو کہ گرد ملاقات
 زمانہ ترا بیم مرا تو کہ اسے کہا کہ میں چار چیزوں میں تم کو اختیار دیتی ہوں یا تو میرے بست
 سجدہ یا میٹھے شوہر کو قتل کرو یا تم کو اسم اعظم تعلیم کر دیا ایک قدح شراب نوش فراؤ
 ان دنوں نے یا ہم مشورہ کیا کہ بشدک و قتل نفس گناہ شدید ہو اس کو کرنا چاہیے ادا ہم عظم
 سرا تم ہو اس کو تیلانا چاہیے مگر شراب پینا گناہ سہل ہو لا باس ہے کہ آن تلخ و شش کہ صوفی
 ام انج شش خواند کہ اشہی لنا و احلی من قبلۃ العذرا کہ اور یہ نہ سمجھے کہ خمر جمع الفسادات اور
 ام انج نہ ہو کہ کس بہشیاری مگر دبت پرست کہ پیش بت مصحف لبوز و مرد مست
 غرض نہ بزم عیش نہیں بیٹھ کر جام می نوش فرمایا اور محتسب عدل کو فراموش کیا اور
 حسب حال او شکر زبان حال بنی آدم یوں ترنم ہو گئی کہ کل شیخ بن کے مجتہد عصر
 سابقا کہ دکھلا کے باغ سبز ثواب و عذاب کا کہ کہنے لگا زراہ تہمت میرے بطنہ معلوم
 ہو گا کہ شرمین پینا شراب کا کہ میں نے کہا کہ میں بھی ہوں یہ خوب جانتا کہ پر کیا کروں
 کہ ہوا میں عالم شباب کا کہ تقصیر ہوسات تم ایک عوض میں کروں کہ اگر آپ مجھ کو کیجے
 نہ مورا قباب کا کہ تقویٰ ہمارے آگے ہو تب آپ کا درست کہ اور تب یقین ہو آپ کی اس
 اجتناب کا کہ می جو و کنج باغ ہوساتی ہوا ہوشش کہ اور کوئی دان فعل نہو باعث

جناب کا چہ گردن میں ہاتھ ڈال کے وہ شوخ بیجا چہ ریش جیسے جلوہ ہو رنگ خضاب کا
کھینچ اسکو اور منہ سے ملا کر کے اپنا منہ چہ دی ذائقہ زبان سے دہن کے لعاب کا چہ منت
سے یون کے کہ ہمارا ہوسپے چہ گر پی بجائے جلد یہ پیالہ شراب کا چہ اُس وقت میں سلام
کردن قبلہ آپکو چہ گر آپ خوف کیجیے روز حساب کا چہ اور امتحان غیبیہ تو یہ آپکا غلام چہ
قابل نہیں ہو قبلہ کسی شیخ و شاب کا چہ الحاصل شراب پی کے دونوں ہیوش ہو سے
زیادہ چنان آتشے بر فروخت چہ کہ می خوارگان را در و رخت سوخت چہ بعد اسکے بت کو
سجدہ کیا اور اسکے شوہر کو بھی مارا اور اسم اعظم بھی تعلیم کیا سے عشق ازین بسیار کردست
کند چہ شبہ رازنا کر دست و کند چہ بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ عورت اسم اعظم کو پڑھ کے
آسمان کو گئی اور حق تعالیٰ نے اسکی روح کو ستارہ زہرہ کی روح سے متصل کر دیا اور
بصورت زہرہ منسج ہو گئی اور یہ دونوں فرشتے اس کے ساتھ بجائے اور اسم اعظم انکو بھول گیا
جب مستی شراب سے ہوش میں آئے تو ندامت سے افسوس کرنے لگے اور گویا کہنے لگے
سے کہ دونوں جہان کے کام سے ہم چہ نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے چہ نہ خدا ہی ملا
نہ وصال منم چہ نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے حق سبحانہ تعالیٰ نے اس حال سے ملا کہ
آسمان کو مطلع کیا کہ یہ دونوں فرشتے باوجود اسے کہ میری تجلی سے غائب نہ تھے بلکہ شہود اتم انکو
فضیب تھا محض بغلبہ شہوت اس مصیبت میں گرفتار ہوئے بنی آدم کہ میرے حضور
سے غائب ہیں اور شہوت انکی طبیعت میں غمر ہو اگر مصدر معاصی ہو جائیں تو کیا عجب ہو
سب ہلا کہ مقرر خطا ہوئے اور اُس وقت سے واسطے اہل زمین کے استغفار کرتے ہیں
چنانچہ حق سبحانہ فرماتے ہیں **وَالْمَلَائِكَةُ يَسْجُدُونَ بِحُورٍ مَّجْدٍ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَن فِي الْأَرْضِ** آخر کار
ان دونوں فرشتوں نے اپنا حال متغیر پایا اور رازنا روئے اور حضرت ادریس علیہ السلام
کی خدمت میں آئے اور حال زار اپنا بیان کر کے شفاعت کی درخواست کی حضرت
ادریس علیہ السلام نے وعدہ فرمایا کہ مجھ آئندہ میں تمہارے واسطے جناب باری میں انہیں
کروں گا جب وہ مجھ گذر گیا تب حضرت ادریس نے کہا کہ اس مجھ کو دعا تمہارے حق میں
مقبول نہ ہوئی تامل کرو مجھ آئندہ تک جب مجھ دوست آیا تو حضرت ادریس علیہ السلام نے
فرمایا کہ حق تعالیٰ نے تمکو عذاب دنیا اور آخرت میں اختیار دیا ہے اگر چاہو عذاب دنیا اختیار کرو
اور اگر چاہو عذاب آخرت پر آمادہ ہو دنیا میں کچھ مواخذہ نہ ہو گا مگر انقص میں گناہوں کے

حضرت جبریل علیہ السلام بفراوانی اس کے پاس آئے اور خبر دی کہ نام تم دونوں کا ستیغ ہو گیا یعنی غرا کا ہاروت اور غرایا کا ماروت ہوا اور تم کو اختیار ہو محنت اس جہان اور مشقت اس جہان میں انھوں نے باہم مشورت کر کے باہم خیال کہ عذاب دنیا فانی ہو اور عذاب عقیقی باقی عذاب اس جہان کا اختیار کیا حق تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ انکو زنجیر مارے آہن بین کس کے اور بدن کے بال باندہ کے چاہ بابل میں کہ آتش تیر سے شعلہ زن ہوا لٹا لٹکا دو اور ایک ایک فرشتہ نوبت نبوت قیامت تک انکو تازیانہ آتشیں سے ملتا رہے اور آپر تشنگی باہم مرتبہ غالب کی ہو کہ شدت عطش سے زبانیں نمھ سے باہر پڑی ہوں اور طرفہ عذاب یہ ہو کہ بمقدار ایک بالشت کے پانی سرد خوش گوار لبون کے مقابل رکھا ہو اور پیٹے نہیں پاتے ہیں والیبا ذبا سے من غضب اللہ قائمہ واضح ہو کہ اس قصے کو تفاسیر محدثین اور سنن بیہقی اور سند انام احمد میں بروایات متعددہ اور طرق مختلفہ کہ بعض اد کے صحیح ہیں اس طرح بیان کیا ہے لیکن متکلمین مفسرین مثل امام رازی اور قاضی بیضاوی اس قصے کی انکار کرتے ہیں اس طرح سے کہ نظم قرآنی میں کوئی بات ایسی کہ مشعر اس قصے پر ہو نہیں پائی جاتی ہو پس ایسی روایتیں کہ چنانچہ اصول اور قواعد دین کے ہوں قابل اعتبار کے نہیں کہ اس واسطے کہ اس قصے میں چند باتیں اصول عقائد کے خلاف ہیں اول یہ کہ فرشتے بالاجماع معصوم ہیں گناہ کبیرہ اسے صادر نہا سنانی عصمت کے ہو دوسری یہ کہ اس عورت فاجرہ کو باوجود خجاست کے کہ کس طرح ممکن ہو کہ بزرگ اسم اعظم آسمان پر چل گئی کہ واسطے کہ دعوت اسما کے واسطے بہت شرطیں ہیں عمدہ اور تقویٰ اور طہارت بھی ہو تیسری یہ کہ نسخ اور تبدیل صورت گویا عقوبت ہو اور حقوق تحقیر اور اہانت کا سبب ہو اور ستارہ درخشندہ ہونا دلیل کمال عظمت اور بزرگی پر ہو چوتھی یہ کہ زہرہ ایک ستارہ ہو مشہور کہ قبل از خلقت حضرت آدم مخلوق ہوا تھا اور اس قصے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ستارہ بعد از واقعے کے ہوا ہو یا پچوین اس قصے میں فرشتوں کی زبان سے نقل کیا ہے کہ فرشتوں نے جناب الہی میں عرض کیا کہ ہم باوجود شہوت اور غضب کے گناہ نہ کرینگے حالانکہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر تم میں بھی شہوت اور غضب ہوتا تو تم بھی معصیت میں مبتلا ہو جاتے پس صریح گذیب خدا لازم آتی ہو اور یہ فعل شیخ منافی ایمان کے ہو چہ جائے ملکیت پس سبب نازل کرنے ان دونوں فرشتوں کا یہ تھا کہ علم عروج کے علوم آئینہ سے ہو نوع انسان میں باقی رہے اور انبیاء علیہم السلام کی یہ شان نہیں تھی کہ ایسے علوم سراسر

بیان انکار قصہ
بارت معلوم
نسبت امام رازی
و بیضاوی

ضرر کو کہ اس سے تاثیرات مخلوقات کا اعتقاد اور تاثیرات خالق سے غفلت ہو جائے تبلیغ
 خداوین جیسے علوم فلسفہ اور طبیعہ کہ ضرر و نفع سے زیادہ ہی بیان نہیں کرتے بلکہ دیدہ و
 دانستہ اس سے سکوت کرتے ہیں اس واسطے کہ حقیقت نبوت دعوت الخلق الی الحق
 ہو اور یہ علوم اس غرض میں نخل ہوتے ہیں پس ضرر ہوا کہ دونوں فرشتوں کو واسطے
 تعلیم محمد کے نازل فرمائیں اور تعلیم سحر میں کچھ قباحات نہیں ہو اس واسطے کہ نہایت کار سحر کو
 اور جو چیز بودی کچھ ہو تعلیم اس کی مضائقہ نہیں ہو مثلاً کوئی شخص کہے کہ اگر فلان ستارہ کی کوئی
 پرستش کرے تو یہ اثر خبیث کا اور اگر فلان شیطان کی عبادت کرے تو یہ مطلب حاصل ہو جائے گا
 اور دوسرا شخص اس کلام کو شکے یہ کام کرے تو کفر یہ عبادت و اعتقاد ہو نہ کہ بیان کرنا ان کا
 اور سحر کے فائدے بھی بہت ہیں جیسے اقیار کرنا بحضرات انبیاء اور کرامات اولیاء اور سحر
 جادو گردن میں اور اس طرح فرق کرنا طلسمات اور نیرنجات اور شعبہ دون میں بھی اسی علم سے
 حاصل ہوتا ہے بلکہ جو لوگ اس علم سے ناواقف ہیں ایسی چیزوں میں اصلاً فرق نہیں کرتے ہیں
 حتیٰ کہ ساحر اور شہید ہا ز کو مثل انبیاء اور اولیاء کے جانتے ہیں اور بعض احوال سحر کہ واسطے
 ہلاک کرنے دشمن خدا اور الفت مردوزن کے اور دفع کرنے شر ظالم کے ہیں درحقیقت مستحبات
 شرعہ میں داخل ہیں اور یہ بھی ہو کہ جب کوئی شخص قواعد سحر کو جانے عمل ناپسند میں صرف
 کرنے سے احتراز کرتا ہو تو مستحق ثواب ہوتا ہو کہ باوجود قدرت گناہ کے گناہ سے باز رہا اور یہ بھی ہو
 کہ شہر باب میں آدمیوں کو سحر کا کمال شوق تھا کہ عجیب و غریب چیزیں سحر سے استخراج کرتے تھے
 اور اسی سبب سے کمال خود بینی اور غرور انکو پیدا ہوا تھا کہ خدا سے غافل ہو گئے تھے اس واسطے حکمت
 الٰہیہ مقتضی ہوئی کہ اس وقت میں وقایع اس علم کے غیب سے ہوا سطرہ ان دونوں فرشتوں کے
 کھولے جائیں تاکہ یہ لوگ بھی معلوم کریں کہ علم الٰہی سے کبھی استغنی نہ ہوا چاہیے چنانچہ آیہ قرآنہ
 ما نزل علی الملکین دلیل صریح ہو کہ یہ علم جناب الٰہی سے نازل ہوا ہو اور فرشتوں کے حال
 سے بھی خبر دی ہو واما یلمان بن احد حتی لبقولا انما نحن فتنہ فلا تکفربینے وہ دونوں فرشتے نہیں
 سکھاتے ہیں کسی کو یہاں تک کہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم ہیں آزمائے کو پس تو مت کافر ہو اور نصیحت
 اور وعظ دلیل ہو کہ یہ دونوں فرشتے آپ سے تعلیم سحر نہیں کرتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہو کہ منظور
 محض تعلیم نہ تھی بلکہ تعلیم اور منع دونوں تھے بالجمہ تملک نام مشکلیں اس طور سے گفتگو کرتے ہیں لیکن
 اگر تفسیر روایات کہ اس باب میں وارد ہیں کیا جائے تو ثابت ہوتا ہو کہ اس قصہ کی بھی اصل ہو

جواب از ملاک
کھین

اس واسطے کہ جو کچھ اس باب میں بطریق موقوف یا مرفوع یا خبر یا اثر کے وارد ہوا ہو قدر مشترک
اوسکی سوا تر ہو گو خصوصیات واقعہ میں کچھ اختلاف بھی ہوا اور انکار قدر سوا تر بہترین ہوا اور
جو کچھ کہ وجہ مخالفت میں قواعد و فیہ سے مشکلیں نے بیان کیا ہو بحسب ظاہر قابل تسلیم ہیں
لیکن بنظر تنقید اوسمیں توجیہ ہو سکتی ہو تاکہ انکار روایات اور تکذیب قصہ حضرت یوسف
اور حضرت داؤد علیہما السلام وغیرہ کی لازم نہ آوے مثلاً کہہ سکتے ہیں کہ فرشتے گناہ سے
اوسیدم تک معصوم ہیں کہ اپنی صفت ملکیت پر باقی رہیں اور جب شہوت اور غضب
اونہیں دونوں ہوئیں تو اوس صفت سے خارج ہو گئے پس مقتضائے ملکیت کہ عصمت
اور طہارت تھا فسخی ہو گیا اور ظاہر ہو کہ جب موثر بلا اثر بھی بدل جائیگا اور وہ عورت اگرچہ
خارجہ تھی لیکن اسم اعظم کا شوق رکھتی تھی الا اوسکے عرض میں فرشتوں سے وعدہ ہو چکا
کیا تھا اس باعث سے اس فعل میں حسن اور قبح مختلط ہو گئے تھے سن نیت اور باعث وقوع
صورت عمل پس صورت مجازات مسخ ہو گئی اور بحسن نیت سارہ سے متصل ہو گئی اور میری
کہ اوس عورت نے اپنے حسن و جمال کو وسیلہ قرب الہی گردانا تھا لیکن سبب اور بے محل
پس اوسکو حسن اور جمال دایمی عنایت ہوا کہ روح اوسکی ستارہ زہرہ کی روح سے متصل
ہوئی اور صعود ارواح میں کچھ تعجب نہیں ہو چنانچہ تیسے نیک مردوں کی روح ساتون آسمان
سے گزر جاتی ہو اور ہر چند کہ صورت کو کبیہ کو نسبت اور مخلوقات کے شرافت اور بزرگی ہو
لیکن نسبت صورت انسانہ کے محقر ہے پس تعظیم بالنسبہ اور تحقیر بالنسبہ دونوں متحقق ہوتے ہیں
اور فرشتوں کے کلام میں تعظیم غم طاعت اور عدم عصیان کا بیان ہو نہ تکذیب اور
تجہیل الہی پس معنی کلام کے یہ ہیں کہ ہم اپنی طرف سے غم مصمم رکھتے ہیں گو واقع خلاف
اوسکے ہو ظاہر اٹا کہ کلام الہی سے یہی سمجھے ہو گئے کہ شہوت اور غضب جس مخلوق میں
ترکیب دیا جائے تسلیم عصیان ہو اگرچہ بی اختیار ہو لیکن اپنی طرف سے عرض کیا کہ ہم
باختیار خود مصیبت نہوگی پس اس کلام سے تکذیب لازم نہیں آتی ہو اور مسخ کر دینا عورت کا
بصورت زہرہ جو بیان ہوا ہو معنی اوسکے یہ ہیں کہ روح اوسکی زہرہ کی روح سے متصل ہو گئی
نہ یہ کہ سابق سے یہ ستارہ ہی تھا پس خلاف واقع نہیں لازم آتا ہو زیرا بن بکار اور ابن مردودہ
اور دہلی حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ صورت میں مسوخہ کس قدر میں فرمایا کہ تیرہ باطنی ریچھو خوک

جواب از ملاک
کھین
نہ یہ کہ سابق سے یہ ستارہ ہی تھا پس خلاف واقع نہیں لازم آتا ہو زیرا بن بکار اور ابن مردودہ
اور دہلی حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ صورت میں مسوخہ کس قدر میں فرمایا کہ تیرہ باطنی ریچھو خوک

بندر مار ماہی سو شمار طوطا بچو جو لائے کہ دریاؤں میں ہوتا ہوا اور عربی میں اوسکو دعیوص کہتے ہیں
 عنکبوت خرگوش سٹیل زہرہ تب میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کس طرح ہوئے فرمایا
 کہ فیل مرد سرکش اور دولت مند تھا نوگر بلوا طت اور خرس ایک شخص تھا مخنث کہ آپکو مانند
 عورتوں کے آراستہ کر کے مردوں کے پاس جاتا تھا اور خوک ایک جماعت تھی نصاریٰ کی
 کہ کفران نعمت نزول مائدہ اون سے صادر ہوا تھا اور بندر یودی لوگ تھے کہ شنبہ کو شکار مچا لیا
 کرتے تھے اور مار ماہی ایک مرد تھا دیوث کہ اپنی عورت کی دلا لگی کرتا تھا اور سوسار ایک گنوار
 تھا بادیہ نشین کہ حاجیوں کا اسباب چوری کر لیتا تھا اور طوطا ایک شخص تھا کہ درختوں سے
 میوہ چراتا تھا اور کرڈم ایک مرد تھا سخن چین زبان دراز کہ کوئی شخص اوسکی زبان سے محفوظ
 نہیں رہتا تھا اور دعیوص ایک مرد تھا چل خور کہ درمیان دوستوں کے جدائی ڈالتا تھا اور
 عنکبوت ایک عورت تھی جس نے اپنے شوہر کو سحر کر کے مار ڈالتا تھا اور خرگوش بھی عورت تھی جو جن
 و جنابت سے غسل نہ کرتی تھی اور سہیل جو کیندار تھا میں میں کہ ہر کسی سے بکیر کچل لیا کرتا تھا اور ہر
 و خرباد شاہ تھی کہ اسنے ہاروت و ماروت کو فریقہ کیا تھا اور نافع المسلمین میں ہر کہ تعداد مسوخت
 میں اختلاف ہے بعضے او تئیس کہتے ہیں اور بعضے ستائیس چنانچہ بارہ باشتار وعیوص لکھے گئے
 اور سترہ یہ ہیں ایک روباہ کہ مرد چرتھا اور مال و اسباب کار وانیوں کا غارت کر لیتا تھا دوسرا
 سلطان کہ مرد کفن چرتھا جسکو نباش کہتے ہیں تیسرا بانہ ایک عورت تھی کہ اپنے داماد سے ہم ستر
 رہتی تھی چوتھا زہور ایک مرد عابد تھا گر علم کی تحقیر کرتا تھا پانچواں کصو ایک مرد مالدار تھا کہ اپنی لونڈیوں
 سے دریا میں کھڑے ہو کر جماع کرتا تھا چھٹا زاع ایک مرد تھا فتنہ انگیز و سنگسار اسی نے طریقہ سودا دل جاری
 کیا ہے ساتواں فاختہ ایک مرد تھا کہ قسم کھا کر وفائے مدہ نہ کرتا تھا آٹھواں لعلہ ایک مرد تھا کہ اپنی لونڈیوں
 زنا کر اگر خیر لیتا تھا نواں کنجشک ایک مرد بصورت صوفی تھا اور رقص و ہزل کو بلیغ کتا تھا دسواں ش
 ایک مرد تھا جس نے مذہب قدریہ ایجاد کیا گیارھواں چند ایک شخص یہودی تھا جس نے اپنی ہمیشہ کو خرچی
 بیجا تھا بارھواں کتا تیرھواں شیر چھواں باز پندرھواں بط کہ ان چاروں کے افعال معلوم نہیں ہوئے
 سولھواں طاوس سترھواں شہر کہ ایک مرد آفتاب پرست تھا اور فیسر عزیز میں دو حکایتیں
 عجیب لکھی ہیں لیکت کہ حاکم و بیہقی نے عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت دودھ انجمل
 کی حضرت صلیم کو تلاش کرتی آئی اور یہ کہتی تھی کہ مجھے کچھ پوچھنا تھا افسوس آنجناب رحلت فرما گئے
 جب میرے پاس آتی تو میں نے پوچھا تیری کیا حاجت ہے اوسنے کہا میرا خاوند بد مزاج تھا

یہ
 کہ وہ جماعت
 سات ساری
 کی تھی ان

اختلاف در سوار
 نظریہ اسکا فلان
 تفویح لام کہتے ہیں
 ان میں سے ہر ایک
 گر گزین و بیہوش
 و بند قادیان
 کلک کو نیندا و خوس
 نطقہ شہودان
 پانزویہ سترہ
 و سترہ چار
 و سترہ چار
 قدسے یہ چار

اسبب سے میں پنج مین رہتی تھی اسی عرصہ میں ایک ضعیفہ میرے پاس آئی اوس سے
 نے خاوند کی شکایت کی اوسنے کہا اگر میرا کننا کر تو خاوند مطیع ہو جائے میں نے کہا ضرور
 دن کی سو وہ چار چھ گھنٹہ رات باقی رہے دو کتے لائی کا لے ایک پر آپ چڑھی دوسرے پر
 بے چڑھایا اور ایک لمحہ میں زمین بابل میں پہنچی وہاں دو شخص اوٹے لشکے نظر پڑے انھوں نے
 سے پوچھا تو کیوں آئی ہو میں نے اوس ضعیفہ کے سکھانے سے کہا میں سو سیکھوں گی
 و بولے سو حرام ہو اوسکے سیکھنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہو تو یہاں سے چلی جا میں نے کہا
 میں ہوں نہ جاؤں گی الغرض وہ دونوں منع کرتے تھے اور میں مصرقی آخر کار مجھے کہا کہ
 تنور میں پیشاب کر سو میں تنور پر گئی مگر خوف سے پلٹ آئی اور میں نے کہدیا کہ پیشاب کر آئی
 لے تو لے کچھ دینا میں نے کہا کچھ نہیں انھوں نے کہا تو بھوٹی ہو اب بھی تیرے حق میں بہتر ہو
 یہاں سے چلی جا میں نے قبول نہ کیا پھر کہا پیشاب تنور میں کر پھر میں تنور پر گئی اور خوف سے
 پس آئی اسی طرح تین بار وقوع میں آیا چوتھی مرتبہ میں نے دیکھو مضبوط کر کے تنور میں پیشاب
 اتوا و سیوقت ایک سوار زرہ پوش مسلح اوس تنور سے نکلا اور جانب فلک چلا گیا یہاں تک کہ
 بری آنکھوں سے غائب ہو گیا تب میں اون دونوں کے پاس گئی اور تمام واردات بیان کی
 کہنے لگے درست ہو یہ سوار زرہ پوش تیرا ایمان تھا کہ تجھ سے جدا ہو کے چلا گیا اب تو رخصت ہو کہ
 و میں کامل ہو گئی سو میں سخت مریسہ ہوئی اور اوس ضعیفہ سے کہا کہ تو مجھ کو سو سکھانے کو لائی تھی
 تو کچھ نہوا میرا ایمان مفت گیا اوسنے کہا کہ یہاں کا طریق تعلیم یہی ہو اب تو ساحرہ ہو گئی جو کچھ زبان
 سے کہے گی وہی ہو گا میں نے کہا کیونکر یقین ہو اوسنے کہا ایک دانہ گندم لیکر زمین پر ڈال اور مجھ
 نفل آسو میں نے دانہ گندم لیکر زمین پر ڈالا اور کہا نفل آ بھر دکنے کے وہ دانہ درخت ہو گیا اللہ
 برے کئے سے وہی دانہ درخت بھی ہوا اور خوشہ لایا اور پختہ ہو کر طیار ہوا حتی کہ روٹی کی پکانی موجود
 د گئی جب کہ یہ کیفیت میں نے دیکھی تو مجھ کو اپنے ایمان کا نہایت افسوس ہوا میں قسم کھاتی ہوں
 ملا کی اوام المؤمنین کہ میں نے آج تک ہرگز ہرگز کیسے حق میں بدی نہیں کی ہو اور نہ میرے
 ل میں کیسے ساتھ بدی کا ارادہ ہو اور میں حضرت صلعم کے اوصاف حمیدہ شکر بیان حاضر ہوئی
 اون سے تدبیر ایمان چھڑانے کی دریافت کروں گی وہ نہ لے اسکی نہایت حسرت ہو ام المؤمنین
 نے فرمایا کہ حضرت کے اصحاب موجود ہیں اون سے پوچھو وہ سب یاروں کے پاس گئی کہیں
 نہ نہ فرمایا مگر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تیرے مان باپ دونوں زندہ

ہوں خواہ ایک ہوا و نکی خدمت کر کہ ایمان پھر آوے دوسری حکایت یہ ہے کہ ابن منذر نے
 ازراعی سے روایت کی اور وہ ہارون بن رباب سے روایت کرتا ہے کہ ایک روز میں عبدالملک
 بن مردان کی ملاقات کو گیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص تعظیم و تکریم نگاہ لگا سنے مجلس میں بیٹھا ہے
 حاضرین مجلس سے پوچھا یہ کون ہے لوگوں نے کہا کہ یہ شخص ہاروت ماروت کو دیکھ آیا ہے اس
 باعث سے اسکی تعظیم ہوتی ہے سو میں نے اسکو سلام کیا اور قصہ پوچھا اسنے رو کر کہا کہ میرا حال
 یہ ہے کہ میں نوجوان تھا میرا باپ مجھکو لڑکا چھوڑ کر مر گیا تھا اور مال و اسباب میری ماں کے قبضہ میں تھا
 جو کچھ چاہتا تھا میں صرف کرتا تھا جب ایک مدت گزری اور مجھکو شعور ہوا تو میرے دل میں گذرا کہ اپنی
 ماں سے کثرت مال کی علت دریافت کروں میں نے باصرار پوچھا اسنے کہا اسکا حال مست پوچھ
 عیش و عشرت سے بسر کر مال بہت ہے کئی پشتون کو کافی ہوگا میں نے نہایت الحاح و زاری کی
 آخر مجھ پر ہو کر وہ مجھکو گھر کے اندر لگیتی اور تمام مال و اسباب دکھلایا تو فی الحقیقت ایک بڑا خزانہ تھا اب
 مجھکو زیادہ تر شوق ہوا کہ اسقدر مال کس طرح جمع ہوا ناچار اسنے کہا کہ تیرا باپ ساحر تھا اسنے یہ سب
 مال سحر سے جمع کیا ہے میں نے کہا کہ باوصف تندرستی باپ کے مال پر تکیہ کرنا پست ہمتی ہو میں بھی
 سحر سیکھوں گا اور مال جمع کر دن گاسو میں نے اپنی ماں سے پوچھا کہ ایسا بھی کوئی آدمی ہو جو سحر پانچ
 اسرار سے واقف ہو اور وہ سحر جانتا ہو اسنے کہا ایک شخص فلاں شہر میں ہے چنانچہ تین سفر
 کیا اور اسکے پاس گیا اور سوڈب سلام کر کے بیٹھا اسنے نہیں پہچانا اور میرا حال پوچھا میں نے
 التماس کیا کہ فلاں شخص کا بیٹا ہوں تو اسنے گلے لگایا اور مر جا مر جا کہا اور مزاج پر سی کی بعد ازان مطالبہ
 مستفسر ہوا اور کہا کہ تیرا باپ اتنا مال چھوڑ گیا ہے کہ تیری کئی پشتون کو کافی ہوگا میں نے کہا کہ مجھکو مال کی
 احتیاج نہیں ہو میں تو سحر سیکھا چاہتا ہوں اسنے کہا کہ اسکا خیال نہ کر کہ اسمیں ہرگز فائدہ نہیں ہے
 میں نے نہایت اصرار کیا اور بہت خوشامد کی تب اسنے ایک دن مقرر کیا کہ اسیدن حاضر ہوا اور
 ایفاسے وعدہ کا مستعدی اسنے کہا کہ میں تجھے ایک مقام پر لیچوں گا وہاں خدا کا نام نہ لینا چاہیے
 اپنے ہمراہ ایک نقب میں جو میچیز میں کے تھی لگیا خیال کرتا ہوں تو تین سو کئی زینے اور تینا پر سے
 اور آفتاب کی روشنی مطلق نہ تھی جب یہ مرحلہ طی ہوا تو دیکھتا ہوں کہ ہاروت ماروت لوہے کی
 زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہو امیں لٹکے ہیں آنکھیں بڑی بڑی اور پر بھی نہایت بڑے کہ جھکو
 نہایت خوف ہوا تو میں نے کہا لا الہ الا اللہ یہ کلمہ سنتے ہی اپنے پرون کو جنبش دینے اور چلا
 گئے بعد اسکے خاموش ہوئے امتحان میں نے پھر کہا لا الہ الا اللہ تو انھوں نے پھر اپنے پر

پہٹ پٹا کر غل کی اب میں خاموش ہو کر کھڑا ہوا وہ دونوں مجھے دیکھ کر کہنے لگے کہ تو آدمی ہو میں نے
 کہا آدمی ہوں بیان کرو کہ لاکہ لاکہ اللہ کے سننے سے تم کیوں پریشان ہو۔ کہنے لگے کہ جسد سے
 ہم اس بلا میں پڑے اور اپنے مقام اصلی سے جدا ہوئے ہیں یہ کلمہ کسی کہ زبان سے نہیں
 سنا آج تیری زبان سے سنا تو ہکو متواصل اپنا یاد آیا کہ ہم بے اختیار ہو گئے اب ہم پوچھتے ہیں کہ
 تو کس امت میں ہو میں نے کہا امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوں کہنے لگے کیا محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم پیغمبر ہوئے ہیں نے کہا پیغمبر آخر الزمان ہوئے اور وفات بھی پائی بعد اوند کے پانچ ماہ
 ہوئے وہ بھی رحلت کر گئے تب کہنے لگے کہ امت محمدیہ تابع ایک شخص کے ہو گا کہ گروہ گروہ
 علاحدہ ہیں میں نے کہا کہ تابع ایک شخص کے ہیں جسکو بادشاہ کہتے ہیں یہ سنکر ناخوش ہوئے
 پھر کہا باہم اتفاق ہو یا نفاق میں نے کہا ظاہر ہیں اتفاق باطن میں نفاق اس کلام سے خوش
 ہوئے پھر پوچھا کہ عمارت بحیرہ طبریہ تک پہنچی ہو یا نہیں میں نے کہا نہیں اسے بخت ملول ہو
 اور خاموش ہو رہے ہیں نے کہا کہ اول کلام سے ناخوش اور دوسرے سے خوش اور تیسرے
 ملول کیوں ہوئے کہا جب تک امت موصوفہ تابع ایک بادشاہ کی ہو قیامت دور ہو اور جو ظاہر
 اتفاق اور باطنی نفاق ہو قیامت نزدیک ہو اور نہ پوچھا عمارات کا بحیرہ طبریہ تک موجب قیامت
 ہو اور ہم قرب قیامت سے خوش ہوتے ہیں کیونکہ سیاق و سباق کی مقتضی قیامت پر ہر تب میں نے کہا
 کہ مجھے کچھ نصیحت کرو کہ اسو یا مت کر اگر ممکن ہو کیونکہ کام مشکل درپیش ہو پھر میں وہاں سے بھاگا
 اور سچ نہیں سیکھا حضرت اساذالاساذ تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں کہ مشکوین ایسے تصون کے
 بھی منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ دونوں فرشتے عذاب شدید میں مبتلا ہیں باوجود اسکے انکو فرصت تعلیم
 سحر کی اور اختلاط و ارتباط نبی آدم سے کہ سلسلہ تعلیم و تعلم کی واسطے پر ضرور ہی ممکن نہیں جواب
 یہ کہ اگر حوصلہ انسانی پر قیاس کیا جائے تو البتہ مستبعد ہو کہ مشکو فرشتوں میں ہو کہ اسے
 حوصلے کی فراخی ظاہر ہو اور جائز ہو کہ باوجود گرفتاری عذاب کے قوت فکریہ اور نطقیہ برقرار رہے
 چنانچہ بارہا تجربہ ہوا ہو کہ اصحاب لکھ باوصف گرفتاری و جاع مولد و امراض شدیدہ کے تعلیم
 کر سکتے ہیں اور اوس علم کا مالہ و ما علیہ طالب علم پر الفاکرنا نہایت آسان ہوتا ہو اور ادنیٰ التفات
 وہ کام کرتے ہیں کہ اور لوگوں کے تمق نظر سے بھی سرانجام نہیں ہوتا پس ان دونوں فرشتوں کو
 القاء علم سحر میں اسی قسم کا ملکہ ہو گا خصوصاً جب تسلیم کیا جائے کہ نزول انکا واسطے تعلیم
 سحر کے ہوا ہو تو جانب غیب سے بھی مدد کا پہونچنا ممکن ہو اور عدم اختلاط آدمیوں کا قابل

جواب عرض
 علیہ

تسلیم ہو لیکن جائز ہو کہ شیاطین و جنات افادے و استفادے میں واسطہ ہوتے ہوں چنانچہ
 قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ہر سال ایک شخص شیطانوں سے ہاروت ماروت کے
 پاس جا کر سحر سیکھ آتا ہے اور آدمیوں میں پھیلاتا ہے اور زمان سابق میں آدمی بھی اونسے ملتے تھے
 اور علم سحر سیکھ کر لگتے تھے چنانچہ حکماء بابل نے زمانہ غزوہ میں کئی طلسم ایسے بنائے تھے
 کہ وہ کیسی بھی جھوٹ میں نہیں آتے تھے ایک طلسم یہ تھا کہ شہر کے باہر ایک حوض کے کنارے
 سنگ مرمر خواہ تاسی کی ایک ہڈ بنا کر کھڑی کر دی تھی اور سکا یہ حال تھا کہ جب شہر میں کوئی
 جاسوس خواہ چور یا دزد کوئی مخالف جانے لگتا تو وہ ایسی غل مچاتی کہ تمام شہر والوں کو یہ معلوم چلا
 کہ آج شہر میں کوئی نیا آدمی آیا ہے آخر گرفتار ہو جاتا دوسرا طلسم ایک ڈھول بنایا تھا کہ جسکی کوئی چیز
 چوری جاتی تو وہ اپنے اون آدمیوں کو جن پر چوٹی کا گمان ہوتا تھا اوس ڈھول کے پائل کر کھڑا
 کر دیتا تھا اور کتا کہ اسپر ہاتھ مار و جب چور کا ہاتھ لگتا تو پتہ و نام صاف معلوم ہو جاتا اور جو وہ چور
 نہ ہوتا تو کچھ بھی آواز نہ نکلتی اور تفسیر بحر مواج میں ہوا اور تفسیر غریزی میں لکھا ہے کہ ایک طبل ایسا
 بنایا تھا کہ جب کیسی کوئی چیز چوری جاتی تو اوس طبل کو بجاتے اوس سے یہ آواز نکلتی کہ فلاں
 چیز فلاں کے پاس ہو مثلاً زید کا دوشالہ کبر کے پاس ہو تیسرا ایک عجیب و غریب آئینہ بنایا تھا
 کہ جس کسی کا کوئی عزیز یا دوست سفر کو جاتا اور مدت تک اوس مسافر کا حال دریافت نہوتا اوسکے
 دیکھنے سے مسافر کی کیفیت بخوبی معلوم ہوتی تھی اور طریق اوسکے دیکھنے کا یہ تھا کہ سال بھر ایک مہینہ
 کیا تھا کہ اوس یوم مہمودہ پر جو کوئی اوس آئینہ کو بغرض دریافت حال دیکھتا تھا تمام حال مسافر کا
 کھل جاتا تھا چوتھا ایک حوض غرور و دود کے جشن کے واسطے بنایا تھا کہ سال میں ایک بار تمام اعیان
 و اشراف جمع ہوتے اور مشروب و مطعم کے قسم سے جو کچھ لاتے تھے اوس حوض میں ڈال
 دیتے تھے اور خود عیش و طرب میں مشغول ہوتے جب فراغت کر کے گھر چلے تو حوض کے
 ساتی بطور تبرک اوسکی روٹی یا شربت یا شرابی نکال کر دیتے تھے مثلاً جب آدمیوں نے دود
 شربت شہد تبا سے شکر و غیرہ ڈالا اور جب وہ خوب مخلوط ہو گیا جب پیالے میں نکالا دیکھا تو
 جسے شہد ڈالا تھا اوسکے پاس شہد آیا اور جسے شربت ڈالا تھا اوسکو شربت ملا و علی بن ابیہاشم
 پانچواں طلسم ایک تالاب بنایا تھا کہ اوس میں تین دیوانی فوجداری کا فیصلہ ہوتا تھا شکر و دھن باہم
 نماز کرتے اور حق باطل سے کسی طرح جدا نہو سکتا تھا اوس تالاب میں دو نوگتے جو حق پر ہوتا
 اوسکی ناف تک پانی پہنچتا اور جو باطل پر ہوتا ڈوب جاتا مگر یہ کہ حق کو قبول کرے اور باطل سے

منہ
 حکایت حکماء
 ہیں

آوے تو منظور ہے کذا فی الغریزی چشتیان طلسم ایک چشمہ کے گردا گردا دن شہرون کے
 بنائے تھے جو فرد کے زیر حکم تھے۔ اس میں عجیب بات تھی کہ جب حاکم کسی شہر کا نافرمانی کر
 نروداوس نقشہ شہر پر نہر کو جاری کر دیتا تھا کہ وہ شہر اسی سال میں غرق ہو جاتا تھا۔ اس وقت طلسم
 و دی باہر گاہ میں ایک درخت عجیب بہا تھا کہ جتن آدمی چاروں طرف سے آویں اور سب کو
 سکا سایہ پہنچ جائے اگر لاکھ آدمی ہوں تو بھی اس ایک درخت کا سایہ کافی ہو اور جب لاکھ سے
 آدھی زیادہ ہو جائے تو سایہ بالکل نرسٹ گا۔ انھوں نے طلسم یہ تھا کہ شہر کے باہر ایک ایسی شکل
 رک بنائی تھی کہ وہ درندہ و گزند و کوشہ کے اندر نہیں آنے دیتی تھی یہ طلسم تواریخ سے جو سراج
 یہ تفسیر غریزی میں نقل کیے ہیں اور حضرت استاد الاقا قدس سرہ تفسیر غریزی میں ارقام
 یاتے ہیں کہ فرد و مرد و بھی ایسے امور میں کمال تو غل رکھتا تھا اور اسی وجہ سے جدید سے
 کار کرتا تھا اور یہ قسم سمجھ کر شکل ترین اتمام سخن میں ہوا اور جو کوئی اس قسم کے سخن پر قدرت
 لیتا ہو وہ جو چاہے کرے شلا معانیہ اراض کا بہین الجبا عاجز ہوں کر سکتا ہو اس سبب سے
 وہ شخص باسعادت و مانیات تیر کر یا ہونہ باسعادت بہیات اور کہنے اس صنعت کی یہ ہو
 ہر جسم کو فلک سے خاصہ تک ایک روح ہوتی ہے کہ مدبر او سکی ہو اور تاثیرات اجسام جہ بطیفیل
 روح ہیں اور جب ارواح تمام عالم کی سنو ہو کہیں تو گویا شخص مانک جہان ہو گیا ہیں بے ہمت
 مات و قتال قہر دشمنوں کا اوس سے ممکن ہے تو اپنے اسطو نے نقل کیا ہے کہ حکیم برہاٹوس اور
 بداغوس سے شہر بابل میں شازدہ ہوی بداغوس نے کہا کہ تو مجھے طاقت مقابلہ نہیں دیتا
 ونگریخ و زحل میرے مقابلے سے عاجز ہیں برہاٹوس نے یہ بات سنی اور یخ خوف بنایا اور
 یخ کی اعانت روحی سے بداغوس کو بلادیا کہ بے جنگ و قتال شہر دفع ہوا اس قسم کا
 طاقت سورخین نے اکثر اسی تواریخ میں بیان کی ہیں چنانچہ بعض طلسم و شبہ دے
 یہ کاتب الحروف نے کی نظر ہے ہیں اور عجیب غریب ہیں لکھا ہوں کہ شہر مدین کے ضلع میں
 بے ہزار کی چوٹی پر نوشیروان عادل کا مزار بنا ہے جو وہاں حکیموں نے بادشاہ کے حکم سے کئی
 طلسم بنائے ہیں پہلا طلسم یہ کہ اوس مدفن کے گرد چار سلح سوار تکی تلواریں لیے کھڑے ہیں
 جب کوئی آدمی اوس کے پاس آتا ہو وہ چاروں سوار حملہ کرتے ہیں اگر ہٹ گیا تو بچ گیا ورنہ قتل
 رہا لے ہیں دوسرا یہ کہ اوس گور کے تہ خانے پر چار تلواریں برہنہ آویزاں ہیں اور کوشہ روز
 روش مانند چاک کوزہ گران رہتی ہو اور اس زور سے پھرتی ہیں کہ اگر کوئی شخص نکلے نزدیک

آجائے تو گردن اوسکی کٹ جائے اس باعث سے وہاں کوئی جانہین سکتا ہو مگر کتب تواریخ سے واضح ہو کہ مامون رشید نے ایک مجاور کے ذریعہ سے حبکو دفعہ طلسم مذکور کا یاد تھا اور اس کے ہزرگون سے یہ علم چلا آتا تھا اوس دفعہ کی سیر کی ہو اور اوس تہ خانے میں مجاور کے ساتھ گیا تو اوسنے دیکھا کہ نوشیروان ایک تخت زرین مرصع پر زندون کی طرح بیٹھا ہو اور تمام اعضا صحیح و سالم ہیں حکیموں نے شاید اسپر روغن ملے ہوں گے صرف لباس جا بجا بوسیدہ ہو کر پارہ پارہ ہو گیا تھا مامون رشید نے ایک پوشاک جدید عمدہ معطر اپنے ہاتھ سے پہنائی کہ ناگاہ نوشیروان کے زانو کے تلے ایک لوح طلائی نظر آئی اوسکو دیکھا اور پڑھا تو اوسین لکھا تھا کہ خلفائے عباسیہ میں سے ایک حاکم میری زیارت کو آویگا اور میری پوشاک بدلوا کر سطر گچا مجھے یہ افسوس ہو کہ اوسوقت میری جان قابل تین نہوگی جو میں اوسکی دعوت و ضیافت حسب دلخواہ کروں مگر خیر اب بھی میں نے اس تہ خانے کے بائین پہلو پر کئی خزانے اوسکے واسطے امانت رکھوائے ہیں وہ ان خزانوں کو لیکر اپنے تصرف میں لاوے اور بجو محذور رکھے کہ میں زندون میں نہیں ہوں جو ہمان نوازی کی شرط بجا لاؤں مامون اس لوح کو پڑھ کر سخت متعجب ہوا اور جب اون مقاموں کو گھومنا تو سب کچھ نکلا اور بہت نقد و حسن ہاتھ لگا کہ بنی عباس میں اوسوقت سے دولت بڑھی اور توڑک چاگیر میں کئی تماشے جاگیر داروں نے اپنے دیکھے ہوئے ایسے لکھے ہیں کہ عقل اوسین حیران ہو وہ بھی ایک قسم کا سحر ہو ازراہ جملہ ایک تماشایہ تھا کہ بازگروں نے دس قسم کے تخم بونے اور کچھ اسم پڑتے ہوئے اوسکے گرد گھونٹا اوسکی تاثیر سے درخت آدھے اور طرفہ العین میں دس گز کے قریب بر ہو گئے اور دفعہ پہول لگے پھر پہول بڑے سیب کے پھل لگے اور آجہ کے درخت میں کیراں آئین اور بڑے بڑے آتم ہوئے اس طرح سب قسم کے پھل ہوئے بادشاہ نے بھی کھائے اور امیرون نے چکے تو نہایت خوش مزہ و خوش رنگ تھے پھر دفعہ اوپر خزان آئی اور وہ درخت زمین میں غائب ہو گئے ازراہ جملہ ایک تماشایہ لکھا ہو کہ بازگروں نے ایک بڑی دیگ میں آدھاپانی بھرا اور میں من چاول ڈالے کہ وہ پکنے لگے حالانکہ اوسکے نیچے گل کا نشان نہ تھا اور لکڑیاں جلتی تھیں تعویذی دیر بعد سویرتوں میں کھانا خوشبودار نکالا اور اوسی جگہ سے ایک ایک کباب بھی نکال کر رکھ دیا تھا جسے کھایا تمام حمرادسکا مزہ نہیں بھولا اور ایک تماشایہ کیا کہ ایک فوارہ نکال کر کھا اور بازگروں کے گرد گھونٹا دفعہ اوسین سے پانی دس گز تقرباً بلند ہوا اور رنگ برنگ پانی برسے لگا اور زمین تر ہوئی پھر اوسکو اوتھا کر دوسری مرتبہ رکھا تو انا قش بازی کے چھوٹنے لگے ازراہ جملہ ایک تماشایہ کہ گلستان کتاب

مکھاتی اور اوسکو جزو دان میں رکھ دیا پھر نکالا تو دیوان حافظ تھا اور پھر جو سیطرہ کیا تو دیوان
اہل شیرازی تھا غرض جتنی بار اوسکو گردان کر لگا لائی کتاب تھی اس قسم کے تماشے کچھ مشکل
نہیں ہیں اور طلسمات عجائب میں نہیں ہیں جس کیسکو علم ہمایا حاصل ہو وہ کر سکتا ہے اور علم ہمایا
اوس علم سے ہے کہ روح کو اپنے بدن سے دوسرے کے بدن میں اوس علم کے زور سے داخل کریں
اور جس شکل کی چاہیں صورت بنا کر دکھلا دیں اور وہ وہ چیزوں کے دکھلانے پر بھی قادر ہوتے ہیں
حکماء اشراق نے اس علم کو ایجاد کیا تھا اور ایسے قاعدے نکالے تھے کہ سیکڑوں کو سہ ہفت
پر نہاتے تھے اور طرقہ العین میں لاکھوں کو سچے جاتے تھے یہ علم تصفیہ دل اور تزکیہ باطن سے
حاصل ہوتا ہے گریہ تماشے و شجرے اور طلسموں کے مقابل میں واہیات ہیں
اور یہ قسم سو کی شرک اور کفر ہوا سوا سچے کہ اس سو میں اول شرط یہ ہے کہ ارواح کو
قلوب پر مطلع جانے اور ہرگز اوسکے عجز اور جہل کا اعتقاد نہ رکھے والا وہ ارواح اجابت
نہیں دے گی اور مطلب کو نہ پونچھا نگلی پنا نہ کفایت دعوت روحانیات میں ابتداء
دعوت قرار دیتے ہیں اور اوسکے وسیلے سے دعوت عطا رد و علی ہذا لقیاس اور
دعوت قرین یہ الفاظ ہیں یا ایہا الملک الکریم السید الرحیم المرسل الرحیم و منیر النعمۃ
اور دعوت عطا رد میں یہ مقرر ہو کہ ما حصل فی من الخیر فمومنین و کل ما ینقض من الشر
یعنی فمومنین اور ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد اور یہ قول سنائی اسلام اور توحید کے ہر فائدہ
اب بیان ضرور ہے اسس امر کا کہ حقیقت سحر کی کیا ہے اور انکی قسمیں کتنی ہیں اور کون
قسم موجب کفر ہے اور کون موجب فسق اور کون مباح اگرچہ تفصیل اسس بحث کی
نہایت مہوول ہے لیکن مجلاً بیاور خلاصہ استاذنا مولانا بل استاذ کل مولوی عبد العزیز
محدث دہلوی کی تفسیر سے اور بھی تفسیر کبیر سے نقل کیا جاتا ہے کہ حقیقت سحر کی لغت میں یہ ہے کہ
سحر عبارت ہے اوس چیز سے جس میں وقت ہوا و سبب اوسکا پوشیدہ ہوا اور تفسیر انوار میں تعریف
سحر کی یہ ہے کہ آدمی افعال عجیبہ خلاف عادت پر بزاوہ اسباب پوشیدہ قادر ہو جائے اور
اس امر میں دعا اور اسرار الہیہ سے توسل نہا ہے اور نسبت افعال کی قدرت الہیہ سے
نکرے خلاصہ یہ کہ آدمی اوسکے اطہار اور انجام میں مستقل نہیں ہے بلکہ اوسکی تحصیل میں تقرب
شیاطین کا محتاج ہے لہذا یہ کام اوس شخص سے بخوبی سرانجام ہوتا ہے جو کہ شرارت اور خبیث
فلس میں شیاطین سے مناسبت رکھتا ہو کیونکہ تعاون میں تناسب شرط ہے اور چونکہ اسباب

پوشیدہ عالم میں بہت ہیں سحر بھی کئی قسم ہوا اور ضبط اقسام اس طرح ہوتا ہے کہ سبب غفلت یا بے توجہی
روحانیات ہو یا بتاثر جسمانیات اور روحانیات یا روحانیات کلیہ مطلقہ ہیں مثل روحانیات کو اکسب
اور افلاک اور عناصر یا روحانیات جو بنیہ خاصہ ہیں جس طرح روحانیات امراض اور جنات اور شیاطین
اور نفوس مفارقتہ نبی آدم کہ او سکوبعد از تسخیر لغت ہندی میں بیکسیر البار الموحده و سکون الیاء تھیں
کہتے ہیں اور جسمانیات یا بسبب ترکیب اور جماع کیفیت کے تاثر عجیب دکھلاتے ہیں یا بمقتضا
صور نوعیہ بنے توسط کیفیات جس طرح مقناطیس لوہے کو جذب کرتا ہے پس طریقہ تحصیل مناسبت کا
روحانیات سے یہ ہے کہ اس کے نام شرائط کے ساتھ پڑے یا اس کی تصویریں بنا کے رکھے اور جو
عمل اس کے مرغوب اور مناسب ہو کرے یا کوئی کلام ایسا کہ اس کی مفردات سے بلا ملاحظہ ترکیب
اوس روح کی بزرگی نکلتی ہو یا کسی کام کی تعریف پائی جاتی ہو جو اس سے صادر ہوا اور زبان
خواص اور عوام اس کی مدح میں جاری ہوتی تھی اور معتزلہ کہتے ہیں کہ سحر نام ہے شعبہ اور تخیلات کا
اور فی نفس الامر کچھ اس کی حقیقت نہیں ہے بلکہ نمودی بود ہو اگر ایسا ہو تو معجزہ سے مشتبہ ہو جائے اور
انکی دلیل سحر فرعون کا قصہ ہے کہ عصا اور سی اونکی نظرون میں چلتی تھی اور ہمارے نزدیک اس کی
اصل اور حقیقت ہے طور آثار سے آوارہ آفریدہ آئی ہیں کہ عقب افعال سحر ظاہر ہوتے ہیں
اور بنقل صحیح تاثر آنحضرت کا لیبہ ابن عصم کی بیٹی کے سحر سے ظاہر ہے اور موحذین کا نازل ہونا اور
وفیہ کو مویا سا کا ہے پس اقسام سحر کے باین شقوق بہت ہوتے ہیں لیکن جو کہ جاری اور رائج ہیں
انچھ قسم ہیں ایک قسم سحر کلدانیہ اور سحر بابلی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے باطل کر نیکی و سچوت
ہوئے تھے اور یہ قسم عمدہ اقسام سحر میں ہے اور اصل اس کی ماخوذ ہاروت اور ماروت سے ہے
کہ اہل بابل نے اونے سیکھ کر جاری کیا تھا اور انہیں کی تعلیم سے طریقہ تسخیر و استعانت روحانیات
کلیہ و جزئیہ و علویہ و سفلیہ و فلیکیہ و عنصریہ و بسیطہ و مرکبہ دریافت ہوا حتی کہ روحانیات امراض و
مذہب بھی سحر کرتے تھے اور اونے اتصال پیدا کر کے اعمال عجیبہ حادث کرتے تھے لیکن
یونانیین نے صرف طریق تسخیر روحانیات علویہ پر اکتفا کی اور یہ سمجھے کہ جب روحانیات علویہ
سحر ہونی تو روحانیات سفلیہ کی تسخیر کی کچھ حاجت نہیں کہ سوا اس کے کہ روحانیات سفلیہ کو سوا سے
قبول کے اور کوئی منصب نہیں ہے اور فاعلیت تاثر مخصوص بلویات ہے اور قدما اہل ہند سب
روحانیات کی تسخیر کرتے تھے اور ہر ایک سے اس کا کام لیتے تھے مولانا س فیما یغیثون مذاہب
میں سحر بابلی آج ہندیوں میں موجود ہے اور یونانیوں نے بعضوں پر اکتفا کی ہے اور یہ سحر کفر ہے و سحر

قسم سحر تسخیر جن اور شیاطین کی خاصہ ہے اور یہ سہل الحصول و کثیر الرواج ہے پس اس تسخیر من کبریا جن سے التجا اور تضرع اور زاری کرنا ضرور ہوتا ہے بطرح بھوانی اور ہومان وغیرہ ذلک کہ انکی التجا کرنا اور مذہور اور قربان گذرانا اور عطاریات مناسبہ مواضع حضور میں رکھنا واجب ہوتا ہے اور یہ طریق بھی کفر صریح ہے تیسری قسم پیر پیدا کرنا ہے اس طریق میں پہلے یہ ہوتا ہے کہ جو کوئی انسان قوی القلب اور جہ مراہو و سکو تماش کرتے ہیں بعد اسکے اسکی روح کو بعض الفاظ مقررہ سے کہ اس سے تعظیم اور تکریم بھوانی اور ہومان وغیرہ کی لکھتی ہو پڑھکر اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ وہ نفس قوت الفاظ سے اور مذہور اور پیر گذرانے سے غلام ہو جاتا ہے پس جس کام پر ہمیں کر دیتے ہیں اسکو سرانجام دیتا ہے پس یہ عمل بھی یا مستلزم کفر ہے یا قریب بسر حد کفر اور اغلب اس قسم کی ارواح کہ امور شہوانیہ اور غضبیہ کی اعانت سے متوجہ ہو جاتی ہیں نہیں ہوتیں مگر از جنس خیانت مثل ہنود یا فساق پس مخالفت جنات بھی اسی قسم میں لازم آتی ہے جو چھٹی قسم فساد و خیل ہے کہ بعض آدمی ارواح جنیات کو واسطہ کر کے کسی شخص کے خیال میں تعریف کرتے ہیں کہ اسکو وہ چیز نظر آتی ہے جو خارج میں موجود نہیں ہے یا کچھ ایسی صورتیں خیال میں دیکھتا ہے کہ اس سے خوف کھاتا رہتا ہے یا حرکات غیر واقعہ کو واقع سمجھتا ہے اس قسم کو خیال بندی اور نظر بندی کہتے ہیں اسکی بنا غلط البصار ہے بطرح قطرہ نازلہ کا خط دیکھنا اور نقطہ مشعلہ جوالہ کو دائرہ تصور کرنا اور سورہ دعون اسبطرح کا سحر کرتے تھے پس یہ قسم سحر کی اگر سورہ انبیاء یا اکرآت اولیا کے مقابلے میں واقع ہو تو حرام اور کبیرہ ہے اور اسبطرح اگر اس خیال بندی سے کسیکو دغا دیکر مال و اسباب اور کائنات کر لین تو بھی کبیرہ ہے لیکن یہ قسم سحر کی کفر نہیں ہے اگر التجا و ارواح جنیات سے بتعلیم مغرطہ و الاکفر ہو یا بچوٹن قسم سحر اصحاب اوہام ہے کہ سابقا ہنود میں بہت رواج تھا اب اسکا نام و نشان بھی نہیں ہے اسکو تعلیق الوہم بھی کہتے ہیں اور اسکا طریق یہ تھا کہ صورت واقعہ مطلوبہ کو مصور کر کے پیش نظر رکھتے اور وہم کو اسکی تحصیل پر متعلق کرتے تھے اور اس تعلیق میں تغلیل غذا اور گوشہ نشینی اختیار کرتے تھے کہ مطلوب حاصل ہو جاتا تھا اور حکم اسکا یہ ہے کہ اگر امر مباح اس سے مقصود ہو مثلاً جد کرنا و حرام کار و نکاح یا اہلاک ظالم اور کاؤ کا تو مباح ہے اور اگر غرض منوع مقصود ہے جیسے جدائی ڈال دینا جو روا و رخص میں یا اہلاک کسی بے گناہ کا تو حرام ہے یا بکل آلات کا حکم رکھنا ہے اور فی نفسہ قبیح نہیں ہے چھوٹیں قسم وہ سحر ہے کہ خواص اشیاء افعال عجیبہ صادر کرتے ہیں اور وہ خواص ہر ایک کو معلوم نہیں ہوتے بطرح بعضے شخص الکلیون

اگ جلاستے ہیں کہ تھوڑا سا نورہ کا بلی سرکہ میں تر کر کے اور قدر سے کھٹ دریا و سمین ملا کے انگلیوں پر مل دیتے ہیں اور لب سے تر کر دیتے ہیں اور چراغ سے روشن کرتے ہیں انگلی نہیں جلتی ہوا اور اس طرح بہت صورتیں ہیں کہ رسالہ سحر العیون اسکا جامع ہو جسکو شوق ہوا و سمین دیکھے اور اسی قسم سے نیرنجات اور سموم قائلہ بھی ہیں ساتویں قسم سحر جیل ہو کہ استعانت آلات عجیبہ الصنعت سے امور غریبہ حادث کرے جیسے گھڑی اور دو درمیں اور آٹہ ہوا اور آٹہ آگ کہ نصارے رنگ نے ایجاد کیا ہو یہ از قسم طلسم ہے کہ اسکا حدوث ترکیب آلات پر یا نسب ہندسیہ یا ضرورت خلایق پر یا پانی ماہو پر ہوتا ہو چنانچہ جالوس حکیم نے ایک ہیکل اور شلیم میں اتحاد رہتوں کے واسطے بنائی تھی آٹھویں قسم سحر شعبہ بازی اور دست چالاک ہے اور سب خفی اسمین حرکات خفیہ اور جلدی ہے جو حسب طرح بھانفتی کیا کرتے ہیں یہ تینوں قسمیں سحر کی نہ حرام ہیں نہ کفر لیکن اگر اس سے غرض فاسد ارادہ پر کن تو البتہ حرمت پیدا ہو جاتی ہے اور مکر اور فریب بھی اسی قسم میں ہے کہ وجہ خفیہ سے دوستوں میں دشمنی پڑ جاتی ہے والد علم بالصواب خلاصہ اس تقریر کا یہ ہے کہ اگر سحر میں کوئی بات یا کوئی کام ایسا کہ موجب کفر ہو مثل اسکے کہ نام بتوں کا اور ارواح جیشہ کا اوس تعظیم سے لیا جائے کہ مقتضائے شان رب العزت کے ہوتا ہو حسب طرح اثبات عموم علم و قدرت و غیب دانی و شکل کشائی یا ذبح بغیر اسد یا سجدہ بغیر اسد عمل میں آئے تو بیشک وہ سحر کفر ہے اور کر نیوالا اور سکار متد یا کوئی شخص ایسا سحر اپنے مطلب کی واسطے دیدہ و دانستہ کسی اور سے کرے تو کر نیوالا اور کرانے والا دونوں درمید ہیں اور احکام ارتداد کے اوس پر جاری پس اگر مرد ہو تو اسکو تین روز مہلت دینا چاہیے تاکہ توبہ کرے بعد اوسکے اگر توبہ نہ کرے تو قتل کیا جائے اور مقابلہ برسلین سے علاحدہ دفن کیا جائے اور آئین مسلمانوں پر اسکو تہنیز اور تکفین نکرین اور فاتحہ اور درود اور صدقات اوسکے واسطے پڑھائے اور اگر عورت ہو تو نزدیک شافعی رج کے اسکو بھی بعد مہلت سے روزہ کے قتل کرنا لازم ہے اور نزدیک امام صاحب کے دائم الحبس کرنا چاہیے تاکہ توبہ نصوح کرے اور اگر سحر میں ایسا قول اور فعل کہ موجب کفر ہو نہ لیکن فاعل اوسکا دعوی کرتا ہو کہ میں اپنے سحر سے کار خدائی کر سکتا ہوں مثلاً آدمی کو جانور بنا سکتا ہوں یا پتھر کو لکڑی کر سکتا ہوں یا لکڑی کو پتھر بنا سکتا ہوں یا پیغمبر دن کے کام جیسے ہوا میں اوڑنا قطع سافت ایک مہینے کی ایک سحطہ میں کرنا کر سکتا ہوں وہ بھی کافر ہے لیکن نہ نفس سحر بلکہ اس دعوی سے اور اگر وہ شخص کہتا ہو کہ اس اعمال کی خاصیت ہے کہ اوسکی باعث سے قتل نفس یا بیمار کرنا صحیح کا یا مرین کا صحیح کرنا یا دڑانا یا فساد تخیل ہو جاتا ہو اور میں کر سکتا ہوں تو یہ

بیان احکام

سحر کر اور فسق ہو اور فاعل او سکا مزدور اور فاسق ہو اور جو کوئی شخص سحر سے قطاع العطر یعنی
یا خاقی کرتا ہو تو اسکو بھی قتل کرنا چاہیے اس واسطے کہ وہ شخص مفسد فی الارض ہو اور اس بات
میں درمیان ساحر اور ساحرہ کے کچھ فرق نہیں ہے اس طرح امام فخر الدین زاہدی و دیگر علماء
خفیہ نے نتیجہ کی ہے اور ایک روایت حضرت امام اعظم سے اس طرح آئی ہے کہ جب کسی شخص کو
معلوم کریں کہ سحر کرتا ہے اور اقرار یا مینہ سے بخوبی ثابت ہو جائے تو اسکو بھی قتل کرنا لازم ہے
اور طلب توبہ اسے ضرور نہیں اور اگر کہے کہ میں سحر سے توبہ کرتا ہوں تو اسکا قول قبول نہیں
نہ کیا جائے لیکن اگر یوں کہے کہ پہلے سحر کرتا تھا اب مدت سے چھوڑ دیا ہے اس مقام میں ایک
شبہ ہے کہ افعال خارقہ عادت کہ محض بقدرت قادر مطلق صادر ہوتے ہیں اکثر اولیا سے بھی
ظہور پکڑتے ہیں جس طرح تبدیل صورت و اجبار موتی و قطع مسافت طویلہ وغیرہ امور کہ شبیہ معجزات
سے ہیں اور کتب تصوف اور سیولیا میں مذکور ہیں پس ہر گاہ کہ نسبت فعل الہی بطرف ذی کفر ہو
تو یہ بھی کفر ہو سکتا ہے پھر کیونکر ساحر کے حق میں حکم کفر کا کرتے ہیں حالانکہ حال و دعوتوں اور یہی
خوانوں کا بھی ایسا ہی ہو بلکہ انکو ساحرون سے مشابہت کاملہ ہو چل اس شبہ کا یہ ہو کہ افعال
خارقہ عادت خواہ شبیہ معجزات ہوں یا اور سب مقدور قدرت الہی کے ہیں اور بایجاد و ارادہ الہی
صادر ہوتے ہیں تو اس صورت میں درحقیقت افعال اولیا اور ساحرین میں کچھ فرق نہیں ہے
لیکن اہل دعوت نسبت اس فعل کی غیر حق سے نہیں کرتے بلکہ قدرت الہی یا خالق
اسمائی الہی سے کہ اس میں کچھ شرک لازم نہیں آتا ہے اور ساحر و نحسین افعال کو نسبت بغیر خدا
یعنی ارواح خبیثہ اور اسمائے اصنام سے کرتے ہیں کہ موجب شرک ہے و لہذا یہ لوگ اس
افعال کو اپنے قابو میں جانتے ہیں اور اوپر مذکور و حلوان وغیرہ لیتے ہیں مثلاً افعال اولیا
کو جس طرح لڑکا دینا و رزق دینا و بیمار کا اچھا کرنا شرک لوگ ارواح خبیثہ سے نسبت کرتے ہیں
و موصدا سماء الہیہ کی تاثیر سے یا خواص کسی مخلوق الہی سے یا دماغ صاحبین سے ہیں
شرک کا فرہین و موصدا اپنی توحید پر داعداء عالم بحقیقہ الحال کذا قال استاد الاستاذ فی تفسیر الغزالی

تفریح چہارم و احوال حضرت نوح علیہ السلام

لقب حضرت نوح علیہ السلام کا شیخ الانبیاء و نبی الدہر باپ اسکے ملک بفتح لام و مکون میم
اور مان انکی سخاوت انوش یہ انوش سوانے اسکے ہیں جو اجداد حضرت نوح میں سے تھے اور

بعض روایات میں مادم نوح فینوس بنت کامل ابن مخزئیل ابن کیان ابن اخنوخ تھیں اور عطا
مفسر نے لکھا ہے کہ تمامی آبا و اجداد حضرت نوح کے آدم علیہ السلام تک موسیٰ و موحّد تھے اور
ان بھی مومنہ تھیں اور بعض کے نزدیک اصلی نام نوح کا شیکر تھا و بقولی عبدالغفار و بقولی ساکن
و بقولی سمک و بقولی ساکت اور بسبب کثرت گریہ و نوحہ کے نوح نام ہو گیا اور سبب نوحہ و نوحہ
میں موزنین نے لکھا ہے کہ اسی قوم کے حال بد پر رویا کرتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت
نوح راہ چلے جاتے تھے ایک کتا ملا اوسکو آجناب نے کہا ای ناپاک دور ہوا دسے کہا اگر تلو
قدرت ہو تو اس سے ہتھ پیداکر و خواہ حضرت نوح پرا و سیوقت وحی نازل ہوئی کہ خالق کو برا
کہتا ہوا مخلوق کو یہ سنکر حضرت نوح سجد میں گرے اور رونے لگے اور بعضے کہتے ہیں کہ سبب
نوحہ یہ تھا کہ جب حضرت نوح نے کنعان کے واسطے نجات مانگی تو ارشاد ہوا کنعان تیرا بیٹا ہے
یہ تو عمل ناقص ہو اس خطا پر آپ کو نوحہ ہوا کاتب اوراق کہتا ہے کہ یہ سب وجوہ اس وقت قابل
محاط ہیں جب لفظ نوح کو عربی قرار دین اور جو بھی مقرر کریں تو ان اسباب کو ہرگز مناسب نہیں
ہوتی اور حضرت نوح علیہ السلام کو آدم ثانی بھی بولتے ہیں کیونکہ انساب بنی آدم انھیں پرستھی
ہوتے ہیں اور دعوت حق میں بھی سب کے پیشوا و امام ہیں کیونکہ قبل حضرت نوح کے بنی آدم
حضرت آدم سے انکے وقت تک کہ آٹھ واسطے ہوتے ہیں محتاج دعوت نہیں ہوئے تھے
اور شرک و کفر میں کما فیغی کر قرار نہ تھے بلکہ ترتیب و تعلیم حضرت آدم و شیث و ادیس پیغمبروں کی
نسبت آدمیوں کے ایسی تھی جس طرح ترتیب آبا و اجداد کو اور تعلیم بزرگ محمد کو اور کوئی مقابل اور
طرف اصلانہ تھا اس زمانے میں اولاد قابل آتش پرست اور بت پرست ہو کر مقابل ہوئی
اور رفع ادیس سے اس وقت تک کوئی پیغمبر نہ آیا تھا سوائے اس نے یہ رسول و الو العزم بھیجا کہ اوسکی
معرفت پیغام اپنے بند و کو پہونچا دے اور برخلاف معتقدات تکلیف دے و لہذا تمام اہل ارض
پر سبوحث فرمایا حدیث شفاعت میں ہے کہ نوح اول رسول نبیہ الدیہ حضرت اول نبی میں جنھوں نے
آدمیوں کو شرک سے ڈرایا اور اول رسول ہیں کہ اوکی دعا سے امت پر عذاب نازل ہوا اور اول
اولو العزم ہیں کہ اوکی شریعت نے شریعت آدم علیہ السلام کو مفسوخ کیا اور حالت رسالت میں
ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ میرے منہ سے آگ نکلی اور تمام خلق جلالتی اور منجملہ معجزات باہو کے ایک
یہ معجزہ تھا کہ ہزار برس دنیا میں رہے اور کوئی بال سفید نہوا نہ کوئی دانت گر نہ کسی قوت میں نقصان
آیا دوسرا یہ کہ ایک مرتبہ قوم نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ پہاڑ فارس کا اوٹھکر عرفات میں آوے

انجناب نے دعا کی کہ پہاڑ مذکور عرفات میں چلا آیا تیسرا یہ کہ جب کشتی سے اترے تو کچھ بھی کھانا نہ تھا آنجناب نے ریگ اونٹھا کر قوم کو دی لوگوں نے تنہو میں ڈالی تو شربت شہد ہو گئی چوتھا ایک درخت اوس وقت جایا اور وقتہ اوسے میوہ دیا عربیہ شعلی میں لکھا ہے کہ زمانہ نوح علیہ السلام میں بنی آدم دو گروہ تھے ایک کونشین کہ بنی شیت تھے دوسرا بادیشین کہ بنی قابیل تھے سونبی شیت کے مرد نہایت خوش رو ہوتے تھے اور عورتیں بد صورت اور بنی قابیل کی عورتیں پریزا اور مرد بد صورت ایک روز ابلیس مرد و بد صورت بشر ایک شخص بنی قابیل کے پاس آیا اور خدشگاری میں نوکر ہوا بعد چندے اوسے ایک فرما رہا یا اور علیہم بجانے لگا کہ اوس قوم کے لوگ جمع ہو کر سننے لگے اور ابلیس کے معتقد ہو گئے ابلیس نے ایک دن سال میں بطور عید معین کیا کہ اوس قوم میں اوس دن بہت لوگ عورت و مرد جمع ہوئے اتفاقاً ایک مرتبہ اوس مجلس عام میں ایک مرد بنی شیت کا بھی آیا اور عورتیں اوس قوم کی نظر پڑیں تو والہ و شیدا ہو گیا جب اپنی قوم میں آیا تو اوسے سب ماجرا وہاں کا بیان کیا کہ اوس شوق میں اکثر لوگ بنی شیت کے جمع ہو کر آئے اور عورتیں خوش منظر پری پکڑے دیکھ کر فسق و فجور میں مبتلا ہوئے تب اللہ جل شانہ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ جب بت پرستی قوم میں علانیہ ہونے لگی تب حضرت نوح علیہ السلام پیغمبر ہوئے اور سب بت پرستی کا یہ ہوا کہ پانچ حضرت ابلیس علیہ السلام کے بیٹے اولیاتھے اور بعض کے نزدیک پانچ شاگرد درشد تھے اور ایسے عابد و متقی کہ ہر ایک نے واسطے عبادت کے ایک مسجد جدا گانہ تعمیر کی تھی کہ اوس میں شب و روز عبادت میں مشغول رہتے اور قوم کے لوگوں کو بھی عبادت و طاعت پر دعوت فرماتے چنانکہ اکثر لوگ عبادت میں شریک ہوتے اور ان اولیاء میں کی برکت سے عبادت میں کمال لذت اٹھاتے یہ معاملہ ایک مدت دراز تک جاری رہا یہاں تک کہ اون اولیاء نے وفات پائی اس واردات سے آدمیوان کو نہایت حسرت نے پکڑا اور بڑا افسوس ہوا کہ جب مجالس و محافل میں بیٹھتے تو ذکر کرتے کہ ہم لوگوں کو اب عبادت و طاعت میں ویسا لطف نہیں ہوتا جیسا اولیاء نے حضور میں تھا ابلیس ملعون کہ تاک میں لگا ہوا تھا فرصت کا وقت غیبت جان کر شکل بزرگی عمامہ بر سر تھا در دست ایک مرتبہ مجلس میں آیا اور تاسف کر کے کہنے لگا کہ تم لوگ کیوں فکر میں پڑے ہو لذت عبادت کی تدبیر میں مبتلائے دیتا ہوں تم ایک کلمہ کرو کہ ان بزرگوں کی تصویریں پتھر یا آہن

یازرو فقرہ سے بناؤ اور لباس تصویروں میں پہنا کر حجرات مسجد میں مقابل اپنے منہ کے قائم کرو اور اوٹکوا اپنے حال پر حاضر و ناظر سمجھو اور خیال کرو کہ اولیا کی شان میں ہوا ان اولیاء اللہ لایموتون پھر وہی لذت جو انکی زندگی و حضور میں حاصل ہوتی تھی ملے گی چنانکہ اہل تخیل نے اس تہیہ کو پسند کیا اور تصویریں اون بزرگوں کی بنائیں اور باہم یہ قرار داد اقراری ہوا کہ بعد ادا سے نماز جو شخص مسجد سے نکلے وہ دست بوسی اور قد بوسی ان تصویروں کی کر کے جایا کرے تاکہ حاضری اوسکی اون بزرگوں کے نزدیک ثابت ہوتا کہ وہ خداوند کبریا کے حضور میں گواہی دین الفوض یہ وضع بخوبی جاری ہوتی آخر کار یہ نوبت پہونچی کہ عبادات اور اذکار کا ذکر نہ صرف دست بوسی اور قد بوسی کر کے مسجد سے نکلنے لگے یہاں تک کہ بعد چندے بجائے قد بوسی مسجد سے و خاک بوسی نے رواج پکڑا یہ احوال دیکھ کر حضرت نوح علیہ السلام کے باپ آدمیو کو سزائش کرنے لگے مگر اونکا کہنا کون مانتا ہوں لہذا حضرت مالک الملک نے نوح علیہ السلام کو برسات و دعوت مبعوث فرمایا کہ حضرت نوح نوسو چالیس برس برابر آدمیوں کو دعوت حق ملتے رہے کما قال اللہ تعالیٰ وَلَقَدْ ارْسَلْنَا نُوحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَلَبِثَ فِیْہِمْ اَلْفَ سَنَہٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا اور بعضے کہتے ہیں کہ سبب بت پرستی کا یہ ہوا کہ ایک شخص حضرت ادریس کا بڑا دوست تھا جب ادریس آسمان پر گئے تو یہ شخص مضطرب ہوا اوس حال میں البلیس نے غمخواری کر کے کہا کہ اگر تو درخواست کرے تو تجھکو صورت ادریس کی لا دون اوس فراق رسیدہ نے قبول کیا البلیس نے ایک پتھر کی صورت بنا کے حوالے کی اور بعد مرنے اسکے اور لوگوں کو اغوا کرنے لگا کہ یہ صورت خدا سے زمین کی ہوا اسی پر عامہ خلق بت پرست ہو گئی اور طبقات قریش میں لکھا ہوا کہ جب قابیل بخوف حضرت آدم جنگل میں بھاگا تو سجدہ تہیہ حضرت آدم سے محروم ہوا تب البلیس نے صورت آدم بنا کے دی کہ قابیل اسکو سجدہ کرنے لگا جب وہ مرا تو ادریسکی اولاد اپنے باپ کی وضع پر بت پرست ہوتی اور وہی رسم ہندوستان میں فی الحال جاری ہو قائم ہو واضح ہو کہ اس قوم نے پانچ بت قومی الجشتہ بتصاویر مختلف پتھروں سے تراشے تھے اور انکے نام حضرت ادریس کے بیٹوں کے نام پر رکھ دیے تھے اول وڈ کہ منظر محبت ذاتیہ خدا کا ہوا اور یہی محبت مہد ہر طور عالم کا سوس منظر کو بصورت مرد بتایا تھا اس لیے کہ اصل مہد ہر طور عالم انسانی کا محبت مرد وسیل بوسے زن ہوا اور ہنود کی زبان میں اسکو بشن کہتے ہیں دوم سولہ کہ منظر ثبات واستقرار و تعارف اتھی ہوا اور سبب بقار عالم یہی ہوا کہ عرف شرع میں اسکو قیومیت اور زبان

احوال بیت

اندہ میں برہما کہتے ہیں قوم نوح نے اس منظر کو بصورت عورت بنایا تھا اس واسطے کہ کئی دلی درخانہ داری اور بقا و ثبات خاندان عورت کی تدبیر سے ہوتا ہے اور لخت عرب میں مادہ سوغ واسطے سکون و استقرار کے ہے اور معنی سواع برہا دارندہ جہاں سوئم نیوٹ کہ منظر داری اور شکل کشائی خداوند کبریا ہے اسکو قوم نوح نے بصورت اسپ بنایا تھا کہ دوڑنے اور جلد پہنچنے میں سب سے گھوڑا زیادہ ہوتا ہے اور اس صفت کو عرف شرع میں غیاث المستغیثین و عجیبات المصطفا سے تعبیر کرتے ہیں اور اندہ اس منظر کو اندر کہتے ہیں چہارم یعوق کہ منظر سخ و حمایت و دفع بلا ہے اس صفت کو شرع میں کاشف الضر و دافع البلاء اور بزبان ہنود شیو بولتے ہیں اسکو قوم نوح نے بصورت شیر بنایا تھا کہ مقاومت میں مناسب تر تھا پنجم نسر کہ منظر قوت آبی ہے اور لغت میں بنی کر گس چونکہ یہ جانور پرندوں میں زبردست و سریع الطیران تھا اس مناسبت سے قوم نوح بصورت کر گس بنایا اور اہل شرع اسکو لطیفہ غیبیہ کہتے ہیں اور ہنود ہنومان ہر چند کہ یہ پنچون نام حضرت ادریس علیہ السلام کے بیٹوں کے تھے اور پنچون مرد تھے مگر بسبب اول زمان اور غلبہ دہم کے عابدوں نے انکی صفات عالیہ کی ایک ایک صورت ذہن میں زار دے لی اور اسکے مطابق اجسام مختلفہ بنائے تھے اور قوت و ہمیت تو اس جنس کے عجائب مت پیدا کرتی ہے چنانکہ بعض جہاں اسلام شبیہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی بصورت نیر اور شبیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بصورت باز سفید بنائے ہیں کذا حقہ مولانا شافعی استاد فی الغیری حضرت استاد الاستاذ فرماتے ہیں کہ اس مقام میں دو مقدموں کا جاننا بہت ضرور ہے تاکہ معنی اکثر آیات قرآنیہ کے جو بہ نسبت قوم نوح اور دعائے بد آنجناب کے وارد ہیں منکشف ہو جائیں مقدمہ اول یہ ہے کہ جب حضرت حق اپنے بندگان خاص سے کسی بندے کو مابعد دعوت خلق الی الحق مبعوث فرمائے تو اسکو لازم ہے کہ اول عقائد و اعمال اور اخلاق اور حالات قلبیہ اس قوم کے دیکھے اور اصل مرض دریافت کر کے جلد و امر و نواہی پر فکر ازالہ اس مرض کی مقدمہ مکھے پھر مقتضائے طبائع و حاج و سونخ و قیہ پر نظر ڈالے کہ یہ لوگ کس چیز سے وف کرتے ہیں اور کس چیز کی طمع رکھتے ہیں جس چیز سے بالطبع یا مجب حاجات و قیہ ڈرتے ہوں اور ہمیں ڈراوے اور ہمیں خواہش کرتے ہوں اور ہمیں تطیع کرے یعنی جس طرح قوت قلبیہ اور ملکات نفسانیہ کی اصلاح منظور ہے اور سی طرح قوت و ہمیت کی بھی اصلاح باسید و ہم نظر رکھے کیونکہ عقل ملک روح انسانی کا وزیر ہے اور وہم حاکم اور صاحب الامر مختار ملکات ہے

جب یہ دونوں مطیع ہوئے تو جملہ ارکان و اتباع و خشم و خدم اس سلطنت کے خود بخود منسوخ ہو جائینگے اور یہ حالت ہو جائیگی کہ ع از دوست یک اشارت و از ما بسر و دیدن ہیکلین و دونوں امر بطریق قاصد و ہر کارہ سرسری نہ پہونچا وے کہ س وادیم ترا ز گنج مقصود نشان و مختار توئی خواہ وہی یا نرسی بلکہ پر شفق اور طبیب ماصح کی طرح صعوبت امراض سے و لنگ نہوا و تیرہ گوناگون کرے یعنی جیسی استعداد ہوا سی طرح دعوت شروع کرے اور ایک نوع دعوت سے دوسری پر انتقال کر جائے اور جب کہ بطلان استعداد بخوبی منتقم ہو جائے اور عضو متعفن کا حکم پیدا کرے تو اس کے ازالہ کی فکر کرے تاکہ اور اعضا کو فاسد نہ کر دے سو اگر مامور بجا و و قتال ہو تو لشکر و اسباب جنگ مہیا کرے اور اگر مامور بجا و و قتال نہیں ہو تو دعا ہے بسے او کو دفع کرے کہ شر او نکا اور افراد میں سرایت نہ کرے مقدمہ ثانیہ یہ ہے کہ قوم نوح کو اصل مرض یہ تھا کہ لوگ اس کے طلب قرب حق اور استعانت حاجات میں مظاہر کاملہ اولیاء سے گرفتار تھے اور مراتب تنزیہ بالکل اذہان سے محو تھے اور رتہ رتہ ارواح اولیا بھی بسبب کثرت حب دنیا اور تصور اور اک مرتبہ روحہ نظر سے غائب ہو گئیں تھیں و ر ارواح شیطانیہ حبشہ نے بجائے ان کے قائم ہو کے اپنی جانب کھینچ لیا تھا کہ فریقہ تھے یہاں تک کہ نام اولیا تھا اور حقیقت میں شیطان اور بھی تھا جبلت بشریہ کا ہو کہ جب تسفل اختیار کرتی ہو اور ترقی افوج معرفت سے قاصر ہوتی ہو تو پست ترین مراتب میں ٹھہرتی ہو اور ظاہر ہے کہ اگر نظر انکی عبادت اور تقرب میں اصل مراتب ارواح اولیاء سے متوجہ ہوتی تو ادن ارواح سے بھی ہایت ہوتی اور جستہ جستہ وہ ارواح منامات اور معاملات میں توجہ الی اسد پر دلالت فرماتی اور شرک صریح سے باز رکھتی اور قوت دہیہ انکی ایسی تھا کہ تھی کہ طول عمر اور کثرت مال و ثبوت اور تکثیر عمارات اور باغات کو بیشتر دوست رکھتے تھے سو حضرت نوح علیہ السلام نے برعایت ان دونوں مقدمات کے دعوت فرمائی اور انواع مختلفہ اور تطبیع فرمائے رہے کہ قریب ہزار برس کے اسی میں منتفی ہو گئے اور اس عرصہ دراز میں کئی قرن گزرے اور حالات سفادہ ظاہر ہوئے اور استعدادیں مختلف ہو گئیں تیسرے بھی کچھ اثر نہوا اور کہنے نہ مانا بلکہ یہی کہتے انوسن لک و اشک الارذلون نے کیا ہم سمجھو مامین اور تیرے ساتھ ہو رہے ہیں کہنے سے محنتی لوگ مراد ہیں کیونکہ ہر پیغمبر کے ساتھ پہلے غریب ہوئے ہیں غرض کہ سر حضرت نوح نے فرمایا کہ سمجھو انکا صدق قبول ہو انکے کام سے کیا غرض کہ انکا پیشہ کیا ہی انکا بوجہ نامیرے پروردگار کا کام ہو اور میں نہیں در کر نیوالا سلما نون کو تباہ لے لسن لم تمشہ یا نوح

تقدیر شانیہ

نہ سن المرجین یعنی اگر تو نہ چھوڑے گا ای نوح تو سنگسار ہو گا تب حضرت نوح علیہ السلام کو
 کلی ادنی اصلاح سے ہوتی ناچار ہلاک عالم کی دعا کی کہا قال رب ان قومی کذبون فاقم نبی
 ونبی قحی ونبی من می من المؤمنین اسے رب میرے قوم نے مجھ کو جھوٹا لایا سو فیصلہ کو میرے
 او لے بیچ کسی طرح کا فیصلہ اور بچالے مجھ کو اور جو میرے ساتھ ہیں ایمان والے حق تعالیٰ نے
 اجابت فرمائی اب جانا چاہیے کہ حضرت نوح قبل نزول آب عذاب یون وسط و نصاح فرماتے
 کہ ا قوم مقتضای قومیت یہ ہے کہ جس چیز سے میں ڈرتا ہوں تم بھی ڈرو اور میری نصیحت قبل
 کہ میں سچا ہوں اور صاف نکو ڈراتا ہوں کہ اگر حجاب معبودان باطلہ میں رہو گے تو عذاب
 سون تم پر نازل ہو گا مناسب ہے کہ آپ کو اس حجاب سے نکال کے عبادت خدا اختیار کرو کہ یہی
 عبادت ازالہ مرض کی دوا ہے لیکن ہرگز مخالفت سے شرط ہے اور اگر تم کو طریق عبادت اور تقویٰ
 معلوم کرنا عقل سے ممکن نہ تو مجھ سے سنو کہ دونوں کے حاصل کر نیکایہ طریق معلوم ہو کہ میری عبادت
 کر اور جو احکام الہی بتلاؤں قبول کرو عبادت میں خطا واقع نہو اور جب یہ قبول کرو گے تو آثار
 مجھ بہ سابقہ تم سے کم ہو جائینگے اور جو گناہ کہ ترک عبادت و تقویٰ و مخالفہ احکام الہی میں تم سے صادر
 ہوے ہیں غور و ریم بخشی گا لیکن وہ گناہ کہ بعد از اسلام تم سے صادر ہوں گے یا وہ گناہ کہ حقوق خلق
 سے متعلق ہیں گو قبل اسلام ہوں یا بعد اسلام بخشے نہ جائینگے الا مواخذہ عصیان میں فی وقت معاد تم تک
 تاج ہوگی مگر باین ہمہ تخویف و اندرز کہینے نہ مانا کہ اسی شامت سے چالیس برس تک پانی کا برسنہ
 بند ہو گیا اور زراعت و باغات و اموال و مولیشی تلف ہو گئے اور عورتیں حقیقہ ہو گئیں اور حیض
 او بالکل منقطع ہو گیا اور مردوں کی منی قابل تولید نہیں رہی اور چشمے و نہرین خشک ہو گئیں مگر
 اسے کافر سخت دل تھے کہ جو شخص اونہیں سے قریب موت کے پہنچتا تو حالت نزع میں اپنے
 بیٹوں اور قریبوں کو وصیت کرتا کہ خبردار اس پر محبوبوں کے قول پر فریقہ نہو چو اور طریق اسلاف
 ہاتھ سے نہ چھو کیونکہ کئی قرن گذر گئے ہیں کہ چیر بھوکو ڈراتا اور وعدہ نزول عذاب کرتا ہے ہر کچھ وعدہ
 ہوا اور پتھروں سے مارنا اور چھوٹے چھوٹے لوگوں کو سوزاؤں سے پیچھے حضرت نوح کے دورانا
 و رات سے تھا خصوصاً عظماء کے وقت ایسا مارتے تھے کہ خون نکل آتا تھا اور ہیوس ہو جاتے
 اور پتھروں میں دب جاتے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام اگر نکالتے تھے پر حضرت نوح
 دعا کرتے تھے کہ ائی میری قوم مجھے بنی نہیں جاتی ہے اور اپنے زعم میں بے ادبی تیرے
 پیچ کر نہیں کرتے ہیں بلکہ جاہل و اعمق ہیں غرض بدلو کرنے ملائکہ دعوت کے حضرت نوح

مایوس ہو کر کہنے لگے کہ اے پروردگار میں نے امتثال امر میں حتی المقدور قصور نہیں کیا کیونکہ میں نے بولایا تو تم کو بطریق سرگوشی و خفیہ را توں کو اگرچہ وقت انداز تھا مگر اس لیے کہ غیر کے روبرو فضیحت نہوں اور دن کو بھی دعوت کرتا رہا کہ اوس میں بھی خلوت ہو جاتی ہو کہا قال رب انی دعوت قومی لیلاً و نهاراً فلم یزدہم دلتی الا فراراً یعنی اے رب میں بلاتا رہا اپنی قوم کو رات و دن پھر میرے بلانے سے اور زیادہ بھاگتے رہے حالانکہ میں اپنے نفع کے واسطے نہیں بلاتھا کہ میری ریاست اوپر قائم ہو یا ان سے کچھ مزدوری کی خواہش ہو بلکہ حاصل انھیں کے نفع کے واسطے کہ تو ان کے گناہ گذشتہ بخش دے کہ اس سبب سے مورد عنایت و رحمت ہو جائیں اور آثار قہر و جلال سے خلاصی پا دیں مگر یہ لوگ نفرت سے انگلیان کا نون میں دے لیتے ہیں اور اپنے منہ کو کپڑے سے لپیٹتے ہیں تاکہ آواز دعوت کان میں نہ پہنچے اور میری صورت نہ دیکھ پڑے اور میری بات دلیں نہ لگ جائے اور اگر آواز دے اس کے بھی گناہوں سے باز رہتے تو بھی فی الجملہ تیرے غضب سے بچتے لیکن یہ تو گناہوں میں اور بھی زیادتی کرتے ہیں اور میری اطاعت میں تکبر خفا کہ سورۃ نوح میں حکایت فرماتے ہیں وانی کلما دعوتکم لتعترفوا لہم جلوا اصابعہم فی اذانہم و استغشوا ثیابہم و اضربوا و استکبروا استکباراً یعنی اور میں نے دعوت کیا انکو تاکہ تومعاف کرے انکو ڈالنے لگے اپنی انگلیان کا نون میں اور کپڑے اوڑھنے لگے اور ضد کی اور غرور کیا بڑا اور اوپر طرف یہ ہو کہ اپنے دلوں میں یہ جانتے ہیں کہ میں اپنی اطاعت اون سے چاہتا ہوں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ باتیں جو ہم سے سرگوشی سے خفیہ کہتا ہو سو محض ہماری فریفتگی کے لیے کرتا ہو اور اگر اس کا کلام پوچھ یعنی نہیں ہو تو مجمع عام اور مجلس امام میں کیون نہیں کہتا ہو کہ ہم اور انکی اعانت سے جواب دہ ہوں سو جب میں نے ان کے وضع قرار سے دریافت کیا کہ خفیہ گوئی اور سرگوشی میں انکو بدگمانی ہوتی ہو تب میں نے ہر ملاہر مجلس میں دعوت شروع کی اور اس طرح الزام دینے لگا کہ عبادت غیر خدا حجاب دنیا اور آخرت کا سبب ہو اور عبادت خدا موجب حصول ثواب ہو چنانچہ فرمایا ثم انی دعوتکم ہا را یعنی پھر میں نے بلایا انکو با آواز بلند تو اس پر یہ گمان کیا کہ یہ شخص پہلے تو ہم سے پوشیدہ کہتا تھا جب سننے نما تا تب از روئے انتقام مجلسوں میں خفیہ کرنے لگا اور ہماری تقضیح پر مستعد ہوا ہو پھر ناچار ہو کے میں نے تیسرا طریق اختیار کیا جو کہ مابین اعلان اور اسرار کے ہوتا کہ دونوں گمان ان کے منجمل اور منکسر ہو جائیں چنانچہ فرمایا ثم انی اعلنت لہم و اسررت لہم اسراراً یعنی پھر میں نے انکو کھول کر کہا

اور بپ کر کہا چپکے سے پھر تین نے دیکھا کہ تینوں طرق دعوت مفید نہوے تب میں نے
یہ تجویز کیا کہ چالیس برس سے اپنی بربیب پانی نہ برسنے کے عذاب ہو کہ کھیتیاں اور درخت
اور ونیشی وغیرہ سب ضائع ہو گئے ہیں اور شامت اعمال سے انکی نسل بھی منقطع ہو اب
شاہد منافع دنیا کی طمع میں راہ خدا اختیار کریں تب ایک تقریر اور ہی انکی دعوت میں میں نے
شرع کی اس طرح سے کہ اگر عبادت اور تقویٰ باشرائط ضروریہ ادا کر نہیں سکتے ہو تو خدا
اسے گناہوں کی آمرزش چاہو اس واسطے کہ پروردگار آمرزگار ہو اگر سب گناہ نہ معاف کر دیا تو بھی
اسے رد ہوا لگنا ہو لگا کم کر دیا کہ دنیا کی بلاؤں سے نجات لیگی یعنی پانی برس ادا کرے گا اور مال
اور ولاد میں امداد کرے گا اور باغات اور زراعت کو سرسبز کر دیا اور تالابوں اور نہروں کو
بھونک پڑی ہیں پر آب فرما دیا چنانچہ فرمایا سورۃ نوح میں قُلْتُ اسْتَغْفِرُ لَكُمْ إِنَّكَ
عَزِيزٌ رَّحِيمٌ السَّامِعُ عَلِيمٌ مَدْرَارًا ویمدکم باموال ونبین ویحیل لکم خبائت ویحیل لکم انہاراً یعنی
پس میں نے کہا کہ گناہ بخشو آؤ اپنے رب سے بی شک وہ ہی بخشنے والا پھوڑ دے آسمان کی
تپ دھارین اور برہمتی دے تمکو مال اور بیٹوں سے اور دیوے تمکو باغ اور ظاہر کرے تمہارے
والے نہرین سوا سکو بھی انھوں نے نہانا اور نافرمانی میں سرگرم ہیں اب مجھکو ان سے امید نہیں ہے
اس واسطے کہ اگر باوجود گناہ کے بھی مخالفت کے تابع نہوتے تو احتمال تھا کہ رد باصلاح لائینگے اور
رفقہ اطاعت کریں گے لیکن یہ تو میرے مخالفوں کی طرف مائل رہتے ہیں اور حب مال اور
لکھنے ولاد میں ایسے مشغول ہیں کہ رب الارباب کے ذکر سے اور سامان آخرت کے فکر سے
بالکل غافل ہو گئے ہیں اور عمر عزیز اپنی اسی شغل حسیں اور دنی میں برباد کرتے ہیں اور بھی کئی
دوسرے میرے مخالف ہیں اول اتباع اہل امارت و ذول اور ارتباط ارباب کثرت اولاد و
اہل ہا کہ یہ بات میری وضع کے نہایت مخالف ہو دوسری کثرت مال اور اولاد کو علت وجوب
اتباع جاننا گویا انکار اتباع ہو اس واسطے کہ میں اس سے پرہیز رکھتا ہوں بلکہ سب پیغمبر کثرت
مال اور اولاد سے مجتنب ہیں تیسرے اصحاب کثیر الاموال وغیرہ سے اول لوگوں کو اپنا
تعارف گردانتے ہیں کہ وہ بوضو مال و اولاد کے آخرت کو برباد کرتے ہیں کاش ایسے
لوگوں کی اطاعت کرتے جو کثرت مال سے آخرت کماتے ہیں تو بھی مضائقہ نہ تھا بلکہ یہ
مال بارون کا کہنا مانا جنکو اموال و اولاد سے خسار بڑھا اگرچہ ابتدا اسکی راہ حق سے دور رکھتی ہو
کہ جب مال جمع کر کے اور اولاد کی پرورش کر کے انکو وسیلہ ثواب آخرت گردانتے تو بھی

تفہیم حضرت نوح علیہ السلام

راہ حق سے قریب ہو جاتے تاکہ انتہا بہتر ہوئی گو ابتدا بد تھی و انما الجبرۃ بائنا تم سو بھی ان سے
نہوا وراے اسکے ایک بڑا ہی مکر کرتے ہیں کہ بمقابلہ دعوت حق کہتے ہیں کہ ہم تو خدا کی عبادت
میں ثابت قدم ہیں اور تم سے زیادہ مصروف ہیں کیونکہ ہم مظاہر کاملہ حق کی عبادت کرتے ہیں
اور تم مرتبہ تفریبیہ کی عبادت کرایا چاہتے ہو حالانکہ وہ مرتبہ تمہارے بیان سے موہوم معلوم
ہوتا ہے تو یہ سخن تمہارا درحقیقت دال ہے منع عبادت پر اور طرفہ ترمیم ہے کہ اسی مکر کو مجلسوں میں
سفلوں کے روبرو بیان کرتے ہیں اور اپنے تابعین سے سمجھاتے ہیں کہ اگر تم کو عبادت خدا کی
منظور ہے تو مظاہر الہیہ کی عبادت چھوڑ دو ورنہ ترک عبادت حق لازم ہو جائیگا بالخصوص و دو سوا
و یغوث و یعوق و نسر کو اصلاً چھوڑ دو کہ تجلی الہی ان پانچوں پر بطریق اصالت ہوئی ہو کما قال اللہ

فی سورۃ نوح و مکر و المکر کباراً و قالوا لا مذنن بالکلم و لا مذنن و لا مذنن و لا مذنن و لا یغوث و یعوق
و نسر یعنی داؤ کیا ہے بڑا کہ سب کو سمجھا دیا اسکی بات نہ مانو اور بولے نہ چھوڑو اپنے ٹھاکروں کو
اور چھوڑو دو کو دنہ سوار کو دنہ یغوث و یعوق و نسر کو پوشیدہ نہ رہے کہ منکران دین تین قسم کا
مکر کرتے ہیں ایک ایسی کہ نفس رسالت و استحقاق نبوت میں شبہات لگاتے ہیں جس طرح کفار مکہ
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرتے رہے مگر یہ مکر سہل ہے کہ تدارک اسکا معجزات باہر سے
ہو سکتا ہے و دوسرا یہ کہ ربوبیت خدا کی انکار کرتے ہیں اور رسول کے ارسال میں شبہات رکھتے
و امیہ پیش کرتے ہیں اور اپنے نفس کو مستقل و مستغنی عن الرب جانتے ہیں یا وجوب اطاعت
احکام خدا و رسول اپنے ذمہ سے ساقط سمجھتے ہیں جس طرح فرعون ملعون و مارب العالمین و

انما یلم الا علی و ما علی لکم من الہ خیری از روئے تکبر کہا کرتا تھا سو یہ مکر پہلے مکر سے بھی اسلحہ ہے
کیونکہ دلائل الوہیت ظاہر ترین رسالت سے تیسرا یہ کہ ربوبیت خدا و رسالت رسول کو تسلیم
کر کے کہتے ہیں کہ ظلم پیغمبروں کا بنا بر تفہیم عوام و تحریف اراذل و اجلاف کے ہے و اقفین حقایق
استبیا کو احتیاج ایسے مقدمات خطابیہ کی نہیں ہو کیونکہ درجہ ان علوم کا علوم تذکیر
سے بالاتر ہے بلکہ معرفت حقیقت ربوبیت و رسالت جیسی ہلکے ہو رسولوں کو نہیں ہو اس واسطے کہ نظر
رسولوں کی سطحی و سرسری ہو اور حکیموں کی لگاؤ تعمقی و اسانی ہو سو یہ قسم مکر کی اشد ہے علاج اسکا
و شواہد چنانکہ اکثر فلسفی مذہب دیونانی مشرب اسی مکر و کفر میں گرفتار ہیں اور اللہ صاحب نے
سورہ مومن میں انہیں کا ذکر کیا ہے فلما جاءہم رسالہ بالبینات فرجوا یا عنہم من العلم و حاق
بہم ما کانوا بہ یستزنون یعنی جب آئے انکے پاس پیغمبر انکے کھلے معجزات لیکر خوش ہوئے

او سپر جو اونکے پاس تھی دانش سے اور اُلٹ پڑی اوپر جس چیز پر ٹسکا کرتے تھے پس قوم نوح
 علیہ السلام اسی مکرمین قبلاتھی لہذا ارشاد ہوا مکر و مکرا کبارا قائمہ اس مقام سے معلوم ہوا
 کہ پانی کا نہ برسنا و مال و اولاد و کھیتی و باغات کا ضائع ہونا کبھو شوی عصیان سے بھی ہوتا ہو
 اور استغفار اسکے دفع کی علاج ہو لہذا ہمارے دین میں جلوة الاستغفار مقرر ہوئی اور اسمین
 استغفار کا حکم ہوا شعبی سے روایت ہو کہ ایک مرتبہ عہد خلافت عمر فاروق میں قحط پڑا تو حضرت
 امیر المومنین عمر خطاب نے اصحاب رسول اللہ صلعم کو ہمراہ لیکر نماز استغفار پڑھی اور منبر پر کھڑے
 ہو کر سوائے استغفار اور کچھ بھی نہیں پڑھا جب فراغت ہو کر گھر آئے تو لوگوں نے پوچھا یا امیر
 آپ نے پانی برسے کیواسطے دعا کی فرمایا کہ میں نے پانی کی درخواست استغفار سے کی ہو اور
 کریمہ استغفار و اربکم تا آخر پڑھی راوی کہتا ہے کہ پانی بہت برسا اور قحط دفع ہوا اور امام حسن بصری
 سے روایت ہو کہ ایک شخص نے آپ سے قحط کی شکایت کی دوسرے نے فقر و افلاس کا گلہ
 کیا فیرے نے لا ولد ہو نیکا شکوہ کیا چوتھے نے نقصان زراعت و باغات کا ذکر کیا حضرت
 حسن بصری نے فرمایا استغفار و اربکم حاضرین نے پوچھا کہ یا حضرت حاجات ان لوگوں کے
 مختلف ہیں اور انجناب نے صرف استغفار کا امر فرمایا فرمایا میں نے اپنی طرف سے تجویزین
 کیا خود اللہ صاحب نے ان آقوں کی علاج استغفار فرمائی ہو اور کریمہ استغفار و اربکم پڑھنے لگے
 اسی آیت سے حضرت امام اعظم نے استدلال کیا کہ حقیقت استغفار دعا و استغفار ہو اور نماز و
 خطبہ وغیرہ ضرور نہیں ہو اگر ہو تو بہتر ہو ورنہ اصل مقصود دعا سے استغفار ہو یا جملہ حضرت نوح
 علیہ السلام نے ایمان قوم سے مایوس ہو کر اللہ صاحب سے پوچھا کہ اس قوم سے کوئی ایمان
 بھی لاؤ گلا نہیں ارشاد ہوا ہوں لن یومن قومک الا من قد امن فلا یتمس باک انوا یفعلون یعنی
 ہرگز ایمان نہ لاؤ گی تیری قوم مگر وہ جو ایمان لا چکا ہو سو تو تمکین نہوان کے کاموں پر مجبور ہیں
 تفسیر فرماتے ہیں کہ اس مدت دراز میں تمکین استی آدمی ایمان لائے تھے القصہ جب ایمان
 حق سے دریافت ہوا کہ ایمان قوم مقدر نہیں ہو تب حضرت نوح نے کہا رب انی مغلوب فانتصر
 یعنی ای پروردگار میں ناچار ہوں اب تو ہی مدد کر ارشاد ہوا سورہ ہود میں واصنع الفلک
 باھیننا ووحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انهم مغرورون یعنی بنا تو کشتی ہمارے سامنے دھارے
 حکم سے اور نہ بول مجھے ظالموں کے لیے یہ البتہ غرق ہونگے بعد اس وحی کے حضرت جبریل
 ساچ یارتوں کی شلخ لائے اور حضرت نوح کو دی اونھوں کو ایمان چالیں جس میں درخت

ایسی حضرت نوح علیہ السلام
 ایمان قوم سے

وسینہ ہجو سینہ بط دوم مانند دم کبوتر اور بعض مفسرین کے نزدیک صورت کشتی ہجو مرغ و سرمانند
سرطاؤس و سینہ مثل سینہ کبوتر و دم مثل دم خروس الغرض اس طرح کی کشتی تیار ہوئی تھی کہ صحت
آب سے کچ نہواور آب آسمانی کے بچاؤ کے لیے ایک سروپش لکڑی کا رکھا تھا اور رفع خلیت کے
واسطے روزن کہ اوس سے روشنی تھی یا حضرت حق نے دو موقی بجائے آنا ب و مہتاب بھیجے تھے
کہ آٹنے شب و روز میں تیز ہوتی تھی یہ روایت ابن عباس کی ہے محققین کہتے ہیں کہ انھیں سے
اوقات عبادت پہچانے جاتے تھے اول حضرت نوح نے مواقیت صلوٰۃ کا تعین کیا ہوا اور
لیل و نهار کی چوبیس ساعتیں مقرر فرمائی ہیں اور اخبار الدول میں حضرت ابن عباس سے روایت
لکھی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ایک چشمہ رال کا جس جگہ کشتی تھی جاری فرمایا کہ اوسے جوش مارا
اور تختہ اسے زیرین کو مٹا کر دیا یا جملہ اونیسویں ماہ آذر روز جمعہ کشتی تیار ہو گئی تو حضرت نوح نے
علامت نزول مذاب دریافت کئے ارشاد ہوا کہ جب جوش مارے تو رتب معادم کر کہ ہمارا حکم آیا
اوسوقت کشتی میں ڈال لے ہر جنس کا جوڑا اور اپنے گھر کے لوگ مگر جسکے حق میں آگے حکم ہو چکا
اور نہ کہ مجھ سے آن ظالمون کے واسطے کہ اوکو ڈوبنا ہو چنانچہ فرماتے ہیں فاذا جارا مرا و فارا القوار

فاسکب فیہا من کل زہ صین اثین و اہلک لاسن سبق علیہ القول شہم ولا تخاطبہ فی الذین ظلموا
انہم مغرورون جنہور مفسرین قایل ہیں کہ تور بن پر مراد ہے جو مسجد کو فی میں تھا اور بعضے کہتے ہیں موضع
عین الوردہ متعلقات شام ہیں تو ابوبہلک سے متصل واقع ہوا اور ابن عباس کے نزدیک ہند میں تھا
اور بعضے کہتے ہیں کہ قاراکہ تور سے مراد یہ ہے کہ پانی زمین سے جوش مارے گا اور حضرت شاہ ولی اللہ
محدث فرماتے ہیں کہ تور سے مراد تور غضب الہی ہے اور بعضے کہتے ہیں تور لوس ہے کا تھا اور بعضے
کہتے ہیں پھر کا تھا کذا فی اخبار الدول اور من سبق علیہ القول سے کفان دمان اوسکی والدہ مراد
ہیں القصہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے اہل و عیال سام و حام و یافث اور نکی بیبیان اور
لوئدی غلام اور اسی آدمی کہ ایمان دار تھے لیکر منتظر آمد طوفان بیٹھے اور حضرت جبریل علیہ السلام
ہر جنس کا جوڑا پکڑ لائے اور حضرت نوح نے بموجب وحی ایک سال کا کھانا پانی بھی جمع کر رکھا یہاں تک
کہ اہلک قوم کا حکم پہنچا اور بیٹے حضرت نوح کے کشتی بنانے والوں کے واسطے کہ سب شرہ آدمی
تھے تور میں روٹی لپکانے لگے دفعہ اسفل تور سے پانی نے جوش مارا کہ اُسے سننے دو کر کہ اپنے باپ سے
اطلاع کی اوسوقت حضرت نوح مع تواج کشتی میں جا بیٹھے اور حضرت جبریل نے ہر جنس کا
جوڑا داخل سفینہ فرمایا اور اسد جل شانہ نے چند فرشتے واسطے حفاظت کشتی کے مقرر فرمائے

اور آسمان نے بلا ابر پانی کی دھارین چھوڑنی شروع کیں اور زمین نے اپنے چشمے جاری کر دیے کہ جو کچھ زمین پر تھا نیست و نابود ہو گیا کذا فی اخبار الدول اور اللہ صاحب سورہ ہود میں فرماتے ہیں ترجمہ یہ ہے کہ وہ کشتی بہتی ہو رہی تھی جیسے پہاڑ کو واسطے کہ کھول دے تھے اللہ نے دہانے آسمان کے پانی کی ریل سے اور بہا دیئے زمین سے چشمے پھریں گیا پانی ایک کام پر جو ٹھہر رہا تھا اس حال میں حضرت نوح نے اپنے بیٹے کنعان کو کہ ایک کنارے پر تھا پکارا کہ اس کشتی میں چڑھ آ کافرون کے ساتھ نہو اُسے کہا میں کسی پہاڑ سے لگ رہوں گا جو مجھ کو بچا لے گا حضرت نوح نے کہا آج کے دن کوئی قدر اتنی سے نہیں بچا سکتا مگر جس پر وہ رحم کرے اس رد و بدل میں ایک موج آئی اُسے کنعان کو کھینچ لیا تب حضرت نوح نے کہا ای پروردگار یہ میرا بیٹا ہی میرے گھر والوں میں اور تیرا وعدہ سچا ہوتا ہے ارشاد ہوا کہ وہ نہیں ہو تیرے گھر والوں میں اس کے کام نہ شایستہ ہیں فلا تسکن بالیس لک بہ علم انی اعطاک ان لنگون من الجاہلین یعنی مت پوچھ مجھے جو مجھ کو نہیں معلوم ہیں نصیحت کرتا ہوں مجھ کو تاکہ تو احتراز کرے جاہل ہونے سے حضرت نوح نے التماس کیا کہ میں پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ پوچھوں تجھے جو معلوم نہو مجھ کو فائدہ اگرچہ آدمی پوچھتا ہی وہی بات جو معلوم نہو لیکن مرضی معلوم ہونا چاہیے اور یہ کام جانوں گا ہو کہ مرضی بے مرضی وقت بی وقت پوچھ بیٹھتے ہیں ولہذا حضرت نوح نے پناہ مانگی مگر یہ نہ کہا کہ ایسا نہ کرو لگا کیونکہ اس میں دعویٰ نکلتا تھا اور بندے کا مقدر کیا ہو جو اس طرح کہیگا اس سے پناہ مانگی کہ مجھے پھر نہ ہمارا کہ میں ہو کہ کنعان پس صلی حضرت نوح کا بقول جمہور تھا و قول غیر مشہور سماء والہ کا بیٹا تھا یہ قول مطابق ترجمہ تورات ہے اوسیلے اوسین لکھا ہے کہ یہ شخص پس نوح تھا یعنی ربیب تھا تفسیر حسینی میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کوفے سے یا ہند سے یا ایک باغ سے یا ایک گائون سے جو کہ جزیرے میں واقع ہو کشتی پر سوار ہوئے اور مدارک میں ہے کہ فرمایا حضرت صالح علیہ السلام نے کہ بیٹھے واسے کشتی کے آٹھ نفرتھے حضرت نوح دوزخ مومنہ آنکی و حام سام و یافث اور قینون کی بیبیاں روایت ہے کہ زوجہ مومنہ حضرت نوح کی سماء عمدہ مادر سام تھیں اور مدارک میں ہے کہ بعض کے نزدیک پانچ مرد اور پانچ عورتیں اور بعض کہتے ہیں کہ دس مرد تھے چار نفرد کور اور چار اور دس آنکی عورتیں کہ سب بیس ہوتے ہیں اور بعض اٹھ بیبیاں کرتے ہیں شرمرد و عورت اور اولاد نوح سام و حام و یافث اور عورتیں آنکی اور صحیح اتنی نفرتیں سوائے اہل و عیال کے حضرت ابراہیم سے روایت ہے کہ چالیس روز پانی آسمان سے برسا و چالیس روز زمین سے لٹکا اور بعد چھ بیسے پہاڑ دیکھے سر کھلے اور پانی اس قدر بلند تھا کہ پہاڑ واسے درخت بھی ڈوب گئے تھے اور پرندوں کو بھی بچا لی تھی

اس علم میں
کہ کوئی شخص افسوس کرے
حضرت نوح علیہ السلام کو
ان کے زمانہ کا وقت تھے
پھر کس طرح عارف و فاضل
تو جواب یہ کہ حضرت نوح
نیکو کنعان کے بیٹے تھے
مگر ان کا نسب گمراہ تھا
نہایت اناجی میں لگاوا
اصلاً سال نبوت کرتے
حاکم و عارفان میں ان
خلاصہ یہ کہ حضرت نوح
مال پر سوار کیا گیا
جانے حضرت کے وقت
میں اہل تھان و اوقات
نہا پر کرتے تھے اور
و حقیقت خلاف تھے
اور حضرت کو معلوم تھا
جو تک اندھا تھے
ملحوظ فرماتے تھے
سوار حضرت نوح کو
جس طرح نیکو کنعان
ان کے زمانہ میں تھے

بعض روایات میں ہے کہ چالیس گز پانی پہاڑوں سے بلند تھا اجبار الدول میں ہو کہ دسویں رجب سے طوفان شروع ہوا اور دسویں محرم کو رفع ہوا اور کشتی پانی میں ایک سو پچاس دن رہی اور آب طوفان گرم تھا جب وہ پانی رال کو جو زیر کشتی لگی ہوئی تھی پہونچا تو رال کھیلنے لگی حضرت نوح سرود ہوئے جناب الہی نے دو اسم اپنے بتلائے کہ حضرت نے اُس سے دعا مانگی کہ رال کا کھلنا بند ہو اور جس قدر کھیل تھی سجد ہو گئی وہ اسم ایسا اُترا ہیگا جو بعد اُس کے یہی اسم وقت القارنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تعلیم کیے یہ دونوں اسم اعظم توریت میں ہیں اور بعض اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ اول کشتی پر دائرہ بیٹھے بندہ کشتی چڑھائے گئے اور آخر کو سارے بیٹھے گدھا کیونکہ المیس گدھے کی دم پکڑے تھا ہر چند حضرت نوح نے کھینچا نہ آیا تب فرمایا چڑھو آؤ اگرچہ تیرے ساتھ شیطان بھی ہو سو وہ بھی گدھے کے ساتھ کشتی میں آیا حضرت نے پوچھا تو کس طرح آیا اسے کہا آپ ہی سنے بلایا ہو فرمایا لعنت ہو تجھے کہ تو نے اس قوم کو ہلاکت میں ڈالا المیس نے کہا یہ آپ کے فرمانے کی بات نہیں ہو حضرت نے کہا اگر اب بھی توبہ کر تو خدا رحم کرے اسے کہا اگر توبہ قبول ہو تو کروں سو حضرت نوح نے دعا کی ارشاد ہوا کہ مرقد آدم کو سجدہ کرے یہ بات سکر المیس نے انکار کیا بعض روایت کرتے ہیں کہ عوج ابن عوق بھی حضرت نوح کے پاس آیا تھا کہ بھکو بھی کشتی میں چڑھا لیجیے حضرت نوح نے دفع کیا تفسیر زہری میں ہے کہ بعض کے نزدیک نام اسکا صحیح تھا اور بعضے ماج ابن عوج اور بحر مواج میں ہے کہ نام اوسکی مان عوق تھا یا عناق بمعالم التمریل میں درازی اسکے قد کی تین ہزار تین سو پونے چوراسی گز کی لکھی ہے اور زہادی وعرائس میں تیس ہزار تین سو پونے چوراسی گز ہے اور صحیح یہ ہے کہ مڑا طویل القامتہ تھا اور حضرت ابن عباس سے ایک روایت ہے کہ پانی طوفان کا بلند پہاڑوں سے بلند تھا لیکن عوج کی رالوں تک تھا اور بعضے قائل ہیں کہ تمام روئے زمین میں عوج باقی رہا تھا تاکہ مردم آئندہ کو خبر کرے اور بعضے کہتے ہیں کہ اسنے کشتی کی واسطے لکڑی لانے میں اعانت کی تھی اس سبب سے نہین ڈوبا رہا کہ یہ شخص نواسہ آدم تھا اوسکی مان سے اول فضل زنا کا عالم میں صادر ہوا تھا کہ اوسکی شامت سے اسکو سانپ و بھینسے و گرگس نے مار کر کھایا القصہ جب غضب الہی بصورت آب جوش میں آیا اور حضرت نوح کشتی میں سوار ہوئے اور سرداران کفار دُوبنے لگے تو بعضے مکار مکانات بلند پہاڑوں کی اور بعضے شیشے کے محلوں میں جھکو باصناف خبر طوفان تیر کر ائے تھے جابیشہ اور حضرت نوح نے یہ حال دیکھ کر خوف کیا کہ بسا داکوئی کافر بیچ رہے لہذا دعا کی رب لا تقدر علی الارض من الکافرن دیار آسینے نہ چھوڑ زمین پر سنگروں کا ایک گھر بننے والا یعنی عودا کوئی کافر بننے والا زمین کا

اسم اعظم توریت
ابراہیم علیہ السلام

عوج ابن عوق

باقی نہ رہے خواہ میرے ملک میں ہو یا غیر میں خواہ اصحاب مکر و تلبیس سے ہو یا صالح و مقلد خواہ میری قوم و اصل سے ہو یا اجنبی و غیر قوم اور اس مقولے میں کیا ہی معقول تعلیل فرمائی کہ ایک ان تدرہم یضلوا جہادک و لایلدوا لافا جہادکھار آئیے اگر تو چھوڑ دیا او کو بکا و سیٹھے تیرے بندوں کو اور نہ جینگے مگر پید کا زنا شکر فائدہ لفظ دیار واسطے فرمایا کہ البلیس و فریت او سکی خارج ہے کیونکہ سکونت انکی زمین پر نہیں ہو بلکہ سطح زمین پر اکثر و در بھی نہیں کرتے ہوا میں رہتے ہیں اور بقائے البلیس تا قیامت حضرت کو معلوم تھی تو اگر ہر کا فوکی ہلاکی روئے زمین سے چاہتے تو تعذیر مبرم کے خلاف تھا اور حضرات انبیاء تقدیر کے خلاف و مانع کرتے اور جو تعلیل اپنی دعا کی حضرت نوح نے فرمائی سو اس واسطے کہ بعض اوقات میں کافروں کے باقی رہنے میں کچھ حکمت ہوتی ہو گو بالفعل گمراہی میں مبتلا ہوں جس طرح حضرت صلعم کے عہد کرامت مہمدین اکثر لوگ شدید الکفر تھے آخرش ایمان لائے اور جہادات کفار میں معین و مددگار رہے یا گاہ گاہ ایسا بھی ہوتا ہو کہ کافروں سے اسید اولاد نیک بخت کی ہوتی ہو سو یہ فائدہ حضرت نوح کے نزدیک بالکل منتفی ہو گیا تھا لہذا فرمایا کہ ایک ان تدرہم یضلوا جہادک ارج کذہ حقہ اساذالاستاذ فی تفسیرہ الغزیری فائدہ اس تعذیب میں حضرت میکائیل بھی مع تواضع شریک تھے یعنی بحکم الہی انھوں نے کائنات پر کوا واسطے استیلاء آپ کے اور روح ارض کو واسطے نفخ عیون کے اور حیوانات بریہ و وحشیہ و سباع و حشرات کو بنا بر عمل کشتی اور آب و ہوا کی روح کو فعلا و انفعلا لاسخو کیا تھا حضرت استاذ الاستاذ فرماتے ہیں کہ توفیق آب پر اس معرکے میں اکفانہیں فرمائی بلکہ حقوبت برہنہ بھی مد نظر ہوئی چنانچہ سورہ نوح میں ارشاد ہوتا ہو فادخلوا ناراً فلم تجدوا شراً من دونہم انصبوا آئینے پھر بھلائے گئے آگ میں پھر نہ پایا اپنے واسطے اللہ کے سوا کسی مددگار خلاصہ یہ کہ بعد غرق بلا فاصلہ آگ میں چلی گئے نہ کہ آتش و دوزخ میں جو دور ہی چنانچہ ضحاک سے روایت ہو کہ قوم نوح کے لوگ ایک طرف سے غرق ہوتے تھے دوسری طرف سے جلائے جاتے تھے فائدہ یہ آیت عذاب القبر پر دلیل صریح دکھائی ہو اور یہ بھی مستنبط ہوتا ہو کہ گنگا کسبیرج سے مرے خواہ دریا میں ڈوبے یا آگ میں جلے یا درندہ بھاڑے عذاب قبر میں گرفتار ہوتا ہو جس طرح مقبور کیونکہ معذب روح ہو نہ بدن تاکہ بقا اسکی شرما تعذیب ہو پویشیدہ نہ رہے کہ عین ثوران غضب الہی میں حضرت نوح نے اس خوف سے کہ یہ مواخذہ عامہ نمونہ قیامت ہو ایسا نہ ہو کہ ترک اولیٰ پر جو مجھے ہو جاتا ہو اور معاصی فرجہ پر جو کہ مومنوں سے

بہشتی عذاب

واقع ہوئے ہیں موانذہ ہو یہ دعا فرمائی کہ رب اعف عني ولوالدي ولمن دخل بيبي مونساً و للمؤمنين و
المؤمنات و لا تزد الظالمين الا اباراسيخے اور رب مغف کر مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو آدمی داخل
مہم میرے گھر میں ایماندار و سب ایمان والے مرد و عورتوں کو اور گنہگاروں پر رکھو برباد و ہونا اس
آیہ تین گھر سے مراد کشتی ہو اور ایمان کی قید ایسے لگائی کہ ابلیس خارج ہو جائے کیونکہ وہ استحقاق
مغفرت نہیں رکھتا اور ایمان داروں کی مغفرت اس واسطے چاہی کہ مبادا کسی گنہگار کے شاست گناہ
سے کشتی ڈوب جائے اور بیگناہ مارے پڑیں اس واسطے کہ عقوبات عامہ دنیویہ میں امتیاز و تفریق نہیں
ہونا چنانچہ عذاب قوم میں اطفال و مجانین بھی ہلاک ہو جاتے ہیں بلکہ لایعقل کو بھی تکلیف پہنچتی ہے
اس دعا میں مسلمانوں کو بڑی بشارت ہو قیامت تک اس واسطے کہ حضرت نوح کی دعا اہلک کفار میں
بالیقین قبول ہوئی تو دعا سے مغفرت مومنین و مومنات بھی سب تک مقرون اجابت ہوئی ہوگی ترقی
صحیحہ ہو کہ سفینہ نوح سات روز حرم شریف کے گرد طواف کرتا رہا مگر زمین حرم میں نہیں گیا اور نصی
کتے ہیں کہ اعدا بل شانہ نے بیت الہیہ ایک پہاڑ کا سروپش کر دیا تھا کہ آب عذاب سے محفوظ رہے اور
بعضے کہتے ہیں کہ بیت المعمور کو آسمان پر اٹھوایا تھا و ہوا الاصح روایت ہو کہ جب کشتی جانب شام چلی
تو پہاڑوں نے اپنے سرواٹھ مانے مگر وہ بحکم خدا جو دی پہاڑ پر ٹھہری اور ارشاد ہوا یا ارض البعی ماء ک
و یا سماء قلعی و غیض المار و قضی الامر و استوت علی الجودی و قيل لبدا للقوم الظالمین یعنی اسے
زمین نکل جائی پانی و آسمان تم جا اور ٹکھا دیا پانی اور ہو چکا کام اور کشتی ٹھہری جو دی پہاڑ پر اور
حکم ہوا دور ہوں قوم بے انصاف تراجم تورات میں جو بالفعل نصاریٰ کفار کے پاس ہیں لکھا ہے کہ سال
طوفان کے دوسرے مہینے دسویں کو نوح کشتی پر سوار ہوئے اور سترھویں کو طوفان شروع ہوا اور
ایک سو پچاس دن کے بعد پانی کم ہونے لگا اور سترھویں روز ماہ ہنقم کے کشتی پہاڑ پر ٹھہری اور دسویں
مہینے کے پہلے دن چوٹیاں پہاڑوں کی دکھلائی دین اور چالیس دن کے بعد حضرت نوح نے کھڑکی
کشتی کی کھولی تو پانی زمین پر موجود تھا پھر چودھویں دن حال دریافت کیا الغرض دوسرے سال
کے اول مہینے کی پہلی تاریخ کشتی کی چھت اوٹھوائی تو زمین سوکھی نظر پڑی اور دوسرے مہینے کی
ستائیسویں کو خدا کے حکم سے مع ہر ماہیوں کے کشتی سے اترے بالجملہ طوفان کی تمام مدت تین
سو تیس دن کی ہوئی اور صحیح یہ ہے کہ مدت طوفان چوبیس مہینے کی ہوئی اور دواہراردو سو بیالیس ہبوط
آدم علیہ السلام سے گزرے تھے اور دسویں یا گیارھویں رجب سے دسویں محرم تک طوفان با
الغرض بعد ٹھہر جانے کشتی اور خشک ہونے پانی کے ارشاد ہوا یا نوح اہبطا بسلام مناد برکات

علیک و علی ائمہ من بعدک و ائمہ مستقیم ثم یمسہم سنا عذاب الیم لیخے اسے نوح اتر سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے اور برکتوں کے ساتھ تجھ پر اور کتنے فرقوں پر تیرے ہمراہیوں میں اور کتنے فرقوں کو فائدہ دینگے پر ہونے کی ہماری طرف سے اور کدو کدھ کی مار اس مقام میں حقیقیٰ نے تسلی فرمائی کہ پھر تمام نوع انسان پر ہلاک نہ آوے گا قیامت سے پہلے مگر بعض فرقے ہلاک ہونگے فائدہ ارباب تواریخ سوا سے اس طوفان کے دو طوفان اور بھی لکھے ہیں ایک طوفان قبل پیدائش حضرت آدم کا دوسرا طوفان عہد موسیٰ علیہ السلام کا لیکن اول طوفان اور طوفان زمانہ حضرت نوح علیہ السلام عالم گیر تھا اور طوفان زمانہ موسیٰ خاص اہل مصر کے واسطے تھا اور جو بعضے کہتے ہیں کہ کئی ہزار برس کے گنبد جی طرح گنبد ہرمان اور بعض بت خانہ سے ہنود باقی تھے سو یہ بات دلیل نفی طوفان کی نہیں ہو سکتی کیونکہ جائزہ ہو کہ امکانہ مذکورہ سبب استحکام و مضبوطی بنا کے آب طوفان سے منہم نہوے ہوں اور دماغے حضرت نوح میں مکانون کی خرابی بھی مندرج نہ تھی صحیح بخاری میں فتاویٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ کشتی نوح ادا اہل اسلام تک باقی تھی اور اہل زمانہ نے اسکو دیکھا تھا عالم التشریل میں ہو کہ وقت طوفان قوم نوح میں کوئی لڑکا نہ تھا بلکہ سب لوگ جوان یا بوڑھے تھے قصہ حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے اترے اور حکم ہوا کہ ایک شہر آباد کرے چنانچہ اوسے جزیرے میں جہان پہاڑ پر کشتی ٹھہری تھی ایک قصبہ آباد کیا اور سوق ثمانین اسکو نام زد کیا اس واسطے کہ انشی نفر کشتی میں تھے بعد چند روز کے سب لوگ مر گئے حضرت نوح علیہ السلام اور انکے بیٹے سام و حام و یافث اور انکی بیبیان کہ اونھیں سے آبادی عالم دنیا کی ہوئی کما قال اللہ تعالیٰ وجعلنا ذریۃ ہم الباقین احوال انکا آگے بیان کیا جائیگا ولادت با سعادت حضرت نوح علیہ السلام کی بعد گزرنے ایک سو تیس برس وفات آدم علیہ السلام سے ہوئی اور ایک ہزار چھ سو پچاس برس بعد مبعوث ہوئے اور جب پچاس برس کی ہوئے تو نبی ہوئے اور نو سو پچاس برس وعبثت قوم فرمائی کما قال اللہ تعالیٰ فلبث فیہم الف سنۃ الا خمسین عا ماً اور چھ سو برس کے تھے جب کشتی پر سوار ہوئے اور اخبار الدول میں توریت سے نقل کیا ہو کہ تین سو پچاس برس بعد طوفان زندہ رہے لیکن صحیح یہ ہو کہ قبل بعثت و بعد طوفان کا حال تحقیق نہیں معلوم ہوتا ہے عالم میں حضرت ابن عباس سے منقول ہو کہ چالیس برس کی عمر میں مبعوث ہوئے اور نو سو پچاس برس دعوت فرمائی و بعد طوفان نسا تھ برس تک زندہ رہے و بقول مقاتل دو سو پچاس برس تھے تب مبعوث ہوئے اور نو سو پچاس برس دعوت فرمائی کل عمر ایک ہزار چار سو تیس برس کی

بہشت

ہوتی و قبول وہب ایک ہزار چار سو برس، عمر ہوئی اور عین المعانی میں ہو کہ تین سو برس کی عمر میں
مبعوث ہوئے اور نو سو پچاس برس دعوت فرمائی اور تین سو پچاس برس بعد طوفان اس عالم
میں رہے اور معارج النبوت میں ہو کہ ایک سو پچاس برس کی عمر میں مبعوث ہوئے اور نو سو پچاس برس
بتسلیم رسالت فرمائی اور طوفان کے بعد تین سو برس زندہ رہے اور کل عمر ایک ہزار چار سو برس،
ہوتی اور ایک ہزار پان سو برس بھی روایت میں آئے ہیں واما علم بحقیقۃ الحال مگر صحیح تر از روئے
تحقیق یہ ہو کہ ولادت حضرت نوح کی ۱۰۰ ایک ہزار چھ سو یا لیس ہویں میں ہو، اور واقعہ
طوفان ۱۰۰ دو ہزار دو سو یا لیس میں ہوا اور وفات سنہ دو ہزار پان سو یا نوے ہویں میں ہوا تو
اس حساب سے عمر حضرت نوح نو سو پچاس برس کی معلوم ہوتی ہو کہ اقال مولانا رفیع الدین الدہلوی
روایت ہو کہ جب وفات حضرت نوح قریب تر ہو چکی تو حضرت جبریل یا غزرائیل علیہما السلام نے
پوچھا یا اطلول الانبیاء عمر اتنے دینا کو کس طرح دیکھا فرمایا ج طرح دو دروازے کا گھر کہ ایک سے
ور آیا دوسرے سے نکل گیا روایت ہو کہ آخر عمر میں حضرت نوح نے سام اپنے بیٹے کو بھی
وہ لیس ہزار دیا اور فرمایا کہ تجھ کو دو باتیں کرنا واجب ہیں اور دو ترک کرنا لازم اول لا الہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیء قدیر کو اپنا ورد کر کہ انکی شان عظیم ہو اگر آسمان و
زمین سے یہ کلمات ذات کیے جائیں تو زیادہ نکلیں دوسرے سبحان اللہ مجدہ ہمیشہ پڑھا کر کہ یہ
کلے کل مخلوق کے واسطے وظیفہ ہیں پڑھنے والا اسکا محتاج نہیں ہوتا اور جو دو باتیں واجب ہیں
ہیں وہ شرک و کبر ہیں کہ ان سے ہمیشہ دور رہنا فرض ہو اور بعد ان وصیتوں کے حضرت نوح نے
وفات پائی اور فرشتوں نے غسل دے کر نماز پڑھی مقام قبر میں اختلاف ہو بعض مسجد الکوفہ
میں اور بعضے جبل الاحمر میں اور بعضے مدینہ کرک میں زیر جبل لبنان بیان کرتے ہیں وہو الاصح
صاحب اخبار الدول لکھتے ہیں کہ مدینہ کرک میں مزار شریف واقع ہو کہ اسکی زیارت ہوتی ہو فائدہ
ابن عساکر ابنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ وہ پانچون بت جکو قوم نوح نے مظاہر حق ٹھہرایا تھا حالت
طوفان میں مٹی کے بیچے دب گئے تھے سو ابلیس مردود دے کہ اسنے پوشیدہ کیے تھے غریب کے
لوگوں کو نکال کر سپرد کیے انھوں نے اپنے معبود قرار دیے چنانچہ و ذکو بنی قضاہ نے
دو مہاجندل میں قایم کیا اور اسکی پرستش میں مصروف ہوئے پھر بنو قضاہ سے بنو کلب
کو پہونچا کہ زمانہ حضرت صلعم میں انھیں کے پاس تھا اور نیوٹ کو بنی طو نے اپنے ملک میں
خدا بنا کر رکھا پھر ان سے بنو مراد عاریتہ لیکے اور اسکی عبادت کرتے رہے یہاں تک کہ بنو حجاز

پوشیدہ کردن شیعات
بجانب از بنو نوحین

نے اون سے زبردستی لینا چاہا سو بنو مراد اوسے لیکر ہوجرت کے ملک میں چلی گئے اور یعقوب کو بکولانے لیا پھر اونسے ہوارث قبیلہ سہدان میں آیا اور نسر کو بنو خثعم بنے لیا کہ ابتدا سے اسلام میں وہ قوم ناپاک ایسکی عبادت میں مصروف تھی اور سواع کو اولاد بنی الکلاع حمیری نے لیا کہ اونسے تمام گروہ حمیر کو پہونچا مگر سوائے ان بتوں کے عرب میں ایک سو سا نوبت اور بھی تھے جس طرح لات بنی ثقیف میں اور غزنی بنو سلیم و بنو غطفان میں اور بنو نضیر و بنو سعد و بنو بکر بنی نسات اور آساف و نائلہ وہیل کے میں کہ اہل مکہ نے آساف کو مقابل حجر اسود کو صفایہ پر رکھا تھا اور نائلہ کو مقابل رکن یمانی اور وہیل کو اندرون بیت المد مگر یہ بت سب بتوں سے قد و قامت میں بڑا تھا اور آٹھ گز کا لंबا تھا اور قریش وقت لڑائی کے اسی کا در در کتے تھے چنانچہ ابوسفیان نے کفر کی حالت میں جب غزوہ احد سے پھر اہی تو اسی ہیل اپنے ٹھکانہ کی طرح کیا کرتا تھا اور قد ماورمہ میں سورہ میں مسلسل اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ یہ پانچوں بت جو قوم نوح میں تھے ہر شخص کے پاس موجود ہیں اور ہر آدمی اوسکی عبادت و پرستش میں مبتلا ہوا ان حفظہ اللہ باحسانہ اسلئے کہ بدن ہر شخص کا وہی جو کہ روح کا محبوب ہو اوسکی الفت میں جملہ اجباب و اصحاب بے حقیقت محض میں داخل ہوا ایسکی پرورش و پرداخت و تزیین و تسیم و خوراک و پوشاک و ریاضت و صلاح و دلک و حمام و سریر و شانہ میں بلا لحاظ خویش و بیگانہ مصروف رہتا ہو اور سواع ہر آدمی کا نفس ہو کہ قیام جان و تن اوسکی سبب سے جانتا ہو لہذا ہمیشہ سلاشی لذات و احتراز مضرات میں سعی رہتا ہو اور عباد خدا و اطاعت انبیاء علیہم السلام میں قاصر اور یعقوب ہر آدمی کے مان باپ اور بیٹا بیٹی اور بھائی بہن ہیں کہ فریاد رسی و اعانت و امداد کا اونسے متوقع ہو کہ ایسی کوشش و سعی و ادنی رضا جوئی و اضرا میں کرتا ہو کہ فرمودہ قادر مطلق دینی برحق سے آنکھیں چورا جاتا ہو اور یعقوب ہر شخص کا مال ہو کہ اداے زکوٰۃ و صدقات و اعانت و ذوی الحقوق و عبادت معبود و صلاح و تقویٰ سے منع کرتا ہو اور یہ شخص دفع نلیات و آفات کی اوس سے توقع و امید رکھتا ہو اور نسر ہر ایک آدمی کا شیطان ہو کہ حرص و طمع و غصہ و غضب کے وقت دفعہ کردہ ناکرہہ برابر کر دیتا ہو اور وسوس فاسدہ و اعتقادات باطلہ ایسے سکھاتا ہو کہ ایمان ہی جاتا رہتا ہو جب یہ معلوم ہو گیا تو اب خوب آگاہ رہنا چاہیے کہ جب تک انسان ان پانچوں بتوں سے خلاصی حاصل نہ کرے گا دعائے مغفرت حضرت نوح علیہ السلام میں داخل نہ ہوگا اور سوائے اسکے ایک نکتہ اور بھی جاتا ضرور ہو کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جناب باری میں التماس کیا ہو کہ میری قوم کے کافر پیدا نہ کریں گے مگر بدکار و ناشکر گذار حلالہ

پانچوں بتوں کی

کافروں سے اکثر لوگ نیکبخت و سعادت مند پیدا ہوئے ہیں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام آذر
 بت تراش سے پھر ظاہر میں یہ قول مخالف واقع ہوا اس شبہ کے جواب میں اہل تفسیر کو اختلاف ہے
 علماء ظاہر کہتے ہیں کہ حضرت نوح کو اپنی قوم کا حال وحی سے معلوم ہو گیا تھا سو یہ حکم علیہم
 نہ تھا بلکہ خاص اوسی قوم سے تھا اور بعضے قائل ہیں کہ قبل آمد طوفان وحی ہوئی تھی کہ تیری قوم
 سے کوئی ایمان نہ لاوے گا سوائے اوسکے جو ایمان لائے ہیں اس کلام سے حضرت نوح نے
 استنباط کیا کہ اب میری قوم سے سوائے کافر کے اور کوئی پیدا نہ ہوگا کیونکہ اولاد قوم بھی داخل
 قوم ہو لہذا حضرت نوح نے اس شرط و جزا کو جناب الہی میں التماس کیا اور حضرات صوفیہ فرماتے
 ہیں کہ اس دعا میں حضرت نوح پر بسبب تنگ دلی و استیلائے غضب خدا کے غلبہ حال طاری
 ہوا کہ حضرت نے بحال ظاہر یون حکم کیا اس دلیل سے کہ جو نطفہ کہ نفوس خبیثہ مظاہر سے ظاہر
 ہوگا اور بتدبیر اوس نفس تاریک کے ترتیب پا دیگا البتہ مستعد قبول نفس خبیثہ کا ہوگا جس طرح
 مولود کا بدن کہ صفت میں والد کے بدن سے موافق ہوتا ہی یا مسترشد کہ نوع کمال میں شیخ کے
 مطابق ہوتا ہی و لہذا بولتے ہیں کہ الولادۃ الروحانیۃ مثل الولادۃ الجسمانیۃ ہیں یہ مقولہ حضرت نوح کا
 منجملہ زلات غلبہ حال سے تھا کہ اور انبیاء و ان سے بھی ہوا جس طرح قتل قبلی حضرت موسیٰ علیہ السلام
 سے زلت عمل بھی لاجرم اس عرض کے مقابلے میں کفان کے کفر سے مطلع فرمایا جس طرح حضرت
 داؤد علیہ السلام کو بمقدور زن اور باد و شخصوں کو مشربیک گردان کر حضرت داؤد علیہ السلام
 کے پاس بھیجا اور متنبہ فرمایا قاتلہ زلت انبیاء و ان کے معنی ہیں کہ فعل مباح کا ارادہ کیا اور میں فعل
 حرام صادر ہو گیا مگر اوس فعل پر استقرار نہیں ہوا اور نہ قصد فعل حرام کا تھا مگر صادر ہو گیا جیسا
 قتل قبلی موسیٰ علیہ السلام سے اور تحقیق اس مقام کی یہ ہو کہ حال غالب والدین کے باطن کا بلاشبہ
 نفس اولاد میں سرایت کرتا ہی لیکن غیر غالب پس لازم نہیں کہ وہ بھی اولاد میں سرایت کرے
 اسی واسطے کہتے ہیں کہ الولد سرلابیہ یعنی اولاد حالت پوشیدہ ہی باطن پدر کی اور جب یہ فرق ظاہر
 ہوا تو پوشیدہ نہ رہے کہ بعض اوقات کا قریب استعداد فطری و جبلتی اصل میں پاک ہوتا ہی مگر ظاہر
 میں اوپر عادات قوم و اوضاع و اطوار آبا و اجداد غالب ہو گئے کہ اوسکے دین سے متدین ہو گیا
 الا باطن او کا اقت سے سالم ہو تو اس سے اولاد پایمان اوس حالت نورانیہ میں پیدا ہوتی ہے
 جس طرح حضرت ابراہیم آذر سے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور حضرت عمر خطاب
 سے اور حضرت نوح علیہ السلام کہ ہزار برس دعوت قوم کرتے رہے وہ بلا شک اپنی قوم کی

منزلت نبی

توضیح

کیفیت ظاہری واستعداد باطنی سے تجویز واقف ہو رہے تھے اور بالیقین جان چکے تھے کہ اب استعداد فطری سالم نہیں ہو بلکہ حالات ظلمانیہ مستولی ہو گئے ہیں اور انکا اصرار کفر پر تعلیدی اور باعتماد آباؤی نہیں ہو اسلیے ارشاد کیا انک ان تدرجہ الی آخرہ اور یہ التماس مقبول بلاتامل و تکلف و بلا عتاب ہو گیا اور تولد کنعان کا حضرت نوح علیہ السلام سے منافی اس تعلیل کے نہیں ہے کہ انکو کوئی متعسف تہیہ و عتاب پر حمل کرے اسلیے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے حصر تولید فاجر کفار میں علت وجوب اہلاک گردانی تھی نہ اصل تولید کا فرو فاجر کیونکہ نیکو بتوں سے بد بخت بھی پیدا ہوتے ہیں اور سعادت مند بھی پس خیریت بعض اولاد کی شرارت بعض اولاد سے معارض ہو کر علت افنا نہیں ہوتی ہو اور کچھ بعید نہیں ہے کہ وقت تولید کنعان ہتھیہ ظلمانیہ بعض زلات و ترک اولیٰ کی قائم ہو گئی ہو کہ اوکو کنعان نے اوٹھا لیا اور بھی تعجب نہیں ہے کہ اوکی مان مسماۃ واد کہ منافقہ تھی فساد استعداد کا سبب بن گئی ہو اس سے لازم نہیں آتا کہ فساد استعداد کو حضرت نوح علیہ السلام سے نسبت کریں بالجملہ عدم تولید غیر کافر و فاجر میں اور تولید کافر و فاجر میں بڑا فرق ہے اثبات ایک کا دوسرے کو نفی نہیں کرتا کہ تہیہ و عتاب صورت پکڑے اور ایک شبہہ اور بھی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام پیغمبر الوعظ تھے مگر اہی کی دعا اپنی قوم کیواسطے کس طرح فرماتے حالانکہ انبیاء کا کام ہدایت کی دعا کرنا ہے نہ ضلالت و گمراہی کی جسطرح حضرت ابراہیم و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو اللہم اہد قومی جواب اس شبہہ کا یہ ہے کہ یہ دعا اس وقت حضرت نوح علیہ السلام نے مانگی جب قوم کے ایمان سے مایوس ہو گئے اور توقع ہدایت بالکل قطع ہو گئی کما حارفی القرآن لن نؤمن لک الا من قد آمن لہذا حضرت نوح نے چاہا کہ قوم سے انتقام لین تب دعا زیادتی گمراہی کی قومی تاکہ عذاب بھی سخت نازل ہو اور تجویز ذلیل و رسوا ہوں اور جان لین کہ پیغمبر کا دل کڑھایا او سیکاشمہ پایا چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی جب فرعون و فرعونین کے ایمان سے مایوس ہوئے تو اسی قسم کی دعا مانگی کہ آخر سورۃ یونس میں اللہ صاحب زبان کلیم اللہ سے حکایت فرماتے ہیں وقال موسیٰ ربنا انک آیت فرعون و ملأہ زیتہ و اموالہ لعلہ الذی ربنا یصلوا عن سبیلک ربنا اطمس علی احوالہم و اشد علی قلوبہم فلا یؤمنوا حتی یردوا العذاب الالیم یعنی اور کہنا موسیٰ نے ای رب ہمارے تو نے دی ہو فرعون کو اور اسکے سرداروں کو رونق و مال و نیکی زندگی میں ای رب اسواسطے کہ بکا دین تیری راہ سے ای رب مٹا دے اسکے مال و سخت کرا دے دل کہ نہ ایمان لاوین جب تک دیکھیں عذاب سخت اس مقام

جان شبہہ
فاجر شبہہ

معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علی نبیا و علیہ السلام کو اپنے لوگوں سے بھی سچے ایمان کی امید نہ تھی مگر جب کچھ آفت پڑتی تو جمہوری زبان سے کہتے کہ اب ہم مائین گئے اسمین عذاب تمم جاتا اور کام فیصلہ نہوتا تھا اسواسیے دعا فرمائی کہ یہ لوگ جو یا ایمان ملاوین بلکہ قلوب اسکے سخت رہیں تاکہ عذاب پڑ چکے اور کام فیصلہ ہو جائے فاترہ حضرت نوح علیہ السلام کو ہمارے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی وجہ سے مناسبت ہو کہ اور پیغمبروں کو نہیں ہے اولیٰ کہ قوم نوح کا عذاب موعود وقت انداز و تخویف سے بہت بعید واقع ہوا کہ ہزار برس کا فاصلہ پڑا سیطرح عذاب موعود کا زمانہ مرحومہ کا بھی بہت بعید ہے کہ قیامت کو ہوگا جو کچھ کہ ہو بخلاف اور پیغمبروں کہ اولیٰ کہ قوم کو دنیا ہی میں بفاصلہ قریب ہلاک فرمایا ہے چنانچہ فرعون چالیس برس بعد غرق ہوا سیطرح اور کافر جیسے مرد و شاد و قوم صالح و قوم عاد کہ عذاب دنیا میں بفاصلہ قریب مبتلا ہوئے ہیں اور یہ امت مرحومہ عذاب دنیا سے محفوظ ہے بلکہ تعذیب کفار و فساق و منافقین و کاذبین قیامت پر رکھا گیا ہے اور دنیا میں قتل و گرفتاری سے بعض وقت عبرت و توبہ کیجاتی ہے دوسرے یہ ہے کہ مدت دعوت حضرت نوح علیہ السلام اور ہماری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر ہے فرق اتنا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام بذات خاص اوس مدت تک زندہ رہے اور دعوت فرمایا کیے اور ہمارے حضرت نے اپنے نائب چھوڑے اور خود عالم قدس کو تشریف لیگئے کہ انھوں نے ہزار برس یہ دعوت قائم رکھی اور بعد گزرنے ہزار برس کے ادیان باطلہ شل ٹکی و نمودی وغیرہ پیدا ہوئے کہ انھوں نے اپنی طرف بلانا شروع کیا اوس وقت سے توحید دعوت برہم ہو گیا مگر حمد کرامت مہد حضرت امام ہندی رضی اللہ عنہ میں تفر و اسکا تجدید قائم ہوگا اور از سر نو دوسری بار منکرون پر الزام حجت کیا جائے گا تاکہ مستحق عذاب و نکال ہوں تیسری یہ کہ بعثت حضرت نوح علیہ السلام کی تمام عالم پر عام تھی اور ہمارے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی عام ہے فرق اتنا ہے کہ بعثت حضرت نوح کی اہل عصر پر تھی نہ جمیع افراد نوع انسان پر کہ بعد اوسکے موجود ہوئے اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل عصر و آئندہ پر تاقیام قیامت عام ہے حدیث شریف میں ہے بعثت علی الناس عامۃ دکل نبی بعث الی قومہ خاصۃ پس حضرت نوح علیہ السلام کی قوم تمام موجودین تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جملہ موجودین اور جو پیدا ہوتے جائیں تا انقراض عالم اور مرہ ہے کہ حضرت نوح کے وقت میں جمیع اہل الارض شرک میں گرفتار تھے اور سیطرح حضرت کے وقت بعثت میں اور بھی وہ عذاب جو دے

نہایت مناسبت ہے

حضرت نوح پر موعود تھا جملہ اہل زمین کو عام تھا اگر انکو سب لوگوں پر مبعوث نہ کرتے اور اتنی عمر عطا نہ فرماتے تو ہلاک عام گناہ خاص لازم آتا اور یہ بات قاعدہ عدل و حکمت کے خلاف تھی چنانچہ وہ عذاب کہ اسوقت کے کافروں کے واسطے موعود ہی بھی عام ہو لینے تخریب عالم اگر بے انتہا بن جائے کی عام نہ ہوتی تو بھی وہی قیامت لازم آتی چوتھی بے شک حضرت نوح علیہ السلام متصل قیامت واسطے کے ہوئی اور بعثت ہمارے پیغمبر خدا کی متصل قیامت کبریٰ سے ہوئی برخلاف اور پیغمبروں کے پانچویں بعد طوفان حضرت نوح علیہ السلام کے وسیلہ تقرب الی اللہ تجرذات بابرکات انتخاب اور کوئی نہ تھا اور عبادت و معرفت حق میں سوائے اہل امت کے اور اتباع امت کے دوسرا نظر نہ آتا تھا تو ایک تفرد عجیب اس کا رخا نہ میں انکو نصیب ہوا سو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابداً اسے بعثت سے یہ مرتبہ حاصل ہوا کیونکہ جملہ ادیان منسوخہ لائق تقرب نہ رہے اور جملہ عبادات و معارف ان کے باطل و بے اثر ہو گئے اور بعد نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقرب قیامت پھر قیامت تقرب حقیقہ و حکماً ذات پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جلوہ گر ہوگا اور کوئی دین سوائے دین اسلام کے عالم میں نہ رہے گا اور توجہ الی اللہ اسی شان میں منحصر ہو جائیگا کہ احقہ شیخنا استاذنا مولانا عبدالعزیز المحدث الدہلوی فی تفسیر الغرزی قائمہ التذہل شانہ سنہ ۱۲۸۵ھ میں کشتی بنایا کیم صادر فرمایا اوسمیں طرح طرح کے منافع خلق کے واسطے رکھے ہیں کما قال فی سورۃ الحاقۃ لنعلمہا لکم تذکرۃ و قیماً اذن داعیہ لینے تاکہ رکھیں اسکو تمہاری یادگاری کو اور سننے او سکو کان سننے والا لینے کان اسکو سنکر یاد رکھیں کہ جب خوف غرق دلون پر طاری ہوا اور قطع کرنا سطح آب کا بنا بر روانگی ایک شہر سے دوسرے شہر کو یا ایک ملک سے دوسرے ملک کو یا ایک کنارے سے دوسرے کنارہ کو یا پیمائش بحری کو منظور نظر ہو تو اس قسم کا خانہ روان اجسام بنائیہ خشبیہ سے طیار کر لو اور بلا تامل دیے لنگھ بارام تمام کھاتے پیتے سوتے جاگتے ہنستے بولتے چلے جاؤ اور عقل سے دریافت کرو کہ باوصف شدت آب طوفان جو کہ مادہ عذاب تھا اللہ تعالیٰ نے کس طرح اس کشتی کی ذریعہ سے ہلکے بچا یا اور باوجود شرکت عذاب کے ہلکے عذاب سے محفوظ رکھا اس طرح لازم ہے کہ بابرکات از ثقل طبعی گناہان کہ مانند بحر زخار تندہ موج تیرہ و تہ دار قنوا یہ دوزخ میں غرق کنندہ ہیں تو سب لوگوں سے حاصل کرنا چاہیے کہ طرف الطیف سے ہوں بطرح کشتی کی لکڑی ہو اسے لطیف کا طرف ہو گئی تھی سو اس اتمہ مرحومہ کے لیے وہ طرف لطیف اہل بیت ہیں کہ انکی محبت و متابعت موجب محبت حضرت صلعم ہو جاتی ہے اور ثقل طبعی گناہوں کے دفع میں

تاریق کا حکم رکھتی ہے سورج چارہ ہوس کر دکھ در کعبہ رسد بہ دست در پائے کبوتر زود آگاہ
رسیدہ لہذا حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ مثل میرے الہییت کی تم میں مثل کشتی حضرت
نوح کے ہے جو کہ اس کشتی میں سوار ہوا اوسنے نجات پائی اور جو کہ باہر رہا غرق ہوا اور وجہ یہیں
حضرات الہییت کی یہ ہے کہ نہ ت نوح کی کشتی کمال علی کی صورت تھی اور حضرات اہل بیت کو بھی
حق تعالیٰ نے کمال علی خاتم المرسلین کا نمونہ بنایا تھا کہ اسکو طرقت کشتے ہیں کیونکہ کمال علی حضرت
کا کسی شخص کو حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ شخص قواسے روحیہ انتخاب سے مناسبت
ن رکھتا ہو جبروت عصمت و حفظ وقوت و سماعت اور یہ مناسبت بدون ولادت و علاؤ اصلی و
فرعی کے غیر ممکن ہے سو اس کمال کو تہامہ اسی طرف سے جاری فرمایا اور امامت کے معنی یہ ہیں کہ
جس کا وصی ایک نے دوسرے کو کیا اور یہی ہر سر اسکا کہ یہ بزرگ مربع سلاسل اولیا ہوسے ہیں
اور جو شخص کہ ارادہ وصول الی اللہ کرتا ہے چارنا چار اسکا استفاضہ ان بزرگوں پر ہوتی ہوتا ہے اور
اس کشتی میں سوار ہوتا ہے بخلاف کمال علی انتخاب کے کہ وہ بیشتر صحابہ میں جلوہ پذیر رہا ہوا ہے
کہ انطباع اس کمال کا امتداد صحبت تلمیذ و استاد پر موقوف ہے اور حل مشکلات و استخراج مہموالات
میں اوسکی ضرورت ہو لہذا ارشاد ہے کہ اصحابی کا نجوم باہم اقتدیم اہتدیم اور جو کہ قطع دریا سے حقیقت
بدون بازو سے علی و علی ممکن نہیں ہے تو مرد مسلمان کو دونوں سے تسک واجب ہے جبروت قطع سفر
دریا بدون سواری کشتی کے اور بلا رعایت حال نجوم کی محال ہے ورنہ سمت توجہ غیر سمت توجہ سے
متبیین ہوگی اور جو حضرت صلعم نے بعد نزول کریمہ و نبیہا اذن واعیہ جناب امیر سے فرمایا کہ میں نے
امیر سے سوال کیا ہے کہ دے ایسے کان تیرے اے علی سو توجہ تخصیض کی یہ ہے کہ الہییت نبوت
کا کشتی ہونا بدون جناب امیر کے متصور نہ تھا اسلیے کہ اوسوقت میں الہییت رسول مقبول کہ قابل
امامت اس طریق کے تھے صغیر السن تھے اور اؤ کی تربیت و تعلیم دوسرے پر محول فرمانا نشان
آنحضرت صلعم کے خلاف تھا لاجرم قواعد نجات کے حضرت انہ کو تعلیم فرما کر امام اسکا قرار دینا اور
اسپنے کمال علی کو اؤ کی صورت میں متصور کرنا ضرور ہوا کہ انتخاب بنجلم ابوت اوس کمال کو اسپنے
صاحبزادوں کو پہونچا دین گے تاکہ یہ سلسلہ تا قیام قیامت اؤ کے توسط سے جاری رہے اسوا
حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو بخطاب یعسوب السالین مخاطب فرمایا بعد از جناب امیر
صغیر سن سے حضرت کی خدمت میں رہے اور علاقہ دامادی بھی رکھتے تھے اور جملہ امور میں رفیق
تھے اس سبب سے حکم فرمادی بھی آپہ صادق آتا تھا اور اؤ کو بسبب قربت قریم کے مناسبت

کلیہ تمامہ قواسم روحانیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل تھی پس خباب امیر گویا ظل اور صورت کمال علی آنحضرت تھے کہ عبارت دلالت و طریقت سے ہو اور یہ استعداد انکی روز بروز بڑھتا رہتا تھا۔ آنحضرت سے دو چند ہوتی رہی اور غایت مرتبہ کمال کو پہنچی کہ آثار اسکے جملہ سلاسل کے اولیاتوں میں ظاہر اور باطناً مہویدا اور پیدا ہونے حاجت بیان نہیں ہذا محقق مولانا اسحاق دہلوی نے تفسیر الغرر فی فائدہ مخفی نر ہے کہ مناسبت حضرت نوح علیہ السلام کی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے در باب رسالت عامہ من وجہ ہو ورنہ رسالت ہمارے رسول رب العالمین کی تمام ذرات عالم کو شامل ہو جس طرح ربوبیت رب اور بعثت ہمارے حضرت کی سوائے افراد انسانیہ کے جنات اور ملائکہ اور حیوانات اور نباتات و جمادات پر بھی ہو کا قال اللہ تعالیٰ و ما ارسلنا الا کافۃ للناس و تبارک الذی نزل الفرقان علی عبده لیكون للعالمین نذیراً یعنی بڑی برکت ہو اسکی جس نے او تبار فیصلہ اپنے بند پر تاکہ رہے جہان والوں کو ڈر پس ظہار است تنفیق ہیں کہ مراد بندہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جن عالمین میں داخل ہیں اور بقول بسکی رحمۃ اللہ علیہ ملائکہ بھی عالمین میں محدود ہیں وہو الاصح عند المحققین مگر رسالت آنحضرت ملائکہ پر جمیع احکام شرعیہ نہیں ہو بلکہ بجز توحید و اقرار نبوت اور بعض عبادات کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے مخصوص فرمائی ہیں اور جو بھی اور علمی نے عدم رسالت آنحضرت فرشتوں پر بیان کی ہو اور فخر الدین رازی اور برہان نسفی و علامہ جلال الدین سیوطی نے جماع نقل کی ہو سول بعض اعیان طماشل علامہ کمال الدین ابن ابی شریف وغیرہ اس نقل پر راضی نہیں ہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ رازی اور نسفی اس نقل اجماع میں منفرد ہیں اور کہنے نقل نہیں کی اور مدار نقل اجماع کا کلام حفاظ امت پر ہوشل ابن المنذر و عبد البر و مواہب لدنیہ میں ہم کہ لایق اس مقام پر توقف ہو کیونکہ دلیل قطعی کہ مستلزم یقین ہو موجودہ نہیں ہو آورشیح عبد الحق دہلوی گلیل الایمان میں فرماتے ہیں کہ اہل تحقیق کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمامی اجزاء عالم و جمیع اقسام موجودات پر ہو والا سلام اجمار و سجدہ اشجار و شہادت حیوانات رسالت آنحضرت پر چھ مہنی دار و مگر جن و انس کو مرید و مختار پیدا کیا ہوا نسے کفر و عصیان صادر ہوتا ہو اور دن سے بجز ایمان و طاعت کچھ سزا و نین ہو تا جس طرح ملائکہ سے اولیٰ قرآنی کریمہ و ارسلناک الارحمۃ للعالمین اس پر مشہور کیونکہ یا اور نون عالمین میں اپنی حقیقت پر ہیں جیسے کہ رب العالمین میں اور اس طرح اہل حج ملی جس نے درخود میں شیخ الاسلام مازری سے نقل کیا ہو اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے کریمہ و ما ارسلناک الا کافۃ للناس میں جن و انس ہیں نظر اشتقاق ناس نواس بمعنی حرکت سے اور بعض

مخصوص بانس کہتے ہیں بلحاظ اشتقاق انسان انس ضد و شب سے وہو الاصح مگر اس سے
تخصیص عالمین کی بنی اوم پر لازم نہیں آتی ہو کہ ان فی المواہب اور تکمیل الایمان میں حضرت شیخ
عبدالرحمن محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فہ جن و انس میں ہذا رسول اللہ
کھلاتے ہیں اور انما جن کا حضور آنحضرت میں اور ایمان لانا اور قرآن ستا اور اپنی قوم کو خبر پہنچانا
اور دعوت کرنا مخصوص قرآن ہوا اور اکثر علی عموم بعثت بجانب جن و انس محض جن آنحضرت
بیان کرتے ہیں اور شیخ جلال الدین سیوطی کہتے ہیں اس میں شک نہیں کہ جن زمرہ مکلفین میں ہیں
اور تکلیف نہیں ہوتی جب تک کسی پیغمبر سے نہ سنے یا کسی صادق سے جسے کسی پیغمبر سے روایت
کی ہو سماعت نہ کرے اور یہ بات متفق علیہ ہے کہ جنس جن سے کوئی پیغمبر بعثت نہیں ہوا اور قرآن مجید

میں جن سے منقول ہے کہ انا سمعنا کلاما انزل من بعد موسیٰ مصداقاً لما بین ید ید بیدی الی الحق والی
صراط مستقیم اور ظاہر اس آیت سے یہ ہے کہ جن شریعت موسیٰ کا ایمان رکھتے تھے اور ہمدی تھا
موسیٰ تھے پس خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہوئی کہ اور انبیاء کی دعوت بالمشافہ
نہیں تھی بلکہ لباع کتاب اللہ کہ اس کو منکر عمل کرتے تھے اور آنحضرت سے بالمشافہ پوچھتے تھے
اور ایمان لاتے تھے قال السیوطی و ہذا ما ذہب الیہ الضحاک و ہوا ظاہر اور جو ضحاک اور اس کے
توابع کہتے ہیں کہ رسل جن موافق کربمہ یا معشر الجن والانس الم یاکلم رسل منکم قوم جنات سے معلوم
ہوتے ہیں سو ظاہر آیت سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے لیکن قائلین اس قول کے اس امر کے قائلین
کہ یہ امر منہرہا ہو بلکہ یہ اختلاف مل سابقہ میں تھا اور اس ملت میں ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم جنات اور غیر جنات پر بھی مبعوث ہوئے ہیں اور ضحاک نے یہ سخن کہ رسل جن اونہیں سے
ہوئے ہیں مطلق نہیں کہا ہو بلکہ مقید کہا ہو کہ ان فی المواہب تتمہ بعض اہل تاریخ سام و حام و یافث کو
پیغمبروں میں شمار کرتے ہیں لہذا احوال مختصر ان حضرات کا بھی لکھنا مناسب معلوم ہوا اب پوشیدہ
نرسہ کہ روضۃ الصفا وغیرہ تواریخ میں لکھا ہے کہ جب کشتی جو دی پہاڑ پر ٹھہری اور ایک نوح کا اطمینان
حاصل ہوا تو حضرت نوح علیہ السلام نے ربح مسکون اپنے بیٹوں پر تقسیم فرمایا یعنی حضرت سام کو
عراق و فارس و خراسان و شام عنایت کیا اور دیار مغرب و زنگبار و حبش و ہندوستان حام کو اور
چین و ماچین و ترکستان یافت کو چنانچہ مدارک میں ہے کہ عرب و روم و فارس اور مخلوقات وسط
معمورہ عالم سام کی اولاد میں اور اہل ہند و زنگ و حبش حام کی اور ترک و ماچین و جافث
کی بالکل حضرت نوح علیہ السلام نے حضرت سام کو نظر فرماست و دیانت و صلاح و تقویٰ اپنا

ولیعہد خلافت قرار دیا اور اسرار نبوت انکو تفویض فرمائے اور اپنی اولاد کو تاکید کر دی کہ انکے تابع رہو یہ حضرت پانسو برس تک بعد طوفان زندہ رہے اور وقت وفات حضرت نوح علیہ السلام چار سو اڑتالیس برس کے تھے اکثر انبیاء و اولیاء و حکماء و سلاطین انھین کی نسل میں ہیں اسد جل شانہ نے انکو نویسٹے عطا کئے ارشد ابو الانبیاء کیو مراث ابو السلاطین اشود یقین یورح لاد علم یا عیلام ارم بوجہ پانچ اکثر خوزستان عیلام کی اولاد ہیں اور اکثر اہل شام و دیار بکرو عراق اشود کی اور شہر مدین و جہہ و نینوی اشود کے آباد کیے ہیں اور اہل ارم نسل ارم میں ہیں عاد و ثمود و جہم و علیق و انھین میں ہیں چنانچہ حادین میں رہا اور ثمود مابین شام و حجاز اور بعض اولاد جہم بھی حجاز میں رہے و قحطان ابن عاد و یعرب ابن قحطان انھین کی نسل ہیں یعرب نے اول عربی زبان بولی ہو وارض میں ہیں ملک مین کا باپ ہو اس کے عہد میں زبانین شترق ہوئیں کہ اولاد سام مین اوئیں زبانین ہوئیں و اولاد حام مین شتر و اولاد یافت مین چھتیس عمر سام کی چھ سو برس کی ہوئی و وفات بروز جمعہ ہوئی کذا فی اخبار الدول اور حام ابن نوح ساحل بحر محیط بر جانب جنوب مقیم ہوے رنگ انکا سیاہ تھا انکے بھی نویسٹے ہوے ہند سبز رنگ توبہ گنگا کرش قبط بر پچھیس اور اولاد انکی سودان مغرب و بلاد ترک و زنگبار و ہندوستان مین منتشر ہوئی اور شتر و اٹھارہ قسم کے لغت مین کلام کرتے تھے لینے ہر فرقہ ایک لغت بولتا تھا جسکو دوسرا نہ سمجھتا اسی سبب سے پریشان ہوے اور ہر گروہ نے ایک شہر آباد کیا چنانچہ مشہور ہے کہ جانب جنوب خط استوا کے چودہ درجن تک عمارات واقع ہیں وہاں بعض اولاد مقیم ہیں اخبار الدول مین ہو کہ پہلے رنگ حام کا گورا تھا بسبب دعاے حضرت نوح سیاہ ہو گیا اور موافق باپ کے اولاد بھی سیاہ رنگ ہوئی اور حضرت نوح نے یہ بھی دعا کی تھی کہ حام کی اولاد لوٹنری و غلام اولاد سام و یافت کے ہوں چنانچہ ویسا ہی ہوا عمر حام کی پانسو چھتیس برس کی ہوئی اور یافت ابن نوح جانب شمال و مشرق رخصت ہوے اور حضرت نوح نے ایک اسم اعظم تعلیم حضرت جبریل ایک پتھر پر نقش کر کے عنایت کیا جسکو جو المطر کہتے ہیں اودنے گیارہ بیٹے ہوے ترک خزر و صقلاب کمارتی چین و شیش و جلیج و روش سدسان عربان رخ اور وفات یافت بمرگ مفاجات دریا مین ڈوب کر ہوئی اور ترک ولیعہد ہوا اور مقام اسبلوک مین مقیم ہوا یہ آدمی شہر اہل دانش مین تھا اول اسنے گھاس پھوس کے مکان بنائے پھر خیمہ و خرگاہ ایجاد کیے اسی کا بیٹا قودک ہو اسکے وقت مین نمک ظاہر ہوا ترک اصل ایسکی اولاد ہیں اور خزر نے جانب شمال کنارہ دریا پر ایک شہر آباد کیا اور اسکی اولاد مین رسم رو باہ گیری جاری ہوئی آونہون نے

کی کھال کا اپنا لباس بنایا بعد چند سے ایک بیٹا اوسکا مرا اور طریق تدفین سے واقف نہ تھا چند عرصہ بعد آخر یہ خیال میں آیا کہ ہمارا باپ دریا میں ڈوب کر مرا ہوا اور آگ پانی کے مخالف ہو نہ سکتا ہے کہ ہمارے مردے کو آگ میں جلا دین چنانچہ خزر نے بشورہ بعض اہل شہر سے گاستے بجاستے اس مردے کو لیکتے اور جلا دیا کہ یہ رسم اب تک اون شہروں میں جاری ہوا اور بطور غسل اسی کے عہد میں ہوا اور صقلاب بسبب کثرت عیال کے دیار روس میں گیا اور اوسنے تھوڑی زمین اپنے بھائی سے ہی اسنے انکار کیا تب کماری دوزخ کے پاس آیا اونھوں نے بھی جواب صاف دیا لاچار ہو کر تینوں بھائیوں سے لڑا اور بھاگا اور اقلیم صالح کے درے زمین کے نیچے مکان بنا کے مقیم ہوا اور کماری مرد عیاش و شکار دوست تھا سوحد و بلغار میں اقامت پذیر ہوا بلغار و برطام دو بیٹے اس کے ہوئے سمور و سنجاب و قائم کے لباس انھوں نے نکالے اور چین مرد عاقل تھا صورت گری و تقاضا و جائہ ابریشمی اوسی نے ایجاد کیے اور چین کا بیٹا ماچین ہوا اوسنے باجارت پر ماچین آباد کر جس طرح یافت نے بنام پسر چین آباد کیا تھا نافہ شک ماچین نے نکالا ہوائی اولاد کا حال مفصل کسی کتاب میں نظر نہیں آیا لیکن اس قدر ظاہر ہوتا ہے کہ بسبب اختلاف السنہ متفرق ہو گئے اور اراک عالم میں آباد ہوئے اور بعض جنگلون میں جا رہے اور یہ بھی تتبع کتب سے واضح ہوتا ہے کہ کتب جمیع اراک و مغول و تاتار و قباچ یافت ابن نوح علیہ السلام پر منستی ہوتی ہے قائدہ بطور شراب قرار واقعی حضرت نوح علیہ السلام کے عہد میں ہو گیا تھا مگر شہرت اس کی یافت کے عہد میں ہوئی در نکاح بھائی بہن کا حضرت نوح کے عہد میں حرام ہو گیا تھا ذکر انکا سورہ اعراف و ہود و یونس و عنکبوت و شعرا و نوح میں ہے قائدہ مؤلف مرآۃ المخلوقات نے لکھا ہے کہ اولاد قابیل ہندوستان میں بادشاہ ہوئے تھے انھوں نے جنات سے طریق ناکحت جاری کیا تھا کہ اولاد مرکب نے کتب جنات پڑھے اور مشرع بشریت جنہ ہو گئے آخر کار اپنا نسب ہما دیو و برہما سے ملا لگے فقیر مؤلف اس کتاب کے نزدیک یہ سخن اسکا مطابق تواریخ معلوم ہوتا ہے کیونکہ توارخ میں ہے جب حضرت نوح نے ربیع مسکون اپنے بیٹوں میں تقسیم کیا تو حام کو دیار مغرب جانب جنوب حصہ ام کا مشرق سے تا نہایت مغرب عنایت کیا رنج و حبش و ہندو سند بھی نام او کی اولاد و احفاد کے ہیں انانجملہ ہند کہ پسر کلان تھامع اپنے بھائی سند کے ایک مقام پر گیا اور ایک شہر آباد کیا اور سند کے دو بیٹے بردایت بعضے ہوئے نام ان کے ملتان و ٹھٹھہ میں اور ہند کے چار بیٹے ہوئے انانجملہ ایک دیو بھی ہوا اسکے بیالیس بیٹے ہوئے سواو سنے ممالک ہند آباد کیے اور کشتن نام ایک شخص

ازرۃ الخلفاء و
اولاد قابیل باقیہ
شہدائے

حادثے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ ہود کے باپ کا نام عابر تھا چنانچہ حسان ابن ثابت فرماتے ہیں
 ابو نابی السد ہود ابن عابر الغریض حضرت ہود علیہ السلام کدیم رنگ کثیر الشعر حسن الوجه شبہ آدم
 علیہ السلام سے تھے اور شریف القوم وخی وعاہد ورحیم تھے پیشہ اولیٰ تجارت تھا سواؤ کوکوا السد
 صاحب نے قبیلہ عاد اولیٰ پر برسات وشرعیۃ نوح سبوت فرمایا اور اس قوم میں تیرہ گروہ تھے
 اور بادشاہ انکا عاد تھا محتاب پرست ایک ہزار دو سو تیس کی اور سکی عمر ہوئی اور نسب اس عاؤ کا سطر
 پی تحقیق ہوا ہو کہ عاد ابن عوص ابن ارم ابن سام پوئیدہ نہ رہنے کے عاؤ کے دو فرقے دنیا میں ظاہر
 ہوئے ایک عاد اولیٰ جسکو عاد قدیم و عاؤ ارم بولتے ہیں مسکن انکے عدن کے متصل واقع ہیں
 دوسرا عاد دوم کہ زمین احقاف میں جو حضرموت سے قریب ہو رہے تھے اور یہ لوگ اور شخص کی
 اولاد ہیں کہ اوکنا نام بھی عاؤ ہو مگر یہ بھی عاد اولیٰ تھا اور اخبار الدول میں ہو کہ قوم عاد ارض یمن
 میں در میان عمان و حضرموت و احقاف مقیم تھے اور عاد اولیٰ کا ذکر کلام الہی میں درج ہے واقعہ
 ایک سورہ نجم میں کہ والہک عاد و الاوئی دوسرے سورہ النجم میں کہ الم ترکیف فعل ربک ابدا و ارجع
 اور عاد دوم کا ذکر کئی مقام پر ہے بطرح سورہ احقاف و ہود و شعرا و اعراف و مومن میں اس قوم پر
 حضرت ہود علیہ السلام بھیجے گئے ہیں القصہ قوم حضرت ہود کے آدمی بڑے طویل القامت درو آہر تھے
 حتیٰ کہ طویل اونکاسات سو گز کا اور کوتاہ تر ساٹھ گز کا اور بعض روایات میں بلند بالا ایک سو بیس گز کا
 و متوسط سو گز کا و کوتاہ اسی گز کا ہوتا تھا اور اخبار الدول میں ہو کہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس قوم
 کے آدمی اسی گز کے ہوتے تھے اور کلبی کے نزدیک اطول چار سو گز کا و قصیر ساٹھ گز کا اور سر
 اونکا پچھو قبہ عظیم و اسوال انکے اونٹ مگر اس زمانے کے اونٹ سے نہایت بزرگ تھے اونھیں
 سواری کرتے تھے اور گوشت بھی اونکا کھاتے تھے چنانچہ ایک آدمی ایک اونٹ صبح کو کھاتا اور ایک
 شام کو اور کثرت اس قوم کی بدینہ تہ ہوتی تھی کہ تمام عالم میں اونکی برابر کسی گروہ نہ تھا و بسبب
 تن آوری و قوت کے پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر قلعے و حویلیان اور باغ و باغیچے ایسے تعمیر کر لیتے تھے
 کہ تمام عالم میں کیسے نہ بنائے تھے اور سات سو برس سے اس قوم میں حضرت عزرائیل علیہ السلام
 بحکم الہی اپنا قدم نہیں پھیرا تھا اور صنعت بت پرستی میں بڑے شاطر و پوسے بات میں خوب ماہر کسی بت
 کو ساقیہ کہتے کہ وہ پانی برساتا ہو اور کسیکو حافظہ بولتے کہ وہ سفر میں محافظ رہتا ہو اور کسیکو رازقہ اور
 کسیکو سامیہ بولتے تھے سو حضرت ہود علیہ السلام نے اونکو دعوت بحق فرمائی کہ یا قوم اعبدوا اللہ
 الم من الہ غیرہ ان اتم الا سفہ و ان یلینہ اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی تمہارا حاکم نہیں سوا اسے

۱۰۰
 تفزیح نجر در احوال
 حضرت ہود علیہ السلام
 ص ۲۱۱
 باب ۱۰
 تفزیح نجر در احوال
 حضرت ہود علیہ السلام

اوسکے تم سب جھوٹ کہتے ہو حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس قوم میں نیکار دیکھنے بنانے کا
 بڑا چرچا تھا اور جانتے تھے کہ ہم پر موت نہ آوے گی بلکہ اسی خیال سے نہایت مستحکم قلعے دو حلیان و منار
 بنالینے تھے اور اول مناروں پر بیچکر راہ چلتوں سے سناہن کرتے تھے اور کبوتر اڑاتے تھے
 اوپر حضرت ہود فرماتے کیا بناتے ہو ہر نیلے پر ایک نشان کھینے کا اور کیا کاریگریاں کیا کرتے ہو
 کیا تم ہمیشہ جیسے رہو گے یہ سنکر کہتے کہ ہکو نصیحت کرنا و نکرنا برابر ہی یہ تو طریق اگلے لوگوں کا چلا آیا
 اور جو تو آفت آسانی سے تحریف کرتا ہو سو ہم پر آفت ہرگز نہ آوے گی یہ جواب عوام لوگوں کا ہوا اور سردار
 و رئیس قوم یہ جواب دیتے تھے کہ تمہارے پاس کیا ایسی سند ہے جس سے ہکو پرستش ہوں سے
 روکتے ہو ہم اپنے ٹھاکروں کو ہرگز نہ چھوڑینگے ہماری دانست میں تمہکو عقل نہیں ہو بلکہ تو اپنے
 دعویٰ میں جھوٹا ہو تب حضرت ہود نے فرمایا اے قوم میں بیوقوف نہیں ہوں جہاں کے مالک نے
 مجھے تمہاری طرف بھیجا ہوتا کہ اوسکے پیغام تکو پہنچاؤں اور میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور اسکا تعجب کرو
 کہ تمہارے درمیان بنی السد نے ایک شخص بھیجا کہ تکو بدکا مون سے باز رکھے یا دکر وہ بعد قوم نوح کے
 تکو آسنے سردار بنایا اور تن آورا اور پہلوان کیا سو اسکا احسان یا دکر و شاید تمہارا بھلا ہو مگر وہ لوگ
 ایسے کافر تھے کہ ایسی باتیں کب خیال میں لاتے تھے بلکہ کہتے تو کیا اسواسطے خدا کی طرف سے
 آیا ہو کہ ہم تیرے السد کی بندگی کریں اور انکی بندگی چھوڑیں جنکو ہمارے باپ دادا سے پونجے رہے
 تھے آوہ آفت جسکا وعدہ کرتا ہو آسوقت حضرت ہود نے فرمایا کہ اب تم پر غضب الہی ثابت
 ہو گیا کیون لڑتے ہو چند ناموں پر کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے مقرر کیے ہیں اور کوئی
 دلیل السد کی طرف سے انکی صحت پر نہیں رکھتے ہو بلکہ محض بے اصل ہیں سو اب راہ دیکھو
 میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھتا ہوں لینے اگر حق ظاہر ہو اور تم اسی مجاہدے میں ثابت قدم رہو
 تو دیکھ لو گے جو کچھ آفت آوے گی اور میں گواہ کرتا ہوں السد کو اور تم بھی گواہ ہو کہ میں سخت نیاز ہوں
 اُن سے جسکو تم خدا کا شریک کرتے ہو اور اب تم مل کر مجھے بدی کر لو جو کچھ کرتا ہو کہ میں نے اپنے
 السد پر بھروسہ کیا ہوں تم کچھ بھی نہ کر سکو گے اور مجھکو جو کچھ کہنا تھا کہ چکا بعد ازاں حضرت ہود نے ہاتھ
 اٹھا کر دعا فرمائی کہ یا رب العالمین اس قوم ناپاک کو ہلاک کر وحی ہو گی کہ ای ہود تو اپنے ساتھ ایمان
 وارد ہوں کہ لیکر اس قوم سے نکل جا کہ میں اُن پر عذاب بھیجتا ہوں چنانچہ حکم الہی حضرت ہود علیہ السلام
 مع مومنین کہ سب شرہ آدمی تھے ایک پہاڑ پر جایشے اور علی روس الا شہاد ارشاد کیا کہ خبر داہو
 عذاب الہی بصورت ہونا نازل ہو گا اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ فرقہ عماد و حقیقت کشتی باز و پہلوان

تھا سو اسی زعم بطل میں خم نمونک کے تکذیب والکامین رو برو ہو جاتا تھا اور کہتا تھا میں اس شد
 منا قوۃ یعنی ہم سے کون قوت میں زیادہ ہو جس سے حکم و راستے میں بانجہ مالک الکتاب سے نازل
 عذاب موعود سے پیشتر اس قوم پر قحط سالہ مسلط فرمایا اور پانی کا برسانا بند کر دیا اس آفت میں
 بھی رحم کر کے حضرت ہود نے فرمایا قوم استغفر وارکبکم تم توبہ الیہ یسل السمار علیکم مدد را ویزدکم
 قوۃ الی قوتکم ولا تلووا بحرین یعنی اے قوم گناہ بخشو آؤ۔ پتہ رب سے پھر رجوع لاؤ اذکیا طوت
 چھوڑو تم پر آسمان کی دھارین اور زیادہ دے تم کو نہ در پر زور اور نہ پھر سے جاؤ گنگار ہو کر
 مگر تاہم اس قوم ناپاک نے کہنا اپنے پیغمبر کا نہ مانا اور اس عہد میں یہ دستور تھا کہ جب کسی طرح
 کی آفت یا بلا نازل ہوتی تو اسکی دفع کیواسلے اس موقع پر جہان اب کعبہ مغنہ واقع ہو جاتے تھے
 اور وہاں ایک ٹیلہ برنگ سرخ نمودار تھا کہ بلکہ مسلمان و کافر وہاں جا کر اپنی اپنی حاجتیں مانگتے تھے
 سو قوم ہود نے مضطرب و مضطرب ہو کر قبیل ابن عروہ یا ابن عمرو مرثدا بن سعد لقمان ابن عاد و قحیم
 ابن نزال و رحلہ ابن الجحیری کو جو نالو معاویہ ابن بکر کا تھا معاویہ اور شرادیون کے اس مقام کو روانہ
 کیا تاکہ یہ لوگ وہاں حاضر ہو کر دعا کریں تو پانی برسے اور قحط دفع ہو لیکن بسبب نخوت و غرور کے
 اپنے پیغمبر کی التجا نہ کی کہ اسی قبیلہ مقصود سے حاصل ہو جاتا اور اس سفر کی حاجت نہ پڑتی چنانچہ
 لقمان و مرثدا و دونوں مسلمان مع دیگر کافران اونٹ و بکریاں قربانی کیواسلے لیکر موقع مقصود میں پہنچے
 اس زمانے میں وہ مقام تحت حکومت عاملۃ تھا اور معاویہ ابن بکر جبکی مان سماء گل چہرہ قبیلہ
 عاد سے تھی وہاں کا عامل تھا سو یہ سب لوگ اول اُسکے پاس حاضر ہوئے اور تمام سرگزشت
 اپنی کہنے لگے کہ مرثدا مومن نے بر ملا کہا کہ تم لوگوں کو اس مقام کی دعا سے کچھ فائدہ نہ ہوگا سو اُسے
 کہ تم لوگ اپنے پیغمبر سے پھرے ہوئے ہو اگر اب بھی اوسکی اطاعت قبول کرو اور گناہوں گزشتہ
 پر ندامت اختیار کرو تو اس بلا سے نجات حاصل ہو دعا کی حاجت پڑے بلکہ پیغمبر کی دعا کافی
 ہو جائے اور مؤید اس تقریر کے بعض عاملۃ نے بھی کہا کہ تم لوگوں کے بیان سے صاف متشعشع
 ہوتا ہو کہ یہ قحط جو ہوا اس قسم کا نہیں ہو جو دعا سے استغاث سے دفع ہو بلکہ یہ قحط خدا ہی اس میں دعا
 کام نہ آوے گی تب کہا اگر ہم بلا حصول مراد واپس جائیں گے تو قوم میں شکلی ہوگی اسلئے جس طرح
 ہو سکے کام کو سرانجام کر کے پھرنا چاہیے اور لقمان و مرثدا و نون ایمان داروں کو الگ کیا اور
 قبیل کو ہمراہ لیکر اس ٹیلے پر گئے اور مرثدا بن سعد سے طریق دعا مانگنے کا پوچھا تھا اوستے بتلایا
 کہ تم لوگ سنگے سر پہنے پامند حایان کوہ صفا پر جو کعبہ شریف کے محاذی واقع ہو حاضر ہو اور

تفہیم در احوال حضرت ہود علیہ السلام

تقابل کعبہ شریف کے کھڑے ہو کر یوں دعا کرو کہ یا اے اگر ہو واسپنے دعوی رسالت میں سچا ہو تو ہم کو ابرار ان حمایت فرما کہ ہم تیرے گھر میں ایسے آئے ہیں عالم التزیل اور تجر مواج میں ہو کہ نقصان نہ دے درازی عمر کی دعا کی اور سکوسات کر گسون کے برابر عمر عطا ہوئی اور ہر کر گس انشی برس کا ہوتا ہے یعنی پانسو ساٹھ برس کی عمر ہوئی اور مرد نے یہ دعا مانگی کہ اے اے مجھ کو بھوک کی تاب نہیں ہو سو دنیا میں مجھے ناز و نعمت میں رکھنا اور سکوا و آواز آئی کہ ایسا ہی کروں گا اور کافروں نے جو دعا موافق تعلیم مرد مومن کے مانگی تو اوکو تین ٹکڑے بڑے بڑے ابر کے ملے ایک سفید دوسرا سیاہ تیسرا سرخ اور سادہ عینب نے آواز دی کہ انہیں سے جسے چاہو قبول کرو تب سب نے مشورہ کیا تو یہ قرار پایا کہ ابر سیاہ میں پانی خوب ہوتا ہو اور سیکو لینا مناسب ہو سوا و سیکو قبول کیا اور بہت خوش خوش ہوئے ہوئے بغلیں بچاتے کودتے پھاندتے روانہ ہوئے اپنی ولایت کو چلے ابھی ساتھ ہوا جب غیث العینت میں کہ لک عاذ کی حد قریب پہنچے تو چند لوگ پیش پیش چھو مقدّمہ انجش قوم کے لوگوں کو خوش خبری دینے تشریف لائے اور بڑے دعووم و دعام سے لپکار سے کہ بدلی برساؤ لائے ہیں حوضین اور تالاب اور چتر اور گدھے صاف کر رکھو اور بچاؤ گدازین وغیرہ آلات تیار کی اور سامان اور اسباب تحم زیری باہر نکال رکھو کہ یہ ابر موافق مراد کے پانی برسا دیکھا اور سب کے دلوں کو سیراب کر گیا جب یہ خبر قوم میں مشہور ہوئی تو ہر ایک شخص گلی کوچے میں خوش اور خرم پھر لگا کہ اے کتنا ہمارے رسولوں کی دعا قبول ہوئی کوئی کہتا تھا یا دے ابر چشمک زن زلف کو ہمدان میرسد و ساقیا سامان ساغر کن کہ باران میرسد و کوئی لن ترانیان کر کے کہتا تھا کہ واسد کیا ہی گھٹا انشی ہوئی چلی آتی ہو خوب بر سے گی ہو دہ غیر جھوٹا تھا جو کہتا تھا کہ بلا آویگی اور بعضے یہی کلمہ حضرت ہود علیہ السلام کے رو برو جا کر کہتے تھے جو حضرت ہود فرماتے تھے میں سچا ہوں دیکھو یہی بلا سوجود ہوا اب بھی کچھ نہیں گیا ہو بلکہ ناناو لیکن کون سا ہی بیان نکس کہ وہ ابراہیم چکا کا قال فلما راہ عارضا مستقبل اودیہم قالوا ہذا عارض ممطرنا لیل ہوا استجوبہ بہ ریح فیہا عذاب الیم ثم مر کل شیء بامر ربہا یعنی پھر جب دیکھا اوکو ابر سانسے آیا اونکے نالوں کے بوسے یہ ابر ہی ہیر پر سے گا کوئی نہیں یہ وہ ہو جسکی تم جلدی کرتے تھے ہوا ہو حسین عذاب سخت ہو اکھاڑ مارے گی اپنے رب کے حکم سے تب کافروں نے کہا اے ہود بھلا تیرا تو ابر میں کیا بلا آویگی فرمایا اسی ہوا چلی گئی جس سے تمہارے مکانات اور تم پر باد ہوا جو دگے وہ تمہارے بوسے تو ہمارے زور سے واقف ہو اور ہوا کی تمہاری سے ڈرتا ہو اسی رد و بدل میں سمجھو کہ ابر سیاہ اندرون شہر داخل ہوا اور باد عظیم کو

جس کا معدن طبقہ چہارم زمین کا ہوا ارشاد ہوا کہ اس قوم ناپاک ہے ایک پرہیزگار ملکوں نے روکا اس خیال سے کہ شاید نیکیاں بھی پس نہ جائیں مگر وہ قبضہ اختیار سے نکلی وہ لوگ گھبرائے اور سنگین مکانوں میں گھسے اور جانور اپنے لوسے کی زنجیروں سے جکڑے اور عیال اطفال ستونوں میں باہر اور لالچین باندھ کر غم ٹھونک کشتی کے لیے مستعد ہوئے اور بعض نے اپنی عورتوں کو ہڈیوں سے آہنی بین بٹھا دیں اور چڑھا دیا مگر ہوانے وہ دائمی چپ کی ایک انگلیاں اڑی ماریاں ماریں کہ مکان تو زمین سے اٹھ گئے اور ہود ج اور اونیان اڑی کی طرح اڑ گئے اور کشتی باز تو ہاتھ ملاتے ہی زمین سے آشنا ہو گئے کہ چپت گرے اور جو لوگ تہ خانوں میں تھے اوکو نکال کر ہوانے زمین پر مارا سردار قوم ایک گدھے میں سے بعض قوم کے پوشیدہ تھا چاروں تک بچار بابا پنہاں زن حضرت ہود نے اس کو دعوت کی اس نے نہ مانی چھٹے دن اسی ہوانے ایک دوڑے سے سرکلے اویا کہ مر گئے رید قوم باقی رہا ساقین زمین پھر حضرت ہود نے دعوت فرمائی اس نے قبول نہ کی اسی جگہ ہوانے دے چکا کہ خاک میں مل گیا اور حضرت ہود علیہ السلام مومن کو ہمراہ لیکر کسی پہاڑ خواہ خبر سے میں جا بیٹھے اور خط محیط کھینچ لیا تھا کہ ہوائے عذاب اندرون خط برد خوشگوار تھی اور بیرون خط آتش پر شرار اور یہ سب احوال قوم کا حضرت ہود علیہ السلام اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے سبحان اللہ حکیم علی السلام کی تعمیر کوئی عالی حکت سے نہیں ہوتی دیکھو کیسے پہلوانوں کے مقابلے میں ہوا جو طاہرین نہایت ضعیف نظر آتی ہو قائم فرمائی کہ اس نے ایک جھوٹے میں سب کو برباد کر دیا کمال قال فاکلوا بریح مصر عاتقہ یعنی کھپائی گئی ٹھنڈی سنائے کی ہوائے ہاتھوں سے نکل جاتی حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک حقیقی نے جہان میں ہوا کو نہیں سمجھا مگر بانداز اور کسی قطرہ آب کو آسمان سے نازل نہیں فرمایا الا بقدر مگر ہر دو طوفان فوج و عذاب قوم ہو کہ طوفان میں آب باران قبضہ اختیار موکلین سے نکل گیا تھا اور عذاب قوم عاذین ہوا یہ قدرت مہا فطین سے باہر جاتی رہی تھی اور یہ بھی صاف و روشن ہو کہ یہ شدت و زیادتی ہوا کی انہما اتصالات فلکیہ سے نہ تھی والا قوم عاد پر خصوصیت نہ کشتی بلکہ حضرت ہود علیہ السلام کے تابعین کو بھی پہنچتی سو ایسا نہیں ہوا تو معلوم ہوا کہ شتقم کبریا نے اسے غضب و قہر سے انہیں پر تسلط فرمائی تھی اور یہ تسلط ایک ساعت یا دو ساعت کا نہ تھا بلکہ از نسبت موم شوال روز چار شنبہ تابست نہم یوم چار شنبہ تا غروب آفتاب رہا یعنی سات رات آٹھ دن کا قال فی الحاقہ و سخرنا علیہم سبع لیل و ثمانیۃ ایام حسوا فترى القوم فیہا صرعی کا نہم انہما زلزل خاؤہ منل ترى لہم من باقیہ فیہ معین کیے اوپر سات رات آٹھ دن نہایت خمس پس تو دیکھے لوگ

اور نین پھر گئے جینیفہ دھند میں کھجور کی کھوکھری پھرتو دیکھتا ہو کوئی اونکا پھر رہا اور عالم التشریل میں ہو کہ ہوا نردون کو قبور سے نکال نکال باہر پھینکتی تھی اور سبب تعین ایام کا یہ ہوا کہ قوم عاد مقام لافین کہتی تھی کہ یہ قحط جو ہم پر مسلط ہوا ہو کیا اسکی حقیقت ہو ہم کو ایسی طاقت اور قوت ہو کہ اگر سات برس انیس طرح کا قحط پڑے تو اسکو بھی ہم کاٹ دین اسی وجہ سے مقابلے میں ہر سال کے ایک ایک دن مقرر کیا اور ایک دن برٹمایا اسلیئے کہ ایک دوسرے کا احوال دیکھے اور عذاب المحسرت میں مبتلا ہوا اور ہر ایک اپنی اور اپنے ہم چشم کی بیٹاقتی دیکھ کر داولا کرے چنانچہ ابن جریج وغیرہ مفسرین راوی ہیں کہ باوجود ایسی آفت پل ہی ہم کے چار شنبہ کے آخر وقت تک سب معذین زندہ رہے تھے بعد ازاں ہوا قالیون کو اٹھا دیا سے شور میں ڈال دیا اہل عرب انھیں ایام کو عجز بولتے ہیں اور بربر العجز ضرب الشلح اور اسانگے عرب میں یہ مقررین اول صحن دوسرا صحنہ بکسرتین و سکون الباریع تشدید النون و فتح الکوا افضح تیسرا دبر بفتح الواو و سکون الباریع تھا آمر بالمد و کسر الیم و سکون الملمہ پانچواں صحن بضم و فتح التباء علی اسم الفاعل من الافتعال چھٹا صحن الجمر ساوان کفی الطعن مع الظار المعجمہ اور بعض پانچ کتے میں صحن صبر و بر معل مطنی الجمر اور بربر العجز کی اضافت میں عوام کہتے ہیں کہ ایک ضعیفہ قوم عاد کی تہ خانے میں چھپ رہی تھی آٹھویں دن اسکو بھی ہوانے نکال کر ہلاک کیا لیکن صحیح یہ ہو کہ عجز غلط اصل میں عجز تھا کہ یہ مقام جانوروں میں متصل دم کے ہوتا ہو اور یہ ایام اخیر زستان میں ہوتے ہیں کمال بردت اجارالدول میں ہو کہ اول تصفیق یعنی تالی بجانا عالم میں اسطرح جاری ہوا کہ اس عذاب میں جدم ابر آیا تو اول ایک عورت سماء مہد نے آگ کی چنگاریاں ابر میں دھکیں ہوا ورنہ ہمارے اظہار مصیبت تالیان بجائیں اور شور کیا اور نالے اور بکا سے پکار پکار قوم سے کہا کہ اسے اولاد عادیہ عذاب ہو جسکا وعدہ ہو پیغمبر نے فرمایا تھا میں نے ابر میں خوب دیکھا ہو سو تم لوگ ایمان لاؤ اور اپنے پیغمبر سے رجوع کرو نہیں تو کوئی بھی محفوظ نہ رہے گا لیکن اسکی بات کہنے نہ مانی سب نے جانا دیوانی ہو آخر ماہ گئے فائدہ اس عذاب میں اکثر فرشتے شل حضرت میکائیل علیہ السلام و توالج اس کے شریک تھے و روح کلی حاضر ہوا کسی تسخیر عمل میں آئی تھی محبت میں حضرت عائشہ سے روایت ہو کہ میں نے حضرت کو کبھی اسطرح نہیں نہیں دیکھا کہ حضرت کا خوب نگو کمل جادوے مگر مسکراتے تھے اور جب آندھیں اور بدلی آتی تو گھبراتے اور دماغ خیر کرتے خوف سے کہیں اوجھٹے کہیں بیٹھتے یہی حالت حضرت کی رہتی جب تک پانی نہ برکتا تو میں نے اسکا سبب پوچھا حضرت نے فرمایا امی عائشہ کون چیز ڈر کر تھی ہوتا ہے اس آندھی اور بدلی میں عذاب الہی ہو مقرر ایک قوم سینے عادیہ پر عذاب ہو چکا ہو تو کسی

نہیں پوچھا

نہیں پوچھا

اور البتہ قوم نے عذاب الہی دیکھا تھا سو کہا تھا کہ یہ بلی ہماری پانی برسانے والی ہے یہ حضرت نے اوس وقت فرمایا جب حضرت عائشہ نے کہا تھا یا رسول اللہ میں دیکھتی ہوں لوگوں کو جب بلی دیکھتے ہیں خوش ہوتے ہیں اس امید سے کہ اس میں مینہ ہوگا اور میں آپ کو جو دیکھتی ہوں تو مضطرب پاتی ہوں سچ ہو کہ نزدیکانِ امیش بود خیرانی اخبار المدول میں ہو کہ بعد ہلاکی قوم کے حضرت ہود علیہ السلام کے میں تشریف لائے اور بعد چند روز کے وفات پائی عمر آپ سو چاس برس کی ہوئی قبر شریف مکہ میں اور معالجہ میں ہو کہ قبر مبارک مابین رکن و مقام و زمزم واقع ہے اسی مقام میں سوئی اور بھی مدفون و بروایت و باب ابن منبہ قبر بنی اسرائیل صفا و مروہ کے ہے اور در وختہ العصفائین ہے کہ قبر شریف مابین دارالنداوہ و باب بنی سہم کے واقع ہے بقول حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ حضروت میں ہے و بقول جامع دمشق میں کہ بیت المقدس سے دس نزل ہے مگر صحیح روایت یہ ہے کہ مزار مبارک حضروت میں ایک نمار کے سامنے واقع ہے وہاں تابوت شریف ایک تخت پر رکھا ہے اور لوح طلائی پر اس قدر عبارت کندہ ہے

بسم اللہ العلی الاعلیٰ انا ہود البنی رسول رب الارض و السماء الی الملائکین عادی عوہم الی الایمان
 ۱۔ خلع الایضام و الاوتان فاصبحوا کالرسم یعنی نام خدا سے بزرگ شروع کرتا ہوں کہ میں پیغمبر ہوں ہو و بھیجا ہوا پروردگار زمین و آسمان کا ایک جامع بنی عادی پر سو میں نے انکو دعوت کی ایمان و ترک بت پرستی پر انھوں نے نفرائی کی تب ہلاک کیا انکو ہوا سے عقیقہ سے پس ہو گئے جس طرح ہڈی پرانی فائدہ حکایت شداد و شدید دونوں بادشاہوں کی بھی تعلقات اس قصہ سے تھے اسیلے اس جگہ بیان اسکا مناسب ہوا پس پوشیدہ نہ ہے کہ شداد و شدید بروایت اکثر اہل تاریخ اولاد عادی سے تھے کہ اکثر رجب مسکون اوکے قبضہ اختیار میں تھا اور صحیح یہ ہے کہ دونوں بادشاہ تھے اور مشرق سے مغرب تک اونکی جیلہ اقتدار میں تھا اور اونکے پاس لشکر و خزانہ بے انتہا تھا علی الخصوص شداد کو بعد فوت شدید ایسی قدرت حاصل ہوئی کہ چار سو سلطان صاحب فرمان اوکے ملیح و فرمان بردار تھے بلکہ سلاطین روسے زمین سے کیکو اوکے مقابلے کی تاب و طاقت نہ تھی اسی سبب سے اونکے دعویٰ خدائی کیا عالموں اور واعظوں اور دانشمندان نے بہت نصیحت فرمائی مگر اونکے خیال نہ کیا بلکہ یہ جواب دیا کہ اس سے زیادہ کون جاہ اور حشمت مجھکو ملے گی جسکے واسطے میں خدا کی عبادت کروں میرے بھائی نے وہ نعمت چھوڑی ہے کہ اللہ کی عبادت میں بھی حاصل نہوتی ہر چند واعظوں نے کہا کہ یہ دولت دنیا کی فانی ہے جو تمھکو حاصل ہو اگر اللہ کی عبادت کر تو نعمت جاودانی حاصل ہو شادمانی کے کما وہ کون نعمت ہے واعظوں نے کہا بہشت کہ پیغمبروں نے

اوسکے اوصاف بیان کیے ہیں شداو نے پوچھا اوسکا وصف بیان کرو دا عطلون نے اوصاف مجھے
اوسکے تفصیل فرمائے شداو نے کہا کہ اس بہشت کی مجھ کو حاجت نہیں ہے کیونکہ میں بھی اوسکے
مثل بنا سکتا ہوں چنانچہ اوسنے بہشت بنائی اور اخبار الدول میں ہو کہ شداو برابر عاد تھا جب وہ را
تو ملک و دولت نے اوسکی طرف انتقال کیا اور سات سو برس اوسکی بادشاہت رہی اور حضرت
ہود علیہ السلام اوسی پر برسات و دعوت مبعوث ہوئے اور اوسنے دعوت قبول نہ کی اور بعض
مفسرین لکھتے ہیں کہ شدید قوم عاد میں ایک بادشاہ تھا مین اوسنے ایک بت شیشے کا بنایا تھا
اوسکی پرستش کرتا تھا تین سو برس کامل اسی بلایا مین قبلار حاجب وہ مرا تو شداو بادشاہ ہوا اور اوسنے
بھی اوس بت کی پرستش اختیار کی اور دونوں نے حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت قبول نہ کی
اور غلبہ اولکا بعد ہلاکت قوم عاد ثانی کے واقع ہوا اور ہلاکت اوسکی اور اوسکے لشکر کی آوار سخت سے
تین سو برس بعد ہلاکت قوم عاد کی ہوئی ہے اور صحیح یہ ہے کہ غلبہ شداو بعد حضرت ہود علیہ السلام کے
ہوا اوس عرصے مین کوئی پیغمبر نہ تھا اور بعض جو حضرت داود علیہ السلام کے عہد مین بیان کرتے ہیں
وہ غلط ہے القصہ شداو نے بہشت کی تعمیر شروع کی اول ایک سو آدمی معتمد علیہ معین کر کے اطراف
عالم مین بھیجے اور انکو تاکید کر دی کہ ہزار ہزار مزدور ہر ایک سردار اپنے ساتھ نیچاے اور معدن طلا
و نفوس سے چاندی اور سونا لیکر انیٹین لنگا بمی بنا کر بھیجیں چنانچہ وہ لوگ اس کام مین بدل مصروف ہو
اور بجاء آدمی حکم مین سرگرم جب سامان عمارت مہیا ہو گیا تو شداو نے کوہ عدن کے متصل ایک مکان
مرلے یعنی چوکھوٹا دس کوس کا لہنا اور دس کوس کا چوڑا بنا شروع کیا کہ اول بنا اوس مکان کی عین کھوکھو
سنگ سلیمانی سے بھر دادی اور لنگا بمی انیٹون سے چار دیواری مقدار پانسو گز و سوقت کے تعمیر
کرائی کہ آفتاب کی روشنی مین آنکھ نہ ٹھہرتی تھی اور اوسمیں ہزار محل اور ہر محل مین ہزار ستون مصرع
نرم و دیو اقیست اور اون محلون مین درتچے موزون رکھے اور نیچے اوسکے باروش خوش اسلوب
اور چمن مرغوب ایک خانہ باغ ترتیب دیا اور وسط شہر مین ایک نہر اسطرح جاری کی کہ پانی اوسکا
ہر ایک محل مین بے تکلف پہونچتا تھا اور اسے اسکے چند نہر مین اور بھی جاری کرائیں کہ مین آب شہر مین
وزیت قند کسمین شراب ارغوانی کسمین دودھ کسمین شہد بھر دایا اور اون نہرون کے سامنے
شگر نیسے یا قوتی و زجاجی چمکائے اور اوسکے کناروں پر انواع اقسام کے درخت لگائے کہ تنہ
اوسکے طلائی اور شیشیان زمر دی اور پھول اور پھل یا قوتی اور جانور خوبصورت خوش الحان طرح طوطی
کے جواہرات کے بنا کے درختون چہر سبھلائے اور در و دیوار مین کائنات کو مشک و زعفران و عنبر

منہ شداو

وگلاب کے گھل کرائی اور گرد شہر کے ہزار سارے طلائی قاقم کرائے اور اون پر چوکیدار معین کیے کہ نوبت نبوت اوس شہر کی پاسبانی میں مصروف رہیں اور دروازے شہر پر چار میدان ترتیب دیے اور سامنے کیواسطے درخت میوہ دار لگائے اور لاکھ لاکھ کرسیاں طلائی اور نقرئی اون میدانوں میں بکھوڑیں بالکل جب اس طرح شہر بزمین مرتب آراستہ ہو گیا تو بیکم شداد تمام شہر میں فرش حریری و زربفتی بچھایا اور دوکانوں میں زینتاری پر دے لگائے گئے اور ظروف طلائی و نقرئی و زردی ہر ایک مکان میں بقدر ضرورت از قسم پالی و ہمالیان و آنجور سے و تہیان بہ ترتیب موزوں چن دیے گئے اور لڑکیاں خوب صورت اور لڑکے مرد خوب و جوا طراف عالم سے جمع ہوئے تھے بچائے حور و قصور و علما و مخدوم و ہاں چوڑے گئے اور ہر ایک صنعت و حرفے و پیشے کے لوگ دوکانوں میں بٹھلائے گئے اور صلاح شہر میں طرح طرح کے کھانے اور قسم قسم کے حلوے طیار دہیا ہوئے اس سے یہ مطلب تھا کہ تمام اہل شہر کو بطریق انوش سرکار شاہی سے طعام عنایت کیا جائے تفسیر غزیری میں ہے کہ اس طرح کا شہر بارہ برس میں تعمیر ہو کر آراستہ ہوا تو شداد بائجل تمام مع امرا و وزرا سے عظام تخت بادشاہی پر نہایت بختر و کبریاں اوس کے دیکھنے کو روانہ ہوا اور راستے میں داعطون سے بطریق چل و ٹھٹھول کتا گیا کہ تم ایسے ہی بہشت کی تعریف و توصیف کر کے مجھ کو تکلیف دیتی تھے کہ میں باہن قدرت و ثروت و تکریم اپنا غیر کے آگے خم کروں اور ذلیل ہوں اب تم چلو اور میری قدرت کا تماشا دیکھو اور میری استغنا و بے نیازی کو باعان نظر ملاحظہ کرو کہ جس مکان کے واسطے تھے مجھے نصیحت کی تھی اوس سے بہتر میں نے مکان بنایا الغرض یہ مرد و چلتے چلتے متصل شہر ارم کے پہونچا تو وہاں کے لوگوں نے باہر نکل کر استقبال کیا اور زرد و سیم اور جواہرات نثار کیے اور تحائف وہاں کے بطور نذر گذارنے بادشاہ کو اور بھی کبر و نفوت نے گھیرا اور اپنے خدا ہونے پر یقین کامل ہوا آخر کار اوس شہر کے دروازے پر آیا اور چاہتا تھا کہ اندرون شہر داخل ہوں ایک قدم بیرون دروازہ تھا دوسرا اندرون وغیرہ آقاوند جانب آسمان سے ہوئی کہ تمام باشندے اوس شہر کے مر گئے اور بادشاہ اوسی جگہ دروازے پر گر کر فی النار و السقر ہوا اور عذاب حسرت دیدار دل میں لگیا داعطون نے عکرا الہی ادا کیا اس مقام میں حضرت مولانا مقتدا استاد مطہری عبدالحقیر قدس سرہ العزیز تفسیر غزیری میں لکھتے ہیں کہ بعض کتابوں میں دیکھا گیا ہے کہ ملک الموت علیہ السلام سے حضرت جناب کہراستے ہو چکا کہ ملکوت میں روح کسی مخلوق میں کبھی رقت نے بھی کیا ہے یا نہیں عزرائیل علیہ السلام نے التماس کیا کہ الہی کہو نہیں مگر دو شخصوں کے قبض روح میں مذکور رقت لکھی ہو گئی تھی کہ تمہارا حکم ہوتا تو ہرگز میں قبض روح

مکرتا ارشاد ہوا کہ وہ بیوقوف کون تھے اوسنے عرض کیا کہ ایک تو لڑکا نو تولد تھا جو ہمراہ اپنی ماں کے
تختہ کشتی پر دریائے شومین رہ گیا تھا اور مجھ کو حکم ہوا کہ اسکی انکی روح قبض کر اوسوقت مجھ کو
اوس بیچاے طفل نوزاد پر رونا آیا کہ یہ شخص تنہا بیچارہ و مددگار را جاتا ہے پرورش اسکی کون کرے گا
دوسرا ایک بادشاہ قوم عاد کا تھا کہ اوسنے نہایت آرزو سے ایک شہر بنایا اور وہ شہر اس شان کا تھا
کہ تمام عالم میں اوسکا نظیر و عدیل نہیں ہو سوجب اوسکو دیکھنے گیا اور دروازے شہر پر پہونچا اور
ایک قدم اوسنے دروازے میں رکھا تھا کہ مجھے قبض روح کا حکم صادر ہوا اوسوقت بھی مجھ کو اوسکی
حسرت دیدار پر خیال آیا اور نہایت رقت پیدا ہوئی کہ اسنے کس محنت و جانفشانی سے ایک مدت
درازمین ایسا شہر تعمیر کرایا اور تونے دیکھنے کی فرصت نہ بخشی حضور خداوندی سے ارشاد ہوا کہ یہ بادشاہ
وہی لڑکا تھا جسکو میں نے بواسطے مادر و پدر کے پرورش کیا اور ایسی قوت و ثروت عطا فرمائی کہ بادشاہ
با اقتدار ہوا مگر اوسنے میرا حکم نہ مانا تب اپنے خراسے اعمال کو پہونچا روایت ہو کہ وہ تختہ جبریل نوزاد
رہ گیا تھا حرکت ہوا سے کنارے دریا کے پہونچا اوس کنارے چند گز اپنے کام میں مصروف تھے
وہ یہ معاملہ دیکھ کر اپنے طفل نو تولد و والدہ مردہ معاینہ کر کے دریا میں گھسے اور تختہ کشتی باہر نکالا عورت کو
بجھیر گھسین کر کے دفن کر دیا لڑکا چودھری کے مذکر کیا اوسنے خوبصورت و با جمال سمجھ کر نہایت خوشی سے
پرورش کیا اور اپنا سہتی بنایا جب وہ سات برس کا ہوا تو آٹا زیر کی دھنات اوسکے بشرے سے
نمودار ہوئے جو کوئی دیکھتا مانند تصویر حیران ہو جاتا ایک دن کھیلنا کو دنا پیر دن یہ اور ہم عمروں کے
ہمراہ چلا گیا دفعۃً غل ہوا کہ سواری سلطان وقت کی آتی ہو اور لشکر کی بیرون بگاہ نظر آئی اور کچھ سوار بھی
دیکھو چڑے جملہ اطفال خوف و خطر اپنے اپنے گھر دن کو بھاگے یہ لڑکا اپنی جرأت و بہادری سے ایک جا
کو کنارے لگ رہا کہ سواری بادشاہ کی آگئی یہ تماشاں رہا اور ہر ایک سوار و پیادے کو دیکھا کیا یہاں تک کہ
تمام لشکر کے لوگ نکل کئے سب کے پیچھے پیادے بادشاہی کہ بھولے بسرے اسباب و آدمی کی نگہبانی کو
سین تھے نکلے ایک سپاہی نے ایک کاغذ پیچیدہ سر راہ اٹھا دیا پایا اوسنے کھولا تو سرمہ نظر آیا اپنے
ساتھیوں سے کہنے لگا کہ اس کاغذ میں سرمہ ہو اور مجھ کو ضعف بصارت مدت سے لاحق ہو اگر کو تو لگاؤ
شاید نفع بخشے وہ بھولے کہ پڑی چیز کا اعتبار کیا آنکھ کا مقدمہ بہت نازک ہو ایسی دیسی چیز کا لگانا نہیں چاہیے
الابعد امتحان سوا دل کسی اور کے لگاؤ اگر اوسکو ضرر نہ کرے تب مضائقہ نہیں تم بھی لگا لینا اوسنے
آگے پیچھے خور کیا تو سواے اس طفل فطین کے کوئی شخص نظر نہ پڑا سوا و سیکو بلا کر کہا تیری آنکھ میں
سرمہ لگا دین اوسنے کہا اچھا کچھ مضائقہ نہیں آنکھوں کی تربیالیں ہو جائے گی اوسنے خود کاغذ پیچیدہ

بیان عجیب و غریب

ہاتھ میں لیکر انگشت شہادت سے سرسہ آنکھ میں کپینچا بھر دیا استعمال خزانہ نمورہ زمین بالکل ظاہر ہو گیا جس طرح تہ آب سے کوئی شے دیکھو پڑے اور نکل پڑے اوس طفل ہوشیار نے ازراہ عیاری اور فطانت اور زیرکی شور کیا کہ ای ظالمو ستنے میری آنکھ پھوڑی میں بادشاہ کی حضور میں فریاد کو جاتا ہوں مگھو سزا دلوان گا سپا ہیوان نے دیکھا کہ یہ بات بہت بے موقع ہوئی وہ اوسیم بھاگے اوتے وہ کاغذ اپنے قبضہ اختیار میں کیا اور اپنے گھر آیا چودھری سے کہنے لگا کہ یہ معاملہ پیش آیا ہے وہ خوش ہوا اوسیل و خراسپ و خراسپ نے سب بیانات کیے اور مزدور محمد علیہ جو کہ سالہا سے دراز سے رفیق و ننگار تھے ہمراہ کیے اور کہا یہ سب تیرے مطیع و فرمان بردار ہیں انکو ایجا جان کہیں خزانہ نظر آوے کھودلا اوسے ہر روز یہ تیرہ کیا کہ وقت شب باہر جاتا اور روپیہ اشرفی گدھوں بیلوں پر بھرنے لایا حتیٰ کہ اموال کثیر و بیشمار جمع ہوا اور اہل وضع کا پیٹو مارتا بعد ازاں اوسے کانون کے زمین دار کو قتل کیا اور خود نمبر دار بن گیا رفتہ رفتہ یہ نبہ حکام شاہ کو ہوتی وہ سب درپے انتقام ہوئے اوس چوکر سے نے جی سپاہی نوکر رکھے اور عجیبیت کثیر مقابلے پر مستعد ہوا جب نوبت قتل اور قتال آئی تو حکام شاہی مغلوب ہو گئے اور اوسنے فتح پانی بیان تک کہ بادشاہ نے سفارت کیا تب اوسنے خروج کیا اور سلطان ہو گیا پھر تو غلبہ و قہر پر بیج مسکون کا مالک ہوا اور جمیع سلطین روئے زمین اوسکے زیر نگین ہوئے اور دعویٰ انا اللہ لا الہ الا اللہ کرنے لگا اوس نے بہت بنائی اور دیکھنے پایا حسرت و افسوس دل میں لگیا جیسا کیا تھا ویسا پایا معائنہ کتب و تاریخ سے واضح ہوتا ہے کہ بعد مرنے بادشاہ اور ہلاک لشکر و سپاہ و مکان جسکو ارم بولتے ہیں نظروں سے غائب ہو گیا کہ نشان اوسکا باقی نہیں رہا مگر بعض کتب میں لکھا ہے کہ حوالی شہر عدن تائبش و درخشندگی کچھ کچھ نظر پڑتی ہے اوسیکو لوگ کہتے ہیں کہ یہ چمک دمک اوسی مکان کی ہے اور عبداللہ بن قلابہ بکسر القاف و فتح الہار الموحده مع الہار المدورہ کہ اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تھے ایک دن اوس طرف وارد ہوئے تو اونٹ اونکا بھاگ گیا وہ تلاش میں دوڑے صحراے عدن میں سرگردان تھے یہاں تک کہ پھرتے پھرتے قریب اوس مکان کے پہونچے جسکو شہر اوسنے بنایا تھا سوچو دیکھنے دیوار و درمکمل بیوا قیامت و جواہر بیہوش و از خود فراموش ہو گئے اور دل میں اندیشہ کیا کہ اس شہر کی صورت یہی صورت ہے جب کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے شاید عالم غیب میں مجھکو وہ مکان دکھلایا ہے جب دروازے شہر پر پہونچے اور اندر مکان کے داخل ہوئے تو دیکھا کہ محلہ مکانات اور اشجار اوس شہر کے مانند بہت موعود کے ہیں بوسے ہذہ الجنۃ الی وعدہا المستقون لیکن کوئی شخص اوس شہر میں نظر نہ آیا

جسبہ ہوا

تب کچھ جواہر جو کہ صحن مکانات میں مفروش تھے اپنی چادر میں اوٹھالیے اور تنہائی کے سبب باہر شہر کے آئے اور دمشق کی طرف روانہ ہوئے تو شہر کے لوگوں نے جواہرات دیکھ کر یہ معلوم کیا کہ عبداللہ نے کہیں خزانہ پایا ہے تب عبداللہ سے پوچھنے لگے اوسنے کہا میں اسکو بہشت شہاد سے لایا ہوں ہر قصہ انکا عوام میں مشہور ہوا رفتہ رفتہ یہ خبر معاویہ بن ابی سفیان کو کہ اس عرصے میں حاکم شام تھے پہنچی معاویہ نے عبداللہ کو طلب کر کے پوچھا کہ تو نے یہ شہر خواب میں دیکھا ہے یا بیداری میں عبداللہ نے کہا کہ میں نے بیداری میں دیکھا اور علامات اوس شہر کے میرے ذہن میں بخوبی موجود ہیں کونہ عدن سے اوس طرف اس قدر فاصلہ ہے کہ ہر اور دوسری طرف فلان درخت ہے اور طرف ثالث میں فلان چاہ اور یہ جواہرات کہ میں اوٹھا لایا ہوں میرے پاس موجود ہیں معاویہ نہایت تعجب ہوئے اور جبکہ کیفیت وہاں کے مکانات کی پوچھی اور اپنی مجلس میں بٹلا کر کعب اجارا اور دیگر علماء عالی مقدار کو کہ اوس زمانے میں موجود تھے طلب کر کے کہا کہ دنیا میں ایسا کبھی کوئی شہر ہو جسکی بنا سونے چاندی سے ہو اور اشجار اوسکے مکمل بجواہر اور صخروں میں جواہرات چھپے ہوئے ہوں علمائے عرصہ نے کہا کہ لاریب ایک شہر عالم میں اس طرح کا شہاد نے بنوایا تھا جسکا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے کہ ارم ذات العباد التی لم یخلق مثلها فی البلاد اور اب یہ شہر نظروں سے غائب ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ ایک مرد میری امت سے اوس شہر میں اونٹ اپنا تلاش کرتا ہوا چھوٹا اور عجائبات اوس شہر کے مشاہدہ کر گیا اور وہ شخص سرخ رنگ کوتاہ قد بنز شیم ہو گا اور اوسکے چہرے پر خل اور گردن پر ایک علامت اور بھی ہوگی پس معاویہ نے عبداللہ بن قلابہ کو پھر دیکھا تو علامات سے مطابق پایا اور کہا والدہ مرد سرخ رنگ یہی ہو یا تجلہ اوصاف اوس شہر میں زیادہ اس سے بیان کرنا فضول ہے کہ خود حضرت رب العزت جل شانہ باوجود احاطہ علی نے اوس شہر کے اوصاف میں اور اسکے بانی کے حق میں ارشاد کرتے ہیں الم ترکیف فعل ربک بعد ارم ذات العباد التی لم یخلق مثلها فی البلاد یعنی نہ دیکھا کیا کیا تیرے رب نے عادت سے وہ جو ارم تھی بڑے ستونوں والی جو بنی نبین ویسی سارے شہروں میں بیٹھے کس طرح ہلک کیا اول کو حالانکہ فرقہ عاد بڑے زور آور اور طویل العمر تھے کہ بعض مفسرین شہاد کو نو سو برس بیان کرتے ہیں اور تین سو برس میں یہ شہر اُس نے تیسرے کیا تھا عالم التزیل میں لکھا ہے کہ ارم میں اختلاف ہے سعید ابن مسیب فرماتے ہیں ارم ذات العباد دمشق ہے اور عکرمہ بھی اسکے قائل ہیں اور قرطبی کے نزدیک اسکندریہ مراد ہے اور مجاہد فرماتے ہیں انہ قریہ مراد ہے اور قتادہ و مقاتل کے نزدیک ارم ذات العباد ایک قبیلہ ہے عاد کا اونہیں بادشاہ تھا اور عاد کا قبیلے کے باپ کا نام تھا کہ ارم بن عماد بن شیم بن سام بن نوح اور محمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ ارم جدی عاد یعنی عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح اور کلبی فرماتے ہیں کہ ارم عاد اور ثمود کا جد ہے اور بعض کہتے ہیں

ذات العما و بسبب طول قاست کے کھلتے تھے خست ابن عباس فرماتے ہیں کہ طول اونکا مثل عماد تھا اور مثال سے روایت ہے کہ قصیر اونکا بارہ گز کا ہوتا تھا اور لم خلیق سلہما فی البلاد سے یہ مراد ہے کہ مثل اس قبیلہ کے طول قاست اور زور آوری میں پیدا نہیں ہوا اور بعض محققین نے لکھا ہے کہ ذات العما لقب اس وجہ سے ہوا کہ شاد بن خاد نے ایک شہر بلند ستونوں کا ایسا بنایا تھا کہ دنیا میں بے مانند تھا اور یکے دیکھنے کو گیا تھا ایک رات و دن کا فاصلہ باقی تھا اور دپتے دروازے پر پہنچا تھا اور قدم راست دروازے میں بخوشی و خوشی رکھا تھا کہ خالق عالم نے صیغہ نازل کیا کہ سلطان با فوج و شتم ہلاک ہوا و ہذا صبح و اسدا علم بحقیقہ الحال

تفہیم ششم در احوال حضرت صالح علیہ السلام

اہل تحقیق لکھتے ہیں کہ نسب حضرت صالح کا پانچویں پشت میں حضرت نوح سے ملتا ہے یعنی صالح ابن عبید بن عامر بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام اور بعض مفسرین کے نزدیک اصح یہ ہے کہ صالح ابن عبید بن اصف بن اسخ بن حاذق ابن ثمود بن عامر ابن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام اور اس ترتیب میں اثر واسطے ہوتے ہیں اور حضرت صالح قبیلہ ثمود میں معدود ہو جاتے ہیں بخار الدول میں ہے کہ بایں ثمود و صالح علیہ السلام کے تلوہرس کا فاصلہ واقع ہوا تھا اور بعض ولایات میں ارفخشذ بن سام بھی داخل نسب ہیں بالکلہ قبیلہ ثمود بعد ہلاک ہونے قوم عاد کے عرب میں منتشر ہوا اور ثمود نام ایک چاہ کا ہے جو کہ زمین جو میں واقع ہے یہ قبیلہ اُسکے نام سے مشہور ہوا اور سکنا اونکا ہا میں شام و حجاز کے واقع تھا اور وہ دو شہر تھے ایک حجر کا اتصال اوسکا سرحد شام سے تھا مگر حجاز سے دوری طول بخومی اوسکا سرحد تیس دقیقہ تھا اب ویران افتادہ ہے دوسرا وادی القریٰ کے سرحد حجاز سے ملحق ہے طول و عرض اُسکا شہر کہ سے دو چند ہے اور طول اوسکا بشہر درجہ کا ہے اور مابین ان دونوں شہروں کے سات سو دیہات و قصبات تھے اور سب پر اس قوم کا قبضہ تھا سو عمائد قوم نے بڑے بڑے قلعے ہر ایک قصبے میں کمال استحکام سے بنوائے تھے اور دریا کے نونے سے کنوئیں کھود کر پانی نکالتے اور زراعت کرتے تھے اور چونکہ زمین سخت تھی اس سبب سے بدشواری کنوئیں کھودتے تھے کہ اکثر مال اخراج عیون و احیاء و تعمیر مکانات اور اجرت سنگ تراشوں میں صرف ہوتا تھا کیونکہ وہ لوگ تعمیر مکانات میں ایسے شغوف تھے کہ دور دور شہروں سے معماروں و مہندسون کو طلب کر کے عمارات منقش و منبت کمال لطافت و نفاست بنواتے تھے انہیں کے شان میں وارد ہوا ہے و ثمود الذین جاؤا الصخر بالواد یعنی کتنا معاملہ کیا ثمود سے جنہوں نے تراشے پتھر وادی میں اپنے پہاڑ کرید کر گھر بناتے تھے آخر کار اسی شوق میں مور میں ترشوائے لگے اور پوجنے لگے اور خدا سے غافل ہوئے اور مراتب تنزیہ یک قلم قلوب سے محو ہو گئے تب اللہ تعالیٰ

نے حضرت صالح کو نبی کیا اور تاریخ مرامۃ الزمان میں ہو کہ قوم ثمود بتقاپا سے قوم عاد سے تھی جسیم و قوی الجثہ اونکے پاس ایک بت آہنی تھا اوسمیں ہر سال ایک شیطان گھس کر بولتا تھا اور باپ حضرت صالح کے منع کرتے تھے اور یہ چاہتے تھے کہ اسکو کسی طرح توڑوں ایک روز اوس بت کے پیٹ سے آواز نکلی کہ اسکو مار ڈالو کہ میرا دشمن ہی چنانچہ چند کافروں نے اوندکو قتل کیا اور ایک گٹھ میں ڈلوادیا اندون حضرت صالح پیٹ میں تھے جب پیدا ہوئے اور بروایت ابن عباس چالیس برس کو پہونچے تو اسنے اوندکو نبی کیا اور اخبار الدول میں لکھا ہو کہ قوم ثمود کے گھروں کا نشان پہاڑ پر موجود ہی مگر وہ گھر ہمارے گھروں کے برابر معلوم ہوتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہی کہ قدر و قامت اونکے مطابق ہمارے قدر و قامت کے تھے نہ موافق عادیوں کے مگر مخالفت حکم خدا میں عادیوں کے مانند تھے اور بت پرستی میں کامل تر سوانحی ہدایت کے واسطے حضرت صالح ابن عبید کہ نہایت حسین و جمیل و صالح و شفیق تھے مبعوث ہوئے اور ارشاد الہی ہوا کہ اس قوم کو عبادت اصنام سے منع کرو اور میری عبادت کرو اور سبھا دو کہ یہ سب نعمتیں خدا ہی نے عنایت کی ہیں اوسکا شکر کرو اور سرکشی و غرور سے باز آؤ نہیں تو بلا سختی میں مبتلا ہو جاؤ گے چنانکہ حضرت صالح نے دعوت قوم شروع فرمائی کہ یا قوم اعبدوا اللہ اکرم

من الہ غیرہ ہوا انشاءکم من الارض واستعمرکم فیہا فاستغفروہ ثم تولوا الیہ ان ربی قریب مجیب لینے ای قوم میری بندگی کرو اسد کی کوئی حاکم نہیں تمہارا اوسکے سوا اوسنے بنایا تمکو زمین سے اور بسایا تمکو زمین میں سو بخشوا و گناہ اوس سے اور اسکی طرف رجوع کرو کہ میرا پروردگار نزدیک ہی قبول کرنیوالا جب یہ گفتگو حضرت صالح نے فرمائی تو کہنے لگے ای صالح تجھپر ہکوا مید تھی اس سے بھلی کما جام فی سورۃ ہود قوالایا صالح قد کنت فینا مرجوا قبل ہذا لینے ہم تو یہ سمجھے تھے کہ تو ہونہار ہو اپنے آبا و اجداد کا نام روشن کرے گا سو تو برعکس اونکے ہم کو منع کرتا ہو اوس فعل سے جسکو بزرگ ہمارے

کرتے تھے کما قال اسد تعالے اتھنا نا ان نبدا ما یبدأ بائنا وانا لفی شک ماتدعوننا الیہ مریب لینے تو منع کرتا ہو ہکوا و ان کی پرستش سے جسکو ہمارے باپ دادے پوجتے تھے اور اسی سبب سے ہکوا شبہ ہوا اسمیں جس طرف تو بلاتا ہو حضرت صالح نے فرمایا کہ مجھ پر اسد کی عنایت و مہر ہوئی ہو سو میں اوسکی بیکمی نہیں کر سکتا اور تم ڈرو اسد سے کہ میں تمہارے پاس اسکا بیغا نہ لایا ہوں اور میرا کہتا

ما نوین کچھ مزدوری تم سے نہیں چاہتا ہوں میری اجرت اللہ پر ہے اور یہ باغ و چمن
 و درخت اور کھیتیاں اور عمارات سب فانی ہونے والی چیزیں ہیں ان پر دل لگانا
 عبث ہے تب کہنے لگے کہ تجھ پر کسینے جادو کیا ہے تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم
 اور اگر سچا پیغمبر ہے تو کچھ نشانی دکھلا حضرت صالح نے فرمایا کہ میں نشانی
 دکھلاتا ہوں اگر اوسپر بھی ایمان نہ لاؤ گے تو عذاب میں پڑو گے تب بولے کہ
 مضاقتہ نہیں ایک دن سال میں عید کا اس قوم میں مقرر ہے اور اس روز
 ہم لوگ باہر شہر کے جاتے ہیں اور اپنے ٹھاکروں کو زرو زور و لباس سے
 آراستہ کر کے رکھتے ہیں اور تمام سال کی حاجتیں ایک مرتبہ مانگ لیتے ہیں تم بھی ہمارے
 ساتھ چلو اور اپنے خدا سے حاجت اپنی مانگو اوسوقت دیکھیں گے کہ تمکو کیا ملتا ہے
 پھر ہم نشانی طلب کریں گے بالجملہ وہ روز آیا اور شہر کے لوگ بیرون شہر چلے
 حضرت صالح بھی اوسکے ساتھ ہوئے اور جو لوگ ایماندار تھے وہ بھی حضرت صالح کے
 ہمراہ گئے یہاں تک کہ عید گاہ میں جلوہ فرما ہوئے دیکھا کہ اصنام قوم بڑے تکلف سے تختوں پر
 رکھے ہیں اوسکے روبرو شہر کے لوگ دست بستہ حاضر ہوئے اور اپنی حاجت مانگنے لگے
 تب حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم تو گلو سوزی و نالہ و زاری کر چکے اور کچھ
 حاصل نہوا اب جو کچھ کہو میں اپنے خدا سے طلب کروں اور تمکو تماشادکھلاؤں جندع اب من
 کہ سردار قوم تمہارا اپنے لوگوں سے بولا کہ اس قسم کی چیز طلب کرنا واجب ہے جبکا وجود محال
 ہوا ورنہ شخص اوسکے ایمان میں عاجز رہے اور ہمارے ٹھاکروں کی آبرو و عزت
 بچنے والا بڑی سخت و سبکی ہوگی سب نے ملکر کہا تو ہی ہم میں مرد پختہ کا رہوشیار ہے کوئی
 چیز محال تجویز کر کے بیان کر جندع نے غور و تامل سے کہا کہ اس پشتہ پہاڑ سے جسکو ہمارا
 اصطلاح میں کاشہ کہتے ہیں اور عید گاہ کے برابر ہے حضرت صالح ایک ناقہ نکالیں جسکی پیشانی
 سیاہ اور تمام بدن سفید ہو اور بڑے بڑے بال رکھتی ہو اور حمل ۷ ماہہ سے حاملہ ہو اور اس پشتہ
 کے برابر نظر پڑے اور بعد خروج فی الفور اپنے قدم کے برابر بچہ جنے حضرت صالح علیہ السلام نے سکر
 فرمایا کہ اگر تمہاری فرمایش کے مطابق مادہ شتر نکالوں تو ایمان لاؤ گے اور میری فرمان برداری
 کرو گے سب لوگوں نے کہا کہ اگر یہ امر واقع ہو جائے تو ہم بیشک ایمان لا دیں گے پھر اس بات کا
 عہد و پیمان سو کہ وقوف قرار مضبوط ہو گیا اور حضرت صالح اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لیکر متصل پشتہ

پہاڑ کے تشریف لیگئے اور دو رکعت نماز ادا کر کے دعا فرمائی مومنوں نے پس پشت سے آمین
 کہا اور وقت اکثر عائد قوم شومح فوج و حشم تماثانی ہوئے کہ دفعہ قدرت حق نے یہ تماشا دکھلایا کہ
 پشتہ پہاڑ سے آواز دروزہ شروع ہوئی اور وہ پہنچ گیا اور ناقۃ العبد فرمائی کہ چار ہزار برس سے بندہ
 معجزہ رسول خدا پیدا ہو رہی تھی نکلی اور فی الفور اسی جگہ پہنچنے لگی پھر ایک ساعت
 کے بعد اسکو درد زہ ہوا اور بچ پیدا ہوا کہ قدر قامت و صورت دو جاہت میں برابر نظر آتا تھا
 اور بعد ایک ہی ساعت کے چشمہ آب و مرغزار بھی ظاہر ہوا کہ دونوں آدمین چرنے لگے فائدہ
 اس معجزہ کی تخصیص اس قوم کے ساتھ اسلئے فرمائی گئی کہ انکو سنگ تراشی و مقوری میں داخل کامل
 تھا گویا اس اعجاز میں یہ اشارہ ہو کہ تم لوگ پھر سے عجیب و غریب تصویریں تراشتے ہو لیکن جان
 نہیں ڈال سکتے اور ہم پھر سے ایک جانور جاندار ایسا نکال سکتے ہیں کہ تم حیران ہو اور یہ اشارہ
 ہو کہ حق تعالیٰ شانہ کی ہدایت پھر کے قلوب بھی نرم کر سکتی ہو اور آدمین اوصاف روح پیدا
 پیدا کر سکتی ہو اور وہ کام لے سکتی ہو جو روح سے علاقہ رکھتے ہیں بالجمہ اس معجزے کا
 بڑا شور مچا اور قوم ثمود نے جانا کہ صالح علیہ السلام کے خدا کو بڑی قدرت ہو اب اوسیکار ایسا
 لانا لازم ہو چنانچہ جندع ابن عمرو چھ ہزار نفر تابعین کے مشرف بالایمان ہوا اور استعفا سے
 تقصیرات کرنے لگا لیکن اور عائد شامت نفس و شیطان میں گرفتار ہو کر اپنے تابعین سے
 کہنے لگے کہ یہ سحر کامل ہو ہرگز فریقہ نہونا اور اپنا مذہب و ملت نہ چھوڑنا یہی وقت امتحان
 ہو سوا وصف قول قرار کے جمیع اشیاء ریسوں کے اغوا سے پھر گئے اور صالح علیہ السلام کو چاد گوسہ
 ٹھہرانے لگے تب حضرت صالح نے کہا کہ تمہنے خلاف عہد و پیمان کے عمل کیا ہو مضائقہ نہیں مگر
 یہ کہے رکھتا ہوں کہ یہ دونوں جانور تمہارے امن و امان کے باعث ہیں جب تک
 تم میں موجود رہیں گے خیر ہو اور جب تکلیف دہی سے چلے جائیں گے عذاب آئے گا
 تمہارے حق میں بہتر ہو کہ ان دونوں کو نہایت خاطر داری سے رکھو اور کسی طرح کا رنج
 انکو نہ پہونچاؤ و ما علینا الا البلاء چونکہ اونٹنی از بس قومی ہیکل و بزرگ جشہ تھی اس سبب
 سے کل جانور اہل و وحشی اسکو دیکھ کر بھاگتے تھے نہ چارہ کھا سکتے تھے نہ پانی پی سکتے
 تھے کیونکہ اونٹنی کھلی ہوئی بچہ سمیت پھرا کرتی تھی جس چشمہ یا تالاب پر پانی سپینے کو
 جاتی سب جانور الگ ہو جاتے اور وہ سب پانی بیجاتی اور جس جگہ میں چرنے کو متوجہ ہوتی
 تمام جانور بھاگتے اور وہ سب گھاس بھوس چرتی اور جب شام کو شہر میں آتی تو شہر کے لوگ اپنے اپنے پاس

عجیب ترین
 معجزہ

دور سے جبر لیتے اور جو بی شہوت ہوئے تھے ان میں شہوت پیدا ہوئی نہ دیکھا کہ ان کے دل میں شہوت کا عذاب کی زیارت
 ہوئے ہیں کسی میں نے وہ تمام اپنے ہاتھ سے دیکھا تھا کہ ان کے دل میں شہوت پیدا ہوئی نہ دیکھا کہ ان کے دل میں شہوت کا عذاب کی زیارت
 اور ایسی شہوت تھی کہ ایک ایک سے دوسرے سے چاہتا تھا کہ وہ اس سے جدا ہو جائے اور اس سے جدا ہونے کا عذاب کی زیارت
 اس قسم کا تجربہ بھی تھا کہ ایک تہہ بنیاب بنیہ و عذاب کی زیارت کی تہہ سے ایک تہہ سے ایک تہہ کا عذاب اور نور
 پہل لایا نامہ میں یہاں سے اس کے پہل کے تہہ میں کمال کا ایمان ملا وہی میں تہہ تھا اس کے وہ تہہ میں تہہ تھا
 ہوسے اور کئی قسمت میں کفر تھا اس کے تہہ میں تہہ جو تہہ تھا اس کے تہہ میں تہہ تھا اس کے تہہ میں تہہ تھا
 دراز کا توڑ توڑ میں رہی تو اور تہہ میں کفر تھا اس کے تہہ میں تہہ تھا اس کے تہہ میں تہہ تھا اس کے تہہ میں تہہ تھا
 ناشی ہوئے اور میں اس تحقیق نے لکھا کہ اس قوم میں سات گروہ تھے ان کے پہلی پہلے کا کتوان ایک ہی تھا
 شکر کیا کہ روز اٹھنی سے تمام بانی کنون کا لایا تہہ پہل قوم فرمادی ہوسے تو غصہ نہ ماسخ نے فرمایا ہر زمانہ کو شہوت
 و کلم شہوت پر معلوم یعنی ہر اٹھنی ہر اس کو اپنی پہلے کی ایک بار تہہ اور تہہ باری ایک دن کی مقررہ زیارت قرار پائی کہ
 ایک روز زمانہ بانی پر جانے اور ایک روز قوم کے تہہ میں جا کر تہہ اور ایک دن یہاں سے کو بایا کرے دوسرے دن دن
 ہوشی جا کر تہہ نگریہ شہوت تہہ کی اس کو کوئی شخص بری طرح نہ چھیڑے کہ انا قال اللہ تعالیٰ لا تسوئا
 بسوا فیما مذکور عذاب و عظیم یعنی نہ چھیڑو تہہ اس کو تہہ ہی طرح کہ کپڑے تہہ وقت ہر سے دن کی چھانچا کپڑے تہہ
 تقسیم جاری رہی اور بعض کہتے ہیں جب تہہ برس گذرے تو وہ لوگ تہہ ہوشی کا شوق تھا اور ان کی ہر ہر
 میں ذوق رکھتے تھے اس تقسیم سے ناراض ہوئے اور بدل چاہتے تھے کہ اس ناسخ کو کسی خیل
 فریب سے نکالیں تاکہ ہمارے ہوشی بفرانغ خاطر میں نہ لگے نقد عہد و تعالیٰ قول و قرار سے کنارہ کرتے
 اس حرم میں ایک نوجوان بالکا شہوت شہوت کہ وہ اندیش شہوت زبان مادر آزار دہن ہر از قدر ابن ساعد نام
 ظاہر ہوا اور اس کو ایک عورت مسماہ عتیرہ سے کفن و جمال ظاہری اور خنج و دلال مجبلی و فاشگی میں بابل
 اور ظرفیت طبع و ذراکت وضع میں عظیم البدل تھی عشق پیدا ہوا کہ یہ وودع مصدر ابن و اہر ہر اور
 عہد و اہم شہوت ہر سے اپنے کے اس کے گھر جا کر رہا تھا اور سات نفر اور ہر وضع اس کے ہمراہ جاتے
 اور شراب پیکر مخلوط نفسانیہ میں شہوت رہتے تھے یعنی قدر ابن ساعد اس عجب سے لطف
 رہتا تھا اور ساتھی اس کے لونڈیوں سے اور ایک روایت ہے کہ دو عورتیں اس قسم کی تھیں ایک عتیرہ و دوسری
 صدوقہ کہ مصدر ابن عامر کی آشنا تھی اور یہ دونوں صاحبہ ہوشی تھیں انفرس ایک روز عتیرہ نے ابن س
 نے کہا کہ مجھے نکاح کرے کہ باخوف و خطر بسر کریں آئے کہ ایک فرمایش سیری بجا لائیں
 نکاح کروں یعنی اس اوٹنی کو جس سے قوم کے لوگوں کو تکلیف ہو اور ہوشی بھی رنج پاتے ہیں

نہایت شہوت

نہایت شہوت

نہایت شہوت

نہایت شہوت

بارگاہ چنانچہ یہ رود و شہوت خمیسہ کی آرزو میں اس نعم کے سر انجام پر مستعد ہو گیا اور صدرع ابن دابر بھی
صدوقہ کے ایسا سے آمادہ ہو چکر اکیڈن قدار ابن سالف کو چنانچہ ناندہ میں جسارت سے وہ اوٹنی آتی جاتی تھی راستہ
نوک کہ گھات میں لگا رہا اور اپنے یاروں کو مع صدرع ابن دابر بھی اسی کو چومین بھلایا کہ وہ پوشیدہ
بیٹھ رہے جبکہ اوٹنی چراگاہ سے پھر جی اور اس کو پونا پاک میں داخل ہوئی تو اول صدرع ابن دابر نے
ایک تیرا سکی پیشانی پر مارا اور اس کے ساتھیوں نے تباہی میں مینا فون سے لپٹ کر اوٹنی باوجود مجروحی
کسی کو اپنے نزدیک نہ آنے دیتی تھی آخر کار تدارم رود و نے پیچھے سے آکر کوچون میں تواراری کر دیا
زمین پر گر پڑی اور سب لوگوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور اہل شہر نے راضی ہو کر گوشت اسکا باہم
تقسیم کر لیا اور اس حال میں بچہ اوٹنی کا پیچھے تھا اسنے یہ حال دیکھا اور بھاگ کر پشت پہاڑ کی پناہ
جا بیٹھا یہ خبر حضرت صالح علیہ السلام کو ہوئی انھوں نے نہایت غصہ میں کیا اور باہر مکان کے تشریف
لائے اور اہل شہر سے خطاب کر کے فرمایا کہ تم لوگوں نے بہت تیرا کیا اب عذاب آویگا لیکن تم میرا چوک
اب یہی ہو کہ مسطح ہو سکے میرے ساتھ چلکر بہشت و زاری بچہ ناکہ کو شہر میں لاؤ کہ شاید اس کے
سبب سے آفت نہ آوے مگر قدار وغیرہ کافروں نے اسکا خیال نہ کیا اس سبب سے کوئی ایک بھی شہر کا
آدمی ہمراہ نہ گیا صرف اہل ایمان آنجناب کے ہمراہ گئے جب پشت پہاڑ سے مقابل ہوئے تو بچہ
ناقہ نے حضرت صالح علیہ السلام کو دیکھا اور تیل مرتبہ چلایا اسی وقت پہاڑ کا پشت پھٹا آسمین چٹھا
ناہار حضرت صالح علیہ السلام وہاں تشریف لائے اور اہل شہر سے فرمایا کہ تم میں تو ازین بچہ ناکہ نے کی
اسکی تعبیر یہ ہے کہ تین دن کی محکومت ہر عذاب سے پھر عذاب شروع ہوگا کما قال اللہ تعالیٰ
متعوذی دارکم ثلثۃ ایام ذلک عذیر کذب یعنی رہو اپنے گھروں میں تین دن یہ وعدہ سخت ہو گا بلکہ
واقعہ حق ناکہ سو کھوین سبع الثانی یوم چار شنبہ آخر وقت واقع ہوا اور روز پنجشنبہ علی الصباح ہر ایک
کافر کا چہرہ زرد تھا سب نے جانا کہ جو کچھ صالح علیہ السلام نے کہا ہے کہ پہلے دن شہ زرد ہو گا دوسرے دن
سرخ تیسرے دن سیاہ سوچ معلوم ہوتا ہے یہ امر واقع ہونے والا ہے مگر قوت غضب یہ ہے قوت عقوبت کو
مغزول کر دیا کہ قدار ابن سالف اور اٹھ نفر یعنی دغمی زعمیم ہرین ہریم داب صواب دباب صدرع
باہم قسم یہ ہوئے کہ قبل آنے روز سوم کے حضرت صالح علیہ السلام کو قتل کرنا لازم ہے چنانکہ راستے
وقت وہ سب بلکہ حضرت صالح کے مارنے کو چلے اسوقت آنجناب اپنی مسجد میں تشریف رکھتے تھے
وہاں ایک رخت تھا اسنے کہا کہ اے صالح قدار ابن سالف مع اٹھ نفر مقصد میں تمہارے قتل کو آنا ہر خبردار
اور اپنے گھر جاؤ اور روزہ بند کر کے سو رہو یہ خبر سنکر حضرت صالح اپنے دو تھانہ میں آئے اور روزہ

بندہ کر کے سو رہے بعد اُن کے قہار و غیرہ مسجد میں آئے تو حضرت صالح نے سب کے گھر پر آئے اور جاہل و اذہ تو ہیں
 اسی وقت فرشتوں نے حکم فرمایا کہ ان کافروں کو اپنے پروں سے مارا کہ سب کے سب اندھے ہو گئے اور حیران و
 پریشان کرتے پڑتے بے تحاشا جھاگے کہ اس حال میں کسی کا سر دیوار میں لگا کر بھٹ گیا اور کوئی چاہ
 کر کہ کر گیا دوسرے دن مجھ کو جب اہل شہر خواب غفلت سے چونکے تو چہرے اُن کے سرخ تھے اور قہار انہیں لٹا
 وغیرہ شخصوں کا نشان نہ تھا سو اُن کے درشت تلامش کو نکلے یہاں تک کہ حضرت صالح کے گھر پر آئے اور سب کو
 شہر کا ست لٹ خور و فہرہ پایا کہ یہ حال عاثر قوم سے بیان کیا وہ لوگ مع جمیع اہل شہر بوسے کہہ کر حضرت صالح
 کے گھر پر چڑھ آئے اور کہنے لگے کہ اونٹنی کے برے تھے ہمارے نو آدمی رات کے وقت مار ڈالے ہیں اب ہم
 تمکو اور شہارے گھر والوں کو مار ڈالینگے حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ میں کسی کے گھر نہیں گیا اور
 زمین نے کسی کو دیکھا اور نہ کسی پر ہاتھ چلایا غالب یہ ہو کہ یہ چند مفسد وقت شب میرے گھر پر چڑھ آئے
 اور مارا وہ در کہتے تھے مافقا عالم نے میری حفاظت کے واسطے غیب سے انکو مزا دی سوا اللہ کی طرف سے
 آگاہی پہنچا ہر جو کچھ دیکھتے ہو وہ سب اس نزدیکی میں تھے کہ ٹرس قوم جندع ابن عمر کو مع اپنے تواج
 ایمان لایا تھا وہ حضرت صالح علیہ السلام کی مدد کو آیا اور متعدد جنگیں ہو کر آخر کار صلح اس بات پہ چٹھری
 کہ حضرت صالح اس شہر سے کلجاوین آنجناب نے یہ بات نعمتات سے سمجھی اور مع جندع ابن عمر وغیرہ
 تواج و لو اح کہ انہوں سے شمار جاہل و اذہ تھے اُس شہر سے نکل گئے اور اہل قوم خواب غفلت میں باقی رہے
 جس کے صبح کو قیصر اور موعود شنبہ نمودار ہوا اور سب لوگوں کے گھنٹے سیاہ ہو گئے تب تو تشویش میں پڑے
 اور قلعے و حرمیہاں مضبوط سنگین خالی کر دیں اور یہ مشورہ کیا کہ اگر عذاب خدا آسمان سے آوے جس طرح
 پانی برسے یا آوے پیرین خواہ زمین سے آوے جیسے زلزلہ آوے یا زمین اٹھے دونوں حال میں انھیں
 مکانوں میں گھسیں گے کہ انھیں زلزلہ اثر کرے گا نہ پانی و زلزلہ اس حال شنبہ کا دن گذرا اور جو بات آئی وہ بھی
 کٹ گئی صبح کو کیشنبہ کے دن حضرت جبریل علیہ السلام نے ماہین ارض و سما بصورت ہولناک قشاعت
 لاکھ لاکھ آواز تہیب و ہذا اس طرح کی فرمائی کہ بڑے بڑے پہاڑ پھٹ گئے اور ہوا سے تیز و تند طعنے لگی
 اور تمام اہل شہر انھیں مکانوں میں گھسے اور حضرت جبریل نے دو پہری بار آواز فرمائی کہ ہر ایک کا فر کا
 زانو پھجکا اور سب کے پیچھے بھٹ گئے یہاں تک کہ اُس فرقہ ملعونہ کا کوئی شخص باقی نہ رہا قال اللہ تعالیٰ
 واما منہ و فاعلہا بالاعلیٰ غیہ فہل تری لہم من باقیہ یعنی فرقہ ملعونہ کیسے گئے تب انھیں جہنم سے بھر کر دیکھا
 کوئی بچ رہا نہ تھا اہل اوزمین یہ ہوئی کہ یہ لوگ انکار و کذب و پیغمبر پر حق میں سنگ دیوانہ کا حکم
 نہ کہتے تھے کہ نافر خدا کو مار کہ حضرت صالح کی قتل پر مستعد ہوئے اور گوشت اُسکا گتہن کی طرح

قبر میں موجود ہو یا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر اسکی کھودی اور چھری کھانی اور بدستور
 بند کر دی تو ایت ہو کہ آواز ناقد اس کو ہستان میں نہایت زور و شور سے آتی ہو اور جب قافلہ حجاج
 وہاں سے گزرتا تو قافلہ تو اہل توہین و بندہ و قین سر کرتے ہیں اور بعضے تعارضے بجاتے ہیں اور شور
 غوغا مچاتے ہیں وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ اگر ایسا نہ کریں تو قافلے کے اونٹ آواز ناقد صالح علیہ السلام
 ہلاک ہو جائیں گے اور خواجہ عبدالکریم فی نادہ نامہ راست دروغ پر گردن راوی صاحب ہر سب علیہ
 نے تفسیر سورہ صافات میں لکھا ہے کہ مکنذیب حضرت صالح علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکی
 قوم نے دعوت ثانیہ میں کی تھی اسلیئے کہ اول مرتبہ جب حضرت صالح علیہ السلام نے دعوت فرمائی
 تو سب لوگ ایمان لائے تھے اور جب آنکی وفات ہوئی تو سب تہرہ ہو گئے مگر سبحانہ تعالیٰ نے
 پھر حضرت صالح علیہ السلام کو زندہ کیا اور اسی قوم کا یہ غیر قرار دیا مگر کسی نے نہ سچا نا اور نہ کذب
 کہ کے معجزے طلب کرنے لگے کہ اخراج ناقہ اللہ ایک معجزہ عظیم الشان ظاہر ہوا اس پر بعض لوگ
 اس قوم کے ایمان لائے اور اکثر قوم نے تکذیب کیا اور بسبب پور کرنے ناقہ کے ہلاک ہوئے
 بالجمہ بعد اس واقعہ کے حضرت صالح علیہ السلام چار ہزار آدمی مسلمان اپنے ہمراہ لیکر ہماک میں
 تشریف فرما ہوئے اور بعض منازل میں وفات پائی اس مقام کا نام حنہ مروت ہوا اور بعض وایات
 میں ہو کہ جانب شام تشریف لیکئے اور شہرستان حجاج میں اقامت فرمائی جب انجناب کی وفات ہوئی
 تو مسجد جامع میں دفن کیے گئے و برورایت بعضے حرم تشریف میں جلوہ فرما ہوئے وہاں میں صفاء مردہ خواہ
 حنین دفن ہوئے عمر حضرت صالح علیہ السلام کی حسب روایت کعب اجداد و دوستوں اٹھارہ برس کی ہوئی
 اور برورایت صحیحہ و سنن ابی ہریرہ کی معلوم ہوتی ہو اور بعضے اہل سیر و سوانح ابی ہریرہ کی لکھتے ہیں
 اور بعضے صرف دوستوں کی قرار دیتے ہیں اور اخبار الدول میں ہو کہ ابی ہریرہ برس حضرت صالح
 علیہ السلام اپنی قوم میں رہے ہیں اور بروز یکشنبہ قوم سے ٹھکر جانے لگا کہ تعلقات فلسطین سے
 تشریف لیکئے اور وہیں وفات پائی حدیث شریف میں وارد ہو کہ بروز قیامت حضرت صالح بنحیب
 ناقہ پر سوار اٹھائے جائیں گے فائدہ سند امام احمد و غیرہ میں وارد ہو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا علی ترغی اسد اللہ العالیہ بکرم اللہ وجہہ سے کہ
 تمکو معلوم ہو بہجت ترین است پیشین کا اور زشت ترین اس است کا کون ہو عرض کیا کہ اللہ و رسول
 اعلم فرمایا کہ بہجت تر اگلی امتوں کا مرد سترج ہنگ تدار بن سالف تھا جس نے ناقہ اللہ کو فرکیں
 یعنی اسکی کوچے کاٹی اور اس مست میں وہ شخص ہو گا جو کہ تیرے محاسن کو خون آلودہ کرے گا

آواز ناقد صالح علیہ السلام آتی ہو ۱۱

عالم ابن ہشام

سب سے پہلے یہ ثابت ہو کہ ابن ابی حاتم نے جناب ولایت آب کو شہید کیا جو حال مفصل اس مقام کا
 جناب امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کو ہم اکثر وجہ کے مال میں لکھا جائیگا معاً عالم التفریق میں لکھا ہو کہ جب
 حضرت صالح علیہ السلام کی وفات ہوئی تو مومنوں نے جلا اور ابن سودا کو دو دوستے علیس ابن عباس
 امیر کیا اور سخاریب ابن سوہدہ کو وزیر تسلیم کر دیا اور سب نے لکھ کر ایک محل کو بیعت پر بنایا اور اسی مقام پر
 مقیم ہوئے تو اولاد کی کثرت ہوئی مگر جو پیدا ہوا بدکار و ناشکر گذار و مبت پرست نا بکار ہوا اور
 افعال بد مثل مسافحہ زنان و اہانت بہائم و لواط و زنا ان لوگوں نے اختیار کیے تب اللہ
 جل شانہ نے خلفہ ابن صفوان شمال قوم کو ان پر بھی کیا کہ انھوں نے دعوت شریعہ فرمائی اس قوم
 ناپاک نے حضرت خلفہ کو بازار میں قتل کیا اس قوم میں خداوند متعال نے تمام قوم کو ہلاک فرمادیا
 اور چاہ کہ مصلح خراب کر دیا اسی قوم کا خطاب صحابہ اکرس ہو اور وہب ابن منبہ کے نزدیک
 اصحاب اکرس قوم شعیب علیہ السلام کا خطاب ہو اور مقاتل و صدیق کے نزدیک اصحاب اکرس ہو
 ہیں جنھوں نے شعیب بنجار کو قتل کیا ہو اسکا ذکر سورہ یونس میں ہو اور صحیح یہ ہو کہ بقیہ قوم
 و قوم صالح علیہ السلام سے تھے کذا فی المعالم اور بعض اہل تفسیر نے لکھا ہو کہ قوم رس حضرت
 خلفہ علیہ السلام کی زندگی میں ہلاک ہوئی ہو یعنی انکی دعا سے حضرت میریل علیہ السلام نے
 کو شک ایسا نہیں وہ رہے تھے آلت دیا ہو کہ سب آدمی اس صدر سے نیست و نابود ہو
 مگر کتب معتبرہ تفاسیر سے صاف واضح ہو کہ بعد وفات حضرت خلفہ کے انکی قوم پر عذاب نازل
 ہوا ہو اور اسی کا اشارہ کلام انہی میں ہو نکاتین من قرئہ اہلنا با وہی غاویہ علی عرشا و غیر
 معطلہ و قعر شید یعنی کئی بتیان بہتے ہلاک کی ہیں اور وہ گنہگار تھے سو وہ ڈس ہو پڑے ہیں
 اپنی جہتوں پر اور کئی کنوین انکے پڑے ہیں اور کئی محل گج گیری کے خراب ہیں ذکر حضرت
 صالح کا مقررہ ہوا و شہر او محل و اعراف و شہر میں ہو

نفریح ہفتہ در احوال حضرت ابراہیم علیہ السلام

اسماء بن اخطاف کہ انی القول البدیہ للسخاوی بعضہ کہتے ہیں ابراہیم ابن کثر ابن ماحور
ابن شاروخ ابن راغوا ابن فاسخ ابن عیسر یا عابر ابن سام ہین اور بعضہ شاروخ ابن عامر
ابن شامخ ابن ارغوشہ ابن سام کہتے ہیں اور بعضہ ابراہیم ابن تمارح ملقب پانزر کہتے ہیں

اور بیٹے بالعمس پد نام رازی اور ایک جائزہ سلطنت کا یہ قول ہے کہ آنحضرت ابراہیمؑ تھانہ پر کیونکہ پیرا برہم علیہ السلام
 مومن موحّد تھا تا ناسخ نام کہ از کرا لسیہ طلی فی المقاصد السیسیہ کا تب الحروف کہتا ہے کہ نفس صریح و اذ قال
 ابراہیم لایہ آنحضرت خدا مالا لہ و وال اس بات پر ہے کہ آنحضرت ابراہیمؑ تھا مگر یہ کہ کہا جائے کہ چچا کا باپ کہنا
 متعارف ہے صریح خالہ ہنر نہ مادر ہے اور نام ابراہیمؑ کی مان کا بقالی یا اودنی بنت نہ تھا اور تولد قصبتہ کوئی
 متعلقات بابل میں یا شہر سوس متعلقات اہواز میں محمدؐ نہ وہ میں ہوا سجا وندی نے نہ وہ وضع نمون لکھا ہے
 اور حضرت افریقا اتفاق وال مجہد کہ انی عاشیہ عمام علی البینا وای قیسیر میں ہے کہ نہ وہ در بن کنعان ابن
 سخاریب ابن نہ وہ در بن کون ابن سام ہے چچا ہر کے نزدیک شخص تمام روسے زمین کا بادشاہ تھا اور یہی
 قول ابن اسحاق کا ہے یہ رود و عوی اگوہیت کہتا تھا اور لوگوں کو اپنی عبادت میں بلاتا تھا اور بعض کے
 نزدیک خدا کا انکار نہ تھا نہ وہ عوی ہاری بطریق معلول باری کہتا تھا صریح نصاری حضرت عیسیٰ کے
 حق میں اتھا اور کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک شمس و قمر و کواکب کی پرستش کرتا تھا اور اپنی رعایا کو اپنی
 عبادت پر دعوت کرتا تھا مگر امام جعفر سجادیؑ نے اس پر حتمہ اللہ علیہ کی یہ تحقیق ہے کہ نہ وہ وہ شخص ہے جس نے دعویٰ خدائی
 کی پر وہ کیا اور باطل شہر اور بابل میں قلعہ بنایا اور خالق کبریا سے ٹوٹنے کو آمادہ ہوا آسمان پر جانے کا قصد کیا
 کا ہنوں اور نجومیوں کا اسکے عہد میں بڑا اور بار تھا آخر کندہ و وزخ ہوا مساکم میں ہے کہ نہ وہ سپر کنعان سلطان
 جہان تھا شہر بابل تخت کا مکان تھا ایک مرتبہ شب کو سویا خواب دکھیا کہ ایک ستارہ افق مغرب میں طالع ہوا
 اسکی روشنی نے ماہ و نور کو تاریک کیا جب بیدار ہوا تو کا ہنوں نجومیوں نے تاویل میں کہا کہ ایک انسان
 تجھ سے بنیان خلو گاہ عدم سے میدان وجود میں آئے گا کہ قاطع بنیان سلطان و شاہ ہوگا اور اسی کے ہاتھ
 تمام لشکر و سپاہ تباہ اور بعض کے نزدیک بالامستغفار شاہ نجومیوں نے سردار علی رؤس الاشواء اتھا کیا
 کہ اس سال میں ایک مولود سراسر جو تیری ملکست میں موجود ہوا چاہتا ہے کہ جس سے دین و دامن حال پرانہ
 و زوال نظر آتا ہے و جو اسے اہل تخیم نے شایرہ حال صحائف انبیاء سے ساقین و چغیر بن شپین میں لکھا تھا
 اسی کو نظر کر کیا القرم نہ وہ نے نجومیوں سے کہا کہ وہ مولود موجود قصبہ پدر سے رحم مادر میں آگیا یا نہیں
 وہ بوسے بنو زہرہ و قصبہ و سراسر کرم وجود مستقر قصبہ سے مستودع رحم میں نہیں آیا اور جب علم پر نور ست
 طور میں قائم نہیں کیا ہوتا نہ وہ نے مطمئن ہو کہ منادی کہانی کہ اب کوئی مرد گور عورت کے نہ جائے
 اور کوئی عورت گریب مرد کے نہ بیٹھے اور دین و دین بفر یک ایک مرد و عورت میں کئے کہ خبر داری میں
 مصروف نہ ہیں اب کارخانہ انہی دیکھنا چاہیے کہ آنحضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کا مقربان بارگاہ سلطانی و تہران
 خاص و گاہ اہل سحانی سے تھا ایک ات میں مسعود متانی بنت نہ راہی اہلیہ سے ہم بستری ہوا مگر کائنات ہی سے

کوئی بھی خبر نہ ہوا وہ حامل و بارور ہوئی اور امیدوار میں خجستہ اختر قلام صدی کہ کابر علی تفسیر میں ہیں شہر
 کو بعد تاویل تو جبر رویا سے عداوت نہ ہو و مردود دنیا مشکبکیریت یکیک بیرون شہر سفر ہوا اور یہ خبر ہوئی کہ طلب
 رجال باہر شہر کے رہیں لکھنا لکھ نہ سار اندرون اور یہ تاکہ ہوئی کہ نہ ہمار کسی کی عورت مرد سے نہ ملے اور کوئی
 شکبہ سے نہ ملے مگر اس تہیز میں تحریر کاتب تقدیر سے فاضل تھا اور باوصف دانائی قہقہہ سے اندلی سے
 حامل رہا ایک مدت اسی طاقت میں گذرانی کہ وہ ساعت سوزن ہو کر ہوئی آئی اور قہقہہ سے ادا اور اور
 شبائینا لہ اسبابہ و قہقہہ نہ ہو کہ ایک کار ضروری ابو قہقہہ لایہ بی شہر میں پریش آیا اور جیسا کسی حامل و
 جو شیار کا اندرون شہر واجب لازم ہو آئے پیرا ہر ہم خواص بادشاہی از بدو اسرار روزی تھا طلب ہوا اور
 اس سے فحاشی کی گئی کہ تم جھکو باہی ظاہر شہر کو جھپٹتے ہیں اور قسم دلاتے ہیں خبردار اپنی عورت کو پاس
 نہ جانا اور جوہرہ نظر تیرا جانے تو اس سے علیحدہ و بچا نہ رہنا چنانچہ از بعد قولہ اس حامل سار رہا کہ شہر کر گیا اور
 کار بادشاہی جان و جہر سرخا کر کے پھر تہ ل میں آیا کہ بہت دن ہجرت میں گذرے گئے وراثی کو کر گیا کہ
 ضرور ہر یہ سمجھا کہ اس میں کچھ قصور ہو آخر کار گھر گیا عورت مقابل ہوئی ابو قہقہہ تہی شہر تہی مائل کا تہی بہت
 قفل مضارب ہلایا اور مڑ مڑ شہر تہی مجبور کو مسترا رام کہ پڑ گیا یا ڈالا کہ فوراً باہر پیشانی تہی تہی تہی
 مادرین آگیا حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ وہ سر سے دن کو بیون نے نہ ہو و مرد سے کہنا کہ آج وہ ہو و
 صلب پیر سے ملین مادرین جلوہ فرما ہوا اور ظلم ہو کر کتان صدم سے عالم جو دین قائم ہو گیا نہ ہو و نہ کما
 ہر عورت پر ایک سوکل رہت کہ پیرا ہو تہی قتل کرے اور ابراہیم کی والدہ پر آنا حمل نہ ہو و نہ سوکل اپنا
 شہر لیکر پھر آئے یہاں تک کہ آثار ضعیف حمل ظاہر ہوئے والدہ حضرت نے یہ سوچا کہ اگر یہاں بیٹا جنون کی تو
 مقتول ہو گا آخر ایک گڑھے میں باہر وضع مل فرمایا اور ایک پارچے میں پھیر دیا کہ غار میں رکھ دیا اور
 شہر اسکا پھرون سے بند کیا پھر گھر آئیں اور شہر ہر وقت سے ہٹا دیا کہ بیٹا جنونی تھی ورنہ کرائی یا گنا
 پیدا ہوا تھا سو میں نے چھپا دیا آئندہ کو بھی اطمینان دیتی ہو گیا اور تفسیر روزیت میں ہر کہ جب عورت نے
 یہ حال بیان کیا تو اند نے کہا خاموشی بہتر ہو نہ تہی تو غضب سلطانی میں گرفتار ہو گی آخر وہ دم بخود
 خاموش ہو رہی لیکن جبکہ از کسی کام کو گھر سے باہر جاتا تو وہ بہت شہریت کے ابراہیم کی خبر گیری کو جاتی
 اور دودھ پلایا کرتی اور جب کبھی کسی سے جو سے ویر ہوئی تو دیکھتی کہ اتھنا ب اپنا انگوٹھا جو سے ہیں
 اور اس سے دودھ نکلتا ہوا غرض اسی طرح سے بروایت بعض مفسرین تو جھپٹتے تہی حضرت ابراہیم غار
 رہے اور تہیز میں ہو کہ ایک دن ہر غار میں جا یا کرتی تھی چنانچہ ایک دن دیکھتی ہو کہ ایک انگلی
 سے بانی اور دوسری سے دودھ تہیز سے شہر جو تھی سے شراب یا پھون سے خون نکلتا ہوا

تہ تخت تھیر ہوئی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آنجناب ایک دن مین ہفتہ کے برابر بیٹھے
اور ہفتہ مین مہینے کے برابر اور وہاں علیہ مین ہو کہ حضرت ابراہیم کی بالیدگی خالق کبریا نے اس طرح
رکھی تھی کہ ایک دن مین ایک ماہ کے اور ایک ماہ مین ایک برس کے نظر آتے چنانکہ پندرہ مہینے مین
پندرہ برس کے معلوم ہونے لگے اور گاہ بیگاہ غار سے باہر نکلنے لگے اقامت آنجناب در میان غار بعض
روایات مین تین برس اور بعض مین سات برس اور بعض مین تیرہ برس اور بعض مین سترہ برس مین لفظ
حب ہوشیار ہوئے تھو انکی والدہ نے آندہ سے کہا کہ بچہ پیدا ہوا تھا وہ زندہ ہو اور نہایت خوبصورت و
فطین لائق دیارت ہو تو بھی آسکو دیکھ پنا سچہ آزر بھی حاضر ہو کر زیارت سے شرف ہوا اور بولا کہ اسکو گھر
یہ چل تاکہ مین نرود کے پاس لیجاؤن اور حضرت ابراہیم نے بھی اپنی والدہ سے فرمایا کہ اب مجھکو غار سے
باہر نکال شو آسنے رات کے وقت غار سے نکالا اہل تحقیق کے نزدیک قبل غروب آفتاب باہر نکالا تو
آنجناب نے آسمان وزمین و جبال و شجرہ دیکھے اور اپنے دل مین سوچے کہ بیشک انکا بھی کوئی
خالق ہو گا نا بچہ مجھکو پرورش فرمایا ہو وہ ہی انکا بھی پروردگار ہو اور متصل غار کے کچھ جانور چرے
آسکو دیکھ کر والدہ سے کہایہ کیا ہو آسنے ہر ایک کے نام بتلائے حضرت نے فرمایا انکا پیدا کرنے والا
بھی ہو آسنے کہا کوئی مخلوق بلا خالق نہیں ہو فرمایا ہمارا خالق کون ہو بولی مین فرمایا تیرا رب کوئی تو
کہنے لگی آزر کہا آزر کا پروردگار کون ہو بولی نرود پوچھا نرود کو کہنے پیدا کیا تب وہ ناراض ہوئی
اور بعض روایت کہتے ہین کہ آسنے کہا نرود کا پروردگار ستارے ہین اور جب آنجناب نے کوکب کا
خالق پوچھا تو آسنے سکوت کیا اور صحیح یہ ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سب تقریریں غار کے اندر
فرمائی تھیں اور اسوقت یہاں بھر کے تختے تپ انکی والدہ نے ایک طمانچہ مارا اور کہا ایسی باتیں کیا کہ
اور اس بحث کو آسنے اپنے شوہر سے اعادہ کیا کہ وہ بھی آیا حضرت ابراہیم نے جہنہ و ہی قعت پر
آندے تفصیل فرمائی کہ وہ ناراض ہو کر چلا آیا اور بروایت صحیح مین برس شکے تھے وہ بروایت سات
برس کے جب شہر مین جلوہ فرما ہوئے اسی دن رات کے وقت ستارہ زہرہ یا ثبت تری انقی منور
عالی ہوا تو ستارہ پرست سجدے مین گرے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس حرکت کو ملاحظہ فرما
کہا یہ سب کس تفہام یا اس قوم کے زعم باطل پر کہ یہ ہو پروردگار میزا پھر جب وہ غائب ہو گیا تب
ارشاد کیا کہ مجھے خوش نہیں آتے چھپ جانے والے اور جب رات ثمری توجہ و توجہ مین رات کا
چاند نمود ہو کے چکا اور مونتاب پرست سجدے مین گرے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
فرمایا کہ یہ ہو میرا پروردگار جب وہ خط نصف النهار سے دوسری طرف کو گزر گیا تو فرمایا

کہ اگر یہ ہدایت نہ کرے مجھ کو پیرِ رب تو لا ریب رہوں بہکنے والوں میں پھر جب صبح ہوئی ابرہہ آفتاب
افقِ مشرق سے جھلکا اور آفتاب پرست سجدے میں چلے تو فرمایا یہ جو پروردگار میرا کہ بہت
بڑا ہو جب وہ بھی غائب ہوا تو فرمایا کہ اے قوم میں بیزار ہوں اُس سے جسکو تم شریک
کرتے ہو میں نے اپنا نسخہ کیا اُسی کی طرف جسے آسمان اور زمین بنائے ہیں اور غالب میں
میلان کرنے والا ہوں سپہِ نیون سے سوا سے دین تو حید کے اور میں نہیں ہوں شریک
کرنے والا چنانچہ سورۃ انعام میں ارشاد ہوا قلنا جن علیہ الیل راسے کو کہا قال ہذا ربی فلما
اقل قال لا احب الا فلیس فلما راسے القمر باز قا قال ہذا ربی فلما اقل قال لکن لم یہدی
ربی لا کون من القوم الفنا لیں فلما راسے الشمس باز فختہ قال ہذا ربی فلما اقلت
قال یا قوم انی ہرئی مما تشترکون انی وہبت وجہی للذی فطر السموات والارض خفیفا وانا
من المشرکین چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام لڑکے تھے قوم کو دیکھا کہ خالق آسمان اور
زمین کا اللہ کو کہتے ہیں اور اپنی حاجت و مرد کے واسطے کوئی ستارہ پرست اور کوئی کتاب پرست اور کوئی
آفتاب پرست ہو گیا ہوتا ہے چاہا کہ میں بھی انہیں پرستوں میں سے ہو کر کوئی ستارہ ٹھہرایا جب
غائب ہوا تو جانا کہ ایک مال پر نہیں ہو کوئی اور ہی اسپر مال ہو اگر آپ فضل ہوتا تو
اعلیٰ مرتبے سے ادنیٰ مرتبے پر نہ آتا پھر چاند اور سورج میں بھی یہی عیب پایا بسکھو کہ
اُسی ایک کو پکڑا جسکو سب مانتے ہیں کہ سب سے بڑا ہو غرض کہ اس میں عقل سلیم چاہیے
کہ جب ایک کو ہا اُس سے کون کام نہیں ہو سکتا جو کہ دوسرا درکار ہو نہایت
مفسرین کو ہزار بی۔ کے معنی میں اختلاف ہو بعض نے ہر چل کہتے ہیں اور کہتے ہیں
کہ حضرت ابراہیم اولیٰ مال میں طالب توجیہ تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انکو توفیق
دی اور اوائل میں ایسا کلام ضرر نہیں کرتا جو بالخصوص مقام استدلال میں اور
بعض کہتے ہیں کہ یہ قول قابل اعتبار نہیں ہو اس واسطے کہ جو شخص پیغمبر ہی پر بھیجا جاتا ہو
وہ معصوم اور مطہر اور عارف بخدا ہوتا ہو اور خداوند تعالیٰ اسکا نگہبان رہتا ہو چنانچہ
ارشاد ہوتا ہو کہ ولقد آتینا ابراہیم رسماً رشداً من قبل وکتاہ عالمین پس انھیں مقدس
سے نص قرآنی میں کئی وجہ سے تاویل کیے تھے ہیں ایک یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
اپنی قوم سے عم باطل کو تدریج دور کرتے تھے کہ سرسہ تنہا ہی خطا ہو جو عم عظیم
اور تکبر کا کب میں مصدق ہوا اسلے کہ جو قابل تغیر ہو لیاقت ہے یہ نہیں

دوسرے یہ کہ قول حضرت ابراہیم علیہ السلام کا از قبیل استفہام انکاری سمجھنا چاہیے پس اس صورت میں آیت قرآنیہ میں حرف استفہام محذوف ہو یعنی اہزار بی یعنی نہیں ہو یہ پروردگار میرا اور یہ لفظ یقیناً تو بیخ اور انکاری قوم میں ابلغ ہو اس سے کہ فرماتے لیس ہزار بی تیسرے یہ قول حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بطریق احتجاج واقع ہوا ہو یعنی یہ پروردگار میرا ہو تمہارے زعم میں اور جب غائب اور غروب ہو گیا تو غرما یا کہ اگر یہ معبود ہوتا تو غائب نہ جاتا جو تھے یہ کہ آیت کریمین ایک فعل محذوف ہو یعنی یقولون ہزار بی اور محمد ابن کاظم علیہ السلام کہتے ہیں کہ یہ قول حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل اور روح سے نہ تھا بلکہ اپنے نفس سے تھا اس واسطے کہ روح اور دل کو دلیل ہر ایتی اور فطری دونوں حاصل ہیں اور نفس کو صرف دلیل فطری ہو پس نفس نے روح اور دل سے محاصہ کیا یعنی جب ستارا وغیرہ دیکھے تو نفس نے دل اور روح سے کہا کہ ہزار بی روح اور دل نے کہا کہ میں مشغول ہوں ہوا بلکہ مشغول ہوا اپنے پروردگار سے جو کہ ہمیشہ اور ایک جہت طرح ہم مشغول ہیں اور بعض روایات سے واضح ہو کہ مشاہدہ ستاروں کا غار میں واقع ہوا تھا اور گفتگو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ماں باپ سے بھی غار میں ہوئی تھی واضح ہوا کہ سابقہ نقب میں لکھا ہو کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام شہر میں تشریف لائے تو باپ و ماں آپ کے نہرود کے پاس لیگے یہ مرد و نہایت کریم منظر اور بصورت بد تھا حضرت ابراہیم نے اُسکو تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور غلام و کنیز پری پس کرماء منظر گرد تخت کے دست بستہ ملاحظہ کیے باپ سے کہا یہ کون لوگ ہیں جو گرد تخت کھڑے ہیں اور یہ کون ہو جو تخت پر ہو اُس نے کہا تخت پر خدا ہو اور گرد تخت اُسکی مخلوق ہو حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ خدا نے مخلوق اپنی آپ سے بہتر پیدا کیے ہاں یہ تھا کہ خود اُسے بہتر ہوتا کہتے ہیں کہ ازرتیجرون سے ثبت ہوا تھا اور حضرت کو دیا کہ باہر سے بیچ لاؤ سو آپ بتوں کی گردن میں رستی بازہ کے گھسیٹتے باز رہیں بجاتے اور پکارتے کہ کوئی لیتا ہو اُس چیز کو کہ جہین نہ کچھ نفع ہو نہ ضرر اس آواز سے کوئی بھی نہ لیتا بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اکثر بقصد استہزاء سے قوم یون کہتا کہ بتوں کو کھارے دریا کے کھارے اور پانی میں غوطہ دے کے کہتے کہ پانی بیوا کیون آپ کے باپ کو یہ خبر ہو چکی تو نہایت غصہ ہوا اور منع کر دیا تب حضرت نے فرمایا

کہ سوز و گمناہ میں ارشاد ہوا: اذ قال ابراہیم لایہ آزر تخذ صنما آلہ اللہ انی اذک وقومکے صنم ان میں
یعنی جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے تو بیکڑ تار جو سورتوں کو خدا میں دیکھتا ہوں تجھ کو اور
تیری قوم کو۔ سچ گمراہی ظالمین اور فرمایا کہ ابراہیم میرے کیوں پوجتا ہوا اسکو جو نہ سنے نہ دیکھے
اور نہ کام آئے تیرے کچھ کہا قال یا ایت لم تعبدوا لایسع ولا یعبود لایغنی عنک شیئاً اور کہا کہ اے
باپ انا ہر پہلو علم کو بشیئہ میں آتا ہر سو میری راہ چل کر قبلاتوں تجھ کو راہ سیدھی کہا قال
یا ایت انی قد اذنی من العمل ما لم یأکسنا فاعلم انی ایت یعنی ایک صراطاً سویا اور ابراہیم باپ میرے دست
عبادت کو شیطان کی کوشش میں ان کا نافرمان ہو رہا ہے کہ قال ان الشیطان کان للہین
ابراہیم میرے ڈرتا ہوں یہی بات سے کہ کو میں آگے تجھ کو ایک آفت رحمان سے چھپر تو
ہو جاوے شیطان کا ساتھی کہا قال یا ایت انی اخاف ان یمسک عذاب بن الہیم فتنک
للاشیطان ولما یمتنی شاید وبال کفر سے آفت آوے اور تو شیطان سے مدد مانگنے لگے اور
یہوں سے اعانت چاہے تو خراب و ذلیل ہو جاوے گا جب اس طرح کے نصائح حضرت
ابراہیم نے کیے تو آزر نے ناراض ہو سکے کہا اراغب انت عن آلہتی یا ابراہیم لئن لم تفت
لارجنک و اہجر فی مایا یعنی تو پھرا ہوا ہر میرے ٹھکانہوں سے اے ابراہیم اگر تو چھپرے گا
تو تجھ کو پھروں سے ماروں گا اور مجھ سے دور جا ایک مدت تک یہ سن کر فرمایا سلام علیک
سا مستغفرک ربی انہ کان لی حقیلاً یعنی تیری سلامتی رہے میں بخشو اوٹکا گناہ تیرے آج
رب سے کہ بیشک وہ ہر مجھ پر ہر بان مفسرین کہتے ہیں کہ یہ سلام ہر رخصت کا **کاف** آئمہ
اس آیت سے مفہوم ہوا کہ اگر دین کی بات میں مان باپ ناخوش ہوں اور گھر سے
نکلنے لگیں اور بیٹا کوئی بات میٹھی کہ کہ کھلے تو وہ بیٹا عاق نہیں ہو اور حضرت نے
گناہ بخشو انہ کو کہا تھا لیکن جب اللہ کی مرضی نہ دیکھی موقوف کیا اور اخبار میں مذکور ہے
کہ جب حضرت ابراہیم ہجرت کر کے چلنے لگے تو آزر نے کہا رنجیدہ ہو خدا تمہارا بہت بڑا ہر
تھکو ترنا نہ رکھیگا تب حضرت نے امید و ازیان ہو کے فرمایا سا مستغفرک ربی قطع لطف
اس سے استغفار کفار کے واسطے استدعا تو رفیق ایمان ہوا اللہ سے کہ سبب حضرت بڑا ہر
سیح بخاری میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم قیامت میں آکر کو عذاب میں گرفتار دیکھینگے
تو کہینگے کہ یوں میں نے نہ کہا تھا بت پرستی کہ میرا گناہ مان تو نے نہ مانا آزر کہیگا جو ہوا
شوہر اب میں تمہارا گناہ مانو لگا تب حضرت ابراہیم جناب الہی میں عرض کرینگے کہ ابراہیم

رب فرستے مجھ سے وعدہ کیا ہو کہ میں تجھ کو قہماست میں جیت نہ کر دوں گا اور اس سے زیادہ کون نہ دے گا جو
 کہ میرے باپ کا یہ حال ہو کہ عذاب میں گرفتار ہو و شہر صاحب فرماؤ نیکی اور ابراہیم میں بہشت کو
 کافرون پر حرام کر دیا جو بنی ریحان نہیں کہ یہ دوزخ سے نکلے اور بہشت میں جائے پھر حضرت
 ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اپنے پانوں کے تلے دیکھو تو دیکھینگے کہ آندہ خاک آلودہ جانور ہو گیا پھر
 فرشتے کھسپت کردوزخ میں ڈالینگے یعنی تبدیل صورت سے عار و رنجگی کہ کوئی نہ پہچان سکے گا
 اس سے معلوم ہوا کہ بغیر ایمان بنا مارشہ کام نہ آئیگا سبحان اللہ جبکہ ابراہیم سا بیٹا ہو و دوزخ
 میں رہے نفسیر سحر الجور میں لکھا ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بابل سے کوہستان فارس میں گھر
 سات برس رہے کہ اس عرصہ دراز میں آذر باب ابراہیم علیہ السلام کا مر گیا اور تیخانوں کی آڑ میں
 اور تمام اہتمام انکا سنگ چا سے متعلق ہوا پھر بابل میں تشریف لائے اور وہی مذمت اور نکوش
 تیوں کی شرمش کی اور مجاہد و مقابلہ قوم سے جاری فرمایا اور درپڑ اس بات کے ہوئے کہ
 قوم کو دھت ایمان فرما دیں تب سب نے جمع ہو کر کہا تو کسکو پوجتا ہو فرمایا پروردگار عالم کو تو قوم
 کہانہ رو کو پروردگار کہتے ہو یا کسی اور کو ارشاد کیا میں اپنے خدا کو کہتا ہوں جس نے منہ و وجہ
 عالم کو پیدا کیا پھر حضرت نے قوم کے لوگوں سے فرمایا ماخذ التماثل الی اتم لہا عاکفون یعنی
 یہ کیا سکھیں ہیں جسکے تم مجاور رہتے ہو معلوم ہوا کہ بہتر تعلیم میں تھیں بعض سونے و چاندی کی اور
 بعض لوسے و راسخے کی بعض لکڑی و پتھر کی مگر ایک بہت حلای مرصہ سچو اہر جسکی مدھون انکھون
 یا قوت جڑ سے تھے سب میں بڑا تھا اور نفسیر میں ہو کہ فرستے تھے اور ایک بہت بڑا تھا
 جسکی آنکھوں میں دو موتی جڑ سے تھے اور تہیان میں ہو کہ درندے و دیو و دواب و آدمیوں کی
 تصویریں تھیں اور بعض کے نزدیک ستاروں کی بہر تقدیر کافرون نے جواب دیا کہ ہننے اپنے
 باپ دادوں کو اسی طرح دیکھا ہو اور ہم مقلد ہیں فرمایا تم اور تمہارے باپ دادے سچ غلطی میں
 رہے ہیں قالوا اجتنبنا بائع ام انت من الاعجمین یعنی کافرون نے کہا کہ تو سچی بات لایا ہو
 یا بازاری کرنے والا ہو کہ بتھیل مراح و طایر بات کہتا ہو تب حضرت ابراہیم نے فرمایا میں تمھیں نہیں کہتا
 کہ اچھی دیتا ہوں کہ پروردگار تمھارا وہ ہے جسے آسمان و زمین اور ان تصویریں کو پیدا کیا ہو قسم ہو
 اللہ کی علاج قرار دے گی کہ وہ تمھارے بتوں کی جب تم بیچ پھر کر جاؤ گے کہا قال اللہ تعالیٰ
 فی سورۃ الانبیاء بل ربکم رب السموات والارض الذی نظر بن وانا علی ذلک من الشاہدین و تاتھیر
 لاکیدین و خدا کے بعد ان تو لو ادھر ہیں علامہ ہنوی سدی مفسر کے روایت کہتے ہیں کہ سال میں

نو کہا من مصل بذا بانو متنا ان لمن انظار علیہن یعنی یہ کام کس نے کہا ہمارے ٹھاکروں سے وہ کوئی بے نصابت جو
 اور کچھ لوگ بولنے لگے غائب یہ جو کہ ابراہیم نے کیا ہے کیونکہ ہمیشہ میں کیا کرتا تھا اور کوئی بولا جیسے ایک جوان کہجے
 کہتے سنا تھا یعنی تا حد لاکھ دن صفا کلم وہ ابراہیم تھا جب اس واردات کا چرچا ہوا تو سرورِ مہر وود کو بھی اطلاع
 ہوئی تو اسے اور اس کے غریبوں نے کہا کہ ابراہیم کو سب کے رب و رب الاو کو سب اسپر گواہی دین اور میں مترادف
 چنانچہ حضرت ابراہیم گرفتار ہو گئے اور سرور نے پوچھا انت نعانت ہذا بانو متنا یا ابراہیم یعنی تو نے کیا ہر کام
 ہمارے سروروں سے ابراہیم فرمایا بل فعل کہ یہ ہم ہزار سالوں میں ان کا نواذیقہ تھو ان یعنی اس بڑے بت نے
 کیا جو چھ لاکھ تھو ہے اگر وہ بولتے ہیں یعنی میں نے تو نہیں کیا بلکہ اُس نے کیا ہے جو کہ تمہارے زعم میں بڑا ہے
 اور انھیں سے ہتھسار کرو اگر بولتے ہیں کیونکہ قوت ناطقہ شمر ہر فعل کی اگر بولیں تو دریافت کر لو کہ اس نے
 توڑا ہے اور جو نہ بولیں تو معلوم کر دو کہ میں نے توڑا ہے جو ممکن کہتے ہیں کہ یہ قول حضرت ابراہیم سے پہلے استہزا
 واقع ہوا ہے نہ بطریق خبر فرجہ الی الخسم تھا لو انکم اتتم انظار لکن تم کسوا علی الخسم تقد طمست ہاؤ لا تطلقون
 یعنی سوچے کفار اپنے جی میں اور بولے آپس میں کہ تم ہی بے انصاف ہو جو ایسے کو پوجتے ہو کہ نہ سنے نہ بولے
 نہ دیکھے پھر انہوں سے ہوا ہے سر ڈال کر تو جانتا ہے جیسا کہ بولتے ہیں یعنی پہلے کہا کہ تجھ کو چنے سے کیا فائدہ پھر
 شمر مذہب جو کہ کہنے لگے کہ تو جانتا ہے یہ نہیں بولتے کچھ سطح کہتا ہے کہ اس نے پوچھو جب کا فرق اکل ہوے
 اور دلیل حضرت کی تمام ہوئی تو فرمایا اقمندون من دون اللہ لا انقلم شیا ولا یغیرکم اوتی لکم ولما بعدہ
 من دون اللہ انما تمقلون یعنی پھر تم پوجتے ہو اللہ سے دے ایسے کو کہ تمہارا نہ کچھ جہلا کرے
 رہتا ہے انہوں میں تم سے اور جبکہ تم پوجتے ہو وہ اسے خدا کے کیا محو عقل نہیں ہر تب کفار بہت بڑے
 اور بولے اس کو جہلا و اور اپنے ٹھاکروں کی مدد کر رہے تھے کے نزدیک یہ کلمہ سرور نے کہا تھا اور ان عمر سے
 روایت ہے کہ فاکل اس قول کا یہ سن تھا کہ اسی وقت میں بھیٹی اور وہ سیدھا ناہنم میں داخل ہوا آخر کار
 سرور نے آنجناب کو قید کیا پھر ایک دن مجلس عام میں بلکا کر پوچھا کہ تو ہمارے بتوں کو بد جانتا ہے جو انکو ٹوڑا
 بیان کرتے اور غوی کیا ہے اور یہ دروغ گاریہ اکون ہر حضرت نے فرمایا میرا خدا ایسا ہے کہ عنان امانتہ و احیائے
 جسمہ اختیار میں رکھتا ہے اور تمام اعزاز و اذلال اپنے خیر اقتدار میں ہے ہر جان کہ وہی تو اندر بود
 قدش آرد از عدم بوجودہ کما قال اللہ قال ابراہیم ربی الذی یحیی و ممیت اسکے جواب میں سرور بولا
 انا حی و امیت یعنی میں بھی باتا چلاتا ہوں چنانچہ ایک دائم مجلس قیدی کو جو پوٹو یا اور کہا میں نے
 تم سے کوئی نہ کیا اور وہ سر سے قیدی بگیناہ کو قتل کر دیا اور کہا زہر سے کوئی نہ کیا شاید اس بیوقوف کا
 اعتقاد یہ تھا کہ ایسا نام محض کا ہے اصحا ماتہ قتل کا مالانکہ امانتہ و احیائے کچھ مناسب نہیں یا شاید

ایسا نہ ہو کہ حاضرین مجلس پلہیں پلہیں کرتا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہ تمام موقوفہ و وصیت میں
تھے نہ محل مجاہدہ و وصیت میں مطلقاً شریک نہ ہوا کی رعایت نہ کی اور اصلاً تو نہیں ہو سکتا بلکہ مسافر نہ
بالحد کے اعتراض سے اعراض فرما کر ایسی محبت بروئے کار لائے کہ سوائے خدا کے کوئی جواب نہ ہو سکے
لکھا قال الشرف الابرہیم ان اللہ یاقی الشمس من الشرف فانت با من الغرب یعنی کہ ابراہیم نے کہ
اللہ تعالیٰ لاتا بہ آفتاب کو ہر روز جیسے طلوع سے نہ تو اوڑھ لے گا نہ مل غروب سے نہ تو شرق ازید و
رازد ہو کہ تو مشرق رویش کن زغرب و غروب است الذی کفر سو سو ہوت ہو گیا جو نہ کہ تو یعنی ازید
اور محبت اسکی منقطع ہو گی اور یہ اندھا غیورہ پیغمبر تھا اسلیئے کہ اگر نہ روکتا کہ میں آفتاب کو شرق
جانب غروب لاتا ہوں تو قوم پر پڑے شیدہ رہتا اور جو بالقرین نہ روکتا کہ اپنے خدا سے استہکاک کہ نہ غربت
نکالے تو قبل قیام قیامت واقع ہو جاتا اور خلیل اللہ علیہ السلام کا جو خوی مائل ہوتا پہنچا روایت ہے کہ
حضرت جبریل علیہ السلام کو ارشاد ہوا تھا کہ تم حاضر ہو کہ اگر نہ رو د ابراہیم سے سکے کہ تو آفتاب کو غرب سے
کمال تو آفتاب پھیر کر غرب سے کمال دینا سے عجز مانسو تہ تشریف نہ نیست و تریح و تار کشش کہ نیست
اہل تحقیق کہتے ہیں کہ عدول حضرت خلیل کا ایک دلیل سے دوسری دلیل کی طرف عاجزی نہیں ہر بلکہ سبب
حضرت نے دیکھا کہ نہ رو خواہ کے نزدیک ملزم ہو اگر عوام اس کے فعل کو امانت دیا سمجھتے ہیں لہذا
دلیل تین پر انتقال کیا تاکہ الزام زیادہ ہو اور عوام کے روبرو بھی رسوا ہو و موجر ابو الفتوح نے یہ
جواب میں منقول ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے دیکھا کہ ایک قیدی کو رہائی دیکر بولا یہ اچھا ہے اب میرے
مار کر بھیگا یہ امانت ہو سو قبل قتل ہونے بگینا اسکے از رو شہادت دوسری دلیل پیش کی اور قیام
مستقیم میں ہے کہ حضرت نے مابانہ یمن مناسب بنم نہ رو نہیں ہر تب بقضاء سے تنگوار انسان علی تقدیر علم
یون ارشاد کیا کیونکہ اکثر قوم کے لوگ نجوی تھے اور حرکت خاصہ کہ اکب شیار مغرب جانب مشرق
معلوم تھی اور حرکت شمر قیمری و خمس سو انجناب انھیں کے علم سے محبت لائے اور کہا کہ اگر
ہمارا آفتاب کو برخلاف اسکی سیر کے حرکت دیتا ہے کہ وہ دشوار ہے پہلا تو موافق اسکی سیر کے کہ مغرب
جانب مشرق ہے حرکت دے کہ حرکت فسر سے آسمان ہر یا کہ اہل محاسن عظیم شمس کہتے تھے سو فرمایا
کہ جو تمہارا ہجو وہ میرے رب کا مقتدا ہے اور اگر کوئی خیال کرے تو حضرت ابراہیم نے کیا خوب
استثنائی معقولی بنا کر پیش کیا تھا کہ نہ رو ساکت ہو گیا یعنی مہجود بحق کو قدرت جمیع کمالات پر لازم
اور وہ لازم تجہیز منتفی ہے تہجیر مہجود نہیں ہے اور قیاس استثنائی منطق میں وہ ہوتا ہے کہ یمن
ثانی کی مستثنیٰ ہو پس نقیض مقدم کی نتیجہ خارج ہوا اور حضرت نے قواعد طرح شروع میں اپنے

اور دوسے دیدار میں یقین میں تھا جاتا تھا تو تفسیر یہاں نہیں ہو کر تباہ ایمان اور ہر اور درجہ یقین اور سو
حضرت کو احیاء موتی کا ایمان کامل تھا اب ستہ عالمی کہ یہ ایمان زبور یقین سے آراستہ ہو جائے اور
موجود حق انتخاب میں یقین تھا کہ ولیکن من المؤمنین اور محمد اسحاق کا یہ قول ہر کسب نہر دوسے
مناظرہ ہوا تو اس نے دعویٰ یعنی احیاء امانتہ کیا اور دکھلایا تو حق سے مجلس نے قبول کیا حضرت نے
اللہ سے درخواست کی کہ مجھ کو کسیت احیاء دکھلا تا کہ تمقا وہملا کہ تزدیر نہر دین گرویدہ ہو سے ہیں
کہ میں کہ احیاء امانتہ نہر دکی باطل ہے اس صورت میں اطمینان قلب تو مقصود تھی یعنی لعلیٹن قلب
تو میری تفسیر تمہاں میں ہر کسب نہر دنے مارا بلانا دکھلایا تو حضرت ابراہیم نے کہا یہ احیاء نہیں
لانہ اعادۃ الروح فی الجسد و نہر د اصل اسحاق متب نہر د بولا تو نے دیکھا ہو یا دکھلا سکتا ہے حضرت نے
جواب نہ دیا اور دوسری دلیل پر انتقال فرمایا بعد اسکے اللہ سے درخواست کی کہ مروسے کو زندہ کر
تا کہ وقت مناظرہ اپنے مشاہدے سے خبر دے اور تفسیر کہہ میں ہر کسب نہر د کی امت محتاج
سجڑہ ہوتی ہے اسی طرح پیغمبر بھی وقت نزول ملک الہی مشتاق مجر ہوتا ہے تا کہ اطمینان ہو جا
کہ یہ فرشتہ ہو نہ دیو شوق نہیں کہ حضرت ابراہیم نے وقت نزول فرشتے کے اسی مجرے کی طلب
کی ہو اور عالم میں ہر کسب خداوند تھا نے ابراہیم کو اپنا خلیل بنانا چاہا تو آوازہ خلعت زمین و
آسمان میں بھیجا کہ حضرت عزرائیل نے منادی شنکرا تھا کہ کیا کہ یہ بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
پاس میں لیجاؤ گنا چنانچہ حضرت عزرائیل دو تختہ غلیل پر شریف لائے اس وقت آجیناب قفل
بند کر کے کہیں باہر شریف لگئے تھے تھوڑی دیر بعد گھر آئے تو دیکھا کہ ایک شخص جنب گھر کے
اندہ بیٹھا ہے تبصرتا ہے غیرت انکو غصہ آیا جا پا کر اسے گرفتار فرما کر سزا دین حضرت عزرائیل
علیہ السلام نے دست بستہ عرض کیا کہ انو خلیل انیدی میں فرشتہ رب جلیل ہوں موافق حکم کے
اسکے خلیل کے گھر میں آیا ہوں اگر مجھے اذن دے گی نہ تو تو ایسی ستاخی نہ کرتا آجیناب نے کہا
تمہارا نام کیا ہے اور تم کس قسم کے فرشتے ہو کہا میں عزرائیل ہوں تمکو بشارت خلعت لایا ہوں
کہ رب العالمین نے بسبب غلامی نیت آپ کے خلعت خلعت پہنایا اور کوس عنایت سجایا
و ترانہ و اتخذ اللہ ابراہیم خلیلاً گوش ساکنین ارض و سماں پہونچایا ہے حضرت ابراہیم
علیہ السلام یہ فردہ سکھر مرام حمد و ثنا سجلا لائے پھر دیکھا کہ اس بشارت کی دلیل کیا ہے حضرت
عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میرے دعویٰ پر گواہ یہ ہے کہ تم ستباب الدعوات ہو سے تمہاری
دعا سے خدا مروسے کو زندہ کر دیکھا تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذایت شوق سے دعا مانگی

رب ارنی کیفیت تجھی الموتی اور بعضے عقلا کہتے ہیں کہ قوت وہمیدہ اشیاء غیر محسوسہ کے اور اکملین مقصر ہو مگر قوت عقلیہ البتہ اشیاء غیر محسوسہ کو سمجھ سکتی ہو اور اس سبب سے جب عقل وہمیدہ متخالف واقع ہوتا ہو تو طبع انسانی شوش و متردد ہو جاتی ہو اور دل مضطرب و مضطرب اس لیے حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام نے خداوند عالم سے یہ سوال فرمایا تاکہ قوت حساسہ اس ایسا کی مشاہدہ سے مشوشات طبع کو وضع کرے اور دل ساکن و مطمئن ہو جائے پس حقیقت نقیض احیائے مطمئن انقلاب تھے لیکن کیفیت میں تامل تھا کس واسطے کہ صورت احیا مختلف ہوتی ہو پس احیاء کے سوال سے گویا کیفیت احیاء مراد ہو یعنی حضرت نے چاہا کہ بطرح نفس احیاء مطمئن احیاء ہوں اسکی کیفیت سے بھی مطمئن ہو جاؤں اور اسی واسطے رنی احیاء الموتی نہیں فرمایا بلکہ کیفیت تجھی الموتی کہا اور اسی قول کے قریب قریب فتوحات میں حضرت شیخ اکبر وحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طریق احیاء مختلف ہو بطرح وجود خلق اس واسطے کہ بعضے فتوحات کلمہ کن سے موجود ہوتی ہیں اور بعضوں کو ایک ہاتھ سے اور بعضوں کو یدین سے اور بعضوں کو ابتدا و اور بعضوں کو مسبب اور مخلوقات کے پیدا کر دیا ہو جب اس طرح سے حضرت ابراہیم نے دیکھا تو جانا کہ احیاء خلق بعد از موت قسم دوم ہے اور یہ بھی مختلف ہوگی پس درخواست کی کہ کون قسم کی ہو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سبب اس سوال کا یہ تھا کہ ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام حجرہ طبریہ سے عبور فرماتے تھے ایک مردار کنارہ سے دریا کے پڑا ہوا دیکھا کہ وہ مردار کے پچھلیان لگے سو سو وغیرہ جانور دریائی اپنا رزق اس سے لیتے ہیں اور وقت خبر دریا کے پچھلی اوگہ چلے جاتے ہیں حیوانات جنگلی اس پر متوجہ ہوتے ہیں اور کھاتے ہیں بعد اسکے مرغ مویشکاری غیر شکاری اپنا حصہ لیتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وہاں ٹھہر کر کمال تعجب سے دیکھا اور اپنے دل میں تصور کیا کہ مجھ کو یقین ہو کہ خداوند کبریا تا دوزہ کہ اس مردے کو زندہ کرے کیونکہ قدرت بیروال اور قوت پرکمال اس پر درو گار کی شاہدہ نقصان اور زوال سے پاک ہے چو قدرش علم کن حکان برافراز و ہذا زمیستی سو سے ہستی کشد جواسنے را چہ لیکن یہ مردہ کہ اسکے اجزا متفرق دریائی جانوروں اور صحرائی درزروں اور جو آئی مرغون کے جزو بدن ہو گئے ہیں کس طرح زندہ ہو گا لہذا سوال کیا کہ رب ارنی کیفیت تجھی الموتی اور ایک جماعت مفسرین اس طرف گئی کہ ایک روز ابلیس پر تلہیس کنارہ سے کسی دریا کے گذرا وہاں ایک قبر دیکھی کہ مردہ اسکا باہر پڑا اور مخرج ہوا جانور

دریا حیوانات صحرائیں سے اپنا حصہ لیتے جاتے ہیں ایک ساعت کامل وہاں توقف کر کے خوب دیکھا اور دیکھ کر کہا یہ خوب جیسا ہے۔ ہاتھ لگا اب میں بے عقلموں اور کوتاہ نظروں کو دام فریب میں پھاسوں گا کہ قیامت کو خالق ذوالجلال ایسے اجزائے متفرقہ کو اطراف عالم سے کس طرح جمع کرے گا اور ایسے اعضا سے پرگندہ کو جو اصل طور اور اجواف سباح سے کیونکر کیا کرے گا؟

حکم الہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہونچا کہ فلاں دریا کے کنارے جلد جا کہ میرے دشمن نے کہا اور فریب کا جال پھیلارکھا ہے چاہتا ہے کہ میرے بندوں کو پھانسی حضرت خلیل علیہ السلام حکم رب علین دریا پر تشریف لائے ابیس علیہ اللہ تعالیٰ کو متحیر کھڑا ہوا دیکھا حضرت نے ارشاد کیا کہ اگر ملعون کیا تامل کرتا ہے اور کون نقشہ بکد کا اپنی لوح فکر پر کھینچتا ہے ابیس جواب دیا کہ اس مژدے کی کیفیت سے متحیر ہوں کون مہمار اس فائدہ خراب کو بنا سکتا ہے اور کون مہندس اس نقشے کو از سر نو کھینچ سکتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اتورہو کیا محل تحیر ہو وہی مہمار قدیر جو اسکو کشان عدم سے مہمارے وجود میں لایا تھا قادر ہے کہ دوبارہ مرتبہ ذرا تیر فرقہ سے ساحت جمیت میں پہونچا دے کہ کوڑہ کوڑہ گڑہ گڑہ رابست کند۔

چون بخواب باز قائم میکنہ انکہ داند کوڑہ کہ دن از نخست بدیم عجب گرسنا زوا شکستہ بہت

لیس ابراہیم علیہ السلام نے زبان سوال کہو لی کو آہی دکھلا چھک کو کس طرح مژدے کو زبہ کرتا ہے تاکہ یہ طاعی ملزم ہوا اور دل میرا اسکے التزام سے اطمینان پکڑے اور اہل تصوف فرماتے ہیں کہ مراد موتی سے وہ قلوب ہیں کہ انوار مکاشفات سے محجوب ہوں اور احباب عبارت ہر چہ جلی انوار کو بہتہ سے اور زمانہ حضرت ابراہیم میں اوجی اس نعمت سے بے بہرہ

اس واسطے حضرت نے فرمایا کہ رب ارنی الخ یعنی قلوب کا زندہ ہونا مجھ کو دکھلاتا کہ دل میرا اس تجلی کے حاصل ہونے سے آرام پائے اور معلوم ہو جائے کہ یہ لوگ بعد سے قریب پہونچے اور بعض کہتے ہیں کہ جب اللہ جل شانہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فریاد سمیٹ لیا علیہ السلام کا حکم دیا اور حضرت نے با متثال حکم ربانی مقدمات فرمایا یہ اقدام فرمایا تب آپ نے دعا مانگی کہ اے الہی تو نے حکم دیا کہ زندہ کو بے جان کر میں مے اسپر اقدام کیا اب میں درخواست رکھتا ہوں کہ مژدے کو زندہ کر تاکہ میں دیکھوں اور ایک وجہ اور بھی ہے کہ تمام خلق پر بروز قیامت حقیقت مہر اور شہر بخوبی روشن ہو جائیگی اے حضرت نے چاہا کہ آج دنیا میں مجھ کو احیاء موتی دکھلا دے کہ مجھ کو اطمینان حاصل ہو

کاتب کی ہر مشاہدہ کتابت اور خیال عاشق کا یہ ہر کہ شاید محبوب و لہو از برقع ناز آٹھ کمر
 فرماوے کہ انظر کیت کتب بیان بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اویا موتی گو یا ہاتھ
 شہود محیی تھا اور چونکہ طلب تقاریر اور اشارے سے واقع ہوئی تھی جواب بھی پوشیدہ
 ملا کہ اولم تو من اور ارباب و جان ذراتے ہیں کہ باعث سوال کا صرف استماع اس
 کلام کا تھا اس واسطے کہ مانند دوست میں عاشقوں کو ایک ذوق ہوتا ہے اور مسکوحاں
 نہیں ہوتا وہ اصلاً نہیں جانتا ہو سکتی کہتے ہیں کہ جب خطاب با عتاب اولم تو من
 حضرت خلیل علیہ السلام کو پہنچا آپ نے جواب دیا کہ سچا ایمان رکھتا ہوں لیکن مشتاق
 بہال تھا یا جو یقین کامل کے میں نے آپ کو لباس اہل گمان میں پوشیدہ کیا تھا
 تاکہ یہ جواب سنوں اور دل میرا آرام پائے **سورۃ التیقی الود** مابقی القاب
 بالجملہ جب حضرت ابراہیم نے عرض کیا کہ میں اسکا ایمان لایا ہوں کہ تو مردوں کو زندہ
 کرنے والا ہے اور تیری قدرت کا مذکور دیدہ ہوں لیکن یہ سوال اس واسطے میں نے کیا ہے کہ
 مجھ کو اطمینان ہو جائے اور میرا طلب آرام پائے یعنی عین یقین حاصل ہو تو ارشاد ہوا
 فخذ اربعۃ من الطیر فصر بن ایک ثم اقبل علی کل جبل منہن جزوا ثم ارجعن یا ینک سبیا
 یعنی پس کچھ تو چار جانوروں کو لے کر آئے پھر انکو بلا اپنے ساتھ پھر فال ہر ایک پہاڑ پر
 انکا ایک ایک ٹکڑا پھر انکو تیار کر کے آوین تیرے پاس دوڑتے چنانچہ حضرت ابراہیم نے
 چار جانور لیے ٹکڑے ٹکڑے کر کے مرغ انکو اپنے ساتھ بلایا کہ پہچان رہے پھر ذبح کیا اور
 ایک پہاڑ پر چاروں کے سر کے دو ٹکڑے چرائے پر تیرے پر دوڑتے چلے پہر پہر کھڑے
 اور ماہین جبال کوڑے ہو کر ایک کو تیار کر کے اسکا سر اٹھکھڑا ہوا بین کھڑا ہوا پھر دھڑ
 چلا پھر پر گئے پھر بانوں کو وہ دوڑتا چلا آیا اسی طرح چاروں آئے اور بعضی روایتیں
 بجائے کوڑے کے گدگس جو اور بجائے کبوتر کے بٹا اور عطا مفسر کہتے ہیں کہ بٹا سبز
 تھی اور تو اسیاہ کبوتر مرغ خروں سفید اور بعض محققین مفسرین یون روایت
 کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جانوروں کو ذبح فرمایا اور سر انکے
 ماتم میں لیے اور تمام اجزاء کو خوب کو ٹکڑے بنا دیا پھر انکے چار حصے کیے ہر ایک حصے کو
 ایک ایک پہاڑ پر رکھ دیا اور آواز دی کہ احو مرغ آؤ اپنے سروں کی طرف پس علم
 خدا سے چاروں جانور اپنے سروں کی طرف اجناسے متفرق ہوئے بلکہ دوڑنے سے

سے پہنچا دیکھ کر سر ہلکے ہونے لگا

سے پہنچا دیکھ کر سر ہلکے ہونے لگا

اول حکمت دہنے میں یہ تھی کہ کسی طرح کا شبہ باقی نہ رہے اس واسطے کہ تو ہم اس امر کا ہوتا تھا کہ شاید اور بھی جانور ہوں یا شاید خیال کیا جائے کہ پانوں اُنکے درست نہیں ہوئے ہیں دوسرے یہ کہ جانور کے دوڑنے میں جو حال معلوم ہوتا ہو وہ اڑنے میں نہیں دریافت ہوتا تفسیر انوار میں لکھا ہے کہ جو شخص کہ اپنے نفس کو میات ابدی سے زندہ کرنا چاہے تبرک کہ خواہے صفات بدنہ کو تیج ریاضت سے پہل کرے اور ایسا کوئی کہ تندی انکی جاتی رہے اور فرمانبرداری پر قرار واقعی مستعد رہیں پھر انکو عقل اور شرع کی طاعت بلا دے تاکہ بطریق متابعت اور مطاوعت جلدی کہ میں اہل معافی علیہم الرحمۃ فرمائے کہ چار جانور کے ذبح کرنے میں یہ اشارہ ہو کہ کبوتر پرستہ آدمیوں کے نسبت رکھتا ہو اُسکے رشتہ الفت کو توڑے اور غروں میں ہمیشہ مالک مشہوت رہتا جو اُسکو ذبح کرے کہ بند مشہوت سے نکلے اور کبوتر منہج مدرس اور طمع ہو اُسکو قتل کرے کہ صفت حرص اور طمع دور ہو جائے اور طاؤس صحیح زینت ہو اُسکا سر کاٹے تاکہ آرا کش دنیا انگھین اُسکی بند ہو جائیں تب حقیقت معنی پر ہو پنچے حضرت بہاء الدین نقشبند علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آرائش ظاہر و پرانی باطن کا سبب کامل ہو اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص تیج مجاہدہ سے ان پادوں مفتون کو ذبح کر دے حیات ابدی اور زندگی کافی سہری اُسکو حاصل ہو اور حکیم سنائی فرماتے ہیں کہ چار ترغ است چار طبع بدن و جلد را بہر دین بزن کہ دن و شب با میان عشق و عقل و دلیل و زندہ کن ہر چاہدہ اچھیل یعنی آگ نمونہ ہو قہر کا اور مشہوت شمر ہو ہوا کا اور حرص خاصہ ہر پانی کا اور تیرگی و تہرہ ہر خاک کا پس انھیں ارکان کا تیج ریاضت سے ذبح کرنا لازم ہو اور تخصیص پرندوں و جو یہ ہو کہ نوع مرغ و طیف حیوانات میں ہو اور حیات و طیف اشیاء ہو اور سائل طیف فی خداوند لطیف سے مشابہہ و طیف اشیاء کا سوال کیا طیف عیسٰی نے قضا کی کہ یہ صورت و طیف حیوانات پر ظاہر کیجائے تاکہ وجہ مناسبت بھی بخوبی پیدا ہو تفسیر کبیر میں لکھا ہے اگر کوئی شبہ کہے کہ ایک حیوان کے زندہ کرنے سے بھی مطلب حاصل تھا چار کی کیا ضرورت تھی تو جواب یہ ہے کہ حضرت امیر اہم علیہ السلام نے موافق عبودیت کے درخواست کی خداوند کبریا نے بقدر رجحانیت دکھلایا مگر خداوند تعالیٰ خود بخود ہی اس درخور خود بخوشم و آنحضرت جو اہر میں لکھا ہے کہ شاید یہ وجہ ہو کہ

سوال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طلب حیات سے تھا اور حیوان کے ارکان چارہین آگے پانی ٹانگ ہوا اور ہر ایک حیوان کے بدن میں چار جلدیں ہیں خون ہضم سودا صفرا اور اعضا سے ریسہ بھی چارہین دل دماغ کبد انشیاں اور ہر حیوان میں چار قوت طبعیہ ہیں قاذویہ ثانیہ مؤکدہ و مقصورہ اور چار قوتیں ایک خادۃ ہیں جاذبہ مائیکہ باطنیہ دافعہ اور یہ چارہین محتاج زمین چار کیفیت کی حرارت یہ پوشت رطوبت جبروت پس مدار ہر کام کا حیواناںست میں مختص ہر چار سے لہذا ابراہیم اور اس عدد کا مناسب ہوا اس واسطے کہ یہ وقت وقت اظہار آثار حیات کا تھا اور رباب تذکرہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کو پیر اور زبیب اور زینبیت حضرت آدم علیہ السلام جو بہشت میں تھے یاد کر اور کوتے کو گرفتار اور رغبت اور حرص حضرت آدم کی اکل شجرہ میں مشاہدہ کر اور کہوتہ کو دیکھ اور لغت اور وابستگی حضرت آدم کے ریاض فردوس سے پیمان آور خسروں کو سنے اور شہادت وصال آدم علیہ السلام کو جو حضرت نوح سے ہوئی تھی دل میں خیال کر اور حبس وقت انکو ذبح کر تو ہو ہوا آدم علیہ السلام میں بخوبی فکر کر کہ بہشت مان بہشت سے کس طرح زندان دنیا میں گرفتار ہوئے اور زینبیت رضوان کو محنت اس گناہ اخذان سے بدل ڈالا اور سرانجام زینبیت اکل میں زحمت جو ع حاصل کی اور سب سے نور لغت کے علمیت و صحت ملی اور صحت و صحت مہاجرت اور فرقت سے بدل ہوئی اور جب میں دیکھو زندہ کروں تو اس نکتہ دیندہ کو لوح ضمیر پر تصویر کر کہ حضرت آدم علیہ السلام کو میں نے بعد غربت اور وحشت کے زیور تو بہ سے مثل عروس آراستہ کیا اور لباس قربت اور وصال چھڑا اس جسم زار پر پہنایا اور فائدہ اس فکر کا یہ ہر کہ جب حال آدم علیہ السلام کا معلوم ہو گیا تو پھر تجھ پر پوشیدہ نہ رہیگا کہ احوال آدمیوں کا بھی منقلب اور متغایر ہوتا ہے جو نہ عشرت اور مصیبت کو دوام ہوا اور نہ محبت اور کینیت کو تمام **ص** رعدہ بر سر نہ زند آدم ہر چہ آید بگذرد بہشت مشککہ اور محنت اور شدت میں صبر اختیار کرے اور کوئی نالی زحمت راہ فرسندی طلب نہ کریں ہمہ اندوہ و غم و نیم ساعت بگذرد و دو کوئی نالی بدولت ہمیش ازین شاوی مکین چشم تا بر ہم زنی اقبال و دولت بگذرد و امام عبد اللہ کا فصول میں بیان کرتے ہیں کہ چاروں طیور میں ایک ایک صفت بہتر تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تاہر کتاب اذن صفات کے بھی اشارہ ہوا ہے یعنی ابراہیم علیہ السلام

ملائکے میں حسن خلق ہو تو بھی حسن خلق اختیار کرے اور خود میں سیدار سحر خیز ہو تو بھی رات کو
 وظیفہ ذکر اور مناجات کرے اور بامصنعت طہارت سے موصوف ہو تو بھی ظاہر اور باطن اپنا
 پاکیزہ رکھے اور غراب عزت گنہگار اور گوشہ نشین ہو تو بھی اپنے دل کو اندیشہ اختیار سے
 دور رکھے مناسب نیت یکجا جمع کرے اور ہوا سے یا رباسودا سے اختیار ہفتہ کی خبر معلوم
 میں لکھا ہو کہ حکمت اس حکم میں یہ ہو کہ ملائکے میں حسن اور جمال میں سب مرغون سے مستفید
 اور انسان جمال اور نکوئی میں سب حیوانات سے افضل ہو کہ فقد خلقنا الانسان فی احسن
 تقویم سو ملائکے مشابہ ہو آدمی کے اور خود میں مشابہ ہو فرشتے کے یعنی بسطرح فرشتہ
 تمامی اصناف موجودات سے ذکر و ذابین بیشتر رہتا ہو خود میں بھی تمامی انواع طیور سے
 طریقہ ذکر میں اکثر ہو اور بطوفاات سے مناسبت ہو اس واسطے کہ جن کبھی ظاہر ہوتا ہو
 اور کبھی مخفی اسی طرح بطبعی اور پرآتی ہو کبھی نیچے اور درخ کو سیاہی رنگ اور
 طول عمر اور بقاوت فعل کے نسبت دیو سے مشابہت ہو سو حکمت باری بربان اشارت
 ارشاد فرماتی ہو کہ انی طلیل وقت ذبح ان جانوروں کے فنا سے انسان اور ملک اور
 جن اور شیاطین سے خبردار ہو اور جب یہ جانوروں میری قدرت سے زندہ ہوں تو ان
 جانوروں کے زندہ ہونے سے مطلع ہو کہ میں اول اور آخر کا مختار ہوں **فانکذہ**
 آیت قرآنیہ میں واقع ہو کہ ہر پہاڑ پر ایک جزر کھدے یہ امر بظاہر محال معلوم ہوتا ہو اس واسطے
 مفسرین کہتے ہیں کہ اس جگہ ایہ ادا عام اور ارادہ خاص ہو بطرح اذیت میں گلشنی
 میں واقع ہو یعنی جس پہاڑ پر کھنا ممکن ہو اور تیرے نزدیک ہو اس پر کھدے
 وجہ تخصیص پہاڑوں کی بظاہر یہ معلوم ہوتی ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قدرت
 حق کا اظہار اپنی امت پر چاہا تھا اور پہاڑ تمام اجزائے زمین سے اظہار میں اور
 ایک وجہ اور بھی خیال میں آتی ہو کہ اکثر انبیاء و اولیاء و انجزم کو پہاڑوں پر خلعت فیض
 عنایت ہوا ہو بطرح حضرت آدم علیہ السلام کو شمر تو بہ شجر عرفات سے ملا اور سقیمہ
 باسکینہ حضرت نوح علیہ السلام کا قرار گاہ کوہ جودی صحر ہوا اور حمودہ کلیم موسیٰ
 کلیم اللہ کا کما قال اللہ و کلّم اللہ موسیٰ کلیم طور سینا سے عنایت ہوا اور زمرہ نعمات
 داؤدی کوہ یثرب سے بلند چوا اور نور شریعت حضرت عیسیٰ روح اللہ اوج ساحیر سے
 چپکا اور آفتاب عنایت ابراہی اور کوکب فضل ایندی ازنی حضرت احمدی علیہ السلام

لمیہ وسلم کوہ حرا سے طالع ہوا بلکہ خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تیرا جاست دعوت و اذن
 الناس باسحیح کوہ ابقیس سے نشانہ پر لگا اور خدا سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پہاڑناک
 سر ہوا پس ہر گاہ کہ پہاڑ کو ایسی برکتیں عنایت ہوئی تھیں انہما بحب نہ اچھا اور وضع
 جزا کا بھی حکم پہاڑوں پر پہونچا کہ حضرت نے اجڑا سے متفرقہ کو پہاڑوں پر رکھ کر گویا اشیاء
 با سے بیاندا ہو کر قمار ان کے متقاضی نجات آمد یہ حجاب مرگ کیسورفت و منہگام حیات
 مدد چنانچہ تقارن اس آواز کے اجڑا سے متفرقہ باہم ملکہ اپنے سرور سے ملحق ہوے
 مایہ نقص میں لکھا ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوہ کا سرطاوس کو دکھلایا اسنے
 بنی گردن کو پھیر لیا اور قبول نہ کیا تب حضرت نے اسی کا سر اسکو عنایت کیا اسی طرح
 لمیہ طور اپنے سرور سے ملکہ اڑنے لگے مرفان اشیاء قدسی بعد نیاز مہر و ائم
 رد کو سے تو پرواز می کنند یہ تفسیر طبری میں لکھا ہو کہ یہ قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی
 ضرعہ میں واقع ہوا ہو کہ اسکے بعد ایک برس دنیا میں رہے ہیں اور شفایا میں ہو کہ اس
 ت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پچانوے برس کے تھے اور ستوبہ برس کی عمر میں حضرت
 حق علیہ السلام پیدا ہوئے تھے اور ابو مسلم اصفہانی کہتے ہیں کہ یہ قصہ اچیا تھیل ہونہ کہ
 رخ و اچیا فارح میں واقع ہوا ہو یعنی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حی قیوم سے
 سب اچیا کی توحی سبجانہ تعالیٰ نے ایک شمال و کھلائی کہ اس سے کیفیت اچیا سے
 فعت ہوں وہ یہ ہو کہ چار مخرج پاکڑ اور انکو مطیع کر کہ جب بلا و سے حاضر ہوں اور مرہن
 نئی اہل من کے آیا ہو اور عصفور و صفورادہ کنجشگ ہو جو کہ بلا نے واسے کو قبول کرے
 بس معنی کر یہ یہ ہوے کہ چڑیوں کو سکھلا اس طرح کہ جب بلا و سے حاضر ہوں تو گویا ایک
 مال محسوس ابراہیم کو دکھلائی کہ ارواح حسد میں برسپیل سہولت پھر آتے ہیں جب طرح
 بے بہا لغت مخرج آموختہ چلے آتے ہیں اس طرح طیور ارواح کے دست آموز قدرت ہیں بلکہ
 وقت بلا تہر دو تردد جانب قبض تن متوجہ ہوتے ہیں سے مخرج دست آموز اچیا اندکس
 و برا فکند بہ باتشاع بال آید باز چون گوید بیا بہ مفتاح الغیب میں تخرج سے لکھا ہو کہ یہ
 کام ابو مسلم کا حقیقت انکار جماع ہو کیونکہ جمیع ارباب تفسیر و قورع ذبح وغیرہ متفق ہیں
 اسے اسکے دلیل ایسی ناقص ہو اول اس وجہ سے کہ سکھانا مرغون کا ہر شخص کر ممکن و
 مان ہو ابراہیم کی کیا تخصیص ہو دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم نے مشاہدہ کیفیت اچیا کی

و درخواست کی جو اور نیا ہر امت سے اجابت دعا و وضع ہو اور اس قول سے انابت دعا کا تحقق
 نہیں ہوتا قیسر سے یہ ہو کہ آیت منہن جزاء سے ثابت ہوتا ہو کہ طیور متجزی ہو سے اور تجربہ بعد قطع
 و غلط کے ہو سکتا ہو اگرچہ احتمال ہو سکتا ہو کہ وادار بیج سے ارادہ کیا جائے لیکن حمل خبر و ان پیر
 انظر جو مخفی نہ رہے کہ اس قصہ کے وقوع میں کسی طرح کا تردد نہیں ہو گا تب اور اق نے موافق
 تحقیق امام رازی و سیاق و سباق آیات ربانی کے اس مقام پر لکھا انقصہ حسب اہراق حضرت
 ابراہیم علیہ السلام موافق کہنے ایک مرد جنگلی فارسی مسمیٰ ہیرن کے قرار پایا تو خطیری کی تجویز ہوئی
 تھا کہ ابراہیم علیہ السلام فالتقوہ فی الجحیم یعنی بناؤ اس کے لیے ایک عمارت پھر ڈالو اسکو پڑھی آگ میں جتاؤ
 نہ جو دے خطیر و بیچارے کے سامنے بنوایا بلکہ ہی اسکی سٹاٹھ گز کی بعضے کہتے ہیں کہ وہ مکان قصبہ
 کوٹی میں تھا اور بعضے بلکہ عربی کے متصل کہتے ہیں اور سب رعایا کو حکم ہوا کہ لکڑیاں اس میں جمع
 کریں چنانچہ مردم شہر و دیات و گنج و قصبات لکڑیاں جمع کرنے لگے اور یہ شوق و اشتیاق ہوا کہ
 جب کوئی کافر ہمارا ہو جاتا تھا تو یہ کہتا تھا کہ اگر صحت یا دین تو لکڑیاں لاؤں بلکہ ایک مرد اور جو
 ستوت انیا پتی اور بوجہ لکڑیوں کے مول لیکہ آگ میں ڈالتی تھی یہ بھی حطب جہنم زن الوبس کے
 جہم تھی اور جو شخص قریب ہو گیا ہوتا تھا اپنی اولاد سے وصیت کہ جاتا تھا کہ تم بھی لکڑیاں
 لا کر پھارنی اور اپنی طرف سے ڈالو محاکم التنزیل میں ہو کہ ابن اسحق فرماتے ہیں کہ ایک مہینے
 کامل اس خطیر سے لکڑیاں جمع کی گئیں جب مدحینہ پر پہنچی تو آگ دی اور سات دن تک
 آس آگ کے مشتعل کرنے میں مصروف رہے سیکڑوں گیتان گھسی کی ڈھلکانی گئیں پھر تو ایسی
 بلند ہوئی کہ اگر پرندہ آسمان پر نہ نکلتا تو جل جاتا تھا اب سب لوگ حیران ہوئے کہ ایسی آگ میں
 حضرت ابراہیم کو کس طرح ڈالیں متصل اس کے جانا محال تھا اور طاقت بشری سے خارج اس
 حیص میں بین انیس علیہ السلام آیا اور اسے منجھنق بنانا تعلیم کیا کہ فوراً بنایا گیا خوجہ عبد الکرم
 مومکت نامہ زمانہ نے لکھا ہو کہ پائین کو وہ مکان آتش تھا اور بالاسے کوہ منجھنق قائم کیا تھا
 کہ علامت اسکی اتناک موجود ہو بعد اس کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سب پوشاک سو اے
 پاسبانے کے اتاری اول حضرت ابراہیم راہ خدا میں برہنہ کیے گئے ہیں اخبار الدول میں ہو
 کہ ایک سفیدہ امت نے پاسبانہ اتارنا چاہا وہ دونوں ہاتھ اس کے شل ہو گئے بعد ازاں طوق و
 و زنجیر سے آراستہ کر کے منجھنق میں بٹھلایا ہنوز آگ میں نہ پھینکا تھا کہ ارض و سما دلت و
 ملاک و حیوانات و اشجار و جادات و ہر گل و نباتات یعنی جملہ مخلوقات سو اے انسان قنات

سب نے پکارا کہ اچھو روگا رجوان وہا نیان اپنے جانی دوست کو کیلئے بلائے دیتا ہوں حالانکہ کوئی شخص
 زمین پر ایسا نہیں جو تیری عبادت کرے اگر ارشاد ہو تو ہم اسکی مدد کریں ارشاد ہوا کہ ابراہیمؑ نے
 میرا دوست ہوا اور فی الحقیقت اس کے سوا کوئی ٹھیل میں نہیں جو اور بت اسکا مہذب و ان کے سیر
 سوا کوئی جمود اسکا نہیں ہو لیکن تم سب اس کے روبرو ہر حاضر جو جس کسی سے روپا بستہ و بلا تامل
 مار کرے ہر اچھی درگاہ سے اجازت عام ہو اور اگر کسی سے اعانت نہ چاہے تو میں اسے معین و
 ناصر ولی و مددگار ہوں چنانچہ ملک و سیاحات سے حاضر ہو کر اتمام کیا کہ اگر ارشاد ہو تو ایک تامل
 ابراہیمؑ سے اس آگ کو پانی کر دیں فرمایا لا حاجۃ فی الیک ^{یعنی نہایت عزیز و عزیز} پھر مٹا ہوا آیا اسے عرض کیا کہ اگر
 مجھے حکم ہو تو میں اس آگ کو ہوا کر دیں کہ تمام آگ سے بڑھ کر میں پر جبرم ہوں حضرت ابراہیمؑ نے
 فرمایا لا حاجۃ فی الیک جی الہ وقتہ الیکیل ^{یعنی تم پر کسی کی حاجت نہیں} آگے مگر حضرت خلیل نے ایک ہی
 جواب سب کو سنایا کہ لا حاجۃ فی الیک ابن کعب سے روایت ہے کہ جب کفار آگ میں ڈالنے پر متعجب
 تے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا لا اذک انت سبحانک کہ اے خدا ایک الماک لا شریک لک
 پتھر بنیٹ اٹھایا اور آئینہ کو آگ میں ڈالا اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے استقبال
 کر کے کہا بل کہ حاجۃ قال ابراہیم اما الیک فلا یعنی بندہ ہر حال میں محتاج جو لیکن جسے
 تو بھی بندہ خدا جو کچھ حاجت نہیں ہو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اپنے خدا سے سوال کرو فرمایا
 علمہ بجالی یعنی من سوالی یعنی حاجت سوال نہیں ہو اسکو میرا حال خوب معلوم ہو اور اب انصو
 ساع کہتے ہیں کہ جب وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا جو کہ مکہ کی حاجت ہو تو آئینہ اب اس نے
 ارشاد کیا کہ میں نے اپنے نفس کو اللہ کے ماتھے پر بچا تھا مگر منتظر تھیں تم اب کو وقت اسکا آیا تو
 اب حاجت نہیں ہو مگر یہی کہ جو میں نے بچا ہر اسی شہری کو تسلیم کروں اور ایک ایت ہے کہ جب
 حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ خدا سے اپنی حاجت مانگی تب فرمایا اگر دوست دوست کا
 جانا چاہے تو پھر دنیا و دست نہیں جو کہ اب ہر اسی اللہ عزہ سے روایت ہے کہ ہر ایک مخلوق کو
 بچھاتی تھی مگر وزخ فحشیتین و آخرہ الخین اہجر فی الفارسی آفتاب پرست و فی الہندی گرت
 کہ یہ ناپاک بہت فساد طبعیت بڑا گواہ ہے چنانچہ سے چھوٹا تھا اور تیز کرتا تھا فائدہ سالہ انزلی
 میں علامۃ الوقت محدث الزمان بنی استنبوی نے باسناد صحیحہ ابن سید سے روایت کی ہے
 کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امر کیا جو قتل و زرع اور اس کے سبب میں فرمایا
 کہ یہ آتش نرو و کوم سے چھوٹتا تھا باجواب توکل حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حد سے متجاوز ہوا

تو حضرت حق جل جلالہ نے اگ سے فرمایا یا نار کوئی برہنہ و سلا ما علی ابراہیم یعنی ابراہیم کو ہوا جھنڈھی اور سلامتی ابراہیم پر یعنی صبر ابراہیم پر یعنی طبیعت سے نکلا ہو تو بھی اپنی طبیعت سے نکل کر سرد ہو جا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر ارشاد نہ ہوتا سلاما تو مر جاتے حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودت سے اور تمام دنیا میں اگ کا نام و نشان باقی نہ رہتا اور نفع اُس سے بکلی منسفی ہو جاتا اور اگر فرماتے علی ابراہیم تو سارے عالم پر اگ ٹھنڈھی رہتی باہمہ سات دن تک آتش دنیا میں مطلقاً حرارت محسوس نہیں ہوتی اور کعب اجبار سے اخبار الدول میں نقل کی ہو کہ جو وقت یہ حکم صادر ہو وہ تمام عالم کی اگ بجھ گئی عالم التنزیل میں ہو کہ جو وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کافروں نے اگ میں پھینکا تو فرشتوں نے دونوں بازو تھام کر نہایت نرمی و آہستگی سے بٹھلا دیا اور اسی وقت رو برو سے حضرت ابراہیم ایک چشمہ آب شیرین و شفاف جاری ہو گیا اور گلاب و مرگس بنے فصل خوش پھول اُٹھے گویا ایک گلشن عجیب و بوستان غریب ظاہر ہوا اور خواجہ عبدالمکریم کھٹ ناو نامہ لکھتا ہے کہ وہ چشمہ جاری ہو اور اُس پر ایک مسجد وسیع واقع ہو اور وہ چشمہ وسط مسجد میں ہو اور فایح المسجد ایک حوض کبیرہ طوفانی نہایت مستحکم بنا ہو اور کہ آب چشمہ اُس میں جمع ہوتا ہو اور کعب اجبار سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سات رات و سات دن اُس اگ میں جلوہ فرما رہے تھے اور سو اسے طوق و زنجیر کوئی چیز آئینہ کی نہیں ملتی اور ابن میسر سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے ہزار فرشتے کو پہلو سے حضرت میں ظاہر کر دیا کہ وہ حالت تنہائی میں نہیں آئیں تھا بعد اُس کے حضرت جبریل ایک قمیص حریری بہشت سے لائے اور جسٹم شریفین میں پہنایا اور ایک تخت جنب کا بچھا کر بٹھلایا اور بائیں کمرے لگے پھر کہا ابراہیم اللہ صاحب سچ فرماتے تھے کہ میرے دوست کو اگ ضرور نہیں کہتی اس عرصہ میں شاید ایک ہفتہ بعد نبرد نے وزیروں سے کہا خوب دیکھو ابراہیم جلایا نہیں وزیروں نے کہا یہ اگ ایسی ہے کہ اگر پہاڑ بھی اُس میں ڈالا جاتا تو خاک ہو جاتا ابراہیم تو انسان تھا وہ بولامین نے خواب دیکھا ہے کہ ابراہیم صحیح و تندرست برآمد ہوا آخر کار خود نمرود مردود مع بعض خواص ایک بلند مکان پر چڑھا تو دیکھتا ہے کہ حضرت ابراہیم خوش و خرم بیٹھے ہوئے بائیں کرتے ہیں اور اگ علاحدہ شعلہ زب ہوا ہے پکار کر کہا ابراہیم تیرا خدا بڑا ہے کہ تجھ میں اور اگ میں مائل ہو گیا ابراہیم تو باہر آسکتا ہے فرمایا ہاں اگر اللہ چاہے پھر آئینہ ابیرون آتش شریف لائے آئے پھر دیکھا دو ہزار آدمی کون بائیں کر رہا تھا فرمایا یہ ساتھ کافر تھے ہو نمرود نے کہا میں تیرے خدا کی

کچھ نذر کر دینا چاہتا تھا چالیس ہزار گائین قربانی کیں حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ یہ نذر قبول نہیں ہوگی
جب تک تو ایمان نہ لاوے نہ روئے نہ کہائے نہ پیاں چھوڑے نہ نہیں سکتا بعض قصص میں ہر گنہگار
میلان جانب ایمان ہوتا تھا کہ ایمان بے سامان مول آٹھا اور نہ وہ ابراہیم آتش پرست ہو اور
آگ فرشتہ ہوتا اسنے بسبب محبت کے ضرر کیا اسی وقت ایک چنگاری آگ سے نکلی اور ایمان پر
گری کہ وہ جگہ فاک ہو گیا مگر مٹا دیا گیا کہ اسکے کہنے سے نہ وہ ایمان سے باز رہا اور بعض
بیوقوف آتش پرست ہو گئے اور بعض روایات میں وارد ہے کہ مسماہ رخصت بنت نرود بھی اس مکان
نفع پر اپنے باپ کے ساتھ گئی تھی اسنے جب حضرت ابراہیم کا یہ حال دیکھا تو نرود سے کہنے لگی
کہ اب کیون ایمان نہیں لاتا اسنے جھجکا رہا وہ حضرت کے پاس حاضر ہو کر ایمان لائی جب
وہ ایمان سے نرود کے پاس آئی اور اسکو دعوت ایمان کرنے لگی تب نرود اسنے اسکے قتل کا حکم دیا
اسی وقت ہوانے اسکو کوہ قاف میں پھینک دیا کہ اسی دم سے نماز میں مشغول ہو اور تانفخ صلی
قائم رہی اور بعض کہتے ہیں کہ مسماہ رخصت بنت نرود کے ساتھ رہی اور حضرت ابراہیم نے
اپنے بیٹے یزین سے اسکا عقد فرمایا کہ افسے بیل مریٹے پیدا ہووے کذا فی البحر الزخار و اخبار
میں کہتا ہوں کہ یہ روایت ضعیف ہے و الغرض نرود نے بعد ازاں نذر قربانی حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو رکھا کیا عمر شریف سولہ برس کی تھی منہال ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم
جب آگ سے نکلے تو فرماتے تھے کہ اندون نعمت وصل اتنی ایسی مائل ہوئی اگر ہمیشہ ہوتی تو
بہت خوش ہوتا اور فرمایا کرتے تھے کہ پھر وہ طلع کبھی مائل نہوا کذا فی اخبار الدول اور
معالم التنزیل میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نجات پائی تو کئی شخص ایمان لائے
اول حضرت لوط اور بعضوں کے نزدیک اول حضرت سارہ ایمان لائیں اور وقت لاسنے
ایمان کے کہا کہ ابراہیم میں ایمان لائی اس خدا کا جسنے آگ کو سرد کر دیا ابن اسحق کے نزدیک
حضرت لوط بھتیجے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تھے اور انکے باپ کا نام ہاربان تھا اور
ہاربان بیٹا تھا تارخ کا ایک بھائی حضرت ابراہیم کا مخور بھی تھا اور اخبار الدول سے
واضح ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام بھائی چچرے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تھے اور
بعض مفسرین نے اسی کو صحیح لکھا ہے اور اسی طرح اہل سیر کو پر سارہ میں بھی اختلاف ہے
بعضے قائل ہیں کہ حضرت ابراہیم کی بھتیجی تھیں اور شریعت ابراہیم علیہ السلام میں نکاح
جائز تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت سارہ ہاربان اکبر کی بیٹی تھیں اور ہاربان مذکور حضرت

ماں نذر کر دینا

ابراہیم علیہ السلام

نذر قربانی

ابراہیم کا چچا تھا اور ہاران دوسرا بھائی حضرت کا تھا کذا فی المعالم و اخبار الدول اور بعضے کہتے ہیں کہ بادشاہ حران کی بیٹی تھیں اور نکاح بعد ہجرت ہوا ہو اور صورت اُسکی یون غریب ہوئی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب جانب شام ہجرت فرما ہوئے تو شہر حران میں پہنچے دیکھا کہ اکثر لوگ آراستہ لباس و دروازہ سلطانی پر جاتے ہیں آنجناب نے پوچھا تم لوگ کہاں جاتے ہو انھوں نے کہا بادشاہ کی بیٹی نہایت حسینہ ہو ایک مدت سے منہراد سے اطراف و جانب کے پیغام نکاح بھیجتے ہیں وہ قبول نہیں کرتی اور یہی فرماتی ہو کہ جسے میں پسند کروں گی اُسی سے عقد کروں گی ہم لوگ بھی ایک ہفتہ سے دروازہ سلطانی پر جاتے ہیں کہ شاید کسی کو پسند کرے اور وہ ہر روز نقاب چہرہ پر ڈالے آتی ہو اور دیکھ کر بھر جاتی ہو اب تک کسی کو پسند نہیں کیا حضرت ابراہیم نے فرمایا ہم بھی تمہارے ساتھ چلتے ہیں چنانچہ آنجناب بھی اُسکے ساتھ گئے اور سب سے الگ کھڑے ہوئے دفعہ بہ دفعہ ہزاروں نقاب ڈالے ترنج زرین ہاتھ میں لیے ہوئے ہمراہ سہیلیوں کے ایک ایک شخص پر نظر ڈالتی حضرت ابراہیم تک آئی تو انکی پیشانی میں نور حضرت صلعم نظر آیا زبان حال بولی **روئے خوبان را حسن خود تماشا کردہ** عاقلے در جستجوئے خویش شیدہ اگر وہ **اور بے اختیار ترنج زرین** حضرت ابراہیم پر ڈالکر دو لٹخانہ کو آئی ملا زمان سلطانی نے حضرت ابراہیم کو قلعہ میں پہنچایا بادشاہ نے بھی اُس نور کو دیکھا اور کہا اے سارہ تو نے بہتر شوہر تجویز کیا ہو اگرچہ غریب ہو لیکن روئے زمین کے سلاطین سے افضل ہو بعد ازاں بمواجہہ رؤساء شہر عقد کر دیا کذا فی قصص الانبیاء لیکن اہل تحقیق نے علامہ نجوی کے قول کو ترجیح دی ہو اور حسب طرح اس میں ایک نوع کا اختلاف ہو اسی طرح وقت منکبت میں بھی اختلاف ہو بعضے کہتے ہیں کہ جبکہ حضرت سارہ ایمان لائیں اُسی دن نکاح میں آئیں اور بعضے کہتے ہیں کہ بعد ہجرت نکاح کیا ہو اور یہ قول از روئے احادیث صحیحہ اعتماد کے قابل ہو اور قصہ یہ ہو کہ جب حضرت ابراہیم نے آتش نمرود سے نجات پائی تو اب نمرودیوں نے چاہا کہ حضرت کو اور طرح سے تکلیف دیں کہ اس حال پر حضرت لوط علیہ السلام مطلع ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو متنبہ کیا ناچار حضرت نے مع حضرت لوط کے ہجرت فرمائی اور شہر حران کی طرف تشریف لے گئے اور ہاران اکبر اپنے چچا کے گھر اقامت فرمائی اُسے اپنی بیٹی سارہ کو اُن سے عقد کر دیا اور استمال

قالب و دسجونی و خاطر داری میں سرگرم ہوا اور عرض اسکی یہ تھی کہ شاید طبع زن و فرزند اور چرم مال و متاع سے اپنا عقیدہ اللہ کی طرف سے اٹھاوین اور تبوں کی نکوشش نفر ماوین مگر یہ تدبیر کارگر نہ ہوئی بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہما کو روز بروز دین حق میں ترقی ہوتی رہی اور ہر دم و لحظہ یہ دونوں بت پرستوں مشرکوں کو عیب کرتے اور دین ایمان کی خوبیاں بیان فرماتے اور بے تکلف کافروں کو آنکے عقائد باطلہ پر الزام دیا کرتے تب ہاران مضطرب ہو کر غصہ میں آیا اور سخت شرمزدہ و دلاں شکستہ ہو کر کہنے لگا کہ تم دونوں میرے مکان سے دفع ہو اور سب مال و اسباب لیلیا اور زیور و بہاں حضرت سارہ کا چھین لیا اور گھر سے نکال دیا آنجناب حضرت سارہ کو ساتھ لیکر چلے اسوقت حضرت سارہ رضی اللہ عنہما نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں کسی وقت کسی امر میں تمھارا خلافت حکم نہ کرونگی بشرطہ کہ تم بھی میرے کہنے میں رہو گے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قبول کیا اور حران سے روانہ ہوئے اسوقت نبو سے حضرت لوط علیہ السلام کے اور کوئی بہرا نہ تھا الفرجین اول مصر میں آئے اس عرصہ میں یہاں ایک سلطان فرعون و من جابر و شمس نورانہ و اتھا اور اسکی عادت یون جاری تھی کہ جو عورت حسینہ با جمال مع شوہر اسکے شہر میں وارد ہوتی اسکے بچہ و قہر چھین لیتا تھا اور اسکے شوہر کو قتل کرتا اور اگر بھائی عورت کا یا کوئی اور وارث اسکے ساتھ ہوتا تو نہ عورت کو لے لیتا اور وارث کو جانے دیتا یہ خبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کان میں پہونچی تو سخت پریشان خاطر ہوئے اور سبب پریشانی یہ تھا کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اسوقت میں ایسی خوبصورت تھیں کہ عالم میں انکا نظیر نہ تھا چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے حسن سے نصف حضرت یوسف کو ملا اور نصف شمس اسکا حضرت سارہ کو اور باقی سب آدمیوں کو اور ایک روایت میں نصف تمام آدمیوں کو اور شمس حضرت یوسف علیہ السلام اور سدس حضرت سارہ رضی اللہ عنہما کو ملا اسی خیال سے حضرت نے حضرت سارہ سے کہا کہ جب تمکو بادشاہ بچہ طلب کرے اور مجھکو بچہ چھے تو کہنا میرا بھائی ہے اور از روے دین کی بیشک بھائی ہوں اور خاطر جمع رکھنا اللہ تعالیٰ ہر طرح سے محفوظ رکھیگا اکثر من خبر مشرعیہ آوری حضرت سارہ بدین حسن اور جمال لوگوں نے بادشاہ کو پہونچا آئے فوراً سپاہی بھیجے کہ حضرت سارہ کو لے گئے اور حضرت ابراہیم سے پوچھا تم کون ہو

آپ نے فرمایا کہ میں دینی بھائی ہوں انکو چھوڑ دیا بادشاہ نے دیکھا اور فریفتہ ہوا اور قصد
 بے ادبی کیا حضرت سارہ نے کہا مجھ کو مہلت دے قدرے کہ میں غبارِ راءِ دفع کروں اور
 رسم عبادت بجا لاؤں پھر تجھ کو اختیار ہو آسنے اپنے روبرو طاش اور آفتاب طلب کیا
 حضرت سارہ نے وضو فرمایا اور مشغول بہ نماز نیاز ہوئیں پھر دعائیں مصروف ہوئیں جب
 دعا کی مدت وراز ہوئی تو بادشاہ نے مکان کی غلوت کر دیا اور بہر ادفا سدا بیتا ماتمہ مرا
 کرنا چاہا کہ دونوں ہاتھ اسکے شل ہو گئے اور غشش کھا کر گرا حضرت سارہ نے اس
 خوف سے کہ یہاں کے لوگ مجھے تہمت قتل کی لگا کر مار ڈالینگے خدا سے دعا کی کہ تباہ
 صحت ہوئی مگر اس ظالم نے نیک مرتبہ ارادہ کیا اور ہر باز ہتلا سے بلا ہوا احسنہ توبہ
 کر کے حضرت سارہ کی کربات دیکھ کر مستعد ہوا یہ سب حالات اللہ جل شانہ نے حضرت
 ابراہیم علیہ السلام کو آئینہ دار دکھلائے کہ آنجناب کو اطمینان ہو اچھر بادشاہ نے
 حضرت ابراہیم اور حضرت سارہ کو با عزت رخصت کیا اور وقت رخصت انہی بیٹی مسما
 باجرہ کو پیش کیا اور عرض کیا کہ اسکو اپنی خادمہ بنائیے اور حضرت ابراہیم سے کہا کہ
 یہ لونڈی آپکی خدمت میں رہے تو بہتر ہو اس سے کہ اور کہیں ملے ہو حضرت سارہ
 اور حضرت ابراہیم نے قبول کیا اس بادشاہ کا نام ترمیون تھا اور یہی شخص اول
 ملقب بہ فرعون ہوا یہ حکیم دانشمند رہنے والا بابل کا تھا بسبب افلاس کے بابل سے
 مصر میں آیا اور راکین سلطنت میں منسلک ہوا بعد چند سے بادشاہ مصر ہو گیا اسی کے
 عہد سلطنت میں حضرت ابراہیم اور حضرت سارہ مصر میں آئے ہیں اور اسی نے بسبب
 شہرہ حسن اور جمال سارہ کو گرفتار کر لیا تھا اسکی ایک بیٹی مسما تہا غار جسکا ترجمہ عربی میں
 باجرہ ہے سو بادشاہ بسبب ظہور کرامات اور خوارقِ عادات کہ بوجہ حضرت سارہ ظاہر ہوئے
 انہی بیٹی کو وقت رخصت حضرت سارہ اور ابراہیم کے روبرو لا کر بانگسار تمام عرض کیا
 کہ آپ اسکو لونڈی سمجھ کر خدمت میں رکھیں اور خادمہ بناوین جیسا سفر النساء تاریخ متبر
 یہودیون میں موجود ہے اور ربی سلوہ اسحاق نے باب سو کہ پیش دریں اول میں
 لکھا ہے کہ باجرہ فرعون کی بیٹی تھی جب آسنے اُن کرامات کو دیکھا جو بوجہ سارہ ظاہر ہوئی
 تو آسنے باجرہ کو پیش کر کے کہا کہ یہ خدمت میں رہے حضرت ابراہیم اور سارہ نے قبول کیا
 اور رخصت ہوئے کتاب اسماء الرجال میں نام والدہ حضرت اسمعیل علیہ السلام آج

مردان فاعل لکھا ہر گھر ایک روایت میں یا جبرجی ہو یا جبرجہ اللہ جل شانہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو دست قطا دل بادشاہ مصر سے محفوظ رکھا اور ایسا معتقد کر دیا کہ اس نے اپنی بیٹی یا جبرہ کو نابہ خدمت وقت رخصت تہو لین کیا پھر حضرت ابراہیم مع سارہ و ہاجرہ و لوط روانہ ہوئے اور زمین فلسطین میں کہ وسطا شام میں ہر اوقات اختیار کی اس عرصہ میں وہاں الی مارخ بادشاہ تھا شوق قدم شریف سے وہاں کے آدمی بہت خوش ہوئے اور ان کے قیام کو غنیمت سمجھے اور بہت زمین معاف کر دی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس سے نہایت وسعت حاصل ہوئی کہ آپ نے اکثر غلام خرید کیے اور بہت کاشتکار آباد فرمائے اور روشی وغیرہ بکثرت جمع کیے بلکہ ایک لنگر خانہ برہم ضیافت جاری فرمایا کہ کوئی مہمان وہاں سے پھر نہ جاتا اور اولاد حضرت سام ابن نوح علیہ السلام کی جو اس طرح میں تہی تھی تشریف آوری حضرت سے نہایت مسرور ہوئی سب نے اپنے اپنے گاؤں آباد کیے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اکثر شہریت تسلیم فرمائے لگے بعد اس کے حکم ہوا کہ پھر بابل میں جا اور نرود اور لشکر نرود کو دعوت باسلام کہ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر بابل میں تشریف لائے اور نرود سے ملاقات کی پہلے کلام ہی فرمایا کہ اے نرود کہہ اللہ ایک ہو اور ابراہیم رسول ہو نرود نے کہا مجھ کو تمہارے خدا کی حاجت نہیں بلکہ میں یہ ارادہ رکھتا ہوں کہ تیرے خدا سے ملک سام بھی لے لوں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ آسمان پر کس طرح جا سکیگا اس نرود نے کہا کہ اس کی تدبیر کرتا ہوں معالم التنزیل میں حضرت امیر تصنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نرود نے اپنے ندیوں سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آسمان پر جاؤں اور ابراہیم کے خدا کو دیکھوں تب اشرف قوم نے کہا کہ آسمان بہت دور ہے اور وہاں کا جانا سخت مشکل ہے نرود نے کچھ بھی نہ سنا اور حکم دیا کہ ایک کوشک کہ بلندی اس کی پانچہزار گز کی اور عرض دو فرسخ کا ہو تعمیر کیا جائے چنانچہ اسی طرح کا کوشک تین برس میں تعمیر ہوا اور نرود واسطے مقابلے کے آسیر خریدا وہاں سے جو آسمان کو دیکھا تو ویسے ہی معلوم ہوا جیسا زمین سے نظر آتا تھا ناچار اتر آئے دوسرے دن ایسی ایک ہوا آئی کہ وہ مکان بنج اور بن سے گر گیا امام ثعلبی نے نقل کیا ہے کہ ہوا نے ہر اس مکان کا آٹھما کے دریا میں ڈال دیا اور بناسکی زمین پر گرادی کہ ایک آواز تمہیں ہوئی اور زبان آدمیوں کی متبدل ہو گئی اور یہی وجہ ہے کہ شہر کوفہ کا نام بابل ہو گیا محمد بن جریر طبری شافعی نے بیان کیا ہے کہ زبان سب لوگوں کی زمانہ نرود میں سریانی تھی

من
مریت حضرت
سبانب ورج

حبیب سے کوٹھا گیا کہ اب تو سب سے زبانوں میں اختلاف پڑ گیا اور ہر قوم کی زبان علیحدہ ہو گئی کہ کوئی
 شخص ایک دوسرے کی زبان سمجھتا تھا جب ایسا اتفاق ہوا تو نرود و مردود و علیہ اللعنة غصہ ہوا
 اور کہا کہ اب تو سرور آسمان پر جا کے حضرت ابراہیم کے خدا سے لڑو مجھ لہذا جا کر کس پرورش
 کیے اور انکو خوب ہی طیار کیا بعد اسکے ایک صندوق چار گوشے کا بنوایا اور اس میں دودروازہ
 اوپر رکھے اور ایک دروازہ نیچے اور پانچویں بڑے بڑے اسطرح آسمین باندھے کہ جب چاہے
 اوپر کو گھنچے زمین اور جب چاہے نیچے کو پس ازان کہ گسوں کو چند روز بھوکھا رکھا چاروں
 گوشوں میں باندھ دیا اور زمین میں ایک ایک جانور مرد لٹکایا اور ایک شخص کو اور اپنے
 ساتھ لیکر آسمین بٹھایا کہ گسوں نے گوشت کی طلب سے اوپر کا ارادہ کیا تو صندوق کو لیکر
 اٹھ کر ایک سات دن کے بعد نرود نے اوپر کا دروازہ کھول کر دیکھا تو آسمان اسی طرح
 جیسا تھا نظر پڑا تب اپنے رفیق سے بولا کہ نیچے کا دروازہ کھول کر تو دیکھ آسنے دیکھا کہ کھوکھو
 پانی کے کچھ بھی نظر نہیں آتا بعد ایک شبانہ روز کے پھر اوپر کا دروازہ کھولا تو بھی آسمان کا
 وہی حال تھا اور نیچے کا دروازہ کھول کر اس کے رفیق نے عرض کیا کہ بالکل وحوان نظر پڑا
 اب نرود و مردود کو نہایت غم ہوا ناچار نرود ان کو سچا کیا کہ گوشت بطن گوشت اسی طرح
 منو بہ ہوئے اور زمین پر اتار لائے کہ ان کے پیروں کی آواز ایسی ہوئی مسطرح کوئی بہاؤ نہ
 پھر نرود نے کہا کہ ابراہیم میں اپنا شکر جمع کرتا ہوں تو بھی اپنے خدا سے اسکا شکر
 جمع کروا کر مجھے لٹے حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ تو اپنا شکر جمع کرے میرے خدا کا شکر
 لکھ کر گناہ نرود نے مشرق اور مغرب اور روم اور ترکستان اور ہندوستان اور چین وغیرہ
 شکر جمع کیا کہ نو سو ہزار فرسنگ زمین پیرا اور سات پیرس تک وہاں حج رسا ایک روز حضرت
 ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اے نرود تو مالک ملک اور خالق ارض و
 سما سے شرم نہیں کرتا ہو تجھ کو لازم ہے کہ ایمان آسکا لاتا کہ بطرح تجھ کا اللہ تعالیٰ نے
 دنیا میں مرتبہ دیا جو حق بنی میں بھی عنایت کرے نرود نے کہا کہ مجھ کو تمہارے پیروں کا
 کچھ حاجت نہیں اب تو سب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے خداوند اس مرد و عورتی
 تجھ پر فروغ کیا ہو اسکو ہلاک کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اگر مقام دیا کہ خداوند کبریا
 نے آگے و عقبول فرمائی قریب تر اس باغی پر عذاب آتا ہو خاطر جمع رہے پانچ بعد چند
 فرشتہ موکل ہو کر حکم ہو گیا کہ پہاڑوں کے سوراخ کھول دے فرشتے نے عرض کیا کہ

لے شکر اس کی
 جانے ہو سکتا ہے
 عظیم الشان کیوں
 میں شکر سے نہیں
 ایک غور و فکر
 حیوانہ الجودان

اچھا خداوند اگر سب مشورہ کھول دے گا تو پیشے آسکے تمام دنیا میں بھی نہ سہا سکیں گے تب ارشاد ہوا کہ ہر ایک سوار کے حساب سے ایک ایک پیشہ چھوڑ دے کہ آسنے ویسا ہی کیا تو پیشے ابر کے ہاتھ ہو امین آڑتے ہوئے بیٹے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا تو نرو دسے فرمایا کہ اچھا نرو دسے اب خدا کا لٹکرا پوچھنا نہ چاہئے دے دے دیکھا کہ ایک ابرسیاہ ہوا میں چلا آتا ہر لشکر کو حکم دیا کہ اپنے علم کھڑے کر دو زقار سے بچاؤ کہ یہ پیشہ بھاگ جائیں پیشوں نے ایک گواز کی کہ انکی آواز سے یہ تمام عالم پریشان ہو گیا اور ہر سوار کے سر پر ایک ایک پیشہ آٹھیا کہ سارے بدن میں گھسنا ہوا چلا گیا جو کچھ گوشت اور پوست اور رگ اور پڑ اور خون بدن پایا سب کا سب کھالیا کہ لٹکریوں میں ایک شخص بھی باقی نہ رہا الا گھوڑے اور سلاح اور آدمیوں میں نرو دسے اپنے خیال کے اس وقت تک بچ رہا جب اسکا بھی وقت آیا تو ایک پیشہ لگا لٹکا نا آدھار بدن ندر اور حضور خداوندی سے مستدعی ہوا کہ یا الہی اس ملعون کی ہلاک کر دے تا میں سے جو کہ یہ کافر اپنی قوم میں سردار ہو اور میں اپنی قوم کا سردار ہوں اجازت ہوئی اور نرو دسے اس سے نہایت متحیر تھا اور سبب حیرت یہ تھا کہ ایسے جانور خرد اور ضعیف اس طرح کے لشکر قوی اور بزرگ کو مار گئے اور میرا کسی ایک پروسترس نہوا اس خیال میں سر اسیدہ اور پریشان گھبر میں آیا اور اپنے گھروالوں سے حال بیان کیا اسی خیال چر لال میں تھا کہ وہ پیشہ لگتا ابھی آپوچھا نرو دسے اپنی جو رو سے کہا کہ دیکھو اسی طرح کے جانور تھے کہ جن سے میرا لشکر ہلاک ہوا پس چاہا کہ اُس پیشے کو گزرتا کرے جو نہیں ہاتھ بڑھایا وہ پیشہ نرو کی ناک میں گھس گیا اور فصحت و مانع میں پہونچ کر منہ سر کھانے لگا کہ چالیس دن تک آہستہ آہستہ کھاتا رہا اس سبب سے ایسی تکلیف آسکو ہوتی تھی کہ اپنے سر کو تھام کے گھن سے پھوٹا تا تھا تب فی الجملہ قرار پایا تھا ورنہ بے آرام رہتا تھا اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اس حالت میں نرو کو دعوت اسلام کر چنانچہ حضرت تشریف لائے اور نرو دسے کہا کہ کہہ لا کہ لا الہ الا اللہ ابراہیم رسول اللہ نرو دسے کہا کون گواہی دیتا ہو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور تو رسول برحق ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا ملعون جو کچھ تیرے گھبر میں ہو سب گواہی دینگے کہ خدا ایک ہو اور میں رسول اسکا ہوں چنانچہ سب اشیاء از قسم رخت و شجر و سوا سے آدمیوں کے بول اٹھیں کہ ان اللہ ہو بحق اہلین نرو دسے کہا

کہ سب کو جلا دیا اور رختوں کو بیخ سے گرا دیا پھر بولا کہ اے ابراہیم اب کون گواہی دیتا ہے
 حضرت نے فرمایا کہ اب دیوار اور ستون تیرے گھر کے گواہی دینگے چنانچہ دیواروں اور
 ستونوں سے آواز آئی کہ ان اللہ ہو الحق اہلین نرو دے سننے لگا کہ انکو بھی گرا دیا
 پھر کہا اب کون گواہی دیتا ہے حضرت نے ارشاد کیا کہ تیرے بدن کے کپڑے گواہی دینگے
 چنانچہ کپڑوں سے آواز آئی کہ ان اللہ ہو الحق اہلین نرو دے اپنے کپڑے بھی اتار
 جلا دینے پھر کہا کہ اب کون گواہی دیتا ہے اسوقت حضرت جبریل علیہ السلام تشریف
 لائے اور فرمانے لگے کہ اے ابراہیم خلیل اللہ سب کافر موت کے وقت کو زمانہ پاس
 ہوتا ہے ایمان لائے ہیں اگرچہ مقبول نہیں ہوتا لیکن یہ مردود بڑا نیک و فرسخت دل ہوا
 قیامت میں اس سے بھی زیادہ ہو گا فاما نکرہ حدیث تشریف میں آیا ہے کہ جب عبد اللہ
 ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے ابو جہل ملعون کا سر کاٹا تب اس مردود نے کہا کہ اے عبد
 اللہ بن مسعود اے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دشمن رکھنا تھا اب اور بھی دشمن رکھو نگا خلو
 تمہارے جب قیامت کو تیرے کو قبر سے اٹھاویگا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان
 کی جگہ تہ اشہار ان محمد رسول اللہ پر نرو د کہیگا کہ ابراہیم رسول خدا تھے اور
 ابو جہل ملعون کہیگا کہ محمد علی اللہ علیہ وسلم رسول خدا کے نہیں ہیں باوجودیکہ حضرت
 جبریل نے فرمایا کہ اے ابراہیم اس مردود کے چند نفس اور باقی ہیں چنانچہ بعد ایک سنگ
 نرو د نہاد فی النار ہو گیا پس تم اور خدم نرو د کے جو باقی ماندہ تھے سب نے حاضر
 ہو کے عرض کیا کہ اے ابراہیم علیہ السلام اب تو ہمارا بادشاہ ہو اور یہ مال و ملک تیرا ہے
 اور ہم تیرے ہی فرمانبردار ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ کو ملک سے
 کچھ کام نہیں ملک اللہ کا ہے اور ہم سب اس کے بندے و تابعدار ہیں اور بھی فرمایا
 کہ عجم جگہ ہے بادشاہوں کی اور شام محل ہے انبیاء کا اب میں شام میں جاتا ہوں چاہے
 ارشاد ہوا وادوا بہ کیداً فجعلنا ہم الاحمرین وبنینناہ و لوطاً الی الارض الذی بارکنا
 فیہا للعالمین یعنی چاہنے لگے کافر لوگ فریب کرنا پس انھیں کو ہنسنے وال دیا
 نقصان میں اور خلاصی دی ہنسنے لگے اور لوط کو اس زمین کی طرف حسین برکت
 رکھی ہنسنے جان کے واسطے یعنی زمین شام میں اسودگی بہت خوب ہو عالم التزیل میں
 ارادو بہ کیداً کی تفسیر میں لکھا ہے قبیل مناد ان اللہ فی سائر علی قوم نرو د اہلین

فلاکست سچو غم و شربت و مائتم و اولعت و اعدۃ فی دماغہ فاکلت یعنی اللہ نے بھیجے نہر و درپیشے پس
 کھایا پشون نے گوشت نہر و دیون کا اور پی یا خون اُٹکا اور درغل ہوا ایک پشہ نہر و دے کے دماغ میں
 پس ہلاک کر ڈالا اسکو اور سبھی سالم میں لکھا کہ اللہ جل شانہ شام کو برکت دی ہے بسبب فراخی
 و برکت اشجار و دنا ہمارے اور اسی سے اکثر انبیاء مبعوث ہوئے ہیں ابی ابن کعب کہتے ہیں
 کہ اللہ تعالیٰ نے نام اُسکا مبارک اس واسطے رکھا ہے کہ گل پانی شیرین صخرہ سے بہکویت اللہ
 کہتے ہیں جاری ہوا ہے بالحدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام ارض عراق سے
 تشریف لینگے یہاں تک کہ فلسطین کی زمین پر پہنچے جہاں حضرت سارہ کو چھوڑ گئے تھے اور حضرت
 لوط علیہ السلام موقوف کات میں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بفاصلہ ایک رات دن کے
 یا قریب تر اس سے تھا پھر سے اللہ جل شانہ نے پانچ شہروں کا بنی کیا اور روایت صحیح
 یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کو واسطے ہدایت اور دعوت
 اسلام کے سدوم اور عاموز اور داروما اور حراریم اور رحرار کی طرف کہ وہاں کے لوگ
 سخت بدکار اور بغیر عادی بلوا طت تھے روانہ کیا اللہ صاحب نے انکو بھی نبوت عطا کیا
 اور وقت ہجرت کے عمر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معالم التنزیل سے پچتر برس کی معلوم
 ہوتی ہے چنانچہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین میں پہنچے تو وہیں اقامت
 اختیار کی اور ابی مارخ بادشاہ اور باشندے وہاں کے حضرت سے بکمال رعایت پیش
 آنے لگے کہ حضرت کو بہت وسعت و فراغت حاصل ہوئی جب اس اقامت پر دوش برس گزرے
 تب ایک دن حضرت سارہ کو اشتیاق اولاد ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہہ دیں
 کہ میں عقیقہ ہوں مجھ سے اسبب کبر سن کے امید اولاد نہیں تم حضرت ہاجر رضی اللہ عنہا کو
 اپنے تصرف میں لاؤ کہ شاید اسی سے کوئی لڑکا پیدا ہو کہ میرا غم غلط ہو حضرت ابراہیم
 علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے مزاج میں غیرت و رشاک غالب ہے اگر اس فادہ سے
 کوئی لڑکا پیدا ہو گا تو تمکو گراں گذرے گا اور تم اس پر ناحق ظلم کرو گی حضرت سارہ نے باشتیاق
 اولاد اپنے مدعا پر کمال اصرار کیا کہ ناچار حضرت ابراہیم نے تصرف اپنا جاری فرمایا اور
 بعد چند سے آنے حضرت اسمعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اسوقت میں عمر حضرت ابراہیم
 علیہ السلام کی چھیالیس برس کی نسب روایت صاحب اخبار الدول معلوم ہوتی ہے الغرض
 حضرت اسمعیل حضرت سارہ کی گود میں پلنے لگے حضرت ہاجر رضی اللہ عنہا صرحت فرمادے ہیں

وقت ہجرت
 چتر برس
 ابراہیم علیہ السلام
 کی عمر

حضرت ابراہیم
 علیہ السلام

اور کچھ کام ان سے نہ لکھتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی بخوفِ حضرت سارہ بیگانہ وار رہتے تھے ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ایک مکان خالی میں حضرت باجری کو دین دیکھا تو بہت قضا سے شہرتِ شفقتِ پدری نے جوش مارا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی گود میں لیکر کیسی بوسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لبوں پر دے قضا کا حضرت سارہ اس پیار پر مطلع ہو گئیں اور شک نے ان کے قالب پر غلبہ کیا تو فرما نے لگین کہ اسی وقت دو نوں مان بہیوں کو میرے گھر سے نکال دو اور ایسے جنگل میں چھوڑ دو کہ جہاں نہ پانی ملے نہ گھاس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہر خیر چاہا کہ اللہ جل شانہ کا بھی بیٹا عنایت کر گیا کہ اکثر انبیاء علیہم السلام اس کے صاحب سے ہوئے لیکن کچھ نہ سمجھیں سچ ہو کہ تریا ہٹ سے خدا پناہ میں رکھے آخر کار حضرت ابراہیم علیہ السلام جنابِ انہی میں ملتی ہوئے اس درگاہِ لا آبا لی سے بوسیدہ جبریلِ مکرم ہوا کہ جس طرح سارہ کہتی ہیں ویسا کہو اور باب سید اور توارینج بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حضرت باجری سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے چمکتا تھا اس باعث سے حضرت سارہ کو رشک ہوا کہ ہرگز دیکھ نہ سکیں اور یہ بات محض اسی طمع سے ہوئی کہ اگر میرے لڑکا ہوتا تو حامل اس نور کا ہوتا بلکہ یہ تہہ رشک کا پوسچا کہ اسی حالت میں قسم کھا گئیں کہ باجری کے اعضاء سے تین حصہ کاٹ ڈالوں گی چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بات میں کمال شفاعت کی کہ اگر تیکو یہ منظور ہو تو باجری کے دو نوں کا نوں میں ایک ایک سوراخ کو اور محل مخصوص سے کچھ گوشت کاٹ ڈالو کہ قسم تمھاری ادا ہو جاوے حضرت سارہ نے قبول کیا اور اسی طرح محل میں لائین اس وقت سے کان چھیدنا اور عورتوں کا خنہ کرنا سنت ہوا لیکن اس جو رجھا کا ذکر محققین مفسرین نے نہیں کیا ہوتا کہ محل اعتراف ہو اور اہل سیر اور توارینج کا قول سند نہیں ہو سکتا قاعدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد میں کان چھیدنا سنت تھا اور ہمارے حضرت معلم کے زمانے میں بھی کانوں میں زیور پہنتے تھے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ بروز عید جو تین بھی تھیں تو حضرت نے صدر کے واسطے فرمایا تو جو تین اپنے کانوں سے زیوراتارنے لگیں اور کتب نقد میں ہے کہ جو تین کان چھیدوانے میں کچھ مضائقہ نہیں چنانچہ در مختار میں ہے لا باس بقتب اذن البنت واصل

استحسانا و فی استحکام دینہ لا باس بقرب اذن طفل من البنات لانہم کانوا فیصلون ذلک فی مرن سوال
صلی اللہ علیہ وسلم من غیر انکار و فی نقاب الاحتساب لا باس بقرب اذن طفل من النساء و فی نقاب
علی ان نقب اذن طفل من الذکور مکروہ فیمتسب علی من فعلہ لیکن ناک چھیدا ناجو ہندستان
جاری ہوا اسکی اصل شرع میں پائی نہیں جاتی یہ وضع خاص ہندوستان کی ہر باجگاہ حضرت سارہ کو
روز بروز رشک زیادہ ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم انہی ہو چکا تھا کہ اسمیل اور ہاجرہ کے
حق میں جو کچھ سارہ کہیں اس پر عمل کر دینا چاہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دونوں کو ایک
اونٹ پر سوار کیا اور لیچلے اور بعد طر منادل و مراحل ایک میدان میں کہ بالفعل کعبہ مبارک اسی
مقام پر واقع ہو چوہے اور جبر و بیت صحیحہ ثابت ہو کہ براق پر سوار کیا کہ بہت جلد وادی مکہ میں
نزول فرمایا تب وحی ہوئی کہ انکو اسی جگہ چھوڑ جاؤ چنانچہ آسمان نے ایک درخت کے تلے کہ ظہر
چشمہ زفرم اور طرف اعلیٰ سجد کے واقع ہو دونوں کو چھوڑا وہ مکان اس عرصہ میں ایسا تھا
کہ متنفس کسی قسم کا وہاں سکونت پذیر نہ تھا اور نہ پانی تھا کھانے کی چیز کا تو کیا ذکر ہوا اور
حضرت اسمیل دو برس یا تین برس کی تھی مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام چند کاک نان اور ایک مشک
پانی اور ایک تھیلی خرمون کی حضرت ہاجرہ کے پاس رکھ کر چلے اور فرمایا کہ اس مولود کو دو دھ بٹا
اور اسی مقام میں رہو حضرت ہاجرہ نے کچھ دوڑ کر پوچھا کہ یہاں مجھے کس پر چھوڑتے ہو نہ یہاں
پانی ہو نہ گھاس نہ کوئی مددگار نہ کوئی درخت سایہ دار لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر سے ہو سے
جاتے تھے اور اپنی گفتگو پر اصلا التفات نہ تھے تب ہاجرہ نے کہا کہ یہ کام تم حکم خدا کرتے ہو یا اپنے
حکم سے ارشاد کیا حکم خدا حضرت ہاجرہ نے کہا اب کچھ پروا نہیں اللہ میرا حافظ ہو وہ ہرگز مجھے ضائع
نہ کرے گا میں توکل علی اللہ فموجبہ انبار و خیال کہیے کے بخاطر جمع اپنے مولود و سر اسرہ جود کے پاس
آئین اور دودھ بٹا نے میں معروف ہوئیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پیشہ بہار سے گذرے
اور غروب آنگو یقین ہو کہ اب حضرت ہاجرہ کی نظر سے غائب ہوں وہ اصلا نہ دیکھتی ہوگی لہذا
جانب کعبہ متوجہ ہو سے اور دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعائیں کہیں از انجملہ ربانی اسکنت
من ذی بواغیر ذی نزع عند بیتک المحرم یعنی اے پروردگار میرے سینے میں بے یاسی ہو ایک
اولاد اپنی امیدان میں جہاں کہیتی نہیں ہرگز نہ ایک تیرے بڑے گھر کے دوسری یہ رہنا یقین ہوا
فاجعل ائمتہ من الناس تہوی الیہم یعنی اے رب ہمارے تاقائم رکھیں نماز سو کہ دے بعضے
لوگوں کے دل رجعت کرنے دے انکی طرف تیسری یہ وارز قسم من الثرات لعلم لیکون یعنی

روزی دسے آنکو میوون سے شاید بیشمار کریں اہل تحقیق اس جگہ فرماتے ہیں کہ اگر من تجفیضنا یہ
 ائمۃ من الناس میں نہوتا تو مجمع مردم فارس و روم و ہند و ترک و یہود و نصاریٰ حرم شریفین
 از وہام کرے کہ اور کسی کو جگہ بیٹھنے کی نہ ملتی پھر کمال تفریح و زاری التماس حق میں کیا
 رہنا انک تعلم ما تخفی و ما تلک علی اللہ من شیء فی الارض و لا فی السماء یعنی اے پروردگار
 ہمارے تو جانتا ہو جو ہم چھپاویں اور کھولیں اور پوشیدہ نہیں تجھ پر کچھ زمین و آسمان میں
 انقرض حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ دعائیں مانگ کہ روانہ ہو سے اور حضرت ہاجر کا مال یہ ہوا کہ
 مبتلاک بانی کھانا ہا کھاتی تھی دو دو بلا تی رہیں اور بروقت شدت عطش اسپیل کو بانی بھی پیا
 بعد چند سے کھانا بانی چاک گیا اور تشنگی کا غلبہ ہوا بلکہ حضرت اسمعیل مثل بسبب تڑپنے لگے اور ہاجر
 سخت مہراسیمہ و پریشان ہوئیں نہ کوئی معین و مددگار جس سے پانی کا نشان دریافت کریں نہ
 کہیں آبادی و اشجار کہ وہاں جا کر مقام کریں آخر کار کوہ صفا پر کہ نزدیک واقع تھا تشریف
 لیگئیں اس خیال سے کہ شاید کوئی نظر آجائے جس سے پانی کا نشان پوچھوں یا پانی مانگوں یا
 کوئی جانور دیکھ پڑے کہ اس سے پانی کا نشان ملے مگر اسی قدر پہاڑ پر چڑھتے ہیں کہ حضرت اسمعیل
 علیہ السلام نظر سے غائب نہوتے لیکن ہر چند داپہنے بائیں دیکھا کوئی بھی نظر نہ پڑتا تب ماپوس
 ہو گئے اس پہاڑ سے نیچے اتریں اور جانب شرقہ متموج ہوئیں تو میدان کی فضا میں یہ خطرہ دل میں
 آگیا کہ اسدم اپنے صاحبزادے سے غائب ہوں بہاد کوئی درندہ وقت فرصت پا کر آٹھا لیجائے
 تو کہیں کی نہ رہے اسی خطرے میں شیب میدان میں جبکہ بطن وادی بولتے ہیں دوڑیں اور دامن
 سمیٹ کر ایسی سعی و کوشش کی کہ جلد تر زمین پہوار پر آگئیں کہ اس جگہ سے حضرت اسمعیل نظر
 آنے لگے جب متصل مردہ پہنچیں تو بھی اسی قدر جانب بالا گئیں کہ مقام اسمعیل نظر آتا تھا اور
 راستا چنانچہ نگاہ ڈالی الا کچھ نظر نہ آیا پھر جانب صفا متوجہ ہوئیں اسی طرح سات مرتبہ سعی
 بین الصفا و المروہ عمل میں لائیں اسیلئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام حج میں یہ سعی بین الصفا
 و المروہ مقرر فرمائی تاکہ لوگوں کو حالت بیکسی و بیچارگی و بیتابی و عاجزی حضرت ہاجر و فریاد تہی
 حضرت حق قادر یا دآو سے اور بصورت بیچارہ و بیکس حضور خداوندی میں عرض کریں تاکہ موز
 رحمت آتی ہوں حضرت استاد الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صفا و مروہ کا شمار اللہ
 ہونا حضرت اسمعیل کی والدہ کی برکت سے ہوا کہ مسبب الاسباب کی مسیت فاعلہ انکے حق میں
 انھیں دو چارٹون کے درمیان ظاہر ہوئی اور اسنے انکی مشکل کو حل کیا بعد اسکے شاعر اللہ

فر
 ابو موسیٰ
 بن لطف
 المروہ

ہونا انکا بمنزلہ جو ہر ذاتی کے ہو گیا اس سے میں کہتا ہوں کہ اس مقام سے ظاہر ہوا کہ انبیاء اور
 اولیاء کے تبرکات و آثار ان کی تعظیم و تکریم کرنا اور دین و دنیا کی حاجتوں میں آئندے قبول کرنا
 شعار دین ہے اور جو منکر ہے وہ خراب ہے اسکا اصل جب مرتبہ سابع میں حضرت ہاجرہ و پھاریرہ ہوں
 تو ایک آواز کان میں آئی کہ خود آنھوں نے کہا کہ یہی اندیشہ نہ کہ آواز کی طرف کان نہ لگا
 اچھی طرح سن تب ساکت ہوئیں تو آواز کان میں آئی کہ سننے لگیں اور منادی کہندہ کاش میری
 حاجت روائی ہو سکے تو کہ اور نہایت جلد و درین اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس تشریف
 لائیں دیکھا کہ ایک فرشتہ زنرم کے مقام پر اپنا پر خواہ پاشت نہ کرتا ہے اور پانی دودھ سے زیادہ
 صاف اور شہد سے زیادہ شیریں جاری ہے حضرت ہاجرہ نے چاہا کہ پانی جاری کو ایک حق میں جمع کرین
 اسلئے مٹی جمع کی اور مینڈ باندھی کہ صورت حوض ہو گئی یہ حرکت اس واسطے کی تھی کہ پانی چاہا
 اور ہم سے رہ جائیگے حضرت صلعم بعد اتمام اس حکایت کے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بخشے
 والدہ اسماعیل کو اگر عجلت نہ کرتیں اور اس پانی کو تھلی باطنج چھوڑ دیتیں تو چشمہ جاری ہو جاتا
 زنرم اور ایک روایت ہے کہ ہر مرتبہ اس سعی میں الصفا و المرہ میں حضرت ہاجرہ اپنے صاحبزادہ
 اسماعیل علیہ السلام کے پاس ہو جاتی تھیں مرتبہ سابع میں جب تشریف لائیں تو حضرت اسماعیل
 علیہ السلام کی حالت متغیر قریب بھلاکت و کمی پڑی پریشان اور مضطرب ہو کے مرہ پہاڑ پر
 تشریف لائیں تو ایک آواز کان میں سن پڑی وہ آواز تھی حضرت جبریل امین علیہ السلام
 کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس موضع زنرم پر کھڑے تھے آنھوں نے والدہ اسماعیل کو
 آواز دی تھی کہ تو کون ہے وہ بولیں میں ام ولد ابراہیم علیہ السلام ہوں جبریل علیہ السلام
 کہا آئیں تجھے کس طرح یہاں تنہا ہے یا روبرو گار کسپر چھوڑا ہے فرمایا اللہ حفیظ علیم قدیر جبریل
 نے فرمایا وہو حسبک و نعم الوکیل پھر کیوں پریشان و سرگردان ہے بعد اسکے اپنا پاشت نہ کیا
 زمین پر مارا کہ ایک چشمہ رحمت با نعمت آواز ظاہر ہوا اسوقت حضرت ہاجرہ اپنے صاحبزادے کے
 پاس تشریف لائیں انجا والدہ میں ہے کہ حالت سعی میں والدہ اسماعیل کی زبان برید و عا
 جاری تھی اللهم انما وودعتک وودعتک وودعتک وودعتک وودعتک وودعتک وودعتک وودعتک
 لا یفیع وودعتک یا ارحم الراحمین انھیں وہ پانی جاری ہوا اور فرشتے نے اُکلی تسلی اور
 تسکین کردی کہ ہرگز ہرگز خوف نہ کرو حافظ حقیقی تمکو کبھی ضائع نہ کرے گا اسلئے کہ یہ مکان
 اسی حافظ کا گھر ہے اور یہ لڑکا تمھارا جوانی کے وقت اپنے باپ کے ساتھ شریک ہو کر

نہ
 ابراہیم علیہ السلام

اسکی تعمیر کیر گیا اور دستور مالک اس مکان کا یہ ہو کہ یہاں کے باشندوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا اب یہاں ٹھہرو اطمینان سے مہر کرو پانی بہو اور صاحب زادے کو پرورش کر دو اور کارخانے خدائی کے دیکھو اور کم ہونے پانی کا ہرگز خوف نہ کرو کیونکہ چشمہ وہ ہے جس سے خالق لا ینزل اپنے مہمانوں کو سیراب کر لیا حضرت ہاجر نے کہا بشک اللہ بخیر اور خانہ کعبہ اندرون مانڈمالک شیلے کے تھا الفرض پانچ دن والدہ اسمیں اس وادی میں تنہا رہیں بعد ازاں اتفاقاً ایک قافلہ قوم جرہم میں سے آوارہ ہو براہ گدا کر اعلا سے مکہ ہی آیا اور شقیہ سفلی میں فروکش ہوا تو انکو کبوتر وغیرہ عیور کعبہ پر نور پر اکثر بازیان کھیلنے اڑتے نظر آئے قافلہ دار نے سخت متحیر ہوئے اس وجہ سے کہ جانوروں ہوتے ہیں جہاں آبادی نہ ہو خصوصاً جس مقام میں پانی بھی ہو اور ہم لوگ اکثر سفر کرتے رہے ہیں اور اس طرف بیشتر وارد ہوئے ہیں کبھی انیسا نہیں دیکھا اور نہ کسی سے کچھ سنا یہ معاملہ کیا ہو اور اسمیں نکلتے کیا لاجرم خبر لانا پڑ ضرور ہو چنانکہ ایک شخص بنا قبر محض و تحبس حال بھیجا آئے بلٹ کہ ظاہر کیا کہ وہاں عجیب ماجرا ہو کہ چشمہ آب زور شور سے جاری ہو اور اللہ نے ایک حوریت مع فرزند وہاں اتاری ہے سو وہ قافلہ دار بروا تھے انکے سردار بنجبت اقامت اور سکونت اول حضرت ہاجر کے پاس آئے اور اجازت سکونت چاہی جناب موصوفہ راضی ہوئیں اور محبت آدمیوں کی غنیمت سمجھیں مگر بشرط کہ لی کہ پانی میں شربت نہ کر ونگی ان لوگوں نے قبول کیا اور ٹھہر گئے پھر اپنے اہل و عیال طلب کیے اور اخبار الدول میں ہو کہ پانچ دن کے بعد وہ غلام عاملہ کے لٹ تلاش کرتے ہوئے تو قبیس پہاڑ پر گئے بعض نے پانی کی سفیدی دیکھی اور اپنے مزاروں کو جو عرفات میں فروکش تھے خبر کی چند سردار وہاں آئے اور ہاجر و اسمیل کو دیکھ کر متحیر ہوئے بعد ازاں با اجازت حضرت ہاجر مع اہل و عیال مقیم ہوئے اس عرصہ میں ایک دن حضرت ابراہیم کو آرزو ہوئی کہ اسمیل کو دیکھیں حضرت سارا سے اذن طلب کیا وہ بون اس شرط سے اجازت ہو کہ شتر سواری سے نہ اترنا چنانچہ آجناب سوار ہو کر وہیں ٹھہر لائے جہاں چھوڑ گئے تھے تو مکان کو آباد پایا ہاجر نے دور ہی سے پہچانا اور مکان پر لائین اور اسمیل سے کہا یہ تمہارے والد بزرگوار ہیں اسمیل سرور ہوئے پھر ہاجر نے انہماک کیا کہ اتر دو سرور شیش و حوڈ لون فرمایا میں نے سارہ سے شرط کی ہے کہ اتر سے نہ اتر ونگاں چار ایک تچہ لائین اور پائے مبارک حضرت کا اس پر رکھ کر دھویا

فصل
بیان آمد
قافلہ جرہم

فصل
احوال حضرت
ابراہیم نزد
اسمیل
علیہ السلام

اور آدھا سہرو صویا اسی طرح دوسری طرف عمل کیا چنانچہ دو دنوں قدم شریف پیچھ میں درگاہ
 کو اب مصلی سب مسلمانوں کا ہر اور و متحد واسن مقام ابراہیم مصلی اسی کا اشارہ ہر بعد از
 رخصت ہوئے اور معالمین محمد ابن اسحق سے نقل ہر کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شام سے
 حبراق پر تشریف لگے مین لاتے دن بھر قیام فرماتے رات کو پھر جاتے حتی کہ حضرت ایل
 اس لائق ہوئے کہ اپنے باپ کے ہمراہ چل سکین چنانچہ اللہ صاحب نے مندرایا
 لکھا بلغ موسیٰ یعنی جب ابراہیم کے ساتھ چلنے کے لائق ہوئے بعض کے نزدیک
 تیرہ برس کے اور بعض کے نزدیک سات برس کے ہوئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
 اٹھوین ماہ ذیحجہ کو خواب دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہوا اللہ صاحب حکم دیتے ہیں کہ اپنے
 بیٹے کو ذبح کرو صبح کو اٹھے شام تک متفکر رہے کہ یہ خطرہ شیطان ہوا یا حکم حضرت جبرائیل
 اسی دن سے ترویہ نام ہوا پھر نوین تاریخ خواب دیکھا تب جاناکہ فی الحقیقہ حکم
 خدا کی طرف سے ہوا اسی مقام سے عرفہ نام ہوا مقاتل روایت کرتے ہیں کہ دسویں ذیحجہ
 بھر وہی خواب نظر آیا تب حضرت سارہ سے اجازت ماہل کر کے مکے میں تشریف فرما
 ہوئے اور حضرت ہاجر سے فرمایا کہ اسماعیل کو نہلا کر کنگھی کرو اور انکھون میں سرمہ کھینچ کر میرے
 ساتھ کرو چنانچہ حضرت ہاجر نے نہلا دھلا کر پٹے پہنا سرمہ لگا ساتھ کر دیا کہ آجیناب
 علیہ السلام حضرت اسماعیل کو بیکر مناک کی طرف چلے اور سدہی سے روایت ہر کہ حضرت
 ابراہیم علیہ السلام نے دھانگی تھی کہ رہ رہ لی من الصاکین انکو بشارت ہوئی تو
 حضرت نے خوش ہوئے نذر کی کہ اگر لڑکا ہوگا تو مین ذبح کرونگا بہ نیت تقرب جب
 پیدا ہوئے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور باپ کے ساتھ چلنے کے قابل ہوئے تشریف
 ہوا کہ نذر ادا کرے حضرت ابراہیم نے حضرت اسماعیل سے فرمایا کہ ایک چھری اور تھی
 لیکے میرے ساتھ چلو کہ مین نزدیکی چاہتا ہوں اللہ سے چنانچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام
 باپ کے ساتھ چلے جب پہونچے بیچ مین پہاڑ کے قعر من کیا کہ کہاں ہر قربان کا مقام
 حضرت نے فرمایا کہ یا بنی الی اری فی المنام الی اذبحک یعنی آؤ بیٹے میرے دکھلایا گیا
 ہوں مین خواب مین کہ تجھکو ذبح کروں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہر کہ جب حضرت
 ابراہیم علیہ السلام کو قربانی کا حکم ہوا تو حضرت ابراہیم نے حضرت اسماعیل سے کہا کہ چھری
 اور رتھی لے لو اور میرے ساتھ تشریف پہاڑ تک آؤ کہ تمہارے گھر کے واسطے لکڑیاں لائیں

نہ
 تشریف فرما
 حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت اسماعیل علیہ السلام
 تشریف فرما
 حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت اسماعیل ہوا فتحی حکم کے چلے اس اثنا میں اہلبیس نے یہ تجویز کیا کہ اگر ایسے وقت میں
 آل ابراہیم کو نہ بھکاؤ گا تو پھر چوں میرا دسترس ان پر نہ ہو گا سو پہلے حضرت ہاجرہ کے پاس آیا
 اور کہا کچھ جانتی ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسماعیل کو لیکر کہاں گئے ہیں فرمایا کہ دونوں
 لکڑیاں لینے گئے ہیں کہنے لگا واللہ اسکو ذبح کر نیگے فرمایا کہ وہ تو اسماعیل کے باپ ہیں
 ایسی بات غلام عقوقت کبھی نہ کر نیگے کہنے لگا یہ تو درست ہے لیکن انکو یہ زعم ہے کہ اللہ نے
 مجھکو ایسا حکم دیا ہے فرمایا کہ اگر حکم الہی ہو تو پھر اسکا سبب لانا ضرور ہے تب وہاں سے بھاگا
 اور حضرت اسماعیل کے پاس آیا اور بولا کہ اے لڑکے تو جانتا ہے کہ تجھکو تیرا باپ کہان
 لیے جاتا ہے فرمایا کہ اس شعبہ پہاڑ میں اپنے کام کو لیے جاتا ہے کہنے لگا کہ واللہ اس خیال میں
 نہ پڑ تجھکو ذبح کر نیگے فرمایا کہ سو اسے کہنے لگا کہ انکے زعم میں یوں ہے کہ مجھکو اللہ نے
 حکم دیا ہے فرمایا کہ اگر خدا کا حکم ہو تو سبب لانا اسکا واجب ہے اور میں راضی ہوں تب پھر
 مردود بھاگا اور حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا اور عرض کیا
 کہ یا شیخ آپ کہان تشریف لیے جاتے ہیں حضرت نے فرمایا اس شعبہ پہاڑ میں اپنے کام کو
 جاتا ہوں پھر بولا کہ میں دیکھتا ہوں شاید تمہارے پاس شیطان آیا تھا کہ بھکا گیا ہے
 کہ تم اپنے لڑکے کو ذبح کرو اس تقریر سے حضرت ابراہیم نے پہچان لیا کہ یہ خود اہلبیس ہے
 تب فرمایا دور ہو میرے پاس سے اے دشمن خدا واللہ میں تو سبب لانا تو کا حکم اپنے خدا کا
 ابو لطفیل ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب تشریف لیچکے
 تو آگے سے اہلبیس آئے حضرت نے ہانکا بعد اسکے جمرہ العقبہ پر پھر آیا تہنات کنکریاں
 ماریں پھر جمرہ وسطیٰ میں آیا پھر ماریں پھر جمرہ کبرے میں آیا تو پھر ماریں یہاں تک
 کہ دور ہو گیا چنانچہ اب بھی حاجیوں کا یہ دستور ہے غرض کہ دونوں پیغمبر علیہما السلام
 شعبہ پہاڑ میں پہونچے وہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا یا ابت اغفل ما تو مر
 سجد لی ان شاء اللہ من الصابرین یعنی اے باپ میرے کہ ڈال جو حکم دیا گیا ہے تجھکو
 تو مجھکو پاؤ گیا اگر اللہ نے جاہا صبر کرنے والا حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت
 ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل کو زمین پر بچھاڑا پیشانی کے بل کہ تمہارے انکا سامنے
 نظر نہ آوے کہ شاید محبت جو ش کو سے بعد اسکے ذبح کا ارادہ کیا اس وقت
 حضرت اسماعیل نے فرمایا کہ اے باپ میرے ہاتھ اور پاؤں باندھ دیجیے تاکہ اضطراب

نہ کر دین اور اپنے کپڑے کو بچائیے تاکہ خون کا داغ اضطراب سے نہ لگ جائے کہ میں اس
 لیے روئی سے گنگھار اور بدنام ہو جاؤں۔ اگر خونم بریزی غصہ نہ ارم زبان ہی سہی
 کہ تاکہ دامن پاکت شود از خونم آلودہ چہ آوری بھی خیال ہو کہ اگر میری مال داغ خون
 دیکھیگی تو بہت غمگین ہوگی اور اپنی چھری کو خوب تیز کر لیجیے اور جلدی اور کسال
 جستی سے چلائیے کہ مجھ کو جان و نہا آسان ہو جائے اور جب گھر کو تشریف لے جائیے تو
 میری والدہ کو سلام کیجیے گا اور اگر اس وقت مناسب ہو تو کچھ میرا کپڑا بھی آنکو
 عنایت کیجیے گا کہ شاید اسی سے تسلی اور تسکین پاوے اور پیشانی میری خاک پر
 رکھیے تاکہ آپکی نظر شفقت مجھ پر پڑے کہ مبادا امراتھی میں تقصیر واقع ہو جائے سو
 حضرت ابراہیمؑ نے اسی طرح جیسا حضرت اسمعیلؑ نے بتلایا تھا کیا اور اس حالت میں
 دونوں پر محبہ حالت تھی کہ قلم کو ہرگز طاقت تھری نہیں بلکہ اللہ صاحب نے بھی
 مفصل نہیں فرمایا کہ اس وقت کیا معاملہ گذرا القصدہ حضرت ابراہیمؑ نے چھری
 تیز کر کے گردن مبارک اسمعیلؑ پر چلائی تو چھری نہ چلی تین مرتبہ یا دو مرتبہ پیچر پر
 تیز کر کے بھی گلے پر چلائی مگر ایک رگ آنکی نہ کٹی تھی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 کہ اللہ صاحب نے ایک ٹکڑا اس کا حضرت اسمعیلؑ کی حلق پر رکھ دیا تھا کہ چھری آپس
 نہیں چلتی تھی اور بعض روایت کہتے ہیں کہ گردن کٹ کے پھر درست ہو جاتی تھی
 اس حالت میں حضرت اسمعیلؑ نے عرض کیا کہ مجھ کو جیت لیا ہے کہ آپکی نظر شفقت
 جب میرے منہ پر پڑی تو رونا آو گیا اور میں چھری کو دیکھ کر خوف سے رو ڈھکاؤں
 حکم آئی میں اور تم میں حائل ہو جائیگا اور رحم الدراحمین مجھ پر اور تم پر رحم فرماوگا
 حضرت ابراہیمؑ نے اسی طرح کیا تب بھی چھری نہ چلی الا حکم آیا کہ بس تمہارا
 ابراہیمؑ تو نے تھا کہ دکھایا خواب کو ونا دنیاہ ان یا ابراہیمؑ قد صدقت الہ و یا
 انا کذاب بخزی کہ میں یقینی پکارا ہوں کہ ابراہیمؑ تو نے سچ کر دکھایا خواب اور
 البتہ ہم اس طرح بدلا دیتے ہیں احسان کرنے والوں کو اگر کوئی اس آیت میں
 تشہد کرے کہ خواب میں حضرت نے ذبح کرنا دیکھا تھا اور ذبح نہیں کیا پھر
 کس طرح یہ قول درست ہے بعضوں نے جواب دیا ہو کہ مطلب خدا کا امتحان تھا
 کہ نبی الامکان دونوں سے قصور نہیں ہوا اور مارنا اور خون کا بہا دینا حضرت

ابراہیم علیہ السلام کے اختیار میں نہ تھا علاوہ اسکے حضرت نے ذبح کرنا خواب میں دیکھا تھا
 اور وقت دم نہیں دیکھا تھا سو بیداری میں وہی کیا جو خواب میں دیکھا تھا پس یہ قول صادق
 بالکل جب خالق کبریا نے دونوں پیغمبروں کو اپنی راہ میں ماضی صادق پایا اور ہر طرح
 فرمانبرداری کی تو ایک دُنبہ بہشتی کو چالیش برس تک مرغزادہ بہشت میں چراتھا حضرت
 جبریل علیہ السلام کے ہاتھ سے بھیجا اور فرمایا کہ یہ دُنبہ خدا پر اسمعیل کا اسکو ذبح کرو
 پھر حضرت جبریل نے فرمایا کہ اللہ اکبر اللہ اکبر اور دُنبہ نے بھی تکبیر کہی بعد ازاں
 حضرت ابراہیم نے کہا نا اَللّٰہُ و اللّٰہُ اکبر اور حضرت اسمعیل نے کہا اللہ اکبر و اللہ اکبر
 روایت صحیح یہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام حبیب خدا حضرت اسمعیل علیہ السلام آسمان سے
 لاتے تھے تو بابت خوف کہ مبادا حضرت ابراہیم علیہ السلام ذبح میں مقبیل کرین پکار
 پکار کر فرماتے تھے اللہ اکبر اللہ اکبر تاکہ حضرت ابراہیم آگاہ ہو جائیں حضرت ابن عباس
 فرماتے ہیں کہ یہ دُنبہ وہ تھا کہ جسکو ہابیل ابن آدم علیہ السلام نے قربانی کیا تھا
 وہ دُنبہ نہ ذبح عظیم یعنی بدلا دیا ہونے ایک ما فور ذبح کو بڑا اسی پر اشارہ ہے اور اگر
 محدثین فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آنکھوں میں پٹی باندھے چھری
 زور سے چلاتے تھے مگر اللہ کے حکم سے چھری نہ چلتی تھی جب حضرت نے پٹی کھولی
 تو دُنبہ کو ذبح کیا ہوا پایا اور حضرت اسمعیل کو محفوظ تب شکر کیا اخبار الدول میں
 مرآۃ الزمان سے نقل کی ہے کہ جب باجہ نے ذبح اسمعیل کا حال سنا تو پتہ اسکا
 پست گیا اور تیسرے دن مرگئیں موضع حجر میں مدفون ہیں عنہ انکی فونے ہر
 ہوئی اور صحیح یہ ہے کہ حضرت اسمعیل بیس برس کے ہو گئے تب باجہ نے وفات
 پائی **ف** اختلاف ہے کہ ذبح اللہ حضرت اسحق علیہ السلام ہیں یا حضرت
 اسمعیل علیہ السلام بعض صحابہ پیش حضرت عمر اور علی رضی و ابن مسعود و ابن عباس
 رضی اللہ عنہم اور تابعین و اتباع تابعین سے مثل کعب احبار و سعید ابن جبیر
 و قتادہ و سروق و عکرمہ و عطاء و مقاتل و زہری و سعدی رضی اللہ عنہم کہتے ہیں
 کہ حضرت اسحق کو شام سے حضرت ابراہیم منا میں لائے اور دُنبہ کو ذبح کر کے
 ایک ساعت میں چلے گئے اور عبید اللہ ابن عمر و سعید ابن مسیب و شعبی و سن
 بصری و مجاہد و ربیع ابن انس و محمد ابن کعب قرطبی و کلبی و عطاء ابن ابی رباح و

نات و انا
 کعب ابن
 سعید

یوسف ابن مالک فرماتے ہیں کہ ذبح اسماعیل علیہ السلام بین اور دلیل جامعہ اولیٰ کی یہ ہے کہ خداوند عالم اس تفسیر میں فرماتے ہیں نبی بشرناہ بنیہام علیہم علما بلغ معہ السعی قال یا بنی الایہ یعنی پھر خوشخبری دی کہ تم اپنے آسمان ایک لڑکے کی جو ہوگا تمہیں والا پھر سب پہنچا آسمان کے ساتھ دوڑنے کو تو کہا اے بیٹے میرے میں نے خواب دیکھا ہے کہ تجھ کو ذبح کرنا ہو اس سے ظاہر ہے کہ نبی بشر و ذبح واحد ہے اور قرآن مجید میں جہاں کہیں ذکر بشارت ہے تب تفسیر یا اشارہ وہاں بشارت اسحق ہے چنانکہ سورہ ہود میں نبی بشرناہ یا اسحق یعنی ہمنے بشارت دی سارہ کو اسحق کی اور دلیل جامعہ ثانیہ کی اول یہ ہے کہ سورہ کہ والصفات میں بعد قصہ ذبح کے ذکر بشارت اسحق کا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذبح کوئی اور ہی ہے اور اسے کہ سورہ ہود میں نبی بشرناہ یا اسحق میں اور اسحق یعقوب یعنی پھر ہمنے خوشخبری دی آسمان اسحاق کی اور بعد اسحق یعقوب کی ماں جس طرح بشارت حضرت اسحق کی ہے اسی طرح بشارت حضرت یعقوب کی بھی ہے اور خبر ہر نبی ہونے کی پھر کیونکہ اسحاق علیہ السلام کے ذبح کا حکم ہوتا ہے کہ وہ عدہ یعقوب علیہ السلام کے طور پر کا ہو چکا تھا علاوہ ہر ان اگر ذبح ہوئے کی خبر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نہوتی جیسا یہود و نصاریٰ کہتے ہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام بیشک پوچھتے کہ یا الہی تو نے مجھ کو اسحق و یعقوب کی خوشخبری ایک ساتھ دی ہے سو اسحق تو پیدا ہوا اگر یعقوب نہیں ہوا پھر اسحق کس طرح ذبح ہو جب تک یعقوب نہ ہوئے دوسری صاحبی کہتے ہیں کہ ہم معاویہ ابن ابی سفیان کے پاس دمشق میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے پوچھا ذبح کون تھا اسحق یا اسماعیل معاویہ نے کہا کہ میں ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب کر کے کہا یا ابن الذہبین حضرت مسکرائے کسی نے پوچھا یا حضرت و ذبح کون تھے فرمایا میرے باپ عبد اللہ اور دادا میرے اسماعیل و لہذا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے یا ابن الذہبین اور قرطبی کہتے ہیں کہ عمر ابن عبد الغزیز نے ایک عالم یہودی سے کہا کہ اسلام لایا تھا پوچھا کون بیٹا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذبح ہوا تھا اس نے کہا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تیسری یہ کہ شاہنہ دینے کی کہے شریفین میں نبی اسماعیل کے پاس عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ تک آویراں تھیں

یہاں تک کہ حجاج ثقفی ظالم نے جب کعب بن لہیا یا قوہ بن گنیم چنانچہ شیخی رضی اللہ عنہ سے
 فرماتے ہیں کہ میں نے وہ دونوں شاخیں کبھی شریعت میں آویزاں اپنی آنکھوں سے
 دیکھی تھیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ اللہ رب العزت نے وہ
 شاخیں کبش کی طرح سر آول اسلام میں آویزاں کبھی میں دیکھی تھیں یہاں تک کہ حجاج نے
 جلایا اور اسی کہتا ہوں کہ میں نے ابو سعید بن ابی ہریرہ سے سنا کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے
 تھے یا اسحق علیہ السلام اس نے کہا اس صبیح تیری عقل و دانش کہاں گئی ہو اسحق
 ابن ابراہیم علیہما السلام کہتے ہیں کہ جب تھے وہاں نہ تھے مگر اسماعیل کہ انہیں نے
 کعب اپنے باپ کے ساتھ بنایا تھا اور کعب بن ربیع تھے اور جلال الدین سیوطی
 فرماتے ہیں کہ حضرت اسحق کو ذبح کہنا تحریفات اہل کتاب سے ہرگز اقبال الشیخ فی
 شرح مشکوٰۃ اگر کوئی شیعہ کہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مین اس وقت تک
 تشریف نہیں لائے جب تک حضرت اسماعیل علیہ السلام جوان و خانہ دار نہیں ہوئے
 یہ کھڑک طرح ذبح کیا تو جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر عینے میں ایک مرتبہ
 براق پر سوار ہو کر صبح کے وقت آتے تھے و اسماعیل و ابراہیم کو دیکھ کر چلے جاتے تھے
 اور قیام و شام میں کرتے تھے سو یہ قصہ بعض زیارات میں واقع ہوا ہے کہ انی انبالا
 فقلنا عن نزدیکی انہی نظر اور بھی اخبار الدول میں ہے کہ اس مقدمے میں توقع
 واجب ہے اس واسطے کہ دلائل جاہلین متعارض ہیں اور ترجیح اس امر کی کہ ذبح
 حضرت اسحق تھے جس شخص اور حضرت مولانا عبد العلی لکھنوی شرح مشکوٰۃ کے دفتر
 سوم میں باتباع قول شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رح فرماتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ ان
 مذبح تھے اور دلائل اس قول کے اکثر بیان کیے ہیں جو چاہے شرح مذکورہ ملاحظہ
 کرے اور کتاب اوراق کے نزدیک اگر دونوں پیہر دن کو ذبح کہیں تو کچھ قبا
 نہیں ہے کیونکہ بعض روایات میں وارد ہے کہ مذبح اسحق علیہ السلام بیت الیاس تھا
 اور مذبح اسماعیل منیٰ فلا محذور فیه و رفیعہ و در مختار میں ہے کہ اگر کوئی شخص مذبح کہے کہ
 میں اپنے بیٹے کو ذبح کر دینگا تو اس پر ایک بکری ذبح کرنا لازم ہے و بریل اس
 قصہ کے اور منو کہا ہے اسکو امام ابو یوسف و شافعی رحمہما اللہ قائل تھے کہ کیونکہ
 وہ بذریعہ خود چھو سنا تھا ذبح اپنے نفس یا غلام کے اور واجب ہے امام محمد کے

نزدیک بکری اور اگر کوئی شخص نذر کرے کہ میں اپنے باپ یا دادا یا مان کو ذبح کر دینا تو یہ بھی
منع ہو رہا تھا سو میں کسی طرح کا اختلاف نہیں ہو گا مگر ہر سال عالم التفریل میں علامہ بنوری
لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت تسمیہ کی یہ ہوتی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
خداوند تعالیٰ سے درخواست کی کہ یا اللہ! مجھ کو اولاد دے اور وہ اس طرح مانگی کہ اسحٰب
یا ایل یعنی قبول کر اور خدا صوب حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو انکا نام بھی لکھا
اور عبرانی میں تسمیہ ہوا القصہ ابراہیم بعد واقعہ ذبح شام میں جاوے فرما ہوئے اور
معاذاری میں مصروف ہوئے عادت حضرت کی یہ تھی کہ مہمان کی حد سے زیادہ خاطر
کرتے کہ اسکا ذکر انکی صفات میں آگے آتا ہو غرض کہ اس اثنا میں ایک دن حضرت
خلیل علیہ السلام اپنے مکان پر بیٹھے تھے کہ آنٹھ یا گیارہ یا بارہ اور ہر روایت صحیح تین
شخص بصورت جوانان سادہ رو مہازن کی طرح آئے اور سلام علیک کر کے
بیٹھے گئے حضرت ابراہیم جواب سلام دے کے جلدی سے گھر میں گئے اور ایک بچہ آ
تلا ہوا انکے واسطے آئے اور مہمانی کر کے دیا چنانچہ سورہ ہود میں ارشاد ہوا
لقد جات رسنا ابراہیم بالبشری قالوا سلاما قال سلام فما لبث ان جاہل حنین
یعنی جبکہ ہمارے بھیجے ابراہیم کو بشارت لیکے ہوئے سلام وہ پولا سلام ہو پس جلدی
لا یا ایک بچہ آتلا ہوا بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت اسحق
کے پیدا ہونے کی بشارت لائے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ قوم لوط کے اہلک کی
خوشخبری لائے تھے اور حقائق مسلم ہیں لکھا ہے کہ وہ آدم غلت اور صحبت کی بشارت
لائے تھے اور کشف الاسرار میں بھی اسکے قریب قریب لکھا ہے اور بعضے کہتے ہیں
کہ ثرودہ غور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ تھا اور بعضے محققین فرماتے ہیں
کہ حضرت جبریل علیہ السلام تو واسطے اہلک قوم لوط کے تشریف لائے تھے اور
میکائیل علیہ السلام واسطے محفلت حضرت لوط اور انکی اولاد کے آئے تھے اور
حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسحاق کے تولد کی خوشخبری لائے تھے اور یہی
قول اصح الاقوال میں ہو غرض کہ حضرت ابراہیم نے انکو نہ پہچانا اور کھانا طلبت
آگے رکھا مگر کسی نے نہ لکھا یا تب حضرت خلیل علیہ السلام نے جانا کہ شاید انکو نہ کھا کر
اور اپنے دل میں ڈرے اسوجہ سے کہ اس زمانہ میں یہ دستور تھا کہ جو کوئی شخص کسی کے

نذر کرے کہ میں اپنے باپ یا دادا یا مان کو ذبح کر دینا تو یہ بھی منع ہو رہا تھا

گھر جاتا تو اسکے گھر کھانا کھاتا تھا جب ان لوگوں نے نہ کھایا اور ہاتھ بھی نہ ڈالا تو حضرت نے جانا کہ شاید یہ لوگ دشمن ہیں یا جو رہباد و مجھ کو کچھ ضرر پہنچا دیں اس پر ڈر سے کہ اشیا ہوا فلما راسہ ابراہیم لا تصل الیہ نگہم و اوجس منہم خیفۃ پھر جب دیکھا انکے ہاتھ نہیں ملے کھانے پر اوپر ہی سمجھا اور دل میں اُس نے ڈر جب فرشتوں نے دریافت کیا کہ حضرت ابراہیم ڈر گئے ہیں تو بولے لا تخف انا ارسلنا الی قوم لوط یعنی ست ڈر ہم بھیجے گئے ہیں قوم لوط پر اور اس وقت حضرت سارہ رضی اللہ عنہا بھی آڑ میں کھڑی ہوئی باتیں سن رہی تھیں اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو نظر ہما نذاری مہانوں کی خدمت میں حاضر تھے اور حضرت سارہ دروازے پر کھڑی تھیں تب حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ تم بیٹھ جاؤ کھڑی نہ رہو حضرت سارہ نے عرض کیا کہ تم کھڑے ہو مہانوں کے واسطے اور میں کھڑی ہوں پر مردگار مہانوں کے واسطے اور مہمان آپ کو دیکھتے ہیں اور مہانوں کا خدا مجھ کو دیکھتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مہانوں کے پاس کھڑی تھیں اور سبب پیری اور بڑھاپے کے کسی سے پردہ نہ کرتی تھیں اور یہی روایت صحیح ہے اس واسطے کہ سورہ ذاریات میں واقع ہے جہلت امرات فی صرۃ عینی پھر سامنے سے آئی اُسکے عورت بولتی ہا تھا فرشتوں کی باتیں سن کر ہنسین اور سبب ہنسنے کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ڈرنے پر انکو ہنسی آئی پاک فرشتوں کو بصورت آدمیوں کے دیکھا کہ تعجب ہوئے اور ہنس پڑیں یا قوم لوط کی اہلاک سے خوش ہوئیں کہ وہ لوگ اہل فساد تھے یا خفست قوم لوط پر تعجب کر کے ہنسین بہر تقدیر جب حضرت سارہ رضی اللہ عنہا ہنسنے لگیں تو فرشتوں نے حضرت اسحاق کے تولد کی خوشخبری کہی چنانچہ ارشاد ہوا سورہ ہود و امرت قائمۃ ففعلت فبشرنا یا باہق و سن و را و اسحق یعقوب یعنی اُسکی عورت کھڑی تھی تب وہ ہنس پڑی پھر ہنسنے خوشخبری دی اُسکو اسحق کی اور بعد اسحاق کے یعقوب کی تفصیل بشارت کی حضرت سارہ کو یہ معلوم ہوتی ہے کہ لڑکے ہونے سے عورت زیادہ خوش ہوتی ہے بخلاف مرد کے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت جابر سے حضرت اسماعیل علیہ السلام ہونیکے تھے صرف حضرت سارہ سے اولاد نہ تھی لہذا انکی تخصیص ہوئی اور باتفاق مفسرین حضرت سارہ کی عمر ۹۹

یا اٹھا نوٹسے برس کی تھی اور حضرت ابراہیم کی ایک بیوی یا ایک سوارہ برس کی تھی سو اس باعث سے مادہ نہ از روئے انکار حضرت سارہ نے کہا کہ اس خرابی میں کیا جنون لگی حالانکہ میں بڑھیا ہوں اور یہ خاوند میرا بوڑھا ہے تو مجبب ایک چیز پر قائل رہا کہ وہ انا بخور و ذرا بلی شیعہ ان ہذا لشیعی عجیب اور سورہ ذاریات میں واقع ہے فصاحت و جہا و قائلت عجوز عقیقہ یعنی چھر پٹیا اپنا ماتھا اور کہا کہ میں بڑھیا ہوں مجبب جنتی ہو نقل ہے کہ جب حضرت سارہ متعجب ہوئیں تو حضرت جبریل نے فرمایا کہ اپنے گھر کی چوت تو دیکھو تو دیکھتی ہیں کہ خرمائی لکڑیاں سنبل اور میوہ دار ہو گئی ہیں تب فرشتوں نے کہا کیا تعجب کرتی ہو اللہ کے حکم سے قالوا عجبین من امر اللہ یہ بات کہارہ فرشتے قوم لوط پر چلے گئے اسوقت میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر چودہ برس کی ہوئی اور قوم جب ہم میں ایک سردار نے کہا کہ آرزو اپنی لڑکی کو حضرت سے عقد کرو یا اور زبان عربی سیکھ کر نہایت تیز فہم اور فصیح ہوئے اور حضرت باجرہ نے وفات پائی اور حضرت سارہ سے حضرت اسحاق پیدا ہوئے کہ حضرت سارہ انکی پرورش میں مصروف ہوئیں اور فی الجملہ رشاک انکے دل سے کم ہوا ابن قتیبہ اپنی ساریت میں بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت اسحق علیہ السلام پیدا ہوئے تو کفانیوں کو بڑا تعجب ہوا کیونکہ حضرت ابراہیم کی زیادتی عمر سے اولاد کی تعلیم نہ تھی اور حضرت اسحاق حضرت ابراہیم سے کمال مشابہ تھے بلکہ جب جوان ہوئے تو دونوں میں کچھ فرق نہیں معلوم ہوتا تھا اس واسطے خداوند کبریا نے حضرت ابراہیم کے محاسن شریعت کو سفید کیا تاکہ باپ بیٹے میں فرق ہو جائے غرض کہ بعد پیدا ہونے حضرت اسحاق کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے اجازت چاہی کہ اگر کہو تو اسماعیل کو دیکھ آؤں حضرت سارہ نے خوشی سے اجازت دی الا بدین شرط کہ گھوڑے سے نہ اترے اور شب بائیں نہو جو اور توقف بھی زیادہ نہ کرے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بہین شرط روانہ ہوئے جب مقام مہود پر پہنچے تو دریافت ہوا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام جوان ہوئے خانہ دار ہوئے ہیں اور حضرت باجرہ نے وفات پائی ہے اور اسوقت حضرت اسماعیل علیہ السلام شکار کو گئے تھے اور معیشت انکی یہی تھی کہ تیر و کمان سے شکار کرتے

۲۷۹
تفریح بخت و احوال حضرت ابراہیم علیہ السلام

اور تاب نہ فرم سے بچا کر کھاتے تھے اور رازق بیہال نے اسی پر قناعت عطا کی تھی جب
 حضرت ابراہیم نے بکنو نیپا تو انکی بی بی سمانہ عمارہ بنت سعد جبرہیمہ کو دروازے پر بلا کر
 پوچھا کہ تمہارا شوہر کہاں گیا ہے اور کب کو گیا آئے گا کہ جنگل کو تلاش معیشت گئے ہیں
 شام تک آئیگیے حضرت ابراہیم نے کیفیت معاش سے استفسار کیا آئے گا بہت
 خراب ہے اور نہایت تنگی اور شقت سے ایام گذرتے ہیں اسی طرح بہت شکایت کی
 کہ حضرت کو نیرانگا اور نہ شیشہ کیا کہ اگر شام تک ٹھہرتا ہوں تو ظلم و عدو ہوتا ہے اور
 مقصود میری احوال پرسی تھا سو معلوم ہو گیا لہذا باگ پھیر کر پہلے اور فرمایا کہ
 جب تمہارا شوہر آئے تو میری طرف سے سلام کہنا اور یہ بھی کہ دنیا کہ اپنے دروازے کی
 جو کھٹ یا سروں کو بدل ڈالو کہ تمہارے لائق نہیں ہو اور روانہ ہو سارے ہن
 حضرت اسماعیل علیہ السلام قشریت لائے تو دیکھتے ہیں کہ دروازہ پر انوار نبوت چمک
 رہے ہیں اپنی بی بی سے پوچھا کوئی شخص یہاں آیا تھا آئے عین کیا کہ ایک بڑھا
 سوار اس شکل اور شہل کا یہاں آیا اور دروازے پر کھڑے ہو کے تمہارا حال پوچھتا ہے
 تب حضرت اسماعیل نے دریافت کیا کہ حضرت ابراہیم تھے اور اس بی بی نے سارا حال
 بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ میں نے اپنی تنگی معاش کی شکایت کی تھی حضرت اسماعیل نے فرمایا
 کہ پھر اس بزرگ نے کیا کہا آئے گا کہ یہ بات کہ گئے ہیں کہ جب تیرا شوہر آئے تو میری
 طرف سے سلام کہنا اور پیغام دنیا کہ جو کھٹ یا سروں اپنے دروازے کا بدل ڈالو کیونکہ
 حضرت اسماعیل نے فرمایا کہ وہ بزرگ میرے باپ سے اور تیرے نکال دینے کا حکم
 دے گئے ہیں سو میں نے تجھ کو طلاق دی تو اپنے ماں باپ کے گھر جا تجھے کچھ میرا کار
 نہیں اور انہی وقت رخصت کر دیا بعد اسکے دوسرے شخص نے قبیلہ جبریم سے اپنی
 لڑکی دی درج الدرین ہو کہ حرت نانے سردار جبریم نے بیٹی دی اور اخبار الدول میں
 کہ مضامین ابن عم رئیس نے مسماہ رعد سے نکاح کیا اور صحیح نام انکا مال تھا کہ کو کتالی
 کرنے لگی بعد مدت دراز کے حضرت ابراہیم نے پھر سارہ سے اجازت مانگی اور کہا کہ پہلے
 جو میں گیا تھا تو اسماعیل سے ملاقات نہیں ہوئی اب پھر میرا جی دیکھنے کو ہوتا ہے اگر کہو
 تو دیکھ آؤں حضرت سارہ نے بشر اکتبا بقہ اذن دیا چنانچہ حضرت ابراہیم قشریت
 لے گئے پھر بھی ملاقات نہ ہوئی اور دروازے پر بی بی کو بلا کے حال پوچھا آئے عین کیا

کہ آپ اترے اور شریعت رکھے تو میں آپ کا سر نہ دوں گا۔ ان حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ مجھ کو اجازت
 اترنے کی نہیں ہے تا کہ میرا سنے ایک تجھڑا لاسکے کہ کباب کے بیچے رکھا اور ابراہیم بڑبڑا کر کہنے لگا کہ
 نبی بل کے دھویا اور گفتگو کی اس حالت میں آپ احوال پر ہی کہتے تھے اور وہ شکر گزار
 زلی وضع رہا۔ اطلاق کی کرتی تھی یہاں تک کہ نہایت محاش پر فروخت آئی تو اسے بہت شکر کیا
 اور کہا اے نبی کمال سرت گذرتی جزب حضرت نے دھاسے نیر فرمائی اور کہا حق تھا ہے انکو
 گوشت اور پانی میں بکت دیا کہ حدیث شریعت میں وارد ہے کہ نصیحت اس دعا کی یہ ہے کہ جو کوئی
 شخص نہ بخورے نہ نوشے اور پانی پر اکتفا کرتا جو انکو غلہ وغیرہ کی حاجت اصلاً نہیں ہوتی
 اور ملاقت اسکی بہستور ہو۔ انہی ہی بعد اس کے حضرت ابراہیم علیہ السلام رات کے رہتے
 فوج کے رخصت ہوئے اور اپنی جہت سے فرما گئے کہ نبی اسمیل اویق تو میرا سلام کہہ دینا اور پیغام
 دینا کہ یہ مرد روز سے کابست نوب جہر اسکو غنیمت سمجھا کہ ربیب حضرت اسمیل علیہ السلام
 سے بتاتے تھے کہ یہ لالہ پھر وہی نوبت محسوس ہو تو اپنی بی بی سے پوچھا کہ آج کوئی پہاں
 آیا تھا یا نہیں کہ ایک بزرگ شریعت لائے تھے اور انکی صورت ایسی تھی جو میں نے بہت اضعاف
 اور انکار کیا۔ یہ جو یا لیکن وہ بزرگ کھڑے سے نہیں اترے اور میرے واسطے دعا کر گئے تب
 حضرت نے پوچھا اور کیا فرمایا بولیں کہ تم کو سلام کہہ سکے یہ فرما گئے ہیں کہ یہ منزل دروازے کا
 بہت نوبت بڑا اسکو فانیست جان کے اچھی طرح سے رکھو حضرت نے فرمایا کہ وہ بزرگ میرے
 باپ تھے یہ ساق بن سفارش کر گئے ہیں اور مردوں دروازے کا توجہ چاہیے کہ میں تجھ کو
 حسن سلوک سے۔ لیکن جنب اس معاملہ پر ایک مدت گزری پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
 حضرت سارہ سے فرمایا کہ میں دوسرے بن گیا اور اسمیل سے ملاقات نہولی اگر اب اجازت ہو تو انکو
 دیکھ آؤں اور چند روز اس کے پاس رہوں کہ میرے دل کی تسلی ہو حضرت سارہ نے اجازت کی
 کہ حضرت ابراہیم شریعت لائے اور اسی مکان پر پہنچے جان اسمیل رہتے تھے دیکھتے ہیں
 کہ حضرت اسمیل ایک دشت کے نیچے زمرہ کے قریب بیٹھے اپنے تیرون کو درست کہہ رہے
 ہیں جو وہ دیکھنے کے حضرت اسمیل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہچانا اور بے اختیار
 اٹھ کھڑے ہوئے اور معاف کر کے جو کچھ سواد تہذیبیہ کو باپ سے چاہیے سو بھالائے
 اور دونوں بکرا ایسا روئے کہ انکی آواز سے پرندے بھی روئے لگے بعد اس کے حضرت
 ابراہیم نے فرمایا کہ مجھ کو خالق لایزال نے اس جگہ عبادت گاہ بنانے کا حکم فرمایا ہے

اور یہ کام میں اپنے ہاتھ سے کر دیکھا اگرچہ تم بھی سچین ہو تو بہتر ہے کہ یہ بھی گویا میرا ہی ام چھٹ
 اسمیل نے کہا کہاں بنا ہے گا فرمایا کہ اس تو دوسرے پر جہان بیت المعمور تھا حضرت اسمیل نے
 کہا کہ تمہارا فرمانا اور اللہ کا حکم میرے سر اور ہاتھوں پر چڑھتا ہے بیشک اعانت کرے گا چنانچہ
 غرہ ذی قعدہ کو ہمارے کعبہ شریف کی اندر چھپنے کو تمام کی اور بناتے اس طرح سے تھے کہ حضرت
 اسمیل تھیں لاسے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بناتے اور اس وقت عمر حضرت اسمیل
 علیہ السلام کی تیس برس کی تھی اور حضرت ابراہیم کی ایک تینتیس سال کی تھی حاکم نے
 بطریق صحیح اور یقینی نے دلائل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر اللہ وجہ سے روایت
 کی ہے کہ جب حضرت ابراہیم کو کعبہ بنانے کا حکم ہوا تو نہایت متروک تھے کہ کس طرح بناؤں مبادا
 کچھ کمی و زیادتی ہو جائے تب حق تعالیٰ نے سکینہ کو بصورت ہوا سے پیدا کیا کہ اس کے
 دونوں طرف سر تھا سو وہ ہوا مانند برقی کے خانہ کعبہ پر سایہ افکن ہوئی اور ٹھہر گئی اور
 حضرت کو حکم ہوا چنانچہ اس سایہ کے موافق زمین کو زمین کو کعبہ بناؤ اور وہ بنا بقول
 شہارح حیرۃ الفقه کے طول میں تیس گز اور عرض میں بیس گز اور ارتفاع میں دو گز چنانچہ
 اور تفصیر مدادی میں لکھا ہے کہ وہ ہوا کا ٹی کے جانے کی طرح اس مکان کے گرد تھی اور
 ایک سرخ نے اس میں سے آواز دی کہ میرے برابر گھر بنائیے اور مشہور ہے کہ ایک ٹکڑا
 ابراہیم کا تھا اس مکان کے ہوا میں گھر ہوا اور اس سے آواز نکلی کہ میرے برابر کعبہ بناؤ
 اور یہی روایت کلبی سے معالم التنزیل میں لکھی ہے اور ابو الشیخ نے تاریخ الرزقی اور
 کتاب الفطرت میں اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام
 بہشت سے زمین پر گئے تو جناب انہی میں گزارش کی کہ میں البتہ بیچ اور تھیں وشتوں کی
 نہیں سنتا ہوں تب حکم ہوا کہ ایک گھر جہاں تجھ کو نشان دیا جاتا ہے بناؤ اور گرد اس کے طواف
 کیا کرو اور اسی کی طرف نماز پڑھا کرو اور حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ تم وہ جگہ تیار
 چنانچہ یہ حال مفصل قصہ حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام میں بیان ہو گیا ہے حقیقت یہ ہے
 کہ یہ خانہ طوفان نوح علیہ السلام ایک بیت المعمور تھا طوفان میں آسمان ہتھ پر کھٹا لیا گیا
 اور اب مقابل کعبہ کے رکھا ہے اور فرشتے اس کے طواف میں مشغول ہیں کہ حدیث مورخ
 معلوم ہوتا ہے چنانچہ بعد اٹھ جانے کے یہ مکان ایک ٹیلہ بلند سرخ رنگ ممتاز تمام
 زمین سے رکھا تھا اور کچھ مکان اس پر تھی نہ تھا اہل آفاق اسی مکان پر آتے اور جاتے

کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسی مکان کی تعمیر کا حکم ہوا اور ان کے ساتھ کنبہ بصورت ابرائیم اس سے مدد کو بھیجے مقرر ہوئی اور حضرت جبریل علیہ السلام نے اسی کے مطابق ایک خاکہ پیش دیا کہ اس خط سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے زمین کھودنا شروع کی یہاں تک کہ بنار آدم علیہ السلام ظاہر ہوئی اور دونوں صاحبوں نے بنانا شروع کیا اور خالق لایزال سات فرشتے بھی انکی مدد کو بھیجے مگر پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قاعدہ دن کو وہ حرا کے پتھروں سے اٹھایا اور فرشتہ تین نے کوہ سینا اور زینا اور جودی اور لبنان پہاڑوں پتھر کے حضرت اسمیل کے ہاتھ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہنچائے کہ حضرت نے دو ہارون پر جہا نے دو بکریاں قربان فرماتے ہیں کہ اس وقت حضرت ابراہیم زبان سریانی بولتے تھے اور حضرت اسمیل بزبان عربی اور ابراہیم سمجھ لیتے تھے چنانچہ حضرت ابراہیم فرماتے تھے جب کی کیا یعنی پتھر دے اور اسمیل کہتے تھے خدا بچاؤ اور حضرت کہتے ہیں کہ پانچ پہاڑوں سے پتھر آئے تھے فور سینا اور زینا و لبنان و نور و یزنا مگر صحیح یہ کہ حضرت اسمیل گارہ بنا کے بونہیس و دو اور لبنان سے پتھر لاسکے دیتے تھے یہاں تک کہ دیوار بن قہ آدم سے باندھ گئیں تب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلند چیز کی حاجت ہوئی کہ اس پر چڑھ کر بنادین سو حضرت اسمیل علیہ السلام جانب جبل بونہیس چلے راستے میں حضرت جبریل نے کہا کہ میں بڑے بڑے دو پتھر آچکے بتلاتا ہوں اور یہ وہ پتھر ہیں جنکو حضرت آدم بہشت سے لائے اور وقت طوفان حضرت نوح نے اس پہاڑ میں رکھ دیے تھے انکو یہاں ایک ابراہیم کے کھڑے ہونے کو بھیجے اور دوسرا وہی طرف دروازے کے لگا دیجیے کہ جو کوئی اس گھر میں آئے اول آسکے بوسہ دے چنانکہ حضرت اسمیل نے دونوں پتھر لیے اور چلے حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے ساتھ چلے آئے اور حضرت ابراہیم کو دوسرے پتھر کے جانے کی تدبیر بتلا گئے کہ حضرت ابراہیم نے اسی طرح رکھا وہی پتھر جو اسو و مشورہ اور اکتباک اسی جگہ پر اور ایک پتھر جو چڑھا کر بنانے لگے وہ پتھر ایسا نرم ہو گیا کہ حضرت کے پیرزں کی انگلیوں کے نشان بن گئے اور یہ کہ راست ہوئی کہ تا اتمام تعمیر کعبہ دوسرے پتھر کی حاجت نہ ہوئی وہی بڑھتا رہا اور جھرا سو کی روشنی ایسی پھیلی کہ چاروں طرف نین کعبہ کی روشن گئیں بلکہ اسی روشنی سے حرم میں ہوئی اور بعد تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حرم کا ایک نشان کر دیا کہ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

کہ رکن و مقام دونوں بہشت کے مقام ہیں نور انکا جاتا رہا ہو اور اگر نہ جاتا تو مشرق سے مغرب تک روشن ہو جاتا اور بھی حدیث صحیح میں وارد ہے کہ حجر اسود بہشت سے نازل ہوا اور پہلے نہایت سفید و نورانی تھا گنگا رون کے ہاتھوں سے سیاہ ہو گیا ہے روایہ احمد و الترمذی و تفسیر اس حدیث میں ایمان کا امتحان مراد ہے اگر کامل الایمان ہے بے تردّد و بلا تامل قبول کرتا ہے اور ضعیف الایمان تردد کرتا ہے اور کافر انکار کرتا ہے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جو مخالف دلیل قاطع کے ہو اور ظاہر حدیث میں تاویل کرنا پڑے اور یہ قول اہل مخالفت کا ہے کہ بہشت اور جو کچھ اسمیں ہے جو اہرات وغیرہ سے مخالف ہیں ان چیزوں کے جو اس عالم فانی میں مخلوق ہوئی ہیں یعنی جو بہشت کی چیزیں ہیں انکو زوال و فنا نہیں ہے اور جو اسود کو خود افسین قراسطہ و ملاحدہ کے ہاتھ سے پونچھیں کہ ٹوٹ گیا اور ہنوز اثر اسکا باقی ہے جو اب اسکا یہ ہے کہ حجر اسود بعد اُن کے اس عالم کے اپنی حالت سے متغیر و متبدل ہو گیا ہے مفسر حضرت آدم علیہ السلام پر بعد اُن کے بہشت سے گر سنگی و تشنگی وغیرہ امور خلاف دارالکائنات کے ظاہر ہوئے ہیں اسی طرح حجر اسود میں ظاہر ہوئے ہیں اعتراض ثالث ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بہشتی ہونا حجر اسود کا یہ ہے کہ اسمیں برکت و شرافت ہو گویا بہشت سے آیا ہے اور سفید ہو جانا اور سیاہ ہو جانا آدمیوں کے گناہوں سے گویا عبرت کے واسطے ہے کہ گناہوں کا اثر پیچھے رہتا ہے جو چاہے قلب انسان اور یہ سب تردد و تامل تاریکی باطن سے ہواست مگر کم و کاست تو یہ ہے کہ ایمان ظاہر حدیث پر لاوے اور حقیقت حال کو علم انہی پر چھوڑے اور کہے کہ ان اللہ علی کل شئی قہر مکنانہ اقص میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ جل شانہ نے قریبات آدم سے عہد لیا تو ایک نہر شہد سے زیادہ شیریں اور مسک سے زیادہ نرم جاری فرمائی اور قلم کو ارشاد کیا کہ لکھ ستم قلم نے اسی روشنائی سے اقرار فرمیت آدم علیہ السلام کا لکھ لیا اور رب الارباب نے اُس نوشتے کو حجر اسود میں رکھا اس عالم میں بھیجا تو گویا بوسہ دنیا آدمیوں کا اس پیچہ کو نشان قرار کا اقرار ہے اور حجر الہند میں لکھا ہے کہ رب العزت نے اس اقرار نامے کو ایک نوشتے کے منہ میں رکھا اور فرمایا اے حجر ستم وہ نوشتہ پیچہ ہو گیا اور وہ پیچہ بہشت میں تھا اب رکن یمانی میں رکھا گیا قیامت کو پیچہ فرشتہ کر دینگے

اور عہد نامے کو لٹکا کر دکھلا دینے کے پھر جو کوئی اپنے عہد پر قائم ہوگا اُسے بہشت ملیگی اور جو بر خلاف ہوگا اُسکو دوزخ ملیگی اور یہ جو مشہور ہے کہ حجر اسود میں کچھ سفید ہی باقی ہے سب وہ بھی جاتی رہیگی تب قیامت قائم ہوگی خواہ نزدیک ہوگی سو حضرت شیخ الحدیث محقق دہلوی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ فقیر اس بات میں متحیر تھا یہاں تک کہ میں نے تاریخ مکہ میں دیکھا کہ ابن جریر فرماتے ہیں کہ میں نے حجر اسود میں کئے نقطے سفید چھوٹے چھوٹے دیکھے تھے اور ابن جریر نے سنہ پانصو اثناسی میں وفات پائی اور فقیہ سلیمان عسقلانی نے انبی مناسک میں بیان کیا ہے کہ میں نے حجر اسود میں تین جگہ سفید دیکھی بعد اُسکے دیکھا تو ہر وقت کم ہوتی جاتی تھی اور یہ معاملہ سنہ ہفتصد و ہشت میں تھا

فائدہ واضح ہو کہ جب حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کعبہ شریف بنایا تو ارتفاع اُسکا نو گز کا تھا اور درجہ اسود سے رکن یمانی تک تینتیس گز کا اور رکن شامی سے رکن غربی تک بائیس گز کا اور رکن غربی سے رکن یمانی تک اکتیس گز کا اور رکن یمانی سے حجر اسود تک بیس گز تھا اس سے معلوم ہوا کہ شکل کعبہ اس وقت میں مستطیل تھی کہ طول عرض سے زیادہ اور طول شرقی اور غربی میں بھی تفادیت الاغیر محسوس اور دروازہ کعبے کا زمین سے ملا ہوا ہے کیواڑوں کے تھا سچ تعمیری نے دروازے میں کیواڑ اور قیش اور زنجیریں لگائیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے داہنی طرف ایک حفرہ بطور خزانہ کھودا تھا تاکہ از قسمنہ وراور ہدایہ جو کچھ آوے اُس میں رکھا جائے پس معلوم ہوا کہ یہ چار دیواری اور مقفہ حضرت ابراہیم نے بنائی ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کے وقت میں سو گز بنیاد کے اور کچھ نہ تھا بلکہ اُس بنیاد پر ایک خیمہ یا قوت مجوف کا جسکو بیت المہمور کہتے ہیں رکھا تھا اور یہ مکان قبل حضرت آدم علیہ السلام کے بلکہ قبل خلقت زمین اور ماضیہا مقام عظیم تھا چنانچہ فاکہی اول تاریخ مکہ میں مع اسناد بیان کرتا ہے کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ خالق ذوالجلال نے چالیس برس پیش از خلقت آسمان اور زمین کعبہ شریف کو پیدا کیا تھا اور تھا کعبہ بطور کعبہ کے پانی پر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو ہزار برس پیش از خلقت زمین سے کعبہ پیدا ہوا ہے تب کسی نے کہا کس طرح کعبہ قبل زمین کے پیدا ہوا

حالانکہ وہ خود زمین پر ابوہریرہ نے فرمایا کہ مانند برف اور ہوا کے ٹھہرا ہوا تھا سو جب
 اٹھ کر اٹھنے والے خلقت زمین کا ارادہ کیا تو بچھایا اسکو کچے کتے سے اور کچہ کو
 رکھا وسط میں پس یہ بات نہایت غلط مشہور ہو کر اصل کچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
 وقت سے ہو اور یہ جو اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے لڑکوں نے
 بھی امٹی اور پتھر سے کعبہ بنایا تھا سو قابل اعتما و نہیں ہو اسود سے کہ منتہا سے
 سند الکی و ہب ابن منبہ تک جو اور یہ شخص اکثر روایات اسرائیلیوں سے نقل کرتا ہے
 پس تحقیق یہی ہو قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کسی شخص نے اس گھر کو
 گھر نہیں بنایا اور کلام الہی اور عادیث نبویؐ بھی اس پر شعر ہیں لہذا شیخ
 عہد الدین ابن کثر نے فی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ لم یرو عن معصوم ان البیت کان
 بیتا قبل ان یخلیل لیکن بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے البتہ عمار لقمہ اور جبریم
 بنایا اور بعد اسکے قحی ابن کلاب نے بنایا اور حیت کو ٹو گل کی لکڑیوں سے
 پاٹا اور خرے کی لکڑیوں کے تختے بنا کر بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 سلم کے وقت میں قریش نے پھر بنایا چنانچہ حسب قریش بناتے تھے تو حجر اسود
 رکھنے میں بڑی نزاع ہوئی تھی کہ ہر ایک فرقہ چاہتا تھا کہ ہم اپنے ہاتھ سے
 رکھیں آخر کو یہ قرار پایا کہ اول جو شخص بنی ہاشم سے دروازہ بنی شیبہ سے
 یہاں آوے اسکو اس بات میں حکم تھا اور اس کے ارشاد کے مطابق بجالاؤ
 چنانچہ اول دروازہ بنی شیبہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف
 لائے سب نے حضرت کو حکم بنایا آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک چادر بچھاؤ میں
 جب اسود کو آسمین رکھ دوں غرض کہ حسب احکم بجالائے اور حضرت نے
 حجر کو چادر میں رکھ کر منہ پایا کہ ہر فرقے کا ایک ایک مرد اس چادر کے گوشے
 یکے کے آٹھاوے سو چادر سبھوں نے اٹھائی جب چادر محاذی موضع حجر اسود
 پہنچتی تب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو
 موضع محمود پر رکھ دیا اور پھر وہاں سے وصل فرمادیا اس وقت میں حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر پینتیس برس کی تھی اور سب اس بنا کا یہ واقعہ
 ہوا تھا کہ ایک عورت ہمیشہ کعبہ شریف کی پوشش کو خوشبو دار چیزوں سے

وہو ان دیا کرتی تھی ایک روز آگ جو اٹھی تو لکڑیاں چھپت کی جل گئیں اور قبل اسکے سیل آب بھی آیا تھا کہ اسکے صدمے سے دیواریں گر گئی تھیں تب اکثر سرداران قریش نے مصالحت کی کہ اسکو بنانا چاہیے چنانچہ ولید ابن مغیرہ کو میر عمارت قرار دیا اور یہ بھی قول و قرار ہو گیا کہ سو اسے مال ملال کے اور کچھ اس میں صرف منوںے پاوے غرض کہ سر نو سے پھر بنایا گیا اور کئی طرح کی تعمیر اس بنائیں واقع ہوئی اول یہ کہ کعبے کے عرض سے کئی گز زمین عظیم میں داخل کر دی گئی وہ پھر سے یہ کہ دروازے کو زمین سے بہت بلند کر دیا تیسرے یہ کہ اندر کعبے کے دو صفین ستونوں کی قائم کیں کہ ہر صف میں تین تین ستون بنائے چوتھے یہ کہ بلندی کعبے کی باہر سے اٹھارہ گز بڑھا دی پانچویں یہ کہ کعبے کے اندر رکن سیانی کے متصل ایک زینہ بنایا ہو کہ اسی سے سقف کعبہ پر جانے ہیں حیرۃ القند کی شرح میں لکھا ہو کہ مقدار طول و عرض کعبہ بیضیہ کا نوبت قریش میں یہ تھا یعنی طول ستائیس گز اور عرض اٹھارہ گز کا اور آج اسی اندازہ پر ہو کہ طول و عرض شریقی و غربی کا باہر سے پچاس گز اور دیوار شمالی کا بیس گز اور دیوار جنوبی کا اکیس گز و چار انگل اور درمیان رکن سیانی اور شمالی کا انیس گز ایک بالشت اور درمیان ان دونوں کا عرض چوڑا گز انیس انگل اور رکن ہجر اسود سے تا رکن عراقی اٹھارہ گز اور ایک دروازے سے تا دروازے کی پانچ درے اور عرض چار درے اور بلندی خانہ شریف کی سو اسی گز اور اندر اسکے تین ستون ہیں دو صندوبہ کی کلڑی کے اور درمیان کا ستون ساج کا اور چھت اسکی اٹھارہ گز وین ساج سے پٹی تھی صحیح بخاری وغیرہ کتب حدیث میں روایت ہو کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے متصل کعبے کے لیجا کہ فرمایا کہ دیکھو تمھاری قوم نے جب کعبے کو بنایا تو قواعد ابھی میں اختصار کر دیا جو حضرت عائشہ نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ آپ اسکو تمام کر دیں فرمایا کہ تمھاری قوم نو مسلم ہو اگر میں اسکو گرا کر چھپر بناؤں تو یہی کہیں گی اور طعن کہیں گی کہ اسنے اپنی طرف سے نہ میں اور داخل کر دی ہو اگر یہ جو نہ ہو تا تو میں بناتا اور اسکے دروازے کو زمین سے ملا دیتا اور دروازہ کہ دیتا ایک دروازہ جانب شرقی اور ایک دروازہ جانب غربی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں نوبت اسکی نہ پہونچی مگر اسی حدیث کے مطابق عبد اللہ بن زبیر نے پھر بنایا اور بنایا

ابو جہمی قائم کی اور بدعات باطلیت سب مٹا دیں اور شیعہ کو خانہ کعبہ میں داخل کیا اور وہ وہ
 کہہ دیا اور طول دو سو بیس گز کا گھونٹا اور سچا سے نکلا۔ جسے دریں کہ خوشبو دار چیز جو کام میں
 لایا اور تعمیر اور بامرشد اور غیرت سے کھنک کی اور دیباچہ کی پوشش پہنائی اور تیار کیا
 تاریخ حسب ہجری میں یہ بات تمام ہوئی۔ اس کے حاج نے اپنے وقت میں عبدالملک
 ابن مروان کے اشارے سے بامرشد شامی کو گیارہ گز بنیاد و قمریش پھر قائم کی اور زمین کعبہ
 پتھر دن سے بھر دی اور دروازہ شہ قی کو باندھ کیا اور دروازہ غریبی کو بند کیا اور کچھ نہیں
 زیادہ کیا یہ بناسنہ چوتھری میں واقع ہوئی اس وقت سے تا وقت سلطان مروان
 اصمغان مسجد بنہیں ہوئی مگر ملک اور سلاطین نے کچھ ترمیم اور اصلاح بنا حجاج میں
 کی تھی سلطان مروان نے پھر بنایا اور اس سے جو اسود کے باقی سب گرا دیا اور یہ عمارت
 سنہ اکیس ہزار چالیس میں واقع ہوئی اور اب تک وہی عمارت باقی ہے لیکن یہ عمارت حجاج
 کے طریق پر جو کہ عظیم باہر جو اور یکدہ جو قائم حضرت حسن مجیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے
 رسالہ فضائل مکہ میں ارشاد فرمایا جو کہ کعبہ مغلیہ زمانہ سابق میں ہر طرف سے بے دیوار
 اور گرد و ہیم کے گھرتے کہ وہاں مذکور دیواروں کا محیط تھے اور گھروں میں راہیں تھیں
 کہ انھیں راہوں سے حرم میں آتے تھے مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں
 وہ سب گھر خرید کر کے گھروں کے اوڑھائے اور اسکی کچھ زمین حرم میں داخل فرما کر حرم شریف کو
 فراخ کیا پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غلیفہ ہوئے تو حضرت نے اٹھائیسویں برس
 ہجرت سے جب قدر اور گھر باقی تھے انکو بھی خرید کر کے حرم میں اسکی زمین کو داخل کیا
 کہ نہایت کشادہ ہو گیا پھر سنہ شش ہجری میں عبداللہ ابن زبیر نے بہت گھر
 اور ان قیمت اور گران قیمت کہ بعضے سات سات ہزار دینار کو ملے خرید کر کے انکی
 زمین مسجد حرام میں داخل کی بعد اس کے عبدالملک ابن مروان نے مسجد احمرام کو
 بہت خوبصورتی سے تعمیر کیا لیکن اسنے کچھ زیادہ نہیں کیا صرف دیواروں کو بلند
 کر دیا اور سقف خانہ کو ساج کی لکڑی سے ٹپا دیا اور قندیلین آسمین لٹکائیں کہ جسکے
 ولید ابن عبدالملک نے کچھ زیادہ کیا اور بعضے ستون سنگ رخام سے بنوائے پھر
 منصور ابن جعفر نے کچھ زیادہ کیا پھر دو مرتبہ ہمدی ابن منصور نے کچھ زیادہ کر کے
 حرم کو تعمیر کیا اول سنہ ایک سو ساٹھ ہجری میں دوسرے سنہ ایک سو ستر

اور سنہ ایک سو اسی میں اُس نے وفات پائی اُسکی عمارت آج تک قائم ہو کر گذر کر انوار النورانی
فی مناسک اور بحر العمیق میں لکھا ہوا ہے یہ بات مہدی مشہور باب النداء ہے جو در طول
دروازہ کعبہ کا چہ گز اور تخت اور نصف سدس گز کا ہے اور عرض چار گز کا اور وہ دروازہ
دیوار شہر قی میں ہے اور تختہ ساج کی لکڑی کے اور تختہ فقرہ کے اُسکے اوپر ہے اور تین
فقرتی اسپر چڑی ہیں کہ اُس سے کمال مضبوطی ہے اور آستانہ کعبہ کی بلندی زمین سے
ساتھ چار دروازے اور زانوہان کعبہ کا جسکا بنیاب المرحمہ کہتے ہیں درمیان رکن عراقی اور
شامی کے واقع ہے اور حجرہ حضرت امیل علیہ السلام کا اُسی کے نیچے ہے اور جب اسود کی
بلندی زمین سے دو گز اور نصف و سدس گز سے چیز سے زیادہ اور عرض اُس معتدرا کا
جو اُس سے ظاہر ہے ایک و جب چار انگل ہو فائدہ حافظہ سبحان نقی الدین فارسی تاریخ
کہ میں لکھتے ہیں کہ وہاں بار کعبہ بنا ہے اور اولیٰ بنا ہے ملائک و وہاں سے بنا ہے آدم تمیز سے
بنا ہے بنی آدم چوتھے بنا ہے ابراہیم یا یحییٰ بن بنا ہے عمالقہ چھٹوں بنا ہے جبرہم
ساتھ بن بنا ہے قضی اٹھویں بنا ہے قمر شمس نویں بنا ہے عبد اللہ زبیر دسویں بنا ہے حجاج
معاذہ سے روایت ہے کہ قبل از اسلام نادت یہ تھی کہ مقام ابراہیم علیہ السلام سے کوئی
بات نہ نہیں لگاتا تھا اس وقت میں یہ بات رایج ہے اور جو لوگ قبل از عہد اسلام مقام کو
دیکھ چکے تھے وہ نقل کرتے ہیں کہ وہ نوں پانوں کی انگلیوں کے نشان آسمان موجود
تھے اب ہاتھوں کے لگانے سے وہ نشان بخوبی ظاہر نہیں ہیں اور ابن ابی شیبہ نے
عبد اللہ ابن زبیر سے نقل کیا ہے کہ جب عبد اللہ ابن زبیر نے لوگوں کو دیکھا کہ مقام
ابراہیم کو ہاتھ سے چھوتے ہیں مت کیا اور کہا کہ تمکو اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہ ساز
پڑھنے کو فرمایا ہے نہ سچ کہنے کو اور یہ تھی نے اپنے سنن میں روایت کی ہے کہ یہ پیچہ جو
مقام ہوزمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور زمانہ حضرت صدیق اکبر تک کعبہ کے
متصل تھا حضرت عمرؓ کے وقت میں بسبب سیل امشش کے بہا کہ اپنی جگہ سے جب ہٹ گیا
تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود اشرعیت لائے اور اُسکو اٹھا کہ جہاں تھا چہر رکھا
اور گرد اُسکے اور پیچہ رکھوا دئے تاکہ جنبش نہ کرے چنانچہ اب تک اُسی جگہ پر ہے
فائدہ واضح ہے کہ حضرت استاد الاسلام محدث دہلوی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ
مائدہ کعبہ کے چار کونچ ہیں بوسمانی ایک میں حجر اسود ہے اور وہ جانب شہر قی میں واقع ہے

دوسرے رات مقرب کبچہ سیانی جو کہ جانب مغرب واقع ہو اور یوں کبچہ کو مرکز شامی کہتے ہیں ایک جانب
 شرقی جانب کبچہ عرانی دوسرے جانب مغرب ہر طرف ہر طرف کبچہ عرانی ہیں قریشیوں نے دونوں
 کبچہ شامی کو تو عدا برا ہی سے بچا کر دیا جو اور کچھ زمین کعبے کی بھی چھوڑ کے داخل حصار
 اور دینی جو اور وہ دیوار جو کہ حصار اسود کے کبچہ سے تارکن عرانی تھی بھی کم کر ڈالی جو اور حضرت
 ابراہیم کی بنیاد سے بھی کچھ کوتاہ کر دیا کہ مثل چوبترہ مکان کے زمین سے بلند رہ گیا جو اور
 اسی کو شادروان کعبہ کہتے ہیں بعد اسکے عبداللہ ابن زبیر نے اپنی ولایت میں جب
 موافق حدیث کے بنایا لیکن حجاج نے بعد اسکے بصورت جاہلیت کر دیا لہذا مارون بن ریشہ
 اپنی سلطنت میں حضرت امام مالک سے پوچھا کہ اگر ارشاد ہو تو میں پھر موافق بنائے
 عبداللہ ابن الزبیر کے کعبہ بناؤں حضرت امام مالک نے فرمایا کہ اگرچہ یہ حدیث صحیح ہو اور
 عمل مطابق اسکے عین اتباع ہو الاصلحت نہیں ہو کہ بار بار کعبہ کو گرا کے تعمیر اور
 تبدیل دیجائے اس واسطے کہ کعبہ باز نیچے سلاطین ہو جائیگا اور ہر ایک بادشاہ اپنے
 وقت میں ایسا ہی کیا کر گیا پھر رسم پڑ جائیگی اور مفسدہ عظیم ہو گا اور جس جگہ
 مفسدہ پیدا کرے تو رعایت رفع مفسدہ کی مقدم رکھنا اور اصلحت سے دست بردار
 ہونا چاہیے فائدہ جو بعض جگہ کلام الہی میں نسبت اس گھر کی اللہ کی طرف واقع ہو
 جس طرح طہر امتی اسکے معنی کیا ہیں اگر نسبت خالقیت مراد ہو تو سب مکاتون سے یہ نسبت
 ہو سکتی ہو اور اگر نسبت سکونت اور بوند باش کا خیال ہو تو ذات پاک الہی اس سے
 پاک ہو اور اگر اس سخا سے ہو کہ اس مکان میں عبادت کہتے ہیں اور شان معبودیت
 اس مکان میں ظاہر ہوتی ہو تو فائدہ کعبہ اور عبادت گھر مثل ہر دو اور وغیرہ برابر
 ہو سکتے ہیں اس واسطے کہ سب جگہ شان معبودیت ظاہر ہو اور ہر جگہ طالب حق
 اپنے شوق کو لباس صورت میں ظاہر کرنا ہو جو اب یہ ہو کہ سب اختصاص کا یہ ہو کہ
 اللہ کے حکم سے عبادت اور شوق طلب کے واسطے یہ مکان بنایا گیا ہو اور کسی طرح کا
 علاقہ مخلوقات سے نہیں رکھتا اور عبادت گھر حکم خدا نہیں اور علاقہ مخلوقات سے
 ہے علاقہ نہیں بلکہ عبادت گھر اور کمرش و غیرہ سے نسبت رکھتے ہیں اور تحقیق
 ایسی کہ یہ ہو کہ قبلہ بنانے کے واسطے دو چیزیں لازم ہیں اول یہ کہ حکم خدا سے ہو
 اس واسطے کہ نسبت ظہور الہی ہر جگہ ہو چنانچہ یہ ظہور عام عقلاً بالاجماع توہ عبادت کا

صحیح نہیں ہوتا پس ظہور خاص ضرور ہوا اور سر اس ظہور کا عقول بشر سے خارج ہو چکا
اعلا ع شریعت کے سمجھا نہیں جاتا پس نفس شارع بھی ضرور ہوئی دوسرے یہ کہ مکان کو
کسی طرح کا علاقہ مخلوق سے نہ ہو والا تو جو کے وقت شاید شرک شامل ہو جائیگا اور
توجہ بہت باقی نہ رہیگا ولہذا مقبور انبیاء اور اولیاء اور رشتہ دار اور پانی اور ستاروں کا
تبدل کرنا ممنوع ہو اور عابد کفار ان دو صفتوں سے عاری ہیں مثلاً ہر دوار اسی سبب سے
واجب التعلیم ہے کہ کوشش اپنی راہ سے اوپر گیا ہو اور احوال دھیلا اس سبب سے کہ
رام چند روپاں رہتا تھا اور سیتا کی زبان رشتہ میں تھی علیٰ ہذا القیاس اور صاحب
کہ ایک ایک مخلوق سے نسبت رکھتے ہیں اس سے یہ فرقہ کہ ملوئی مذہب ہے رام چند
وغیرہ کو نظر ذات پاک جانتا ہو اور اس کے منسوبات کو نہیں منسوبات حق سمجھتا ہو لیکن چونکہ
ملوئی باری نفس باطل ہے تو یہ خیال از قبیل نیر فاسد علی الفاسد ہے اور اگر بالفرض
معاذ کفر کو اصل میں ہم شعائر الہیہ سمجھیں اور کہیں کہ مخلوقات سے نسبت کرنا
اس فریق کی تہذیبیات سے ہے اور ابتدا میں سوائے ذات پاک کے کسی طرف نسبت
نہ تھی اور کوئی نفس بھی شرایع سے پیدا ہو جائے تو بھی خانہ کعبہ میں اور ان مکانا
میں بٹا فرق ظاہر ہو سوا سٹے کہ تعبد انکا منسوخ ہو گیا اور حکم منسوخ کی متابعت
کہ نا خدا کی مخالفت ہو سوا سٹے کہ مدار قبلہ کرنے کا موقوف ہو قبول عبادت پر اور
قبول عبادت منحصر ہو اس مکان میں جسکا نام رکھا گیا ہو پھر اس کے غیر میں عبادت کرنا
گویا کہ اپنی سعی کو باطل گردانا ہو یا تشبیب ایسا ہو کہ جیسے بادشاہ ایک مکان کو اپنی مملکت
سے دار الخلافہ قرار دیکر عایا سے حکم دے کہ اپنی حاجتیں اس مکان سے رفع کرو
اور ندو را اور بدایا اور مالگڈا رہی وغیرہ اس مکان میں پہونچاؤ اور بعد چند سے
دوسرے مکان کو دار الخلافہ قرار دے اور اسی طرح کا حکم ناطق صادر کرے تو
پہلے مکان کو وہ بزرگی نہیں رہتی ہے جو پہلے تھی جس طرح اکبر آباد اور دہلی بلکہ اگر کوئی
شخص پہلے مکان میں ندو را اور بدایا پہونچاؤ تو قبول نہیں ہوتی اور وہ شخص قابل
تنبیہ ہوتا ہو اور اگر کوئی شخص قاصدین معاذ کفر سے نفی کش کرے کہ تم کہاں کو سوا سٹے
جائے ہو تو بخوبی کھل جاتا ہو کہ یہ لوگ اس مکان کے جانے سے تعرب کسی مخلوق کا
روحانی ہو یا جسمانی منظور رکھتے ہیں اور توجہ ذات پاک سے بالکل غافل ہوتے ہیں

پس سوائے بیت المقدس اور خانہ کعبہ کے کوئی مکان پایا نہیں جاتا کہ محض واسطے توجہ
 آگہی کے ہو۔ اسے سادہ بگزار قبور اولیا اور صلحا وغیرہ سے البتہ فی الجملہ مشابہت رکھتے ہیں
 نہ صغیرہ اور کعبہ سے نہ لہذا مدینہ شریف میں قبور انبیاء کے مسجد کربنہ سے منع ہوا ہے
 اور مدعا یہ ہے کہ اس عمل میں اکثر جاہلون کو وہ اعتقاد ہو جاتا ہے جو مشرکون کو اپنے بتوں
 سے ہوتا ہے اور توجہ صرف الی اللہ نہیں رہتا ہے اور اگر کوئی بت پرست کہے کہ ہم خدا
 جانکہ پرستش نہیں کرتے ہیں بلکہ مخلوق سمجھ کر پرستش کرتے ہیں جس طرح بعض اہل اسلام
 اہل قبور سے مدد اور اعانت چاہتے ہیں اسی طرح ہم بھی صورت کنیا اور کالہ سے
 اعانت اور شفاعت کی درخواست کرتے ہیں اور اگر وہ اللہ سے مانگ دیتے ہیں
 تو یہ بھی اللہ سے ولادیتے ہیں جواب اول یہ ہے کہ بت پرست مدد بھی چاہتے ہیں اور
 پرستش بھی کرتے ہیں پرستش یہ ہے کہ اسکو مسجدہ کرے یا طواف کرے یا نام اسکا
 بطریق تقرب ورد کرے یا فرج جانور اسکے نام سے کرے یا آپکو بندہ غلامی کے اور جو
 شخص مسلمان ہو کے ایسی حرکت کرتا ہے لاریب دائرہ اسلام سے خارج ہے و دوسرے
 یہ کہ مدد چاہنا جو طرح کی ہوتی ہے ایک تو مدد چاہنا مخلوق کا مخلوق سے جس طرح فقیر
 اور نوکریہ بادشاہ اور امیر سے مہمت میں مدد چاہتے ہیں اور عوام الناس اولیا سے
 کہتے ہیں کہ ہمارے مطلب برکری کے واسطے خداوند کبریا میں عرض کر دیں یہ قسم مدد
 شہر عین زندہ اور مردہ سے درست ہے و دوسرے یہ کہ بالاستقلال کسی مخلوق سے
 کوئی مخلوق وہ چیز جو مخصوص جناب الہی سے جو جیسے لڑکا دنیا پانی برسانا عمر کا بڑھانا
 اسرائل کا دفع کرنا مانگے اور کچھ اسمین دعا کا ذکر نہ کرے تو یہ قسم حرام مطلق بلکہ گنہگار
 مردہ سے ہو یا زندہ سے اور بت پرست اسی قسم کی مدد اپنے معبودان باطل سے چاہتے ہیں
 اور اسکو درست جانتے ہیں بلکہ بت پرست تو شفاعت کے معنی بھی نہیں جانتے ہیں
 اس واسطے کہ شفاعت بمعنی سفارش ہے اور یہ لوگ وقت درخواست کے ہرگز نہیں کہتے ہیں
 کہ ہمارے مطلب کو پروردگار عالم سے عرض کر دو بلکہ انھیں بتوں سے درخواست کرتے ہیں
 قطع نظر اسکے مگر کنیا اور بھونانی کو اہل قبور سے مناسبت دنیا خطا و در خطا ہے اس واسطے
 کہ ارواح کا تعلق اپنے ابدان سے جو قبر میں مدفون ہیں لاریب ہوتا ہے بسبب اسکے
 کہ مدتہا سے دراز اسمین رہی ہیں اور بقا سے ارواح بعد فنا سے ابدان کے انصافی ہے

تمام اہل ملل اور نحل راجع اتفاق رکھتے ہیں اور بت پرست قبور و مسجد و ان باطل کی تعظیم نہیں کرتے ہیں بلکہ اپنی طرف سے صورتیں تراشتے ہیں اور روضت اور حرم یا قرار دے لیتے ہیں جیسے اسکے کہ ان قبروں کو کچھ بھی تعلق انکی ارواح سے ہوتا ہو یا وہاں جلائے گئے ہوں پس اس قرار داد اقرار کی کو کیا اثر ہو سوا ہے کہ ضلالت اور ادلیا کا وجود معلوم ہو اور سبیل اور جہوانی کا مہموم اور بر تقدیر تسلیم از قبیل ارواح نبیہ ہیں کہ ہمیشہ اید اسے خلق پر مستعد ہیں انکو ارواح علیہ سے کیا مناسبت ہو مگر عہد چہ نسبت خاک را با عالم پاکہ ۔۔۔ تنبیہ تخصیص مکتہ اس مکان کی بنا ہے کہ جس کے درمیان سے یہاں معلوم نہیں ہوئی الا یہ تخصیص خالی از حکمت نہ ہوگی اس واسطے کہ حکیم علی الاطلاق کسی امر کی تخصیص بلا حکمت نہیں فرماتا پس وہ حکمت کیا ہو جو اب حکمت اس تخصیص میں تین وجوہ سے ہو اول یہ کہ اصل آدمی کی خاک سے ہوا اور اصل گدہ خاک کی اسی نقطہ سے ہوا جو ان کے پس منظر آدمی کی اسی نقطہ سے راجع ہوئی تو چاہیے کہ جب آدمی اپنے جسم کو مشغول بعبادت کرے تو انہی اصل تہائی سے رجوع لاوے یعنی جیسا اصل قبر پر تہا کہ ہر جگہ میسر ہو مسجد کہ تہا اصل تہا سے وقت عبادت کے متوجہ ہوا جو انہی عمر میں ایک مرتبہ اسکی زیارت بھی کرے تاکہ توجہ الی اللہ اور اشتیاق الی لقاء اللہ جلوہ گر ہو جائے دوسرے یہ کہ آدمی وقت عبادت کے فرشتوں کا خلیفہ ہو جیسا وقت غصہ اور غضب کے درندوں کا اور وقت شہوت کے بہائم کا اور وقت تکبر اور نکر کے شیاطین کا اور عبادت گاہ ملکوت بیت الہو ہے اور کعبہ بیت المہور کے مقابل واقع ہو تیسرے یہ کہ اس مکان عظیم شان میں بدویت اتنی حضرت اسماعیل علیہ السلام پر کہ اکبر اولا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اور عبد ربود حاتم المرسلین کے تحے عجب رنگ سے ظاہر ہوئی ہو پس اولا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اور انکے توالیع کو چاہیے کہ اس مکان کو واسطے تو چہ ذات پاک کے اختیار کریں اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام کو حکما اس نعمت کا مستحق ہو جو کہ اس مکان پر ایک مکان معین کریں تاکہ جب وہاں مشغول ہوں تو ربوبیت اتنی بوجہ عیان ملو نظر ہو جائے اس واسطے کہ دیکھنا مکان کا تذکرہ قرآن مجید گذشتہ میں دخل عظیم رکھتا ہو پس یہ تین باتیں کہ ابتدا میں در اسے تخصیص بنا سنے اس مکان کے وجوہ حکمت سے ہیں ہر شخص کو معلوم ہیں لیکن بعد اسکے کہ یہ مکان مسجد

خلافت اور قبلہ عبادت اور مرجع عاشقان صادق اور مطاع محبان واثق ہوا پس عمدہ و چوہ
 تخصیص اس مکان کی طور تجلی آنی ہو کہ یہ سب تعلیمات اور محبت اسی تجلی پر واقع ہوتی ہیں
 اور اسی تجلی کا انبیاء سابقین کے کلام میں اشارہ ہو کہ اُسکو کتب نبی اسرائیل میں ذکر کرتے ہیں
 جس طرح سے کہ پاک ہو وہ صاحب کہ اسے تجلی فرمائی گوہ طور پر اور روشن ہوا فوراً اسکا ساجد
 کہ پہاڑ ہو بیت المقدس کا اور سب پر وہ غار ہو کہ ہستان فاران سے اور فاران نام غار
 کعبہ مغلہ کا اور اسی تجلی کی یہ خاصیت ہو کہ جو کوئی زائرین سے زکی ہو یا پلید جب اس
 بیت مکرم پر نظر ڈالتا ہو عجیب عظمت اور وقار مقرون بجلال پاتا ہو اور سمجھ جاتا ہو کہ یہاں
 ایسی شان عظیم ہو کہ دوسری جگہ نہیں اور مجموعہ اور انجذاب قلوب خاصہ اس تجلی کا جو
 ارتقی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہو کہ جب کسی اُمت پر اہم پیشین سے
 کچھ عذاب نازل ہوتا تھا تو اسی گھر سے جبرع لاتے تھے اور اسی جگہ مشغول عبادت
 ہوتے تھے اور مجاہد سے روایت ہو کہ حضرت موسیٰ علی نبیاء علیہ السلام درسطے حج کے
 اونٹ پر سوار تشریف لائے تو رو حاسے احرام باندھا اور ایک کتل سے لانگ باندھی اور
 دوسری کملی کو چادر کے طواف کیا اور صفا اور مزدہ کے درمیان میں لبیک کہتے ہوئے
 دوڑے کہ ناگاہ ایک آواز کان میں پہونچی کہ لبیک عبدی انا مک حضرت موسیٰ علیہ السلام
 بے اختیار زمین پر گرے اور سجدے میں جاتے رہے فاجدہ عجائبات اور واقعات ہیں
 بیت شریف کے شمار سے باہر ہیں لیکن بعض انہیں سے بیان کرنا ضرور ہو حضرت ابن عباس
 اور مجاہد وغیرہ مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے ہر شخص کے دل میں اسکی زیارت کا
 شوق ایسا ڈالا ہو کہ اُسکے دیکھنے سے دل سیر نہیں ہوتا اور جو کوئی وہاں جاتا ہو پھر اُسکا
 دوبارہ جانے کو جی چاہتا ہو چنانچہ ہر تاجر معلوم ہوا ہو کہ جو شخص ایک مرتبہ حج کو گیا اور
 پھر آیا تو مدت العمر شاق رہا اگرچہ راہ میں قسم قسم کے شدائد اور مصائب راہ بھی اٹھائے
 ہوں میں تعلیم اور تکدیم اس گھر کی گویا انظر اری ہو کہ تہول سے جوش مارتی ہو بلکہ تعلیم
 تجلی ہو کہ خصوصیت نفع اور ضرر پر موقوف نہیں اور یہی سبب ہو کہ حیوانات بھی اس گھر کی
 تعلیم کہتے ہیں ارتقی نے ہر اہمیت طلق ابن حبیب بیان کیا ہو کہ میں عبد اللہ ابن عمر
 رضی اللہ عنہ کے ساتھ سایہ کعبہ میں بیٹھا تھا یہاں تک کہ آفتاب بلند ہوا اور وہ صوب
 آگئی سا چہا تا کہ اہل مجلس اٹھ چلے یا ایک ایک چمک دروازہ مسجد اکرام سے

ظاہر ہوئی تو میں نے دیکھا کہ ایک سانپ آتا ہے جو سب لوگوں نے اُسکو دیکھنا شروع کیا وہ سانپ سیدہ عا خانہ کعبہ میں آیا اور سات مرتبہ اُسے طواف کیا بعد اُسکے مقام ابراہیم علیہ السلام کے نیچے اُسے دو کعتیں نماز کی اور کہیں عبد اللہ ابن عمر وغیرہ گہرا یہ مجلس نے اُس سانپ کے پاس بٹا کے کہا کہ اے عزیز تیرا طواف اب ہو چکا یہاں شہر کے لوگ تجھے ناواقف ہیں شاید تجھکو ضرر ہو چناؤ میں اور غلام اور غلامتیں بھی یہاں بہت ہیں بہتر ہے کہ آپ کو اُن سے پوشیدہ رکھ دو ورنہ اذیتیں گے بھروسہ کلام کے وہ سانپ اپنا سر قوم میں دبا گئے آسمان کو اڑا اور نظر سے غائب ہو گیا اور شیخ ابو الولید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ستائیس ذیقعدہ سنہ دو سو چھتیس ہجری میں ایک دریاں مریخ میں نے دیکھا کہ وقت طلوع آفتاب کے بیت اللہ میں آیا اُس وقت بہت لوگ طواف کر رہے تھے جب یہ مریخ دیانی مقابل رکن حجر کے پہنچا تو ایک شخص فرامانی کے کندھے پر بیٹھا اور وہ پھر نے لگا بیٹھے لوگ تو یہ ماجرا دیکھ کر شہر سے اور بیٹھے روتے تھے اور بیٹھے اُسکو اڑاتے تھے مگر وہ نہ اڑا یہاں تک کہ طواف ہو گیا تب اڑ گیا اور ابو طفیل نے نقل کیا ہے کہ ایک فوجان ذی طوی کار بننے والا سانپ کی صورت بنکر ہمیشہ طواف کرتا اور مقام ابراہیم پر ہزار ہر مقام اُسکی جہت تھی وہ اکثر اوقات شفقت سے منع کرتی اور کہتی کہ ایسا نہ تجھکو آدمی مار ڈالیں لیکن وہ باز نہ آتا تھا آخر کار جماعہ ابراہیم نے اُسکو مار ڈالا بعد اُسکے ایک غبارِ عظیم اُٹھا اور جماعہ قائم ساری مرغی اور تواریخ مکہ میں ایک حکایت اونٹ کی مشہور ہے خلاصہ اُسکا یہ ہے کہ سنہ ۱۱۵ھ میں پندرہ ہجری جمادی الثانی کے مہینے میں ایک اونٹ فاروقی اپنے مالک سے کعبہ کی طرف بھاگا اور مسجد احرام میں سات مرتبہ طواف کر کے حجر ہود کو چومنا بعد اُسکے مقام خفیہ پر ٹھہرا اور میرزا اب الرحمتہ پر کھڑا ہو کے بوسنے لگا پھر زمین پر گیسے مر گیا آدمیوں نے اُسکو صفا اور مروہ کے درمیان میں دفن کر دیا قائد ۵۵۵ھ جب اوہ میلانِ غلوب کی چارو میں ظاہر میں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ اخذِ مشیاق بطنِ نعمان ہوا ہے کہ مواضعِ عرفات سے جو اسی جگہ فریات آدم علیہ السلام کو ظاہر فرما کے خطاب الست برکم سے مخاطب فرمایا ہے اور فریات آدم نے اقرار کیا ہے کہ وہ اقرارِ حقیقتِ حکمت پر لکھا گیا اور جو اسود میں امانت ہوا پس گویا وطن اول آدمیوں کا وہی ہے اور شیش طبع جانب وطن اگرچہ اُسکو نہ پہچانتا ہو جلی ہو من الایمان حسب الوطن

ابراہیم علیہ السلام کے چہرے میں سلاطین ہرین عدد وطن کے پس کہ در حقیقت وطن و دوسری یہ کہ حضرت
 ابراہیم علیہ السلام نے وہاں مانگی تھی کہ یا اللہ قلوب خلایق کو اہل اس مکان اور اس مکان
 منجذب کر دے کہ اہل قلوب منجذب ہوں اللہ تعالیٰ تو ہی اللہ تعالیٰ یہ کہ احبار بیت المقدس
 مقناطیس الارواح ہیں کہ جذبہ شوق سے ادواح کو اپنی طرف کھینچتے ہیں اور جلد اجسام
 خارج ادواح ہیں چوتھی اخبار صحیحہ سے واضح ہو کہ شب نیمہ شہان اس گھر پر نظر عنایت
 حق ہوتی ہو اور قلوب مومنین بھی منظور نظر آتی ہیں پس سبب حبسیت کے پیدائش
 حاصل ہوتا ہو اور ایک سبب رجوع کا اور بھی ہو کہ کئی جگہ کعبہ میں دعا قبول ہوتی ہو
 اہل تحقیق نے کئے اور اسکے اطراف میں دعا کی مقبولیت کے مقام ہمت لکھے ہیں اول
 جب کعبہ پر نظر پڑے دوسرا حجر اسود کے پاس خصوصاً دو پہر کے وقت تیسرا مقام میں
 باب کے سامنے چوتھا قنم کے قریب خصوصاً آدھی رات کو پانچواں حلیم میں چھٹا میناب
 رحمت کے نیچے خصوصاً صبح کے وقت ساتواں رکن یمانی کے پاس غایت عروج کو
 آٹھواں ماہین رکن یمانی اور باب مسدود کے کہ پشت کی جانب خانہ کعبہ کے سامنے
 اس دروازے کے تھا اس مقام کو مستجاب کہتے ہیں نواک در میان رکن یمانی اور
 حجر اسود کے دسواں مقام ابراہیم کے پاس خصوصاً صبح کو گیارھواں رنم پر خصوصاً غروب
 وقت باہم ان خانہ کعبہ کے اندر چاروں گوشوں میں اور ستونوں کے درمیان خصوصاً
 زوال کے وقت تیرھواں دھواں صفام وہ پر خصوصاً بعد عصر کے پندرھواں بین
 سو گھوٹان دسٹھواں عرفات پر دو مقام ہیں ایک پیری کے درخت کے نیچے زوال کے
 وقت مگر اب درخت کا نشان باقی نہیں ہو دوسرا جبل رحمت کے بائیں طرف سورج
 ڈوبتے اٹھارھواں مشعر حرام قبل طلوع آٹھواں دسواں دسواں ہنیا میں دو جگہ مستجاب
 کے پاس اور جان کنکریان مارنے میں خصوصاً چودھویں تاریخ آدھی رات کو یقیناً
 مشورہ ہیں سوائے اسکے اور بھی لوگوں نے بیان کیے ہیں اور بہت روایات ہیں جو کہ
 اللہ او غفری البختہ بغیر حساب اور امام صاحب کے نزدیک مستجاب اور عوارت ہونے کی
 وہاں گئے اور صفات چہرہ بہت صاف اور سفید کو کہتے ہیں اور وہ وہاں گئے یہ نزدیکی کو
 چوتھے ہیں اخبار میں وارد ہو کہ جب حضرت آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام چوتھے تو
 حضرت آدم علیہ السلام نے کوہ صفا پر اقامت فرمائی پس سبب نزول صفا کے

مقامات
 مستجاب

صفا ہوا اور حضرت ثحانہ نے مردہ پر سکونت کی سبب سکون مرثیہ کے مردہ ہو آجین جہاں سے
روایت ہو کہ صفا پر ایک بہت تھا سہمی بہ آساف بصورت مرد اور مردہ پر ایک بہت تھا نالہ
بصورت عورت دراز بالا اور خوبصورت اہل کتاب کہتے ہیں کہ ان دونوں نے خانہ کعبہ میں
نہا کی تھی کہ حضرت محول الاحوال نے انکو پتھر کر دیا پس اس زمانے کے لوگوں نے
عجرت کے واسطے ایک کو کوہ صفا پر رکھا اور دوسرے کو مردہ پر جب ایک مدت اسپر
گذری تو مردہ بھلا اور سفید آساف اور نالہ کو خدا اعتقاد کر کے پوچھنے لگے اور زمان
جاہلیت میں اجالت عرب انکا طواف کرنے لگے اور موسم حج میں انکی تعظیم اور اہل مذہب
قبل از اسلام جو دیان جاتے تو پہلے منات کی زیارت کرتے اور رسم جاہلیت یہ ہوئی تھی
کہ جو کوئی منات کی زیارت کرتا صفا اور مردہ کا طواف اُسکو ملال نہ ہو تا جب وہ ملت
اسلام کی نوبت آئی تو مسلمانوں کو اس سبب سے صفا اور مردہ کے طواف میں عار و ہنکیر
ہوا کہ انپر بہت رکھتے تھے لہذا یہ آیت نازل ہوئی ان الصفا والمردۃ من شحاتہ رائتہ اور
بہتے کہتے ہیں کہ سبب کہ امت اہل اسلام کا یہ تھا کہ راتوں کو دیوار شیطا طین ماہی صفا
اور مردہ تیج ہو کے مزار میر سجاتے گاتے اور لوگوں کو فریب دیتے کہ اس سے اکثر گنہ
گراہ ہو گئے اور آساف اور نالہ کی پرستش و عبادت کی خواہش کرنے لگے اور ازرقی
خویشیٹ ابن عبد العزی سے روایت کی ہو کہ میں ایک روز ایام جاہلیت میں کعبے کے
سایہ میں بیٹھا تھا یکایک ایک عورت آئی اور پردہ کعبہ کو پکڑ کر فریاد کرنے لگی کہ یا الہی
میں اپنے شوہر کے ہاتھوں سے تنگ ہوں کہ مجھے بے سبب مارا کرتا ہو بھروسہ دعا کے
ہاتھ اسکے شوہر کے نسل ہو گئے چنانچہ میں نے اُسکو اسلام میں نسل دیکھا تھا جب
اسی نے اپنی تانیخ میں بسند صحیح بیان کیا ہو کہ ایک عورت عقیقہ نے ایام جاہلیت میں
ایک لڑکا اپنے اتار ب سے لیکر پرورش کیا اور آپ اکثر اوقات اُسکو تنہا چھوڑ کر گرب
معاشر کے لیے جاتی ایک روز اس لڑکے نے تنہائی کی شکایت کی تب اُسے کہا کہ
لڑکے اگر کوئی ظالم تجھے سجاتا تنہائی کچھ ظلم کرے تو بے تامل خانہ خدایں جا کہ فریاد
کرنا کہ مالک خانہ تیری فریاد کو پہونچا گیا اتفاقاً یہ ایک ظالم نے ایک دن اُسکو تنہا پا کر اٹھا لیا
اور لے بھاگا اور ایک مدت تک اپنے پاس رکھا ایک مرتبہ تقریباً کعبہ شریف میں آیا تو
وہ لڑکا بھی اُسکے ساتھ تھا چنانچہ اُسے جو نہیں کعبہ کو دیکھا تو آدمیوں سے پوچھا کہ

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

یہ کیا مکان جو سب نے کہا خانہ خدا جو اس نے اپنی ماں کی بات یاد کر کے کہنے کے طرف ارادہ کیا اور وہ گھر
 پہنچ گیا اور پردے کو مضبوط کیا پٹ کے کھڑا ہو رہا اور وہ غاصب بھی اُسکے پیچھے دوڑتا ہوا
 اُسی کے ساتھ کہنے میں پہنچا اور چاہا کہ سیدھا ہاتھ بڑھا کے پکڑوں ہاتھ تھل ہو گیا پھر
 بایں ہاتھ بڑھایا وہ بھی تھل ہو گیا جب اس نے یہ معاملہ دیکھا تو سرداران قریش سے اپنا
 حال کہا اور یہ بھی کہا کہ میں اس لڑکے سے دست بردار ہوں جہاں چاہے چلا جاوے
 مگر یہ بے ہاتھ درست ہو جائیں سو تم اس کے علاج جو کچھ جانتے ہو بتلاؤ اکابر قریش نے
 کہا کہ دونوں ہاتھوں سے ایک ایک اونٹ قربانی کر چنانچہ اُس نے قربانی کی اُسکے ہاتھ
 اچھے ہوئے اور ازرقی نے عبدالمطلب ابن ربیعہ ابن حارث سے روایت کی جو کہ ایک شخص
 بنی کنانہ کا اپنے چچا زاد بھائی پر ظلم کیا کرتا تھا اور یہ چچا پرہیزگار خدا سے پناہ مانگتا تھا
 یہ ظالم اپنے ظلم سے باز نہ آتا تھا مظلوم نے خانہ کعبہ سے پناہ پکڑ لی اور دعا کی کہ یا اے
 خلیل شخص مجھے ظلم کرتا ہو سو تو اُسکو ایسے دروین بتلا کہ کہ لاؤ اور یہ دعا کر کے اپنے
 گھر چلا آیا تو اس ظالم کا پیٹ پھول گیا ہر چہ بیجا کہ کیا کچھ مفید نہ پڑا آخر کو پیٹ پھٹ گیا
 عبدالمطلب کو بتا جو کہ میں نے یہ قصہ حضرت ابن عباس سے نقل کیا حضرت ابن عباس نے
 کہا کہ میں نے بھی ایک شخص کو دیکھا تھا کہ خانہ کعبہ میں کھڑا ہوا اپنے ظالم پر منہ باند
 کر رہا تھا کہ یا اے اے وہ اندھا ہو جاوے فی الفور اندھا ہو گیا چنانچہ لوگ اُسکا ہاتھ پکڑ کر
 لیے جاتے تھے اسی طرح کے کہ شہد اور عجائبات اس مکان کے بہت ہیں اور یہ
 ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور اسی سبب سے ہمیشہ یہ مکان محفوظ اور مصون رہا جو اس واسطے
 کہ کوئی آدمی بخوف عقوبت عاجلہ ساکنان مکہ سے تعرض نہ دین کرتا اور سب لوگ تنہا
 حرمت اس مکان سے پرہیز رکھتے ہیں اور اصلاً اس مکان میں باہم مناقشہ نہیں کرتے
 تسمیہ وضع ہو کہ کعبہ کو کئی وجہ سے بیت المقدس وغیرہ معابد اور مساجد تفصیل ہے
 اول یہ کہ سب سے پہلے یہی گھر واسطے عبادت کے بنایا گیا چنانچہ ان اول بیت وضع
 للناس للذی یکاتبہ سے وضع ہو یعنی اول گھر کہ بنایا گیا ہو واسطے آدمیوں کے تاکہ اُسکی
 زیارت کریں اور اپنا معبد گردانیں وہ گھر ہو کہ مکہ میں واقع ہو اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے
 کہ آدم سے بھی پہلے تھا دوسرے یہ کہ یہودی بیت المقدس کو حضرت داؤد اور سلیمان
 علیہما السلام سے نسبت دیتے ہیں اور یہ گھر بنایا ہوا حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کا ہے

ابراہیم خلیل
 نبی ہستی
 کو قریب
 کہ وہاں وہ
 بلکہ اور بھی
 مکان دیکھ
 سمجھو اور کہیں
 اور ابوسیدہ
 کہ نزدیک
 وہ دونوں ایک
 اور سب سے
 بلکہ تمام
 منہ

اور درجہ حضرت خلیلؑ کا کثرت مناقب اور رفعت مراتب میں حضرت سلیمان اور داؤد علیہما السلام
 ارفع جو پس بنا آنکی بھی انفسل جو تیسرے سے ایسا مبارک مقام ہو کہ کبھی ملاکھت اور عاکھت اور زائر
 اور ناظر سے خالی نہیں رہتا نفسیہ کہہ ہیں لکھا ہو کہ زمین گردی انفسل جو تیس جہ وقت اور آن
 زمین پر فرض کر میں ایک قوم کی صبح ہوگی اور ایک قوم کی ظہر اور ایک کی عصر اور ایک کی مغرب
 اور ایک کی عشاء پس کعبہ کسی وقت تو جو نمازیوں سے خالی نہیں رہتا بلکہ دہشت گاہی تمام دارم
 باتو بہ یکدم نہ علی الدوام دارم باتو بہ چوتھے اس گھر میں ایسی نشانیاں روشن ہیں کہ ہرگز
 کہیں نہیں ہیں سو بعض اہمیں سے وہ ہیں کہ خاص کعبہ سے علاقہ کھتی ہیں اور بعض وہ ہیں
 برکت کعبہ سے حرم میں ظاہر ہیں پس قسم پہلی وقت قسم جو ایک تو وہ کہ خواص اور عوام پر ظاہر ہو وہ
 وہ کہ ارباب وحی ملک علام اور اصحاب کشف اور الہام پر ظاہر جو تیسرے قسم اول کی چند باتیں بیان
 کرتا ہوں اول یہ کہ خار اور درخت اس مکان کا نہیں کاٹتے اور عید و یات کا نہیں پکڑتے اور
 درخت اس گھر کی باہر میں ہرگز پانی کا سیل حل سے حرم میں نہیں آتا تاکہ خاک غیر حرم
 اہمیں نہ ملے چنانچہ حضرت ابن عباس اور امام شافعی کے نزدیک خاک اور سنگ حرم شریف
 حل میں لیجا ناگروہ جو دوسری یہ کہ ہرگز کسی قسم کا آسپ نہیں بیٹھتا مگر شاذ اور نادار روایت
 صحیحہ ہو کہ جب کوئی طائر بیمار ہو تا ہو تو بالہام آئی اس گھر سے پناہ پکڑتا ہو اور اس اور شفا
 دہ دیا تا ہو اور چنگا ہو جاتا ہو تیسری یہ کہ جب آڑنے والے جانور صفین باندھ کے مکہ پڑتے ہو
 آتے ہیں تو مقابلہ بیت احرار کی صفت سے نکل کے دوسرے باہر میں ہو جاتے ہیں چنانچہ یہ بات
 بارہا تجربہ ہوئی جو چوتھی یہ کہ جب کسی جبار گردن کش اور متکبر جبار نے اس مکان کا قصد کیا تو
 صدقہ صولت جباری اور سطوت ہمیت تھاری حضرت باری نے گردن تجبر اور کبر اسکی توڑ دی
 چنانچہ قصہ ابراہیم کا اس پر دلیل ہو کہ کچھ دے کو رخ تباہ از شہ ما در با ط مابت یا بد چون پیلوہ
 خویش را در پاسے پہل پاخوین یہ کہ جو سخت اور سنگین دل خیرہ چشم تیرہ روز گارا اسکی زیارت
 سے مشرف ہوا البتہ دل آسکانہ ہو گیا اور دیدہ دل سے اسکیا رہا ہوا بلکہ ایک جماعت نے
 مسامت قلبیہ سے انکار بھی کی تھی اور بعد مشاہدہ کے مقرر ہوئی اور خاصہ یہ ہو کہ جو شخص وہاں
 گیا یا تو ہنسنا یا رویا چٹوین یہ کہ ہرگز کسی وقت خالی نہیں رہتا بلکہ ساعت کے لوگوں نے
 مدتہا اسکا انتظار کیا تاکہ خلوت میں انبار از دل عرض کر میں لیکن عالمی نہ پایا اگر آدمی نہ ملا تو
 سانب ہی ملا کہ طواف میں مشغول تھا ساتوین یہ کہ خاک کعبہ رشاک آب حیات ہو اور از اول

امراض کی دو آٹھویں جانور تیز چنگال جانور ضعیف حال سے بلا تکلف ملتے ہیں کہ باز اور تھو ایک
 آشیانہ میں مبر کرتے ہیں اور برہ اور گرگ ایک چشمتے سے پانی پیتے ہیں سے در ملک تو باز
 اگرچہ بیمار شود ہذا از ہم تو آرزو سے تیسو نکند جو توین جو کوئی جانور شکاری حل میں کسی شکار پر
 ارادہ کرے اور وہ صید حرم میں بھاگ آوے تو شکاری پلٹ جاتا ہو تفسیر جہادی میں لکھا ہے
 کہ ایک آیات مینبات سے یہ ہو کہ جانور زمین حرم سے پناہ پکڑتے ہیں اور اگر کوئی اُن سے تعرض
 کرتا ہو تو حرم میں آکے استغاثہ کرتے ہیں اور اپنی داد کو پہونچ جاتے ہیں دشوین آئینہ ہم
 سے استشفاء امراض اعادہ پیش صحیحہ میں وارد ہو اور گر سنہ سپہ ہوتا ہو اور قشہ میراب و سب
 ابن منبہ کہتا ہے کہ کتب سابقہ میں اب زمزم کی بہت تعریف لکھی ہے طعام طعم و شفا سقیم
 مصرعہ مشہور حیات روان اب زمزم ست ہو اور ایک عجیب تر بات یہ ہو کہ چاہ زمزم
 شب برات کو ایسا جوش مارتا ہو کہ لب تک پانی آجاتا ہو کہ سب لوگ اُسکو جانتے ہیں
 فائدہ زمزم ایک گنواں ہو کہ بفاصلہ تینتیس فراسع کعبے سے واقع ہو عرض مہر اسکا
 چار در چار ہو اور عمق تینا نوے گز کا و تہسمیہ کی یہ ہو کہ پانی اُس میں بہت ہو قیال ہا زمزم
 اسی کثیر اور بعضے کہتے ہیں کہ مشتق ہو زمزم سے وہی الغر یا عقب فی الارض اور یہ گنواں
 ایک گنبد میں ہو جسکو سقاۃ السحاب بولتے ہیں اور اُسکے عقب میں ایک گنبد ہو جسکو
 عقبۃ الفرائین کہتے ہیں اور موزن اُسی پر کھڑا ہو کے اذان کہتا ہو رسا کہ فضائل مکہ میں
 لکھا ہو کہ یہ گنبد جسکو سقاۃ السحاب کہتے ہیں ابتدا حضرت عباس نے بنایا تاکہ حاجی لوگ
 وہاں کھڑے ہو کے اب زمزم پئیں اور میراب المہمتہ کے نیچے سفید اور سیاہ اور سرخ
 سبز و زرد و زعفران سے فرش ہو گیا رھوین ہر سال لاکھوں آدمی شتر شتر سنگہ پر
 ایک موضع پر ڈالتے ہیں اور وہ موضع سیل آب اور صوب ریاح بھی نہیں ہو مگر دو سو
 برس اُس قدر نہیں ملتے تفسیر سپہ میں لکھا ہو کہ جب کاج مقبول ہوا جہرات اُسکے آسمان پر
 اُٹھائے جاتے ہیں بار رھوین یہ ہو کہ رکن یمانی پر دو فرشتے معین ہیں کہ حاجیوں کی
 دعا کے امین ہیں اور اسمین ایک دروازہ ہو درہائے بہشتی سے چنانچہ ابن عمر
 حسن بصری سے منقول ہے اور حجر اسود کو بروز قیامت دو انگلیں اور زبان عنایت
 ہو گی تاکہ صدق مومنین پر گواہی دے تیر رھوین یہ ہو کہ مقام زمزم پر کہ بیان در اور حجر کا
 نام ہو جو کوئی دعا کرے مقبول ہو اور اس اجابت دعا کے عجائبات میں منجملہ اُسکے یہ ہو

کہ عبد اللہ ابن زبیر نے مکہ سے حجاز اور نجد میں حبیب ابن زہر نے تولیت عراق اور عبد الملک بن
 بادشاہی شام اور راقین اور خراسان کی دغا مانگی ہو قبول ہوئی جو دھوین تحت المیزاب
 محل اجابت دعا ہو پانچ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہو کہ انھوں نے اپنے
 اصحاب سے فرمایا کہ میں وہی ہوں جو کبیرا تھا یا رہن نے جب بس کیا تو موسم ہو کہ
 تحت المیزاب ایستادہ تھے اور عبد اللہ ابن عباس اور عطاء ابن ابی رباح سے بھی اسی
 طرح کی حکایات منقول ہیں پھر رضی اللہ عنہ مازن بن رکن اور تمام کے تاجور روز نرم نفاؤں سے
 پیغمبر مدفون ہیں بہت اہل ہنر اور بعض تین سو بھی بیان کرے ہیں اور حضرت
 اسماعیل غایہ السلام بھی مازن بن عباس اور باب غریبہ کے مدفون ہیں سو لھوین ہر روز
 ہشت کی نرسیدہ تھے مین نازیل ہوتی یہ جیسا شام ز کا خم شمس اور غیل سے پاک ہو
 آسکو استشام نصیب ہو جس سے زمین و آسمان و عالم معطر شد وئے و آشنا بایہ کہ بونے
 آشنا فی شہود و شہدائین ایک نماز اس کے ہیں ہزار ہا کے برابر ہو اور حضرت جابر
 رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک نماز انھیں لاکھ نماز کے برابر ہو مین کہتا ہوں کہ
 صرف نظر کرنا نماز ایک ہزار نماز کے برابر ہے ہر ایک برس کے جوڑ سکو جو کہ
 ستر ہزار نماز کے برابر ہے ہر ایک روزہ ہر ایک سال کے برابر ہے ہر ایک سال کے برابر ہے
 روزوں کے جوڑ سکو ہر ایک ہجرت کے برابر ہے ہر ایک لاکھ درم کے جوڑ سکو ہر ایک
 ابن عباس سے منقول ہے کہ ہر ایک سال کے برابر ہے ہر ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے اور حدیث میں
 آیا ہے کہ حج ہر ایک سال کے برابر ہے ہر ایک ہجرت کے برابر ہے ہر ایک سال کے برابر ہے
 قولہ اور جو کہ شہدائین کے برابر ہے ہر ایک ہجرت کے برابر ہے ہر ایک سال کے برابر ہے
 کہتے ہیں اور طائفین اور حاکمین کے لیے اتنے فضائل ہیں مشغول رہتے ہیں بیسویں
 حق تعالیٰ ہر روز اس گھر پر ایک سو بیس نظر رحمت کی کرتا ہو ساٹھ واسطی کفین کے
 اور چالیس واسطی کفین کے اور مشی واسطی ناظرین کے اور حدیث میں آیا ہے کہ
 انظر الی اللہ عبادہ و انظر الی اللہ عبادہ و انظر الی اللہ عبادہ و انظر الی اللہ عبادہ
 رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے
 کہ قیامت کے دن کہے کہ وہ لھن ہا کے فرشتے میدان میں لائینگے آٹھ سو راہین
 میری قبر پر گزریگا اور کہیں السلام علیک یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میں جواب دے گا

اور کیا کہ اسلام یا بیت اللہ میری است نہ تیرے ساتھ کیا سلوک کیا اور تو کیا سلوک
 کر گیا؟ جو جواب دیا کہ یا رسول اللہ میری است سے جس نے میری زیارت کی ہو میں اس کا
 ثواب دیتا ہوں، انہی طوطوں سے آپ خاطر جن رکھیے۔ جو یہاں نہ پہنچ سکا اس کے واسطے
 آپ غنیمت کی فی ذہن بشعاع شہرت فدا کر لیں اور محراب میں گھر کے قوت غافلہ اگر لاکھ
 برس تک بیان کرے تو تمام زمین ہو سکتی اور طوطی ناطقتہ اگر کہ دربر میں تک
 غنیمت دہانی کہ یہ بے شمار ثواب پہنچ کر سکتی فائدہ اہل و خانہ آیت ان اول بیت اللہ
 لانا میں لائے جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ یہاں پہنچ کر کہ پہلا گھر جو مکہ صدر انسانی میں پہلا
 مندرجہ ہے کہ وہ غنیمت ہو غنائم و لہو اور عیدیا کہ یہ غنیمت قبلہ عالمیان ہے اسی طرح
 دل مبارک صلیب بیان جو خانہ کعبہ زیارت گاہ و زاد میون کا اور خانہ دل مندرجہ غنیمت
 سب عالمیوں کا غنیمت ہے ظاہر و باطن جو ہر بیت انام کا اور بیت باطن رابطہ جو ہر غنیمت
 ایک عالم کا ہے انہی غنیمتیں یہ ہیں لکھا ہے کہ اس پہلے دل کو اس گھر سے جس کو ظاہر میں پہلے
 پایا ہو غنیمت ہے۔ یہ کہ بتایا ہے کہ جو اول اور خسر و فزون ہو اس سے اسے کہ
 اولینہ نامہ ہو غنیمت و انشہا ہو اور اولیت سے حسب واقعہ سے اول اول تو در اسے اول
 حیرت تو انہی سے پہلے ہے اور یہاں اشارہ ہے جو غنیمت آیات بینات مقام ابراہیم اس سے
 یہ درود جو کہ خانہ دل میں دلائل و اشیاء ہیں کہ عقلاً اس کو وحدانیت حق پر دلیل
 اور راستہ ہیں مافی السماوات و الارض اور انہیں آیات سے ایک مقام ابراہیم جو
 قبسہ انام ہے اور یہی نام ہے کہ مقام ابراہیم ہی تھا کہ نفس اور فزون
 اور انام پانچ درجہ سے ذرا جلال میں بدل گیا پس جو شخص کہ نظر اس موقع پر
 ڈالے اور غلبہ بدل سے آراستہ ہو اس کا سفر اور سعی سب باطل ہو اور حضرت شبلی
 غایہ راہت ہو اسے کہ مقام ابراہیم غنیمت ہے اور جو کہ مقام غنیمت میں پہنچا ہے
 اس میں جو اور ہے اور یہ غنیمت شاہ میر محمد قلندہ رقص مہر فرماتے تھے کہ مقام ابراہیم
 علیہ السلام کا تسلیم جو دامن و غلہ کان آمانا جو شخص قدم اپنا حرم تسلیم میں رکھے
 اور تمام اختیار غنیمت اقتدار پروردگار میں دے دے غنیمت ہو جس شیطانی اور
 دوسرے علائق نفسانی سے دامن رہیگا اسے ایک قدم از خودی خویش برون نہ جائے
 تا بہ دیگر قدم اندر حرم دوست روی ہو خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی شخص نے جو صفت اوب

قدم اپنا مقام نیاز اور خدمت میں رکھا آفات صوری اور ممنوعی سے محفوظ رہا اور حقیقت یہ کہ جب سالک نے قدم صدق و محنت میں قائم کیا تو ضرر القفات کو زمین سے اور قلعہ قلعت منزلیں سے امین ہوا انتہی قولہ کہ صحیح اور کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ حرم کو اس واسطے حرم کہتے ہیں کہ اس میں مقام ابراہیم اور محل اس جو اور ابراہیم کے دو مقام ہیں ایک تن و سحر دل پس جو شخص تصدق کا کرے افعال حج ادا کرے اور جو کوئی عزم دل کا کرے مالوفات اور لذات اور رعات سے اعراض کرے اور اختیار کو اپنے دل میں جبکہ غم سے پس مقام غنمت پر پہنچ گیا اور اس مقام کا داخل ہونا موجب امن جو فائدہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم کعبہ بنانے کا ہوا تو پہلے آپ نے یہ دعا فرمائی رب اجعل ہذا بلد آمننا یعنی اترخداوند پروردگار میرے بنادے تو اس صحرا سے لق اور دن کو کہ اس میں سوائے چند فائدہ داروں کے اور کوئی نہیں رہتا جو ایک شہر آبادان تاکہ فائدہ اسکے بنانے کا حاصل ہو اس واسطے کہ اگر اسکے قریب کوئی شہر آبادان نہ ہو گا تو طواف اسکا کون کرے گا اور اعتکاف کون بیٹھے گا اور نماز کون پڑھے گا لیکن با امن ہو اس واسطے کہ ورود آفات سے شہر ویران ہو جاتا ہو قطع نظر اسکے قافلے حاجیوں کے جو دور دراز سے آئینگے پہنچ نہ سکیں گے اور بھی یہ صحرا نہ قابل زراعت ہو اور نہ قابل گیاه کہ اس میں مویشی اور آدمی بسر کر سکیں اس واسطے اس مکان میں امن و افرح چاہیے کہ تاجر لوگ ہر طرف سے غلہ و خیر و اجناس یہاں لاویں اور فروخت کریں تاکہ یہاں کے رہنے والوں پر روزی فراخ ہو اور جو آدمی اس جگہ واسطے تحصیل ثواب دینی اور فوائد دنیوی کے آویں خوف سے امین رہیں والا اجتماع و اختلاط ممکن نہ ہوگا اس واسطے کہ صورت خوف میں انسان بجا گتا ہو اور وضع ضرر کو جانب منفعت پر مقدم جانتا ہو اگر کوئی کہے کہ امن تو ہر مقام میں واجب ہو و تم تخصیص اس مکان کی کیا ہو تو جواب یہ ہو کہ ہر چند امن ہر جگہ تمام روئے زمین میں شرعاً واجب ہو اور ضرر من بلا سبب جانی ہو یا مالی جائز نہیں لیکن اس مکان کو خصوصیت ہو کہ دوسرے مقام کو خصوصیت نہیں ہو کیونکہ یہ قلعہ خاص بادشاہی ہو اور پڑھا ہو کہ قلعہ سلطان فی کو بہ نسبت اولیٰ ممالک کے تخصیص ہوتی ہو لہذا شکار کرنا و بان حرام ہو اور نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اگر مکتب کسی حد کا یا قافل نفس کا حرم میں داخل ہو تو تعذر من کرنا

من
بکرہ
ابراہیم
علیہ السلام

من
الکعبۃ

جا کر زمینیں جو بلکہ اُسکو تنگ کرنا چاہیے کہ یہاں سے نکلی جائے بعد اُسکے اُس پر مزار سے شروع جاری کیجھانے اور دوسری دعا یہ کی و ارزق اہل من الترات یعنی روزی دے اس شہر باشندوں کو طرح طرح کے میوؤں سے تاکہ اشتیاق سے اور شہروں میں نہ جان پس عجیب الدعوات نے اول دعا اس طرح قبول فرمائی کہ ہرگز کسی ظالم غریب آنکا اُس مکان خلیل ایشان میں دسترس نہوا اور اگر کسی نے قصد کیا تو فی القبر پاک ہوا چنانکہ قصہ اصحاب فیل اور حکایت متصرف ملعون نائب یزید پدید اس پر دو گواہین اور جو کوئی باغیہم یہ کہے کہ حجاج ثقفی شہرہ آفاق بہ ظلم و ستم کس طرح وہاں غالب آیا جب کہ وہ سنہ بہتر خواہ سنہ تہتر ہجری میں محاصرہ کیا ہوا اور عبد اللہ ابن زبیر کو قتل کیا تو جواب یہ جو کہ غرض حجاج ظالم کی تخریب تگہ یا ایذا ہی اہل مکہ ہرگز نہ تھی و لہذا اُس شہر کے لوگوں سے مزاحم و متعمر من نہیں ہوا اور جو جو روستہ اس مردود و مطرود سے واقع ہوئے اور عمارت کیجئے کی اُس حد سے شکست و سخت ہو گئی اُس نے پھر بکمال زہیم و زہیت اصلاح دیری پس معلوم ہوا کہ غرض اُسکی صرف قتل عبد اللہ ابن زبیر سے تھی اور دوسری اس طور سے قبول ہوئی کہ حضرت جبیل علیہ السلام نے شہر طائف کو زمین فاسطین اور شام سے اپنے ہر دن پر اٹھا کر لائے اور سات مرتبہ گہر کعبہ طواف کیا کے تین منزل پر بالاسے چل رکھ دیا کہ اتناک موجود اور اللہ جل شانہ نے صحن عنایت و کرم سے اُسکی آب و ہوا جیسی تھی قائم رکھی اس غرض سے کہ ایام تابستان میں گرمی کی شدت کئے میں ہوتی ہو اور حایوں کو تخلیف ہوتی ہو جو بعد فراغت طائف میں آویں چنانکہ جب حجاج بیت اللہ و مناسک و فرائض حج سے فراغت پا کر طائف میں آتے ہیں اور وہاں ہوا سے سرد و خوش پاتے ہیں اور مویشیاں کافی اور الار وغیرہ میوہ سرد سیر کھاتے ہیں تمام سردت رفع ہو جاتی ہو اور دوسری طرح اور بھی یہ دعا قبول ہوئی کہ مصر و ہند و سند و فارس و بعدہ کے رہنے والوں کے دل ایسے اس طرح مائل ہوئے کہ انواع غلات اور خواہ کے جہان بھر کو مان لائے ہیں اور یہی سبب ہو کہ اس شہر میں ہمیشہ ہر ایک مقام کے تماثل و خواہ کہ دستیاب ہوتے ہیں **ش** کدہ سبحان اللہ محمد خدا کی درگاہ عجب لا ابا لی ہو کہ سب پیغمبر اولوا العزم ہر دم اپنے قول و فعل میں

کاشیتے لرزے سہتے تھے کہ دیکھیں ہمارا قول فعل قبول ہوتا ہے یا نہیں چنانکہ حضرت ابراہیم
 اور اسمعیل علیہما السلام وقت تعمیر عمارت کعبہ یوں دعا فرماتے تھے رہنا تقبل منا انک
 انت اسمیع العالیم یعنی امیر پروردگار ہمارے اپنے فضل و کرم سے ہماری اس محنت و
 خدمت کو قبول کر کہ تو سننے والا ہو دانا پس دیکھنا چاہیے کہ اس مقام میں کیا کیا وضع
 اور فرقی ہے جو کہ نہ لفظ تقبل و لالت تکلف قبول پر کہ فی ہر اور تکلف قبول اسی جاہ
 ہوتا ہے جو جان و دہشتے قابل قبول نہ ہو اور قاج قبول میں قبول ہوتے ہیں چنانچہ ہمارے
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی وقت افطار صوم فرماتے تھے اللہم لک معذرت علی
 رد پاک افطرنا تقبل منا انک انت اسمیع العالیم رواہ الدارقطنی عن ابن عباس رضی اللہ
 عنہ یہ بھی وہی ہضم نفس جو جو حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام کی دعائیں تھیں
 اور سوز سے اس دعا کے یہ بھی فرمایا رہنا و جاننا مسلمین لک یمن فورینا ایتہ مسئلہ لک
 یعنی امیر پروردگار ہمارے کردے تو ہکو منقاد و فرمانبردار اپنے احکام کا اور ہمساری
 اولاد سے ایک امت حکم بردار اپنی اصل حقیقت یہ ہو کہ دونوں پیغمبروں کو از روے
 فراست صادق نبوت یہ معلوم ہوا کہ ہر گاہ خداوند کبریائے ہکو بنا سے کہنے کا حکم دیا ہو
 تو البتہ اس تقرب سے کوئی اور رنگ عالم میں نمود رکھ پڑ گیا اور عبادت کی اوہی وضع
 کہ شبیہ بصورت پرستی اور عشق مجازی ہو تو ایامیگی اور اسمی وسیلے سے آدمی
 ہر رنگ ملکیت نعمت مشاہدہ پائینگے اور اسمہ اس حکمت کے بادی لہٰذا میں ہر خلا
 عقل جلوہ گر ہونگے تو ایسا نہ ہو کہ ناواقفیت اسمہ اور بے اطلاعی احوال سے منہج
 صورت پرستان احکام الہی میں مجھ سے یا میری اولاد سے کسی طرح کا تہا و ن
 یا تغافل واقع ہو لہٰذا حکم بردار ہونا اپنا اور اولاد کا مانگنا تاکہ جس رنگ میں اور جس
 وضع میں وہ احکام نازل ہوں بلا طلب اسمہ قبول کیلین اور مقصود حج بیت سے
 صرف بندگی مالک بیت کی ہونہ عبادت و بندگی اس گھر کی اور اداسے مناسکت
 کہ پیشتر مثل آبروریزی اور اختیار وضع مستانہ و مجذوبانہ پرہیز اور ظاہر و قہار
 منافی ہیں کسی طرح کی مخالفت واقع نہ ہو لہٰذا رعایت احکام ان عبادت کا
 جو اس گھر سے متعلق تھی بدوین معرفت احکام ممکن نہیں تھی مہذا دماسے اولیٰ این
 شامل کر کے یہ دعا فرمائی دیکر نا مناسکتا و تب علینا انک انت التواب الرحیم

یعنی دکھلا دے حکم اور ہمارے اولاد کو مستور حج کرنے کے اور معاف کرے کہ ہمارے تو ہی ہوں
 معاف کرنے والے اور ان یعنی دستورات و حکمتیں عبادت کی جو تعلق اس گھر کے ہوں
 اور زمانہ عبادت اور کیفیت اسرار جو آسمان پوشیدہ ہیں دکھلاتا کہ بے بیان بصری یہ
 پیر میں منکشف ہو جائیں کہ ہم اس کے مطابق عمل کریں اور اپنی اولاد کو بتلا دین
فائدہ یہ کلام حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کا رہنا اور جملنا مسلمین محل
 غرضہ جو کیونکہ مسلمان ہونا ان صاحبوں کا بالیقین ثابت ہو پس تحصیل ماحصل کی لازم
 آتی ہو اور تحصیل ماحصل بے فائدہ محض ہو اور رفع اس غرضہ کا ہمارے استاد اہل تہذیب
 تفسیر غریبی میں اس طرح فرماتے ہیں کہ اس کلام سے ثبات و استقرار اسلام پر
 مقصود تھا نہ حصول اسکا اور اکثر یوں واقع ہو کہ دوام اور ہمیشگی ایک شے کی بہ لفظ
 اسی شے کے طلب کرتے ہیں لیکن یہ توجیہ اس حال میں درست ہو جب مراد اسلام
 دین اسلامی اور اعتقاد ہو اور اگر تفسیر تمام مراد ہو تو طلب اسکی ہر شخص کو مفید ہو
 بنی بنی یا فحیح بنی کیونکہ تکالیفات اکتیہ کا انحصار نہیں ہو اور جب تکالیفات منحصر نہ ہو
 تو انجام امکا بدون عنایت دائمی ممکن نہیں ہو بخلاف اعتقاد بنی کے کہ یہ ایک امر
 مضبوط طرہ ہو اور توفیق ایک بارہ اس میں کافی اور دائمی ہو پس اس مقام میں التبیان
 مراد جو نہ دین اسلام و اعتقاد **فائدہ** حضرات انبیاء علیہم السلام گناہ سے
 معصوم ہیں چہر ان حضرات نے اس طرح فرمایا تب علینا انک انت التواب الیم
 کیونکہ جب عصمت ہو تو گناہ نہیں ہو گا اور جب گناہ نہ ہو تو توبہ کی ضرورت نہیں
 اور حل مشتبہ یوں ہوتا ہے کہ بمقتضاے منات الابرار سیئات المقربین اکثر ہو
 ایسے ہیں کہ حق انبیاء میں حکم گناہ رکھتے ہیں اور حقیقتہ گناہ نہیں ہیں اور یہ مقتضا
 حملہ منسوب کا ہو و ہذا حدیث میں آیا ہو یا ایہا الناس توبوا لے اللہ غانی التوب
 لے اللہ فی الیوم ما تہ مرۃ اور بعض اہل تفسیر کہتے ہیں کہ مقصود اس کلام سے
 توبہ و ریت کی تھی کیونکہ ضمیمہ مشکم مع الغیر دعائیں جامع ہو یعنی تب علینا گواہ
 گناہ سے معصوم تھے مگر اسلام اولاد سپینہ ساتھ ملایا تھا اور جب اکثر لوگ
 ترکب ایک فعل مخرج کے ہو کہ حجت توبہ ہو نہ تو استدعا سے توبہ و اس کے
 اہل کے مخرج ہو یا مجاز حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ اور حضرت ابن عباس

نہ
 توبہ

رضی اللہ عنہما سے تفسیر ابن جریر میں روایت ہو کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تو حضرت جبریل علیہ السلام کو ارشاد ہوا کہ ابراہیم علی نبینا علیہ السلام کو حج تعلیم کر دینا چہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حج کرایا اور احرام سے حلق ستر تک جتنے واجبات و مستحسن و آداب وغیرہ کئے سب سکھلائے بلکہ ادا کرے یعنی اول احرام باندھا پھر طواف قدوم کیا پھر صفا اور رمہ کے درمیان دوڑے اور آٹھویں ذبح کو منامین قیام کیا پھر عرفات میں کھڑے ہو کر لہیک لہیک کہا اور نوین تاریخ مزدلفہ میں تشریف لائے اور شب بامش ہوئے پھر دسویں تاریخ صبح کو وقوف کیا اور منا کو پھرے اور وہاں ذبح و نحر کیا اور دوسرے ستر شوال کے اور احرام سے نکلے اور کپڑے بدل کر طواف الزیارتہ کو تشریف لے گئے اس آئینہ جبرہ عقبہ پر کہ مناکلی حدیث میں واقع ہوا ہے ملا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اشارہ جبریل علیہ السلام سنا کہ کنکریان مارین کہ وہ مردود بجا گا پھر دوسرے تیسرے دن آپس میں تو اسی طرح سات سات کنکریان مارین اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی اس حج میں شریک تھے اس قصہ کو بقیہ فی شعب الایمان میں لکھا ہے اور سعید ابن منصور نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ وہ روز بیخبران علیہما السلام نے پیادہ باجج ادا کیا تھا باجج جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حج سے فارغ ہوئے تو حکم حق ہوا کہ آدمیوں کو حج کے واسطے نہ ادا کرے کہ اتنا اس کی یا الہی میری آواز سب لوگوں کو کہان سے پہونچگی ارشاد ہوا کہ تو آواز کہ اور پہونچا دینا میرا کام ہے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام اس سنگ پر چڑھ کر کہہ بناتے تھے کھڑے ہوئے اور وہ پتھر اتنا بلند ہوا کہ بوقبیس پہاڑ سے بلند ہو گیا اور عقبولی پہاڑ ہی پر چڑھ کر دونوں انگلیاں کانوں میں ڈالیں اور جانب راست و چپ تین تین بار با آواز بلند چار کو احو آدم کی اولاد وغیرہ نے زمین پر اپنا گھسہ بنایا ہے اور تکو حج کا حکم دیتا ہے یہ وہ آواز سوا اللہ نے یہ آواز تمام بنی آدم کے بلکہ تمام عالم کے کان میں ڈالی تھی کہ جو صلب پدر اور رحم مادر میں تھا اس نے بھی سنی پھر کسی نے ایک بار لہیک کہا اور کسی نے دوبار اور بعض نے اجابت نہ کی پس جس نے اجابت نہ کی اس کو حج نصیب نہ ہوا اور جس نے ایک مرتبہ لہیک کہا اس کو ایک حج نصیب ہوا اور جس نے دو مرتبہ کہا اس کو دو مرتبہ و علیٰ ذہ القیاس اور اسی ذرا سے عام کا حکم سورہ انبیاء میں یون ارشاد ہوا ہے و اذن فی الناس باجج یا توکربا لا و علی کل ضامر یا تین من کل فج عمیق یعنی چار دوسے لوگوں میں حج کے واسطے

کہ آوین تیری طرف پیرون چلتے اور سوار ہو کر دسب و دسب از تون پر چلے آتے راہوں دور
ابن ابی حاتم نے تفسیر میں اور از ذوقی نے تاریخ میں لکھا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ
صحابہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ اولی اہل میں نے لیکھا ہے اور یہی
مسیب ہے کہ اہل میں حج بہت کرتے ہیں اور مردانہ سے اہل قبیلہ ہیں اور حسن نے زعم
کیا ہے کہ مامور اس تاذقن کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں چنانچہ حجۃ الوداع میں فرمایا
ایہا الناس قد فرض علیکم الحج فحجوا روایت ہے کہ جب دونوں پیغمبر عظیم القدر حج سے فارغ
ہوئے تو نبیال کیا کہ مناسک حج احرام سے تعلق بہت ہیں جسکی ادائیں ایک مدت
دراز گذرتی ہو غلب ہے کہ تفسیر و سہو بھی واقع ہو اسلئے یون دعا فرمائی ہو غلب
انک انت التواب الرحیم کہاؤ کہ یہا بقا غرض اس استدعا سے یہ تھی کہ اگر مناسک
حج میں مجھ سے یا میری اولاد سے کچھ تقصیر پڑ جائے تو اس کے کفارہ سے بھی آگاہ کر
تا کہ تدارک مافات کروں مثلاً حالت احرام میں کوئی سیاہ کپڑا پہنے یا ناخن ترشوائے
یا خوشبو لگائے یا سر کے بال کٹوائے یا شکار کرے تو کیا کرنا چاہیے جس سے تدارک
ماافات ہو جائے چنانچہ اسی دعا کے اثر سے کفارہ جنایات کا طریق مسلمانوں میں
شروع ہوا کہ قصہ میں مذکور ہے کہ اس مقام میں مجملہ کفارہ جنایات
لکھا جاتا ہے اگر احرام والا کسی عضو میں خوشبو لگا دے خواہ سر پر ملہدی کا خضاب
کرے یا تیل لگا دے یا سیاہ کپڑا پہنے یا دن بھر سر سے اوڑھے یا چوتھائی سر یا ایک
بٹن یا ناٹ کے نیچے کے بال مونڈے یا ناخن کاٹے و و نون ہاتھ یا دو نون پیر کے
یا ایک ہاتھ ایک پیر کے مجلس واحد میں خواہ طواف القدوم یا طواف الوداع نہا کی ہیں
اور اگر کسی یا امام سے پیشتر عرفات سے چلا آوے یا طواف الوداع سے تین شوٹا خوا
کم ترک کرے یا منار و حرم کے سوا کے کہین اور طعن کرانے یا عورت کو بہ شہوت
چھوے یا بوسے یا حلق و طواف الوداع کو قربانی کے دنوں سے تاخیر کرے یا بھی
عبادت میں تہدیم و تاخیر و ار کے بطرح کنکریاں مارنے سے پیشتر حلق اس
کرانے تو اسپر ایک بکری یا گائے ذبح کرنا واجب ہے اور جو ایک عضو سے کم میں
خوشبو لگائے یا سر کو ڈھانکے یا سیاہ کپڑا ایک روز سے کم پہنے یا چوتھائی سر سے
کم منڈا دے یا پانچ انگلیوں سے کم کے ناخن ترشوائے یا کسی اور مجہدم یا حلال کا

نہ
جناب حج
بہان کفارہ

کرم
مستحق

سرخونڈ سے یا طواف المقدوم ہے و منکر کرے یا طواف الصدر میں تین شوط کرے یا تین
 مقاموں سے کسی مقام کی کنکریاں مارنا ترک کرے تو نصف صاع گندم کہ در اسخلافۃ
 لکھنؤ کے وزن سے ڈیڑھ سیر آدمی چھٹانک تخمیناً ہوتے ہیں صدقہ دے اور اگر بیمار
 کے باعث سے یا کسی اور نذر سے خوشبو دار چیز کا استعمال کرے یا بیج مکر کو طلق کرے
 تو بکری یا گائے ذبح کرے یا تین صاع گیہون چھ فقیروں کو صدقہ دے خواہ تین دن
 روزہ رکھے اور اگر قبل وقوف عرفات کے جماع کرے تو حج باطل ہوا اور اسکو لازم
 کہ ذبح کرے اور دوسرے سال قضا کرے اور جو احرام والا شکار کرے خواہ کسی اور
 شکار بہلاوے قصداً یا سہواً تو اس پر جو من ہو خواہ معید روزہ ہو یا اور اور بدلتا یہ ہو کہ
 جو کچھ دو شخص عادل ساکنین شہر سے قیمت اسکی ٹھہراویں اس قیمت کا جانور بول لکیں
 مکے میں ذبح کرے خواہ گیہون صدقہ کرے ہر مسکین کو نصف صاع اور اگر شکار کو
 مجروح کرے یا اسکی بال نوح ڈالے یا اسکا عضو کاٹے تو بقدر نقصان کفارہ دے
 اور اگر جانور کے پر اکھاڑے یا اسکی پر کاٹے تو اسکی قیمت دے اور اگر انڈا تو دے
 تو اسکی قیمت دے اور اگر اس سے بچہ نکلے مردہ تو زندہ بچے کی قیمت ادا کرے
 اور جو حرم شریف کی گھاس کاٹے یا خود رو درخت کاٹے جو کبھی شخص کی ملک
 نہیں ہو تو اسکی قیمت دے اور اگر خشک درخت ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اور وہاں کی
 گھاس کو نہ کاٹے نہ چراوے مگر اذخر کو کاٹنا درست ہو اور اگر جون مارے یا کپڑا
 جون کی تکلیف سے دھوپ میں ڈالے کہ جون مر جائے یا بلخ کو مارے تو کسی قدر صحت
 دے تبنا اسکا ہی چاہے اور جو گویا چیل اور کچھو اور سانپ اور جو با اور باؤ لاگتا
 مارے تو مضائقہ نہیں اور کچھو اور سپوا اور چیری اور کچھو اور درندے جانور کو چھ
 حملہ کرے ماضی اسکا درست ہو اور محرم کو ذبح کرنا گائے بکری اونٹ یا لومرغی با
 درست ہو اور اگر غیر محرم نے شکار کیا ہو بلا اشارہ اسکی تو محرم کو گوشت اسکا کھانا
 درست اگر احرام باندھ کہ بیماری کے سبب یا دشمن کے خوف سے حج نہ کر سکے
 تو اپنی طرف سے کسی اور کے ہاتھ قربانی کے میں روانہ کرے اور ذبح کا دل متھو
 کہ دے اگر صرف حج کی نیت کی ہو تو ایک قربانی اور جو قرآن کی نیت کی ہو تو دو
 قربانی بھر جس دن قربانی ذبح ہو اسی دن اپنا احرام اتارے اور اگر قربانی نہ بھیجے

اور گھر بیٹ آوے اور احرام باندھے رہ سکے تو بھی درست ہو پھر دوسرے برس قضا کرے اور اگر قربانی روانہ کرنے کے بعد صحت پاوے یا خوف دور ہو جائے تو حج کرنے کو روانہ ہو **فان** اگرچہ فرائض و واجبات حج کے کتب فقہ و حدیث میں بتفصیل تمام کتاب الحج میں مذکور ہیں لیکن مقتضائے ضرورت بقدر ضرورت کیسے بالاجمال بیان کرنا ضروری ہے فرائض حج تین ہیں احرام اور وقوف عرفہ اگرچہ ایک ساعت ہو اور طواف الذیارتہ ان میں سے اگر ایک بھی ترک ہو گا حج ادا نہ ہو گا اور واجبات میں انتہائے حد ہے بعض پیش کرتے ہیں اور بعض اٹھارہ وقوف مرد و عورت سنی بین الصفا والمروہ رحمی جمار طواف المعمر یعنی طواف خضت مسافر کو کرنا مستند انار یا کثرت و نامیقہات سے احرام باندھنا عرفات میں غروت تک ٹھہرنا طواف حجر اسود سے شروع کرنا طواف دہنہ طرف سے کرنا طواف پیادہ کرنا اگر مذرہ ہو تو طواف میں پیادہ ہونا اگر مذرہ نہ ہو ایک بکرہ یا ذبح کرنا قرآن اور تمجید کرنے والے کو ستر عورت کرنا طواف میں دو طواف صفا و مروہ کی حلقا شروع کرنا سات مرتبہ طواف کر کے دو رکعت نماز پڑھنا کنکریاں مارنا تیس بار ذبح میں کرنا یعنی قربانی کے دن اول کنکریاں مارے پھر ذبح کرے پھر ستر مندائے اور عورت صرف بال کتر آوے طواف الذیارتہ صرف قربانی کے دنوں میں کرنا اور بیت اللہ کا طواف مع عظیم کے کرنا اور قاعدہ سعادت واجب کا یہ کہ جسکے ترک کرنے سے ذبح کرنا لازم آوے وہ واجب ہو اور سوا سے فرض و واجب اور جو کچھ کام بہن سنت ہونگے یا مستحب بسطرح خرچ میں کشائش کرنا اور باطلات رہنا اور گالی و عیب سے باز رہنا اور والدین و عیال سے اجابت سفر کی لینا اور مسجد میں دو رکعت نماز پڑھکر دو ستون سے رخصت ہونا اور آفسے قصور معاف کرنا اور اپنے حق میں استہاک کرنا اور برہنہ پیشبند سفر کرنا اور چلتے وقت کچھ خیرات کرنا پوشیدہ نہ رہے کہ ایام حج کے شوال و ذیقعد و عشرہ ذی الحجہ میں ان دنوں سے پیشتر احرام باندھنا مکہ وہ جو اور یہ بھی واضح ہو کہ عمرہ کہنا سنت ہو کہ وہ جو اور تعریف عمرہ یہ ہو کہ احرام سے طواف اور سعی بین الصفا والمروہ ادا کرے اور عمرہ تمام سال درست ہو مگر عرفہ سے تیرہ توین ذی الحجہ تک مکہ وہ تحریمی ہو اور طواف احرام کی پانچ بین یعنی

بیان زائرین
دو بیت

فان
سنت

بیان زائرین
فان
سنت

یہ وہ مکان جہاں سے مکہ جانے والے کو بدو ن احرام جانا درست نہیں سو نہ وہ والوں کا
 سبقات ذوالسحیفہ ہو اور عراق والوں کا ذات عرق اور شام والوں کا جحفہ اور نجد والوں کا
 فرق اور یمن والوں کا یلم اور ہند والوں کا بھی پس ان مکانوں سے تاخیر احرام حرام
 لیکن تقدیم درست ہو اور مکہ والے احرام حرم سے کہیں اور احرام عمرہ تیغیم ہو اور طریق
 احرام یہ ہو کہ وضو کرے اور جو غسل کرے تو مستحب ہو اور سر کا منڈانا اور مونچھ کترانا
 اور ناخن کٹوانا اور پاکی لینا بھی ادب ہو اور اگر سر پر بال ہوں تو کنگھی کرے پھر تہمد
 جابد باندھے اور چادر اوڑھے اور اگر تہمد و چادر پرانی ہو تو دو جو ڈالے پھر بدن میں
 خوشبو لگا دے اگر میسر ہو اور دو رکعت نماز پڑھے پھر صرف حج کا ارادہ کرنے والا
 یوں کہے اللہم انی ارید الحج فیتسترہ لی و تقبلیہ منی اور اس طرح لبیک کہے لبیک اللہم
 لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملك لا شریک لک
 اس لبیک سے کوئی بفتہ کم نہ کرنا جائز نہیں مگر زیادہ مضائقہ نہیں جب یہ کہا تو محرم
 ہوا اب بچنا چاہیے جماع سے اور عورتوں کے روبرو جماع کی بات حیثیت سے اور
 گناہ سے اور رفیقوں سے لڑنے جھگڑے نہیں اور شکار خشکی میں نہ کرے نہ اشارہ
 کرے نہ تباوے بگرہ صید سحر اور خوشبو نہ لگا دے اور ناخن نہ کاٹے اور سر و نہ چھپا دے
 اور مونچھے ریش و سر خطمی سے نہ دھو دے اور مو سے بدن نہ کترے دم کاٹے
 نہ کترے نہ مونڈے اور گرتہ یا بجا مہ تھا بگڑی مونڈے اور رنگین خوشبودار کپڑے
 نہ پہنے لیکن حمام کدنا اور سائے عمارتی و خانہ میں ہونا درست ہو اور ہیبانی خوشہ
 کمر سے باندھنا جائز ہو اسی طرح ہتھیار باندھنا انگشت تری پہننا خضہ لینا مرہم ٹپی کدنا
 سر مرہم بلا خوشبو لگانا اور سر و بدن کھلانا کابال نہ ٹوٹے نہ چون جھڑے درست ہو
 اور محرم کو لازم ہو کہ دائی لبیک کہنا کرے جب نماز پڑھے اور بلندی پر چڑھے
 اور پستی میں اترے اور سوار پیادہ سے ملے اور جب فخر ہو اور جب تگہ میں داخل ہو
 تو دن کو باب السلام سے لبیک کہتا ہوا نہایت عاجزی سے مسجد حرام میں جائے
 اور سنت ہو کہ غسل کرے اور جب بیت اللہ پر نظر پڑے میں بار اللہ اکبر کہے
 اور کلمہ توحید پڑھے پھر سیدہ حاجی کی طرف جائے اور اللہ اکبر کہے اور کلمہ پڑھے
 اور نماز کی طرح رفع یدین کرے یعنی دونوں ہاتھ بلند کرے اور چھو اسوہ کو کف دست

فہم
 سہم

سے یا چوے بشرطے کہ کسی کو تکلیف نہ ہو ورنہ کسی چیز سے اُسکو چھوے اور اُسکو بوسہ دے اور اگر کثرت ہجوم سے یہ بھی میسر نہ ہو تو صرف حجرِ اسود کے روبرو ہو کر اللہ اکبر کہے اور کھینچ پڑھے اور حمد اتہی کرے اور درود پڑھے پھر طوافِ القُدوم شروع کرے کہ مسافر کو سنت ہے اس طرح کہ حجرِ اسود سے اپنی داہنی طرف کو جدِ صریبیت اللہ کا دروازہ ہو طوافِ شروع کرے اس طور سے کہ چادر کو بغلِ راست کے نیچے سے نکال کر بائیں مونڈے پر ڈالے اور بیت اللہ کا طوافِ معِ حطیم کے کرے سات بار اور اول بین طوافِ بین اکڑ کے دوڑے اور دونوں مونڈے ہلاوے جس طرح غازی صفت جنگ پھلتے ہیں اور جب طواف کرے تا حجرِ اسود پاس آوے تو اُسکو ہاتھ لگاوے یا چوے اور طوافِ ختم کرے اور رکنِ یمانی کا چھونا طوافِ بینِ سحاب ہو پھر دو گانہ طوافِ مقامِ ابراہیم کے پاس ادا کرے یا کہیں اور صرمِ بین کہ یہ نماز واجب ہو نزدیک ہمارے امام اور شافعی کے دو قول ہیں ایک سنت دوئمہ افرعن لیکن پڑھنا اس دو گانہ کا اس طرح کہ پتھر امام ہو اور نمازی مقتدی بالاجماع سحاب ہو تا کہ حدیثی المقدور اُسکو ہاتھ سے نہ دے اور اگر اثر و عام مانع ہو تو اور جگہ مسجدِ احرام میں پڑھے **سند ۵**

حضرت استاذ الاستاذ محدث دہلوی تفسیرِ غریزی میں فرماتے ہیں کہ بعد طوافِ فائدہ کو جب دو رکعت تحیتہ الطوافِ عقب سنگ پڑھنا مقرر ہو چکا کہ امامت حضرت ابراہیم علیہ السلام تاقیام قیامت جاری رہے اور بھی اسی پتھر پر چڑھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اذان حج دی تھی پس بعد طلبِ اُنکے اُس پتھر کے پاس حاضر ہونا اور عبادت کرنا گویا حضرت ابراہیم کے پاس حاضر ہونا ہو اور اُنکے آگے عبادت بجالانا ہو بین کتاہون کہ اس کلام سے نہ تا یہ فرقے پر تو صریح ہوتی کہ کلاتھی علی اللہ بر اور سنن ابن ماجہ و دیگر کتب حدیث میں حضرت بابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب پتھر سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقامِ ابراہیم کے پاس بروز فتح مکہ تو حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے اتھاس کیا یا رسول اللہ مقام

ابراہیم ہو اسکی شان میں اللہ صاحب نے فرمایا ہو و اتخذوا من مقامِ ابراہیم مصلیٰ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نعم اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت خاتم المسکین محب رب العالمین گریہ کئے تین بار گھونٹے اور چاکر باہر چلے جب طواف سے

خامش ہوئے تو مقام ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام پر ٹٹو سے اور دو رکعت نماز
 اسی مقام میں اور فرمائیں اور پڑھنا و استخرا اس مقام ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم کی کتب صحاح
 میں وارد موجود ہو کہ آیت کہ یہ وہ شخص واسن مقام ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم سے اتفاق رائے حضرت
 امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے نازل ہوئی اکتفہ حاجی کو چاہیے کہ اس
 نماز کے بعد حجرا سود کو چومے اور سجدے سے باہر نکلے اور نہ نماز پر نہ چومے اور نہ بیت المقدس
 سامنے ہو کہ اللہ اکبر اور رکوع کے اور دو پڑھے اور چوہل چاہے سو دعا کرے
 اور رفع الیدین کرے چہرہ مروہ کو چلے راہ میں دو سبز بینارون کے درمیان میں
 دوڑے جب مروہ پر چڑھئے تو جو صفا پر کہ چکا شوہان بھی کہے اسی طرح سات با
 کرے صفا سے شریع کرے مروہ پر ختم کرے اور مستحب ہو کہ اسکے بعد مسجد الحرام میں
 جا کہ دو رکعت نماز پڑھے پھر سنگے میں جا کہ رہے احرام باندھے اور نفل طواف کیا کہ
 جتنا اُسکا جی چاہے مسافر کے حق میں نفل نماز سے نفل طواف بیت اللہ کا نفل عمر
 اور نفل عیدین زیادہ مطلوب ہو کہ کتب فقہ میں دیکھ لے اور مولوی محمد اسحاق محدث
 دہلوی کا رسالہ ملاحظہ کرے تنبیہ صحیح بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ
 عنہ سے روایت ہو کہ حضرت مسلم نے فرمایا کہ ایک عمرہ دوسرے عمرہ کا ثبوت بیان
 گناہوں کو مٹاتا ہو اور مقبول حج کا تو سوائے بہشت کے کوئی بدلہ نہیں اور
 صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
 جو کوئی بیت اللہ میں آیا اس طرح کہ نہ آئے عورت سے صحبت کی اور نہ گناہ کیا
 تو ایسا بے گناہ ہو جاتا ہو جیسے کہ اُسکو ماننے جانا اور بھی صحیح مسلم میں عمر ابن
 حاص سے روایت ہو کہ حضرت مسلم نے فرمایا کہ اسلام اگلے گناہوں کو مٹاتا ہو
 اور ہجرت اگلے گناہوں کو مٹاتی ہو اور حج اگلے گناہوں کو مٹاتا ہو اور حج
 فرض ہو جو اُسکو نہ مانے کافر ہو مگر حج اُس مسلمان عاقل بالغ پر فرض ہو جو آزاد
 اور تندرست اور مقدر والا ہو یعنی آتے جاتے اہل و عیال کے خرچ کے
 سوائے اُسکے پاس خرچ اور سواری میسر ہو اور راہ میں اسن ہو اور عورت پر
 اسن وقت فرض ہو کہ اُسکے ساتھ خاوند یا محرم ابدی ہو اور تمام عمر میں
 ایک بار در صورت مقدر و فوراً فرض ہو اور اگر باوصف اُسکے شستنی کرے تو

سخت گناہگار ہر شخص کہے کا اشارہ کتب انبیاء سابقین میں بہت کثرت سے ہوتی
 تھی یہ ایک موجود ہر انبیاء و انست میں انہی سب اشارات کا بیان کہنا تطویل لالچال
 لہذا وہ اشارے اس میں سے ضروری البیان بیان ہوئے تاکہ مشتے اذہا بارے و نمونہ از خود
 باشد اول یہ کہ حضرت اشعیا علیہ السلام کے دوسرے صحیفے میں لکھا ہے کہ (آخری دنوں میں
 ایسا ہوگا کہ خداوند کے گھر کا پہاڑ پہاڑوں کی چوٹیوں پر بنایا جائیگا اور ساری فوجیں اس کی
 طرف روانہ ہوں گی اور کینیگی آؤ ہم خدا کے پہاڑ پر چڑھیں اور اس کے گھر میں جاویں وہ
 ہلکے اپنی راہ میں تباہ کیا ہم ان پر چڑھیں گے کیونکہ شریعت صیہون سے اور خدا کی بات
 اور شلیم سے کجائیگی اور وہ امتوں کے درمیان عدالت کرے گا اور بہت لوگوں کو داغ لگے
 اچھی نصیحت) واضح ہو کہ روانہ ہونے والی قوم حاجی لوگ ہیں اور خدا کا پہاڑ عرفات
 اور اس کا گھر کعبہ ہے جو پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے اور صیہون بیت المقدس کی پہاڑی کو
 کہتے ہیں اور اور شلیم بیت المقدس کا نام ہے جو صوفریا کہ وہاں سے عیسوی شریعت ہوئی
 ہوگی دوسرا یہ کہ حضرت اشعیا کے ساٹھویں صحیفے میں موجود ہے کہ (اٹھ اور روشیں ہو
 کہ تیری روشنی آئی اور خدا کے جلال نے تجھے طلوع کیا بعد ازاں کہ جہان میں تاری
 زمین پر چھا جائیگی خدا تجھے طالع ہوگا اور اس کا جلال جلوہ کرے گا عوام اور بادشاہ تیری
 روشنی میں چلیں گے سب کے سب جمع ہو کر دور دور سے تیرے طواف کو آئیں گے اور ان
 کی قطار میں اور مدائی اور ایضائی ساندنیان تیرے گرد بے شمار ہوں گی قیدار کی سار
 گتے اور نباط کے سارے مینڈھے تیری خدمت کیلئے اور میں اپنی شوکت کے گھر کو
 ستودگی بخشوں گا حربی اور ترسیس کے جہاز ابتدا میں میری راہ کیلئے کہ تیرے
 بیٹوں کو سونے روپے سمیت دور سے خدا کے نام کے لیے لاؤں گی کیونکہ آسمان
 تجھے ستودہ کیا جنہوں کے بیٹے تیری دیوار میں اٹھا دیں گے اور ان کے بادشاہ
 تیری خدمت گزار کیلئے کیونکہ میں نے تجھے قہر سے مارا تھا پھر آخر رحم کیا سو
 تیرے دروازے نہ کھلے رہیں گے تاکہ لوگ عواموں کی فوجوں کو تیرے پاس لا کر
 حاضر کریں جو گروہ اور ملکات تیری خدمت گزار کیلئے نہ کر لیں برباد ہوگی لبنان کا جلال
 تیرے پاس آویگا اور صنوبر اور شمشاد اور نعش اکٹھے ہوں گے تیرے پاس آویں گے
 تا میں اپنی گزرگاہ کو آراستہ اور طیل کبروں سب تیری حقارت کہنے والے تیرے

سامنے آپ کو جو کرسٹنگے اور خدا کا شہر اور اسرائیل کی قدوس کا صیہون تیرا نام رکھینگے
 اسکے بسنے کے تو تیرے روک اور بنوئوس رہی ہوتی تھی شرافت دائمی و دنیا کا اور بہت سی
 بستیوں کا سرور بناؤ تھا ان کے کو کبھی تیری سرزمین میں ستم کی صدا نہ سنی جائیگی اور
 تیری سرحدوں میں خرابی اور زبردستی نہ ہوگی تو اپنی دیواروں کا نام نہات اور زور اور
 نام نہات ہوگی کہ یہی تیرے تمام لوگ صدیق ہونگے اور ابد تک زمین کے وارث ہونگے
 میری لگائی ہوئی تختی اور میرے ہاتھ کا کام تاکہ میں ستودہ ہوں ایک چھوٹی سی
 ایک ہزار ہوئی ایک حقیر سے ایک قوی گروہ ہونگے میں خدا اسکے زمانے میں یہ
 جلد کر دے گا امتی) واضح ہو کہ یہ خطاب ہونگے کی طرف اور دلیل روشن ملاحظہ کرو کہ
 کچھ کم خیر سو برس وحی کا آنا موقوف ہو گیا تب خداوند کبریا نے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کر کے اپنے نور سے ان کے کو درخشان کیا وہی نور عوام اور خواص
 رہنما ہوا کہ مکہ شہر جات بن گیا چاروں طرف سے خالق مہشگر اسمین آئی اور آنحضرت
 ایمان لائی اب دور دور ملکوں سے ہر قسم کے آدمی ہر سال حج کے واسطے پہنچتے ہیں
 یہ رقبہ اور شیعہ کو کب حاصل تھا اور مدیان ابراہیم علیہ السلام کی بیٹی کا نام تھا جو قبطی
 سے پیدا ہوا تھا اور ایفادیان کا بیٹا تھا اور بنی اسرائیل حضرت اسماعیل علیہ السلام
 پہلے بیٹے کا نام تھا اور قیدار دوسرے کا اور یہ سب کتاب پیدائش کی پہچان ہیں
 باب پیدائش میں توریت کے مذکور ہر شخص ان دونوں کے سارے گھر اور بیٹے
 کے میں اگر جمع ہوئے اور اسکے خادم اور مہار بنے اور ستودہ کرنے سے یہ آدمی
 کہ لوگ تیرے واسطے انتظار کریں گے کہ خدا نے تجھے محمد کیا ہو یعنی ایک مرد ستودہ
 اور محمد تعجیبین پیدا ہوگا اس سبب سے تو بھی ستودہ ہوگا گو یا تیرا نام ہی ہو اور
 ملک محمد جو صبر شہر مدین کے آباد کرنے سے مدین کہلایا اور غالب
 کہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو کیونکہ بستی کے پکارنے سے بستی کے لوگ مراد
 ہوتے ہیں چنانچہ اسی معنی میں ما سجا ہو کہ اے اور شیعہ نام فرمان نہوا صیہون تو
 ایسا کہ وہ غیر ذلک اور نئے کے سب ماکنوں سے افضل وہ جو جنگے باعث نئے
 شہر اور بزرگی اور پرہیز پائی ستودہ شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں معنی اے محمد
 لوگ اس سبب سے تیرے انتظار کریں گے کہ خدا نے تجھے ستودہ اور محمد کیا ہو یا تاک

کو خلق اور خالق سب تجھے محمد محمد کہہ گھارتی ہو اور اجنبی سے مراد بنی اسرائیل ہیں اس واسطے
 کہ حضرت اشعیا علیہ السلام کے وقت میں متروک اور بیگانہ تھے یا بنی اسرائیل ہیں اس واسطے
 کہ مکہ قدیم سے اسمعیلیوں کا مسکن تھا پس اسمعیلی آشنا ہو سے اور اسرائیلی اجنبی اور
 بہار جو اس کے گھر سے ہیں دوہین ایک قومیں اور دوسرا حقیقتاً اور قہر سے مارنے کے
 یہ منی ہیں کہ اگلے زمانے میں نبی حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے
 تو متروک رہا اور تمہیں متین رکھی رہیں تجھ پر نبوت کا آفتاب نہ چمکا خدا کی توجہ اور تسلیم کی
 طرف رہی لیکن آخر خدا نے تجھ پر مہر کی اور اورشلیم سے تجھے افضل بنایا اور ہمیشہ
 تیرے دروازے کھلے رہتے ہیں کہ درون عورت اور مرد شب و روز تیرا طواف
 کرتے ہیں اور لبنان ایک پہاڑ ہو شام میں اور شام کو اللہ نے متبرک کیا ہو کیونکہ
 اسرائیلی پیغمبروں کا مسکن رہا ہو سو اشعیا پیغمبر نے فرمایا ہے کہ اے عجلت اور
 بزرگی لبنان کو حاصل تھی تجھ کو ملیکی یعنی نبوت شام سے اٹھا گھمیں آؤ گی اور قول
 اسکا اسرائیل کے قدوس کا صیہون یعنی خدا کا پہاڑ اور جبل عرفات ہو یعنی اورشلیم میں
 تو صیہون مقرر ہو لیکن اے تیرا پہاڑ خدا کا صیہون ہو اور اسرائیل کا لفظ عظمت ظاہر
 کرنے کو ہو یعنی وہ خدا کی اسرائیل نے تقدیس کی ہو سو وہ جب تجھے نوازیگا تو بھی
 اسکی تقدیس کرے گا اور یہ جو فرمایا کہ تو مغنوں اور متروک رہے سو یہ اس پر دل ہوا
 کہ خطاب گئے کی طرف ہو کیونکہ اورشلیم مغنوں نہ تھے اور نہ رہے تھے خصوص حضرت
 اشعیا علیہ السلام کے وقت میں کہ نہایت محبوب تھے اور کعبے کے ایک دروازے کا
 نام باب السلام ہو اور اونٹوں کی افراط کے میں استدر ہو کہ اور ملکوں میں نہیں عرب
 لوگ انھیں کا گوشت کھاتے ہیں اور انھیں کا دودھ پیتے ہیں اور انھیں کے
 بالوں سے قبائین اور خدے اور قالین وغیرہ بناتے ہیں اور انھیں پر سوار
 ہوتے ہیں اور بوجہ بھی لاتے ہیں اسی سبب سے اصحاب تجرہ کہتے ہیں کہ عرب کا
 کام سب اونٹ سے ہو اور ہند کا بیل سے اور ایران کا چتر سے اور یہ جو کہا عوام کی
 فوج کو لاؤ نیلے یعنی فازی لوگ عوام کی فوج کو تیغ کے زور سے مسلمان کیے
 تیرے پاس بھیجتے ہیں اور عالم و دینا خلق کو سمجھا سمجھا کہ حج کے واسطے تیری طرف
 روانہ کرتے ہیں اور عشق اور محبت عاشقوں کو اور حجاج اور طالب عابدوں کو

اور بادشاہ اور حاکم اور رکنہ متبرکہ اور پش بد شہد اور قبور انبیاء اور اولیاء اور مساجد اور عباد
 اور اقسام نباتات اور حیوانات ہوتے ہیں لیکن کسی شہر میں خانہ خدا اور بیت حضرت
 کو محیط بجلی داغی اور کعبہ عبادت خلایق ہونہیں ہو مگر اس شہر میں کہ اس سبب سے
 اس شہر کو جامعیت اتم میسر ہو اور بانہیہ خاتم الانبیاء و المرسلین کا مقام بخت ہو
 اور اسرار محمدیہ علی صاحبہما الصلوٰۃ والسلام کا جامع ہو کہ انوار نبوت و ولایت حسین
 صلی علیہ وسلم بین انور نبوت و ولایت جامع ترین نبوات اور ولایات ہیں اور شہر کہ
 شہر مستطیل ہو کہ طول اسکا عرض سے زاید ہو اور مثل قلعہ پہاڑوں سے محیط ہو اور باؤ
 اسکے تین طرف دیوار شہر غیاہ کی بھی ہو چنانکہ دیوار مشرقی کو دیوار باب المَعَلَّات
 بولتے ہیں اور دیوار مغربی کو جو کسی قدر جانب شمال مقابل مدینہ باسکینہ واقع ہو
 سور باب الشبکہ کہتے ہیں اور دیوار جانب بین کو سور باب البین اور یہ دیوار میں حسین
 ابن علیان شہر لیت گئے کے حکم سے سنہ ہشت صد و شانزدہ ہجری میں تعمیر ہوئی ہیں اور
 طول و عرض شہر کا یوں ہو کہ باب المَعَلَّات سے سور باب بین تک چار ہزار چار سو بہتر
 درجہ ہو اور باب الشبکہ تک بھی اسی قدر بازبادت و وسعت ہشت درجہ اور دو پہاڑوں کو
 گھیرے ہیں بقیس اور قیقان بقیم قاف اول و ثانی و فتح عین محلہ اوئے و ثانیہ
 ان دونوں کو خشب بین بفتح ہمزہ و شین و سکون خانہ منقوط بولتے ہیں خشب شرقی
 بقیس و خشب غربی قیقان اور یہ شہر داخل ولایت حجاز ہو جو ما بین شام و عراق و مصر
 و بین کے واقع ہو اور حجاز کے کتنے شہر میں از اس جگہ ایک گد دو سہار مدینہ ہو اور عین
 کے کالض جوارب سے دس کوس تک ہو چنانچہ سر مدینہ فنی فنیکان واقع ہو اور بعض
 اطراف سے کم اور اسکے گرد و حرم ہو مخفی نہ ہے کہ حد حرم کتب مشورہ فقہ میں ہندج
 نہیں ہو الا حواشی کتب فقہ میں ہو کہ حرم کے گد کو بولتے ہیں جانب مشرق چار
 میل اور جانب مغرب جو بیس میل اور بعض کے نزدیک تین میل و ہوا صحیح اور جانب
 شمال اٹھارہ میل اور جانب جنوب جو بیس میل اور حضرت اسحاق الاستاذ نے
 نفسیہ خرنجی میں لکھا ہو کہ دور حرم کا کو سون کے صاب سے سینتیس کوس لکھا ہو
 اور کھناب درجہ یوں ہو کہ باب بنی شیبہ سے دو ہزار و ناک جو کہ جانب عسرات
 حد حرم ہوتا کم ہیں سی و ہشت ہزار و دو صد و درجہ اور باب سولات سے سی و پنج ہزار

منہ
 میان طول
 و عرض

منہ
 درجہ

مذہب کو فتح دینا اور جانبِ حقیم سے کہ وہ جانبِ بائیں ہے دو دروازہ ہزار و چار صد بیست و چھ
اور جانبِ بائیں دروازہ بابِ المہاجن سے بیست و دو ہزار بیست و چھ بمقام و شش و چھ درجہ ہزار
فائدہ کہ بطرحِ حرم کہ جو اسی طرح حرمِ مدینہ ہے اور حرمین کی حرمت مساوی ہو میر سید
شیرین نے شہرِ مشکوٰۃ میں قیام کی ہے نقل کی ہے کہ حرمِ مدینہ سے حرمِ قیامی برابر ہے
نہ حرمِ احکامی نہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ حرمِ حرام ہے جو حرم سے توڑ تک اور یہ دونوں مدینہ
دو طرفہ ہیں پہاڑ ہیں یا پھر ان قریہ آمینہ کہ اپنے بیچ کے رہنے والوں کو لوٹ مارتے
امان میں رکھتا ہے چھوٹا قریہ مطمئن کہ باشندے اس شہر کے انتقال اور ترحال
مطمئن رہتے ہیں اور یہ دونوں نام اس آیت میں ہیں ہین خرب اللہ مثلاً قریہ کانت
آمنۃ مطمئنۃ سالتوان ام القری ولتمذرام القرۃ من جہا اٹھوان بلدہ حسد ام
رب ہذہ ابلاتہ اتی حرمہا فوان صلاح مثل قطام کہ معدول ہر معاصی سے یعنی
بقیہ شائستہ و شوان با یہ نام اس واسطے ہوا ہے کہ جو کوئی وہاں بے ادبی نہ کرے
ہاک ہر جاتا ہے گیارہ سو ان حاطہ یعنی توڑنے والا گردن جباران اور ہلاکت انگشتہ
ستہ گاران با شوان کوٹا لیکن لینے کہتے ہیں کوٹا نام ہے جو کوٹنے کا تیر شوان کو
یہ نام قبیہ کیبیرین لکھا ہے اور اغلب کہ یہ لغت غیر عربیہ ہے جو معنی اسکے معلوم نہیں
چو شوان اسم المسم معانہ التمزیل میں لکھا ہے کہ ام رحم اس واسطے کہلاتا ہے کہ وہ
رحمت نازل ہوتی ہو یا ایضاً اور عافین پر کہ جو کوئی محتاج فقیر مع تحفہ افلاس
روسے نیاز اس مامن اناس پر لایا فازن خزان لطف و عنایت نے ہر قدر
نقد و جنس اپنی رحمت سے عنایت کیا کہ اس امید میں گنجائش نہ رہی کوئی
بے سرو پا اس درگاہ میں آیا کہ نقد نہ آو اسکے واسن افلاس میں نہ رکھا گیا اور کس
عاجز کیس نہ شربند اور نیاز میں عقبہ مکرہ پر گھسا کہ در مقام اسکے منہ پر
کشوف نہ ہوا اسکے کہ ام بندہ برین آستان نہاد میرے کہ کہ لطف خواہ
نہ ہو روسے اوکشا و روسے چھٹپہ اہل عرفان فراتے ہیں کہ حضرت غلیل نے
نہا ہر میں کعبہ بنایا اور حضرت رب غلیل نے باطن میں کعبہ غلیل احجار سے ہے
اور کعبہ غلیل اس واسطے کہ کعبہ شامیاس ہے اور یہ کعبہ محل استیناس ہے وہ کعبہ
عبداللہ مومنان ہے اور یہ نشانہ نظر رحمان وہ عوامنگاہ خلایق ہے اور یہ طاف لطائف

وہ مقصود خلق ہو یہ منظور حق وہ قبلہ مکہ شریف ہو یہ خجلا شہادہ وہ بیت اکرام ہو
یہ بیت اکرام وہ کعبہ مقدسہ اشہر است اسون چہ او یہ اندیشہ اختیارست معنون وہ
ہمایا گیا چہ وادی غیزی ندرع بین یہ گلستان و بوستان شہر عین اس کعبہ
کے ایک طرف دریائے زخار ہو بیان ہر طرف ہزار دریا سے اسرار و بان سیمات ہو
یہاں تصفیہ اوقات وہاں اسرار ہو بیان فیض الہام وہاں تجرید از لباس ہو
یہاں تصنیف رید از ملاحظہ اجناس وہاں مسجد صرام ہو بیان شہدہ کرام وہاں کوہ
و خات ہو بیان نبات و کرمات وہاں مردہ اور مصفا ہو بیان مروت و وفا وہاں
قدم طلیل ہو بیان کرم طلیل وہاں سقایہ حاج ہو بیان ہدایہ حاج وہاں چشمہ
نرمزم ہو بیان الطاف و مادم وہاں عظیم ہو بیان رحمت رحیم وہاں میزاب ہو
یہاں توبہ اباب وہاں حج مبرور ہو بیان سعی مشکور وہاں عاکث اور طاعت
یہاں معارف و طاعت وہاں رکوع و سجود ہو بیان شہود و مدت وجود وہاں کن
یمانی ہو بیان گنج معانی وہاں حبس اسود ہو بیان سرود اسے ہر مرد وہاں اعلام
مناسک ہو بیان اعلام ملائک وہاں نعرہ لبیک ہو بیان ولولہ سلام علیک
وہاں استلام حج ہو بیان اقرار نظر وہاں کوہ منا ہو بیان نفی من و ما وہاں نذرانہ
ہیسان سر سفر وہاں سبب ضیعت ہو بیان نیاز و نصیحت وہاں انفاضت ہو ہیسان
ریاضت وہاں قربانی ہو بیان قرب ربانی وہاں علق ہو ہیسان ترک خلق وہاں
تقصیر و رموز سے یہاں تقصیر نگہ دن یکسر موسے وہاں طواف و دوح ہو بیان ذوق
سماع سے کعبہ ہر چند سے کہ خانہ ہر دست بہ این دل سن نیز خانہ سد دوست
پس طائفان قبلہ عشق کو نوید مست چہ کہ محراب دل از کا قبلہ اسل جمال ہو
اور قصد جاودان انکا دونوں جہان میں حرم وصال سے عرفات عشق
یاران سرگوسے یا رہا شدہ بطواف کعبہ زمین و زمین و م کہ عار باشد چہ سرے
تو تاشش بہ سر صفائے دمی بہ صفا و مروت و دل و گرت چہ کار باشد چہ یہ جو
کھنڈا گیا کلام راست و درست ہو مگر عارفین کاملین اور عاشقین صادقین کا ہو کہ غافل
حالی انکا پیرایہ شریع سے آراستہ ہو اور باطن زیر طریقت سے پرستہ فائدہ
تصور نہ بقدرین اللہ صاحب نے فرمایا ہو واذ ابلی ابراہیم ربہ جملات یعنی

یاد کرو اُس وقت کہ جب بطریق آداب پیش فرمایا ابراہیم کو اُس کے پروردگار پرستے
 چند سخن کہ اُسکی سجاوڑی سے فرشتگان ندوی اور سفلی پرگھجائے کہ یہ شخص
 لافن برس مرتبے کے تھا جو اللہ نے عنایت کیا سو وہ کلمات چند حضرت ابراہیم
 علیہ السلام کے کئی باتوں سے متعلق تھے اول وقت علیہ اور حضرت
 ابراہیم سے کہ اُنکو اُسی کے سبب سے مناظرہ بت پرستان پر مامور کیا اور
 آجناب نے اُسکو با حسن وجہ سرانجام کیا کہ اول آفتاب اور ماہتاب اور
 کوکب کو حکم عدوت اور تغیر لیاقت معبودیت سے کہ ادا دوسرے بتوں کو
 تبرائے توڑ ڈالا اور اُنکی عاجزی بقابلہ قوت انسانہ باوجود اُس کے کہ
 انسان اضعف المخلوقات تھا ظاہر فرمائی تیسرے واسطے الزام آتش پرستوں کے
 آگ میں گرے اور آتش نارتوت آئینہ سے باطل فرمایا کہ خدا سے تعالے نے اُس کے
 اثر طبعی کو تبدیل کر دیا اور ایسی ترتیب معقول سے روحانیات علویہ اور سفلیہ کو
 لیاقت معبودیت سے گرایا کہ زبان مبارک پر گزرا انی وحببت وجہی للذی فطرکم
 و الایمن ضیفا و ما انا من المشرکین پھر واسطے امتحان صدق اس دعوی
 اللہ جل شانہ نے اور کئی باتوں میں ہستلا کیا اول تبری از قوم بلکہ تبری عن
 کل ما سوی اللہ کما قال الی برحق لا تشرکون وانی برائر مما تعبدون اور یہ
 کیفیت آخر کار سبب عبادت ہو گئی کہ ارشاد کیا فانہم عباد لی الارب العالمین
 ووشری رفع وسائل اور وسائل سے حتی کہ حالت شدت غم میں کہ انکار
 نہ تھا حضرت میرپیل علیہ السلام سے کہا انا ایک فلا حاجۃ لی تیشری تسلیم
 لا امر اللہ و لرضاء اللہ سے حالانکہ ایمین جان و مال کا نقصان بھی ہوا کہ ہجرت
 وطن اور ذبح ولد اور ضیانت مہانوں اور اثبات فقیروں میں ظاہر ہوا اور
 پر ظاہر ہو کہ انسان کے نزدیک چار چیزیں عزیز تر ہیں اشیاء دین جان اور مال
 اور خسر زند اور وطن کہ صحیح اقارب و عشائر ہوتا ہو اور ان کے محافظین کیسی
 بیعت فیان انسان سے غاہر ہوتی ہیں سو حضرت ابراہیم نے ان چاروں کو رضا
 الہی میں شمار کیا کہ صدق محبت اور کمال خلعت اسی سے ثابت ہوئی حضرت
 دین عباس نے نفسہ کلمات میں انھیں چار چیزوں کو بیان کیا ہو اور جو کچھ معاملہ

حضرت ابراہیم نے والدہ حضرت اسمعیل اور خود اسمعیل علیہ السلام سے حکم خدا کیا اگر
 تامل کیا جائے تو مقدور بشر سے خارج ہو جائیگا ایسی تکلیفات سے جودت حال تو
 عاقلہ تھا کہ مجھ کو اب خطاب اسلام میں بکلیہ اسلمت لہذا رب العالمین انہاس کیا تھا
 بعد ازاں جس شریعت کو بھی داغہ از محبت و عشق فرمایا جس طرح ختنہ کو ناموسے لب
 و ہار لہذا تاخن کٹوانا وغیرہ ایک پیتر بعض عبادت وافر کار و اخلاق کے التزام پر
 تاکید فرمائی اور وہ تین فصلتیں ہیں جسکو سہام الاسلام کہتے ہیں پہلا اسکرت
 سورہ ہرارت میں مذکور ہیں تو یہ عبادت محمد شہید کو کوع سجود امر معروف نہی منکر
 حفظ حدود و خدا ایمان اور دین سورہ اخلاص میں اسلام ایمان قنوت صدق و بشر
 فاشوع صدقہ روزہ اور زنا و اطہ سحاق نطفہ یعنی سی چھنا اور ذکر الہی قلابا و سنانا
 در نماز آوین سورہ مومنون میں ہیں ایمان تصدیق روز جزا و خوف از عذاب
 خدا و امار کھنا اور خشوع فی المعالوۃ اور محافظت آداب سنن میں اور کفو و غیبت
 و منزل و نصب سے احتراز کرنا اور اود سے ککوۃ خوشی سے کرنا اور حفاظت مگاہ
 غیر منکوحہ اور غریب مملوک سے رکھنا اور کرامت کے اورین وفاق کرنا اور قیام شہادت
 یعنی جس بابت کو جانتا ہو وقت شہادت ظاہر کر دینا اگرچہ بعض خصائل زمین کے
 متداول ہیں لیکن سخیل جو کہ یہ تصدیق و تنصیف و تقاربات حکم بہانیت
 پیدا کرین اور ہر مقام میں جد اشمار کیے جائیں پھر ارشاد الہی جو کہ ہر سال
 ایک مرتبہ واد و شہید اہو کہ دیو اند و ار عاشق کہ دار بنا بر طواف خانہ محبوب کردگا
 کے بزہنہ معسریان تن پاسے برہنہ فرو لیدہ تو پریشان حال کہ واد و شام سے
 حجاز میں جائے اور گاہے پہاڑ اور کبھی زمین پر کھڑے ہو کر خانہ محبوب کی طرف
 دیکھو اور گاہے اپنے دشمن کو تصور کر کے لعنت کی کنکریاں اسپر مارو اور
 انبی جان کے عوض ہیں قربانی کرو اور اسی گھر کا جو کہ اشیانہ تجلی ربانی ہو طواف
 کرو تاکہ معنی عشق و محبت جو باطن میں ہیں ظاہر میں جائے و طواف کربلا میں اور غافل
 عام میں مشہور ہو جائے اور ہر شخص عشق سے آگاہ ہو جائے اور اس اثنا میں
 بلبلک بلبلک کہار نعرہ زنی کرو اور آتش محبت قلبیہ کو روشن کرو و جبہ اسی
 کیفیت کی نمود کے واسطے مناسک حج معین فرمائے اور ان سب امور کو حضرت

تفسیر
 فضائل
 سہام اسلام

ابراہیم علیہ السلام نے سبھی کو ادا کیا کہ میں اسلام داخل رہتا ہوں وافر ادا فرمادے واقع ہو گا کہ قال اللہ فی
سورۃ النجم و ابراہیم الذی ہدیٰ یعنی ابراہیم جسے پورا تھا اللہ کا حق فائز ہو وادیت صحیح ثابت ہے
کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہی برس کی عمر میں اپنا نیت کیا ہے چنانچہ ابوالشیخ نے کتاب التقدیرین
لکھا ہے کہ جب مکہ فتنہ صادر ہوا تو عمر ابنہ ابراہیم کی انہی برس کی تھی سو حضرت نے نہایت جلد ہی ہجری
فتنہ کے ڈالے اور رد کی شدت ہوئی تو آنجناب نے دعا کی وحی ہوئی کہ تو نے جلد ہی کر کے اپنے نفس کو
سورس ہلاک میں ڈال دیا انتظار کرنا لازم تھا تا کہ طرق فتنہ واکہ قطع سے نشان دیا جاتا عمن کیا ابراہیم
میں نے توقع کیا تھا اور ہی حکم میں کہ وہ سمجھا فائز ہو پشیدہ نہ رہے کہ متن بفتح خاں نقطہ دارو
سکون تاہ شتاتہ فتنہ کرنا اور جو خار اور تار کے زیجہ تو دارا و دوسرے غیرہ رشتہ دار جانب زوجہ
اور عثمان بکسر خاں و اور عورت کی پیشاب کی جگہ کاٹنا ہے کذا فی القاسوس اور صحیح بخاری و مسلم میں
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بالقدیم یعنی
فتنہ کیا ابراہیم نے پچیس برس کی عمر میں ایک مکان کا تعلقات شام سے ہو اور نفس امارت تحقیق لکھتے ہیں کہ اگر
عمر میں عمر شریف لٹاؤں سے سال کی تھی مگر تحقیق میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ عمر شریف لٹاؤں
برس کی معلوم ہوتی ہے و بواجہج اور تحقیق نے نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم نے فتنہ اہل علیہ السلام کا
تیرہ سو برس فرمایا اور اسحاق علیہ السلام کا ساتویں دن اور حضرت ناتمہ السالین مسلم نے حضرت
حنین علیہ السلام کا ساتویں روز فرمایا اور یہی ہستی نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت
مسلم نے کہ جو کوئی اسلام لاوے لازم ہے کہ فتنہ کیسے الغرض اول رسم فتنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
جاری کی ہے اور قبل ابراہیم علیہ السلام انبیاء علیہم السلام مختلف پیدا ہوتے تھے تحقیق یہ ہے کہ
اللہ نے انکے جان کو داغ و خجست و دلا کیا تھا بطرح معشوق کے واسطے عشاق داغ و گل
کھاتے ہیں تاکہ دعویٰ عشق کا ثبوت کافی ہو جائے اور عمدہ ترین داغ و خن میں فتنہ ہے کہ محل شہوت
نہیکہ یہی ہے جو گویا بگاڑ دانا ہے تاکہ اس عفو داعی کو مصروف نام نہنی میں صرف نکرین لکھا تو ریت
میں جو ترجمہ فارسی ہے خدا ابراہیم را فرمود کہ تو عمر درنگہ ارواد لاد تو ہی وفات تو ہر ایک در حضور
رعایت بکند عمر میں کہ بیان سن و تو فیصل تو ہی از تو مرعی باید داشت نیست کہ ہر مذکر سے کہ از شما خون
شود و گوشت خلفہ خود مختار سازد کہ این علامت عمر بیان سن و شما باشد از شما ہر کہ عمر شریف نیست تو
باشد مختون شود ہر نہ کہ سے و طبقات شما خانہ زارہ و زرخیرہ از ہمہ یکجا بجان کہ انیسل تو نباشند خانہ زارہ
و زرخیرہ تو لازم است کہ مختون شود و عمر میں ہر ہر شاہد ابراہیم را نباشد و مذکر نہ مختون کہ گوشت قافش

حضرت ابراہیم علیہ السلام
کی عمر میں فتنہ کیا گیا
تو پچیس برس کی عمر میں
تھی

فہرست
فہرست
فہرست

مختار شدہ ان نفس از دنیا فرود منقطع کرد کہ عمدہ فرسخ نموده است انتہای اس کلام سے ظاہر ہوا کہ جو کوئی
 نہ کرے ملت ابراہیمی سے خارج ہو اور گویا اس نے نقص عموماً کیا ولہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی مختون تھے
 پس نصاریٰ کہ فتنہ نہیں کہتے ملت ابراہیمی و عیسوی سے لادیب خارج ہیں واضح ہو کہ ہمارے دین میں
 بھی فتنہ سنت ہوا امام اعظم اور مالک و احمد و اکثر علماء اور بعض شافعی مذہب اسی کے قائل ہیں اور یہ سنہ
 منجمۃ شاعر اسلام جو صبر طرچہ جو جماعات یہاں تک کہ اگر کسی شہر کے لوگ اسکے ترک پر اتفاق کریں تو امام و
 حاکم کو محارب لازم ہونی فتاویٰ قاضی خان اذا اجتہد اہل مصر علی ترک اختتام قائلیم الامام کا یہ قائل تھے
 ترک سائر مسکن و فی خزانۃ الفتاویٰ خاتن الرجال غنۃ و مختلفوا فی ممان المردۃ قال فی ادب القاضی
 کا مرادہ قال بعض اخر غنۃ کذا فی شرح شریعۃ الاسلام و اکثر شافعیہ وجوب ختان کے قائل ہیں اسی طرح
 بعض مالکیہ بھی اور وقت ختان میں اختلاف ہوا امام صاحب و صاحبین سے مروی ہو لاکہ علی مذہب یعنی
 وقت ختان کا علم کیا نہیں ہوا نہ کوئی دلیل قطعی اس پر قائم ہو اور جس الائمہ سے روایت ہو کہ جب لڑکا
 متحمل ہو اور طاقت فتنہ قائل ہو وہ وقت ہوتا ہنگام بلوغ فی فتاویٰ قاضی خان و ابو حنیفہ رحمہ
 لم یقدر وقت ختان قال مس الائمہ احوال فی وقت ختان میں تحلیل ابھی تک اسلئے ان مبلغ اور
 بعضے کہتے ہیں کہ ساتویں دن ولادت سے فتنہ کرنا چاہیے اور بعضے بعد سات برس کے اور بعض نو برس
 بعد فی فتاویٰ قاضی خان و فی ان تہتیں ابھی اذ ابلیح لتسح سنین خان فتنوہ وہو اصغر سن ذلک سن
 ان کان فوق ذلک قلیلاً قالوا اباس بہ اور بعضے بعد پندرہ برس کے بارہ برس تک تجویز کرتے ہیں
 اور مختار بعض شافعیہ کا یہ کہ قبل بلوغ فتنہ کرنا لازم ہو و فی مجمع البرکات و ابی حنیفہ
 مانہ لا یوقت و لکن یظن الی حال ابھی اور اگر مسلمان بالغ ہو اور غیر مختون تو وہ اپنے ہاتھ سے فتنہ
 کرے اگر ممکن ہو والا نہ کرے یا عورت ختان سے نکاح کرے یا لڑکی اس صفت کی خرید کر کے فتنہ
 کرے فتاویٰ عالمگیری میں اسی طرح ہوا و ہر ظاہر ہو کہ فتنہ خفیہ کے نزدیک سنت ہو اور ستر عورت
 فرض لہذا قدماے خفیہ مسلم بالغ کو فتنہ کرانے سے مانع ہیں و تفصیل فی کتب الفقہ و ماہب الدینیہ و
 کہ امام فخر الدین رازی نے مشرعیہ ختان کی حکمت میں ایک نکتہ لکھا ہے کہ جب تک فتنہ نہیں
 ہوتا اور ستر کہ گھلا پی میں پوشیدہ رہتا ہے اگر مجاہدت نرم رہتا ہے اور محبت کے وقت لذت زیادہ
 ملتی ہے اور جب وہ چڑا کٹ جاتا ہے اور ستر نہ ظاہر ہو گیا تو اس میں کچھ کہ خشکی آ جاتی ہے تب وہ لذت
 کم ہو جاتی ہے محال یہ کہ جو عضو پوشیدہ رہتا ہے اس میں کس زیادہ ہوتا ہے نسبت کھلے عضو کے
 چنانچہ زبان اور لبون سے یہ تجربہ ظاہر ہو اور شریعت کے حکم میں تو ستر جو نہ افراد و عورتیں

اسی واسطے کہ ایسا چھوڑے کہ لذت زیادہ ہو اور نہ ایسا کہ بالکل نہ ہو بلکہ ختم کر دے کہ تین تا کہ اعتدال ہاتھ سے نہ جائے
 اور ہوا سے اس داغ صحت کے اور بھی رخ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا جو مبطرح بھون کے بال لینا اور
 موسے زینا و نشخ کرنا و ناخن درست دیا کہ وہاں غسل کے بال دیر کرنا اور بول و ہوا کے مقام کو وقت استنجا
 دھونا اور منصفہ اور استنشاق و وضو میں کرنا اور نہانہ و ذکر کے وقت مسواک کرنا اور بالوں کو شانہ سے فرق
 کرنا یعنی مانگ کا لٹا اسکو جبکہ سر پر بال ہوں اور نہ شنبو کا استعمال کرنا اور جامہ و بدن کا پاک رکھنا اور
 ہر جگہ کو بندگا ہوں کا دھونا اور تفسیر اسمی میں جو کہ کلمات متبابہ دہن تھے پانچ مرتبہ یعنی بال ٹھانا
 یا کترانا اور سوچھ کرنا اور سترتھ میں پانی ڈرانا اور ناک میں اور مسواک کرنا اور پانچ تمام مہم میں غسل کے
 بال اکھاڑنا تا کہ ناک ٹھانا نافٹھ کے نیچے کے بال موڑنا یا پانی سے استنجا کرنا ختم کرنا پس یہ دہن باتین
 حضرت ابراہیم علیہ السلام پر فرض تھیں اور چارے دین میں سنت یعنی سر کے بال ٹھانا یا کترانا علی سبیل الخیر
 سنت جو اور عورت کو نہیں جائز نگد حج میں کترانا درست جو اور سوچھ کرنا اور ہر جگہ ہونٹھ کے مقابلہ
 سے سنت جو اور اس کے چھوڑنے میں غذاب اور منصفہ میں پانی ڈرانا اور ناک میں اور مسواک کرنا ہر وضو میں
 زن و مرد کو سنت جو اور غسل کے بال اکھڑنا اور موسے زبیر موڑنا سنت جو اور چالیس دن بعد کہ وہ
 اور ناخن کٹنا ہر جگہ یا منصفہ میں بلا تعین تو مسمیٰ جو اور پانی سے استنجا کرنا و سوخت سنت جو کہ نجاست
 مخرج سے درم کے برابر سے زیادہ نہ ہو والا واجب جو بخاری اور مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
 روایت ہو کہ آدمی کی پیدائشی چیزیں پانچ ہیں اور دوسری حدیث میں جو کہ دہن میں اور طلب پس حدیث کا ذکر
 کہ ہر ایک آدمی میں تو میت جو ان دہن چیزوں کو جو اوپر بیان ہوئیں پسند کرنا جو گویا کہ یہ پیدائشی اور
 خالق بات جو پسین تعلیم کی حاجت نہیں کیونکہ اولاً ان باتوں میں پاکی و صافت اور ستھرائی جو شلّا جو
 زینا و نشخ کے موڑنے سے میل نہیں جھتا اور جو کچھ ہوتا جو وہ ہو جاتا جو اور شہوت کی قوت زیادہ ہوتی جو
 اور جو بچوں کے کترانے سے اول مجوس اور نہ ہود کی مناسبت دور ہوتی جو دوسرے اکل و شرب میں مانگ
 نہیں رہتی اور ناخن کترانے میں سول میل و نجاست منفع ہوتا جو دوسرے دیکھنے والوں کو کہہ بات نہیں آتی
 علیٰ ذلک لیتقاس جادہ و زین نوادہ میں کہ ناظرین اور مدلل تجو بہرہ شہید نہیں تھے و سائرہ بعض امور
 ایسے ہیں کہ اول مذکور انکا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوا چنانچہ بالوں کا مفید ہونا قبل حضرت کے نہ تھا
 اور جب حضرت کے بال مفید ہوئے تو حضرت نے تعجب کیا کہ حضرت حق سے عہد میں کیا کہ یہ کیا بات ہو ارشاد
 ہوا کہ یہ وقار جو فرمایا رب زونی وقاراً اور ابن قتیبہ نے معارف میں لکھا جو کہ جب حضرت اسحق پیدا
 ہوئے تو کھانیوں کو بجا خطہ شوخیت زن و مرد کے شبہ پڑا اللہ نے حضرت اسحق کو حضرت ابراہیم

مشابہ کر دیا کہ یہ بھی ایک وجہ شک کی ہو سکتی ہو گی جب حضرت اسحق کی ڈاڑھی نکلی تو ہرگز باپ بیٹے میں فرق نہ تھا اس لیے حضرت ابراہیم کے بال سفید کر دیے تاکہ فرق ہو جاوے و اسرار عام حقیقت احوال اسی طرح مانگ لکھنا اور سوچنا کہ کرنا اور ناخن کٹنا اور بغل کے بال صفع کرنا اور ٹھوسے زہار دور کرنا اول حضرت ابراہیم نے جاری کیا اور پانچواں اول آنجناب نے پھنا قبل حضرت کے لانگ باز سے تھے عرائس میں جو کہ اسی دسرا اول یون ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ اے ابراہیم تو افضل اہل زمین و جہاں ہے چاہیے کہ حسب مجاہدہ میں جائے تو عورت تیری زمین کو نظر نہ آوے اسی وقت آنجناب نے سہرا اول ایجاد کیا اور اول خضاب جو ہمہ دہنا حضرت ابراہیم نے فرمایا جو اور اول خطبہ منبر پر چڑھ کر حضرت ابراہیم نے پڑھا اور طہرائی روایت کو ہے کہ حضرت مسلم فرماتے تھے کہ اگر میں بھی منبر بناؤں تو مضائقہ نہیں ہو گی کیونکہ حضرت ابراہیم نے منبر بنایا تھا اور ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ اول جہاد باسیت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جو جب کہ حضرت لوط کو رومیوں سے چھینا جو اور اول حضرت ابراہیم نے فی اخصیت تقسیم فرمائی ہو غنیمت و فی میں فرق ہو چوال لڑائی سے ہاتھ آوے وہ غنیمت ہو اور جو بلا لڑائی ملے وہ فی ہو اور فی بیت المال میں جمع ہوتا ہو اور وقت ضرورت مسلمانوں کے خرچ کیا جاتا ہو چنانچہ حکم اسکا سورہ مشرین بتصریح موجود ہو اور اول ہجرت حضرت ابراہیم نے فرمائی جو اور اول طریقہ ضیافت مہمانی حضرت ابراہیم نے جاری کیا چنانچہ پہلی نے شعبہ لایان میں لکھا ہے کہ مہانداری کی کثرت سے حضرت ابراہیم نے مہمانوں کو ضیافت کھلاتے تھے اور وضع میر کی تھی کہ مکان کے چاروں طرف رکھے تھے کہ جہان سے چاہے نہان داخل خانہ ہو اور خود حضرت ابراہیم علیہ السلام طعام چاشت کے وقت ایک ایک کوں تک مہمان کو ڈھونڈتے تھے اور جب تک مہمان نہ ملتا تھا کھانا نہ کھاتے تھے چنانچہ اللہ صاحب نے اس پر کلام مجز نظام میں لکھی جگہ آنجناب کے مہمانوں کا ذکر فرمایا جو اور سند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ میں وارد ہے کہ ایک روز حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حق بین التماس کیا کہ یا انبی ذمین ہر کوئی عبادت کرنے والا تیرا نہیں نظر آتا جو میرے ساتھ شریک عبادت ہو خداوند عالم نے ہزار فرشتے ملکوت اعلیٰ کے بھیجے کہ وہ تین دن برابر شریک عبادت رہے اور حضرت ابراہیم انکی امانت کیا کیے اور عبادت حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ تھی کہ ضعیفون اور سکیون کو بکمال شہداشت و مسرت کھانا کھلاتے تھے اور کسی وقت مہانداری میں پہلو تہی نہ کرتے اور کثرت مہمانوں سے میں بکین نہوٹے تھے ایک مرتبہ بسبب کثرت اخراجات کے محتاج ہو گئے اور غلہ کچھ باقی نہ رہا تو ایک دوست مصری کے پاس غلاموں کو بھیجا اور اونٹ بار مہانداری کے واسطے ساتھ کر دیے اور نہ رہا یا کہ اس آشناسے کہد نیا کہ جب ہمارے پاس غلہ

صلی
جہاد لکھنا
منبر و خطبہ
کنا و فرشتہ
صفت ہو
جہاد لکھنا
و خطبہ
امداد لکھنا
کندہ ہو
کنا و کار
دن بتائے
اور زیادتی
کنا و کار
اور فرشتہ
نقصان اور
کنا و کار
نام ۱۶۱۲

فہم قرآن و احوال

و تبصرہ

ہو گا تھا تو عرض ادا کر سیتے نہایت پختہ علماء ہوتے تھے جا کر سہی کہا اس آشنائے کہا میرے گھر غلام نہیں پرنا جا رہا
 غلام تو مٹون کہ بجالی دیکر کچھ جسے حسب حوالی کنعان میں آئے تو غلاموں کو شرم آئی کہ اونٹ غالی
 کس طرح بجا میں بڑے شرم کی بات جو ہمارے آقا کو حققت ہوگی اور سودا سے اونٹوں کے شیطیے
 ایک بیابان سے بھر لے ایک نامہ از انجملہ پیش پیش آیا تھا اسنے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے
 تمام قصہ بیان کر دیا تھا اور حضرت کو ملال ہوا تھا اس سبب سے گھر میں جا کر بٹور رہے تھے اس
 حالت میں اونٹ تو بیکار اور غلام ہو سچے کنیزوں نے شیطیے کھوئے اور غلام نکالا اور سپکروٹیاں
 بچائیں جب حضرت ابراہیم کے رو بہرہ لگتے تو انجناب نے فرمایا یہ کہاں سے جو لونڈیوں نے کہا غلیل
 مصری سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بلکہ غلیل سامدی سے جو اور ابن سعد نے روایت کی ہے کہ
 حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیعت مال و خدمت حاصل تھی اول شریک حضرت ابراہیم نے بنایا جو اور
 شیر مال آنجناب ہی نے معانوں کو کولائی جو کہ کتب متبرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اول طریق معانقہ آنجناب
 نے جاری فرمایا جو تیناچہ خطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ
 وہ باب معانقہ صاحب بنی اللہ عندہ نے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منہ دایا کہ معانقہ درست ہے
 انبیاء پیشین میں بھی تھا اور غلوں میں محبت و الفت کی نشانی ہے اور اول معانقہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
 کیا جو اور قصہ اس معانقے کا تھا یہ مشہورہ میں یوں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام
 بیت المقدس کے قبرستان میں تماشہ چراگا وہ سیر کرتے تھے کہ ایک آواز عزین و رفیق کان میں
 آئی دریافت ہو کہ ذکر الہی اور صلات تقدیس و تزیہ الہی جیسا کہ تاہو اس آواز کے مٹنے سے اپنا
 مطلب چھوڑ کر اسی طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا ایک مردانہ قامت آدمی کثیر الشعر کھڑا ہو اور توحید الہی
 میں مصروف حضرت نے اس سے جا کر فرمایا اے شیخ تیرا خا کون ہے جسکو یاد کرتا ہو آسنے کو پاس
 خدا آسمان پر چڑھ رہا یا زمین میں بھی وہی خدا ہے یا کوئی اور اسنے کہا وہی ایک جو دوسرے کو گنجائش
 نہیں ہے فرمایا تیرا قبائ کون ہے اسنے کہا کہ یہ منہ دایا کہ کہاں سے کھاتا پیتا ہے اسنے کہا کہ سب کچھ میں
 واسطے کچھاتے ہیں تو آخر موسم گرما میں اپنے مکان سے نکلتا ہوں اور کسی قدر خوب لیسکہ
 میج کر کے کھتا ہوں کہ زمستان میں کام آتے ہیں اور اسی سے ایام بہرہ جوتے ہیں منہ دایا
 تیرے خیال و طحال بھی ہیں کہ تیری خدمت کریں کہا میں تنہا ہوں نہ آل نہ اولاد ایک خا
 میں اس چار کے رہتا ہوں فرمایا ہم تیرے مکان پر چلیں گے اور صحت قبلہ دیکھیں گے اسنے کہا میرے
 مکان کو جاتے ایک نہر عمیق ملتی ہے کہ اس سے کوئی آدمی وہاں نہیں جا سکتا مگر میں بطریق

نہایت پختہ علماء ہوتے تھے
 جا کر سہی کہا اس آشنائے
 کہا میرے گھر غلام نہیں
 پرنا جا رہا

خروجی حالت چلا جاتا ہوں کہ صرف کھنڈ پائیر بھیگتا ہو فرمایا میں شاید اللہ تعالیٰ میرے واسطے بھی پانی کم کر دے
 انفریق آنجناب اُس بزرگ کے ساتھ قشریت لینگے اور ندی سے بلا قائل دونوں پار ہوئے مگر اُس بزرگ کے
 حضرت ابراہیم کے بار اترنے سے سخت تعجب ہوا اور حبیب حضرت ابراہیم علیہ السلام فار کے اندر گئے
 تو بہت قبلہ موافق مراد دیکھ کر خوش ہوئے پھر حضرت نے پوچھا سب دنوں سے کون دن بہت
 سخت ہوئے کما وہ دن مہین رب الارباب گری حساب پر بھیجا اور سینان عدل رو برو
 رکھی ہوگی اور دوزخ تیسز کیجا بیگی اور منیبہ و ملکوت خوف سطوت تھاری سے گریہ کنان
 منہ سے بل گریں گے تب حضرت ابراہیم نے فرمایا اونیکی بخت میرے اور اپنے واسطے دعا
 کرتا کہ حق تعالیٰ اُس دن کے پہلے سے اطمینان نصیب کرے اُسے کھامیری دعائیں کچھ اثر
 نہیں ہوئے رہا کیونکہ جانا کما تین برس سے ہر وقت ایک دعا مانگتا ہوں لیکن اتنا قبول
 نہیں ہوئی فرمایا کس بات کی استدعا ہو کہا ایک روز اس جنگل میں کھڑا تھا کہ ایک چوچان
 پریشان ہو کر گندہ رو مویشی لیکر آیا میں نے پوچھا تو کہاں سے آتا ہو اور مویشی کیسے بین اُسے کہا
 ایک دوست انہی کے ہیں جسکا نام ابراہیم و سونین اُسی دن سے ملاقات جہانی کی دعا مانگتا ہوں
 اتنا قبول نہیں ہوئی نہ فرمایا تیری دعا تو قبول ہوئی آؤ صاف تر کر میں سو اُسے معاملہ
 کیا ہمارے حضرت صلح فرماتے ہیں کہ اُسی دن سے صلح جاری ہو گیا پشتر اُس سے
 اسکا عراج نہ تھا باقی مال معاملہ ذکر حضرت یوسف علیہ السلام میں لکھا جائیگا و سب
 بخاری اور مسلم میں جو کہ بروز شہ تمام خلق عسریان تن سر پہنڈ اور ہر ہند پا اٹھائی باگی
 مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام لباس پوشیدہ اٹھنے کا تائب احواف کے نزدیک سبب اسکا
 یہ جو کہ اول حضرت ابراہیم علیہ السلام راہ حق میں برہنہ کیے گئے تھے جب آگ میں ڈالے گئے
 اور دوسرے وقت فتنہ بھی ایک نوح کی عسریانی ہوئی تھی سو اس فضیلت سے اُنکی
 افضلیت خاتم المرسلین پر لازم نہیں آتی کیونکہ بروز شہ انحضرت کو انوار نفاذ خاص
 سے سر ملندہ کہنے لگے کہ اُس میں کسی بنی کو شرکت نہوگی بلکہ مصنف ابن ابی شیبہ میں جو کہ بعد
 ابراہیم علیہ السلام کے بلا فصل جناب خاتم المرسلین جامعہ مخطوط ہنگر اٹھنے اسی طرح فضائل
 حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بہت ہیں چنانچہ صحاح میں وارد ہو کہ ایک شخص نے حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا یا خیر الہیہ فرمایا لا تقول اس خطاب کے حضرت ابراہیم میں
 اور حضرت ابن ابی شیبہ میں بطریق صحیح روایت جو کہ ایک تہربہ قحط پڑا اور حضرت

ابراہیم علیہ السلام غصے کے واسطے دوسری جگہ گئے مگر غلہ نہ ملانا چار ماہوں میں جو کہ پھر سے اور
 ایک سرنج ایک میدان کی خرمیوں میں بھجوائی اور شہر میں تشریف لائے لوگوں نے
 پوچھا کیا غلہ لائے غلاموں نے کہا گندم سرنج جب گھر میں داخل ہوئے تو خرمیوں میں سرنج
 گیہوں کھلا خلاصہ یہ کہ اللہ نے نہ چاہا کہ ابراہیم کے غلاموں کا قول بھی جھوٹ ہو اور غصہ
 اللہ نے اس میں پیدا کر دی کہ جو کوئی دانہ اسکا بویا جاتا تو درخت میں از مہر تا پا گیہوں کی پیرا تھا
 اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اور علام احمد نے کتاب الزہد میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ کافرون
 نے دو شیر سہار کے حضرت پرچھوڑ دیے انھوں نے آنجناب کو دیکھ کر سجدہ کیا اور قدم
 مبارک چاٹے اور بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابراہیم خیر نے
 کبھی ایسی بات نہیں کہی جو حقیقت میں سچی ہو اور ظاہر میں جھوٹی ہو اسے تین باتوں کے
 دو خدا کے مقدس میں تیسری اپنی بی بی کے باب میں اول یہ کہ میں بیمار ہوں یہ سخن عید کے
 دن فرمایا تھا جب کافرون نے اپنے ہمراہ لیجانا چاہا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے متاثر
 دیکھ کر فرمایا میں بیمار ہوں یعنی موافق تمھارے عقائد کے کہ وہی اسانی مقتضی ہے کہ میں
 بیمار ہو گیا اور دوسری بات بلکہ انکے بڑے نے توڑا یہ اس وقت کہی جب بتوں کو تیر سے توڑا
 اور تیر کو بڑے بت پر کھدیا جب کافرون نے پوچھا کہسے ہمارے بتوں کو توڑا فرمایا
 اس بڑے بت نے توڑا اس لیے کہ اسکی تعظیم وہ لوگ بہت کرتے تھے گویا وہ بت سب
 شکستگی واقع ہوا اور تیسری بات اس وقت فرمائی جب بادشاہ نے حضرت سارہ کو بلایا اور
 یہ جانے لگین تو حضرت نے فرمایا اگر بادشاہ مجھے پوچھے تو کہیو کہ یہ میرا بھائی ہو یعنی ادنی
 بھائی یہ تینوں باتیں حقیقت سچی تھیں اور ظاہر اور دروغ **فائدہ** پوشیدہ ہے
 کہ حسب طرح فاطمہ خواص حضرت فاطمہ النبیین سیدہ المسلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
 معلوم ہوتی ہے اسی طرح امامت اور پیشوائی مطلقہ خواص حضرت ابراہیم علیہ السلام سے
 و لہذا جس جگہ کسی وقت بعد حضرت ابراہیم کے حق نے ظہور پکڑا اور پیغمبر مرسل آیا اور کتاب
 نازل ہوئی وہ سب بات جاع ابراہیم علیہ السلام ہوا بلکہ تمامی یود و نصاریٰ و صابین
 تعظیم و اتباع اور اقتدا حضرت خلیل اللہ ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوہ والسلام میں
 کوشش کرتے ہیں اور افعال اور اقوال حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو کلی قانون
 شرع اور مسرت دین جانتے ہیں اگرچہ جزئیات مغیرہ اس حکم میں بظاہر حسب مصالح و مقاصد

جانب

جانب

جانب

جانب

جانب

جانب

جانب

کچھ مخالفت کرتے ہیں لیکن وہ بھی قانون کلمی میں داخل اور حکم موافقت میں معدود ہو جیسے حکماء یونان قاطبہ طب میں جو علی سینا کو امام جانتے ہیں اور قواعد کلیہ اس سے اخذ کرتے ہیں اور اگر مخالفت بھی کرتے ہیں تو بھی قواعد مقررہ کے موافق کہتے ہیں مثلاً ہذا القیاس ضعیف المذہب امام اعظم کو اپنا امام جانتے ہیں اور اگر کسی وقت قول صاحبین پر فتویٰ دیتے ہیں تو اسکو بھی قانون ضعیفی سے خارج نہیں جانتے بلکہ قواعد عامہ حضرت امام میں مثل قول بالاستحسان یا اعتبار عموم بلوی میں درج کرتے ہیں پس اس تقریر سے فرق ملت ابراہیم علیہ السلام اور دین مصطفوی صلعم میں پیدا ہوا کلمت ابراہیمی ہر حال میں جو بوجہ کلی واجب الاتباع ہو اور دین مصطفوی بعد از منسوخ یہودیت و نصرانیت ہر وجہ خبر بھی لازم القبول ہو اور یہ اشکال کہ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام حق عامہ ناس میں واجب الاتباع ہوں تو عموم دعوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام میں فرق نہیں رہتا اور بھی یہودیت اور نصرانیت اپنے وقت میں حق تھی حالانکہ اکثر امور میں مخالفت ملت ابراہیمیہ اسمین ظاہر تھی پس اگر امامت مطلقہ حضرت ابراہیم کی مراد تھی تو یہ مخالفت کس طرح ظاہر ہوئی اسی تفسیر بالا سے بالکل زائل ہو گیا ہو اور اس امامت اور پیشوائی مطلقہ پر کلام الہی بھی نص قطعی ناطق ہو کہ انی جاعلک للناس اماماً یعنی میں کرتے والا ہوں تجھکو سب آدمیوں کا امام کہ بعد تیرے آدین کہ ہر چیز میں تیری اقتدا اور متابعت کریں گویا کہ تیری اتباع اور اقتدا دلیل انکی حقیقت کی ہوگی اور مخالفت تیری علامت بطلان ہے یہ اس قصے میں چند باتیں ضروری الیہاں ہیں کہ اسکو گذارش کرتا ہوں اول یہ کہ ملت ابراہیم علیہ السلام اصول اور فروع میں عین ملت یہ پیغمبر حسنہ الزمان ہو یا کہ صرف اصول میں جیسے توحید و نبوت و معاد و غسل جنابت و ختنہ و اصول مکارم اخلاق و مبرورہما بقضا و تسلیم لامر اللہ وغیرہ میں اگر عشق اول اختیار کیجیے تو لازم آتا ہے کہ پیغمبر حسنہ الزمان صاحب بشریت جدیدہ نہوں بلکہ مثل انبیا نبی اسرائیل کے جو محض مروج دین موسوی علیہ السلام کے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مروج دین ابراہیمی ہوں اور یہاں صریح البطلان ہو اور اگر عشق ثانی اختیار کیا کریں تو اتباع ملت ابراہیمی جسکا جابجا کلام الہی میں حکم ہو گیا معنی ہوسکتے اسواسطے کہ یہودیت و نصرانیت اور اسلام آپس میں تنقید الاصول میں بدلیل شرع کم

فہرست
مکتبہ ابراہیم
اصول و
فروع
مکتبہ

سن الدین ما وعیٰ بہ نوحاً والذی اوحینا الیک وما وینسابہ ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ ان کما
الدین ولا تمترقوا فیہ یعنی راہ ڈال دی دین میں وہی جو کہ دیا تھا نوح کو اور جو حکم بھیجا
ہے تیری طرف اور وہ جو کہ دیا ہے ابراہیم کو موسیٰ کو و عیسیٰ کو یہ کہ تمام رکھو دین او
پھوٹ ڈالو اس میں بلکہ جمیع مشرک و ملل کے اصول باہم متفق ہیں اور یہ بھی اس
صورت میں لازم آتا ہے کہ یہ پیغمبر وہی است بھی فروت میں ملت ابراہیمی سے منحرف ہو
کہ اعتراف کسی ملت کے اصول کا موجب اعتراف تمام اس ملت کا نہیں ہوتا والا یہ
و نصاریٰ بھی تابع ملت ابراہیمی کے ہوں اس شبہہ کے جواب میں محققین نے دو ملک
اختیار کیے ہیں اکثر کہتے ہیں کہ اتفاق ان دونوں ملتوں کا فقط اصول میں ہو لیکن
اصول مضبوط عقائد کو کہتے ہیں اسی طرح قواعد کلیہ شریعت کو جس سے مسائل جزویہ
مستخرج ہوں بھی بولتے ہیں پس اصول ملت ابراہیمی باین معنی ہر شریعت مصطفویہ
میں محفوظ ہیں کہ اصلاً تفاوت نہیں اور جو کچھ فروع مستخرج ہیں بسبب اختلاف
زمان کے کسی قدر تفاوت واقع ہو گیا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں مثلاً سہولت اور
سلوک راہ معتدل تہذیب نفس میں بے اقراط و تفریط اور رعایت مصالح نظام معا
اور رسوم منزلی و مدنی وغیرہ میں اور احترام ابطال کسی قوت کا تو اسے طبعیہ سے
اور مشرق کسی عادت کا عادات مستمرہ بنی نوع سے کہ ہر ایک حکم کے ساتھ ہمارے
دین میں مرعی ہیں اور معنی اتباع ملت کے یہی ہیں نہ یہ کہ فروع مجزیہ بھی بعینہا
باقی رکھیں بلکہ عند تحقیق ملت نام انھیں قواعد کلیہ کا ہو نہ کہ فروع جزئیہ کا لہذا
ہم کہتے ہیں کہ ملت مامرو ملت ابراہیم ہی اور یہ نہیں کہتے ہیں کہ دین اور ان میں ہمارا
بملاحظہ فروع دین اور ان میں ابراہیم کا ہو اس واسطے کہ فروع اس دین کے تمام کمال
محفوظ نہیں ہیں اور مثال عام فہم اس اتباع کی یہ ہے کہ دونوں شاگرد حضرت
امام اعظم کے بلاشبک روش ابتداء و استنباط میں اپنے امام کے تابع ہیں اور
استخراج مسائل میں قواعد امام کی رعایت کرتے ہیں لہذا انکا اجتہاد حضرت
امام شافعی کے اجتہاد سے ممتاز ہو لہذا امام شافعی کو کوئی تابع ابو حنیفہ کا نہیں کشا
باین ہمہ امام ابو یوسف اور محمد فروع مستخرج ہیں اپنے استاد کی مخالفت کرتے ہیں
اسی طرح شارح شریعت مصطفویہ نے وقت انفاذ اس شریعت کے متانوں

نہا
مستحکم
تو کچھ حکم

ابراہیمی کے رعایت کی ہو گو بعض فروع شیعہ اس وقت کے مخالف فروع مستخرجہ اس وقت کے واقع ہوئے ہوں ولہذا سورۃ آل عمران میں وارد ہے ان اولی الناس باہم، پس ہم للذین اتبعوه وذل الذین آمنوا یعنی لوگون میں زیادہ مناسب ابراہیم سے انکو تھی جو ساتھ آسکے تھے اور اس نبی اور ایمان والوں کو قتل اس جواب کا یہ ہو کہ ملت اور شریعت میں فرق ہے پس یہ ملت تو ملت ابراہیم ہے اور شریعت شریعت محمدیہ ہے اور ہم مامور شریعت محمدیہ ہیں اور یہود اور نصاریٰ کو بحسب استعداد آنگے اور شرائع عنایت ہوئے ہیں کہ ملت ابراہیمی کی روش پر ہو مگر قواعد اس ملت کے اول شریعتوں میں بسبب قصور استعداد کے بخوبی مرعی نہ تھے گو اصول عقائد موافق ہوں پس موافق جمیع ملل اور ادیان کا اصول عقائد میں ایسا ہو جیسے ائمہ اربعہ کا تمسک کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس سے اور موافق اس شریعت کا ملت ابراہیمی کے ساتھ اس طریق پر ہے جس طرح موافق صاحبین کا قواعد استنباط امام سے ہو مثل الزیاد علی الکتاب نسخ فلا یثبت الا بالخبر المشہور و مثل اعتبار عموم بلوی و استحسان وغیرہ جب فرق بلبت اور شریعت میں ظاہر ہو گیا اور معنی اتباع کے کھل گئے تو اب اختلاف شریعت کو انحراف نہ کہنا چاہیے انحراف یہ ہے کہ اصول اور قواعد میں فرق اور تجاوز ہو سو بیان نہیں ہے اور بعض محققین کہتے ہیں کہ شریعت خاتم الرسالین بعینہ شریعت ابراہیمی ہے اور شریعت اولیت میں کچھ منہرق نہیں بلکہ اصول اور فروع اس شریعت کے موافق اصول اور فروع شریعت ابراہیمی کے ہیں بلا تفاوت باین معنی کہ سب احکام آسکے اس شریعت میں محفوظ ہیں گو بہت باقیں اس میں زیادہ ہوئی ہوں سورہ بھی مخالف احکام اس ملت کے نہیں ہیں بلکہ شرع اور بسط اور تقسیم اور تکمیل انہیں احکام کی ہو یعنی ملت ابراہیمی میں ہے اور شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرح اور زمین سخی شارح کو ماتن کے تابع کہتے ہیں مثلاً صاحب مشکوٰۃ کو صاحب مصابح کا تابع جانتے ہیں مگر تفصیل ان احکام کی سوا سے اس شریعت کے ہر حکم اور کسی طرح سے معلوم نہیں ہوئی اور اس شریعت میں وہ احکام اور حکمون کے ساتھ ملے ہوئے نازل ہوئے اسی سبب سے تفسیر و شوار ہو گئی اس قدر البتہ کتاب سنت سے متیقن و ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شریعت ابراہیمی لائے ہیں کسا

قال اللہ تعالیٰ وعلیہ السلام ابراہیم جو سما کہ المسلمین یعنی دین تمہارے باپ ابراہیم کا جو اسی نے
نام رکھا تمہارا مسلمان و تم اوجینا ایک ان اربعہ ابراہیم حنیفاً یعنی پہلے وحی کی تیری طرف
کہ تاج ہو دین ابراہیم کے جو ایک طرف کا تھا اور حدیث شریعت میں جو آئیکم با تحقیقہ کہتے
البیضاء یعنی بین لایا ہوں تمہارے لیے راہ ایک طرف کی صاف روشن اور نیز احادیث
ثابت ہو کہ جہاں کفار و کسے اصنام و مقننہ و حقیقہ و ادب مینافت و لبس ثیاب و استخا و ذیبت
وقت عبادت و بیع دین نماز میں و تکبیر ہر بلند ہی و پستی میں و نماز چاشت چار گانی
و تحمید اشہر مردم و حرمت محراب و ایجاب شہود و تہرک حاج میں و رکوع قبل سجد
و وجوب زکوٰۃ و دست حرمت و حرمت زنا و لواط و سحاق و غیرہ گناہ کبیرہ و نماز جانب کعبہ
و مناسک حج تمامہ و خصال فطرت جہما و ادب قربانی و ہرجی و احکام نجوم کا معتقد
نہونا و مساحت نیک و بد نہ پوچھنا و تعدد و خمس ساعتوں کا نہ شخص کرنا و ایام و شہور و قیام
کے در پر نہونا و شگون بدنہ لینا و کاہن و جادوگر کا اعتقاد نہ لانا و جنات و شیاطین کی
مذرت نہ ماننا و ذوق برائے غیر خدا تقریباً نہ کرنا و رزق و شفا سے امراض و موت و حیات و تولد
اولاد میں سوا سے خدا کے دوسرے کو سبب نہ جاننا و وقت سببت صبر کرنا اور موت آغاز
و اجاب میں جزع اور فزع نہ کرنا اور اپنی جان کو راہ حق میں نثار کرنا اور باپ کو بیٹے
کے گناہ میں اور بائیس گز نثار نہ کرنا اور جامہ و بدن و خانہ و مسکن کو پاکیزہ و معطر رکھنا
اور لہو و لعل سے احتراز رکھنا اور تصویر بنانے و پاس رکھنے سے بچنا اور ترک
کھانا نہ کرنا اور لذت و فحشاء البسہ سے پرہیز نہ کرنا اور عزت اور گوشہ نشینی مفراط
سے دور رہنا اور جو کوئی یہ بات اختیار کرے اسکو مستبر نہ جاننا اور یا صنت مفراط کو جس سے
حق دار کا حق تلف ہو تا ہو بہتر نہ جاننا اور کسب معاش کرنا اور سکوال بلا ضرورت سے
احتراز کرنا اور امثال ان امور کے سبب ملت ابراہیمی کے احکام میں کہ اس شریعت میں
جہینہ باقی ہیں بلکہ یہ سب احکام اصول اس شریعت کے ہیں اور انہیں سے حد
فروع نکلتے ہیں کہ اس سے شغل شریعت کا احاطہ ہو جاتا ہو اپنی بات ہو کہ احکام ابراہیمی
سبب اسکے کہ نشان آنکے ست گئے اور کتابوں میں مدون نہیں ہوئے اور جاہلون
کے ہاتھ پڑے اور اکثر اس سے حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے عہد میں نسخ
ہوئے اور ایک مدت دراز اس پر گزری کلیتہً عالم سے مخفی ہو گئے اس وجہ کہ بدون

وحی کے اطلاع کسی بشر کو ممکن نہ تھی خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں حکام کو جو اسطرحی ارشاد کیا اور جس مقام سے حضرت ابراہیم پر نازل ہوئی اسی جگہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی آئی اس سبب سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب شریعت جدیدہ ہوئے اس لیے کہ جدید ہونے شریعت میں یہ ضرور نہیں ہو کہ احکام اس شریعت کے کبھی کسی وقت ظاہر نہ ہوئے ہوں بلکہ احکام شریعت مندرسہ کا عالم عیب سے از روئے ملنا تجدید شریعت میں کافی ہو اور اسی سبب سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناسخ اور روایان کے ہوئے کہ ناسخات اس شریعت منسوخہ کو پھر اسی شریعت منسوخہ سے نسخ فرمایا لیکن کتاب کے جدید ہونے میں یہ بھی ضرور ہو کہ قبل اسکے وہ کتاب کسی نبی پر نازل نہ ہوئی ہو و لہذا حضرت عزیز علیہ السلام کو صاحب کتاب جدید نہ کہنا چاہیے یا یہ کہ توبیت ان پر نازل ہوئی نہ سمجھنا چاہیے اور اس فرق کو خوب سمجھنا یقین رکھنا چاہیے کہ اکثر احادیث اور آیات صراحتہ دلالت کرتی ہیں اتحاد شریعتین پر اور انبیاء سے بنی اسرائیل کہ شریعت موسویہ کے مروج تھے انھوں نے اس شریعت کو از روئے کتب اور محفوظات بشریہ کے معاوم کیا تھا نہ از راہ وحی پس یہ بھی صاحب شریعت جدیدہ نہیں ہیں اور علاوہ اس وجہ کے ایک وجہ اور بھی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحب شریعت جدیدہ ہونے کی ہو وہ یہ ہے کہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احکام ملت ابراہیمی پر قدر کشید زیادہ کیا ہو مثل تجدیدات معلوۃ اور صوم اور کوکبہ اور مسائل جہاد اور نصب قضا و محاسب اور تقسیم کوٹ اور غنیمت کہ عبادت خلافت گبرئی سے جو اسی طرح اور مسائل اعیاد و وجہ اور جماعات کے اور مسائل فرائض اور تیرکات کے عبادات میں کہ حضرت نے بڑھائے ہیں اور معاملات میں بھی تعمیق نظر سے آداب قضا اور طریق فیصل خصومات بہ کمال شرح و بسط بیان فرمائے ہیں اس سبب سے بھی صاحب شریعت جدیدہ ہوئے اور ظاہر ہے کہ انبیاء سے بنی اسرائیل سے اس احکام تورات کے کوئی حکم تازہ نازل نہیں ہوا پس فرق میان خاتم المرسلین اور انبیاء سے بنی اسرائیل کے بہ کمال انجلا واضح ہو گیا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی شریعت کے لانے میں مثل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تھے کہ حضرت موسیٰ بھی فی الجملہ قواعد ابراہیمی کو منظور رکھتے تھے اور ان قواعد پر ناسخ کرتے تھے

پس آج کے روز شریعت مستقیمہ بہ شریعتین ہیں موسوی اور مصطفوی لیکن شریعت موسوی
 میں جمیع قواعد ملت ابراہیم کی رعایت نہیں ہو اور شریعت مصطفویہ مستوفی جمیع احکام ملت
 ابراہیمی کی ہو بلکہ دور آسپہ زیادہ کیسے کیل اور تمیم شریعت ابراہیمی کی کردی ہو اور شریعت
 عیسوی وہی شریعت موسوی ہو لیکن فی الجملہ بے تحیف اور آسانی اور رفع قیود پس
 حقیقت میں گویا شریعت عیسوی ارباب نزول شریعت مصطفوی ہو اور ابتدا سے یا
 رجوع شریعت ابراہیمی ہو مرن و جہ خیاں کہ ارباب صلات اور تمہیدات کی شان ہو کہ قبل از
 مطلب کچھ نشان مطلب سے دیتے ہیں اور ایک ماہ اسی طرف گھول دیتے ہیں یہی
 مذاق اہل تحقیق کا اس محبت میں کہ ہمارے استاذ الاستاذ مولانا عبدالغفر زید پوری نے
 لکھا جو اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ مراد ملت ابراہیمی کی اتباع سے جو کلام الہی ہیں
 جا بجا واقع ہو یہ ہو کہ اعتقاد کو اس ملت کے عقائد سے مطابقت کہے پس اس واسطے
 کہ عقائد اس ملت کے جمیع طوائف کے عقائد سے ممتاز ہیں بشرط موجود و ماضی
 اور کواکب اور عناصر وغیرہ کا قبلہ کرنا نہیں جائز ہو اور کسی صورت کو وقت عبادت
 کے تصور کرنا نہیں درست ہو وغیرہ امور کلیہ جیسے سجدہ اور ذبح لغیر اللہ حرام ہو
 اور اصول ملت ابراہیمی یہ بھی ہو کہ حق تعالیٰ آخر زمانہ میں ایک رسول بھیجے گا کہ دین اسکا
 واجب القبول ہو گا پس اعتقاد نبوت اسکا اور اتباع دین اس نبی کا بھی منجملہ
 اصول ملت ابراہیمی کے ہو جیسے اعتقاد نزول عیسیٰ اور مسیح و ج مہدی کا شریعت
 مصطفویہ میں واجبات سے ہو اور منجملہ اصول عقائد کے ہو و لہذا کتب عقائد میں
 ان دونوں امر کو بہ دلائل اور براہین ثابت کرتے ہیں اور مؤید اسکا ہو جو کہ تفاسیر
 مستبرہ میں آتی و سن یہ غیب عن ملہ ابراہیم الامن سفہ نفسہ کی شان نزول میں
 لکھا ہو یعنی اور کون پسند نہ رکھے دین ابراہیم کا مگر جو موقوف ہوا ہو حجت سے وہ یہ ہو
 کہ عبداللہ ابن سلام نے سلمہ اور حواجر اپنے بھائی کے لڑکوں سے کہا کہ تم جانتے ہو
 کہ اللہ صاحب نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا ہو کہ میں پیدا کرنے والا ہوں اولاد
 اس میں سے ایک نبی اسمیٰ باسم احمد پس جو کہ ایمان اسکا لاویگا ہدایت پاویگا اور
 جو نہ لاویگا وہ ملعون ہو گا چنانچہ سلمہ اسی وقت ایمان لایا اور حواجر نے انکار کی
 کہ اسی کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی لیکن اس قصہ میں ایک غرض ہو کہ نبوت

ملت ابراہیم علیہ السلام
 شریعت ابراہیمی

انبیاء کا اعتقاد جمیع شرایع اور ادیان میں قاطبۂ اصول عقائد سے ہے اور جس طرح متاخرین پر ایمان بنبوت انبیاء سے سابقین فرما رہے ہیں اسی طرح متقدمین پر ایمان بنبوت انبیاء سے لاحقین واجب ہے جس مقام میں تفصیلی چاہیے وہاں تفصیلی اور جس جگہ اجمالی درکار ہو وہاں اجمالی پس یہ معنی کچھ خاص ثبوت ابراہیمی سے نہیں ہے سب پیغمبروں نے اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر دی ہے اور اپنی امت کو انکی نصرت اور امانت پر تاکید کرتے اور عہد اور پیمان لیتے رہے ہیں سو اس اعتبار سے نبوت خاتم المرسلین کا اعتقاد جمیع ملل اور ادیان کے اصول میں داخل ہے کچھ مخصوص ثبوت ابراہیمی سے نہیں ہے جو جواب اس غرض سے کا یوں ہو سکتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رسول اللہ الزمان کے نبوت کی درخواست کی تھی اور نزول کتاب بھی چاہا تھا اور امت کی بھی استدعا کی تھی تو حقیقت میں ایک نوع کمال کا اس ثبوت میں باقی تھا اور یہ درخواست صلب ثبوت ابراہیمی میں داخل تھی اس واسطے مخصوص اصول ثبوت ابراہیم سے ہو پس رسول اللہ الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا خلیفہ مخصوص حضرت ابراہیم کے ہو چکے اور امامت حضرت ابراہیم کی رسالت اس حضرت سے تمام ہوئی اور احکام اس میں گویا احکام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہیں بخلاف اور انبیاء کے کہ اس بات کے علالت نہیں ہونے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تو اس کمال موعود سے نبی امت کو ہمیشہ بشارتیں دیتے تھے اور نصرت اور اتباع اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تاکید میں فرماتے تھے اس جگہ سے فرق بتین نکل آیا لیکن باریں ہمہ آیات قرآنیہ کے الفاظ سے جیسے ثم اوجینا الیک ان اتبع لہ ابراہیم اور الفاظ احادیث سے جس طرح آیتیک باسمفیتہ اسموہ البیضا کچھ فرق اس اعتبار سے جو بعض مفسرین کرتے ہیں باقی رہتا ہے اس واسطے کہ صرف اپنے عقاید کو کسی ثبوت کے عقائد سے موافق کرنا اتباع ملت میں داخل نہیں ہے بلکہ نصرت میں اگر معنی بھی ہیں تو پیغمبر اللہ الزمان علیہ السلام کو اس اتباع کا حکم کرنا خالی از تکلف نہیں اس واسطے کہ اس اتباع کے جمیع انبیاء سے نبی اسراہیل ما پور تھے خصوصیت اس حضرت کی کچھ نہیں ہے پس رنج اسکا یوں ہوتا ہے کہ ہر ایک شریعت میں چیزیں مشتمل ہیں اول اصول عقائد جس طرح تو حید و نبوت و معاد اور یہ باتیں تمام ملل اور ادیان میں جو حق ہیں

مشرک ہیں اور جملہ انبیاء اور رسل اس پر متفق ہیں اس واسطے کہ یہ باتیں اختلافت
اعصار اور ازمان سے مختلف نہیں ہوتیں اور انہی سبب سے ہر ایک ملت متاخرہ کو
ملت متقدمہ کے تابع کہہ سکتے ہیں کچھ خصوصیت ایک بنی اور ایک امت کی نہیں ہوتی
دوسری قواعد کلیہ شریعت کہ مسائل فرعیہ اور احکام جزئیہ اس سے نکلنے ہیں
اور ہر حکم میں رعایت ان کلیات کی ملحوظ رہتی ہو اور درحقیقت ملت انھیں قواعد
کلیہ کا نام ہو پس اتباع اس امت اور اس پیغمبر کا ملت ابراہیمی سے اسی معنی
خاص سے ہو کہ یہ بات اور بنی اور امت میں بہ نسبت ملت ابراہیمی کے ہرگز نہیں
پائی جاتی ہو تیسری جمیع اوضاع معتد بہ شرع کلیات اور جزئیات اور قواعد
اور فروع سے پس باین معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب شریعت
جدیدہ ہیں اور انبیاء سے بنی اسرائیل بہین معنی تابع شریعت موسویہ ہیں ہذا ما حقیقہ
المحدث المدلول فی تفسیر العزیزی **ف** کدہ اکثر کلام انھوں میں جہان اتباع
ملت ابراہیمی کا ذکر ہو جان ارشاد ہوا ہو واما کان من اشدر کین حالانکہ احتمال
شکر کا حضرت ابراہیم علیہ السلام میں کسی کو مخطو نہ تھا پس غرض اس کلام سے
یہود اور نصاریٰ وغیرہ جاہلان قریش پر طعن ہو کہ تم اپنے تئیں تابع حضرت
ابراہیم کا کہتے ہو اور شرک ظاہر تم سے صادر ہوتا ہو مثلاً یہود شبیہ کے قائل
تھے اور حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے تھے اور نصاریٰ تثلیث کے
قائل تھے اور حضرت مسیح علیہ السلام کو ابن اللہ بولتے تھے اور گے کے جاہل
صریح ثبت پرستی میں مشغول تھے گویا فرماتے ہیں کہ تم اتباع ابراہیم علیہ السلام
سے نہایت دور ہو اس واسطے کہ اول سخن اور اصل کلام ابراہیم علیہ السلام سے
کہ توحید محض اور اسلام خالص ہو منکر ہو سے جاتے ہو پھر اور احکام اور عقائد
واحتلاف کو کیا پوچھنا ہو **ف** کدہ سورہ بقرہ میں اول سے آئندہ تک
بنی اسرائیل سے خطاب ہوتا جاتا ہو یعنی اول میں ارشاد ہوا ہو یا بنی اسرائیل
اذکر و انعمتی الیّی نعمت علیکم و انی فضلکم علی العالمین یعنی اے بنی اسرائیل
یا ذکر و احسان میرا جو میں نے تم سے کیا اور وہ جو میں نے تم کو بڑا کیا جہان کے
لوگوں سے اور آئندہ میں ہوا م گفتہ شہداء اذ حضر یعقوب الموت یعنی کیا تم

حاضر تھے جبوقت پہونچی یعقوب کو موت اور درمیان خطاب کے قصہ امانت حضرت ابراہیم اور بنائے کعبے کا ذکر ہوا لاکہ یہ خطاب قریش سے یا ہیے تھا جو کعبے کے مجاور اور حضرت اسمعیل کی اولاد تھے اسواسطے کہ جو نعمتیں کہ متعلق بنائے کعبہ اور فضیل حضرت اسمعیل علیہ السلام سے ہیں انھیں کے حق میں وقت رکھتی ہیں نہ بنی اسرائیل کے حق میں نہیں سبب اسکا یہ ہو کہ اس قصے کے بیان سے مقصود تعدد نعمتوں کا بیان نہیں ہو جیسا قصص سابقہ میں ہو بلکہ اثبات نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وجوب انقیاد دین محمدی کا بنی اسرائیل پر مطمح نظر ہو گو کہ بنی اسرائیل اولاد حضرت اسمعیل سے نہ تھے الا ولایت ابراہیم علیہ السلام اپنا فخر جانتے تھے اور مقتقد تھے کہ بنائے کعبہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام کے ہاتھوں سے ہوئی ہو اور اس وقت میں ان دونوں پیغمبروں نے اپنی اولاد کے لیے دعائیں بھی کی ہیں اور وہ دعائیں معشرون باجاہت بھی ہیں مستور اس قصے کے ذکر میں چار غرضیں عمدہ منظور ہیں کہ وہ یاروں بنی اسرائیل سے تعلق رکھتی ہیں اول یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے اول تکلیفات شادہ سے آزمائش فرمائی جب اسکے عہدے سے بوجہ حسن نکلے تو انکو منصب اقتدار امانت عنایت کیا پس معلوم ہوا کہ حصول بنا صوب دینیہ اور معارف یقینیہ اس پر موقوف ہو کہ تہ اور عناد کو یکسر موقوف کرے اور جو احکام آئینیہ کسی پیغمبر کے ذریعہ سے آوین اسکا مطمح اور منقاد بنے اگرچہ سخت اور کبر سے نفس پرشاق ہو جو مگر یہ کہ جب حضرت ابراہیم نے منصب امانت طلب کیا تو حکم ہوا کہ طن لمون کو تمھاری اولاد سے یہ منصب نہ پہونچے گا کما قال ولای نال عہدی انظالمین پس جو شخص کہ غالب منصب امانت یا اور کسی عہدے کا عہدہ ہے دینیہ سے مشمل ولایت اور ارشاد اور اقتدار اور اقتساب وغیرہ کا ہو تو اسکو مجادلہ اور مکابرہ اور منصب اور سخن پروری اور کج بحثی سے الگ رہنا ضرور ہو تیسری یہ کہ اگر تمباہ کو بیت المقدس سے پھیر کے کعبے کے طرف ہم قرار دین تو ہرگز متکو جائز نہیں ہو کہ تم زبان طعن کہو اور اس پیغمبر حسنہ الزمان کی نبوت میں شبہات و اہیہ کر دے اسواسطے کہ کعبہ بھی قدیم سے محل تعظیم ہو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام

اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے عبادت کی جگہ ہو اور اسی مسجد شریفیت میں مقام ابراہیم علیہ السلام کہ وہ تمام باتوں کا ختم ہو چوکتی یہ کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے کعبہ بناتے وقت تمھاری دانست کے موافق بھی دعائیں کی ہیں کہ میری اولاد میں ایک است منتقاد حکم الہی پسدا ہو اور اسمین منجیب ہو صاحب کتاب مسلم دین اور مشد طریق یقین اور یہ دعائیں ایسے وقت کی یقینی مستردوں باجابت ہوں پس تمھارے زعم پر بھی وجود است اونجیب ربی اسمین ضروری ہو اٹو کہ تم اس منجیب اور اس است سے انکار کرتے ہو تو اعتقاد غلط است ابراہیم علیہ السلام اور انکی دعا کی مقبولیت سے دست بردار ہو اور اسکا حال شتر حوین باب پیدایا توریت میں موجود ہو کہ قریب ترین بھی بیان کر دینگا ابھی تو نص قرآنیہ سے منجیب احمد الزمان کی نبوت اور انکی است کا ثبوت درشیں ہو واضح ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یون و عافرائی ربا و جعلنا سلیمین لک و من ذرینا امیر سلمت لک و اجبت فیہم رسولاً یتلوا علیہم آیاتک و یعلیمہم الکتاب و یحکمہ و یرزقہم انک انت احسن رزاقہم یعنی اور رب اور کہ ہما و حکم بردار اپنا اور ہماری اولاد میں سے ایک است فرمانبردار انبی اور اثنا اسمین ایک رسول انھیں میں کا جو پڑھے اخیر آیتیں اور سکھا دے انکو کتاب اور پکی باتیں اور انکو سنو اے تو ہی جو اصل زبردست حکمت والا اور اس دعائیں دستورات حج کی بھی درجہ کی جو پس بعض مفسرین کہتے ہیں کہ است مسئلہ کا مصداق حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کی نسل اور اولاد ہو کہ مدت تک توحید اور اسلام پر قائم رہی اور بعض کہتے ہیں کہ ہر وقت میں ایسے مومن گذرے ہیں جس طرح زید ابن عمرو بن نفیل اور عبد المطلب جد انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیکن یہ قول ضعیف ہو صحیح یہ ہو کہ مصداق اس است مسئلہ کا انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اور اولاد اصحاب ہیں کہ اہل قریش وغیرہ سے تھے اس واسطے کہ واجبت فیہم رسولاً حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بیٹوں اور اولاد تدریب پر صادق نہیں اور اسی طرح زید ابن عمرو بن نفیل اور قس ابن ساعدہ وغیرہ پر بھی درست نہیں ہوتا بلکہ الفاظ کلام الہی سے صاف واضح ہو کہ وہ

رسول ان پر کتاب منزل پڑھیں گے اور تعلیم کتاب و حکمت فرمائیں گے اور باطن کو غفلت و
 حجاب سے پاک کر دیں گے اور صاف صاف ہوا سے ہمارے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے
 کے اصحاب کے اور کسی اولاد میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متحقق نہیں ہوئے
 و لہذا احمد سورہ حج میں اصحاب آنحضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے خطاب جو تابع
 کہ ملا ابیکم ابراہیم جو سما کہ المسلمین من قبل یعنی دین تمہارے باپ ابراہیم کا
 آسنے نام رکھا تمہارا مسلمان اور حکم بردار پہلے سے ملا ہے یہ کہ کتب سابقہ میں
 بھی ان کا نام نہ تھا جو نہیں یہ عارین دونوں پیب طیل الشان کی نفس طبعی و صریح
 اس بات پر کہ پیب احمد بالذبان علیہ السلام ابن عبد الرحمن بن جوش اور
 اور امت اسکی است مسلمہ جو پیشیہ نذر ہے کہ اس نفس صریح سے الزام یہود و ا
 نصاریٰ کا جو منکر نبوت آنحضرت ہیں بخوبی ہو سکتا ہے اور حقائق کے نزدیک
 تنقیص بالصفات قومی تنقیص بالانساب اور القاب سے ہوا ہے اسے اسے رالبتہ
 شہدہ جو کہ کلی فرد واحد میں غصب ہوتا کہ احتمال شکرت جاتا ہے و لہذا اس علم
 اہل تحقیق یہ بھی فرماتے ہیں کہ خلافت عفا سے اربعہ کی ایسی ہی نہیں ہے
 نہ وہ جس طرح آیت اختلاف سورہ نور میں اور آیت محققین روئے مکتبہ
 سورہ نساء میں کہ قال استأذنا فی قبیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام نے نبوت رسول کی اس آیت میں
 اپنی اولاد سے بیون درخواست کی اگر اور ہی قوم سے رسول ہوتا تو کیا قباحت
 لازم آتی تھی اور رسول کا ہونا اس آیت میں کیا ضرورت تھا کیا انکا طریقت بعد
 اسکا کافی نہ تھا پس توضیح و تحقیق اس مسلک کی یہ جو کہ دونوں صاحبوں نے
 اہل امت نہ تھے نہ تھا باوجود اختلاف عقول و تفاوت انزبہ ایک و تیرہ ہر
 دونوں کی جانب جامع کامل کے خلافت قیاس و عادت تھیں لہذا درخواست کی
 اور اس کے ساتھ ہی مانگا کہ وہ پیب بھی میری اولاد سے ہوتا کہ وہ پیب
 اور اسکی امت مسلمہ دونوں میری فریت میں حدود ہوں اور مجھ کو
 شراعت علیہ و خلافت فخر حاصل ہو کسوا سے کہ اگر امت میری اولاد
 سے ہوئی اور محتاج ایسے پیب کی ہوئی جو میری اولاد سے نہیں ہوتی تو مجھ کو

کیا شرافت باقی رہی اور یہ بھی فائدہ ہو کہ اگر وہ رسول اسی است سے ہو گا تو اہل آسمان کے مولد و منشا و نسب و حسب و اخلاق و اوضاع و صدق و دیانت و عبادت و امانت سے بخوبی واقف ہونگے اور اسکی متابعت میں سرگرم اور مستعد رہینگے بلکہ کسی طرح سے اسکی مطاعت اور فرمانبرداری میں ننگ و عار نہ کریں گے کیونکہ ریاست اپنے فرائض و امانت کی ایسی شاق نہیں ہوتی جو جیسے سردارِ مضبوطی اور غیبتِ قوم کی توفیق بخاکِ قرابت اسکی رعایت و امانت اور نصرت میں سعی و کوشش قرار دیتی کریں گے اور اگر اسے احکامِ شریعت میں تہر و دل سے جہدِ بلیغ بجالائیں گے اور اس نبی کی شفقت و عنایت اُست پر بوجہ کامل ہوگی کہ تعلیم و تفسیم میں مبالغہ کرے گا کیونکہ تربیتِ اقارب و عشائر بہ نسبت اجانب کے بہتر ہوتی ہے اور شفقت و حرص بکہ جبلتِ بشریہ اپنی قوم و قبیلہ پر بہ نسبت اغیار کے اکثر ہوتی ہے لہذا حدیثِ شریف میں وارد ہو کہ اول من شفع لہ من امی اہل بیہ شفع فیہما شفع ثم الاقرب فالاقرب من قریش یعنی پہلے میں شفاعت اپنے اہل بیت کی اور پھر والدین کی کریں گا پھر نبوہاشم کی پھر قریب تر کی فرقہ قریش سے اور حضرت امیر المومنین امام الاورعین جامع آیاتِ قرآن حضرت امیر المومنین عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اگر اللہ جل شانہ کلیدِ بہشت میرے ہاتھ میں دے تو کسی شخص کو نبی امیر سے بہشت سے خارج نہ رکھوں اور شک نہیں ہے کہ اس قسم کا رسول کہ مجموعہ اولاد و اولادوں و دونوں خیمہ برون سے مبعوث ہوا ہو سوا ہے خواست پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہیں ہے کیونکہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کی اولاد میں اس زمانے تک کوئی رسول نہیں ہوا اور اگر کوئی زید ابن عمر ابن نفیل اور قس ابن ساعدہ کے حق میں اقبالِ نبوت رکھتا ہے تو امتثالِ رسالت نہیں رکھتا اور اگر کوئی باہل بن رسول جی سکے تو بہشت انکی امت مسلمہ نہ تھی اور باہل بن امت مسلمہ بھی ہوتی تو یہ اوصافِ اسمین خود متحقق نہ تھے کہ تیلوا علیہم آیاتک و یا علیہم الکتاب و احکمہ کیونکہ پڑھنا کتاب کا بے نزول کتاب کے ہونے میں ممکن نہیں چاہیے کہ کتاب بھی نامذہبی

ہوئی ہوتا کہ اُسکے معافی تعلیم کرے اور اسرار اُسکے جو ہر ایک حکم میں پوشیدہ ہیں
 کھوئے کہ علم ظاہر و علم باطن کے جامع ہوں اور امر نبوت کے ولایت ہمیشہ اس
 امت میں باقی رہے تاکہ بتدریج امکان فیض نبوت سے بے ہرہ نہ رہیں
 چونکہ گل رفت و گلستان شہ خراب ہوئے گل را دک جویم از گلاب ہو گیا حضرت
 ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے نبوت جان لیا تھا کہ یہ پیغمبر خاتم الانبیاء
 و المرسلین ہوگا بالجملہ اس مقام سے نبوت نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم بہ نص صریح ان دونوں پیغمبروں کی اور بھی مقبول ہونا حضرت کی
 امت کا مثل آفتاب روشن ہوا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم حامل شہادۂ نبیہ و اسماعیل علیہما السلام ہیں اور اس جگہ سے لازم آیا کہ
 ملت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ملت ابراہیم علیہ السلام ہو اور
 جو احکام اس دین کے مانند بنا سکے حج و عمرہ بانی کہ یہودیوں کے
 حق میں بسبب قصور استعداد و بے نصیبی اسرار باطنیہ سے اور عدم معرفت
 محبت اور فساد کے منسوخ ہو گئے تھے وہ سب وقت ظهور اہل کمال و حجاب
 ذوق و مال کے پھر قائم ہے اور ملت ابراہیمی نے از سر نو بلا تفسیر ظہور پکڑا
 تو اب انحراف ملت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درحقیقت انحراف
 ملت ابراہیمی ہے جو کمال و من یغرب عن ملت ابراہیم الا من معہ
 نفسه ولقد استغنیٰ فی الدنیا و اند فی الآخرۃ لمن الصالحین یعنی کون
 کہ پسند نہ رکھے دین ابراہیم کا مگر جو بے وقوف ہو اپنے جی سے اور نہ
 اُسکو خاص کیا دنیا میں اور وہ آخرت میں نیک ہو اس سے ظاہر ہوا کہ
 ملت ابراہیم اس قبیل سے نہیں ہو کہ اس سے کوئی شخص عدول کرے اور
 اگر یہود اور نصاریٰ کہیں کہ فی الحقیقت ملت ابراہیم علیہ السلام مکمل ملل ہو
 لیکن انہیں کہ واسطے جو آؤج کمال پر پہنچے تھے اور مقام ملکیت سے
 مشرف ہوئے تھے یا اور دنیا سے عالم قدر کے واسطے جو انکی اولاد میں تھے
 ہم لوگ عوام کو سکی متا بہت نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ کمال عوام کے دائرہ
 دستہ اور سے خارج ہو مثلاً عوام امت کو جائز نہیں ہو کہ ایک وقت میں

وہ
 انہیں
 یہود و
 نصاریٰ

چار سے زیادہ عورتوں کے ساتھ نکاح کریں پس اسکا جواب یہ ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جس طرح خود بنفس نفس اس ملت کے احکام پر عمل کرتے تھے اپنے توالیع اور اولاد کو بھی انہیں تکلیف دہ تھے چنانچہ خود توریت میں جسکا ترجمہ فارسی اور ہندی اب نصاری کے ہاتھ میں موجود ہے اسکی کتاب پیدائش میں ملاحظہ کر لے کہ بہت باتیں نکل آئیں گی پس اس سے واضح ہوا کہ وہ ملت مخصوصات ابراہیم سے نہیں بلکہ وحی بہا ابراہیم غیبیہ و یعقوب یعنی وصیت فرمائی کہ اس دین کی ابراہیم اپنے بیٹوں کو کہ سب اٹھ اٹھتے اور سب میں بڑے حضرت اسمعیل علیہ السلام حضرت ہاجر سے تھے اور دوسرے حضرت اسحاق سارہ سے کہ بالاتفاق دونوں پیغمبر تھے اور یہ امر بھی خاص بیٹوں سے نہ تھا بلکہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے بھی تھا جو بیٹے حضرت اسحاق کے اور نواسے حضرت لوط علیہ السلام کے تھے اخبار میں وارد ہوا کہ حضرت ابراہیم اسمعیل و سارہ بعد از فراغ عمارت وادارے سال طواف و زیارت باتفاق آستانہ حرم میں دعا کرتے تھے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام واسطے امت محمدیہ کے دعا فرماتے تھے کہ یا رب جو کوئی پیروان امت حبیب تیرے سے اس گھر کا طواف کرے آتش و زرخ سے محفوظ رہے خطاب ہوا کہ میں نے قبول کی اور حضرت اسمعیل نے بھی ہاتھ اٹھا کے امت مذکورہ مر جومہ کے واسطے دعا سے بہشت فرمائی کہ یہ بھی دعا قبول ہوئی اور حضرت سارہ نے اس امت کی عورتوں کے واسطے دعا کی وہ بھی مقبول ہوئی چونکہ حضرت ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام نے اس طرح سے کیا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور انکی امت کو حق تعالیٰ نے ارشاد کیا کہ تم بھی بوجہ اس کے ابراہیم اور آل ابراہیم کو درود و تحیات میں شامل کرو چنانچہ پڑھتے ہیں کہ اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کا صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم علیہ السلام نے اپنی دعائیں بعض ذریت کے اسلام کی درخواست کی ہر کہ وہ جملنا مسلمین تک یون ذرینا سے واضح ہوا حالانکہ دعائیں عموم چاہیے چنانچہ بعض احادیث میں واقع ہوا کہ ایک اعرابی یون دعا کرتا تھا کہ اللہم ارجمنی و محمد اولاً ثم مننا اعدا یعنی اے اللہ مجھ پر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرمائی کہ اور ہمارے ساتھ کسی کو کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنکر منع کیا اور فرمایا کہ دعائیں وسعت چاہیے پس سبب اسکا یہ ہوا کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دعا سے امانت دین معلوم ہو چکا تھا کہ میری ذریت میں بعضے ظالم و فاسق ہوں گے اور اسی طرح دعا سے لذت دین

کتاب التمشا و توریت کے اٹھارویں باب میں ہے کہ بنی اسرائیل کے واسطے اُنکے بھائیوں سے تیرے
 مانند ایک بنی قائم کروں گا اور دنیا کلام اُنکے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُس سے فرماؤں گا وہ کہنے
 کیسے گا اور جو کوئی اُس بنی کا حکم نہ کرے گا تو میں سے کٹ ڈالا جائیگا اور میں اُس سے انتقام
 لوں گا اور یہ خبر اعمال اسرار میں کے تیسرے باب میں بھی ہے جو سو اُس سے ظاہر ہوا کہ بنی اسرائیل کے
 بھائیوں سے یعنی بنی اسمعیل سے بنی ہوگا اور وہ بطور اجماع مرکب سوا سے حضرت کے کوئی
 نہیں ہو گا کیونکہ ہرے حضرت مسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مانند آدمی تھے اور انھیں کے
 مانند نسخ تھے اور دونوں کی شریعت جو مقام میں موافق ہے بلکہ اتنی وجہوں سے ہمارے حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت موسیٰ سے شائستگی ہے ۱۔ صاحب الدین ہونا ۲۔ صاحب زکا
 ف و زہد ہونا ۳۔ صاحب سیاسات مدنیہ ہونا ۴۔ صاحب جہاد ہونا ۵۔ عبادت کے وقت وضو کا حکم
 دینا ۶۔ جنابت و حیض و نفاس سے غسل کا واجب کرنا ۷۔ دنیا کاروں کی سزا تجویز کرنا ۸۔ بدن و
 کپڑے کو بول و براز سے پاک کرنے کا حکم دینا ۹۔ میں جانور پر نام خدا کا نہ دیا ہو وقت ذبح کے اُسکے
 کھانے سے منع کرنا ۱۰۔ عبادات و ریاضات بدنیہ کا مقرر کرنا ۱۱۔ فیصل خصومات کے لیے قاضی مقرر
 کرنا ۱۲۔ شہادت میں مشورہ کرنا ۱۳۔ سود کھانے سے منع کرنا ۱۴۔ عادات کے بموجب قرار دینے پر
 معجزات دکھانے والے کو کاذب جاننا ۱۵۔ دشمن کے ہاتھ سے اکیلے مخفی نہ ہونا بلکہ اسپہ
 یاروں کو بھی بچانا ۱۶۔ خدا کی عبادت گاہ مقرر کرنا ۱۷۔ بیماری سے مرنا ۱۸۔ دارالہمیل سے وفات پا کر
 بہرہ نہ آنا ۱۹۔ آدمیوں کی سبابت کے واسطے ملعون نہ ہونا اور نہ تین دن و درخ میں رہنا
 ۲۰۔ نبی است میں عہد اللہ و رسول اللہ کھانا نہ اللہ و بن اللہ اسی واسطے ہمارے حضرت کی شان
 میں جو نام لارسلنا الیکم رسولاً شام علیکم لکما ارسلنا الی فرعون رسولاً یہ لفظ کما کا ایسا ہی جیسا لفظ
 مشکک نسخہ قدیمہ توریت ترجمہ شعلہ کے دریں اٹھارویں میں ہے سو ف اقیم ہم نبیاً مشکک من بین انہم
 و اعلیٰ کلامی فیہ اسخ یہ کلام قال اللہ میں داخل ہے جنہن قال موسیٰ یہودی کہتے ہیں کہ جتنے
 انبیاء بنی اسرائیل بعد موسیٰ ہوئے انہیں سے کوئی مصداق اس خبر کا نہیں ہے اس لیے کہ مثل موسیٰ
 کوئی نہیں ہوئے اور موسیٰ سبب افضل تھے اور بنی اسرائیل کے بھائیوں سے بنی اسمعیل مراد
 ہو سکتے ہیں یا بنی عیسٰی کیونکہ دو چار جگہ توریت میں جہان ابراہیم سے خطاب بنی اسمعیل کے حق میں
 ہوا ہے مثلاً وہ اپنے بھائیوں کے سامنے ہود بابت کر گیا باسحق و جمع اخوتہ یکن یا اقام بفقیرہ جمع
 اخوتہ بالاتفاق بنی عیسٰی و بنی اسمعیل مراد میں اور بنظر و عا سے حضرت اسحاق علیہ السلام کہ

انہوں نے آخر وقت اپنے دونوں بیٹوں عیسیٰ اور اسرائیل کے حق میں فرمائی اور اذروے تواریخ
 موسائیوں اور عیسائیوں اور اہل اسلام کے ثابت ہو کہ بنی عیسیٰ خالص ہیں کوئی صاحب نبوت
 نہیں ہوا رہ گئے بنی اسماعیل انہیں بطور اجماع مرکب ہوا ہے حضرت علی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
 مصداق اس قول کا کوئی نہیں ہوتا اور اگر خود بنی اسرائیل کے بھائیوں سے بنی اسرائیل
 مراد ہوں تو حضرت عیسیٰ کی تخصیص کیا ہو حضرت موسیٰ کے بعد بہت بنی انہیں گندہ سے ہیں اور
 یہ نظام جو کہ بنی اسرائیل کے بھائیوں سے بنی اسرائیل مراد ہونا محض لغو و قطع نظر ان سب
 باتوں سے اگر حضرت عیسیٰ مراد ہوں تو بڑی قیامت لازم آتی ہو اس لیے کہ حضرت موسیٰ فرماتے ہیں
 کہ میرے مانند پیغمبر ہوگا اور حضرت عیسیٰ نصاریٰ کے نزدیک پیغمبر نہ تھے بلکہ ابن اللہ تھے اور
 موسیٰ کے مانند تھے بلکہ خداوند موسیٰ تھے اور اس تجویز میں بنی اللہ ہو جاتے ہیں
 اور یہ بھی ظاہر ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام احکام جدید تو آپ کے تھے مگر احکام ان کے جبری
 و انتقامی نہ تھے اور اگر ایسا ہو تو جو نصرانی یہودی ہو جائے اُس پر قتل واجب ہوا اور
 مذہبی زنا کرے اُس پر جہم لازم ہو اس واسطے کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو اس
 بنی کا حکم نہ مانے گا کاٹ ڈالا جائیگا حالانکہ حضرت عیسیٰ نے یہودی بنے سے
 اور زنا کرنے سے منع کیا ہو لیکن نصرانی یہودی بھی ہو جاتے ہیں اور زنا بھی
 کرتے ہیں نہ خدا پر ہو نہ جنتی نہ واجب ہوتی ہو بخلات محمدی دین کے کہ یہ سب
 امور جاری تھے اور صحیفہ حضرت اشعیا کے تیرتھویں باب میں ہے کہ احوال بابل
 میں نے اپنے بہادروں کو جو میری خداوندی سے سرور میں بلا یا ہو یا اور
 میں ایک قوم کی آواز ہو جیسے ایک بڑے لشکر کا شور یہ انکی استوں کے ڈنکے کی
 آواز ہو وہ ملک دور سے آتے ہیں یعنی خدا آتا ہو اور آسکے قہر کے ہتھیار تو ساری
 زمین کو ہلاک کرے اب تم دوایا کہ و ک خدا کا دن نزدیک ہو وہ قادر کی طرف سے
 و باکے مانند آویگا سو سارے ہاتھ آسکے نیچے ہو جاؤ نیچے اور ہر ایک آدمی کا دل گدا
 ہو جائیگا اور آؤنگے چرے شعلے کے مانند ہونگے طنائون کاغذ و رڈھاؤنگا
 اور ایک مرد کو چوکے ستونے سے گراں ہوا کہ ونگا بابل جو مملکتوں کی شہت ہو
 سدوم اور عمورا کے مانند ہو جاوے گی جن کو خدا نے اُلٹا دیا
 وہ پشت و پشت ویران رہیگی وہاں عجب ب کے لوگ اپنا خیمہ ایستادہ نہ کر سکے

اسکا دقت نزدیک پہنچائی اور زبور داؤد علیہ السلام کے باب یکصد و سی و ہفت میں ہے کہ اہل بابل
 مبارک بندہ وہ ہے جو تیرے سلوک کا جو تو نے مجھے کیا ہی انتقام لے او تیرے لئے کون کو پکڑے
 کچلے اور صحیفہ اشعیا علیہ السلام کے باب اکیسویں میں ہے کہ خواب میں دو سوار نظر آئے ایک
 گدھے پر دوسرا اونٹ پر سو ایک انہیں سے کہتا ہے بابل گر گیا گر گیا اور اسکے تمام بت توڑ گئے
 نبوت ہی اودم اور ساحیرین نہوت ہی عرب اور بنی قینار میں اور صحیفہ ارمیا علیہ السلام کے باب
 ستائیس میں ہے کہ میں نے سب زمین بخت نصر بادشاہ بابل کو دی سو وہ اور اسکا بیٹا اور اسکی
 بیٹی کا بیٹا گر دھون کو اپنا مطیع بنا دینگے اُس وقت تک کہ اس زمین کا عقاب آوے اور گرویشیار
 اور ملک بسیار اس عقاب کے مطیع ہوں اور اُسی صحیفہ میں ہے کہ صفت باندھو بابل پر اہل کماندار و
 اور تیر اندازی کرو آپس لڑائی کی اور ٹوسنے کی بڑی آواز ہو کلدانیوں کی زمین پر خدا کلدانیہ اور
 بابل پر تلوار کھینکا اور بابل تباہ آباد نہوگا امت عظیم خرم زمین سے آویگی اُنکے یاس کما میں اور
 چھریان ہونگی اور وہ رحم نہ کرینگے دریا کا سا شور ہوگا وہ فرس کی سواری میں فراست کا ملہ رکھینگے اور
 مشاہدات کے باب تجد ہم میں یوحنا عاری فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ملک دیکھا کہ آسمان سے
 اُتر اُسکے ساتھ سلطان عظیم ہی سوز میں اُسکے چہرے کے نور سے چمک اُٹھی اور اُس نے ملک کر کہا
 کہ میں نے بابل کو جو برا شہر تھا دھا دیا اس واسطے کہ وہ بہت ہی خراب ہو گیا تھا سو اب کبھی اُس میں غم
 نہ جلیگا اور سطح کاہن نے نو شیر وان عادل کو خبر دی کہ جب ظاہر ہوتا تو اور پیغمبر بنایا جاوے
 لاشعی والا اور جاری ہو جھیل سما وہ کی اور سو کہہ جائے تالاب سادہ اور بچھ جائے آشکدہ فارس
 نر سے بابل فارسین کا مقام اور سطح کا خواجگاہ انتہی اب دعاقل کو اخبار سطورہ میں اندک تامل
 درکار ہے دیکھو حضرت داؤد علیہ السلام نے بابل کے ٹوٹنے کی خبر دی سو وہ حضرت شعیب کے عہد تک ٹوٹا
 یہ فرمایا کہ قریب بونٹیکا سو حضرت ارمیا علیہ السلام کے عہد تک ٹوٹا بلکہ انھیں کے عہد میں بوقیم بادشاہ
 بنی اسرائیل کو شاہ بابل پکڑ لیا تب حضرت ارمیا نے پکار کر کہا کہ اے بابل کے توڑنے والو! تاکہ لوگ
 جانیں کہ انبیاء علیہم السلام کی خبر جھوٹی نہیں ہوتی وہ ضرور ٹوٹیکا لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وقت بھی
 گذرا اور نبوت اسرائیلی کا انقطاع بھی ہو گیا لیکن بابل نہ ٹوٹا لہذا لوگوں کو شبہہ پڑتا ہے کہ حضرت عیسیٰ
 علیہ السلام نے یوحنا سے خواب میں فرمایا کہ انبیاء کا قول جھوٹا نہوگا ضرور وہ دن آئیوا ہے اور جب
 یوحنا کے قول پر بھی قریب چھ سو برس کے گز سے تو سطح کاہن نے نو شیر وان کو جو فارس اور بابل کا
 بادشاہ تھا خبر دی کہ اب بابل کے ٹوٹنے کی نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں کیونکہ آشکدہ فارس بچھ گیا اور

ساوہ ندی جو سوکھی پڑی تھی جادی ہوئی اور تالاب سادہ سوکھ گیا اور پیہر صابج حصا اور تلاوت پیدا ہوا
 سووہ مبعوث ہوگا اور تمام فارس میں اسکا عمل ہوگا اور بابل ٹوٹ جائیگا اور جو وہ شخص تیری اولاد سے
 ابھی اور سلطنت کرے گی سو پچیس برس کے عرصے میں انکی بھی سلطنت ہوگئی اور ہمارے حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی رحلت فرمائی سے چھ برس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بابل و سکیوس و سا باطوبیت المقدس
 فتح کیا چنانچہ تواریخ الفیہ وغیرہ میں بطور ہی سو خدا کے بہادر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بن جنگ
 تابعداروں کا خطاب اسد اللہ اور سیف اللہ ہوا اور شکر ظفر پیکر خدا کے وہ ہیں پہاڑوں سے انھیں کے
 جہاد کا ڈنکا بلند ہوا اور مسافت بعیدہ سے وہ ہی تشریف لائے کیونکہ حجاز اور بیت المقدس وغیرہ سے
 ہزاروں کوس کا فاصلہ ہوا اور اجنبی بھی تھے کہ بنی اسرائیل میں نہ تھے سب ہاتھ اُس سے نیچے ہوئے
 وہ سب پر غالب آیا ہر ایک آدمی کا دل ذوق و شوق یا ہیبت و رعب سے گداز ہوا ظالموں کا غرور
 ڈھایا گیا وہ بنی زمر غری سے زیادہ عزیز ہوا اور بابل کے متبت اُس کے تابعداروں نے چور چور کیے اور عرب نے
 آسمین سکونت اختیار کی کہ اب تک ایران ہر شتر سوا از حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور خوسار حضرت عیسیٰ
 علیہ السلام عرب و بنی قینازین آنجناب بنی ہوئے اور ادم و ساعیر میں حضرت عیسیٰ وہ عقاب جسے
 زمین بابل کی چینی اور اکثر سلاطین کو مطیع بنایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں سو آنجناب کے کسی اور پر
 یہ لفظ صادق نہیں آتا اور کماندار تیر انداز محمد ہی ہیں جیسا کتاب پیدائش تورات میں ہے کہ اسمیل
 تیر انداز تھا اور گھوڑے عربی شہور میں اور ہمارے حضرت گھوڑے کو دوست رکھتے تھے اور عصا
 رکھنا اسی امت میں تعجب ہوا اور کمانت آنجناب ہی کے عہد میں موقوف ہوئی پس ثابت ہوا کہ اول جسے
 بابل کو ویران کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس پرانی کے بعد پھر آباد نہوا اب تمام قومین جو بابل
 کے توڑنے والے کی شان میں تھیں حضرت پر صادق ہوئیں اور تعریف جہاد کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ
 کی بھی نکلی اور انجیل یوحنا کے باب چار و ہم و پانز و ہم و شانز و ہم میں خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صلوات
 صاف ہے خلاصہ اُن سب خبروں کا یہ ہے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں میرا جانا سو دمنہ ہوا اور فاطمہ
 بھجواتا ہوں وہ اگر حیا کو تو بیچ کر گیا اور از رو سے عدالت کے لازم دیکھا اور تمہیں آئندہ کی خبریں
 بتلاو گیا اور میری ستائش کر گھا اور میری چیزوں سے پاو گیا اور اسکی مجھ میں کوئی خیر نہیں اور اپنی دولت
 کچھ نہ کیگا اور وہ دلیل شافع ہے اور وہ کہل تمہارے ساتھ رہیگا اس جان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے اتنی فصاحت
 پس خارج میں بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی شخص آدمیوں سے اس قسم کا ظاہر نہیں ہوا جو کہ خلق کو
 راہ نیک سکھلا دے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فرمائی باتیں یاد دلانے اور نبوت اُس پر ختم ہو جا

کہ اس سبب سے دین اسکا ابد تک رہے اور وہ آئندہ کی خبریں کہے اور حضرت عیسیٰ کی تعریف کرے اور انکو پیغمبر برحق بتا دے اور انکے دشمنوں کو الزام دے اور جہان کو زبرد تو بیخ کرے اور عدالت جاری کرے مگر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں معلوم ہوا کہ روح قدس اور روح صدق اور فارقلیط معہ خود انجناب میں نہ کوئی اور شخص نہیں کہ باپ بیٹے سے کھلا کیونکہ اسنے جہان کو تو بیخ نہیں کی اور سرکشوں کے جہاد پر تہذیب نہوا اور عدالت کا کارخانہ جاری نہیں کیا اور کیونکہ خداوندی اور جہان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان نہ لانے پر الزام نہ دیا حالانکہ انجناب فرما گئے تھے کہ وہ جہان کو الزام دیگا اور عدالت کرے گا اور بڑی اس جہان کی بھی اسپر صادق نہیں آئی کیونکہ خداوندوں جہان کا سردار ہوتا ہو علاوہ بران باپ بیٹا روح قدس تینوں متحد ہیں اور درجہ اول ہلال میں برابر و یکساں حالانکہ اس مقام پر بیٹے نے اتحاد سے قطعاً انکار فرمائی کہ اسکی کوئی چیز مجھ میں نہیں نہ ذاتی نہ صفاتی اس مقام پر اسے یہ بیان اس قول کا کافی ہو اگر تفصیل کیو درکار ہو تو صورتہ الضیعہ اور تفسار ملاحظہ کرے اور اگر کوئی شخص کہے کہ جبرائیل مجھ میں نام کی تبدیل ہو کیونکہ اسم مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم محمد تھا نہ فارقلیط تو کہا جائیگا کہ اگر ایسی تصریح مطلوب ہو تو خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی اگلی کتابوں میں نہیں پائی جاتی اور نام آنحضرت تبصریح کسی کتاب میں پایا نہیں جاتا بلکہ اگلی کتابوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام عموماً ملتا تھا یعنی خدا ہمارے ساتھ جو طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام میں تبدیل ہو اسی طرح حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے نام میں تبدیل ہو فائدہ بعضے علما رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تین صفتوں کے جامع تھے اول عرفان کما در اولین لم یتدبر ربی لکن من المقام الظالمین یعنی اگر نہ راہ بتلا تا مجھ کو میرا رب تو میں ہو جاتا تو مگنا کر سے حاصل کہ ایسی نعمت غیر مترقبہ محض فضل ازیدی و عنایت سرمدی سے حاصل ہوئی تھی نہ اپنی سسی سے دوسری خوف عاقبت کہ انشاء تعالیٰ میں قوم سے فرمایا ولا اخاف مما تشرون بہ الا ان یشاء ربی شیئاً یعنی میں زمانہ آنسے جبکہ تم شرک کا پتھر لگے ہو اسکا کر یہ ہو کہ میرا رب کچھ چاہے اہل قیل کے نزدیک مراد یہ بھی کہ الا ان یشاء ربی المعزۃ من قلی تو شہیدہ نہ ہے کہ اگرچہ حضرت ابراہیم مامون العاقبہ تھے لیکن خود خدا ایسا غالب تھا کہ یوں فرمایا کیونکہ جو شخص شرک کو زیادہ چاہتا ہو وہ ذرا بھی بہت ہو پستی دعا میں کو چنانچہ رب ہیبالی حکماً و اکتفیہ بالصالحین یعنی اگر رب دے مجھ کو حکم اور ملائیکوں میں ولا تخذونی یوم یبعثون و اجعل لی رسان صدق فی الآخرین و اجعلنی من ورثۃ النعیم یعنی رسولانکر مجھ کو جس دن لوگ جی کر انھیں اعدہ کر کے میرا بھائی پانچ بیٹوں میں اور کر مجھ کو وارثوں میں نعمت کے باعث کا اس سے یہ مراد ہو

کہ آخر زمانے میں میری اولاد سے نبی وامت بنو اخبار الدول میں ہو کہ بعد وفات حضرت سارہ کے ابراہیم نے
 قنطورہ کنعانہ سے نکل کیا اُس سے سات لڑکے ہوئے اور کل اولاد حضرت کی تیرہ ہفت تھی اور ابن سعد نے
 بکلی سے روایت کی ہے کہ اسمعیل کو مکے میں رکھا و اسحاق کو کنعان میں و مدین کو مدین میں کہ حضرت شعیب انجین کی
 اولاد میں و کردان و خیر کو بلا و شام میں متفرق کیا لیکن آخر کار اولاد نقبان مکے میں آئی اور جب حضرت ابراہیم
 نے اپنی اولاد کے قیام میں یہ طریقہ جاری فرمایا تو بعض نے اتھاس کیا کہ اپنے اسمعیل کو بجاو خانہ خدا فرمایا اور جان
 اپنے ساتھ رکھا اور کو غربت میں ڈالتے ہو اسکی علت و حکم کیا ہو فرمایا کہ حکم اسی طرح ہوا میں مجبور ہوں کہ ایک
 ایک اسم سب اولاد کو بتلائے کہ وہ لوگ یا تم قحط میں اور قلیل عدد میں پڑھتے تھے کہ پانی برستا تھا اور دشمن پرچا
 آتے تھے اہل تفسیر لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم پر دس صحیفے شعل بر موعظ و امثال نازل ہوئے تھے از جملہ مواظبت
 باتین لکھی جاتی ہیں اول آیت محمد کو چاہیے کہ زبان کو کلام غیر ضروری سے بند رکھے دوسرے تلاش حاش و فکر کا ذکر
 تیسرے گناہوں سے بچا رہے چوتھے جب کسی منصب عالی پر ہو و امور عدل انصاف اُس سے متعلق ہوں تو
 رعایت اس بات کی ضرور کرے کہ کوئی کلمہ زبان سے نا مناسب نہ و خلاف و ادواء نہ ملے پانچویں جاننا چاہے
 کہ رزق مقسوم ہو و حرم محروم و خلیل موم و رازق حی و قیوم و دنیا و دینا معدوم چھٹے فقیر و مسکین و غریب کو بزرگ
 جانے ساتویں جو کوئی آپ سے قطع کرے اُس سے ملجائے ایسی آدم جو کوئی ظلم کرے اُس پر رحم کر اور جو گناہ کرے
 بخشش و اور جب کا تم گناہ کرو اُس سے عفو چاہو آٹھویں عاقل کو جب تک عقل رہے تو اُس کو چند ساعتیں ضروری ہو کر
 ایک بنا بر مناجات خد کہ اُس میں طاعت حق بجالا دے دوسرے بنا بر نفس کہ اُس میں اپنی صنعت میں تفکر کرے تیسرے
 ساعت میں اپنی نفس سے مواخذہ کرے چوتھے ساعت میں حاجت نفس بجالا دے مگر وہ حاجت خلاف حکم خدا و رسول ہو
 اور عیادت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بہت تھے از انجملہ ایک یہ تھا کہ جسم شریف سے مشک لے کر کی بوقاتی تھی حتی کہ جس
 گھر میں تشریف لیجاتے وہ خوشبودار ہمیشہ کے واسطے ہو جاتا تھا اور جو بی لوگ گھر کو اپنا مسجد قرار دیکر اُس میں
 آگ جلاتے تھے از انجملہ آواز دو کی بخوبی سنتے تھے چنانچہ روایت ہے کہ حضرت اسمعیل نے مکہ میں فسکایت کمانے کی فرمائی
 اور شام میں حضرت ابراہیم نے آواز سنی اور دعا فرمائی کہ اللہ تو سعت رزق عطا کی از انجملہ جب وقت حضرت ابراہیم
 کسٹھ کی کوتاہی تشریف لیجاتے تو درندے جانور طرح مشیرو برساتھ چلتے تھے کہ انی اخبار الدول عمر حضرت ابراہیم
 علیہ السلام کی ایک پچھتر برس کی بقول اہل کتاب عام ہوتی ہے اور عند تحقیق بھی ایسا ہی واضح ہوتا ہے کیونکہ اول حضرت
 ابراہیم کا تین ہزار تین سو تیس برس ہوئی ہوا اور وقت القانار پتائیں برس کی تھی اور وقت وفات تین ہزار
 چار سو اٹھانوے برس آدم علیہ السلام سے گزریے تھے پس ظلم و کاست ایک پچھتر کی عمر ہوتی ہے کہ اسکا طبع لاف لہجہ
 الہی ہوتی زمانہ شریف فی بعض تقریرات لکھتے ہیں کہ وقت تولد تین ہزار تین سو اڑس برس ہوئی تھے کو بیخ تردید سے

واضح ہو کہ وقت القادس حضرت ابراہیم چھپتے ہیں جس کے تھے تو اس صعدت میں وقت تولد میں ہزار تین سو
 اثنالیس سو چالیس ہوئے ہیں اور اسی سن میں ہجرت جانب فلسطین فرمائی ہو اور تقویم التواریخ سے
 معلوم ہوتا ہے کہ وقت تولد تین ہزار تین سو تیرا تو سے تھے اور افریون بادشاہ بھی اسی وقت میں تھا تو
 اس صورت میں عمر حضرت ابراہیم کی وقت ہجرت شتریں چلی مہرتی ہو اور کعب جبار کے نزدیک و سوسیس کی
 عمر ہوئی اور قدس خلیل میں اچکا مزار ہو اور صاحب اخبار الدول نے بھی اسکے موافق لکھا ہے مگر قیر شریف
 مزار مدحیرون میں قرار دی ہو اور اسی جگہ حضرت سارہ بھی مدفون ہیں اور خیر العرام میں ہو کہ حضرت ابراہیم
 وفات نہیں پائی جب تک کہ حضرت اسحاق ارض شام میں اور اسماعیل قوم جرہم میں اور یعقوب کنعان میں
 اور لوط سدوم میں بنی نہیں ہوئے اور جامع عظیم میں ہو کہ چھپیں جن حضرت ابراہیم بیارہے اور یونین محرم جزیرہ
 وفات پائی مگر یہ روایت آیات صحیحہ کے خلاف ہو کیونکہ یہ روایت صحیحہ ثابت ہو کہ حضرت ابراہیم و حضرت اود
 و حضرت سلیمان نے وفات مرگ۔ فجائت پائی ہو اور اکثر شرفاء کی موت بھی اسی طرح ہوئی ہو اگر کوئی ناواقف
 علم حدیث سے کہے کہ حدیث شریف میں وارد ہو کہ موت انبیاء اخذتہ الاسف یعنی موت ناگہانی کی بنا غضب کا یعنی
 آثار غضب لہی سے ہو تو جواب یہ ہو کہ یہ کاروان کے واسطے نہایت آفت ہو اور نیکو کاروں کے واسطے رحمت
 کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موت النبی ارحم الموت ولا تعارض بین الخلقین کیونکہ محل حدیث اول کے کنکار ہیں اور
 حدیث ثانی کے نیکو کار اور صحیح یہ ہو کہ قبر شریف خلیل الرحمن میں جو اراضی مقدسہ سے متعلق ہو واقع ہو اور عمر
 حضرت سارہ کی ایک سو و ستائیس برس کی معلوم ہوئی ہو اور ذکر حضرت ابراہیم کا سورہ انعام و بقرہ و مریم و ہر بات
 و حجو و صفات و شعر و نغم و ابراہیم و متحنہ میں ہو

تفریح ہشتم در احوال حضرت لوط علیہ السلام

نام اس کا لوط اس واسطے ہوا کہ ایک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف نہایت میلان تھا قال النبیؐ انا سبی لوط لانا
 قلبہ الی ابراہیم کان ابراہیم یحبہ حیاً شہداً یا ایک مرتبہ اہل ارم نے حضرت لوط کو قید کر لیا تھا کہ حضرت ابراہیم نے
 جہاد کر کے چھوڑا یا یہ حضرت چچا زاد بھائی حضرت ابراہیم کے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ جتنے تھے اسد جل شانہ نے انکو
 پانچ شہروں کا نبی کیا سو دوم حرائرہ عموداً دوا ناز غرایہ پانچون شہر لواح اروں میں کہ مقلقات بلاد شام یا کرانگ
 ہو واقع ہیں اور ان شہروں میں لاکھ لاکھ مرد شمشیر زن رہتے تھے اور عہد گناہ انکے یہ تھے بت پرستی و اطاعت
 قزاقی مسافقہ اور آنہر حرکات و بدعات اس طرح کے جاری تھے کہ جسکی انتہا نہیں مثلاً گہو تر بازی کرنا سیسہ بکانا
 زرقینا بٹیر کرنا پتھروں سے لڑنا گولی کھیلنا شراب پینا مزامیر بجانا صحت کو گھرنے جگہ دنیا مسافر کو غلام دنیا
 مزاج میں فحش بکنا راہ چلتوں سے سخران کرنا لوگوں کے روبرو برہنہ ہو جانا مٹی لگانا منہ دی سے ہاتھ پیر

شیخ کرنا و شجواک اور بعضوں نے گوند کرنا بھی داخل کیا ہوا تمام قبائل اٹھارہ لکھتے ہیں از انجودا ریحی شہداء انہی کا
بالجملہ ان کیفیات کو دیکھ کر حضرت لوط نے بہت سمجھایا کہ اس طرح کی حیاتی کے کام تم سے پہلے عالم میں کسی نے نہیں
تم کیا مردوں پر دوڑتے ہو اور مسافروں کی راہ مارنے ہو اور مجاہدین میں بد کام کرتے ہو مگر کسی نے نہ سنا بلکہ اور
ناکردنی بھی کرنے لگے اور یہ کہتے کہ اگر تو سچا ہو تو ہم پر انت لے آؤ مگر حضرت لوط نے بمقتضائے شفقت دوبارہ سمجھایا
اور عذاب خدا سے ڈرانا چونکہ وہ لوگ بڑے شریر و بد ذات تھے ہی کہتے تھے کہ ہم پر بلا لاؤ ناگہر حضرت لوط نے ہنجر
و انکسار دیکھا حضرت قہار میں عرض کی کہ اے رب مجھ کو اور میرے اہل کو اس قوم سے اور ان کے اعمال سے نجات دے
میری مدد کر یہ قوم بلا ناگہی ہر خیاچہ بقول مقاتل رضی اللہ عنہ بارہ فرشتے بصورت امر و کہ انہیں حضرت جبریل علیہ
ارسل لہم اے اول وہ فرشتے حضرت ابراہیم کے پاس آئے اور اسحاق علیہ السلام کے تولد کی بشارت دی اور
ارشاد کیا کہ ہم موتفکات پر حکم عذاب لیے جاتے ہیں چونکہ حضرت لوط کو حضرت ابراہیم نے موتفکات میں بھیجا تھا

اس سبب سے انہوں نے زبان سفارش کھولی ارشاد ہوا یا ابراہیم عرض عن ہذا انہ قد جاہد امر ربک و اتھم تھیم
عذاب غیر مرد و یعنی اے ابراہیم اس خیال کو چھوڑ کیونکہ آپ کا حکم تیرے رب کا اور انہی آتا ہے عذاب جو پھیرا نہ جا
اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ جب فرشتوں نے عذاب کا نام لیا تو حضرت ابراہیم نے کہا کہ تم اس موضع کو ہلاک کرنے
آئے ہو حسین سوادمی مسلمان ہوں فرشتے بولے ہرگز نہیں فرمایا اگر تو نے ہوں فرشتوں نے کہا تو بھی نہیں
اسی طرح دس دن کم کر کے کہتے گئے یہاں تک کہ حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر ایک شخص بھی ایمان لائے تو بھی عذاب لگو
فرشتے بولے نہیں تب انجناب نے کہا کہ لوط اور اسکی بیٹیاں طمان موجود ہیں اور وہ مومن ہیں پھر کس طرح عذاب

کو گے فرشتوں نے کہا انا ارسلنا الی قوم مجبرین الا ال لوط انما نجوہم معین الامراتہ قد رنا انہا لمن الغابریں
یعنی ہم بھیجے آئے ہیں ایک قوم گنہگار پر مگر تو طے کے گھر والے ہم آنکو بچا لینے سب کو بچا لیا کی عورت چنے ٹھہرا لیا نہ
رہ چا دیوں میں اس مجاہد کے کا ذکر سورہ ہود میں ہے کہ فلما ذہب عن ابراہیم الذروع و جاتہ العشریٰ یجادلنا فی
قوم لوط ان ابراہیم حلیم و اہ نہیب یعنی جب گیا ابراہیم سے خوف اور انکی اسکو خوش خبری جبریل نے لگا ہے قوم
کے حق میں ہر شے ابراہیم پر ترجیح کر سنے والا سبب خوف کا یہ تھا کہ فرشتے حکم عذاب لیے ہوئے تھے کہ اسکا
اشرابطن حضرت ابراہیم پر پڑا اور سبب مجاہدہ یہ ہوا کہ انجناب بڑے جیم و رفیق القلب تھے اس گتھو سے چاہتے تھے
کہ عذاب میں کسی طرح توقف ہو جائے اور قوم لوط تو بد و ذمات سے پیش آچکے فائدہ سامی موضع میں اختلاف
انبار الدول میں ہر سدوم عام و ارا و ما فیہ ضنیوہ اور بعضے کہتے ہیں لعب صفدہ عمرہ و ما سدوم اور بعضے
کہتے ہیں سدوم و عمودا ارد ما صفوا صوامیم اخبار الدول میں ہے کہ ان شہروں کو موتفکات اس واسطے کہتے ہیں کہ حضرت
جبریل نے اٹھا کر انکو لوٹ دیا ہر ظن ملک سمیت الموتفکات او القلبات القصہ بعد مجاہدہ حضرت ابراہیم نے

سینچ

رہل ہفت

تیسرے

چوتھے

پانچویں

شیشویں

ہفتویں

فرشتوں سے کہا کہ ہم بھی تمہارے ساتھ چلینگے فرشتوں نے کہا تم کو ملاقات مشاہدہ عذاب کی نہیں ہو مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
 سوار ہو کر تشریف لیجئے آدھ کوں پر فرشتوں نے عرض کی کہ بس اب آگے جانے کا کام نہیں ہے لہذا حضرت ابراہیم علیہ السلام
 اونٹ سے اتر پڑے اور عبادت خدا میں مشغول ہو گئے مگر وہ اچھی طرح یہ کہ فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو
 رخصت کیا اور خود جانب موفعات چلے گئے جب تیسرے دن میں پہنچے تو حضرت لوط علیہ السلام سے کہ اسوقت کار
 زراعت کر رہے تھے ملاقات ہوئی اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت لوط کھیت پر گئے تھے اور فرشتے گھر پر آئے
 اسوقت ملاقات ہوئی بیٹیاں انکی موجود تھیں انھوں نے مسافر جان کر خاطر داری سے ٹھہرایا اور کہا ہمارا باپ
 آتا ہوگا تم لوگ ٹھہرو بعد ساعتے حضرت لوط علیہ السلام گھر میں تشریف لائے فرشتوں نے سلام علیک کیا حضرت
 لوط نے جواب سلام ادا کر کے فرمایا کہ میری قوم سخت ناپاک بیباک فعل شریہ پر تم خوب رت لوگ کہاں آئے آج
 دن مجھ پر سخت ہوا کما قل الدن فی سورۃ ہود و لما جارت رسلنا لوطا نبی ہم وضاق بہم ذرعا د قال ہذا یوم عسیبے آج
 ہمارے لیے ٹھکانہ خوش ہوا انکے آنے سے اور رک راجی میں اور بولا آج بڑا سخت روز ہے ہوشیدہ نہ رہے کہ
 یہ سخت کراہت مہانداری سے نہ تھی بلکہ اس سبب سے تھی کہ فرشتے بصورت مرد خوبصورت تشریف لائے تھے اور
 آنکھ عادت اپنے قوم کی معلوم تھی اس پر غور ہوا کہ اب ختم نہ رہا ہوگا محکوم انکے واسطے و ناظر کیا بھٹے کہتے ہیں کہ
 اسی دن جب حضرت لوط نے کہا تم لوگ آنا آشنا محض ہو کیونکہ یہاں آئے تو فرشتوں نے کہا ہم فرشتے ہیں اہم قوم پر
 عذاب لائے ہیں نا آشنا نہیں ہیں تب آنجناب کو فی الحماۃ تسکین ہوئی اور اصرار یہ کہ فرشتوں نے آپ کو اسوقت
 ظاہر کیا ہے جب قوم نے گھر گھیرا ہے اہل تحقیق لکھتے ہیں کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کدیا تھا کہ جب تک
 لوط علیہ السلام چار مرتبہ اپنی قوم کی شکایت نہ کرے تب تک عذاب نہ بھیجیو سو اسکا معاملہ یوں واقع
 ہوا کہ جبوقت کھیت پر فرشتوں سے ملاقات ہوئی تو حضرت لوط نے کہا تم لوگ شاید اس قوم کی حرکات
 واقع نہ تھے کہ بے تکلف باہنہ شکل و شامل داخل شہر ہوئے فرشتوں نے فریاد کیا یہاں کے لوگوں کی کیسی
 وضع ہو حضرت لوط نے نہایت شرم سے فرمایا یہاں کے لوگ تمام عالم کے لوگوں سے بد وضع ہیں اسوقت حضرت
 جبرئیل علیہ السلام نے حضرت میکائیل علیہ السلام سے اشارہ کیا کہ ایک شہادت ہوگئی اور جب
 فرشتوں کے ساتھ کھیت سے چلے اور شہر کے دروازے پر پہنچے تو وہی بات پھر فرمائی اور جب
 شہر میں داخل ہوئے تب بھی وہی فرمایا اور جب اپنے گھر میں آئے تو بھی وہی شکایت فرمائی
 فرشتوں نے چار دن شہادتیں سن لیں اور خاموش ہو رہے روایت ہے کہ حضرت لوط کی بی بی نے
 جو اسی قوم کی تھی شہر کے لوگوں کو اطلاع کر دی اور بروایتی خبر آمد مہمانوں کی مشہور ہوگئی خواہر
 میں آتے ہوئے بازار یوں نے دیکھ لیا بہر تقدیر شہر کے باشندوں نے دولتخانہ لوط علیہ السلام

گھیرا کہا قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ ہود و جبارہ قومہ میر جون الیہ ومن قبل کا نوا لعلون السیات
 یعنی آئی قوم حضرت لوط کی جمع ہو کر اُسکے دروازے پر دوڑتی بے اختیار اور آگے سے کر رہی تھی
 بد کام جب یوحنا ہوا تو حضرت لوط کو پاڑے بھیر کر اندر ڈیوڑھی سے بولے با قوم ہو لا بنا سے
 ہن اطر لکم فالتقوا اللہ ولا تخزون نے ضیعے الیس منکم رجل شہید لیفہ ای قوم یہ میری بیٹیاں کا خیر
 یہ پاک ہیں تم کو ان سے ڈرو اللہ سے اور نہ ہو اگر دیکھو میرے معانوں میں کیا تم میں ایک مرد بھی
 نہیں جو نیک راہ اہل تفسیر لکھتے ہیں کہ اسوقت میں نکاح مومنہ کا کافر سے درست تھا جس طرح پہلا
 میں ہمارے دین میں جائز تھا چنانچہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیوں کو صبیہ بن ابی اسب
 اور ابی العاص سے تزویج فرمایا تھا اور یہ دونوں کافر تھے یہ کلام مشہور ایمان تھا اور بعضے کہتے ہیں
 کہ بیٹیوں سے مراد انکی زوجات ہیں اور نبی من حیث الرتبہ ہوتے ہیں سو فرمایا کہ اپنی عورتوں
 صحت کر وہ کہ وہ تہر حلال اور پاک ہیں فائدہ تفسیر نظم الجواب کے باب بہات میں لکھا ہے کہ
 امام شافعیؒ نے بیٹیوں کا رشتہ رشتہ تھا اور نزدیک بعضوں کے رشتہ رشتہ فائدہ اس سے
 شیعہ و طلی فی الدہرہ کا جواز نکالتے ہیں چنانکہ تفسیر توشیح النجید میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے امام غزالیؒ
 علیہ السلام سے سوال کیا دہر زوجہ سے فرمایا کہ حلال کیا ہے اس و طلی کو ایک آیت نے قرآن سے
 کہ وہ قول لوط علیہ السلام کا ہو ہوا رہا نبی اللہ لکم ایلیہ کہ لوط جانتے تھے کہ وہ خواہش زن نہیں
 رکھتے تھے باوجود اسکے ترغیب کرتا قوم اسے کوسا تھکل جنات کے دال سپر ہے کہ و طلی دہر زن حلال
 انتہی اور تہذیب اور تبصارت میں بھی حلت اس فعل بد کی مسطور ہے اور تذکرہ میں اس فعل کے جواز پر
 امامیہ کا اجماع نقل کیا ہے اور مجمع البیان میں ہے کہ ان النساء والکن حرتا فقد اوجع لنا وھن بلا خلافت
 نے غیر موضع الحرت کا لوطی فہا دون الفرج و ما شہد لہن عورات اگرچہ حرت ہیں پر غیر موضع
 یعنی دہر وغیرہ میں انکے ساتھ مباشرت درست ہے اور شیعہ اخبار یہ کہتے ہیں کہ جو و طلی دہر نہ کرے
 نہ برہی اور سنی نزاجا امام کذاب کی اولاد اور علم الہدے تاسی اور ابو جعفر طوسی وغیرہ اس فعل
 بد کی اباحت پر چار طرح پر استدلال فرمود کرتے ہیں ایک یہ کہ حق تعالیٰ نے عورتوں کو حرت
 فرمایا ہے کہ نساؤکم حرت لکم یعنی عورتیں تمھاری کہتی ہیں تمھارے واسطے پس حرت تمام ذات
 ٹھہری نہ مقام مخصوص پھر جب اسکے بعد فائدہ حرت کم انے شتم یعنی پس آؤ ابنی
 کہتیوں میں جس مکان میں چاہو ارشاد ہوا تو تمہیں دونوں مقام کی نکلی یعنی قبل اور
 دہر دہر ہے کہ اسے مکان کے واسطے آتا ہے جیسے اسے ایک ہذا پس اتی شتم کے معنی

یہ بیان صحت و کذب کا ہے
 نہ کہ بیان سنت و حد کا ہے
 فقیر

این ششم ٹھہرے اور یہ مثبت تعدد اور تخییر مکان ہر آپ شہیدہ نہ رہے کہ یہ دونوں استدلال نحو کے
 و پابین اس وجہ سے کہ اسے مشترک ہر این اور متنی اور کیفیت کے معنوں میں کہ اول کہانی مکانی
 اور ثانی کو زمانی اور ثالث کو جہتی بولتے ہیں سوائی مکان کی وضع اگرچہ معنی مکان میں طے ہر
 اور تعدد اور تخییر مکان کو مستلزم لیکن طور اس معنی کا مکان دیر میں غیر مسلم ہر اسلیے
 کہ جائز ہر کہ مکان سے دیر مراد نہ ہو بلکہ بالا خانہ یا تہ خانہ یا محن سدا مراد ہونہ یہ کہ ہر عضو حوت
 میں دخول کر خواہ ہر چو گاہ گوش خادمہ میں پس جب یہ معنی نسبت اس محال کے باطل ہوے
 تو باقی رہے دو معنی اخیر اور یہ عین مذہب اہل سنت ہر اور تفاسیر فریقین سے اسکی تائید
 ہوتی ہر لینے اتنی زمانی کی تصریح فریقین کی تفسیرون میں موجود ہر فی الجلالین الی کیفیت ششم
 میں قیام وقوع و اضطجاع و ادبار و فی المفاتیح الجہان انی ششم منہا ششی ششم من لیل و نہار
 و فی الصافی عن الصادق الی ششم معنہ ششی ششم فی الفرج و فی روایتی آخر سے اتنی ساتھ ششم
 کہیں یہ معنی مختار نہیں فی الکبیر فاما الاوقات فلما دخل لسانی ہذا الباب لان الی لا نکون بمعنی
 متی و انما نکون بمعنی کیفیت پس جمہور محققین شیعہ اور سنی کے نزدیک انی بمعنی کیفیت ہر بمعنی
 این فی منبع الصادقین انی ششم ہر گوہ کہ خواہید خواہ روی زمان بجانب شہا بار شہا پست یا غیر ان
 از بیات جماع آور تو بیچ المجید میں ہر انی ششم جس طرح چاہو مقاربت کرو خواہ از طرف دو خواہ از
 طرف پشت یا غیب اسکے اشکال مجامعت سے اور مراد حرث سے بالاتفاق موضع حرث ہر فی الجلالین
 نساؤکم حرث لکم ای عمل زرعم لاولد فالتوا ترکم ای حملہ و ہوا قبل و فی المدارک نساؤکم حرث لکم ای مواضع
 حرث لکم و فی الصافی نساؤکم حرث لکم مواضع حرث لکم و فی المنہج نساؤکم حرث لکم زنان شما موضع کشت شما
 کہ آن جاسے پیدا شدن ولد است اس تقدیر پر مراد حرث سے تشابہ ٹھہر الپس بعض حضرات ششم
 جوانی کے بھر دے دلی فی الدبر تجوز کرتے ہیں وہ حرث کو بھولے ہیں اس واسطے کہ دبر موضع
 فرث ہر نہ موضع حرث کیونکہ فرث زمین اسے کہتے ہیں جس میں تخم اگنے کی امید ہوتی
 اور کھیتی موضع حرث ہی میں ہوتی ہر نہ فرث میں تیسرے یہ کہ آیت الاعلی از و اجسم او مملکت ایمانہم لعموما
 اس پر دلالت کرتا ہر کہ دلی قبل میں ہو یا دبر میں تا آنکہ اگر لواطہ غلام کی حرمت پر اجماع منعقد نہوتا
 وہ بھی اس کر یہ سے جائز ٹھہرتا اسکا جواب یہ ہر کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یہ آیت عام ہر لیکن
 دلائل اہل سنت خاص ہیں و انخاص مقدم علی العام ہر خاص ہی پر عمل چاہیے کہ بیانا یہ خاص ہر
 نہ عام ہر کہ بہ تن تیرہ و تار ہر چوتھے یہ کہ میں الفریقین یہ مسئلہ متفق علیہ ہر کہ اگر کسی نے نیت غلام

اپنی زہد کو کہا کہ تیری دیر مجھ پر حرام ہو طلاق پڑ جائیگی اس سے معلوم ہوا کہ وطمی فی الدرجال
 جو آب یہ بھی کہ لفظ مذکور اس واسطے طلاق سے کہنا یہ ہوا کہ وہ مقام ملامت اور ضابطت ہو کیونکہ
 جب مرد عورت کے ساتھ خفت و خیز کر گیا البتہ مس فیما بینہما تصور ہو گا تو یہ اقسام سے ٹھہر کہ
 اگر کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ تیرا تاج مجھ پر طاق ہو یا تیرا تاج مجھ پر حرام ہو اور طلاق کی نیت کی
 تو طلاق پڑ جائیگی الغرض یہ مسئلہ یعنی نواطہ عورت سے اہل تشیع میں مختلف فیہ ہو اور اہل سنت میں
 بالاتفاق ہے۔ ام جو آب دلائل حرمت نواطہ مرد سے ہو خواہ عورت سے ہو از جانب اہل سنت
 مان نکال کر سننا لازم ہو اول آیت کریمہ سورہ اعراف و لوطاً اذ قال لقومہ اتاؤن الفاحشۃ ما یستقبحون
 من احدین العالمین انکم لتاؤن الرجال شہوۃ من دون النساء بل انتم قوم مسرفون یعنی اور لوط کو
 بھیجا جب کہا اس نے اپنی قوم کو کیا کرتے ہو بھیجائی تم سے پہلے نہیں کی یہ کسی نے جہان میں تم تو
 دوڑتے ہو مردوں پر شہوت کے مارے عورتیں پھوڑ کر بلکہ تم لوگ حد پر نہیں رہتے اور اسی
 مضمون کو سورہ نمل اور عنکبوت میں بھی ارشاد فرمایا پس از رو سے ضوابط اصول فقہ اس
 حرمت نواطہ بخوبی ثابت ہوئی اس طرح سے کہ جو شہوات سابقہ کے ام و نہی اللہ صاحب اور اس کے
 رسول نے بلا انکار بیان فرمائے ہوں وہ ہم پر لازم ہیں اور اللہ صاحب نے مکرر اس کو قرآن میں
 فرمادیا ہے تو ہم پر اس کی ابتلا لازم ہوئی اور ہدایہ میں ہے کہ قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اقسموا بالاعمال والافعال یہ وہی روایت فارجموالا سے علیہ السلام یعنی فاعل اور مفعول دونوں
 مقتول ہیں اور ایک روایت میں دونوں سنگسار کیے جائیں اور فتاویٰ حمادین ہر
 کہ اسلام زمانہ میں ہو اور تقریر میں اختلاف ہو حضرت صدیق اکبر سے منقول ہے کہ دونوں کو
 آگ میں جلا دین اور حضرت علی مرتضیٰ سے روایت ہے کہ دونوں کو تازیانہ مار دین یا سنگسار
 کر دین اور حضرت عباس سے منقول ہے کہ بلند مکان سے نیچے ڈال دین اور رحم کرین اور
 حضرت زبیر سے روایت ہے کہ سنڈ اس میں دونوں کو قید کر دین کہ شدت بدبوسے ہلاک ہوں
 اور بعض کے نزدیک دونوں پر دیوار ڈھا دین اور بھی تفسیر احمدی میں ہے کہ ہمارے نزدیک
 دونوں پر حد نہیں ہے لیکن تعزیر فقیل بالا حراق و قیل بالا غرق و قیل بالا لقا من الاعلیٰ
 و ابتلع الاحجار من فوقہ و یکذا اختلاف الصحابہ فیہ اور صاحبین اور شافعی رحمۃ اللہ علیہما
 فرماتے ہیں کہ نواطہ میں جہیز لازم ہو لہذا مسئلہ فی الحرمتہ والشہوۃ وفسخ الما انتہی یہ نواطہ کبریٰ
 ہے اور نواطہ منغرے کے عبارت ہے دخول دیر زن سے یہ بھی اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق

از روئے آیات واحادیث و آثار صحابہ و تابعین اخبار و فقہاء و محدثین کبار حرام ہوا و نجوبی
 حرمت اسکی علی سبیل الاشتہاد ہر قدر بایا اللہ صاحب نے سورہ بقرہ میں لکھا کہ
 حرث لکم قاتوا حرثکم انی شکنتم و قد موالاتکم و اتقوا اللہ و اعلموا انکم ملائکہ و بشر المؤمنین
 یعنی تمہاری عورتیں کھیتی ہیں تمہاری جیسے کھیت میں تخم ڈالنے سے غلہ پیدا ہوتا ہے
 فرج میں لطفہ ڈالنے سے لڑکا پیدا ہوتا ہے سو او اپنی کھیتی یعنی فرج میں جس طرح بچا ہو کھڑے خواہ لیٹے
 خواہ لیٹے خواہ موکی جانب سے خواہ پشت کی طرف سے اور آگے کی تدبیر کر دے یعنی اس نے منیت چاہی ہے
 اولاد کی اور ڈرتے رہو اللہ سے اُسکے امر و نہی میں اور جان رکھو کہ تم کو اُس سے ملنا ہے جزا
 اعمال اور سزا سے افعال کے واسطے اور خوش خبری سننا ایمان والوں کو جنت کی
 اس آیت سے صاف نکلتا ہے کہ و طی فی الدبر کی اصلاً اجازت نہیں اور اس کی تائید کے
 پہلے یہ ارشاد ہوا ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطہرین یعنی اللہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والوں
 اور طہارت والوں کو اور ظاہر ہے کہ طہارت اجتناب مستقذ کا نام ہے خواہ وہ ناپاکی حدیث ہو
 یا جنب یا جماع جائز یا و طی فی الدبر پس اتیان فی الدبر کی حرمت اس آیت سے اشارۃً کلی
 اور جو کوئی غافل دین دار کریمہ لکھا کہ الخ میں غور کرے تو سیاق سے اسکی حرمت اتیان
 فی الدبر نکلتا ہے کیونکہ انی شکنتم کے بعد قد موالاتکم ارشاد ہے یعنی جب تم کو اتیان موضع
 حرث کی اجازت ملی تو اب موضع حرث میں آؤ اور منافع را جمع اے الدین جیسے فسح کے
 حفظ اور تحصیل کا قصد کرو اور ولد صالح چاہو کہ تمہارے لیے دعا اور استغفار کیا کرے کیونکہ
 امور مباحہ منیت صحیحہ کے سبب عبادت میں شمار ہوتے ہیں اور پھر ظاہر ہے کہ حصول اولاد
 سوا سے موضع حرث کے موضع حرث میں ممکن نہیں اور جو کوئی کہے کہ و طی مطلقاً
 مستقذ ہے خواہ ادبار رجال میں ہو خواہ ادبار یا اقبال نسائے اسی باعث سے و طی اور
 موطوہ پر غسل واجب ہے پھر ادبار کی تخصیص کیا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ سخن قابل تسلیم ہے
 لیکن و طی فی القبل بغیر وقت البقائے نسل مباح ہوئی بشرط نکاح اور عدم حرمت اور
 برائت اور طہارت از حیض و غیبہ اور دبر مرد یا زن میں یہ ضرورت نہیں ہے اس سبب
 استفادہ کی علت سے حرمت اصلہ باقی رہی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر گاہ ادبار رجال کی حرمت
 بشخص قطعہ اور باجماع سختی اور شیعہ معلوم ہے اور قوم لوط کا اہلاک اسی باعث سے
 متیقن ہو اسی قیاس پر ادبار نسائے حرمت متصور ہے اور اہلاک فاعلین کا بخصوص

احادیث مسلم اسیدو سبط اتیان نسائنا توہم من حیث امرکم اللہ کے ساتھ تفسیر پاپاکہ باتفاق
مفسرین محققین اس حیث مکانیہ سے فرج زن مراد ہونے شہر کا دورات کا معدن عقبہ بن
عامر نے کہا کہ حضرت صلعم نے فرمایا اسپر لعنت ہو جو عورتوں کی مقعد میں جماع کرتا ہو اور
ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت صلعم نے فرمایا اللہ بنظر رحمت اُسکو نہیں دیکھتا جو مرد یا عورت کی
دبر میں جماع کرتا ہو اور ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت صلعم نے جس نے مرد یا عورت کی
دبر میں جماع کیا بے شک کافر ہوا یعنی حلال جاکر اور کسی نے طاؤس سے ادبار کا مسئلہ چچا
فسر مایا کفر ہو قوم لوط کی ابتدا یہی تھی کہ عورتوں کی دبر میں جماع کرتے تھے رفتہ رفتہ مرد مرد
بتلا ہوئے اور تفسیر در مشورین شان نزول اس آیت کا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یوں
مروی ہے کہ انصار کا معمول تھا کہ جماع کروٹ سے کرتے تھے اور قریش چپ ٹٹا کر ناگاہ کسی
قریشی نے ایک انصاریہ سے نکاح کیا چاہا کہ اپنی عادت کے موافق پیش آئے انصاریہ نے
کہا یوں نہیں ہمارے طور پر پیش آئے قصہ حضرت صلعم پاس پہنچا نسائکم الحج نازل ہوا کہ
تمھاری عورتیں کھیتی ہیں جس طرح چاہو کھڑے خواہ بیٹھے خواہ چپٹ پٹیکہ سوراخ ایک ہو
اور ابن عباس فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ بنی حمیر کے حضرت کے حضور میں حاضر ہوئے بہت
باتیں پوچھیں ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میں عورتوں کو دوست رکھتا ہوں اور
اوندھار کے صحبت کرتا ہوں آپ کیا فرماتے ہیں تب سورہ بقرہ میں اُسکا جواب نازل ہوا او
اُس شخص کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی پھر حضرت نے بتایا کہ اپنی عورت سے تنجکو صحبت چپٹ
اور پٹ درست ہو بشرطیکہ فرج ہی میں ہو اور بھی حضرت جابر سے روایت ہے کہ انھوں نے
کہا کہ یہود کہا کرتے تھے کہ جس نے مباشرت کی فسرچ میں پیچھے سے اور عورت کو حمل ہاتھ لگا
احول پیدا ہوگا اسکے رد میں یہ آیت نازل ہوئی اور تفسیر صافی میں امام رضا علیہ السلام سے بھی
مروی ہے اسی طرح سے یہود کہا کرتے کہ اگر مرد عورت کی پشت کی جانب سے دھکی کر گیا لڑکا
احول پیدا ہوگا اسپر اللہ نے برخلاف قول یہود آیت نازل فرمائی کہ تمھاری عورتیں
کھیتی ہیں او اس کھیتی میں جیسے چاہو پشت کی جانب سے یا رو کی جانب سے اور زمین راہ
اللہ نے دخول فی البرکات یہ ترجمہ بلفظ عبارت صافی کا ہے من شاء فلیطالعہ و امام ابو حنیفہ رحمہ
علیہ نے اپنی مسند میں ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے اخراج کیا کہ اُنکی خدمت میں
ایک عورت عرض کرنے لگی کہ میرا شوہر مجھے اوندھ سے اور چپٹ جماع کرتا ہے مجھکو

ناگوار ہوتا ہے یہی سبب حضرت صلعم کو یہی فہم ہوا کیا مضائقہ اگر مقام واحد ہی یعنی سوراخ
 ایک ہو اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب امین خزیمہ بن ثابت کے طور پر استخراج
 کیا ہے کہ ایک سائل نے حضرت صلعم سے مسئلہ اثیان النساء فی اذہارین کا پوچھا فرمایا
 حلال ہے یا فہم یا لا باس جب وہ یہ سنکر چلا آپ نے اسے یلایا اور فہم یا کیا کہیو نہ کہاتو
 آیا اتیان جانب دبر سے قبل میں تو ٹھیک ہے اور دبر سے دبر میں تو نہیں اللہ شرم
 نہیں کرتا بیان حق میں خبر دار جماع دبر عورتوں میں نہ کرنا اور امام احمد نے طلق بن
 برید سے اخراج کیا کہ حضرت نے فرمایا اللہ شرم نہیں کرتا بیان حق سے جماع نہ کرو
 عورتوں کے سرین میں اور تمامی فقہاء اور محدثین اہل سنت متفق ہیں کہ اتیان جانب
 دبر سے دبر میں حرام ہے تو وہی نے منہج مسلم میں لکھا ہے کہ وطی فی الدبر حلال نہیں کسی حال
 میں نہ انسان کے ساتھ نہ حیوان کے اور مستوی شرح موطا میں لکھا ہے کہ وطی فی الدبر حرام ہے
 جو کوئی نادانستہ مبتلا ہوگا اسکو باز کھین گے نہ مانیکا تو تعزیر دینگے اور بدایہ میں ہے کہ
 جو کوئی عورت کے موضع مکرہ میں لیغے دبر میں وطی کرے یا قوم لوط کا عمل بجا لاوے
 امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک اس پر حد نہیں تعزیر یا دیگا اور صاحبین کے نزدیک
 زنا کی طرح حد مارا جائیگا جامع صغیر میں ہے کہ اسکو یہاں تک قید رکھینگے کہ توبہ کرے اور
 جو بعضوں نے دھوکا کھا کے جو اس فعل مذموم کی نسبت حضرت امام مالک کی طرف
 کی ہے وہ سہرا پان غلطی ہے اور حقیقت اسکی یہ ہے کہ مالک نامے احد الرواۃ شیعہ گذرا ہے کہ علت
 اور اباحت دخول فی الدبر کا قائل تھا وہ باعث اہتمام کا امام موصوف پر ہوا حالانکہ امام
 صاحب ان دونوں کے فاعلون پر حد تجویز فرماتے ہیں اور یہ تو قوم روافض میں دستور ہے
 کہ آپ کو کسی ایک مذہب میں مذاہب اربعہ سے متصف کر کے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے میں
 کثرت النعمہ فی احوال الائمہ میں موجود ہے کہ شیخ ابو عبید اللہ گنج بقیہ و تزویر آپ کو شافعی
 المذہب ٹھہرا کے اہل سنت کو فریب میں لاتا تھا اور کتب اسماء الرجال ناطق ہیں کہ اہل سنت
 شیعہ نے تمام علم ربقیہ اور تزویر اہل سنت سبر کی تا آنکہ معتد علیہ ہوا گنج بقیہ کا مارا جب
 آخر عمر میں کچھ حبشین اپنے مذہب باطل کے موافق روایات کرنے لگا من ذلک رواہ
 حسن بریمہ مرفوعاً ان علیاً و سبک بعدے کھل گیا کہ رافضی ہے اور حبشیوں نے امام مالک کی نسبت
 وطی فی الدبر کا جواز ٹھہرایا وہ حالہ دیتے ہیں کہ امام موصوف نے اپنی کتاب السیر میں لکھا ہے

حالانکہ کتاب اسیر کتاب مجہول ہے کہ اُس پر اعتماد نہیں ہو سکتا بلکہ قرطبی نے تصریح کی ہے کہ مالک بری ہے اس سے کہ اُسکی کتاب کتاب اسیر ہو اور بعض مالکیہ نے فرمایا کہ ناقلاً اجماعاً وطی فی الدبر کا امام مالک سے کاذب اور دروغ باز افترا پر داز ہے بالجملہ یہ فعل اہل سنت کے نزدیک قطعاً حرام ہے اور مذہب شیعہ میں حلال ہے جو کوئی اہل سنت سے علت کو نقل کرے منقول عنہ حقیقت میں ہستی نہیں چھپا ہوا شیعہ ہے اور قیاس مشہور حرمت وطی اداوار زنا پر یہ ہے کہ وقت احوال کے کریمہ سیکلونک عن المحیض فل ہو اذتی فاعترلوا النساء فی المحیض میں نجاست حیض کے سبب وطی قبل حرام کی ہے نہ نجاست براز کے باعث سے وطی فی الدبر کیونکہ حرام نہ ہوگی کہ ہر وقت یہ ناپاکی امعاء متصلہ بالدبر میں موجود ہے بخلاف قبل کہ جسہ ایام حیض کبھی ناپاک اور گندہ نہیں ہوتی اسی واسطے تالبا سے این مدت مباشرہ حرام ہے نہ بعد القضا اور وہ جو بعض معتادین فعل مذموم اس قیاس پر شبہہ کرتے ہیں کہ اگر یہی نجاست براز حرمت وطی فی الدبر کا سبب ہے تو چاہیے کہ نجاست بول بھی حرمت وطی فی القبل کا موجب ہو کیونکہ بول و براز میں حیث الخاستہ اخوان ہیں پھر جس طرح دبر نجاست براز سے کبھی خالی نہیں ہے ایسا ہی قبل نجاست بول سے ماری نہیں رفع اس شبہہ کا یہ ہے کہ علم تشریح میں شرح ہے کہ عورت کی فرج میں تین تجویف ہیں اعلیٰ اوسط اسفل اعلیٰ نشانے سے متصل ہے بدستور نادان بول اسی تجویف سے جاری ہوتا ہے اور اوسط والی تنگ ہے کہ اُس سے بیج نکلتی ہے اور اسفل والی فراخ تر ہے رحم سے ملی ہوئی ہنگام جماع ذکر ایسی تجویف میں داخل ہوتا ہے اور خون حیض اور جنین اسی تجویف سے خارج ہوتا ہے پس فرج میں یہ تجویف کبھی گندہ اور ناپاک نہیں ہوتی الا ایام حیض میں اور آن ایام میں جماع حرام ہے بخلاف دبر کے کہ ایک ہی راہ ہے اور متصل امعاء سے کہ معدن براز اور جابے نجاست غلیظہ ہے اور یہ فعل اطباء کے نزدیک بھی مضر ہے چنانچہ شیخ بوعلی نے قانون میں لکھا ہے کہ امر دون سے قبل ہونا جمود کے نزدیک قبیح اور شریعت میں حرام اور اس فعل میں ہر ایک جہت سے ضرر زیادہ ہے اور ایک جہت سے کم پس اس سبب سے کہ طبیعت حرکت کثیر کی محتاج ہوتی ہے تا خروج منی متصور ہو تو اس صورت میں ضرر بیشتر ہے اور اس وجہ سے کہ منی میں ذوق کثیر نہیں ہوتا جیسے

ضرر انبیاء علیہ السلام

و طی ادباً زینت تو اس ہنگام میں ضرر کمتر ہی اور عمدہ ضرر اتیان النساء فی ادباً ہر جا
 یہ ہر جو کتاب موجب اور سدید و فہمہ میں لکھا ہو کہ دخول فی الدبر والی کے
 گھبر میں اگر مٹا پیدا ہو بیشک علت ابنہ میں گرفتار ہوگا اس واسطے کہ زن مقناہ
 جب اس فعل سے لذت بردار ہوگی تو اسکی تاثیر لڑکے میں سداست کرگی اس سبب
 کہ بنا بر مذہب اطباء بر عضو ماب سے جو منی منفصل ہوتی ہی اس سے ہر عضو مولود
 مخلوق ہوتا ہی اور تبصرہ بلبیہ میں ثابت ہو کہ سفولہ فی الدبر جرحاً حاملہ اگر مٹا جسے
 اسکو علت ابنہ ہوگی لا غلٹ نہ اسی واسطے اشر صاحب نے اپنے حبیب کریم کی ہمت
 اس فعل زہل کو پسند نفرمایا اور نہ ہضہ انھیں قباحتون کے شارع نے فاعل پر تعزیر کا
 حکم دیا آہا حاصل اس تحقیق اور تحقیق سے بخوبی واضح اور لائح ہو کہ حرمت دخول
 فی ادباً النساء جمیع ائمہ اربعہ اور جمہور اہل سنت کے نزدیک اھنی ہر بیساکہ قسطاً میں
 ہر مذہب احمد و شافعی و مالک و ابی حنیفہ و صاحبیہ و ائمہ اور اختصار ہم لوہ و الدنہ عن فعل
 و تعاطیہ یعنی چاروں امام اور صاحبین سے امام ابو یوسف ربانی و امام محمد ابن حسن طیب
 اور جمہور اہل سنت اسر فہم ل کو حرام بتاتے ہیں اس واسطے کہ اسکے فعل اور تعاطی میں
 نہی وار ہو بلکہ شہادت اس تبصرہ خلاصہ تہذیب اور ارشاد وغیرہ کتب شیعہ سے باطل
 وجہ وضوح واضح ہو کہ قائل اور فاعل اس فعل کے رفضہ فسقہ اور انکے ائمہ فقرہ تنفر
 بن اور جو بعض ناواقف روافض مناظرہ امام شافعی اور محمد ابن حسن سے اباحت
 فعل نزدیک امام شافعی کے تفسیر در مشور سے بیان کرتے ہیں وہ ابن ادریس شعی ثنائی
 محمد ابن حسن سے ہو اور محمد بن حسن خدا ایک شخص شیعہ گذرا ہو اور اسی طرح اکیا بی حنیفہ
 نامے ہوا ہو چنانچہ سان المیزان میں ہو کہ ابو حنیفہ ناؤسیہ کی کنیت ہو اور اکیا شخص ابو حنیفہ
 ہم عقیدہ زرارہ گذرا ہو کہ جسکا حال کشی میں بروایت ابو بصیر یون مروی ہو کہ قال قلت
 لابی عبد اللہ الذین آمنوا ولم یلبسوا ایماہم فلم یظلم قال اعاذنا اللہ وایک یا ابابصیر ذہاب
 الظلم ذاک ما ذہب الیہ زرارہ و صحابہ و ابو حنیفہ و احباب یعنی ابو بصیر بتنا ہی میں نے
 اس آیت کو ابو عبد اللہ امام صادق کے حضور میں پڑھا فسرا یا ابو بصیر یہ بتنا
 محکو اور تنج کو پناہ دے اس ظلم سے یہ سلسلہ زرارہ اور ابو حنیفہ اور ابن دونوں کے
 توابع کا مذہب ہر شامی شیعہ کافی میں ہو کہ مراد اس ابو حنیفہ سے ابو حنیفہ البصری ہو

منجملہ قوم بنی عامر فقہ کہ خوب جانتا تھا اور اجتہاد کرتا تھا تا آنکہ ایک دن ہارون شہید کی مجلس میں حاضر ہوا اور دعوے کیا کہ امام صادق اور آپ کے اصحاب رافضی ہیں جھوٹا پڑا خلیفہ کے حکم سے اپنے اتباع کے ساتھ مار گیا یا بھسل اہل سنت کی کتابوں میں جہان ابوحنیفہ کی کسی نے برائی لکھی ہے یا بسنے انکو مرجعہ بتایا مراد اُس سے یہی ابوحنیفہ مادیہ یا ابوحنیفہ بصری ہے نہ امام ابوحنیفہ کو فی علیہ الرحمہ اور جو حضرت سیدنا حضرت عیسیٰ بن ابی طالب علیہ السلام نے ابوحنیفہ کو خارجی جہنی مرنی بتلایا ہے وہ اسی ابوحنیفہ کو بتلایا ہے مگر کسی رافضی نے غنیۃ الطالبین میں بعد لفظ اصحاب ابی حنیفہ کے نعمان بن ثبات کا لفظ زیادہ کر دیا حالانکہ نسخ صحیحہ میں یہ زیادتی نہیں ہے فانہم ولا یکن من الغالین القصہ قوم کے لوگوں نے کہا اے لوط تو ہریان سے دور ہو تو ہمارے پاس اوقات بصری کو آیا تھا اب حکومت کرتا ہے اور تو خوب جانتا ہے کہ ہم کو تیسہ سے بیٹیوں کی خواہش نہیں ہمارا مطلب تجھے خوب معلوم ہے فہر ما یوان لی بکم قوۃ او ادی الی رکن شہید یعنی کاش مجھ کو تمہارا سامنا کرنے کی قوت ہوتی یا جا بیٹھنا کسی محکم آسے میں خدا سے یہ کہ تجھے ذاتی زور ہوتا تو میں تمکو دفع کرتا یا شیر اور قبیلہ رکھتا ہوتا کہ انکی اعانت سے منع کرتا فہر ما یحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم اللہ انی لوطا یا دینی اے رکن شدید یعنی اللہ جسم کرے بھائی لوط پر کہ اُس نے پناہ پکڑی خدا سے کہ خدا نے بدد فرمائی اور حکم دیا فرشتوں کو اعانت کا تب فرشتوں نے کہا دروازہ کھول دو اور طالعون کو آنے دو حضرت لوط نے دروازہ کھولا کہ سب بیباک گھس پڑے اور جا پا کہ مہانوں پر ہاتھ ڈالیں حضرت جبریل نے ایک پر مارا کہ سب اندھے ہو گئے اسی کا اشارہ سورہ قمر میں ہے ولقد راودہ عن خلیفہ فطمنا عینہم فذوقوا ذلای وذرینے اُس سے لینے لگے اسکے مہانوں کو پھر چنے مشا دین انکی آنکھیں اب پتھو میرا غدا ہے اور ڈرنا اکثر اہل تفسیر کے نزدیک آنکھ ناک منہ سب برابر کر دیا اور ضحاک کی صرف آنکھیں مشا دین کہ مہان نظر نہ آئے سب واپس ہوئے جب قوم کے لوگ غائب رہا کہ تو فرشتوں نے کہا کہ ہم پروردگار کے بھیجے آئے ہیں ہم پر کسی دسترس نہوگا اپنے گھر والوں کو لیکر کچھ رات رہے نکل جاؤ اور منہ موڑ کر نہ دیکھے کوئی تم میں سے مگر تمہاری عورت کہ اُس پر پڑتا ہے چاہے پڑ گیا جیسا سورہ ہود میں مذکور ہے مطلب یہ ہے

کہ اپنی بیویاں اور گھبراہٹ کا اسباب لیکے جس مقام کا حکم ہو مصر یا شام یا زعرات کو چل دو مگر عورت کو ساتھ نہ لو اور سب کو آگے دھرو اور آپ پیچھے رہو تاکہ یہ لوگ چلنے میں جلد ہی کریں مگر سمجھا دو کہ پیچھے پھر کر نہ دیکھیں تاکہ ہول غذاب سے بچے رہیں چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام کچھ رات باقی رہے نکلے چودہ آدمی ہمراہ اور گھبراہٹ کا اسباب تھا اور حضرت جبریل علیہ السلام بھی تھے اُن سے مضطربانہ پوچھا غذاب کب آوے گا کہا صبح کو فرمایا صبح تو دور ہو حضرت جبریل نے کہا صبح نزدیک ہو کچھ دور نہیں کما قال اللہ تعالیٰ ان موعدهم الصبح ایس صبح بقریب یعنی وعدہ غذاب اُنکا صبح ہو کیا نہیں صبح نزدیک الغرض حضرت لوط علیہ السلام مع ہمراہیان آفتاب نکلنے زعرار میں پہنچے اور حضرت جبریل کو ارشاد ہوا کہ ان چاروں شہروں کو ابلیث دو کہ حضرت جبریل نے مطابق فرمان الہی عمل کیا چنانچہ سورہ ہود میں فرماتے ہیں فلما جارا امرنا جلنا علیہا ساقلہا واسطرنا علیہا حجارة من سجيل منضود مسومة عند ربک یعنی جب پہنچا حکم ہمارا کر ڈالی ہم نے وہ بستی اوپر پھینچے اور سبائیں پتھریاں کس کر کی تہ بتہ صاف بنائیں تیرے رب کے پاس کی حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ اپنی قوت و امانت کا حال ہمارے سامنے بیان کرو حضرت جبریل نے کہا کہ قوت میری یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو واسطے تخریب مجرمین قوم لوط کے کہ چار شہروں میں رہتی تھی اور ایک شہر سدوم انہیں ایسا تھا کہ وہاں ہستینائے اطفال و نساء چار لاکھ آدمی سلج پوش تھے بھیجا سو میں نے اُن شہروں کو ساتویں زمین کی تہ سے ایک پر کے اوپر اٹھا کر اتنا آسمان کے نزدیک لیگیا کہ آسمان کے رہنے والے اُن شہروں کے مرغون و کتون کی آواز سننے لگے پھر میں نے اُن شہروں کو اُسی غار میں اوندھا ڈال دیا اور مجھ کو کچھ تکلیف و بوجہ معلوم نہوا تفسیر زاد المسیر میں ہے کہ پتھریاں مہر کی ہوئیں بزرگ مختلف تھیں بعض سفید اپر نقطے سیاہ اور بعض سیاہ اپر نقطے سفید اور ہر ایک پر مجرم کا نام لکھا تھا تفسیر زاہدی میں ہے کہ بڑا پتھر ٹھم کے برابر اور چھوٹا گھر کے یا آنچورے کے مقدار تھا پوشیدہ نہ رہے کہ یہ ہی حادثہ ہوا کہ ایماندار بچ گئے اور کاسر مارے گئے تھے کہ حضرت لوط کی بی بی مسماۃ والہہ یا مالکہ بھی نہ بچی کیونکہ یہ عورت ظاہر میں منافق اور باطن میں مخالف تھی لیکن خدا سے تعالیٰ بلا تفسیر ظاہر غذاب نہیں فرماتے ایک حکم ایسا بھیجا کہ اُس سے نہو سکا اُس گناہ میں ماخوذ کیا یعنی یہ حکم ہوا تھا کہ کوئی منہ پھیر نہ دیکھے

سو عورت حضرت لوط نے بچھیر کے پوچھا قوم کا کیا حال ہے اس وقت ایک پتھر اسپر گر کر
داخل مار ہوئی اور بھی تفسیر نہ پائی، میں ہر کہ تک کا ستون ہو گئی ہر کذا فی تراجم التورات
الغرض یہ حادثہ اس طرح کا محیط تھا کہ اس قوم ناپاک کا آدمی جہان کہیں تھا وہیں اسی عذاب نیا
بتلا ہوا چنانچہ ایک شخص حرم شریف میں کسی کام کو گیا تھا سنگ عذاب چالیس دن تک ہوا
تھر رہا جب وہ مہم سے نکلا اسی سنگ عذاب نے سر توڑا اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ بروز حشر
اس قوم کی آواز آئیگی اور اہل حشر استفسار کریں گے کہ یہ کسی آواز ہے ارشاد ہوگا کہ شہرستان لوط کے
ساکنین کی آواز ہے، ورنہ میں چلاتے ہیں بعد اسکے اُسی وقت قوم لوط کو طلب کریں گے اور اُن کا کر
جنم میں بھیجیں گے، روایت ہے کہ جس جگہ یہ عذاب نازل ہوا ہے وہاں اب سمندر ہے اور پانی وہاں کا
ایسا شور ہے کہ مچھلی جاتے ہوئے مر جاتی ہے اسی وجہ سے اسکو سمندر مردہ بولتے ہیں اور اطراف کی
زمین سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ عذاب نازل ہوا تھا اگر کوئی ناواقف شبہ کرے کہ جب
شہرستان لوط الٹ گیا تو سب قوم کے لوگ ہلاک ہو کر زمین میں دب گئے وبالضرورت نظر
خلاق سے غائب ہوئے پھر تھیران برسانے سے کیا فائدہ ہوا کیونکہ وہ پتھر یاں تو وہ خاک پر پڑی تھی
تو جواب اسکا یہ ہے کہ اُن پتھریوں میں بسبب حدت مادے کے گوگرد کی خاصیت پیدا ہوئی تھی
اور حرکت بالبطہ کی قوت سے طبقہ بالاسے زمین کو پھاڑ کے کافروں کے بدن میں داخل ہوتی تھیں
اور جلاتی تھیں ہر چند کہ حالت تقلیب میں احتمال یہ نہیں ہے کہ ارواح نے فی الفور مفارقت کی ہو
لیکن تعلق روح کا بدن سے بعد مفارقت رہتا ہے وہی موجب عذاب برزخ ہے وگذا حدیث شریف میں
وارد ہے کہ مردے کی ہڈی توڑنا یا حرکت سخت دینا نہ چاہیے پس پلٹ دینا شہرستان لوط کا عذاب
دنیوی تھا اور جلاتا پتھریوں سے عذاب برزخی اور یہ بھی احتمال ہے کہ حالت تقلیب میں پتھر یاں
برسانی ہونے سے قبل پو پھنے تہ زمین کے واسطہ علم حقیقۃ الحال القصہ بعد اس واقعے کے
حضرت لوط علیہ السلام شہر زمر سے نکل کر مع اپنی لڑکیوں کے حضرت خلیل اللہ کے پاس
تشریف لائے اور سات برس تک زندہ رہے مقررین لکھتے ہیں کہ دسم ربیع الاول بروز چارشنبہ
انتقال جنت فرمایا مدت دعوت شریفیں برس تھی شریعت انکی عین شریعت ابراہیم علیہ السلام کی
تھی مزار شریف قریب مزار حضرت ابراہیم کے واقع ہے اور اخبار الدول میں ہے کہ قریہ کفر میں
جو ایک فرسخ مسجد خلیل سے واقع ہے مدفون ہیں اور مغارہ غریبہ میں ہے کہ مسجد عتیق کے نیچے
ساتھ بنی مدفون ہیں انہیں میں مرسل ہیں بعض مؤرخین نے عمر حضرت لوط کی پچاس کی

لکھی ہو مگر یہ سخن خلافت قیاس ہو کیونکہ وفات حضرت لوط بعد وفات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہوئی
 قائمہ باشندہم سفر التکوین تعزیت میں لکھا ہے کہ جب طہر زعفران میں رہتے ہوئے ڈوبے تو اپنی بیٹیوں کو لیکر
 غار میں چھپے وہاں بڑی بیٹی نے چھوٹی بیٹی سے کہا کہ باپ ہمارا بوڑھا ہو گیا ہے اور زمین پر کوئی مرد ایسا نہیں
 برہنہ پاس ہوے صلاح یہ ہے کہ اپنے باپ سے نسل لین تب حضرت کوثر ابلائی اور حالت زنی میں اول
 بڑی بیٹی ہم بستر ہوئی پھر چھوٹی اور دونوں حاملہ ہوئیں اور حضرت نے نہ جانا انتہی اسی طرح مزید
 مذکور میں ہے کہ اول سے جو بیٹا ہوا اسکا نام مواب رکھا اور دوسری سے جو پیدا ہوا اسکا بن علی
 پوشیدہ نر ہے کہ پیغمبر جلیل الشان پر ایسی تمت کرنا قانون عقل سے بعید ہے اور بڑی قباحت یہ ہے
 کہ راحوت موابہ جدات حضرت عیسیٰ سے ہے کیونکہ آنجناب اولاد داؤد میں اور راحوت مادر عابدہ علیہا
 پردہ اوردہ ہے حضرت لوط علیہ السلام گئی تھے از انجملہ ایک مرتبہ قوم نے پانی مانگا تو
 حضرت لوط نے دعا کی کہ بلا ابر پانی برسے لگا بعض اسلام لائے اور بعضے شکر ہوئے از انجملہ ایک مرتبہ
 ایک کافر کا بیٹا غائب ہو گیا اسنے کہا کہ آپ بتلاؤ میں میرا بیٹا کہاں ہے حضرت لوط نے دعا کی اللہ نے
 قبول کی کہ حضرت نے اُس کافر کے بیٹے کو دکھلادیا حالانکہ وہین پر دوسرے سو فرخ کا فاصلہ تھا از انجملہ
 سنگ سخت آپ کے ہاتھ سے موم ہو جاتا تھا چنانچہ جب کہی آنجناب پتھر پر سر رکھ کر تسبیح و نشان
 سر مبارک پھرمین ہو جاتا تھا پوشیدہ نر ہے کہ اس طرح کے کرامات بلکہ ایسی علی الدیوار است محمد علی صاحبہ الصلوٰۃ
 والسلام سے صادر ہوئے ہیں

تفریح نہم در احوال حضرت اسماعیل علیہ السلام

نام مبارک حضرت کا عجمی ہے اور دو طرح سے تکلم میں آتا ہے اسمیل و اسمین معنی اُس کے عربی میں طبع شدہ
 و لقب شریف بقولے اعراق الشری آدر و جتسمیہ معاملہ التنزیل میں یون لکھی ہے کہ حضرت ابراہیم نے اولاد کی
 دعا مانگی اور کہا اسمع یا ایل یعنی قبول کر ای خدا جب اسماعیل پیدا ہوئے تو حضرت ابراہیم نے نام
 اسمیل رکھا اور عبرانی میں اسکو اسمیل کہتے ہیں ولادت با سعادت انکی حدود شام میں باجر بطنیہ
 ہوئی اور حضرت سن میں بتلائے بلائے ہجرت دریغ ہوئے انھیں نے اولاً زبان عرب کلام فرمایا
 اور انھیں نے اپنے باپ کے ساتھ کعبہ تعمیر کیا اللہ جل شانہ نے انکو اہل مین و حضروت پر بعد
 حضرت ابراہیم اور مسیح یہ کہ رو بروئے حضرت ابراہیم کے بنی کیا اور اپنے کلام میں انکی شان میں
 وار کیا و انکی کتاب اسمیل انکان صادق الوعد و کان رسولاً نبیاً مجاباً سے روایت ہے کہ حضرت
 اسمیل جب کبھی وعدہ فرماتے تھے تو وفا کرتے تھے اور کبھی سے روایت ہے کہ ایک تہائی شخص

وعدہ کیا کہ جب تک تو نہ آویگیا میں اسی جگہ حاضر رہوں گا سو وہ سال بھر نہ آیا مگر حضرت اُسی مقام پر
کھڑے رہے اور برگہما سے درخت کھایا کیے اور عادت حضرت کی یہ تھی کہ ہمیشہ قوم کو اُسے نماز
وایتنا سے زکوٰۃ کی تاکید فرماتے تھے کیونکہ نماز عبادات بنیہ میں اشرف العبادات ہے اور عبادات
مالیہ میں زکوٰۃ کا قال شد وکان یا مزلہ یا بصلوۃ وازکوٰۃ وکان عند ربہ مرضیا حضرت ابن عباس
فرماتے ہیں کہ حنیف آئینہ پر فرض تھی جس طرح ہم لوگوں پر ہے اور شریعت انکی میں شریعت حضرت
ابراہیم کی تھی اور از جملہ معجزات ایک معجزہ یہ ہے کہ اہل بادیہ نے کہا کہ خشک پستان ہے دودھ نکالو
سو حضرت نے بھناقہ سے کہ لائق دودھ دینے کے نہ تھا دودھ نکالا آرا بھلا اہل بادیہ نے کہا کہ درخت
شکستہ میں اگر پھل لگن تو ہم ایمان لا دین حضرت نے دعا کی کہ درخت مذکور میں پھل لگے مدت دعوت
پچاس برس تھی اور عمر ایک صدوی و ہفت سالہ مرقدر شریف بین المزیاب و المحجرات واقع ہے اخبار اللہ
میں ہے کہ جب ابن زبیر نے بنا کے کعبہ کھودی تو ایک تابوت سبز سنگ مرمر کا نکلا ابن زبیر نے اُسکا
حال علماء عہد سے پوچھا انھوں نے کہا یہ قبر باجرو اسماعیل کی ہے بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ حضرت
قوم جرہم میں دومرتبہ نکاح کیا پہلی بی بی کو باہیا سے والد زبیر گزار مطلقہ فرمایا اُسے کوئی اولاد نہ ہوئی
مگر مسماۃ زعلہ بنت مضاض زوجہ ثانیہ سے بارہ یا گیارہ بیٹے پیدا ہوئے اگرچہ تمام اولاد قوم میں
سردار تھی لیکن قید رو ثابت بڑے نامور تھے چنانچہ ہمارے حضرت صلعم بنی قید زمین میں ہی برج اللہ
میں ہے کہ نور محمدی حضرت اسماعیل سے قید زمین آیا اور اُسے عہد نامہ حفاظت لکھوا گیا اور اُسکو
حضرت اسماعیل نے تابوت سکینہ میں رکھ کر قید رکے سپرد کیا پھر حضرت اسماعیل نے وفات پائی اور قید رکے
قوم جرہم میں اوقات بسری اختیار فرمائی اور صفت شجاعت و فن تیر اندازی و چابکداری میں
مشہور ہوئے بعد چندے یہ خیال دہن گیر ہوا کہ حسب نسب کمال اولاد ہی علیہ السلام میں منحصر ہے
اسی لیے اُس قوم کی عورتوں سے مکرز نکاح کیے مگر اُس نور سردار سردار نے انتقال لکھا آخر کار یہ خوب
دیکھا کہ یہ نور مجازی عربیات میں جاری ہوگا تو ناحق تقدیر کے خلاف تدبیریں کرتا ہے تب مسماۃ
فاضرہ غریبہ سے نکاح کیا کہ وہ نور اُس سے منتقل ہوا لب مازان قید رکے چاہا کہ تابوت سکینہ
کھولوں غیب سے آواز آئی کہ تمکو اجازت نہیں ہے یہ امانت کنعان میں جا کر یعقوب ابن اسحق
سپرد کر و چنانچہ قید رکے تابوت سکینہ اپنی پشت پر لا دا اور پیادہ پا جانب کنعان متوجہ ہوئے
منتقل شہر مذکور کے تابوت سے ایک آواز نکلی کہ حضرت یعقوب اُس آواز کو سن کر اپنے بیٹوں کے کتبہ
استقبال روانہ ہوئے اور قید رکے ملاقی ہو کر تابوت سکینہ لیا اور فرمایا کہ آج رات کو مسماۃ فاضرہ سے

ایک بیٹا پیدا ہوا اور آفتاب نبوت محمدی برج محل سے طالع ہوا جب کہ قیصر گھر آئے تو دیکھا کہ فی الحقیقت
 محل نامے بیٹا انکے گھر میں پیدا ہوا ہے اور نور محمدی اسکی پیشانی میں چمکتا ہے پھر جب محل جو ان ہوا تو
 قیصر اسکو جبل اوقیس پر لینگے اور بطریق وصیت نہ بطریق کتابت ایک اقرار لیکر وفات پائی مسمی
 مقام میں مدفون ہیں پھر وہ نور مظهر محل سے نبوت میں درجہ سے تشریف میں وسمیع سے آؤد میں
 اُس سے آدین اُس سے عدنان میں آیا و ہذا ہوا صبح المعتمد علیہ اور جو محمد ابن اسحاق طہای نے
 سیوطی میں لکھا ہے کہ حضرت علیہ السلام بیت ابن اسمعیل کی نسل میں ہیں اور حسب ہجۃ المآخذ
 بھی اسی کو تصحیح کیا ہے اکثر محققین کا اس روایت پر اعتقاد نہیں ہے وانشاء علم حقیقۃ الحال

تفہیم در احوال حضرت حق علیہ السلام

تمام بھی عجیب ہوئی تھی اوقی ہو وزیران عبری میں آتی تھی بنی ہاکایا ہوا کہ انہوں نے نبی حسین کیا تھا حضرت اسمعیل
 چودہ یا تیس برس چھوٹے تھے اللہ تعالیٰ نے انکو بھی رو برو سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نبوت سنایا
 فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے وہ ہبنالہ حق و یعقوب و کلادہ لہنا نبیا یعنی غشا چنے ابراہیم کو ملحق ہو گیا
 اور دونوں کو بھی کہا روایت ہے کہ جب نہ حضرت اسحق کی چالیس کو پہنچی تو حضرت لوط کی بیٹی سے نکاح کیا
 اور صحیح یہ کہ رقیقہ بنت منویل سے عقد ہوا اور ساتھ ہر کی عمر میں اولاد کے واسطے دعا مانگی خداوند تعالیٰ
 انکی بی بی کو دو بیٹوں سے ایک یعقوب علیہ السلام دوسرے عیسو بنیادت داد و حالہ فرمایا جب بنت وضع
 محل پہنچا تو یعقوب نے چاہا کہ میں پہلے نکلوں عیسو نے کہا اگر پہلے نکلیں گے تو میں والدہ کو مار ڈالوں
 سو حضرت یعقوب نے بلحاظ بزرگی والدہ کے تو وقت فرمایا تب عیسو اول ظاہر ہوئے و لہذا نام انکا
 عیسو ہوا لہذا علیہ السلام یہ نام فاسوس میں بنیادت داد و ہوا اور اس علوم میں بیرون و احوال لکھا ہے یعقوب
 عقیب عیسو پایا ہوسے اسلئے یہ نام ہوا حالانکہ یعقوب پیت میں عیسو سے بڑے تھے اور حضرت
 یعقوب حالت طفولیت میں موصوف برحمت ولینت تھے ایام شباب میں صاحب موشی وزارت ہو اور
 مفلحیت موصوف بخلط سختی تھے عنفوان شباب میں صاحب صید و شکار ہو اور ساقہ ریتا کو یعقوب
 بنی اسرائیل کی محبت زیادہ تھی اور عیسو پر صرف شفقت بعد چندے حضرت اسحق بصیر ہو گئے تب یعقوب کے
 واسطے نبوت و ریاست کی دعا کی اور عیسو کے واسطے ملک و محنت کی اور کثرت نسل و بقا کے ذریعہ کی دعا
 نے قبول فرمائی یعنی یعقوب کی اولاد میں نبوت آئی اور عیسو کی اولاد میں سلطنت چنانچہ عیسو تمام
 روم کے باپ کہلاتے ہیں بنی الاصفرائیم کی اولاد ہیں اور جو بادشاہ ہوا وہ بنی الاصفرائیم کی اولاد ہیں ہوا
 اور یعقوب کی اولاد سے تمام انبیاء ہوئے مگر نوح و ہود و صلح و لوط و الیوب و شعیب و ابراہیم و اسمعیل

محمد مصطفیٰ علیہ السلام حضرت اسحق کی ایک سوتیلی بہن کی ہوتی اور وفات اسوقت ہوئی ہے
جبکہ حضرت یوسف وزیر مصر ہو چکے اور اپنے باپ کے پاس مدفون ہیں کنانی اخبار الدول مجتہد
مشہور لکھتے ہیں کہ ایک کافر چند کھالین مختلف جانوروں کی لایا اور بولا کہ اس میں جان ڈالو تو میں ایمان
لاؤں حضرت اسحق نے جناب الہی میں دعا کی فی الفور ان کھالوں میں جان پڑ گئی یعنی جس جانور کی
کھال تھی وہی جانور زندہ ہو گیا اخبار الدول میں ہے کہ حضرت اسحق علیہ السلام کو بھی فریج کھتے ہیں اور
فریج ان کا بیت ملیا تھا فائدہ قصص الانبیاء مشہور میں لکھا ہے کہ آخر عمر میں حضرت اسحق نے عیسوی سے
کہا کہ بوقت خاص میرے واسطے کباب لاؤ تو میں نبوت کی دعا تیرے لیے کروں یہ خبر والد یعقوب و
عیصو کو پہنچی اور وہ یعقوب کو زیادہ پیار کرتی تھیں سو انھوں نے یعقوب کو عیسو کا لباس پہنایا اور
فمائش کی کہ آواز اپنی مانند آواز عیسو کے بدل کر اسحق کے پاس حاضر ہو اور سہنا کر میرے واسطے
دعا کیجیے چنانچہ حضرت یعقوب نے اسی طرح کیا اور حضرت اسحق نے دعائے نبوت فرمائی تھوڑی دیر بعد
عیصو کباب لیکر آئے اور دعا کی درخواست کرنے لگے حضرت اسحق نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ تیرے واسطے
دعا کر چکا ہوں عیسو نے کہا مجھ کو خبر بھی نہیں ہے تب حضرت اسحق نے تفتیش فرمائی کہ وہ دعا کون ایگیا معلوم ہوا
کہ یعقوب اول مرتبہ آگے و برکت دعا لیکر لا چار عیسو کے واسطے یہ دعا فرمائی کہ بادشاہت تیری نسل میں ہے
انتہی میں کتنا ہوں کہ یہ مجلسازی نصاریٰ کی ہے کہ ایسی تہمت کرتے ہیں اور صاحب قصص الانبیاء نے بلا حاشیہ
صحیح روایت باب بیست و نهم سفر التکوین میں نقل کی ہے عا طیل لیل اسی کو کہتے ہیں وزیر قصص الانبیاء
کہ بعد وفات ابراہیم علیہ السلام کے حضرت اسماعیل نے اپنے چھوٹے بھائی اسحق سے کہا کہ باپ کے حکم سے کوئی
چیز مجھے بھی ملے حضرت اسحق نے کہا تم لوٹو کی اولاد ہو کہ میراث پدر زلیلی اس بات سے اسماعیل علیہ السلام کو
بچ ہوا دفعۃً حضرت جبریل نے اسحق غم سے کہایا کہ کام بس نازیبا تھا کہ کو نہیں معلوم ہے کہ سید ولد آدم محمد
صلی اللہ علیہ وسلم اسکی نسل میں ہو گا اور آخر زمانے میں تمام جن و انس کا رسول بس اس گفتگو کی سزا میں اللہ صاحب
حکم دیا ہے کہ تمھاری اولاد کو ملا اسماعیل اپنا ملا کو بنادین اور تیری امت میں قوم جو پیدا ہوں کہ پیروں کو نافع قتل
کریں اور یہ بھی فرمایا کہ اس نسل کا نتیجہ یہ ہو گا کہ یوسف ابن یعقوب تمھارا پوتا غلام بنایا جائیگا اور بچہ گا اس
پیغام کے شننے سے حضرت اسحق بہت رو گئے کہ انھیں جاتی رہیں اور دو برس حضرت جبریل شریفین میں لائے
اس عرصہ میں حضرت اسحق نے توبہ و ندامت میں ایام بسر کیے بعد اُس کے اللہ صاحب نے توبہ انکی قبول فرمائی اور
حضرت جبریل نے پیغام دیا کہ توبہ قبول ہوئی اور تمھاری اولاد میں ایک پیغمبر اور العزم پیدا ہو گا جو کہ بلا واسطے
کسی فرشتے کے اللہ صاحب سے کام کرے گا اس پیغام سے اسحق علیہ السلام کو تسکین ہوئی و اللہ اعلم

تفريح يازدہم در احوال یعقوب علیہ السلام

انکو اسرائیل بھی کہتے ہیں بنی عبدمنہ کہ چونکہ اسرائیل کو لغت بنی بندہ بنی اسرائیل کہتے ہیں اس لیے اس کا ترجمہ بنی اسرائیل ہے اور اس لیے اس کا لقب
 و ترجمہ یعقوب کی ذکر حضرت اسحق مین مندرج کی گئی ہے اور ترجمہ اسرائیل کی بعض کتب مین یون لکھی ہے کہ جب یعقوب
 جوان ہوئے تو ایک وزان کے باپ نے خلوت خانے کا دربان مقرر کیا اور فرمایا کہ اس جگہ کوئی نامحرم نہ آوے
 اسی دن ایک شہتہ بسورت انسان آیا اور زیارت حضرت اسحق کا سہمائی ہوا حضرت یعقوب نے منع کیا اُس نے
 بزور جانا چاہا آخر کا حضرت یعقوب سے گفتی ہوئے لگی مگر فرشتہ معلوم کیا دفعۃً حضرت اسحق خلوت خانے سے
 باہر نکلے اور اس سائل کو دیکھ کر متحیر ہوئے اور فرشتے کو چنان کر سعادت پیش آگئے تب اُس نے کہا کہ ہمارے
 اسکا نام اسرائیل رکھو کیونکہ اسرائیلی زبان مین مقبول کو کہتے ہیں اور بنی یعنی خدا ہر سو یہ لڑکا اچھا مقبول خدا ہر کہ
 لحاظ و پاس کسی کا مختار سے حکم کے سامنے نہیں کرنا اُسی وقت سے نام یعقوب کا اسرائیل ہوا مین کہ کتابوں
 کہ اس روایت کی کچھ پہل نہیں ہے غالباً کتب محرقہ بنی اسرائیل سے ماخوذ ہے کیونکہ ترجمہ توریت مین ہر کہ ایک
 شخص یعقوب سے رات بھر شتی لڑتا رہا جب ہ یعقوب کو مخلص نہ کر سکا تو چپکے سے یعقوب کی ران کے پاس
 یہ لگا کر ناگ کی نرس چڑھا دی اُس کے بعد یعقوب نے اُس سے برکت مانگی اُس نے برکت دی اور کہا آج سے تیرا نام
 اسرائیل ہوگا اور یعقوب نے اُس مقام کا نام فناء رکھا کہ مین نے خدا کو روبرو دیکھا اور میری جان بچ گئی اور
 برخلاف اسکے کتاب پیدائش کے بیسیویں باب مین ہے کہ خدا یعقوب کو پھر دیکھ پڑا اور اسکا نام اسرائیل کہا
 اسپر طرہ یہ ہے کہ پوری فتنہ و فتناء الاسرائیلین لکھا ہے کہ گشتی کرنے والا عیسیٰ مسیح تھا ابجد اسرائیل کی
 حقیقت اسی قدر ہے جو مین نے بیان کر دی اور صحیح وجہ تسمیہ کی یہ ہے کہ جب حضرت یعقوب بخوف عیسو اپنے
 مامون کے پاس جانے لگے تو رات کو چلتے دن کو مقام کرتے تھے اس سبب سے اسرائیل نام ہو گیا چنانچہ عربین
 لکھا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام حضرت اسحق علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور کہا اللہ نے تمہارا صبر دیکھا اور
 بعض نور بصرو عا تمہاری اعزاء و اولاد کے حق مین قبول کر لیا جو چاہو ہوتا عا کرو چنانچہ حضرت اسحق نے دعا
 نبوت عیسو کے حق مین کرنا چاہی مگر مقتضائے تقدیر نام حضرت یعقوب کا زبان مبارک نے کلام
 کہ وہ بنی ہوئے اس بات سے عیسو کو یعقوب سے کہدورت و بخش پیدا ہوئی کہ انکی والدہ کو جان کا
 خوف لاحق ہوا تب انھوں نے کہا کہ تم میرے بھائی کے پاس فلسطین مین چلے جاؤ نا چار یعقوب
 علیہ السلام نے ہجرت فرمائی و بخوف برادر رات کو چلتے دن مین کسی جگہ قیام کرتے اسی سبب سے نام
 اسرائیل ہو گیا الغرض سفر فلسطین مین ایک رات سر ہانے اپنے پتھر رکھ کر سو رہے تو خواب دیکھا
 کہ ایک نے میرے سر ہانے سے دروازے آسمان تک لگا ہوا اسپر فرشتے آتے جاتے مین اور

اسی وقت کو سہرہ نے کہا انا اللہ لا الہ الا انا الہک والہ اباک وقد اوتیک مذالارض المقدسة
ولذرتیک من بعدک وبارکت فیک وفیم وجعلت فیک الکتاب والحکم والنبوة القصص حضرت
یعقوب علیہ السلام لایان اپنے مامون بن منویل کے پاس فلسطین میں پہونچے اسکی دو بیٹیاں
تھیں ایک لایا خواہ کیا یا دیا دوسری راحیل سوا سے دونوں بیٹیوں کو یعقوب کے نکاح میں لیا
کیونکہ اسوقت تک جمع بین الاختین درست تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں منع ہوا اور تفسیر
سراج المشرقیہ لکھا کہ جبائی یوسف علیہ السلام کے گیارہ تھے یوڈا اور یوڈیل وسمعون و لاد و
زبول و یقول بقاعی بنائے محمد و بار موصوہ و کسخریہ چھ سماء لیا دختر لیاں سے کہ مامون حضرت
یعقوب کا تھا پیدا ہوئے اور فراق و فتنائی بنوں مفتوحہ و فاساکنہ و ثناء و فقیہ و لام بعد از ان
یا و جا و اسر چار نفر دو لونڈیوں سے بعد اس کے لیا نے وفات پائی تو راحیل اسکی بہن سے نکاح ہوا
اسے حضرت یوسف بنیا میں ہوئے اخبار الدول میں ہر کہ لیا و راحیل کے پاس ایک ایک
لوٹدی تھی وہ بھی دونوں حقیقی بہنیں تھیں چنانچہ دونوں کو دونوں بیٹیوں نے ہم کیا کہ حضرت
یعقوب نے امیر بھی اپنا تصرف جاری فرمایا کہ اُسے چھ بیٹے ہوئے یا خرو و یقول و دان و تقال
و کال و اشار اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ اول حضرت یعقوب کا نکاح لیا سے ہوا جب مری
تو لایان نے دوسری بیٹی سماء یا نیا سے نکاح کر دیا اس سے پانچ بیٹے پیدا ہوئے و ان و فقیال
یا بغالی یا یثیالین و جا و یا کا و اور اشیر و شجر و سا فا و شجور و نسا جرو نسا جار بھی انکو بولتے ہیں جب
وہ بھی مریں تو رفا سے نکاح کیا کہ اُس سے زبائون یا روتون پسرو دنیا خواہ و نیتہ دختر متولد ہوئی
جب ہ مریں تب راحیل سے نکاح ہوا کہ اُن سے مکشام میں یوسف علیہ السلام و کنعان میں بنیا میں
پیدا ہوئے اور پنج حمل کے بعد راحیل نے وفات پائی لیکن اصح یہ ہے کہ لیا و راحیل سے ایک وقت میں
نکاح ہوا چنانچہ مذکور ہوا اسیکا اشارہ قرآن مجید میں ہے لا تجنوا بین الاختین الا ما قد سلت اور
رفا و یلیا خواہ بلقا و نڈیان تھیں جیسا کہ کتب نبی اسرائیل میں ہے یا بجہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے
بارہ بیٹے ہوئے انھیں کو اسباط بولتے ہیں اور سبط کلام عرب میں وہ درخت ہے جسکی شاخیں بہت ہوں
سو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹیوں کی اولاد کثرت سے ہوئی ہے روایت ہے کہ جب عمر حضرت
یعقوب علیہ السلام کی چالیس برس کو پہونچی تو دجی ہوئی کہ تم کنعان کے نبی ہوئے اب یہاں سے
جا کر دعوت حق کرو اور شریعت ابراہیمی پر وہاں کے لوگوں کو بلاؤ چنانچہ حضرت یعقوب نے اپنے
مامون لایان سے بیان کیا اُس نے نقد و جنس دے کر اہل و عیال و خصلت کیا متقل کنعان کے

یہ بیان ہے کہ
یوسف علیہ السلام
کی بیوی راحیل
نے دو بیٹیاں
پالیں
ایک لایا خواہ
ایک لایا دیا
دوسری راحیل
سوا سے
دونوں بیٹیوں
کو یعقوب
کے نکاح میں
لیا

عیصو برادر یعقوب بنا بر استقبال آئے اور نیکل گیر ہوئے حضرت یعقوب نے بنظر دفع شرہ دسواں حصہ
 موشی کا ٹکڑا دیا وہ جانب روم چلے گئے اخبار المدول میں ہر کہ سدی فرماتے ہیں جب یعقوب علیہ السلام
 پانسو چاس راس عیسو کو دیئے تو وحی آئی اے یعقوب تو نے ناحق اپنا مال ضائع کیا اور مجھ پر توکل
 نہ کیا اسکی منہ پر یہ ہر کہ اسے قدرت آدمی تیری اولاد کی اولاد عیسو کے ملوک ہونگے سو جب سلطان روم
 بیت المقدس پر غلبہ پایا تو طور اس وحی کا ہوا اور نبض اہل سیر نے اس مقام پر لکھا ہر کہ خبر
 تشریف آوری حضرت یعقوب علیہ السلام جب عیسو کو معلوم ہوئی تو اول جوش و خروش میں اگر مقابلہ
 کرنے کو مستعد ہوئے مگر بغالیش عقاباً آخر میں ملوک پیش آئے اور ملاقات کر کے ملتحمس ہوئے کہ تمکو
 اللہ تعالیٰ نے از روئے نبوت بزرگی عطا کی ہر سو تم میرے حق میں اور اولاد کے حق میں دعا کرو چنانچہ
 حضرت یعقوب علیہ السلام نے دعا فرمائی اور عیسو روم کو روانہ ہوئے روایت ہر کہ عیسو نے حضرت
 اسمعیل علیہ السلام کی بیٹی سے نکاح کیا اُسے پانچ بیٹے پیدا ہوئے از انجاء ایک دوم نام تھا کہ
 اسکی نسل سے سب رومی ہیں اور تمام سلاطین روم اسی کی نسل میں ہوئے ہیں عمر عیسو کی ایک
 پتالیس برس کی ہوئی جس دن حضرت یعقوب علیہ السلام نے سفر آخرت فرمایا اسی دن عیسو نے
 بھی وفات پائی اور اپنے والدین کے متامل تمام خیران میں مدفون ہوئے بعض کہتے ہیں کہ حضرت
 ایوب پیغمبر عیسو کی اولاد میں ہیں وہ صحیح اور بعض کہتے ہیں کہ عیص بن ناخور کی اولاد میں
 لیکن بنی اسرائیل سے خارج ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت لوط کے نواسے تھے اور تحقیق اسکی
 حضرت ایوب کے حال میں کیجا گئی القصة حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں دعوت ایمان شروع فرمائی اول
 یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ شہر کنعان میں کھلمین واقع تھا رہنے والے وہاں کے تنگی جگہ کے شاکی تھے سو بد دعوت قوم
 انکی خلیفہ کے واسطے دعا فرمائی وہاں کا خداوند حقیقی دونوں مانتھوں اشارہ کیا کہ دونوں یہاں پر رہیں اور مقام
 دوسرے معجزہ یہ ہوا کہ یہود نے قوم عاقبہ سے مقابلہ کیا اور حالت مقابلہ میں برجھاٹوٹ گیا یہود نے حضرت یعقوب کو آواز دی
 کہ انجنا ہے تشریف فرسخ سے آواز سنی اور برجھاٹوٹ دوسرا پھینک دیا کہ انکی اخبار المدول تشریف آجڑہ یہ ہوا کہ اس
 وقت میں سلیم بن دہر اکنعان میں بادشاہ تھا وہ مع بشکرا اپنے حضرت یعقوب کے پاس کر ٹھیا اور
 مستفسر ہوا کہ آپ کس طرح بلا اجازت بیان مقیم ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں
 یعقوب بنی اسرائیل ہوں تا ابراہیم خلیل اللہ کا ہوں اور حکم خدا ایمان آیا ہوں تاکہ تجھے اور تیری قوم کو
 دعوت ایمان فرماؤں اگر تو قبول کرتا ہو تو تیرے حق میں بہتر ہو ورنہ تجھ پر ہر کہ ذکر و نگاہ اسنے
 غیظ میں اگر کہا تمھارے ساتھ لشکر کمان ہو جو مجھ سے لڑو گے تب حضرت یعقوب علیہ السلام نے

شمعون کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ انشاء اللہ میں اس بادشاہ پر باعانت خدا و ملائکہ و اولاد جہاد کرونگا
 اسی وقت بادشاہ اپنے قلعہ میں جا بیٹھا اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے دعوت ایمان فرمائی مگر
 قبول نہ کیا لاچار اولاد کو جہاد کرنے کا حکم صادر فرمایا چنانچہ شمعون بن یعقوب تن تنہا اس قلعہ کے
 دروازے پر جا بیٹھے اور یوں دعا فرمائی اللہم افتح لنا ہذا وانت خیر الفاتحین بسم اللہ الابرار
 و احق و یعقوب اور ایک پر دہنا اپنا دروازے قلعہ میں مارا کہ تمام قلعہ میں زلزلہ پڑ گیا اور دیواریں
 اسکی گر گئیں کہ اکثر لوگ دب کر مر گئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام داخل قلعہ ہوئے اور بادشاہ
 منہزم ہوا اور تمام لشکر غائب ہو گیا ہر اہل ان یعقوب علیہ السلام نے مال و متاع خوب لوٹا غنیمت
 حضرت یعقوب علیہ السلام کی ایک تلوستیا النینا بیتا یسین س کی ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
 پاس مدفون ہیں اور باقی احوال انکا حضرت یوسف علیہ السلام کے حال میں لکھا جائیگا

تفریح دوازہم در احوال حضرت یوسف علیہ السلام

یوسف بعض کے نزدیک عیسیٰ پر ہذا ممنوع الصرت ہوا الخا و عن سبب آخر سو اتعریف و توحی اس میں مکتوبین
 پڑھا گیا کہ انی ثوب التبریل لہا باسط القوی و رخص کے نزدیک بی خودیت یافتہ کانی قولہ تعالیٰ فلما اغتوا قہنا لینے
 جب جھوٹ لالی ہمکد لہ یا عینہ او اخبار الدول میں ہے کہ یوسف مشتق سے ہے و ہونی اللانہ بمعنی الحر و اوی بنی العیہ
 و البعد کہ یہ دنوں حتی یوسف علیہ السلام میں مبع ہوئے تھے کہ اقال الترنزی فی تفسیر و یکذا فی عالم التفریل اور
 عین المعانی میں ہے کہ قصہ یوسف علیہ السلام اس سبب حسن القصص ہے کہ صاحب قصہ حسن تھا اور بحر الحقائق میں
 کہ اس وجہ سے حسن ہے کہ احوال انسان سے شبہ ہے یعنی یوسف دل یعقوب و دل اصل نفس و اول
 قوی و جوارح اور اللہ صاحب فرماتے ہیں ولقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم اور علامہ شرنذی
 فرماتے ہیں کہ وجہ حسن ہونے کی یہ ہے کہ اور پیغمبروں کے قصے قرآن شریف میں متفرق ارشاد ہوئے
 اور انکا قصہ ایک ہی سورہ میں ہے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ بابہ سورہ تون میں ہے اور نوح
 علیہ السلام کا چلہ سورہ تون میں اور ابراہیم علیہ السلام کا اٹھارہ میں اور لوط کا نو میں اور
 موسیٰ علیہ السلام کا انتیس میں اور شعیب علیہ السلام کا تین سورہ تون میں اور عزیز علیہ السلام کا
 دو میں اور سلیمان علیہ السلام کا چار میں اور داؤد علیہ السلام کا پانچ میں اور زکریا علیہ السلام کا
 تین میں اور عیسیٰ علیہ السلام کا نو میں اور بعض کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت یوسف
 علیہ السلام کو کیتائے زمانہ نسہ مایا تھا تین امر میں اول حسن صورت کہ نو حصے حسن کے
 یوسف کو عنایت کیے اور ایک حصہ آفر آدمیوں کو اور مخزن اسرار میں ہے کہ اللہ نے حسن

ہزار حصے فرمائے ایک حصہ تمام عالم کو دیا اور باقی حضرت یوسف کو اور اخبار الاول میں ہر کہ
تھے یوسف علیہ السلام سفید رنگ حسن الوجہ اور بال اُنکے گھونگھروالے اور آنکھیں سیاہ
زہت ثمرین نہ چھوٹیں اور مابین دونوں آنکھوں کے ایک خال سفید گویا ماہ شب چہارہ ہم اور
یعنی بلند اور رخسارے پر گوشت اور رخسارہ راست پر ایک خال سیاہ اور دنیاں مبارک
روشن دنیاں جب ہنستے تو نور کی چمک سی روشنی ہو جاتی اور وقت تک ٹانگے سے ایک نور
دھلائی دیتا اور شکم مبارک بار یک اور زناٹ چھوٹی اور ساعدین و ساقین و بازو پر گوشت اور
نزاکت کا یہ مرتبہ کہ جب خواہ و قبول تناول فرماتے تو سبزی اُسکی حلق و سینے میں نظر آتی اور وہی
چہرہ مبارک کی ایسی کہ جب کسی کو جیسے میں گزرتے تو درو دیوار میں عکس و شنی کا نمودار ہوتا
سمایری الشمس الما علی الجدران قال عکرمة کان یوسف علی سائر الناس فی افضل فضل القمہ
لیلیۃ البدر علی سائر النجوم وروی عن ابی سبید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راست

لیلیۃ البدر فی السما و یوسف کا قمر لیلۃ البدر و قال الحق ابن قمرہ کان یوسف اذا سار
فی الزمۃ منسمر ما لا نور وجہ علی الجدران کذا فی المعالم اور نظم الجواہر میں ہر کہ یہ قصہ مشتمل حاصل
و محسود مالک و ملوک و عاشق و مغشوق پر ہر اس سبب سے حسن القصص ہے اور عالم میں ہر
کہ اس میں احکام و نکات و فوائد سفید دین و دنیا کے مثلاً سیر ملوک و مالیک و علما و کرام و صبر
برائے اعدا و غیرہ لہذا حسن ہے ابن عطا فرماتے ہیں کہ نہیں سننا قصہ یوسف کو محزون
مگر یہ کہ دفع ہو جاتا ہے اسکا غم اور تفسیر سراج المنیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت
کہ حضرت صلعم حضرت یوسف کی شان میں فرماتے ہیں الکریم ابن الکریم ابن الکریم یوسف بن تقویہ
بن احمق بن ابراہیم اور انیس العاشقین میں ایک روایت غریب ابن عباس سے لکھی ہے کہ
ایک گنوار نے حضرت صلعم سے پوچھا کہ یوسف حسین تھے یا آدم فرمایا یوسف میں آدم کا
نشان تھا کیونکہ آدم کو اللہ نے دو نعمتیں دی تھیں حسن و انگشتی کہ برکت حسن و چونکہ
مخدوم و ہیبت خاتم سے فرشتوں کے مسجود ہوئے جب ازیت صادر ہوئی تو نور عیش پر گیا
اور خاتم شاخ طوبی پر جب اُنکی ازیت ہوئی تو نور حسن یوسف کو ملا و خاتم سلیمان کو اور یہ بھی
ارشاد کیا کہ یوسف متوسط القاست تھے اور بال اُنکے بہت سیاہ کہ شب تار کو اس سے نسبت
نہیں اور چہرہ ایسا نورانی و روشن کہ آفتاب و روز کو کہچہ مناسبت نہیں اور آنکھیں ایسی بیاری
گو یا دو چشمہ بہشت جاری اور اک یہ رخسار پر خال گویا اختر سب زہال اگر صورت اُنکی بھوکھا دیکھتا

سیر ہو جاتا اور جو بیگانہ دیکھتا تو بیکانہ ہو جاتا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یوسف کو بھی خاک ہی سے بنایا تھا اعرابی اللہ کیا اچھا خالق ہو کہ آب و خاک سے ایسا جلوہ دکھاتا ہے اعرابی نے کہا یا رسول اللہ یہ کس طرح ہوا تب حضرت صلعم نے عبد اللہ ابن عمر سے جو کہ نہایت خوش آواز تھے فسبر یا تو پڑھو ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین الی قولہ تعالیٰ فقبارک اللہ حسن الخالقین عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت تمام ہوئی تو اعرابی اسلام لایا اور آسمان کی طرف دیکھتا اور ہنسا اور ایسا مستحیہ تھا کہ حضرت صلعم اللہ علیہ وسلم کو بھی اس حالت سے تعجب ہوا تب حضرت جبریل نے عرض کیا یا رسول اللہ اب تک یہ اعرابی آپ کی بساط پر تھا اور اب بساط الہی پر ہے سو اس حال میں اعرابی نے جان بحق تسلیم کی اور حضرت صلعم اللہ علیہ وسلم نے اس کا سر اپنی گود میں رکھ لیا حضرت جبریل نے کہا یا رسول اللہ یوسف کا دیکھنا رویت الہی کا نمونہ ہے تو اسیت ہو کہ ایک دن حضرت صلعم اللہ علیہ وسلم سورہ یوسف پڑھتے تھے جب آیت نحن نقص علیک حسن قمص پر پہنچے تو ایک صحابی نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ خداوند کبریا نے اور کسی قصے کو آسمان نہیں کیا اس میں کیا حکمت ہے جو اس کو حسن فرمایا یا کمال شکم فصیح اور صاحب قصبہ حسین ہے تب اُور اصحاب بولے کہ اُور یہ غیب کیا حسین تمھے فرمایا کہ حسین کیون تمھے لیکن نہ اندر یوسف کیون کہ خضر ہونہ نہ بشت تھے کہ انکو اللہ نے واسطے دکھلانے اپنی خلق کے دنیا میں بھیجا تھا تاکہ اُنکے دیکھنے سے تمام خلق جانے کہ بشت میں مسلمانوں کی ایسی ہی صورتیں ہونگی تب صحابہ نے کہا کہ یا رسول اللہ حضرت یوسف نے ایسا کیا کام کیا جو ایسی صورت عنایت ہوئی نہ مایا کہ یہ حسن تقسیم ازلی میں بلا سبب عنایت ہوا تھا رفتہ رفتہ ینبر مدنیہ منورہ میں فاش ہوئی اور عورتوں میں اس کا چہرہ چاہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اسکی خیریت و انگیر ہوئی جب حضرت صلعم اللہ علیہ وسلم دولتخانہ میں جلوہ فرما ہوئے تو حضرت عائشہ صدیقہ کو تنفسیر پا کے سبب پوچھا صدیقہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے یہ بات سنی ہے حضرت نے فرمایا کہ تو تم گاہیں نہو میں یوسف سے حسن ہون کیونکہ یوسف کا حسن چہرے میں تھا کہ فتنہ ہوا اور موجب رنج و کلفت اور میرا حسن خوش خلقی اور خلق سے ہو کہ خلق اللہ کو بہت راحت و ہرست ہو چنانکہ میری شان میں ہو کہ دما ارسلناک الارحمۃ للعالمین اور میری صفت ہے انکے لئے خلق عظیم یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آکے کہا یا رسول رب العالمین یہی مباحثہ اسوقت آپ کے نور اور یوسف میں آسمان پر درپیش تھا آخر کار حسن صورت ظاہری یوسف علیہ السلام اور شجاعت و سخاوت و تقویٰ و بہت و حمیت و سیادت و شفاعت و دحرمت و اجابت و قناعت

و امانت و مسکنت و خلعت و محبت و شریعت و خلافت و تعب و شکر و خلق و تادیب و تکبیر
 و تسلیل و تسبیح و تحمید و تسبیح و جہاد و آیات مفضلات و کمالات و عز و کرامت و عز و کرامت
 و مقام محمود و عوین مورد و محبوبہ مطلقہ و اصطفا و مطلق و رویت الہی و قرب الہی و علم و وسیع و عرفان
 و قضا و فتویٰ و اجتہاد و احتساب و قرارت آپ کو عنایت ہوئی جب حضرت عائشہ صدیقہ نے
 یہ سنا تو انکی تسلی ہوئی مگر معراج کی حدیث میں کہ بخاری و مسلم نے روایت کی ہے صاف وارد ہے
 کہ فرمایا حضرت نے کہ میں نے یوسف کو تیسرے آسمان پر دیکھا اور انکو حسن کا ایک حصہ
 ملا تھا پھر یوسف نے مجھ کو مر جبا کہا اور دعا فرمائی اور براہ ابن عازب سے روایت ہے
 کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب ماہ میں ازار و ردا پہنے ہوئے
 دیکھا سو میں ایک نظر حضرت کے چہرے مبارک پر کرتا تھا اور ایک چاند پر پس بخد حکم
 حضرت کے چہرے کی روشنی چاند پر غالب تھی اور شیخ ابن حجر شرح شمائل ترمذی میں لکھتے ہیں
 کہ جو محاسن ظاہرہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مجتمع ہوئے تھے کچھ کسی انسان میں جمع
 نہیں ہوئے کیونکہ محاسن ظاہرہ محاسن باطنہ اور اخلاق کریمہ پر دلالت کرتے ہیں اور کوئی
 شخص حضرت سے کاملتر نہیں ہے کہ معنی بود و صورت خوب راہ اور علامہ قرطبی کہ اکابر محدثین
 میں ہیں بعض علما سے نقل فرماتے ہیں کہ تمام حسن حضرت کا اصحاب پر ظاہر نہیں ہوا کیونکہ وہ
 لوگ طاقت دید کی نہ رکھتے تھے جس طرح خورشید کو قریب سے نہیں دیکھ سکتے اور جو دیکھتا
 تو آنکھیں جھپک جاتی ہیں اور دیکھ نہیں سکتا اسی طرح حسن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بار
 نزدیک سے مشاہدہ نہ کر سکتا تھا ۵ این حسن چہ حسن ست نہ حد بشر است این ۶ از جنس بشر
 نیست صفائے و گریست این ۷ اگر صبح سعادت ز جبین تو ہویدا ۸ این حسن چہ حسن نیست
 و تعالیٰ ۹ اور ربیعہ بنت معوذ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر دیکھتی میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
 تو دیکھتی آفتاب کو طلوع کرنے والا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم مقابل آفتاب کے کھڑے ہوتے تو نور آفتاب مغلوب و منہحل ہو جاتا تھا اور حضرت
 عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زنان مصر نے یوسف علیہ السلام کے
 دیکھنے سے اپنے ہاتھ چھوری سے کاٹ ڈالے اگر حسن جمال میرے محبوب حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کو مشاہدہ کرتیں تو اپنے دلون کو کاٹ ڈالتیں اور یہ بھی پوشیدہ نہ ہے کہ اگرچہ
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نصف حسن یوسف کو ملا ہے لیکن حسن جمال اہل بیت حضرت

حسن و جمال یوسف اور جمیع انبیاء علیہم السلام سے زیادہ ہرے حیران شدہ در حسن و قہد
یوسف مصری بہ شرمندہ زحل لب توحید حیوان + اور یہ تو پر ظاہر ہو کہ حسن جمال جمیع انبیاء
شکوہ جمال حضرت سے تقشیر ہو پس حضرت گویا آفتاب ہیں اور جمیع انبیاء گویا ستارے اور جمال ہر ہر سے
حدیث معراج میں روایت ہے کہ حضرت فرماتے ہیں میں نے دیکھا یوسف کو کہ فضیلت دیکھنے میں
آدمیوں پر از دوے حسن کے مانند لیلۃ القمر سو قسطلانی فرماتے ہیں کہ مراد آدمیوں سے خیر حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ انس رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ فرمایا حضرت نے کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا
مگر خوبصورت اور خوش آواز و نیکم حسن و جمال و حسن صوتا اور جو سلم کی روایت میں ہے کہ ناگاہ یوسف
نظر آئے اور انکو ملا تھا پادہ حسن سے سو مراد اسی پادہ حسن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور شیخ
ابو الحسن شعری فرماتے ہیں کہ بہترین نماز بہشت رویت الہی ہے بعد اسکے رویت حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ہے جمال شمت فردوس ہ چون دوزخ ست + یا جمال آتش دوزخ و جنت خوشتر
دوسرے نسب کہ سوا ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے کسی پیغمبر کی تین پشتیں برابر نبی نہیں ہیں
لہذا حضرت یوسف اسی خط پر لکھے تھے من یوسف صدیق اللہ ابن یعقوب اسرائیل اللہ ابن سحاق
نبی اللہ ابن ابراہیم خلیل اللہ تفسیر کے محنت و مشقت مصیبت کہ اور پیغمبروں کو فقر میں ہوئیں اور
حضرت یوسف کو عین بادشاہت میں اپنی حضرت یوسف نے چالیس برس تک مصر میں ظاہر نہیں فرمایا
کہ عین یعقوب پیغمبر کا بیٹا ہوں اور شب و روز روتے رہے فائدہ مخفی نہ ہے کہ اس قصہ کا سبب
نزول کلام اللہ میں یہ ہوا کہ نظر ابن حارث قریشی کا قہر و رسول بر مالدار تھا اسنے عجیروں کے قصے
اور حکایتیں خرید کر کے عربی میں ترجمہ کیے اور مکہ معظمہ میں قصہ گوئی کرنے لگا اور قریش جمع ہو
سننے لگے تب اس مردود نے یہ اختیار کیا کہ بعد قصہ گوئی قریش سے پوچھتا کہ میں اچھے قصے کہتا ہوں
یا سمجھ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے جواب میں وہ جاہل بدین کہتے کہ تو اچھے قصہ گوئی کرتا ہے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کچھ بھی نہیں کہتے ہیں سوال اس کا فرمودہ کے حق میں قبول بعض مفسرین سورہ لقمان میں

یہ ارشاد ہوا کہ من الناس من یشری بھو الحیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم و تبحر
ہذا اولئک لعم عذاب میں یعنی اور ایک لوگ ہیں کہ خریدار میں کھیل کی باتوں کے تاکہ گمراہ کریں
اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھہراویں اسکو نہ ہستی جو میں انکو ذلت کی مار ہو اور جب کہ مقولہ و کلام
کافر کا مشہور سوا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب الہی میں کہ کیا ارشاد ہوا کہ نحن نقص
علیکہ حسن الغصص یہ ارشاد الہی جواب ہے اس کافر کے کلام کا کہ انا حسن حدیثا ام محمد اور بعض

مفسرین نے لکھا ہے کہ قریش سنہ یود سے مشورہ کیا کہ ایسی کوئی بات تو یز کر کے کا تو نہ آئے ہیں کہ
 طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں جس کا جواب اس نے آج سے یود سے کہا محمد سے جانے دے گا کہ
 کہ ابتر ہیم پیغمبر علیہ السلام کا وطن تو شام میں تھا پھر انکی اولاد بنی اسرائیل مصر میں طرح آئی
 جو موسیٰ پیغمبر فرعون سے جب گڑے تبا یہ سورۃ حضرت پر نازل ہوئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 حضرت یعقوب اور یوسف علیہما السلام کا قصہ صحیح و درست راست بے کم و کاست بیان کیا اور
 بعض کہتے ہیں کہ یہ قصہ اسلیے نازل ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کر دین کہ اگر تمہاری قوم
 حسد کرے اور تمہارے کو کچھ خیال نہ کر دے اسلیے کہ یوسف کے بھائیوں نے یوسف پر ایسا حسد کیا
 کہ کنوئین میں ڈال دیا اور حضرت خداوند جل شانہ نے حضرت یوسف کو بادشاہی اور نبوت
 عطا فرمائی اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہودیوں نے کہا کہ ہم نے یوسف علیہ السلام کا قصہ تو ریشہ
 پڑھا ہے اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیان کریں تو ایمان لاویں حضرت نے فرمایا کہ کلہ نافع
 تعالے اسی رات کو حضرت جبریل نے سارا قصہ یوسف کا حضرت کو سنایا تو آپ نے صبح کو جو کہ
 سامنے بیان کیا اور بعض کہتے ہیں کہ پوچھنے والے اس قصے کے گنہگار ثائب لوگ تھے کہ
 انھوں نے حضرت سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ہمارے گناہوں گناہ شتہ پر کیا نبوت ہماری ہوگی
 ہم سخت مشرود و حیران ہیں اور توبہ کر چکے ہیں اُس پر قصہ یوسف علیہ السلام نازل ہوا اور وحی
 ہوئی کہ اس قصے کو ثابین پر پڑھو اور سمجھا دو کہ دیکھو حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کے واسطے
 بعد توبہ و ندامت کے آمرزش چاہی کہ قبول ہوئی اسی طرح اللہ تعالیٰ تم کو بھی توبہ و ندامت سے بخشے گا
 میں کہتا ہوں کہ یوسف اور اُن کے بھائیوں کے قصے میں نشانیاں ہیں پوچھنے والوں کو کمال
 نقد کان فی یوسف واخواتہ آیات للساألین مثلاً اگر کوئی بلا کشیدہ فراق رسیدہ بھی اس قصے کو
 پڑھے تو اُس کو بھی تسکین ہوگی اور جو کوئی قیدی اپنے مال پر نظر کر کے اُس کو دیکھے تو اُس کو تسکین
 ہوگی اور جو کوئی محتاج بنے یا یہ سپر کھا کرے تو اُس کو بھی جائے اطمینان ہو اور جو کوئی حاسدوں
 ہاتھ سے تنگ ہو اُس کو بھی رہنمائی کرنا چاہیے کہ بھائیوں نے مسد کیا ہے اور قریش کو یہ نشان ملا
 کہ انھوں نے بھائی کا حسد کیا اور اُن کو قبول نہ کی اُسی کی طرف محتاج ہوئے اور جو ہیں جن
 کمال و ذہن جمع ہوا کہ اکثر قریش کی جان گئی اور یہ وہ بھی حسد ہی سے خراب برباد ہوئے اور آج
 ذیل و خوار ہیں فائدہ چنکہ اکثر امور حضرت یوسف علیہ السلام کے ابتدا سے انتہا تک خاتم
 ہوئے ہیں اسلیے حقیقت خواب کی بیان کرنا واجب ہوا محقق نہ رہے کہ اللہ جل شانہ نے جو فرس

یہ رتبہ عطا کیا ہے کہ روح محفوظ رکھ سکے اور آسمان پر جاتا ہے کہ سب موانع و عوائق بیداری میں مجبور ہو اور اس درجہ سے
 قاصر ہو اور جب خواب میں یہ موانع کہ منجمد آنکے اعلیٰ تدبیر بدن ہر نازل ہو سے قوت کو قوت پس
 ادراک کی ہم پہنچی پھر جب نفس کسی حال پر مطلع ہوا اگر صورت اسکی بعینہ خیال میں قائم ہو تو جانتے
 نہیں اور تاویل کی ضرورت نہیں اور اگر آثار اس ادراک کے خیال میں نازل ہو گئے تو تعبیر تاویل کے
 چارہ نہیں پھر اس صورت میں بھی اگر آثار ادراک روحانی کے منظم ہیں تو معبر کو انتقال تخیلات حقائق
 رسانی سے حاصل ہوتا ہے اور جو اضطراب و اختلاط لے کر داخل کیا ہے تو انتقال شکل سے ہوتا ہے اور اسی کا
 نام اصناف احلام ہے اور سب اختلاط کا یہ ہوتا ہے کہ فساد قوی بدنیہ سے قوت تخیل میں پریشانی
 پڑ جاتی ہے کہ کمال مولانا نظام الدین نیشاپوری فی تفسیرہ اور حضرات صوفیہ علیہم الرحمۃ فرماتے ہیں
 کہ نابین عالم اجسام و ارواح کے ایک بزم ہے کہ اس میں ہر ایک چیز کی صورت شبیہ باجسام میں حیث
 المقداریہ اور شبیہ بارواح میں حیث النورانیہ موجود ہیں اسی کو عالم مثال و خیال مفصل اور حقیقت
 بولتے ہیں اور حکماء اشراق اقلیم ثامن و ثل محلہ اور مولانا سعد الدین شرح مقاصد میں تفسیر سے
 نقل فرماتے ہیں کہ ہر موجود کی ایک مثال ہے قائم بذات خود اور مطلق لانی المادۃ و الحیل کہ اس کو جس
 باعانت منظر مشاہدہ کرتی ہے مانند آئینہ و خیال اور یہ عالم وسیع و لا انتہا ہے اور فعل و انفعال میں یہاں
 عالم کے مانند ہے مگر عجائب و غرائب سے پر ہے و یلقا و جالبصائکے و شہر ہیں کہ ایک ایک میں ہزار ہزار
 دروازے ہیں اور جو کچھ کہ خواب میں یا بیداری میں بحالت حقوق مرض و غلبہ خوف خیال میں آتا ہے
 اور خارج میں موجود نہیں ہے اسی عالم سے ہوتا ہے علیہذا القیاس متعدد مکانات میں جانا اور نشا
 و و دروازہ کاظم کرنا اسی عالم سے ہے اور حسین مسیدی فوئح میں فرماتے ہیں کہ مثال مقید کہ خیال ہر چیز
 مثال مطلق ہے جس طرح ذرہ و آفتاب و جدول و دریا پس ہر گاہ کہ سالک اپنے سلوک میں مثال مطلق
 میں پہنچے تو جو کچھ مشاہدہ کرے حق و صواب ہے کیونکہ یہ عالم مطابق حق ہے اور جو امر خیال میں آتا ہے
 کبھی صواب ہوتا ہے کبھی خطا اور سبب صواب و بدید کے یہ ہیں اول توجہ نام خدا و عالم ارواح دوم راستی
 و طہارت و اعراض اغراض و یلو و علائق بدنیہ سے سوم اعتدال مزاج و قیام بطاعات و عبادات و
 دوام وضو اور یہ تینوں شرائط کا طبع میں پائی جاتی ہیں لہذا یہ طائفہ بیداری میں بھی عالم مثال کو
 دیکھتا ہے اور کبھی عوام کو یہ بھی ہوتا ہے کہ جو کچھ پیش از خواب دیکھتے ہیں مثال اس کے خواب میں نظر آتی ہے
 اور انکار امر دیا تلفظ و سکا برہ ہے اور اس سے انکار آیات و احادیث لازم آتا ہے صحیح بخاری میں اس
 ابن مالک سے روایت ہے کہ خواب آدمی نیک کا ایک جزو ہے جیسا اللہ عز و جل سے اور حضرت عائشہ رضی اللہ

عہد سے صحیح بخاری میں مروی ہے کہ اول آثار وحی میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رویا حاصل دیکھتے تھے
 حدیث صحیح میں وارد ہے کہ رویا حاصل خدا کی طرف سے ہے سو جو کوئی تم میں سے اچھی خواب دیکھے اُسکو
 کسی سے نہ کہے اور جب بُرے خواب دیکھے تو شب تک ٹھکا دے بائیں طرف اور کہے اَعُوذ بِاللہ مِنَ الشَّیْطَانِ
 الرحیم میں شرمناک اور یہ بھی حدیث میں وارد ہے کہ خواب نہ بیان کرے مگر اپنے دوست سے
 یا عاقل سے بیان کرے پوشیدہ نہ ہے کہ ارباب رویا کے کئی گروہ ہیں اول انبیاء علیہم السلام اُنکے
 خواب بہت راست ہوتے ہیں اور بعض میں حاجت تعبیر پڑ جاتی ہے دوم صلحا کہ اکثر رویا اُنکے بھی سچے
 ہوتے ہیں اور کبھی غلط بھی ہو جاتے ہیں سوم ستور الحال کہ صدق و کذب اُنکے خوابوں میں برابر
 ہوتا ہے چوتھے فساق کہ صدق اُنکے خوابوں میں کم ہوتا ہے پانچویں کفار کہ صدق اُنکے خواب میں نادر
 صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ خواب اُس آدمی کا سچ ہوتا ہے جو سچا ہو اور یوسف علیہ السلام مروی ہے
 کہ خواب صحیح سچا ہوتا ہے اور امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ جلد تر رویا تعبیر میں خواب قبولہ ہیں اور محمد
 ابن سیرین کہتے ہیں کہ خواب روزانہ شب ہے اور عورت مثل مرد ہے قصہ حضرت یوسف نے پہلا خواب
 دیکھا کہ مجھ کو لوگ گھسیٹتے ہیں اور پانی مجھ سے لیکے مشک میں بھرتے ہیں ۲ درمیں کہتا ہوں کہ وہاں
 اور زمین مجھ کو اپنی طرف کھینچتی اور جبکہ دیتی ہے جب بیدار ہوئے تو یہی خواب حضرت یعقوب سے
 بیان کیا کہ اُنکو سنکر رنج ہوا پھر ایک روز اپنی بہن کے ساتھ کھیلتے کھیلتے سو گئے تو خواب
 دیکھا کہ بھائیوں کے ساتھ جنگل میں گیا وہاں جانے کے سب نے لکڑیوں کے گٹھے باندھے
 سواروں کے پشتارے سیاہ ہیں اور میرا روشن اس عرصہ میں ایک شخص آیا اُس نے
 مجھے سلام علیک کیا اور بولا اے یوسف میں اسیلے آیا ہوں کہ لکڑیوں کے بوجھ وزن
 کروں اور دیکھوں کہ کون اس میں سے وزن میں زیادہ ہے سو میرا بوجھ ایک پہلے
 میں رکھا اور ایک بھائی کا دوسرے میں میرے بھائی کا بوجھ زیادہ ہوا اور میرا
 کم پھر اُس نے اور بوجھ بھی وزن کیے بعد اسکے جگے تو یہ بھی خواب حضرت یعقوب
 علیہ السلام سے بیان کیا اُنکو اس خواب کے سننے سے بھی رنج ہوا پھر دوسرے
 برس ایک روز حضرت یوسف علیہ السلام آرام میں تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام
 کھانا اپنے اوتار کون کے اُنکے پاس بیٹھے تھے کہ یک ایک حضرت یوسف علیہ السلام
 چونک پڑے کہتے ہوئے کہ میری لکڑی میری لکڑی حضرت یعقوب نے فرمایا
 کیا ہے حضرت یوسف نے عرض کیا کہ ایک آدمی سفید گھوڑے پر سوار آیا اور اُس نے

مجھے کہا اپنی جھڑی ٹھیک دس سو مین نے حمالہ کی اُس نے لکڑی کو زمین میں گاڑ دیا اور سب
 بھائیوں نے بھی اپنی اپنی لکڑیاں اُسی طرح گاڑیں میری لکڑی بڑھی کہ آسمان تک پہنچ گئی
 اور نہایت سستہ ہوئی اور ایسی چھپنی کہ ایک شاخ اُسکی مغرب کو اور دوسری مشرق کو
 گئی اور جڑ اُسکی چاروں طرف پھیل گئی تب مین نے اُس سوار سے پوچھا کہ یہ کیا ہے
 اُس نے جواب دیا کہ یہ طوفانِ شہرین کی بہن جسکا تو بادشاہ ہوگا اور تیرا ملک وہاں تک
 پہنچے گا اور سب رہنے والے وہاں کے تیرے غلام ہونگے بعد اُس کے اُس لکڑی مین
 پیل لگے کہ سب آدمی اُسے توڑ کے کھانے لگے اور جو لکڑیاں میرے بھائیوں نے
 ہوائی تھیں جیسی تھیں ویسی ہی رہیں نہ بڑھیں نہ گھٹیں سو مین اس سب سے لکڑی لکڑیا
 کر کے پکارا حضرت یعقوب نے اس خواب سے دریافت کیا کہ انکو مرتبہ عظیم ہوگا
 اور دل مین بہت ہی خوش ہوئے لیکن اُور بھائی سنکر حسد مین گرفتار ہوئے
 اُور در پر بلاکت پڑے یہاں تک کہ ایک مرتبہ بعضے کہتے ہیں دن تھا اور بعضے
 کہتے ہیں روزِ پنجشنبہ شب لیلۃ القدر تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام بارہ برس کی
 عمر مین بروایت ابن عباسؓ اور موافق تحقیق مولف اخبار الدول سات برس کی عمر
 مین حسب معمول کنارِ پدر مین آرام کرتے تھے یکایک پریشان ہو کر چنک پڑے خرت
 یعقوب نے پوچھا کیا ہو بولے کہ مین نے معاملہ عجیب دیکھا کہ مین ایک پہاڑ پر
 کھڑا ہوں اور میرے گرد نہر مین جاری اور باغ لگا ہوا تھے مین آسمان سے
 گیارہ ستارے اور آفتاب و مانتاب نے اتر کے سیر اسجد کیا یہ سنکر حضرت
 یعقوب نے دریافت کیا کہ اسکو بہت بڑا مرتبہ نصیب ہوگا اور گیارہ ستارے اسکے
 بھائی ہیں اور آفتاب باپ اور مانتاب اسکی خالہ ہیں سو یہ سب اسکو سجدہ کرنے لگے لیکن
 حضرت یعقوب کو سخت تشویش ہوئی اس سبب سے اگر یہ واقعہ اسکے بھائیوں پر
 ظاہر ہوگا تو دشمن جانی ہو جائینگے لہذا از روئے شفقت فرمایا کہ ناقص رو پاک
 طے اُختاک فیکبد والاک کیا ان الشیطان لا انسان عدو مین یعنی مت بیان کر
 خواب اپنا اپنے بھائیوں سے کہ وہ بناوٹ کے کچھ فریب اسوا سے کہ شیطان انسان کا
 صریح دشمن ہے یعنی یہ مردودِ حسد ڈالنے پر مستعد رہتا ہے اور اسکے ساتھ ہی فرمایا
 وکذلک یجتبیک ربک وعلیٰک من تاویل الاحادیث ویتیم نعمۃ علیک وعلیٰ آل یعقوب

کما امتنا علی ابوبیک من قبل ابراہیم واسحاق ان ربک عظیم حکیم یعنی اسی طرح
نوازے گا تجھ کو تیرا رب اور سکھائے گا تجھ کو خوابوں کی تفسیر یہ اور پورا کرے گا اپنا انعام
تجھ پر اور یعقوب کے گھر پر جیسا پورا کیا ہے ابراہیم واسحاق پر ہر آئینہ تیرا رب
نمبر دار حکمت والا فائدہ نوازش اللہ کی حضرت یعقوب نے مسجد سے جانی اور تفسیر
خوابوں کی رسائی ذہن سے کیونکہ چھوٹی عمر میں ایسا خواب سوزون دیکھا اور بسبب
ہضم نفس کے اپنا نام نہیں لیا صرف ابراہیم واسحاق کا نام لیا اور مراد اتمام نعمت
ابراہیم پر حلت ہو و بقولے نجات بخش فرود سے اور اسحاق پر نجات فرج سے و بقولے
طہر یعقوب واسباط صلب اسحاق علیہ السلام سے کہ زانی المعالم حضرت امام غزالی انہی تفسیر
فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف نے یہ خواب دن کو دیکھا تھا اور اس وقت کیفیت یہ تھی کہ
حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف کا سامنے زانو پر رکھے تھے اور چہرہ مبارک
نظر کر کے فکر کرتے تھے کہ یہ چہرہ اچھا ہے یا آفتاب اور ماہتاب کہ دفعہ حضرت
یوسف علیہ السلام بیدار ہوئے اور عرض کیا کہ میری صورت سے آفتاب ماہتاب
کو کیا نسبت ہے میں نے تو انکو اپنا سجدہ کرتے ہوئے کج دیکھا ہے اور جو بعض عوام
کہتے ہیں کہ دن کا خواب صحیح نہیں ہوتا محض غلط ہے حضرت امام فخر الاسلام فرماتے ہیں
کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اے راہب احد عشر کو کہا و الشمس والقمر
راہب تم لے سا جدیدین تو حضرت یعقوب علیہ السلام بہت روئے حضرت یوسف نے
کہا یہ بات خوشی کی ہے نہ رنج و ملال کی حضرت یعقوب نے فرمایا کہ جبے ایسا کلمہ
وہ محنت و مشقت میں پڑا ہے سو وہ راحت کس کام کی جبکہ بعد غم ہوا محاب
اشارات فرماتے ہیں کہ جبے انا اور لی اور عندی اور نحن کہا دام محنت و
مشقت میں پھنسا دیکھو ملائکہ نے نحن کیج کہا بلا میں پڑے ابلیس نے انا خیر منہ
کہا ملعون ابدی ہوا قارون نے عندی خزان اللہ کہا سارا خزانہ جاتا رہا
فتیر ہو گیا فرعون نے لی کہا غرق کیا گیا تنبیہ اس آیت سے
واضح ہوا کہ صاحب ہمدار کو اغیار سے اپنا سینہ کہنا درست نہیں کیونکہ حضرت
یعقوب نے بھائیوں تک بھی پوشیدگی کا امر فرمایا یہ چاہے اجنبی فائدہ
سعید ابن منصور و ابی یعلیٰ یحییٰ جابر ابن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک

تفریح دوازدهم در احوال حضرت یوسف علیہ السلام
تفسیر الہیکانی
نمبر دار حکمت والا
فائدہ نوازش اللہ کی

یہودی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جو گیارہ ستارے یوسف نے دیکھے انکا نام کیا ہے حضرت نے سکوت کیا ذفقہ حضرت جبریل نے تسلیم کی فرمایا جبریلان طارق ذبال قابض مشح فریج ذوالکفتین وشرع فیلق وراثت محمودون کذا فی نظم الجواہر و تواقب التنزیل اور اسی روایت میں ہے کہ آفتاب ماہتاب آسمان نازل ہوئے اور سجدہ کیا یہودی نے کہا کہ یہی نام آسمان اور سلمان ہوا تنبیہ حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کو کوکب سے نسبت دی نجم سے نسبت نہ دی اسکا سبب یہ تھا کہ نجم آس ستارہ کو کہتے ہیں جسکو طلوع اور مہبوط ہو اور کوکب بالعکس ہے سو حضرت یوسف کے بھائیوں نے گو کہ جو رطل حد سے زیادہ کیا لیکن علاقہ برادری سے یا بر نہیں ہوئے بلکہ حضرت یوسف نے خود فرمایا کہ جو رطل سے نسبت پر پوری شقطع نہیں ہوتی تنبیہ خداوند ابن عباس فرماتے ہیں کہ دو چیز میں عجیب خالق لایزال نے پیدا کی ہیں ایک دانائی دوسری خوب روئی اول فرشتوں کو دی اور حضرت آدم کو مسجود انکا بنایا اور دوسری ستاروں کو عنایت کی اور حضرت یوسف کو انکا کعبہ گردانا اقصہ جب یوسف نے خواب کہا اور یعقوب نے تعبیر کی تو حضرت یوسف کی خالہ یعنی والدہ شمعون نے چھیکر تعبیر و خواب دونوں سنے جب رات کو صاحبزادے حضرت یعقوب کے گھر آئے تو شمعون کی مان نے یہ احوال کہا اور طعنہ دیا یا اپنے لڑکوں کی عورتوں سے تذکرہ کیا انھوں نے اپنے شوہروں سے بیان کیا اور طعنہ دیکر بولیں کہ مشقت و محنت ساری تمھارے واسطے ہے اور راحت و نعمت یوسف کے واسطے اسی وقت سے بھائیوں کو حسد پیدا ہوا کہ دیر اہلک ہوئے اور پہلے اس تدبیر میں پڑے کہ یوسف علیہ السلام سے خواب کا حال پوچھیں چنانچہ ایک دن اپنے ساتھ سیر کو پہلے راہ میں کہا کہ ہم تجھ کو سب سے زیادہ پیار کرتے ہیں اور باپ بھی تجھ کو بہت چاہتا ہے سچ بتلاؤ تو نے کیا خواب دیکھا اب حضرت یوسف گھبرا ئے کہ اگر کتا ہوں تو باپ کے خلاف ہوتا ہے اور چوہن کتا ہوں تو چھوٹا ہوتا ہوں اور چھوٹے میری شان صدیقیت سے بعید ہے جب حضرت یوسف نے زیادہ تامل کیا تو

بھائیوں نے کہا اے یوسف بھئی آباؤ کریم ابراہیم واسحق و یعقوب علیہم السلام اپنے خواب سے بھوکو مطلع کرنا چارو کچھ دیکھا تھا بیان کیا تب تو بھائیوں کو حسد نے ایسا کر دیا کہ دشمن جانی ہو گئے اور بخواب و بقیہ رہنے لگے اور اس فکر و تردد میں پڑ گئے کہ کسی طرح یوسف کو یعقوب سے جدا کرین یہ تو معاملہ واقع ہو چکا تھا کہ بعد ایک سال کے پھر حضرت یوسف نے یہ خواب دیکھا کہ میری انگلیوں سے آب زلال ٹپکتا ہو بعد اسکے وہی پانی ہوا ہو کر بھائیوں کے سر پر برسنے لگا یہ بھی خواب حضرت یعقوب نے سنا اور دریافت فرمایا کہ یہ نشان قحط کا ہو کہ اس حالت میں حضرت یوسف دریا سے بیج مشاخذ دست احسان سے بھائیوں کو سیراب کرینگے مگر تاویل اس خواب کی سو قوت رکھی اور حضرت یوسف نے فرمایا کہ اسکو بھائیوں سے نہ بیان کرو مگر بھائیوں کو خبر ہو گئی کہ دریا پر ہلاکت و غربت ہو گئے اور حسد نے یہ زور پکڑا کہ کوئی بات اپنی دانست میں اٹھا نہیں رکھی فائدہ یہ صفت حسد کی ایسی ہو کہ اسکی مذمت اور قباحیت میں آیات اور احادیث کثرت سے وارد ہوئی ہیں چنانچہ سورہ بقرہ میں جو دو کلمات ہیں اہل الکتاب لو یردو تکلم من بعد ایمانکم کفار احسد امن عن الفسکم من بعد ما تبین لهم الحق یعنی دل چاہتا ہو بہت کلمات والوں کا کہ تمکو کسی طرح پھیر کر بعد ایمان کے کافر کر دیں بسبب حسد کے اپنی اندر سے بعد اسکے کہ کھل چکا اُپر حق اور حدیث صحیح ہو احسد یا کل الحسنات کما تاكل النار الخطب بسبب حسد کیوں کھا لیتا ہو جس طرح آگ لکڑی کو کھا لیتی ہو اور یہ بھی حدیث میں آیا ہو کہ بنی آدم خدا کی نعمتوں کے دشمن ہیں جب حضرت نے یہ فرمایا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کون ایسا شقی ہوگا جو نعمت خدا کا دشمن ہوگا فرمایا کہ وہ لوگ جو حامد ہیں اور نعمت اور فضل ایزدی کو مکر وہ جانتے ہیں اور اس قدر قبیح اس خصلت ذمہ کا یہ ہو کہ علما اور صالحا میں زیادہ ہو اس باعث سے کہ یہ لوگ بہ نسبت جملہ کے قدر نعمت خوب جانتے ہیں پس ہر گاہ اپنے نفس میں وہ نعمت نہیں پاتے تو دوسرے کو دیکھ کر متاثر ہو جاتے ہیں اور حسد کرتے ہیں لہذا اہل تجربہ فرماتے ہیں کہ چپہ فرستے بے حساب دوزخی ہونگے اُمران ظلم سے اور غربت و عصب اور محبت سے

دو قاتین کبر و نخوت سے تاجر لوگ خیانت سے شہزائی اور بہاڑی جہالت سے اور علماء
 حسد سے اور غرض اس گویندہ کی یہ سب کچھ خصلتیں ان فرقوں میں مطلقاً اور
 کثیراً موجود ہیں کوئی شخص انہیں سے کمتر خالی ہے الا ماشاء اللہ پس حساب اور پرستش
 احوال کی حاجت نہیں اور یہی حدیث میں وارد ہے کہ الحاسد مشرک ولد ذر اللہ میں
 لاندہ عطا مولاہ لئے حادث مشرک ہے اور اس کے واسطے مشرکوں کا ثمرہ ہے کیونکہ
 اس نے انکار کیا بخشش خدا کو اور بھی حدیث میں وارد ہے کہ حاسد عیش کرتا ہے غمگین
 اور تائب نہیں اسی طرح حدیث میں وارد ہے کہ حاسد دن کو بوسے جنت نصیب نہوگی
 اور قیامت کو بخشے نہ جائیگا اور ہمیشہ خلق کے نزدیک محتاج اور اللہ کے نزدیک
 احتیج رہے اور بعض کتب میں ہے ایل میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
 اپنے معراج روحانی میں سایہ عرش کے نیچے ایک شخص کو دیکھا کہ تجلی ربانی سے
 نہایت قریب ہے تو جناب الہی میں عرض کیا کہ یا الہی یہ کون شخص ہے اور کس عمل سے
 اس مرتبہ کو پہنچا ہے ارشاد ہوا کہ نام اسکا شجرونہ بتلایا جائیگا لیکن تین چیزیں
 اس کے اعمال سے مقبول درگاہ ہوئی ہیں کہ اسی سے باین مرتبہ پہنچا ہے اول یہ کہ کسی
 نعمت پر کسی سے حسد نہیں کرتا تھا دوسری یہ کہ اپنے ماں باپ کی اطاعت کرتا تھا
 تیسری یہ کہ خیال غری اور سخن جہنی سے مجتنب تھا اور عبد اللہ ابن عون کہتے ہیں
 کہ ایک روز میں فضیل ابن مہلب کی مجلس میں گیا اور یہ فضیل اس عرصہ میں
 واسط کا صوبہ دار تھا سو اس نے بطور نصیحت کہا کہ خبردار تکبر نہ کرنا کہ اول
 گناہ عالم میں یہی ہے اور ابلیس اسی سبب سے ملعون ابدا ہوا ہے ابی واسط
 وکان من الکافرین اسی طرح حرص اور طمع سے پرہیز نہ رکھنا کہ اسی نے حضرت
 آدم کو بہشت سے نکال کر محنت سراسر سے دنیا میں ڈالا ہے اور حسد سے بہت دور
 رہنا کہ اسی ذمہ نے ہابیل ابن آدم کو قابیل کے ہاتھ سے مروا ڈالا ہے
 عبد اللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ حسد کسی پر نہ چاہیے کیونکہ اگر وہ محسود بہشتی ہے
 تو مال اور منال اور جاہ اور جلال اور اولاد اور احفاد مقابلاً اس نعمت کے
 محض بے حقیقت ہیں جب بہشت ہی عنایت ہوئی تو یہ بھی مرحمت ہوا ہے
 حسد کیا ہے اور جو وہ شخص دوزخی ہے تو بھی حسد کرنا فضول ہے کیونکہ مال ان نعمتوں کا

دو زخ ہر اہل علم فرماتے ہیں کہ حسد کے چار مرتبہ ہیں اول یہ کہ زوالِ نعمت کسی سے چاہے
گو وہ نعمت اسکو حاصل ہو پس یہ مرتبہ اعلیٰ ہے کہ مسلمان صالح کے حق میں ایسا حسد گناہ کبیرہ ہے
اور کافر کے حق میں مباح دوسرا یہ کہ انتقال اس نعمت کا اپنی طرف چاہے مثلاً کسی کا باغ
مجھے مل جائے یا کسی کی عورت خوبصورت مجکو مل جائے یا کسی کی ریاست مجھے حاصل ہو تو
اس میں حصولِ نعمت مقصود بالذات ہے اور زوال اسکا دوسرے سے مقصود بالتبع پس قسم
بھی مسلمان کے حق میں حرام ہے تیسرا زوالِ نعمت تو نہیں چاہتا الا جب اس نعمت کی
تحصیل سے عاجز ہے تو آرزو کرتا ہے کہ یہ نعمت دوسرے کے پاس بھی نہ رہے پس یہ بھی ممنوع ہے
چوتھا یہ کہ حصول اس نعمت کا اپنے واسطے چاہے لیکن زوال اسکا غیر سے خیال میں بھی
نہیں اسکو غبطہ کہتے ہیں سو یہ مرتبہ اگر امور دنیویہ میں ہو جیسے ایمان اور نماز اور زکوٰۃ اور
الفاق فی سبیل اللہ اور تعلیم اور علم اور ارشاد اور ولایت تو محمود ہے بلکہ بعض اوقات واجب بھی ہو جاتا ہے
وفی ذلک فلیتنفس الکتنفسون یعنی اسپر چاہیں رغبت کریں رغبت کرنے والے
اور صحیحین میں وارد ہے کہ لا حسد الا فی اثنتين رجل آتاه الله لافا لفقہ فی سبیل اللہ ورجل آتاه اللہ
علما فویلعلیٰ ویعلم الناس یعنی دو شخصوں میں حسد نہیں ہے ایک وہ آدمی جسکو اللہ نے مال دیا
اور اسنے خدا کی راہ میں صرف کیا اور ایک وہ آدمی جسکو اللہ نے علم دیا اور اسنے اسپر عمل کیا
اور لوگوں کو سکھلایا اور اسی طرح عبد اللہ ابن مسعود سے مشکوٰۃ میں روایت ہے کہ لا حسد الا
فی الاثنین رجل آتاه اللہ مالاً فسلط علیہ بلکہ فی الحق ورجل آتاه اللہ حکمۃ فویقضیٰ بہا وحکمہا
یعنی نہیں حسد ہے مگر دو کے حق میں یعنی اگر ہوتا حسد بہتر تو دو آدمیوں میں ہوتا ایک وہ شخص
جسکو اللہ نے مال دیا اور مسلط کیا اسکو اسکے صرف پر کہ اطاعت الہی اور نہ مودہ خدا میں خرچ
کرے اور نامرضیات میں صرف کرنے سے محترز ہے اور ایک وہ جسکو اللہ نے حکمت اور
علم دین اور شریعت دیا پس اسنے عمل کیا ہے درمیان آدمیوں کے اور سکھلایا ہے اور اکثر
روایات میں الا فی اثنتين تبار تائید بھی وارد ہے یعنی حسد نہیں ہے مگر دو خصلتوں میں ایک
مال دوسرا علم اور یہ حدیث باب العلم مشکوٰۃ میں موجود ہے شفیق علیہ اور عند التفتیش اسباب
حسد کے سات معلوم ہوتے ہیں اول عداوت اور بغض کیونکہ آدمی مجبور ہے اس امر پر کہ جب
اسکو کسی کی طرف سے ایذا پہنچتی ہے تو بالطبع اسکو دل میں دشمن رکھتا ہے اور دسبب چاہتا ہے
کہ اس سے کسی طرح انتقام کرے پس جب قدرت نہیں پاتا تو یہ چاہتا ہے کہ گردش زمانہ

اُس سے انتقام لے اور اُسکا جان اور مال تلف ہو جا کے چنانچہ اللہ صاحبِ حاسدان کدائی کی شان میں فرماتے ہیں اِنَّ یُسُفَّکُمْ حَسَنَةً لِّسُوْرٍ مِّمَّ وَ اِنَّ یُسُفَّکُمْ سَیِّئَةً لِّیَعْرِضَ اَیُّهَا لَیْسَ اَکْرَ ہونچے لوگوں کو بھلائی کہیں یہ اللہ کی طرف سے اور اگر ہونچے تجھ کو کچھ بُرائی تو اُس سے بہت خوش ہوں اور بھی حسد باعثِ تنازع اور سببِ تقاتل پڑ جاتا ہے دو شرِ اکبر اور تکرر کہ اپنے ہم حشیم کو منصبِ اعلیٰ اور مرتبہ اعلیٰ پر دیکھ نہیں سکتا اور یہ خواہش رکھتا ہے کہ یہ مرتبہ اور یہ منصب اُس سے کسی طرح زائل ہو جائے تاکہ میں اور وہ برابر ہو جاؤں اور اسی حسد سے کافر کہتے تھے لَوْلَا نَزَلَ ہَذَا الْقُرْآنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرِیْطِیْنِ عَظِیْمِ لَیْسَ کَیْنَ نہ اُتَیَہِ قُرْآنٌ کَیْسِی بڑے مرد پر ان دو بستیوں کے یعنی مکے اور طائف کے سرداروں پر تمییز یہ کہ یہ شخص دائماً اپنے ہمچشمیوں سے خدمت لیتا رہا ہو اور یہ استخدام اور استماع ہوں نوالِ نعمت کے اُڑوں سے صورت پذیر نہیں ہو پس ناگزیر نوالِ نعمت چاہتا ہے جس طرح کافر لوگ مسلمانوں سے لیتے تھے کہ اِنھُوْلَا مِّنَ اللّٰہِ عَلَیْہِم مِّنْ بَیِّنَاتٍ اَیَّیہ وہ ہیں کہ احسان کیا اللہ نے اُن پر ہم میں سے چوتھا تعجب اس بات کا کہ یہ شخص لائق اس نعمت کے نہ تھا اور اسکو مل گئی سو یہ تعجب باعث ہوتا ہے کہ اگر یہ نعمت اس سے زائل ہو جائے تو تعجب رفع ہو ورنہ جس طرح سے کافر پیغمبروں کے حق میں رکھتے ہیں وہ عجب ان جباروں کو کہ ذکرِ ربکم علی رَجُلٍ مِّنْکُمْ لَیْسَ لَکُمْ رَکْمٌ کَیَّا لَکُمْ تَعَجُّبٌ ہوا کہ آئی تمکو نصیحت بھلا رب کی ایک مرد کے ہاتھ تمہارے بیچ میں سے کہ تمکو ڈراوے پانچو ان بعض ثقاص کے فوت ہو جانے کے خوف سے کوئی شخص آرزو کرتا ہے کہ یہ نعمت اُس سے زائل ہو جائے جس طرح ایک ضائع کو دوسرے سے یا ایک شوہر کی عورتوں کو آپس میں ہوتا ہے یا ایک مسجد کے واعظوں کو یا ایک شہر کے طبیبوں کو یا ہم ہوا کرتا ہے چھوٹا آن حُب ریاست متقاضی ہوتا ہے کہ اُوْر کی ریاست نہ رہے کیونکہ بے نظیر اور مشغول ہونا کمال میں ہر آدمی کی خواہش جبلی ہے گو کہ یہ بات اصلاً حاصل نہیں ہوتی بلکہ تفرّد کمالات خاصہ ذاتِ کبریا ہے جل شانہ سا تو ان خباستِ نفس اور غلِ بچہ کہ فیضانِ الہی اور نعمائے باری مشاہدہ کر کے بالطبع ملول ہوتا ہے اور مصیبت اور بد حالی ملاحظہ کر کے خوشدل اور مسرور ہوتا ہے حسد بہترین انواع میں ہے والعیاذ باللہ من کل اور جب یہ چند چیزیں اسباب سے مجتمع ہوئیں تو حسد کو ترقی ہوئی جس طرح یہود میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت علیہم السلام کی

نسبت کسی سبب ان اسباب سے جمع ہوئے تھے کہ اسی جہت سے انکا حسد جو ہر نفس میں
 راسخ ہو گیا تھا اور بعض انہیں سے حضرت یوسف کے بھائیوں میں مجتمع تھے کہ باعث
 عداوت واقع ہوئے اور یہ حسد مرض عالمگیر ہر کم کوئی آدمی اس سے خالی ہو بلکہ حدیث
 شریف میں وارد ہے وامنا احد الا وحسد یعنی نہیں ہر ہم میں سے کوئی شخص بھڑکنا تر
 اور علاج اس مرض روحانی کے دو نسخے ہیں ایک علم دوستی و عمل لیکن علم دو قسم ہے ایک اجمالی
 دوسرا تفصیلی اجمالی یہ ہے کہ ہر ایک چیز قضا اور قدر پر چھوڑے اور اس عقیدہ کو
 بخوبی مستحضر رکھے کہ ما شاء اللہ کان و ما لم یشاء لم یکن اور یہ سمجھے کہ مکروہ جاننا کسی کا اور
 خواہش کسی کی دفع تقدیر میں کارگر نہیں ہوتی اور تفصیلی یہ ہے کہ حسد کو ایمان کی آنکھ کا غشا ک
 جانے کیونکہ حسد موجب کراہت حکم الہی اور نارضا مندی تقسیم باری کا ہے اور اپنے برادران
 نوعی کی بدخواہی اُسکا لازمہ ہے اور عذاب دائمی اور بیخ مستمرا و وسواس خاطر اور تکدر
 حاصل اسکا خاصہ ہے بے اسکے کہ محسود کو کسی طرح کا ضرر دنیا یا دین کا پہونچتا ہو اسواسطے کہ دنیا میں سبب
 حسد کے نعمت نہیں اُٹھتی اور دین میں تو کسی طرح کا نقصان ہی نہیں آتا بلکہ اگر عظیم ہوتا ہے اور محسود
 مظلوم شمار کیا جاتا ہے اور حسد ظالم اور عدو میں آیا ہے کہ ظالم کی حیات مظلوم کو قدرت تصرف آخرت میں
 دینکے اور حکما واسطے تفہیم ضرر حسد کے ایک مثال بیان کرتے ہیں حقیقت میں یہ بات انکی دست ہے
 وہ یہ ہے کہ حسد مثل اُسکے ہے کہ دشمن پر پتھر پھینکے اور وہ پتھر دشمن کے لگے بلکہ پھر کے اسی کی آنکھ پھوڑ دے
 تیسرے بھی یہ سقیہ پھر پتھر مارے کہ دوسری آنکھ بھی پھوٹ جائے علیٰ ہذا القیاس یہ احمق
 مارتا جائے اور دشمن محفوظ رہے اسی مارنے والے کو ضرر پہونچے اور تماشائی اسکی حرکت
 بوج دیکھ کر منہ بستے رہیں پس یہ سب وبال حسد کا تو دنیا میں ہے اور عذاب آخرت اس سے بھی
 شدہ ہے لیکن عمل پس طریق اُسکا یہ ہے کہ محسود کی نسبت ایسے فعل کرے کہ جملہ مقتضائے
 حسد کے مخالف ہوں مثلاً اگر حسد بدگوئی کا باعث ہو تو مقام بدگوئی میں مدح شروع کر
 اور اگر باعث کبر ہو اُس مقام میں تواضع اختیار کرے اور فروتنی سے پیش آوے یا تاک
 کہ محسود رفتہ رفتہ محبوب ہو جائے اور از خود حسد زائل ہو کیونکہ محبت مادہ حسد کی قاطع ہے
 اور اس مقام پر ایک بات اُور جاننا چاہیے وہ یہ ہے کہ حاسد کے دل کو ایک فرست محسود
 ہوتی ہے اور یہ نفرت وہ چیز ہے کہ مقدم شہرہ سے خارج ہے پس اس نفرت پر عقاب اور
 عذاب بھی نہیں ہوتا لا یكلف اللہ نفسا الا وسعها یعنی اللہ تکلیف نہیں دیتا ہر کسی شخص کو مگر

جو اُسکی گنجائش ہی اور تکلیف شرع اس نفرت سے متوجہ نہیں بلکہ حاسد تکلف ہی اس کی
 اس نفرت کو مکروہ سمجھے اور در پر ازالہ ہوا اور اس کے ارتکاب سے تکلف باز رہے تا بتدیر
 یہ تکلف طبعی ہو جائے پس برادران یوسف کو دوسری قسم کا حسد تھا یعنی انتقال محبت
 حضرت یعقوب علیہ السلام کی اپنی طرف چاہتے تھے کہ اُسکا ثمرہ دنیا میں یہ ہوا کہ حضرت
 یوسف علیہ السلام کے محتاج ہوئے اور انھیں کی شفاعت سے آخرت کے عذاب سے
 محفوظ رہے اور تائب ہوئے فائدہ اس قصہ میں اہل خرد کو عبرت آتی ہے کہ حضرت
 یوسف علیہ السلام باوجود ضعف اس محبت کے جو حضرت یعقوب کو اُنکے ساتھ تھی تھوڑے
 خلاف میں چالیں گے بریں تک خدمت پدری سے دور پڑ گئے اور خلافت اس قدر ہو گیا
 کہ خواب بھائیوں سے کہہ دیا پس معلوم ہوا کہ جس کام کو باپ منع کرے اُسکے خلاف میں
 ایسی بلا آتی ہے اور جس بات کو اللہ اور رسول منع فرماوے اُسکے کرنے میں اُن سے دور
 پڑ جاتا ہے فائدہ کیا وجہ تھی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کو
 بہ نسبت اور ترکون کے زیادہ چاہتے تھے بعضے کہتے ہیں کہ وقت موت کی راہیں
 وصیت کی تھی کہ یوسف کو بہت پیار سے رکھو ایسا نہ کہ اُسکے بھائی تکلیف دین اور
 حال اُنکی مرگ کا یہ ہوا کہ بنیامین پیدا ہوئے اور در دیکھا تب وفات پائی اور
 وجہ تسمیہ بنیامین کی یہی ہے کیونکہ بنیامین سریانی میں درد زہ کو کہتے ہیں اور بعضے
 کہتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام چھوٹے تھے اور دستور یہ کہ چھوٹے لڑکے کو آدمی
 دوست رکھتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی خوابوں سے حضرت
 یعقوب علیہ السلام نے عظمت شان اُنکی بخوبی دریافت کی تھی اس باعث سے دوست
 رکھتے تھے اور بعض اہل تحقیق کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نہایت حسین
 اور طبع انسانی مقتضی ہے اس امر پر کہ رویت حسین سے خوش ہو کیونکہ حسن صورت
 نشان ہر عنایت حسن الخالقین کا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی حسین کو
 دیکھتے خوش ہوتے تھے اور حدیث میں وارد ہے النظر الی حسان الوجوہ عبادة اور کما
 اوراق کے نزدیک محبت کے واسطے کچھ سبب درکار نہیں نہ حسن صورت کو ہمیں دخل ہے
 نہ وصیت کو اثر اور نہ صغر سنی پر کچھ نظر بلکہ یہ سبب مؤید محبت الہیہ ہیں اور بعضے کہتے ہیں
 کہ ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام مراقبہ میں بیٹھے ہوئے اس انتظار میں تھے

کہ دیکھوں آفتاب جمال محبوب حقیقی کس روز نہ سے تابان ہوتا ہو اور کو کب وصال
مطلوب اصلی کس مطلع سے طلوع کرتا ہو ناگاہ حسن جمال حقیقی آئینہ کمال یوسفی سے
طالع ہوا کہ حضرت یعقوب شفیقہ و فریقہ ہو گئے و ہذا اقرب الی الصواب انکہ دن
حضرت شیخ سری سقطی قدس سرہ کو یہ خدشہ دل میں پیدا ہوا کہ درجہ انبیا کا اولیاء
مقدم ہو اور جملہ اولیاء اللہ اس بات پر متفق ہیں کہ جسکو عشق خدا ہوتا ہو اس کے دل میں
غیر کی گنجائش نہیں ہوتی پھر باوصف اس مرتبہ نبوت اور قرب منزلت کے حضرت
یعقوب کس طرح فریقہ حسن یوسف ہوئے کہ اسکا شور مچ گیا حضرت سری سقطی فرماتے ہیں
کہ اسی تردد میں سو گیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام خواب میں نظر آئے میں نے
اُسے یہ اشکال اپنا نقل کیا حضرت یعقوب نے فرمایا کہ اے سری یہ ایک سری ہو اسکو
کسی سے بیان نہ کر اور زبان ملامت بند کر اور دل کی آنکھ کھول کر مشاہدہ کر تو معلوم ہو کہ
اس مقام میں گنجائش ملامت نہیں ہے میں نے آنکھ کھولی تو جمال یوسفی مجھ پر کشوف ہوا
قسم ہر عزت اور جلال خداوندی کی جو اُس ایک نظر میں حقائق غیبیہ مجھ پر کشوف ہوئے
اصلا خلوات متعاقبہ اور طر مقامات متعالیہ سے حاصل نہوے اور غایت بخود ہی سے
میں نے لغو مارا اور بیہوش ہو گیا اور تیرہ شبانہ روز سنجیدہ رہا بعد اُس کے ہوش میں آیا
تو ایک آواز آتی تھی کہ یہ سزا ہو اُسکی جو عاشقان درگاہ کو ملامت کرے پس اس بیان سے
ظاہر ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام آثار تجلیات ربانی لوح پیشانی یوسف علیہ السلام
میں مشاہدہ کرتے تھے گویا معانی پوشیدہ فتبارک اللہ حسن الحائقین جہنم برکات
یوسف علیہ السلام میں مشروح تھے اور ابواب مخلقہ خلق اللہ آدم علی صورتہ جمال حضرت
یوسف میں مفتوح تھے بشفقت بوستان رازش و گہما سے حقیقت از مجادش
چشمہ زلفکات سنگ جو شیدہ دریا شد و سنگ را پوشیدہ عاشق کہ زمرہ دوست
کا ہدہ ہر گوید و روئے دوست خواہد و فائدہ حکما اور عقلا ماہیت عشق اور محبت میں
متزلزل ہیں فلاطون کہتا ہے کہ عشق ایک مرض پریشانیہ بالجو لیا کہ نوزاد اور بیکار کو سبب
کثرت اخلاط امراض و اختلاط امار و دلتسا کے عارض ہو جاتا ہو اور جالینوس لکھتا ہے کہ عشق
ماخوذ ہر عشقہ سے اور عشقہ ایک گھاس ہوتی ہے کہ جب درخت سے لیٹ جاتی ہے تو
وہ درخت خشک ہو جاتا ہے سو یہ مرض و سواسی ہے کہ جسم مریض کو لاغر کر دیتا ہے اور

ارسطاطالیس بھی اسی کے قریب قریب بیان کرتا ہے لیکن اتنا زیادہ کہتا ہے کہ عشق عبارت ہے استغراق سے خیال حسن و شائل میں اور یہی سبب ہے کہ عاشق ادراک عیوب معشوق سے اندھا ہو جاتا ہے اور فرزانگان اہل وجد اور دیوانگان وادی نجد فرماتے ہیں کہ عشق ایک کیفیت ہے وجدانی جس طرح درد کہ بجز اہل درد دوسرے نہیں جانتا یا ایک حالت ہے نفسانی جس طرح غم اور سرور کہ دوسرا شخص اس کے ادراک سے قاصر ہے اور جو کچھ بیان میں آ جاتا ہے وہ احکام اور عوارض عشق ہیں نہ ماہیت و حقیقت سے عشق راہرگز نہ اندھ کیسے عشق راہم عاشقان داند و بس ہے اور عشق دو قسم ہے ایک حیوانی کہ اسکو جسمانی بھی کہتے ہیں منشاء اسکا افراط شہوت جماعیہ اور غلبہ اخلاط بدن ہے اور یہ قسم از قسم زایل ہے دوسرا انسانی کہ اسکو روحانی بھی کہتے ہیں منشاء اسکا تناسب روحانیات اور شرافت نفسانیات ہے سو یہ قسم از قسم فضائل ہے جلال و دانی فرماتے ہیں کہ طبائع لطیفہ کو شائل جمیلہ سے حکم الجنس میل الی الجنس ایک طرح کامیلاں ہوتا ہے پھر بقدر اعتدال مزاج الطفت اور اشرف ہے میلان خاطر بھی زیادہ ہے سو حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف سے اسی طرح کی محبت تھی اور حضرت امام غفر الی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشق یہی اور نفسانی میں تفرقہ بہت مشکل ہے تھوڑی بات میں دونوں ایک ہو جاتے ہیں لیکن اہل تحقیق کہتے ہیں کہ عشق نفسانی میں حرکات اور طمطبع زیادہ تر میلان ہوتا ہے اور اعضا پر بہت کم کیونکہ نفس کامیلان جانب روحانیات جسمانیات سے بہت ہے دوسرے یہ کہ عشق حیوانی کو شائل اور قرار نہیں بخلاف عشق نفسانی کہ یہ غافل زوال سے معشوق اور محفوظ ہے عشق کہ عشق جاد وانی ست و باز کچھ شہوت جوانی عشق آن باشد کہ کم نگرود و ماتا باشد از ان قدم نگرود و تمہنیہ حضرت یوسف کے بھائیوں نے کئی طرح سے جانا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام انکو بہت پیار کرتے ہیں ایک تو حضرت اہان علیہ السلام کے کر بند سے اور حال اسکا بروایت صحیحہ یہ ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کا ایک شہک حضرت یعقوب کی بہن کو جو ایک برس اُن سے بڑی تھیں میراث میں پہنچا تھا اور اُس کے ربکی بڑی تعظیم تھی اسلیے حضرت یعقوب کی بہن اسکو نہایت عزیز رکھتیں بلکہ اس سبب سے کہانی اُنکی بھی توقیر اور تعظیم کیا کرتے اور جب کوئی مجاہد ہوتا اُسی شہک کے چھوٹے اچھا ہوتا جب راجیل نے وفات پائی تو حضرت یعقوب کی بہن نے کہا کہ اس شہک کو میں پرورش کروں گی

حضرت یعقوب نے کہا کہ مجھ کو اسکی جدائی میں آرام کہاں تب یہ قرار پایا کہ دن کو بھوپھی کے پاس رات کو حضرت یعقوب کے پاس رہتے غرض کہ یوسف کو اپنے گھر لے گئیں اور پرورش کرنے لگیں جب حضرت یوسف علیہ السلام فی الجملہ پوٹیا ہوا ہوئے تو حضرت یعقوب نے مانگا کہ کو مفارقت یوسف ناگوار تھی انھوں نے یہ سید کیا کہ رخصت کے وقت وہی شکہ انکی مکر سے باندھ دیا اور کپڑوں سے چھپا کے دن میں رخصت کر دیا اور اُس دن میں یہ حکم تھا کہ جدانہ مالک مال کے پاس بطور سزا رہے غرض حضرت یوسف اپنے باپ کے گھر آئے آپ کی بھوپھی پیچھے سے گھبرائی ہوئیں تشریف لائیں اور کہنے لگیں کہ اسحاق کا کمر بند نہیں ملتا ہر آخر تلاش کرتے کرتے یوسف کی مکر میں نکلا اب حضرت یعقوب نے مجبور ہو کے سال بھر کے واسطے پھر یوسف کو آنکے سپرد کیا کہ رات دن انھیں کے پاس رہنے لگے اور حضرت یعقوب ہر روزہ دیکھ آیا کرتے جب اسکا انتقال ہوا تو حضرت یوسف باپ کے پاس آئے اور وہ شکہ حضرت یعقوب کو ملا انھوں نے عید کے دن حضرت یوسف کی مکر سے باندھادوڑے عصا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اسکا حال یہ ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ہاتھ میں چھڑیاں دیکھیں تو کہنے لگے اے باپ مجھ کو بھی ایک عصا عنایت ہو چنانچہ وہ عصا عنایت کیا جسکو حضرت جبریل علیہ السلام بہشت سے لائے تھے اور حضرت ابراہیم سے حضرت اسحاق کو بعد ازاں حضرت یعقوب کو سیراث میں پہنچا تھا تیسرے پیرا بن ابراہیم علیہ السلام سے اسکا یہ حال ہوا کہ سب رُکون نے عید میں کپڑے پہنے حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب سے عرض کیا کہ مجھ کو بھی کپڑے پہنائے آپ نے وہ کُرتا بہشتی پہنچایا ہے حضرت جبریل علیہ السلام نے وقت القاء نماز حضرت ابراہیم کو پہنچایا تھا اور حضرت ابراہیم نے اسمعیل علیہ السلام کے گلے میں دیح کے وقت ڈالا تھا جب کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے پیرا بن خلیل اور وہ جبریل مثنوی رب جلیل پہنا اور کمر بند اسحاق نہکراستحاق مکر سے باندھا اور عصا ابراہیم علیہ السلام لکھ دیا کہ میں لیا ناشار اللہ لا قوۃ الا باللہ عجب رب وزینت ہو گئی اور بھائیوں نے جاننا کہ یوسف کو ہمارے باپ بہت پیار کرتے ہیں ہی طرح اور بھی علامات و اسباب محبت رور برور ظاہر ہوتے جاتے تھے یہاں تک کہ خواب یوسف اور تعبیر پر سے کمال قوت ہوئی تو اب حمد نے اوڑیا یا فکر میں پڑے کسی طرح یوسف کو باپ سے علیحدہ کرین ایسے مودود ایک بوڑھے آدمی کی صورت نکلا کر آیا اور بولا کہ اے فرزند ان یعقوب

یوسف تم کو اپنا غلام بنا دینگا یہ بولے اور شیخ پھر ہم کیا کریں اسنے کہا اقتلو یوسف اور اوطو
 اور ضایع لکم وجہ اسیکم و تکتونوا من عبدہ قوم کا صاحبین یعنی مارڈالو یوسف کو یا پھینک دو
 کسی ملک میں کہ اکیلار ہے تب تمپر توجہ ہو تمھارے باپ کی اور ہو رہو اسکے پیچھے نیک لوگ
 غرض یہ کہ توبہ کر کے اچھے ہو جائیو لیکن کہتے ہیں کہ کہنے والا اس قول کا شمعون تھا اور یعقوب نے
 دان اور یعقوب نے یوسف کو پہل دیا صبح لینے قائل یہ تھا اور سب بجائی راضی تھے لہذا سب بجائی اتر پھل ہو
 خدا نے صیغہ جمع فرمایا انھیں یہ کلام سنکر قبول صاحب عالم یہود ان کے سب میں فطین اور حبیب الہی اور
 قوی تر تھا اور حضرت یوسف سے محبت رکھتا تھا کہ لا اقتلو یوسف والقوہ فی غیابہ الحب لیسقطہ
 بعض السیارة ان کتم فاعلمین یعنی مت مارو یوسف کو اور پھینک دو گناہ کنوئین میں کہ اٹھا لیجا
 اسکو کوئی مسافر اگر تم کرنے والے ہو و قبول قتادہ قایل اس قول کا روئل تھا کیونکہ وہ خالہ زاد
 بجائی بھی تھا اور عمر میں سب سے بڑا اور عقلمند تھا لیکن صبح یہ ہر کہ یہود انے منع کیا اور کہا کہ قتل گناہ
 عظیم ہو ڈالو اسکو کنوئین میں کذا فی المعالم اور غیابت لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جو نظر سے
 پوشیدہ کر لے اور مراد غیابت جب سے قمر چاہ ہر کہ جو چیز اس میں گرے نظر سے پوشیدہ ہو جا
 اور فائدہ غیابت کا یہ ہر کہ اگر القوہ فی الحب فرماتے تو احتمال ہو سکتا تھا کہ ایسے موضع میں
 مواضع چاہ سے ڈالیں جس میں نظر سے غائب نہو اور جب غیابت الحب فرمایا تو اس قید سے
 معلوم ہوا کہ قمر چاہ تاریک میں ڈالیں کہ نظر بھی نہ آوے اور لام الحب کا واسطے عہد کے ہر یعنی
 وہ چاہ معین جو انکو معلوم تھا اہل عرفان فرماتے ہیں کہ یہ مثال ہر گنہگار کی ہر قیامت کے حق
 قہار سے فرما دینگے کہ اے ہلک خازن دوزخ یہ بندہ میرا گناہ کے سبب سے مستوجب عذاب
 ہو گیا ہجو سزا مسکو دغ بنیاری اور مفارقت پروردگاری سے محروم ہو کر چاہ دوزخ میں ڈال دے
 کہ کلام جان انبیاء اولیا اور علما و شہداء اس چاہ پر ہو کر گندین اور شفاعت کر کے کمالین کہ میں
 گناہ بخشوں اور نجات دون عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب یوسف کے بھائیوں نے
 اپنے ذہن میں ٹھہرا لیا کہ ہمارے باپ یوسف کو بہت چاہتے ہیں تب یہ قصد کیا کہ یوسف کو
 باپ سے الگ کر کے کنوئین میں ڈال دیں چنانچہ ایک روز رات کو جنگل سے
 بھر کر آئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہنے لگے کہ یوسف کو کیا کر کیوں کی طرح گھر میں
 بٹھلائے رکھتے ہو ہمارے ساتھ جنگل میں بھیجا کرو کہ باہر نکلنے کی عادت ہو روایت ہے کہ ہفتہ میں ایک روز
 حضرت یعقوب علیہ السلام خلوت میں رہتے تھے اور اس حالت میں کوئی شخص ان کے پاس نہ جاتا

مگر یوسف علیہ السلام اُس روز یہ سب کب سب کے جنگل سے آکے بے محابا عین خلوت میں چلے گئے تب نصرت یعقوب نے پوچھا اُن کیا ہوئے کہ ہمارے دل میں یہ آتا ہے کہ آپ یوسف کو بھی ہمارے ساتھ جنگل میں بھیجا کرے کیونکہ یہ رککا ہے اور رک کون کا جی کھیل کود سے زیادہ خوش رہتا ہے اور آپ کو واسطے نہیں جانے دیتے ہیں ہم تو اُسے تمہارے برابر پیار کرتے ہیں اور جو یہ خیال ہو کہ جا بجا ہو جائیگا تو ہم اُسے نگہبان رہینگے اور نصرت کرتے رہینگے بڑے شرم کی بات ہے کہ کاشہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ یعقوب نے یوسف اور بنیامین کو رک کیوں کی طرح گھر میں بٹھلا رکھا ہے یا نہیں بٹھلنے دیتے ہیں مگر اس تقریر دلفریب سے بھی حضرت یعقوب نے نہ مانا نہ کاشہ مندہ ہوئے بعد اُسکے پھر ایک دن جنگل میں بیٹھے ہوئے حضرت یوسف کے مارڈالنے کی فکر کر رہے تھے اور تدبیر سوچتے تھے کہ اُس وقت مردودا بلیس آدمی کی صورت پر بھڑکا ہوا اور بولا کہ اے فرزند ان یعقوب تم کیوں تفکر میں ہو اپنا حال تو کو اُنھوں نے بیان کیا تب اُس ماحون نے کہا کہ جلد ہی مستر ایام بہار جب شروع ہوں اور جنگل سبزہ دریا صین سے شاداب ہو اور آدمیوں کی طبع سیر ہو مائل ہو تب یوسف کے باب میں اپنے باپ سے کہو تو البتہ مطلب حاصل ہو سکتا ہے اور نہیں تو نہیں تعرض اس صلح کو پسند کر کے ایام بہار تک توقف کیا جب وہ دن آئے تو کوئی نہ آپس میں مشورت کر کے رات کو حضرت یعقوب کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ فصل بہار ہی ہو اور سبزہ دریا صین جا بجا جنگل میں آگے ہیں اگر یوسف کو ہمارے ساتھ جانے دیجئے تو یہ بھی وہاں خوشی میں کھیلے کودے حضرت یعقوب نے فرمایا کہ میں یوسف کی جدائی میں سہر نہیں کر سکتا ناگزیر پھر آئے اور مجبور ہو کے حضرت یوسف علیہ السلام کو گانٹھا کہ ۷۷ یوم کل دوسہ روز ست فنیست دارید کہ اگر نسبت ناراج خزان خواہد بود یہ توڑ کے ناوا تھا ہے دم میں دم بازون کے آگئے اور کھیل کی طرف نہایت مائل ہوئے کہ کل ہم بھی متحارے ساتھ چلینگے بھائیوں نے کہا باپ سے اجازت لے لو کیونکہ ہمارا کٹنا نہ مانینگے بلکہ منع کریں گے ان عرض یہاں تک آنا دہ کیا کہ حضرت یوسف اجازت مانگنے حضرت یعقوب کے پاس گئے اور عرض کیا کہ زین تلکنا نے خلوت ہم خاطر بھرا می کشد کہ بوستان باد سہر خوش میدہ پیغام راہ اور کمال اصرار کیا جارت چاہی حضرت یعقوب علیہ السلام سخت متحیر ہوئے کہ اگر اجازت دیتا ہوں تو میرا مطلب فوت ہوتا ہے اور نہیں تو محبوب کی دل شکنی ہوتی ہے اس خیال ہی میں تھے کہ اگر کون نے موقع پاس کے عرض کیا کہ اے باپ ہمارے کیا ہے کہ تو امتبار

نہیں کرتا ہمارا یوسف پر ہم تو اُسکے خیر خواہ ہیں ارسلا معنا غذا یرتعل و یعیب وانا لہ حافظون
یعنی بھیج دے اُسکو ہمارے ساتھ کل کہ میوے کھائے اور کھیلے اور ہم اُسکے نگہبان رہیں گے
بہنی فراخی در صحرا اور بولا جاتا ہر تلخ فلان فی مالہ جب صرف کرے اُسکو اپنی شہوات میں بطریق غم
و متشطو لمواس کلام میں کئی خطائیں ہوئیں اول تو امر کرنا باپ کو ایسی بات کا جس میں اُنکو رنج
ہو اور دوسری لفظ معنا کہ دلیل سخت ہر تیسری یعیب کہ پیغمبر زادوں سے بعید ہر تیسری لفظ
انما کہ جباروں کا کلام ہر پانچویں حافظون حالانکہ حافظ سب کا خدا ہر چھٹیوں فردا پر اعتماد کرنا تو
آخر کلام میں انشاء اللہ نہ کہنا ولا تقولن لشيء اني فاعل ذلک غذا الا ان يشاء اللہ اور سب
خطائیں حضرت یعقوب کو معلوم ہو گئی تھیں لیکن الطاف پدری سے پوشیدہ رکھ کر فرمایا کہ
انی لیخترتی ان تذہبوا بہ یعنی مجھ کو غم بکڑتا ہی اس سے کہ لیجاؤ اُسکو کیونکہ اول تو مفارقت
یوسف مجھ پر شاق ہو کہ میں ہرگز صبر نہیں کر سکتا دوسرے اخاف ان یا کلہ الذئب داتم
عنه غافلون یعنی ڈرتا ہوں کہ کھا جائے اُسکو بھیڑیا اور تم اس سے بخبر رہو اس واسطے کہ
اس زمین میں بھیڑیے بہت ہوتے ہیں مبادا کوئی بھیڑیا اُسکا ارادہ کرے اور تم تاشاد کہتے ہو
یا اُسکی محافظت میں اتہام نہ کر سکو ازان ترسم کہ در غفلت نشینید و ز غفلت صورت
حاش نہ بینید و درین دیرینہ شب محنت انگیز و کمین گر کے برو دنیا گزندیز و یہ تو حضرت
یعقوب کو پہانہ کرنا تھا اسی وقت سے اُنکے دل میں گھٹکا ہو گیا بعض اہل تحقیق کہتے ہیں کہ
اللہ نے حضرت یعقوب کو مطلع کر دیا تھا کہ یوسف محفوظ رہے گا مگر بیان کر دیا تھا کہ یہ لوگ ہرگز نہ
اور یہ بہانہ زیادہ تر موجب حرص واقع ہوا کہ انسان حریص علی ما شغ غرض اس کلام کے
جواب میں اُنکوں نے کہا لئن اکل الذئب لحم حصیۃ انا اذا خاسرون یعنی اگر کھا گیا اُسکو
بھیڑیا اور ہم یہ جماعت ہیں تو ت درو تو ہم نے سب کچھ گنوا یا خلاصہ یہ کہ اگر ایسا ہو تو ہم گنہگار
جب حضرت یعقوب نے بیٹوں کا مبارک اندیکھا اور حضرت یوسف کا دل سیر اور تاشے سے
مائل پایا تب اپنے صدر ہلکی کو گوارا کر کے باطنی بقضا ہوئے اور یوسف علیہ السلام کو اپنے
ہاتھوں سے نہلایا اور بالوں میں کنگھی کر کے کپڑے پہنائے یعنی ایک جامہ صنوف سفید کا
جسم مبارک پر چھایا اور عامہ و شیکا حضرت اسحاق سے وکر سے باندھا اور چادر حضرت خسیب
کندھون پر ڈالی اور یحییٰ بن حضرت آدم صفی اللہ کی پاسے مبارک میں پھمائیں اور ایک عصا
حضرت جبریل خاص حضرت آدم کے واسطے لائے تھے ہاتھ میں دیا اور حضرت ابراہیم

علیہ السلام کے پیرائے لطیف ہشتی کو تعویذ کر کے بازو سے لطیف پر باندھا اور فرمایا کہ اے یوسف میرے باپ نے ایک دن مجھے کہا تھا کہ تیرے ایک لڑکا بصورت آدم اور حکمت خلیل اور بکا و فوج پیدا ہوگا اور اسکو اسمعیل کی سی غربت نصیب ہوگی اور تجھ کو اسکی سفارت میں بڑا بچ ہوگا لہذا یہ تعویذ باندھے دیتا ہوں کہ شاید مدت تک تجھ کو نہ دیکھوں اے یوسف کسی حال میں خدا کو نہ بھولنا اور کسی بلا میں سوائے اُسکے کسی سے پناہ نہ مانگنا اور ہمیشہ یہ پڑھنا حبسی اللہ و نعم الکملین جس طرح حضرت ابراہیم پڑھا کرتے تھے اور بذات خود شجرۃ الودع تک کہ دروازہ کنعان پر تھا شہیدے گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو گود میں لیکر بہت روئے اور رخصت فرمایا اس روز وادع کر یہ نہ خود دیدہ بود و طوفان اشک ناگہر بیان رسیدہ بود حضرت یوسف علیہ السلام بھی باپ کو روئے دیکھ کر روئے اور عرض کیا کہ سبب اس روئے کا کیا ہے فرمایا کہ اے یوسف تیرے جانے سے میں بہت غمگین و حزن میں ہوں معلوم نہیں کہ انجام اسکا کیا ہے بار سے یہ کہے دیتا ہوں کہ تجھ کو نہ بھولنا کیونکہ میں تجھ کو نہ بھولوں گا لا تنسانی فانی لا انسا ک ع فراموشی نہ شرط دوستان ست اور میں نے ہنسنا حرام کیا ہے جب تک تجھ کو نہ دیکھوں تو بھی نہ ہنسنا اور لڑکوں سے کہا مجھ سے عہد کرو کہ قہر و فصل میں یوسف پر رحم کرینگے اور کسی طرح کی خشونت و درشتی نہ کریں گے اور جب کھانا پانی مانگے تو اسکو دیکھو اور میرا حق جو تپس ہے اس کے ساتھ اسکا لحاظ رکھو اور اُس کے بچ و راحت کو میرا ہی بچ و راحت سمجھو اس واسطے کہ یوسف میری راحت کا سبب ہے چنانچہ سب لڑکوں نے عہد کر کے عرض کیا جو آپ فرماتے ہیں اسی سے موافق نہ پڑیگا اور ایک طرف میں زاد راہ بھر کر لادی اس کے سپرد کیا اور ایک ساتھ تندرہ میں پانی بھر کر شعون کو دیا کہ یہ کھانا اور پانی یوسف کے واسطے ہے اور یہ وہ اسے اُرد کرے کہ یوسف کو تیرے سپرد کرتا ہوں اسکی محافظت میں بہت کوشش کرنا اور یہ خلافت معمول اور لوگوں کا چالیس قدم اور بھی چلے تاکہ محبت قلبی سے یہ لوگ آگاہ ہو جائیں انقصہ روئیل نے حضرت یوسف کو اپنے دو من پر اٹھالیا اور کہا آپ خاطر جمع رکھیے ہم اپنی جان سے زیادہ اسکو عزیز رکھیں گے جب لیجئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام اسی طرف دیکھتے رہے اُبار میں وارد ہوئے کہ حضرت اعدیت جبل جلالہ اُسی وقت وحی بھیجی کہ اے یعقوب تو نے جانا کہ تجھ میں و یوسف میں مفارقت پڑ گئی یعقوب اس نے عرض کیا کہ خدا وندا میں نے نہیں جانا ارشاد ہوا کہ تو بھیڑیے سے ڈرا اور مجھ سے نہ ڈرا اور بھائیوں کا غفلت پر نظر ڈالی اور مجھ کو بھول گیا اور میرے سوائے غیر کو محافظ سمجھا اور علامت تندی نے اپنی تصنیفات میں لکھا ہے کہ جس دن حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب سے اجازت مانگی

یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ کو روئے دیکھ کر روئے اور عرض کیا کہ سبب اس روئے کا کیا ہے فرمایا کہ اے یوسف تیرے جانے سے میں بہت غمگین و حزن میں ہوں معلوم نہیں کہ انجام اسکا کیا ہے بار سے یہ کہے دیتا ہوں کہ تجھ کو نہ بھولنا کیونکہ میں تجھ کو نہ بھولوں گا لا تنسانی فانی لا انسا ک ع فراموشی نہ شرط دوستان ست اور میں نے ہنسنا حرام کیا ہے جب تک تجھ کو نہ دیکھوں تو بھی نہ ہنسنا اور لڑکوں سے کہا مجھ سے عہد کرو کہ قہر و فصل میں یوسف پر رحم کرینگے اور کسی طرح کی خشونت و درشتی نہ کریں گے اور جب کھانا پانی مانگے تو اسکو دیکھو اور میرا حق جو تپس ہے اس کے ساتھ اسکا لحاظ رکھو اور اُس کے بچ و راحت کو میرا ہی بچ و راحت سمجھو اس واسطے کہ یوسف میری راحت کا سبب ہے چنانچہ سب لڑکوں نے عہد کر کے عرض کیا جو آپ فرماتے ہیں اسی سے موافق نہ پڑیگا اور ایک طرف میں زاد راہ بھر کر لادی اس کے سپرد کیا اور ایک ساتھ تندرہ میں پانی بھر کر شعون کو دیا کہ یہ کھانا اور پانی یوسف کے واسطے ہے اور یہ وہ اسے اُرد کرے کہ یوسف کو تیرے سپرد کرتا ہوں اسکی محافظت میں بہت کوشش کرنا اور یہ خلافت معمول اور لوگوں کا چالیس قدم اور بھی چلے تاکہ محبت قلبی سے یہ لوگ آگاہ ہو جائیں انقصہ روئیل نے حضرت یوسف کو اپنے دو من پر اٹھالیا اور کہا آپ خاطر جمع رکھیے ہم اپنی جان سے زیادہ اسکو عزیز رکھیں گے جب لیجئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام اسی طرف دیکھتے رہے اُبار میں وارد ہوئے کہ حضرت اعدیت جبل جلالہ اُسی وقت وحی بھیجی کہ اے یعقوب تو نے جانا کہ تجھ میں و یوسف میں مفارقت پڑ گئی یعقوب اس نے عرض کیا کہ خدا وندا میں نے نہیں جانا ارشاد ہوا کہ تو بھیڑیے سے ڈرا اور مجھ سے نہ ڈرا اور بھائیوں کا غفلت پر نظر ڈالی اور مجھ کو بھول گیا اور میرے سوائے غیر کو محافظ سمجھا اور علامت تندی نے اپنی تصنیفات میں لکھا ہے کہ جس دن حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب سے اجازت مانگی

تو حضرت یعقوب نے کمر باندھی اور عامہ سجا اور عصا ہاتھ میں لیا اور یوسف علیہ السلام کا ہاتھ
 پکڑ کے شجرۃ الوداع تک جہان سے مسافروں کو رخصت کرتے تھے تشریف لائے اور اندکے
 توقف فرما کے حضرت یوسف کو گود میں لیا اور روئیل سے متوجہ ہو کے سفارش فرمائی کہ میں اپنے کو
 تیرے سپرد کرتا ہوں اسکو اچھی طرح رکھنا پیادہ پانچجانا نہیں تو اسکے پیرون میں حرارت نہیں
 آئے پڑ جائینگے اور آفتاب میں نہ بھجلا ناکہ رنگ بدن بدل جائیگا اور غصے سے نہ پکارا ناکہ یہڑ کاہر
 تھوڑی سی بات میں دل شکستہ و پرگندہ ہوگا سب رکھون نے کہا اگر آپ باپ ہیں تو ہم سب کے بھائی ہیں
 حضرت نے بارہ تیرہ برس آرام سے رکھا کیا ہم ایک دن بھی نہ رکھ سکیں گے اور حضرت یوسف سے
 فرمایا کہ اے جان پدھر بجو طاقت نہیں ہو ورنہ میں تیرے ساتھ چلتا اب تو میری وصیت سن لے
 اول یہ کہ اندر کو کسی وقت اور کسی حال میں نہ بھولنا اور جو کچھ بلا آوے تو سوائے اندر کے کسی
 دامن سے دست امید نہ رکھنا اور التجا نہ کرنا دوسری یہ کہ پدھر فراق رسیدہ کو فراموش نہ کرنا کہ
 وہ بھی تجھ کو کسی وقت نہ بھولیگا بعد اسکے بہت روئے اور رخصت فرمایا اور بیہوش ہو گئے
 نوادہ القصص میں لکھا ہے کہ فرزند ان یعقوب تھوڑی دور چل کر پلٹ آئے جب حضرت یعقوب کو پوچھا
 تو دیکھا کہ یوسف علیہ السلام کھڑے ہوئے روتے ہیں آہ سرد دل پر درد سے بھر کر بول رہا تھا
 الفراق اور روئے مبارک حضرت یوسف کا کندھے پر رکھ کر اتنا روئے کہ پیراہن مبارک نے
 آستین تا دامن فرمہ گیا بعد اسکے راضی بقضائے الہی ہو کر بیانیوں کے ساتھ روانہ فرمایا اور
 سہراہ تاکتے رہے یہاں تک کہ یوسف علیہ السلام نظر سے غائب ہوئے تو روئیل نے اپنے
 کندھے سے اُتارا اور کہا اب اپنے پیرون چل ہم کہاں تک ناز برداری کریں نا چار حضرت یوسف
 علیہ السلام اپنے پیرون چلے تو یہ لوگ آگے بڑھ گئے حضرت یوسف نے آواز دی کہ تھوڑا ٹھہراؤ
 کہ میں بھی تمہارے ساتھ ہوں بولے ہم تو نہیں ٹھہرتے پھر تھوڑا چلے جب بہت تھکے اور
 پیرون میں آئے پڑنے لگے فرمایا کہ براے خدا ذرا ٹھہراؤ اب مجھے چلا نہیں جاتا میرے پیرون میں
 آئے پڑ گئے ہیں اس پر بھی کسی نے جواب نہ دیا اتنے میں ہوا سے گرم چلنے لگی اور حضرت یوسف
 پیاسے ہوئے پھر پکارا کہ میں پیاسا ہوں مجھے تھوڑا پانی عنایت کرو تشریف بھی کوئی نہ بولا آخر
 تھک کر میٹھ گئے اور رونے لگے تو انہیں ایک شخص نے پٹ کر ایک ملاخچہ مارا اور کہا کہ اب تک
 بتری ناز برداری کرتے رہیں گے تب حضرت یوسف نے فرمایا کہ اے بھائیو میں نے کیا قصور کیا ہے
 جو تم مجھ پر ظلم کرتے ہو بولے کہ تو اپنا قصور نہیں جانتا ہے پھر حضرت یوسف علیہ السلام شہوین

پاس دوڑ کے آئے اور فرمایا کہ اے بھائی میں پیاس سے مرتا ہوں شمعون نے پانی نہ دیا بلکہ وہ گھرا
 جسکو حضرت یعقوب علیہ السلام نے پانی و دودھ سے بھر دیا تھا زمین پر ڈال دیا اور کہا دوسرو
 تو اپنے خواب واسطے ستاروں سے پانی مانگ اور ابھی تو پیاس سے روٹا ہے تھوڑی دیر میں تبت ہی
 روٹیکا کیونکہ ہم تیرے قتل کی فکر میں ہیں اس کلام سے حضرت یوسف کی بھونک پیاس جاتی رہی
 اور دعا مانگی کہ یا عالم الغیب والشہادۃ ویا غیاث المستغیثین عشتی بعد اُس کے فرمانے لگے کہ
 اے روٹیل تو میرا قریب و بزرگ ہے میری خردی اور پیر کینان کی ضعیفی پر رحم کر اور بھوکو پانی عشتیا کہ
 روٹیل نے بھی ایک طمانچہ مارا اور کچھ رحم کیا پھر حضرت یوسف نے یہود سے متوجہ ہو کے کہا کہ اے
 یہود! تو عالم ہو اور بعد وفات پیر کینان کے تو ہی جانشین ہو تو میری حفاظت میں سعی فرماؤ
 میری ضعیفی و پیر کینان کی محبت کا خیال کرے یاری کنید کہ در او در گذشتہ ایم ۴۰ رحمی کنید
 کہ زخم اوزار ماندہ ایم ۴۱ تب یہود کو رحم آیا کہ اُس نے اپنے دامن حمایت میں چھپایا اور کہا
 اے جان برادر جب تک میری جان باقی ہے تجھکو مارنے نہ دوں گا اُس حالت میں حضرت یوسف
 فرمایا کہ میں جانتا تھا کہ اہل بلاد محنت سے ہوں اور میرے خاندان پر ہمیشہ غم رہا ہے مگر
 سمجھتا تھا کہ بیگانوں سے رنج ہو چیکا بھائیوں سے یہ گمان نہ تھا ۴۲ من از بیگانگان ہرگز
 نہ عالم ۴۳ کہ با من ہر چہ کرد آن آشنا کرد ۴۴ اور بھائی کہتے تھے کہ اب آفتاب و ماہتاب کہاں
 اور گیارہ ستارے کس طرف ہیں کہ تیری دستگیری نہین کرتے اور حضرت یوسف سننے لگے
 اور صبر کرتے تھے آخر کار یہود کی حمایت دیکھ کر بولے کہ جو تیری صلاح ہو سوا اسکے ساتھ
 کریں یہود نے کہا مصلحت یہ ہے کہ یوسف کو باپ کی خدمت میں جس طرح سے لائے ہو
 پہنچاؤ اور میں ضامن ہوتا ہوں کہ جو کچھ بدی تھے اسکے ساتھ کی ہر ہرگز باپ سے نہ کیگا
 تب بولے تو اس سے چاہتا ہے کہ اس بات سے میری سرخروئی باپ کے سامنے ہو
 تیرا کناہم نہین مانتے تو چپکارہ نہین تو ہم تجھے بھی مار ڈالینگے اور تو جانتا ہے کہ ہکو پیر
 بہت مشکل سے ہاتھ لگا ہے اگر اب بھی ہم یوسف کے ساتھ کچھ ظلم نہ کریں گے تو کب کریں گے
 ناگزیر یہود اسکت ہوا لیکن یہ کہا کہ مارنا یوسف کا میری دانست میں کسی طرح نہہین
 اگر یونہی منظر ہو تو کنوئین میں ڈال دو کہ اُسہین آخر مر جائیگا اس واسطے کہ بیگناہ کا
 مارنا خصوص اپنے بھائی کا بڑا گناہ ہے اس پر کہنے لگے مضائقہ نہین پر تو اسکے پاس سے
 الگ ہو جا یہود اسے کہا جب تک تم مجھے عہد واثق نہ کرو گے ہرگز نہ ہٹو گا نا چاہیے

قسم کمالی کہ ہم جان سے نہ مارینگے تب یہودا نے اُٹھنے کا ارادہ کیا حضرت یوسف نے کہا کہ
تجھ کو بھی انھوں نے باتوں میں لگا لیا یہودا نے کہا میں مجبور ہوں یہ لوگ میرے مارنے پر
مستعد ہوتے ہیں اور اگر کنوئین میں ڈالینگے تو کیا عجب ہو کہ حافظ حقیقی تجھ کو سب بلاؤں سے
محفوظ رکھے اور شاید کوئی مسافر بیجا سے تب حضرت یوسف علیہ السلام رونے لگے اب کہاں
فرماتے ہیں کہ پہلے شمعون چھوری مارنے کو نکالی تو یوسف علیہ السلام یوسل کے دہن میں
جا کر چسپے یوسل نے اپنے پاس سے الگ کیا اور مارا اسی طرح سب بھائیوں نے ظلم کیا تب
یوسف علیہ السلام منہ سے یہودا نے کہا یہ وقت منہ سے کانہیں ہی فرمایا کہ اس وقت میرے
اور اسد کے بیچ میں ایک شہری یہودا نے پوچھا کیا شہر ہوا ارشاد کیا کہ میں اپنے دل میں
کہتا تھا کہ میرے بھائی پہلوان و زور آور ہیں کسی دشمن کو مجھ پر دست رس نہوگا سواشد نے
مجھ کو ادب دیا اور تمکو مجھ پر مسلط فرمایا یہ بات سنکر یہودا کو بہت رحم آیا اور اُس نے اپنے
دامن میں چھپا لیا اور کہا تو خوف نہ کر تب اُس بھائی کہنے لگے کہ اے یہودا شاید تو اپنے
عہد سے پھر گیا ہو یہودا نے کہا جس عہد میں خدا کی رضا مندی نہو وہ عہد قابل شکست
اگر تم ارادہ قتل رکھتے ہو تو پہلے مجھ کو قتل کر لو پھر یہ قرار پایا کہ کنوئین میں ڈالو غرض کہ شمعون
حضرت یوسف کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا اور کنارے کنوئین کے جوار وں میں تھا لیکے اس حالت میں
حضرت یوسف فرماتے تھے اگر تجھ کو میرا باپ نہ کیسی گام جائیگا سو اگر تمکو مجھ پر رحم نہیں آتا ہو
تو اس ضعیف بچہ پر رحم کرو لیکن کسی نے انکساف بھی نہ کیا اور کوئین میں لٹکایا تو کرتے کا
دامن ایک تھیر سے اوچھ گیا تب کُتا اُتار لیا اور ہاتھ پیر باندھے حضرت یوسف نے کہا کہ اے
بھائیو یہ کُتا مجھ کو غصایت کر و شاید اگر زندہ رہو نگا تو اسی پر نماز پڑھو نگا و میرا ہی کفن ہوگا
اور تم جانتے ہو کہ غریب کو امیر لوگ کپڑا دیتے ہیں اور میں غریب ہوں اور اچھے لوگ مردے کو
کفن دیتے ہیں اور میں مرنے والا ہوں تب بوسے کہ اپنے خواب والے ستاروں سے کہہ کہ
پیرا بہن جنت سے لا کر بیٹھائیں اور آفتاب ماہتاب سے کہہ کہ تاج جنت سے لا کر سر پر رہیں
اس حالت میں حضرت یوسف فرماتے تھے کہ کجائی ہی پر آخر کجائی بہ زحال میں خستین
غافل چرائی غرض کہ بھائیوں نے ایک رسی کر سے باندھی اور کنوئین میں ڈالا انھیں ڈال دین
کہہ کر لٹکا یا جب آدمی دور ڈول پہونچا تو چھوڑ دیا اس ارادہ سے کہ ہلاک ہو جب کنوئین میں پہونچے
تو حکم الہی ہوا کہ اے جبرئیل اس لڑکے کو آرام سے سنگ سفید پر بٹھا دے اور بعضے کہتے ہیں

کہ وہ تخت جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واسطے آتش غروی میں بہشت سے لایا گیا تھا وہی تخت حضرت جبریل نے لاکر بچھایا اور اسی پر حضرت یوسف جلوہ فرما ہوئے اور پھر ابن خلیل علیہ السلام جو بازو پر بطور تنوید بندھا ہوا تھا کھول کر بچھایا اور موزیوں سے پکار کر کہا کہ خبردار پیغمبر معصوم یہاں معان ہوا ہے کوئی گزند نہ پہنچائے بعد اُس کے رخصت ہوئے بعضے کہتے ہیں کہ یہ کنوان سام ابن نوح نے کھدوایا تھا اور راہ سے کنارے واقع تھا اور اسکا نام جب اللہ عزوجل تھا یا جب لاخيار اور بعضے کہتے ہیں شدا ابن ماد نے کھدوایا تھا اور جنگل اردن میں جانب غری دریا چطریہ ماہین مدین و مصر کنارہ راہ کے بفاصلتین فرسخ مقام یعقوب علیہ السلام سے واقع تھا اور بعضے کہتے ہیں چراگاہ میں دو فرسخ پر مقام یعقوب تھا اور بعضے کہتے ہیں قراو لے میں بارہ فرسخ پر کنعان واقع تھا وہی ابن نبی سے روایت ہے کہ یہ کنوان چار سو گز کا گہرا تھا اور بعضے ستر گز کا کہتے ہیں اور کعب احبار سے روایت ہے کہ سات سو گز گہرا تھا اور ایک نیزے کے برابر آسمین پانی تھا اور نیچے سے فراخ اوپر سے تنگ اور بروایت جمہور ستر گز کا گہرا تھا اور سبب تنگی منہ کے جو کوئی آسمین گزتا تھا نکل نہ سکتا تھا

الفصل حضرت یوسف علیہ السلام کنوئین میں تنہا رہے اور یہ دعا اور زبان تھی یا صیخ المستصحبین یا غیاث المستعیشین یا مفرج کرب المکر وہین قدرتی مکانی و لغز حالی و لایحی علیک شے من امری کذا فی انیس العاشقین اور اخبار الدول میں ثعلبی سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے یہ عاتقین فرمائی ہو اللہم یا منس کل غریب و یا صاحب کل وحید و یا ملجأ کل خائف و یا کاشف کل کرب و یا عالم کل نجوی و یا شفی کل شکوی و یا حاضر کل ملا و یا حیی یا قیوم اساک ان تعذیب رجاک فی قلبی حق لا یكون بے شغل غیر کہ ان تجعل لی من امری فرجا و مخرجا انک علی کل شے قدير و یا ہادی مناسبتہ المقام بالجملہ بھائیوں نے بعد اس حرکت شنیہ کے گھر جانیکا ارادہ کیا تب ہیودا نے کنوئین کے پاس سب سے پوشیدہ جا کے آواز دی کہ اے یوسف زندہ ہے یا مردہ حضرت یوسف نے فرمایا کہ تو کون ہے اُس نے اپنا نام بتلایا حضرت نے ارشاد کیا کہ تو بھائیوں سے نہیں ڈرتا اور میرا حال پوچھتا ہے میں حال اپنا کیا کہوں جو آدمی مان باپ سے علیحدہ کر سنا نشہ تن برہنہ ہوتا ہے وہ نہ زندون میں معدود ہے نہ مردون میں مخصوص وہ کہ جسپر بھائیوں نے ظلم کیا ہو ہیودا سے روایا اور کہنے لگا کہ اے یوسف جو کچھ بھائیوں نے تیرے ساتھ کیا اُس سے میں تو سخت بخندہ ہوں اور شرمندگی سے اُسکا عذر نہیں کر سکتا حضرت یوسف نے فرمایا تقدیر یوحین تھی تمہارا قصور نہیں ہے پھر ارشاد کیا کہ اب کون وقت ہے ہیودا نے کہا اب بکریان گھر کو لیے جاتے ہیں فرمایا

کہ کئی وصیتیں میری یاد رکھ ایک یہ کہ ہمیشہ غریب و یتیم بے مادر و پدر پر رحم کیا کرنا اور میرا حال یاد کر کے اُن سے عنایت و رحم سے پیش آنا دوسری یہ کہ میرے بھائی نبیین اور دنیا بہن سے بھائیوں کی بد معاہلگی کا حال نہ کہنا کہ شاید یہ خبر اُن کے واسطے سے میرے باپ کو پہنچے تو وہ بھائیوں کے حق میں دعاے بد فرما دینگے اور میں اسید وار ہوں کہ اس بلا سے نجات پاؤں اور بھائیوں کے گناہ بخشوں اسپر ہودا اور بھی روایا کہ اُسکی آواز اُڑ بھائیوں نے بھی سنی اور کنوئین پر آئے اور مستعد ہو گئے کہ حضرت یوسف کو پھر دن سے مار ڈالیں یہود نے کہا اگر یہ حرکت کرو گے تو میں سب حال باپ سے کونگنا چار ہو کے ایک پتھر بڑا کنوئین کے منہ پر رکھ دیا اور ہودا کو اپنے ساتھ لیکے حضرت یوسف علیہ السلام اور بھی روئے کہ اُنکی آواز فرشتوں پر ایک حالت مصیبت پیدا ہوئی تو درگاہ لا ابائی میں ملتقم ہوئے کہ یا الہی آواز چھوٹے لڑکے کی ہو اور اس سے پیغمبری کی بوقی ہو ارشاد ہوا کہ یوسف ابن یعقوب ہم کیا کی آواز ہو کہ بھائیوں نے اُسے کنوئین میں ڈالا فرشتوں نے عرض کیا کہ یا رحیم اے ہوسپر رحم فرما اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ یوسف کے لیے بہشت سے کھانا لے آئے اور اسی کے پاس رہو سو حضرت جبریل علیہ السلام کئی قسم کا کھانا بہشت سے لائے اور نہایت پاسداری سے کھلایا اور لشارت دی لتنبیتم بامرکم ہذا ہم لا یشعرون یعنی تو بتا دیکھا اُنکو اُنکا یہ کام اور وہ نہ جانینگے تنبیہ اللہ جل شانہ نے صرف اسی قدر فرمایا کہ فلما ذہبوا بوجہ ان یصلوہ فی غیابت الجب یعنی پھر جب لیکر چلے آسکو اور متفق ہوئے کہ ڈالیں اُسکو گناہ کنوئین میں اور باقی حال بیان نہیں کیا کیونکہ اور حال الاثن بیان نہ تھا الغرض شمعون وغیرہ نے کنوئین سے پلٹ کر ایک بکری فوج کی اور اُسکے خون سے پیراہن یوسف علیہ السلام کا آلودہ کیا اور رات کے وقت روئے ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے کہما قال سبحانہ تعالیٰ وجاہوا ابائهم عشار یسکون قالوا یا ابا نانا ذہبنا سبت ورتنا یوسف عندنا فلما کلمہ الذئب ومانت بومن لنا ولو کنا صادقین وجاہوا علی قمیصہ بدم کذب قال بل سولتکم انفسکم امر انصبر جمیل وافتقر المستعان علی ما تصفون یعنی اے اپنے باپ کے پاس سوتے ہوئے رات کو اور کہا اے باپ ہم سب جنگل میں دوڑنے لگے کہ دیکھیں آگے کون نکلتا ہو یا تیرا بھی چلتا ہے کہ دیکھیں کس کا تیرا گے جاتا ہو اور یوسف کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑ گئے تھے سو اُسکو کھا گیا بھیڑیہ لیکن تلو کا ہیکو یقین ہوگا کہ ہم سچے ہوں اور لا کے آسکے کرتے پر دھونگا جو ٹوٹا لڑکے میں

بلکہ بنا دی ہر تمھارے جیون نے ایک بات ایہ صبری بن آوے اور نہ مرقی سے مدد مانگتا ہوں
اس بات پر جو بتاتے ہو روایت ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام رکون کا شور و غل سن کر نکل آئے
اور پوچھا کیا ہوا تمھاری بکریوں میں جو چلا تے ہو بوسے کچھ نہیں فرمایا کیا آفت ناگہانی ٹوٹی ہے
اور میرا یوسف کہاں ہے چونکہ وقت رات کا تھا اور صورت اندھیرے میں نظر نہ آتی تھی عذرت
دروغ میں جرات ہوئی اور بیان کر گئے جو کچھ فریب بنا لائے تھے علما کو استباق میں اختلاف ہے
تجسس کہتے ہیں مراد تیر چلانا ہے بطور استحان کہ تیر کا آگے جاتا ہے اور بعض کے نزدیک مراد گھوڑا
دھڑانا ہے کہ دھیس آگے کسکا گھوڑا جاتا ہے مگر مقالہ رضی اللہ کے نزدیک اس جگہ مراد اپنا دوڑنا ہے
اور استباق کا اطلاق اپنے دوڑنے پر حقیقت ہے اور گھوڑے دوڑانے اور تیر چلانے پر مجاز اگر کہا جائے
کہ دوڑنا جہازوں کو زیبا نہیں ایسی حرکات رکون سے البتہ صادر ہوتی ہیں پھر مقام عذر میں فرزند
حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ کلام کس طرح کیا تو جواب یہ ہے کہ یہ لوگ بکریاں چرایا کرتے تھے ہوسٹے
دوڑنے کی عادت کرتے تھے کہ مبادا بھڑیا بکری کو لیجاے تو اسکو دوڑ کر چھین لیں اسی سبب سے
حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس کلام میں اعتراف نہیں کیا کیونکہ ان لوگوں کو ایسے اسور کی
ضرورت داعی تھی اور جو کوئی یہ شبہ کرے کہ فرزند ان حضرت یعقوب علیہ السلام نے کس طرح کہا
کہ تم سچا نہ جانو گے سچے کو تو رقع اسکا یون ہو سکتا ہے کہ معنی اُسکے قول کے ہیں کہ تم سچا نہ جانو گے
ہم کو اسوا سٹے کہ ہمارے صدق پر کوئی دلیل نہیں ہے اگرچہ ہم اللہ کے نزدیک سچے ہوں اور جھوٹے تو
صیح کھلا ہوا تھا کہ تیر خون سے ترک کیا مگر کسی دیکھ سے چاک نہیں کیا اسی باعث سے حضرت یعقوب
علیہ السلام نے اُنکا جھوٹہ دریافت کر لیا کیونکہ دلیل ظاہر یہ تھی کہ اگر بھڑیا حضرت یوسف کو لیجاتا
تو کہہ کیونکہ مسلم چھوڑ جاتا اور بعض کہتے ہیں کہ پیرا ہن رات کے وقت نہیں دکھلایا بلکہ صبح کو لیا
اور حال یہ ہوا کہ بسوقت بیٹوں نے خبر محسوس کا ذکر کیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام بہوش ہو گئے
اور تمام رات اسی حالت میں رہے اور فرزند ان یعقوب علیہ السلام بھی رات بھر روتے رہے کہ
میں نے ناحیہ باپ کو ستایا اور زندہ درگہ کر دیا الغرض جب رات کٹ گئی تو صبح کو حضرت یعقوب علیہ السلام
رکون سے پوچھا کہ میں کسوا سٹے بد حال و مدہوش ہوں بوسے آنجناب استغراق میں ہیں اور فقر
عزت و منزل کرامت میں جلوہ فرما ہیں فرمایا یوسف کہاں ہے بوسے یوسف غائب ہو گیا پھر حاضر رکون
جو یوسف نہیں ہے اسوقت روکل نے تفصیل تمام حال بیان کیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام بتیاب
ہو گئے اور برادران یوسف نے پیرا ہن خون آلودہ گھڑا نا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُسے

بچہ بچہ

بچہ بچہ

بچہ بچہ

سنگھا اور کہا کہ یہ خون ہرگز یوسف کا نہیں ہر سچ بتلاؤ تم نے کیا معاملہ اُس کے ساتھ کیا ہوئے
اُسکو پھیریلے کھایا ہر ہم جھوٹے نہیں کہتے فرمایا کیا بھڑیا تم سے بھی زیادہ مہربان تھا کہ یوسف کو
کھا گیا اور پیراہن کو مسلم چھوڑ گیا یہ کلام تمہارا بالکل جھوٹا اور سراسر خلاف عقل ہے میرا گمان
تمہارے ساتھ ایسا نہ تھا جتنے کیا اُسی وقت حضرت جبریل نے جناب الہی میں اتنا سن کیا
کہ میں حقیقت حال یعقوب سے کمدون ارشاد ہوا کہ ابھی اسکا وقت نہیں آیا ہر فائدہ

کلام پیغمبر کا کبھی جھوٹ نہیں ہوتا دیکھو حضرت یعقوب کی زبان سے نکلا تھا الخیر تنی ان تہ منہا
اللہ تعالیٰ نے ایسا سچ دیا کہ رونے رونے اندھے ہو گئے اور بھی اکلا الذئب فرمایا تھا
سو بھی مسمم کیا گیا اور گرفتار آپا اس بیاہ سے فائدہ یہ ہوا کہ آدمی کو بد بات زبان سے نکالنا
نہ چاہیے کہ بیشربلا زبان سے ہوتی ہر ایسے مقام پر خدا سے ڈرنا چاہیے سو بمقتضا
بشریت پھیریلے سے ڈرے وہ حقیقت یہ بلا تہنیه ہوئی تاکہ پھر سوا سے خدا کے کسی سے نہ ڈرین
فائدہ حضرت یعقوب کے بیٹوں کی ہمیشہ یہ عادت تھی کہ قبل غروب آفتاب کے جنگل سے
چلے آتے تھے اس واردات کے بعد خلافت عادت رات کو آئے اُسکا فائدہ یہ تھا کہ اگر دن کو
آئے تو عذر کرنے میں حیا دا سنگیر ہوتی اور رات کو اعتذار میں دلیری ہوتی ہر اسی واسطے
کہتے ہیں کہ جب کسی سے حاجت ہو دن کو طلب کرے کہ جب دونوں کی آنکھیں مقابل ہوں گی
تو سؤل حنہ کو شرم آئیگی یا سؤل خود ترک سوال کر گیا یا سؤل حنہ اُسکی حاجت رفا کر دیا
اور جب اعتذار کسی امر کا منظور ہو تو رات کو عذر کرے کہ بے تکلف جملہ مراتب عذر خواہی کے
بجلا سکتا ہر لہذا حضرت کے بیٹے رات کو آئے اور روتے ہوئے آئے کہ ارشاد ہوتا ہر

وجاہ و ابا ہم عشاء یسکون یعنی اپنے باپ کے پاس رات کو روتے ہوئے آئے اور یہ رونا
ویل ہو گیا دروغ اور کذب پر اور صاف نفاق اس سے کھل گیا بزرگوں نے فرمایا ہر کہ رونا
لوگوں کا تخصیص جب مسمم گندب ہوں نشان خیر نہیں ہر حضرت مجاہد شعبی سے نقل
فرماتے ہیں کہ ایک عورت قاضی کے پاس روتی ہوئی آئی قاضی نے کہا یوسف کے بھائیوں کی
ردمانہیں سنا حال آنکہ بھائی پر ظلم کر چکے تھے اور کنوئین میں ڈال آئے تھے اور روئے ہوئے
عذر کرتے تھے اُسی سے کذب اُنکا ظاہر ہو گیا اور بعض کہتے ہیں رونا اُنکا حقیقت تھا نہ مجاز

کئی طرح سے اول ضعیفی اور سیری حضرت یعقوب علیہ السلام کی دیکھی اور اندوہ و حزن
اُنکا درجہ اعلیٰ میں مشاہدہ کیا اس سے ہونے دو سرے بگینا ہی یوسف کی یاد کر کے رونے

تیسرے اپنے فعل پر پشیمان ہوئے اور اصلاح کا بخانتے تھے اس سبب سے منہم و محزون
 رہتے تھے ارباب اشارات کو اس آیت میں انواع لطائف میں اور چار کلمے سے چار فائدے
 انکو ملتا آئے ہیں اول اللہ نے فرمایا جادو اپنے از خود آگے بلا کر کوئی نہیں لانا اور جو گنہگار
 آپ سے آدھے آسکو امید مغفرت ہو اور جو بیکر آدھے آسکو ہم حقوبت ہو مثلاً اگر گنہگار وقت
 فراغت و عافیت کے توبہ کرے تو گویا دیا اور حسب بلا دیکھ کر توبہ کی تو گویا گرفتار ہو کر آیا اول میں
 امید عفو و مغفرت ہو دوسرے میں ہم مذاب عقوبت مثلاً بندہ ایام حیات و صحت میں اپنے مال کی
 طرف متوجہ ہو گا یا خود آیا اور حسب موقوف ملک الموت اُسکے سر ہانے آگیا اور اب متوجہ حق ہو تو بگی
 حکم ہوتا ہے آیت الان وقد عصیت من قبل نقل ہے کہ ایک شخص زمانہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
 بڑا گنہگار تھا سو وہ بیمار شد یہ ہوا تو اُس نے دعا مانگی کہ یا ائی محکو صحت عطا کر تو میں فسق اور فجور
 چھوڑ دوں ثانی مطلق نے شفاعت فرمائی پھر اُس نے توبہ توڑی پھر سخت بیمار پڑا پھر اُس نے
 وہی حاجت ظاہری کر کے باقرار توبہ شفا چاہی صحت ہوئی اُس نے پھر اپنا فعل بد نہ چھوڑا تیسری بار
 بیمار پڑا تب اُسکے بھائی نے حضرت حسن بصری سے عرض کیا کہ میرے بھائی نے کئی مرتبہ مقدس
 توبہ ظاہر کر کے شفا پائی اب ایسا بیمار ہو کہ امید نیست نہیں اگر آپ اُسکے پاس تشریف لیجائیں تو
 شاید آپ کی برکت سے توبہ کرے حضرت حسن بصری نے قبول فرمایا اور تشریف لے گئے جب واپس پہنچے
 تو اُسکی مان نے استقبال کر کے عرض کیا کہ آپ اس فاسق کے پاس کہاں تشریف لائے یہ تو
 بڑا ناپاک ہے امام نے فرمایا اے ضعیفہ رحمت خدا کی بیشمار ہے اُسکی درگاہ سے نا امید نہ ہو آخر اس
 بیمار کے سر ہانے لگے تو اُس نے آنکھ کھول کر دیکھا اور حسرت سے رونے لگا امام نے فرمایا توبہ کا
 دروازہ بند نہیں ہے تو اب بھی توبہ کر جو ان نے کہا کہ میں درگاہ خدا سے بہ ہمتا دیوں بار بار
 میں نے توبہ کی اور پھر ٹوٹ گئی اب میں توبہ نہیں کر سکتا ہوں مگر یہ کہ آپ شفاعت کریں امام
 دو رکعت نماز ادا فرمائی اور متوجہ ہوئے ہاتھ غیب نے آواز دی کہ میں نے اس جہان کو
 بار بار جانچا اور بیوفائے محض پایا اسی وقت امام اُسکے پاس سے چلے آئے وہ بیچارہ کمال
 حسرت سے اپنی مان کی طرف متوجہ ہو کے بولا اے مان اگرچہ ظاہر میرا عصیت سے آلودہ ہے
 لیکن باطن خبیث شرک اور لوٹ کفر سے بیزار ہے اور اپنے ایمان میں کامل ہوں سو میں یہ وصیت
 کرتا ہوں کہ تو میرے واسطے بخشش کی دعا کرے جب مرون سو بعد وفات اُسکی مان نے
 وصیت اُسکی جاری کی دفعہ آواز آئی کہ اگرچہ بیٹا تیرا سخت بدکار تھا مگر میں نے تیرے واسطے

بخش دیا اور تذکرۃ الاصفیاء میں بھی سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ رات گویا کہ میں
 جاتا تھا ایک جنازہ دیکھا کہ تین مرد ایک عورت ضعیفہ کندھوں پر رکھے ہوئے لیے جاتے ہیں میں بھی
 چند قدم ساتھ چلا حال میں جنازہ نے کہا حسبہ تیر اس جنازے پر نماز پڑھ دے میں نے نماز ادا کی
 اور دفن کیا اس ضعیفہ نے ہاتھ جوڑ کر کہا تم یہاں سے جاؤ میں توقف کرونگی سو میں ایک قبر کی
 آڑ میں لگا رہا اور دیکھا کہ وہ ضعیفہ برسہا برس گریبان ہوئی اور مہاجات کئے لگی کہ یا الہی یہ لڑکا میرا
 گنگار تھا لیکن تیرے کرم کا اسید وار تھا تو اسکو بخش دے بعد اسکے عین گریبان میں تبسم ہوئی اور
 چل بکھری ہوئی میں اسکے پیچھے چلا اور تفسیر ہوا کہ حقیقت حال سے مجھے مطلع کرانے کے کہ اے امام المسلمین
 یہ میرا بیٹا ہے گنگار تھا جب بیمار ہوا تو اسے کہا اے مادر مہربان کئی وصیتیں ہیں اسکو بحال ایک تو اٹات
 فسق و فجور لاکر میرے روبرو توڑ ڈال دیتے ہیں جب مروں تو میرا سر اٹھا کر منجھ کے بل خاک پر ڈال
 کہ روئے گرداؤ حضرت حق میں حاضر ہوں تیسرے میرے منجھ پر ٹانچے مارنا اور کہنا کہ جزا ایسے گنگار
 یہ ہے جو جتنے اندھیری رات میں میرا جنازہ گور پر لیجانا کہ کوئی شخص نہ دیکھے اور میرے گناہ پر گواہی نہ دے
 پانچویں جنازہ میرا تو لیجانا کہ شاید اس سبب سے بخشا جاؤں چھٹیں جب تک مجھکو معلوم نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ
 نے میرے ساتھ کیا معاملہ کیا سر قبر سے جنبش نہ کرنا جب کہ وصیتیں کر چکا تو اسے وفات پائی میں نے حسب
 وصیت اسکے اپنے قدم اسکے منجھ پر رکھے آواز غیب سے آئی ارفی قدک عن وجہ المیون یعنی اپنے قدم
 میرے دوست کے منجھ پر سے اٹھالے جب اسکو دفن کر چکی تو میں نے خدا سے بخشش چاہی آواز سنئی
 کہ قریح سے کہتا ہے کہ یا امانہ فقد سهل اللہ تعالیٰ علی الامم وغفر لی یہ بھی ایک صورت از خود آنے کی ہوتی ہے
 اور یہی سبب ہوا کہ حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں سے درگزر کیا اور اللہ نے بھی انکو بعد تو بہ بخشا ہوا
 اب ہم اس سے یہ اشارہ نکلا کہ ہر چند حضرت یعقوب کے بیٹوں نے قصور کیا لیکن نسبت فرزند کی تھی
 وہ انکے باپ تھے یہ انکے بیٹے اسی طرح بندہ گنگار کا حال ہے کہ ہر چند گناہ و جرم کرے لیکن بندہ ہے اور
 خداوند کریم اسکا خدا پر نسبت خدائی اور بندگی کی منقطع نہیں ہوتی ہر نقل ہے کہ ایک شخص عجمی حضرت
 علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں بندہ عاجز جاہل محض ہوں ایک کلمہ ایسا
 تسلیم فرمائیے کہ سب دعاؤں سے مجھکو مستغنی کر دے حضرت نے فرمایا ہمیشہ کہ اللہم انت ربی وانا
 عبدک سو عجمی شب و روز برعکس کہتا کہ اللہم انت جہدی وانا ربک اور جب یہ کلمہ زبان پر لاتا تو ایک
 دلوں ملکوت میں پڑ جاتا اور فرشتے بخون سطوت جباری لرزان ہوتے تھے ایک دن حضرت جبریل نے
 حضرت علیہ السلام سے کہا کہ عجمی اس کلمہ کو اس طرح کہتا ہے کہ اہل شرع اگر اسے تو اسکی تکفیر کرے

استحسان منظور ہو تو اس سے حکم کر کے قید آدم علیہ السلام کو سجدہ کر کے سو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے ابلیس سے فرمایا اُسے کہا کہ جب آدم زندہ تھا تجھے میں نے سجدہ کیا اب کہ مردہ ہوا کیونکر اسکو سجدہ کرو اس وقت ارشاد آئی ہوا کہ اب تو سنے جانا کہ ابلیس کا ردنا سر اسر کندب تھا حضرت امام غزالی اسی تفسیر میں اور علامہ قشیری حسن القصد میں ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ کنوان شدا و ابن عا د کا کھودا ہوا تھا اور ایک ہزار دو سو برس گزرے تھے اور اسی زمانہ میں ایک شخص عالم یوں نام خواہ ہو دوسن حضرت ہو و پیغمبر علیہ السلام سے تھا اُسے صحیفہ حضرت شیث علیہ السلام میں حسن یوسف علیہ السلام کی ماہیت اور اس قصہ کی حقیقت پڑھی تھی دعا مانگی کہ یا الہی میری عمر ایک ہزار دو سو برس کی ہو چکی ہو مگر میں چاہتا ہوں کہ اس وقت تک زندہ رہوں کہ جہاں تک حضرت یوسف علیہ السلام سے مشرف ہوں ہاتھ نہ آوادی کہ چاہ شدا میں اقامت کر چنانچہ وہ عالم اس چاہ میں دل سے مشغول عبادت ہو اور قوت لامیوت کے لیے ایک انار باخستان نیب سے نازل ہوتا تھا اسی پر کتفا کرتا تھا اور ایک قندیل نورانی روشن ہو جاتی تھی اسی کی روشنی میں بسر فرماتا تھا انقض بارہ سو برس اُسے مقدم یوسف علیہ السلام انتظار کی اب کہ زمانہ جلوہ فروزی یوسف ہو نچا و آئیناب نے اُس کنوین کو اپنے نور سے روشن فرمایا تو اُس عالم نے قدیموس ہو کر التماس کیا کہ یا نبی اللہ میں صرف آپ ہی کی زیارت کو ایک زندہ رہا ہوں حضرت نے اپنے بھائیوں کی شکایت نفرائی میرے واسطے آپ کو اللہ نے یہاں بھیجا ہو اور اخواں ہمیں وسیانہ بن ستود نکاب اللہ یعنی سپرد بخدا کرتا ہوں شکو بعد اُس کے وادیت حیات پر دالک فرمائی اور بعضے کہتے ہیں کہ وجہ یہ ہوئی کہ حضرت یوسف علیہ السلام ایک روز آئینہ دیکھتے تھے اور اپنے حسن پر تعجب تھے اور خیال فرماتے تھے اگر میں کسی کا غلام ہونا چاہوں تو کوئی شخص میری قیمت نہ دے سکے اس لیے اللہ تعالیٰ نے چاہ میں ڈلوایا اور کھوٹے داموں بکوا یا فرمایا حضرت صلعم نے من تو اضع بئذ رفعة اللہ من تکبر وضعہ اللہ فان اللہ ماضی من یومن فی ملک الخطرة والکلمۃ وادب بقدر البیر یعنی جسے فروتنی اختیار کی بلند کیا اسکو اللہ نے اور جسے کبر و تیرہ کیا اگر ادا اسکو کیونکہ اللہ نہ راضی ہو ا یوسف کے اس خطرے و بات سے اور ادب دیا چاہ کے گڈھے میں اور بعض کہتے ہیں کہ ارادہ الہی ہوا کہ یوسف اندھیرے کنوین سے واقع ہوں تاکہ جب بادشاہ ہوں توقید یون کی حکیمت سے آگاہ ہوں اور بلا وجہ موجب قید مکرین اور اخبار الدول میں ہو کہ سبب اشتقاق وسیع یوسف یہ ہوا کہ ایک باد حضرت ابراہیم مصر سے

تو اکثر زار و عابد بطریق تواضع چار فرسخ پیادہ پا آئے مگر حضرت نے اُسکا عوض نہ کیا تب ہی ہوئی کہ میرے بندہ خاص تیرے ساتھ آئے اور تو متوجہ نہ واسوتیری اولاد سے اب غلام بناؤ گھا اسی کا ظہور یوسف علیہ السلام پر ہوا انتہی میں کہتا ہوں کہ سیاق اس رویت کا دلیل ضعف پر ہے روایت ہے کہ جن جن حضرت یوسف بھائیوں کے ہمراہ تشریف لگئے تھے سماء دنیا یوسف کی بہن نے خواب دیکھا کہ یوسف بھائیوں میں ہر کہ وہ نوپتے ہیں سو بیدار ہوئی اور حضرت یعقوب کے پاس آئی اور کہا یوسف کمان میں فرمایا کہ یوسف اپنے بھائیوں کے ساتھ گیا ہر اُس نے کہا تم نے انکو اکیلا چھوڑا اچھا لکھا آخر حضرت یوسف کے پیچھے دوڑی تھوڑی دور پر سب بھائی ملے سو یوسف کو لپٹ گئی اور کہا میں تمکو برگز جانے نہ دوں گی مگر بھائیوں نے حضرت یوسف کو چھین لیا اور بھائے اسکا زور نہ چلانا چار روتی ہوئی آئی اور اپنے باپ سے چٹ گئی حضرت یعقوب نے فرمایا کیوں روتی ہو کہ اس وقت پر نہیں روتی ہوں بلکہ اور ہی وقت کا خیال کر کے روتی ہو کہ تم بھی میرے ساتھ بہت مدت تک روتے رہو گے تنبیہ عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ اُس زمانے میں کوئی شخص وقت نہ تھا کہ بھٹیر یا بھی آدمی کو کھاتا ہے جب حضرت یعقوب نے بیٹوں سے فرمایا کہ شاید تم غافل رہو اور یوسف کو بھٹیر یا کھا جائے تب انھوں نے پوچھا کہ آپ کیا فرماتے ہیں بھٹیر یا بھی آدمی کو کھاتا ہے حضرت یعقوب نے فرمایا کہی دن ہوئے میں نے یہ خواب دیکھا کہ میں ایک پہاڑ پر ہوں اور یوسف جنگل میں سو اُسکو دن بھٹیر لے گھیرے ہو ماسنے کا ارادہ کرتے ہیں میں نے چاہا کہ پہاڑ سے اتر کر یوسف کو بچاؤں مگر راہ نہ ملی دفعہ تین پھٹ گئی اور یوسف اُس میں جاتا رہا سو میں گھبرا کے جاگ پڑا تو دیکھتا ہوں کہ یوسف میری بغل میں سوتا ہے میں نے کہا الحمد للہ عبداللہ ابن عباس اس خواب کی تعبیر فرماتے ہیں کہ پہاڑ حضرت یعقوب کا حال تھا اور دن بھٹیر حضرت یوسف کے دس بھائی تھے اور زمین کا پھٹنا کنوئیں کا اشارہ تھا اور یوسف کا اُس میں جانا اشارہ تھا کنوئیں میں ڈالنے سے یہ تعبیر سن کر بعضوں نے عبداللہ ابن عباس سے کہا کیا حضرت یعقوب علیہ السلام تعبیر خواب نہ جانتے تھے فرمایا اذ جاء القضاء علی البصیر تنبیہ بعضی روایات میں ہے کہ اول حضرت یوسف کو سب بھائی پیار کرتے تھے خواب دیکھنے سے دشمن جانی ہو گئے جس طرح فرعون حضرت موسیٰ کو دوست رکھتا تھا یہاں پہاڑ ظاہر ہوا دشمن ہو گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل مکہ دوست رکھتے تھے جب آفتاب نبوت چمکا تو ایمان داروں کے چہرے روشن ہو گئے

اور کافروں کے قلوب سیاہ پس دشمن ہو سکے کہ حضرت کو ہجرت ہی کرنا پڑی اور حضرت آدم علیہ السلام کو شیطاں بھی دوست رکھتا تھا جب سجدے کا حکم ہوا یہ مردود بھی دشمن ہو گیا قصہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کرتا دوبا ہوا جو ٹھے خون کا لے لیا اور بہت روئے بعد کے پہننے لگے لڑکوں نے کہا نہ بکا فحک ایک ہی سبب سے آن واحدین مجنون کا فعل ہی فرمایا ہوتا اسپر یوں کہ یہ کرتا سچا ہے اور روتا ہوں اسپر کہ یہ خون جھوٹا ہے اگر بھیر یا کھاتا تو کرتا کیوں چھوڑ جاتا تب بوسے کے ہم بھیر یا کھلا دین آپ دریافت کر لیں کہ اُس نے کھایا یا نہیں کھایا فرمایا لے آؤ چونکہ بیٹے حضرت یعقوب کے غمگنا جائتے تھے کہ بھیر یا حیوان ناطق نہیں ہے سو جنگل سے ایک بھیر یا کھلا لائے یا کہ پہلے سے باندھ آئے تھے اُس کو لے آئے الغرض جب بھیر یا آیا تو حضرت یعقوب نے پوچھا کہ تو نے کیوں میرے لڑکے کو کھایا اور مجھ ضعیف پر رحم نہ کیا جلدی اسکا جواب دے نہیں تو بلا میں پڑ گیا اُس نے دست بستہ زبان فصیح عرض کیا کہ السلام علیک یا بنی ابد میں تو آپ کے خوف سے کچھوں بکریوں کے پاس بھی نہیں پھٹکتا چہ جائے یوسف علیہ السلام کہ وہ اچکا جگر گوشہ اور خود بنی ہو اور ہمیں پیرون کا گوشت حرام ہے اور ہمارے جنس میں کوئی پیغمبر نہ ہو تکلیف نہیں دیتا یا بنی اللہ قسم ہوا ہے رب کی میں اس گناہ سے بری ہوں اب اللہ مجھ میں اور تمھاری اولاد میں حکم ہے کہ انھوں نے ناحق مجھ کو تہمت لگائی ہے حالانکہ صحت ابراہیم میں یہ بڑھ چکے ہیں کہ ان البہتان لہذہ عظیم اس کلام سے حضرت یعقوب علیہ السلام پر تھیر ہوئے اور ان کے بیٹے نادم اور مضطر بعد اسکے پوچھا کہ یوسف زندہ ہے یا مردہ بھیر یا عرض کیا کہ یہ بات آپ حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھیے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام کہہ نہیں سکتے کہا پھر میں کس طرح عرض کروں تب حضرت یعقوب نے فرمایا کہ تو ان کے ہاتھ کس طرح لگاؤ اُس نے کہا یا بنی اللہ میں مسافر غریب الوطن ہوں مصر سے اپنے بھائی رضاعی کو تلاش کرتا دیا ر شام میں آیا یہاں معلوم ہوا کہ وہ آیا تھا سو گرفتار ہو گیا یا بنی اللہ شترہ دن ہو سکے کہ فاشی سے ہوں اور تمھارا حال سنکر چاہتا تھا کہ تعزیت کے واسطے حاضر ہوں سو ان ظالموں نے پکڑ لیا اس کلام سے حضرت یعقوب علیہ السلام بہت روئے اور بھیر یا نے متوجہ ہو کر اولاد یعقوب سے کہا تم سچ کہہ تھے مجھے آنکھوں سے دیکھا تھا جب میں نے یوسف کو کھایا ہے اور اولاد یعقوب نے دیکھا کہ اگر رویت کا حال کہتے ہیں تو فصیح و سوا ہوتے ہیں لہذا کہنے لگے کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا مگر جس جنگل میں بھیر یا نے یوسف کو کھایا تھا وہاں تو سیر کرتا تھا ہمارا گانا ہوتا

کہ تو نے کھا لیا ہے حضرت یعقوب نے لڑکوں سے مخاطب ہو کر فرمایا دیکھو بھڑیا اپنے بھائی رضاعی کی تلاش میں مصر سے کنعان میں آیا اور تم حقیقی بھائی کو ضائع کر آئے ہو تب بولے کہ ہم دش آدمی کہتے ہیں کہ بھڑیا کھا گیا پر آپ نہیں مانتے اور بھڑیا کے کلام کو تسلیم کرتے ہو ناچار حضرت یعقوب علیہ السلام چپکے ہو رہے مگر فرمایا کہ اس بھڑیہ کو چھوڑ دو اور یوسف کو تلاش کر لاؤ تو میں تم سے خوش ہوں اور بعض روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف کا حال بھڑیہ سے پوچھا تو بھڑیہ نے کہا کہ میں واقف ہوں لیکن غازی سے منجوعہ آتی ہے و التماس من عند اللہ وعند الناس فلعل من الغراز من الرحمة نصیب مگر آپ میرے بھائی کے ملنے کے واسطے دعا کیجیے اور میں آپ کے بیٹے کے ملنے کی دعا کروں چنانچہ دونوں دعا کی اور بھڑیا رخصت ہو کر چلا گیا صاحب مکملہ نے لکھا ہے کہ وہ بھڑیا ایک بلند مکان پر گیا اور جا کر اسنے اور بھڑیوں کو آواز دی کہ جلد حاضر ہو کہ حضرت یعقوب سے عذر خواہی کروا کر منے یوسف کو کھایا ہو چنانچہ تمام بھڑیے اس جنگل کے حضرت یعقوب کی حضور میں آئے اور قدموں گرے اور زبان حال بولے کہ حاشا للشر یا بنی اللہ ہم نے ہرگز آپ کے فرزند اور العین کو گھٹت نہیں دی ہے اور کوئی بے ادبی ہم سے نہیں ہوئی حضرت یعقوب نے عذر انکا قبول کیا اور رخصت فرمایا حدیث شریف میں ہے کہ بدتر آدمیوں کا نماز اور نائم ہے اور شفاعت میرے غماز کے حق میں حرام اور وکیل بن مغیرہ کی شان میں قرآن میں کریمہ سورہ نون شاہد ہے نماز مشاع عظیم مشاع لغیر معتدا یتیم یعنی طعنے دینا چغلی لیتے پھرتا اچھے کام سے روکتا حد سے بڑھتا گنگار فائدہ تین ہیمرون تین آدمیوں کی امانت رکھی ریخ و غم اٹھایا اور تین شخصوں نے اپنی امانت اللہ جل ذکرہ کو سونپی آرام و راحت پائی ایک سے حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو انکے بھائی کے سپرد کیا ایسا بیچ پایا کہ روتے روتے اندھے ہو گئے دوسرے حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہیں کہ اپنی قوم کو طور پر جاتے وقت اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو سونپا اور انکو خلیفہ فرمایا ساری قوم نے گوسالہ پرستی اختیار کی حضرت موسیٰ کو اس حال سے نہایت ریخ ہوا اور بھائی ہارون پر سخت غصہ آیا کہ آہین تو ریت کا نقصان ہوا قیسر سے حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں کہ بنا بر رفع حاجت ضروری جانب بیت الخلا چلے انگشتی اپنی بلحاظ ادب بروایت اپنی بی بی خواہ لونڈی کو سپرد کر گئے ایک جن غریب سے بصورت حضرت آیا اور انگشتی لیگیا اور تخت سلطنت فرما نہوا اور حضرت سلیمان چالیس وز تک پریشان و سرگردان رہے اور کمال ریخ و غم ہوا

بسرکے اور خیال کرنا لازم ہے کہ انھیں حضرت یعقوب نے بنیامین برادر یوسف کو فائدہ خیر حافظا دہو رحمہ الرحمین پڑھ کے بجائیوں کے ساتھ کیا کیسی خوشی اٹھائی کہ بنیامین حفظہ امین رہے اور حضرت یوسف سے ملے اور حضرت یعقوب انکے باعث سے کابلہ حوران سے کل شاوان و فرحان باہل و عیال و عورت و جلال و سرور میں جلوہ فرما ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ نے حضرت موسیٰ کو صندوق میں بند کر کے دریا میں چھوڑا اور خدا کے سپرد کیا حافظ اکرم دست دشمن میں پہنچا کے کس خوبی سے پرورش کرایا اور ان کی آنکھیں ٹھنڈی کین اور انھیں دودھ پلوایا اور پھر حضرت موسیٰ کو نبوت عطا کی اور ہمارے حضرت خاتم النبیین سید المرسلین شفیع

الذین یرحمہم اللہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت مرحومہ کو خدا کے سپرد کیا ہے کہ اللہ خلیفہ من بعدی سو حضرت کو برواقیامت نعمہ و شفاعت اور مقام محمود و عنایت ہوگا کہ تمام امت آپ کی بحکم و سوف بطریق ربک قرضی، ازل بہشت ہوگی اور حضرت کے دل کو نہایت مسرت ہوگی اس مقام میں نظر کر کے ایماندار کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنا جان و مال و عیال بلکہ دین و ایمان افعال و اعمال سب خدا ہی کے انویس رہتا رہے فائدہ حموی شرح اشباہ النظائر میں لکھا ہے کہ منجملہ حیوانات غیر ناطق ذل حیوان داخل جنت ہونگے ناۃ حضرت سید الانبیاء کا ناۃ حضرت صالح کا پچھڑا حضرت ابراہیم کا دتہ حضرت اسمعیل کا بقرہ حضرت موسیٰ کا ماہی حضرت یونس کی گدھا حضرت عزیز کا ٹٹہ حضرت سلیمان کا بیل بلقیس کا کتا اصحاب کعبہ کا یہ قول ہے مقاتل کا اور بعضوں نے ہمیشہ حضرت یعقوب کا بھی شمار کیا ہے اور دودی تلمیذ حافظ جلال الدین سیوطی نے دلدل اور

براق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ذکر کیا ہے اور مشکوۃ الانوار میں کہ شرح شرفہ الاسلام میں لکھا ہے کہ یہ سب بصورت کبش تبدیل ہوئے داخل بہشت ہونگے اتنی اور بعضوں نے فیل اصحاب الفیل کو بھی شامل کیا ہے فائدہ جس طرح پیراہن علیہ السلام سے انکے بجائیوں کو شرمندگی حاصل ہوئی اسی ہی چادر پیراہن اور بھی ہیں ایک پیراہن آدم و حوا کہ جب بصد و زلت اتارے گئے تو دونوں نادام ہوئے دوسرا پیراہن یوسف کہ زلیخا کو شرمندگی کا باعث ہوا کہ ان کا ان قبضہ قدیم برکت و ہوسٹ الصادقین اسی کا اشارہ ہے شرم سے سرگردیاں ہر زلیخا اب تک ہر شاد و عصمت یون و ہین و امن ہے تیسرا پیراہن حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کہ منکر لوگ کہا کرتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہر دس ہین جب پیراہن شریف ہوا سے اڑتا تو شرمندہ ہو گئے چوتھا قمیص مبارک ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ابی ابن سلول منافق لغتہ اللہ علیہ نے

وقت نزع بطراز آزمائش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قمیص شریف اس حیلہ سے مانگا کہ میں اپنا
کفن بناؤنگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت اُتارنے کا ارادہ کیا اور کئی مرتبہ تگمہ کھولا مگر
پھر بند ہو گیا اور صاحبزادہ پر خطاب ہوا کہ یہ شخص منافق ہے اور میرا بہن رسول خدا کے لائق نہیں ہے
لطیفہ قیامت کے دن شیطان رحیم کہ ایان امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ہر ایک یوسف
وقت ہوگا کیلگا کہ انکو گرگ معاصی اور زلات نے ہلاک کر دیا ہے اور میرا بہن توحید انکا خون عصیان
آلودہ ہے اسوقت حضرت عزت سے خطاب ہوگا کہ اے ملعون اگرچہ میرا بہن توحید انکا خون عصیان
آلودہ ہے مگر توحید باقی ہے تو آلودگی گناہ دیکھتا ہے اور رحمت میری توحید پر ناظر ہے یعقوب نے
میرا بہن یوسف درست دیکھ کر کہا لائیا شوا من روح اللہ اور میری رحمت نے میرا بہن توحید درست
دیکھا اور فرمایا لا تقنطوا من رحمۃ اللہ اور حضرت یعقوب نے اولاد میرا بہن دیکھ کر فریاد کی یا اسفا اور
درست دیکھا تو کہا یا بتی اذہو انفسوا من یوسف اسی طرح جب بندہ نے اپنے نفس کو آلودہ
ذلات و معاصی دیکھ کر فریاد کی کہ و احسرتا علی ما فرطت فی جنب اللہ پھر جب توحید و معرفت سے
ملا ہوا دیکھا تو امید وار ہو کر بولا یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسکم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان تقنطوا
حضرت یعقوب علیہ السلام پر بیٹوں کا جھوٹا ظاہر ہو گیا اور بھیریل نے شرمندہ کیا تو حضرت
یعقوب نے فرمایا کہ جو کچھ تم بیان کرتے ہو بالکل جھوٹ ہے کسی سوڈی نے اُسکو نہیں کھا لیکن
تمہارے دلوں نے یہ بات بنائی ہے جو تم نے ایسے اخطار پر قدم رکھا اور مجھ کو ناحق رنج دیا پھر
کہا باندھی اور کنعان کے جنگل میں سر کھوئے ہوئے لکڑی ہاتھ میں لیے تشریف لیگئے اور چکا کے کہا
کہا اور محبوب میرے یوسف تجھ کو کس کنوئین میں ڈالا ہے اور کس دریا میں پھینکا اور کس تلوار سے مارا
اور کمان دفن کیا کسی نے جواب نہ دیا تب حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر کہا کہ مقدمان بلا اور
آپ کے روستے سے بے آرام ہیں اور روتے ہیں سو اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے معقول
کسو اسطے رولا تا ہے حضرت یعقوب نے کہا پھر کیا کردن حضرت جبریل نے کہا کہ صبر اختیار کر دو
سو حضرت یعقوب نے کہا قصیر جبریل یعنی وہ صبر میں خیر اور فرزند نہیں کیونکہ صبر باجمع ثواب کو کھودیتا ہے پھر جبریل
چلے آئے اور خاموش ہو بیٹھ رہے جسے مریض دوائی مانج پیکہ بیٹھتا ہے اس عرصے میں ایک دن اپنے زانو پر
کھٹے ہو سو گئے حضرت جبریل ارشاد ہوا کہ اے جبریل یعقوب وہ صبر اختیار کیا ہے میں نے نہیں مگر یہ عہد اسکا
رہیگا تو میت میں اُٹھ جائیگا اسطے میں غم کے کوئل کرنا چاہیے سو جبریل علیہ السلام نہ کہنے پہن کر حضرت یوسف
علیہ السلام خدایت شریف لائے اور حضرت یعقوب کے پاس ہو کر گل گئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام روتے ہوئے جگہ پھر

حضرت جبریل علیہ السلام نے آگے کہا کہ امی یعقوب اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ تم نے تو جزع فرمایا
 انکار کی تھی حضرت یعقوب علیہ السلام نے متنبہ ہو کے اپنے لبون کو مٹی سے بند کیا اور کہلایا
 تو بہر حال ہون ارشاد ہوا کہ تجکو جزع معاف ہو لیکن مجھی سے نالہ وزاری کر حدیث شریف میں آیا کہ

کان یعقوب بکی و بکی بکالہ حیطان بعیتہ یعنی تھے یعقوب روتے اور روتین اُنکے روتے سے
 گھر کی دیوار میں عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت یعقوب نے شہر کے باہر ایک گھر
 علیحدہ سب سے بنایا تھا تاکہ آواز نالہ وزاری کوئی بغیر نہ سنے جب کہ رات ہو جاتی تو اُس گھر میں
 آتے اور دروازہ بند کر کے یوسف کو یاد کرتے اور رُڑپتے اور یون پکارتے کہ امی یوسف میں نہیں
 جانتا تو کہاں ہے کس کنوئین میں ہے کج کو ڈالا اور کس دریا میں ڈبایا اور کس جنگل میں چھوڑ دیا اور
 کس مین میں دفن کیا اور کیا تیری حالت ہے اس حالت میں صبح ہو جاتی تو آسمان کی طرف

دیکھ کر فرماتے کہ یا اُمّی میرا بڑھا پاؤ ضعیفی و حسرت بہر شخص دیکھ کر رحم کرتا ہونا رحمی یا ارحم
 الراحمین اور حال اس روتے کی تاثیر کا یہ تھا کہ جب آواز آپ کی جنگل میں پہونچتی تو ہرن اور
 جنگلی جانور بیت المحزن کے گرد آگے جمع ہوتے اور حضرت کے ساتھ روتے اور روتے کا یہ رتبہ
 پہونچا کہ آنکھیں جاتی رہیں کہ وابیضت عینا ہ من الحزن اسی کا اشارہ ہے یعنی سفید ہوئیں
 آنکھیں انکی غم سے فائدہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بل سولت لکلم الفسکم فرمایا یعنی ہناد
 اس حرکت مشیعہ کا اپنے پیشوں کی نفس سے کیا نہ کہ دل سے سبب اُسکا یہ ہے کہ آدمی کے پاس
 دو چیزیں ہیں ایک نفس تو میری روح روح عالم پاک ہے اور نفس عالم خاک سے روح نیکی پر دلالت
 کرتی ہے اور نفس محصیت پر پیرا یہ نفس غرور ہے اور سربا یہ روح تجارت لن بتور یعنی کھجوں ہلاک ہو
 نفس متاع پر عیب ہے اور روح کلبر گستاخان عالم غیب سے نفس پیرا یہ خیالات مست و روح
 سربا یہ سعادات مست و نفس پالبتہ ہوا و ہوس و روح شالیستہ کمالات مست و سو ہر گاہ کہ
 نفس بالذات شریر تھا اس واسطے گناہ کو اسکی طرف نسبت فرمایا اور اپنے درد کو صبر جلیل سے ملایا
 یعنی اگر تم نے کید کا اندیشہ کیا ہے تو میں نے پیشہ صبر اختیار کیا اسلئے کہ بد و ن اور شریروں کو بدی تاز
 حج نصیب ہے اور صابرون کو صبر میں فرج عنقریب واضح ہو کہ اہل تقیت کو صبر جلیل میں کئی قول ہیں
 حدیث شریف میں وارد ہے کہ صبر جلیل وہ ہے جو جہین شکایت خدا خلق سے نہ ہو اور اگر کچھ شکایت
 دل میں رکھتا ہو تو حق تعالیٰ سے کہے جس طرح حضرت یعقوب نے فرمایا انا شکوینہ و حزین
 الی اللہ اور حکیم علی ترندی فرماتے ہیں کہ صبر جلیل وہ ہے کہ صابر نام اختیار اپنے قبضہ اختیار کرے

رکھے اور مقام رضا و تسلیم میں قائم رہے اور بلا و عطا میں یکساں بسر کرے اور شیخ یحییٰ سعاد رازی فرماتے ہیں کہ صابر بلا سے آسمانی مین خندان و شادان رہے خلاصۃ الحقائق میں ہرگز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ جو بندہ میرا مصیبت کی حالت میں صبر جمیل اختیار کرے تو شرطِ کرم یہ ہے کہ بروز قیامت بحساب داخل بہشت کر دینا اور امام قشیری فرماتے ہیں کہ صبر جمیل یہ ہے کہ صاحب مصیبت اپنے غیر سے بچانا بجائے انقض حدیث رسول اللہ اور کلام اولیاء اللہ سے یہ منکشف ہوا کہ صبر دو قسم ہے ایک جمیل و دوسرا غیر جمیل سو صبر جمیل یہ ہے کہ وقت نزولِ بلا صابر بھیجنے والے بلا کو بچانے جب اہل یقین معلوم ہو جائے کہ یہ بلا جانبِ حق سے آئی ہے تو سمجھے کہ حق تعالیٰ مالک المملک ہے انبی ملکیت میں جو تصرف کرے درست ہو جائے چون و چرا نہیں ہے دوسرے وہ حکیم ہے کوئی کام بے حکمت نہیں کرتا ہر قسم کے علیم ہے بے علم و دانش کچھ نہیں کرتا چوتھے مشفق و رحیم ہے اگر بندے کی خیر اس بلا میں نہوتی تو بلا کو مقدم نہ کرتا جب کہ یہ باتیں مبتلا سے بلا پر منکشف ہوئیں تو نور مرسل بلا میں مستغرق ہو جائیگا اور بھون شکایت نہ کرے گی ۵ ہر بلا کہ تو خواہی یا نہ ہو مرا ہے کہ در مشاہدہ تو بلا نہی بنیم + زمین بہر چہ کنی یار را ضمیمہ بجا ہے کہ ہر جزو تو رسد جزو عطائی بنیم + اور جو صبر کہ ورا ہے اسکے ہر وہ صبر غمیبیل ہے اور فرق ان دونوں صبر کا اس مثال میں ظاہر ہوتا ہے مثلاً ایک شخص اللہ کو سبب نعمتوں کے جو اسکو عطا فرمائی ہیں دوست رکھتا ہے جب بلا نازل ہوئی وہ دوستی زائل ہو گئی اور ایک شخص خدا کو محض از براے خدا دوست رکھتا ہے جب بلا آئی تو محبت و دوستی اسکی زیادہ ہوئی اور یہ ترانہ اسکی زبان پر جاری ہوا ۵ مائی جو نیم نعمت ما بلا خواہیم و بس + بلکہ مادائیم ضائع دوست را خواہیم و بس + از رضا کے دوست مارا اگر بلا خواہیم پسید + ما ہمیشہ خوشی را مبتلا خواہیم و بس + خلق از حق نعمت و فضل و عطا جو سید ما بلا خدا صبر جمیل اندر بلا خواہیم و بس + ہر کسے از تو بقدر خود مراد سے خواستند + ما مراد خوشی را از تو ترا خواہیم و بس + اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ صبر تین قسم ہے صبر پر مصیبت و صبر پر طاعت و صبر از جو کوئی بلا شکایت و جزع مصیبت پر صبر کرے اسکو تین سو درجے ہیں اور جو طاعت پر صبر کرے اسکو المضاہفت اور جو مصیبت سے صبر کرے اسکو نو سو درجے اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ جو کوئی شخص جرم صبر خوشی سے نوش کرے اگر زندہ رہے حمید ہے اور جو مر جائے شہید اور عرفا علیہم السلام فرماتے ہیں کہ صبر دو قسم ہے صبر عابدین اور صبر عاشقین اول یہ ہے کہ مقام صبر میں مضبوط و محفوظ رہے آورد و سراپہ ہے کہ مرفوض رہے یعنی کمال صبر عاشقوں کا ہے صبری میں ہر جس طرح مراد انکی

نہارا دی میں ہر اسی سبب سے حضرت یعقوب صبح کو وعدہ صبر فرما کر فرماتے تھے نصیر جہیل دریا کو
بے صبری سے فرماتے تھے یا اسی اسطے یوسف شیخ بچے معاذ فرماتے ہیں صبر المبین اشد
من صبر الزاہدین اسطے کہ زائد ہشتیاں نفس پر صبر کرتا ہے اور محب فراق محبوب پر اور یہ بہت سخت ہے
اسطے کہ عاشق کو سالہا سال گزر جاتے ہیں کہ نہ نفس کا خیال آتا ہے اور نہ خواہش نفس کا کیونکہ عاشق
کسی وقت محبوب سے غافل نہیں ہر نفس کسکا اور ہوا سے نفس کہاں پھر جو چیز سالہا سال یاد
نہ آوے اس پر ثبات اور صبر آسان ہے یا اسپر جو ایک لمحہ اور ایک ساعت دل سے نہ بھولے
فائدہ اس مجہد صبر کا بیان ضرور ہوا واضح ہو کہ عالموں کے نزدیک صبر کی حقیقت ثبات ہے اور
سہدی سہار جس کو یہ حال پیدا ہوا اس کو شہوت اور غضب کا غلبہ ہوگا اسی واسطے یہ صفت نوع
انسانی کے واسطے خاص ہوئی مگر اور جانوروں میں متصور نہیں کیونکہ ملائکہ عقل محض ہیں انہیں شہوت
نہیں اور جانور شہوت محض ہیں انہیں عقل نہیں ہر چہ نوع انسانی ابتدا میں بمنزلہ جانور ہے کہ
خورد و نوش کے سوا اور کچھ خواہش نہیں رکھتا اور ایک مدت کے بعد بازی اور حلیع کا شوق پیدا کرتا ہے
مگر عقل بھی اس کے ساتھ ہوتی ہے کہ وہ اس کو لذت دینی سے روکتی ہے اور نعمائے اخروی کی طسرت
متوجہ کرتی ہے اور داعیہ شہوت سے بے بار نہ پیش آتی ہے اگر عقل غالب آئی اور انسان قابو میں رہا
اسی کا نام صبر ہے اگر شہوت غالب آئی اور انسان بے قابو ہو گیا اسی کا نام جبر ہے کہ صبر کا ضد ہے
اور یہ صبر دو قسم ہے جسمانی نفسانی پس جسمانی یا فعلی ہے جس طرح اعمال شاقہ کرنا یا انفعالی جیسے کام
ثابت رہنا اور نفسانی وہ ہے کہ نفس کو طبع کی خواہشوں سے روکے پس یہ رکاوٹ اگر شہوت بطین
اور فرج سے ہے تو سخت ہے اور اگر لالینی طلب سے ہے تو زہد ہے اور اگر فرار اور زلزل سے ڈرائی میں
ہوئی تو شجاعت ہے اور اگر عفت و غصے کی حالت میں ضرب اور شتم سے ہوئی تو حلم ہے اور اگر حالت
اضطراب میں اظہار سہار سے ہوئی تو کتمان نفس ہے اور اگر غنا کی حالت میں تکبر اور تعلیٰ باہتمام
اور بددوستی مہمت کی حالت میں اضطراب اور تحیر سے ہوئی تو وسعت حوصلہ ہے اور اس صبر کے
تفصائل کلام الہی میں اکثر مذکور ہیں اور احادیث صحیحہ میں بہت مسطور کتب تفاسیر و احادیث میں
ملاحظہ کرنا چاہیے اور فرمایا حضرت علیہ السلام نے کہ الصبر نصف الایمان حضرت استاذ الامام
تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں کہ یہ اسوا سطے کہ ایمان تمام نہیں ہوتا جب تک کہ افعال شایستہ کو چھوڑ
اور اعمال شایستہ سے دل نہ چوڑے اور ان دونوں امور پر مداومت صبر بخیر ممکن نہیں ہوگی
حساب سے صبر تمام ایمان ہوا لہذا حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا الصبر ہوا ایمان کا لیکچر دونوں

کبھی رغبت جسمانی اور شہوت نفسانی کے موافق ہوتے ہیں اور کبھی نہیں پس وہ صبرِ حیرتِ صبرین
 اسی وقت پر نظر فرمے کہ شارع نے صبر کو نصف الامان فرمایا اور پوشیدہ تر ہے کہ حقیقت صبر یہ نہیں کہ
 امر کروہ کبھی رو برو نہ آئے یا پیش آتے تو اسکو مروہ نہ جانے بلکہ اسکی حقیقت یہ ہے کہ باوجود کراہت
 طبعی منافیات عقلی اور شرعی سے آپ کو رو کے ہرگز جزع و فزع کا اظہار نہ کرے اور اگر بے اختیار
 آنسو بہا خواہ رنگ چہرے کا متغیر ہوا تو یہ صبر کے منافی نہیں حدیث شریف میں آیا ہے کہ حب ابراہیم
 فرزند رسول کریم فوت ہوئے چشم شریف اشک ریزی پر آئی اور حزن و اندوہ کی کیفیت باہین عبارت
 زبان پر جاری ہوئی کہ واللہ انا بفراقک یا ابراہیم لمحزون ایسے قسم خدا کی میں تیری جدائی سے ابراہیم
 اندوہناک ہوں حتیٰ کہ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ غم یا رسول اللہ ارشاد ہوا کہ اسقدر دلال و شک
 ریزی مقتضیات رحمتہ الہی سے ہے کہ علاقہ ابوت اور نبوت میں ظہور پذیر ہے اور بیشک اللہ رحم کرتا ہے
 اپنے اُن بندوں پر جو رحم کرتے ہیں لوگوں پر اور فرمایا کہ نہ کہ روتی ہے اور دل غم میں ہے باوجود
 اسکے میں وہی کتا ہوں جس سے اللہ میرا راضی اور خوش ہے لایکلف اللہ نفسا الا وسعها مگر میری
 زبان قید میں ہے کہ نامرضی کا حرف اُس سے صادر نہیں ہوتا غرض خلق محمود کا نام صبر ہے حدیث میں ہے
 کہ جو مسلمان صیبت میں انا اللہ وانا الیہ راجعون زبان پر لائے بہتر چیز دے میں پائے ام المؤمنین سلمہ
 فرماتی ہیں کہ حب ابوسلمہ میرے شوہر نے وفات پائی مجھے یہ حدیث یاد آئی میں نے بار بار ہر جلع کی
 اسکے بدلے حضرت کے فعل میں آئی بیعت الایمان میں ابن جبر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ
 یہ کلمہ اگلے پیغمبروں کو بھی نہیں ملا چہ جائے انکی امت کے اسی واسطے حضرت یعقوب نے شدت
 حزن میں یا سفلٰ علیٰ یوسف کہا اور انا لیدر نہیں فرمایا سعید بن مسیب اور حسن بصری کا معمول تھا کہ جب
 جماعت کی نماز نہ ملتی تو تباہ و ازبلند ہر جلع فرماتے یہاں تک کہ لوگ تعزیت کو دوڑتے معدن الجوہر
 میں ہر کہ ہر جلع کے فضائل کا یہ سبب ہے کہ انا لیدر میں عبودیت کا اقرار ہے اور انا الیہ راجعون میں
 قیامت و بعثت کا اعتراف ہے کہ جو ہم خدا کے ہیں تو بے شبہ ہماری بازگشت خدا ہی کی جانب ہے پس
 اس کلمے کو ہر مصیبت بلکہ ہر مصیبت خصوصاً موت کی خبر پر کہ وہ اعظم المصائب ہے کہنا اور دگر چڑھنا
 مغفرت اور رحمت کا موجب ہے قال اللہ تعالیٰ اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمتہ واولئک ہم المفلحون
 یعنی ایسے لوگ اُنھیں پشاپاشین ہیں اپنے رب کے درمہرانی اور وہ ہی ہیں راہ پر اور حدیث میں ہے کہ
 ہر جلع کے ساتھ انا الی رہنا بقلوبہم بھی کہے تا اور روں کی موت سے اپنی موت یاد آئے نقل ہے کہ
 یوسف سے یسود کو ایک نوع کی محبت تھی سو یسود اگاہ گاہ تفقدا حوال کیا کرتا تھا اور اُس یام میں کہ

حضرت یوسف کنوئین میں تھے ہر روز بر سر چاہ جاتا اور ہتھسار احوال کرتا حضرت یوسف بھائی اپنے حال فرما دیتے اور باپ کا مزاج پوچھ لیتے ایک مرتبہ یہودانے اپنے بھائیوں سے کہا کہ اے بھائیو! احوال و اطوار یوسف سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس کا خواب درست و راست ہوگا وہ بولے اس پر کیا دلیل ہے یہودانے کہا کہ وہ کنوان حبشہ میں حضرت یوسف بن سخت تار یک تھا اب نورانی ہو گیا ہے اور جب میں بر سر چاہ جاتا ہوں تو ایک اور شخص کی آواز سنتا ہوں کہ یوسف سے باتیں کرتا ہے مگر میں اُس شخص کو نہیں دیکھتا اب مصلحت یہ ہے کہ یوسف کو کنوئین سے نکال کے باپ کے پاس پہنچاؤ اور عمد و پیمان مضبوط لیلو کہ احوال گذشتہ باپ سے نہ کہے اس کلام سے بھائیوں کے دل میں رحم آیا تو اس ارادے سے چلے کہ یوسف کو کنوئین سے نکالیں اور باپ کے درددل کی دوا کرین اثنا و راہ میں اہلبیس علیہ اللعنة ملا اُسے کہا کہ اے اولاد یعقوب کہاں جاتے ہو انھوں نے احوال بیان کیا کہنے لگا کہ تم سخت بے عقل ہو لینے پہلے تم نے باپ سے کہا کہ یوسف کو بھڑیے نے کھالیا کہ اس بات سے ہر کہ و مہ واقف ہو گیا اور سب لوگوں نے رنج و غم اُٹھایا اب اگر اُس کو زندہ باپ کے پاس بچاؤ گے تو کیا عذر کرو گے سوائے بدنامی کے اور کچھ فائدہ نہوگا اور تمھارے باپ کو تم پر اعتبار نہ رہیگا بلکہ عداوت پیدا ہوگی اب مناسب وقت یہ ہے کہ جو کچھ ہوا سو ہوا دم نہارو اور گھر کو بلٹ جاؤ سو وہ لوگ اہلبیس کی نصیحت سے فسخ عہدیت کر کے لوٹ آئے اب اللہ نے چاہا کہ بے وضع منت ان لوگوں کے یوسف علیہ السلام کو اس بلا سے ناگہانی سے نجات بخشے ہو عجب اتفاق ہوا کہ ایک قافلہ سوداگروں کا بعدین یا چار یا سات دن کے مدین سے مصر کو جا رہا تھا اور اُس قافلے میں تین شوگیا رہ یا تین سو تیرہ آدمی تھے اور رئیس ان کا مالک ابن زغر خزائی تھا اُسی میدان میں وارد ہوا اور یہ مالک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتوں میں تھا چنانچہ اپنے خٹون پر لکھتا تھا ابودلا مہ مالک ابن زغر ابن نوابن عثقان ابن مدین ابن ابراہیم اور اکثر تفریق لکھا ہے کہ یہ شخص مصری تھا سو اس نے رشکین میں ایک خواب دیکھا کہ میں کنعان میں گیا ہوں کیا ایک آفتاب میری آستین میں چلا گیا میں نے اُس کو کال کر موتی شاریے اور چُن چُن کر صندوق میں رکھ لیے جب بیدار ہوا تو ایک معبر کے پاس گیا اور اپنا خواب بیان کیا اُس نے کہا کہ اے مالک تجھ کو ایک غلام کہ حقیقۃً غلام نہیں زمین کنعان میں ہاتھ لگیگا اُسکی برکت سے تجھے ثروت و غنا حاصل ہوگی اور قیامت تک تیری اولاد میں رہیگی اور اُس عالم میں آتش و دوزخ سے نجات ملیگی اور تیرا نام قیامت تک قائم رہیگا جب یہ تعبیر مٹنی تو مالک نے تیری اسباب سفر کر کے براہ دمشق جانب

شام چلا اور کنعان میں پہونچا تو کبھی زمین پر نگاہ کرتا اور کبھی آسمان کی طرف دیکھتا اسی تئیر میں تھا کہ غیب سے ایک آواز آئی کہ افسوس تجھ میں اور اس میں جسکا تو متلاشی ہے پچاس برس کا فصل تیرے ناگزیر پھر آیا لیکن ہر سال دو مرتبہ بر سبیل تجارت جایا کرتا یہاں تک کہ پچاس برس گزر گئے تو ایک دن مالک نے اپنے غلام سے کہ جسکا نام بشری تھا کہا کہ اگر مجھے ایسا غلام جسکو متعبر نے بتلایا ہے بلجائے تو میں کجگو آزاد کروں اور آدھا مال اپنا تجھے دے ڈالوں اور اپنی بیٹی سے تیرا نکاح کر دوں چنانچہ جب یوسف کا واقعہ واقع ہوا مالک مذکور دمشق میں پہونچا تھا پھر وہاں سے چلے تئیرے دن کنعان میں آیا اور پانی کی طع سے اسی کنوئین کے قریب جمین حضرت یوسف علیہ السلام جلوہ فرما تھے فروش ہوا اور معالم التنزل میں ہو کہ ایک قافلہ مسافروں کا مدین سے صحر کو جاتا اُسے راہ گم کی اور متصل اُس جنگل کے جس جگہ کنوئین واقع تھا نازل ہوا اور پانی اُس جاہ کا جو اول بشور تھا جب حضرت یوسف اُس میں جلوہ فرما ہوئے تو شیریں ہو گیا بالجلد اُس مقام پر آنکر مالک نے پانی مانگا اور ایک روایت ہے کہ چار پاون نے بوے خوش یوسف پر دوان سے جنسٹن کی ناچار قافلہ وہیں اُتر اُصبح کے وقت مالک کھٹتا ہے کہ پرندے جانور عاجیوں کی طرح کنوئین کا طواف کر رہے ہیں اُسوقت مالک نے بشری اور بشیر دونوں غلاموں کو واسطے پانی کے کنوئین پر بھیجا بشری نے ڈول کنوئین میں ڈالا حضرت یوسف نے جانا کہ میرے بھائی کجگو نکالتے ہیں اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا اے یوسف علیہ السلام اٹھو فرمایا کسو اسطے حضرت جبرئیل نے کہا کہ تلو وہ دن یاد ہے جب تم نے کہا تھا کہ اگر میں کسی کا غلام ہونا چاہوں تو میری قیمت کوئی نہ دے سکے فرمایا دہر میں ایک دن آئینہ دیکھتا تھا اور یہی خیال کر رہا تھا حضرت جبرئیل نے کہا آج وہی دن ہے اپنی قیمت دیکھو غرض بشری نے ڈول کنوئین میں ڈال کر بھانکا اور پکار اٹھا یا بشر ابا غلام لینے جسکو پچاس برس سے ڈھونڈتے تھے وہ یہی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مالک نے دو غلام جو پانی کے واسطے بھیجے تھے ان میں ایک بشری تھا دوسرا حامد تھا جب یہ دونوں پہونچے تو اُسوقت حضرت یوسف علیہ السلام سجدے میں پڑے ہوئے کھڑے تھے یا غیاث المستغیثین اٹھنے تب حضرت جبرئیل نے کہا کہ اے یوسف اب غم و رنج گیا اور وقت فرج اور سرور آیا دل تو رکھ نہ جی کو کاہش دے چل کوئی دم میں داد خواہش ہے اس ڈول میں بیٹھ لیجے آپ ہی کے واسطے اللہ صاحب نے اس قافلہ کو بیان بھیجا ہے سو یوسف علیہ السلام ڈول میں بیٹھے نہارے نے انکا حسن دیکھا تو بہت خوشی سے پکار اٹھا یا بشری

یہاں غلام اور قافلے والوں سے چھپا ڈالا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے وجارت سیارہ فارسلوا اور جو قسم
 قائلے ولہ قال یا بشریٰ ہذا غلام واسرودہ بضاعتہ واللہ علیہم بما یعلمون یعنی آیا ایک قافلہ کھیر
 بھیجنا یا نہا را اُس نے لٹکایا اپنا ڈول بولا کیا خوشی کی بات ہے یہ ہر ایک ٹرکا اور چھپا لیا اُس کو
 پونجی بھجھکرا اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اسی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قافلے میں
 سردار لوگ تھے کہ آپ کنوئین پر پانی کو نہیں گئے بلکہ خادم کو بھیجا اور یہ جار شاد ہوا کہ واللہ علیہم
 بما یعلمون شاید اشارہ اس طرف ہے کہ یہود اس مقام پر قصہ کو بدلتے ہیں چنانچہ اور بیت میں
 اور ہی طرح سے بنایا ہوتا کہ ہمارے باپ دادوں پر حبیب کا حرف نہ آوے اور اللہ کو خوب
 جانتا ہے بلا اشارہ ہوا سپر کہ حضرت یوسف کے بھائیوں نے اپنی دانست میں ماری ڈالا تھا
 مگر اللہ صاحب نے بچا لیا اور بادشاہت مصر کی عطا فرمائی اور حضرت یعقوب کو خوش کیا اور
 بھائیوں کو حضرت یوسف کا محتاج بنایا اور تابعدار کر دیا اس آیت میں اللہ نے لفظ غلام فرمائی
 تاکہ بندہ ہونا حضرت یوسف کا پوشیدہ رہے کیونکہ اہل عرب اگر کون کو غلام بولتے ہیں جس طرح
 فبشرناہ بغلام حلیم اور اسرودہ بضاعتہ سے یہ فائدہ نکلا کہ اچھی چیز کا چھپا نا بہتر ہے تاکہ لوگ حسد
 نہ کریں فائدہ انسان کو نہیں بولتے ہیں جب تک مان کے پیٹ میں رہے اور جب بطن مادر سے
 جدا ہوں تو صبی کہلا یا مرد ہو خواہ عورت اور اس سن سے نو برس تک غلام کہلاوے گا پھر چونتیس برس تک جوان
 پھر اگاون تک مکمل بعد اُس کے شیخ تا آخر عمر کذا فی اللغۃ اور شیخ میں از وقت تولد تا بلوغ یعنی پندرہ برس تک غلام
 بعد از ان شباب و فرقی تیس برس تک بعد از ان مکمل بچا پس برس تک پھر شیخ بولا جاوے گا کذا فی الاشباہ والحموی
 روایت ہے سدی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ بشریٰ نام تھا ایک شخص کا اُس کو نہا رے نے آواز دی کہ یا بشریٰ
 ہذا غلام سوا سواں واڑ سے اُس کے یا حاضر ہوے اور بولے کہ اس غلام کو مصر میں بھیجئے اور بڑا نفع اُٹھائینگے
 لہذا اُس کو پونجی کی طرح پوشیدہ رکھا اور ایک روایت ہے کہ دار دے اور اُس کے یاروں نے تصور کیا
 کہ اگر اہل قافلہ یہ بات معلوم کرینگے کہ وارد نے ایک ٹرکا پایا ہے اور اُس کے نفع میں اپنے یاروں کو
 شریک کیا ہے تو وہ بھی بیشک طمع کرینگے اس لیے پوشیدہ کرنا چاہیے اور جو کوئی پوچھے تو اس سے
 کہہ دیں کہ اہل شام نے ہم کو بطور امانت دیا ہے تاکہ مصر سے بیچ لاویں اور صحیح یہ ہے
 کہ بشیر نے دوڑ کر مالک سے کہا کہ یہ وہ دولت ہے جسکی بچا پس برس سے تلاش تھی اب ہاتھ
 لگی ہو مالک نے کہا اُس کو پوشیدہ کرنا چاہیے چنانچہ چھپا کر قافلے میں لانے اہل قافلہ
 سطلع ہو کر مالک کے پاس دوڑے گئے تو حضرت یوسف نظر آئے پوچھا کہ یہ کون کا مکان ہے

یہاں غلام اور قافلے والوں سے چھپا ڈالا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے وجارت سیارہ فارسلوا اور جو قسم قائلے ولہ قال یا بشریٰ ہذا غلام واسرودہ بضاعتہ واللہ علیہم بما یعلمون یعنی آیا ایک قافلہ کھیر بھیجنا یا نہا را اُس نے لٹکایا اپنا ڈول بولا کیا خوشی کی بات ہے یہ ہر ایک ٹرکا اور چھپا لیا اُس کو پونجی بھجھکرا اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اسی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قافلے میں سردار لوگ تھے کہ آپ کنوئین پر پانی کو نہیں گئے بلکہ خادم کو بھیجا اور یہ جار شاد ہوا کہ واللہ علیہم بما یعلمون شاید اشارہ اس طرف ہے کہ یہود اس مقام پر قصہ کو بدلتے ہیں چنانچہ اور بیت میں اور ہی طرح سے بنایا ہوتا کہ ہمارے باپ دادوں پر حبیب کا حرف نہ آوے اور اللہ کو خوب جانتا ہے بلا اشارہ ہوا سپر کہ حضرت یوسف کے بھائیوں نے اپنی دانست میں ماری ڈالا تھا مگر اللہ صاحب نے بچا لیا اور بادشاہت مصر کی عطا فرمائی اور حضرت یعقوب کو خوش کیا اور بھائیوں کو حضرت یوسف کا محتاج بنایا اور تابعدار کر دیا اس آیت میں اللہ نے لفظ غلام فرمائی تاکہ بندہ ہونا حضرت یوسف کا پوشیدہ رہے کیونکہ اہل عرب اگر کون کو غلام بولتے ہیں جس طرح فبشرناہ بغلام حلیم اور اسرودہ بضاعتہ سے یہ فائدہ نکلا کہ اچھی چیز کا چھپا نا بہتر ہے تاکہ لوگ حسد نہ کریں فائدہ انسان کو نہیں بولتے ہیں جب تک مان کے پیٹ میں رہے اور جب بطن مادر سے جدا ہوں تو صبی کہلا یا مرد ہو خواہ عورت اور اس سن سے نو برس تک غلام کہلاوے گا پھر چونتیس برس تک جوان پھر اگاون تک مکمل بعد اُس کے شیخ تا آخر عمر کذا فی اللغۃ اور شیخ میں از وقت تولد تا بلوغ یعنی پندرہ برس تک غلام بعد از ان شباب و فرقی تیس برس تک بعد از ان مکمل بچا پس برس تک پھر شیخ بولا جاوے گا کذا فی الاشباہ والحموی روایت ہے سدی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ بشریٰ نام تھا ایک شخص کا اُس کو نہا رے نے آواز دی کہ یا بشریٰ ہذا غلام سوا سواں واڑ سے اُس کے یا حاضر ہوے اور بولے کہ اس غلام کو مصر میں بھیجئے اور بڑا نفع اُٹھائینگے لہذا اُس کو پونجی کی طرح پوشیدہ رکھا اور ایک روایت ہے کہ دار دے اور اُس کے یاروں نے تصور کیا کہ اگر اہل قافلہ یہ بات معلوم کرینگے کہ وارد نے ایک ٹرکا پایا ہے اور اُس کے نفع میں اپنے یاروں کو شریک کیا ہے تو وہ بھی بیشک طمع کرینگے اس لیے پوشیدہ کرنا چاہیے اور جو کوئی پوچھے تو اس سے کہہ دیں کہ اہل شام نے ہم کو بطور امانت دیا ہے تاکہ مصر سے بیچ لاویں اور صحیح یہ ہے کہ بشیر نے دوڑ کر مالک سے کہا کہ یہ وہ دولت ہے جسکی بچا پس برس سے تلاش تھی اب ہاتھ لگی ہو مالک نے کہا اُس کو پوشیدہ کرنا چاہیے چنانچہ چھپا کر قافلے میں لانے اہل قافلہ سطلع ہو کر مالک کے پاس دوڑے گئے تو حضرت یوسف نظر آئے پوچھا کہ یہ کون کا مکان ہے

ہاتھ لگا لگا لے کہا کہ ایک دوست نے بیچنے کو دیا ہے بولے یہ تو غلام نہیں معلوم
ہوتا ہے بلکہ طور و طریق و صورت و وجاہت اسکی شہزادوں کی سی ہے شاید کہین سے
چورالائے ہو اور بہانہ کرتے اس رد و بدل میں نوبت محاصمت پہونچی اور شور و غوغا
ہوا اس عرصہ میں یہود اکہ برادر مہربان یوسف تھا حسب معمول برسر چاہ آیا عالم
میں ہر کہ یہود اکھاٹا لیکر آیا اور ہر چند یوسف کو پچارتا رہا جواب نہ ملا اوسنے جاناکہ
انتقال جنت فرما گئے سو رونے لگا اور ادھر ادھر دیکھتا تھا دفعۃً ایک ابنوہ آدمیوں کا
دیکھو پٹرا وٹان گیا تو دیکھا کہ یوسف علیہ السلام پر ایک اخو دھام ہر فی الفور وٹان سے
ٹوٹا اور اپنے بھائیوں سے احوال کہا انھوں نے اس خیال سے کہ حضرت یوسف اپنا
احوال قافلے والوں سے کہہ نیگے اور رفتہ رفتہ یہ خبر ہمارے والد کو پہونچگی افستان
و خیزان برسر چاہ پہونچے اور حضرت کو نیا یا قافلے کے لوگوں پر دعوے کیا اور
عبہ اشرا بن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئین سے
نکالا تو انکے بھائیوں نے اس طرح خبر پائی کہ آفتاب تیزہ و تار یک تھا اور معاملہ یہ تھا
کہ اشرا جل شانہ نے حضرت یوسف کو ایسا نور غایت کیا تھا کہ جب آفتاب سے
سقابل ہوتے تو نور آفتاب مضمحل ہو جاتا اور اب کنوئین کے رہنے سے اور بھی محال
محبوبی پیش آئے تو نور نے دینی جھلک پیدا کی کہ اُسکے مقابلے میں آفتاب سیاہ
نظر آتا تھا بھائیوں نے جاناکہ یوسف علیہ السلام کنوئین سے نکلے ہیں آخر کار
روئیل نے پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا تو یوسف علیہ السلام اس قافلے میں نظر آئے
آسنے آواز دی کہ اے بھائیو دڑو یوسف کنوئین سے نکلا ہے سب بھائیوں نے
دوڑ کر قافلے کو گھیسہ لیا اور کہنے لگے کہ ہمارا ایک غلام بھاگ گیا ہے اور ہم کو خبر
ملی ہے کہ اس کنوئین میں کودا تھا تم نے نکالا ہے سو ہمارے حوالے کرو نہیں تو ایسی
آواز کرینگے کہ تمہارے دل پھٹ جائینگے ناچار اہل قافلہ نے حضرت یوسف کو
ظاہر کیا بعضوں نے کہا کہ ان سے چھینکر مار ڈالیں یہودا نے کہا تمکو وہ عہد و پیمان
یاد ہو گا جو تم نے مجھ سے کیا تھا بولے تو ہی بتلا کیا کریں یہودا نے کہا بعد ثبوت
دعوے اسے بیچ ڈالو کہ اس ولایت سے جاتار ہے یہی صلاح پسند آئی تو اول
قافلے والوں سے پوچھا کہ تم نے اسکو کسان پایا یہ شخص تو ہمارا غلام ہے اسکو ہم

کئی دن سے تلاش کرتے تھے ایک نے حال گزشتہ بیان کیا اور حضرت یوسف سے پوچھا کہ تم کیا فرماتے ہو یہ لوگ کیا دعوے کرتے ہیں فرمایا کہ یہ لوگ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں روایت ہے جو کہ حضرت یوسف نے چاہا کہ حال کہیں لیکن بھائیوں نے زبان عبری میں کہا کہ اگر ہمارے خلاف کہیگا تو ہم ان سے لیکر مار ہی ڈالینگے کیونکہ ہم باپ سے کہ چکے ہیں کہ یوسف کو بھڑیا کھا گیا اس خوف سے حضرت یوسف نے فرمایا کہ فی الحقیقت میں بندہ ہوں اور یہ لوگ میرے اہل ہیں تب مالک نے کہا کہ اسکی صورت سے شہزادگی پائی جاتی ہے اور تم لوگ غلام کہتے ہو یہ بات تو غلط معلوم ہوتی ہے گو کہ تمہارے خوف سے یہ ٹکا تمہارے موافق کہتا ہو کہنے لگے کہ ہمارے باپ کی ایک خوبصورت لونڈی تھی اُسی کا جنا ہے مگر فرزندوں کی طرح پرورش پاتا رہا اس عرصہ میں ایک بڑا قصور کر کے بھاگ آیا تھا تب مالک نے کہا اگر تمہارا غلام ہے تو لیجاؤ تب بولے کہ ہم اس کو اب نہ رکھینگے کیونکہ قابل اعتماد نہیں رہا اگر تم بولے تو تو ہم بیچتے ہیں مالک نے کہا کس قیمت کو بیچ گے کہا ہزار درہم کو اسنے کہا کہ ہم نہیں لیتے پھر کہا پانسو درہم دوتے کہ سو درہم پر آگے مالک نے کہا اتنا روپیہ میرے پاس نہیں ہے اور جو روپیہ میں لایا تھا سب خرچ ہو گیا ہے بقیہ درہم کھوئے باقی ہیں اگر اس قدر منظور ہوں تو میں لیتا ہوں جب دیکھا کہ مالک بے پروائی کرتا ہے کہنے لگے اگرچہ اسکی قیمت زیادہ ہے لیکن اسکے عیب سے ہم اسی قدر پر راضی ہیں مگر تین شرطیں کرتے ہیں ایک یہ کہ یہ غلام معیوب بعیب سہ قہ ہے اگر چوری کر گیا تو ہم واپس نہ دیونگے دوسرے بھاگے یا کرتا ہے اسکے پیروں میں زنجیر رکھیو تیسرے کمل کی پوشاک پہنائو اور نان جوین بقدر قوت کھانے کو دیکھو اور بھی کئے دیتے ہیں کہ جھوٹے خواب بہت دیکھا کرتا ہے اس پر اعتماد نہ کرنا اور کلام ہمینی انکے حضرت یوسف سنتے اور روتے اور زبان عبری میں فرماتے کہ خدا سے ڈرو مجھ بیگناہ کو نہ بیچو اور بیٹری اور زنجیر کی وصیت نہ کرو ایضا موقوف است کے دن کیا جواب دو گے بولے کہ سکوت کر اور جو ہم کہتے ہیں اس پر راضی رہ بعد اُسکے مالک نے کہا کہ ایک بیگناہ لکھ دو چنانچہ سہون یار وکیل نے دوات قلم لیکے اس مضمون سے بیگناہ لکھا کہ بنام خدا کے

ابراہیم علیہ السلام یہ غلام مول لیا مالک ابن زحر خزاعی نے اولاد یعقوب سے
 نام اسکا یوسف ہی اور شرط یہ ہے کہ چوری اور گریز پائی اور بد خدمتی کے عیبوں سے
 اسکو واپس نہ کریں اور دوسری شرط یہ کہ اسکو سوائے نان جوین کچھ اور کھانے کو
 نہ دیں اور سوائے گلی اور ٹاٹ کے لباس نہ پہنایا کریں اور اپنے احاطے سے نکلنے
 نہ دیں فقط بعد ازان بیچنا نہ مالک کو دیا اور قیمت لیکر گھر کو روانہ ہوئے
 کما قال اللہ شروہ ثمن خمس دراہم معدودہ وکانوا فیہ من الزاہدین یعنی بیچ گئے
 بھائی اسکو ناقص سول پر گنتی کی گئی پاؤلیان اور ہور بے تھے اُس سے ہزار
 قافلہ چونکہ لفظ بیع دلیل تملیک تھی اور حضرت یوسف آزاد تھے بیع آزاد جائز تھی
 لہذا اللہ صاحب نے لفظ شروہ ارشاد کیا تاکہ سامعین آگاہ ہوں کہ یہ بیع حقیقہ
 بیع نہیں ہے اور یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ اللہ نے یہ کلمہ شکایت فرمایا ہے اور اگر چہ اہل قافلہ
 دوسری بار مصر میں بیچا ہے مگر اسکی تصریح کلام اللہ میں نہیں ہے مگر اشارۃً ہے لیکن بقبیت
 ارزان اسی جگہ بیچا ہے اور علما کو اختلاف ہے کہ شرا سے مراد مول لینا ہے یا بیچنا بعض
 کہتے ہیں مول لینا مراد نہیں ہے بلکہ بیچنا مقصود ہے اور شرا بمعنی بیع شائع ہے اور اس تقدیر پر
 معنی شروہ ثمن خمس پنج روپے کے یہ ہوئے کہ بیچ آئے یوسف کو سب بھائی ناقص سول کو
 کئی دام کھوٹے لیکر اور وہ تھے اُس سے ناخوش اور بعض کہتے ہیں کہ شرا بمعنی خریدن ہے
 یعنی سول لیا سودا گردن نے بھائیوں سے یوسف کو دم دیکر اور تھے اُس سے ہزار اس
 خیال سے کہ بھگوڑا غلام ہے اور یہ بھی اختلاف ہے کہ بیچنے والے کون تھے حضرت ابن
 عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھائی تھے اور بعض علما کے نزدیک وہ تھے جنھوں نے
 چاہہ کنعان سے نکالا تھا پس معنی آیت کے یہ ہوئے کہ بیچا قافلہ والوں نے عزیز مصر کے پاس
 وہ اُس سے ہزار اسیلے کہ یوسف لقیط تھے قافلہ والے خوف کھاتے تھے کہ چھن جائینگے
 اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بیع ثانی کا ذکر ہے اور یہ قول ضعیف ہے اور ثمن خمس میں
 کئی قول ہیں ضحاک اور مقاتل اور سدی کہتے ہیں کہ معنی حرام ہے اسلیئے کہ ثمن آزاد حرام
 متفق علیہ ہے اور شعبی اور عکرمہ کہتے ہیں کہ مراد ثمن قلیل ہیں اور ابن عباس اور ابن
 مسعود فرماتے ہیں کہ مراد ثمن خمس سے ثمن زیور ہیں یعنی کھوٹے اور ناقص کذا فی البیان
 اور حقیقت یہ ہے کہ خمس مصدر بمعنی مفعول ہے یعنی ثمن بنحوس اور اصل معنی خمس ناقص الہر کہ

تحقیق لفظ شرا

باب اختلاف
 در بیان یوسف

بیچنا خمس

تفصیح الاذکیافی احوال الانبیاء جلد اول

تفصیح الاذکیافی احوال الانبیاء جلد اول

تفصیح الاذکیافی احوال الانبیاء جلد اول

اور لفظ محدودہ سے معلوم ہوتا ہے کہ چالیس سے کم تھے کیونکہ اس وقت میں دستور تھا کہ چالیس درم سے جب کم ہوتے تھے تو انکو شمار کرتے تھے اور جب چالیس یا زائد ہوتے تھے تو وزن کرتے تھے اب اختلاف ہے کہ دراہم کتنے تھے ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیس درم تھے اور بعض کہتے ہیں بیس درم تھے اور بعض کے نزدیک اٹھائیس اور بعض کے نزدیک اٹھارہ اور بعض کے نزدیک سترہ اور حکم ابن ابی جبل کے نزدیک چالیس درم تھے مگر صحیح قول حضرت ابن عباس وغیرہ صحابہ کرام کیونکہ دنل بھائیوں نے یہ حرکت ناجائز کی تھی اور دو درم کا حصہ تجویز کر لیا تھا چنانچہ از روئے روایات صحیحہ ثابت ہے کہ قیمت یوسف علیہ السلام کی بیکر دو درم باجم تقسیم کیے صرف یہود اس نے اپنا حصہ نہ لیا اور کہا واللہ ہم اپنے بھائی کا شن نہ لینگے کہ وہ بھی اور بھائیوں نے رسد ہی لیلے فائدہ اس مقام سے علمائے دلیل پکڑی ہے کہ بیع آزاد کی قطعاً باطل ہے کسی طرح جائز نہیں اور جو بعض فتاویٰ میں بلاتامل لکھا ہے کہ اگر مسلمان آزاد کا مختصہ اور قحط میں اپنی اولاد کو بیچے تو غلام و کنیز شرعاً ہو جاتے ہیں سو اس قول پر شک نہیں ہے اور نہ معمول یہ ہے اس لیے کہ دین محمدی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں ہرگز آزاد کو مال اعتبار نہیں کیا ہے اور اس کے کتب متون بالکل اسکے خلاف ہیں اور جب متون خلاف ہوں تو قول فتاویٰ پایہ اعتبار سے ساقط ہے کہ احقہ استاد مولانا عبدالعزیز المحدث الدہلوی قدس سرہ آور تفسیر احمدی میں ہے کہ مولانا نظام الدین نے کہا ہے کہ بیع آزادی کسی حال میں درست نہیں ہے اور جس نے مختصہ میں بیع مرکی جائز کہی ہے حملہ مجتہدین اس پر بیکار ہیں فائدہ واضح ہو کہ اللہ صاحب نے تین شخصوں کو ایسا حسین عنایت کیا کہ اسکے مقابلے میں نور آفتاب منجمل و مغلوب ہو گیا ایک حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کہ جب تین دن چاہ میں رہ کر نکلے تو ایسا نور چمکا کہ آفتاب اسکے مقابلے میں لرزتا کانپتا تھا دوسرا نور حبیب و رخسار حضرت سارہ زوجہ حضرت ابراہیم کہ انکو حضرت ابراہیم نے کئی دن صندوق میں بند کیا تھا جب نکالا تو یہی حال تھا اور سبب یہ ہوا کہ جب ابراہیم نے ہجرت فرمائی اور چلے تو ایک شہر میں آئے وہاں کا بادشاہ شاہداروت نام بڑا ظالم نابکار تھا اور حضرت سارہ نہایت خوبصورت تھیں سو اس خوف سے کہ وہ ظالم

گرفتار نہ کر لے حضرت ابراہیم نے سارہ کو تین شبانہ روز یاد دیا وہ اس سے صندوق میں رکھا تھا
تیسرا نور پشانی حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کا کہ جب سے کلیم اللہ ہوئے ایسا نور آگیا کہ نور آفتاب
مغلوب ہو جاتا تھا لہذا آفتاب چہرہ مبارک پڑا لے رہتے تھے چنانچہ صفورا آپ کی بی بی نے
ایک مرتبہ کہاں سالنہ نقاب اٹھوایا جب اس نور پر نظر پڑی تو اندھی ہو گئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام
کی دعا سے اچھی ہوئیں اسی طرح سات مرتبہ اتفاق ہوا میں کہتا ہوں کہ حسن حضرت خاتم النبیین
انفصل الاولین والآخرین کا اول قصہ میں مہلایان ہو گیا ہر اور آخر کتاب میں مفصل لکھا جائیگا مگر
اس جگہ تمنا و تیر کا واسطے ترمین اس مقام کے گزارش کرتا ہوں کہ اگر حضرت موسیٰ کا نور پشانی
میں تھا تو حضرت خاتم النبیین کے دل میں ایسا نور تھا کہ عرش مجید پر غالب آیا اور نور آفتاب ایک
خرد ہر سبھلہ سات سو فرور عرش کے کہ شب معراج میں اس نور نے ایسی بلندی اور روشنی مقام
نقاب قوسین اور اونی میں پائی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نور میں آپ مستغرق ہو گئے اور
ہمیشہ تا دم زلیست اسی نور میں آپ محو رہے اور اسی سبب سے کسی طرف التفات نہ تھا سر اچھا
تھکائے رہتے تھے ایک دن حضرت صدیق اکبر کے دل میں گذر کہ سبب کیا ہر جو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ہماری طرف التفات نہیں فرماتے اور آنکھ سے نہیں دیکھتے حضرت نے اس خطرے پر
مشرف ہو کر فرمایا یا ابوبکر کو کنت متخذ اخلیلا لاتخذ تک خلیلا و لکن شغلنی ابجا عن الاعیان ابوبکر نے
عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ تو بنزلہ سمع و بصر میرے کے ہر فرمایا درست ہر لیکن یہ حدیث
قبل از وصول نقاب قوسین تھی اب سمع و بصر میرا اور ہی ہر فاذا اجبتہ کنت لہ سمعاً و بصرآ و لساؤ و یدائی
یسع و بی بصر و بی شیط و بی میطش ابوبکر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے کس نور میں عرش
مجید دیکھا فرمایا غلب نور سی نورہ فاعلم اسی بقام میں ایک مثال روز قیامت کی خیال
میں آتی ہر کہ ہر روز قیامت جب بندہ مومن کو چاہے لحد سے نکالے کو میدان قیامت میں لا دینگے اور
بہشت کو یوسف دار معصنص بیع میں عرض کرینگے تو مفلس لوگ عذر کرینگے کہ ہمارے کینہ اعمال
کوئی نقد و غنس باقی نہیں ہر جو من جنبت ہو سکے پھر دل لگانا جنبت کی خریداری پر بے فائدہ ہر اسی وقت
خطاب حضرت کریم جل جلالہ و عسم نوالہ یوں ہو گا کہ اے شرمساران حضرت الوہیت و گنہگار
در گاہ عنسرت اپنے کینہ اعمال میں دیکھو اگر کچھ نقد شکستگی اور نیاز سے نکلے یا کوئی شعلہ
سوزش سینہ بے کینہ سے ہاتھ لگے یا کوئی قطرہ اشک ندامت دیدہ فراق رسیدہ کا تلاش
سے نکل آوے تو اسکو پیش کر دو کہ من بہشت کے واسطے کافی ہر اور جگہ منظور ہر مقتل ہر کہ

جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیہ شروہ میں بخش پڑھتے تو فرماتے کہ سبحان اللہ نادانوں نے پیغمبر خدا کو کیا ارزاں بیجا پر بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ بروز عید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ سے تشریف لاتے تھے کئی لڑکوں نے آکر دامن پکڑا اور کہا یا رسول اللہ جوڑ کھیلنے کو عنایت کیجیے حضرت نے فرمایا کہ جوڑ میرے پاس نہیں ہیں میرے ساتھ چلے آؤ شاید گھر میں ہوں لڑکوں نے کہا یا رسول اللہ اسی وقت دیکھیے ہمارا وقت کھیل کا گذر جاتا ہے حضرت نے فرمایا میں مجبور ہوں مجھے بیچ ڈالو اور جوڑ خرید لو یہ بھی لڑکے دامن پکڑے رہے اور یہی کہتے کہ ہم کو اسی جگہ جوڑ پیدا کر دیکھیے اس حالت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو حضرت نے لڑکوں کا حال بیان کیا اور خود حضرت عمر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا معلوم کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام انبساط میں ہیں اس واسطے لڑکوں سے پوچھنے لگے کہ رسول خدا کو بعض کتنے جوڑوں کے جیتے ہو ہوئے جتنے مل جائیں حضرت عمر نے کہا کہ میں جوڑ میرے پاس نہیں سو مجھے جوڑ لو اور حضرت کا دامن چھوڑ لڑکوں نے میں جوڑ لیے اور دامن حضرت کا چھوڑ دیا حضرت عمر نے کہا کیا نادان لڑکے تھے کہ رسول خدا کو ہمیں جوڑ کے بدلے بیچ ڈالا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنر تسلیم کیا اور فرمایا کہ یوسف کے بھائیوں نے میں درم کھوٹے لیکر یوسف کو بیچ ڈالا اگر لڑکوں نے کہ نابالغ ہیں میں جوڑ پر مجھے بیچا تو عجب نہیں یہ حقیقت یہ ہے کہ اگر برادران یوسف حقیقت یوسف سے آگاہ ہوتے تو اٹھارہ ہزار عالم کے بدلے بھی نہ جیتے اسی طرح اگر بندہ عاصی قدر خداوندی جانتا تو ایک قدم مخالفت میں بھی نہ رکھتا اور دنیا و آخرت کو متقابلہ رضا میں بے حقیقت سمجھتا حضرت شبلی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی کے حضور میں حاضر تھا ایک ضعیفہ اسپے شوہر کو لیے ہوئی آئی اور کہا میرا خاوند اور نکاح کیا چاہتا ہے اور میں بہت مدت سے اسکے عقد میں ہوں شیخ نے فرمایا کہ مردوں کو چار عورتیں درست ہیں تو ایک ہی عورت میں مخلصت کرتی ہے وہیں عورت نے عرض کیا کہ اے شیخ اگر غیر کے سامنے منہ کھولنا درست ہوتا تو میں نقاب اٹھا کر اپنا چہرہ دکھلاتی تب تم میرے حسن و جمال کا تماشا دیکھتے اور انصاف فرماتے کہ ایسی بے اعتدال اور سبب عورت پر دوسری عورت لانا مرد کو جائز نہیں شیخ نے نعرہ مارا اور بیہوش ہو گئے حضرت شبلی فرماتے ہیں کہ بعد بیہوشی کے میں نے سبب بیہوشی سے استفسار کیا فرمایا کہ اے شبلی یہ کلام اسکا اللہ پر جا لگا کہ اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ اسے سبب اگر میرا دیکھنا دنیا میں جائز ہوتا تو نقاب حجاب اٹھا دیتا کہ مجھ کو دیکھ کر تم دوسری طرف التفات نہ کرتے چہیت آنی شہر بار در پردہ

شہر پر شور و یار در پردہ + ہمہ گھلما از و شکفتہ باز + رخ او غنچہ وار در پردہ + از پس پردہ جلمہ حیران
 بیج ز نیست بار در پردہ + از بردن کرہ زار مینی نیست + خربکیہ زان نہر در پردہ + ہم کوئی پردہ
 بصیرت تو خوشین را در پردہ + پردہ خویش را بسوز و بہین + دوست را آشکار در پردہ +
 حقائق سلمیٰ مین حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ حضرت فرماتے تھے کچھ تعجب نہیں جو
 براہِ ران یوسف نے یوسف کو از ران بیچ ڈالا دیکھو انسان تمامی خطوط آخرت کو ایک کوڑھی برابر
 حظ و نیوی سے بچا کر تاہو اور اس معاملے کی شامت سے دولتِ رضاے مالک مطلق اور سعادتِ لقاء
 حضرت حق سے محروم رہتا کہ اور ابنِ عطا سے روایت ہے کہ فرماتے تھے کہ بھائی یوسف کے تحقیقہ
 دشمن یوسف تھے کہ انگوٹیں ورم کو بچا اور بندہ مومن اپنے نفس کو دوست رکھتا ہے اور کیا مہرب
 عوض بہشت کے اللہ کے اتھ بیچ چکا ہے کہ ان اللہ اشتہری من المومنین انفسہم و اموالہم بان لہم بخت
 اور بچہ سوا شہوت کے ہاتھ کہ دشمن قومی ہین اقل قلیل پر پتیا ہے اور حسد ران و کال آخرت سے
 ڈرتا القصد یوسف کے بھائیوں نے درہم معدودہ لپیٹا اور ستا و زبیر بیع مالک کو دی اور کہا کہ اسکو
 محافظت سے لیجائیو نہیں تو بھاگ جاگنا چنانچہ مالک نے ایک زنجیر لپٹے کی بھاری بھائیوں کے
 رو برو حضرت یوسف کے پیروں مین ڈالی اور ایک غلام حبشی بندوق بقلوس نامی کے سپرد کیا اور
 قافلہ روانہ ہوا تو حضرت یوسف نے شور کیا کہ انکی آواز مالک کے کان مین پہنچی اُس نے کہا میری
 سواری کے وقت کون روتا ہے کسی نے کہا وہی عبری غلام روتا ہے اُس نے حضرت یوسف کو اپنے
 رو برو بلوایا جب حضرت تشریف لائے تو اُس نے پوچھا آپ کیوں روتے ہیں کیا حاجت ہے فرمایا کہ
 تھوڑی مہلت ملے تو مین اپنے بیچنے والوں سے مل ڈوں کہ شاید بچہ انکو نہ دیکھوں مالک نے کہا
 مین نے تمہارا غلام با وفا اور آن سا ظالم جیانا نہ سنا ہر نہ دیکھا حضرت یوسف نے فرمایا کہ شخص اپنے
 لائق کام کرتا ہے غرض مالک نے اجازت دی کہ حضرت یوسف علیہ السلام بقلوس حبشی کے ساتھ
 رات کے وقت بہر از شواری زنجیر کشان و گرہ کنان اُس مقام پر جہان بھائیوں نے بچا تھا سو بچے
 آسوقت پہنچا ہے پر تھا اور لوگ سوئے تھے یہود اپنے زنجیر کی آواز سنکے پوچھا یہ کون آتا ہے
 یہ کہیں کے پاؤں کی آواز ہے + ہر صد اپنے پان جسکے سوطر کا ناز ہے + حضرت نے فرمایا کہ یوسف
 آتا ہے یہود اور ڈر کر لپٹ گیا اور بہت رویا اور عرض کیا کہ اے بھائی دیکھین قیامت مین ہمارا کیا حال ہو
 افسوس کہ میرا کوئی شریک نہیں اور تن تنہا اُسے عہدہ براہین ہو سکتا ہے اور بھائیوں کو آواز دی
 کہ بیدار ہو یوسف علیہ السلام تم سے زحمت ہونے کو تشریف لائے ہین بعضے شرم سے نہ اٹھے

بچے آٹھ بیٹے مگر حضرت یوسف نے ایک ایک کو گلے لگا کے فرمایا کہ شکوہ اللہ سلامت رکھے گو
 تم نے مجھے سپرد اختیار کر دیا اور اللہ تم کو حفاظت میں رکھے اگرچہ تم نے مجھے منالغ کیا اور اللہ تم پر رحم
 کرے ہر چند کہ تم نے مجھ پر رحم نہیں کیا اور اللہ تمہاری مدد کرے گو کہ تم نے میری مدد نہیں کی بھائیوں
 نے شرمندہ ہو کے کہا اگر بھکویا پکا خوف نہوتا اور اپنے سخن کی حیا نہوتی تو ہم بیشک تجھے پھینک
 بعد اسکے حضرت یوسف علیہ السلام رخصت ہوئے اور قافلہ میں تشریف لائے تو قافلہ جلا اٹھا
 راہ میں مقبرہ اسحاق علیہ السلام کا پڑا آسمین انکی ماں کی قبر تھی سو حضرت یوسف اونٹ سے کود
 پڑے اور قبر راحیل سے لپٹ کے روئے اور تمام سرگزشت اپنی بیان کی تو ایک آواز خیرین قبر
 حضرت یوسف علیہ السلام کے کان میں آئی کہ اقرقرۃ العین تیری حالت دیکھ کر سخت بیتاب ہوں
 فاصبر و ماصبرک الا باللہ غرض اس مقام میں توقف زیادہ ہوا اور حبشی نکیل اونٹ کی پکڑے
 ہوئے آگے بڑھ گیا تھوڑی دور پر اسنے منہ پھیر کر دیکھا تو حضرت یوسف اونٹ پر نظر نہ آئے
 اسنے جلدی سے دوڑ کے قافلے میں خبر کی کہ غلام بھاگ گیا یہ کہکر تلاش کے واسطے لوٹا دیکھا
 کہ حضرت یوسف علیہ السلام ایک قبر سے لپٹے ہوئے روئے ہیں حبشی نے غصہ ہو کے ایک
 طانچہ مارا اور کہا کہ تیرے بیچنے والے سچے تھے تو بیشک بھگوڑا ہو اور گھسیٹ کر اپنی سواری
 کے پاس لایا حضرت یوسف بیوش ہو گئے جب ہوش آیا تو فرمایا کہ یا رب میں گنہگار ذلیل ہوا
 تیرے در پر آیا ہوں میرا قصور معاف کر اور جو میری عرض نہیں سنی جاتی تو براہیم واسحاق و
 یعقوب علیہ السلام نبی معصوم تھے انھیں کے واسطے مجھ پر رحم کر اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام
 کو حکم ہوا کہ یوسف کا حال دریافت کر حضرت جبریل نے آگے پوچھا فرمایا کہ میں طاقت کا اہم
 رکھتا جبریل نے کہا اگر حکم ہو تو زمین کو زیر و زبر کنڈالوں انکو منع کیا اور کہا ان ربی لریم مگر اسقدر
 چاہتا ہوں کہ ایسا کوئی معاملہ واقع ہو جس سے اہل قافلہ کو عبرت پیدا ہو اور خدا کے غضب سے
 ڈرنے لگیں تب حضرت جبریل نے اپنا ایک پر زمین پر مارا کہ ایک آندھی چلی یا بدلی ایسی آئی کہ
 اندھیرا ہو گیا اور زمین تھر تھرانے لگی اور سارے اونٹ قافلہ کے بھاگ چلے اور ایسی شورش
 ہوئی کہ فرشتوں نے جناب الہی میں عرض کیا کہ یا الہی تو نے کیسے کیسے تازیانہ اس لڑکے کو مارا
 اور کس کس طرح سے اسکو ذلیل کر دیا لیکن کبھی کبھی ہوا اب ایک ہی طمانچے میں جہان کو دیر
 کیسے دیتا ہوا رشاد ہو کہ اگر میں ماروں تو ماروں لیکن اوروں کا مارنا مجھے خوش نہیں آتا دیکھو
 تمام حال آدم اور نبی آدم کا لوح محفوظ میں لکھا تھا کہ ظاہر ہوا اور ہوتا جاتا ہر لیکن فرشتوں کا

اجتعل فیہا من یفسد فیہا کما خوش نہ آیا تب مالک نے قین مرتبہ بچار کر کہا کہ اگر کسی نے قافلے میں کچھ گناہ کیا ہو تو قبل ہلاکت کے تو بے کرے جشی لے کہا میں نے اس غلام عبری کی خدمت میں گستاخی کی تھی اور ایک طمانچہ مارا تھا کہ ماتھ میرا خشک ہو گیا ہوا اس حالت میں یہ غلام چپکے چپکے کچھ کہہ رہا تھا کہ اسی دم سے یہ آفت بڑا ہوتا مالک خود حضرت یوسف کے پاس آیا اور دست بستہ متمسک ہوا کہ مجھ کو یہ یقین ہو کہ تو اللہ کے نزدیک بزرگ ہر سو یہ دعا کر کہ یہ آفت جاتی رہے حضرت یوسف علیہ السلام نے تبسم کر کے دعا کی کہ بلا دفع ہو گئی اور اس غلام کا ماتھ بھی اچھا ہو گیا مالک نے اسی وقت بند اور زنجیر دور کر ڈالی اور پوشاک نفیس پہنا کے ایک محفل گھوڑے پر سوار کرایا اور سردار قافلہ بنا کر لے چلا روایت ہے کہ جس وقت جشی کو زنجیر لگائی ہو تو اس نے مالک سے کہا تھا کہ اے مالک تو شام اسی غلام کے واسطے پچاس مرتبہ آیا اور بڑی تکلیفیں اٹھائیں مجھ کو سخت تعجب ہو کہ ایسے شخص سے اس طرح کی بیروتی کرتا ہوا درمیں تو اس غلام کو نہایت ضعیف اور نازک پاتا ہوں طاقت ایسے بوجھ کی نہیں رکھتا مالک نے کہا یہ سب درست ہو اور میرے خواب کی تعبیر بھی اسی کے موافق بیان کی تھی الا فرق اتنا ہے کہ میں نے اسکو بیس درم کو مول لیا ہوا سپر یوسف ٹہٹے اور دل میں کہتے کہ قین اب تک میرا احوال پوشیدہ ہے حقیقت یہ ہے کہ سو اسے حضرت یعقوب علیہ السلام اور زلیخا کے کسی نے حضرت کو نہیں دیکھا سو حضرت یعقوب کی نگہیں جاتی رہیں اور زلیخا کا جو کچھ حال ہوا ہر سو اگے اسی قصبے میں معلوم ہو گا اور مالک ابن زحر اگر حضرت کو صورت اصلہ پر دیکھتا کبھی مول لینے پر مستعد نہ ہوتا اور جو مول بھی لیتا تو پھر کبھی جدا نہ کرتا اسی طرح حضرت کے بھائیوں نے نہیں دیکھا اور نہ حضرت یعقوب سے زیادہ پیار کرتے کیونکہ ہمیشہ وہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ہمارے باپ کو کیا ہوا ہے جو یوسف کو اتنا چاہتے ہیں ہم لوگ تو ان سے خوبصورت ہیں سبحان اللہ کیا ہی پردہ اللہ نے ڈالا تھا او مالک کی عقل پر کیا ہی حجاب ہو گیا تھا کہ بنیامہ کی شہر خون پر قائم ہوا حالانکہ بنیامہ مشروط قابل اعتبار نہیں اور جو شرطیں بیع میں ہوتی ہیں سب فاسد ٹھہرتی ہیں مگر تعذیر میں حضرت یوسف کے ریت لکھی تھی کسی بات کا خیال نہ رہا اور حادثہ اتنی بھی یوں ہی جاری ہو کہ جسکو بزرگی و عظمت شان عنایت کرنا چاہتے ہیں اکثر یا خدمت ہی میں مبتلا کرتے ہیں اور منظور نظریوں تھا کا انکو تمام صبر بادشاہ کریں اور صبر یوں کو لوٹ دے وہ غلام بنا دیں اس واسطے پہلے سے وہ غلامی میں مبتلا کیا کہ اسکو یاد کر کے اپنے غلاموں سے بحسن خلق پیش آویں انقصہ حضرت یوسف علیہ السلام قافلے کے ساتھ مدینہ نمسان میں پہنچے وہاں کے لوگ انکو دیکھتے ہی عاشق ہو گئے اور انکی صورت کی

مردمین بنا کے پوجنے لگے وہاں سے چکر مرنیہ مابلس میں پہنچے تو وہاں کے لوگ بت پرست تھے وہ سب بتوں کو توڑ کے ایمان لائے سبحان اللہ کیا شان کی رہائی ہو ۵ طاق ابرو آسیت رنگین اوکی دیکھ کر + کتنے کافر ہو گئے کتنے مسلمان ہو گئے + اور تفسیر جتانی میں لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام شہر قدس کے قریب پہنچے تو امیر قدس نے خواب دیکھا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ ایک نیک آدمی تیرے ملک میں آتا ہے چاہیے کہ اسکا استقبال کر اور اپنے مکان پر لاؤ اور اس کے حکم پر چل امیر قدس جگا اور استقبال کے واسطے شہر سے نکلا اور طعام ضیافت کے واسطے حکم دیا گیا جب قافلہ شام میں پہنچا تو اہل قافلہ سے پوچھا کہ تمہارا امیر و سردار کون ہے بولے مالک ابن زعر اسکو سخت تعجب ہوا کہ مالک ابن زعر و تین مرتبہ ہر سال اس طرف سے آتا جاتا ہے کبھی مجھ کو اسکے استقبال کا حکم نہیں ہوا نہوز امیر کا کلام تمام ہوا تھا کہ ایک سوار و سو فرشتوں سے حضرت یوسف کی محافظت کو آسمان سے آئے اس نے امیر کو حضرت یوسف کا نشان دیا وہ دوڑ کے پابوس ہوا اور عرض کیا تم کون ہو فرمایا میں وہ ہوں جبکہ استقبال کو تو آیا ہے اس نے متحیر ہو کر کہا کہ آپ کو کسے خبر ہو فرمایا کہ جسے تجھو استقبال کا حکم دیا امیر نے عرض کیا کہ مجھ کو کیا حکم ہے فرمایا کہ بت پرستی چھوڑو امیر نے کہا بدین شرط قبول کرتا ہوں کہ آپ اول میرے بت سے ملاقات کیجیے اگر وہ سجدہ کر کے کہے کہ شخص صادق ہے تو جیسا آپ فرماتے ہیں میں بجا لاؤں فرمایا ربی لفعل یا یشاء و حکم ما یرید غرض کہ امیر قدس حضرت سے باتیں کرتا قافلے کے ساتھ شہر میں داخل ہوا ایک مقام پر حضرت یوسف علیہ السلام نے تھوڑا توقف فرمایا تب امیر قدس نے حضرت کے پیچھے ایک لشکر عظیم دیکھا کہنے لگا کہ اس لشکر کے واسطے میرا مکان کافی نہیں اور نہ اتنا کھانا ہے جو انکو کھلاؤں حضرت یوسف نے فرمایا انکو اکل و شرب کی احتیاج نہیں یہ اللہ کا لشکر ہے پھر امیر قدس اپنے بت کو اٹھا لایا اس نے فوراً سجدہ کیا اور زمین پر گر کے چور چور ہو گیا تب امیر قدس ایمان لایا اور اپنے مکان پر گئے گیا اور طعام ضیافت حضرت کے رو بہ لا کر چن دیا اور خاص حضرت کے واسطے ایک پیالہ شیر برنج کا رکھا حضرت یوسف نے اس میں سے اول ایک لقمہ اس شخص کو دیا جو حضرت کے پہلو میں بیٹھا تھا بعد اُس کے خود حضرت نے تمام خل کو اسی ایک پیالہ سے کھلایا مگر پیالہ جسطرح بھرا تھا ویسا ہی رہا امیر قدس متحیر ہوا اور اہل قافلہ سے متوجہ ہو کر کہا کہ یہی شخص تمہارے خلام کا یہ معجزہ ہے تو سردار کا معجزہ اس سے زیادہ ہو گا تب سب گھبرائے اور امیر نے کہا العبد خیر من لک بعد اُس کے امیر قدس کا یہ ارادہ ہوا کہ ان لوگوں سے حضرت یوسف کو

چھین لین مالک ابن زید اس ارادہ سے مطلع ہو کر جانب مستطال بھاگا اور امیر قدس بارہ ہزار
 سوار لیکر پیچھے پڑا یہاں تک کہ قافلہ تھوڑی دور ہو گیا وقتہ حضرت یوسف کی نظر سواروں پر پڑی
 سب کے سب بقیار ہو گئے انہی سواروں میں سے گڑبڑے اور تین شبانہ روز غش میں پڑے رہے
 یہاں تک کہ مالک مدینہ منیہ پہنچ گیا اور وہاں سے مصر کی طرف کوچ کیا آتھو مالک بعد
 قطع سبیل حوالی مصر میں دریا سے نیل پر پہنچا اور حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا کہ تیر
 مصر بڑا پھل کیجیے اور اپنا سرو بہانہ خوب دھو ڈالیے اور پوشاک سفر کی آٹا ریسے چنانچہ حضرت
 یوسف علیہ السلام نے غسل کیا اور مالک ابن زید نے ایک تاج طلائی مرصع سرمبارک پر رکھا
 اور منطقہ نقرئی کمر سے باندھا اور زر دوزی کی قبا جہم مبارک میں پہنائی اور گلو بند طلائی مرصع جو اس
 گلے میں ڈالا اور کھانی اونٹ پر محبوب پیر کھان کو سوار کر کے لے چلا تو حسن خدا داد دیکھ کر عالم
 ملکوت میں ندا سے ماشار اللہ لا قوۃ الا باللہ بلند ہوئی اور دروازے مصر پر ندا می غیب سے بھارا
 کہ امیر سالکان مصر تمھارے شہر میں ایک جوان صدیق آتا ہے اسکی ملازمت تمھاری سعادت ہے اور
 موجب مرتبت مصر کے لوگ نشہ ہی دوز پڑے کہ دیکھیں وہ جوان کہاں ہے اور مالک حضرت
 یوسف علیہ السلام کو لیکر اپنے دو لہانے میں پہنچا شہر کے لوگ تمام شہر میں تلاش کرتے ہیں
 دوسری مرتبہ پھر آواز آئی کہ اس جوان کو مالک ابن زید شاعری کے گھر میں تلاش کرو مہج کو کثر
 اہل مصر خانہ مالک کا طواف کرنے لگے اور اسکے دروازے پر مجاہد سب کی طرح شور مچایا کہ مالک نے
 بھت پر چڑھ کر پوچھا کیا شور ہے اور کون لوگ ہوا دیکھا درخواست رکھتے ہو بولے تیرے گھر میں
 محبوب صدیق ہے اسکی زیارت کریں مالک متیر ہوا کہ یہ عجب بات ہے کیا دیکھینگے اور کس بات کے
 شائق ہیں کیونکہ یہ شخص بھی ایک آدمی ہے جیسے اور آدمی اسی وقت فرشتے مصاحب حضرت یوسف
 نے بصورت آدمی ہو کر فرمایا کہ امیر مالک انیسے کہدے کہ اگر ایک ایک دینار ستمہ دکھلائی لاؤ تو دکھلاؤ
 مالک نے یہی درخواست کی سب لوگ راضی ہو گئے اور دروازہ کھلوا کے گھر میں داخل ہوئے کہ
 چھ لاکھ دینار مالک کو ستمہ دکھلائی میں اسی دم بے اور مصریوں کا یہ حال ہوا کہ مشاہدہ جمال
 یوسفی سے مجنون ہو گئے اور جب باہر نکلنے لگے تو گھر کا دروازہ بھول گئے تب مالک نے اپنے
 غلاموں سے ہاتھ پکڑوا کے ایک ایک کو باہر نکالا جب باہر آئے تو ایک دوسرے کو نہ پہچانتے تھے
 اور اپنے گھر کی راہ میں بھولے ہوئے تھے اور سو اسے تذکرہ حضرت یوسف علیہ السلام دوسرے
 کلام سے زبانیں انکی نا آشنا ہو گئی تھیں بلکہ زبان حال ہر ایک شخص کی یوں مترنم تھی

جان بیاب اسیر غم گیسوی تو شد + دل شہادت طلب از خنجر بروی تو شد + چشم آئینہ و گریہ گہ رو
تو شد + باز حیران زحمت ز گس جادوی تو شد + برخت ماہ فلک در چہ حساب ست بل + روی خوش
قیامت نخل از روی تو شد + فانغ از در و سرحد محراب شدم + صندل بروی چنین خاک سرگرمی تو شد +
دوسرے دن مالک نے حضرت یوسف کو ایک بلند مکان پر بٹھلایا اور سنا دی کہ وہاں آج
دیکھنا ہو دو دینار دیکھے اُس نے بارہ لاکھ دینار منہ دکھائی میں اُس نے کتب اجار سے روایت کر کہ
دوسرے یا تیسرے دن جب اہل مصر جمع ہو کے آئے تو مالک اپنے گھر کے صحن میں تخت پر تاج طلا
سر پر رکھے ہوئے تنہا بیٹھا تھا اور ایک پٹری ہاتھ میں تھی تب ہر ایک نے سلام علیک کی مالک نے
جواب دیکر تعارف شام ہر ایک کو دیے اور کھانا اچھا کھلایا شراب بہتر ملائی بعد اسکے کہا کچھ کمو حاجت تو
میں نے کہا حاجت یہی ہے کہ اسی محبوب کو دکھاؤ اور جو بیچنا منظور ہو تو ہم زیادہ سے زیادہ قیمت دینے کو
تیار ہیں مالک نے کہا آج کوئی سبیل اُس کے دیکھنے کی نہیں ہے پر جبکہ بیچنا منظور ہو اگر اتنا چاہے
تو روز جمعہ ماہ آئندہ کو اُس زمین پر جہاں غلام کہتے ہیں اس لڑکے کو بھی بلاؤ گا اگر پسند پڑے یہ بھی چاہے
محم نے وعدہ مضبوط لیا اور رخصت ہوئے اور مالک نے اُس مقام میں جہاں غلام بیچے جاتے
تھے ایک قبہ بنوایا اور اُس میں صندل کی کرسی مرصع سجواہر بچھائی جب یوم معود آیا تو علی الصبح
بتایں وہم محرم حضرت یوسف علیہ السلام کو انواع زیور و لباس سے آراستہ کر کے بٹھلایا اور سنا دی
نے ندا کی کہ جسکو خرید کرنا ہو حاضر ہو سو اکثر اہل مصر عورت و مرد چھوٹے اور بڑے عابد و زاہد عالم
و حکیم انہی انہی پونجیان لیکر حاضر ہوئے اور اُس عرصہ میں بادشاہ مصر ابن ولید علیق تھا مگر اُس نے
تھوڑے دنوں سے امور سلطنت قطیف یا الطغیر ابن روجیب مصری کو جسکو غریزی بھی بولتے ہیں سپر
کر دیے تھے سو غریزی بھی باترک و احتشام بنا برشا بدہ جمال یوسفی حاضر ہوا جب اُس میدان میں
کثرت آدمیوں کی ہوئی تو مرد ایک طرف کھڑے ہوئے اور عورتیں دوسری طرف اور حال تھا
کہ بعضے صرف نظارے کو آئے تھے اور بعضے خریدنے کو جب صفین عاشقوں کی آراستہ ہوئیں
صلاح کر کے ایک ایچی مالک ابن زعر کے پاس بھیجا کہ اب اُس محبوب کو جلد لاؤ کہ زیادہ اس سے
تاب نہیں ہے عید ست و موسم گل و یاران در انتظار + ساقی برو سے یار بین ماہ مئی بیار +
باؤ بکو کہ اسے بت نامہ بیان پیرس + مارا کہ عاشقان تو مردند ز انتظار + دل دادہ ایم و مہر تو از جان
غریہ ایم + ہر ماہ بخاورد و فرات روادار + تو نماز میں جسی و حلقے نیاز مند + چشمی نیاز جانس دل نیاز
دار + از روزگار ہم تو روزم سیاہ شد + ہر روز من بین کہ چاکر در روزگار + جب ایچی پہونچا تو مالک

نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیکر عرض کیا کہ اے محبوب سے آج تو گھر سے نکل اپنے خدا کے واسطے + یک جہان ہر منتظر تیرے لقا کے واسطے + تب حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے کچھ بھی حذر نہیں جہاں تیرا دل چاہے لے چل سے رشتہ درگروم فگندہ دوست + میسر دہر جا کہ خاطر خواہ دوست + مالک نے عرض کیا کہ آپ کچھ بیخ نہ کیجیے آپ کو مرتبہ عظیم حاصل ہوئے والا ہو بعد اسکے نقاب چہرہ مبارک پر ڈال کر گھر سے باہر لایا اور ایک گھوڑے مشکین پر سوار کرایا تو اس وقت مالک ابن زعر کے ساتھ دس نہرا آدمی سردار مصر تھے سب لوگوں نے رکاب تھامی سے عرشان چنچ پہ حیرت سے یہ کہتے تھے ہم + جس گھڑی گھوڑے آبیٹھے ہین یوسف بن ٹھن + وامن ابر سے یہ رو سے قمر نکلا ہو + یا ہولی طور پہ شمع بجلی روشن + آلفرض حضرت یوسف سوار ہو کے مقام معبود کی طرف تشریف لے چلے راستے میں آسمان کی طرف دیکھ کر متبسم ہوئے اور کہا کہ اللہ اور رسول اسکا سچا ہر ہمراہیوں نے عرض کیا کہ آپ کے پاس خدا کا رسول آیا تھا فرمایا کہ جب میں کنوئین میں تھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر اللہ کا سلام کہا اور فرمایا کہ صبر کر ایک دن مصر کا مالک ہوگا اور غریزہ مصر اور بادشاہ مصر تیری خدمت کی نیگی اور اکثر سردار مصر رکاب پکڑ کے دوڑینگے سو میں اسکا اثر پاتا ہوں سب کو تعجب ہوا مالک نے کہا یہ شخص بڑا صادق ہو آلفرض سوار ہی حضرت کی متصل قبیل کے پہونچی تو مالک نے آواز دی کہ اے عاشقان مصر صوب و مطلوب تمھارا رونق افروز محفل ہوتا ہو اسکا سراپا سنو سے نسرین بد نے سمن خدار سے + درگلشن دلبر غی بہار سے + ہر جا کہ جلوہ قامت افراخت + قامت عظیم قیامت افراخت + رخسارہ چین کمر گگل + آشفقہ زلف زلف نیل + غار نگہ ہوش نرگس مست + مرغان سیہ پیالہ در دست + انداز نگہ بلا سے دوران + ابروی خمیدہ آفتاب آن خال سیاہ عنبر الود + درویدہ حسن مردک بود + برماہ خوش نظارہ افتاد + از چشم جہاں تارہ افتاد + آس آواز سے طالبان مصر نے آنکھیں کھولیں تو تابش نور یوسفی سے آنکھیں جھپک گئیں اور سب ہوش ہو گئے سے ہوش جا تا رہا نگاہ کے ساتھ + صبر زحمت ہوا اک آہ کے ساتھ + جب حضرت علیہ السلام قبیل کے پہونچے اور گھوڑے سے اتر کے کرسی پر جلوہ فرما چمکے تو اہل مصر نے گھیر لیا تب سنا دی نے آواز دی کون مول لیتا ہو اس غلام کو اور کسکو قدرت ہو مول لینے سب لوگ شرا گئے زوایت ہو کہ بوقت سنا دی نے ندا کی تو عاشقوں نے ایسا جھڑٹ کیا کہ چھس نہرا عورت و مرد از دام سے مر گئے اور پانچ نہرا حلاوت بھر سے اور تین سو ساٹھ ہاکرہ کی چھاتی پھٹ گئی

سرا سکا یہ تھا کہ اُسوقت اللہ جل شانہ نے صورت اعلیٰ حضرت یوسف کی دکھلائی تھی بعد اسکے
 سنا دی نے پھر نہ کی کون مول لیتا ہر غلام فصیح بلیغ صبیح کو حضرت یوسف نے فرمایا کہ یوں
 پکار کون لیتا ہر غلام غریب مسکین خیرین کو تب پکارنے والے نے جواب دیا کہ میری یہ طاقت
 نہیں کہ اس طرح پکاروں غرض کہ مصر یوں نے خریداری میں کوشش کی اور حضرت یوسف نہایت
 محکمین تھے اس حال میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ حضرت رب العالمین فرماتے ہیں
 کہ اگو یوسف تو غم نہ کر تجکو اس شہر سے باہر نہ لگا لو مگنا جب تک تمام اہل شہر کو تیرا غلام نہ بناؤں گا
 حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اہل مصر اُسوقت تین فرقے ہو گئے تھے متانہ بیہوش مجنون
 کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ اس حال میں ملک ریان بادشاہ مصر بھی حاضر تھا اُس نے صورت یوسف
 علیہ السلام کو دیکھ کر کہا کہ یہ لڑکا ہرگز کسی کا غلام نہیں ہو میں تو اسکی صورت میں آثار مارت پاتا ہوں
 اسکا خریدنا بہتر نہیں ہو اور میں اسکی قیمت نہیں دے سکتا ہوں یہ کہکمر مع حشم و خدم پلٹ آیا
 تب اور لوگوں نے مول لینے کا ارادہ کیا ایک سوداگر نے دو ہزار دینار قیمت کیے اور دوسرے
 نے بیس ہزار قیمت کی اسی طرح قیمت بڑھ چلی کہ لاکھ دینار پر نوبت پہنچی اور اُسوقت زلیخا کہ
 باجارت عزیز حاضر تھی بسبب ادب کے دم نہ مارتی تھی یہاں تک کہ عزیز نے زلیخا سے کہا کہ
 میرے کوئی لڑکا نہیں ہو اگر مصلحت ہو تو اس غلام کو خرید کر دن زلیخا کے کہا بہت مناسب میرے
 پاس بھی نقد و جنس بہت ہو اگر تو اعانت کرے تو میں بھی قدم اس اعظم پر رکھوں اس گفتگو میں
 تھی کہ بارغہ نبت طالون عمالقیہ ابن مسعود ابن زیاد ابن عداکبر بانی ارم کہ اہالیان مصر میں دبی
 مالدار اور قوم کی شہزادی تھی ایک نہر ارموتی دو درو مشقال کے اور نہر اریاقوت پانچ پانچ مشقال کے
 اور ایک طبع میں فیروز سے وغیرہ جواہرات اور ایک نہر ازخیر سوئے و چاندی کے بھرے ہوئے
 لیکر آتی جب حضرت یوسف پر نگاہ پڑی تو زبان بلبل حال یوں نغمہ زن ہوئی اے اسی بوی
 نطت بلا سے چاہنا + روی تو بہار گلستاہنا + سودا ہی تو دوست کرو آباو + ویران فگنہ خانانہ +
 یہ بھرا سنے عرض کیا کہ اسی لڑکے کو کون ہو اور تجکو کیسے پیدا کیا ہوا زبان حال سے گویا ہوئی اے
 توئی کہ نعل سہنت سر فلک راج + کھل خاک رہت ویدہ ملک محتاج + رخ کو کعبہ وزمزم چہ زرخدانت +
 تقد تو طوبی وزلف تولیۃ المعراج + توئی بکشور دل باو شاہ لشکر غم + روادار کہ ملک دلم کند تاراج +
 تراست صورت و معنی کہ صورت و معنی + معنی آمدہ از صورت در استخراج + کزیدہ در قیمی نہر غیب +
 کہ از توئی توحید میشود معراج + دو چشم مست کو آشوب جملہ ترکستان + بچین زلف تو باچین و ہندہ

داؤد سارق + بیافس روی توروشن تراء از رخ روز + سواؤزلعت توتار کیت ز خلعت و اح + او محبوب مجبو
 انہی حقیقت اصلہ سے آگاہ کرتوین ایمان لائون اور یہ سب مال و اسباب تیر سے مول لینے کو
 لائی جن کا قیمت تیری تمام دنیا و مافیہا سے زیادہ ہے حضرت نے فرمایا کہ میں بھی ایک بندہ ہوں
 بندگان سے جسے سمجھ پیدا کیا اسی نے خاک سے مجھے بنایا ہے تو بت شہزادی نے کہا امنت باللہ الذی
 بہ بھر جبکہ مال و اسباب لائی تھی سب صدقہ کیا اور نصرت ہو کے چلی اور گویا کہ یہ دل سے کتنی تھی
 سدرہ بلعہ کر شہ زین بردبار دل + بخشید فیض عشق بہ بیدل ہزار دل + بر روی آتشین تو ہرگز قند نگا
 بیرون جہد رسیدہ بزرگ شرار دل + جازا اسی شعلہ عذاران کو میکند + پروانہ دل غرضیت دل پتھر دل
 ہر جنبہ پائیزم تہ سرون کشیدہ ام + برجای خود گذارنتہ ام یادگار دل + ہر جا کہ سبت خاک رہ جلوہ گاہ
 بیچارہ دل تہ ذوہ دل خاکسار دل + اور ایک گھر حقیرم میں بنا کے بیٹھ رہی اور مشغول عبادت
 خدا ہونی اور بے غصے کتے میں کہ بازغہ نے مالک سے کہا کہ یہ سب مال یوسف کے مول لینے کو لائی
 ہوں سوا اپنے عزیزہ میں رکھ اور یوسف کو میرے تفویض کر مالک نے چاہا کہ جیون زلیخا نے ایک
 دلال بھیج کر پیغام دیا کہ حسبہ زلفہ و خنس بازغہ دیتی ہر میں بھی دینیہ کو تیار ہوں اور تیس دانہ مراد
 اور ہون زن یوسف علیہ السلام مشک و کافور و عنبر اور ہزار جامہ پہلے مصری اور زیادہ کرتی ہوں
 یوسف کو میرے سپرد کر مالک نے قبول کیا بازغہ نے کہا میں سو رطل سونا سپر زیادہ کرتی ہوں کہا
 رو و بدل میں زلیخا کے ملازموں نے یوسف علیہ السلام کو تخت سے اٹھالیا اور زلیخا کے گھر پہنچا
 اور بازغہ مسرت و اندوہ میں مجنون ہو کر مگر گئی مگر صحیح یہ ہے کہ بازغہ بنت طالون کے بعد زلیخا کے عزیز
 سے اجازت چاہی کہ میں بھی یوسف کے دیکھنے کو جاؤں عزیز نے بخوشی اجازت دی چنانچہ زلیخا بھی
 اپنے مکان سے سوار ہو کے محل بیع میں پہنچی جب حضرت یوسف پر نگاہ پڑی تو بیاب ہو گئی اور
 زبان حال یوں گویا ہوئی سے فروغ این رخ تابان خواب میدیدم + شب برآمدن آفتاب میدیدم +
 خیال زلف سیاہت مگر خاطر بود + کو داغ سینہ پر از مشکنا میدیدم + سحر سیا درخت بسکہ گریہ میکردم +
 بجای اشک بزمین گلاب میدیدم + آواز زبان شوق نے یہ کہا سے تا پردہ رخسارہ چو ماہ تو برافقاؤ
 از پردہ بسی راز نہانی بد رافقاؤ + بود آتش ز سار تو چون سیوہ توحید + از ہر کلمہ آتش اذان شرع افقاؤ
 بالادبیا شرح گل دی تو میکرد + دل سوختہ آتش جان و جگر افقاؤ + آواز زبان صہل یوں ترنم ہو
 سے شد احمد کلین ماہ تھا باز آمد + نوبت برگشتہ باز با باز آمد + باز تاسیہ اذان بال جیون فکستہ +
 پر سر وقت سن امروز ہا باز آمد + بردای ہجر مشیم کہ وصال آمد باز + بگذر امی و در جانم کہ دو باز آمد +

یوسف علیہ السلام نے اپنے مال و اسباب کو سب صدقہ کیا اور نصرت ہو کے چلی اور گویا کہ یہ دل سے کتنی تھی
 سدرہ بلعہ کر شہ زین بردبار دل + بخشید فیض عشق بہ بیدل ہزار دل + بر روی آتشین تو ہرگز قند نگا
 بیرون جہد رسیدہ بزرگ شرار دل + جازا اسی شعلہ عذاران کو میکند + پروانہ دل غرضیت دل پتھر دل
 ہر جنبہ پائیزم تہ سرون کشیدہ ام + برجای خود گذارنتہ ام یادگار دل + ہر جا کہ سبت خاک رہ جلوہ گاہ
 بیچارہ دل تہ ذوہ دل خاکسار دل + اور ایک گھر حقیرم میں بنا کے بیٹھ رہی اور مشغول عبادت
 خدا ہونی اور بے غصے کتے میں کہ بازغہ نے مالک سے کہا کہ یہ سب مال یوسف کے مول لینے کو لائی
 ہوں سوا اپنے عزیزہ میں رکھ اور یوسف کو میرے تفویض کر مالک نے چاہا کہ جیون زلیخا نے ایک
 دلال بھیج کر پیغام دیا کہ حسبہ زلفہ و خنس بازغہ دیتی ہر میں بھی دینیہ کو تیار ہوں اور تیس دانہ مراد
 اور ہون زن یوسف علیہ السلام مشک و کافور و عنبر اور ہزار جامہ پہلے مصری اور زیادہ کرتی ہوں
 یوسف کو میرے سپرد کر مالک نے قبول کیا بازغہ نے کہا میں سو رطل سونا سپر زیادہ کرتی ہوں کہا
 رو و بدل میں زلیخا کے ملازموں نے یوسف علیہ السلام کو تخت سے اٹھالیا اور زلیخا کے گھر پہنچا
 اور بازغہ مسرت و اندوہ میں مجنون ہو کر مگر گئی مگر صحیح یہ ہے کہ بازغہ بنت طالون کے بعد زلیخا کے عزیز
 سے اجازت چاہی کہ میں بھی یوسف کے دیکھنے کو جاؤں عزیز نے بخوشی اجازت دی چنانچہ زلیخا بھی
 اپنے مکان سے سوار ہو کے محل بیع میں پہنچی جب حضرت یوسف پر نگاہ پڑی تو بیاب ہو گئی اور
 زبان حال یوں گویا ہوئی سے فروغ این رخ تابان خواب میدیدم + شب برآمدن آفتاب میدیدم +
 خیال زلف سیاہت مگر خاطر بود + کو داغ سینہ پر از مشکنا میدیدم + سحر سیا درخت بسکہ گریہ میکردم +
 بجای اشک بزمین گلاب میدیدم + آواز زبان شوق نے یہ کہا سے تا پردہ رخسارہ چو ماہ تو برافقاؤ
 از پردہ بسی راز نہانی بد رافقاؤ + بود آتش ز سار تو چون سیوہ توحید + از ہر کلمہ آتش اذان شرع افقاؤ
 بالادبیا شرح گل دی تو میکرد + دل سوختہ آتش جان و جگر افقاؤ + آواز زبان صہل یوں ترنم ہو
 سے شد احمد کلین ماہ تھا باز آمد + نوبت برگشتہ باز با باز آمد + باز تاسیہ اذان بال جیون فکستہ +
 پر سر وقت سن امروز ہا باز آمد + بردای ہجر مشیم کہ وصال آمد باز + بگذر امی و در جانم کہ دو باز آمد +

لب شیریں تو اتم تلخی ہجران بر بود + دل شکین تو بر مہر دوفا باز آمد + تیرہ بود آئینہ دیدہ نم دیدہ ماہ آخر
از عکس جالت بعضا باز آمد + حضرت عبداللہ ابن عباس اور وہب ابن منتبہ سے منقول ہرگز زلیخا کی
بتیابی کا سبب یہ تھا کہ زلیخا طیموس بادشاہ کی بیٹی تھی اور حسن و جمال میں نظیر اپنا نہ کھتی تھی سو اس کو سات
ہس کی عمر میں ایک واقعہ عجب پیش آیا کہ ایک دن بستر عیش پر آرام کرتی تھی خواب میں دیکھا کہ ایک جوان
حور و شسیمین عدا چو لب آب زندگانی لطیف رفتار میرے پاس کھڑا ہر جب خواب سے بیدار اور اس سے
ہشیار ہوئی تو محض دیوانی تھی کہ اپنے کپڑے پھاڑتی اور لوگوں سے مثل بری بھاگتی مگر اس کیفیت کے
انخامین کمال کوشش کرتی اور اکثر خاموش اور از خود خاموش رہتی جب رنگ روز و رڈ پر گیا اور روز بروز
بدن پر ضعف و مخافت نظر آنے لگا تو لونڈیاں اور برائیاں درپہ تحقیقات ہوئیں کوئی چشم زخم تلافی اور
کوئی سحر قرار دیتی اور کوئی نسبت بجنون کرتی مگر جواب دل تھے وہ عشق اور محبت قرار دیتے تھے آخر ایک
دن زلیخا کی دایہ نے ایک گوشہ میں لیجا کر حال پوچھا زلیخانے خواب اپنا بیان کیا اُس نے کہا کہ وہ جوان جو
تو نے خواب میں دیکھا ہے شیطان تھا اور ولنگی شیطان پر کمال نادانی ہے شیطان کا یہی کام ہے کہ کبھوں
بصورت خوش نظر آتا ہے اور کبھوں بصورت زشت زلیخانے کہا کہ ابلیس کو ایسی صورت بننے کی ہرگز
طاقت نہیں دایہ نے کہا بہر حال اس خیال سے دل کو خالی کرنا چاہیے زلیخانے کہا ہے میں کا رول
است کار من نیست + دل در کف اختیار من نیست + دایہ نے جانا کہ اس درد کی دوا بجز وصل محبوب نہیں اور
اس زخم کا مرہم سوائے لب معشوق نہیں ناچار ہو کر طیموس سے بیان کیا اُس نے اہلباء و منجمن و معبرین
محققین کو طلب کیا طیبیوں نے نبض قارورہ دیکھ کر کہا کہ کسی طرح کامرغل سکون میں منجموں نے کہا
کہ اس لڑکی نے عزیز مصر کو خواب میں دیکھا ہے اس پر عاشق ہر بادشاہ نے کہا کہ اس سخن کو بڑے شوق سے کھنا چاہیے
اور چندے امتحان کرنا لازم ہے روایت ہے کہ ایک برس اسی کیفیت میں گذرا دوسرے برس پھر وہی صورت
خواب میں نظر آئی تو اس نے نزدیک جاکر قسم دی اور کہا کہ مجھ کو اپنے حال سے خبر دے اور حسب و نسب پنا بتلا
اُس صورت نے زلیخا سے کہا کہ میں انسان ہوں اور تیرے واسطے ہوں اور تو میرے واسطے ہو پس
تو نہ اختیار کرنا کوئی شوہر سوائے میرے جب بیدار ہوئی تو اور بھی بتیاب ہوئی اور صبح تک بقیار رہی آخر
طیموس نے پوچھا کہ اس کو سکینہ کیا حال ہے زلیخانے کہا میں نے شب گذشتہ میں پھر وہی حال با کمال دیکھا اور
جو مجھے پوچھتا تھا میں نے ہنسنا کر لیا طیموس نے کہا کہ اُس نے اپنا مقام بھی بتلایا کہا نہیں جب بادشاہ نے
زیادہ اشفتہ حال دیکھا تو مقید محسب فرمایا تیسرے برس حالت قید میں وہی خواب دیکھا اور عرض کیا کہ
اب محبوب مجھے اپنا مقام ارشاد کر فرمایا کہ مصر مصر غریز مصر مصر مقام است + جب بیدار ہوئی تو اپنے

باپ سے کہنے لگی کہ اب مجھے قید سے نجات دے کہ میں مصر میں جا کر اپنا مطلوب حاصل کروں
 کیونکہ آج میں نے محبوب کا مکان پوچھ لیا ہے وہ غریزہ مصر ہے روایت ہے کہ مصر اس مقام سے چھ
 مہینے کی راہ پر تھا سو طیموس نے زلیخا کو مضطر دیکھ کر باضطرار تمام غریزہ مصر کو خط لکھا کہ میری
 ایک لڑکی ہے بصفات کمال آراستہ اور زیور حسن جمال سے پیراستہ اکثر ملک سلاطین اسکی رغبت کرتے ہیں
 پر میں بگوشہ دل تجھے بیاہا چاہتا ہوں غریزہ نے اپنا فخر سمجھا اور کہا یا تحف ملازمت شریف بادشاہین حاضر
 ہو کہ بادشاہ نے زلیخا سے نکاح کر دیا اور ہزار لوٹدی اور ہزار غلام اور ہزار خیر اور ہزار اونٹ زلیورات سے
 آراستہ اور چالیس اونٹ دیا وحریر کے اور نقد و خبص موافق رسم بادشاہان عنایت کر کے زلیخا کو حست کیا
 اور بعضے کہتے ہیں کہ غریزہ مصر بادشاہ کے پاس نہیں گیا مگر جو انبائہ بادشاہ لکھ بھیجا تب بادشاہ نے بنظر مضطر
 زلیخا کو دھن بنا کر روانہ مصر فرمایا جب لینا قریب مصر کے پہنچی تو غریزہ مصر بآثرک ہتھام استقبال کو آیا اور کیمال
 عزاد و تکریم محل شاہی میں لایا زلیخا اپنے دل میں جوش تھی کہ اب مجھ سے ملو گی اور اپنے عشوق کے دیدار سے سرور ہو گی جیسا
 ہوئی تو غریزہ مصر نے خیمہ عروسی میں قدم رکھا اس خیمہ میں زلیخا اور ایک ایہ اسکی تھی زلیخا نے دایہ سے
 کہا سے دل تمنا سے وصل اور درد + چہ بلا مشکل آرزو دارو + اب جلدی غریزہ کو لاؤ کہ زیادہ اس سے
 تاب نہیں رکھتی ہوں سے علامی کن کہ یک دیدار نیم + زین پس صبر را دشوار نیم + تب دایہ نے
 خیمہ کو بچھاڑ دیا زلیخا نے غریزہ کو دیکھا اور نہایت غمیدہ ہوئی سے برخاک نشست دست پچان
 باحسرت و دواع و درد حرمان + طاقت زہد کنارہ میکرد + جان سو سے اجل اشارہ میکرد + اور
 بولی کہ امو دایہ شخص نہ میں ہو جسکو میں نے خواب میں دیکھا تھا سے بخون غلطید از حسرت نگاہ
 واپسین من + ستم شد انتظار مرگ بر جان خیرین من + زخاک گلشن خبر نخل حسرت بر نمی خیرد + عجب
 خاصیت دارد ہوا سی سرزمین من + بعد اسکے نقاب اپنے چہرہ پر ڈالا اور دایہ سے کہنے لگی کہ یہ کو
 شخص نامحرم میرے پاس آتا ہے اسنے کہا کہ تیرا شوہر ہر شے ہی زلیخا ہوش ہو گئی جب صبح کو فی الجملہ
 افاقہ ہوا تو ایک آہ سرد دل پرورد سے کھینچ کر دل ہی دل میں کہنے لگی سے نہ آنست این کہ من
 در خواب دیدم + بخت و جودیش این محنت کشیدم + نہ آنست این کہ عقل و ہوش من برد + عنان
 دل بہیوشیم بسپرد + نہ آنست این کہ گفت از خویش رازم + بہیوشی ہوش آورد و بازم + درینا
 بخت سستم سختی آورد + طلوع اخترم بخفتی آورد + اور دایہ نے غمیدہ اور رنجیدہ دیکھ کر توجہ
 خیر تو پر اب کس بات کا رنج ہو زلیخا نے کہا سے گواہ درد نہان نا کہ خیرین من ست + دلیل سو زہر
 درون آہ آتشین من ست + اسی وقت ہاتف نے آواز دی کہ اے زلیخا صبر ہی لان الصبر سیر

یوسف گم گشتہ باز آید کینان غم مخور + کلبہ اخزان شود روز سے گلستان غم مخور + پامی در
میدان عشق ارمی نمی مردانه + از بلا می سرترس و ز آفت جان غم مخور + گرچه جان سودرست
در دہر جانان صبر کن + کز جمال دوری روز سے بدرمان غم مخور + چون ترا با وصل جانان اتصال
سر ملیست + کہ بصورت غائب است از دیدہ جانان غم مخور + آخر زلیخا رونے لگی پھر غریب سے
آواز آئی کہ اے غم دیدہ فراق رسیدہ اپنا عشق کسی پر ظاہر نہ کراد جس غریب سے مجھے نفرت ہو
آخر کار یہی وسیلہ اتصال محبوب ہو جائیگا اس وقت سے دلچنانے سکوت اختیار کیا لیکن صبح کو
نیال وصل میں یوں کہا کرتی ۵ اے صبا نکست از خاک رہ یار بیار + ہراندہ رد دل شروہ دلدار
بیار + نکتہ روح نواز از لب دلدار بگو + نام نہ خوش خبر از عالم اسرار بیار + اور تصور صورت کر کے
کہتی تھی ۵ چشت زنگہ در رگ جان نیست از داخت + شرکان تو پیکان بلا بر جگر انداخت +
عمریت کہ آوارگی قافلہ عشق + مار از دیار سے بدیاد و گر انداخت + حسن است کہ در دست تو
شمشیر ستم داد + عشق ست کہ کارم تو بیدار دگر انداخت + گیسوی سیاہت ز جگر دو دہر آورد +
ز خسارہ فروزان تو در جان شر انداخت + در عشق برا دہی کہ دلم بال کشا شد + جبریل رکوتی
پرواز پر انداخت + آوارات کو بستر غم پر بتیاب ہو کر خسیارہ کھینچتی اور عاشقانہ اس مضمون کو
پکارا کرتی ۵ زین پیش نمانم سر و برگ اثری داشت + آن سنگدل از در محبت خبر سے داشت +
خبر گئے کچھ عہدہ جوئے + زین پیش ہا سینہ نگاران نظر سے داشت + اور اکثر تنہائی کی حالت میں
دل سے کہتی کہ افسوس اب میرا خواب میں دیکھنا بھی جا آ رہا اور میری ساری مشقت را لگان ہوئی
اور غریزہ کو محبت و شوق کی دم بدم شدت تھی اور زلیخا کو روز بروز نفرت مگر اس بات کو کسی نے
نہیں جانا جب بھون غریزہ کو میل مباشرت ہوتا تو پہلو میں ایک جانب پر سورتھا اور معانقہ اور تعقیل پر کرتھا
کرنا اور بچھے کہتے ہیں کہ ایک جسم باہین زلیخا اور غریزہ کے ہو جاتا تھا کہ زلیخا محبت غریزہ سے محفوظ
رہتی تھی اور صحیح یہ ہے کہ غریزہ مغربی محض تھا القصد زلیخا نے ایک مدت دراز اس غم و اندوہ میں بسر
جب خدا نے یہ دن دکھلایا کہ حضرت یوسف باز عاشقوں میں بوسیلہ مالک ابن زعر کہنے کو آئے اور مصر کے
میر و سردار سودا سے نقد سمجھ کر عاشقانہ خریداری کو حاضر ہوئے تو غریزہ مصر نے زلیخا کو بھی اجازت دی کہ کو
بھی غلام عبری کے دیکھنے کو حاضر ہو ایتک اسکو خبر نہ تھی کہ وہ غلام کون ہے جب بازار عاشقوں میں پہنچی
تو حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ٹوٹدی ہوئی اور خود ہی یک گئی اور بچھے کہتے ہیں کہ زلیخا اصل بیعت
میں نہیں گئی ایک جھوٹے سے حسن یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر پیش ہو گئی اور اپنی دانی سے

بولی کہ یہ وہی شخص ہے جسکو میں نے خواب میں کسی مرتبہ دیکھا تھا اور ایک خادمہ سے کہا کہ تو یوسف کے پاس جا کر میری طرف سے کہہ دے کہ سوائے میرے کسی کو اختیار نہ کرنا اور میں سارا خزانہ اپنا تجھے صدقے کر دنگی اور میں نے تجھ کو خواب میں اپنا دل دیا ہے اور بہت مدت دراز سے بلا سے محنت میں گزار رہا ہوں۔ آج نہ کٹم فغان حسرت + آتش افتد بجان حسرت + اور یہ بھی کہ دنیا سے نکل کر سچے دل میں شراب ناب نخل + بود ز سینہ بریان کن کہاب نخل + قمر بد و جبین تو شرمسار شست + ز پیش روی تو برخواست آفتاب نخل + ز فرط کاهش غم ناتوان تر از پریم + شدم بعد شباب از رتہ شباب نخل + اور یہ کہ دنیا سے حدیث درد و حیران ماجرا می داغ دل بشنو + ز فریاد خرن من ز آہ آتشین من + میرس از ما براسی خون فشانہای مژگانم + بین نمی شوخ گل رنگین کہ دار و استین من + ادین وحشت فغان آہستہ بردارم درین گلشن + کہ شاید سنگدل صیاد باشد در کمین من + با تامل و غور نے حاضر ہو کے لایحاکا پیغام عرض کیا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے بھی اسکو خواب میں دیکھا ہے سو تو میری طرف سے جواب دے کہ میں تیرے واسطے ہوں اور تو میرے واسطے ہو لیکن وصال محبوب بے رنج و تعب میر نہیں ہوتا چند سے اور صبر کر کہ خدا مدد و حقیقت یہ ہے کہ محبت و محنت لازم و ملزوم ہیں ایک شخص نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ اسکا کیا سبب ہے کہ جو شخص دعویٰ محبت الہی کرتا ہے اسکو تازیانہ بلا سے ادب دیتے ہیں اور پورے محنت و درو میں مبتلا کرتے ہیں فرمایا کہ اس واسطے بلا میں ڈالتے ہیں تاکہ ہرگز اسفندہ دعویٰ محبت نہ کرے + ہزار تیغ بلا بر کشیدہ غیرت عشق + کہ مدعی نتواند بلاؤں نہ بخیزد + ممتنان نتوانند لاف مردی زد + نفیر جنگ چو روز مصاف بخیزد + انعقدہ سادہ نے پھر ندا کی کہ کون لیتا ہے اس غلام کو جہین و س صفتیں ہیں ملاحمت صباحت فصاحت شجاعت مردت قوت اثابت صیانت اثانت فتوت اور کہا چاہتا تھا کہ ادب بھی نبوت لیکن رب الکلام نے زبان حکم بند کر دی تاکہ اور کوئی واقف نہ ہو زینجانے پھر ایک آدمی عزیز مصر کے پاس جو محل بیع و شرا میں حاضر تھا بھیجا کہ اس عزیز کو ضرور لینا گو تمام مال صرف ہو جائے جب کہ خریداروں نے زینجانا کی رغبت یوسف علیہ السلام کی خریداری میں کامل پائی تو قیمت کے بڑھانے سے بند ہو گئے تب عزیز نے مالک سے کہا کہ قیمت کو بیچ گیا مالک نے کہا ہوں ان اسکے سونا اور چاندی اور جواہر دیجیے تو میں بیچوں وہ راضی ہوا آخر ایک کفہ میزان میں زر و سیم اور جواہر رکھے اور دوسرے میں حضرت یوسف کو بٹھلایا ہر چند کہ نقد و جنس زیادہ تھا مگر مقابلہ یوسف علیہ السلام ذلیل و معقدار نظر آئیے کہ یوسف علیہ السلام مہبط وحی الہی تھے نقد و جنس دنیا سے ناپاک کی کب انکے برابر ہو سکتی تھی غرض

خازن غزنی نے عرض کیا کہ اسی غزنی اب کچھ نقد وجوہ غزنیہ میں باقی نہیں رہا غزنی سخت متردد ہوا
 حضرت یوسف علیہ السلام نے خازن کو طلب کر کے دوات و قلم مانگا اور لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ
 واسحاق نبی اللہ ولعیقوب اسرائیل اللہ لکھا دیا اور فرمایا کہ یہ کاغذ پہ ترازو پر رکھ دے سوائے
 بالائے نقد وجوہ اس کاغذ کو رکھ دیا اسکی برکت سے کفہ نقد و خیس غالب آیا غزنی بہت خوش ہوا
 اور یوسف علیہ السلام غزنی کے ہاتھ آئے نظیر اس قصہ کی یہ ہر کہ جس دن آوازہ انا عرضنا الامانتہ
 علی السموات والارض کہ عہدت عشق و محبت سے ہر متکفلان ملک و مملکت کی سماعت میں پہنچا
 تو لاکھوں فرشتے مقرب افتان و خیزان دوڑے اور چاہنے لگے کہ یہ امانت کہاں ہے مگر نظر عنایت
 الہی جل شانہ متوجہ بنجاں و دناں تھی اس سبب سے وہ امانت حضرت آدم علیہ السلام کو سپرد ہوئی
 ۵۰ مژدگان کی مرایا رسوی خویش کشید + دست درگروں بن کر دودراپیش کشید + باوجود وہمہ شاہان
 کہ گدایان و نیند + رقم عشق بنام من ویش کشید + ہمہ س طالب یارند و لکین چہ توان + کہ دلش جاس
 این جستہ دلان پس کشید + فائدہ حضرت یوسف علیہ السلام سبب کور نبوت کے خزان غزنی پر نکلا
 آئے اسی طرح عصا قیامت میں جب میزان عدل کھڑی ہوگی تو کلمہ توحید کہ مبدیہ نور وحدانیت پر
 پلہ گناہوں پر غالب پڑیگا فائدہ عصا قیامت میں جب نامہ اعمال گہکاروں کے ایک میں
 رکھینکے تو معاصی طاعات پر غلبہ کریگی اور گہکار سرخجالت جہاک کے متردد خدایا و نکال ہوگا پست
 خطاب حضرت رب الارباب فرشتوں سے ہوگا کہ اے مقربان بارگاہ میرے بندوں کی امانت دیر
 رکھی ہو اسے لے آؤ چنانچہ پارہ کاغذ ثبتہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ حضور میں لاوینگے اور اسکو پلہ
 طاعات پر رکھینگے کہ پلہ معاصی پر غالب ہو جائیگا آتھہ غزنی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بغوص
 نقد وجوہ خرید کیا اور اپنے دولتخانے کو لے چلا اور قبل اس معاملہ سے حضرت نے مالک سے وعدہ
 فرمایا تھا کہ میں ایک دن تجھے اپنا حال کہوں گا سو مالک نے دست بستہ عرض کیا کہ ایسا وعدہ فرمائیے
 حضرت یوسف نے فرمایا بشرطیکہ یہ ستر کسی پر نہ کشف نہ ہو مالک نے قبول کیا حضرت نے فرمایا کہ میں تو
 ابن یعقوب اسرائیل اللہ ابن اسحاق نبی اللہ ابن ابراہیم خلیل اللہ ہوں یہ ظالم شکے مالک مضطرب
 اور بولا کہ یوسف جس دن آپ قعر چاہے سے ملے تھے اس دن آپ شکے کو واسطے چکا بسطع نہ فرمایا کہ
 میں اس حرکت سے باز رہتا یوسف نے فرمایا کہ بخوف برادران اسوقت ہی مصلحت تھی کہ اس حال کو
 چھپان رکھوں مالک نے کہا کہ تو بیٹا اس بزرگ کا ہر چہ کنعان میں مجھے نظر آیا تھا اور زار زار روتا تھا
 اور مناجات کرتا تھا کہ یا اہی میرے جگر گوشہ کو میرے پاس پہنچا حضرت یوسف یہ کلام شکے بتایا

اور بے طاقت ہو گئے اور فرمایا کہ میں اسی بزرگ کا بیٹا ہوں تب مالک قدس منوں پر گرا کر بے قدرت
پیش آیا حضرت نے فرمایا کہ رضا بقضا محاسن برابر سے ہوا اور فرمایا کہ قبیلہ بیع کا جو میرے بھائیوں
نے لکھ کر دیا ہر عنایت کر کہ وقت حاجت حجت ہو گا اور بھائیوں کو موجب نبالت مالک نے فی الفور
قبیلہ بیع واپس کیا اور بتیس ہوا کہ ام حضرت میرے کوئی بیٹا نہیں ہے آپ میرے واسطے دعا فرمائیے
چنانچہ حضرت یوسف نے دعا کی کہ اُسکے چوبیس بیٹے بارہ فطن سے پیدا ہوئے پھر عرض کیا کہ سچے
والے تپ کے کفان میں کون تھے فرمایا کہ میرے بھائی تھے مالک نے عرض کیا کہ کیا سبب ہو تھا
ارشاد کیا یہ مٹ پوچھ میں اسکا ستر بیان کر دو نکاحا عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ جس دن حضرت
یوسف علیہ السلام معرض بیع میں تشریف لائے ہیں اُس دن آفتاب پر دہ سحاب میں بھنی تھا اور
حکمت یہ تھی کہ اگر اُس دن جرم آفتاب روشن ہوتا تو انوار جمال یوسفی میں منعکس ہو جاتا اور شہید ہوتا
کہ یہ نور شمس ہر یازیر یوسفی جب آفتاب پوشیدہ تھا تو نور حقیقی نظر آیا کہ آئینہ جمال یوسفی سے چمک رہا
تھا دوسرے کوئی عورت و مرد اُس دن بیار نہ تھا تاکہ سب محل بیع میں حاضر ہوں تیسرے کوئی
شخص اہل مصر سے کہیں گیا نہ تھا بلکہ سب چھوٹے بڑے مصر میں موجود تھے چوتھے کوئی لڑکا خوبصورت
ایسا نہ تھا محاسن اور کلبی سے روایت ہے کہ مالک نے حضرت یوسف علیہ السلام کو غریزے کے ہاتھ اسی
قیمت کو بچا جس قیمت کو خرید کیا تھا یہ روایت ضعیف ہے اس واسطے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ جب غریز مصر نے یوسف علیہ السلام کو مول لیا اور سب خزانہ اپنا مالک کو اُنکے عوض میں
دے دیا تو لشکر لشکر کے لوگوں نے عرض کیا کہ ملک بے سپاہ نہیں رہتا اور سپاہ بے مال نہیں رہتی
اگر آپ کے خزانہ میں کچھ مال باقی نہیں ہے تو سپاہ نہ لگی اس بات سے غریز مصر کو بڑی فکر ہوئی تب اپنے
خزانچی کو بلا کے کہا دیکھ تو کچھ مال خزانے میں باقی ہے اُس نے دروازہ خزانہ کا کھولا اور دیکھا کہ جس قدر مال
تھا موجود پایا پس خزانچی نے سخت تعجب ہو کر عرض کیا کہ مال تو کچھ بھی خرچ نہیں ہوا غریز نے کہا کہ کیا
سبب ہے ہمارے کہہ میں نہیں جانتا اگر یوسف سے پوچھو تو شاید بتلا دے اس واسطے کہ وہ بیشک
جانتا ہو گا غریز نے کہا تو نے کس طرح جانا خزانچی نے کہا کہ یہ شخص دعویٰ کرتا ہے کہ میرا اللہ جو چاہتا ہے سو
کرتا ہے اور جس کسی کو چاہتا ہے اسے علم سے آگاہی دیتا ہے اور یہ بھی کہہا کہ جب غریز نے اس غریز کو خرچ
کیا تھا اس وقت میں بھی پہلو میں بیٹھا تھا سو میں نے دیکھا کہ ایک سفید جانور آسمان سے اُترا اور
اُس نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا اے یوسف تو اپنا مال دیکھ پہلے تجھ کو تیرے بھائیوں نے نہایت
کم قیمت کو مالک کے ہاتھ بیچا اور مالک کے ہاتھ سے اب اللہ نے سارے خزانہ مصر کے عوض بکوا یا رہا

شکے غریزہ بہت متعجب ہوا تب آئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو گلا کے پونچھا حضرت نے فرمایا کہ اللہ
 صرف میری بزرگی کے واسطے تیرے مال کو پھیر دیا اور اس میں سترہ سو روپے اگر کچھوں نے تیرے فرمان میں
 کچھ قصیر ہو جائے تو میں تہنچ اور سزائش سے مایوس ہوں اور تو اپنے دل میں خیال کر کے کہ مجھ پر
 کچھ احسان نہیں ہو بلکہ اللہ نے تجھ پر احسان کیا کہ تیرا مال بھی تجھ پھیر دیا اور میں بھی تیرے ہاتھ آجیب
 غریزے یہ کلام سنا تو جاناکہ یہ سب برکت یوسف علیہ السلام سے ہو پھر تو غریزے نے بڑی قدر و است
 حضرت یوسف کو لیا اور اپنے گھر میں لیجائے کہ اس کو بہت اچھی طرح سے رکھنا چنانچہ ارشاد
 ہوتا ہوا قال الذی اشتراہ من مصر لامرأۃ کریمی مثوا عسی ان ینفعنا و نتخذہ ولدانی کہا جس شخص نے
 خرید کیا اس کو مصر سے اپنی عورت سے آبرو سے رکھ اس کو شاید ہمارے کام آوے یا ہم کو اس کو بیٹا
 اس آیت میں اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ تم بھریج نہ لیا اس واسطے کہ عورت کے نام سے مردوں کو عار آتی ہو بلکہ
 خداوند تعالیٰ نے سوائے ہم کے کسی عورت کا نام نہ اپنے کام میں نہیں لیا جو اور مریم کا نام اس سے
 تبصریح فرمایا اس وقت کے کنارہ حضرت مریم کو اللہ کی جو روکت تھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لایا
 نفوذ باللہ من الاعتقاد وہم باطل میں نہ پڑیں اور یہ خطرات شیطانہ ان کے ذہن سے نفع ہو جاوے کیونکہ
 اگر مریم حضرت خدا بومین کو ان کا نام اپنے کام میں نہ لیتا فائدہ اس آیت میں اللہ جل شانہ نے خریدار کا
 ذکر کیا اور خود شہدہ کا ذکر کیا اس واسطے کہ بندہ فقیہ عیب ہو اور خریدار ہنر جو کہ عیب بیع سے موصوف
 تھا وہ شرت ذکر سے محروم رہا اور جو کہ بصفت شر موصوف تھا وہ دولت ذکر سے سعادت اندوز رہا
 اور مصداق اس کا یہ ہو کہ اللہ جل شانہ نے اپنے معاملہ میں ذکر مول لینے نفوس مومنوں کا فرمایا جو اپنے
 ذکر نہیں کیا کہ ان اللہ اشتراہ من المومنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنتہ اس واسطے کہ مول لینے میں
 مواسلت ہو اور بیچے میں مفارقت خریدن نشان محبت ہو اور فروختن دلیل کراہت و فائدہ
 جس طرح غریزہ مصر کے کما عسی ان ینفعنا اس طرح آسیہ امۃ فرعون کے فرعون سے کہا لا تفتنہ عسی
 ان ینفعنا یعنی اس کو نہ مارو شاید ہمارے کام آوے اور حضرت یعقوب نے فرمایا عسی اللہ ان یا ینفعنا
 بیسی یعنی شاید اللہ لے آوے میرے پاس سب کو اور اللہ جل شانہ نے ارشاد کیا کہ عسی اللہ ان یرحمکم شاید
 اللہ رحم کرے تم پر پس ان تینوں بندگان خدا کا کہنا کہ از رو سے شک تھا یقین کو پہنچا اور خود اس کا
 ظاہر ہوا یعنی غریزے حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنی امانت میں ایسی صیانت پائی کہ آدمی سے
 سخت مشکل ہو اور آسیہ نے حضرت موسیٰ کی برکت سے معرفت خدا پائی اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو
 سب لڑکے ملے کہ حضرت نے غم سے نجات پائی پس خداوند جان کا فرمانا کہ واجب قطعی ہو کہ طرح

راست نہ ہو گا تبنیہ میں شخصوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کی خواہش ہوئی تینوں اپنے مطلب کے پہونچنے غزینہ شام و جلال کی خواہش کی اسکو دونوں ملے مالک نے مال کی طمع کی اتنے مال کا مالک ہوا کہ جسکی دھوم مچی زلیخا نے صرف وصال یوسف کی خواہش کی اسکو وصال جمال جلال ہا سب ملا کہ بوڑھی تھی جوان ہو گئی کا فر تھی مسلمان ہوئی اور بڑی فضیلت یہ کہ پیغمبر کی بی بی ہوئی اسی طرح جو کوئی شخص دنیا کی طمع رکھتا ہو اسکو دنیا ملتی ہو مگر آخرت سے دور پڑتا ہو اور جو کوئی عقی کی خواہش کرتا ہو صرف عقی ملتی ہو اور دنیا کی طمع جاتی رہتی ہو اور جو شخص وصال الہی کی طمع رکھتا ہو اسکو اللہ ملتا ہو اور دنیا و عقی دونوں ہاتھ پانڈھے کھڑے رہتے ہیں کچھ حاجت طلب نہیں ہوتی ہر لطیفہ ایک دن سلطان سعید مارون رشید نے اپنی مالک کو جمع کیا اور نقد و جس انکے روبرو رکھ کر فرمایا کہ جس کسی کو جو چیز لینا ہو اپنا ہاتھ سپر رکھے اور اپنی سمجھے ہر ایک نے اپنی خواہش کے موافق ہاتھ رکھا اور لیا ایک لونڈی نے اپنا ہاتھ مارون پر رکھ دیا اور مارون نے کہا یہ کیا بات ہو اس نے التماس کیا کہ میں تمھارے سوا کسی چیز کی خواہش نہیں رکھتی مارون رشید نے کہا اوجاریہ میں تیرا ہوں اور میرا تمام مال تیرا ہو اور میں نے جھگڑا کر اسی طرح سے بندہ جب سوا سے وصول الی اللہ اور کسی چیز کی خواہش نہ کرے دنیا و آخرت سے اسکو آزادی ہو اور تمام عالم اور اسکی نعمتیں اسکی ہیں بلکہ اور کسی چیز کی پروا نہیں رہتی فائدہ اگر کوئی سوال کرے کہ اگر میثواہ کس واسطے کہا صرف اگر میثواہ واسطے اگر ام نفس یوسف کے کافی تھا تو جواب یہ ہو کہ تعین ایسے الفاظ کی دلیل تعلیم و اجلائی ہو تی ہو جس طرح صاحب مجلس پر سلام کے وقت کہنا چاہیے سلام علی المجلس العالی اب جانا چاہیے کہ غزینہ نے اگر میثواہ کسی سبب سے کہا ہر ایک یہ کہ غزینہ نے تفرس کیا کہ زلیخا یوسف کو چاہتی ہو ایسے کہا اگر میثواہ دوسرا یہ کہ غزینہ نے جس مرتبہ شرافت و عزت و علم و دانش میں حضرت یوسف کو پایا اس مرتبہ پر تمام مملکت مصر میں کسی کو نہیں دیکھا سو غزینہ نے مانا کہ یہ غلام غزیر ہو اور اسکی خدمت نہ کرے مگر غزیر اور زلیخا کو نہایت عزیز رکھتا تھا لہذا غزیر نے کہا اگر میثواہ تیسرا بعض روایت میں ہے کہ غزیر نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ زلیخا یوسف کی ہو اور یوسف زلیخا کا ہو سو تو ان دونوں میں جدائی تجویز نہ کر لہذا کہا اگر میثواہ چوتھا زلیخا لاو لہ تمھی گویا اسکے جی لگا لے کو کہا اگر میثواہ پانچواں غزیر نے معلوم کیا کہ اللہ کے نزدیک انکی قدر و منزلت بہت ہو اگر ان انکے اگر ام میں کوشش کر دے گا تو اللہ مجھ کو بھی بزرگ کرے گا اسواسطے کہ اللہ کریم ہو لہذا کہا اگر میثواہ چھٹا یہ کہ غزیر مصر نے انکی ہوشیاری و لیاقت و فطانت ملاحظہ کر کے فراست سے دریافت کیا کہ پو

میرے قائم مقام ہوگا اسلئے کہا اگر میثواہ سا توان یہ کہ مالک نے عزیز سے کہہ دیا تھا کہ یہ لڑکا بڑا
 عالی خاندان ہو اسکی تعظیم و توقیر میں کوشش کرنا اسلئے عزیز نے کہا اگر میثواہ آٹھواں یہ کہ یوسف
 علیہ السلام میں تین جفتین ظاہر تھیں صباحت و غربت و عبودیت اور دستور ہی کہ لطیف و پاکیزہ لوگ
 حبیبوں کو عزیز رکھتے ہیں اور رحیم لوگ غریبوں کا اکرام کرتے ہیں اور کریم اپنے غلاموں کو اچھی طرح
 رکھتے ہیں اور عزیز بھی بصفہ لطیف و رحمت کرم متصف تھا سو اسنے یوسف کو ان صفات سے
 موصوف پایا لہذا باعزاز و اکرام موصوف کیا اور انہی عورت سے بولا اگر میثواہ آداب اشارات
 فرماتے ہیں کہ نبی مومن بھی انھیں صفات سے جو حضرت یوسف علیہ السلام میں تھیں موصوف ہو
 اول صورت خوش کہ صورت کرم فاحسن صورت کرم سے ظاہر ہو دوسرے غربت چنانچہ کن فی الدنیا کالک نعیم
 سے پیدا ہو تیسرے عبودیت کہ قل یا عبادی سے مترشح ہو اور خالق ذو الجلال لطیف ہو کہ اللہ لطیف لعباد
 اور بمقتضائے کان بزم رحیم ہو اور بمنطوق یا ایہا الذین آمنوا ما غرک برکب الکریم کریم ہو پس جب
 عزیز کہ متصف بدین صفات تھا اور اسنے یوسف علیہ السلام کو موصوف بصفہ حسن صورت و غربت
 و عبودیت پاکر اگر میثواہ کہا اگر حضرت جلال احدیت سبحانہ و تعالیٰ کہ لطیف و رحیم و کریم حقیقی ہو
 بندے کو بمقتضائے وعدہ کرمانہی آدم زبرگ کر کے ذلت رقیبت شیطان سے خلاصی بخشے اور
 خلعت حریت ان عبادی لیس لک علیہم سلطان سے متاثر کرے تو کچھ عجب نہیں ہر تنبیہ کعب احباب
 سے روایت ہو کہ جب عزیز نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زلیخا کے سپرد کیا تو زلیخانے اولاً جملہ ضعیف
 و شریف و فقیر و امیر کی دعوت کی اور سب کو خلعت فاخرہ پہنائے بعد اسکے حضرت یوسف کے واسطے
 طرح طرح کے کپڑے رنگین و سادے تین سو ساٹھ جوڑے بوائے کہ ہر روز نیا جوڑا پہنائی اور اپنے
 دل کو جمال مبارک سے خوش کرتی اور سوائے تذکرہ یوسف دوسرے کا تذکرہ کبھوں زبان پر نہ لاتی
 چنانچہ ایک روز حضرت کا ہاتھ پکڑے ہوئے بیت الاغصن میں گئی اور اپنے بت کو سجدہ کر کے کہنے لگی کہ
 میں نے تیری عبادت سے ایسا مانوس پایا ہو اور یہ بت سونے کا تھا اور لوہے کی سلاخوں سے یو
 میں جڑا تھا اس کلام کے سنتے ہوئے حرکت میں آیا اور زمین پر گر کے مثل سبل تڑپا اور ٹکڑے ٹکڑے
 ہو گیا زلیخانے کہا کہ امی یوسف یہ کیا ہوا فرمایا کہ تیرے سجدہ کرنے سے میرے رب نے اسکو نظر سے
 گرا دیا زلیخانے کہا تیرا رب کون ہو فرمایا رب ابراہیم و اسحاق و یعقوب علیہم السلام کہ جسنے تجکو اور تجکو
 پیدا کیا زلیخانے کہا کس طرح تمھارے رب نے میرا سجدہ دیکھ لیا وہ تو نظر نہیں آتا فرمایا کہ میرا رب
 ایسا ہو کہ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی سب کو دیکھتا ہو اور اسکو کوئی نہیں دیکھتا ک قال

خلق السموات والارض باحق وصور کم فاحسن صور کم والیہ لمصیر لتعلم ما فی السموات والارض ولتعلم ما تسرون وما تعلنون واللہ حلیم بذات الصدور یعنی اُس نے بنائے آسمان وزمین تدبیر سے اور صورت کھینچی تمھاری پھر اچھی بنائی تمھاری صورت اور اسی کی طرف پھرجاتا ہی جانتا ہی جو کچھ ہی آسمانوں میں اور زمین میں اور جانتا ہی جو کچھ چھپاتے ہو اور جو کھولتے ہو اور اللہ کو معلوم ہو لوگوں کی بات تب زلیخانے کہا کہ میں تیرے خدا کو دوست رکھتی ہوں لیکن کیا کروں اگر میرا اللہ نہوتا تو میں اُسی کی عبادت کرتی مگر عبادت دو معبودوں کی بد پر اس سبب سے مجبور ہوں حضرت یوسف تبسم کر کے بتوانہ سے نکل آئے زلیخانے حضرت کا دامن بکرا کر اپنے اللہ سے اس بت کو درست کرا دیا وہ نہیں تو لونڈیاں بادشاہ سے کہہ دینگی کہ یوسف کے اللہ نے اسکو توڑا ہے پھر بادشاہ ناراض ہو گا ناچار حضرت یوسف نے دعا کی کہ وہ بت جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا زلیخانے کہا کہ یوسف بت بھی تجکو پیار کرتا ہے اور اب میں نے جانا کہ آسمان کا خدا بھی تجکو چاہتا ہے بعد اُسکے حضرت یوسف کو اپنے گھر میں لائی اور کپڑے سفید ہزار شغال کے پہنائے اور ایک علامہ جڑا ہوا موتیوں کا سکر باندھا تو حضرت یوسف نے فرمایا کہ یہ پوشاک مجھ غلام کو نہیں زیبائے پھر زلیخانے کہا تو سہرا رہو اور عزیز غلام اور تو نہیں جانتا ہے کہ عزیز نے کہہ دیا ہے کہ اگر می شواہ سو میں نے تجکو اپنے دل میں رکھ لیا ہے فائدہ اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ جب عزیز نے زلیخانے سے کہا کہ اگر می شواہ پھر اُس نے کوئی مکان قابل یوسف نہ پایا مگر اپنا دل پھر اُسی میں رکھنے لگی کہ سوائے یوسف کے اور کسی کی جگہ نہ رہی سبحان اللہ کیا شان محبوبی ہے کہ بیکاروں نے قہر چاہ میں ڈالا اور بیکاروں نے چاہ سے دل میں رکھا بھائیوں نے کھوئے داموں بیدلی سبچ ڈالا زلیخانے مالک سے نقد دل دیکر مول لیا مصر عہ فکر ہر کس بقدر محبت اوست + انفرض حضرت یوسف کا قدم اللہ نے اس طرح ملک مصر میں جمایا اور اُنکے سبب سے تمام بنی اسرائیل کو بسایا کما قال وکذلک کننا لیسف فی الارض ولعلہ من تاویل الاحادیث واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون یعنی اس طرح جگہ آدمی سمجھنے یوسف کو اُس ملک میں اور اس واسطے کہ اُسکو سکھا دیں علم تاویل احادیث کا اور اللہ غالب ہو اپنی مراد پر لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے ہیں یعنی یہ بھی منظور تھا کہ سرداروں کی صحبت پا کے رمز اور اشارہ سمجھنے کا ہلیقہ پتھرین اور علم خدائی پورا پادین اور بھائیوں نے چاہا تھا کہ اُسکو گرا دیں لیکن اللہ نے چڑھا دیا تبنیہ لفظ کننا میں کہی قول ہیں بعض نبوت مراد لیتے ہیں اور بعض علم بعض ملک اور بعض مالکیت اہل مصر و بعض مالکیت ارض مصر یعنی جیسا تھے غلاموں کی یوسف کو قتل سے اور نکالا تھے چاہ سے اسی طرح

تبنے جگہ دی انہیں حصہ میں اور متولی خزانہ عزرا یا کذانی العالم اور سعید ابن جبریل اور اہل حادیک
تادیل کتب آورہ اسطحا تادیل رزیا آورہ میاں نجات خلق کہ اس عرصہ میں زمرہ نعمت میں آدمی کلام
کرتے تھے سمجھتے ہیں اور تفسیر ظاہر و باطن و اشارات و عبارات مراد لیتے ہیں اور تبنے تحقیق کرتے
ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام وغیرہ کتب آسمانی اور زمین تار باب حکمت مراد میں اور یہ جو فرمایا
اللہ کی مراد خاکبہر سو پہنچا ہر جہر کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بیشکی پیام کی پشت میں چاہی ہون
ابلیس نے ان سے اہل تقویٰ چاہی امام نضرہ ہوا قابیل نے چاہا کہ میں عزیز تر از آدم ہوں شریتر
ہو اقوم نوح نے چاہا کہ حضرت نوح علیہ السلام زایل ہوں اللہ نے عزیز کیا حضرت نوح نے چاہا کہ کائنات
اغرا لا ہو اللہ نے سام کو عزیز کیا ابراہیم علیہ السلام نے چاہا کہ آرا ایمان لا دے اللہ نے قبول
نہ کیا حضرت موسیٰ نے دیدار الہی چاہا کہ ترانی ارشاد ہوا فرعون نے چاہا کہ حضرت موسیٰ ظاہر ہوں
بلکہ اسی خیال سے عین لاکھ لود قتل کراتے اور اللہ نے برکاس اسکے چاہا یعنی موسیٰ کو اسی کے گھر
پر ویش کر آیا پھر انھیں کے ہاتھ سے فرعون و فرعون کو ہلاک کیا حضرت داؤد نے چاہا کہ مشا
ورز کبر بادشاہ و رسول ہو اللہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو کبر و تر سے بادشاہ و نبی کیا اور ہبل نے
چاہا کہ ولید بن شیخہ نبی ہو اللہ تعالیٰ نے انہیں صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی کیا اسی طرح حضرت رسالت پنا
صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ بوطاب خلافت ایمان سے آرات اور ہمت عرفان سے پراسدہ ہوں
چونکہ ارادہ الہی کے موافق تھا وہاں بالانعمان اکاب لا آمدی من اجبت پہنچا حضرت یوسف کے بھائیوں
نے چاہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کندہ بن میں پڑے رہیں اللہ نے عزیز کیا حضرت یعقوب علیہ السلام
پاکا کو یہ نہ ہوا اپنا وہاب بھائیوں سے نہ کہیں اللہ نے کہا لا دیا حضرت یعقوب نے چاہا کہ یوسف سے
انکے بھائی سمیت رکھیں اللہ نے عداوت ڈالی بھائیوں نے چاہا کہ یوسف کو قتل کریں اللہ نے بچایا
اور یہ بھی چاہا کہ یعقوب کو حبت یوسف لکے نہ رہے اللہ تعالیٰ نے روز بروز محبت بڑھانی پھر بھائیوں کے
یوسف علیہ السلام کو دیا تاکہ ہمیشہ بندہ اور ملوک رہیں اللہ تعالیٰ نے مالک و حاکم بنایا لیجانے چاہا کہ یوسف
سے گناہ صادر ہو اللہ تعالیٰ نے ظہر پاک کیا اور بھی زلیخانے چاہا کہ فریز مصر کے روبرو دنیا مت یوسف کی ثابت ہو
اللہ نے آس قسمت سے پاک کیا حضرت یوسف نے چاہا کہ بھس سے جلد تر خلاصی پاؤں اور اسی واسطے
ساتی سے اقبال لے کر آ کر نبی عند ربک اللہ تعالیٰ نے جس وقت چاہا اسی وقت زندان سے نکالا کوئی
تہیہ کا گریز نہ ہوئی بلکہ اس سفارش مغواہش پر ایام قید زیادہ کر دیے اور بھی دیکھنا چاہیے کہ یوسف
علیہ السلام کے بھائیوں نے چاہا کہ یوسف نظر یعقوب سے غائب ہوں تو ہم مشغور نظر رہیں اللہ تعالیٰ نے

چاہا کہ یہ لوگ نظریہ پر سے محروم رہیں چنانکہ یعقوب علیہ السلام کے آنکھیں لے لیں کہ شاید کچھ خون منظر پر
ہوتے سو بھی موتوں ہو گیا حقیقت یہ ہے کہ خواہست خواہست خداست و حکم حکم وہی کسی را با خواہست او
کاری نہ یفعل اللہ مایشاء و حکیم مایرید عاقل کو چاہیے کہ ارادہ حق میں اپنے ارادے کو فدا کر دے اور مقام
رضا بقضائے استقامت اختیار کرے تاکہ اپنی مراد کو پونچھے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت
کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر میں بیچے گئے تو اس وقت عمر انکی ستر و برس کی تھی جب ایک برس اور
گزرے اللہ جل شانہ نے علم و حکمت عطا فرمایا کہ قال فلما بلغ اشدہ آیتناہ حکما علما یعنی جب پونچھ اوت کو
دیا ہئے حکم اور علم قلبی اور عقلی روایت کرتے ہیں کہ اشد سے اشد بارہ برس سے تیس تک مراد ہیں اور بعض
پندرہ سے تیس برس تک کو کہتے ہیں اور بعض بیس سے اسی تک بھی روایت کرتے ہیں اور مجاہد
تینتیس برس کو کہتے ہیں اور سد ہی تیس کو غرض کہ چالیس کے اندر کو اشد کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ مراد اشد
حکم و عقل ہے اور بعض اہل حقیقت فرماتے ہیں کہ علم سے انہی شانخت مراد ہے کہ ان عرف نفسہ فقد عرف ربہ
بعض کہتے ہیں کہ مراد حکم سے اس جگہ حکمت علیہ ہے اور مراد علم سے حکمت نظریہ اور تقدیم حکمت علیہ
سبب ہے کہ علماء اول حکمت علیہ سے داخل ہوتے ہیں بعد اسکے ترقی کر کے حکمت نظریہ سے فایض ہوتے
ہیں مگر اصحاب افکار و عقیدہ اول حکمت نظریہ چنگل مار گئے ہیں پھر حکمت علیہ پر ترقی کر گئے ہیں اور چونکہ حضرت
یوسف علیہ السلام کا طریقہ ابتدا ریاضت و مجاہدہ تھا اس واسطے تقدیم علم کی فرمائی اور بعض کہتے ہیں مراد
حکم سے نبوت ہے اور علم سے علم دین اور اس تقدیر پر مرتبہ حکم زیادہ ہو علم سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد
حکم سے فرمان روائی بخلق ہے اور علم سے تاویل احادیث باجماع جب علم و حکمت عطا ہو اور جو ان نظر آئے
تو زلیخانے عزیز سے پوچھا کہ یہ غلام پر ہی ہر یا آدمی عزیز کے کہا کہ آدمی ہر زلیخانے کہا کہ میرے نزدیک
پر زیادہ شاید تاجرون نے اسکو بکریا ہر عزیز کے قسم کھاکے کہا کہ یوسف آدمی ہر تب زلیخانے کہا کہ اگر
آدمی ہر تواب وہ جو ان ہوا میں آسکے رد و نہدین آسکتی لیکن اگر نکو سہ کہ تو میں اپنا لڑکا بناؤں اور اپنے
پاس لکھوں عزیز کے سہ کیا چنانچہ زلیخانے حضرت کو لیا اور بدستور اپنے پاس رکھا اور ہر روز محبت و شفقت
کی باتیں کرنا شروع کیں اگرچہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی زلیخانے سے محبت تھی مگر بعض شفقت و عطا و
نایا کو بشہوت و ہوا اسی سبب سے زلیخانے کی باتوں پر حضرت یوسف متوجہ نہ ہوئے بلکہ جب زلیخانہ بطریق
عباسطہ پوشاک و لباس سے آراستہ ہو کر خوش قدمی اور خوش رفتاری انہی دکھلاتی تو حضرت یوسف او سے
سر جھکا لیتے اور حرمت عزیز نگاہ رکھتے اور زلیخانے یہ بدستور کیا تھا کہ ہر روز صحت ابراہیم علیہ السلام حضرت
یوسف سے سن کر تکی اور اپنے عشق و محبت کو پوشیدہ رکھتی اور تسلی دل کی صرف دیکھنے اور کلام کرنے سے

کر لیتی میان تک کہ عشق نے غلبہ کیا اور مرتبہ نمبر و شکایت بائی کا حد سے گذر گیا کہ اب سو اسے یوسف علیہ السلام کے کسی چیز سے میلان خاطر نہ رہا اور کھانا پینا بھی چھوٹ گیا اور عجیب حالت ہو گئی کہ ہر شوکا نام یوسف رکھتی اور جب مصدقہ تھی تو بخون سے یوسف یوسف کی آواز آتی اور کو اک بے سمان زین یوسف کا نام لکھا ہوا نظر آتا و نعم باقیل سے محبت شراب است و پیانہ دل + محبت چراغ است و پر از دل + محبت زربلو کشد آہ سر و + محبت کند رنگ ز سارہ زرد + محبت بین مرغ حسرت گل است + بخون کشدن آفرغان ببل است + محبت جگر سوزا دل فاست + محبت ہما کہ برق بیاست + محبت کند روز عاشق سیاہ + برین ماجرا شام ہجران گواہ + محبت بد لہا وطن کردہ است + لباس بدن پاکش کردہ است + محبت دل آہنیں آب کردہ + رگ سنگ را مینو سیاب کردہ + ز آہ بجا کا زخیر گرفت + رگ خواب را زیر نشتر گرفت + محبت کند سینہ را داغ داغ + بگور غریبان فروز و چراغ + صاحب نہیں العاشقین نصرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ سات برس تک زینا اسی حال میں مبتلا رہی اور جب اپنے حال کو چھپاتی تھی مگر رنگ روئے ظاہر کر دیا می تو ان عشق بنان کو زرم دم لکین + زرد و نیلک رخ و خشکی لب را چہ علاج + آخر زینا کی دایہ نے پوچھا کہ اتو سیدہ تیر کیا حال ہو جو تو روز بہ روز رو ہوئی جاتی و ہر خطہ ریاضت نہ صفت و مخالفت بدن پر نظر آتا ہو اگر کچھ درد نہیں ہو تو آہ سر آہیوں بہر کرتی ہوا اگر ہوت ہے فراق نہیں ہو تو یہ غم و اندوہ کو سستے ہو زینا خانے کا اتو دایہ میرے درد کا علاج مل ہو اور اب وہ درد پوشیدہ مہین لکھا جاتا ہے راز نہ قسم ہی صبر نہ ارم انون + سینہ ترا و رواہ دیدہ نور خیمت خون + امر شفقہ اس غلام عبرانی کو جس وقت و کیتی ہوں بتیاب ہو جاتی ہوں اور ریاضت حسرت سے درد دل اپنا نہیں کہہ سکتی + ہنخو اہم کہ درد دل بلویم + چو او پیش نظر آید زبان کو + اور کہا اتو مادرہا تو نے آج میرا حال دریافت کیا حالانکہ میں سات برس سے اس غلام کے عشق میں گرفتار ہوں سے ازداع این جوان دل دیوانہ سوختم + ماخوہ باین چراغ پری خانہ سوختم + دایہ میرا شمع گدازد دل خرمین + پیش از ظہور جلوہ جانانہ سوختم + اور اب تو یہ بوبت ہو چکی ہو کہ اصلا اس درد کو نہیں چھپا سکتی اور چارہ کار جز مرگ نہیں بلکیتی + مرا زندان غم و زون جوانی میر میا زد + زگرہا نہ بدن ہر عضو من زنجیر میا زد + لیکن کیا کروں خوف رسوائی سے چپکی ہوں + بستم بربگ غنچہ دانی کہ دشتم + خوابانده ام لبسہ ز بانیکہ دشتم + الا اس وقت میں آج تجھ پر یہ حال ظاہر ہو اگر کہے دیتی ہوں کہ اس از کو کسی پر ظاہر نہ کرنا ایسے کہ ابھی تک خوف غریزہ بھی و انگیر ہو + آہستہ بیخ و شرم و ترسم کہ باغبان + بردار دشتیان من از شاخسار گل + دایہ بولی کہ یہ عجب بات ہو کہ محبوب خادم و ملازم ہو اور محب مجبور و زنجور رہے زینا بولی کہ شاید تو نے چاشنی درد کی

نہیں کچھ اور علامت عشق نہیں اٹھائی ہر عذاب قرب عذاب بعد سے زیادہ ہوا اور اگرچہ میرا محبوب مجھے نزدیک ہر پر میرے حال پر اتفاقات نہیں کرتا اور جب میں کچھ مطلب کی بات کہنا چاہتی ہوں تو صورت دیکھ کر زبان بند ہو جاتی ہوں شایستہ ہر سخن نفس ناتوان کہاست + گیم کہ داکنم سر حرمے زبان گستاخ تب دایہ نے کہا اگرچہ کچھ کلام نہیں کر سکتی تو آپ کو زیور و لباس سے آراستہ کر کے دکھلاؤ شاید کہ جو جس جوانی سے متوجہ ہو زلیخا نے کہا میں تو اس طرح بھی کر چکی ہوں لیکن اُسے توجہ بھی نہ کی اور جو کچھ میں نے کہا تو جواب نہ دیا شاید سے یہی پکیر میں زبانی ندارد + میانی کہ دارد زبانی ندارد + اور شفقہ طریق مالہ دل ناتوان نمیداند + لب نموش ادائی نغان نمیداند + فتادہ کار من تہ جان بنگ و سہ + کہ سیل آب ز اشک روان نمیداند + اب کسی طرح تو میرا حال یوسف سے کہ شاید تیرے کہنے کا اثر ہو جائے سو دایہ نے جاکے حضرت یوسف سے زلیخا کا حال بیان کیا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے دایہ قریب نہ کر میں اُس کا فلام ظاہر ہوں اور اُس کے احسانوں کا ممنون اور شا کہ قطع نظر اس سے غریزہ مصر نے بلکہ اپنا لڑکا بنا کے اپنے ناموس کا امانت دار کیا ہوں مجھے ایسی حرکت کہہوں نہوگی ناچار دایہ نے زلیخا کو جواب سنا دیا زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بلا کے بہت معذرت کی حضرت نے فرمایا کہ زلیخا میں سو اسے بندگی کے اور کچھ کام نہیں جانتا سو جو کام بندوں کے لائق ہو وہی فرمایا کیجیے اور جو کام مجھے نہیں ہو سکتا اُس سے شرمندہ کرنا کیا ضرور ہو چکا اولیٰ یہ کہ مجھ کو ایسے کام میں لگا دیجیے کہ میں اپنی عمر بسر کروں کیونکہ میرا رہنا تیرے پاس موجب فتنہ ہو زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بہت سمجھایا اور راضی کیا پھر ایک دن بصلاح دایہ حضرت کو باغ میں بھیجا اور خوبصورت لونڈیاں زیور و لباس سے آراستہ کر کے پیچھے سے روانہ کیں اور کہہ دیا کہ جب یوسف علیہ السلام باغ میں پہنچے گل و لالہ سے طبیعت انہی خوش کریں اور کسی لونڈی پر توجہ نہ فرمادیں تو اسلا انکار نہ کیجیو دلی گر کہ گرد و بہرہ بردار + مرا باید کند اول خبر وار + جب رات ہوئی تو لونڈیوں نے حضرت یوسف کو گھیر لیا اور انواع غنچ و دلال سے پیش آئیں مگر حضرت یوسف علیہ السلام متوجہ بھی نہ ہوئے بلکہ صبح تک وعظ و نصائح میں مشغول رہے صبح کو زلیخا باغ میں پہنچی تو دیکھتی ہو کہ حضرت یوسف صبح ابراہیم کا دعا عطا فرماتے ہیں اور لونڈیاں تعہید میں مشغول ہیں تب زلیخا نے کہا اے یوسف آج تو فریاد اور بھی زیادہ ہو مگر حضرت یوسف علیہ السلام اس کلام سے کچھ خوش نہ ہوئے بلکہ زیادہ تر بنیدہ اور نہایت پژمردہ ہوئے اور زلیخا ازلہ شرمندہ روایت ہو کہ اس وقت زلیخا کو خوب متحقق ہو گیا کہ میرا کہنا سچ نہ چلیگا تب دایہ کو علمدہ ہلا کر طلب کیا تب میرا کروں یہ تو بڑی پرانی ہوشیار تھی اسنے کہا کہ میں ایک تدبیر بہت آسان بتاتی ہوں مگر مال و دولت بہت

صرف ہر چہ زلیخا نے کہا خزانہ کی کنجی تیرے پاس ہر حسبہ منظور ہو صرف کر میں حساب نہ پوچھو گی تب وہ اپنے بلفہم خانہ بنوایا مگر روایت صحیح یہ ہے کہ زلیخا نے خیال کیا کہ عزیز نے مجھے یوسف کے حق میں کہا ایسی مشورہ تو چاہیے کہ ایک مکان ایسا تعمیر کروں کہ چشم ملک نے نہ دیکھا ہو سواول انبیاء ان سماء غفر لہ مکہ میں کو خط لکھا کہ میں چاہتی ہوں کہ اپنے بت کے واسطے ایک تہانہ نفیس تعمیر کروں تو بھی خارج کی مدد کرو اور مہندسوں اور کارگردن اور حکمیوں کو میرے پاس بھیج دے چنانچہ غفر لہ مکہ میں نے مفقہ و جواہر مع استادوں اور معماروں کے بھیجا سوزلیخا نے عزیز سے اجازت لی اور حکمیوں اور مہندسوں سے کہا کہ میں ہر طرح کا گھر بنوایا چاہتی ہوں کہ یوسف علیہ السلام اس گھر میں کسی طرف نہ میری طرف دیکھتا رہے ایک حکیم نے کہا ایسا گھر شیشے کا ہو سکتا ہو چنانچہ وہ گھر مربع اس طور کا بنایا گیا کہ ایک طرف کی دیوار شیشے کی اور دوسری طرف زمرد کی اور تیسری طرف فیروزے کی اور چوتھی طرف حقیق کی اور فیروزہ اور حقیق کی دیوار کو قسم قسم کے جواہرات سے مرصع کر دیا اور چار ستون آسمین چاندی کے کھڑے کروائے آسپر دود و تصویریں ایک پیل کی تصویر تقریاً دوسری گھوڑے کی تصویر طلائی اور نکان کے اندر پڑیوں کی تصویریں طلائی اور تقریاً رکھیں اور زمین پر سونے اور چاندی کے درخت لگائے اور چھت حقیق کی بنوائی اور آسمین سات دروازے رکھے صندل اور دانست کے بر دروازے پر ایک تصویر طاؤسی جسکا سر زمرہ کا اور تمام جسم سونے کا اور پاؤں چاندی کا اور منقار حقیق کی اور دُوم فیروزے کی تھی اور جوف خالی رکھ کر مشک سے بھرا جسکی بو سے مکان معطر ہو گیا اور یہ بھی روایت ہے کہ تمام گھر میں انبیاء اور یوسف کی تصویریں رکھوائیں کہ میں تو دست بدست اور دست در نعل اور کہیں دونوں لپٹے ہوئے اور اس مکان کے اندر ایک گھر بالکل شیشے کا طیار کر دیا آسمین ایک تخت زرین مرصع بھیجا یا آسپر سونے کی طبق مشک سے بھر کے رکھوا دیے اور دیواروں کو مشک اور گلاب سے چھڑک دیا اور ایک پردہ بھی ڈال دیا اور زلیخا دلہن کی طرح بن ٹھن کے اس تخت پر بیٹھی اور وہاں سے ارشاد کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اس وقت بلا لاؤ وہ فی الفور گئی تو دیکھتی ہے کہ حضرت یوسف دو خط زمین پر کھینچے ہوئے ہیں سچ میں سمجھے ہیں اسے پوچھا کیا شغل ہو رہا ہو حضرت نے کہا کہ وہ دنیا کی قبروں کی زیارت کرتا ہوں بولی کیا زیارت قبور اسی طرح کرتے ہیں فرمایا کہ عزیز بن اور سکینوں کا ہی طریق ہے تب راہ نے کہا آپ کی سیدہ بھاتی ہے حضرت یوسف وہاں سے چلے ظہر کا وقت تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس گھر کے دروازے پر پہنچے تو اور ہی مکان نظر آیا پہلا مکان ہی نہ تھا تب ترائے دل میں کھٹکا ہوا کہ شاید آج زلیخا نے اور ہی ارادے سے بلوایا ہو غرض کہ ایک سپر یوڑھی کے

اندر اور دوسرا باہر رکھ کر ٹوچھا مجھے کیا حکم ہوتا ہو زلیخا نے ہاتھ بڑھا کے حضرت کو اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا وہ فاسی وعدہ وصل تو درگمان دارم + زور در آگہ گمان غلط یقین گردو + حضرت نے زلیخا کو آراستہ و پیراستہ دیکھ کر فرمایا یا الہی لاخیری منها الا المعصوم فاعصمنی بعصمتک یا ارحم الراحمین اور اس وقت لونڈیوں نے سب دروازے بند کر دیے تو حضرت یوسف نے کہا یا الہی تو مجھ کو اپنی پناہ میں لے زلیخا تخت سے اتر پڑی اور حضرت یوسف کا ہاتھ پکڑ کے کہنے لگی کہ اے یوسف میں تجھ کو بہت پیار کرتی ہوں اور تیری محبت میں بے طاقت و بے قرار ہوں میں نے تیرے واسطے یہ آرائش کی ہے تب حضرت یوسف نے سر جھکا لیا تو وہی صورت نظر پڑی پھر وہ اپنی طرف دیکھا تو بھی وہی صورت نظر آئی فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ یہ بات سن کر زلیخا نے باتوں میں لگایا اور کہا اے یوسف یہ گھر مخفی بالطبع ہے تو ایک نظر میری طرف ڈال دے + چہن پر وہ رخسارہ تناک انداز + آبروی گل شبنم زردہ بر خاک انداز + حرف شیریں زلفت گیتہ افغانی گفتن + سخن تلخ بگڑہ بہرہ تریاک انداز + ابھی تھا رعنا و مزارم بگذر + سایہ سرو و خرامان بسخاک انداز + شہ سوارانہ ہفگیں دوسہ تیری بر دل + کر دی صید مرا کار بفرار اک انداز + حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے زلیخا میرے باپ نے بھی مجھ کو دوست کیا تھا انکی محبت نے مجھے قہر جاہ میں ڈلوا دیا اور غربت میں گرفتار کر لیا دیکھا چاہیے تیری دوستی میں کیا عذاب ہوتا ہو اور جیسا تو نے میرے واسطے گھنایا ہے اس سے بہتر اللہ نے ہشت میں تیار کیا ہے کہ وہ گھنہ و خون اب نہ ہو گا زلیخا نے کہا اے یوسف تو میری محبت سے آگاہ ہے پر عجب ہے کہ میرے حال پر ملتفت نہیں ہوتا سہ گل مراد و نچیدم ازین چمن گاہی + مجھ پر عجیبی رنتم از جہان افسوس + بسینہ یکد و نفس گرم خون نشد پیکان + کنارہ کرو خند نگ تو از نشان افسوس + حضرت یوسف نے کہا کہ اے زلیخا میرے والد بزرگوار نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ کسی حال میں اللہ کو فراموش نہ کرنا اور حق پرست رہنا + میں نے اس کا گناہ رکھنا زلیخا نے کہا اے یوسف ایک مرتبہ آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھ کہ میں تیرے واسطے آراستہ ہوئی ہوں فرمایا کہ عزیزہ میرے سزاوار تر ہو میں اس کے ساتھ بدی نہ کروں گا کیونکہ اسے میرے ساتھ احسان کیا ہے زلیخا نے کہا کہ اگر تو میرا کہنا نہ مانتا تو مجھ کو قتل کر ڈال کہ اس بلا سے نجات پاؤں نہ گذار تا ہنجاک برم آرد و قتل + بگذار بگلوئی من جان شاتر تیغ + پھر زبان تلکے بول کہ اے یوسف کیسی بہتر خوشبو تیرے بدن میں آتی ہے اور کیا ہے اچھے لب و دندان ہیں سہ شکستی از لب نازک ہامی لعل نگین + زرشک گوہر دندان گستی عقد پروین را + شر و زخمن دل زنجی از چہرہ تابان + زرشک تن بہ پیران شکستی خار لیسرین را + خط ہند و نژاد از قبلہ رویت بردن آمد + میان کعبہ اسلام دیدم رہن رہن ہیں +

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ امیر زلیخا ان سب چیزوں کو فنا ہو چکا ہے اسکی تعریف کیا ہو چکرے گی
 کہ امیر یوسف سے آنکھیں میں تیری ریلکہ پر نور + حسیا و جہان میں چشم بد دور + حضرت یوسف نے
 کہا کہ ان آنکھوں سے مشاہد حق کی امید ہو اور اس سے سوال ہو گا قبر میں پھر کہا کیا اچھی تیری صورت جو
 فرمایا اسکو خاک کھا لگی پھر کہا کیا اچھے تیرے بال ہیں فرمایا یہ وہ چیز ہے کہ اول بدن سے جھڑکی پھر
 بولی کہ امیر یوسف میں تجھے قرب چاہتی ہوں اور تو مجھے دور ہوتا جاتا ہو فرمایا کہ اس دوری میں نزدیکی
 خدا و مکیستا ہوں زلیخا نے کہا کہ یہ فرش حریر اور بستر ویسا تیرے واسطے میں نے بنایا ہو اور اس گھر کو
 بیچکانوں سے خالی کیا ہے تاکہ آرزو سے دل نکالوں فرمایا جو کوئی دنیا کی آرزو نکالتا ہو نعمت آخرت
 بے نصیب رہتا ہو پھر کہنے لگی کہ امیر یوسف میں دن سے میں نے تجھ کو دیکھا ہو اسی دن سے شفقت و
 مروتیہ ہوں اور شب و روز بقرار رہتی ہوں آج تو ایک ساعت اپنا ہاتھ میرے سینہ بے کینہ پر رکھ
 کہ تسکین ہو جاوے فرمایا کہ جو ہاتھ نامحرم پر پہنچتا ہو وہ قابل سوختن ہو اور جھکوا سکا تحمل نہیں ہو کہ اپنا ہاتھ
 آتش و زنج میں جلاؤں پھر بولی کہ امیر یوسف میں نے تجھ کو مل لیا تھا اور اب اپنا شوہر بناتی ہوں فرمایا
 کہ زراعت کرنا زمین غیر میں ناجائز ہے تو تب کہنے لگی کہ امیر یوسف تو کس واسطے مجھے نفرت کرنا ہو فرمایا کہ
 میں اپنے خدا سے ڈرتا ہوں اور اسی کی رضا چاہتا ہوں اور زلیخا تو مجھ پرستم نہ کر اور عصا قیامت کے
 واسطے کہ اولین و آخرین موجود ہونگے طوق شرمندگی میرے گلے میں نہ ڈال زلیخا نے کہا کہ امیر یوسف اگر تو
 خدا سے ڈرتا ہو تو میں اپنا مال تیرے خدا پر نثار کرتی ہوں کہ وہ تجھے راضی ہو گیا فرمایا کہ میرا خدا شہوت
 نہیں لیتا زلیخا نے کہا میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ خیر لیتا ہے اور بہت دیتا ہے فرمایا درست ہے لیکن
 نیک کہ گین کی لیتا ہے پھر بولی اگر تو کہ تو میں ایمان لاؤں اور اپنا دین بھی تبدیل کر ڈالوں حضرت نے
 فرمایا کہ ایسا ایمان مقبول نہیں اب زلیخا نے جاننا کہ حضرت یوسف علیہ السلام میرے راز سے آگاہ ہو گئے
 اور رو و بدل میں مطلب فوت ہوتا ہے اسواسطے ایک پردہ ڈال دیا اور دروازے بند کر دیے تو شیطان
 نے بڑی خوشی سے اپنے لشکر کو پکارا لشکریوں کے حاضر ہونے کے سبب وجد پوچھا ابیس نے کہا سبب
 التماج یہ ہے کہ میں نے ایک پیغمبر اوسے کو ایک کافر کے ساتھ اکیلے گھر میں بٹھلایا ہے اب میری مراد حاصل
 ہوگی لشکریوں نے کہا شاید مراد حاصل نہ ہو شیطان نے کہا کیونکر حاصل نہ ہوگی اگر جوابی درکار ہو تو وہوں
 میں ہو اور جو خوبصورتی مطلوب ہو تو وہوں میں ہیں اور لگتر نہ مانی جاہیے تو سوا ہے میرے کوئی خیر و مان
 نہیں ہے اور جو محبت کی حاجت ہو تو میں وسوسے کو حاضر ہے رہتا ہوں اور یہی میری معاش ہے پھر حضور
 متعبد میں کیا تر و تابی ہو روایت ہے کہ جب ابیس نے ترتیب مقدمات سے دل اپنا خوش کیا تو حضرت

جبریل علیہ السلام نے آکے فرمایا کہ بھلا یہ تو سب درست ہو لیکن عصمت خداوندی اور محافظت سرکاری
یوسف کے شریک حال ہو اور اسے فرمایا کہ یوسف بنو السوء والفساد اور اسی اثنائے حضرت یوسف
نے آواز دے زلیخا سے انکار فرما کر کہا ماذا اشد انہ ربی حسن متواہی تب تو اس مردود کا ہنہ ٹوٹا اور بھاگا
اور اشکریوں سے بولا کہ اب بھاگو یہاں کا معاملہ بے ڈول ہو فائدہ نقل ہو کہ جب حضرت موسیٰ
علیہ السلام مع قوم نبی اسرائیل کنارے رود نیل کے پہنچے تو اہلیس نے بہت خوشی کی آکے تو اہل نے
سبب مسرت استفسار کیا بولا کہ اگر دریا سے مہیب درکار ہو تو آگے ہو اور جو دشمن چھپے چاہیے تو فرعون
مع لشکر آتا ہو اور قوم موٹی ضعیف و ناتوان ہیں پھر طاقت قوم اور موٹی ہیں کیا تردد ہو اسی وقت
حضرت جبریل نے اہلیس سے کہا کہ طعون یہ تو سب پیش نظر ہو مگر محافظت الہی اور قدرت خداوندی
لے اس مملکت سے نجات بخشی ہو وہی موسیٰ کے عصا مارا اور یا خشک ہو گیا اور حضرت موسیٰ بے تکلف مع
لشکر چلے گئے اور فرعون مع انہی قوم کے غرق ہو گیا اسی طرح جب بندہ مسلمان کی عمر آخر کو پہنچتی ہو
اہلیس خوشی کرتا ہو تو اسکو نڈا کرتے ہیں کہ سبب خوشی کیا ہو وہ کہتا ہو کہ اگر بندہ عاصی چاہیے تو موجود کر
اور اگر تقصیر عبادات و طاعات کی درکار ہو تو ظاہر ہو اب یہ بندہ کا فرم بگیا یہی سبب خوشی کا ہو پس ان
حق آتا ہو کہ اس طعون یہ تو سب بجا و درست ہو لیکن اگر رحمت درکار ہو تو مجھ میں ہو اور جو بندہ کو ازلی کی
حاجت ہو سو بھی ہو اور اگر کار سازی چاہیے تو بھی ہو اور اسی وقت عزرائیل علیہ السلام کو حکم ہوتا ہو کہ اس
بندہ کی باایمان جان قبض کر تاکہ اہلیس شرمندہ ہو جائے یا بھلا زلیخا نے کہا اے یوسف تو میرا غلام ہو
حکم نہیں مانا اور میں تیرے سبب سے بیمار رہتی ہوں اگر تیرا یہی حال ہو تو میں مرادونگی فرمایا جسی اشد
نعم الکیل اور زلیخا تو کے رقبہ میرا مل لیا ہو مگر خدا کی بندگی سے نہیں نکال سکتی ہو بولی اے یوسف میں تجھے
بہت امید رکھتی تھی کہ تجھے میری آنکھیں روشن ہوگی سو تو سب محنت و اندوہ ہو گیا پھر بولی سچ بتلاؤں
وجہ سے میری طرف توجہ نہیں کرتا آیا مکان و فرش مکلف نہیں یا کہ تعین ہو یا میں خوبصورت نہیں
یا میرا حق تجھ پر نہیں فرمایا کہ میں اپنے خدا سے ڈرتا ہوں اور عزیز کی ہشک عزت نہیں چاہتا کیونکہ عزیز نے
مجھ کو خرید کیا اور بیٹے کی طرح پرورش فرمایا اور کوئی امر نکریم و تعظیم کا اٹھا نہیں رکھا سو میں اُسکے بندے ہوں
اسی بے عزتی کا روادار ہوں یہ بات کہوں میرے لائق نہیں بولی کہ اگر عزیز کا خوف ہو تو میں آج ہی سکو
مرہرہ دیتی ہوں فرمایا کہ اگر میرے واسطے عزیز کو ماریگی تو میں قیامت کو اسکا جواب کیا دوں گا اب زلیخا نے
جانا کہ یوسف علیہ السلام کسی طرح نہیں مانتے اور میرے مطلب پر نہیں آتے تب بارادہ فاسد پکڑنے کا
ارادہ کیا سو حضرت یوسف علیہ السلام بھاگے اپنے دو درگروں مبارک پیچھے سے پکڑا کہ وہاں پھٹ گیا تب

بولی سے دامن کش زخاک مزارم کہ دست من + دراز روی گورتنہ امان بلند شد + چنانچہ ارشاد
 ہو تا ہر دورا و دتہ الہی جو فی ہیتہا عن نفسہ و خلقت الالباب و قنات ہیت لکث قال معاذ اللہ انہ لی
 حسن مشرعی انہ الایضاح الظالمون اللہ بہت بہ و تم بہا لوالا ان اسی بر بیان ربکہ کہ لک نصرت عنہ السورہ العنقا
 ایمن عبادنا المخلصین و متبقا الباب قدرت قمیض من و بر الفیاسید حمالہ الباب قنات مانیرا من اراد
 بابک سورہ الان لیسجن او عذاب الیم یعنی پھسلایا اسکو عورت نہ جسے گھر میں تھا اپنا ہی تھا تھے دروازہ بند کر دیا
 اور بولی شہابی کہ کما خدا کی پناہ وہ عزیز مالکہ ہر میرا چھی طرح رکھتا ہو محکوم البتہ بھلا نہیں پاتے لوگ
 بے انصاف او بہر امانیہ قہ کیا اسکا ریت نے اور قصہ کیا یوسف نے عورت کا اگینو تیا کہ دیکھتے یوسف
 قدرت اپنے رب کی تو جو جاتا جو لچہ جو ناتھیا اس واسطے کہ متبادین بنے اس سے برائی اور جیانی ہر
 وہ ہر ہمارے چنے بندوں میں اور دونوں دوزخ سے دروازے کو اور عورت نے چڑھا اسکا کمر تہ
 چھپے سے اور دونوں ملگے عورت کے عاوند سے دروازے پاس تو بولی اور کچھ سزا میں اپنے شخص کی
 جو جیانیہ برائی تیرے گھر میں مگر یہی کہ قید رہے یا کو کی ماز غلیہ سور اس جاب یعنی تقدیمات زمانہ جو ہر
 نظر شہوت و ساس و تہ قبل وغیرہ اور فحشا کنایت زمانہ سے ہر اور بچے کہتے ہیں کہ سور سے مراد خیانت
 یہ و مولیٰ ہر اور فحشا سے ارتکاب فاشہ اور ارباب اشارت فرماتے ہیں کہ سو کنایت ہر خواہ روکے
 یعنی اندیشہ ہمارے ناپسندیدہ سے جو دل میں گزیرین اور فحشا عبارت ہر اعمال نامہ یہ سے جو ارکان سے
 ظاہر ہوں سو اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ہر طرح سے محفوظ رکھا اور اسی کی علت میں اشارت
 فرمایا کہ اللہ من عبادنا المخلصین و علامت بند و خلاص کی چار میں اول یہ کہ خالق سے علیحدہ رہے یعنی
 اگر تمام خلق اسکی مع اور شاکر سے تو شاد نہوا و جو تمام خلق اسکو دیکھے مول نہوا و جو تمام عالم کمر عبادت
 اسکے واسطے باندھے تو مغرور نہوا و دوسری یہ کہ دنیا سے بے پروا ہو یعنی اگر تمام نعمتیں دنیا کی اسکو دین
 تو سمجھے کہ سب مردار ہیں اور اگر تمام محنت و مشق دنیا کے اسپر ٹرین تو جانے کہ سب گد جا و نیلے غرض کہ
 دنیا کی بالکل دل سے دور کرے کیونکہ دنیا مکار ناپاؤد ہر تیرے یہ کہ اپنے نفس کو بالکل خیال میں نہ لے
 یعنی ہمیشہ راضی بقہنار ہے اور جفا و عطا میں مساوی رکھے اور دغا اختیار کرے اور خدا کے سپرد کرے
 اور صفائی باطن سے بھر کرے چوتھی یہ کہ سوا سے ذکر حق اور وصل محبوب مطلق کسی چیز سے آرام نہ پکڑے
 یعنی ہر شے با او باشد جو کہ چاہے اسی سے چاہے غیر کو در میان سے اٹھا دے اور دل کو حقیقت ذکر سے
 صاف کرے اور جب کوئی بلا آوے تو برضا و تسلیم قبول کرے تنبیہ حضرت یوسف علیہ السلام اسلئے
 سمجھا گئے کہ زنا بدترین گناہوں سے ہر حدیث صحیح میں آیا ہو کہ عظم الکبائر تین ہیں شرک حقوق الدین

کرنا پڑوسی کی جو رو سے اور بھی زمانہ میں دس آفتیں گھٹی ہیں اول نقصان دین دوسرے نقصان
 عقل تیسرے نقصان عمر چوتھے نقصان علم پانچویں نقصان ورع چھٹویں نقصان الہی ساتویں
 مرد الی نور بشیرہ آٹھویں غلبہ سیلان نویں عداوت اور خضس ماسحین سے دشوین رعباوت اور
 دعوت اور بغض الہی اور اسکی پیشانی پر لکھا جاتا ہے ہاء باعید من اللہ وبعید من الناس وبعید
 من الجنۃ اور بھی حدیث میں وارد ہے کہ زانی و نیا سے نہیں جاتا جب تک نقر اور ناقہ میں مبتلا
 ہوئی فائدہ کر لے اودتہ اتنی ہوئی مہتا سے دریافت ہوتا ہے کہ ابتدا کرنے والی ہر زمانہ میں اکثر عورت
 ہوتی ہے ولہذا اس پر مذہب میں مقدمہ زانیہ ارشاد کرتے ہیں کہ الزانیۃ والزانی فاجل واکل واحد نہما
 جلد سے اور ظاہر ہے کہ جب تک عورت اپنی محاسن نہ کھولے گی نظر کسی مرد کی نہ پڑے گی اور جب نظر نہ پڑے گی کہ
 سیلان نہ ہوگا اور جب دل کو سیلان نہ ہوگا نہ بھی صا ورنہوگا اور حکمت سوتا زیادہ کی تجویز میں یہ ہے کہ
 ہر سال کی چار فصول ہوتی ہیں اور بارہ مہینے اور ہر ماہ کے تیس دن اور تیس راتیں اور ہر شبانہ روز
 کی چوبیس ساعتیں ہیں کہ ان سب کے جمع کرنے سے سو ہوتے ہیں یعنی جو کوئی شخص ایک ساعت
 یہی اس عمل پر اہم سے مشغول ہوا تو اسے گویا تمام سال گناہ کیا لہذا سوتا زیادہ اسکو مارنا چاہیے
 تاکہ مہوش فصول و شہور و ایام و سمات اسکی پاک ہو جاوےن فائدہ خیر بنی نصلی اللہ عنہ فرماتے
 ہیں کہ دروازے بند کرنے سے مراد یہ ہے کہ زلیخانے اپنے نفس پر سب دروازے الفت یوسف سے
 بند کر دیے تلمبی سے روایت ہے کہ دروازے گھر کے بند کیے تو اسے روایت ہے کہ سات دروازے تھے جب
 حضرت یوسف ایک دروازے سے گزرتے تھے زلیخا اسکو بند کر دیتی تھی اور حضرت یوسف ہر دروازے
 پر لہ بند میں گرد دیتے تھے اور حسن بصری سے روایت ہے کہ ابواب مع و دوم شدت محبت یوسف سے
 اپنے نفس پر بند کر دیے آرباب اشارات فرماتے ہیں کہ زلیخانے ساتوں دروازے بند کر دیے تاکہ یوسف
 علیہ السلام کے ساتھ خلوت میں بیٹھے مثال اسکی یہ ہے کہ آدمی میں بہت اندام قائم مقام بہت خانہ لکھا
 ہیں اور اس پر سات دروازے ہیں انکھیں طریق آمد و شد بیانی و گوش دروازہ آمد و رفت شہوانی
 اور زبان محل گویائی اور خلق مورد تو اسے غذائی اور ماتھے آگہ لکھی اور پانچون مرکب مٹی و روئی اور فرج
 موضع شہوت قوامی جب تک آدمی یہ ساتوں دروازے بند نہیں کرنا خلوت الہی میر نہیں ہوتی ہو
 زلیخانے ساتوں دروازے مکان کے بند کر کے تاکہ خلوت صمیم حاصل ہو سکے جب حضرت یوسف نے
 کہا معاذ اللہ انہ ربی احسن مثالی اللہ تعالیٰ نے بلا سے زمانہ سے محفوظ رکھا یہ معاملہ دلیل ہے اس پر کہ جب
 بندہ کسی بلا میں پڑے چاہیے کہ درگاہ حق سے پناہ مانگے تو حق تعالیٰ اسے بلا سے نجات دیتا ہے و تبارک

زلیخا

معتبر میں ہو کہ ایسا الحمد من کید الشیطان علیک بالاستعاذہ بالرحمن اس واسطے کہ جسے تعدد کی عادت
 کی دونوں جہان کی سعادت لی رکھو اس استعاذہ کی بدولت انبیاء علیہم السلام بہرہ اندوز ہوئے
 اور اولیاء کے کرام ہوئے و حضرت نوح نبی اللہ نے کہا اعدو بک ان الشک بالیس لی بد علم برکت کی دولت
 سے مخاطب ہوئے کہ یا نوح اہبط بسلام سنا و برکات حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے کہا اعدو بالذی خلقنی
 الذی من شر من عصاہ خلعت کے خلعت سے سرفراز کیے گئے کہ و اتخذا اللہ ابراہیم خلیلًا حضرت یوسف
 صدیق اللہ نے کہا معاذ اللہ ان ربی احسن من اوی عصمت کی کرامت سے مکرم ہوئے کہ کذا لک نصف
 عنہ الود و الفشار حضرت موسیٰ کلیم اللہ نے کہا انی غدت بربی و رکبم ان ترجیون مکالمست کی
 عزت سے معزز ہوئے کہ و کلم اللہ موسیٰ علیما حتمہ عمران کی بی بی نے کہا انی اعینہ بابک و ذرتہا
 من الشیطان الرحیم قبولیت کی نعمت سے مشہور ہوئی فقہ بنہا رہا بقول حسن مریم بنت عمران نے
 انی اعدو بالرحمن منک ان کنت اعیانہ کنت کی منت صحت سے بہشاد عیسیٰ پاک ہوئیں انی عبد
 زانی الکتاب و عیسیٰ نبیا اور ہمارے حضرت شافع یوم الآخرہ صلعم نے کہا اعدو بک رب ان یخسرون
 حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے دو نعمتیں عطا فرمائیں دنیا میں محبت قل ان کنتم تمہون اللہ فاتبونی
 و عقبی میں شفاعت کہ اسی ان بیشک رکب ستارہم و اگر خاکیان امت محمدیہ کو جو کہ پانچویں وقت کی
 نماز میں عین اعدو اللہ من الشیطان الرحیم کہا کرتے ہیں خلعت رضارضی اللہ عنہم و رضوا عنہ اور عمار
 نقارہ و برجہ یوسفندنا حضرت الی ربنا ما ظہر غایت بدو عجیب نہیں فائدہ کہ یہ ولقد ہمت بہم بہا میں
 کسی طرح کی تو میں میں ہیں آفیل و مجاہد و مقاتل و قیس ابن مرہ و سعید ابن جبیر و عکرمہ ابن ابی جہل و
 عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ زلیخا نے زمانا کا ارادہ کیا تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے
 اذرا بند کھولنے کا اور مجاہد رضی اللہ عنہ فراتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے کھولا اذرا کو اور نعمت
 باندھا کپڑے کو تاکہ برکت زلیخا سے محفوظ رہیں یہ قول اکثر متقدمین کا ہے اور ضحاک سے یہ روایت ہے کہ شیطان
 حضرت یوسف زلیخا کے درمیان میں آگیا اس نے ایک اتھ گردن یوسف میں ڈالا اور دوسرا گردن زلیخا میں
 اور دونوں کو ملا دیا اور قاسم ابن سلام کہتے ہیں کہ اس قول کی تمام قوم نے انکار کی ہے اور نقل اسکی صحاح
 سے صحیح نہیں ہے اور جس بصری اس فراتے ہیں کہ زلیخا کا غم تھا اور حضرت یوسف کا حدیث نفس اور
 تفصیل ابن ربیع کے نزدیک کلام خدا میں تقدیم و تاخیر ہے اور تقدیر یوں ہے ولقد ہمت بہ لولا ان یوسف
 راہی بران رہا ہم بہا ایضا یعنی زلیخا نے زمانا کا قصد کیا اگر یوسف کو قدرت اپنے پروردگار کی نظر آتی
 وہ نہ آتا تو یوسف بھی قصد کرتے ساتھ زلیخا کے اور بعض کہتے ہیں کہ قصد حضرت یوسف کا

کناح تھا اور زلیخا کا سفاح اور بے وقافتہ ہونے کی بنا پر کہ زلیخا کا ارادہ یہ ہوا کہ یوسف علیہ السلام کو بے رحمی اور
 حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ ارادہ ہوا کہ بے گنہگار بن کر رہے اور بے گنہگار بننے کے لیے کہ قصہ حضرت یوسف علیہ السلام
 کا از رو سے طبع بشری ہوا تھا لیکن عقل و ہمت سے روگردانہ ہو کر بغیر عقل و ہمت کے اپنے کہ حضرت
 یوسف علیہ السلام نے زلیخا کو خواہش میں لے لیا وہ یا ایتھا اور زلیخا نے خواہش میں یوسف کو اپنا شوہر
 سمجھا تھا سو اس حال میں حضرت یوسف علیہ السلام نے وہی خیال آیا کہ یہ عورت تو میری زوجہ ہے تو حقیقتہً
 قصہ گناہ نہ تھا اور حقیقت یہ کہ ہم اس پر ایمان رکھنا ہم پر جو کہ دلائل میں پیدا ہوا اور یہ بے شک قصہ بے شکیت
 آدمی کے اختیار سے خارج ہے لہذا ان میں واقعہ ہو چکا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے اس واقعہ میں اس وجہ
 نہ ہم زلیخا تھا نہ قصہ یوسف علیہ السلام کی عزت زلیخا اس سبب سے نہ ہوئی کہ اس خطرے پر عازم ہونے اور غم
 از جملہ کمالات ہے لہذا ماخوذ ہونے کی اپنی معلوم ہوا کہ ہم وقت پر ایک قسم ثابت ہوتا ہے کہ ساتھ اس کے غم
 و مقدر و رضا لگے ہوتے ہیں اور اس پر ثابت ہوا کہ ماخوذ ہوتا ہے اور اس پر ثابت ہوا کہ وہ صحت و عقل و
 نفس پر بلا غم و اختیار مثل تم پر یوسف علیہ السلام اور اس پر کچھ موانع نہیں ہوتا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
 عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا ہے کہ یہ معلوم ہے کہ فرمایا اللہ نے جب بندہ من فیہ کلمۃ کہ تائب تو میرے ایک
 نیلی اسکی لکھا ہوا ہے جب تک اس نے عمل نہیں کیا اور جب اس نے وہ عمل کر لیا تو اس شکیان اللہ ہے
 اور جب بندہ میرا بے نی کا وہ بد کرتا ہے تو میری نجات ہوتا ہے کہ جب تک عمل نہ کرے اس پر اور جب وہ کر
 بیٹھا ہے اس عمل بد کو تو مثل اس کے لکھ دیتا ہے کہ لکھا فی العالم اور عبد اللہ مروزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
 کہ میں نے حضرت سفیان ثوری سے سوال کیا کہ آیا قصہ دل پہ بھی ماخوذ ہوتا ہے یا نہیں فرمایا کہ
 اگر اس ارادہ کے ساتھ غم ہی ہو تو ماخوذ ہوتا ہے تو اس مقام پر سے معلوم ہوا کہ ہم زلیخا مع الغرم
 و الخرم تھا اور ہم یوسف علیہ السلام بلا غم و بلا غم جس طرح کوئی بھوکا کھانا دیکھتے اور بے شک سے طبع بشری لکھا
 کا ارادہ کرے اور بغیر کتے ہیں کہ تصویر گناہ گناہ نہیں ہوا اگر ہو تو اصلی گناہ کرنے سے کتر ہو سوتا
 گناہ سے اللہ نے پیغمبران کو محفوظ رکھا ہے قطع نظر کر کے اس سے اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر یہ ہو تا کہ یوسف
 دلیل اپنے خدا کی دیکھتے لیکن جب دیکھی دلیل تو قصہ کیا نہ یہ بات کہ اگر نہ دیکھتے برابان خدا تو ضرور ہر کہ
 قصہ کرتے اور محققین نے طہارت ذیل یوسف پر لوث گناہ سے دلائل قویہ قائم کی ہیں اول یہ کہ زنا
 عظم الکبائر ہے اس کا ہرگز بغیر کی طرف جائز نہیں بالخصوص جب خود حضرت حق فرماتے ہیں و نصرت
 عندہ امور و النفا و دوسرے یہ کہ اگر یوسف علیہ السلام کا وہن خطرہ گناہ سے ملوث ہوتا تو ذکر و نسا کا
 باری میں بطریق عتاب آتا نہ بطریق الطاف کیونکہ مناسب قاعدہ حکمت کے نہیں ہر کہ کوئی شخص قصہ

بمعصیت کرے اور پھر اُسکو محمدت عظیمہ سے یاد فرما دین کہ اُنہ من عبادنا المخلصین تیسرے یہ کہ جب
 کبھوں کسی پیغمبر سے کوئی فعل خلاف وضع پیغمبری یا رالت یعنی لغزش قدم واقع ہوا ہو تو وہ پیغمبر کی
 مدت دراز تک ناموم و پشیمان رہے ہیں اور ہمیشہ توبہ کرتے رہے ہیں اور اس معاملہ میں کوئی بات
 اس قسم کی قرآن میں نہ کوڑ نہیں ہر اسی جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ذات والا صفات حضرت یوسف
 صدیق نسبت نملال داغوا و شیطان سے پاک و محفوظ رہی ہر آسب جاننا چاہیے کہ وہ برہان کیا تھی جو
 حضرت یوسف علیہ السلام نے دیکھی تھادہ اور اکثر اہل تفسیر کہتے ہیں کہ ایک فرجہ بتقف بیت میں
 پیدا ہوا اُس سے صورت پر نور یعقوب علیہ السلام کی مکتوف ہوئی اُسنے کہا اگر ایسا کام کر گیا تو تیرے
 نبوت سے گرجائیکا اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یعقوب علیہ السلام کی صورت حاضر
 ہوئی اور انگلی دانست کے نیچے دابے ہوئے باور بلند فرماتے تھے اترقۃ العین تیرا نام دفتر انبیاء میں
 مندرج ہر اسی رالت اختیار کرنا والا دانست ہوگی تب حضرت یوسف نے بند ازار خوب مضبوط
 کیا سعید ابن جبیر و مجاہد اسی طرف گئے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ایک طائر نے یہ کلام حضرت یوسف
 کے کان میں آہستہ سے کہا اور بعض کہتے ہیں کہ حالت خلوت میں یوسف علیہ السلام کی نظر ایک
 پردے پر پڑ گئی تو حضرت نے زلیخا پوچھا کہ یہ پردہ کیسا ہے اُسنے کہا اس میں ہر معبود و ہر سو میں نے پردہ
 ڈال دیا ہے تاکہ وہ اس حرکت کو نہ دیکھے حضرت یوسف نے فرمایا کہ اے زلیخا تو اپنے بت سے کہ لا یم
 ولا یعقل محض ہر اس قدر شر ماتی ہے اور میں اپنے خدا سے کہ ظاہر و باطن کا دانا ہے کیونکہ نہ شر او نہ حضرت
 امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرسی بات کے قائل ہیں اور بعض اہل حقیقت فرماتے ہیں کہ اُس
 وقت ایک آواز آئی کہ اے یوسف تیرا نام انبیاء میں لکھا ہے اور تو کار فرما کرتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک
 ہاتھ دیوار سے نکلا اُسین لکھا تھا لا تفر لہا الزنا انہ کان فاحشۃ اور بعض کہتے ہیں کہ مکان کی چھت میں
 ایک فرجہ ہو گیا اُسین ایک صورت نہایت حسین نظر آئی اُسنے کہا اے رسول عصمت تو معصوم ہر ایسا
 نہ کرنا جس سے تیری عصمت میں فتور پڑ جائے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے
 زمین پر لکھا ہوا دیکھا کہ وہی عمل سورۃ یحزبہ اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ صاحب نے ایک فرشتہ بھیجا
 کہ اُسنے اپنا بازو پشت یوسف پر ملا کہ تمام شہوت جاتی رہی اور بعض اہل تفسیر سعید ابن جبیر سے روایت
 کرتے ہیں کہ حضرت یعقوب نے اکر دونوں ہاتھ اپنے سینہ یوسف پر رکھ دیے کہ شہوت انگلیوں سے
 نکل گئی اور یہی سبب ہوا کہ حضرت یوسف کے دو بیٹے ہوئے اور اور بھائیوں کے بارہ بارہ ہوئے
 اور بعض کہتے ہیں کہ زلیخا یوسف میں ایک پردہ ہو گیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام

یوسف علیہ السلام کی صورت
 پر نور

ایک جاریہ جواری حنت سے دیکھی کہ اُسکے حسن سے متحیر ہوئے اور پوچھنے لگے کہ کس شخص کا نصیب ہے
اُس نے کہا جو شخص زنا نہ کرے اس قول کو حضرت ولایت مآب امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی
طرف نسبت کرتے ہیں اور مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت
یوسف نے جب اپنا ازار بند کھولا اور بیٹھے مع زلیخا کے تو ایک ہاتھ دونوں پر ظاہر ہوا اُس میں لکھا
ان علیکم کافظین کراما کاتبین علیون یا نفعلون پس دونوں کھڑے ہو گئے جب وہ رعب جاتا رہا تو
بہر دونوں بیٹھے پھر وہی ہاتھ نکلا اور اُس میں لکھا تھا لا تقربوا الزنا انہ کان فاحشاً و سار سبیلہ تاب
حضرت یوسف بھاگنے والے ہوئے اور زلیخا کھڑی ہو گئی جب پھر رعب جاتا رہا تو دونوں بیٹھے
پھر بھی وہی ہاتھ نکلا اُس میں لکھا تھا و اتقوا الیوم اترجعون فیہ الی اللہ تب دونوں اُٹھ کھڑے ہوئے
اور بعد زنج خوں پھر بیٹھے اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام کو ارشاد ہوا کہ خبر گیری کرے میرے بندہ
کی قبل اس کے کہ خطا میں پڑے سو حضرت جبریل دو انگلیاں چاہتے ہوئے تشریف لائے اور بولے یا یوسف
نعمل عمل السفہاء و انت کتوب عند اللہ من الانبیاء روایت ہے کہ حضرت جبریل نے اپنا بازو مارا کہ شست
انگلیوں کی راہ نکل گئی کذافی العالم لیکن یہ روایت ضعیف ہے اور کاتب احمد بن کے نزدیک کچھ بھی
ان تاویلوں کی ضرورت نہیں ہے اگر برہان سے جو کلام آئی ہیں واقع ہو برہان عصمت مراد لین ہو کیا مضامین
ہو یعنی وہ برہان عصمت تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے خود معلوم کر لی کیونکہ عصمت انبیاء علیہم السلام
قطعی ہے اگر کوئی مشاہدہ امور محسوسہ کی ضرورت نہیں جیسا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں ان بان للنبوة
التي اودعها اللہ صدرہ حالت بینہ و بین ما یسخط اللہ عزوجل کذافی العالم اور اہل حقیقت فرماتے ہیں کہ
حسین تردد اور تشکیک خاطر میں اللہ جل شانہ نے حجاب بطون جمال ظہور سے اٹھا دی کہ نظر یوسف مشاہدہ
انوار الہی سے مشغول ہوئی اور تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ اس بات میں کسی کو خلاف نہیں کہ وہاں یوسف
لوٹ گناہ اور فاحشہ سے پاک تھا اگر اختلاف واقع ہو تو وقوع ہم میں ہے بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ہم لفظ
اور اتیان بعض مقدمات واقع ہوا ہے صاحب کشاف نے نہایت تشیع فرمائی ہے اور بعض مفسرین نے
تنہ حضرت یوسف ہم سے بھی لکھا ہے وہو الصبیح حضرت امام رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے
جنکو تعلق ہے وہ یہ ہیں یوسف علیہ السلام اور عورت عزیز اور عزیزا اور عورتاں شہر اور شہود اور خداوند عالم
جل ذکرہ اور ابلیس لعین اور ہر ایک نے پاکی جناب یوسف صدیق علیہ السلام گناہ سے ظاہر کی ہے پھر این
توقع کی ہرگز جگہ نہیں ہے دیکھو حضرت یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں رب اسجن احب الی ما تدعونی الیہ
اور عورت کہتی ہے لقد رادوتہ عن نفسه فاستعصم و قالت الان حصص الحق اور شوہر نے کہا انہ من کید کن

ان کی دکن عظیم اور عورتیں شہر کی کستی ہیں امرتہ الغریزہ ترا و وقتہا عن نفسه قد شفقہا بھا انما لرا انی
 ضلال مسین اور عاشق شدہ ما علما علیہ من سور اور بیان شہر و شہد شاہین اہا ان کان فی صفت
 من قبل نصیحت و ہوسن الکاذبین و ان کان فی صفت قد من در نکذبت و ہوسن الصادقین اور
 اللہ صاحب فراتے ہیں کہ کذک لتصرف عنہ السور و الفحشاء من عبادنا المخلصین اور اقرار بلہیں
 علیہ اللعن کا اس کلام حق پر کہ بغیر تک لاغونیم جمعین الاعبادک منہم المخلصین یعنی بلہیں نے قرآن
 کیا کہ میں بندگان مخلصین کو اغوا کر و نگا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف کو بندہ مخلص فرمایا
 اب خیال کرنا لازم ہے کہ وہ لوگ جاہل جو نسبت شرکی حضرت یوسف سے کرتے ہیں اگر توابع دین الہی
 ہیں تو لازم تھا کہ طہارت یوسف صدیق پر شہادت خدا تعالیٰ کی قبول کریں اور اگر توابع بلہیں سے
 ہیں تو اقرار بلہیں طہارت یوسف علیہ السلام پر منظور کریں انتہی کلامہ الصبح فائدہ مخفی نہیں کہ زلیخا نے اپنی
 نسبت اہل غریزہ اسلئے کہا تاکہ وہ اس معاملے میں رعایت کرے اور اپنی تفصیح گووارا کرے چنانکہ اسنے
 بے الصافی کی اور حضرت یوسف کو قید کیا اس سے ظاہر ہوا کہ اتیک زلیخا کو محبت کامل تھی ورنہ ایسا
 محبوب پر نہ ڈالتی جیسا اسوقت کہا انا را دوتہ عن نفسه والا ان حصص الحق عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ
 فرماتے ہیں کہ دو پتھر خوف سے بھاگے ہیں ایک جانب درود دوسرے جانب شجر حضرت یوسف علیہ السلام
 زلیخا سے جانب در بھاگے زلیخا نے دوڑ کر دہن چاک کیا حضرت یوسف علیہ السلام نے جناب حق میں
 اتنا س کیا کہ اگر دہن چاک نہ ہوتا تو کیا انصاف تھا ارشاد ہوا کہ امی یوسف تو جانتا تھا کہ میں ہر حال میں
 حافظ اور نگہبان ہوں پھر کیوں بھاگا اب تجھے ادب دوں گا اور دہن چاک کر و نگا اہل تذکیر کہتے ہیں
 کہ جب دہن چاک ہو گیا تو کمال نعم ہوا دفعہ آواز آئی کہ امی یوسف ہر شخص کے دو پیرا ہیں
 ہوتے ہیں ایک ظاہری دوسرا باطنی اگر پیرا ہیں ظاہر چاک ہو تو نعم نہ کر پیرا ہیں باطنی کہ عبارت صلاح
 و تقویٰ سے ہو درست ہو اور اہل تحقیق کہتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کے دو پیرا ہیں تھے ایک وہ
 کہ یعقوب علیہ السلام نے پہنایا تھا اور دوسرا پیرا ہیں عصمت کہ اللہ تعالیٰ نے پہنایا تھا زلیخا نے
 دونوں پر ہاتھ ڈالا تھا سو پیرا ہیں ظاہر پہنچا اور باطن بچا اسی طرح مومن کے دو پیرا ہیں ہیں ایک
 پیرا ہیں ظاہر کہ عبارت طاعت سے ہو دوسرا پیرا ہیں باطن کہ عبارت توحید سے ہو شیطان دونوں کا
 قصد کرتا ہے لیکن اسکا ہاتھ ظاہر پہنچتا ہے اور باطن نہیں پہنچتا و دوسرے حضرت کریمؐ کا کہ ظالموں
 کے خوف سے جانب شجر بھاگے کہ وہ درخت ارہ سے چیر گیا جب ارہ سر مبارک پر پہنچا تو حضرت
 زکریا علیہ السلام نے شور کیا ارشاد ہوا کیوں شور کرتا ہو عرض کی کہ بسبب تحلیف درو کے مار دوزاری

کہتا ہوں فرمایا امیر کہ یا تو خوب جانتا تھا کہ میں ہر حال میں حافظ اور مددگار ہوں پھر تو کیونکر نجات کی طرف بھاگا اسی سبب سے تنجو ادب دیتا ہوں خبردار اگر پھر تو نے شور کیا تو نام تیرا دیوانہاں سے نکال ڈالوں گا الغرض جب عنایت و حفاظت حافظ مطلق قرین حال یوسف علیہ السلام ہوئی اور آنجناب مکر زلیخا سے خائف و ترسان ہو کر حجرہ خاص سے بقصد فرار نکلے اور زلیخا یہ جانتی تھی کہ دروازے سب مسدود و قفل ہیں کہاں جاسکتے ہیں اسی نظر سے چپکے چپکے پکڑنے کو چلی وہاں حضرت جبریل علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے آگے جاتے تھے سو حضرت یوسف جس دروازے پر پہنچے اُسکو حضرت جبریل نے کھول دیا یہاں تک کہ ساتویں دروازے پر آئے اب زلیخا نے خیال کیا کہ یوسف علیہ السلام تو اتھ سے نکلے جاتے ہیں اور یہ تمام محنت و مشقت میری رائیگانہ ہوتی ہو اسی خیال میں دروازہ ہفتم کھلا اور حضرت یوسف چلے زلیخا نے دوڑ کر دامن مبارک پیچھے سے پکڑا اور اپنی طرف کھینچا تو دامن چاک ہو گیا اور حضرت چوکھٹ سے باہر ہوئے زلیخا بھی پیچھے لگی لیٰ اسی وقت تطفیر غریزہ مصر گیا اور معاملہ میں ہو کہ عزیز مع ابن عم زلیخا دروازے پر بیٹھا تھا بہر تقدیر غریزہ نے وہ لوہاں کو مضطر و پریشان دیکھ کر جا بجا کہچہ فساد واقع ہوا ہنوز غریزہ نے کلام نہ کیا تھا کہ زلیخا نے پیشدستی سے دلیرانہ کہا اے غریزہ میں سوتی تھی یوسف جو رکھ کر میرے پاس آیا اور چاہتا تھا کہ تیری آماج میں خیانت کی راہ سے دست درازی کرے سو میں چونک پڑی وہ بھاگا میں اُسکے پیچھے دوڑتی تو اسکا دامن میرے اٹھ پڑ گیا غریزہ نے کہا اس دعویٰ کا کوئی گواہ ہو بولی گواہ نہیں ہو لیکن میں اپنے دعوے کے صادق ہوں بعد اُسکے غریزہ نے حضرت یوسف سے کہا میں نے تیرے ساتھ کیسے کیسے احسان کیا اور تو نے ان احسانات کے بدلے میرے گھر میں ایسا ارادہ کیا اب تیری سزا یہ ہو کہ قید ہو اسوقت آنجناب نے فرمایا کہ ہی راہ و تن عن نفسی یعنی زلیخا نے خواہش کی مجھے کہ بدکاری کروں اُس سے ناگزیر میں بھاگا غریزہ نے پوچھا کوئی گواہ ہو نہ فرمایا ایک لڑکا رشتہ دار زلیخا کا گھر میں تھا اُسکا اظہار لیا جائے معاملہ التشریل میں ہو کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو عیب زلیخا کا کھولنا ہرگز منظور نہ تھا لیکن جب زلیخا نے کہا جو کوئی تیرے گھر میں بدی کا ارادہ کرے وہ قید ہو یا کوڑے مارا جائے تب مجبور ہو کر آنجناب نے فرمایا کہ اُسے مجھے فعل نہ ناپا اتھا کہ میں انکار کر کے بھاگا اور شاید میں اختلاف ہر حسن و قنودہ مہما کہتے ہیں کہ ایک مرد حکیم تھا مگر صحیح یہ کہ ایک لعل شیر خوار تھا بعض کہتے ہیں کہ اُسکی ادایہ کا بیٹا تھا چالیس روز تین مہینے کا اور ابن عباس اور سعدی کہتے ہیں کہ زلیخا کے چچا کا بیٹا تھا یلیخا کہ اُسکو بتیسی کیا تھا اور بعض کہتے ہیں مامون یا خالد کا بیٹا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ جب شور ہوا تو غریزہ مصر کی بہن اپنا لڑکا چار یا

سات مہینے کا گود میں لیے ہوئے دروازے پر آتی تھی مگر صبح یہ ہو کہ وہ لڑکا رشتہ دار زلیخا کا تھا
 کما قال اللہ وشد شداد من اہلہا کیونکہ ایسی قربت کی کہ اسی واسطے صفائی و عاقلیہ کے زیادہ تر
 منع ہو جاتی ہو اور بڑی محبت ہو جاتی ہو واسطے صفائی کے لہذا لفظ اہلہا کلام باری میں واقع ہوا
 وذلک صبح جبہ اذ رجوا بعضہ کہتے ہیں کہ ایک لڑکا کشتی شخص کا سات دن کا گوارے میں تھا یہ قول
 شاید سعید ابن جبیر وحقاک کا ہو اور یہی روایت عوفی کی ابن عباس سے ہے جو ضعیف ہے بالجملہ اسے
 بزبان فصیح و بآواز بلند کہا ان کان فیصدہ قدم قبل فصدت و ہومن الکافورین وان کان فیصدہ
 قدم من دبر فذبت و ہومن الصادقین یعنی اگر ہر چھٹا کرتا اسکا آگے سے تو عورت سچی ہو اور یوسف
 جھوٹا ہے یعنی اس سے معلوم ہو جائیگا کہ زلیخا یوسف کو دہن کرتی تھی اور اگر ہر چھٹا کرتا اسکا پیچھے سے
 تو عورت جھوٹ تھی ہو اور یوسف سچا ہے یعنی اس سے معلوم ہو جائیگا کہ یوسف بھانپتا تھا زلیخا نے
 پکارا وہن اسکا کہ وہ چاک ہو گیا پنا پنچہ عزیز نے دیکھا کرتا پھٹا ہوا پیچھے سے تو کہا لاریب یہ ایک
 نرسب ہر عورتوں کا البتہ تمہارا قریب بڑا ہو کما قال اللہ فلما رآہ فیصدہ قدم و بر قال اند من کیدین
 ان کید کس عظیم تفسیر کشاف میں ہے کہ عزیز مراد حلیم تھا سو اس نے بصفت علم زلیخا کو سزا دی اور بے
 کہتے ہیں کہ بغیر تھی اخبار الدول میں ہے کہ ایشوالدین ابن جہان اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ رین تسلیم
 مصر کی مقتضی بے غیرتی کو ہے بعض روایات میں ہے کہ عزیز نے حضرت یوسف سے کہا لڑکا شیر خوار کیا گواہی
 دینا فرمایا تو پوچھا اللہ قادر ہے سو عزیز نے اس لڑکے سے کہا کہ تو اس مقدمہ میں کیا جانتا ہو لڑکے نے
 کہا اشدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ غازی مجھے زیبا نہیں ہے مگر زلیخا یوسف میں حکم ہوتا ہوں
 پنا پنچہ مقولہ اسکا خدائے تعالیٰ نے بیان فرمایا فائدہ اکثر محققین فرماتے ہیں کہ عورتوں کے کمر سے زیادہ
 خوف چاہیے اور شیطان کے کمر سے کم کیونکہ اللہ صاحب شیطان کے حق میں فرماتے ہیں ان
 کید اشیطان کان ضعیفا اور عورتوں کے باب میں ارشاد ہوتا ہے ان کید کن عظیم واضح ہو کہ اللہ
 جل شانہ نے بارہ چیزوں کو عظیم فرمایا ہو اول اپنی ذات پاک کو جو اعلیٰ عظیم دوسرے عرش و جہان
 اللہ عظیم تیسرے خلق حضرت پیغمبر صلعم کو ابھ لعلی خلق عظیم چوتھے نبی اسماعیل علیہ السلام کو و قد بنا
 نبی عظیم پانچویں روز قیامت کو انہم لبعثون لیوم عظیم چھٹوں روز قیامت کو ان روز قیامت
 شعی عظیم ساتویں نجات بندہ مومن نار حنیم سے اور وصول دار نعیم کو و ذلک ہو العظماء عظیم شہر کو
 ان لشکر عظیم نوین بیتان سجا نک بعد اہبتان عظیم دسویں عمر سعد و فرعون کو و جادو اس عظیم
 گیارہویں عرش بلقیس کو و لہا عرش عظیم بارہویں مکر عورتوں کو ان کید کن عظیم اور ان سب چیزوں کی

و جو عظمت اپنے مقام پر بسین مگر وجہ عظمت مکر عورتوں کی یہ ہے کہ عورتیں وہ ہیں شیطان کا کونسا
 جابل شیطان اور عقول انکی ناقص ہیں کما جہ من ناقصات العقل والہدین باوجود اسکے مرد و قاتل
 انکے وہ فریب میں گرفتار ہو جاتا ہے اور یہ جو اشد نے فرمایا ہے ان کی شیطان کا نہایت اسکی وجہ ہے کہ مکر
 عورتوں کا بلا کید و خدع شیطان نہیں ہوتا بلکہ شرکت شیطان کی ضرورت ہوتی ہے اور کید شیطان کا شاید
 بے مکر عورتوں کے بھی ہوتا ہے پس کید عورتوں کا بسبب شرکت شیطان کے عظیم ہو گیا سو اسے اسکے
 کید شیطان سے بڑھ کر حضرت رحمان نجات ملتی ہے اور مکر عورتوں سے کسی طرح بچاؤ نہیں ہوتا اور یہ تو
 پتلا ہے کہ شیطان دشمن ظاہری اور عورت پیرایہ دوستی میں دشمن ہر اندام و قاتل وہ ہے کہ کسی حال
 میں اپنا رشتہ نہ کرے اور انکے وہ فریب میں گرفتار نہ ہو کیونکہ انبیاء اور اولیاء اور علما اور عقلا ہمیشہ
 انکی ہمشیر بیان کرتے آئے ہیں انقصہ جب زلیخا کا فریب غریزہ مصر پر کھل گیا تو اُس نے کہا یوسف
 اعرض عن ہذا یعنی یہ قصہ میرے سامنے مت کہ کہ میری ہتک غرت ہوتی ہے اور زلیخا سے کہا تو فری
 لہ نکلنا کہ گنت من الخاطئین یعنی تو بخشوا اپنا گناہ لفتین کہ تو ہی گنہگار ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہاں
 اُس لڑکے کا کلام ہے اور مراد اسکی بخشوائے گناہ سے یہ ہے کہ اپنے شوہر کی خوشامد کو تاجھے عقاب
 نہ کرے کیونکہ تو نے نیابت کی اپنے شوہر کی اور ایک جوان کو تو نے اپنے نفس کے واسطے بھلا
 تو خطا وار ہے اور تفسیر زاہدی میں ہے کہ غریزے زلیخا سے کہا کہ تو یوسف سے محارت کر کہ یہ غریب ہو
 اور تو نے اسکو آرد وہ کیا اور آرد کی غریب کی بہترین تفسیر میں لکھا ہے کہ اگرچہ زلیخا مشرکہ تھی مگر
 خالقیہ حق کا اقرار رکھتی تھی اور پوچش ہمنام بابر قربت حق کرتی تھی اور اُس کے دین میں رسم استغفار
 جاری تھی اس سبب سے نسبت استغفار بائیں زلیخا درست ہے انقصہ اس معاملہ کا چہ عورتوں میں ہوا
 کہ زلیخا حضرت یوسف کو پکار کر تھی اور اصل یہ ہے کہ اہل مصر میں یہ قصہ مشہور ہو گیا یہاں تک کہ عورتیں اپنے
 گھروں میں بیٹھ کر چپ کر تھیں کہ زلیخا اپنی مراد غلام سے حاصل کیا چاہتی تھی غلام نے انکار کیا چنانچہ
 ایک دن بارہ عورتیں اکابر مملکت سے یا چوڑا یا چچہ یا چار اور بعضے محققین نے پانچ بیان کی ہیں
 ایک نثرانی کی یاد اور وہ دو اب کی عورت و دوسری ساتی کی تیسری نان پکی چوتھی حاجب کی پانچویں
 دار و نہ بھس کی اور قاتل کے نزدیک یہ پانچوں عورتیں اشرار امت مصر کی تھیں اور عین اُس سے
 کہ ایک جگہ ہے مصر میں آپسین ملٹی ہوئی اور ہر اوہر کی باتیں کرتی تھیں اسی تذکرہ میں حضرت یوسف
 کا بھی ذکر آیا ایک نے کہا کہ یوسف علیہ السلام کی کیا ہی پیاری صورت ہے دوسری نے کہا کیا خوب
 بدن ہے تیسری نے کہا کیا اچھی باتیں ہیں چوتھی بولی کیا خوب وقار ہے پانچویں نے کہا نسب بھی بہت

یوسف علیہ السلام
 کا یہ قصہ ہے کہ
 وہ عورتوں میں
 مشہور ہوا

انفصل ہو یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کا بیٹا ہو اور بالفعل تمام عالم میں حضرت یعقوب علیہ السلام
 سا پارسا نہیں ہو بعد اسکے کہنے لگیں کہ اور ایک عجیب بات سنو کہ رلیخا اپنے شوہر کو چھوڑ کر گئی
 اور نصیبت ہر چنانچہ ارشاد ہوا تو قال لیسوۃ فی المدینۃ امرۃ اغرنیز تراود لعلہا عن نفسہ قد شغفہا جانا
 لہذا فی فعلہا بسین یعنی کہنے لگیں کہی عورتیں اس شہر میں غرنیز کی عورت خواہش کرتی ہو اپنے
 غلام سے اسکا جی تھامنے سے تحقیق فر لفتیہ ہو گئی اسکی محبت میں ہم تو دیکھتے ہیں کہ وہ بھٹکی ہو
 صریح یعنی غلام اس قابل کیا ہو گا جس سے ایسا ارادہ کرتی ہو اور حقیقتہً اس گفتگو سے مقصود یہ تھا
 کہ شاید ایسی باتوں سے دیدار یوسف ہمارے بھی نصیب ہو کیونکہ جب یہ معاملہ پیش آیا اور گویا
 شیر خوارہ پاکدامنی یوسف صدیق ظاہر ہوئی تو رلیخا نے حضرت یوسف صدیق سے بہت محذرت
 کی اور شکایت سے پیش آئی اور حضرت یوسف کو اغیار سے پوشیدہ رکھنا شروع کیا عورتیں مصر کی
 مشتاق جال ہو کر از روئے حسد کلمات ملامت آمیز کہنے لگیں کہ رلیخا بڑی جیسا ہو جو غلام سے اپنی مر
 چاہتی ہو اسپر طرفہ تربہ ہو کہ غلام اس سے نفرت کر کے دمسازی اور ہرازی سے انکار کرتا ہو کہ اگر رلیخا
 اپنی صورت دکھلائی ہو تو وہ آنکھیں بند کر لیتا ہو اور جو رلیخا اشتیاق سے روتی ہو تو وہ ہنستا ہو شیک
 رلیخا کا حسن و جمال اسکے ناپسند ہو اگرچہ یہ باتیں عورتوں نے پوشیدہ کی تھیں الا رلیخا کو خبر نہ ہوئی
 تو اسکو بہت ہی رنج ہوا اور اپنے جی میں کہنے لگی کہ اگر سکوت کرتی ہوں تو یہ سب خیر ہو جاتی
 ہیں اور جو کسی اور طرح سے پیش آتی ہوں تو غالباً انکار کر نیکی اور کچھ سیاست کرتی ہوں تو بڑی ہوتی
 ہو اب مناسب یہ ہو کہ ایسا حیلہ کروں جس سے انکے دل میں جا نہیں اور زبان بند ہو جائے اور
 ہاتھ کٹ جائیں اور اپنی گفتگو سے شرمندگی حاصل کریں لہذا رلیخا نے ایک جشن آراستہ کیا او
 ضیافت کی منادی کرائی اور محذرات اکابر اور اعیان ملک کو توجہ نصیب ان عورتوں کو جو زیادہ تر
 برسر ملامت تھیں بلوایا اور کھلا بھیجا کہ میں اس واسطے بلواتی ہوں کہ یوسف علیہ السلام کو دکھلاؤ
 اور تم جانو کہ میں تم سے کسی بات میں دریغ نہیں کرتی غرض کہ حسب بیان ملاحسین واعطاء کا شفی تپا
 عورتیں ہر افاق طلب کے حاضر ہوئیں تب رلیخا نے ان عورتوں کو جو طعنہ دیتی تھیں سب کے بچ
 میں بٹھلایا اور تکیے لگا دیے اور ایک ایک چھری اور ایک ایک ترخ یا انار یا گوشت بٹھنا ہوا انکے
 سامنے رکھ دیا چنانچہ ارشاد ہوا فلما سمعت بکرہن ارسلت الیہن واخذت لہن مشکاً و آت
 کلاً عنہن سنکینا یعنی جب سنا انے انکا قریب بلوا بھیجا انکو اور تیار کی انکے واسطے ایک مجلس
 اور دی انکے ہر ایک کے ہاتھ میں چھری غرض بعد ترتیب مجلس کے رلیخا نے یوسف علیہ السلام کو

خلوت میں بلا کر غص کیا کتج میرا ایک کتنا ملاوچہ کچھو کچھو ناٹنا ہر چند کہ امثال ایسے امر کا موجب نہ تھے
تھا الا بنظر اسکے کہ اور گناہوں سے بچو لگا حضرت یوسف نے فرمایا کہ اگر گناہ نہ ہوگا تو فرمان برداری
کے رنگا زلیخانے کو کہ عورتیں بیکو طعنہ دیتی ہیں کہ غلام کیا ایسی لیاقت رکھتا ہے جو زلیخا اسپر فریفتہ
ہوئی ہے سو میں چاہتی ہوں کہ شکوہ اپنی ظاہر کروں تاکہ وہ بھی جانیں کہ میں مجبور ہوں سو میری
دو خواہست یہ ہے کہ جب میں تکو طلب کروں تو آفتاب اور طشت لیکر بلا نقاب نکل آؤ حضرت نے قبول
فرمایا تب زلیخانے پہلے حضرت کو نہلایا اور بال و حوتے اور انکو چواہرات سے گوندھا اور کج طعنا
مرصع کو سر مبارک سے زینت اور سرخرازی بخشی اور پیراہن زر و درزی تن سراسر نور پر پہنایا اور کمر بند
طلائی کمر نادرک سے باندھا اشارۃ اللہ لا قوۃ الا باللہ کہہ کر بولی سے پردہ شرم و گراہی گلگون برادر
باد و رخسار من جان شعلہ بے باک انداز چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام خلوت خانہ سے عورتوں کے
روبر و تشریف لائے تو زلیخانے کہا بے آن گل کہ برافروختہ روی چمن نیست + شمع کہ زرد آتش
بہار انجمن نیست + گیسوی سید نافہ کشا چشم باخیز + مشک ختن نیست و بہار ختن نیست + آسوت
وہ عورتیں چھری سے تبرج کاٹ رہی تھیں جو نہیں آفتاب نور یوسفی سیارے جلالت سے چمکاسب
عورتیں بیہوش ہو گئیں کہ عقل جاتی رہی اور گویا زبان حال یوں مترنم تھی سے آتش بدل اندر رخ
تابان اگر نیست + سرشتہ جان تاب خور و گرا نیست + آہ اس بخبری من سب کے ہاتھ کٹ گئے
تبرج کی مطلق خبر نہ رہی اور اس حال میں حضرت یوسف علیہ السلام فرماتے تھے یہ کیا کرتی ہو اور زلیخا
ہنستی تھی اور ہر ایک عورت کی زبان اس مضمون سے مشغول تھی سے تا کر شید خنیش ابروی یارتیغ
مردم بروی تیغ من دلفگار تیغ + ہر جا سریت درتہ شمشیر نازتست + محراب سجدہ گشت درین دوزگار
تیغ + پیدا کنم زہر سیر مو کوفی و گرا + ہر جا کہ زب دست کہد این نگار تیغ + آور زلیخا حضرت یوسف سے
مخاطب ہو کے کہتی تھی سے شمشیر ناز بردگرا ان میکشی کش + آلودہ کن خون من دلفگار تیغ + جب نص
عورتوں کو فی الجملہ ہوش آیا تو زلیخانے کہا کیا ہو گیا تھا جو ایک ہی طبعے میں از خود رفتہ ہو گئیں و آ
بر حال من کہ میں سات برس سے اس صورت کی عاشق ہوں اور اب تک تندرست ہوں تب عورتیں
شرمندہ ہو کے کہنے لگیں کہ یہ تو کوئی فرشتہ ہے یا پری زلیخانے کہا نہ پری ہے نہ فرشتہ یہ شخص ہی ہے جو
جسکو میں پھیلایا چاہتی تھی اور یہ محفوظ رہا اور وہی ہے یہ غلام جس پر تم ملائت کرتی تھیں چنانچہ ارشاد
ہو اظہار آئینہ اکبر نہ قطعین ایدہین قطن حاش لہ ما ہذا بشر ان ہذا الامک کہ فیما تالت فذ لکن الذی
لمشی فیہ ولقد راودتہ عن نفسه فاستعصم یعنی پھر جب دیکھا اسکو دشت میں آگئیں اسکی اور کات ملے

اپنے ہاتھ اور کھینے لگیں حاشا عید نہیں شخص آدمی یہ تو کوئی فرشتہ ہر بزرگ بولی یہ وہی ہر کہ
 طعنہ دیا تمہیں مجھ کو اسکے واسطے اور میں نے چاہا اس سے اسکا جی پھر اس نے تمام رکھا تو عورتوں نے
 کہا اور زلیخا جھوٹری ملامت ہو جو چہنے تکبیر ملامت کی اور چہنے بڑا گناہ کیا جو تکبیر خطا کا سمجھے زلیخا نے
 جب عورتوں کو اپنا ہر از اور ہر دم پایا تو اپنا زولی اُن سے بیان کر کے کہا کہ اس معاملے میں تم
 سب میری غمخواری کرو اور اس حادثہ میں مددگاری اور میں دیکھتی ہوں کہ اب کام لطف اور
 فری سے نہیں نکلتا ہر چاہا سخت گیری کرونگی چنانچہ اللہ صاحب نے فرمایا لَنْ لَمْ یَفْعَلْ مَا اَمَرُوْهُ مِنْ
 وَلَیْکُمْ نَاسٌ الصَّاغِرِیْنَ یعنی مقررہ لگے نہ کر گیا جو میں اسکو کہتی ہوں البتہ قید میں بڑ لگا اور جو گناہ
 تہنہ صاحب وسیط جابر انصاری رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام ایک روز میرے پاس آئے اور کہا کہ اللہ صاحب سلام
 کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے محبوب اتنی یوسف علیہ السلام کا حسن میں نے نور کرسی سے عطا کیا
 اور تمکو نور عرش سے و اخلافت خلقا احسن منک حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال تھا وجود میں اور
 آنحضرت کا کمال تھا شوہر میں جمال یوسف سے اتھ کئے کمال محمدی سے کافردن کی زار ٹوٹے حضرت
 عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زبان مصر نے ایک جلوہ یوسف میں ہاتھ کاٹ ڈالے اگر
 میرے محبوب کو دیکھتیں تو دل اپنے کاٹ ڈالتیں باجسم لہ وہ عورتیں دست بریدہ اور گریبان بریدہ
 زحمت ہو کر اپنے اپنے گھروں کو گئیں دو عورتیں جو کہ چرب زبان اور شیریں بیان تھیں زلیخا کے
 پاس رہ گئیں کہ ہم ہر اصلت کی تدبیر کرینگے چنانچہ جب حضرت یوسف علیہ السلام وہاں سے پھرے تو
 عورتیں بھی پیچھے لگی ہوئی چلی آئیں ایک نے اپنے طور پر حضرت سے زلیخا کے باب میں سفارش کی اور
 دوسری نے دھمکا یا تو حضرت یوسف نے تنگ ہو کر کہا کہ رب لہجن احب الی ما یغونی الیہ الا ان
 عنی کید میں حسب الیہن اکن من ابجاہلین یعنی امیر بھگو تمہیں پسند ہر اس بات سے جس طرف مجھ کو
 بلاتی ہیں اگر تو دفع نہ کرے انکا فریب مجھ سے تو مائل ہو جاؤں اگلی طرف اور پھر ہوں بے وقوف
 حاصل یہ ہر کہ میں سخت عاجز ہوں کہ اسی باعث سے قید مجھ کو پسند ہر تاکہ محفوظ رہوں اگلی صحبت سے
 اور اگر تو مجھ کو ناپاہ عصمت میں نہیں لیتا تو میں متوجہ ہوتا ہوں طرف انکے اور قبول کیے لیتا ہوں
 اسکا کہنا اور نداؤں ہوا جاتا ہوں روایت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ کلام استوقت کیا
 جبکہ وہ عورتیں مجلس میں موجود تھیں اور زلیخا نے بروائی یوسف بیان کر رہی تھی اور عورتیں آغوش
 ملامت کرتی تھیں کہ تو کس سبب سے اپنی سیدہ کو راضی نہیں کرتا اور آرزو سے دل اسکو نکالنے

نہیں دیتا اور اس گفتگو کو کاہتہ بہ لطف و نرمی کہتی تھیں اور گناہے بخشنے سے ہوشیاری نہیں اگر اپنی مالکہ کو رخصی کر گیا تو فرزند مستا بر میگا اور قدر و منزلت تیری زیادہ ہوگی اور جو اسکی وافتح مرغی ہے نہ کر گیا تو ذلیل و خوار ہوگا اور قید کیا جائیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ اختیار زندان یوسف علیہ السلام نے اسی دم سے اپنے دل میں قائم رکھا تھا جب زلیخانے یہ کہا تھا کہ اگر میرا کننا کر گیا تو قید کرونگی فعلیٰ ہذا التقدير کان الدمار منہا خاصۃ و لکن انسانا بلہین نزد جاسن التصدیق الی اقرانہا اور بعضے کہتے ہیں کہ سب عورتوں نے دین یوسف علیہ السلام دیکھ کر خواہش کی تھی اسپر انجناب نے نسبت سب کی طرف فرمائی القصد اللہ جل شانہ نے وعاد حضرت یوسف کی قبول فرمائی اور ذریب عورتوں سے بچا یا یعنی جب عورتوں کے زلیخانے سے کہا کہ مجھے ہر طرح سے یوسف کو بھیجا یا پراشتہ کسی طرح قبول نہ کیا اب مصلحت یہ ہے کہ چند روز اسکو قید کر شاہ بہ ریاضت و محنت سبب تابعداری کا ہو جائے اور اس نعمت و رحمت کو یاد کر کے اطاعت کر بیٹھے زلیخانے یہ علاج پسند کی اور غریب سے کہا کہ میں اس غلام کے سبب سے سخت بدنام ہوئی سو تو اسکو قید کر تاکہ لوگوں پر اسکا قصور ظاہر ہو اور میں ملامت خلق سے محفوظ رہوں غریب نے اس باب میں اپنے دوستوں سے شوریٰ کیا تو سب نے زلیخانے کے موافق کہا چنانچہ ارشاد ہوتا ہر شتم بداکم من ابدالہا والایات لیسجدنہ حتیٰ یمین یعنی پھر یون سوچھا لوگوں کو وہ نشانیاں دیکھنے پر کہ قید رکھیں اسکو ایک مدت انہی جب تک عورتوں کا کننا سننا بند ہو جائے اور اس جبر کے نزدیک حین سے مراد چھ مہینے ہیں اور کابی کے نزدیک پانچ برس اور عکرم کے نزدیک سات برس کذا فی العالم روایت ہے کہ غریب نے اپنے مدیون سے کہا کہ میرے نزدیک اگرچہ خوب ثابت ہے کہ اہا مقدسے میں زلیخانہ کا قصور ہے لیکن وہ میری زوجہ ہے لہذا چاہتا ہوں کہ گناہ زلیخانہ یوسف پر ڈالوں ایک شخص نے کہا کہ پھر آپ کی تجویز کیا ہو تو لاکہ میں زلیخانہ کو سزا دیا چاہتا ہوں اور کوئی سزا سخت ترجاب سے نہیں ہے اور عذاب بلا قید نہیں ہو سکتا لہذا یوسف کو قید کر دھکا اسوقت کسی شخص نے کہا کہ یہ بات تو انصاف سے بعید ہے غریب نے کہا تم جانتے ہو کہ یوسف میرا غلام ہے اور غلام کے معاملے میں انصاف اور غیر انصاف کو کچھ دخل نہیں ہے دیکھو خداوند تعالیٰ کا بھی یہی معاملہ ہے کہ اپنے بندوں کے ساتھ جو چاہے فرماوے یعنی چاہے مطیع کو دوزخ میں ڈالے اور عاصی کو بہشت میں پہنچاوے کسی کو مقام چوں و چرا نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ غریب نے کہا کہ یوسف کا دور رہنا زلیخانہ سے چند بہتر و مناسب وقت ہے ورنہ آتش شوق زلیخانہ پھر بھڑکیگی تو بھگانا اسکا دشوار ہو جائیگا لہذا قید کرنا یوسف کی مصلحت ہے اور یہی رم فرماتے ہیں کہ زلیخانہ نے غریب سے کہا کہ اس غلام عبرانی نے مجھ کو لوگوں کو بڑ

اس قول سے کہ ہی راہ دینی عن نفسی نہایت رسوا و ذلیل کیا ہے سو تو دو باتیں کر یا مجھ کو اجازت دے کہ میں گھر سے نکل کر لوگوں سے ہذر کردن اور صفائی حاصل کروں یا کہ تو یوسف کو قید کر کہ لوگوں پر اس کا قصور ظاہر ہو جائے کذا فی العالم اور نہیں العاشقین میں یہ روایت لکھی ہے کہ جب زلیخا کا ارادہ ہوا کہ یوسف کو قید کروں تو ملک ریان کے پاس گئی اور بادشاہ نے ایک مکان آہن و سس کا مرصع جو ہر انہی نشست کا تیار کیا تھا اسکی چار دیواری پر ایسا صیقل کر دیا تھا کہ آنے جانے والوں کی صورت دیکھ پڑتی تھی جب زلیخا اس مکان کے قریب تر ہوئی تو اسکی صورت بھی بادشاہ نے دیکھ لی چوہاروں سے فرمایا کہ عورتوں کی سرد آرائشی ہر استقبال کر کے لاؤ بقول بعضے ملک ریان اور زلیخا سے کسی طرح کی قرابت بھی تھی سو ملازمان شاہی نے ہمساز و کمیز زلیخا کو بادشاہ کے حضور میں پہنچایا بادشاہ نے کمال تعظیم سے ایک کمرہ خاص میں بٹھلایا اور چار پوچھ کر سب پریشانی سے تھکسا کر کیا زلیخانے عرض کیا کہ شاید موجب سرسبکی سے آپ کو اطلاع نہیں کہ بادشاہ نے کہا مجھے خبر نہیں تو بیان کر زلیخانے کہا اس غلام جبرانی سے مجھ کو ستم کرتے ہیں بادشاہ نے کہا پھر کیا چاہتی ہو زلیخانے کہا درخواست یہ ہے کہ آپ اپنے حکم سے اسکو قید فرما دیں بادشاہ نے قبول کیا پھر بعد ازاں زلیخانے کہا کہ اگر حکم شاہی یہ غلام مجھ سے کیا جائیگا تو عوام و خواص یہ کہیں گے کہ اگر یہ بات سچ نہ تھی تو بادشاہ نے کیوں قید فرمایا ہتر یہ کہ مجھے اجازت ہو جائے کہ میں قید کروں کہ میں عوام لوگ جانینگے کہ یہ تہمت محض تھی ورنہ کوئی دوست دوست کو قید نہیں کرتا بادشاہ نے فرمایا ہتر اور خوب تو یہی قید کرنا چاہیہ زلیخا اجازت حاصل کر کے مکان پر گئی اور حضرت یوسف علیہ السلام کو طلب کر کے کہا اے یوسف اب بھی کچھ نہیں گیا ہے یہ کہنا کہ قید سے محفوظ رہے فرمایا اس خیال سے درگزر اور انہی آرزو کو دل سے دور کر میں ہرگز خلاف مرضی خدا ان شاء اللہ نہ کرو گانا اجازت زلیخانے باطوق وزیر مجربس میں بھیجا بہت ت حضرت یوسف اس کیفیت سے شہر میں نکلے تو اہل شہر کو بہت آسفت ہوا اور زبان مبارک پر جاری تھا جی اللہ و نعم الوکیل حضرت جبریل نے اسوقت پیغام دیا کہ یہ قید تمھاری آرزو سے ہوئی تھی کیون قید مانگی کہ رب سبحانہ اس مقام میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ رحم کرے بھائی یوسف پر کہ اسنے خدا سے قید مانگی سنا کی دعا کہ میں نکل جائیگا اس مقام سے و نوح ہوا کہ آدمی کو دنیا کے رنج و غم سے صبر کرنا لازم ہے گھبرا کر اپنے حق میں ہدایت کی درخواست خدا سے نہ کرے گو وہی ہو گا جو قسمت میں لکھا ہے کشف الاسرار میں کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے قدم مبارک اپنا مجربس میں رکھا فرمایا بسم اللہ و الحمد للہ علی کل

حال روایت ہے کہ مجلس میں ایک وزعت خشک مدت دراز سے تھا اسکے نیچے آپ عبادت کرنے لگے کہ وہ وزعت سرسبز ہو گیا قیدیوں نے باناکہ شخص کامل ہر سب مقتصد ہوئے اور حضرت کی تواضع یہ تھی کہ ہر روز صبح کو تمام قیدیوں کی خیر و عافیت دریافت کرتے اور جو کوئی بیمار ہوتا اسکی عیادت فرماتے اور تندرستوں کو نصیحت ایک دن قیدیوں نے باصرار تمام آپ کا سب دریافت کیا تو آپ نے بیان کیا اس سے اور بھی گرویدہ ہوئے تو روایت ہے کہ زلیخانے لوگوں کے رو برو داروغہ سے کہدیا کہ اس غلام کو تکلیف میں رکھنا اور طلحہ طلب کر کے کہا کہ اسکو تکلیف نہ دینا اسکی قید صرف تاویبا ہو نہ تغذیاً داروغہ نے آنجناب کو ایک مکان مکلف میں رکھا اور کمال لطف و عنایت کرنے لگا قیدیوں نے اور بھی مددگاروں نے داروغہ سے پوچھا کہ قیدی سے ایسی باتیں کرنا خلاف حکم ہے داروغہ نے کہا میں اس قیدی کی پیشانی نورانی سے ایسا معلوم کرتا ہوں کہ اس سے کوئی جرم لائق عقوبت صادر نہیں ہوا ہر بلکہ واسطے تہذیب کے بیان آیا ہر اور جب صرف تہذیب مقصود ہے تو اسکی تغذیب کیا چاہیے اس اثنا میں چوہدر شاہی نے امیر زندان سے کہا باز بلند کہا امیر مالک مجلس بادشاہ کا حکم ہے کہ یوسف کو نہایت تعظیم سے رکھنا اسکو تکلیف نہ دینے کے بعد داروغہ حکم میں سرا ہوگی داروغہ نے سب لوگوں سے متوجہ ہو کر کہا کہ اب تم لوگ آگاہ ہوئے یا نہیں سب اپنے تصور ہم کے مستغرق ہوئے اسی طرح مومن عاصی کا حال ہے کہ بعد حساب و کتاب ملائکہ عذاب اسکو دوزخ میں لیجا بیٹینگے اور خازن سے کہینگے کہ اسکو تکلیف میں رکھنا مالک اسکی پیشانی میں نور ایمان دیکھ کر تغذیب میں تامل کر گیا زبانہ دوزخ اعتراض کرینگے مالک فرمایا میں اس شخص میں کوئی علامت دوزخیوں کی نہیں پاتا کیونکہ عذاب کروں میں جانتا ہوں کہ یہ دوزخ میں بنا ہر تاویب آیا ہر نہ برا ہے تغذیب ایسی حالت میں حکم صادر ہوگا کہ مقصود عتاب ہر نہ عقاب اور مطلوب تہذیب نہ تغذیب لطیفہ ایک عاشق زار کہتا تھا کہ اگر بروز خسرو زار میں بھیجیں اور میں ایسا ہی رہوں جیسا کہ تو وہ کام کروں کہ بہشتی میرا تماشا دیکھنے آوین یعنی پہاڑ پر چڑھ کر پکاروں گا یا خان یا امان ۱ سے اہل جنت جہان تم ہو بالکل ناز و نعمت ہر اور جہان میں ہوں بالکل جہاں و رحمت ہر جہان آدمیت نور انوش کر دے بہشت طلعت آن یار موش است مرا + بہشت بے رخ او عین آتش است مرا + غرض وصال تو باشد ہر کجا کہ روم + اگرچہ آتش دوزخ بود خوش است مرا + اور بعضے کہتے ہیں کہ قید اسکو ہونی لگاس نعرش قدم سے حوا زار بند کھولنے میں صادر ہوئی تھی پاک ہو جاوین اور حضرت ابن عباس سے معاملہ میں نقل کیا ہے کہ تین باقین حضرت یوسف علیہ السلام سے صادر ہوئے اسپر

میں منرا تین پہنچیں ایک تہم زلیخا کہ اسکی سزا قید تجویز ہوئی دوسرے درخواست سفارش مانتی ہے کہ
 اسپر ایام قید زیادہ ہو گئے تیسرے اپنے بھائیوں کے حق میں کہلایا انکم لسا رتوں اور بھائیوں نے
 وقت پر جواب دیا ان یسرق فقد سرق الخ لا من قبل القصب جب آئینا علیہ السلام حکم زلیخا مجلس میں
 بھیجے گئے اور زلیخا سے جدا ہوئے تو زلیخا فراق یوسف سے محزون و غمگین رہتی اور اپنے فعل پر
 نادم و شرمگین کہ اکثر شوق لقائیں زار زار روتی اور حسرت و افسوس کے طاپٹے اپنے منہ پر
 مارا کرتی چنانچہ بروایت ضعیف مشہور ہے کہ جب لیل صوبت فراق سے بیقرار ہوتی اور تو اسے زخم جسم چوڑا
 سے دل انگار تو حضرت یوسف علیہ السلام کو صحنہ نندان تین بھلو اگر ضربات چوب محبت و اتحاد سے
 تکلیف دہ لواتی اور نالہ و فریاد کی آواز سے دل کو تسکین دیتی تھی اور جب کوئی شخص اس حرکت پر
 طعنہ دیتا تو کہتی مجبور و معذور ہوں کیونکہ جب دیدار محبوب سے ہمسرہ زمین ہوتی تو صدر اسے
 نالہ و زاری سے دل بے قرار کرکے سمجھا لیتی ہوں اگرچہ یہ روایت ظاہر ضعیف و بے اعتبار ہے مگر
 ایک مثال بدہ مومن کے واسطے ہے کہ سبط خالق کبریا جل جلالہ ارواح مومنین کو زندان و نیایش
 رکھکر مقتضائے کچھم و کچھو نہ اظہار محبت و الفت فرماتے ہیں اور جب بسبب حجابات آب و خاک
 ملاقات صوری و ظاہری نہیں ہوتی تو مشیان تصادق و قدر سے فرماتے ہیں کہ انکو ہمیشہ خبات خوف
 و جوع اور نقصان نفوس و اموال و اولاد و ائثار سے ادب و تامل بنا لے و زاری میرے حضور میں
 حاضر ہوں کہ میں انکی نالہ و زاری سے خوش ہوتا ہوں کہ انیں اللہ بنیں احب الی من لیس فی القصرین
 و قال تعالی شانہ و لیسوا کلم شہی من الخوف و الجوع و نقص من الاموال و الانفس و الثمرات یعنی البتہ ہم
 آزمائش کے لئے کچھ ایک ڈر سے اور کچھ سے اور نقصان اموال اور جانوں اور میوہوں سے
 چون مرغ سحر از غم کلار بنالہ + از غم دل دیوانہ من زار بنالہ + آن دوست مگوئید کہ از دست
 برنجہ + دان یار نموانید کہ از یار بنالہ + فائدہ آیت قال رب اسجن حب الی سے کہتی فائدہ سے
 نکلے اول معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ قید بصدق دل چاہی تھی کیونکہ لفظ
 قال صریح دلیل صدق ہے اور لفظ زعم دلیل کذب کما جازنی قولہ تعالی رحمہ الذین کہند و دان
 لکی بخواتل علی و لکی لبتعش یعنی کفار کے قول پر جو کذب تھا زعم ارشاد ہوا اور حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے کلام میں قل کہ سراسر صدق تھا تو ہوسرا معلوم ہوا کہ قید زندان دنا سے بہتر ہے اگرچہ
 نہوتا تو یوسف علیہ السلام اسکو طلب نہ کرتے تیسرا یہ کہ خدا سے ہرگز بلا و محنت کا سوال نہ کرنا چاہیے
 بلکہ واسعا عافیت چاہیے گو اس بلا کو آئینا چند روزہ سمجھے تھے مگر اپنی سمجھ کام نہیں آتی چوتھا

حضرت یوسفؑ نے یہ نیت خالص رنج اٹھایا اللہ نے ضائع نہیں کیا اسی طرح جو کوئی راہ خدا میں رنج اٹھاوے قیامت کے دن راحت پاوے گا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے دو چیزیں عجیب اللہ سے مانگیں ایک تو حسین نعمت و دولت میں قید چاہی دوستی حالت سلطنت و بادشاہت میں موت کماقتال تو فنی مسلا و اٹھنی بالصالحین فائدہ حضرت یوسف علیہ السلام سے پانچ زلیقین صادر ہوئیں کہ حقیقہ ترک ان و اختیار حسن لازم آیا اور معنی رلت کے یہ ہیں کہ فعل مباح کا قصد کیا اس میں فعل ناجائز ہو گیا مگر اس فعل پر بعد صد و وقوع استقرار نہیں ہوا اور نہ قصد فعل حرام کا تھا مگر صادر ہو گیا جس طرح قتل قطعی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پس رلت و لغزش قدم اول یہ ہوئی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تھا لا تقصص رویا علی اخوتک فیکید والک کید اور حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب اپنا بھائیوں سے فرمادیا اگرچہ خواب کے نہ بیان کرنے میں مفسدہ شرعی تھا یعنی کذب کا عیب لگتا تھا اور جس مقام میں مفسدہ شرعی پیدا ہوتا ہو ان اتباع والدین ضرور نہیں ہر اور حکم بھی یونہی ہر مگر پیغمبر دن کا مرتبہ ازلیس عالی ہر احکام بھی ان کے سخت ترین القیل غمزہ و یکان راہش بود حیرانی اب پوشیدہ نہ رہے کہ احادیث صحیحہ میں طریقہ احسان والدین کے ساتھ یونہی آیا ہر کہ تہ دل سے آنکو دوست رکھے و زقار و گفتار و نشست و برخاست میں کوئی دقیقہ و قائل ادب سے فرو گذاشت مگر مثلاً زقار میں آگے آنکے نیچلے اور آگے آنکے نہ بیٹھے اور گفتگو میں نام لیکر نہ پکارے اور نہ بلاوے بلکہ الفاظ تعظیمیہ اختیار کرے جس طرح یاسیدی و یا ابی و یا امی اور انکو گالی نہ دے اور بڑانہ کے مراد گالی دینے سے یہ ہر کہ جب کوئی کسی کے والدین کو گالی دیتا ہو تو وہ بھی اس کے والدین کو جو کچھ جی میں آتا ہو کہتا ہو اس صورت میں یہ شخص گویا اپنے ماں باپ کو آپ گالی دے رہا ہو اسی طرح خدمت میں مامیت کو شش کرے جہاں تک کہ مقدور ہو اور قول و فعل میں انکی خوشنودی کا قصد رکھے اور اپنے مال و اسباب اور شرفیں سے جو کہ انکے کام آوے کبھوں دریغ نہ کرے اور بعد موت کے وصیت جاری کرے میں مصروف بدل نہوا و ردعائے نیک میں یاد رکھے اور اللہ اعظمی و لوا لدی پڑھا کرے اور ہمیشہ صدقات و خیرات کا ثواب پہونچا یا کرے اور ہر جمعہ کو انکی قبر کی زیارت کیا کرے اور سورہ یس پڑھ کر ثواب بخشا کرے اور جو لوگ انکے دوست یا قریب ہوں ان سے محبت و تفقد اختیار دے اور حضرت والدین انکے ساتھ سلوک کرتے تھے یہ بھی حتی الوسع والا مکان جامی رکھے کہ اس میں بزر والدین تمام ہوتا ہو چنانچہ اللہ صاحب سورہ نبی اسر اہل میں فرماتا ہے من فلا تفل لها اوت ولا تسرها وقل لها قولا

پانچ زلیقین
صدر ہوئیں

پانچ زلیقین
صدر ہوئیں

کریماً و اخفص لهما جناح الذل من الرحمة و قل رب ارحمهما كما ربياني صغيرا یعنی تو نہ کہو انکو ہون اور نہ
جھڑک انکو اور نہ کہ انکو بات ادب کی اور جھکا لے انکے رو برو کندھے عاجزی کر کے پیار سے ابو
کہ اس پر رحم کر جیسا کہ بالاء انھوں نے چھوٹا بھگوا اور اسی طرح سورہ بقرہ میں فرماتے ہیں
ان لا تعبدوا الا اياه وبالوالدين احسانا یعنی والدین کے ساتھ احسان عظیم بجالانا چاہیے کہ جامع ہو
اور یہ احسان تین طرح کا ہوتا ہے اول ترک انفاق و اولاً و فعلاً دوسرے خدمت کرنا مال اور بدن سے
تیسرا اس وقت حاضر ہونا جب وقت بلا دین قسم اول واجب مطلق ہے و لہذا اسکے ترک میں عقوق شنیع
لازم آتا ہے چنانچہ یوسف علیہ السلام کے اور بھائیوں سے صادر ہوا بعد اسکے توبہ نصیحت کی
اور حضرت یعقوب نے بھی معاف فرمایا قسم دوسری مشروط باحتیاج ہے اور موقوف ہر لڑکے کی
قدرت پر پس اگر والدین کو احتیاج نہیں یا یہ شخص قدرت نہیں رکھتا تو واجب نہیں ہے قسم تیسری
بھی مشروط ہے وہ یہ ہے کہ حاضر ہونے میں کوئی منسہدہ شرعی پیدا نہ ہو جائے اگر ایسا گمان ہے تو واجب
نہیں لیکن اگر والدین ترک نوافل کا حکم کریں اور کہیں کہ میری خدمت میں حاضر رہ تو ترک نوافل
واجب ہے اور اگر فرما دیں کہ واجب یا فرض کو ترک کرو تو اتباع انکی لازم نہیں اور اگر سنت مکرہ کے ترک پر
اصرار کریں تو صحیح یہ ہے کہ ایک و بار ترک کر کے اطاعت الکی کرے مگر زیادہ اس سے نہیں جائز اس طرح اگر جھوٹ
بولنے کو یا چوری کرنے کو فرما دیں تو اتباع لازم نہیں پس حضرت یوسف کا خواب کہ دنیا بھائیوں سے اسی قسم میں تھا
اور رضا کوئی مہر خلا شریعت نہ تھا لیکن جنات الابرار یا مقربین بالجہنم تعالیٰ کے احسان الدین کو اپنی عبادت
کے بعد فرمایا ہے اور اسکے حقوق کو ہر دین اپنے حق کے گردانا ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہر نفسی ربک ان
لا تعبدوا الا اياه بالوالدين احساناً یعنی حکم دیا تیرے رب نے کہ نہ پوجو اسکے سوا اسے اور مان باپ سے
بمصلحتی کرو اور یہ بات کسی وجہ سے معلوم ہوتی ہے اول یہ کہ مان باپ بطرح سبب پرورش اور
ترہیت اپنی اولاد کے ہوتے ہیں اسی طرح سبب وجود اولاد بھی ہیں اور یہ دونوں فیض اسباب الکی
واسطہ پر سے ہیں اور سوا اسے مان باپ کے اور کوئی یہ مرتبہ نہیں رکھتا کیونکہ اگر کوئی اور شخص سبب
پرورش اور ترہیت واقع ہوتا ہے تو سبب وجود ہرگز نہیں ہوتا پس کسی شخص کا انعام بعد از انعام خدا
انکے زیادہ نہیں ہے دوسری یہ کہ انعام والدین کا کمال مشابہہ انعام الہی سے حسب طرح خداوند تعالیٰ
عوض نہیں چاہتا اسی طرح والدین بھی عوض نہیں چاہتے بخلاف انعام اولاد کو ان کے کہ بہتہ
مخلوط بالفرض ہوتا ہے تیسری یہ کہ حسب طرح خداوند تعالیٰ اپنے بندے پر انعام میں ملال نہیں کرتا
اگرچہ بندہ گنہگار اور نافرمان برادر ہو اسی طرح والدین انعام فرزند میں ملول نہیں ہوتے یعنی

شفقت اور خیر خواہی سے باز نہیں آتے اگرچہ اولاد ناطق ہو چوتھی یہ ہر کہ والدین کو کمال
مشابہت ہو جناب واحد حقیقی سے کہ حسب طرح مرتبہ خدائی میں سوائے ذات پاک الہی اور کوئی نہیں
سا سکتا اسی طرح مرتبہ پدری اور ماموری میں کوئی اور سوائے ایک ایک شخص کے نہیں گنجائش کتنا
پانچویں یہ کہ اولاد کے حق میں جو کمال کہ ممکن ہو ان باپ اسکی آرزو کرتے ہیں بلکہ اپنے نفس پر
ترقی کی خواہش رکھتے ہیں اور کسی اچھی چیز پر حسد نہیں کرتے سو یہ خاصیت کسی کو نہیں ہر مخلوق
لا یزال کو کہ وہ اپنے بندوں کے واسطے ہمیشہ کمال کی تعلیم کرتا ہو و لہذا جملہ شرائع و ادیان میں الدین
کی تعظیم واجب ہو اور یہ تو ظاہر ہے کہ محبت والدین کی ذاتی ہر کہ حیوانات لا یعقل میں ہوتی ہے حسب طرح
محبت خدا بندہ کے ساتھ ذاتی ہو و لہذا حق کفار میں بھی بار سال سل و انزال کتب و فتح ہو اور کیسا تو
والدین کا عظیم ہر کہ جہاں کہیں انکے ساتھ احسان کا ذکر ہو قید ایمان کی ہر گز نہیں ہر توصاف
معلوم ہوتا ہے کہ ہر چند والدین کافر و منافق و فاجر و فاسق بھی ہوں تب بھی اُنسے لطف و احسان
کرنا چاہیے اور یہی سبب تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آزر کے ارشاد میں تلمطف اختیار کیا تھا
کہ سورہ مریم میں مذکور ہے اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ بن ابی عمر صحابی کو اجازت
نہ دی کہ ابو عامر را ہب کو قتل کریں حالانکہ وہ کافر شدید العناد و واجب القتل تھا کذا فی المغزی اور
جوحیات و برکات والدین کی خدمت کرنے میں ہیں انکے ثمرات دنیا میں بھی ہر قدر ہیں کہ بیان انکا
و شوارہ ہر از انجملہ دنیا میں ارجمندی حاصل ہوتی ہے اور گناہ کبیرہ خدمت والدین کی برکت سے موقوف
ہوتے ہیں اور عمر کی درازی ہوتی ہے اور اسی باب میں وارد ہے کہ بركة البریزیدنی العمر یعنی برکت نیکوی کی
زیادتی کرتی ہے عمر میں اور منقول ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معراج روحانی حاصل ہوئی تو
انھوں نے دیکھا ایک شخص کو کہ عرش کا ستون پکڑے کھڑا ہو پوچھا تو نے کس عمل سے یہ مقام
پایا بسنے کہا میرا باپ بیمار تھا اور اسکے جسم میں زخمون کے غار پڑ گئے تھے اور یم ہتا تھا سو ہر
کھیاں بیٹھنے لگیں اور بدبو آئی شروع ہوئی لہذا میں کھیاں اڑایا کرتا تھا اور جو یم زخم میں جم جاتا
تھا اسکے پوچھنے میں میرے باپ کو تکلیف ہوتی تھی سو میں اسکو زبان سے جاٹ لیتا تھا خدا تعالیٰ
نے یہ عمل میرا قبول کیا اور یہ درجہ عطا فرمایا اسی طرح حضرت اسدالاستاد نے نقل کیا ہے اپنی وعظ کی
تفسیر میں جو سولے تفسیر غریزی کے ہے اور اس مقام پر یہ بھی جانا چاہیے کہ احسان کرنا اہل قربت
سے تابع احسان والدین کے ہر ایسے کہ جو قرابت عالم میں ہر یا بواسطہ والدین ہر ہر برادران خواہ ہر ان
حقیقی یا بواسطہ ایک ان دونوں کے ہر مثل جد پدری و برادران علاقائی و عمام و عمت کہ باپ کے

بجائے نہایت

سبب سے قرابت رکھتے ہیں اور مانند بھائی و بہن اخیانی اور جد و جہمی اور احوال و حالات کہ والدہ کی سبب سے قرابت و اہل بہن پس جمیع ذوی القربی قرابت میں والدین کے شریک ہوتے فرق اسی قدر رکھنا کہ والدین بالاصالتہ سلسلہ وجود میں قریب ہیں اور یہ لوگ بالقیع و لہذا اصل احسان میں شریک ہیں اسی کو شریعت میں صلہ رحمہ کہتے ہیں اور حدیث شریف میں آیا ہے ان اگر شبہ من الرحمن یعنی قرابت ایک شعبہ ہر شعبہ نامور اسم رحمٰن سے گویا رحمت الہی اسی پر کسب ظہور پکڑتی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے من وصلک وصلته ومن قطعک قطعته یعنی جو کہ تیرے ساتھ سلوک کرے نیک میں بھی اُسکے ساتھ سلوک نیک کرتا ہوں اور جو بد سلوک کرے میں بھی بد سلوک کرتا ہوں فائدہ رحم کے معنی برابر پروری سو فرمایا کہ یہ لفظ رحمٰن سے نکلا ہے یعنی جو حرف رحم میں ہیں وہ رحمان میں ہیں پھر فرمایا جو برابر پروری کرے گا اور جو برابر پروری نہ کرے گا خدا اس پر کرم نہ کرے گا ہذا مارواہ البخاری و المسلم فی الصحیحین عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور صحت عقلی بھی متقاضی ہے کہ آدمی اپنے اقارب سے حسن سلوک اختیار کرے کیونکہ انسان کو شادی و غم میں ہمیشہ احتیاج انکی طرف پڑتی ہے بلکہ بلا اعانت و امداد اکثر امور کا سرانجام نہیں ہو سکتا نقل ہے کہ ایک شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا اور اپنے والدین کی شکایت کرنے لگا کہ مجھے ظلم کرتے ہیں فرمایا اپنے ظلم پر صبر کرنا لازم ہے پھر ایک شخص اور آیا اس نے کہا کہ واسطے گناہ کبیرہ کے کیا عمل کروں فرمایا اپنے ماں باپ کی خدمت کیا کر اس نے کہا وہ تو مر گئے فرمایا کوئی شخص تیرے والدین کی طرف کا باقی ہے اس نے کہا خالہ میری زندہ ہے فرمایا اسی کی خدمت کیا کر کہ خالہ بمنزلہ الام یعنی خالہ بجائے ماں کے ہے اب جانا چاہیے کہ اہل قرابت دو قسم ہیں ایک تو وہ جو قرابت اور محرمیت دونوں رکھتے ہیں جسطرح چچا مومن خالہ چھوپھی و اولاد و اخ و اخوات احسان انکے ساتھ فرض ہے تاکہ اسکا گناہ کا رد و سرنے وہ جو اول قریب ہیں جنکو محرمیت نہیں ہے جسطرح بنے اعمام و عمت و نبی احوال و حالات احسان ان سے سنت ہو کہ وہ کہیں بنے امداد و اعانت و اولاد احسان یعنی ترک انکا سبب خلق کی نسبت فرض ہے بلکہ جملہ مسلمانوں اور کافروں سے کما قال تعالی و قولوا للناس محبت علیٰ ذیہم یعنی آدمیوں سے نیک بات کہو حسین و کفنی نہ ہو واسطے کہ کل آدمیوں کی نسبت احسان فعلی محال ہے میر نہیں ہو سکتا کیونکہ احسان فعلی دو ہیں بدنی و مالی اگر بدست بدنی ہے تو مشروط بقوت و طاقت ہے اور اتنی قوت کہ عامہ خلق کی خدمت بدن سے کرے آدمی میں منقود ہے اور اگر مالی ہے تو موقوف مال پر ہے کہ زندہ حاجت سے ہوا وہ مخصوص کو اتنا مال کہ عامہ مخلوق کو کفایت کرے میر نہیں ہوتا پس ضرور ہے کہ عامہ مخلوق سے احسان تو ملی پکارتا کرے اور اُسکے

چند مراتب ہیں اول وقت تحیہ سلام علیک منقول بجالاوسے اور جواب میں رحمۃ اللہ وبرکاتہ
زیادہ کہے دو سراسر اذیت و عروت اور زہمی بد کام سے منع کرے اور
نیکی کی راہ بتلاوے نہ براہ مبادلہ بلکہ بطریق سلوک و نہایت پیش چنانچہ ایک بزرگ سے منقول ہے کہ
ایک شخص آداب و عفت کی رعایت نہ کرتا تھا جب اُس بزرگ نے دیکھا تو فرمایا اسے مرد میں
چاہتا ہوں کہ وضع و برون نہ توجہ ہو کہ ملاحظہ فرماؤ شاید مجھے کسی ادب میں تصور ہو تا ہو لیکن
یہ زہنی بھی خلوت میں اولیٰ ہر نہ جلدت میں تاکہ موجب سار و سنگ نہ ہو تیسرا وقت ملاقات
انہما و محبت دوستی کا کرے اور حال پس اور خزانہ پرستی میں سرگرم ہو اور شادی و غم میں شرکت
بیان کرے لیکن اسی قدر کہ قدر و بصدق ہوئے مبالغہ نہ فرما چوتھا وقت طلب و تذکرہ تہذیب
اسماء و القاب زبان پر اوسے اور جو نام یا لقب و جب کراہت اُسکے معلوم ہو تو زبان پر نہ لادو
لیکن یہاں بھی رعایت صدق کی ضرورت جائے یا نہ چنانچہ ان جب غائبانہ یاد کرے تو خوبی کے ساتھ یاد
کرے اور سچی تعریف کرے اور منہا مل راست و درست بیان کرے چھٹا مشورے کے وقت
صلح نیک و نیکوئی سے دینے نہ کرے ساتھ اُن آرزوی کو دیکھے کہ نادانستہ مضرت و مہلکہ میں پڑتا
او۔ وجہ بخلی کی ہلکے عاوم نہ تو نہایت حسن خلق و رعایت ادب سے تعلیم کرے مثلاً کوئی اندھا
چاہتا ہو اور اُس راہ میں کیوں یا گندھا ہو یا کوئی زہریلا ہو یا اسباب بھول گیا ہو اور بے خبر ہو
یا کسی مال و اسباب خواہ وہ ان کی تلاش کا تابدار و ذوق وصال سے آگاہ نہیں ہو یا مکان بیع و شرا
میں مطلع نہیں ہو یا کوئی مسئلہ دینی کو نہ ہونڈتا ہو یا کسی شبہ میں پڑا ہو اور یہ شخص اُس سے وقفیت
رکھتا ہو تو فی الفور بتلاوے سے اگر ہمیں کہنا بنیاد چاہے است۔ اگر خاموش بنشینے گناہ است۔
آدرا ائمہ اس قسم کے معاملات کا فرون بستہ ہیں موجب اجر و ثواب ہیں لہذا قولوا للاناس حسنا
ارشاد ہوا بلا قید ایمان اسلام تا یہ تحیہ سلام علیک مخصوص اہل اسلام سے ہو لیکن اسکا لحاظ رکھنا
چاہیے کہ معنی حسن کے اس آیت کریمہ میں یہ ہیں کہ مخاطب کے نزدیک سے جمیع الوجوہ مستحسن ہو
والا اور خطاب ہدایت و نجات شروع لازم آوے گا اسوائے کہ اکثر نماطین اُس چیز کو دوست
رکھتے ہیں جو موافق خواہش نفس کے ہو گو مخالف شرع اور منافی آئین دین و اسی جو بکلمہ
یہ ہیں کہ فی نفسہ اسکے حق میں سیک ہوا و اسطرح ادا کیا جائے کہ موجب دشمنی و حقوق عارضہ طبع کے
واقع نہ ہوں اس آیت میں نہ انہوں اور خوشامد گوین کو کوئی سند یا دست آور نہیں ہو کہ کوئی کلمہ
کلام ہر چند مخالف طبع میں انہما کے نزدیک مستحسن معلوم ہوا ہو لیکن عند التعمین و شیعہ ہر پھر فی نفسہ حسن

بہشتی و جہنمی

بہشتی و جہنمی

نہا اور اس آیت میں لفظ حسن واقع ہونے سے مستحسن و مرضی تاکہ معنی باطل اس سے مفہوم ہوں اور اس مقام پر ایک مغلطہ عظیم واقع ہوتا ہے کہ اکثر لوگ مدارات حسن خلق میں اور نہ اہنت میں فرق نہیں جانتے حالانکہ مدارات حسن خلق ہر سلم و کافر سے محمود ہے اور نہ اہنت و خوشامد محبوب و مردود لیکن امتیاز ابہینا نہیں کرتے مقام حسن خلق میں نہ اہنت کو شامل کرتے ہیں اور تفتیح فرق کی دونوں میں یہ ہے کہ حسن خلق یہ ہے کہ اپنے نفس کو واجب التقظیم نہ جاننا اور نفسانیت کو دور کرنا اور جو کسی نے اسکی تفصیر کی ہو اس سے درگزر نہ کرنا یہ حسن خلق و مدارات ہے کہ عبارت ہے جو ان مردی سے اپنے نفس میں اور نہ اہنت و خوشامد یہ ہے کہ ایک شخص حرکت مخالف شرع کرتا ہے یا ترک تقظیم دین کرتا ہے اور شخص اس سے موافقت کرتا ہے اور ناخوش نہیں ہوتا پس نہ اہنت عبارت مسامحت سے ہے جو امر دین میں ہو پس حسن خلق و نہ اہنت میں امتیاز کلی ہے خلاصہ یہ کہ حسن خلق میں تفتیح کرنا اپنے حق کا ہوتا ہے واسطے دلداری دوسرے کے اور نہ اہنت میں تفتیح شرع ہے بنا برضا مندی دوسرے کے لہذا حقیقہ اساذالاستاذ فی تفسیر الغزیری اور غرض کاتب الحروف کی اس تفصیل ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جمیع احسانات اپنے بھائیوں سے کیے مگر بھائیوں نے برخلاف حسن خلق کیا و دوسری لغزش جو حضرت یوسف علیہ السلام سے ہوئی وہ یہ ہوئی کہ حضرت نے تماشا دیکھنے کی خواہش کی گو نابالغ تھے مگر شان نبوت کے خلاف تھا اور یہ اسوقت دست پر جبکہ بقول بعض کہ کہیں سے نبی پھڑپھڑیں تیسری زلیخا کا عیب کھولا کہ ہی راودنی عن فیہ جو تھکی عورتوں کو اپنا چہرہ دکھلایا کہ اُنکے ہاتھ کٹے پانچوٹیں قید کی درخواست کی غایت نہ مانگی القصہ جس روز حضرت یوسف زندان میں جلوہ فرما پوئے اُسی دن دو جوان اور بھی گئے کہ اسی کا ذکر قرآن میں ہے وہ داخل معہ السجن فقیان بعض کے نزدیک یہ دونوں غلام ریان کے تھے اور معالم میں ہے کہ ولید ابن مردانہ علیقی بادشاہ مصر کے غلام تھے ایک سرہیا نباز و وسدابر ہیاساتی کہ اُنکو بادشاہ روم یا مین نے دم دی کہ بادشاہ کو زہر دے تو تھکو وزیر کرینگے اور بعضوں کے نزدیک ایک امیر مصر نے ساتی اور طباح کو فریب دیا کہ اگر تم شراب یاروئی میں بادشاہ کو زہر کھلاؤ تو میں تمکو آدھا خزانہ مصر کا دوں گا و دونوں نے قبول کیا لیکن صحیح روایت یہ ہے کہ ایک جماعہ اہل مصر نے یہ تدبیر ہلاکت بادشاہ کی نکالی تھی اور دونوں کو زہر دینے پر مستعد کیا بعد ازاں ساتی نے انکار کیا اور طباح نے کہا ہم کو اپنے اقرار سے نہ پھر گئے سو اسنے رشوت لی اور کھٹے میں زہر ملا یا جب بادشاہ کے روپ دکھانا نہ کھا گیا

یہاں تک کہ درجہ حسن خلق

ساتھی لئے کہا اس بادشاہ اس طعام میں نہ ہرچہ اور زمان پر نہ کہ شہر اب میں نہ ہرچہ
بادشاہ نے اولاد ہ شراب ساتھی کو پانی آسنے بلاتال لی اور کچھ ضرر نہ ہوا جب غبار کو
روٹی کھلانی چاہی تو آسنے انکار کیا تب بادشاہ نے ایک جانور کو وہ کھانا کھلایا کہ وہ جانور
کھاتے ہوئے مر گیا مگر بادشاہ نے دونوں کو قید کر دیا اور یہ دونوں غلام خیر بصورت با ادب
خوش طبع اور با وضع تھے جب کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے انکو ہمیں میں دیکھا تو خوش ہوئے
اور وہ دونوں حضرت کو دیکھ کر محظوظ ہوئے اور ہرچہ سے مدد گزاری میں حضرت
ہوئے فائدہ بخشی کا اطلاق نزدیک زجاج محقق کے ملوک پر آتا ہوا وہ جوان ہوا امر لیکن میں
کہتا ہوں اس آیت میں نسبت مصاحبہ حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کے انکو جو انور فرمایا ہر مہر
حضرت موسیٰ کی مصاحبہ یوش ابن نون علیہ السلام کو یہ لقب دیا کہ اذ قال یوسف اس سے معلوم ہوا کہ
مصاحبہ مردم صاحبین کی موجب کرامت اور بزرگی ہوا و قید یون کو یہ کہنا نہیں چاہیے اور زندان
عاصیوں کی بزرگی کا مقام ہو کہ عاصی تنو جب عقوبت ہوا ہر اور جب عقوبت کا یہ مرتبہ ہو چکا ہو
مقید کیا گیا تو زندان محل کرامت ہو آئیہ و گناہ آتا ہر القصد حضرت یوسف علیہ السلام
زندان میں رہنے لگے تمام روز ضائع رہتے رات کو قیام بہ نماز فراتے صبح کو مال و زاری کیا کرتے کہ
اوسیرے حبیب یعقوب تیری مفارقت سے ہلکے کیسے رنج و الم دینے بکی استہا نہیں آئی بخشی دار چینی یا
ارحم الراحمین اور جب ایک مدت گزری تو ایک روز حضرت یعقوب علیہ السلام کی صغیری اور ناتوانی اور
انہی جیسر دسامانی قید پر نظر فرما کے زار زار روئے دانہ حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور
فرمائے لگے السلام علیک یا یوسف انجناب نے جواب سلام دیکر کہا تم کون ہو تمھاری صورت تو لائق
اس مقام کے نہیں ہو کہا میں جبریل امین ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو نیا بر شارت اٹھانے خلعت نبوت تاج
رسالت لیکر تمھارے پاس بھیجا ہوا اور فرمایا کہ یوسف سے کہ میں نے تم کو جلال الایس سے اسی منزل میں پا
کر دیا اور مقبول کو نہیں کروانا اور دولت نبوت اور نعمت رسالت سے سرفراز فرماتا ہوں کیونکہ تمھنے
ہر ایک بلا میں مجھ سے مدد چاہی اور دائر ارضی بقضار ہے اور لذات دنیویہ پر شفیقہ اور فرغیتہ ہوئے
اور دامن حصص کو مصیبت سے مٹا نہیں کیا ولذا تم صابرون اور صمد یقون میں معدود ہوئے یہ
احوال شکر حضرت یوسف نے شکر کیا اور کہا اوحی جبریل میرے باپ کا حال کچھ معلوم ہو کہا وہ سلامت ہیں
مگر تھکے بگا فرقت شب و روز روپا کرتے ہیں اور موجب اسکا یہ ہو کہ اللہ نے انھما تربہ بہشت میں
بحرانا چاہا ہوا اور تم تو جانتے ہو کہ جو خدا کی نزدیکی میں انکو بلا و محنت زیادہ ہوا اور اب میں تم کو شہادت

یوسف علیہ السلام

پہنچتا ہوں کہ ایام خلاصی کے قریب آئے ہیں اور اس وقت میں تمکو علم تعبیر رؤیا سکھلانے آیا ہوں
 سواب دہن مبارک کھولے تاکہ میں علم حق کا سوتی ڈال دوں حضرت یوسف نے منہ کھولا حضرت
 جبریل نے وہ لطیفہ شریفہ کہ بصورت در یضاً تھا ڈالا اسی وقت باطن شریف علوم غیب سے منور ہوا
 اور علم تعبیر کشوف ہوا کہ بعد اس واقعہ کے جو کوئی شخص اپنا خواب حضرت یوسف سے بیان کرتا
 آنجناب تعبیر و تاویل اسکی فی الفور راست و درست بیان کر دیتے دلائل دار و غہ مجبوس کو بہ نسبت
 اور قیدیوں کے ایک نوع کا اعتقاد پیدا ہو گیا اور محبت کرنے لگا چنانچہ ایک روز بولا کہ میں آپ کو
 بدل چاہتا ہوں حضرت یوسف نے فرمایا کہ خبردار مجھے محبت نہ رکھنا بخدا نہیں دوست رکھا مجھ کو کسی نے
 مگر اسکی محبت سے مجھ کو اپونچی یعنی میرے باپ نے مجھے محبت کی اور اسکا یہ غمہ ہوا کہ میں کنوئین
 میں ڈالا گیا اور بیچا گیا پھر لیجانے مجھے دوست بنایا اسکا یہ بھل ہو جو دیکھتا ہے سواگر تو بھی مجھ کو پیار کرتا ہے
 تو اب دیکھوں کیا بلاتنازل ہوتی ہے باجملہ ایک روز دونوں غلام آپس میں کہنے لگے کہ یہ شخص خواب
 کی تعبیر کہتا ہے اگر ہم بھی کچھ خواب دیکھتے تو تعبیر پوچھتے اور اپنے احوال سے مطلع ہو جاتے جلد
 ابن مسعود فرماتے ہیں کہ اپنے دل سے دونوں نے دو خواب اپنے موافق بنائے اور بطور آزمائش
 حضرت یوسف علیہ السلام سے تعبیر پوچھی اور بعضے کہتے ہیں کہ حقیقتہً دونوں نے خواب دیکھے
 تھے اور صحیح یہ ہے کہ ساتی نے خواب دیکھا تھا مگر مطہنی نے بنایا تھا چنانچہ ساتی نے مطہنی سے کہا
 کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے مطہنی نے کہا میں نے تو دیکھا نہیں ہے لیکن خواب بنا کے پوچھیں گے
 پھر دونوں حضرت کے پاس آئے ساتی نے اول اپنا خواب کہا کہ میں ایک پہاڑ میں خوشے
 انگور می پھوڑ کے بادشاہ کو پلاتا ہوں دوسرے نے بنا کے کہا کہ ایک لوسہ کا تنور اک سے
 بھرا ہے میں نے آسمین روٹیاں پکائیں اور وہاں میں رکھ کے سر پر بیجا چڑیاں روٹی لے لیکے
 کھاتی ہیں آپ ہکو اسکی تعبیر بتلائیے چنانچہ ارشاد ہوا قال اتخذہا آرائی ازانی اخصر
 ثم آؤ قال الاخر آرائی ازانی اخیل فوق راسی خبر تا کل الطیر ثم یقتاتہا ویلہا ان تکلمت
 من الحسین یعنی کہنے لگا ایک آنھیں میں سے میں دیکھتا ہوں کہ میں پھوڑتا ہوں شرب
 اور دوسرے نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ اٹھارہ ہوں اپنے سر پر روٹی کہ جافد کھاتے ہیں
 آسمین سے بتا ہکو تعبیر اسکی ہم دیکھتے ہیں تجھ کو سبکی والا یعنی تو مریضوں کی عیادت کرتا ہے اور جو ٹھکان کو
 کھلا کھاتا ہے اور پیاسوں کو پانی دیتا ہے اور پیٹھے والوں کو جگہ دیتا ہے اور رات بھر نماز پڑھتا ہے
 اور مہموم و مغموم کو صبر کرنے کو فرماتا ہے یہ بھی آسان ہے کہ ہکو چار سے خواب کی تعبیر بتلا کیونکہ تو

اسکا عالم ہو چو کہ حضرت نے ایک کو بلا حظہ خواب گرفتار بلایا تو بیان تاویل سے اعراض کر کے فرمایا
 لایا ینکا طعام ترزقانه الانبا ینکما بت اولیہ قبل ان یاتیکما یعنی نہ آنے پاؤ گچھا تمکو
 کھانا جو ہر روز تمکو ملتا ہو مگر بتا چکو گچھا تمکو اسکی تفسیر اس کے آنے سے پہلے بعض مفسرین فرماتے ہیں
 کہ حضرت نے یہ کلام بطور علامہ صدق قول کے فرمایا کہ جو کھانا تمکو ہر روز ملتا ہو اسکا رنگ اور
 مزہ اور نیچے والے کانا م قبل آنے کے بتلاؤں سو جب کھانا آیا حضرت نے بتلایا تب
 دونوں غلاموں نے کہا کہ یہ بات آپ کو کہاں سے معلوم ہوئی یہ تو ساحرون اور کاہنوں کا

علم ہو فرمایا کہ فرمایا علمنا ربنا انی ترکتم لہ قوم لایؤمنون بالحد وہم بالاحسرة ہم
 کا جہنم میں یعنی یہ علم ہو کہ تمکو سکھایا میرے رب نے میں نے چھوڑا دین اس قوم کا کہ
 یقین نہیں رکھتے اللہ پر اور یوم آخرت سے وہ منکر ہیں اور بھی فرمایا کہ ملت کافرون کی ترک
 کر کے میں اپنے آباد اجداد یعنی ابراہیم اور اسحق اور یعقوب کا مطیع ہوا ہوں مجھ کو لایق نہیں ہو
 کہ میں کسی کو خدا کا شریک گردانوں جس طرح بعض مشرک بتوں کو اللہ کا شریک جانتے
 ہیں یا بعض آتش پرست آگ کو اور ستارہ پرست کو اکب کو اور بعضے نفس و ہوا کو اور یہ
 سب فضل خدا پر اور سب لوگوں پر کہا قال اللہ تعالیٰ واتبعت ملۃ آباءکی ابراہیم و اسحق
 و یعقوب ما کان لنا ان نشکر باللہ من شئی ذلک من فضل اللہ علینا و علی الناس پس فضل اللہ کا
 یوسف پر یہ ہو کہ انگوٹھی و مصدوم بنایا اور وحی بھیجی اور تمام آفات سے محفوظ رکھا اور آدمیوں پر
 یہ ہو کہ آنجناب کو رسول سمجھ کر راہ دین سبیلین کہ آخرت میں کام آوے اور دنیا میں غضب سے
 بچیں اور جب حضرت نے اپنی نبوت ظاہر و ہویہ اکر دی اور اثبات نبوت بنی بر اثبات
 الوہیت ہو لندا قبل بیان تفسیر فرمایا اور اللہ نے اسکی خبر دی یا صاحبی السبحن ارباب متفرقون
 خیرام اللہ الواحد القہار یعنی اسے دونوں رفیق بندگی کے بھلائی معبود جدا جدا بہتر اللہ اکیلا رب
 و ناکدہ بتوں کو متفرقون اسلیے کہا کہ انہیں کوئی بت سونے کا تھا اور کوئی لوسے کا اور
 کوئی چمچ کا اور کوئی چھوٹا کوئی بڑا اور اسے اسکے مشرکوں میں یہ دستور ہو کہ بتوں کو بصورت ناگوں
 مختلف الوضع بناتے ہیں کہ انہیں تباہی کلی پیدا ہوتا ہو لندا کلمہ متفرقون نہایت چسپان و رفع
 ہوا ہو یا بآجملہ جب حضرت یوسف نے اس طرح کلام ہدایت التیام فرمایا تو حسب تحقیق حضرت امام
 حجت الاسلام غزالی دونوں غلام قیدی ایمان لائے اور چوکھ سو قیدی اور نائب ہوئے اور
 شرک و بت پرستی سے نیز ارتب حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ جو ایمان

لائے ہو مجلس سے نکلو گے یا اسی مقام میں رہو گے منجملہ ان کے ایک نزار قیدیوں نے کہا ہم چاہتے ہیں باہر جانا حضرت نے فرمایا بہتر یہ چلے جاؤ وہ بولے کس طرح جاتین پیرون میں بیڑیاں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پٹہ میں اور ہم لوگ اسی شہر کے ہیں جب یہاں سے نکلیں گے لوگ ہکو بچاؤں گے فرمایا میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ تمہاری صورت تبدیل کر دیکھا اور بیڑیاں پیرون کی ان خود گڑبڑ بولی بولے اچھا حضرت یوسف نے اسی وقت دعا مانگی اللہ نے انکی صورتیں تبدیل کر دیں اور بیڑیاں پیرون سے نکل پڑیں کہ سب لوگ اپنے اپنے گھر گئے اور اپنا احوال گھر والوں سے بیان کیا اور منجملہ ان کے چار سو نفر کہنے لگے کہ ہم آپ ہی کی خدمت میں رہیں گے اس میں ہماری خوشی ہو حضرت نے منظور کیا انتہی لیکن اکثر متعسین نے اس قصہ کو نقل نہیں کیا ہو بلکہ ساقی و خباز کے ایمان کا بھی ذکر نہیں کیا اور ظاہر کلام اللہ میں بھی کس طرح کا ایما و اشارہ پایا نہیں جاتا ہو یا انیمہ امام صاحب کا لکھنا ہمارے واسطے سند ہے الغرض بعد اس واقعہ کے حضرت یوسف نے فرمایا اسے دونوں میں بندی جانے کے ایک جو عزم دونوں میں سو پلاؤ بچا اپنے خاوند کو شہاب اور دوسرا سولی چڑھیا پھر کھائے جانور اسکے سر سے کہا قال اللہ تعالیٰ یا صاحبی اسجن اما احدکما فیستقی ربہ ثم ادا ما الاخر فیصلب فتاکل الطیر من راسہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تعبیر خواب سنکر دونوں غلام بخیدہ ہوئے اور بولے کہ ہم نے کچھ خواب ندیکھا تھا ہم تو کھلتے تھے فرمایا فصل ہوا کلام جسکی تم تحقیق چاہتے تھے اور حکم خدا تم پر جاری ہو گیا خواہ تم نے دیکھا ہو یا ندیکھا ہو کہ قال اللہ فی الامر الذی فیہ تفتیان بعد اسکے حضرت نے فرمایا اس سے جسکو ان دونوں میں نجات پائیو لا سمجھتے تھے کہ میرا ذکر اپنے خاوند سے کر کہ فلاں شخص ناحق قید ہو چنانچہ ارشاد ہوا وقال للذی ظن انہ ناج سنما اذکرنی عند ربک الغرض تعبیر خواب سے تیسرے روز مقدمہ روبرو سے بادشاہ پیش ہوا اور روٹی والے کا قصور ثابت ہوا اور وہ مجلس کے قریب سولی دیا گیا اور چڑیاں اسکے سر کا گوشت کھانے لگیں اور شراب پلانے والا اپنے کام پر بحال ہوا

فائدہ اس آیت کریمہ سے کہی فائدے اور کئی حکم مکمل اول یہ کہ استدعا و حاجت چاہنا مخلوق سے درست معلوم ہوتا ہو اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت یوسف سعی کے واسطے نہ فرماتے اور سبب عتاب یہ ہوا کہ نالایق رنویل سے حاجت چاہی دوئسرا تعبیر خواب یقینی نہیں ہو مگر تعبیر کی اصل یقینات سے ہو لاریب ہوتی ہو تیسرے شفاعت کی لیاقت معلوم ہوا اسی کو یہ جو کہتے ہو جو تھا حضرت یوسف نے کافر سے امید شفاعت رکھی اگر ہم رسول سے یہ امید رکھیں تو

فیہ تفتیان

بیان وادار

ولمذا شات برس قید کے بڑھ گئے اور پانچ برس گزر چکے تھے یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے حدیث شریف میں وارد ہے کہ رحمہ اللہ انہی یوسف کو لم یقل اذ کرنی عند ربک لما لبث فی السجن سبعاً بعد خمس یعنی بیع میں اختلاف ہے مجاہد رضی اللہ عنہ کے نزدیک بیع مابین الثلث الی السبع کو پورے تین اور قتادہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک مابین الثلث الی التسع کو کہتے ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک ادون الحشر پر اطلاق کرتے ہیں اور اکثر مفسرین کے نزدیک بیع اس مقام میں عبارت سات برس سے ہے اور وجہ ابن مینیہ کہتے ہیں کہ ایوب پنجیمہ علیہ السلام سات برس مبتلا ہے بلار ہے اور یوسف علیہ السلام سات برس قید ہے اور نخت حضرت بنی اسرائیل کے سات برس قید میں رکھا کہ ان فی العالم حضرت امام غزالی تفسیر سورہ یوسف میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب یوسف کی قید بڑھ گئی تو آنجناب نے یہ دستور مقرر کیا کہ مجلس کی کھڑکی میں بیٹھتے اور مسافروں کو اس طرح دیکھا کرتے کہ مسافر لوگ اذکونہ دیکھ پاتے چنانچہ ایک روز دیکھتے ہیں کہ ایک قافلہ شام کا آتا ہے اس میں ثمرول اعرابی کنعانی اوٹنی پر سوار ہے یہاں تک کہ قریب پہنچا اور اس اوٹنی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر پوچھا انا اور بزبان فصیح کہنے لگی اے یوسف صدیق علیک السلام تیرا باپ یعقوب علیہ السلام تیری آتش شوق میں جلتا ہے اور فوراً اشتیاق قہار میں مرا جاتا ہے اور میں تیرے وطن کی اوٹنی ہوں حضرت یوسف علیہ السلام کلام خزین و پرورد آسکا سنکر رونے لگے اور ثمرول اعرابی کہ آپ سوار تھا اتر پڑا اور ارادہ کیا کہ اوٹنی کو مارے اسی وقت دونوں ہاتھوں آسکے زمین میں دھس گئے اور تمام بدن میں آسکے لرزہ پڑا اور پھر ہوا کہ یہ کیا معاملہ عجیب پیش آیا یہ حال دیکھ کر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے اعرابی اسکو نہ مارا سنے اپنی کلمی بھینک دی تو زمین نے چھوڑ دیا پتھر ہوا کہ یہ آواز کہاں سے آتی ہے اور اوٹنی کو قریب تر لایا تب حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اے اعرابی تجھ کو قسم خدا کی ہے مجھ کو بتلاؤ کہ تو نے کنعان میں وہ درخت دیکھا ہے جسکی بارگاہ شاخیں ٹھہرن اس میں سے ایک شلخ جو اچھی تھی کٹ گئی کہ اس پر وہ درخت روتا ہے اس کلام سے اعرابی نے رو کر کہا ہاں میں نے دیکھا ہے یہ صنعت ہے یعقوب بن اسحاق علیہ السلام کی تب حضرت یوسف نے فرمایا تو کیوں آیا ہے بولا تجارت کو آیا ہوں فرمایا ابھی بلکہ کتنا فائدہ ہوگا بولا ہزار دینار کا سو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا بازو بند یا قوت سرخ کا بھینکا اور فرمایا کہ اسکو بے نتیجہ ہزار دینار کا ہے اور اس درخت کے پاس جا کر میرا پیغام کہ کہ اسکا اجر اللہ پہنچ کر طریق یہ ہے کہ جب کنعان میں پہنچنا تو شام تک توقف کرنا پھر بیت الاخران میں جانا کہ

تقریباً دو سو سال
میں یہ واقعہ ہوا
سورہ یونس

اسی مکان میں وہ درخت ہی سوائس درخت سے کہنا کہ ایک غلام سکین غریب مصر میں قید ہو اسے سلام کیا ہے اعرابی نے کہا آپ کا نام کیا ہے فرمایا نام اپنا نہیں بتلاؤ گا عرض اعرابی سلام کر کے ناقہ پر سوار ہوا اور جانب کنعان چلا گیا کہ کنعان میں پہنچا جب رات ہوئی تو بیت الاخران کے دروازہ پر گئے پکارا کہ اے آل ابراہیم یہ سنکر دنیا یوسف کی بہن دوڑی اور کہا بیک تھال اعرابی نے کہا حضرت یعقوب علیہ السلام کنعان میں دنیا نے کہا تم کیا کہو گے انکا حال یہ ہے کہ بات دن رویا کرتے ہیں نہ کسی سے بات کرتے ہیں اور نہ کسی کی سنتے اعرابی نے کہا کہ میں غریزہ مصر کے غلام کا رسول ہوں تب دنیا نے حضرت یعقوب کو پکارا حضرت نماز میں تھے جب سلام دیا تو ٹرکی سے پوچھا کیا ہے اسے کہا کسی غریب کا رسول تیرے پاس آیا ہے حضرت اُسٹھے اور صنف سے گر پڑے ٹرکی نے ہاتھ پکڑ کے دروازہ تک پہنچایا اعرابی نے سلام علیک کی حضرت نے جواب دیکر فرمایا کہ اے قاصد تعجبیں خوشبو آتی ہے اعرابی نے اپنا حال بیان کیا حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے اُس بھیجے والے کا ساتھ بھی دیکھا تھا بولا میں نے چہرہ نہیں دیکھا پھر حضرت نے فرمایا کہ اُس شخص نے اپنا نام بھی بتلایا تھا اعرابی نے کہا نام بھی نہیں بتلایا فرمایا کہ اب تو اپنی حاجت کہ اسے کہا کہ اُس غلام نے دنیا سے مستغنی کر دیا ہے میری حاجت کچھ نہیں تب حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا بھلا اللہ تعالیٰ سکر ات موت آسان کرے انقصہ جب سات برس قید کے جو بطور عتاب بڑھ گئے تھے قیوب الانقضا ہوئے تو ایک رات میں حضرت یوسف علیہ السلام کو تجھے

یہ کلمات زبان پر تھے اُتھی اَنْتَ الرَّبُّ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنْتَ الْخَالِقُ وَاَنَا الْمَخْلُوقُ وَاَنْتَ الْغَنِيُّ وَاَنَا الْفَقِيرُ

اساںک بحق ابراہیم علیہ السلام و بحق اسحق و بحق یعقوب اسرائیلک ان تعینى وترحمى یا نبی المستغنیین یا ارحم الراحمین اللہم خلصنی من السجن اور بادشاہ ریان ایک خواب دیکھ رہا تھا اور عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سات برسین گذر گئیں تو ایک دن صبح کو حضرت یوسف علیہ السلام حسب معمول نالہ و زاری میں مشغول تھے کہ ایک جوان خوب صورت نے آکر کہا السلام علیک یا یوسف حضرت نے فرمایا علیک السلام تو کس طرح اس تمام میں آیا اس جوان نے جواب دیا کہ میں جبریل ہوں فرمایا کہ منزل ناہن میں کس طرح آئے حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا یہ منزل خالصین کس طرح ہے جہاں تم سا طاہر اور صدیق موجود ہے فرمایا میں کس طرح صدیق ہوں جب کہ چہرہ روشن اور بدکاروں میں بسر کرتا ہوں حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ تم اپنے خدا سے سچے اور بلا سے سحر یوں میں صبر کرتے رہے سو خدا تم کو لائے تمکو صابرون اور صلیقون اور صلیحون میں شمار کیا ہے اور میں آپ کو بادشاہت مصر کا مشورہ لایا ہوں حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا کہ اسے جبریل

میرے باپ بھائیوں کی بھی کچھ خبر ہو کہ باپ تمہارے روتے ہیں اور بھائی شرمندہ ہوتے ہیں یہ سنکر حضرت یوسف علیہ السلام غلط ہوئے پھر حضرت جبریل نے فرمایا اے یوسف صدیق اب وقت آیا کہ حق تعالیٰ تمکو زندان سے نجات بخشے اور تخت سلطنت و فرمانروائی پر بٹھلائے اور جگہ اغرہ و احمر سلطنت تمہارے منقاد و مطیع ہوں اور فقر اور سبائیں تمہارے سبب سے غنیر و کرم اور سبب اسکا قریب تر نظر آتا ہے اور بادشاہ ایک خواب دیکھا چاہتا ہے کہ سب لوگ اسکی تعبیر سے عاجز آئیں گے اور تمکو واسطے تعبیر کے باغرازا و اکرام طلب کریں گے اور وہ خواب من اول اسے آخرہ بیان کر دیا اور نصیر اور تاویل اسکی بھی کہدی اور روانہ ہوئے بعد کئی دن کے بادشاہ مصر نے خواب دیکھا صبح کو مقبرہ کو بگایا اور اپنا خواب کہا کہ انی اری سبع بقرات سان یا کلن سبع عجاف و سبع سنبلات خضر و احمر یا نبات

یا ایہا الملأۃ افتونی فی رویائی ان کتم لئلا یرویا تعبیر دن قالوا اضغاث احلام من تاویل الاحلام و تعلیم یعنی میں خواب دیکھتا ہوں سات گائیں ہوئی اور کھاتی ہیں سات ذیلی اور سات بانی ہری اور دوسری شو کھی اسے دربار و التوجیر کو مجھے میرے خواب کی اگر ہو تم خواب کی تعبیر کرنے والے ہو لے یہ اور تے خواب ہیں اور ہو کو تعبیر خواہوں کی معلوم نہیں یعنی ہم سچے خواب کی تعبیر جانتے ہیں اور یہ تو خواب باطل ہے تب بادشاہ کو سخت تعجب ہوا اور بعض مفسرین نے یون لکھا ہے کہ بادشاہ خواب کو بھول گیا صبح کے وقت منجموں اور کاہنوں کو بلوا کے پوچھا کہ میں نے ایک خواب دیکھا تھا بھول گیا ہوں سو بتلاؤ حاضرین نے کہا غیب کی بات ہم نہیں جانتے بادشاہ نے کہا اگر نہیں بتلاتے تو قتل کر دوں گا سب نے کہا جھوٹی خواب تھی اور ہم احلام کی تعبیر نہیں جانتے اور جس جگہ بادشاہ یہ گفتگو کرتا تھا اسی مقام پر ساتی حاضر تھا اسنے دیکھا کہ تجوی و تفسیر تعبیر خواب سے عاجز ہوئے تو اسنے حضرت یوسف کا نشان بتا دیا کہا قال اللہ تعالیٰ و قال

الذی علی سنانہا و اذکر بعد امۃ انا انبکم بتا و لیر فاز سگون یعنی اور بولا وہ جو بچا تھا ان دو میں اور یاد کیا مدت کے بعد میں بتاؤں تمکو اسکی تعبیر سو تم مجھکو بھی جو زندان میں کہ وہاں ایک جوان کی یاد خوش و خرم و دانا عالم ہوا اور کئی برس ہوئے کہ بیگناہ زلیخا کے سبب سے قید ہو وہ جوان خواہوں کی تعبیر خوب جانتا ہے سو بادشاہ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور کہنے لگا کہ اتنی برسوں سے تو نے کیوں نہ عرض کیا اور مجھکو تو یاد ہی نہ تھا ساتی نے عرض کیا اے بادشاہ میں بھی بھول گیا جیسا حضور بھول گئے بادشاہ نے پوچھا تو نے کس طرح جانا کہ وہ شخص تعبیر خواہوں کی خوب جانتا ہے اسنے اپنا اور ناناوی کا قلعہ بیان کیا بادشاہ نے فرمایا کہ جلد جا اور اسنے

خواب کی تعبیر معلوم کر کے میری خاطر جمع کر ساقی نے کہا کہ تجھ کو شرم آتی ہو کہ میں اب کیا اس جو ان کو گھا اور غدر اپنی فطرت کا بیان کر دیکھا بادشاہ نے کہا تو جاوہ جو ان اب تجھ کو کچھ بھی نہ کہے گا چنانچہ ساقی سوار ہو کے اپنا تہمتہ آستین سے چھپائے ہوئے کمال شرمندہ مجلس میں آیا ابن عباس کے نزدیک مجلس خارج معروض تھا حضرت یوسف نے اس کو دیکھ کر فرمایا کہ تو آستین ہتھ سے اٹھالے تجھ کو شیطان نے بھلا دیا تیرا کچھ قصور نہیں تب ساقی نے بادشاہ کا خواب بیان کیا اور تعبیر چھی

چنانچہ ارشاد ہوا یوسف ایتما السدیق افئنانی سبع لقرات سمان یا کلھن سبع عجاف وسیع سنبلا خضروا خربا بسا لعلی ارجع الی الناس لعلم یملون یعنی ہا کر کہا یوسف ملے پتھے حکم دے ہکو اس خواب میں سات گائیں موٹی آنکو کہا دین سات ذیلی اور سات بالیان ہری اور دوسری سوکھی کہ میں لیجاؤں لوگوں پاس شاید آنکو معلوم ہو تیری قدرت یعنی اہل مصر سے تاویل رو یا بیان کروں کہ وہ تمہاری استعداد علمی سے آگاہ ہو جاوین حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا ترعون سبع سنین

و ابا فاحصہ تم قدر وہ فی سنبلا الاقلیلا تملأ کلون ثم یاتی من بعد ذلک سبع شدا و ایا کلھن ما قد تم لسن الاقلیلا ما تحسنون ثم یاتی من بعد ذلک عام فیه یقات الناس و فیه یعقر ذن یعنی تم کھیتی کر دو گے سات برس لگ کے سو جو کاٹو اس کو چھوڑو اسکے بالی میں گر تھوڑا جو کھانے ہو پھر آدینگے اس چھ سات برس سختی کے کھا جاوین جو رکھا تھنے اسکے واسطے مگر تھوڑا جو روک رکھو گے پھر آدینگا اس پیچھے ایک برس اسمین مینہ پادینگے لوگ اور اسمین رس پھوڑینگے تفصیل یہ ہے کہ حضرت یوسف نے فرمایا کہ موٹی گائیں اور ہری بالیان سات برس ہیں کہ اسمین زراعت بخوبی ہو اور خلائی بخوشی بسر کرے اور گائیں ذلیلین اور بالیان سوکھی برس ہیں تنگی کے جمین اسباب معیشت منعدم ہو جائے پھر فرمایا کہ زراعت کرو سات برس حسب عادت اور بعد اسے محصول و آنکو بالیوں میں چھوڑو کہ زمین میں کل خجائے الا تھوڑا کھانے کو رکھ لو پس الاقلیلا تملأ کلون استعارہ ہر کم کھانے سے اور مبالغہ ہو ذخیرہ کرنے میں اور یاتی من بعد ذلک سبع شدا و تاویل لقرات عجاف اور سنبلا یا بسا کی جو یعنی سات برس سخت باعسرت آدینگے اسکے بعد سات برس بالکیش و آسائش آدینگے پھر جو غلہ رکھا جو اس کو گرانی کے سالوں میں کھائیں مگر تھوڑا بچ کے واسطے آٹھویں برس کے رکھیں پھر فرمایا کہ بعد ان کے ایک برس آدینگا اسمین بانی بر سے گا اور زراعت بخوبی ہوگی اور میونس اور آنکو بکثرت ہونگے کہ لوگ اسے رس پھوڑینگے اس قدر شاید واسطے ساقی کے فرمایا ہو کہ وہ شراب بناتا تھا اور حضرت ابن عباس فیہ تفسیر میں فرماتے ہیں

کہ یوشی آسودہ اور شیردار ہو جائیگا اور آدمی انکا دودھ آسائش و فراغت سے دیکھتے ہیں گے اور ابو عبیدہ فرماتے ہیں کہ بصرہ و شتق حضرت سے ہو اور حضرت بمذنی نجات ہو یعنی اس سال میں آدمی کو تنگی قحط سے نجات ملے گی روایت صحیح ہے کہ بیان سال ہشتم کا بادشاہ کی خواب میں نہ تھا بلکہ یہ امر حضرت یوسف نے از روئے وحی الہی بیان فرمایا بالجملة حضرت یوسف نے تعبیر بیان کی تو ساتی نے اگر بادشاہ کے حضور میں مفصل التماس کی بادشاہ مشتاق ہوا قال الملك الحقونى به معنی کہ بادشاہ نے بے آوازگو میرے پاس تاکہ میں اپنے کان سے یہ تعبیر سنوں اور جو بعضوں نے ذکر کیا ہے کہ بادشاہ خواب کو بھول گیا تھا وہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب بھی بیان کیا اور تعبیر بھی فرمائی جیب ساتی نے یہ حال بادشاہ سے بیان کیا تو بادشاہ بہت ہنس اٹھا اور بولا گو یا سنو یہ خواب دیکھا تھا سو جلد لاؤ میرے پاس اسکو لیکن یہ روایت سیاق آیت کے خلاف ہے کیونکہ کلام میں صراحت مذکور ہے کہ ساتی نے خواب بیان کر کے تعبیر بھی متنبیہ تین شخصوں نے تین چیزیں فراموش کیں حضرت آدم علیہ السلام نے عہد الہی فراموش کیا کہ وفد عبدنا آئے آدم بن قبل فتنی اور یوشع ابن نون علیہ السلام نے کہا الی قسیت الموت ان دونوں میں حکمت الہی تھی کہ اسکا ثمرہ ظاہر ہوا اور اپنے مقام پر مذکور ہو مگر ساتی جو سفارش یوسف بھول گیا اس میں حکمت یہ تھی کہ اگر یوسف علیہ السلام ساتی کی سفارش سے خلاصی پاتے تو نالائق کے ممنون ہوتے اور پیغمبر کا دل سنی پر پھڑھاتا لہذا ملک ریان کو خوب دکھایا اور حضرت یوسف کو بادشاہ کی معرفت بلایا حقیقت اور شان بٹوایا اہل معافی فرماتے ہیں کہ جب طرح حضرت یوسف علیہ السلام اور ساتی اور نال پر بوضع مختلف زندان شاہی سے نکلے اسی طرح مسلمان زندان دنیا سے نکلتا ہے پس کسی کو لیجائے ہیں بہرہ دار اور کسی کو بہرہ دار القرار اور کسی کو برائے دیدار ایک کو حکم ہوتا ہے کہ ہم تجھے بہرہ میں دوسرے کو ارشاد ہوتا ہے کہ ہم تیرے خریدار ہیں تیسرے کو فرماتے ہیں کہ درود تو جہان کی نعمتیں تجھ پر شاہین سبحان اللہ کیا شان کبر بانی ہو القصہ بادشاہ نے ایک اور آدمی یا اسی ساتی کو حضرت یوسف علیہ السلام کے بلانے کو بھیجا فلما جاورہ الرسول قال ارجع الی ربک فذلک ما بال القسوة الی قطع ایدینہ ان ربی بکید من علیم یعنی جب پھر یہو تچا آدمی بھیجا ہوا بادشاہ کا فرمایا کہ پھر جا اپنے خاوند پاس اور پوچھا وہیں سے کیا حقیقت ہو ان عورتوں کی جنہوں نے کالٹے ہاتھ اپنے میرا رب تو انکا فریب سب جانتا ہے خلاصہ یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے چاہا کہ پہلے میری براءت اس گناہ سے جسکے واسطے قید ہوا ہوں ظاہر

ہو جائے تب قید سے نکلون اس واسطے وہ قصہ یاد دلایا کہ زلیخا نے عورتوں کے سامنے جسے
عفت ظاہر کی تھی اور عورتوں نے وقت پر چھپا ڈالا سو اب بادشاہ اُسے بلوائے پوچھے تو
وہ کھول دینگے اور دریافت ہو جائیگا قصیر وار کون ہو اور مجھ کو بادشاہ کی اطاعت میں بند
نہیں ہو لیکن خاطر غزیر کی بھی ادلی ہو کہ آسنے مجھ کو خرید کیا اور یہ اس وقت ممکن ہو جب غزیر
راضی ہو اور رضا مندی غزیر کی اس وقت ہوگی جب میرا حال عورتوں سے دریافت کیا جا
اس مقام پر حضرت یوسف علیہ السلام نے سب عورتوں کا فریب بیان کیا اور زلیخا کا ذکر
نہیں کیا اس لیے کہ حق پرورش کے خلاف تھا اگر اس کا نام لیتے تو وہ محبوب اور شرمندہ ہونی کو
اصلی فریب اس مقدمہ میں زلیخا کا تھا اور یہ سب عورتیں اسکی مددگار تھیں مگر حسین و مددگار
مثل فاعل ہو ثواب اور عقاب میں چنانچہ بادشاہ نے زلیخا کو اور آن عورتوں کو بلوایا اور
کہا خطیب کن اذرا و دتن یوسف عن نفسه یعنی کہا بادشاہ نے عورتوں کو کیا حقیقت ہو تمہاری
جب پھسلایا یوسف کو اسکے جی سے اس طرح سے بادشاہ نے اس لیے کہ اتنا کہ عورتیں جانیں
کہ بادشاہ کو خبر ہو اور جھوٹ نہ بولیں عورتوں نے کہا حاش بشدا علینا علیہ من سویر یعنی خدا
کی پناہ ہمارے معلوم نہیں اس پر کچھ برائی جب زلیخا نے دیکھا کہ عورتوں نے یوسف علیہ السلام کی
برارت ظاہر کی تو یہ سمجھی کہ اب گواہی معتبر گزری جھوٹ بولنے سے کچھ فائدہ نہیں قالت
امراة الغزیر الان حصص الحق امارا و دتن عن نفسه و انہ لمن الصادقین یعنی بولی عورت غزیر کی اب
کھل گئی سچی بات میں نے پھسلایا تھا اسکو اسکے جی سے اور وہ سچا ہو کہ آسنے غزیر سے کہا ہو
را و دتن عن نفسی اہل معافی فرماتے ہیں کہ جب تک محبت زلیخا کی ضعیف تھی ملاست سے
ڈرتی تھی اب قوی ہوئی اندیشہ جاتا رہا و لنعم ما قال الجامی سے بندہ عشق شدی ترک نسب
کن جامی کہ درین راہ فلان ابن فلان چیز سے نیست با بھلہ ملک ریان پر طہارت یوسف
یہ گواہی زبان مصر و اقار زلیخا ثابت ہوئی تو بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ آپ تشریف لائیے میں انکو
سزا دوں حضرت نے جواب دیا کہ یہ سب طواریاں ہیں تمہارے غزیر مصر میری عدم خیانت سے گاہ
ہو جائے اور یہ کہ اللہ نہیں چلا تا فریب دغا بازون کا کہا قال اللہ و ذلک ليعلم انی لم اغتصب
وان اللہ لا یمدی کید انھما نہیں یعنی یہ سب اس واسطے ہو کہ غزیر مصر معلوم کرے کہ میں نے
چھپ کر جوڑی اس غزیر کی نہیں کی اس جگہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس کلام پر
جبریل نے ہاتھ پہلو سے یوسف پر مارا اور کہا خبر دار وہ باد ہو زلیخا سے کیا تمہارا پھر واسطے

رفع احتمال پندار و غرور کے فرمایا میں پاک نہیں کتنا اپنے جی کو سیکھا تاہی برائی مگر جو رحم کیا سیر
پروردگار نے بیشک میرا رب پر بخشنے والا مہربان کہا قال تعالیٰ واما ابرہی نفسی ان النفس الامارۃ بالسوء
الامر رحم ربی ان ربی لغفور رحیم اہل معافی فرماتے ہیں کہ حضرت نے جب توفیق حق و عفت مطلق
دیکھی تو کہا لیعلم انی لم اختار جب تفصیر خدمت ملاحظہ فرمائی تو کہا واما ابرہی نفسی یہاں بیان غلہ
تفصیر ہے اور اول توضیح شکر توفیق فائدہ لفظ امارہ کہ صیغہ مبالغہ ہے دلالت کرتا ہے کہ نفس
از روئے جبلت جانب شر لپٹا ہوا اور وقت فرصت نامرضیات میں ڈالتا ہے بعض اہل تفسیر
کہتے ہیں کہ ہر آدمی کے بدن میں تین نفس ہیں ایک مقدس جسکو روح آملی بولتے ہیں یہ داتا نذیر فرمان
ہو دوسرا منطبعہ کہ تدبیر ان اور مقتضیات شہوت و غضب میں مصروف رہتا ہے وہ امارہ بھی کہلاتا ہے
ہر تیسرا نفس ناطقہ کہ علم و ادراک حواس سے لیکر روح پر عرض کرتا ہے اسی کو لواۃ بولتے ہیں اور
یہی نفس وقت صدور امر نامشروع امارہ کو ملاست کرتا ہے اور اسی کو ملہمہ بھی کہتے ہیں کہ بواسطت
روح امور خدا آپس لہام ہوتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہ نفس صالحین و ابرار کا ہے حضرت ابن عباس
فرماتے ہیں کہ جمیع نفوس بروز قیامت لواۃ ہونگے اسلئے کہ جو لوگ نیک تھے وہ اس سبب سے
ملاست کریں گے کہ ہم نے کار نیک زیادہ کیوں نہ کیئے اور جو بد میں بدی پر ملاست کریں گے وہ بد میں
میں ہر کہ اہل جنت کو کسی بات کی حسرت نہ ہوگی مگر اس ساعت کی جو بلایا یا حق گذری
دنیا میں اور حسن بصری کہتے ہیں کہ نشان مرد ایمان دار کا دنیا میں یہ ہے کہ ہمیشہ اپنے نفس کو
ملاست کرتا ہے اور اہل تفسیر کو نفس لواۃ میں اختلاف ہے اہل تحقیق کہتے ہیں کہ اگرچہ نفس واحد
ہو مگر اسکے تین حال ہیں یعنی اگر عالم علوی سے متوجہ ہو کے طاعت میں بسر کرتا ہے تو مطمئن ہے
اور اگر عالم سفلی سے متوجہ ہو کر شہوت میں مصروف ہو تو امارہ ہے اور جو کسی وقت سفلی میں آتا ہے
اور کسی وقت علوی میں وہ لواۃ ہے بعض کے نزدیک نفس مطمئنہ انبیاء اور اولیاء کاملین کا ہے اور
امارہ کافرون اور فاسقون مصرع کا اور لواۃ گنہگار ان تائب و تفسیر واران نام کا اور بعض
کے نزدیک یہ نفس متقیون کا ہے کہ نفوس عاصیہ کو دنیا میں ملاست کرتے تھے آخرت میں
بھی ملاست کریں گے اور حق یہ ہے کہ نفس آدمی از روئے جبلت سلامت و ندامت سے موصوف
ہو کیسا ہی ہو کہ اتفقہ استاذ الاشاذ فی تفسیر الغزیری لسورۃ القیامۃ اور کشف الاسرار میں ہے
کہ نفس کے پانچ مرتبے ہیں امارہ مکارہ مکارہ لواۃ مطمئنہ سو امارہ وہ یہ سبب جمیع صفات حیوانیت
غالب رہے اور تمام عمر خواب و غور میں بسر کرنے اور ریاضت و مجاہدہ کے نزدیک نہ جائے

منہ
واقعا
نفس

اور اپنے صاحب کو دانا محروس و ہذا میں مشغول رکھے جانب خیر جانے نہ دے اسی کی مخالفت سے انسان داخل بشت ہوتا ہے کہ قال اللہ تعالیٰ وہی النفس عن الہوی فان البغیۃ ہی الہادی الی البکر و راق رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ مخالفت ہوا سے نفقت و لی ہوتی جو کوئی چیز اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں خیر تر ہوتا ہے یہاں نہیں فرمائی و اللہ اہل دین کہتے ہیں کہ انسان جب ہوا نفس سے نکلے تب بالغ ہو والا نابالغ جو بہ طرح عرف عام میں اُس وقت جوان کہلاتا ہے جب احب و دوست کنارہ کرے سے خلق الطفال اندر جست خدا و نیت بالغ خبر نہ دے از ہوا و اور اپنے مقام میں ثابت ہو کہ جمہ انبیاء علیہم السلام اپنی قوم کو اور اولیاء اللہ اپنے مریدوں کو اس نفس کے جماؤ کا حکم دیا کیسے ہیں اور نگارہ اگرچہ غراب ہے لیکن قوت و طاقت میں اتارہ سے نہایت کم ہو اسکو سالک راہ حقیقت سے طاقت مقاومت نہیں ہے لیکن دائما تاک لگائے رہتا ہے اگر فرصت پاؤں تو میا انصاحب کو ہاتھ لگاؤں نہ لگاؤںی مرید مجاہدہ میں مشغول ہو اور ہمیشہ ذکر و فکر میں لگا ہو دفعۃ حج یا جہاد پیش کیا اسوقت میں نفس بھکارہ جو گمات لگائے بیٹھا تھا رو برد آکر لولا کہ سفر جہاد اور حج بمقام مجاہدہ و ریاضت و جہیت خاطر سے افضل و عالی تر ہے پس اسی کو کرنا واجب ہو اور ذکر و منکر اور ریاضت اور مجاہدہ کو چھوڑنا فرض و لازم ہو اس میں یہ کمر بھالا کہ مرید مبتدی ہو لاؤ مقام جہیت سے گراؤں اور پریشانی و سرگردان پر آگندہ دل کر دوں کہ حضور حق سے محروم رہے اس حال میں اگر مرشد غالب ہو تو مرید کو نفس بھکارہ سے خلاص کر دیتا ہے نہیں تو گرجاتا ہے اسی واسطے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ مرید جب تک صاحب تکلیف نہ ہو نفس بھکارہ سے امین نہیں ہو اور نفس بھکارہ کا یہ دستور ہے کہ اہل حقیقت کے گرد پھرتا رہتا ہے اور ریاضت و مجاہدہ میں دیکھ کر کہتا ہے کہ اوقات غریزائی کیوں ضایع کرتے ہو اور بیفائدہ تکلیف اٹھاتے ہو شریعت کے موافق آرام کرو پس اس حال میں اگر صاحب نفس مرد متقی نہیں ہو تو صاف مقام حقیقت سے ظاہر شریعت میں پڑ جاتا ہے اور غریبت سے رخصت میں آجاتا ہے اور جب رخصت میں آیا تو آرام نفس پائی گئی اور جب آرام نفس پائی گئی تو نفس قوی ہوا اور نفس اتارہ کہ دبا ہوا پڑا تھا کھل کھڑا ہوا حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہیں کہ میں چالیس برس سے سنازعۃ نفس میں تھا کہ وہ روٹی و دہی مانگتا تھا میں نہیں دیتا تھا ایک دن مجھکو رحم آیا تو ایک درم وجہ حلال کا لیکر بازار بغداد میں گیا راہ میں ایک مقام ویرانہ پڑا وہاں ایک بزرگ سہلے کہ ریگ گرم پر پڑے تھے اور شہد کی مکھیاں اٹھا گوشت کھا رہی تھیں مجھکو بہت رحم آیا تو میں نے کہا کہ یہ مرد سکیں ہو اسنے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے فرزند تو نے کون بات سیکھنیوں کی مجھ میں پائی دتا ج اسلام سر پر رکھتا ہوں نہ گو بہ معرفت و ہن میں

یہ دعا پڑھی اللہ تمہاری اس الگ بخیرک من خیرہ واعوذ بقرتک وقدرتک من شرہ وشرغیرہ اور
 یسوقت بادشاہ اور ارکانِ دولت نے دیکھا کہنے لگے کہ یہ شخص جو یہ فرشتہ پھر بادشاہ سے ملاقات
 ہوئی حضرت نے عربی میں سلام کیا اُس نے پوچھا کہ یہ کون زبان ہو فرمایا یہ زبان ہمارے چچا اسمیل علیہ السلام کی
 مدد کے زبانِ عبرانی میں دعا فرمائی تو بادشاہ نے پوچھا کہ کون زبان ہو فرمایا یہ زبان ہمارے باپ دون غنی محبوب
 و احق و ابیہیم کی ہے بعد اسکے بادشاہ نے اپنے پہلو میں بٹھالایا اور باتیں کرنے لگا روایت ہے کہ بادشاہ نے اپنا
 بڑا فصیح و بلیغ تھا اور اس زبان دان تھا کہ شہزادوں میں باتیں کرتا تھا سو اس نے حضرت یوسف سے سب
 زبانوں میں کلام کیا اور حضرت یوسف نے ہر زبان میں جواب دیا چونکہ بادشاہ کو حضرت یوسف علیہ السلام
 کی زبان دانی اور لیاقت بہت پسند آئی تو اسے کہا اٹک الیوم دنیا مکین امین لیکن کہا اور یوسف صبح تو نے
 آج ہمارے پاس جگہ پائے اعتبار ہو کر اور اسی وقت سے بادشاہ نے عزیز کا علاقہ چھوڑا دیا اپنی محبت
 میں رکھا پھر بادشاہ نے اپنا خواب بیان کرنے کا ارادہ کیا حضرت نے فرمایا کہ اگر ارشاد ہو تو میں خواب
 بیان کروں اور تعبیر کہوں بادشاہ نے کہا اچھا بیان کیجیے سو حضرت نے فرمایا کہ تم نے صبح کو یہ خواب دیکھا
 کہ میں رو دیل کے کنارے کھڑا ہوں اور سات گائیں سفید رنگ موٹی ایسی دودھاری کہ انکی چھاتیوں
 سے دودھ ٹپکتا ہو کھڑے ہیں اسی وقت رو دیل خشک ہو گیا اور سات گائیں دیلی جگل اُس نے
 بہت بڑے اور ہاتھ کٹھن کے سے انت دیکھ کے مانند نکلیں اور ان ساتوں کو پھاڑا ڈالا اور یہ بھی دیکھا
 کہ سات خوشے سبز اور سات خشک ایک ہی درخت سے نکلے دفعۃً ہوا ایسی چلی کہ سو کے خوشوں
 نے جنبش کھائی اُن کے ایک آگ نکلی اُس نے سبز خوشوں کو جلایا یہ خواب دیکھا آپ کو خوف معلوم ہوا
 بادشاہ نے کہا رستہ لیکن میں یہ پوچھتا ہوں کہ تعبیر سبکی ہوگی مگر خواب میرا تم سے کہنے کہ دیا حضرت
 نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھے خواب تمہارا کہ دیا جو اودھا نے کہا کہ جبریل علیہ السلام
 کون ہیں فرمایا اللہ کا فرشتہ ہے بعد اسکے حضرت نے تعبیر خواب زبان مبارک سے ارشاد فرمائی
 بادشاہ نے کہا کہ جو حضرت نے بیان فرمایا اس میں فرق نہیں ہے پر میں حیرت میں ہوں کہ تعبیر اسکی
 کیا کروں آپ ہی کوئی تعبیر نکالیں فرمایا تعبیر یہ ہے کہ اپنے تحصیلداروں کو حکم دے کہ جملہ اراذل و اشراف
 و اوساط سے کھیتی کرادیں اور جو کاشتکار ہیں ان پر تائید کریں اور سات برس میں جو کچھ غلہ ہوا اسکو
 کاٹ کر نالیوں میں رہنے دیں تاکہ حشرات الارض سے محفوظ رہے اور وقت مہمود پر غلہ آدمیوں
 کی غذا ہو اور بھوسہ مویشیوں کی اور اگر اس طرح نہ کیا جائیگا بالکل ملک کی بد انتظامی ہو کے بادشاہ
 متاثر و متفکر ہوا کہ مجھے کس طرح حالت قحط میں بند و بست ہو سکیگا اور میں فقہ احوال فقرا

دوسرے مساکین اس حال میں کس طرح کر دینا اور محکوم ہو گا کہ نصیب کس کا کتنا ہو اور مایحتاج ہر محتاج کا کس قدر ہو جب حضرت یوسف نے بادشاہ کو پریشان خاطر دیکھا تو واسطے تسلی دل کے فرمایا اجلنی علی خزائن الارض الی حفیظ علیم یعنی مجھ کو مقرر کر ملک مصر کے خزانہ پر میں خوب نگہبان ہوں خبردار بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہو کہ خزائن طعام پر اور ان مواضع پر جہاں غلات وغیرہ جمع ہوں والی کر دے اور میرے سپرد کر کہ میں حفیظ ہوں یعنی غیر مستحقوں کو نہ دینگا اور مستحقوں کو زیادہ قدر حاجت سے نہ عطا کرونگا کیونکہ میں علیم ہوں حاجتمند و مستحق کو خواب بچاتا ہوں اگر کوئی شبہ کرے کہ طلب امارت بادشاہ کا فرض شان صدیقیت کے خلاف ہو تو نفع اس شبہ کا یوں ہو سکتا ہو کہ حضرت یوسف علیہ السلام پیغمبر حق تھے اور رعایت مصالح امہ بقدر امکان پیغمبروں پر واجب ہو سوا اگر طلب امارت اس نظر سے فرمائی تو مضائقہ نہیں درائے اسکے حضرت یوسف کو از روئے وحی معلوم ہو چکا تھا کہ امر خلافت میرے تفویض ہو گا کیونکہ حضرت جبریل علیہ السلام زندان میں بشارت دیکھے تھے اور قحط کا حال بھی کہ گئے تھے اس سبب سے گویا حضرت یوسف نے طلب امر مشروع فرمایا کہ اس سے مستحقوں کو نفع پہونچا اور عدل و احسان ظاہر ہوا پس مقصود طلب امارت سے رعونت نفس اور حب ریاست نہ تھا کہ مرضی حق کے خلاف چلے اور شان صدیقیت سے بعید ہو عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ دو پیغمبروں نے دو سبب سے دنیا کی خواہش کی پہر اول حضرت یوسف علیہ السلام نے کہ انھوں نے یہ جانا کہ حالت قحط میں مصر کا بادشاہ خلق خلیفہ شفقت قرار واقعی نہ کر سکے گا اور بند و بست نہ ہو سکے گا اسی واسطے سلطنت مصر کی درخواست کی کہ اللہ نے بادشاہ کے دل میں یہ ڈالا کہ سو اے انکے اور کسی سے انتظام اس وقت کا نہ ہو گا دوسرے حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب خبر پائی کہ فرعون ملک مصر کی بادشاہت پر ایسا مغرور ہوا کہ دعویٰ الوہیت کر کے اور انار بکم الی علی کہنے لگا تب حضرت سلطان نے کہا کہ اگر تمام عالم کی بادشاہت بھی ہوتی تو بھی دعویٰ خدائی زیب نہیں دیتا تھا سو دعا کی رب ہنس لی ملک لا تمشی لاحد من بعدی یعنی مجھ کو ایسا ملک عنایت کر کہ بعد میرے کسی کو نہ ملے تو میں خلق کو دکھلاؤں کہ سوا تیرے کوئی سزاوار الوہیت نہیں ہو اور جب کو تو نے سارا ملک اپنا دے دیا ہو وہ بھی تیرا بندہ ہو پھر فرعون کس طرح دعویٰ باطل کرتا تھا فائدہ اگر کوئی شبہ کرے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس معاملہ میں انشاء اللہ کما یہ بات خلاف شان پیغمبری تھی چاہیے تھا کہ الی حفیظ علیم انشاء اللہ فرماتے تو نفع اسکے یوں ہوتا ہو کہ امام واحدی کہتے ہیں کہ اسی سبب سے ایک برس تک حضرت

یوسف علیہ السلام اپنے مطلب کو نہیں پہنچے اور امام رازی فرماتے ہیں کہ حضرت نے اس لیے انشاء اللہ نہیں کہا کہ اگر میں انشاء اللہ کمون تو بادشاہ جانیکا کہ اسکو خطاس عمل کی طاقت نہیں ہو کہ تعلیق بلفظ انشاء اللہ کرتا ہو لہذا ظاہر میں ترک کیا اور دل میں کہہ لیا تھا اگر کوئی سکے کہ حضرت نے اپنی تعریف فرمائی حالانکہ ایسا نہ چاہیے تھا تو جواب یہ ہو کہ مرج اپنی اس وقت مذہبوم ہو جب مقصود اسے تفاخر ہوا اور یہاں مقصود اطلاع حال تھا نہ تفاخر اخافت میں ہو کہ راستہ کو راستی کی راہ سے اپنی مدح کرنی منع نہیں خصوصاً جب کوئی مصلحت داعی ہو اور اس مصلحت کی حمد حدیث میں بھی وارد ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا انا سید ولد آدم ولا فخر کیونکر مراد اس سے تعلیم امت اور کیفیت اطاعت نزلت ہو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سال بھر حضرت یوسف بادشاہ کے پاس باعزاز و اکرام رہے اور اقامت رسوم بادشاہی اور احیاء مراتب فرمانروائی میں اعانت شاہ فرمایا کیے جب برس رور گذر گیا تو بادشاہ نے شہر مصر و بارگاہ سلطانی کو آراستہ کیا اور تخت زرین جسکا طول تیس گز کا تھا اسکل سجرا ہر حضرت یوسف علیہ السلام کو خلعت خلعت شاہی پہنا کے بٹھالایا اور منادی کرادی کہ یوسف علیہ السلام غریز مصر ہوئے انکی اطاعت کرو و غریز مصر کو مغرول سمجھو اور بے غے کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے برعایت حق پرورش و غریز کی حیات تک اسکے کام میں دخل نہیں کیا بعد وفات اسکے بند و بست شروع کیا اور ابن حق نے ابن زید سے روایت کی ہو کہ مصر میں خزانہ بہت تھا ان سب پر حضرت کو اختیار دیار و آیت ہو کہ جب امور سلطنت مصر حضرت کے تفویض ہوئی تو اول آپ نے حکم دیا کہ حوالی مصر و موصل میں ایک میدان متدل المواسخ کی زمین تری و نمناکی سے سلامت ہو تجو پڑ کیا جائے جب وہ میدان قرار دیا تو ایک عمارت وسیع الفضل انیس بنوائی اور چوبیس ہزار جو لیان قرار دین بعد اسکے کھیتی کر نکا فرمان جملہ ارازل و اشراف و اوساط کو صادر فرمایا کہ جس جگہ زمین خالی تھی جوئی گئی اور جس جگہ پانی تھا وہاں سکے واسطے حضرت نے دعا مانگی وہاں پانی برسا اور جہان ندی و کنوین تھے وہاں انکے پانی سے کام لیا گیا اور تحصیل رزوی اعتبار اور امناسے نچتہ کار واسطے جمع کرنے محبوب و غلات کے معین کیے گئے کہ غلہ کاٹ کر بالیون میں رکھو اتین چنانچہ سات برس برابر یہ حکم جاری رہا اسطرح اللہ صاحب ایما فرماتے ہیں و کذلک کثرت یوسف فی الارض مقبور

سناجیت لیشار نصیب برجتنا من انشاء و الاضیع اجر احسنین و لا حجر الاخرۃ خیر لکذین آمنو و کانوا یقولون یعنی یون قدرت دی ہم نے یوسف کو اس زمین مصر میں جملہ کپڑے مسین جہان چاہے

ہم پہنچاتے ہیں اپنی جہر کو چاہیں اور ضائع نہیں کرتے نیک بھلائی والوں کا اور آخرت کا بہتری
 انگو جو یقین لائے اور سب پر نیکو گاری میں یہ جواب ہو کافروں کے سوال کا جو حضرت صلعم سے
 کیا تھا کہ نبی اسرائیل مصر میں کیونکر آئے حضرت ابن عباس اور وہب ابن منبہ محنین سے اس جگہ
 صابرین مراد لیتے ہیں قائدہ اس مقام سے کہی فائدے نکلے اول یہ کہ عالموں کو بادشاہ کے پاس
 بنا بر نفع خلق اللہ جانا درست ہو بنا بر خرش آمد و طلب دینا جائز و وسرادر و بیثون کو سلامتین سے
 طلب حاجت کرنا درست ہو تیسرا مومنوں کو کفار سے بضرورت استیعا جائز ہو جو تھا کافروں کی
 ولایت میں رہنا اسلئے کہ احکام ایمان سے خبردار ہوں درست ہو یا نچوان مومنوں کو تعریف کافروں
 کی کرنا جائز ہو کافراں کی تعریف کرے چنانکہ زبان نے حضرت یوسف سے کہا دنیا مکین امین
 مگر حضرت نے تعریف نہ کی بلکہ فرمایا انی حفیظ عیلم چھٹا نصیحت کرنا اولوالامر کو عالموں کے لئے
 درست ہو جسطح حضرت نے فرمایا تجھے آیام فحط میں انصاف نہ ہو کی گایہ کام مجھے سپرد کر بادشاہ نے
 قبول کیا کہ بند و بست ہو گیا اور ملک اسکا باقی رہا اسی مقام سے کہتے ہیں کہ ملاک فرعادل کے پاس
 رہتا ہو اور مسلمان ظالم سے جاتا رہتا ہو ساقوان اس قسم کی نوکری کافروں کی جائز ہو واضح ہو کہ
 نوکری کافروں کی یہود ہوں یا نصاریٰ یا اور کئی قسم ہو مشح و مشتب و حرام و گناہ کبیرہ قریب سرحد
 کفر ہیں اگر کوئی کافر مسلمان کو بنا بر اقامت رسوم صالحہ و سرانجام امور محمودہ مانند دفع رہنرمان و
 ڈاکو ان دزدان و بنا بر پل و چاد و ممان ہراسے و مدارس وغیرہ نوکر رکھے تو بلا شک مسلمان کو
 درست ہو بلکہ مستحب اسی طرح اگر مسلمان کو نفی مقرر کرے بشرطیکہ فتویٰ مطابق شرع مشعلیف کے
 لکھا وے تو جائز بلکہ مستحب ہو بیل قصہ والدہ موسیٰ و قصہ یوسف علیہما السلام اور اگر کسی اور کام پر
 مقرر کرے کہ اس میں احتکاط و ارتباط لازم آتا ہو اور شاہدہ رسوم و اوضاع شکرہ کا کرنا پڑتا ہو بااحت
 ظلم پر متحقق ہونی ہو جسطح منشی رری اور خد شکاری و سپاہی گری یا تعظیم مفرط کفار اور تذلیل اپنی
 شہنت و برخاست میں ضرور پڑتی ہو تو حرام و گناہ ہو مگر صغیرہ ہو اور اگر بنا بر قتل کسی مسلمان کے
 اور بہم کرنے ریاست مسلمان کے یا ترویج کفر و تلاش مطاعن دین اسلام کے نوکر رکھے تو یہ
 نوکری کبیرہ ہو کذا حقیقہ استاذ الاستاذ فی بعض تقریراتہ بین کہتا ہوں کہ نوکری منصفی و صدرا مینی
 بھی ناجائز کیونکہ مقدمات میں خلاف شریعت حکم دینا پڑتا ہو اور سود دلا نا ضرور ہوتا ہو و ذلک
 حرام کا قال اللہ تعالیٰ ومن لم یحکم بائذل اللہ بہ فادئک ہم انکافرون قائدہ
 حضرت یوسف نے بارہ برس قید میں صبر کیا بارہ نعمتیں پائیں ایک علم کامل ملاکہ

نکاح و نکاح

بائت نکاح

تاویل روایا پر تیار ہوئے و دوسرے ملک پر حاکم ہوئے کہ عدل و انصاف سے نیکنام ہوئے
تیسرے پنجم ہوئے چوتھے تمام خالق کی محبوب بنے پانچویں مغارت والد کا بیچ تھا سو انکو کنگان
سے بچھڑنے کی طلب کیا تھیں لیکن ان کے کمرے سے محفوظ رہے سنا تو یں طہارت و پاکی خود اقرار پر بیجا
نابت ہوئی انھوں نے اپنے توفیق عطا فرمائی اور حکم کامل دیا کہ اپنے گنہگاروں سے عفو کیا تو یں
عمر کامل عطا فرمائی کہ اپنی مراد کو پہنچے و شوین اولاد صالح اور نیک بخت عنایت کی تاکہ انقطاع نسل نہ ہو
کیا رھوین کریم ایسے بنے کہ اسکی ہجوم میں بارھوین زلیخا جسکے باعث سے بہت فساد برپا ہو
۰۰ کلان بن آئین اتقار معتبرین ہو کہ جب یوسف علیہ السلام امیر و سردار مصر ہوئے اور تمام
محنت انکی سبب راحت سے تبدیل ہوئی تو وہ سب رنج و کلفت و محنت و مشقت جو مدت و دراز سے
قرین یوسف علیہ السلام تھیں زلیخا سے متوجہ ہو گئے کہ اسکا شوہر مر گیا اور خود ناتوان و ضعیف ہو گئی اور
شروت و غنائت و بلا سے بل ہوئی اور مال اور منال نے صورت انتقال پیدا کی اور عیشہ
قبیلہ یومین میں تھے یمنون کے بیٹے یلمین در آئے اور بعضے نیست و نابود ہو گئے آرام سے ناکام تھا
یچارہ دل غم سے بارہ خلق سے بیگانہ بنات خواری سے بیگانہ ہو چلا پیشانی و کردہ بوستان گم کردہ آشیان
سطر وہ یاران ملکستان ایک طرف خانہ خراب پڑی رہی نہ کسی کے پاس جاتی اور نہ کسی کو بلاتی
مگر یوسف یوسف بچا رقی اور رقی یہاں تک کہ اندھی ہو گئی یہی خیال ہر دم اور یہی غم ہر دم کہ
اس یوسف لیکن با این ہمہ بے پرستی سے تائب نہ تھی اسی حال میں ایک مدت دراز گزری آخر کار
گھر کو آجائز ہر دن شہرست و سرشار ایک مقام میں جا پڑی اور نام اسکا بیت الخیرین رکھا اور
حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ دستور بامدھا کہ آخر ماہ سوار ہو کر برگناٹ مصر میں جاتے اور فیصلہ
خصوصات فرماتے اور جب سواری حضرت کی نکلتی تو زلیخا دھوم دھام سواری کا سنکر بیت الخیرین سے
نکل عین شارع عام پر ٹپٹنی اور شور مچاتی اور یوسف یوسف بچا رقی سچ ہر نقارہ کے شور میں طوطی
کی آواز کو سن سنا ہوا اور جو کوئی کبھی سن لیتا تو آنجناب کو بیب رعب کے یا فضول جانکر اطلاع
نکرتا اور سواری نکل جاتی زلیخا بحال خود چلا یا کرتی ایک مرتبہ نہایت بیتاب ہو کر زبان حال
گویا ہوتی مثنوی لے فتنہ گر جہان کجائی و گرفت ناگمان کجائی جان بازی عاشقانہ بنگلہ
اچھٹم و چراغ جان کجائی پہلو سے دل ٹھکانہ میں ایوان و کب سے کمان کجائی اور بہت
خود بد ہو کر اپنے بت سے بولی کہ اموجود باطل تجھے مجھے کچھ فائدہ نہوا لگے اس نقصان
پہونچا کہ شوہر میرا غریب مصر گیا اور میرا زہر خرد قائم مقام ہوا اور رش کہ غم مجھ پر ٹوٹ پڑا جسکو پیار

کرتی ہوں وہ بھی ہاتھ نہ آیا نزدیک دور ہوا اور دو زرد یک ہوا میں نے جانا کہ یہ سب آفات تیرے باعث سے نازل ہوئی ہیں اب اسی نابکار تجھے بنی راہوں لعنت خدا کی تجھ پر اور اسی وقت چور چور کر کے چھینکا اور بولی اب تو یوسف کے خدا کا ایمان لائی ہوں وہ میری فریاد سے کرگیا اور بچا آسمان ہاتھ اٹھا کر کہنے لگی کہ اے اشد کریم کار ساز اگر گنہگار کو بخش تا تو میں تو بہ کرتی ہوں مجھ پر کم کر اور جو غدر قبول کرتا ہوں تو میں غدر خواہ ہوں منظور کر اور اگر غم زدوں کو نجات دیتا ہوں تو میں زیادہ غم زدہ ہوں میرا غم دور کر اور جو چارہ ساز بیچارگان ہوں تو میں تمام عالم کے لوگوں سے بیچارہ ہوں کہ تو خود جانتا ہو کہ میں کس ناز و نعمت میں تھی اور اب کس بلا و مشقت میں ہوں مجھے زیادہ کوئی بیچارہ نہیں ہو یا اے تو جانتا ہو کہ یوسف کے ملنے کے واسطے میں نے کیسی کیسی کوشش کی اور مطلب حاصل نہوا اور اب میں اگرچہ بوڑھی ہوں مگر عشق و محبت یوسف میں جوان تر ہوں یا اے تو مجھ نا تو ان دل شکستہ نے حیا عاشق بے ریا پر رحم فرما اور یوسف کو میرے پاس پہنچا کہ پندرہ برس سے میں نے اسکی صورت نہیں دیکھی ہو یا اے اس درخواست میں تو رشک نہ کرنا کہ اسکا وصل عین تیرا ہی وصال ہو اور اسکا نور عین تیرا ہی نور ہو مجیب الدعوات نے صدیق اخلاص دنیا زندی زلیخا پر نظر فرما کے دلع با اخلاص اسکی قبول فرمائی اور یوسف علیہ السلام کے دل میں ڈالا کہ زلیخا کا حال معلوم نہیں ہو کہ کس حال میں ہو کس طرح اسکا حال دریافت کرنا چاہیے اگر اسکو محاسن کی نگلی لاحق ہو تو تدارک کرنا لازم ہو کیونکہ اسنے میری بہت خدمت کی تھی تو اس سے زیادہ کوئی حصار نہیں ہو جس دن یہ خیال حضرت یوسف کو آیا اسدن زلیخا نے یہ کام کیا کہ اپنے بیت الخمر سے مٹکا کھلی پورانی لاٹھی پکڑے مگر جھکائے ایک رشی سے کہ باندھے خراب حال اس مقام پر پہنچا ہوئی تھی جہاں سے سواری حضرت یوسف علیہ السلام کی نکلتی تھی او دل میں یہ خیال تھا کہ اگر ملاقات حضرت یوسف سے نصیب میں نہیں ہو تو لشکر کا غبار ہی میرے جسم زار پر پڑے گا وہ بھی ایک صورت تسکین ہو اور گویا کہتی تھی کہ اگر آقا طائر قدسی زورم باز آید + عمر بگذشتہ بہیرانہ سرم باز آید + آگہ تاج سرمین خاک کف ناپیش ہو + از خدا میطلبم تا بہ سرم باز آید + اتفاقاً حضرت یوسف علیہ السلام کی سواری نکلی تو طاہرین حضرت یوسف علیہ السلام کو بہانہ سیر و شکار تھا او دل میں تفقہ احوال زلیخا کیونکہ برخلاف عادت جس کو بچے سے نکلتے تھے درویشوں اور دردمندوں کا حال پوچھتے تھے کہ نوبت زلیخا رسید اور زلیخا بزبان حال کہہ رہی تھی کہ از بسکہ دل زدن محبت کباب شد + تا بس زسینہ سوختہ آمد صدائے من + برخاستم ز جنبش پائیت ز خواب مرگ + برتر تجم خوش آمد و دلواپائی

دو زبان ہونے کا

اور زبان شوق یوں نغمہ زن تھی کہ برکش نہ چہرہ پر وہ شرم آفتاب من + رحمی بجال شبنم پاد رکاب
من + تاکے تغافل کو کہ نہ دوزن + بیاہ + پیشے فکں بصورت حال خراب من + اور دل خرین سے
یہ صدا دھشتی تھی کہ نالہ حسرت کفرم چند و گنج نفس + شگل صیادر سے برگزیناری یکن + ناوک
بشکن بہ پہلو و جگر بشکن شان + اس جوان ترکانہ کار سے بر دل امکاری یکن + اور چکاری تھی کہ یا آئی
یوسف مجھ کو نظر نہیں آگا مگر اسکے گھوڑے کا تم میرے دل پر چڑھا جو یا آئی اسکو جلدی میرے قریب کر دے
دفعہ کوئی ہو لاکہ یوسف سانسے آئے اور بت متصل میں تو زبان حال کہنے لگی کہ بشہر و باد یہ مارا
قرار کا سنہ نیست + گذشتہ ایم غیر ماند از وطن بے تو + نہ پر تو رخ ماہی شعلہ شمس + نشستہ ایم دین تیرہ
انجمن بے تو + رمیدہ ترکانہ رم تو کا گذار مرا + شدہ است موسے بدن خار پیر میں سے تو + برگ خار
پاسے نگہ خار برگ گل + اگر نظارہ کو تم جانب چین بے تو + بکیت جوے نشان تو گم شدم از خویش + ہدیا بڈین
کہ گذشتہ ز خویش تن بے تو + بعد اتک ارادہ کیا کہ عنان مرکب پر لے دور با شون نے سوک لیا تو زینچانے
شہر کر کے کہا پاک ہو خدا جسے برکت طاعت سے غلام کو غنیمت کیا اور بادشاہوں کو شامت مصیبت سے
ذلیل آواز حضرت یوسف کے کان میں پہنچی تو حضرت نے کہا یہ آواز کس عورت ضعیفہ کی ہو خاص ہمار
نے گزارش کیا کہ زینچا بچارتی ہو اور ملازمت کی امید وار ہو حضرت تو اسی کے خیال میں تھے ارشاد کیا
کہ زینچا کو جلد لاؤ اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر کہا گھوڑے سے اتر کر زینچا کا حال پوچھو
انقرض حضرت گھوڑے سے اتر پڑے اور زینچا حاضر ہوئی تو حضرت نے پوچھا کہ کو کون ہو زینچا نے کہا
سے یاد دوز سے کہ بزدل تو نظر سے کردم + شب غم را بوصول تو سحر می کردم + یاد باد آنکہ نہایت نظر سے
بابود + رقم صر تو بہ چہرہ ما پیدا بود + یاد باد آنکہ خوشبخت اہتمام سے گشت + معجز عیسویت در لب شکفا
بود + یاد باد آنکہ جو یاقوت لبست خندہ زوی + در بیان من و لعل تو حکایت ما بود + یاد باد آنکہ صبحی
زودہ در مجلس انس + جز من و یا نہ بودیم خدا با ما بود + افسوس صد افسوس اب میں ایسی ہوئی کہ تم مجھ کو
نہیں پہچانتے اسے میرے محبوب پاد سے یوسف میں زینچا ہوں کہ جان و دل سے بچھڑا تھی اور
وہ ہوں کہ جسکو تیرے عشق نے نصیحت و رسوا کیا اب اس حال کو پہنچی ہوں مگر سے در دل
دبدہ خیال رخ دلدار ہماں + دل ہماں دیدہ ہماں لذت دیدار ہماں + آہنیں سرخ شدا گریم گلگون
لیکن + میچکد خون دل از دیدہ خونبار ہماں + داغ سودا سے تو دار دل شوریدہ ہنوز + پاسے
سرگشتہ ہماں دشت ہماں خار ہماں + روایت ہو کہ حضرت یوسف نے زینچا کو کمال حسن و جمال و
شوکت و رعنائی میں دیکھا تھا ایک پریشان حال دیکھا تو آب دیدہ ہو کر متاسف ہوئے اور حیرت

میں جھکے ہی زلیخا ہی جو میری عاشق زار تھی سب کانک لعل لکھا الا اعلینا یا رب تغفر من کثائر و تزل
من کثائر پھر پوچھا کہ اے زلیخا تیری آنکھیں کہاں گئیں زلیخا نے کہا کہ آپ کے فراق میں روتے روتے
جاتی رہیں اور ناز و انداز چھوٹا نہ سب تمہاری محبت میں صدمے کیا اور مال و دولت میرا سب تمہارے
عشق میں فدا ہوا اب محبت کے سوا اور کچھ میرے پاس نہیں ہے اور بزبان حال گویا ہوئی ہے کہ
پیر خستہ دل ناتوان شدم ہر گھر خیال روئے تو کرم جو ان شدم شکر خدا کہ ہر چہ طلب کر دم از خدا
برفتہ ہے مطلب خود کامران شدم غرض کہ گفت و شنید دوستانہ و قیل و قال مجاہدہ کی تطویل ہوئی
فوج کی لوگ سخت تھکے ہوئے کہ یہ عورت ضعیفہ منسلہ کون ہے جو غریب مصر سے ایسے کلام گستاخانہ کہہ رہی ہے اور غریب
اسے جس خلق اور لطف مقال جواب دہ ہیں اس خطرے چہ حضرت یوسف علیہ السلام نے شرف ہو کر
فرمایا کہ اے نادان فقیں اسرار تم مجھ کو اس مقام میں معذور رکھو اور اس واقعہ کو عجیب نہ سمجھو ضعیفہ منسلہ
میری عاشق ہے اور اسے یہ کیفیت میرے عشق میں ہم پہنچائی ہے درود دل خستہ درد مند ان فاقہ
نے خوش نشان و خیر و خندان داند اسرار قلندر ہے چہ داند زراہد ستری است درین شیوہ کہ نذران
داند جب یہ کلام لشکر کے لوگوں نے سنا تب خیال خام سے تھکر ہوئے بعد اسکے حضرت یوسف
علیہ السلام نے زلیخا سے فرمایا کہ اے زلیخا تیرا مطلب کیا ہے زلیخا نے کہا میری یہ آرزو ہے کہ آنکھوں میں
روشنی ہو جاتی ہو جمال مبارک پیش از موت دیکھ لیتی حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا کی اللہ نے
یاسو قوت زلیخا کو بینائی عطا کی تو زلیخا نے دیکھ کر کہا الحمد للہ علی ذلک ایک دن وہ تھا کہ میں نے مجھ کو
بندہ دیکھا تھا آج پادشاہ مصر دیکھتی ہوں شکر ہے اسکو جسے محبوب میرے کو بادشاہ کیا پھر بزبان حال
بولی کہ خزان گذشت و بہاران رسیداے بلبل نواسے تازہ بکبش در گل و فغان بشکن اور
بزبان عشق لگی کہنے کہ عشق تو فسانہ کرد مارا رسوا سے زمانہ کو مارا کہ کوئے نو دیدم آنچہ دیدیم
جدیدم ز غمت گلے کہ جدیدم الفصہ حضرت یوسف علیہ السلام نے چوبہ برداروں سے
ارشاد کیا کہ اس عورت کو ہمارے مکان پر لیتے آؤ اور خود بدولت و اقبال جانب مجلس استوجہ ہوئے
پیچھے سے زلیخا بھی پہنچی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اے زلیخا اب تیری حاجت کیا ہے
زلیخا نے شرم کے کہا اب کیا کون وقت گزر گیا اور روتے روتے بیتاب ہو گئی بعض مفسرین کی یہ
تحقیق ہے کہ زلیخا نے کہا میری یہ حاجت ہے کہ جو ان ہو جاؤں سو حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا
فرمائی کہ زلیخا اٹھا رہیں کی نظر آنے لگے اور حجتہ الاسلام نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ جب حضرت
یوسف علیہ السلام نے زلیخا سے کہا تیری حاجت کیا ہے اس نے کہا میں تمہارے ساتھ نکاح چاہتی ہوں

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ توفیق مفلسہ کافرہ ہے میں تیرے ساتھ کس طرح کھراج کروں اسی وقت غیب سے آواز آئی کہ اے یوسف ارشاد حق یہ کہ زلیخا اگر بوڑھی ہو جوان ہو حسب انگلی اور جو محتاج ہو مالدار کر دیگا اور جو کافرہ ہو ایمان دوں گا اسے یہ سنت تو دوست نہیں بنانا اسکو جو تجھ کو بلا واسطہ دوست رکھتی ہو اور تو نہیں چاہتا اسکو جو تجھ کو بے سبب چاہتی ہو یہ آواز سنکر حضرت یوسف علیہ السلام نے سکوت کیا اور حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنا ہاتھ زلیخا پر رکھا سب غیب جاتے رہے اور اللہ نے ایسا حسن و جمال دیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام بھی عاشق ہو گئے مگر جوان ہو جانے کی بدولت صحت کو نہیں پہنچتی اور اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے درخواست لیخا سنی تو نودہ سوے حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا اے صاحبائے دین کہ میں نے زلیخا کی عاجزی و شکستگی سے قصور اٹکا معاف فرمایا اول حیا و فریبت چاہتی تھی کہ تجھ کو دام محبت میں بھانسیں میں نے محفوظ رکھا اب چارہ ہل شکستہ ہو کر حاضر ہوئی اور ایمان بھی لائی اور کمال عاجزی سے تجھ کو مانگتے تھیں تو میں نے اسکی استدعا منظور فرمائی تو بھی حیات اسکی روکا اور کھراج کر کے چنانچہ حضرت نے یکم خدا مجلس آراستہ فرمائی اور انکا پروا شرافت مہر کو جمع کر کے ملک ربان کے روبرو کھل کر کیا وقت زلیخا کے حضرت یوسف علیہ السلام کو کوکبہ کرکے اسکا سجان اقمین ہون کہ ایسی مفارقت میں مبتلا تھی اب اسطرح کی اسالت حاصل ہوئی الحمد للہ مملو دی میں مراد ملی سے منعم کر دیدہ بدیدار دوست کروم باز وہ پیر شکر گدایت سے کایا ساز بندہ نوازہ اور حضرت یوسف علیہ السلام کی نظر میں اسوقت لیخا جو حشمت نظر آتی اور داعی شہوت سے اسے طبعی چرغ بند کیا اور کلید میل سبابت نے قفل مصارت ہلایا کہ حضرت علیہ السلام نابز نداشت صحیحہ خلوت خانہ میں تشریف لیگئے اور زلیخا کو طلب فرمایا حجۃ الاسلام نے اس مقام میں لکھا ہے کہ زلیخا بنا زوانداز مشوقانہ انکار فرمائے لگین اور ایک علیحدہ مکان میں بیٹھیں اور دروازہ بند کر لیا حضرت یوسف علیہ السلام نے دروازے پر جا کر طلب کیا لیخا نے کہا آپ یہاں تشریف نہ لادیں اب معاملہ بالکس ہو کہ چونکہ میں نے اب اسکو پایا ہے جو تم سے بہتر حضرت یوسف نے دروازہ توڑا والا اور آئے زلیخا کو پکڑنے کا ارادہ کیا وہ بھاگی حضرت نے پیچھے سے دامن پکڑ لیا تو دامن چٹ گیا اسی وقت ایک فرشتے نے آکر کہا کہ اے یوسف اسکو مخافت نہ سمجھنا بلکہ محبت جو مقابلہ محبت کے اور طلبہ جو مقابلہ طلب کے اور عشق مقابلہ عشق ہے اور فرار مقابلہ فرار اور چاک دامن مقابل دامن نیست اور یہ سب اس واسطے ہوا کہ زلیخا کو تم سے شرمندگی نہ رہے اور تم اسکو حالات ضعیف پر سزائش نہ کرو القصد بعد اس معاملے کے زلیخا سے نوبت ملاقات ہو چکی تو زلیخا باکرہ پالی لکھی حضرت یوسف نے پوچھا کہ اے زلیخا اسکا کیا سبب ہو زلیخا نے کہا غریب مصر ہر شہر ہر محلہ دستاویز نہیں ہوا اور اسے

میں نے پہچانا اور پایا اسکے غیر سے کس طرح توجہ کروں دل تو ایک ہی جیسے دل چوکی بیش نیست دوست
 کیے بس بودہ وان یک بے اشتراک ذات مقدس بودہ خلافتہ الحقائق میں لکھا ہو کہ فیروز دینی
 ایک جوان خوبصورت تھا اس پر ایک عورت حسینہ مفتون ہوئی فیروز کو غایت پارسانی سے التفات
 نہ تھا ایک دن اس عورت نے سبب بے التفاتی پوچھا فیروز نے کہا تو کا فرہ ہو اور میں سلمان
 اور محبت میں اتحاد شرب بھی شرط بنائے کہ اس پر کیا کرنا ضرور ہو فیروز نے کہا تو بھی سلمان ہو عورت
 بولی کہ فی الحال تجھے زیادہ کوئی سلمان جو تو بیان کر کہ اس کے ساتھ پر ایمان لاؤں فیروز نے کہا حضرت
 اسید المؤمنین عمر ابن خطاب خلیفہ رسول اللہ موجود ہیں اس کے پاس حاضر ہو عورت نے کہا اے
 زیادہ بھی کوئی ہو فیروز بولا کہ اُسے زیادہ حضرت رسالت پناہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ مرقد
 مبارک انکا مدینہ منورہ میں ہو چنانچہ وہ عورت قبر مبارک پر آئی اور ایمان لائے مینے میں رہنے لگی
 فیروز نے قاصد بھیجا اور طلب کیا وہ عورت عبادت خدا میں مشغول تھی قاصد سے ملتفت بھی نہ ہوئی
 اور کہا کہ جب تک میں نے خدا اور رسول کو نہ پہچانا تھا فیروز کو چاہتی تھی اب کہیں حضرت حق اور
 محبوب و مطلق اور اسکے رسول برحق کو پہچانا تو اس کے عشق نے غیر سے مستغنی کر دیا ہو سو فیروز سے کہہ دیا
 کہ آپ خیال محبت اپنے دل سے نکال ڈالیے مجھ کو اصلاح محبت اس کی نہیں ہو اس مقام پر چمکنی نظر
 ملاحظہ کرنا چاہیے کہ یوسف علیہ السلام ایک بندہ مقبول حضرت حق تھے اور زیبا دشمن خدا تھے مگر
 اس کے دوست کو دوست رکھتی تھی ہر چہ کہ یہ دوستی بنی بر شوہر تھی کہ دوست خدا کو اس سے
 بانواع وجوہ آزر دگی حاصل ہوئی مگر آخر کار اس محبت نے یہ ثمرہ عطا کیا کہ دشمنوں سے محاکمہ درویش
 پس اگر یوسف موزد کہ حقیقت حضرت حق سے دوستی رکھنا ہی برکت اس محبت سے دشمنی سے باز
 رکھا جائے اور وقت مفارقت جان کے قبولیت درگاہ سے شرف ہو تو عنایت و کرم الہی جل جلالہ
 سے بعد نہیں ہو دیکھو زیبا کا فرہ تھی جب اس کو یوسف علیہ السلام سے کہ دوست مقبول خدا تھے محبت
 ہوئی تو اس کی برکت سے چار بزرگیاں بہشتیہ کی حاصل ہوئیں اول فقیر تھی تو مگر ہوئی دوسرے
 بوڑھی تھی بقول بعض جوان ہوئی تیسرے نابینا تھی مینا ہوئی چوتھے فراق میں مبتلا تھی وصال سے
 خاتم ہوئی پھر جو کوئی اللہ کہے واسطے دوست رکھے اس کو امید رکھنا چاہیے کہ کوئی نعمت و برکت
 دنیا اور آخرت میں نہیں ہو جو اس کو نہ ملتا قصہ جب سات برس فراخی کے شقیفہ ہو گئے اور غلہ بھریم کا
 موافق تجویز حضرت یوسف علیہ السلام کے رکھوا گیا تب حضرت نے بادشاہ ریان سے ارشاد
 کیا کہ آج کی رات سے قحط کا سال شروع ہو گا اور بے معبری اور گرسنگی دیوں پر غلبہ کرے گی

بادشاہ نے کہا فقرا و مساکین کو ہوگی یا تمام خلق کو حضرت نے فرمایا کہ سب سے پہلے تجھ کو بھوکہ کی شدت ہوگی یہ سنکر بادشاہ نے دار و دروغ سے ارشاد کیا کہ ہمارے واسطے کھانا ہر قسم کا مہیا و طیار ہے چنانچہ موافق رسم سلاطین طیار کیا گیا اور بادشاہ بانتظار آمد وقت موعود اپنے مقام پر بیٹھا آدمی رات کے گزرے پہ بادشاہ نے الجوع الجوع پکارنا شروع کیا اور تفسیر تفسیر میں لکھا ہو کہ اسی رات کی صبح کو حضرت جبریل علیہ السلام نے کاٹھی مصر کھڑے ہو کر پکارا یا اہل مصر جو اس کی سنیں اس آواز کے منہ ہی عورت و مرد و صغیر و کبیر بول اٹھے الجوع الجوع اور بادشاہ نے ہر چند طعام خاصہ تناول فرمایا پر تسلی نہیں ہوئی ناچار حضرت یوسف سے اس مرض کی دوا پوچھی حضرت نے دست شفا اپنا بادشاہ کی پیٹ پر رکھ دیا کہ اسکو تسکین ہوگی اور حضرت یوسف نے یہ دستور باندھا کہ ہر روز دو پہر کو کھانا خوانوں میں لگا کر بادشاہ اور اس کے ملازمین کو بھجوا دیتے اور خود سیرت کنگھی کھانے تاکہ عاجزون اور مسکینوں کے حال سے غفلت نہ ہو حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سات برس کامل ایسا قحط پڑا کہ پانی کا بریٹنا گھاس کا آگنا بھوکا موافق چلنا اور حیوانات کا بچے جٹا پڑوں کا گھوسلا لگانا بند ہو گیا اور فرحت و سرور کا نام دلون سے جاتا رہا اور رحم و عنایت قلوب سے یک قلم اٹھ گیا ملک شام و مصر میں ایسی تنگی پڑی کہ جس جگہ پانی تھا بالکل خشک ہو گیا اہل مصر سخت مشرد و پریشان ہوئے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حضور میں حاضر ہوئے تو حضرت نے فرخ غلہ کا یون مقرر فرمایا کہ مصر کے مالداروں کو مقدار قوت اور محتاج کو مقدار صاع عنایت فرمائے اور پڑوسیوں کو ایک اونٹ سے زیادہ نہ دیتے چنانچہ مصریوں نے سال اول میں نقدی سے غلہ خریدا اور سال دوم میں زبور سے تیسرے برس لوٹدی غلام سے چوتھے میں دو اب مولیٰ سے پانچویں میں عروض و حقار سے سال ششم میں اولاد و اخلاص سے ساتویں میں اپنے نفوس سے حسب تین مہینے اس سال کے گزر گئے تو مصریوں نے عرض کی کہ اے عزیز مصر میں مشہور ہے کہ سرکار میں غلہ باقی نہیں رہا اور ایک سال ہفتم میں تو مہینے باقی ہیں حضرت نے فرمایا کہ غلہ تو ہو لیکن قیمت چاہیے ان لوگوں نے کہا جب ہم اپنے نفوس کو بیچ کر چلے اور تمہارے لوٹدی غلام ہوں پھر قیمت غلہ کیا حضرت نے فرمایا کہ اگھر سرکار بادشاہی سے کھانا روزمرہ ملا کر کیا جب سال ہفتم کے نو مہینے گزر گئے اور تین مہینے باقی رہے تو اب غلہ ان اثر ہا کہ مصریوں کو عنایت کیا جاوے حضرت کو سخت رنج ہوا حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اے یوسف اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ آپ ترو و ذکرین تمہارا دیدار ان لوگوں کا قوت ہے چنانچہ شہر مصر میں منادی ہوئی کہ اب شہر کے آدمی حضرت یوسف کو دیکھا کریں اور حضرت یوسف علیہ السلام ہر روز سوار ہو کر نکلنے لگے جس کسی کی نظر روئے مبارک پر پڑ جانی اسکو بھوکہ جاتی رہتی فائدہ

اس معاملہ میں یہ حکمت ہوئی کہ حضرت یوسف کو اہل مصر غلام سمجھا کر جھڑپا جانتے تھے اور جب حبیب غصیب بہت
 علیہ السلام عرض مع میں جلوہ فرما تھے تو ہر شخص اپنے مقصد کے موافق چاہتا تھا کہ میں خرید کر لوں
 سو اتد جل شانہ نے سب مصریوں کو غلام و ملک کر دیا تاکہ کوئی شخص دم نہ مار سکے بالجلہ حبیب بلا سے قحط
 نواحی مصر و شام میں مستولی ہوئی اور معاش ارازل و اشتراک میں خلل پڑا اور خواص و عوام پر خرابی
 نے غالبہ کیا اور ہر شخص حضرت یعقوب علیہ السلام باسدا و زمان قحط و اہل اہل کو پہونچا اور کنعان کے
 رہنے والوں پر بھی بڑی تنگی و پریشانی ظاہر ہوئی تو اولاد یعقوب علیہ السلام نے خدمت والد زبرگوار
 میں حاضر ہو کر بیجاگی اطفال اور ستمندی اہل و عیال ظاہر کی اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام
 نور فراق اور شدت اشتیاق یوسف علیہ السلام میں لڑکوں سے علیحدہ ہو گئے تھے اور رادشام پر
 نواحی کنعان میں ایک گھر ماند گنہا ان تنگ و تاریک بنا کے بیت الاخران نام رکھا تھا اس میں رہتے تھے
 اور جب اہل شام تحصیل غلہ کے واسطے مصر کو جا رہے تو وہاں سے لوٹ کر بیت الاخران کے قریب
 آتے اور حضرت یعقوب سے ملازمت حاصل کر کے غزیرہ بی صفات اور عادات بیان کرتے کہ
 حضرت غزیرہ مصر کے واسطے دعا خیر فرمایا کرتے اور کہتے کہ یہ صفات حضرات انبیاء اور خصائص و
 عادات اصفیاء غزیرہ مصر میں کہاں سے آئے اور کبھوں یہ ظاہر کرتے کہ ان کا کاش میں غزیرہ مصر کے باطن سکنا
 تو ضرور جاتا شاید سیر الیوسف مجھ کو ملتا مگر انکھیں نہیں ہین کیا کروں اور طاقت نہیں کہ کس طرح جنبش کروں
 انھیں دلون میں بیٹوں نے تنگی عام اور قلت طعام کی شکایت کر کے عرض کیا کہ یا حضرت ایک مدت
 گزری ہو کہ آپ نے ہماری طرف گوشہ چشم سے نہیں دیکھا ہوا اور ہمارا حال زار نہیں پوچھا روایت ہو کہ بیس
 برس یا چالیس برس کے قریب گزرے تھے کہ حضرت نے بیٹوں سے کلام نہ کیا تھا اور انکی صحبت سے
 علیحدہ ہو کر بیت الاخران میں اقامت فرمائی تھی اور ہرگز بیٹوں کی طرف متوجہ نہ کئے تھے سو بیٹوں نے
 اتنا س کیا کہ ہم لوگ بے شبہ گنہگار اور مستوجب عقوبت پروردگار ہین لیکن ہمارے عیال و اطفال نے
 کیا گناہ کیا ہو کہ مجھ کو سے مرے جاتے ہین فاقون سے حالت انکی تباہ ہو اس کام سے حضرت یعقوب کو
 رحم آتا تب ہمارت تازہ کر کے ارشاد کیا کہ مصر میں ایک بندہ خدا مؤید من عند اللہ موصوف بصفات حمیدہ
 و مخلوق باخلاق پسندیدہ ہو وہ لوگوں کو غلہ عنایت کرتا ہو سو تم آسکے حضور میں حاضر ہوا اور جو کچھ ہر یہ تھا کہ
 پاس ہو لیجاؤ اور کھانا آسکے عوض درویشوں کے واسطے لاؤ بولے ہم لوگ فقیر و محتاج ہین بضاعث
 ہماری قابل اسیر و ن اور بزرگوں کے نہیں ہر پھر ہم ایسے غزیرہ کی خدمت میں کس طرح حاضر ہون فرمایا
 میں سنتا ہوں کہ وہ غزیرہ کریم ہوا اور کریم لوگ اندک پذیر و بسیار بخش ہوتے ہین چنانچہ مشہور ہو کہ الکفریم

یقیناً اللہ البسیر وعلیٰ الکثیر عرض کیا کہ ہر چند وہ عزیز کریم ہو لیکن یہ کو خود شرم آتی ہو کہ ستاع حقیر حاکم کبیر کے
 روبرو کیا لیا جاتین فرمایا مضائقہ نہیں گو ستاع وضع ہو لیکن نسب تھا را رفع ہو کہنے لگے کہ اگر ابابن ہمدہ عزیز یضات
 ناقصہ قبول نہ کرے تو کیا کرینگے ارشاد کیا کہ اپنی غربت و مسکنت ظاہر کرنا عرض بیٹوں نے باستصواب
 شریف کر ٹہٹ سفر مصر پر باندھی اور چپت درم سیاہ اور مقدارے پشم و پوا و نٹون پر لا کر آما وہ روانگی
 ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ دس شخص جاؤ گیارہ اونٹ لیاؤ بنیامین کو میری تسلی کے لیے چھوڑو اور
 فرمایا کہ جب مصر میں پہنچنا تو اول بادشاہ کو خبر کر انا کہ غریب لوگ کنعان سے آئے ہیں اگر اجازت چھند
 ہو تو حاضر ہونا بلا اذن ہرگز نہ جانا کیونکہ اطرازا کہ مزاج ہوتے ہیں اور جب روبرو پہنچو تو اول ستائش
 دینا پادشاہی باحسن و جہ بیان کرنا اور کلام کرنے میں باادب رہنا کسی کی طرف التفات نہ کرنا کیونکہ
 سلاطین کے روبرو دوسری طرف دیکھنا خلاف ادب ہو اور جو حکم بیٹھ جانے کا ہو تو بیٹھ جانا ورنہ باادب
 کھڑے رہنا اور جب تک اذن کلام کا نہ دے گفتگو نہ کرنا اور اگر پوچھے تو جواب ضروری باادب دینا
 فضول گوئی نہ کرنا اور جو کھانا کھلا دے تو باادب کھانا اور جب حکم رخصت صادر فرمائے تو فوراً رخصت نہ
 کرنا بادشاہ کی طرف بیٹھ کر کے نہ بھڑنا اور جب دربار سلطانی سے باہر آنا تو اس مجلس کی گفتگو کسی دوست سے
 بھی نہ کرنا کیونکہ اگر یہ خبر بادشاہ کو پہنچے گی تو نظر سے گرجاؤ گے اور دربار شاہی میں دوسری مرتبہ جانے نہ پاؤ
 القصد فرزند ان یعقوب بعد سماعت وصایا سے پر بزرگوار جانب مصر روانہ ہوئے اور بعد قطع مسافت
 حوالی مصر میں پہنچے نقل ہو کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے پیشتر سے ایک مکان مضبوط سراہ مصر پر
 کہ جانب کنعان واقع ہو تعمیر کرایا تھا اور اسپر چند پاسبان معین فرمائے تھے اس واسطے کہ جو کوئی شخص
 کنعان کی طرف سے آوے اسکا حال دریافت کر کے لکھیں چنانچہ حضرت یوسف کے دسوں بھائی
 اس مکان پر پہنچے اور شب بامش ہوئے صبح کو چلنے لگے بھائیوں نے عرض کیا کہ عزیز مصر کا یہ
 حکم ہو کہ جب کوئی شخص بیان اگر فروش ہو تو نام و نسب اسکا دریافت کر کے اطلاع کر دینا بادشاہ
 اجازت دے تب مصر میں آنے والا عذر کر کے واپس کر دے و سو آپ اپنا نسب و حسب اور ارادہ بیان
 کیجئے اور فرمائیے آپ کے پاس بضاعت کس قسم کی ہو بولے ہم کنعان سے آئے ہیں حضرت یعقوب
 علیہ السلام کی اولاد میں عزیز مصر کے پاس غلہ لینے آئے ہیں اور بضاعت ہماری ناقص ہو سو حاجیوں کا
 اصل و نسب و بضاعت بقید نام عرضی میں لکھ دیا تو کنعانیوں نے پوچھا کہ تم نے بضاعت کا ذکر بھی لکھا
 اسمیں یہ کو شرم آتی ہو فائدہ جب بندہ مسلمان قبر میں داخل ہوتا ہو تو سنکر و نکیر باہمیت و جلال
 تشریف لائے ہیں تاکہ اس سے سوال کریں حضرت ارحم الراحمین سے وحی آتی ہو کہ میرے بندے سے

بضاعت اعمال کا سوال نہ کرو کہ اعمال اُسکے آلودہ و ناقص ہیں صرف خدا و معلول اور دین کا سوال کرو کہ ایمان اُسکا اپنے رب پر درست ہو اور رسول اُسکا محمد مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم ہو اور دین اُسکا دین اسلام اور جو زیادہ خواہش ہو تو قبلہ بھی دریافت کر لو قبلہ اُسکا کعبہ ہو اور کتاب بھی پوچھ لو کہ قرآن عظیم ہو یا سوا کچھ کہ مومن گنہگار کا قول کام آتا ہے نہ فعل سو قول اُسکا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہو اور کردار اُسکا صحبت و گناہ بالکل عریضی حاجیوں کی حضرت یوسف کے حضور میں پہنچی آپ نے پڑھ کر جانا کہ میرے بھائی آئے ہیں اس خیال میں دیر تک متحیر رہے پھر رونے لگے مقرر تان دربار زیادہ تر متحیرین پڑے کہ یہ کیا معاملہ ہے عرضی کے دیکھتے ہوئے عزیز مصر کو رنج ہوا وزیر اعظم نے کہ محرم اسرار تھا عرض کیا کہ اے عزیز سبب گریہ کیا ہو حضرت نے خلوت میں جا کر کہا کہ یہ لوگ میرے بھائی ہیں باپ سے مجھے بہت سی مشکل میں لینگے اور کتوین میں ڈالا اور جب نکالا گیا تو ایک تاجر کے ہاتھ بیچ ڈالا اور میرے قتل کا ارادہ رکھتے تھے لیکن اللہ نے مجھ کو محفوظ رکھا اب آپ قحط کی تکلیف ہو غلے کے واسطے آئے ہیں میں حیرت میں ہوں کیا کروں اور انکے حال پریشان پر روتا ہوں اور افسوس ہے کہ میرے سبب سے گنہگار ہوئے وزیر نے کہا اس معاملے میں حاجت مانگ نہیں ہر ان لوگوں نے عہد آپ چلے کیا ہے آپ بھی اُنکے مقابلے میں حکم دیجئے کہ انکی گردن ماری جائے فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ یہ سب میرے بھائی ہیں اگرچہ ان لوگوں نے مجھے ستم کیے پر اُسکے بدلے بدی کرنا اور ایذا پہنچانا مروت آدمیت سے بعید ہے بالخصوص میری شان کے خلاف ہو وزیر بولا کہ اے عزیز پھر تو انکے ساتھ کیا معاملہ کر گا فرمایا جو کچھ بھائیوں کو بھائیوں کے ساتھ واجب ہو اور کریموں کو مستحقوں سے کیونکہ جو کچھ ان صاحبوں نے میرے ساتھ کیا ہے وہ انکی خجالت کے لیے کافی ہو وزیر نے اس مروت و کرم پر فرین کی اور اپنی گفتگو پر شرمندہ ہوا بعد اُسکے حضرت یوسف علیہ السلام نے ضیافت کے واسطے حاجب کو تاکید لکھی اور کئی طرح کے میوے اور قیمہ قسم کے کھانے بھیجے اور حکم دیا کہ انکو باعزاز و اکرام صریح پہنچا دین اور شہر کو بزور آمد میرا دران آراستہ کر دیا اور فرش پر پٹکٹف بچھوایا اور ایک تخت زرین مرصع بجا ہرات فرش کے سج میں رکھوایا اور ایک شامیاد اسپر کھنچوایا اور چند غلام خوبصورت لطیف سیرت مسلح بستہ نیزہ بازی میں مصروف ہوئے اور اعیان و اکابر مملکت کو طلب کر کے مجلس کو موافق دستور سلطین کمال زیب و زینت سے آراستہ فرمایا و خود بدولت و عظمت تخت پر بیٹھے پھر اجازت دی کہ گناہیوں کو حاضر کرو اسی کا اشارہ ہو و جارا خوہ یوسف قد خلوا علیہ فعر فہم وہم لہ منکرون یعنی آئے بھائی یوسف کے پھر داخل ہوئے اُسکے پاس تو اُس نے پہچانا انکو اور وہ نہیں پہچانتے تھے تجھے کہتے ہیں کہ حضرت یوسف

نے سب بھائیوں کو بے ناگل پہچان لیا مگر یہود و شمعون میں کچھ فرق نہ تھا حضرت جبریل علیہ السلام نے
 پہنچنا دیا اتفاقاً جب سب بھائی سانسے گئے تو حضرت یوسف نے اپنی زبان میں پوچھا کہ تم اس شہر میں
 کہاں آئے ہو بولے ہم اپنے عیال کے واسطے کھانا لینے آئے ہیں فرمایا تم لوگ چور ہو یا جاسوس
 صاحب جلالین فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف کے بھائیوں نے کہا معاذ اللہ ہم لوگ کنعانی ہیں حضرت
 یعقوب علیہ السلام کی اولاد چور نہیں ہیں حضرت نے فرمایا تمہارے باپ کے اور بھی کوئی اولاد ہیں
 بولے ہم بارہ بھائی تھے ایک بھائی چھوٹا ہمارا کہ محبوب پدر تھا سو جنگل میں ہمارے ساتھ گیا وہیں مر گیا
 اب اسکا بھائی اعیانی ہو سوا سکوا باپ نے اپنی تسلی خاطر کے لیے رکھ لیا ہوا اور اسکا اونٹ ہمارے ساتھ
 کر دیا ہوا اور بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ جب حضرت نے سکونت پوچھی تو کہا ہم اہل شام ہیں غلہ لینے تھے
 شہر میں آئے ہیں فرمایا تم چور ہو گویا اشارہ کیا اس حرکت پر جو اسے صادر ہوئی تھی پھر پوچھا تم کتنے
 آدمی ہو بولے ہم دس ہیں فرمایا تم دس ہزار کے برابر ہو پھر کہا کہ ہم بارہ بھائی تھے ایک آدمی صدیق
 کی اولاد میں آئیں جو چھوٹا تھا اسکو ہمارے باپ بہت پیارا کرتے تھے وہ جنگل میں مر گیا اور ایک بھائی
 باپ کے پاس رہ گیا ہو حضرت نے فرمایا کہ تم اپنے باپ کو صدیق و شجاع کہتے ہو اور پھر بیان کرتے ہو کہ
 چھوٹے کو زیادہ پیار کرتے تھے یہ تو شان صدیقوں کی نہیں ہو کہنے لگے کہ اگر تم بھی اس چھوٹے بھائی کو
 دیکھتے تو پیار کرنے لگتے وہ اسی لائق تھا کہ جو کوئی دیکھے عاشق ہو جاے اور ہم بھی اسکو بہت پیار کرتے تھے
 مگر جب سے آئے چھوٹے خواب دیکھنا شروع کیے تب سے ہلو نفرت ہو گئی فرمایا اسے کیا خواب
 دیکھا تھا بولے اُسے یہ دیکھا کہ میں بادشاہ ہوں اور میرے سب بھائی اور والدین تا بعد از مجھ سب مرد
 کرتے ہیں فرمایا کہ وہ بادشاہ ہوا یا نہیں کہا شاید بہشت کا بادشاہ ہوا ہو کیونکہ وہ مر گیا اور لڑکے نابالغ
 بہشتی ہوتے ہیں ظاہر میں تو بادشاہ نہیں ہوا اور اسکو بھیڑیا کھا گیا تھا یہ باتیں دریافت کر کے
 داروغہ ملطج سے فرمایا کہ انکو دولت خانے میں اتارو اور جھکنا میرے واسطے پکایا جاتا ہو وہی انکے واسطے
 تیار ہوا اسے عرض کیا کہ اگر غریب جو لوگ سونا چاندی جواہر لیکر آئے انکو غریب خانے اور ساغر خانے
 میں اترنے کی اجازت ہو اور یہ لوگ محض مفلس بے بضاعت ہیں محتاجوں کی طرح چند کسلیاں لیکر آتے ہیں
 انکو خاص محل میں اترنے کا حکم ہوتا ہو یہ بات البتہ عدل کے خلاف ہو فرمایا اسے ناواقف اسرار تھو کہو
 جو حکم ہوتا ہو بجا لا چون دچرا سے کیا کام ہو غرض داروغہ نے انکو دولت خانے میں اتارا پس جب رات
 ہوئی تو طعام لطیف خوانوں میں لگ کر کمال تکریم لایا اور حضرت یوسف علیہ السلام ایک طرف کی
 جیو بھی سے لگ بیٹھے اور زبان قبطی میں غلام سے فرماتے کہ اسطرح ہاتھ ڈھلو اور اسطور سے

دستار خو ان بچا جب کنعان میں پہنچا تو سخت متحیر ہوئے اور سبب حیرت اس حالت میں یہ ہوا کہ اسی وقت غریب خانے میں بھی کھانا کھلایا جاتا تھا سو انھوں نے اُس پر دیکھا تو فی کس ایک نانا موافق تنگی زمانے کے بیچانی تھی حالانکہ انھیں لوگوں نے بارہ بارہ سودنار کا غلہ خرید کیا تھا انھیں نے اس میں کہنے لگے کہ بادشاہ نے ہماری بہت عزت فرمائی حالانکہ ہم سخت بے بضاعت تھے شیخوں نے کہا کہ شاید ہمارے آبا و اجداد کا حال سن کر یہ توقیر فرمائی ہو اور وہیل کے کسان شاید ہماری غربت و سکنت پر نظر کر کے رحم کیا ہو لادے کہ شاید ہماری صورتیں دیکھ کر تعظیم کی ہو اور حضرت یوسف علیہ السلام یہ نہیں سن سکے روتے تھے جب کھانا کھانے لگے تو حضرت نے اُن پر ہم بامشا اپنے بیٹے سے فرمایا کہ تو خلعت شاہانہ پہن کر پانی پلانے کو کھڑا ہو اور وہ کٹورا جبین میں پانی پیتا ہوں اسی سے پلا اسنے عرض کیا کہ یہ سب کون لوگ ہیں کہا میرے بھائی ہیں کنعان سے آئے ہیں انہیں التماس کی کہ انھیں صاحبوں نے آپ کو بیچا تھا فرمایا ہاں انھیں کے باعث سے اس مرتبے کو پہنچا ہوں مجھ کو انکے ساتھ احسان کرنا مناسب ہو چنانکہ وہ لڑکا کٹورا لیکر پانی پلانے لگا اور حضرت یوسف علیہ السلام زبان قبض میں باتیں کرنے لگے مگر کنعانیوں نے ہرگز نہ پہچانا فائدہ یہ ہوا رشاد ہو افرقم دہم لہ سنکر یعنی یوسف نے بھائیوں کو پہچانا اور بھائیوں نے نہ پہچانا سو عدم شناخت کے سبب میں فہم میں اختلاف ہو بعضے کہتے ہیں کہ اس سبب سے نہیں پہچانا کہ یہ لوگ حضرت کو اسیر و غلام جانتے تھے اور حصول اس مرتبہ کا محال سمجھتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت کو گم شدہ جانکر حیات و وفات سے واقف نہ تھے کیونکہ مصر سے کنعان تک ہلکین آٹھ دن کی مسافت ہو اور ایک مدت مدید گزری اور کچھ خبر نہ ملی تھا کہ حضرت یوسف نے انتقال کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف نہیں دیکھا بلکہ ادب بادشاہی سے اپنا سر جھکاتے تھے اس باعث سے نہ پہچانا اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت یوسف ترجمان کے فیض سے کلام کرتے تھے اور کاتب اور ق کے نزدیک دو وجہیں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ سبب فائقہ کشی اور شدت ہجوک کے بھارت میں ضعف تھا اس سبب سے چہرہ مبارک نظر آیا جو پہچانتے اور عادت زمانہ جاری ہو کہ ہجوک میں کچھ نہیں سوچتا روایت ہو کہ ایک دن حضرت خاتم المسلمین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی فاطمہ علیہا السلام کے گھر میں تشریف لگے تو یہ تعظیم کو نہ اٹھیں یہاں تک کہ حضرت نے کلام کیا تب آواز نہ سنا کہ کھڑی ہوئیں اور شرمندگی سے رونے لگیں اور عرض کرنے لگیں کہ یا حضرت میرا قصور معاف کیجیے میں نے آپ کو نہیں پہچانا تھا فرمایا اسے فاطمہ یہی آنکھوں میں

کیا ہوا بولیں یا حضرت غنایت انہی سے کوئی مرض نہیں ہو لیکن تین روز سے مجھے فاقہ ہوا اور علی رضی
 کے گھڑین کچھ بضعاعت نہ تھی کہ کھانا لاتے سو میں تین دن سے بھوکھی ہوں آج میں نے اپنا کپڑا دیا کہ
 کہ اسے بیچ کر کچھ کھانا لاؤ جب آپ تشریف لائے تو میں نے جانا کہ علی رضی آئے پھر عرض کیا کہ یا حضرت
 اگر اپنے واسطے وسعت رزق کی دعا نہیں فرماتے تو میرے واسطے دعا کیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے قمیص مبارک کھو کر دکھلایا تو ایک پتھر لپٹن شریف پر بندھا تھا حضرت فاطمہ نے دیکھا کہ تاسف کیا
 حضرت نے فرمایا میں صبر کرتا ہوں تو بھی صبر کر اور برز قیامت اسی حالت میں شفاعت اُمت
 کرینگے تو عورتوں کی شفاعت کرنا بہن مردوں کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت یوسف کے بھائیوں نے
 بڑا ظلم کیا تھا اور ظاہر ہے کہ ظلم سے انھیں اندھی ہو جاتی ہیں دیکھو گناہ کرنا اور حکم خدا کے خلاف کرنا ظلم و سونگناہوں
 کی انھوں سے پھر گزندِ دنیا میں نہیں سوجھتا ہوا اور اگر سوجھتا تو عذاب و فوج و ثواب جنت دیکھا اور سنگناہوں سے
 باز رہتا قصہ حضرت یوسفؑ نے نہایت خلط و داری سے تین دن موت کی اور وقتِ خلعت ڈس اوٹ غلے سے بھر دیا
 اور اسباب بھی اونٹوں میں کھوا دیا کہ بخوبی احسان ہوا بنیامین کا اوٹ واپس کر دیا اور باک بنیامین کو بیان لایا تو اسکو بھی غلہ دیا
 کیونکہ بہن آدمیوں کے حساب سے غلہ دیتا ہوں نہ کہ اونٹوں کے شمار سے سو وہ لوگ روانہ ہوئے
 تھوڑی دور چل کر سوچے کہ اگر بنیامین کا حصہ نہیں لیجائے تو ہمارے والد کو بھی خیال ہو گا کہ انھوں نے
 طلب میں قصور کیا اسلئے پھر دربار میں آئے اور کہنے لگے کہ اسے غریزہ صہری عرض ہوا کہ
 سن بیچے کہ ہم اپنا بھائی علاقائی بنیامین نام خدمت والدین چھوڑ آئے ہیں اور اوٹ اسکا مع اسباب
 لے آئے ہیں اگر سرکار اسکا حصہ بھی غنایت فرما دے اور بضعاعت اسکی قبول کرے تو سرکار
 عنایت و تفصلات ہوا اور عین احسان اور غریزہ اگر ہم اس بھائی کا حصہ نہ لیتے تو ہمارے باپ ناراض
 ہو سکتے حضرت یوسف نے فرمایا کہ تمہارے باپ نے کیلئے بنیامین کو تمہارے ساتھ نہیں بھیجا بلکہ
 ہم کو بنیامین کا امین نہیں جانتے ہیں اور ہم پر انکو اعتماد نہیں ہو فرمایا کیا سبب ہوا کہ باپ کو اعتماد
 جاتا رہا کہنے لگے کہ ہمارے ایک بھائی تھا یوسف نام اسکو ہم جنگل میں لیتے اور ہم سب لوگ تیر
 چلانے لگے وہ کم سن تھا اسواسلئے اسکو اسباب پر چھوڑ گئے جب لوٹ کر آئے تو وہ بھائی نہ ملا
 نہیں معلوم اسکو بھیڑ لکھا گیا یا چور نے لیکر مار ڈالا یا کنوین میں ڈال دیا ایک کہتا اسکا بلا سوچنے
 باپ کو دکھلایا اسدن سے ہمارے والد کو بڑا رنج ہوا دن رات رویا کرتا ہوا اور ہمارا اعتماد خاتا ہوا فرمایا
 تم لوگ اسواسلئے میرے روبرو کم و بیش کہتے ہو کیونکہ اگر بھیڑ لکھا تو کہتے کیونکہ مسکرتا ہوا اور اگر چور
 لکھا تو کہتے کیلئے چھوڑ جانا بقول تمہارے بھیڑ یا چور دونوں بڑے مہربان تھے بعد اس کے دربار کے

لوگوں سے فرمایا کہ تم انکی باتیں سنئے ہو سب نے ہاتھ باندھ کر التماس کیا کہ یہ بات بالکل جھوٹ ہے اسی
 پہنے کساتھا کہ یہ لوگ چور ہیں یا جاسوس انکو سزا دینا بہتر ہے فرمایا کہ اگرچہ چور و جاسوس ہوں لیکن مجھے
 انکے ساتھ لطف و کرم چاہیے اس واسطے کہ میرے ممان ہیں روایت ہے کہ اسباب بنیامین کا رکھ لیا اور
 فرمایا کہ انکو میرے پاس لے آؤ چنانچہ ارشاد ہوا وَلَمَّا تَخَذُوا مَنَازِلَ تَزِمُوا ہم بھانہم قال الْحُوْنِ باخ لکم من اہلکم الاترون
 انی او فی الکلیل وانا خیر منسزلین فان لم تاؤنی بہ فلا کیل لکم عندی ولا تقولن لی عنہ جب تیار کر دیا انکو
 اتھا اسباب کما لے آؤ میرے پاس ایک بھائی جو تمہارا بھائی کی طرف سے تم نہیں دیکھتے ہو کہ
 میں پوری دیتا ہوں بھرتی اور خوب طرح اُتارتا ہوں اگر اسکو نہ لائے میرے پاس بھرتی نہیں ملو
 میرے نزدیک اور میرے پاس نہ آؤ فائدہ اس تاکیہ کا سبب شاید یہ ہو کہ حضرت یوسف کو اپنے
 بھائیوں کا حسد معلوم تھا اور جو کچھ فساد انکے ساتھ کر چکے تھے یاد تھا سو خیال کیا کہ ایسا نہ ہو کہ بنیامین
 کو بھی مار ڈالا ہو بالجملة ان لوگوں نے کہا کہ ہم اس کے باپ سے خواہش کریں گے کہ قال اللہ تعالیٰ قالوا
 سنراود عنہ اباہ وانا فاعلون یعنی ہم بنیامین کو اپنے والد سے مانگیں گے اور بخوبی کوشش کریں گے لیکن
 اختیار ہمارا کامل نہیں ہو اگر باپ ہمارے آنے دیں گے تو ہم ضرور لادیں گے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ
 عنہ سے روایت ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک میعاد آمد و رفت کی مقرر کر دی تھی جب
 وہ مدت گزر گئی تو ایک قاصد اجورہ خبر لینے کو مقرر کر کے روانہ فرمایا وہ آدمی ایک فرسخ کنعان سے
 جانب مصر گیا تھا کہ صاحب زادے تشریف لاتے ہوئے نظر آنے آئے پلٹ کر خردی حضرت یعقوب
 باہر نکل آئے اور بیٹوں سے ملے انھوں نے مصر کا حال کہا کہ آپ کے سبب سے بادشاہ نے
 ہماری بڑی تعظیم و تکریم فرمائی اور کھانے کو دیا مگر بنیامین کا حصہ نہیں دیا اور پہنچنے جب اصرار کیا تو
 فرمایا کہ اپنے بھائی کو میرے پاس لے آؤ تو میں حصہ دوں اور جو اسکو نہ لاؤ گے تو میں ملو بھی
غله وودھکا فارسل معنا اخانا مکمل وانا لہ لحاظون یعنی بھیج دیا ہے ساتھ بھائی ہمارا کہ بھرتی لادیں اور ہم
 اُسکے نگہبان ہیں قال بل آئکم علیہ الکا انتم کم علی خیر من قبل فائدہ خیر حافظا و ہوا رحم الراحمین یعنی
 حضرت یعقوب نے فرمایا کہ میں اعتبار کروں تمہارا اسپر مگر وہی جیسا اعتبار کیا تھا اُسکے بھائی پر پہلے
 سوا اللہ بہتر نگہبان اور وہ سب مہربانوں سے مہربان یعنی تم لوگوں نے یوسف کے لیے جانے
 میں انا کہ لحاظون کہا تھا اور مجھے عہد و پیمان کیا تھا اور تم نے کچھ بھی حفاظت کی اور وقایع عہد نہ کیا اب
 بھی وہی ملکہ رکھو اور جو پہنچتا تھا کیا سوا سب کے کہ لوگوں پر اعتماد انسان کو ہوتا ہو مگر میری بڑی خطا تھی اب
 اُس زلت سے توبہ ہو تم کیا نگہبانی کریو گے میں اپنے اللہ کو نگہبان جانتا ہوں کہ وہ بہتر حافظ و پرا

مہربان ہو بعد اسکے اونٹوں کی خیر جان کھولیں اور غلہ نکالا اور بیضاعت بھی اٹھیں پانی بوسے یا
ابانا منی ہرہ بضاعت اڑت الدینا و نمیر اپنا و مخطط اٹا و نرداد کیل بعیر و ملک کیل سیر یعنی ابا باپ ہی
جو ہم مانگتے ہیں یہ پونجی ہماری پھیر دی ہو کہو سو پھر جاوین اور غلہ لاوین اپنے گھر کو اور نگہبانی کریں اپنے
بھائی کی اور زیادہ لاوین ایک اونٹ اور جلائے ہیں وہ تھوڑا ہر تینے حسب دستور مسافروں کے
حضرت یعقوب کے بیٹوں نے اول حالات سفر بیان کیے پھر خاطر جمعی سے اسباب کھولا تو قیمت غلہ
کی واپس پانی کمال شاکر و ممنون ہوئے اور کہنے لگے کہ اے باپ ہم سچ کہتے تھے کہ بادشاہ نے
ہمارے ساتھ بڑی مہربانی فرمائی دیکھو اس سے زیادہ لطف کیا ہو کہ غلہ دیا اور قیمت بھی پھیر دی ہے
ہم ایسے کریم کے حضور میں پھر جائینگے اس مقام سے معلوم ہوتا ہو کہ حضرت یوسف علیہ السلام بڑے
عادل و حلیم و کریم و رحیم تھے کیونکہ غلہ بھی دیا قیمت بھی دی اور با و صفت قدرت کے اپنے مجرموں سے
گرفت و گیر نہ فرمائی اور بیضاعت کو پوشیدہ رکھ دیا کہ گھر میں جا کر دیکھیں پھر آدین اگر اسی وقت دیکھ لیتے
تو ممنون ہو جاتے کریم اسکا نام ہو کہ جو کچھ مفلس یا غریب کو دے پھر احسان نہ سمجھے روایت ہو کہ حضرت
یعقوب نے جب دیکھا کہ قیمت غلہ پھیر دی ہو فرمایا کہ تمہاری بیضاعت کی حقیقت نہ تھی اس بات
سے بادشاہ نے واپس کی یہ تو شرمندگی کی بات ہو کچھ خوشی کا مقام نہیں کھوٹے داسون کا
یہی حال ہو اسی طرح حضرت مالک الملک جل جلالہ کا دستور ہو کہ جس کسی سے راضی نہیں آسکے
جمع مسائل قبول نہیں فرماتے القصہ بعد چند سے صاحبزادوں نے مصر کا ارادہ کیا اور بنیامین
کو باپ سے طلب کیا فرمایا بنیامین اسلہ محکم حتی تو تون موثقان سن اللہ لئلا تنشی بہ الا ان یحاط بکم فلما اتوہ لثقم
قال اللہ علی ما نقول وکیل یعنی حضرت یعقوب نے فرمایا کہ میں بنیامین کو ہرگز نہ بھیجوں گا جب تک کہ ہم
خدا سے وعدہ مضبوط نہ کر لو گے کہ ہم اسکو مع انجیر پہنچا دیں گے لیکن اگر تم سب کے سب کہیں بھینس جاؤ
تو مجبور ہی ہر تب سب نے وعدہ مضبوط کیا فرمایا کہ اللہ کا واثق ہو جاؤ کہ تمہیں کہتے ہیں اور ایک نواز شامہ رسول
سے لکھو کہ حضرت یوسف کے نام بنیامین کے سپرد کیا مضمون یہ تھا کہ امیر بادشاہ تجھ کو اللہ سلامت
رکھے تو نے ہمارے بیٹوں سے پوچھا کہ یعقوب کی محنت و اندوہ و ضعف و انجنا کا سبب کیا ہو حال
یہ ہو کہ اندوہ و ضعف میرا ہول قیامت سے ہو اور جو میں کمر سے جھک گیا ہوں سو فراق یوسف سے
کہ وہ میرا محبوب تھا اور محنت کا یہ سبب ہو کہ اس خاندان کو اللہ نے محنت کے واسطے مخصوص فرمایا
دیکھو حضرت ابراہیم میرے جدِ نزر گوار کو آتش نمرودی میں مبتلا کیا اور میرے باپ اسحاق کو پیشہ رنج
و محنت میں رکھا اور عم اکرم اسمعیل کو بیچ کر لایا اور مجھ کو فراق یوسف میں ڈالا اور میں نے بتا کہ بادشاہ نے

میرے بیٹوں پر بہت عنایت و کرم کیا سو خدا سے تعالےٰ خیر دے اب میں جب ایسا سے
سلطانی بنیامین کو بھیجنا ہوں چاہیے کہ اسکو جلد واپس کر دو کہ یہ میرا نگہسار ہو و السلام اور مجھے کہیں
کہ یہ سب کام بنیامین سے زبانی کہلا بھیجا خط نہیں لکھا بہر تقدیر گیارہ بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام
کے مصر کی طرف جانے لگے تو حضرت نے فرمایا کہ مصر کے چار وازے میں باب الشام باب المغرب
باب السین باب الروم باب طلیسوں باب مصر تو تم سب ملکر ایک دروازے سے داخل نہو نا
جدا جدا دروازوں سے بیٹھو کما قال یا بنی لا تدخلوا من باب واحد وادخلوا من ابواب متفرقة اور
سبب اس نصیحت کا یہ ہوا کہ ہر ایک لڑکا حضرت کا موصوفہ صفات تھا یعنی خوبصورت و قوی و
سپاہاں تھا سو حضرت یعقوب کو خوف ہوا کہ نظر نہ لگ جائے مگر یہ بھی فرمایا کہ و ما خفی عن اللہ من شیء
ان الکلم اللہ علیہ لو کلمت و علیہ فلیتوکل التوکلون یعنی میں نہیں بچا سکتا تمکو خدا کی کسی چیز سے حکم کسی کا
نہیں سوا کے خدا کے اسی پر بھجھو بھروسہ اور اسی پر بھروسہ چاہیے جو سارے دنیا کے واپس کو فائدہ
اس مقام سے و فانی سے عمدہ بھلے اول یہ کہ بندہ گناہ سے کافر نہیں ہوتا اور نہ حضرت یعقوب علیہ السلام
یا نبی نہ فرماتے وہ دوسرے چشم زخم حق پر جس طرح ہمارے حضرت ھیلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں السحر
حق و العین حق و لو کان شے یسبغ القدر بقتہ العین و اہ وسلم یعنی سحر حق ہے اور نظر کا لگنا ٹھیک ہے
اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب ہوتی تو نظر غالب ہوتی پس جو لوگ کہتے ہیں کہ آدمی کا سر
سانپ سے زیادہ ہے سچ ہے کیونکہ سانپ کا زہر دانتوں میں نہ جب تک نزدیک آئے کہ نہ کاٹتے نہ
نہ گے اور آدمی کا زہر آنکھوں میں ہے کہ دور سے لگتا ہے اور یہ اثر غیر کے مخصوص نہیں ہے بلکہ کبھوں اپنی
نظر بھی اپنی لگ جاتی ہے اور یہ اثر خالق لایزال نے سب آدمیوں کی نظر میں نہیں لکھا ہے بلکہ بعضوں میں ہے
اور جس طرح نظر آدمی جو ان پڑھے و لکھے پر لگتی ہے اسی طرح جانور و کھیتی باغ دولت اسباب پر لگ جاتی ہے
اور اللہ جل شانہ نے علاج اسکا اپنے رسول مقبول کی زبان سے بیان کرایا ہے تاکہ خلقت کو فائدہ
ہو چنانچہ جس بصری رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے نفس یا مال پر نظر لگے کا وہم کرے
تو وہ شخص اس آیت کو جو سورہ نون میں ہے پڑھے کہ تین بار دم کر دیا کرے و ان یجاد اللہ بین کفر و ا
میر تو تھکا بالبصار ہم تھما سوا الذکر و یقولون انہ لجنون و ما ہوا الا ذکر للعالمین و اگر کوئی چیز کسی کو پسند آوے
مال ہو یا اولاد یا زوجہ یا مکان یا باغ یا اسکے سوا سے اور ہی کوئی چیز ہو تو چاہیے اسی وقت کسی یا شاعر
لا قرة الا باللہ اسکے کہنے سے اللہ تعالیٰ نظر کی تاثیر ہونے نہیں دیتا اور اگر کوئی جائے کہ میری نظر
بہت ہی سخت ہو تو اسکو چاہیے کوئی چیز نہ دیکھا کرے اور اگر نظر پڑ جائے تو کہے اللہم بارک علیہ اس

و چنانچہ انبیاء

کلمے کے کہنے سے نظر اثر نہیں کرتی اور صراطِ مستقیم میں لکھا ہوا کہ شیخ ابوالقاسم قشیری نے فرمایا ہر کہ
ایک مرتبہ لڑکا میرا بیارہو ایسا کہ قریب الگ ہو گیا اتفاقاً میں نے حضرت صلعم کو خواب میں دیکھا اور
جیاری کی فکارت کی فرمایا کہ آیاتِ شفا سے غافل ہو رہا ہر سو میں نے وہ چھون آئیں لکھنا پانی میں دھو
اور وہ پانی چار کو پلایا اچھا ہو گیا اس جگہ آدمی کو چاہیے کہ ایمان کی راہ چلے اور اپنی عقل کو دخل نہ دے
کیونکہ عقل اس جگہ عاجز ہوا اللہ و رسول کے اسرار کو معلوم نہیں کر سکتی اور اگر کوئی فلسفی مشرب کے
کہ یہ علاج تو عقل میں نہیں آتا ہوا اسکا جواب یہ ہو کہ تو کیا اور تیری عقل کیا فائدہ اسی کا نام ہے جو عقل میں آتا
دیکھ بعض اداویہ کو حکما بالخاصیت مفید جانتے ہیں مثلاً ستونیا کو مسل کہتے ہیں اور عقل کو مطلق دخل
نہیں دیتے اسی طرح اس علاج کو بھی بالخاصیت مفید جانتا چاہیے اور بعض احادیث میں وارد ہے
کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں دیکھا کہ
وہ زرد ہوتا جاتا ہو فرمایا کہ افسون کرو اسکو جن کی نظر پر اس سے معلوم ہوا کہ جسطرح آدمی کی نظر لگتی ہے
اسی طرح جن کی نظر لگ جاتی ہے اور یہ جو افسون کا ذکر حدیث میں آیا سو اس سے وہ افسون مراد ہے کہ
جسکے معانی معلوم ہوں اگر معنی معلوم نہ ہوں تو وہ افسون درست نہیں بلکہ آسمین خوف کفری اگر کوئی شبہ
کرے کہ پہلی مرتبہ بھی بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کے مصر کو ایک ساتھ گئے تھے سو پہلی مرتبہ کسٹھا
نصیحت نہ فرمائی تو جواب یہ ہے کہ اول مرتبہ یہ لوگ مجہول الحال تھے کوئی نہ جانتا تھا کون یہاں تو مصر کے
لوگوں نے بخوبی پہچان لیا کہ ایک شخص کے بیٹے میں اس سبب سے نظر کا خوف ہوا چنانچہ پیر
قرآن القرآن میں اسی مقام پر لکھا ہے کہ اِنَّا فِی الْاٰیۃِ الْاُولٰٓئِہِ کَانَ لَہٗ اٰمُوۡلِیۡنَ تفسیر فائدہ یہ معلوم ہوا کہ
وہ ہر پر ہی باوصف ہو و جفا کے بھی باقی رہتی ہے چنانکہ جفا پر یہ قصہ دلیل ہے اور شفقت پر ہی نصح
سے ظاہر ہے جو چہ نصیحت کرنا بزرگوں کو واجب ہے ہر بار سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَلَا
اِنَّ الدِّیۡنَ نَصِیۡرَہٗ بِاَیۡحُوۡاۡنٍ مَّعْلُوۡمٍ ہوتا ہے کہ ڈرتے ہیں فائدہ ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت یعقوب علیہ السلام
اپنے صاحبزادوں سے فرماتے چھٹوان یہ کہ تاجرون کو شہرون میں پوشیدہ جانا چاہیے اور اپنا کام
بھی خفیہ کرنا چاہیے تاکہ محسود خلائق نہ ہوں ولہذا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اسْتَعِیۡزُوا عَلٰی
حَوَاسِکُمۡ بِالْکِتٰمِ وَاسْتَعِیۡزُوا عَلٰی قَضَارِہٖ بِالْکِتٰمِ فَاِنَّ کُلَّ ذِیۡ نَفۡمٍ مَّحْسُوۡدٌ اَلْقَصۡدُ جِبۡ فَرَزِدَانِ یَعْقُوۡبَ عَلٰی
کنعان کے بعد قطع مراحل متصل ہے سو بچے تو انکو نصیحت اپنے والد بزرگوار کی باد آتی اور وہ بھائی ایک
ایک دوازے سے اتباع حکم پر داخل ہوتے صرف بنیامین باب الشام پر تیار ہو گئے اکا دو سہرا
بھائی گمان تھا جسکے ساتھ ہو کر دوازے سے نکلتے سو یہ پیر سے غربت کے مارے سفر کی تکلیف

اٹھائے بے یار و مددگار تخیل راز راز رونے لگے اور کہنے لگے اے مین کہاں جاؤں کوئی میرا کلام نہیں سمجھتا جس
 راہ پوچھوں اور زیادہ تشویش کا سبب یہ تھا یعنی اول ملک غیر میں گئی نہیں سفر کھوں کیا نہیں دوسرے
 اپنی بے سروسامانی کا خیال حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی کا لالہ دیکھو کیا عنایت الہی ہوتی ہو
 اور کس طرح سے اللہ تعالیٰ اپنی پیغمبر کی بات پوری کرتا ہو کہ بنیامین تو یہاں پر نشان ہو رہے تھے اور
 حضرت یوسف علیہ السلام یہ خواب دیکھنے نہ گئے کہ ایک فرشتہ آسمان سے آیا اسے کہا کہ غریبوں کا لباس
 سادہ پہن کر نقاب چہرہ پر ڈال کر ناسے پر سوار ہوا اور باب الشام پر نہایت جلد جا کر تیرا بھائی بنیامین وہاں
 تنہا کھڑا ہوا اور ہیری فی الفور حضرت یوسف علیہ السلام اسی طرح بھیس بدل کر باب الشام پر پہنچے اور
 سلام علیک فرما کے زبان عبرانی میں بولے کہاں سے آئے اور کہاں کا ارادہ ہو بنیامین نے عبرانی
 میں کہا اعلیٰ لینے آئے ہیں کنعان سے اور عرض کیا یہاں تو کوئی آدمی ہماری زبان نہیں سمجھتا تمکو
 زبان عبری کہاں سے معلوم ہوئی حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تم تمہارے شہر میں بہت دن
 تک رہے ہیں وہیں یہ زبان سیکھی ہو بعد اسکے ایک بازو بند یا قوت احمر کا عنایت کیا بنیامین نے
 لے لیا لیکن یہ بخانا کہ یہ زیور کیا ہو پھر فرمایا کہ تم ہمارے ساتھ آؤ تو ہم تمہارے بھائیوں کے آنا سے کا
 مقام بتا دو بن چنانچہ اسی دروازے سے دونوں بھائی ناسے پر سوار داخل ہوئے سبحان اللہ اعظم
 کیا ہو اللہ نے اپنے نبی کے قول کا نباہ کیا ہو کہ حقیقی بھائی کو بھیج کر بنیامین کے ساتھ دروازے سے
 نکالا غرض کہ حضرت یوسف علیہ السلام باتیں کرتے ہوئے بھائیوں کے قریب کہ دروازے سلطان پر
 سوار کھڑے تھے پہنچے اور بنیامین سے کہا کہ اب تم اپنے بھائیوں میں جاؤ کہنے لگے کہ میں تمہارا
 ساتھ نچھوڑ دوں گا کیونکہ میرا دل تمہاری طرف کھینچتا ہو فرمایا میں غلام ہوں بلا حکم اپنے مالک کے تم سے
 موافقت نہیں کر سکتا ناچار بنیامین بھائیوں میں شریف لگے لیکن بہت ہی خوش اور مخلوط قلب
 بھائیوں نے پوچھا کہ اسے بنیامین ہم سے تجھ کو کھوں خوش نہیں دیکھا آج کیا ہو فرمایا کہ مجھے ایک
 ناقہ سوار سے ملاقات ہوئی اسے عبرانی میں گفتگو کی اور ایک زیور مجھ کو عنایت کیا تب یہودا نے
 کہا کہ وہ زیور میرے سپرد کر کہ اور کوئی نہ لیوے شمعون نے ہاتھ سے چھین لیا اور اپنے ہاتھ میں
 پہنائی الفور فاقب ہو گیا اور بنیامین کو پہنچ گیا تب شمعون نے کہا کہ زیور تو جاتا رہا بنیامین نے
 فرمایا کہ یہ ہر پھار کسی نے یا تب بھی بنیامین کے پاس گیا اسی طرح ہر ایک شخص نے لیا الا ایک
 کے پاس بھی نہ ٹھہرا تب یہ ہر گاہ کہ عقیلہ یوسف علیہ السلام پر کوئی لڑکا یعقوب علیہ السلام کا قارہ
 نبو ابشہ شیطان مردود کس طرح سلب ایمان پر قارہ ہو سکتا ہو کہ وہ علیہ رحمان ہر روایت ہو کہ

حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک مکان میں چالیس گز کا نیا چٹا نہایت سکھت بنا دیا تھا اور اس میں حضرت یعقوب علیہ السلام اور اپنے بھائیوں کی تصویریں مع حقیقۃ الحال جو کہ بھائیوں نے حضرت کے ساتھ کیا تھیں انہیں چنانچہ تصویر کی تصویر طرح تھی کہ چھری ہاتھ میں حضرت یوسف کا دامن پکڑے پہلو میں درج کرنے کو کھڑے تھا اور تیل کی اسطرح تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام گویا کہ اُس کے دامن کو اپنی پناہ جان کر چھپتے ہیں اور وہ مارتا ہر اسی طرح سب بھائیوں کی تصویریں باحرکات شنیعہ کھینچی ہوئی تھیں جب کہ یہ لوگ مصر میں پہونچے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اسی مکان میں اتارا روئیل نے دیوار پر نظر ڈالی تو اپنا سارا حال معائنہ کر کے متحیر ہوا بھائیوں نے کہا حیرت کا سبب کیا ہے یو لاسا حال ہمارا موجود ہر غرض سب لوگوں نے دیکھا تو بس کے چہرے متغیر ہوئے اور وہ کاتخیر خوف سے تھا اور بنیامین کا رنج سے اور یہود کو خوف و رنج دونوں ہوا اور لاوی کو بھی خوف تھا الا سبب اس کے کہ اس نے حضرت کو سب سے چھپا کے پانی پلایا تھا اسید غفور کھتا تھا بعد اُس کے حضرت یوسف علیہ السلام نے ارشاد کیا کہ ان کے واسطے کھانا لاؤ جب کھانا کھا تو کسی نے ہاتھ والا خادم شاہی نے سبب پوچھا بولے کہ ہم بہت بھوکے تھے لیکن جب سے اس مکان میں آئے ہیں نہ بھوکہ ہو نہ پیاس اور رونے لگے تب حضرت یوسف علیہ السلام نے رحم کر کے فرمایا کہ اگر اُس مکان میں ایجاؤ بھان ہم بیٹھے ہیں اور وہیں کھانے کو لاؤ جب اُس مکان میں جا بیٹھے تو حضرت نے عنایات اور کرم کا دروازہ کھول دیا کہ خوف و غم جاتا رہا سب نے کھانا کھا یا صرف بنیامین نے نہ کھا یا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کیوں نہیں کھاتے پوچھا کہ میں نے اپنے بھائی یوسف کی صورت دیوار پر کھینچی ہوئی اُس مکان میں دیکھی ہو سو یہ اسید رکھتا ہوں کہ اگر بادشاہ مجھے اذن دے تو ایک ساعت وہیں بیٹھوں اور جی بھر کے روؤں بادشاہ نے اذن دیا اور اپنے خادم کے ساتھ اُس مکان میں بھیجا کہ بنیامین روتے ہوئے پونچھے اور تصویر یوسف کے قریب کھڑی ہو کے بہت بہتے کہ بیتاب ہو کے گر پڑے یا حضرت یوسف اسی خلوت خانے میں داخل ہوئے اور افرانیم کو بلا کے کہا تو جا کے اپنے چچا کے روبرو کھڑا ہو جو کچھ استفسار کریں عبری میں جواب دے اور اگر کہیں تو کسا بیٹا ہو تو کہنا یا یوسف کا بیٹا حضرت یعقوب کا پوتا ہوں اور جو چھپیں کہ یوسف کسان ہیں تو کہنا کہ یوسف وہی ہیں جس نے حکم اُس مکان میں بھیجا ہو لیکن یہ سکرسی اور سے ظاہر کرنا اشد تعالیٰ نے مجھ کو اسی قدر اجازت دی ہے جو شک افرانیم بنیامین کے پاس جا کے بیٹھے سو بنیامین کبھوں انکی صورت دیکھنے اور کبھوں تصویر یوسف اور سخت متعجب تھے کہ اس صورت میں کچھ بھی فرق نہیں ہے آخر فرمایا افرانیم سے کہنے لگے تو نے یہ صورت کمان سے اور کس سے پائی ہے افرانیم نے کہا اسی صورت سے جس کو تم دیکھتے ہو بنیامین نے فرمایا تو

کون شخص ہوا فراتیم نے عرض کیا کہ میں یوسف صدیق کا بیٹا ہوں بنیامین نے کہا یہاں بھی اس نام کا کوئی شخص ہوا فراتیم نے کہا یوسف وہ ہیں جو ابھی تمہارے پاس بیٹھے باتیں کرتے تھے بنیامین بولے کہ میرا بھائی جو غائب ہو اسکا یہی نام تھا فراتیم نے کہا میں اسی باپ کا بیٹا ہوں اور تمہارا بھتیجا ہو پھر اس بات پر بنیامین خوشی سے اچھل پڑے اور فراتیم کو اپنی چھاتی سے لگایا اور کہا واشوقاہ یا قرۃ عینی و ثمرۃ فوادی تو سچا ہوتیرے بدن سے میرے بھائی محبوب کی بو آتی ہے اب جلد جا اور اپنے باپ سے کہ کہ مجھ تشنہ دیدار کو جلد ترسیراب فرمائیں کیونکہ انتظار کی حد گزر گئی اور فرصت غنیمت ہوسے فرصت وقت نگہدار کو سودے نہ کندہ نوشدارو کہ پس از مرگ بشیراب دہندہ فراتیم نے سارا حال حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ آنکو یہاں لاؤ اسی وقت فراتیم بنیامین کو خلاوت خانہ میں لائے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو گلے سے لگایا اور بہت رنج و اور کہا یا قرۃ عینی یا بنیامین انا انوک فلما تبتمش باکالوا یعلون یعنی میں تیرا بھائی ہوں سو غمگین نہ ہو ان کاموں سے جو کرتے رہے ہیں یہ کلام حضرت یوسف علیہ السلام نے اس واسطے فرمایا کہ اس بھائی کو آرزو سے بلوایا تھا تو اوروں کو حسد پیدا ہوا اس سبب سے راہ میں ہر بات پر جھڑکتے اور طعنہ دیتے تھے اسلئے حضرت نے تسلی گوی اور اس وقت بنیامین پر ایک حالت طاری ہوئی کہ غایت فرح اور شادی سے از خود محو اور مشاہدہ جمال محبوب میں غائب تھے سے محرم آن لفظ کہ مشتاق بیابے برسد بہ آرزو مند نگاہے بکار سے برسد قیمت گل نشناسد مگر آن فاختہ کہ خزان دیدہ بود بس بہار سے برسد بہ عزت وصل نداند مگر آن سوختہ کہ پس از دوری بسیار بیابے برسد پھر جب بنیامین کو ہوش آیا تو حضرت یوسف نے باپ کا حال پوچھا بنیامین نے کہا اٹھکا حال از بس سقیم ہوا رانکھیں روتے روتے سفید ہو گئی ہیں اور اب سوا سے تمہاری ملاقات کے اور کسی بات کی خواہش نہیں ہے پھر بہن کا حال پوچھا بنیامین نے قسمیہ کہا کہ آسنے بائیس لڑکیاں تک سوائے سیاہ کلی کے اور کوئی کپڑا نہیں پہنتا اور اب بھی رویا کرتی ہے اور ہر روز شارع عام پر پھڑکی ہو کے سارے سے تمہاری خبر پوچھا کرتی ہے یہ حالت سنکر حضرت یوسف بہت روتے پھر فرمایا کہ او غریزہ از جان تو نے نکاح کیا ہے غرض کیا کہ ان تین لڑکیوں میں بھی فرمایا کیا نام بولے ایک کلام دم اور دوسرے کا ذیبتیرے کا یوسف فرمایا کہ ایسے نام کیوں رکھے عرض کیا جب دم کو دیکھتا ہوں تو جھوٹا خون جو تمہارے کرتے سے لگا کر باپ کو دکھایا یا دکھاتا ہے اور جب ذیبت دیکھتا ہوں تو وہ بھیڑیا جھوٹا لائے تھے یاد آجاتا ہے اور جب یوسف کو دیکھتا ہوں تم یاد آتے ہو بعد اس گفتگو کے حضرت نے فرمایا کہ اب تم اپنے بھائیوں کے پاس جاؤ تب بنیامین نے

عرض کیا کہ مجھ کو آپ کیلئے اپنے پاس سے جدا کرنے میں تو چالیس برس سے روتا ہوں فرمایا کہ میرا پرارادہ ہے کہ تم کو اپنے پاس رکھوں اور اسکی تدبیر یہ ہو کہ تمہارے چچا کا بیٹا لگا دوں بنیامین نے کہا بہتر مجھ کو کسی طرح عذر نہیں ہوا فعل انا شاربہر بنیامین بجائیوں کے پاس گئے بجائیوں نے اچھا چہرہ بکاش دیکھا کہ منہ پہنا بلکہ اثر نور یوسفی سے آنکھیں چمک گئیں اور کہنے لگے کہ تو کون ہو کہا انا اخوکم بنیامین کہنے لگے کہ شغیر کر دیا اسے بنیامین تیرا بشیرہ فرمایا کہ سوائے اشد کے اور بھی کوئی بد لئے والا ہے آج میں نے اپنے بھائی یوسف کی موت میں مصروف تھا میں دیکھی تو سب اندوہ و کدورت میرے دل سے جاتی رہی اور بعض محققین مفسرین اس معاملے کو یوں بیان کرتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک سوار خیر کے واسطے کنعان کی راہ پر بٹھلادیا تھا کہ جب اولاد یعقوب علیہ السلام کی آمد معلوم ہو تو مجھ کو خبر کر دیتا چنانچہ یہ لوگ جب مصر کے دروازے پر پہنچے تو خبردار نے حضرت کو خبر کی حضرت نے مکان کو آگاہ کیا اور خود نقاب ڈال کے بیٹھے اور بنیامین وغیرہ عقبہ علیہ پر آئے کسی نے حضرت یوسف کو خبر نہ کی ناچار بنیامین نے دربانوں سے کہا کہ اولاد یعقوب کب تک دروازے پر کھڑے رہے دربان نے حاضر ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا حضرت نے سب کو طلب کیا جب رو برو آئے تو حضرت یوسف علیہ السلام بہت روتے حاضرین کو گمان ہوا کہ بادشاہ انہی ناراض ہیں اور یہ لوگ بھی ڈرے تب حضرت نے بہت عنایت کی اور ترجمان کی معرفت ارشاد کیا کہ تم کنعانی ہو تمہیں دعویٰ کرتے تھے کہ ہمارا باپ پارسا ہو پوچھے کہ تم کنعانی ہیں اور اس بھائی کو ساتھ لائے ہیں تب بنیامین نے ترجمان کو عنایت نامہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا دیا اسنے یوسف کو پہنچایا تمہارا ک صحیفہ عنایت پر نوک کہ بہت روتے اور مجلس امین اٹھ گئے اور نواز شہناہ پڑھ کر اور بھی روتے اور بیٹوں سے فرمایا کہ یہ عنایت نامہ میرے باپ کا ہو اور یہ لوگ تمہارے چچا ہیں پھر باہر تشریف لائے اور بنیامین کو دیکھا تو انکے تمام کپڑوں پر یوسف یوسف لکھا تھا فرمایا کہ تمہارے کپڑوں پر نام کیوں لکھا ہے بنیامین نے کہا میرا ایک بھائی تھا یوسف وہ جنگل سے گم ہو گیا سو میں نے اپنی نشانی کے واسطے اسکا نام لکھا ہے اور سارا قصہ بالا اجمال بیان کر گئے حضرت چپکے سے اور ارشاد کیا کہ چھ خوان کھالے کے لاؤ جب خوان آئے تو فرمایا دو بھائی حقیقی ایک ایک ایک خوان پر بیٹھ کر کھائیں پنج پر دنل بھائی بیٹھ کر کھانے لگے بنیامین تنہائی سے روٹنے لگے بادشاہ نے سب بوجھ بنیامین سے کہا اس بادشاہ مجھ کو اپنا بھائی یاد داتا ہو کہ اگر وہ ہوتا تو میں بھی اس سے ملنے لکھا حضرت نے فرمایا کہ اسکا خوان میرے پاس لاؤ اور بنیامین سے فرمایا کہ میں تیرا بھائی ہوں تو میرے ساتھ آ کے کھانا چنانچہ نقاب ڈالے ہوئے حضرت نے اپنے ساتھ کھانا پیش کر کے

حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھ پر ایک تل تھا وہ بنیامین کی نظر پڑ گیا پھر رونے لگے تب بادشاہ نے فرمایا
 کیوں روتے ہو پتہ کہ حضور کے ہاتھ پر ایک تل ہو اسی طرح کامل میرے بھائی کے ہاتھ میں تھا سو اسکو
 دیکھ کر مجھے رونایا اس بات پر حضرت یوسف علیہ السلام بھی بہت رونے اور فرمایا کہ غم مت کر شاید
 اعتداجل شانہ تیرا بھائی تجھے ملاوے گا اور کمال تسلی اور دلا سے سے کھانا کھلا کے رخصت فرمایا جب
 بھائیوں کے پاس بنیامین پہنچے تب حضرت نے ترجان سے فرمایا کہ ان سے پوچھو تمہارا بھائی جنگل میں
 کس طرح ضائع ہوا بنیامین نے کہا میرے بھائی کو یہ دسوں بھائی جو حاضر ہیں باپ سے مانگ کے سیر کرے
 یہاں نے جنگل میں لینگے شام کو کرتہ خون آلودہ باپ کو دکھایا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا وہ کرتہ بھی میرے پاس
 موجود ہے ترجمان نے کرتہ ایکے حضرت کو دیا حضرت نے خون دیکھ کر فرمایا کہ یہ نبی آدمی کانہیں بکری کے
 نیسے کا ہے بنیامین نے اسکا کچھ جواب نہ دیا مگر اور لوگوں نے کہا کہ چالیس برس اس معاملے کو گذرے ہیں
 خون کا رنگ بدل گیا ہے تب حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ عجیب بھیڑیا تھا کہ آدمی کو کھا گیا اور
 پیرا بنیامین سلم چھوڑ گیا بعد اسکے فرمایا کہ میں نے سنا ہے تمہارے گروہ میں ایک شخص کی آواز ایسی ہو کہ اس
 صورتوں کے حل کر جاتے ہیں وہ کون ہے یہودا نے کہا میں ہوں اور پھر فرمایا کہ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ایک
 شخص ایسا ہے جو شیر کو بچاڑ ڈالتا ہے اور بڑے درخت کو اکھاڑ لیتا ہے وہ کون ہے شمعون نے کہا میں ہوں
 حضرت نے فرمایا کہ تم دونوں وہاں تھے یا نہین بولے ہم بھی تھے فرمایا کہ بھیڑیے سے حقیقی بھائی نہ چھینا گیا
 شرمندہ ہوئے اسی طرح دسوں بھائی سے سوالات فرمائے کہ سب ندامت سے سرگرمیاں ہونے
 خوف سے کانپنے لگے بعد اسکے بنیامین کو پاس بلایا اور سب سے پوشیدہ چھپا کر گلے سے لگا لیا اور نقاب
 اٹھا دی قریب تھا کہ بنیامین خوشی سے نعرہ مارا تب حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا سکوت کر ابھی تک
 وقت نہیں آیا ہے کہ میں اپنے آپ کو ظاہر کروں بعد اسکے باپ کا حال پوچھا فائدہ بطرح حضرت یوسف
 علیہ السلام نے بنیامین کو علیحدہ کر کے سارا حال پوچھا اسی طرح خداوند تعالیٰ قیامت کے دن زندہ
 مومن کو علیحدہ کر کے پوچھے گا تاکہ اور کوئی خبر نہ پوچھے القصہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کے
 اونٹ غلے سے بھر دیے اور بنیامین کے اونٹ میں ایک پیانہ بلوری یا طلائی باز مروی پایا قوسٹ
 بادشاہ کی پاس کا پنا ہوا تھا یا غلے کے تولنے کا تھا رکھوا دیا جب ان لوگوں نے اول منزل کی تو سوار
 بیجا کہ قافلہ شام کو روکوا ورائے اسباب میں پیانہ تلاش کرو سواروں نے بکرا چنا بچہ ارشاد ہونا ہے
 فلما جنزہم بھیمار ہم جل السقایۃ فی رحل اخیر ثم اذن مؤذن ایما العیر انکم سارقون قالوا و اقبلوا علیہم ماذا نقصد
 قالوا نقصد صواع الملک ولین جابرہ حل بعیر وانا بزرعیم قالوا انشد نقصد علیکم ما نحن نقصد فی الارض واکنا

سارقیین لیتے چو جب تیار کر دیا انکو اس باب انکا لہو دیا اپنے کا با سین بوجھ میں اپنے بھائی کے
 چمکا چارٹے والا اسے قافلہ والو تم تھو چہ ہو کشت کا نہ کہنے کی طرف تم کیا نہیں پاتے بوئے
 ہم نہیں پاتے اوشاد و کلہ یانہ اور جو لہو والا اسے ایک بوجھ اونٹ کاٹے اور میں ہوں
 اسکا خاص کشت لے لے قہر اللہ کی تلو معلوم ہو بہشت است اپنے کو نہیں آتے ملک میں اور نہ ہم
 کہیں چو رہے متعین کتے میں کہ یہ تین منادی نے اپنی طاعت سے کہتا تھا انکے سارقون حضرت یوسف
 نے اجازت نہیں دی تھی اور بیٹے کتے ہیں لاف زبانی سے یہ سخن تو اپنے نادبی سے کہلوا
 اور تاویل یہ تھی کہ تم چو ہو کہ یوسف کو باپ سے چو اگر لیتے اور بیچ ڈالا اور اس میں کچھ بھی جمو ٹھ
 نہیں جو تفسیر نہیں لکھا جو کہ اس مقولہ کا سبب کہ ہم نرسد اور چو نہیں ہیں یہ ہوا کہ جب یہ لوگ
 کنعان سے آئے تھے تو اپنے اونٹوں کے منہ باندھ دیے تھے تاکہ کیت نہ کھائیں اور شاخ
 و دشت نہ توڑیں اور وہ اسباب جسکو حضرت یوسف علیہ السلام نے پیچھا یا تھا لے آئے تھے
 اور کہتے تھے شاید یہ اسباب بھولے تھے غلامین رہ گیا جو سوچا کہ حرام ہوا اور یہ لوگ ان سب
 باتوں سے واقف اور انکی امانت اور تقویٰ سے خبردار تھے سو ان لوگوں کو مطلع کیا کہ ہر گاہ تم لوگ کھلے
 تقویٰ اور صالح سے واقف ہو پھر تم چوری کی ہر کس طرح لکھتے ہو تم تو نرسد اور چو نہیں ہیں غرض کہ سواروں نے کہا
 ہم تو کھو چور نہیں کتے ہیں گارنت پوچھتے ہیں کہ اگر کسی نے چور یا ہوا کسی کی خبر جی سے نکلے فاجزائے ان
 کتم کا دین یعنی کیا سزا ہو اسکی اگر تم چو ٹھ ہو تو کھو اجزائے من وجد فی رطلہ فوجزائے کذلک خبر جی انکی
 یعنی بولے اسکی سزا یہ ہو کہ جسکے بوجھ میں پایا جاوے وہی جائے اسکے بدلے میں ہم تو یہی سزا دیتے ہیں
 کہ تم سواروں کو فساد طبع ہمارے دین میں چور کا اتہام کاٹا جاتا جو اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام
 کے بیان پور سال بھر تک مالک مال کے گھر رہتا تھا اور غلامی کرتا تھا اور بادشاہ مصر کا شاید یہ حکم تھا
 کہ چور کو ماریں اور دو چاند مال سے و تمہ کا بھروسہ یہ آئین بادشاہ تھا سو ان لوگوں نے اپنے دین کا حکم
 بتلایا کہ قتل سے بچ جاؤں باجملہ سواروں نے سب لوگوں کو حاضر کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام
 نے پہلے اور بھائیوں کی خبر بیان کہلوائے لیکن کچھ بھی نہ نکلا تب ارشاد کیا کہ انکو جیلانے دو چنانچہ ارشاد
 ہوا فبدو باو عیتہم قبل و عار اخیس یعنی پھر شروع کیا یہ عفت نے انکی خبر بیان دینی اپنے بھائی کی خبر سے
 پہلے اسوقت کہلوانے والوں نے کہا کہ اب اس بچاؤ کی خبر جی دیکھنا ضرور نہیں ہو کیونکہ یہ مظلوم ہوا ہے
 کہنوں ایسی دلیری نہیں کی ہوگی جو دوا وغیرہ بول آئے کہ جو ہمارے بوجھ کھوئے گئے ہیں تو اسکا
 بھی کہلوا جائے کیا یہ جسے بزرگی میں زیادہ ترہ زنجبلا زمین شاہی نے بھار کیا پر یہ دوا وغیرہ

نے واسطے رفعِ نسبت کے نہایت اصرار کیا تا چار بنیامین کا بوجہ بھی کھولا گیا تو سپاہِ ان کے غلبہ میں نکلا
 کما قال تم استخرنا من دعاہ اخیہ تب شر مندہ ہوسے مگر بنیامین خوش تھی فقالوا ان یسرق نقد سرق
 اخ لاس قبل یعنی کنے لگے اگر اسے چور پایا ہو تو کچھ تعجب نہیں کہ اس کے بھائی نے بھی پہلے چوری کی تھی بعد ازاں
 سخت شر مندہ اور سزگن ہوئے بعد ایک بھٹے کے بنیامین سے کنے لگے کہ اے بنیامین تیرا باپ امین
 روحانیان اور مہنشین آسمانیان ہر جھکوشہم نہیں آئی کہ تو نے ایسی خیانت زندہ سے اپنا دامن عصمت
 آلودہ اور خاندانِ نسیجِ اشراف کو بدنام کیا اور بنیامین ہر چند بہانہ فرمائے کہ میں اس حال سے واقف
 نہیں ہوں مگر وہ لوگ قناب و شتم سے باز نہ آتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ اگر تو نے نہیں چرایا تو کنے پانہ تیری
 خیرجی میں رکھا بنیامین نے کہا شاید اس شخص نے رک دیا ہو جس نے اہل تمہارے بوجھوں میں تمہاری مبتلا
 پوشیدہ رکھی تھی یہ خیال نہ کیا کہ بنیامین بچا ہوا معلوم نہیں کہ غریب کو اس پر دسے میں کیا منظور ہو
 قائم رہے جو حضرت یوسف کے بھائیوں نے کہا نقد سرق اخ کہ من قبل سو غالباً دو باتوں کا خیال آ رہا ہوگا
 نہیں تو حضرت یوسف علیہ السلام سے ایسی حرکت کہ بھون نہوئی تھی جس کا طعنہ دیا ایک یہ کہ حضرت یوسف
 علیہ السلام کی نانی کے پاس ایک بت تھا سو نے کا اس کو حضرت نے لیکے زمین میں دفن کر دیا یا
 توڑ ڈالا تاکہ اس کی پرستش سے باز رہے بلکہ وہی سعید بن جبیر روایت چوری کا ہیکو تھی بلکہ سینہ زوری کہ ٹٹے گناہ سے
 نانی کو منع کرتے تھے چوری تو یہ تھی کہ اس کو کڑے کر کے صرف میں لائے عیار بیل وغیرہ نے حضرت یوسف کے ساتھ کیا
 دو شہر نما بن احماق سے روایت ہے کہ حضرت بنو کو ان کی بھوپھی نے پرورش کیا تھا حضرت یوسفؑ فی الجملہ پوشا بہرہ تو حضرت
 یعقوبؑ نے چاہا کہ لب میسے پاس رہیں بھوپھی کو حضرت یوسف سے محبت زیادہ تھی مغلقت ان کی گوارا نہ کر سکیں
 تب حضرت احماق کا ٹپک کر سے باندھ دیا اور بیکے رہنے کے واسطے چیلہ ٹھہرا کے تلاش کرنے لگیں اور
 ڈھونڈتی ہوئیں حضرت یعقوب کے گھر میں چلی آئیں وہی حضرت یوسف علیہ السلام اپنے باپ کے پاس
 پہونچے تھے کہ ان کی بھوپھی نے ان کے چلنے کی تلاش شروع کی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس نکلا سو
 موافق حکم اس دین کے ایک سال اور بھوپھی کے پاس رہے تین کتا ہوں بھلا اس میں کیا چوری
 تھی حضرت یوسف علیہ السلام تو اس بات سے واقف بھی نہ تھے بھوپھی نے اپنی خوشی سے آپ
 باندھ دیا تھا اور تجا پر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک فقیر سائل آیا حضرت یوسفؑ نے لیکہ خیمہ مرغ اپنے گھر
 سے لیکر بلا اطلاع یعقوبؑ اس کو دے آیا اور سفیان ابن عیینہ کہتے ہیں کہ ایک مرغی حضرت یعقوبؑ کی
 سائل کو عنایت کر دی تھی کذا فی العالم حقیقت یہ ہے کہ ان صاحبزادوں کی باتیں حضرت یوسف کے باپ
 میں اسی طرح کی ہوتی تھیں یعنی حسد کے سبب سے جو بات کہتے تھے اس کا سراپا لہن نہوتا تھا اور حضرت

یوسف کا طرّف دیکھو کہ بادشاہت ایسی ایسی قسمت اور ظلم کے آہستہ سے فرماتے لگا اپنے بی بی میں اور انکو
 نہ جتا یا کہ آخر شرمگاہ وادشاہ اعلم بما تصفون یعنی تم سب تو بوجہ سب میں اور اللہ خوب جانتا ہے جو تم باتیں
 بناتے ہو وہی تمہیں باپ سے چور کے بھی مارنے کا ارادہ کیا اور کہو یمن میں ڈالا اور سب تمام قلعے کے
 لوگوں نے کھالا تو فریب کیا اور جو تھا دعویٰ بیکار کر کے لیا اور بی بی والا اور باپ سے وہ فریب کیا
 جو کسی نے بھی نہ کیا ہوگا مثل مشہور ہے کہ پرانی بھولی کو بھستے ہیں اپنا ٹینٹ نہیں تمہارے تنہا یہ اس شخص
 میں کئی غامض سے ہیں اول یہ کہ حیلہ بیگناہ جائز ہے چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کے
 ساتھ کیا اور انکی بھوپھی نے انکے واسطے کیا اور بار بار دین میں بھی بہت نیلے میں جب بی بی ابلا
 قطعہ واستبراز کوۃ و میرہ میں قلع نظر اسکے یہ بات بھی حضرت یوسف علیہ السلام کو اشدّ سچی کھائی تھی
 چنانچہ فرماتے ہیں کہ لک کذا لیوسف من امان لیا نذا خان فی دین الملک الان ایہ مراد ہے یعنی یوسف
 داؤد بتایا ہے یوسف کو ہرگز نہ لے سکتا اپنے بھائی کو اس بادشاہ کے انصاف میں مگر جو چاہتا ہے اشدّ
 دو شہر ایہ کہ حیلہ کرنا زور اور حکومت سے بہتہ چلیو کہ حضرت کہ قدرت تھی اگر چاہتے تو بنیامین کو
 بزور لے لیتے مگر لحاظ بذمائی ایسا نہ کیا کہ اس میں تاہل ہر تھا کہ واقع میں انکو بنیامین سے زیادہ ترقی
 تھی کہ اور دن کو ہرگز نہ تھی تیسرا یہ کہ آدمی کو ملاست نہایت سے اتنا کہ نا ضرور ہو کہ وہ سبیل بھی ہو مذیت
 میں کیا ہو مارا آہ المسلمون حسنا فو عندا اللہ حسن و مارا آدمی المسلمون فیمافو عندا اللہ قبیح چوتھا اخبار کہ خسار
 کی صحبت سے پرہیز واجب ہو تاکہ تفنّی و اتقوا من و اتقوا من و اتقوا من و اتقوا من و اتقوا من و اتقوا من
 و پاک و نا پاک میں تمیز نہیں رہتی اولاد یعقوب کے ہمراہ اور بھی مردم شام تھے مگر نوزن سنو بھی آواز
 دی اتھا العیر انکم سارقون حالانکہ اور دن کو اصلاً بیانیے سے واسطہ نہ تھا اگر کوئی کہ کہ جب حضرت
 یوسف علیہ السلام کو بخوبی معلوم تھا کہ میری ہجرت سے یعقوب علیہ السلام کو غم و الم آ رہیں تو ہاں ہم
 بنیامین کو قید کیا اور اس جبت سے حضرت یعقوب کو رنج و وبال ہوا اول یہ بات ظاہر اتقوا و الدین
 میں داخل ہو دوسرے قطع ملہ جسم اور قلت عنایت و شفقت بھی اس فعل سے ظاہر ہے پھر کیونکہ
 ایسی بات حضرت یوسف علیہ السلام نے بڑے سکاہت نام سے فرمائی جواب یہ کہ جو کچھ واقع ہو سب
 ہمارا تھی و وحی حضرت باری تھا تاکہ یعقوب کو رنج زیادہ ہوا و اجبر و ثواب المضاعف سے اور درجے
 آخرت میں بڑھیں اور یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت یوسف بنیامین کو از رو سے قواعد و ضوابط عینہ سلطان صبر
 قید نہیں کر سکتے تھے مگر خداوند تعالیٰ نے بھائیوں کی زبان سے چور کی سزا وہ بیان کرائی جو کہ
 موافق مراد و مقصود حضرت یوسف علیہ السلام کے پڑ گئی کہ انکا مطلب حاصل ہو گیا تمام المستوفی

یوسف علیہ السلام

میں لکھا ہے کہ کید اس مقام پر جزا کید ہو یعنی جیسا بھائیوں نے ابتداً یوسف علیہ السلام کے ساتھ کیا تھا
 سنے انکے ساتھ کیا وہ قد قال یعقوب فیکید والک کیداً فکندنا لیوسف فی امرہم اور کید جانب خلق سے
 یعنی جلیلہ اور از جانب خدا تہمیر الحق اور بعض کے نزدیک کدنا بمعنی التنا اور بعض بمعنی دبرنا اور بعض
 بعض افزا اور بعض بمعنی اردنا بیان کرتے ہیں آخر غرض جب روئیل وغیرہ کی زبان سے سراسر چور علی
 روس الاشہام و غلام بنانا ثابت ہوا تو بنیامین کے لئے کئے گئے تب اولاد یعقوب نے کہا یا ایہا الغریزان
 کہ ابا شیخی اگر یہ حق ہے تا حد ناسکاد انما نزال لہن سنین یعنی ای غریز اسکا ایک باپ ہو پھر بڑا سور کہہ لے
 ایک کہ ہم میں سے کسی جگہ ہم دیکھتے ہیں تو ہی احسان والا ہو کیونکہ غلہ تو نے ہلکا قیمت دیا اور ہماری
 دعوت بخوبی فرمائی خواہ یہ بات اگر تو ایسا کرے تو احسان ہو گا انجناب نے فرمایا کہ ہم بے انصاف نہیں ہیں
 کہ غیب مجرم کو مجرم قرار دیں یا کہ مجرم کے مقام پر دوسرے کو کھین اور تفصیل اس مقام کی یہ ہے
 کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین پر ہمت سرفرازا کرنا کو پاس بلوایا اور کہا تو بھائی لکے نہایت
 متروک ہوئے اور اس خیال میں پڑے کہ باپ سے وعدہ جتنی از روئے قسم کر کے بنیامین کو لائے تھے
 اب کچھ بات بن نہیں آئی چلو پھر غریز کی خدمت میں حاضر ہوں چنانچہ صلاح کر کے پھر آئے اور کہا
 اسے غریز بنیامین کا باپ نہایت ضعیف البدن کثیر الشان عظیم القدر برفاقتہ کا پیغمبر پہنچے آس سے
 عہد کیا ہے کہ بنیامین کو بھیج دو سالم تمہاری خدمت میں لائینگے اور خدا سے تمہارے کو اس عہد و پیمان پر
 کفیل گردانا ہو اگر اسکو ساتھ نہ لجائینگے تو قطع نظر خیانت و بیعت فکی کے باپ کو کیا سنہ دکھلائینگے اور
 اللہ کو کیا جواب دینگے سو ہکویہ امید ہو کہ آپ ہمارے حال پر احتلال پر نظر عنایت مبذول فرما کے
 بجائے اس کے جس کسی کو ہم میں سے چاہیے رکھ لیجئے کہ اس میں آپ کی عرض کہ خدمت ہو کر نکل گئے
 اور ہم دونوں جہان میں سرخرو ہونگے فرمایا میں کسی دوسرے کو خلاف قاعدہ بندگی میں نہیں رکھ سکتا
 میں تو وہ کام کرنا ہوں جو پیغمبروں کی شریعت میں درست ہو اور جو بات اس کے خلاف ہو وہ ظلم ہو اور
 میں نے تمہارے بھائی کو تمہاری شریعت کے مطابق رکھا ہو اور تمکو میں اصلاً آزار اور تکلیف نہیں
 دیتا ہوں تم رخصت ہو چین سے اپنے وطن کو جاؤ کیونکہ نافع بلا میں پڑتے ہو ایک بھائی گیا تو گیا
 تب تو روئیل کہ سب میں بزرگ تھا فتنے ہو کر روہر و اکابا اور دستوریہ تھا کہ جب اسکو غصہ آتا تو بال
 بدن کے کھڑے ہو جاتے تھے اور کپڑوں سے باہر نکل آتے تھے پھر اس حالت میں اگر آواز کرتا تو سنیں
 کے پتے پھٹ جاتے تھے اور غضب کم نہوتا تھا جب تک کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد
 سے کوئی شخص باہر اسکی پشت پر نہ رکھے سو جب آئے غصہ میں آکر کہا اسے غریز میں آواز کرتا ہوں

سننے والے مر جائیگے اور حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بھائی کی کیفیت سے واقف تھے اسلئے
 انجناب نے بقتضائے الحرب خدمتہ حرب زبانی سے فرمایا کہ روئیل بیٹھ جا وہ بیٹھ گیا جب اتنی فرصت ملی
 تو حضرت یوسف نے افرایم کو اشارہ کیا آسنے آہنگی سے اپنا ہاتھ پشت روئیل پر مل دیا کہ غصہ اسکا فرو
 ہو گیا اور حضرت یوسف نے فرمایا میں نے تمہارے بھائی کو تمہارے حکم کے موافق لیا ہر گز واپس
 نہ کرو مگرا جو تمہارا جی چاہے سو کرو روئیل نے ارادہ کیا کہ آواز کروں آواز ہی نہ نکلی سخت متحیر ہوا اور خیال
 کیا کہ غالباً کوئی شخص آل یعقوب سے اس مجلس میں ہو اور دانتے باتیں اپنے بھائیوں کو دیکھا کوئی نظر نہ کیا
 ناچار بارہا کیا اور اپنے بھائیوں سے پوچھا تم میں سے کسی نے میری پشت پر ہاتھ رکھا تھا بولے کسی نے
 نہیں رکھا فلما استیسوا منہ خلصوا انجیائے جب یلوس اور نا اسید ہوئے اُس سے اکیلے بیٹھے مصلحت کو
 بڑے بھائی نے کہا ہم تو اس سرزمین سے نہ جائیگے جب تک ہمارا باپ نہ بلاوے یا اللہ حکم نہ کرے
 اور بعض بولے کہ یہ بادشاہ ہر اہل ملک اس کے اکثریت پرست ہیں اور ارباب شرک
 کو چندان قوت نہیں ہوتی ہر سو ہم آئے باعانت حق واداد غیبی محاربہ کریں گے اور اپنے
 بھائی کو بقلبہ واستیلا چھین لیں گے یہودا نے کہا بادشاہ نے بنیامین کو مجلس میں بھیجا ہوا وہ
 میں دروازہ زندان پر جاتا ہوں ہاتھ پکڑ کے لیے آتا ہوں جو کوئی مقابلہ کریگا قتل
 کر دینگا روئیل نے کہا اگر یہ منظور ہو تو میں بادشاہ اور اسکے احوال کو کافی ہوں
 شمعون بولایں ساری فوج سے مقابلہ کر سکتا ہوں یہودا نے کہا میں بازار شہر
 میں جاتا ہوں تم ہتھیار باندھے تیار رہو جو وقت میں نعرہ ماروں اور ساکنان
 مصر ہوش ہو جائیں تم لوگ تلوار پکڑو اور جو کوئی مقابلہ کرے اسے مار لو
 چنانچہ یہودا باہر نکلا یہ خبر حضرت یوسف علیہ السلام کو پہنچی آپ نے سب کو طلب
 کیا اور انکی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے اولاد یعقوب تمکو معلوم ہو کہ میں نے تمہارے
 ساتھ کچھ برائی نہیں کی بلکہ جو مراتب احسان اور تفضلات کے تھے سب ادا کیے مگر تمہارے بھائی
 سے خیانت ظاہر ہوئی اُس سے مجبور ہوں تپس بھی حکم تمہاری شریعت کے اور تمہارے فتویٰ وحی
 سے اسکو رکھتا ہوں اور یہاں کے روش کے موافق عمل نہیں کرتا والا مار ڈالتا اب میں نے
 سنا ہے کہ تم لڑائی کا اادہ رکھتے ہو اور چاہتے ہو کہ بقلبہ واستیلا اس بھائی کو لیجاؤ غالباً
 تمہارا گمان ہے کہ قوت و قدرت سوائے ہمارے کسی کو نہیں ہے اور اسوقت حضرت یوسف
 علیہ السلام بالائے فرش کھڑے تھے کہ وہ فرش تمام سنگ سخت کا تھا آپ نے از روئے

یہودا نے کہا میں بازار شہر میں جاتا ہوں
 تم ہتھیار باندھے تیار رہو جو وقت میں نعرہ ماروں اور ساکنان
 مصر ہوش ہو جائیں تم لوگ تلوار پکڑو اور جو کوئی مقابلہ کرے اسے مار لو
 چنانچہ یہودا باہر نکلا یہ خبر حضرت یوسف علیہ السلام کو پہنچی آپ نے سب کو طلب
 کیا اور انکی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے اولاد یعقوب تمکو معلوم ہو کہ میں نے تمہارے
 ساتھ کچھ برائی نہیں کی بلکہ جو مراتب احسان اور تفضلات کے تھے سب ادا کیے مگر تمہارے بھائی
 سے خیانت ظاہر ہوئی اُس سے مجبور ہوں تپس بھی حکم تمہاری شریعت کے اور تمہارے فتویٰ وحی
 سے اسکو رکھتا ہوں اور یہاں کے روش کے موافق عمل نہیں کرتا والا مار ڈالتا اب میں نے
 سنا ہے کہ تم لڑائی کا اادہ رکھتے ہو اور چاہتے ہو کہ بقلبہ واستیلا اس بھائی کو لیجاؤ غالباً
 تمہارا گمان ہے کہ قوت و قدرت سوائے ہمارے کسی کو نہیں ہے اور اسوقت حضرت یوسف
 علیہ السلام بالائے فرش کھڑے تھے کہ وہ فرش تمام سنگ سخت کا تھا آپ نے از روئے

غضب ایک قدم سے ٹھوکر ماری کہ تمام فرش ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور پتھر اس کے زیر قدم ریزہ ریزہ ہو گئے اور فرمایا اسے اولاد یعقوب تم اپنی قہمت اور جلالت پر مغرور ہو رہے ہو اگر نکو انبیاء اور صلحا نسبت بنوئی تو ایک آواز میں خاکہ برابر کر دیتا اور عالم التنزیل میں لکھا ہی کہ اول ربیع غضب میں آیا اور اس نے ایک آواز تہ حضرت یوسف علیہ السلام پر کی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے نقاب سمیت تخت شاہی سے اٹھ کر گردن میں ہتھکڑیاں پہن کر ڈال دیا اور فرمایا کہ اسے کنایہوں نکو اپنے زور کا بڑا گھنڈہ اور میں نے ایک اپنا زور ٹکڑے میں دکھلایا اور فرمایا کہ میری قوت کے روبرو تمہاری طاقت کی کیا حقیقت ہو جو تم فرور ہو رہے ہو روئیل نے کہا میں پہاڑ کو اٹھا لیتا ہوں اور تین دن تک اپنے ہاتھوں پر لیے کھڑا رہتا ہوں اور شمعون نے کہا میں ایک و بے میں شتر شتر شہیرون کو پہاڑ ڈالتا ہوں اور یہود اسے کہا میں آواز ایسی کرتا ہوں کہ پہلی آواز میں جل طے میں دوسری سے آدمی بیہوش ہو جاتے ہیں تیسری میں روح بدن سے غارت کر جاتی ہے اور چار سب نے اپنی اپنی نعمات قوت ظاہر یہ سب بیان کیے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ حکایتیں ہیں تمہاری طاقت میرے زور کے سامنے بے حقیقت ہیں اگر بن ایک آواز کروں تم سب فش میں آ جاتے ہو بعد اسکے حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک آواز تہا پر فرمائی کہ سب بیہوش ہو گئے گر پڑے جب ہوش میں آئے تو رونے لگے حضرت یوسف نے کچھ جواب نہ دیا میرے یہ فرمایا کہ انکو باہر لجاؤ جب باہر آئے تو کہنے لگے اے بھائیو بادشاہ مصر کو یہ شوکت اور جلالت کہاں سے آئی یہ تو مخصوص اولاد یعقوب کو ہی نہیں معلوم کیا معاملہ ہو گا یہ خوب معلوم ہو گیا کہ غلطی اور بد رشتی سے کام نہ چلیگا اب کنعان کو چلو روئیل یا شمعون یا یہود اس نے کہا اسے بھائیو دل میں سوچ لو کہ تمہارے باپ نے عد خلا و باب بنیا میں لیا تھا اور جو کچھ قصور یوسف کے حق میں ہوا یہ وہ تو جانتے ہو اور اب بنیا میں کو قید میں چھوڑے جاتے ہو میں تو یہاں سے نجاؤنگا جب تک میرا باپ طلب نہ کرے یا اجازت دے کہ مصر یوں سے انتقام لون یا اللہ حکم کرے کہ بزدل شمشیر اپنے بھائی کو لون یا قوت دے یا بھلے یہود اس میں رہا اور شمعون نے کہا میں بھی نجاؤنگا وہ بھی رہا غضب یہ آیت یا ایہا العزیز ان لا ابأسخفاً کبیراً میں کئی کاموں میں اول یہ کہ حاجت مند کو چاہیے کہ حاجت روا کی تعریف کرے بعد اسکے اپنی حاجت مانگے دوسرا یہ کہ بوڑھے آدمی کی فتنہ در سب ادیان میں بہ نسبت اور دن کے

زیادہ ہو لہذا حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کلمہ عام شیخا کبیرا فرمایا کہ مسلمان
 اور کافر دونوں قبول کرتے ہیں اگرچہ شان نبوت بالاتر تھی سب شائون سے الاکافر ہرگز
 نہیں مانتے اور یہ بھی واضح ہوا کہ سلاطین اور امرا کے دربار میں بھی بوڑھوں کی منزلت ہو
 بلکہ جب آدمی بوڑھا ہوتا ہو تو ملائکہ اسکی شکل سچا ستے ہیں چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 فرماتے تھے کہ اذ بلغ الرجل لے ستی عرفہ الملائکہ یعنی آدمی جب پہنچا ساٹھ کو ملائکہ نے
 اسکو پہچانا اور ایک بات اور بھی ہو کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو مومن بڑا بوڑھا ہو حالت
 اسلام میں تو خداے تعالیٰ اسکو صبح اور شام بنظر رحمت دیکھتا ہے اور منہ ماتا ہے کہ
 اے میرے بندہ اب تیری عمر بہت ہوئی اور تیرا بدن ضعیف ہوا اور تیرا چہرہ اڑبلا ہو گیا
 سو تیرے عذاب سے مجھکو شرم آتی ہے پس اب تو بھی مجھے حیا کرے نہیں ہو اب وقت
 شومستی و غمیدہ سے ٹک حیا کرے بتوں کا بندہ رہے گا کب تک خدا خدا کر خدا خدا کرے
 اور بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بوڑھا آدمی اپنی قوم میں ایسا ہو جیسے
 نبی اپنی امت میں روایت ہے کہ شب معراج میں ارواح انبیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین
 بصورت اجساد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوئیں اور سب نے
 آنحضرت کو گلے سے لگایا الا ایک پیغمبر تشریف نہ لائے دور سے نظر آتے تھے تب
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں بولے کہ
 شیخ الانبیاء حضرت نوح علیہ السلام ہیں انھوں نے بھی درگاہ الہی سے اجازت
 حضور پر چاہی تھی الا انکو حکم ہوا کہ تم نجاؤ اور آپ کو ارشاد دہو کہ آپ تشریف لیجائیے
 کیونکہ یہ بوڑھے ہیں نہ اس سبب سے کہ آپ سے افضل ہیں بخاری اور مسلم میں عبد اللہ
 ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مجھکو خواب میں معلوم ہوا کہ میں ایک
 مسواک کرتا ہوں پھر دو شخص آئے ایک انھیں دوسرے سے بڑا ہو سو میں نے وہ
 مسواک چھوٹے کو دی تو مجھے کہا گیا کہ بڑے کو دے سو میں نے وہ مسواک بڑے کو
 دی اس حدیث سے بڑی عمر والے کی تعلیم اور تقذیم ثابت ہوئی جب اسی طرح
 کی بزرگیان شیخ کے واسطے ثابت تھیں تب حضرت یوسف علیہ السلام کے
 بھائیوں نے عرض کیا یا ایہا العزیز ان کہ ابا شیخا کبیرا ہے کہ اہل حیات
 کو شیخ گردانتا بزرگ کا پروردگار ہے چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے

بھائیوں نے اپنے باپ کو شفیع گردانا اور دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس دعا میں درود نہیں ہو وہ دعا قبول نہیں ہوتی عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین آدمیوں نے بوڑھوں کو شفیع گردانا ہر اول حضرت یعقوب علیہ السلام کو انکے بیٹوں نے شفیع گردانا دوسرے حضرت شعیب علیہ السلام کی لڑکیوں نے اپنے باپ کو شفیع گردانا ہر تیسرے حضرت موسیٰ علیہ السلام کنوئین کے کنارے پہنچے تو حضرت شعیب علیہ السلام کی لڑکیوں کو کنوئین پر دیکھ کر حیرت میں آگئے پوچھا تم بکریوں کو پانی کیوں نہیں پلاتی ہو بولیں ہم اس انتظار میں ہیں کہ مرد لوگ اپنی بکریوں کو پانی پلا دیں اگر باقی رہے تو ہم اپنی بکریوں کو پالینگے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کیا تمہارے گھر میں کوئی مرد نہیں جو تم اس کام پر معین ہو بولیں ابونا شیخ کبیر یعنی ہمارا باپ جو بہت بوڑھا اسکو ملاقت اتنی نہیں کہ بکریوں کو پانی پلائے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر کو کنوئین سے ہٹا کے پانی پلا دیا اور مفصل حال اسکا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قفقہ میں آئیگا تیسرے حضرت زکریا علیہ السلام نے بوڑھا پے کو شفیع گردانا یعنی جب حضرت زکریا کی عمر سو بیس کی ہوئی تو ایک روز حضرت زکریا نے دماغی میں کنگھی کی کہ سفید بال کنگھی سے لپٹ آئے اسکو دیکھ کر روئے حضرت جبریل علیہ السلام نے پوچھا تم کیوں روئے ہو فرمایا الشیب مراحل الموت یعنی بوڑھا پامتل ہو موت کی حضرت جبریل نے کہا پھر اس پر رونا کیا ہو حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا میں اس پر رونا ہوں کہ محراب میرے بعد خالی رہیگا کاش میرے کوئی لڑکا ہوتا تو میرے مقام پر کھڑا ہوتا حنائی لایزال کی عبادت میں مشغول ہوتا کہ میرا نام محراب سے نہ جاتا حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا جناب الہی میں دعا کرو چنانچہ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا کی کہ رب لاتذرنی فرداً وامت خیر الوارثین دعا قبول ہوئی اور حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اقصیٰ آٹھ آدمی کنعان کو چلے اور یہود اور شمعون بائید عنایت سلطان مصر میں رہ گئے چلتے وقت ان دونوں نے کہہ دیا ارجو اسے ابکم فتوا یا ابانا ان ابنک سرق و ما شہدنا الا بما عملنا و ما کنا للغب جملین

واسل القدرۃ الہی کنا فیہا والحبۃ الہی اقبلنا فیہا وانا لصا وقون یعنی باب کے
 پاس جا کے کو اسی باب میرے بیٹے نے چوری کی اور بننے وہی کہا تھا جو پہلو خبر تھی
 یعنی جیکے اسباب میں نکلے اُسکے بدلے میں اُسی کو رکھ لو اور پہلو غیب کی خبر یاد نہ تھی یعنی
 بیٹے اپنی شہادت کے موافق حکم بتلادیا اور یہ معلوم نہ تھا کہ بھائی ہمارا چور ہو اور سوال
 کر لیجیے بستی دانوں سے جس میں ہم تھے اور اس قافلے سے جس میں ہم آئے تھے اور بیشک
 ہم سچ کہتے ہیں چنانچہ یہ باتیں سیکھ کر چلے اور بعد قطع ننازل حضرت یعقوب علیہ السلام کی
 خدمت میں پہونچے حضرت نے سب کو گھلے سے لگا لیا جب آٹھ ہی لڑکے ملے تو حضرت نے
 پوچھا اے یہود انبیاء میں کس ان ہر بولے یہود انہیں آیات فرمایا اے شمعون یہود اور
 بنیامین کو کیا کر آیا بولے شمعون بھی نہیں آیات تو حضرت یعقوب علیہ السلام غم سے
 بیہوش ہو گئے جب بیہوش آیا تو فرمائے لگے اگر تمکو میری شہد نہیں تو کیا زندہ کی بھی
 شہد نہیں ہر تینے تو چلتے وقت مجھے عہد کیا اور تم کھائی تھی کہ ہم بنیامین کو پھیر
 لائینگے سو تم اُسکو خوب لائے افسوس صد افسوس اگر یہی حال ہر تو کوئی لڑکانہ بچیکا
 جب کہیں جاؤ گے ایک رکھ رکھاؤ گے تب کہنے لگے کہ آپ پہلے حال تو سن لیجیے فرمایا
 کہو عرض کیا کہ بنیامین نے بادشاہ کا پیانہ چیرا یا سو وہ قصاص کا ارادہ رکھتا تھا ہننے
 اپنے دین کا حکم بتلایا بارے اُسے قبول کر لیا اور بنیامین کو اُسکی عوض میں رکھ لیا
 اور شمعون اور یہود اُسی کی خبر گیری کو رہ گئے ہین اور ہم آپ کو خبر کرنے آئے ہین اور اگر
 ہمارا کہنا آپ کو سچ نہ معلوم ہو تو جو قافلہ ہمارے ساتھ آیا ہر اس سے پوچھ لو
 اگر قول پر اُنکے بھی اعتماد نہ ہو تو اُس بستی کے لوگوں سے جہاں ہم روکے گئے تھے
 اور مصر کے لوگوں سے جہاں ادٹ کھوئے گئے تھے دریافت کرو کہ ہمارا
 سچ جھوٹ کھٹل جائے اور بننے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ پیانہ بنیامین کے
 بوجھ سے نکلا تھا لیکن یہ یحییٰ جانے کہ پیانہ اُسی نے رکھ لیا تھا یا کسی اور نے
 رکھ دیا اور پہلو غیب کی خبر نہ تھی کہ بنیامین چور ہو رہا ہے اپنے ساتھ نہ لیجاتے کیونکہ
 ہم اس میں سخت ذلیل ہوئے لطیفہ جب تک کہ بنیامین شہد نہ ہوئے
 بھائیوں نے اپنی طرف نسبت کر کے کہا فارسل معنا خانہ اور جب سہرے کی
 تہمت لگی تو نسبت براوری قطع کر کے باب کے طرف اضافت کی

اور کہا ان ابنائے سرق سبحان اللہ وقت طہارت میں برادری کی اور وقت آلودگی میں
 برادری نہ تھی اگر مہلا کے مین بل جلالہ اپنے بندہ سے خلاف اسکے معاملے فرماتے ہیں یعنی ارشاد ہوگا کہ
 کہ اگر فرمانبرداری ازان نہ تھی و اگر یہ کاری ازان میں ہی میرے بندے جس طرح تیرا جی چاہتا ہو کرتا ہو
 میں تجھ سے کسی طرح منہ نہیں پھیرتا ہوں اور تجھ کو ازان خود جانتا ہوں تو خاصہ ماباش کہ مایہ سر
 ترا نیم در ہر دو جان مقصد و مطلوب ترا نیم اگر یک قدم از کوی طلب سوی من آئی ہا صید قدم
 از راہ کرم سوی تو نیم دیکھو ایک دن حضرت موسیٰ کلیم اللہ صلوات اللہ علیہ بابر مناجات طور پر دعا
 ہر ایک شریف و عالم اپنا پیغام اللہ کے واسطے کہتے تھے کہ جواب اسکا لائیں اور حضرت موسیٰ نے کہا کہ
 اس حالت میں ایک جوان مجھ سے بھی حاضر تھا کسی شخص نے اس سے کہا کہ تو کچھ اپنا پیغام نہیں دیتا اسے
 کہا میں کیا کہوں اگر وہ پروردگار ہی تو تجھ کو اسکی ربوبیت درکار نہیں اور اگر وہ رزاق ہی تو میں رزق
 اس سے نہیں مانگتا اور یہ وہ خداوند ہی تو تجھ کو اسکی بندگی سے ننگ ہر حضرت موسیٰ کلمات نام
 اس کے شکر غصہ ہوئے اور فرمایا ای نادان یہ کیا فضول گوئی کرتا ہے یہ کلمہ مناجات کے واسطے تشریف
 لکھے جب مناجات سے فارغ ہوئے تو پیغام مومنین کے حضرت عورت میں پہنچائے اور جواب
 ہر ایک کے سننے خیال آیا کہ اس جوان نے پیغام دیا تھا مگر کیا کروں اس کے بیان میں شرم آتی ہے ارشاد
 ای کلیم امانت میں خیانت نہ کر کسی نے کہا ہوا اسکو بیان کر میں تو پہنان اور آشکار سے آگاہ ہوں حضرت
 موسیٰ نے مجھ سے اپنا پیغام مفصل کہا ارشاد ہوا کہ ای موسیٰ اس گنہگار سے کہہ دے کہ ای عاصی اگرچہ تیری
 ربوبیت نہیں چاہتا مگر میں تیری عبودیت چاہتا ہوں اعدا کر یہ تو رزاق میری نہیں پسند کرنا مگر میں
 صبح اور شام رزق تجھ کو پہنچاتا ہوں اور اگر تو مجھ کو نہیں چاہتا ہے میں تجھ کو چاہتا ہوں تاکہ تو جانے کہ میں
 میں ہی ہوں اور تو تو ہی ہی چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ طور سے ہونے تو وہ مجھ سے سرا و منتظر
 بیٹھا تھا کہ حضرت موسیٰ نے جواب حق مستغنی عنایت و کرم بیان کیا موسیٰ اسی وقت ایمان لایا اور
 آہ کھینچ کر ان سخن تسلیم کی حضرت موسیٰ کو سخت تعجب ہوا خطاب ہوا ای موسیٰ تو میری صنعت سے
 واقف نہیں ہے یہ جوان ایک مدت دراز سے طلب نور حقیقی میں تھا اور ہمیشہ پریشان و سرگردان رہا
 اس وقت پردے حجاب کے کھل گئے اور نور جمال اسکو نظر آیا کہ اس نے اپنی جان فنا کر دی باجمہلہ نہ
 یعقوب علیہ السلام نے مصر سے اگر بگفتگو درست و راست حضرت یعقوب سے کی مگر حضرت کے
 جی پر وہ باتیں نہ چھین فرماتے وہی بنیامین کے ساتھ گیا یہ جو یوسف کے ساتھ گیا تھا کما قال بل
 سولتکم الفسکم امر اقصیٰ جمیل عسی اللہ ان یثنی بہم جیسا کہ انہو اعلیٰ کلیم یعنی حضرت یعقوب نے

فرمایا کوئی نہیں بنائی ہر تمھارے جی نے ایک بات اب صبر ہی بن آوے امید ہو کہ اشد کے او
میرے پاس ان سب کو وہی ہر خبردار حکمتوں والا فائدہ یہ بات حضرت یعقوب نے فرمائی
پہلی بے اعتباری سے ورنہ ابکی مرتبہ لوگ کاذب نہ تھے لیکن بنی اشد کا کلام کبھی خلاف نہیں ہوتا
یہ بھی بات میثون کی بنائی ہوئی تھی ہوا سہلے کہ حضرت یوسف علیہ السلام بھی بیٹے تھے اور انھیں نے
بیانہ بنیامین کی پوجہ میں رکھوایا تھا بعضے کہتے ہیں کہ جب لڑکوں نے کہا بنیامین نے بادشاہ کی
چوہری کی حضرت یعقوب نے فرمایا شاید ایسا ہو لیکن یہ کہنے لگا کہ ہمارے دین کا یہ حکم ہوا انھوں نے
کہا جسے بادشاہ نے حکم پوچھا تھا تب بنے بتلایا اور اسکی حکومت میں تو قصاص اچھا تھا حضرت یعقوب علیہ السلام
فرمایا اگر تم نہ کہتے تو وہ نہ جانتا اور یقیناً چھوڑ دیتا اور ہرگز تم سے بنیامین کو نہ لیتا کیونکہ یہ امر ان
خلاف تھا مگر تمھارے کہنے سے بنیامین کو اسنے اپنے پاس کھولیا بعد اسکے لڑکوں نے پوچھا کیا آثار اسکی آپ
ظاہر ہو جو آپ فرمایا عسی اللہ ان یا تینی ہم جیسا حضرت نے ارشاد کیا کہ اب مصیبت کی انتہا ہو گئی ہے
اور بعضے کہتے ہیں ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام حسب بیت الاحزان میں بیٹے کو روئے
سو گئے دیکھتے ہیں کہ دو فرشتے سرخانے لے کر کھڑے ہوئے اور باہم کہنے لگے کہ اس سبب کو اگر
یوسف مل جائے تو ہر رنج دفع ہو جائے دوسرے نے کہا اگر تلاش کرے تو پاوے جب سہارا ہوے
تو گھبرا کے اٹھ کھڑے ہوئے اور ضعف سے گر پڑے کہ چہرہ مبارک زخمی ہو گیا اور اس حالت میں حضرت
فرمایا احزنیب میرے یوسف تجھ کو کمان تلاش کروں اور کس جگہ ڈھونڈھوں نہ میری آنکھیں ہیں
آنسے تلاش کر لاؤں نہ ایسی قوت ہو کہ سفر کروں اور شہر شہر تلاش کرتا پھر وں ان باتوں سے
فرشتوں کو براغم ہوا تب حضرت عزرائیل کو ارشاد ہوا کہ تو جا کے یعقوب کی تسلی کر دے حضرت عزرائیل
علیہ السلام نے آ کے سلام علیک کیا حضرت نے پوچھا تم میری قبض روح کو آئے ہو قبل اسکے کہ اپنی اولاد
دیکھوں حضرت ملک الموت نے کہا میں آپ کی ملاقات کو آیا ہوں تب حضرت یعقوب نے فرمایا میں تجھ کو
قسم دیتا ہوں خالق کی کہ تو نے یوسف کی روح ارواح میں قبض کی ہو یا نہیں ملک الموت نے کہا
یوسف بادشاہ باحشمت و شوکت ہو حضرت یعقوب نے پوچھا کمان ہو ملک الموت نے کہا مجھ کو حکم نہیں ہے
کہ یوسف کا مقام بتلاؤں مگر تم سے چند روز میں ملاقات ہوگی اس سبب سے حضرت یعقوب علیہ السلام
فرمایا کہ عسی اللہ ان یا تینی ہم جیسا اخبار الدول میں ہو کہ ملک الموت نے کہا کہ تمھاری موت بلا ملاقات
یوسف مقدور نہیں ہو اور جو حکم منظور ہو تو سبب ابتلا و فراق بیان کروں حضرت یعقوب نے کہا ضرور فرماؤ
سو ملک الموت نے بیان کیا کہ یاد کرو تمھنے ایک لڑکے یوسف کے دودھ پلانے کو مول لی تھی اور اسکا

دو وہ میں شریک تھا سو تم نے اس لڑکے کو لوٹدی سے الگ کر دیا تاکہ یوسف کا شریک نہ رہے اس سبب سے اللہ نے تم کو فراق یوسف میں مبتلا فرمایا اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے خواہش کرنے سے جانا تھا کہ یہ امر شہنی ہر اسی خیال سے فرمایا انقصہ بعد اس گفتگو کے حضرت یعقوب علیہ السلام بیٹوں کی طرف سے منہ اپنا بھپ ریا اور فرمایا اے افسوس یوسف پر کما قال و تولی عنہم وقال یا اسفی علی یوسف و اہیبت عینا ہ من الحزن فو کظیم لینے اور اٹھا پھر اس کے پاس سے اور بولا اے افسوس یوسف پر اور سفید ہو گئیں آنکھیں اس کی غم سے سودا آپ کو گھوٹ رہا تھا لینے غم کی بات نہ سے نہ نکالتا تھا اگر اس وقت بے اختیار اتنا نکلا حقیقت یہ ہے کہ ایسا درد اتنی مدت دبار کھنا سو اسے پیغمبر کے کسی کام نہیں ہر قتادہ کے نزدیک با اسفی یعنی یا خیراہ اور اسف غبارت اشد حزن و اندوہ سے ہر اگر کوئی شبہ کرے کہ مدت و راز کے بعد تا سفت و اندوہ مفارقت یوسف علیہ السلام پر چہ معنی دارد مناسب تھا کہ بنیامین کے واسطے تا سفت ہوتا تو جواب یہ ہے کہ مصیبت فراق یوسف سب مصیبتوں کی اصل تھی اس سبب سے اور دن کی مصیبت کا لعدم ہو گئی اصل سے رجوع واقع ہوئی و رآے اسکے بنیامین کو یوسف کے سبب سے دوست رکھتے تھے اور یوسف کو ہمد کیونکہ بنیامین کو یوسف سے ایک ارتباط تھا کہ دونوں ایک ماں سے تھے اور صورت و سیرت میں بھی مشابہ تھے سو سبب بنیامین کے خاطر مبارک یعقوب علیہ السلام مطمئن رہتی تھی اور آتش فراق یوسف فی الجملہ سد تھی اب کہ بنیامین بھی درمیان سے اٹھ گئے آتش فراق میں کمال التهاب پیدا ہونا چاہ و درون دل صدائے یا اسفی اٹھے یوسف برآمد ہوئی بعضے اہل تفسیر فرماتے ہیں کہ باغض میں اس جگہ کنایہ ہو کثرت تجا سے اور بعضے کہتے ہیں کہ حقیقت میں آنکھیں اندھی ہو گئیں تھیں چنانکہ قتادہ فرماتے ہیں کہ چھ برس کامل دیدہ مبارک یعقوب علیہ السلام علیہ بنیامین سے عاری رہے کہ پیرا بن یوسف سے منور ہوئے فائدہ ارباب محبت فرماتے ہیں کہ سپیدی دیدہ یعقوب میں یہ حکمت تھی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام محبت یوسف علیہ السلام کا دھوے فرماتے تھے اور دلیل صدق دعویٰ محبت پر یہ ہے کہ عاشق غیبہ محبوب سے اپنی نظر بند کرے اور حضرت یعقوب نے بعد کم ہونے یوسف کے فی الجملہ بنیامین کو منظور نظر فرمایا تھا سو غیرت محبت نے دیدہ یعقوب رویت غیر محبوب سے بند کر دیا اس لیے کہ وہ آنکھیں کہ دیدار محبوب سے محروم ہوں نا بنیامین سے

آن دیدہ کہ روسے تونہ بنید + ورادیدہ عقل کو سیتہ + اور ارباب اشارات فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف کے بھائیوں نے چاہا تھا کہ یوسف و یعقوب میں سفارت ہو جائے تو یعقوب بہکو دیکھا کریں حق سجادہ تعالیٰ نے چشم زائل کر دی تاکہ غیر یوسف کو نہ دیکھیں اور دل کو معمور محبت کیا کہ وہاں دوسرے کی گنجائش نہیں ہر دیکھو شیطان رحیم نے حضرت آدم علیہ السلام سے مکر کیا کہ وہ بہشت سے نکلے تو مقصود اس مردود کا یہ تھا کہ جب قرب خداوندی سے دور ہونگے تو آدم وادلا د آدم میری اطاعت کرینگے اسی خیال میں تھا کہ غیرت الہی نے طمانچہ ذلت مارا اور ارشاد کیا کہ امی مردود میرا مطلب تھا کہ میرے بندے تیری اطاعت کریں اور تجھ کو دیکھیں اور میرے دیدار سے محروم رہیں قسم اپنے عزت و حلال کی کہ میں اپنے بندوں کے دل اپنی محبت و شوق سے اس قدر بھردنگا کہ ہر دم میرا ہی ذکر کریں اور نظرات رحمت سے پردے حجاب کے بالکل اٹھاؤنگا کہ میرے سوا کس کو موجود نہ سمجھیں صاحب کشف نے بیان کیا ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ حسن و اندوہ یعقوب کا کس مرتبے میں تھا بولے کہ برابر شرمائون کے شکے بیٹھے مر گئے ہوں اور اس غم میں آنکو سوشید کا اجر ملا تعرض جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے منگھ پھیر لیا تو کہنے لگے تاملتو تذکر یوسف ختمے تلوں حرصا اذ کمون من الہا لکین یعنی قسم اللہ کی تونہ چھوڑ گیا یا د یوسف کی جب تک کہ گل جائے یا ہو جائے مردہ قال انا اشکو شبی و حسرتی اے اللہ و اعلم من اللہ لا تعلمون یعنی بولا میں تو کھولتا ہوں اپنا احوال و غم اللہ ہی پاس اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے بٹھے تم کیا مجھ کو صبر سکھاتے ہو بے صبر وہ ہر جو شکایت اللہ کی کرے خلق کے روبرو میں تو اسی سے کتنا ہوں حسرت یہ درد دیا ہر اور یہ بھی جانتا ہوں کہ مجھ پر آزمائش ہر دیکھوں کس حد پر پہنچاؤں عاقبتہ را کہ از تو میجویم + با کسے نہ کہ با تو میگویم + راز گویم بخلق خواہ شوم + با تو گویم بزرگوں شوم + نزدیکی مجاہد کے مرض معنی ما دون الموت مراد ہر ایسے موت سے قریب اور ابن اسحق کے نزدیک یعنی فاسد العقل اور بعض کے نزدیک کل جانا غم سے دل انحراف فساد فی الجسم و العقل من انحراف و انحراف و انحراف + نعم نام ہر جسا پوشیدہ رکھنا عاقبت بشری خارج ہوا و آدمی کے خدائیں صبر کر کے مرتبہ کا خزن و اندوہ سے زیادہ ہر تفسیر کبیر میں ہے کہ ایک دوست حضرت یعقوب آیا اور نے پوچھا کہ یعقوب کی کیا

ٹوٹ گئی اور آنکھیں کیڑا کر جاتی رہیں فرمایا کہ آنکھیں یوسف کے غم میں سفید ہوئیں اور کپڑے پیر کے
 فراق سے خم ہوئی اس وقت فرمان الہی ہوا کہ اے یعقوب تو میری شکایت غیر کے روبرو کرتا ہر قسم کی
 عزت و جلال کی کہ یہ غم و اندوہ تجھ سے دفع کر دے گا جب تک مجھے رجوع نہ کرے گا تب حضرت یعقوب نے
 کہا اے اشکوچی و حزلی الی اللہ اور ایک گوشے میں مصروف بنا جات ہوئے کہ یا الہی مجھے جسم کر
 اور یوسف اویشیا میں کو ملاوے ارشاد ہوا کہ اے یعقوب اگر یوسف دنیا میں مر گئے ہوتے تو میں تیری
 بقیہ راری سے دونوں کو زندہ کر کے تیرے پاس لاتا اور رباب اشارت فرماتے ہیں کہ حضرت یعقوب
 علیہ السلام ہر دم یاد یوسف میں رہتے تھے سو محبوب حقیقی نے خطاب کیا حضرت یعقوب نے عہد کیا
 کہ اب یوسف کا نام زبان پر نہ لاؤں گا جب یہ نوبت پہنچی تو دل پر ایک صد غم عظیم ہوا ناچار یہ دستور
 باندھا کہ بیت الحزن کے دروازے ہو بیٹھے اور گوش برآواز سے کہ کوئی یوسف کا نام لے تو مجھے
 تسکین ہوا ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام نے پیام الہی دیا کہ یحییٰ تہمت ہر بیان سے اٹھ کر
 بیت الحزن کے کونے میں جا بیٹھو کیونکہ اگر زبان نام یوسف سے بندھی تو کان بھی سماعت نام سے
 روکنا لازم ہونا چاہر کونے میں جا بیٹھے ایک روز کسی شخص نے اپنے بیٹے یوسف کو بکار اسو حضرت یعقوب
 بے اختیار بکار لائے یا استی اور قریب تھا کہ یوسف کا نام لیں خطاب محبوب حقیقی یاد آیا تو فریاد سینہ سے
 نہ نکلنے پائی دل ہی میں رہی اسی کی حرارت نے دماغ کو ابتر کیا آنکھیں سفید ہو گئیں پھر تو ایک لولہ شد
 ملکوت اعلیٰ میں پڑ گیا اور قریب ملائکہ نے جناب احدیت میں گزارش کی کہ اے کریم اس ضیعت منک شہید
 کیا منظور ہوا حرم میں ان سے تو نے یوسف اُسکے محبوب کو جدا کیا تھا اپنی عمر نالہ و زاری و گریہ و بقراری
 کاٹا تھا اور نام یوسف لیکر بکارتا تھا کہ فی الجملہ تسکین زہنی تھی تو نے وہ بھی بند کیا اب کیونکہ شب روز
 گزارنے اس سے تو موت ہی بہتر ہے اسی وقت جناب احدیت سے ارشاد ہوا کہ اے یعقوب میں نے حکم
 غیرت محبوبیت نالہ و فغان سے منع فرمایا تھا اب بشفاعت دل سونگہاں محبت ارشاد کرتا ہوں کہ ہر
 نالہ و زاری کیا کر اور اگر تو فریاد و زاری نہ کرے گا تو بعد تیرے کسی عاشق دل خستہ کو نصرت فرما دے گا
 نہ ہر سگی سو حضرت یعقوب علیہ السلام نالہ و فریاد کرنے لگے اور بولے اے اشکوچی و حزلی الی اللہ حقیقت
 یہ ہے کہ جب تک حضرت یعقوب علیہ السلام یوسف کے واسطے روتے تھے یوسف بعید ہوتے جاتے تھے
 اور جب خدا کے واسطے رونے لگے تو اللہ صاحب یوسف کو یعقوب کی طرف کھینچ لائے چنانکہ حضرت
 یعقوب ایک دن سوتے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام بصورت یوسف علیہ السلام آراستہ تجسّس و جمال
 نظر پڑے تو حضرت یعقوب نے کمال اشتیاق سے دونوں ہاتھ گردن خیال یوسف میں ال الہام

کہ اثناء اسے اسی آگ کو گلزار کر دیا اور میرے باپ اسحاق علیہ السلام کو اللہ نے ماتحت بندہ ہوا کر خلق پر چھری
 پہلوانی اور فدیہ از کا آسمان سے بھیج کر بلا سے بچ سے نجات دی اور میں یعقوب کہ ضعیف و ناتوان ہوں
 و جاہت میں اُن سے کمتر از یہ بیت و بلا میں اُن سے جزر کمتر سو میرے ایک بیٹا یوسف نام محبوب ترا و ملائکہ
 میں اُسکو پیا کرتا تھا ایک روز اُسکے بھائی علائی جنگل میں لے گئے شام کے وقت کرتا خون آلودہ لاکھ
 دکھلایا اور کہا کہ اُسکو بھڑپا کھا گیا اسی دن سے اتنا ریا ہوں کہ آنکھیں جاتی رہیں اور سفید ہو گئیں
 اور اسی یوسف کا ایک بھائی حقیقی نبیا میں تھا کہ فی الجہل جو اُسکے باعث سے تسکین رہتی تھی سو متھوڑے
 دن ہوئے کہ اُسکے بھائی منہ کر لے گئے تھے اب کہتے ہیں کہ نبیا میں نے بادشاہ کی چوری کی اور گرفتار ہوا
 یہ بات سنکر فقیر کو رنج ہوا اور عزیز میں تجھ کو اطلاع کرتا ہوں کہ اہل بیت رسالت میں کوئی شخص چور نہیں ہوتا
 سو اُسے کچھ دن چوری نہ کی جہنگی کسی نے اُسپر تہمت کی ہر اور تجھ پر یہ سر پوشیدہ ہوگا اور عزیز فرزندوں کے
 فراق سے سینہ چاک ہوں اور ہر دم اُنکی مفارقت سے غمناک تجھ کو لازم ہے کہ نبیا میں کو رہائی دے اور جلد تر
 میرے پاس روانہ کرنا کہ میں تیرے واسطے دعا سے خیر کروں والا بد دعا کر دھکا کہ اُسکا اثر شامت
 پشت تک تیری اولاد میں رہیگا اور کسی طرح دفع ہوگا و اسلام فائدہ اس جگہ سے کئی فائدے
 حاصل ہوئے اب یہ کہ ہر چیز کے حصول میں سعی و کوشش ضرور ہے جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام نے
 کوشش فرمائی کہ آخر کار مطلب حاصل ہوا و تیسرا یہ کہ ملامت سے محبت زیادہ ہوتی ہے چنانچہ حضرت یعقوب کے
 بیٹوں کی ملامت اور نفرت کی زیادتی محبت ظاہر ہو حاجت بیان نہیں تیسرا یہ کہ باوصف مخالفت کے
 جو بیٹوں سے حضرت یعقوب کی نسبت صادر ہوئی حضرت نے اُنکو اپنی اولاد سے خارج نہ کیا اور فرمایا
 یا نبی اس سے معلوم ہوا کہ اگر نبیہ اپنے خاوند کا قصور کرے تو وہ بھی بمقتضا سے رحم و کرم نہنگی سے
 نہ نکالے گا فائدہ اگر کوئی شبہ کرے کہ نبیا میں کی تلاش مصر کی طرف البتہ درست تھی مگر حضرت یوسف
 علیہ السلام کو کس طرح تلاش کروایا بعض جواب دیتے ہیں کہ حضرت یعقوب کو ملک الموت نے مصر کی طرف
 اشارہ کیا تھا وہی یاد آیا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام اک دن کنعان کی راہ پر گئے تھے
 یہ خیال کرتے تھے کہ اگر کوئی ریلے تو حضرت یعقوب کا حال دریافت کروں دفعہ ایک اعرابی شتر سو کنعان کی
 جانب سے آیا اور حضرت سے سلام علیک کی آپ نے جواب دیکر فرمایا کہاں جاتا ہے اُس نے عرض کیا کہ مصر
 ایک کام کے واسطے آیا ہوں بعد انجام اُس کام کے لوٹ جاؤنگا حضرت رونے لگے وہ بولا کہ آپ کس لیے
 رونے ہیں جو کچھ ارشاد ہو بجا لاؤں فرمایا کہ اگر حضرت یعقوب سے کنعان میں ملاقات ہو تو کہہ دینا
 کہ وہ ایک شخص دروازے مصر پر کھڑا تھا اُس نے سلام کہا ہر اور یہ کہہ دیا کہ تمہاری امانت اللہ نے سلامت

لکھی ہر اعرابی نے کہا کچھ نشانی دیجیے تو حضرت یوسف نے ایک نشان کو متصل مات کے واقع تھا اور حضرت یعقوب علیہ السلام اس کو دیکھ کر کہتے تھے یہ ابراہیم شریف اپنا اٹھا کر لے گا یا ایا اور فرمایا کہ اگر نشانی طلب کریں تو یہ مقام دکھلا دینا قصہ وہ سوداگر مصر میں اپنے کام سے فراغت حاصل کر کے کنعان میں آیا اور بیت الحوزین میں چلا گیا اس وقت رات تھی حضرت یعقوب علیہ السلام رونے میں مصروف تھے اعرابی نے تسلیم و کوشش عرض کی اور پیغام یوسف مفصل بیان کیا اور وہ نشانی بھی بیان کی اور کہا کہ شاید آپ کا بیٹا ہو حضرت یعقوب نے پوچھا کہ اس کی وضع کیا تھی ابلی نے اتنا س کیا کہ گاہ مریع بجا ہر برس رقبہ سے دیا در منطقہ زرین در کلا شہابی پیر و ارباب و شاہوں کی طرح راہ کنسان پر کھڑے تھے حضرت یعقوب فرمایا کہ یہ پوشاک پیئرون کی نہیں ہے بعد اس کے اعرابی نے کہا حضرت میرے اولاد میں سے آپ کا فرما دینا حضرت یعقوب علیہ السلام نے اعرابی کی ہمدعا سے اس کی اولاد کے لیے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اس کو پالیں شہ نایت فرما دے سو چاہے چھتیس یا ستیس برس بھولا رہا بیت قت موعود آیا اور پڑا تو جلدی سے ارشاد کیا یا نبی ما ذہبت ہذا سوا القرض مدخل وغیرہ مع نامہ حضرت یعقوب علیہ السلام جانب سر چلے اور بعد غرضت مجلس زیر معاصر ہو کے عرض کیا ایا اللہ عز و جل انما افروحننا ببشاعة مرخاة فادون لنا اللیل بقصدق علینا ان شد بخیر صدقین یعنی اے عزیز پیری ہر ہم پر اور ہمارے گھر پر سختی اور لائے میں ہم پوچھی ناقص سو پوری ہے کہ جو بھرتی اور خیرات کر ہم پر اور اللہ جل و اتیا ہر خیرات کرنے والوں کو روایت ہے کہ اس مرتبہ بسبب خود کے سارا اسباب گھبرا گیا صرف اون و شبہ و اسی لائے تھے حضرت یوسف علیہ السلام کو نہ کے حال پریشان پر رحم آیا اور غنائت حضرت والد بڑھ کر اپنے پاس رکھ لیا اور ترجمان کو دوسیان سے دور کیا اور تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہو کے کلام کرنے لگے اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ قبل از رو اعلیٰ اولاد کے حضرت یعقوب علیہ السلام نے نامہ مبارک اپنا ایک قاصد چالاک کے ہاتھ مصر کو بھیجا کہ اس نے بوقت مناسب مصر میں جا کر صدیق علیہ السلام کو دیا حضرت نے پڑھا اور زیر نقاب روئے رہے اور قاصد کو ایک سکان میں باغرازا و اکرام اتارا اور خود دولت خلوت میں جا کر فحشی خاص سے جواب لکھو ایا بسم اللہ یہ نامہ ہے عزیز مصر کا جانب یعقوب علیہ السلام حال یہ ہے کہ غنائت نامہ شرقی شرف صدور یا مسرور و ممتاز کیا اور نعمت و اندوہ سے جو خاندان نبوت و رسالت سلاطین ہوئے اور پنج و خم سے جو کہ مفارقت و رکون سے نسبت بذات اللہ پہنچے اطلاع کلی حاصل ہوئی سو التماس یہ ہے کہ چارہ کار ان امور کا صبر ہے آپ صبر فرما دین جس طرح آپ کے آباد و احباب نے صبر کیا کہ اسی سے مطلب حاصل ہوگا جس طور سے ان کو حاصل ہوا و اسلام علیہ السلام عرضی کو مگر کے حوالہ قاصد فرمایا اور اس کو بخیر غیات فائزہ و النامہ مشاعرہ فرما کر کے رخصت کیا اسے

کنعان میں پہونچ کر غرضیہ یوسف حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہاتھ میں دیا حضرت نے اُسے پڑھوایا اور
 فحوائس کلام میں نامل کر کے صبر و تحمل میں کوشش فرمائی اور بیٹوں سے فرمایا کہ جانب مصر جاؤ اور بھائیوں
 تلاش کرو فائدہ اہل تفسیر کو بضاعت فرجاء میں کئی قول ہیں بعض مرجاء بمعنی قلیل بیان کرتے ہیں اور بعض
 بمعنی کالاسے روی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چند درہم کھوٹے تھے کہ اُسکے بھاجان
 معمر ناقص جانکڑہ لیتے تھے اور سبب یہ تھا کہ وہ اسہم منقرش بصورت یوسف تھے اور درہم کنعان میں
 بات نہ تھی اور کلبی و قتال کے نزدیک جتہ اخضر کہتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ شہم درغن نے گئے تھے اور
 کہتے ہیں کہ گفش و چرم و پیہ لے گئے تھے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ اور سفیر و ن کو حلال تھا سو
 ہمارے حضرت صلعم کے سفیان ابن عیینہ سے کسی نے سوال کیا کہ سو اے ہمارے پیغمبر کے اور پیغمبر پر
 صدقہ حرام تھا یا نہیں سفیان نے کہا کہ تو نے سنا نہیں و اصدق علینا ان اللہ یجربے المستدقین ضحاک
 کہتے ہیں کہ یحزیک اس سبب نہیں کہا کہ عزیز مصر کو مون نہیں جانتے تھے بالکل ہر گاہ کہ ہر اور ان یوسف
 علیہ السلام نے اپنے گھر والوں کی تکلیف وفاقہ کشی بیان کی تو حضرت نے فرمایا اہل علم تم ما فعلتم سو بہت
 داخلہ اذ انتم جاہلون یعنی کچھ خبر رکھتے ہو کیا کیا تھے یوسف سے اور اُسکے بھائی سے جب تم کو کچھ تھی
 یعنی تم جانتے ہو بدی اس کام کی جو تم نے یوسف اور اُسکے بھائی سے کیا ہے اور تو بہر حال چکے ہو یا نہیں
 کیونکہ اس وقت تک سبب جوانی کے جاہل ہو رہے تھے اور سو اسے نفس کے مغلوب تھے عقوبت پر
 قطع رحم کا خیال نہیں آیا اب عمر تمہاری کمال کو پہونچی ہے چونکہ یہ کلام حضرت کا برسبیل جمال و نصیحت تھا
 کہنے لگے کہ مجھے کچھ برائی اُن دونوں سے نہیں کی ہے یوسف کو بھیڑ یا لیگیا اور بھائی میں بعلت ذرعی خود
 حضرت یوسف نے فرمایا تم لوگ پڑھتے بھی ہو پڑھ لے ہم سب خواندہ ہیں کہا ہمارے پاس کیا غذا ہے
 زبان میں لکھا ہوا ہے اسکا معنوں پڑھ کر سناؤ اور بیغیانہ نکال کر دیا یہود اس نے پڑھا اور بھائیوں سے کہا
 کہ یہ وہی بیغیانہ ہے جو ہم نے مالک ابن زعر کو لکھ دیا تھا بادشام نے کہا ان پاپا پھر حضرت سے مخاطب ہو کر
 کہنے لگے کہ یہ قبا کہ ہے ایک غلام کا جسکو ہم نے بیچا تھا ارشاد کیا کہ اُسکی عبارت پکا کر پڑھو یہود اس نے پڑھا
 حضرت نے شکر فرمایا اسی مجلس میں تم کہتے تھے کہ یوسف کو بھیڑ یا لیگیا اب اُسکے خلاف بیان کرتے ہو
 کہنے لگے حقیقت یہ ہے کہ یوسف ہمارا خانہ زاد تھا اور ہمارا باپ اُسکو دوست رکھتا تھا سو ہم نے اُسکو
 مالک کے ہاتھ بیچا اور باپ کی تسلی کے واسطے کہ دیا کہ بھیڑ یا لیگیا فرمایا دروغ گورا حافظہ نباشد کیونکہ
 پہلے میرے سامنے تھے یوسف کو بھائی تبلا یا پھر کلام خانہ زاد تھا اور اول کہا بھیڑیے نے کھا یا اب
 کہتے ہو بیچ ڈالا بیشک تم لوگ مجرم ہو تو قتل کرنا چاہیے اور محکوم سارا احوال تمہارا معلوم ہے تم نے اپنے

بھائی کے قتل ہلاک میں بخوبی کوشش کی تھی اور باپ سے بہت جھوٹے بولے تھے یہود نے کہا اے بھائی ہم کہتے تھے کہ یوسف کے مارنے کا ارادہ نہ کرو ایک روز انتقام لیا جائیگا اور تمہیں نہ مانا اور مجھے تمہارے مارے جانے کا اندیشہ نہیں ہے اپنے باپ کا حیا ہے کہ جب وہ ایسی خبر سنیں گے تو مری جائیں گے اگر بادشاہ کو علم آیا تو بہتر نہیں تو سب قتل ہو سکتے ہیں سب بھائیوں نے دست بستہ عرض کیا کہ ہمارا باپ ایک بیٹے کے کم ہونے سے اتنا رویا ہو کہ اسکی آنکھیں جاتی رہیں اگر ہم سب مارے گئے تو زندہ نہ رہیں گے اگر بادشاہ تو ہمارے باپ پر حسد کر اور چھنے تو بڑی خطا کی اور سچے میں گر کے رونے لگے حضرت کو جسم آیا کہ آپ بھی رونے لگے اسی حال میں حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ کی طرف سے پیغام دیا کہ اب اظہار ہوا ان لوگوں پر ظاہر ہوا و غائب کو متبدل بنائیت کرو جو کچھ واقع ہوا سب کم تقدیر تھا چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام پر دے سے نکلے اور نقاب چہرہ مبارک سے اٹھایا ان لوگوں نے غیب کا طائر کو کے روئے مبارک پر نظر ڈالی تو خال سیاہ کہ خسارہ شریف پر میراث حضرت سہم اور حضرت سارہ تھا نظر پڑا اور اسی حالت میں حضرت کو اس معاملہ میں بھی آئی کہ زندان مبارک کھل گئے ان لوگوں نے

پہچانا اور پوسے لڑے تاکہ لانت یوسف قال انا یوسف و ہذا اخي قد من اللہ علینا انہ من تین و بصیر فان اللہ لا یضیع الجہنمین یعنی سچ مجھ تو ہی یوسف کہا میں ہی یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے اللہ نے احسان کیا ہم پر البتہ جو کوئی پرہیزگار ہوا اور ثابت رہے تو اللہ نے نین ضائع کرنا ہی حق نیکی والوں کا حقیقت یہ ہے کہ جیسے تکلیف پڑے اور وہ شرع سے باہر نہوا و صبر کرتا رہے تو بیشک بلا سے زیادہ عطا ہو سکے ملتی ہو فائدہ قرابت عامہ اس آیت کی ہمزہ استفہام ہی اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود مشابہت علامت ہنوز بھائیوں کو یوسف میں تردد تھا یہاں تک کہ خود حضرت نے بیان کیا کہ انا یوسف تھا بھائیوں نے کہا تا اللہ تبارک اللہ علینا وانا کنا غاطسین یعنی قسم ہے اللہ کی کہ البتہ بزرگی دی تجھ کو اللہ نے ہم پر اور ہم تھے جو کئے والوں میں یعنی تیرا خواب سچ تھا اور ہمارا حسد غلط پھر چاہا کہ تخت کے قریب پہنچ کر قدم بوس ہوں حضرت یوسف نے خود اٹھ کر معاف کیا اور فرمایا لا تشریبکم الیوم یعنی اللہ کلم و ہو رحم الراحمین یعنی کچھ الزام نہیں تم پر آج اللہ بخشنے لگا اور وہ ہر سب مہربانوں سے مہربان فائدہ اولاد یعقوب علیہ السلام نے ابکی مرتبہ حضرت یوسف علیہ السلام سے لڑا کہ اے عزیز ہمارے پاس بھائی ایسی ناقص ہے کہ کوئی شخص نہ بیوگا لیکن تو قبول کر کیونکہ تو کریم ہے اور بضاعت معیوب کو کریم ہی لینے میں اور اسکی عوض میں شے کامل دیتے ہیں سو تو ہماری بضاعت ناقصہ قبول کر اور طعام کامل لطف فرما حضرت یوسف نے فرمایا کہ یہ عجیب معاملہ ہے کہ متاع ناقص کا ہمارے کامل طلب کرتے ہو بولے تو غنی ہے

اور ہم فقیر تو بخشیم ہم ہم فقیر سوا غنیاء کریم فقر کو صدقات دیتے ہیں اور کریم ابن الکریم بضاعت معیوب بیکر بہاے پسندیدہ عنایت فرماتے ہیں اور یہ زمانہ وہ تھا کہ چار سو درم کو بھی ایک صاع گندم نہ ملتا تھا اور بڑے بڑے سوداگر جو سونا چاندی لائے تھے بے نیل مرام واپس ہو گئے تھے اور یہ لوگ اس وقت میں چند درم ناقص کھوٹے کے بدلے دس اونٹ بھر کے گیہوں مانگتے تھے لبطا ہر حال کچھ امید حصول مقصد کی نہ تھی مگر عاجزی و شکستگی انکی کہ اذن لنا الکیل بقصدیق علینا سے ظاہر ہے اللہ جل شانہ نے پسند فرمایا ہے کہ حضرت یوسف کو رحم آیا انھوں نے غلہ عنایت کیا اور بضاعت ناقصہ قبول فرمائی اور اپنے دیدار سے مشرف کیا اسی طرح حضرت حق عو فیض خیس مال ذلیل کے مومن کو بہشت پر نعمت عطا فرماتے ہیں کہ ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنة اور پڑھا ہر کہ نفس دشمن اور مال فتنہ ہو درگاہ لا ابالی کا یہی معاملہ ہے کہ تحفہ باقیس قبول نہیں ہوتا اور پائے تلخ مورچہ ضعیف لیا جاتا ہے دیکھو ایک بندہ نے تمام روئے زمین سجدے کیے اور سات لاکھ برس سما نون میں ناک رگڑی ایک کلمہ انا خیر منہ بول اٹھا آتش قہر نے سب عبادت خاک میں ملا دی اور ارشاد ہوا کہ حکم تیرا روطاعت منظور نہیں ہے اور عبادت یا بکبر تیری درکار نہیں یہاں سے دور ہو اور دیکھو ایک لڑکھن دوش شکستہ دل خستہ خاطر نے دور نماز ادا کی خطاب ہوا کہ امی ملا کہ تم گواہ رہو میں اس نماز کے بدلے بہشت سے نعمت اسکو عطا کر دوں گا اور یہ اس واسطے ہے کہ لوگ جانیں کہ اس درگاہ بے نیاز میں کسی کی عبادت و عطا کی احتیاج نہیں ہے صرف ایک سجدہ یا زلاکہ برس کی عبادت سے محبوب تر ہے اور اسی کا اشارہ ہے انین المذنبین حب الی من تبع المقربین اور نظیر اس مقام کی یہ ہے کہ عرصات مصر قیامت میں بند گنگار بضاعت فرجہ کنگان دنیا سے بنا برتن بہشت یجائینگے اور بہشت کا سوال کرینگے حکم ہوگا کہ میری درگاہ میں کیا لائے ہو عرض کرینگے نماز با غفلت اور زکوٰۃ بامنت اور حج با شہرت اور طاعت ہاں پاس منادی عرصات نذا کر گنا کہ تم جانتے ہو کہ اس طرح کی عبادت سے بہشت میں ملتی ہے بڑے بڑے زاہد خرقہ ہائے عبادت پہنچے بیٹھے ہیں اور انھوں نے صرف بطع بہشت عبادت کی ہے نہ بموجب فرمان الہی سوا انکو حکم ہوا ہے کہ دوزخ میں جاؤ پھر انکو کیونکر بہشت ملیگی وہ غریب فقیر کینینگے یا الہی اگرچہ ہماری بضاعت لائق بہشت نہیں ہے لیکن ہم بقصدناے و اما السائل فلا تنہر اگر فقیر محتاج کو بھی ایک لقمہ خزان کرم سے عنایت کرنے تو بعید نہیں اسی وقت ارشاد ہوگا کہ متابع قلیل و ناقص تمھاری منظوری بہشت میں داخل ہو جان اللہ العظیم برادران یوسف نے تخت پر سجدے کے

مستقل جا کر عرض حال کیا اور اپنی شکستگی ظاہر کی حضرت کو رحم آیا گدا یان اجبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 جب عرش مجید کے پاس کھڑے ہو کر بغیر ذلک سار عرض حال کرینگے ارجم الراحمین کب ہم نہ فرمائیں گے ذلک
 افضل اللہ یوتیہ من ایشاء اللہ ذوالفضل العظیم فائدہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے
 بھائیوں سے معاف کیا یہ سنت ابراہیم علیہ السلام تھی کہ ذکر اسکا مفصلاً احوال حضرت ابراہیم
 کیا گیا ہے اور ہماری مشرعیات میں بھی معافہ سنون ہے اور احادیث مستبرہ میں سے ثابت ہے ترمذی
 ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ زید ابن حارثہ مدینہ میں آئے اور حضرت
 میرے گھر میں تھے سو زید حضرت کے پاس آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو حضرت رسول خدا
 چل کھڑے ہوئے اسکی طرف برہنہ یعنی بے چادر اوڑھے اور معافہ کیا اور بوسہ دیا عائشہ فرماتی ہیں
 کہ اللہ تعالیٰ عریاناً لا قبلہ ولا بعدہ یعنی خدا کی شرم میں نے نہیں دیکھا حضرت کو برہنہ ایسے
 حال میں کہ سیکے استقبال کو اسقدر شوق سے تشریف لیچکے ہوں نہ قبل اس سے نہ بعد حضرت
 شیخ المحمّد بن محقق دہلوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث جواز معافہ اور تقبیل پر دلیل
 اور مختار و مقنیٰ ہے بھی ہے کہ معافہ و تقبیل مسافر سے بلا کر اہل جاہل ہے اور ابو داؤد نے ایوب ابن
 لیسیر سے روایت کی ہے کہ کہا ابو ذر نے کہ جب میں نے حضرت سے ملاقات کی تو حضرت نے
 مصافحہ کیا اور ایک دن آدمی میرے پاس بھیجا میں گھر نہ تھا کہ میں کو گیا تھا جب میں آیا
 تو مجھ کو خبر ہوئی کہ ایک شخص میرے بلائے کو حضرت کی طرف سے آیا تھا سو میں حاضر ہوا
 حالانکہ حضرت بیٹھے تھے تخت پر سو حضرت نے مجھے معافہ فرمایا اور تھا یہ معافہ جید تراویح
 معافہ سے افاصلہ ذوق و راحت میں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معافہ غیر مسافر سے بھی
 بنا بر اظہار محبت و عنایت جائز ہے اسی طرح مصافحہ بھی سنت ہے بخاری اور ترمذی اور ابن ماجہ اور
 امام احمد نے اپنی تصنیفات میں احادیث مصافحہ باسناد متصلہ بیان کی ہیں کماوردما من
 مسلمین یلتقیان فیصافحان الا غفر لهما قبل ان یتفرقا رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ عن براء
 ابن عازب وکذا تمام تہیاتکم بنیکم المصافحہ رواہ احمد والترمذی عن ابی امامۃ فائدہ محققین
 متاخرین فرماتے ہیں کہ ہر گاہ سنت مصافحہ و معافہ حالت قدم سفر اور غیر اسکی میں احادیث
 ثابت ہوا پھر تعین اسکا برزعیہ جیسا کہ بلاد ہند میں رائج ہے کہ واسطے جائز نہیں ہے بلکہ جائز
 اسواسطے کہ جو حکم کہ اصل اسکی شرح شریعت میں ثابت ہے تو تعین اسکا ایک وقت خاص میں
 بسبب اسکے کہ وہ وقت اوقات ثبوت اس اصل میں مندرج ہے جائز ہوگا اسواسطے کہ جب

سنت مصافحہ

اصل شجرہ اوقات میں شروع ہوئی پس وقت معین بھی ایک فرد اوقات اس مطلق سے ہوا
واسطے تحقق مطلق کے افراد میں اور ظاہر ہے کہ ہر ایک فرد مطلق سے کہ متحقق ہوا اعتبار تعیین
و شخص خارجی کے مانع تحقق اس مطلق کے ہوگی والا تحقق مطلق فرد میں متنع ہو جائے اور تعیین و
جو شرعاً ممنوع ہو وہ تعیین ہے کہ مانع تعیین مطلق کا غیر اس معین میں ہو کہ شارع سے تعیین اسکی ثابت ہوئی
اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ مشروع دو قسم ہے مقید مطلق پس مقید میں رعایت قید کہ شارع نے فرمائی ہے
ضروری ہرگز تبدیل اسکی جائز نہیں بخلاف مطلق کہ رعایت اور خصوصیت وقت اس میں جانب
شارع سے مرعی نہیں ہوئی بلکہ ہر فرد اسکی صلاحیت تحقق مطلق کی کھتی تھی تو صحیح یہ ہے کہ مثلاً ایک
حکم احکام شرع سے مطلق اوقات میں مشروع ہو مثلاً ایصال ثواب عبادات مالی و بدنی بنا بر
نفع اموات پس تعیین اسکا بروز سوم اگر مجاز اس بات کے ہو کہ میت قرب اوقات موت میں نسبت
ظلمت قبر اور خوش در سوال ملائکہ زیادہ تر محتاج بوصول ثواب ہے تو شرعاً مشروعیت اعمال خیر کی
مثلاً تلاوت قرآن و ابلاغ صدقات بقیہ تعیین اس وقت کے مضائقہ نہیں رکھتا ہے اور اگر مجاز ہے کہ
کہ اس دن معین میں اعمال خیر کا بجائے ناروا ہے اور سو اس کے جائز نہیں تو ظاہر ہے کہ بینیت باطل ہے
کیونکہ اس صورت میں تشریح شرع جدید کی لازم آتی ہے اور وہ ممنوع ہے قطعاً پس باعتبار اصل مقرر
مذکور ظاہر ہوا کہ مخالفہ و مصافحہ بروز عیدین جائز ہے اور مفہوم بدعت سیئہ میں مندرج نہیں ہے اور
اس دعوے پر دلیل یہ ہے کہ تذکرہ دو غلط بنا بر نفع و ہدایت خلق جمیع اوقات میں سبب و مکتوب ہے
اور تعیین یوم و تاریخ جائز ہے چنانکہ عبد اللہ ابن مسعود نے روز پیشینہ کو بتا بر عتق مقرر فرمایا تھا
اور امام بخاری نے ایک باب علیحدہ اس سلسلہ میں لکھی ہے کہ کذا حقہ مولانا تراب علی لکھنوی سلمہ اللہ علیہ
القصبہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے نوازش و کرم سے بھائیوں کا دل خوش کر دیا تو اب
علاج دل نگار پدر بزرگوار عاشق زار سے مصروف ہوئے اور انکا حال دریافت کر کے فرماتے
اے ہوا قبضی ہذا فالقوہ طلوعہ ابی یات بصیر اوقوتی یا بلکم جمعین یعنی بجاؤ یہ کرتے میرا
پس ڈالو منہ پر میرے باپ کے کہ چلا آوے آنکھوں سے دیکھتا اور نے آؤ میرے پاس
گھر اپنا کسارا روایت ہے کہ پیر ابن شریف اپنا حضرت یوسف علیہ السلام نے لاکر بھائیوں کے
روبروز کھا اور ارشاد کیا کہ جو کوئی چاہے بھائیوں کے یودانے کہ میں اولے ہوں اسلیے کہ گرتے
خون آلودہ بھی میں لیگیا تھا کہ اس سے والد کو بچ ہو اب خوشی کا کام میرے ہی ہاتھ سے
ہونا چاہیے حضرت یوسف نے فرمایا تو ہی بھائیوں کے یودانے کو مستعد ہوا تو حضرت

یوسف نے ایک اونٹ آراستہ کر کے حضرت یعقوب علیہ السلام واسطے اور دوسرا اونٹ چلتے ہوئے
 فاخرہ اہلبیت کے لیے عنایت فرمائے اور بھائیوں کو ایک ایک گھوڑا مرحمت کیا اور فرمایا کہ حملہ
 اہلبیت کو کفنان سے مصر میں لاؤ کہ اسایش ہے بسرین انقضیٰ یہودا پیراہن مبارک سر پر لیکر
 باشوکت و شان روانہ ہوا اور مصر سے قدم باہر رکھا تو باد صبا نے بوسے پیراہن سے مخام
 یعقوب علیہ السلام معطر کر دیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام حالت وجد میں اگر گھر سے باہر
 نکل کھڑے ہوئے اور چاروں طرف سے بوسے یوسف سونگھنے لگے حضرت کے پوتوں نے
 ماتہ کیٹ کر اس گھبراہٹ میں آپ کنوئین میں نہ گر پڑیں فرمایا تم مجھ کو چھوڑ دو تو میں
 دیکھوں کہ یوسف کی بوسے کی طرف سے آتی ہے کہنے لگے آپ کو کیا ہو گیا ہے حضرت یوسف کا بدن گھبرا
 گھل گیا ہو گا بوکھان سے آگئی حضرت یعقوب نے فرمایا ۵ نشان یوسف گم گشتہ سیدہ یاقوت
 مگر مصر کفنان بشیری آید ۶ با بچہ حسیقہ یہودا قریب ہوتا جاتا تھا حضرت یعقوب علیہ السلام کو
 کیفیت وجد زیادہ ہوتی تھی اور اطفال نادانقت از حقیقت اپنی جبل و نادانی سے اعتراض
 کرتے تھے یہاں تک کہ یہودا نے حاضر ہو کر پیراہن یوسف یعقوب کے سونگھ پیرا ل دیا کہ انکھین
 کھل گئیں تو حضرت نے فرمایا کہ میں نہ کہتا تھا انی اعلم ما لا تعلمون یہ روایت میں البخاری میں ہے
 فائدہ واحدی نے تفسیر وسط میں لکھا ہے کہ جس ہوانے بوسے یوسف یعقوب کو پہنچائی وہ بچہ صبا
 اور اسی سبب سے شعرا اپنے اشعار میں اکثر ذکر اسکا کرتے ہیں کیونکہ یہ ہوا ما بین عاشق و معشوق
 سفیر ہے اور بھی روایت ہے کہ باد صبا پیغمبروں کی ہوا ہے چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
 نصرت بالصبا و انک عابد بالیور فائدہ بوسے پیراہن حضرت یعقوب علیہ السلام نے
 سونگھی اور اولاد کو اسکا شمع نہ پہنچا تو سبب یہ تھا کہ بوسے پیراہن بوسے بہشت تھی کیونکہ
 پیراہن بہشتی تھا اور حضرت یعقوب اولاد سے خوش نموسے تھے بوسے بہشت انکو کس طرح
 نصیب ہوتی اگر کہا جائے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اسی کو س سے کس طرح جانا کہ
 یہ بوسے یوسف ہی تو جواب اسکا یہ ہے کہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ
 پیراہن بہشت تھا رات کو اسکا ہمراہ باد صبا کر دیا گیا کہ اطراف عالم میں منتشر ہوا جب شام
 یعقوب علیہ السلام میں پہنچا تو حضرت نے سچا نا کہ یہ رات جنت ہے اور یہ رات منہ خیر
 پیراہن بہشتی سننے ہی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واسطے حضرت جبریل لائے تھے
 اور وہ پیراہن نہیں ہے مگر یوسف میرے محبوب کے پاس جب یہ بات معلوم ہوئی تو یقیناً

۵
 جلال اللہ علیہ السلام
 کی بے شمار نعمت
 میں سے ایک نعمت
 ہے کہ پیراہن

بول اُٹھے کہ میں بوسے یوسف پاتا ہوں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ میرا بہن خاص یوسف کا تھا حضرت ابراہیم والا پیرا بہن نہ تھا تو اس حال میں اتنی سسافت سے بوسے یوسف نہ کھٹنا حضرت یعقوب پیغمبر کا معجزہ تھا فائدہ اس طرح مل شانہ نے جس طرح مرض بنایا ہر اسی طرح مکی ذرا پیدا فرمائی ہر دیکھو آنکھیں حضرت یعقوب کی یوسف کے فراق سے جاتی رہی تھیں آنکھیں کے بدن کی چیز سے اچھی ہوئیں اگر کوئی کہے کہ یہ بات حضرت یوسف نے کہاں سے جانی کہ پیرا بہن آنکھیں ہو جائیں گی جو پیرا بہن کو بھیجا جواب اسکا یہ ہر کہ حضرت یوسف کو از رو سے وحی دریافت ہوا تھا کہ تیرے پیرا بہن سے یعقوب کی آنکھیں ہونگی اور صحیح یہ ہر کہ حضرت یوسف کی کرامت تھی اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ وغیرہ محققین نے اس مقام کی یون تقریر کی ہر کہ پیرا بہن یوسف بشیر نام غلام کنعان کو لیک گیا تھا اور اُس بشیر کا معاملہ یہ ہر کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بعد وفات رحیل اپنی بی بی کی ایک لونڈی مع لڑکے کے خرید کی تھی کہ وہ نبیا میں کو دو وہ پلا یا کرتی تھی ایک روز حضرت یعقوب کو خیال آیا کہ اس کنیز کا بیٹا بھی دین شریک رہتا ہر اس باعث سے نبیا میں سیرا بیٹا بھوکھا رہ جاتا ہر اسکو لونڈی سے الگ کرنا بہتر ہر سو ایک سوداگر کے ہاتھ چند دہم کو بیچ ڈالا لونڈی سفارقت فرزند میں ٹر پنے لگی اور صبح و شام یہ دعا کرتی کہ اتنی جیسا یعقوب نے میرے جگر گوشہ کو بے وجہ جدا کر دیا ہر ویسا تو اُسکا بیٹا جسکو بہت پیار کرتا ہوا الگ کر دے تاکہ وہ بھی جانے کہ درد جدائی پس ایسا ہوتا ہر

حدیث شریف میں وارد ہر کہ دعائے مظلوم جلد تر قبول ہوتی ہر اور پڑھا ہر کہ یہ عورت نہایت ستم رسیدہ تھی کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعوذ باللہ من یفرق بین الدین وولک ہا سو مجیب الدعوات نے اُسکے دل میں ڈالا کہ تو صبر کر میں یعقوب سے اسکا بلا لیتا ہر

اور ایسی بلا میں ڈالتا ہوں کہ مدت العمر یاد کرے یعنی یوسف کو جو محبوب ترین فرزندان یعقوب سے ہر جدا کر دینگا اور وہ نہ ملے گا جب تک تیرا نور العین ٹھکونہ ملے آخر میں حضرت یعقوب بھی بلا سے فراق میں مبتلا ہوئے اور بشیر کو تاجر لیک گیا اور اپنے پاس رکھنے لگا جب حضرت یوسف عزیز مصر ہوئے تو اُس تاجر نے بشیر کو حضرت کے ہاتھ بیچ ڈالا لاکر نہ حضرت کو بشیر کا حال معلوم تھا اور نہ بشیر کو حضرت کا اور چونکہ بشیر آدمی پر لیاقت و فطنت تھا حضرت یوسف نے اُسکو عمدہ سفارت پر مقرر فرمایا اور اپنا ستمد خاص قرار دیا بلکہ اکثر اوقات خاص امور میں اُسی کو بھیجتے تھے چنانچہ پیرا بہن اپنا بھی اُسی کے ہاتھ کنعان کی طرف بھیجا

2

[illegible]

اور میلان حضرت مولانا محمد ثناء صبر القادر دہلوی قدس سرہ کا بھی اس قول کی طرف معلوم ہوتا ہے اور بعض
 کہتے ہیں کہ مالک ابن زمر لکھیا تھا باجملہ بشیر پر ابن یوسف علیہ السلام لیکر جانب کنعان روانہ ہوا
 اور باد صبا نے جناب حضرت خاندانی میں اتھاس کیا کہ اگر مجھے اجازت و ارشاد ہو تو میں رات کو یوسف
 علیہ السلام سے دماغ یعقوب علیہ السلام معطر کروں کہ حالت و جذبہ میں فرمائے لگینے بوسے خوش
 یار از در و دیوار بلند ست و حکم و اگر تجھ کو اذن دیا گیا سو اسنے ایک دم میں رات کو حضرت یوسف علیہ السلام
 شام مفارقت النیام حضرت یعقوب علی بنیاء و علیہ الصلوٰۃ و السلام معطر کر دیا اس وقت حضرت
 غمگین و سرزین اپنے فرزندوں میں جلوہ فرماتے وقت و جذبہ میں آگئے اور گویا زبان حال یوں
 گویا ہوئے شروہ احوال کہ مسیحا نفیسے می آید کہ زلفاس خوشش بوسے کسی می آید اور اپنے
 پوتوں سے مخاطب ہو کر فرمائے لگے کہ ای لوگو اب یہ انم جاتا رہا کہ آثار فرحت و سرور نمودار میں
 بوسے یوسف چاروں طرف سے آتی ہو اور دماغ میرا کہ اسکی بوسے آشنا تھا معطر ہو گیا اور
 یہ بوسے خوش سوا سے یوسف کے کیسی نہیں مگر تم لوگ مجھ کو نسبت بخون کر دے گے چنانچہ ارشاد
 ہوتا ہے ولما نصلت العیر قال ابوہم انی لا جدر یج یوسف لولا ان تفقدن قاموا تا شدا انک نفی
 ضلالک القدیم یعنی جب جدا ہوا قافلہ کما اُنکے باپ نے میں پاتا ہوں بوسے یوسف اگر نہ کہو کہ
 بوزہا بھٹک گیا بوسے قسم اللہ کی تو ہی اپنی اسی غلطی میں قدیم کی چالیں برس ہو چکے ہیں اور
 اب تک یوسف کی ملاقات کی امید باقی ہو فائدہ اہل صفت فرماتے ہیں کہ وہ بوسے خوش جسے
 دماغ یعقوب علیہ السلام کو معطر کر دیا وہ نفوۃ الہی تھی کہ تمام عالم کے گرد کئی مرتبہ رات و دن میں چلتی تھی
 اور مومنوں اور موجدوں کے دروں پر آتی ہو اگر سینہ صافی اور سر خالی پاتی ہو تو اس میں نزول
 فرماتی ہو یہ نفوۃ محشوقہ کہ ان سوی جان می آید و بشام دلم از عالم جان می آید و تازہ شواہد دل
 شہ مردہ کہ چون آب حیات و بحر جودیت کہ سوسے توروان می آید و خیزر عقل حس از چار سوی پنج
 حواس کہ نگار من از ان براہ چان می آید و ہمو خورشید نار و س کے کہ جان ذرہ صفت و از زمین
 تا بفلک رقص کنان می آید و حیف کاین بے بصیران کو درلان بخیر اند و ناخچہ در دیدہ صاحب نظران
 می آید و سبحان اللہ یہ عجیب ہوتی کہ وارندہ پیراہن کو مطلق معلوم نہوی اور یعقوب علیہ السلام نے
 اتنی فرسنگ سے سنگھی میرے نزدیک بوسے عشق تھی کہ سوا سے عاشق کے کوئی اس سے آشنا
 اور یہ بوسہ عاشق کو ہر وقت نہیں آتی مگر حب عشق میں مضبوط ہوا و عشق کی بلا میں اٹھائے دیکھ
 ابتدا سے حال میں یوسف چاہ کنعان میں نزدیک تر پڑے رہے یعقوب کو خبر نہوی آخر الامر

یوسف علیہ السلام کی خدمت میں
 اس وقت کی حالت تھی کہ
 وہ اپنے والدین سے جدا ہو کر
 مصر میں حاضر ہوئے تھے

جب محبت کامل ہوئی تو بوسے یوسف اسی فرسنگ سے آئی اور فرما نے لگے الی لا جریح یوسف
اور یہی سبب تھا کہ حضرت یعقوب کی اولاد اور اتباع کو اس بوکی خبر نہ ملی کیونکہ بوسے یوسف آتش فز
عشق و محبت تھی اور دل یعقوب سوختہ اسی تش کا تھا سو اس بو نے اپنے عاشق کو پہچان لیا اور بوسے
عشق سے بہرہ نہ تھا محروم رہے تنبیہ آثار میں وارد ہو کر جو صبح کو چلتی ہو وہ ہوا اذکار ذکرین
اور استغفار مذنبین کو حضور خالق کبریا میں پہونچاتی ہو اسی کو ریح عشاق بوسے میں رہو ائی طرح کی ہو
اکہ نصیب محبت ہو جسکو ہواے الفت کہتے ہیں دوستی نصیب مجاہدین ہو اسکو ہواے قرب کہتے ہیں
تیسری حصہ طبعین ہو اسکو ریح توفیق نام رکھتے ہیں چوتھی باد زنا بیت ہو کہ تابین کو اس سے فائدہ
پہونچتا ہو پانچویں باد نہا ہو کہ ذکرین کی چاشنی ہو چھٹیں ہواے صل ہو کہ عارنون کا لباس ہو ساتویں
ریح الغم ہو کہ عالمون کا اسی پردار ہو گتہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ریح قمیص لفرمایا ریح یوسف فرمایا
اسکا سبب یہ ہو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام عاشق تھے اور عشاق کا دستور ہو کہ واسطے کو دستان سے
اٹھا دیتے ہیں اور سواے اپنے کسیو دیکھ نہیں سکتے سو ریح قمیص کہنے میں یہ قباحت تھی کہ قمیص
واسطہ ہوا جاتا تھا القصہ شیر مع کرۃ مبارک کنگان کے قریب پہونچا چونکہ ارادہ آئی یہ تھا کہ وفائے
وعدہ فرما دے اور بشیر کی مان کو اول مسود کرے سو جب بشیر داخل کنگان ہوا مان اسکی ایک کنوئین پر
لباس حضرت یعقوب پاک کر رہی تھی بشیر نے قریب جا کر دولت خانہ یعقوب پوچھا اُس نے جواب دیا کہ یعقوب
علیہ السلام سے کیا حاجت ہو وہ کسی سے بات نہیں کرتا کیسی حاجت نہیں سنا دن مات سو اے
یوسف کی یاد کے اور کام سے کچھ کام نہیں رکھتا بشیر نے کہا اے ضعیفہ قصہ سنن کو تاہرین رسول اُسکے
بیٹے کا ہون تجکو جلد مکان اسکا بتلا دے کہ میں یوسف کا پیرا بن لایا ہوں اُس عورت نے یوسف کا نام
تور و نہ لگی اور کسمان کی طرف دیکھ کر کہا یا الہی تو نے مجھے وعدہ کیا تھا کہ تیرا بیٹا اول ملیگا سو میں الیقا
وعدہ کی منتظر رہی اور یوسف کا باپ یعقوب پیرا بن یوسف سے مسود ہوا چاہتا ہو بشیر نے کہا گوئیوں
روتی ہو اپنا حال بیان کر اُس نے تمام قصہ اپنا کہا تب بشیر نے کہا کہ تیرے بیٹے کا کیا نام تھا اُسے کہنا
نام تھا بشیر نے وفد کر قد مبوسی کی اور کہا اے مان میں تیرا بشیر ہوں اور اللہ صاحب کبھی وعدہ خلاف
نہیں فرماتے گتہ اے عزیز خدا صاحب نے اُس ضعیفہ سے وعدہ فرمایا اور اُسکے خلاف نہیں کیا بندہ
مومن سے وعدہ بہشت و رضاء و نفا فرمایا ہو کہ وعدہ اللہ الذین آمنوا و عملوا الصالحات منهم منفی
و اجر عظیم الیس ہم امید رکھتے ہیں کہ انجام وعدہ فرما دینگے اور مقصود صلی اور مطلوب دلی کو پہونچانے
غرض وہ عورت شدت مسرت سے بیہوش ہو گئی بشیر نے مان کو اسی جگہ چھوڑا اور خانہ یعقوب

یوسف علیہ السلام

علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا اور خدمت آنحضرت میں پہنچا اور تحیت اور سلام ادا کیا اور پھر
یوسفؑ کے منہ پر ڈال دیا حضرت یعقوبؑ نے اُسکو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا فی القوت
دیکھتے لگے کما قال فلما ان جاء البشیر القاہ علی وجہہ فارتد بصیر قال الم اقل لکم انی علم من قبل
ما تعلمون یعنی جب آیا بشیر ڈال دیا وہ گرتے حضرت یعقوبؑ کے منہ پر پس اٹھا پھر آنکھوں سے
دیکھتا اور فرمایا میں نے نہ کہا تھا کہ میں جانتا ہوں اشر کی طرف سے جو تم نہیں جانتے
یعنی حیات یوسفؑ اور یہ کہ اللہ اُسکو ملاو گیا بعد اسکے حضرت یعقوبؑ علیہ السلام بروایت بعض
بشیر کے منہ کی طرف دیر تک دیکھتے رہے اور فرمایا تو کون ہوا جس نے کہا میں بشیر ہوں نبیا میں کی
دالی کا بیٹا جسکو آپ نے بچ ڈالا تھا فرمایا وحسرتا علی ما فعلت اور بہت روتے اور ارشاد کیا
تیری حاجت کیا ہوا جس نے کہا دنیا کی کچھ حاجت نہیں ہر فرمایا ہوں اللہ علیک سکرات الموت
کہا ہوں علی الغم والاحزان تب بشیر نے عرض کیا حضرت یوسفؑ علیہ السلام کا گذرانا تو اُسکو
آنکھوں سے لگا کر فرمایا احمد اللہ علی فطری فی کتابہ اور مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے والد میرے میں نے
یہ ارادہ کیا تھا کہ خود حاضر ہوں لیکن اذن الہی ہوا کہ آپ ہی مع عیال واطفال شریف
لاؤں اور میں یہ جانتا ہوں کہ آپ سوار ہو کے تشریف لاؤں تاکہ قبضی لوگ حضرت کو منظر خدا
نہیکھیں اور کوئی شخص آپ کے فقر کی گفتگو نہ کرے والسلام بعد اسکے اسباب کی تفصیل لکھی تھی مگر
میں ہر کہ بشیر سے حضرت یعقوبؑ نے پوچھا یوسفؑ کا کیا حال ہوا جس نے کہا بادشاہ مصر نے فرمایا کہ میں
ہم کہا دین اسلام فرمایا اب تمام ہوئی نعمت اسپر فائدہ روایت صحیحہ کہ پیراہن ہو چل رہا تھا
بھیجا گیا کہ کیونکر جن ن پیل سن بھیجے گا ارادہ ہوا ہوا میں حضرت یوسفؑ دعا مانگتے تھے
کہ یا اٹھی یعقوبؑ کی آنکھیں ہو جائیں اسی وقت حضرت جبریلؑ نے اس کے کہا اپنا پیراہن بھیجو تو
آنکھیں ہو جائیں اور پیراہن کے بھیجنے میں یہ سر تھا کہ عادت الہی ہوا کہ جس راہ سے
غم ہو پوچھا تا ہر اکثر اسی راہ سے خوشی دیتا ہوا یعقوبؑ علیہ السلام کو پیراہن سے غم ہوا تھا کہ
بارد و اعلیٰ قمیصہ بدم کذب سے طاہر ہو خوشی بھی پیراہن سے پوچھائی کہ اذہو البیضی ہوا
سبحان اللہ عجیب پیراہن ہستی تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آستے آتش سوزان سے
نجات بخشی اور حضرت یعقوبؑ کو نار حیران سے یہی تاثیر پیراہن ایمان و معرفت میں ہر کہ آتش ہر
ماندہ ہم نار اعلیٰ اور آتش فرقت کہ کلا اثم عن ربیم یومئذ مجتوبوں سے نجات بخشا ہر مسلمان کو
چاہیے کہ اس پیراہن کو خوب چستی سے پہنے تاکہ شلیل اشر آتش دوزخ سے نجات پاوے

اور اسکو معاصی سے آلودہ نہ کرنے کے لیے یعقوب و آرائش فرقت و ہجران سے خلاصی ملے تاکہ
 حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ القاد علی وجہ فاترہ بجیر اور علی عینہ نہ فرمایا حالانکہ مقصود
 بنیائی چشم اور مطلوب نور بصر تھا تا اسکا یہ ہر کہ حضرت یوسف کو چشم بدر سے شکایت تھی کہ
 بعد یوسف کے اور بھائیوں کو آنکھیں سے دیکھا تھا اور منہ سے کچھ شکایت نہ تھی کیونکہ یعقوب نے
 رو سے مبارک اپنا دوسرے کے چہرہ پر نہیں رکھا اور یہ تو ظاہر ہر کہ معشوق کو رشک ہوتا ہے
 لہذا فرمایا القاد علی وجہ دیکھو اللہ جل شانہ کہ محبوب حقیقی بے پروا ہی فرماتے ہیں وجہ یوسف
 اے رہبان ناظرہ یعنی کتنے منہ اس نے تازے ہیں اپنے رب کی طرف دیکھتے حالانکہ ناظر چشم
 نہ وجہ اور آنکھ کا ذکر بھی نہیں فرمایا تو گویا فرماتے ہیں کہ ای بندہ مومن تیری آنکھ سے محکوم شکایت
 کہ تو نے میرے غیر کو دیکھا ہے لیکن منہ سے شکایت نہیں کہ اس نے سوائے میرے دوسرے کو
 سجدہ نہیں کیا فائدہ عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ پانچ چیزیں بہشت سے پیغمبروں کے
 واسطے آئیں ایک عصا کہ حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام کے واسطے آیا حال اسکا یہ ہر کہ جب
 حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں آئے تو حشرات الارض اور درندوں نے تکلیف دینا شروع کی
 کہ حضرت آدم نے جناب الہی میں ناش کی تب واسطے رنج و دشمنوں کے حضرت جبریل
 علیہ السلام نے عصا دیا حضرت آدم نے پوچھا کہ یہ سب میرے دشمن کیوں ہوئے فرمایا تمھارا
 زلت سے پھر حضرت آدم نے جناب الہی میں التماس کیا کہ میں تو بہر حکما ہوں ارشاد ہوا کہ
 اس زلت کی بوقیامت تک نجاتیگی اور اسی بو سے انکو نفرت ہے پھر وہی عصا دست بہت
 حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچا کہ معجزہ ہوا دوسری پیرا بن ابراہیم علیہ السلام
 کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے ہوا میں پنہا یا تھا اسی سے آتش نمرود سرد ہوئی بعد اسکے
 بطور تعویذ اپنے پاس رکھا جب حضرت اسحاق پیدا ہوئے تو انکے گلے میں ڈالا کہ نظر بد نہ لگے
 اور حضرت اسحاق نے حضرت یعقوب کو دیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف کا
 تعویذ کیا اور حضرت یوسف نے وہی پیرا بن اپنے باپ کو بھیجا کہ حضرت یعقوب کی آنکھیں ٹھنڈی
 ہوئیں اور نظر آنے لگا تیسری انگشتی حضرت سلیمان علیہ السلام کے یہ بھی حضرت آدم کے
 پاس تھی بعد وزلت اتر گئی تھی جب حضرت سلیمان علیہ السلام پیدا ہوئے تو انکو عنایت
 ہوئی اور حضرت جبریل علیہ السلام نے انکو پنہائی جو تھا مادہ عیسیٰ علیہ السلام کہ بنا انزل
 عالمنا مادۃ من السماء پانچواں دنبہ کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کے واسطے بہشت سے آیا

وفدیناہ بنج عظیم فائدہ اشد مل شانہ نے سات چیزوں کو دنیا میں زندہ کیا تاکہ منکرین
 بٹ کا شبہ زائل ہو جائے اول چڑیوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ سے زندہ فرمایا
 کہ حال اُسکا حضرت ابراہیم کے حال میں بیان ہو چکا ہے دوسری حضرت یعقوب علیہ السلام کی
 آنکھیں گئی ہوئیں پھر اُن کے اُس سے حضرت یعقوب زندہ ہو گئے تیسری حضرت موسیٰ کی ہاتھ
 عامیل کو زندہ کیا چوتھی سامری کے گوسالہ کو خاک مٹم گھوڑے حضرت جبریل سے زندہ کیا کہ
 اُس میں جان پڑ گئی ان دونوں باتوں کا ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے احوال میں کیا جائیگا پھر
 پچھلی کو حضرت یوشع کے آب طہارت سے زندہ کیا کہ اُسکا بھی ذکر آگے آویگا چھٹوں حضرت عیسیٰ
 علیہ السلام کو سو برس کے بعد زندہ کیا ساتویں اصحاب کف کو بعد تین سو برس کے زندہ فرمایا
 ان دونوں کا ذکر بھی ان کے احوال میں کیا جائیگا فائدہ دنیا میں تین چیزیں حضرت یوسف
 علیہ السلام کی سنت ہیں اول طعام نماز پیشین کہ بادشاہوں میں جاری ہے دوسری خلعت
 تیسری وقت فراغت کے سفر میں اہل خانہ کو طلب کرنا فائدہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ
 فرماتے ہیں کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو نظر پڑنے لگا تو یوسف علیہ السلام کا خط پڑھا اور
 کہ کون کی طرف دیکھا سب نے سر جھکالیے اور عرض کرنے لگے کہ یا ابا نا استغفرنا ذنوبنا انا کنا
 خاطیین قال سوئے استغفر لکم ربی انہ ہوا نقور الرحیم یعنی اے باپ بخشو ہمارے گناہوں کو بے شک
 ہم تھے جو کئے والے کما رہے بخشو ان کو گناہوں کے رب سے وہی ہر شخص والا مہربان تنبیہ اس سے
 معلوم ہوا کہ شفاعت حق ہے اگر درست نہوتی تو یہ لوگ نہ کہتے یا ابا نا استغفر لنا اور حضرت یعقوب
 علیہ السلام فرماتے سوئے استغفر لکم ربی اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے دن انبیاء
 علیہم السلام اپنی اپنی امت کی اور استاد شاگرد کی اور بوڑھا جوان کی اور عالم جاہل کی شفاعت
 کریں گے فائدہ پر ظاہر ہے کہ باپ کو بہ نسبت بھائی کے شفقت لڑکوں پر زیادہ ہوتی ہے سو یہاں علیہ السلام
 کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے عفو کیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے توقف فرمایا بعض کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو
 حکم ہو گیا تھا کہ تم عفو کرو سو آپ نے بلا تامل عفو کر دیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو اتنا اجازت
 نہوتی تھی اور شفاعت بے اجازت ہو نہیں سکتی من ذالذی یشفع عندہ الا باذنه اور بعض کہتے ہیں
 کہ حضرت یوسف علیہ السلام ختم تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام شفیع اور پر ظاہر ہے کہ شفاعت
 شفیع کی بلا رہتا شدی ختم کے فائدہ نہیں دیتی اس دلیل سے نکلتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے
 شاید حضرت یوسف علیہ السلام کی اجازت پر ملتوی کر رکھا ہو چنانچہ شعبی رحم سے روایت ہے کہ حضرت

یوسف نے بیٹوں سے فرمایا کہ میں یوسف سے دریافت کروں اگر اُس نے عفو کیا ہوگا تو میں بھی خدا
 وعاسے بخشش چاہوں گا کہ انی العالم اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے وقت
 خاص پر دعا کو سوتوں رکھا تھا جیسے وقت صبح یا یوم جمعہ چنانچہ اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ حضرت
 یعقوب نے تاخیر دعا کی سزا تک فرمائی تھی کہ اس وقت میں مقتضائے ہل من داع فاستجب عا قبول
 ہوتی ہے چنانچہ جب وہ وقت آیا تو حضرت یعقوب نے بعد نماز صبح یون دعا فرمائی اللہم اغفر لی جزے
 علی یوسف وقلہ صبری عنہ واغفر لاولادی ماتوا علی اخیم یوسف اسی وقت وحی ہوئی کہ تھو غفرت
 لک ولیم جمعین اور عکرمہ سے روایت ہے کہ تاخیر دعا کی سزا تک فرمائی تھی اور طاووس کے نزدیک
 شب عاشورائے منتظر تھے اور تحقیق یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام وحی الہی کے منتظر تھے جب وحی
 اجابت ہوئی تب دعا فرمائی اور اپنے نفس کو شریک گردانا کہ اللہ نے انجناب کی برکت سے بیٹوں کو بھی
 عفو کیا اور ایک روایت ہے کہ یوسف اور غیرہ حضرت یوسف و یعقوب سے عرض کرنے لگے کہ تنہ ہمارے
 گناہ عفو کیے لیکن اگر خدا نے نہ بخشا تو اس عفو کا کچھ فائدہ نہوا تب دونوں پیغمبر رحم کر کے رو بقبلہ
 کھڑے ہوئے اس طرح کہ حضرت یعقوب امام انکے پیچھے یوسف اور عقب انکے روئیل وغیرہ امام نے مغفرت
 مانگی اور مقتدیون نے آمین کہا اس طرح میں برین عا کی مگر قبول نہوئی تو سخت سی طاقت ہوئے اور
 بہلاکت پہونچے حضرت جبریل نے مجیب الدعوات کی طرف سے پیام دیا کہ دعا تمہاری قبول ہوئی اور حق
 کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب دیکھتے تھے کہ توبہ بڑکوں کی حقیقی ہے یا نہیں جب ظاہر ہوا کہ حقیقی ہے تب دعا
 مانگی اور آیت قرآنیہ سے ظاہر ہے کہ توبہ فرزند ان یعقوب کی حقیقی تھی کیونکہ چار طرح سے توبہ حقیقی ہوتی ہے
 تو گناہ پر بہت نا دم و پشیمان ہونا سو یہ بات ان کا نا ظالمین سے ظاہر ہے دوسری اسے گناہ کا اقرار کرنا
 سو لفظ و زبانا سے پیدا ہوتی تیسری استغفار وہ بخوبی ہو یا ہو چکی شفع گردانا سو استغفار سے روشن ہے
 القصہ بعد وصول پر اس میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے قصد سفر مصمم فرمایا اور بہاب مسافرت درست کر کے
 مع ثیاخا یوسف علیہ السلام و دیگر اتباع و اولاد و اخفاء کہ مجموعہ بروایت صحیحہ بیشتر روایت مسروق
 ترانہ آدی تھے روانہ ہوئے جب بعد طر سنازل متصل مصر کے پہونچے تو یہودانے باذن یعقوب
 علیہ السلام پیش پیش جا کے حضرت یوسف علیہ السلام کو اطلاع کی کہ پدر بزرگوار عاشق زار تمہارے مع
 اتباع و اولاد تشریف لاتے ہیں انیس عاشقین میں لکھا ہے کہ یہ خبر سنا کہ حضرت یوسف علیہ السلام
 ملک ریان سے کہا کہ میرے والد ماجد مدظلہ العالی تشریف لاتے ہیں اگر اجازت ہو تو میں انکے استقبال
 جاؤں بادشاہ نے اجازت دی اور کہا کہ میں بھی انکی پیشوا لی کو تمہارے ہمراہ چلوں گا اور تمام

و مقربان درگاہ و عطا و دربار بادشاہ تمھارے ساتھ جائیں معاً لکھنؤ میں ہو کہ چار ہزار شکر کوٹ
 حضرت یوسف و ملکے یان بنابر استقبال برآمد ہوئے تھے لیکن انہیں ابا شفتین میں ہو کہ باذن شاہ
 حضرت یوسف علیہ السلام نے حکم دیا کہ تمام فوج مصر کی بنابر استقبال حضرت یعقوب علیہ السلام
 تیار ہو کے چلے چنانچہ سب سوار و پیادے اور امیر و نواب تیار ہوئے کے مقام مہود پر قائم ہوئے اول
 تیس ہزار سوار با توڑک و احتشام حضرت یعقوب علیہ السلام کے حضور میں باذن حضرت یوسف
 علیہ السلام حاضر ہوئے اور سب نے سجدہ تحیہ و تعظیم ادا کیے حضرت یعقوب نے سمجھا کہ یہ لوگ
 بھیجے ہوئے یوسف علیہ السلام کے ہیں چنانچہ انکے ساتھ آگے چلے تو تیس ہزار سوار رومی نے
 تسلیمات اور کورنش عرض کی حضرت یعقوب نے پوچھا تم کون ہو عرض کیا کہ ہم ملازمان یوسفین
 پھر آگے بڑھے تو ایک ہزار سپاہی خاص آراستہ لباس فاخرہ اس مقام پر پہنچے جہاں سے
 چار کوس مصر رہ جاتا ہے اور وہی پہلا دروازہ مصر و دہان ایک جماعت شیوخ دست بستہ واسطے
 استقبال کے حاضر تھے انھوں نے عرض کیا کہ ہم شفیع یوسف علیہ السلام ہیں کہ ہم کو حضرت یوسف
 علیہ السلام نے اس واسطے بھیجا ہے کہ آپ یوسف کے خلاف کو جو ذکر خواب میں ہو گیا تھا معاف
 فرمائیں ارشاد ہوا کہ معاف ہے جب دہان سے آگے بڑھے تو سواری یوسف علیہ السلام کی
 نظر پڑی اسمعیل ترمذی سے منقول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام صرف تین لاکھ سوار سے
 واسطے استقبال کے چلے تھے اور بارہ ہزار حاجب باخیل حشم آگے آگے جاتا تھا حاجب حضرت
 یعقوب علیہ السلام پہلے حاجب سے ملے تو اپنے لڑکوں سے پوچھنے لگے کہ یوسف یہی ہے جو
 عرض کیا کہ یہ تو ایک نوکر ہے یوسف علیہ السلام کا ابھی یوسف کہاں ہیں اسی طرح کے گیدہ ہزار حاجب
 با توڑک و احتشام استقبال کو آئے کہ ہر مرتبہ حضرت یعقوب نے دفور شوق سے انکو یوسف جانا
 اور غایت اشتیاق سے جناب الہی میں متمسک ہوئے کہ یا الہی یہ حاجب کہاں تک رہینگے میرا
 یوسف کہاں ہے کہ میں اسی کے دیکھنے کو آیا ہوں مجھ کو ان حجابوں سے دور رکھ اب میرے یوسف
 دکھلا دے قطعہ ہیرم ہلاکم زندان ہجر + اتقی قہر برق برجان ہجر + زور و جدائی نغان می کشم
 تو کوئی زہلو سنان می کشم + بیان تک عنایت الہی سے حضرت یوسف علیہ السلام کی سواری
 نظر پڑی تو حضرت یوسف کے داہنی طرف ملک دریان اور بائیں طرف وزرا اور پشت پر امرا اور
 چتر شاہانہ سر مبارک پر کھنچا ہوا تھا حاجب نظر حضرت یعقوب کی چتر پڑی تو آپ نے پوچھا کہ کوئی
 جسکے سر پر چتر ہے یوسف یہی ہے کہ حق تعالیٰ نے اس دولت و کمالت کو پہنچایا ہے

سو تمھارے استقبال کو آیا ہوا سوقت بارہ ہزار نیزہ بردار حضرت یوسف کے تھے چنانچہ حضرت یعقوب یہ شوکت دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا اے آن گل کہ برا فروخت ہوئے چمن این ست ہشتے کہ زوشش ہزار پنجن ہست اور مرکب سے اتر چڑھے اور اپنا ہاتھ گردن سیو دین ٹال کر تشریف لے لے بس حضرت یوسف نے دیکھا تو بیوہ کو بچا نا بچہ حضرت یعقوب دیکھا اور پیادہ پا بہ گئے اور ریان ابن ولید بھی پیادہ ہوا اور یوسف علیہ السلام دوڑ کر باپ سے ملے اور ایک روایت ہے کہ جب دونوں پیغمبروں کی نظر ایک دوسرے سے ملی تو دونوں سواری سے گریے اور زمین پر گرتے ہوئے باہم ہلکنا رہے اور لشکر کے لوگ دور سے کھڑے ہوئے تماشا دیکھنے اور دروازے آسمان کے کھولے گئے اور شادیاں جبروتی اور لاہوتی بچنے لگے اور شکر ملکوت اپنی صف آرا سکر کے مبارکباد دینے کو کھڑا ہوا تو حضرت جبریل نے اگر کہا اے یعقوب بانبیاء فلکما بنگاہ کرو حضرت یعقوب نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو فرشتے سفین باندھے کھڑے تھے حضرت یعقوب پوچھا کہ اے جبریل یہ کیا حال ہے؟ ابوکے کہ تمھارے رونے سے عرشوں کو سخت مال درج تھا آج شادی کی خبر پا کر خوش ہوئے ہیں اور مبارکباد دینے کو آئے ہیں اور نظارہ جمال حضرت یوسف علیہ السلام کے آرزو مند تھے سو حسن و جمال سے حیران اور تم دونوں کے ذوق و شوق سے آواز دینے اور تعجب اہل تفسیر روایت کرتے ہیں کہ جسوقت دونوں پیغمبروں کا مقابلہ ہوا تو حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے مرکب سے اترے سو حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کہا کہ تم نے کس طرح اپنے باپ کی تعظیم کی اور کس باعث سے تم اول سواری سے نہ اترے حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اے اخی جبریل جسوقت میں نے اپنے پدر بزرگوار کو دیکھا از خود فتنہ اور بیوش ہو گیا اس باعث سے تعظیم و توقیر سے غافل ہو گیا اور معالم التذلیل اور روضۃ التستار لکھا ہے کہ وقت ملاقات کے حضرت یوسف علیہ السلام نے چاہا کہ تحیۃ و سلام میں سبقت کروں مگر حضرت جبریل علیہ السلام نے حکم الہی منع کر دیا حکمت اس منع کی ظاہر نہیں ہے صرف یہ دلیل ہو سکتی ہے کہ ہر گاہ حضرت یوسف علیہ السلام نے نزول مرکب میں سبقت نہ کی تحیۃ و سلام سے بھی محروم رہے مگر امام نجم الدین نسفی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جو کچھ اس باب میں حضرت جبریل علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں محض بے اصل ہے اور فقیر کا تب کے نزدیک اگر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اول سلام تو کیا مضائقہ اور کون محذور لازم آتا ہے اسلئے کہ سلام کا یہ آداب ہے کہ پہلے بڑا چھوٹے پر سلام کرے اور حاکم رعیت پر احد سوار پیادے پر اور خواجہ غلام پر اور بی بی لونڈی پر اور استاد شاگرد پر اور باپ

بیٹے پر اور ان بیٹی پر چنانچہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں بسبب نبی بزرگی
 اول فرشتوں کو سلام کیا اور فرمایا کہ یہ سلام میں نے خداوند سے سیکھا ہے معراج کی رات اول
 سلام حضرت کو رب العزت نے کیا ہے السلام علیک ایہا النبی درجۃ اللہ وبرکاتہ کذا نے صلوة
 المسعودیٰ اور مناقب العلوم میں ہے کہ اونٹ کا سوار گھوڑے کے سوار پر سلام کرے اور وہ کہے کہ
 سوار پر اور وہ پیادہ پا پر اور جو تے والا یرسہہ پا پر اور قائم قاعد پر بالجملہ حضرت یوسف علیہ السلام
 ملازمت حضرت یعقوب علیہ السلام سے مشرف ہوئے تو اول حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا
 السلام علیک یا نذیب الاحزان اور یوسفیان ثوری سے روایت ہے کہ دونوں معانقہ کر کے رونے
 اور بیہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے التماس کیا کہ امیر مہربان
 آپ میری مفارقت میں اتنا روئے کہ آنکھیں سفید ہو گئیں کیا معلوم نہ تھا کہ قیامت میں
 ملاقات ہوگی فرمایا کہ امیر نور العین یہ سب مجھے معلوم تھا لیکن مجھ کو یہ خوف دہنگیر ہوا کہ شاید
 تو بعد میں ہو جاوے اور اس سبب سے قیامت کے دن ملاقات نہ ہو بعد ازاں ملک یان کی
 ملاقات کرائی تو وہ قد مبسوط ہوا اور حضرت یوسف کے اوصاف حمیدہ و افعال پسندیدہ بیان
 کرتا رہا پھر التماس کیا کہ یہ تمام فوج کے لوگ تمہارے بیٹے کے غلام ہیں اس وقت حضرت
 یوسف علیہ السلام نے کہا ادخلوا مصر انشاء اللہ آمین بھی داخل ہو مصر میں اگر اللہ نے چاہا
 تو خاصہ مجمع ہو لفظ مصر جب منصرف ہو تو اس کے معنی شہر کے ہوتے ہیں کوئی شہر ہو اور اس
 مقام میں غیر منصرف ہو بسبب تعریف و ثناء و عجمہ کے اور مراد شہر معین ہے کہ جسکو مصر بن نوح نے
 آباد کیا تھا اور حضرت یوسف آسمین عزیز تھے اور یہ جو حضرت یوسف نے فرمایا آمین اسکا
 فائدہ یہ کہ اس شہر میں کوئی شخص بلا وجہ و بلا تخطا داخل نہیں ہونے پاتا تھا سو فرمایا کہ بادشاہوں کے
 امان ہے بالجملہ پھر ٹھہرایا والدین کو اپنے پاس اور مصر میں داخل ہوئے جب دونوں باطمینان بیٹھے
 تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اہل مصر کو طلب کر کے پوچھا تم کیسے لوٹے ہو غلام ہو سب کے کہا تھا
 فرمایا کہ میں تم سب کو شکرانہ نعمت ملازمت والدین آزاد کرتا ہوں اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضرت
 یوسف نے کس طرح کہا داخل ہو مصر میں حالانکہ داخل ہو چکے تھے اور ہتھننا کا کیا فائدہ ہے جب
 دخول حاصل ہو چکا تھا بعض مفسرین جواب میں کہتے کہ حضرت یوسف نے یحییٰ قبل دخول فرمایا تھا
 چنانچہ جلالین کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آیت میں تقدیم و تاخیر ہے اور
 ہتھننا سلق استغفار سے ہے یعنی استغفر لکم انشاء اللہ اور بعض کہتے ہیں انشاء اللہ تعلق آمین سے ہے

اور مراد یہ ہے کہ مصر میں کفار رہتے تھے اور سلمان کو بے ایمان بلا ایمان داخل نہو سکتے تھے اس واسطے
کہا کہ انشاء اللہ تم ایمان میں رہو گے کما قال اللہ اللہ یصلح المسجد الحرام انشاء اللہ آمین اور بعض کہتے ہیں
کہ حرف ان اس مقام میں بمعنی اذہر یعنی اذ شاء اللہ کقولہ تعالیٰ وانتم الا علون ان کنتم مومنین کذا
فی المعالم فائدہ دیگر یہ ہے کہ انشاء اللہ تکلم کیا دو فائدے دیکھے اول حضرت اسماعیل علیہ السلام نے
اپنے باپ سے کہا تجھنی انشاء اللہ من الصابرين انکوا اللہ نے بلا سے نوح سے نجات بخشی
اور فدیہ انکا بہشت سے دینہ بھجوا دوسرے حضرت یوسف نے ادخلوا مصر انشاء اللہ آمین فرمایا
اسکی برکت سے حضرت موسیٰ دریا سے نیل سے صحیح و سلامت پار اترے اور کیفیت یوں واقع
ہوئی کہ جب وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قوم اپنی کے دریا کے کنارے پہونچے دریا نے
شورش کی خطاب ہوا کہ یہ اولاد یوسف ہیں انھیں کے حق میں یوسف نے کہا ہوا ادخلوا مصر
انشاء اللہ آمین اور برکت اس کلمہ سے کل عقوبات اور آفات سے ماسون و مصون کیے گئے
یعنی دریا خشک ہو گیا اور فرعون مع لشکر تیغیے آتا تھا وہ ڈوب گیا فائدہ اسی طرح حشر کے
دن جب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام محمود میں کھڑے ہوئے تو آواز آئی
کہ اعدائے ان عرصہ قیامت تم کیسے مملوکات سے ہو وہ بچا رہے عرض کریں گے کہ پیغمبر خدا کی
کی امت اور اسی کے نوٹھی اور غلام ہیں تب جناب کریم سے ارشاد ہوگا کہ میں نے تم سب کو
عذاب سے آزاد کیا بحرست البنی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے تخت پر اپنے والد بزرگوار کو دعا پڑھی
طرف اور ان کو بائیں طرف اور بھائیوں کو سامنے بٹھلایا اور سب نے سجدہ کیا اسکا
اشارہ ہے و رفع ابویہ علی الغرش و خضر الہ سجدۃ یعنی اونچا بٹھایا اپنے ماں باپ کو اور سب
گریے اسکے آگے سجدہ میں تحقیق مفسرین نے لکھا ہے کہ اگرچہ بٹھلانا تخت کا ذکر میں بسبب
اعتبار بحال تعظیم مقدم ہے لیکن درحقیقت سجدہ رفع عرش سے اول و مقدم ہے اور یہی طریق عبادت ہے
تعبضہ کہتے ہیں کہ مراد ان سے اس جگہ خالہ حضرت یوسف کی ہیں جبکا نام لیا تھا اور بعد
راہیل کے نکاح یعقوب علیہ السلام میں آئی تھیں اور عرف عرب میں خالہ کو مان کہتے ہیں اور
چچا کو باپ بولتے ہیں یہ قول سدی مفسر کا ہے اور اکثر اہل تفسیر کے قائل ہیں اور امام حسن بصری
منقول ہے کہ اللہ نے راہیل کو قبر سے اٹھایا اور زندہ کیا تب انھوں نے سجدہ کیا تاکہ خواب
یوسف پیغمبر کا جھوٹ نہ ہو اور پھر دستور اتر حیات اُسے سلب کر لیا کذا فی الکبیر کشف الاستار

اگر کوئی کہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اولاً باب یوسف کے تھے دوسرے پیر اور بزرگ نبی تھے
 پیغمبر جلیل الشان کہ افضلیت انکی یوسف پر از روئے نبوت بھی ثابت ہے پھر کس طرح حضرت
 یوسف نے ایسے بزرگ جلیل القدر کا سجدہ کرنا جائز رکھا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس
 فرماتے ہیں کہ یہ سجدہ اللہ کو تھا شکر اعلیٰ وصال یوسف علیہ السلام دوسرا اشکال اور ہے کہ
 سجدہ سوائے خدا کے دوسرے کو درست نہیں ہے پھر کس طرح مان باب اور بھائیوں نے
 یوسف کو سجدہ کیا بعض مفسرین کہتے ہیں کہ مراد سجدہ سے انحناء ہے کہ بھائیوں نے تعظیماً
 پشت اپنی خم کی جس طرح رسم اعاجم سے اوریشانی زمین پر نہیں لگائی اور امام حسن بصری
 فرماتے ہیں کہ سب نے سجدہ حقیقی کیا تھا مگر تعظیماً و تشریفاً عبادۃ اسوائے کہ مخصوص
 حضرت حق ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس زمانے میں سجدہ آپس کی تعظیم تھی جیسے فرشتوں نے
 حضرت آدم کو کیا تھا اب اللہ نے وہ رواج موقوف کر دیا اور فرمایا کہ ان المساجد لشرسہ
 اسوقت میں ایسے رواج پر چلنا ویسا ہی جیسے کوئی اپنی حقیقی بہن سے نکاح کرے اور
 کہے کہ حضرت آدم کے وقت میں ہوا تھا باجمہ والدین اور بھائیوں نے سجدہ سے سر اٹھایا
 تو حضرت یوسف نے شرمندہ ہو کر کہا کہ یا ابنا و ایل روایہ میں قبل قد جہلہا ربی حقاً

وقد احسن بی اذا خرجنی من السجن وجارکم من البدون بعد ان نزع الشیطان منی بن
 وفاق لہ ربی لطیف لما یشاء و انہ ہوا علیم الحکیم یعنی امی باب یہ بیان ہے میرے اس
 پہلے خواب کا اسکو میرے رب نے سچ کیا اور مجھے اسنے غیبی کی چپ مجھ کو نکالا فقیہ سے اور
 تمکو لے آیا گا توں سے بعد اسکے کہ جھگڑا اٹھا یا شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں
 میرا رب تدبیر سے کرتا ہے جو چاہے بیشک وہی خبردار حکمتوں والا یعنی امی باب مجھ کو کیا تو
 اور منزلت تھی کہ تمسا پیغمبر جلیل القدر با عظمت مجھ فرزند ضعیف کو سجدہ کرے مگر یہ ترقی تھی
 کہ خواب میں نظر آیا اور خواب انبیاء کا جھوٹ نہیں ہوتا ہے جس طرح خواب حضرت ابراہیم کا
 وحی اسمعیل میں راست تھا اور تفسیر کبیر میں ہے کہ شاید یہ سجدہ از قبیل تشبیہات ہو گیا حضرت
 یعقوب کو ارشاد ہوا کہ تمہارے اوقات عزیز اپنی اضطراب اور قلق میں بفرار یوسف گذرانی ایک
 مقصد حاصل ہوا تو اب سجدہ کرو کما قال الامام وکان الامر تاک السجدۃ من تمام التشبیہ فائدہ
 عجب کارخانہ الہی میں کہ حضرت یعقوب مع اولاد و احفاد جب داخل مصر ہوئے ہیں تو بہتر آدمی
 تھے اور نبی حضرت موسیٰ علیہم السلام خود فرعون سے باجا عہد بنی اسرائیل

۱۱۔ مصر سے نکلے تو سوا سے پورے ہون اور رگڑ گون کے چھ لاکھ پانسو آدمی متاع مل تھے اخبار میں وارد ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ عجائب عالم کے بیان کیے تو جبریل علیہ السلام نے بعد بیان عجائبات یہ بھی فرمایا کہ مینے عالم میں دو قافلے عجوبہ دیکھے ایک مصر میں آیا دوسرا مصر سے نکلا جو کہ مصر میں آیا وہ تو دن میں آیا اور جو مصر سے نکلا وہ رات کو نکلا اور قافلہ سالار روزانہ قافلے کے حضرت یعقوب تھے اور رات واسطے کے حضرت موسیٰ علیہ السلام یعقوب بہتر آدمیوں سے آئے تھے اور موسیٰ اچھے لاکھ پانسو سے نکلے اور کما معاملہ عجیب ہے کہ جو دن میں آئے وہ تو قافلہ طلب تھے کہ یوسف کو تلاش کرتے تھے اور جو کہ رات کو گئے کاروان ہر ب تھے کہ فرعون سے بھاگے جاتے تھے فائدہ اہل تفسیر کو ختم ہوا اس امر میں کہ باہن بین خواب تا وقت بخود کس قدر مدت گزری بعضے اسی برس اور بعضے تینتر اور بعضے چالیس بیان کرتے ہیں مگر اتفاق ہے کہ چالیس برس کے بعد خواب یوسف علیہ السلام راست ہوا یہ فائدہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے تمام احسانات اللہ کے بیان کیے مگر کنوئین کے رہنے اور نکلنے کا حال اور دیگر تکلیفات کا ذکر زبان پر نہ لائے سو اسکی کئی وجہیں ہیں اول یہ کہ ذکر چاہ میں بھائیوں کو بڑی شرمندگی ہوتی یا اگر بیان فرماتے تو حضرت یعقوب کو ملال تازہ ہوتا اور اسکے خود حضرت یوسف پر وہ لاتر تیب علیکم الیوم قبل الخ اعمال بھائیوں پر ڈال چکے تھے پھر اس پر دے کو اٹھانا اور اسکے اعمال کو کھولنا شان نبوت کے خلاف تھا دوسری وجہ یہ چاہ مقدمہ بندگی اور عاجزی تھا اور خلاصی زندان بدر قہ سلطنت و حکمرانی سوا ظہار اس نعمت کا ہر تر اس واسطے اسکا بیان کیا اور اسکو بیان کیا کہ کاتب المحدث کہتا ہے کہ ارباب کرم کا یہی قاعدہ ہے کہ جب گنہگار کا جرم معاف کرتے ہیں تو پھر اسکو زبان پر نہیں لاتے اخبار میں وارد ہے کہ پرورد قیامت اہل بہشت حضرت حق سبحانہ کو سب ناموں سے یاد کریں گے مگر غفور و رحیم و تواب و حلیم نہ کہیں گے اسلیئے کہ یہ چاروں نام گناہ کو یاد دلاتے ہیں اگر ان ناموں سے یاد کریں تو گناہ یاد آوے اور بہشت کی نعمتیں بے لطف ہو جائیں اور حق تعالیٰ جسکو بخشے ہیں پھر اسکو شرمندہ نہیں فرماتے اور ایک وجہ اور بھی ہے کہ ابتلا سے چاہ بھائیوں کے مکر سے ہوا تھا وہ سہل تھا اور سب جس مکافات زلت تھا اور نجات اس سے نعمائے عظیم میں تھی اس واسطے اسکا ذکر کیا سو اسکے زندان میں گنہگاروں اور بدکاروں سے مصاحبت رہتی تھی اور چاہ میں صحبت ملائکہ اسلیئے چاہ کی مالش نہیں کی قطع نظر ان وجہ سے ایک وجہ بہت خوبصورت ہے کہ چاہ بافتیا آسمانی

اور زندان با اختیار خود سزا پہنچے اختیار کی شکایت کی اور سب خواہش زندان زبان پر نہ لائے کہ
 زلیخا شرمندہ ہوگی روایت ہے حضرت یعقوب علیہ السلام نے زلیخا کا ذکر کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام
 عرض کیا کہ یہ بات بھی آپ ہی کے سبب سے ہوئی فرمایا کس طرح فرمایا کہ عزیز نے مجھ کو مالک سے خرید کیا
 اور اپنا لڑکا بنا لیا نے بھی مجھ کو لڑکا بنایا اللہ جل شانہ نے نہ چاہا کہ تمہارا بیٹا کسی اور کا کھلاؤ
 تب اس کے دل میں محبت ڈالی اور فساد طبیعت خطا کیا کہ اُس میں سب کچھ ہوا بعد اُس کے پوچھا عزیز نے
 تم کو کس طرح رکھا تھا فرمایا کہ شہزادوں اور بادشاہوں کی طرح سے رکھا اور زلیخا کو لونڈیوں کی
 طرح اس واسطے کہ زلیخا سے میرے حق میں کدیا تھا اگر میثواہ اور امیدوار ہو کے میری نسبت
 بولا تھا کہ عسے ان سیفنا او متخذہ ولد انتب حضرت یعقوب نے فرمایا کہ عزیز کو تے کچھ نفع ہوا جو
 کہ نفع اور ضرر دونوں میں جانب اللہ ہوتے ہیں وہ عزیز مجھ سے متوقع منفعت تھا سو توقع منفعت
 مسخرت ہو گئی مگر یہ نفع البتہ ہوا کہ میں نے اُسکی خیانت نہیں کی سو بھی بغایت اُسی ہوئی ورنہ
 اُس حالت میں میری طاقت کیا تھی اور ضرر جو اُس کو پہنچا وہ ظاہر ہے کہ میرے سبب سے اُسکا
 عزل ہوا بالجملہ یعقوب علیہ السلام نے بعد ملاقات حسب دستور محبت و وداد سرگزشت فراق
 و شکوہ و شکوہ ایام شتیاق بیان فرمائے اور ارشاد کیا کہ ای قرۃ العین اس مدت دراز میں تم نے
 اپنا حال مجھ کو کیسے نہ لکھا حالانکہ منزل و مسکن میرا معلوم تھا تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ حضرت یوسف
 علیہ السلام نے حضرت یعقوب کا ہاتھ پکڑا اور جملہ خزاہین اور دھان ملاحظہ کرائے جب قمر خانے میں
 تشریف لیگے تو حضرت یعقوب نے فرمایا ای نور بصر اس قدر کا خد کی کثرت تھی اور میں ایسا محزون
 اور غمگین رہا تے ایک خط بھی نہ لکھا باوصف اسکے کہ ما بین میرے اور تمہارے ہنگین مسافت
 اٹھ مرحلے کی تھی اور قافلے آتے جاتے ملتے ہونگے پھر کیوں نہ لکھا حضرت یوسف علیہ السلام نے
 کئی صندوق سر بہر کھول کر دکھائے تو وہ سب عرائض سے پُر تھے اور ہر ایک کے عنوان پر لکھا تھا
 کہ من یوسف الی یعقوب حضرت یوسف نے عرض کیا کہ ای پدر بزرگوار یہ سب عرائض میں نے
 حضور کو لکھے ہیں مگر جب ارادہ بھیجے گا کرتا تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام اگر منع کر جاتے تھے اور فرماتے
 کہ جلدی نہ کرو اب تک وقت نہیں آیا ہے کہ حضرت یعقوب کا رنج رفع کیا جائے ای پدر اس باعث سے
 مجبور ہو جاتا تھا حضرت یعقوب نے فرمایا کہ سبب منع کا معلوم ہے کیا تھا کہا آپ کو نسبت میرے
 حضرت جبرئیل علیہ السلام سے محبت و موافقت زیادہ ہے آپ ہی تفسیر فرمائیں چنانچہ حضرت
 یعقوب نے ایک دن حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ سبب امتناع کا کیا تھا حضرت جبرئیل نے فرمایا

ای یعقوب جب تم نے یوسف کو بھائیوں کے سپرد کیا اور کہا کہ اخاف ان یا کالہ الذئب اس وقت تک جو ارشاد ہوا کہ یعقوب سے کہہ دے کہ تو بھڑیے سے ڈرا اور میرے حفظ و حمایت پر نظر نہ کی تب میں نے حکم دیا کہ یوسف انہی یا چالیس برس سے جدا رہے اور تو اسکی جدائی میں روتا رہے تو یہ حکم کہ ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام عالم استغراق میں تھے جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ ای یوسف میں چاہتا ہوں کہ حقیقت حال دریافت کروں کہ ہم دونوں میں گنہگار کون ہے یوسف نے کہا عاصی میں ہوں کیونکہ میں نے برخلاف حکم آپ کے خواب بھائیوں سے کہہ دیا اسی کی شامت یہ بلا پڑی تم کو بھی اسکا اثر پہنچا حضرت یعقوب رونے لگے اور فرمایا کہ ای فرزند میں چاہتا ہوں کہ گناہ سیری طرف سے ہے چہ میں بھڑیے سے ڈرا اور تمھارے بھائیوں پر اعتماد کیا اور تم کو ان کے سپرد کر دیا سو یہ غم داند وہ اسی کے سبب سے ہوا ہے اور تم کو بھی اسکی شامت سے یہ بلا میں پہنچیں اسی وقت حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ ای یوسف و یعقوب اب کہ تم نے انصاف کر کے گناہ اپنے ذمہ لیا میں نے دونوں کو بری کر کے سب گناہ شیطان پر ڈالا کہ وہ دشمن قدیم تمھارا ہے کہا قال من بعد ان نزع الشیطان بنی و بنی الخوفی حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بعد تفصیل حالات شفاعت کے حضرت یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ میرے پاس قلعے میں تشریف رکھیے حضرت یعقوب نے فرمایا کہ ای محبوب تیرے باپ کی یہ شان نہیں ہے میرے واسطے ایک مکان مختصر علیحدہ چاہیے کہ اس میں عبادت کرتا رہوں سو حضرت یوسف علیہ السلام نے مکان خلوت کا فرما کشی بنوایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اس میں رہنے لگے تمام دن روزہ رکھتے رات بھر جاگتے پھر سب بھائیوں کے واسطے علیحدہ علیحدہ گھر بنوا دیے صرف بنیامین کو اپنے پاس قلعے میں رکھا اور زلیخا رضی اللہ عنہا حضرت یعقوب علیہ السلام سے احکام دین سیکھنے لگیں یہاں تک کہ افضل اہل مصر ہوئیں تکملۃ اقتصاص میں لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام چالیس برس یا چوبیس برس مصر میں رہے اور ہر ایک بیٹے کے بارہ بارہ بیٹے ہوئے جمہ صلاح اور شیع ملت ابراہیم علیہ السلام تفسیر مدارک میں ہے کہ حضرت یعقوب مصر میں چوبیس برس رہے بعد اسکے وفات پائی اور وصیت کردی کہ مجھ کو شام میں حدیثِ اسحق کے پہلو میں دفن کرنا چنانچہ حضرت یوسف خود تشریف لیگئے اور دفن ہوئے مصر میں آئے اور تیس برس اور زندہ رہے اور فراموشی سے حضرت نون پیدا ہوئے اور حضرت یونس حضرت یوشع ہوئے بعد ان کے فراغ مصر پر مسلط ہوئے اور جو بیٹے کہتے ہیں کہ سب بیٹے حضرت یوسف

نبی ہوئے اور حضرت یعقوب نے سب کو فقہ سکھائی اور علم دین تعلیم کیا یہ امر طبعی ہر صفت حضرت یوسف علیہ السلام کا بنی ہونا قطعی یقینی ہے حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ بعد ایک مدت حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ اب تم اپنے اجداد کی زیارت کو ارفقہ قدس جاؤ گا انکی ارواح تمہاری مشتاق ہیں سو حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف کو بلوایا اور فرمایا کہ اب مجھ کو یہ آرزو ہے کہ میں اپنے بزرگوں کی زیارت کروں یا یہ فرمایا کہ مجھ سے حضرت جبریل علیہ السلام کہ گئے ہیں کہ اب تم بیت المقدس میں جا کر رہو یہاں تک کہ موت آئے یہ حال سنکر حضرت یوسف علیہ السلام بہت رونے لگے اور اسباب سفر مہیا کرنے میں مشغول ہوئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو طلب فرما کے وصیت کی جسکا اشارہ سورہ بقرہ میں ہر ام کہنتم شہداء اور حضرت یعقوب الموت اذ قال یحییٰ البنیہ القیودن من بعدی قالوا البعد الیک والہ آباؤناک ابراہیم و اسمعیل و اسحق الہما و احد اذ نحن لہ مسلمون یعنی کیا تم حاضر تھے جسوقت پہنچی یعقوب کو موت جبکہ اپنے بیٹوں کو تم کیا پوچھو گے بعد میرے بولے ہم بندگی کرینگے تیرے رب کی اور تیرے باپ دادوں ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق کے رب کی وہی ہے ایک رب اور ہم اسی کے حکم پر ہیں تفاسیر معتمدہ میں لکھا ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے دیکھا کہ یہاں کے لوگ دین مختلف رکھتے ہیں یعنی بعض بت پرست بعض ستارہ پرست بعض آفتاب پرست بعض آتش پرست ہیں سو اس خوف سے کہ شاید میری اولاد انکی صحبت میں گمراہ ہو جائے وقت وفات کے سب کو جمع کر کے یہ اقرار لیا کہ ملت خفیہ کا یہی فہم ہے اور اسلام اسی کا نام ہے پس اوجا اس امر کا کہ حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں کو یہودیت اور نصراۃ کی تو فرمائی ہے افترا سے محض ہے فائدہ حضرت اسمعیل علیہ السلام حضرت یعقوب کے باپ نہ تھے انکو کیلئے اپنے باپوں میں داخل کیا اور حضرت اسحاق سے مقدم کر دانا جواب اول یہ ہے کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام اگرچہ باپ نہ تھے مگر چاہتے اور چچا کا شمار باپوں میں متعارف ہے چنانچہ خاتمہ کو بنبر لہان کے بولتے ہیں ولہذا حدیث شریف میں وارد ہے کہ الخاتمہ بنبر لہ الامم اور یہی حدیث میں آیا ہے کہ چچا بہدوش پدر ہے جو سلوک باب کے ساتھ کرنا چاہیے وہی چچا کے ساتھ چاہیے باقی رہا یہ کہ دادا کو باپ کہنا حقیقت ہے یا مجاز امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک مجاز ہے کیونکہ ان کے نزدیک بھائی اور بہن حقیقی دادا کے ہوتے ہوئے در شہ پاتے ہیں اور امام مالک اور ابو یوسف اور امام محمد بھی اسی کے قائل ہیں اور قول امیر المؤمنین علی مرتضیٰ اور عبد اللہ ابن مسعود اور زید ابن ثابت رضی اللہ عنہم کا انکی دلیل ہے اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حقیقت ہے اسکا دلائل

یوسف علیہ السلام

حضرت یعقوب علیہ السلام

بھائی بہن دادا کے ہوتے درخت نہیں پائے اور دادا سب لیتا ہے اور قول حضرت صدیق اکبر اور
 حضرت عائشہ صدیقہ اور ابن عباس اور حسن بصری اور طاؤس اور عطاء رضی اللہ عنہم کا حضرت ابراہیم
 کے موافق ہے لیکن اس آیت سے حقیقت ہونا لفظ اب کا جدمین ثابت نہیں ہو سکتا اس واسطے
 کہ اطلاق آبا اس جگہ پر بلاشبہ مجازی ہے کیونکہ حضرت اسماعیل کا بھی ذکر ہے القصة حضرت یعقوب
 علیہ السلام بعد از وصیت حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمانے لگے کہ تم میرے بعد میرے چچا یعقوب
 کسی طرح کا کینہ دل میں نہ رکھو اور کسی طور سے بدی نہ کیجو حضرت یوسف علیہ السلام نے عرض کیا کہ
 سعاد اللہ میں عفو کر کے پھر انکار کر دینگا اور بھی وصیت کی کہ امی یوسف جب وعدہ صل لکھی
 قریب تر ہو پچنے تو اپنی اولاد سے وصیت کر دینا کہ میرے تابوت کو میرے باپ دادا کی قبر تک
 پاس ہو پچا دین بعد اُسکے حضرت یعقوب علیہ السلام رخصت ہوئے اور مصر سے چل کر ارض مقدس
 جہان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر تھی پہنچے تو دیکھتے ہیں کہ ایک قبر کھدی ہوئی ہے اور اس میں
 فرش حریر کا بچھا ہے اور ایک طاقتور ملکوتی اسپر نظر کھڑا ہے سو حضرت یعقوب علیہ السلام نے
 پوچھا کہ یہ کس شخص کی ہے فرشتوں نے کہا جو شخص مشتاق بہشت ہو تب حضرت نے فرمایا
 کہ میں مشتاق ہوں اگر اجازت ہو تو اتر دوں فرشتوں نے اجازت دی کہ حضرت یعقوب
 علیہ السلام نے قدم مبارک اس قبر میں رکھا اُسی وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام نے
 جام شربت طہور حضرت کو پلایا کہ وہی شربت وصال ہوا پھر فرشتوں نے غسل دیا اور نماز پڑھی
 بعضے کہتے ہیں کہ اُسی وقت اتفاقاً عیص بھائی حقیقی توام حضرت یعقوب کے بھی بیت المقدس
 آئے اور وفات پائی اور دونوں ایک ہی قبر میں مدفون ہوئے اور مردونوں کی ایک سو
 ستاون یا ایک سو ستیا لیس برس کی ہوئی سپاس برس ابلاغ رسالت اور مراسم دعوت میں
 مشغول رہے تھے کذا فی العرائس اور کعب اجار سے روایت ہے کہ حضرت یعقوب کی دوستوں
 امیرس کی عمر سوئی اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت یعقوب نے مصر میں وفات پائی
 حضرت یوسف علیہ السلام نے تجہیز و تکفین کر کے سال کی لکڑی کے تابوت میں چاندنی
 سنگین میں رکھا اور موافق وصیت حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیت المقدس و ہمراہ فرما
 روانہ فرمایا کہ افرانیم بیت المقدس میں حضرت ابراہیم و اسحاق علیہما السلام کے پاس دفن کیا
 کذا فی العالم اور بعضوں نے لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام خود بھی تشریف لے گئے
 اور چالیس دن مقبرہ میں رہے بعد اُسکے مصر میں تشریف لائے اور اکثر محققین کہتے ہیں

کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام قبوراً بابر ہو چکے تو سو گئے دیکھا کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام ایک کرسی زمردی پر بیٹھے ہیں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام داہنے اور حضرت اسحاق علیہ السلام بائیں کھڑے فرماتے ہیں کہ اے یعقوب تو بھی آسم منتظر ہیں اسی وقت حضرت یعقوب علیہ السلام جوشیلا بیدار ہوئے اور اپنی اٹھنی سے ارشاد کیا کہ تو یہ خبر یوسف علیہ السلام کو کر دے پھر مشغول بن کر الٹی مقابر میں پھرنے لگے دفن ایک قبر نظر آئی اور ملک الموت علیہ السلام بصورت آدمی تشریف لائے حضرت یعقوب نے پوچھا تم جانتے ہو یہ قبر کس شخص کی ہر ملک الموت نے کہا یہ قبر اسکی ہے جو عند اللہ بزرگ ہو کر تم آسکو پہچانتے ہو ملک الموت نے کہا پہچانتے ہیں لیکن بیان نہ کر سکے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اللہ میری قبر اور میرا آرام گاہ کر دے سو آواز آئی کہ فعلنا ذلک یا ابن اسحاق تب ملک الموت نے اپنی صورت اصلہ ظاہر کی حضرت یعقوب نے فرمایا تم کون ہو مجھ کو تم صورت سے خوب معلوم ہوتا ہے کہا میں ملک الموت ہوں فرمایا کہ ملاقات کے لیے آئے ہو قبض روح کو کہا زائداً و قاضیاً فرمایا میرا میرا اللہ و لقاۃ اور کیفیت نزع روح شروع ہوئی اس حال میں حضرت یعقوب نے فرمایا کہ اے عزرائیل میرے یوسف کی روح آسانی سے قبض کرنا اور لا الہ الا انت وجہ لا شریک لہ کہہ کر وصل حق ہوئے حضرت جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام نے غسل دیکر کفن پہنایا اور دفن کیا پھر حضرت جبرئیل نے حکم خدا حضرت یوسف علیہ السلام سے سلام آئی کہا اور یہ خبر بھی پہونچائی اور ناقہ کو ایک فرشتہ نے پکڑ رکھا جب حضرت جبرئیل علیہ السلام خبر کہ چکے تب ناقہ پہونچا اور اسنے بقدرت الہی زبان عبری میں سلام علیک یا یوسف کہہ کر عرض کیا کہ اے یوسف تمہارے باپ نے سلام کہا ہے قیامت تک کا اور تم سے راضی ہے حضرت یوسف علیہ السلام روئے اور اٹھنی بھی روئی غرض تین دن حضرت نے غم کیا اور فرشتوں نے رسم تہنیت ادا کی اس غم میں حضرت یوسف نے فرمایا رب قد آتیتنی من الملک و علمتینی من تاویل الاحادیث فاطر السموات والارض انت و لم یحیی فی الدنیا و الاخرۃ تو فنی مسلماً و حقنی باصلحین یعنی اے رب تو نے دی مجھ کو کچھ حکومت اور سکھایا مجھ کو کچھ پھیر باتوں کا اے پیدا کرنے والے آسمان اور زمین کے تو ہی میرا کارساز ہے دنیا میں اور آخرت میں موت دے مجھ کو اسلام پر اور مجھ کو نیک نحتون میں یعنی میں نے علم کامل پایا اور وہ بھی کامل پائی اب مجھ کو شوق ہوا ہے اپنے باپ دادا کے مراتب کا تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ جب وفات فرمائی علیہ السلام پھر تیس تیس گزیرے اور نما سے ظاہری اس عالم کے حضرت یوسف علیہ السلام کے حق میں کمال کو پہونچے تو حضرت یوسف نے بھی حق سبحانہ تعالیٰ سے دین اسلام پر موت چاہی

تاکہ نعمت اس عالم کی تمام وکمال حاصل ہو اور مومنین نے تواضع میں لکھا ہے کہ جب زیان ابن ابی عبد
کہ بادشاہ مصر تھا بتوفیق الہی اور دعوت حضرت یوسف علیہ السلام باایمان مرا تو ایک کافر
بنی اعمام بادشاہ سے قاپوس ابن حبیب نام تخت سلطنت پر بیٹھا دس سو مہ فراغت و کمال آسے
از سر نو باری کیے یوسف علیہ السلام نے ہر چند ان افعال و اعمال سے بھی فرمائی پڑا سنے حکم
یوسف پر عمل نہ کیا اور نبوت صلیق سے انکار کرنے لگا کہ حضرت یوسف اسکے ایمان سے یاوتی
تب اللہ سے موت کی دعا مانگی اور فرمایا رب توفنی مسلماً اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضرت
یعقوب کو دفن کر کے پالیس دن بعد بیت المقدس سے مہرین آئے تو فرمایا رب توفنی مسلماً
فائدہ تفسیر ملک میں اختلاف ہے بعض بادشاہی حکم و ولایت میں آویختہ سن و جمال خیال کرتے ہیں اور بعض
ملک النسب تجویز کرتے ہیں کہ فوالکریم ابن الکریم ابن الکریم آراہل ملک قلوب
مراد رکھتے ہیں کیونکہ حضرت یوسف سب دلوں کے محبوب تھے بلکہ حاجہ بن عباس صریح دیکھتے
بتیاب ہو جاتے تھے اور نایب بزرگوار جمال شکر تر تھے تھے اور ابن علیا کہتے ہیں کہ ملک خرام
مراد ہے کہ ہر گاہ یوسف چاہے میت ڈالے گئے تو حشرات الارض و ہوا میں عزت و حرمت کی
اور کسی طرح کی تکلیف نہیں دی اور بعضے ملک نفس بیان کرتے ہیں کہ زیخا کے فریب میں نہیں آئے
اور بصمت الہی محفوظ رہے اور بعضے ملک ہمت بتلاستے ہیں کہ زندان مصیبات و سختیوں
شہوت نفس پر قبول کی اور بعضے ملک نبوت لکھتے ہیں کہ اٹھارہ برس کی عمر میں نبی ہوئے اور
بعضے ملک آخرت تجویز کرتے ہیں یعنی دیانت و عروت و انسانیت سے اپنے جہانوں پر فائق ہوئے
اور بعضے ملک ابجد بیان کرتے ہیں کہ ان کے زمانے میں کوئی شخص نے زیادتی نہ کیا اور بعضے
ملک شفقت کہتے ہیں کہ باوجود ثروت و غنا ایام قحط میں خود بھونکے رہتے تھے اگر فترت ہو سکے
کے حال سے غفلت نہ ہو اور بعضے ملک عدل مراد لیتے ہیں کہ سال قحط میں فقیر و امیر بر یکم مساقر
اور قریب و بعید اور اجنبی و فناسا کو برابر جانتے تھے اور امام فخر الدین رازی نے اللہ مرقدہ
فرماتے ہیں کہ مراتب و درجات تین ہیں یا مؤثر محض ہے کہ اصلاً متاثر نہیں ہوتا وہ تو حضرت حق ہو
یا متاثر ہے کہ ہرگز مؤثر نہیں ہوتا و عالم اجسام کو جب قابل تشکیب و تصویر میں اور نباتات مختلفہ
اور اعراف متصاویہ سے متصف لیکن کسی وجہ سے کسی چیز میں اثر نہیں کرتے تو ایک قسم اور ہے کہ
من وجہ مؤثر و من وجہ متاثر وہ عالم ارواح ہے کہ خواہ ارواح کی ہو یا جناب الہی سے
اثر قبول کرتی ہیں اور اور جلال سے متاثر ہوتی ہیں اور عالم اجسام میں تصرف کرتی ہیں اور تقدیر

تعلق روح کا عالم اجسام میں تبصر و تدبیر اور تعلق بعالم انبیاءت بعلم معرفت پس یہ جو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا رب قد آتیننی من الملک کما گویا اشارہ تعلق روح بعالم اجسام فرمایا اور یہ جو علم غیبی میں تاویل الاحادیث کہا گویا کثافیہ ہر عالم انبیاءت اور تعلق حضرت خاتن لایزال سے اور ہر گاہ ان لوگوں قسم تعلق کو کمال و تقصیرات و قوت و ضعف و جلال و خفا میں نہایت نہیں ہر کس روح کو بقدر استعداد بمقدار تنہا ہی اسل فادہ سے کہ عبارت تاثیر اور تاثر سے ہر حال ہر گاہ کہ مجموعہ ولہذا بجا کہ متن مضیہ اور فرمایا کہ قد آتیننی من الملک و علم غیبی میں تاویل الاحادیث اور یہ جو فرمایا انت ولی فی الدنیا و الآخرة سو حاصل اسکا یہ ہے کہ تو وہ خدا ہے کہ تو نے اصلاح امور دنیویہ کی بعرفان فرمائی اور اخراج مہمات آخرویہ کی بعرفان اور دنیا و عقبہ میں تو ہی متولی کافی پس ہر گاہ کسی کی حاجت نہیں اور مہمات حیات و مہمات میں جملہ مہمات کے واسطے تیری ولایت کفایت کرتی ہر ادارہ باب تحقیق فرماتے ہیں کہ دلی وہ ہے کہ اپنے دوستوں کو بے علت دوست رکھے اور بصدد ور زلت اپنی درگاہ سے دوزکے اور بعضے کہتے ہیں کہ دلی وہ شخص ہے کہ نفوس دوستوں کو سیاست سے اوب وے اور قلوب را فون کو بخواست تہذیب عطا کرے اور ولایت حق کی اپنے ہندے سے دنیا میں یہ ہے کہ میں اپنی اطا شبہر دلالت فرماوے اور آخرت میں ساتھ رحمت میں رکھے اور دنیا میں مشغول نہ کرے اور عقبی میں ملکات جنت سے معزول نہ فرماوے اور آخرت میں یہ ہے کہ اپنے نور جمال سے سرفراز فرماوے اور بھی دنیا میں دوستی یہ ہے کہ سالک کو ریاضت و مجاہدے میں مصروف کرے اور دوستی آخرت یہ ہے کہ اپنے عاشق کو پر تو انوار سے سرفراز فرماوے اور مشرہ دوستی کا یہ ہے کہ ہندے کو سلمان مارے اور قاعدہ دوستی آخرت میں یہ ہے کہ اپنے بندے کو بہشت میں داخل کرے اور دوستی ملاوے اور یہ جو حضرت یوسف نے اول اثنا سے حق حضرت فرمائی اور پھر کہا تو فنی مسلما حقیقت اسکی یہ ہے کہ ارباب معرفت جب حضرت حق سے حاجت چاہتے ہیں تو اول شناسے الہی کرتے ہیں پھر اپنی حاجت عرض کرتے ہیں سو حضرت یوسف نے اول کہا رب قد آتیننی من الملک و علم غیبی من تاویل الاحادیث فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا و الآخرة پھر عرض کیا کہ تو فنی مسلمانا اور یہ طلب وفیات مشعر اس بات پر تھی کہ حضرت یوسف کو شتیاق اپنے باپ دادون کی ملاقات کا ہوا تھا اور حقوق انہیے ہلا موث بشط اسلام ممکن نہ تھا سو اسطے اس طرح استدعا فرمائی اور بعضے کہتے ہیں کہ طلب موت نہیں فرمائی بلکہ یون کہا تھا کہ اذ توفیتی فتوفنی مسلمانا یعنی مقصود یہ تھا کہ جب اجل مہودا وے تو اسلام پر وفات ہو و اقصیہ مفسرین و موفین لکھے ہیں

کہ جب دعا یوسف صدیق علیہ السلام کی قبول ہوئی اور حضرت کو قین ہوا کہ وفات قریب تر ہو والی ہے تو بھائیوں کو بلا کر ہتھایا فرمائے اور خطبہ دعاء پڑھا اور یہودا کو امیر و سردار بنی اسرائیل گردانا اور بنی اسرائیل کو باقیاد امر دینی و اطاعت فرمان یہودا مامور فرمایا حبیب اولاد یعقوب نے وصیت قبول کی تو فرمایا کہ جب تک تم لوگ ملت ابراہیم پرستقیم رہو گے اور متابعت آباد احباب دین ثابت قدمی کرو گے تم میں برکت رہیگی مگر میرے بعد تھوڑے دنوں کے گزرنے پر ایک بادشاہ شتمگاہ ظالم قہار سباط عملاق و قبط سے مصر میں ہوگا اور دعویٰ ربوبیت کرے گا اور چار سو برس تک اسکو حق سبحانہ فرمان روائی میں فرصت دیگا اور تمام بنی اسرائیل کو اپنی عبودیت و بندگی میں کھینچے گا پھر حبیب مسکی شکست نہایت کو پہنچے گی تب اولاد لدادی ابن یعقوب سے ایک پیغمبر موعظی قائم ہوگا اس بادشاہ کو فنا کرے گا یہ اشارہ فرعون کی طرف فرمایا اور بعض اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ جب حضرت یوسف نے موت مانگی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وقت موت نہیں پہنچا ہے کیونکہ جب تک تم سے اور تمھارے لڑکوں و پوتوں سے جو سو آدمی پیدا نہ ہوں گے وعدہ وصال ایفاء ہوگا لہذا بخاطر جمعی اہل مصر کو دعوت اسلام شروع کی اور چالیس ہزار آدمی قریب حضرت کی اولاد اور حضرت کے بھائیوں کی اولاد میں ہوئے تب مصر سے دس کونٹا ہر کھل کر خیمہ ڈالا اور رہنے لگے پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آسمان کے کما کما اسی جگہ ایک شہر آباد کیجیے اور اسکا نام مدینۃ الحرمین رکھیے اور اپنی بود باش یہیں پر اختیار کیجیے چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک شہر آباد فرمایا اور اسمہیں رہنے لگے اس جگہ پانی نہ تھا تب لوگوں نے عرض کیا کہ پانی یہاں سے دور ہر کس طرح بسر ہوگی لہذا حضرت یوسف نے دعا کی کہ حضرت جبرئیل نے حکم خدا ایک نہر دریا سے نکل سے مدینۃ الحرمین میں پہنچائی اور بعض کے نزدیک جب وفات قریب تھی تو حضرت نے افرانیم فرزند اکبر سے وصیت فرمائی کہ تابوت ہمارا روئیل میں رکھ دینا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا کہ جب تک غیب سے آواز نہ آئے دفن نہ کرنا اور وہاب ابن منہ سے روایت ہے کہ جب وفات ہوئی تو افرانیم نے آواز غیب سے سنی کہ یوسف کو بعد تجھیز و تکفین نہر قوم پر لیا جائیگا افرانیم نے ویسا ہی کیا جب تابوت نہر پر پہنچا تو پانی اسکا دھجے ہو گیا اور ایک قبر طیبہ پر پہنچا آسمین تابوت مبارک رکھ دیا اور پانی بدستور جاری ہو گیا اور اخبار الدولہ میں ہے کہ جب وفات یوسف علیہ السلام کی ایک سو برس کی عمر میں ہوئی تو اہل مصر نے اختلاف کیا بعض یسویوں نے کہا ہمارے محلے میں مزار ہو اور بعض نے کہا ہمارے اس مدوہیل میں قریب تھا کہ نوبت قتال پہنچے

آخر کار از روئے صلح یہ قرار پایا کہ وہ یا سبیل میں دفن ہوں تاکہ اُس پانی سے تمام اہل مصر کو کثرت
 بخاں کر ایک تابوت سنگین میں رکھ کر وسط سبیل میں بجانب مدینہ منیت دفن کیا اُس جگہ ایک مسجد بھی ہے
 اور ایک روایت ہے کہ قبل وفات حضرت یوسف نے خواب دیکھا کہ ایک قافہ جنگل میں آیا ہے وہیں
 والد بن آنجناب بھی ہیں اور یہاں میں گشت کر رہے ہیں اور پچارتے ہیں کہ یوسف جلد آہم تھے
 تلاش کرتے ہیں اسی وقت آنجناب چونک پڑے اور دعا کی تو فنی سلما اسی دم حضرت عزرائیل
 تشریف لائے آنجناب نے اُنکو دیکھ کر تبسم کیا اور فرمایا اچھل اچھل فانی شتاق الی ربی اور بھائیوں سے
 غدر کیا اور یہود کو غلبہ کیا اور فرمایا کہ میرا تابوت یہاں نہ رکھنا شام میں پہنچا دینا اور جب تکو
 یہاں سے نکلتا پڑے تابوت کو ساتھ لیجانا پھر زینجا کو طلب کیا حضرت جبرئیل نے کہا اس وقت متا
 کیجیے ایسا نواب کا دل اُس طرف متوجہ ہو جائے تب پوچھا وہ کہاں ہے فرمایا محراب عبادت میں پڑ
 روتی ہو اور کشتی ہو انہی میری جان یوسف کی جان سے ملا دے کہ مجھ کو تاب سفارقت نہیں ہو فرمایا
 اگر مجھے نہ دیکھیگی تو حسرت میں رہیگی حضرت جبرئیل نے کہا اللہ صاحب اُسکو صبر عطا فرمادینگے بعد
 اس گفتگو کے حضرت جبرئیل نے سیب جنت دیا اُسکی خوشبو سے حضرت نے وفات پائی تو بھائیوں نے
 رونا شروع کیا زینجا اور سندھوڑی لوگوں نے کہا صبر کرو یوسف نے وفات پائی زینجا سنتے ہی ہوش
 ہو گئی کترن دن ہوش نہیں آیا یہاں تک کہ اہل مصر نے روئیل میں دفن کیا جب ہوش آیا تو فرار سے
 خندے مگر وزیر مشغول رہی اور وفات پائی مگر محدثین کے نزدیک زینجا حضرت یوسف کے ساتھ
 وفات پائی تھی چنانچہ کعب احبار سے روایت ہے کہ میں نے بعد فوت زینجا یوسف علیہ السلام نے وفات
 پائی اور اسی وقت سے آنجناب نے تبسم نہیں فرمایا اور تفسیر کبیر میں حضرت امام حسن علی آباء علیہ السلام
 سے روایت ہے کہ حضرت صدیق اکبر فرماتے تھے کہ یوسف ہفتہ سال تھے جب چاہدین ڈالے گئے اور
 اسی برس رقیہ و حبس حکومت میں رہے اور بعد ملازمت میں بزرگوار تیس برس اور زندہ رہے
 اس حساب سے عمر شریف اکیسویں برس کی ہوئی کذا فی السیرۃ اور محمد ابن اسحاق کے نزدیک
 ایک سو اٹھارہ برس کی عمر ہوئی اور قزوینی میں ایک سو دس برس کی لکھی ہے کذا فی اخبار الدول اور
 بعضے سو برس اور بعضے ایک سو پندرہ بھی بیان کرتے ہیں اور کبھی کے نزدیک ایام فراق بائیس برس
 اور عبد اللہ ابن عباس شہرہ برس فرماتے ہیں و بقول سدی ابن یحییٰ ستتر و تریل حسن بصری اور ایک
 جامعہ بائیس اسی برس مگر سلمان فارسی و اکثر علما فرماتے ہیں کہ زمان حیران و فراق چالیس برس تھا
 اسی قول پر اہل تاریخ کو اتنا دھڑ دھڑایت سمجھ ثابت ہے کہ حضرت یوسف نے سات برس کی عمر میں خواب

دیکھا اور سترہ برس کے تھے کہ بلاے چاہ میں مبتلا ہوئے اور انہی برس کی عمر میں وحی ہوئی اس طرح
 یوسف ہم بامہم ہذا وہم لاشعرون یعنی تو بتا دیکھا آکھایہ کام اور وہ نہ جانے کے معجزات وہاں قریب
 اکثر تھے از انجملہ تعبیر رویا و خواب ہوا از انجملہ حب قابوس ابن مصعب بادشاہ کو بروایت کسی اور
 سردار کو دعوت ایمان فرمائی تو اسنے کہا اگر یہ درخت خشک سرسبز ہو جائے تو ایمان لاؤں حضرت نے
 دعا فرمائی کہ وہ درخت سرسبز ہو گیا ذہروایتے برگ درخت بھی بزرگ گوناگون ہو گئے از انجملہ ایک
 لڑکا کسی امیر کا اندھا ہو گیا یا کھینچ یہ کہ اندھا مادر زاد تھا اُسنے وقت دعوت ایمان کہا اگر یہ مینا
 ہو جائے تو ایمان لاؤں حضرت یوسف نے دعا فرمائی وہ مینا ہو گیا اور پیشہ حضرت یوسف کا
 ترکین میں تجارت تھا یعنی اپنا مال امینون کو سپرد کرتے تھے اور نفع میں شریک ہوتے تھے اور جب
 وزیر مصر ہوئے تو سوائے اداسے مراسم فرارت کسی اور جرنے میں مشغول نہ ہوتے تھے اہل تاریخ لکھتے
 کہ بعد وفات آنجناب مصر میں دین و ایمان کا فساد برپا ہوا اور سچ و کمانت نے رواج پکڑا اور باط
 حضرت یعقوب علیہ السلام میں سلاطین مفسدین ظاہر ہوئے تب اشدرحل شانہ نے مؤلف ابن میثا
 ابن یوسف کو پیغمبر کیا یہ معاملہ دوسو برس پیشتر از پشت حضرت موسیٰ ابن عمران واقع ہوا ہی اور اہل
 کتاب نے گمان کیا کہ موسیٰ ابن میثا صاحب خضر تھے مگر عامہ علماء فرماتے ہیں کہ موسیٰ ابن عمران تھے
 کذا فی اخبار الدول والعمدۃ علی الراوی پوشیدہ نہ ہے کہ اکثر اہل تاریخ اولاد حضرت یعقوب کو پیغمبر
 کہتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اسباط تین سترہ تھے کہ اپنے اجفاد و عقاب کو مدایت کرتے تھے مگر
 صحیح یہ ہے کہ سوائے حضرت یوسف علیہ السلام کے کوئی پیغمبر نہیں ہوا شیخ کتب سے معلوم ہوتا ہے
 کہ رسول ابن یعقوب کی اولاد چار ہفتے لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے میں برتیا اپنے
 اور پچاس برس سے نیچے شمار کیا اولیٰ میں شمار کرائے تو انکے ذریات چھیا لیس ہزار مرد و مقاتل ہزار
 اور سردار قوم اہل صوری بن سدی تھا اور لشکر کی اولاد صلی بھی اسقدر تھی لیکن ذریات بائیس ہزار
 آٹھ سو سپاہی تھے اور افسر اخی غیر ابن عی تھا اور زبانون کے تین بیٹے تھے لیکن ذریات پچیس ہزار
 ہزار چار سو مرد جبار اور بزرگ و افسر کی آدمی خیلون تھا اور لغشالی کے چار بیٹے تھے الا ذریات
 ترین ہزار چار سو مرد نکلے رئیس انکا جیراع ابن عبنان تھا اور اشیر کے بھی چار سپر ہوئے مگر ذریات
 اکتالیس ہزار پان سو مرد نکلے اور شریف القوم راعیل ابن عمران تھا اور کاڈ کے چھو فرزند مگر ذریات
 اکتالیس ہزار چھ سو پچاس مرد ہوئے رئیس انکا یا صاف ارغواہیل تھا اور شمعون کے چار سپر لیکن
 اعقاب اُنکے ہزار تین سو مرد ہوئے سردار انکا سلوم ابن صوری تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے

دو بیٹے ایک دختر ہوئی مگر ذریعہ بہتر نہ رہا پانسومردم قتال کئے میں اقوام شلح ابن عمرو دتھا اور
کمل ابن برصور شریک رئیس تھا اور بنی امین کے تیرہ بیٹے ہوئے اور ذریعہ نقیش نہ رہا چار سو
مرد کئے شریف القوم عمیور تھا اور شیوا کے پانچ بیٹے ہوئے اور احفاد بہتر نہ رہا چار سو مرد قتال
ہوئے حاکم انکی بخشون ابن اعمیا تھا اور لادی کے ایک بیٹا ہوا ذریعہ بائیں نہ رہا ہوئے ہزار
قوم المصافان ابن عزابی تھا اخبار الدول میں ہر کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام مصر میں تشریف
لائے تو کل بہتر آدمی تھے لیکن جب حضرت موسیٰ کے ساتھ اولاد انکی مصر سے نکلی تو سوائے ترکون
اور بوڑھوں کے چھ لاکھ پانسو پچتر آدمی تھے اور کل ذریعہ یعقوب ایک کروڑ ایک لاکھ تھیں ہر
کہ یہ کثرت اولاد کی تمام عالم میں کسی کے نہیں ہوئی واللہ اعلم بالصواب

تفصیح سیرہ دوم در احوال حضرت ایوب علیہ السلام

بعض اہل سیر نے حضرت ایوب کو بعد حضرت شعب ابورقیع نے بعد سلیمان کے ذکر کیا ہے لیکن صحیح
یہ ہے کہ بعد حضرت یوسف کے تھے ابوعلی طبری نے مجمع البیان میں لکھا ہے کہ ایوب ابن موسیٰ ابن راج
ابن روم ابن عیص و بروایت عیص ابن اسحق علیہ السلام اور والدہ شریفہ انکی دختر حضرت لوط علیہ السلام
اور زوجہ مسماۃ رحمۃ بنت افرانیم ابن یوسف دہوا صحیح اور بعض کہتے ہیں کہ ایوب ابن تاخو ابن موسیٰ اور
زوجہ مسماۃ ماخیر بنت یثا ابن یوسف علیہ السلام اور عند اکثر ایوب ابن موسیٰ ابن عیص اور زوجہ مسماۃ
لیا بنت یعقوب علیہ السلام اور بعض کے نزدیک ایوب ابن موسیٰ ابن زویل بن یعقوب علیہ السلام
وہو غیر صحیح اور اخبار الدول میں ہے کہ انجناب تھے طویل القامۃ عظیم الراس مجید الشعر حسن العین طویل القامۃ

علیہ السلام الساقین والساغین وکتوب علی الخیمۃ الشریقۃ البتلی الصابرا و زوجہ انجناب مانند اپنے
جد امجد کے حسن ظاہری و باطنی سے آراستہ تھیں انھیں سے حضرت ایوب علیہ السلام کی اولاد ہوئی
نہایت صالح و پرہیزگار ہر گز گار شہر مل شانہ نے اہل تہذیب کا جو کہ تعلقات جولان سے ہوا احوالی
وہمیشہ و جاہ واقع ہوئی کیا اور اکثر زمین زراعت کو بخشی اور غلام و کنیز خدمت کو عنایت کیے بی بی کو
مطہج فرمان بردار کیا اور دواب و وہبشی سواری و کشکاری کو خدمت فرمائے کہ ہر دم و ہر لحظہ شکوہ و پستی
لیسر کرتے اور سعادت میں منزل ایوب شہر شیدا رضی شام ہمین و مشق و ریلہ لکھا ہے و جب ابن منہ سے
سحالم میں روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ایوب کو بکریان اور گائین اور دانت سات سات ہزار عنایت کیے
اور ہر ایک جانور پر ایک ایک غلام چرانے کو دیا اور ہر ایک غلام کے حیال اطفال زو زویر و نقد و حبس
کثرت تھے اور حضرت ایوب کو ایسا اخلاق عطا کیا کہ تنور مہانی کا ہمیشہ گرم رہتا کہ ہر قسم مسکین

خوان نعمت سے نواز فیض حاصل کرتا تھا با اینہم شب و روز عبادت کیا کرتے اور شکر مستم میں مصروف رہتے دنیا کا کام کٹر کرتے عقبے کی طرف متوجہ رہتے میں شخص حضرت ایوب کے یاروں میں بڑے بھڑے تھے اتقن بنی ولید و صافرا ایک دن اہلس آسمان پر گیا تو اس نے فرشتوں کو ہتھاکر تے ہوئے حضرت ایوب کے حق میں پایا آتش حسد اس کی بھڑکی سوائے دعا مانگی کیا اتنی ایوب تیرا بندہ صحت و عافیت و کثرت ادلا کے سبب سے حمد میں مشغول ہوا اور فوراً سوال ہجوم و واب و زیادت عمید و واب سے شکریہ میں غفلت ہو کر اگر سب نعمتیں اُس سے جمیں لجا میں تو ہرگز شک و حمد نہ کرے ارشاد ہوا کہ ایوب میرا بندہ مقبول ہوا اور عبادت و شکر میں مجھ کو کسی حال میں ہو یا کسی بلا میں مبتلا کیا جائے محکم امتحان کامل العیار نکلے اہلس نے کہا اگر میں اُس پر تسلط ہوں تو امتحان کامل کروں فرمایا سفاکۃ نہیں میں نے تجھے اُس کے ظاہر بدن پر تسلط فرمایا سو وہ مردود اسی وقت زمین پر آیا اور اپنے احوال و انصار کو جمع کیا اور پوچھا تم کو کچھ طاقت و قوت ہو تو میں تم کو اسوال ایوب پیغمبر پر معین کروں ایک خبیث بولا کہ اگر مجھ کو یہیں کیجیے تو اسباب و دواب جلا دوں اہلس نے کہا اول اونٹ اور اُن کے چرانے والوں کو سو وہ مردود گیا اس وقت اونٹ حضرت ایوب کی چراگاہ میں تھے جسے گھاس پر نہ ڈالا گیا اور چرانے والے مع عیال و اطفال بھی جل گئے صرف ایک اونٹ بچا اُس پر اہلس ہمارے ہو کر حضرت ایوب کے پاس آیا اور حضرت کا یہ حال تھا کہ تمام دن تین کاموں میں مشغول رہتے تھے نماز پڑھنے میں یا صدقہ دینے میں خواہ محتاج کے کھلانے میں سو اس وقت نماز میں تھے اہلس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا اونٹ جلا دیئے اور چرانے مار ڈالے صرف میں باقی رہا ہوں حضرت ایوب نے فرمایا اچھا بھید میں اعطانی و میں نزع منی اہلس بولا اللہ نے آگ آسمان سے بھیجی تھی کہ اُسے جلا دیا اس بات اکثر حضار مجلس متعجب ہوئے اور بعض عبادت پر طعنہ زن ہوئے اور بعض خدا کو اور بعض ایوب کو بد کہنے لگے اور بعض بولے جسکی عبادت کرتا تھا وہ ناراض ہو گیا ہے حضرت نے فرمایا تم لوگ خوب سمجھاؤ کہ اللہ نے مجھے تنہا پیدا کیا تھا اور تنہا عالم سے اٹھا دیا گیا یہاں جو کچھ میرے پاس ہے عاریت و امانت ہے پھر امانت کے دینے میں کیا شکایت ہو بلکہ کمال شکر ہے کہ امانت میں خیانت نہیں ہوئی اور شربان پر بھمیں کچھ سعادت ہوتی تو لباس شہادت تو بھی پہنتا مگر فتنوں تو پہنچا نہیں اس بات سے اہلس نہایت ذلیل ہو کر پھر آیا اور اپنے لشکریوں سے کہنے لگا کہ اب کسی طاقت پر ایک دیو بولا کہ اگر میں آواز کروں تو ذی سجد کی روح نکلی پڑے اہلس نے کہا حضرت ایوب کی بکریاں چرتی ہیں انہیں آواز دے کہ بکریوں کے گلے میں اکھڑے ہو کر ایک آواز کی کہ بکریاں گرجیں اور چرانے والے اُن کے

بیجان ہو گئے اور ابلیس حضرت ایوب کے پاس آیا آنجناب نماز میں مشغول تھے اُس نے تقریر پارہ پیش کی اور جواب پایا جیسا اول پایا تھا بہت شرمندہ ہوا اور نہایت پشیمان ہوا اپنے یاروں سے کہنے لگا اب بھی کیونکہ روزِ وقاحت ہے ایک حضرت بولا کہ مجھے یہ طاقت ہے کہ جسکے بدن میں ہوا ہو کر لگ جائوں وہ جل کر خاک ہو جائے ابلیس نے کہا حضرت ایوب کے کھیت اور غراہین کو جلا دے تاکہ اُسکا اطمینان قلب باقی رہے چنانچہ اُس مردود نے کھیت وغیرہ جلا دیے کہ نہ کھیت کا نشان رہا نہ کھیت والوں کا پھر ابلیس ایک نوکیلی صورت بن کر آیا اور حضرت ایوب کو نماز میں مشغول پایا بعد فراغت اُسی طرح تاسف کر کے احوال کہا حضرت نے وہی جواب دیا جو کہ اول دیا تھا نہایت شرمندہ ہوا اور آسمان پر گیا کہ ایوب کا مال و اسباب کچھ باقی نہیں رہا مگر اولاد سے اُسکو اطمینان حاصل اگر محکموں اور دہسلا تمام حاصل ہو تو امتحان کروں کیونکہ جو مصیبت ایسی ہے کہ انسان اُسکو اٹھانہیں سکتا حکم ہوا کہ تو اولاد پر تسلط کیا گیا چنانچہ وہ کم نعت زمین پر آیا اور دیکھا کہ دس نفر اولاد لیٹے سات بیٹے و تین بیٹیاں بقول وہب ابن منبہ و بقول صحیح تیرہ لیٹے سات بیٹے تھے بقول ابن عباس و ابن ہشام اور صحیح بیہقان سوائے اُنکے نو بیٹیاں وغیرہ اکثر آدمی ایک حویلی میں اپنے کام میں مصروف تھیں اُس نے اُس حویلی کو ہلا دیا اور بیچ دین سے زمین پر گرادیا کہ سب لوگ آسمان دہرے اُس پر ظلم کیا کہ لوگوں کے پیٹ پتھروں سے پھاڑ ڈالے اور انکی بیہیان توڑ ڈالیں مگر ایک بی بی حضرت کی باقی رہیں وہ بھی خیمہ دالم سے بیجان تھیں اور بہ حائضہ و رات سے پریشان بعد ازاں ابلیس بصورت ایک مرد عالم حکمت کے آیا اور تمام حال واقعہ کہنے لگا جب لوگوں کے مارے جانے کا حال کہا تو بمقتضائے بشریت آنجناب کی سی قدر رقت آئی وہ مردود اس قدر بے صبری کو غنیمت سمجھا اور جانب آسمان سوانہ ہوا تاکہ خسریا د و فرج کی کیفیت حضرت حق میں اتھاس کرے مگر حضرت نے فی الفور توبہ فرمائی اور فرشتوں نے قبل ہی چوہنچنے شیطان سے نہایت توبہ درگاہ لا ابالی میں پہنچائی ناگزیر وہ مردود طاعنی پشیمان ہوا اور کچھ بھی کہ نہ سکا عرض کیا کہ یا نبی الیہ کمال ہاکت مال و اولاد سے بھی نہ ٹوٹا کیونکہ اُسکو تیری عنایت و کرم پر تمکین ہوا و جانتا ہوں کہ پیرائے اولاد تیری عنایت سے مل سکتا ہے اب یہ درخواست ہے کہ مجھ کو ایسے جسم مبارک تسلط حاصل ہوا شاید ہو کہ اسکو زبانِ دل کے تمام جسم پر تسلط پانا ظاہر کر سچان اللہ جسم کو صابروں کے حق میں عبرت گر آنا اور زبان و دل کو اپنی یاد و انزال محنت کو بچایا پھر ابلیس میں پر آیا اور حضرت کو سجدہ صلوٰۃ میں پایا اور کمال سرعت سے زمین میں در آیا اور نفسِ سہمی اپنا آنجناب کے منہ میں دم کیا کہ تمام بدن سیاہ ہو گیا و از سر تا قدم چھالے پڑ گئے اور غارش کی شدت سے کھاتے کھاتے تمام جسم کی

کمال گر گئی اور تمام بدن میں کیڑے پڑ گئے اور ایسا لعن غالب ہوا کہ مردم شہر نے شہر سے
 کمال دیا کوئی دوست آشنا نہ صرف بی بی انکی کہ نعمت میں شہر یک تھی مصیبت میں بھی
 حاضر نہ تھی بڑے دوست البقن و بلد و صافر تھے وہ بھی ملامت کرتے تھے اگرچہ ایمان اپنا تینوں
 ضائع نہیں کیا لیکن حضرت کو عاصی جان کر توبہ و ندامت کی تعلیم کرتے تھے اور حضرت انکو نضاح
 فرماتے تھے کہ معاملہ امتزاج میں مذکور ہیں اخبار الدول میں ہے کہ اس حال میں آنحضرت فرماتے تھے
 اللهم ان کان ہذا رضاک فشدہ وان کان من تخطاک فاعفر حضرت حسن صبری سے روایت ہے
 کہ حضرت ایوب علیہ السلام سات برس سات شہر زبلہ بنی اسرائیل پر پڑے رہے اور کوئی شخص
 سوائے مسماۃ رحمہ کے نزدیک نہ آیا وہ غریبہ اس بلا میں بھی اوقات بسر کرتی تھی اور دیونہ
 سے شب و روز کاٹتی رہی جب حضرت ایوب شکر خدا کرتے تو یہ بھی الحمد للہ علی ہما کہ تھی اور حضرت
 ایوب اس مصیبت میں بھی کسی دم ذکر حق سے غافل نہ تھے جزع و فزع کا تو ذکر کیا ابلیس یہ حال
 دیکھ کر مضطرب ہوا اور شہر چھوڑا اسکے یاروں نے سبب پوچھا کہا یہ عجب بندہ خدا ہے کہ باوجود اس
 طرح کی بلاؤں کے صابر و شاکر ہے بلکہ ہر وقت ذکر ہے سوا بتم میری مدد کرو شاکر دون نے کہا وہ
 کمزور فریب آپ کے کیا ہوئے کہ جس سے بڑے بڑے عقلا ہلاک ہوئے بولا اس شخص کے بوبڑ
 کوئی داؤ نہیں چلتا اور سچ تو یہ ہے کہ بعض باتیں فراموش ہیں ایک شاکر دہلا کہ وہ مگر کمان گیا
 جو حضرت آدم کے خروج کا سبب واقع ہوا تھا ابلیس نے کہا انکی بی بی کی سازش میں کام چلا تھا
 کہا کہ اب بھی بی بی موجود ہے سوا ابلیس خوش ہوا اور اس عقیفہ کی خدمت میں آیا وہ ستم رسیدہ صاحب
 دیونہ گری کو اتھٹی تھی ابلیس نے کہا تمہارا شوہر کمان ہے فرمایا یہ ہے اور کیفیت مرض کی بیان کی وہ
 کم نجت اس کلام کو محل بے صبری پر کر کے جزع سمجھا اور سو سے پرستہ ہوا اور کہا کہ یہ بیماری سخت
 نہ ہوگی بلکہ ایوب کی خوبصورتی اور جوانی پر نہایت افسوس ہو اور مال و اسباب کتنا ہو جانے پر بڑا
 رنج ہو اس کلام پر وہ بیچاری رونے لگی اب اس کم نجت کو امید پڑی سو فی الفور ایک بچہ کو سفید
 کپڑا لایا اور کہا اگر ایوب اسکو میرے نام پر ذبح کرے تو صحت پاوے اس بلا کشیدہ نے ہامی صحت
 لے لیا اور حضرت ایوب کے پاس آئی اور کہا اب نوبت بچان ہے اس کو سفید کو ذبح کر تو صحت ہو جائے
 حضرت نے فرمایا شاید تیرے پاس شیطان آیا تھا دم دے گیا افسوس اتنی مدت بلا پر صبر نہ کر سکی
 اول پیش برس مال و اولاد کے نہونے پر صبر کرتی رہی قسم خدا کی اگر رحمہ اگر صحت ہوئی تو توتا زیادہ
 مارو گیا کہ تو نے مجھے ذبح بغیر شکر کا حکم کیا دور ہو میرے پاس نہ آیا کہ اور اب میں تیرے ہاتھ کی خیر نہ لگاؤ

گما کر یہ چلی آئیں حضرت ایوب تنہا رہے تب سجدہ کر کے دعا کی ربانی سخی العز و انت ارحم الراحمین
 یعنی یہی پروردگار محب و ملک گیا یہ ضرر اور تو مہربان ہی ارشاد ہوا کہ دعا قبول ہوئی اپنے پیروں کی اٹری
 زمین میں گر کر حضرت ایوب نے ایک پریر گڑا تو ایک چشمہ آب جاری ہوا اسی میں غسل کیا اور چلے ہوئے
 گویا بیمار تھے بعد ازاں چالیس قدم چلے اور دوسرا پریر حکم آئی گر گڑا دوسرا چشمہ جاری ہوا اسکا پانی پیا
 تمام بیماری پیٹ سے نکل گئی اختیار الدول میں ہر کہ جمعہ کے دن صبح کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبریل
 علیہ السلام نے پیغام دیا کہ تم کو شفا عطا ہوتی اور مال و اسباب جو فنا ہو گیا تھا عنایت ہوا حدیث
 شریف میں ہر کہ بعد غسل کے دو جاے جنت سے آئے ایک کو ازاد دوسرے کو چادر کیا اور ہنسکر
 کھڑے ہوئے تو تمام مال اسباب و اولاد دو چند نظر ثرا اور ایک مکان نہایت سکاف و آراستہ
 نشست و برخاست کو طیارہ اخبار الدول میں ہر کہ وہ چشمہ اب تک جاری ہے اور مشہور ہے کہ جو بیمار
 آئیں غسل کرتا ہو صحت پاتا ہو بالجلد ان سب خوارق سے مسماہ رحمہ کو اطلاع نہیں ہوئی اب خیال آیا کہ
 بیماری کی بات لائق اعتماد نہیں ہوئی گویا ایوب نے مجھے نکال دیا ہے لیکن تنہائی سے خوف ہے کہ درندہ
 نہ لے گیا ہو خیر لا ضرر ہے سو مضطرب نہ اس مقام پر آئیں تو وہاں نہ ایوب نظر آئے نہ مریدانہ دھڑ دھڑ
 تلاش کیا نشان نہ ملا وہاں اور ہی کارخانہ تھا ناچار وادیلہ و اصصیتنا سے آشنا ہوئیں حضرت
 ایوب یہ حال دیکھ رہے تھے آخر کار آغشاب نے پوچھا کیا تلاش کرتی ہے اور کیوں رو رہی ہے وہ بولا
 میرا شوہر اس مقام پر بیمار پڑا تھا اسی کو تلاش کرتی ہوئی نہیں ہاتھ آتا فرمایا اگر دیکھے تو اسکو نشست
 کر کے کہا جو چیز دیکھی ہوئی ہے اسے آدمی اکثر نہیں بھولتا غالب تر یہ ہے کہ بچان لوگی اگر دیکھو گی فرمایا
 میری طرف تو دیکھو رحمہ نے دیکھ کر کہا جب شوہر میرا بیمار تھا تو ایسا ہی تھا فرمایا میں ایوب ہوں جو
 تو نے بیچ گو سفند کا امر کیا تھا اسنے شیطان کا کہنا نہ مانا ملک لروایت صحیحہ اور بعض روایت کرتے ہیں
 کہ جب تین برس بیماری نہ گزرتے تو شیطان حضرت ایوب کی زوجہ کے پاس آیا اور کہا میں کوئی نیک
 وہ بولیں میں واقف نہیں ہوں کہنے لگا میں خدا سے زمین ہوں ایوب تیرا شوہر آسمان کے خدا کی
 عبادت کرتا تھا سو میں ناراض ہوا اسی پر میں نے اس بلامین مبتلا کیا اگر اب بھی مجھے سجدہ کرے
 تو صحت پاوے اور تمام مال و اسباب و اولاد پاوے اور جو کچھ مال و اسباب وغیرہ فنا ہو گیا تھا
 دکھلایا اس غمزدہ نے کہا میں ایوب سے کہو گی آخر حضرت ایوب سے یہ حال کہا فرمایا وہ شیطان
 تھا قسم خدا کی اگر اچھا ہو گیا تو تنو تا زیا نے تجھے مار دینگا پھر اسی وقت دعا فرمائی یہ روایت ہے
 ابن مہکی اور بعض کہتے ہیں کہ ابلیس بصورت حکیم ایک صندوق پر ازاد و یہ مفردہ و مرکبہ شرک پر پاب

ڈال کر بھیجا اور ہر مرض کی دوا تقسیم کرنے لگا اور اسی طرف سے مسماۃ رحمۃ اللہ علیہا یام کی آمد و رفت تھی ایک دن وہ بھی اس حکیم کے پاس تشہیف لے گئیں اور اپنے شوہر کا حال بیان کر کے مستعدی دوا ہوئیں ابلیس نے کہا میں تجھے شد وادیتا ہوں صرف اس قدر چاہتا ہوں کہ جب تیرا شوہر صحت پائے تو اپنی زبان سے کہے کہ فلان حکیم نے شفا بخشی رحمۃ اللہ علیہا یوب نے کہا یہ تو کچھ بات نہیں بہترین یہ بات کہلا دوں گی چنانچہ دوا لیکر ایوب علیہ السلام پاس آئیں اور کیفیت عرض کی حضرت فرمایا وہ شیطان ہے تجھ کو فریب دیتا ہے تو نے کیوں وعدہ کیا اب اگر اچھا ہو گا تو سو کوڑے ماروں گا قسم ہے خدا کی فائدہ نفع تعارض روایا اس طرح ہو سکتا ہے کہ ابلیس مردوں نے سب طرح کے مکر کیے کارگر ہوئے فائدہ مندوں کو خراب ہو کر اب انی سنی الضر نے وقت آنجناب نے فرمایا آج جب ابن ابیہ سے روایت ہے کہ جب زوجہ مطہرہ آنجناب اپنی خلعت بچ کر روٹی لائیں اسوقت فرمایا ہے اور قصہ یہ ہوا کہ وہ بیکسین چاری محنت مزدوری سے اور گاہے دریوزہ گری سے اوقات بسر فرماتی تھیں جب بلائے طول کھینچا تو گوشت مزدوری دینا اور خیرات کرنا موقوف کر دیا چنانچہ ایک روز کسی نے ایک روٹی بھی خیرات نہ دی تب زلف کاٹ کر سیکوہے آئیں اور ایک روٹی لائیں حضرت ایوب نے یہ مال لے لیا دیکھ کر فرمایا رب انی سنی الضر اخ اور بعض کے نزدیک جب میرے زخم کے متوجہ جانب قلب ہوئے تو آنجناب کو خوف ہوا کہ ان کے رو فکر سے محروم ہو جاؤ گا اسوقت فرمایا جب انی سنی الضر اخ اور عشرت حمیدہ ی بین لکھا ہے کہ وہ تین شخص جو کہ ایمان لائے تھے حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر ایوب باکمان ہوتا تو اس بلا میں نہ پڑتا اسوقت حضرت نے فرمایا رب انی سنی الضر اخ اور حقائق سلمیٰ میں امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ چالیس دن وحی کا آنا موقوف ہو گیا تب حضرت نے کہا رب انی سنی الضر اخ مجھے کہتے ہیں مراد سنی الضر سے شامتہ اعدا ہے کیونکہ حضرت ایوب سے بعد از صحت لوگوں نے پوچھا اس بلا میں کون امر شہید تھا فرمایا شامتہ اعدا اگر کہا جائے کہ اس آیت سے اور آیت رب انی سنی الضر اخ سے شکایت و جرح ظاہر ہے پھر انا و جدنا و جنابنا پر انھم العبدانہ اواب لیٹے بیٹھے پایا اسکو صابر بہت خوب بندہ وہ رجم رہنے والا حضرت ابوب کے حق میں کس طرح صادق آتا ہے تب جواب دیتے ہیں کہ یہ شکایت نہ تھی دعا تھی کہ فاسق بنالہ سے ظاہر ہو جلاؤہ برآن جزع وہ ہے کہ اللہ کا شکوہ خلق کے لئے کرے نہ یہ کہ انہم ورجع اللہ پر کہو حضرت یعقوب نے کہا ہے انا شکوہی و حزنی الی اللہ یعنی میں تو کھولتا ہوں اپنا احوال و غم اللہ ہی کے پاس سچیان ابن عیینہ فرماتے ہیں جو کوئی شکوہ خلق سے کرے اور قضاے حق پر راضی ہو وہ بھی اہل جزع سے نہیں ہے جس کا حقائق میں ہے کہ شریعت ایوب سے نالان تھی اور

روح فخریہ نقیہ الوہیت بلا تکلیف میں شادانِ فرحان تھی سوزبانِ بشری سے سنبلی اظہر کما اور اس کی وحانی نے
 انت ارحم الراحمین اور لطائفِ اقصیٰ میں ہر کہ یہ کلامِ سبیلِ اعترافِ قضا پر نہ تھا بلکہ عجزِ صفتِ بشری تھا کیونکہ
 اکیں حضرت جبریلؑ نے پوچھا اے ایوب کیوں خاموش ہو فرمایا بحرِ صبر میں مستغرق ہوں حضرت جبریلؑ نے
 کہا خزانہ باری میں بلا بہت ہر کہ نکو طاقت برداشتِ نہوگی عافیت کی درخواست کرو اس وقت ربانی مسیحی
 کہا کما قال اللہ تعالیٰ فی سورہ انبیاء ایوب اذ نادىٰ ربہ انى سئى الضرر انت ارحم الراحمین فاستجبنا
 لہ فلقنا بہ من ضرر اتیناہ ابلہ وسلم ہم رحمہ من عندنا و ذکر لی للعابہ بن یعقوب اور ایوب نے جس وقت پکارا
 اپنے رب کو کہ مجھ کو بڑی ہر تکلیف اور تو ہر سببِ رحم والوں سے رحم والا پھر چنے سن لی پکارا و اٹھا دیا
 جاسپر تھی تکلیف اور دیے اس کو اسکے گھر والے اور ان کے برابر ساتھ ان کے از روئے مہربانی اپنے پاس
 اور نصیحت عبادت کرنے والوں کو وہب ابن منبہ سے روایت ہر کہ تین برس آنجناب مبتلا سے بیمار
 اور کعب احبار سے سات برس سات مہینے سات دن اور حضرت انس سے تیرہ برس اور ابن شہاب
 اٹھاہ برس روایت کیے ہیں اور عبد اللہ ابن مسعود و ابن عباس و قتادہ و حسن و اکثر اہل تفسیر و توافی
 ظاہر آیت کے فرماتے ہیں کہ اولاد پہلی زندہ ہوئی اور برابر اسکے اور عنایت ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ اولاد
 مردہ زندہ نہیں کی مگر اولاد اسی طرح عنایت فرمائی اور مکررہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہر کہ اولاد
 مردہ آخرت کے واسطے آمادہ رکھی اور دنیا میں اور ملی قول اول صحیح ہر اور ضحاک نے ابن عباس سے
 روایت کی ہر کہ زوجہ ایوب پھر جوان ہوئیں اور چھ بیٹیں اور اولاد افسے ظاہر ہوئی اور اسی طرح کی
 تو نگری و سالیہ دو چہ بخشی اور انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہر کہ حضرت ایوب کے دو خرمن گاہ
 تھے ایک گیون کا اور ایک جو کا سو اللہ صاحب نے دو برابر ان بھیجے ایک نے خرمن گندم میں سونا بھریا
 دوسرے نے خرمن جو میں چاندی اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ ایک فرشتہ بھیجا اس نے حضرت ایوب سے کہا جتنے تکو
 سلام کہا ہر سو تم چلو اپنے خرمن گاہ پر چنانچہ آنجناب کے ہمراہ ہوئے اللہ نے سونے کی ٹڈی برسی کی کہ تمام
 خرمن گاہ بھر گیا تب فرشتہ بولا استقدر کافی ہر یا نہیں حضرت ایوب نے کہا کہ یہ برکت الہی ہر مجھ کو اس سیری
 نہیں ہوتی اور علامہ بغوی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہر کہ حضرت صلعم نے فرمایا اکیں ایوب غسل
 کرتے تھے ایک ٹڈی طلائی گری آنجناب نے اسے پکڑا تو غیب سے آواز آئی اے ایوب میں نے تجھے مستغنی نہیں کیا
 ایوب نے کہا یا رب یہ تو درست ہر مگر تیری برکت سے بے نیازی نہیں ہر اور صحیح بخاری میں ابو ہریرہ سے
 یوں روایت ہر کہ ایوب ہر نہ نہاتے تھے آخر سونے کی ٹڈی کا جھنڈ گریا حضرت علیؑ پھر ہر اپنے کپڑے پر
 رکھنے لگے سونا افسے کہا اُن کے رب نے اے ایوب کیا میں نے تجھے مالدار اور اس سونے سے جس کو تو بھجھا ہر

بے پروا نہیں کر دیا یعنی تو محتاج نہیں ہے کچھ کیوں کہو سمیٹا ہے ایوبؑ کے کام کیوں نہیں ترے عزت کی قسم ہو کہ مجھے مال کی پروا نہیں لیکن تیری برکت و عنایت کی چیز سے کس حال میں ہے سودا نہیں ہو سکتا کہ اسکو سودا ملک مہربانی پر ہر سال پر فائدہ حاصلیت سے نکلا کہ برہنہ شکل نکلتا ہے اور مالدار کو اگر بے طمع و بے تلاش مال ملے تو اسکو عنایت خدا جان کر لینا توکل کے خلاف نہیں ہے بلکہ جب اللہ نے حضرت ایوبؑ کو صحت بخشی اور اولاد دو جنہ عنایت فرمائی تو انجنابؑ نے جاہ کا اپنی قسم کو سچا کر دیا اور بی بی کو سوتا زیا نے ماروں چونکہ وہ عقیقہ محلہ اختلال کی فتنہ تھی اور جیسی نعمت میں شاکر تھی ویسی کمبخت میں صابر رہی اور محض بے تقصیر صرف مضطرب میں ایک سخن کی تقریر تھی اللہ نے فرمایا خذ بیک عنثا فاضرب بہ ولا تخف یعنی لے اپنے ہاتھ میں سکیوں کا ٹھٹھا پھر اس سے مارے اور قسم میں چھوٹو علما کو اختلاف ہے کہ حکم خاص حضرت ایوبؑ کو تھا یا عام ہے امام مالکؒ تخصیص کے قائل ہیں اور امام اعظمؒ و مفتی قاریؒ کہ اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ غلام کو تین لکڑیاں مار دوں گا پھر ایک شاخ سے حسین تین شاہین ہوں مارا کر ضرر متیوں کا مختلف ہے تو قسم سے بری لذت ہو جائیگا والا لاکہذا فی نظم الجواہر حقائق سلمیٰ میں لکھا ہے کہ حکایت ہماری حضرت ایوبؑ پر تفصیلاً کوئی دلیل صحیح کتاب مشر و حدیث رسول اللہؐ میں نہیں ہے بلکہ یہ سب اخبار یہود ہیں کہ کتب جہاد و ابی نے بیان کیے ہیں صرف اس قدر ثابت ہے کہ انوع غم میں ایوبؑ مبتلا ہوئے اور صابر رہے اور ذکر انکا کلام ربانی میں سچے تعظیم و خشوع کی تسلی خاطر آنحضرتؐ آیا ہے بعض کہتے ہیں جب حضرت ایوبؑ بھٹکتے تھے تو حکم ہوا کہ اہل دم کو دھو کر کہ انجنابؑ ہاں تشریف لیگئے جب یوم وفات قریب ہوا تو غول اپنی ارشاد اولاد کو وصی و ولیٰ عہد کیا وہیں وفات پائی بعض کہتے ہیں مصر میں مدفون ہیں اور بعض بیت المقدس میں اور صحیح یہ ہے کہ موضع ایتلا میں مدفون ہیں عمر شریف بقولے دوستوں بقولے دوستوں بقولے ایک سو چار بقولے ترانوئے و مدت دعوت مستائیں برس اور صحیح شتر برس یہ ہوتے ہیں

تفہیم چار دہم در احوال حضرت شعیب علیہ السلام

ابن جوزی نے شعیب بن حقا بن ثویب بن مدین لکھا ہے وہ ابن سہق نے شعیب بن مکمل تحقیق کیا ہے اور تہذیب الاسما میں شعیب بن مکمل بن شعیب بن جین ابن ابراہیمؑ اور بعض اولاد صالح علیہ السلام کہتے ہیں اور حسب شمس العلوم نے قوم حمیر سے شمار کیا ہے اور والدہ آنجنابؑ صاۃ میکا ویروائیہ مکمل بنت نوح بن لقب انکا خطیب لانیہ و شیخ الانبیاء تھا اور نہایت فصیح اللسان تھے اللہ تعالیٰ نے اہل مدین و اصحاب یکہ پر نبی کیا اور بعض کے نزدیک تین گروہ پر مبعوث ہوئے ان میں ایک اصحاب بریل و ابن کثیر کے نزدیک مدین و ایک و احد مدین اور مدی و حکمر کے نزدیک علیحدہ بلکہ حکمر کہتے ہیں کہ اول اللہ نے اہل مدین پر نبی کیا ہے اہل مدین عذاب صیحہ سے ہلاک ہوئے تب اصحاب ایک پر بھیجا کہ وہ عذاب طلبہ سے نابود ہوئے اور اصحاب یہ

کہ اصحاب مدین اور ایک دوسرے تھے اصحاب یکت پرست تھے اور یل ووزن میں خیانت کرتے تھے اور ہم
 و دنیا پر مغلوب و مفلوج تھے اور اصحاب مدین ان کے شریک جرم تھے اور چند گناہ اور زیادہ کرتے تھے اور ان کے
 رہبری کو شام و مصر کی راہ میں گڈھیان بنائی تھیں اسی میں چھپے رہتے تھے جب کوئی قافلہ آتا اسے
 لوٹا لیتے دوسرے یہ کہ جو کوئی حضرت شعیب کے پاس جاتا اس کو تخریف کرتے تھے کہ وہ بازرگان تیسرے غلہ
 بطریق احتکار جمع کرتے تھے اور عبداللہ علی سے روایت ہے کہ اصحاب ایک کے بڑے بڑے چار موضع تھے شعیب
 و بڈا و عڑ و وفا اور ہر ایک گانوں کے متعلق ایک جنگل تھا کہ انہیں دخت شہر دار بکثرت تھے اور اس قوم میں
 کئی بادشاہ ہوئے ابو جاد دہڑوڑ حطی کلہن سہ غصش قرشت اور کلہن کی بارشاہت میں حضرت شعیب
 سبعوت ہوئے میں سو حضرت شعیب نے دین ابراہیمی پر دعوت شروع کی کہ اے قوم ناپے تول پورا کرو انصاف
 اور نہ گھٹاؤ لوگوں کو چیزیں اور زمین میں فساد نہ کرو اور بت پرستی چھوڑ دو جو کچھ سچ ہے اعتقاد دیا
 وہ بت پرستی کو چنانچہ ایک مدت دراز میں سترہ سوادنی ایمان لائے اور باقی جدال خدا میں سرگرم رہے
 اور ایسے خراب ہوئے کہ وقت تحولیٰ انذار کہتے کہ اے شعیب توجہ دو میں بھر گیا کسی نے تجھے جادو کیا ہے
 کیونکہ تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم اور ہم جانتے ہیں تو جھوٹا ہے اور جو تو سچا ہے تو ہمیں کوئی ننگہ آسمان کا ڈر
 چونکہ حضرت شعیب علیہ السلام کو جادو کا حکم نہ تھا اس سبب سے خاموش ہو رہتے اور تمام دن دعوت
 کرتے رات کو نماز پڑھتے سو کفار کہتے یا شعیب صلوٰۃ تک نامرک ان ترک البعدا بالنا و ان افضل من الہوا
 ما نثار انک لانت الحلیم الرشید یعنی اے شعیب تیری نماز نے مجھ کو یہ سکھلایا کہ ہم چھوڑ دیں جنکو پوجتے رہے
 ہمارے باپ دادے یا چھوڑ دیں کرنا اپنے باتوں میں جو چاہیے تو ہی بڑا با وقار نیک حال و والا ہو
 حضرت شعیب فرماتے کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ تم سے یہ حرکت چھوڑا کر آپ اختیار کروں بلکہ جس
 چیز کو منع کرتا ہوں وہ میں پہلے سے چھوڑے ہوں میں چاہتا ہوں تمہارا سنو انا جان تک ہو سکے
 اور یہ بھی سنائے دیتا ہوں کہ میری ضد سے ایسا نہ کیجیو کہ تم پر بھی لوسی آفت آوے جیسے قوم نوح کا طوفان
 اور قوم ہود کا صرصر اور قوم صالح کا صحیحہ اور قوم لوط کا حال تھوڑے دن ہوئے ظاہر ہو چکا ہے
 ہرگز کہ اپنے گناہ بخشو او اور عبادت کرو اسکی اور غریکی پرستش ترک کر دو بولے کہ ہم باتیں توجہ غیر
 کی نہیں سمجھتے اور تو ہم میں صفت نفوس کم زور ہے اگر تیرے بھائی میں نہ ہوتے تو ہم تجھ کو تھپڑوں سے مار ڈالتے
 سب حضرت شعیب نے فرمایا کہ یہ بھائی بندوں کا دباؤ تم پر زیادہ ہو اشد سے اسکو ال کھاتے پیچھے فراموش اور
 یاد کرو جب تم تھوڑے تھے اللہ نے تمکو بہت کیا اور آخر کیسا ہو حال لگاڑنے والوں کا اگر تم میں
 ایک فرقے نے ماننا تھا خدا کا حکم تو تمکو لازم تھا ان کے پیر کی باتیں لیکن تم شریک نہ ہو

تو صبر کرو جب تک اللہ فیصلہ کرے تب جو لوگ سرکش بدذات تھے ہوئے کہ ہم تجھ کو اور تیرے ہمراہیوں کو اپنے شہر سے نکال دیں گے یا ہمارے دین میں پھر آؤ گے اور اپنے دوستوں کا فوٹنگ کیا اگر تم شعیب کی راہ چلے تو بیشک خراب ہوئے کیونکہ نفع تمہارا کمی یکمال و میزان میں ہی اور وہ منع کرتا ہی اور ایک جماعت بولی کہ ہکو قوت و ثروت حاصل ہی پس حق ہمارے ساتھ ہی اگر مومنوں کے ساتھ حق ہوتا تو یہ لوگ تو نگر و مالدار ہوتے صاحب کثافت نے لکھا ہی کہ کافروں نے مومنوں کو جمع کر کے کہا تم ہمارے دین میں پھر آؤ حضرت شعیب نے کہا ہم کس طرح پھر آؤ دین کیونکہ ہم کہہ آس دین سے کراہت ہی اور اگر پھر دین تو اللہ کا شریک کریں اور اس کا شریک واقع میں نہیں ہی کیا ہم انفر کریں اللہ پر جھوٹ کا ہر چند حضرت شعیب کہہ مومن ان کے دین میں نہ تھے لیکن کافروں نے برسبیل تغلیب اس طرح کہا کہ تجھ کو اور تیرے ہمراہیوں کو شہر سے نکال دیں گے اور اس لحاظ سے آجنا ہے جواب دیا معلوم ہوتا ہی کہ اوعار قوم شعیب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہکو اس طریقہ نامرئیدہ کا حکم دیا ہی تب تو اپنے طریق کو ملت سمجھے تھے و لہذا حضرت شعیب نے فرمایا کہ یہ محض انفر ہی اگر مومن لوگ تمہارے طریق میں پھر دین تو وہ بھی مفری ٹھہریں اور ہکو اللہ نے اس سے نجات بخشی ہی مگر یہ کہ مشیت الہی اس سے متعلق ہوئی ہو تو مجبوری ہی اور جو تم نکال دینے پر تخیف کرتے ہو سو ہم صلا مضطرب نہیں ہوتے اللہ پر ہمارا اعتماد ہی اور اپنا سب کام ہننے اسی پر چھوڑا ہی بعد ازاں حضرت نے اُن سے منہ پھیرا اور مناجات شروع کی کہ ربنا فتح یثربا و بین قومنا بالحق و انت حیز الغائبین یعنی اے اللہ فیصلہ کر دے ہمارے اور ہماری قوم کے بیچ انصاف کا اور تو ہر فیصلہ کرنے والا باہل اول اصحاب ایک پر عذاب نازل ہوا کہ سات شب دروڑ ایسی شدت گرمی کی ہوئی کہ چشموں اور کنوؤں کا پانی سو گیا اور سب لوگ اس قوم کے سرداروں اور تہ خالوں میں گھس پڑے جب وہاں بھی آرام نہ ملا تو جانب بطل روانہ ہوئے اور درختوں کی جڑوں سے چمٹے اور شدت حرارت سے خوب بخت ہوئے دفعہ ایک ابرسیاہ نمودار ہوا اور ہوا سے سرد چلنے لگی تمام قوم کے لوگ ساہبان سمجھ کر اسی ابر کے نیچے جمع ہوئے اور نہایت خوش ہوئے سرد کھانے لگے آنسو کا راگ پر ہننے لگی اور سب بند جگر خاک ہو گئے پور بھنے کہتے ہیں کہ جب حرارت کی شدت ہوئی تو حق تعالیٰ نے ایک پھاٹکا بنا کر دانا اس سے نہایت سرد پانی خوشگوار چکنے لگا اصحاب ایک اسی کے نیچے جمع ہوئے تب وہ پہاڑ گر پڑا آسمان سب کے سب دب گئے اسی عذاب کا اشارہ سورہ شعرا میں ہے قال اللہ تعالیٰ تکفیرا فاعتمد ہم عذابنا یوم الظلۃ انہ کان عذاب یوم عظیم یعنی پھر اس کو چھٹایا پھر کبرا انکو آفت نے ساہبان کو

دن کے بے شک وہ تھا عذاب برے دن کا کذا فی اخبار الدول لظلم ابن عباس رضی اللہ عنہ
یہ عذاب اصحاب ایکہ کی استدعا سے نازل ہوا یعنی اصحاب ایکہ کہا کرتے تھے کہ اے شعیب اگر تو سچا ہو
تو کوئی ٹکڑا آسمان سے طلب کر سو وہی ٹکڑا حضرت شعیب علیہ السلام نے منگایا اور آپر ڈالا کہ ہلاک
ہو گئے اور حضرت کا دل ٹھنڈا ہوا بعد ازاں اہل مدین پر اس طرح عذاب نازل ہوا کہ حضرت جبریلؑ
ایک دن تشریف لائے اور حضرت شعیب علیہ السلام سے فرمانے لگے کہ خدا کا یہ حکم ہوا ہے کہ تم
مع اپنے عیال و اطفال و تابعداروں کے شہر سے نکل جاؤ کہ آج شب کو اس قوم ناپاک پر عذاب
آویگا چنانچہ حضرت شعیب اپنے بیٹوں اور مومنوں کو لیکر شہر سے نکلے کما قال اللہ تعالیٰ فتولی عنہم و
قال یا قوم لقد ابلغکم رسالات ربی و وضحت لکم حکیم آئی علی قوم کافین یعنی پھر آٹا پھرا ان سے
اور بولا اے قوم ہونچا چکا تمکو پیغام اپنے رب کے اور بھلا چاہا تمہارا اب کیا غم کھاؤں کافروں کا اور
صبح یہ ہو کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے بعد ہلاکت قوم کے یہ تقریر فرمائی تھی جس طرح ہمارے
حضرت مسلم نے کفار و مشرکین قریش سے پس از قتل ارشاد کیا تھا اور تسلی دل کے واسطے فرمایا
کیا غم کھاؤں ایسی قوم ناپاک پر پس حضرت جبریلؑ علیہ السلام نے ایک ایسی آدلاخت فرمائی کہ
تمام اہل مدین ہلاک ہو گئے چنانچہ سورہ ہود میں ارشاد ہوا کہ لما جاء امرنا بنحنا شیعیبا والذین آمنوا
برحمتنا واخذت الذین ظلموا الصیحة فاصحو انی دار ہم جائین یعنی جب ہونچا ہمارا حکم بجا دیا ہم نے
شعیب کو اور جو یقین لائے تھے اُسکے ساتھ اپنی مہر سے اور پکڑا ظالموں کو چنگھاڑنے پھر صبح کو
رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے اور سورہ اعراف میں ارشاد ہوا ہی فاخذتم لایحیة فاصحوا
فی دار ہم جائین یعنی پھر پکڑا انکو زلزلے نے کہ صبح کو رہ گئے گھروں میں اوندھے پڑے فائدہ ظاہر
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں آیتوں میں عذاب مختلف ہیں کیونکہ سورہ ہود میں صیحة ارشاد
ہوا ہی اور سورہ اعراف میں زلزلہ سو متحقق فرماتے ہیں کہ صیحة زلزلے کا مقدمہ ہی کیونکہ زلزلہ
بلا صلیح و ریح نہیں ہو سکتا اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت جبریلؑ علیہ السلام نے
فریاد کی اور شہر میں زلزلہ پڑا کہ تمام شکر مکان زلزلے میں آ گئے اور کچے سب کے پھٹ گئے۔
پوشیدہ نہ ہے کہ یہ عذاب ویسا ہی جیسا کہ قوم ہود علیہ السلام پہ آیا تھا فرق اتنا ہے کہ قوم ہود کا
عذاب نیچے سے تھا اور قوم شعیب کا اوپر سے نفس پر میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
فرماتے تھے کہ دو امتیں کبھوں ایک عذاب سے معذب نہیں ہوئیں الا قوم ہود اور امت
شعیب علیہ السلام بالجملہ اس قوم کا یہ حال ہوا کہ مقابلے تکفیر و کذب و پیغمبر کے صیحة مثل صیحة

قوم ہو دھونچا اور بمقابلہ ترزل پیمانہ و میزان کے کہ وقت پیمائش کیا کرتے تھے زلزلہ اُن پر آیا
 سبحان اللہ اظہر کیا حکمت بالغہ ہو کہ انصہام ایک نوع کا دوسرے نوع سے موجب زیادتی عذاب کا
 فرمایا تھی نہ ہے کہ اہل تحقیق کا یہی مسلک تھا جو تفصیلاً بیان کیا گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ اول
 عذاب اصحاب مدین پر آیا پس ازان اصحاب ایک پر اور جو بعض بیان کرتے ہیں کہ اصحاب مدین
 بھی حضرت شعیب بعوث ہوئے تھے سو کسوت صحت سے عاری ہے بلکہ بعد تبلیغ کتب سیر و تقاضی
 یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس قوم پر خطہ ابن صفوان مبعوث ہوئے تھے اور رتس نام کنوئین کا ہی جو
 بقیہ آل خود کا بنوایا تھا اسی کو بیر منطہ کہتے ہیں کہ ذکر انکا بعد حضرت صالح پیغمبر کے ہو گیا ہے
 فائدہ حضرت علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ اصحاب رس ایک قوم تھی جو
 صنوبر کی پرستش کرتی تھی سو بدو حاکمی انکی پیغمبر نے کہ وہ خشک ہو گیا تب اُن کا فروں نے اپنے
 پیغمبر کو قتل کیا اور کنوئین میں ڈالا اپنا برسیاہ آگیا اور چلا گیا اور وہ پیغمبر اولاد یہود ابن یعقوب
 علیہ السلام تھے اور ابن عباس فرماتے ہیں کہ اصحاب رس ایک قوم آذربجان میں تھی انکے
 ایک کنواں تھا سو انھوں نے اپنے نبی کو قتل کیا تو وہ کنواں خشک ہو گیا اور درخت کیست
 بھی خشک ہو گئے اور وہ گر سنگی و تشکی سے مر گئے اور عکرمہ کے نزدیک رس ایک کنواں تھا
 ملا ہوا زمین سے اسیں اپنے نبی کو ڈال دیا اور سعید ابن جیر نے کہا ہے کہ نبی اس قوم کے
 خطہ ابن صفوان تھے اور انکے شہر میں طائر عفا تھا سو ایک وقت عفا ایک لڑکے کو اٹھا لیا
 انکی قوم نے شکایت اپنے پیغمبر سے کی پیغمبر نے بدو حاکمی کہ عفا ہلاک ہوا اور نسل انکی معدوم
 ہو گئی اور قوم نے پیغمبر کو قتل کیا اور معجزات حضرت شعیب کے بہت تھے آزا نجلہ ایک یہ کہ
 ارض مدین ریگستان تھی سو انجناب کے اشارے سے ریگ دفع ہو گئی آزا نجلہ ایک مقام میں
 پتھر بہت تھے آپ کی دعا سے سب مٹا ہوا ہو گئے آزا نجلہ جس پہاڑ پر حصو د کا ارادہ فرماتے تھے
 وہ از خود سر جھکا تا تما مدت دعوت ستاون برس یا ثنائون اور ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام
 بعد ہلاکی قوم کے ہوئی ہے بعد اسکے سات برس چار مہینے اور زعمہ رہے ہیں اور عمر شریف
 دو سو چوبیس برس کی تھی اور صاحب اخبار الدول کے نزدیک ایک سو چالیس کی ہوئی اور
 بعض دوسو کہتے ہیں اور مرزا شریف مابین شام اور طائف یا میان صفا و مردہ واقع ہو اور
 کہ حرم شریفین میں مدفن ہیں مدفن میں کیونکہ بعد مفارقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
 حضرت شعیب علیہ السلام کے میں تشریف لائے اور اسی جگہ وفات پائی کذا فی انجبال اول

پانچ احوال مدین

بیر منطہ

بیر منطہ

بیر منطہ

بیر منطہ

اور بعض کہتے ہیں کہ قرطین متعلقات صفدین یا جناب کی وفات ہوئی اس موضع میں
مزار مبارک واقع ہو والدہ اعظم بحقیقۃ الحال اور ذکر حضرت شعیب کا اور انکی قوم کا سورہ اعراف
اور ہود اور شعرا اور غلبوت اور صاد میں ہے

تفہیم الازکیانی احوال حضرت موسیٰ علیہ السلام

نسب حضرت موسیٰ کا چار واسطے میں حضرت یعقوب سے ملتا ہے یعنی موسیٰ ابن عمران ابن لہیر
یا یافث ابن لاوی ابن یعقوب اور والدہ آنجناب کانام نو خائل اولہ النون ثم الواو ثم الخا الیہم
و بعضے یو خاند بیاض ثناء تثنیہ قبل الواو و آخر الذال اسجہ بیان کرتے ہیں اور تراجم تورات میں
کاتب الحروف نے یو خاند اول یا تثنیہ بعد از ان داو و قبل ذال معجم بار موصدہ لیکن ان ترجموں کا
اعتبار مست کم ہے کیونکہ اسی مقام میں ایک ترجمہ دوسرے ترجمہ سے خلاف ہے یعنی نسخہ مشنہ میں
لکھا ہے قریح عمران یو خاند بیاض ثناء تثنیہ و نسخہ مشنہ میں ہے کہ عرام نے اپنے باپ کی بن یو خاند
نکاح کیا آنجلہ والدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھی اولاد لاوی ابن یعقوب علیہ السلام سے
تھیں اور تفسیر معالم التنزیل میں علامہ لغوی نے یو خاند بیاض ثناء تثنیہ بیان کیا ہے اور بعضے
یو خاند بالین بعد الواو بنت اشمویل بھی کہتے ہیں اور بعضے یو خاند بنت مصر کہتے ہیں ان فرض
انھیں کے بطن سے دو بیٹے مبارک و یمون ایک حضرت موسیٰ دوسرے حضرت ہارون
علیہما السلام پیدا ہوئے اور ایک بیٹی بھی کلثم یا مریم ہوئیں مشہور نام انکاریم ہے مگر صحیح کلثم
کے واسطے کہ بعض احادیث سے ثابت ہے چنانچہ زبیر ابن بکار نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے خدیجہ الکبریٰ سے فرمایا تو جانتی ہے کہ اللہ نے نکاح کیا میرا تیرے ساتھ بہشت میں
اور مریم بنت عمران مادر عیسیٰ اور کلثم خواہر موسیٰ اور آسیہ خاتون فرعون سے خدیجہ لے کہا
یہ بات اللہ نے فرمائی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نعم خدیجہ لے کہا ہاں راہ و انہیں
کذا فی نظم الجواہر اور بعض روایت میں ہے کہ مبارک باد و لکذا ملاحسین نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے
کہ صحیح نام خواہر موسیٰ کلثم ہے اور دوج اسکے کالب ابن نون تھے اور ہر روایت میں کلثم حضرت
موسیٰ علیہ السلام سے عمر میں بڑی تھیں ولادت با سعادت حضرت موسیٰ و ہارون فرعون
مصر کے عہد میں ہوئی اور نام اسکا ولید ابن مصعب ابن ریان تھا اور بعضے ولید ابن ریان
کہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ فرعون ولید ابن ریان کا بھائی چچا زاد تھا اور بعضے مصعب
ابن ریان کو فرعون موسیٰ کہتے ہیں چار شوہر اس کی عمر اسکی تھی چہرہ اسکا چمکتا تھا اسی سبب سے

یہود و نصاریٰ اسکو قابوس کہتے ہیں اور فرعون بادشاہ مصر کا لقب ہی جس طرح قیصر سلطان روم کا اور کسریٰ بادشاہ فارس کا اور خاقان فرمانروا سے ترک کا اور تاج بادشاہ یمن کا اور راجہ سلطان ہندوستان کا اور بعض کہتے ہیں کہ فرعون موسیٰ علیہ السلام فرعون یوسف تھا جب حضرت یوسف کی وفات ہوئی تو وہ مرد ہو گیا اور تازمان کلیم اللہ علیہ السلام زندہ رہا مگر صحیح یہ ہے کہ حوالی مصر میں دو گروہ تھے ایک گروہ عائفہ اولاد علیق ابن لاؤ و ابن ارم ابن سام ابن نوح علیہ السلام کہ اس قوم کے لوگ بڑے تن آدرو بلند بالا و در آدرو درازی عمر میں مشہور تھے انھیں کے سردار کو فرعون بولتے تھے دوسرا گروہ فراعنہ قبیلہ کا تھا کہ یہ بھی منسوب بعافہ تھا اولاد سردار انکا شان بن علوان بن عبید ابن عوج ابن علیق ہی اسی نے حضرت سارہ کو ابراہیم سے چھین لینا چاہا تھا دوسرا سردار فرعون ثالی ربان ابن ولید اولاد عمرو ابن علیق سے تھا اُس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر کیا اور ایمان بھی لایا تیسرا رئیس قابوس ابن مصعب ابن یحییٰ کہ اوخر حیات حضرت یوسف علیہ السلام میں تخت سلطنت مصر پر قائم ہوا اور کا فر رہا مگر حضرت یوسفؑ کو عہدہ معینہ پر بحال رکھا یعنی عزیز مصر رکھا بعد وفات اُس کے سنی ولید نامے بھائی قابوس کا بادشاہ ہوا یہ مردود فرعون عبد موسیٰ علیہ السلام ہی کذا حقہ مولانا ولی اللہ فی تفسرہ نظم الجواہر اور قصص الانبیاء فارسی میں کہ بفضل مشہور و رائج ہو گیا ہے کہ فرعون اصل میں لبنی تھا سو بطریق سیاحت جانب مصر چلا موضع بوشمنہ میں ہامان مردود سے ملاقات ہوئی وہ بھی ہمراہ ہوا اور رفتہ رفتہ مصر میں داخل ہوئے اور فرعون نوکری کی تلاش میں سلطان مصر کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا افلاس ظاہر کیا اُس نے پوچھا تو کون قسم کی نوکری چاہتا ہو اُس نے کہا مجھکو مغیرون کی تنگی عنایت ہو بادشاہ نے مقرر کیا سو یہ فردو گورستان کے دروازے پر ہمیشہ با اتفاق قضا و قدر اس سال شہر مصر میں وہاں پر فرعون نے ایک درم فی جنازہ مقرر کر دیا اور کہہ دیا جو کوئی ایک درم دیگا اچھو مزد سے کے دفن کی اجازت دوں گا ناگزیر بقضائے الضرورات بیع المحذورات مظلوموں نے قبول کیا کہ تھوڑے دنوں میں مالدار ہو گیا اور وزیروں کو رشوت دیکر تمام شہر کا شہنشاہ بنا بادشاہ اپنی حاکمیت سے ترقی فرعون بن مصر و ف ہوا حتی کہ بعد فوت وزیر اعظم کے فرعون کو وزیر کیا پھر جب بادشاہ فوت ہوا تو فرعون باعانت فرج بادشاہ ہو گیا اور ہامان کو وزیر مقرر کیا اور یہ خیال باعقول باحق دل میں آیا کہ میں یہاں کو ذلیل و خوار کرنا ضرور ہے تاکہ انکو وہ عوسے ریاست نہ دے اور سبب عداوت یہ ہو کہ بنی اسرائیل حضرت یوسف علیہ السلام کی مختاری میں شامل نہ ہوں

داخل مصر ہوئے تھے اور بسبب غلبہ و شوکت حضرت علیہ السلام کے ہر دم مصر عزاز و اکرام کرتے تھے بعد وفات حضرت یوسفؑ کے جب فرعون بادشاہ ہوا تو اسکو اعزاز بنی اسرائیل کا بہت شاق ہوا تو اسنے چاہا کہ بنی اسرائیل کو اہل مصر کی نظروں میں ذلیل کروں تاکہ خیال حضرت یوسفؑ انکو جاتا رہے اور خواہاں مداخلت امور سلطنت میں نہ ہوں رفتہ رفتہ یہ ظلم کیا کہ بنی اسرائیل کو گویا چار قرار دیا بعد تسلط کامل اسکو یہ ضبط سہا کیا کہ اب دعویٰ خدائی کرے ہا مان لے کہا کہ یہ دعویٰ اسوقت ممکن ہے کہ جب دین ابراہیم علیہ السلام بالکل مٹ جائے اور یہ نہیں ہو سکتا جب تک علمائے وعظمین وعظ و نصیحت سے ممنوع نہ ہوں اور علم دین کو کوئی پڑھنے نہ پاوے چنانچہ فرعون نے اس تدبیر سے علم دین کا پڑھنا پڑھانا بند کیا اور عالموں کو وعظ و نصیحت سے روکا آخر کار شریعت یوسفی و ابراہیمی یک ظلم باقی رہی پھر بیتل برس تک قبطیوں سے بہت پریشانی کرائی جب اس حرکت پر ایک مدت گذر گئی تب اپنی پرستش پر تحلیف دی اور اپنا سجدہ کرانے لگا کہ چالیست برس اسپر بھی گذرے اور قوم قبط اس فعل میں کامل ہوئے بعد اسکے سرداران بنی اسرائیل طلب کر کے کہا کہ میرا سجدہ کرو ان سب نے انکار کیا تو اس مردود نے قتل کرنا شروع کیا کہ اکثر لوگ شہید ہوئے تب ہا مان بے سامان لے کہا کہ انکو آج مہلت دیجاوے شاید سمجھکر قبول کریں اللہ فرعون نے قتل سے ہاتھ اٹھایا اور یہ حکم دیا کہ زور آور و قومی لوگ پہاڑوں سے پتھر لایا کریں اور پانی بھریں اور بیگا کریں اور کم زور و ضعیف گارہ بنا دیں اور تجارتی و حدادی و خاکروبی کریں اور جو کوئی معذور ہو وہ ماہ باہ جزیرہ داخل کرے چنانچہ ہر روز ہر شخص مزدوری کر کے وقت غروب آفتاب تاوان داخل کرتا تھا ورنہ ایک ماہ کامل باطوق و زنجیر قید رہتا تھا اور عورتوں پر یہ دستور کیا کہ سوت کاتیں اور پارچہ بانی کریں اور قبطیوں کے محلوں میں خدمت کو جایا کریں اور خیاطی بھی کیا کریں کہ ایسے ایسے ظلموں سے بنی اسرائیل عاجز آئے مگر دین یوسفی و ابراہیمی سے منہ نہ پھیرا اور فرعون کے دلائل باطلہ کو بوجہ قویہ باطل کیا کیے بالجمہ جب ظلم فرعون حد سے گذرنا تو لطف خداوندی متوجہ حال مظلومین ہوا اور ارادہ قدیمہ اذلیہ ایجا حضرت موسیٰ علیہ السلام متعلق ہوا اور مقدمات ظور انوار نبوت پیدا ہونے لگے از انجملہ ایک دن فرعون نے خواب دیکھا کہ ایک آگ بیت المقدس سے آئی اور قلعہ شاہی پر گری اور اسی آگ نے حوالی مملوہ تمام ملک قبط کو جلا دیا مگر بنی اسرائیل بالکل محفوظ رہے بعد اسکے ایک روز دیکھا کہ ایک از انجملہ بنی اسرائیل سے نکھر دوڑا کہ میں بالائے تخت سے گر پڑا اپنا سچ فرعون نے مجھ کو

و معتبر دن سے تعبیر لو پچھی نجومیوں نے کہا کہ ستاروں کی گردش سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نہایت جلد اولاد حضرت یعقوب سے ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ بادشاہ وغیرہ اُسکے ہاتھ سے خارت ہونگے اور اس بات کو تین برس کا عرصہ باقی ہے اور معتبر دن نے کہا کہ ایک لڑکا بنی اسرائیل میں پیدا ہوگا جسکے ہاتھ سے سلطنت مصر کی خرابی ہوگی بعد چند سے پھر فرعون ایک آواز سنی کہ بنی اسرائیل پر ظلم نہ کر قریب تر ایک لڑکا بنی اسرائیل میں پیدا ہوتا ہے کہ تو اور تیرے لوگ اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہونگے تب فرعون نے کو تو ال کی معرفت ہزار آدمی محلہ بنی اسرائیل میں مقرر کر دیے اور اُنکے ساتھ ہزار وائیان کین کہ گھروں میں جا یا کریں جب کہ بین بیٹا پیدا ہو قتل کریں دو برس خواہ پانچ برس یہ ظلم کیا کہ بارہ ہزار لڑکے قتل کیے گئے اور نوٹھے ہزار محل بخوف عورتوں نے گروا دیے بیت صد ہزار ان طفل سر پریدہ شد۔ تا کلیم اللہ صاحب دیدہ شد۔ اس عرصہ میں بنی اسرائیل پر دو باپڑی کہ اکثر جوان اور بوڑھے اس قوم کے مرنے لگے قبطیوں کے سرداروں نے فرعون سے التماس کیا کہ بنی اسرائیل کے مردوں پر دبا ہے اور جو لڑکا پیدا ہوتا ہے وہ مارا جاتا ہے اگر یہی حال ہو تو نسل بنی اسرائیل منقطع ہو جائیگی پھر بکو خدا تنگوار و مزدور کمان مینگے فرعون نے حکم دیا کہ ایک سال قتل ہو اور دوسرے سال امان ملے سال محفوظ میں حضرت ہارون علیہ السلام پیدا ہوئے جب دوسرا سال قتل کا شروع ہوا نجومیوں نے عرض کیا کہ اس سال میں آج لڑکا پیدا ہوگا جسکو تو نے خواب میں دیکھا ہے فرعون سخت مضطرب ہوا اور مقابلہ میں تقدیر کے یہ تدبیر کالی کہ آج کوئی مرد عورت سے نہ ملنے پائے تو بہتر ہے پھر شہر میں منادی ہوئی کہ راج بادشاہ قصور بنی اسرائیل کے معاف کریگا سب مرد بنی اسرائیل کے شہر سے موضع اسکندریہ میں حاضر ہوں اور اپنی عورتوں کو گھروں پر چھوڑیں چونکہ بنی اسرائیل ابیں ستم رسیدہ تھے خوشی سے اسکندریہ میں حاضر ہوئے فرعون بھی اسیہ کو لیکر گیا کہ شاید وہ لڑکا میرے گھر میں پیدا ہو جاوے چونکہ لوح تقدیر میں خاتمہ ازل نے یہ نعمت غیر مترقبہ عمران کے حق میں لکھی تھی تو یہ اتفاق ہوا کہ فرعون نے عمران کو اپنے خاص محل کی ڈیوڑھی پر مقرر کیا اور خود سوراہا جب سب آدمی سو گئے عورتیں بنی اسرائیل کی ٹاماشے کو آئیں اور گشت کرتی ہوئیں فرعون کے خیمے تک پہنچیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ان بھی اُنکے ساتھ تھیں وہ عمران کے پاس گئیں اُسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام صلب پدر سے رحم مادر میں تشریف لائے اب نجومیوں نے شور کیا

فرعون آواز سنکر باہر نکل آیا پہلے عمران سے سبب پوچھا اُس نے کہا شاید بنی اسرائیل حضور کی
 غایت و خاوندی سے وجد کرتے ہیں اگرچہ فی الجملہ سطن ہو اپر تمام رات میں سویا صبح کو
 نجومیوں نے بیان کیا کہ آج شب کو وہ ہنسرحمتہ اختراوج فلک سے نازل ہوا فرعون نے
 کو تو ال شہر پر تاکید فرمائی کہ جب کوئی میٹا بنی اسرائیل میں پیدا ہو بلا اطلاع میری قتل کر
 کو تو ال شہر پھرنے لگا اور جس کسی کے گھر میں احتمال حل تھا وہاں دایان مقررین اور
 مان حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اگرچہ حاملہ تھیں لیکن آثار حل پیدا نہ تھے الا فرعون کی دایان
 انکی بھی خبر گیری کرتی تھیں بلکہ ایک دائی احتیاطات کو پاس رہتی جب نو مینے گذرے دروز
 شروع ہوا وہ دائی خبر پائی اسی کے سامنے حضرت موسیٰ پیدا ہوئے مجر و نلور اس نور کے وہ دائی
 عاشق ہوئی اور کہنے لگی کہ میں اس لڑکے سے نہایت الفت رکھتی ہوں میرا ہاتھ اسپر نہیں لگتا
 لیکن یہ خبر آخر فرعون تک پہنچ گئی تو میں ماری جاو گئی اب کوئی تدبیر ایسی ہو جس میں یہ لڑکا او
 میں ظلم فرعون سے محفوظ رہوں حضرت موسیٰ کی مان نے کہا کہ پڑوس میں ایک شخص نے
 آج بکری ذبح کی ہے اُسکا گوشت لا اور ایک ہانڈی میں رکھ جب پیادے فرعون کے آویں
 آئو وہ ہانڈی دکھا کر کہے کہ اس گھر میں لڑکا پیدا ہوا تھا میں نے اُسکو مارا سو جھل میں بھینکے
 جاتی ہوں دائی نے بھی یہ صلاح مناسب وقت جانی جب صبح کو پیادے آئے تو دائی نے وہی
 جیلہ پیش کیا پیادوں کو دایوں پر اعتماد کلی تھا اس باعث سے بلا تحقیقات کامل پھر کر چلے گئے
 صبح کو نجومیوں و کاہنوں نے فرعون کو خبر دی کہ کل رات میں وہ لڑکا پیدا ہوا ہے اور زبان حال
 بنی اسرائیلیان بارباب و چنگ یون نغمہ زن ہر قطعہ مرده ای دوستان کہ در عالم لغزش
 نیہ ہارارم ہ خاطر از بس شگفتگی پُر کردہ ساغر گل زیادہ شبنم فرعون نے کو تو ال کو طلب فرما
 ایک بلینج فرمائی تب کو تو ال نے پیادوں پر تشہ دیکھا اور خود تلاش میں مصروف ہوا بعد چند روئے
 پیادوں نے کہا کہ ہم نے ایک ایک گھر بنی اسرائیل کا ڈھونڈھا ہے کہیں نشان نہیں ملا صرف
 ایک گھر البتہ دائی کے اعتماد پر چھوڑا ہے اگر ارشاد ہو تو پھر دیکھ آئیں کو تو ال نے کہا جلدی جاؤ
 اور بے تامل گھر میں گھس کر دیکھو اگر کوئی لڑکا چھپا ہو گا ظاہر ہو جائیگا چنانچہ گئی پیادے بلا تامل
 عمران کے گھر میں گھسے اسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی بہن مساعہ کلثم یا مریم کی گود میں تھے
 انھوں نے پیادوں کو دیکھ کر یہ اندیشہ کیا کہ اگر یہ لڑکا ظاہر ہو تو سب لوگ مارے گئے اسلئے
 حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کپڑے میں لپیٹ کر تنور میں کہ آگ سے دھکتا تھا ڈال دیا اور پیادوں نے

گھر عمران کا ڈھونڈھا کہین پتا نہ لگا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ مین کسی طرح کے آثار
لڑکے جتنے کے نہ پائے اور تنور مین اس خیال سے نہ دیکھا کہ محل قیام نہیں تھا ناچار اپنا سا
تتھ لے کے چلے گئے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مان مریم سے پوچھنے لگیں کہ لڑکا کیا ہوا اُسے
عرض کیا کہ مین نے گھر کر تنور مین پھینک دیا ہوا تنور دیکھا تو آگ سے دھکتا تھا مایوس ہوئیں اور
رونے لگیں یکایک تنور سے آواز آئی کہ اے ستم رسیدہ غم مت کر کہ حق تعالیٰ نے آتش تنور مجھ پر
سرو فرمائی ہے جس طرح میرے جدا بھائی علیہ السلام پر سرد گردی تھی اب تیرے بھائی کے تنور سے
کس طرح نکالوں پھر آواز آئی کہ ہاتھ ڈال کر نکال تب اُسے نکالا اور ہاتھ کو کسی طرح کا بچ نہ پہونچا
اب عمر حضرت موسیٰ کی چالیس دن کی ہوئی اس عرصے مین کہیوں رونے نہیں کہ اور کوئی
محلے مین خبر پاتا مگر حضرت موسیٰ کی مان کو یہ تردد ہوا کہ مبادا روٹھیں اور فرعون کے پیادے
کہ درہند پھرتے ہیں خبر پاویں اور ایک لڑکے کے پیچھے سارے گھر کے آدمی مارے جائیں تو بچا
نہیں بلکہ یہ بہتر ہو کہ اس لڑکے کو ایک صندوقچے مین رکھ کر دریائے نیل مین ڈال دوں شاید
جان سے بچ جائے اور ہم بھی فرعون کے ظلم سے بچے رہیں چونکہ یہ الام غیبی تھا گھر والوں نے
بھی پسند کیا حضرت کی مان نے سالوم بڑھئی کو سب سے پوشیدہ بلایا اور کہا کہ مجھ کو ایک صندوقچہ
اتنا لہبا چڑا کر ہر آسکے تختے ایسے ہوں کہ پانی نہ پہونچے اُسے کہا ایسا صندوقچہ کس لیے طلب ہے
موسیٰ کی مان نے جو کچھ کہنا اپنی شان کے خلاف سمجھا صاف صاف کہہ دیا بخار نے کہا کہ ہم کسی
نہ کیسے صندوقچہ بنائے لاتے ہیں جب گھر پہونچا تو ایک منادی نے پکارا کہ جو کوئی اس لڑکے کا
پتا لگا دے بادشاہ اُس کو انعام دے سالوم طمع انعام سے کو تو اس شہر کے پاس چلا گھر سے
نکلتے ہی اندھا ہو گیا اور پیر اسکے زمین مین دس گئے آواز آئی کہ اگر تو نے کبھی یہ حال کہا تو
زمین مین غرق ہو جائیگا تب تو بہ کر کے پھرا اور صندوقچہ فرمائی تیار کیا علامہ بغوی معالم التقریر
حضرت ابن عباس رضی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مان نے ایک بڑھئی سے
تابوت کی فرمائش کی وہ جلا دون کو خبر کر لے چلا جب پہونچا تو زبان اُسکی بند ہو گئی ہاتھ سے
اشارہ کرنے لگا جلا دون نے کچھ نہ سمجھا دھکے دلا کے نکال دیا گھر مین آیا پھر بولنے لگا دوسرے
مہر تے پھر گیا کہ اب کے ضرور کہو نکلا پھر زبان بند ہو گئی تب کو تو اس نے بہت مارا اور نکلا و جب
گھر مین گیا پھر بولنے لگا تیسرے مہر تے پھر گیا زبان بند ہوئی اور اندھا ہو گیا اس وقت سچے
دل سے کہنے لگا اگر میری آنکھیں و زبان پھر جائیں تو کہیوں اس بات کو ظاہر نہ کروں اور

ایمان بھی لاؤں اللہ جل ذکرہ نے آنکھیں دین اور زبان بھی کھولی اور ایمان دار بنایا کہ
سجد سے مین گرا اور مناجات کرتا کیا رب اس بندہ صلح سے ملاقات کرادے تو مین ایسا ن لاؤں
اور تصدیق کروں بعد اسکے صندوقچہ پانچ بالشت کا بصورت مربع تیار کر کے حضرت موسیٰ کی
مان کو دیا اور کئی روپیہ اجرت مین پائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مان ممتون ہوئیں تب
اُس بڑھئی نے عرض کیا کہ مین جان و دل سے اس لڑکے کا مقصد ہوں سو اس کام کی مزدوری
نہ لوں گا صرف یہ امید رکھتا ہوں کہ صاحبزادے کی زیارت کروں چنانچہ حضرت موسیٰ کی مان نے
دکھلایا کہ وہ بڑھئی ایمان لایا اور اپنے گھر گیا بعد اسکے حضرت موسیٰ کی مان نے صبح اسکے دن بھر
توقف کیا رات کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہلا کر کپڑے اچھے پہنائے اور عطر لگایا اور
صندوقچے مین رکھا اور روتی ہوئی مریم کے ساتھ رو دیل پرے گئیں کنارے دریا کے بلیسین
اڑوہے کی صورت ظاہر ہوا اور کہنے لگا کہ اے عقیقہ اگر تو اس لڑکے کو دریا مین ڈالیگی تو مین ایک
لقمہ کروں گا باوصف اسکے کہ حضرت کی مان مضطرب الحال اور غم سے بے عقل تھیں مگر معلوم کر گئیں
کہ اڑوہا حیوانات لا یعقل سے ہی بول نہیں سکتا شاید کہ یہ بلیسین عین ہی اس سبب سے متوجہ
نہ ہوئیں اور بلاتامل صندوقچے کو دریا سے نیل مین ڈال آئیں اور مریم سے بولیں کہ اگر میری
زندگی چاہتی ہو تو اس صندوقچے کے پیچھے پیچھے جا اور پوچھ کہ یہ صندوقچہ کہاں جاتا ہو اگر مقابلہ
شہر سے گذر جائے تو اطمینان سے چلی آنا مریم صندوقچے کے ساتھ دریا کے کنارے بیگانہ وار چلی
جیسا کہ وہ صندوقچہ وسط دریا سے نیل سے نہر عین اشمس مین پہونچا اور بلغ عین اشمس مین
جلوہ فرما ہوا فرعون اسوقت مع زن و دختر و دیگر اہل محل سپر بلغ مین مشغول تھا کسی شخص نے
صندوقچے کو دریا سے لیا اور فرعون کے پاس پہونچا یا مریم نے مضطربانہ یہ خبر اپنی مان سے کہی
وہ بیتاب ہو قریب تھا کہ رو دین اور بے صبری سے باہر گھر کے نکل بھاگیں اسوقت الہام ہوا
کہ اے ضعیفہ غم مت کر اور میری قدرت کا تا شا دیکھ چنانچہ سورۃ قصص مین ارشاد ہوتا ہے
واوینا الی اُمّ موسیٰ ان ارضیہ فاذا خلت علیہ فالتقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی اناراد وہ
ایکاب و جا علوہ من المرسلین یعنی ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کی مان کو کہ اُسکو دودھ پلا پھر جب تجھکو
ڈر ہو اسکا تو ڈال دے اُسکو پانی مین اور نہ خطرہ کر نہ غم کھا ہم پھر پہونچا دینگے اُسکو تیری طرف
اور کرینگے اُسکو رسولوں مین مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ بات مین حضرت موسیٰ کی مان کے دل مین
پڑیں یا طوب دیکھا مگر اس آیت سے واضح ہے کہ ابتدا سے پیدائش سے جو کچھ حضرت موسیٰ کی

مان نے کیا تھا سب اللہ کے سکھانے سے کیا تھا اپنی عقل کی کیا حقیقت تھی اور مرادیم سے
 اس جگہ رودنیل ہی فائدہ اخلاف ہر مدت رضاعت میں بعضے اٹھ بیٹھے اور بعضے چار اور بعضے
 تین بیٹھے بھی بیان کرتے ہیں کہ اس عرصہ تک حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے گھر میں چھپے رہے
 نہ روئے نہ حرکت کی اور اپنی مان کا دودھ پیتے رہے علامۃ لغوی حضرت ابن عباس رضی
 اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ ان دنوں میں فرعون کی ایک بیٹی تھی دوسرے محل سے
 سو اسکو سلیمہ داغ کی پیاری تھی ہر چند دوا ہوئی مگر بیماری نگلی ایک روز یکم ہون اور نجومیوں کو
 جمع کر کے فرعون نے اسکا حال دریافت کیا نجومیوں نے کہا فلان روز وساعت آفتاب کے
 نکلنے دریا سے نیل میں ایک لڑکا تھوڑی عمر کا ملیگا اسکے منہ کے لعاب سے صحت ہوگی فرعون
 بوقت مہمود مع آسیہ خاتون کنارہ نیل پر ایک مکان میں بیٹھا اور اپنی بیٹی مریضہ کو بھی لے گیا
 یہاں تک آفتاب نکلنے دریا سے نیل موجیں مارتا تا بوقت کلیم لایا کہ وہ تابوت درخت قلعہ شاہی سے
 آگیا فرعون نے خادموں سے کہا کہ اس تابوت کو جلد لاؤ خادموں نے تابوت لیا اور
 ارادہ کیا کہ اسکو کھولیں نہ کھلا پھر توڑنا چاہا نہ ٹوٹا پھر آگ میں ڈالنا جلاتا ہی آسیہ خاتون
 کہ دل آنکا نور ایمان سے متور اور مشام جان رواح عرفان سے معطر تھا فرما لے لکین کہ قتل کشا
 اس رازِ شفہ کی اور مفضل قحوق اس حقہ سر بستہ کی بین ہوں اور بسم اللہ کر کے کھولا تو
 ایک لڑکا حسین و جمیل غنایت ازلیہ سے آراستہ اور لباس جاہ و جلال سے پیراستہ
 نظر آیا کہ آسیہ اسکی محبت میں شیدا اور ہزبان حال گویا ہوئی ثنوی بحسن و خلق و وفا
 کس بیارمانزسد ترا دین سخن انکار کارمانزسد اگرچہ حسن فروشان بجلوہ آمدہ اندہ +
 کسے بحسن و ملاححت بیارمانزسد ہزار نقد بازار کائنات آزندہ یکے بسکہ صاحب عیارمانزسد
 اور اللہ جل شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رزق دہانے ہاتھ کے انگوٹھے میں رکھا تھا
 کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی سے دودھ پیتے اور سیر ہو جاتے جب کہ تابوت سے باہر نکلے
 تو فرعون کی بیٹی نے لعاب دہن لیکر سفید داغوں پر ملا اسی وقت برص دفع ہوا بعضے کہتے ہیں
 کہ وہ لڑکی اندھی بھی ہو گئی تھی مشاہدہ جمال موسوی سے مینا ہوئی تب اسنے گلے سے
 لگایا اور فرعون نے بھی خوش ہو کر پیار کیا مگر با مان بولا کہ یہ وہی لڑکا ہے جس سے نجومیوں نے
 تجھے ڈرایا تھا یہ بھی تیرا قبیل ہو کہ از خود آگیا اب اسکو قتل کر اسوقت حضرت آسیہ کہ
 بنات انبیاء میں تمہیں آور بعضے کہتے ہیں کہ آسیہ بنت مزاحم قبیلہ نحم سے تھیں کہ میں میں

مشہور ہو اور بقولے حضرت موسیٰ علیہ السلام کہ چچا کی بیٹی تھیں اور یمون اور سکینون پر رحم کرتی تھیں کہنے لگیں کہ یہ لڑکا مجھ کو ایک سال سے زیادہ کا نظر آتا ہے اور تو نے اس سال کے دھوکے قتل کا حکم دیا ہے پھر ایسے بیگناہ کا خون ناحق اپنی گردن پر مت لے اور مجھ کو بخش دے کہ میں آپ بیٹا بناؤں کہ میرے اولاد میں ہے شاید مجھ کو اور مجھ کو نفع کرے کما قال اللہ فی سورۃ القصص

فالتقطہ آل فرعون لیکون لهم عدوا وحرثا ان فرعون و ہامان وجنودہما کانوا خاطنین و قالت امرۃ فرعون قرۃ عین لی وکلب لا تقتلوه عسی ان ینفعنا ویتخذہ ولدا و ہم لا یشرعون یعنی پھر اٹھایا اسکو فرعون کے گھر والوں نے کہ ہوا کا دشمن اور کڑھانے والا بیشک فرعون اور ہامان اور انکے لشکر چکنے والے تھے اور بولی فرعون کی عورت آنکھوں کی ٹھنڈک ہی مجھ کو اور تجھ کو اسکو نہ مارو شاید ہمارے کام آوے یا ہم کر لیں اسکو بیٹا اور انکو خبر نہیں کہ بڑا ہو کر کیا کریگا لیکن جانا کہ بنی اسرائیل میں کسی نے خوف سے ڈالا ہی پھر ایک لڑکا نہ مارا تو کیا اور اسی وقت آسیہ کو یہ کیا اور کہا مجھ کو اسکی حاجت نہیں ہے معالمتنزل میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اگر فرعون بھی کتا قرۃ عین لی کہا ہوا ک لہ اللہ کما ہذا یعنی میری آنکھ کی بھی ٹھنڈک ہی جسطرح تیری آنکھ کی ہے تو فرعون کو بھی اللہ ہدایت کرتا جیسے آسیہ کو کیا اور حضرت ابن عباسؓ بھی فرماتے ہیں کہ اگر فرعون دشمن خدا بھی کتا عسی ان ینفعنا نفعہ اللہ و لکنہ ابی للشقاۃ الذی کتبہ اللہ علیہ یعنی شاید مجھ کو نفع کرے تو نفع دیتا اسکو اللہ لیکن اسنے انکار کی شرارت سے جو لکھ دی تھی اللہ نے اسپر بالجامہ فرعون نے کہا کہ آسیہ اس لڑکے کا نام رکھ آسیہ نے فرمایا اسکو میں نے پانی اور درخت سے پایا ہے اور لغت قبط میں موپالی کو بولتے ہیں اور درخت کوشی کہتے ہیں اسلیے نام اسکا موشی ہی پس لفظ موسیٰ اصل لغت میں عبرانی ہے جب عربی میں نقل کیا تو شین منقوطہ کو مملہ سے بدل ڈالا کہ موسیٰ ہوا اور یہی نام قیامت تک بولا جائیگا تنبیہ فرعون اس سبب سے تابوت نہ کھول سکا کہ اس میں خدا کا دوست تھا اور فرعون دشمن خدا تھا کس طرح دشمن کو دوست پر دسترس ہوتا اور آسیہ دوست خدا تھی اسنے اسکے دوست کا تابوت بلا تا مل کھول لیا فساد نہ جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریامیں ڈالنے گئی تھیں اسوقت یہ مناجات زبان پر جاری تھی کہ یا اکی فرعون کا مارنا امر ظنی تھا اور دریامیں ڈالی دینا اپن کوشش و ہمت نہیں ہے اس میں کیا حکمت ہے جو مجھ کو ارشاد ہوا ہے اسوقت

دریامیں

عالم غیب سے یہ آواز کان میں آئی کہ اے فراق کشیدہ اس میں یہ حکمت ہے کہ اس لڑکے کو فرعون سے مقابلہ کرنا ہی اس واسطے میں نے دل میں تیرے ڈالا کہ تو موسیٰ کو دیا میں ڈال اور میری حفاظت و حمایت پر نگاہ کر کہ میں اسکو کس طرح دریا کی آفتوں سے بچاتا ہوں اور کہاں پہنچاتا ہوں اور خیال کر کہ بلا حکم میرے ایک ذرہ ہیش نہیں کر سکتا اور اپنے دل میں اطمینان رکھ کہ جب فرعون سے مقابلہ کریگا غالب رہیگا اگر فرعون کا لشکر تا بعد ازیں تو میں تیرے لڑکے کا مددگار ہوں غرض کہ آسہ لے اپنا بیٹا بنایا اور دودھ پلانے والی دایہ ان تلاش پہون لگیں چنانچہ بروایت بعض مفسرین چار سو دایہ ان مصر کی حاضر ہوئیں الاحقرت موسیٰ علیہ السلام بمقتضائے و حرمانا علیہ المراضع من قبل یعنی روک رکھی تھیں ہم نے دایہ ان پہلے سے کسی کا دودھ نہ پایا یہاں تک کہ مریم نے فرعون کے دروازے پر سنا کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک رات دودن یا تین شبانہ روز یا آٹھ روز سے دودھ نہیں پیا ہے اور دیکھا کہ پودہ ارفسہ عرفی دایہوں کی تلاش میں دوڑتے پھرتے ہیں تب اسنے بیگانہ وار کہا اہل اولکم علی اہل بیت یفلطون لکم وہم لہ نامحزون یعنی میں بتا دوں تمکو ایک گھر والی وہ اسکو پال دین تمکو اور وہ اسکی بھلا چاہنے والی ہیں معالمت التزلیل میں ابن جریج اور سعدی سے روایت ہے کہ جب مریم نے یہ کلام کیا تو چوبداروں نے گرفتار کیا اور کہا کہ شاید تو اس لڑکے سے واقف ہے مریم نے کہا میں نے خیر خواہی کی بات کسی بھی کہ بادشاہ کا تردد رفع ہوا درمیں کچھ بات نہیں جانتی تفسیر انوار میں ہے کہ یہ شرارت ہامان مردود کی تھی کہ اسنے مریم سے یہ مناقضہ پیش کیا تب مریم نے کہا کہ میں ایک دائی دودھ پلانے والی کا نشان دیتی ہوں کہ آئین پرورش اطفال میں ہوشیار ہے اور آرزو بھی رکھتی ہے کہ اگر کوئی لڑکا چھوٹا ملے تو اسے دودھ پلا دے کیونکہ اسکا ایک بیٹا دودھ پیتا مارا گیا ہے اسوقت کسی کا فریاد اچھا بھلا و مریم نے کہا وہ عورت میری ماں ہے بولا تیری ماں کے کوئی اور بھی بیٹا ہے بولی ہارون ہی تین برس کا اسنے کہا سچ ہے اسیکولا و مریم اپنی ماں کے پاس بلانے آئیں مثل مشہور ہے کہ اندھا کیا چاہے دو آنکھیں وہ بلا تامل ڈیون اور فرعون کے محل میں داخل ہوئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو اپنی گود میں لے کے کمال شفقت سے پیار کرنے لگیں تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آنکھیں کھولیں اور ہلے اور بہت خوش ہوئے پھر خوشی سے دودھ پیابلیت ہوئے خوش تو ہو کر ذبا و صبا شہیدہ از یار آتش نافس آتشا شہیدہ غرض کہ اللہ نے پہونچایا اسکو اسکی ماں کی طرف کہ ٹھنڈی رہے

اسکی آنکھ اور غم نہ کھائے اور خیال کرے کہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا حق ہی پر بہت لوگ نہیں جانتے
 کما قال فی سورۃ القصص فردناہ الی اسمہ کی تقریضنا ولا تحزن وتعلم ان وعدہ الحق ولكن
 اکثر ہم لا یعلمون بعد اس کے فرعون نے پوچھا کہ ای عورت تو کون ہو کہ یہ لڑکا خوشی سے تیرا دودھ
 پیتا ہو بولیں کہ میرا دودھ میٹھا اور پاک ہو اور میں عورت پاکیزہ ہوں کہ جو شیر خوار میرے
 پاس آوے بے اختیار میرا دودھ پیے چنانچہ ایک اشرفی روزینہ مقرر کر کے فرعون نے حکم دیا
 کہ یہ عورت ہر روز دو دو پلاوے اور آسہ نے ایک ہنڈولہ سونے کے تختون کا بنوایا کہ انہیں
 حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف رکھنے لگے اور آپ کی ماں ہر روز دو دو پلاوے لگین جس
 کامل دودھ پلویا یا بعد دو برس کے دودھ چھوڑا یا تو آسہ نے ایک نچرا شرفیون سے اور
 کئی اونٹ جو اہرات سے بھر کر غلبت کیے اور رخصت فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی
 تربیت و تعلیم میں مصروف ہوئیں اور جو بعض تفسیرون میں لکھا ہے کہ آسہ نے روزینہ
 مقرر کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو انکی ماں کے گھر بھیجا اور مفتہ میں ایک مرتبہ طلب کیے
 دیکھ لیتی تھیں سو محقق مفسرین اس کے اس قول کو ضعیف جانتے ہیں حدیث شریف میں وارد ہے
 کہ میری انت کے غازیوں کا حال اور موسیٰ کی ماں کا احوال ایک طرح کا ہی یعنی جس طرح
 حضرت موسیٰ کی ماں فرعون سے روزینہ لیکے اپنے صاحبزادے بلند اقبال کو پرورش
 کرتی تھیں اسی طرح میری انت کے غازی بادشاہوں و وزیروں سے ماہانہ و سالانہ لیکر
 اسباب جہاد میں صرف کرتے ہیں اور نیت خالص واسطے اللہ کے رکھتے ہیں اس حدیث پر
 اشارہ ہے اصل عظیم کا اصول کلیہ فقہ سے یعنی اجرت عبادت پر لینا اس صورت میں درست ہے
 جب نیت خالص واسطے خدا کے ہو اور ہونا ہونا اجرت کا برابر ہو یعنی عبادت کو ضرور
 جانے خواہے یا نہ لے اور جو عبادت کے متعلق اجرت سے ہو اگر لے تو ادا کرے نہیں تو چھوڑ دے
 وہ مزدوری ہو اسکا کچھ ثواب نہیں بلکہ خوف عقاب ہو کہ دین کے کام کو دنیا کے لیے کیا اور
 آخرت کو ستے مول بیچ ڈالا معاذ اللہ من ذلک تنبیہ معلوم ہوا کہ تعلیم قرآن و فقہ پر اجرت
 لینا منوع ہے کیونکہ یہ بھی عبادت ہے مگر فرقہ معلّم الصبیان کہ واسطے تعلیم لڑکوں کے لو کر
 ہوتے ہیں اس منع میں داخل نہیں ہیں کیونکہ وہ عوض تعلیم کلام الہی کے نہیں لیتے بلکہ
 اجورہ محنت ہے کہ صبح سے شام تک اپنے گھر سے جدا اور کسب معاش سے مطلق لڑکوں کو
 گھیرے ہوئے بیٹھے رہتے ہیں لیکن اگر کوئی شخص محض تعلیم قرآن و حدیث و فقہ پر لے مقرر کرنے

ماں لڑکا

تفہیم قرآن و فقہ
 مؤلفی تاجریہ

مکان و وقت و زمانے کی مزدوری مانگے وہ گناہگار ہی جس طرح معلم دنیا طلب اور واعظین
 طاع کہ تعلیم احکام شرع و تبلیغ و اعظ پر اجرت لیا کرتے ہیں اور توقع منفعت کی جگہ سائل کے حاجت
 متوجہ ہوتے ہیں اور سب توقعی میں بد مزاجی کرتے ہیں سو یہ سب لاشعرا و ابائی غمنا قلیلا میں
 داخل ہیں یعنی وہ لوگ آیات الہی کے عوض میں قیمت قلیل لیتے ہیں اور اس نعمت کو ہر باد
 کر دیتے ہیں اسی طرح علمائے ہد قماش کہ واسطے خوشی حکام کے طرح طرح کے حیلے مسائل شرعیہ پر
 نکالتے ہیں وہ بھی اس وعید میں داخل ہیں اور قاضی و مفتی مرتشی اور بادشاہ ظالم و وزیر
 اور تصدی بے باک انکے شریک ہیں اور جو لوگ امامت اور اذان و خطبہ پر مزدوری لیتے ہیں
 سو اس میں اختلاف ہو بعضے منع کرتے ہیں کیونکہ یہ بھی عبادات میں ہیں اور اجرت سے ثواب
 عبادت نہیں ملتا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ مزدوری درست ہے کیونکہ یہ مزدوری عبادت کی نہیں بلکہ ادا
 اسکا مکان خاص اور زمان خاص میں ہوتا ہے اس کے عوض یہ مزدوری ہے اور یہ خصوصیت داخل عبادت ہے
 اور تحقیق اس مسئلہ کی یہ ہے کہ زمانہ سابق میں امام و خطیب و مؤذن و قاضی و مفتی و محاسب تحصیل ثواب
 خالص بلا اجرت کام کرتے تھے جب خلفائے راشدین و سلاطین عادلین نے دیکھا کہ یہ لوگ مشغول اسی
 عبادت میں رہتے ہیں انکی معاش کے لیے مسلمانوں کے مال سے کچھ روزیہ بطور مدد معاش مقرر کرنا چاہیے
 نہ بطریق اجرت سود و معاش مقرر ہوئی مگر رقتہ رقتہ پیچیدہ پیچیدہ معاش ہو گیا اور جو وہ کہلائے لگا اس لئے کہ
 یہ وجہ معاش مشکوک ہے بلکہ قریب بھرام حتی المقدور احتراز لازم ہے مگر تعویذ و رقیہ بالقرآن میں اجرت لینا
 احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے اور محققین نے ایک قاعدہ کلیہ مقرر کر دیا ہے آمین فائدہ سے ہیں وہ یہ کہ
 عبادت یا فرض میں ہی یا فرض کفایہ یا واجب یا سنت ہو کہ جس طرح تعلیم قرآن و حدیث
 وقفہ نماز و روزہ و تلاوت قرآن و ذکر و تسبیح پس ان چار چیزوں پر اجرت لینا منع ہے اور
 جو چیز کہ عبادت نہیں کسی وجہ سے بلکہ مباح محض ہے اس پر اجرت لینا درست ہے جیسے رقیہ
 بالقرآن یا تعویذ لکھنا اور وہ عبادتین کہ بسبب تعیین مدت یا تخصیص مکان کے مباح ہو جاتی ہیں
 جس طرح قرآن پڑھنا کسی کے لئے کون کو اسی کے خاص گھر میں کیونکہ صبح سے شام تک حاضر رہنا
 آمین شرط ہوتا ہے اور یہ خصوصیت ہرگز عبادت نہیں اس پر مزدوری بھی منع نہیں ہے اور جس طرح
 عبادات اور طاعات پر اجرت لینا درست نہیں اسی طرح گناہ نہ کرنے پر اجرت لینا درست
 نہیں مثلاً کوئی زمانہ کار کے کہ جو کوئی ہو کوئی کوئی کار کے لئے تو ہم حرام کاری چھوڑ دیں اور لحاظ عمدہ
 اور منصب کا بھی حکم اجرت میں داخل ہے جس طرح اس زمانے کے بعض قاضی و مفتی و صدقات

و صدر امین و منصف و غیرہ رشوت اور دعوت قبول نہیں کرتے یا گناہ بھانہ نہیں سنتے اور امارت و نثار سے پرہیز کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص انکی محفل میں ان چہیزوں کا نام بھی لے تو ناراض ہوں اور جہتِ عمدے سے معزول ہوئے تو بوجہ احسن تدارک مانگاتے فرماتے ہیں کذا قال مولانا استاد البحر العلوم شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فی تفسیرہ الغزیری القصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں اپنے گھر گئیں اور آسیہ رضی اللہ عنہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پرورش کرنے لگیں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تین برس کے ہوئے تو ایک روز فرعون حضرت کو اپنی گود میں لیکے کھلانے لگا اور کلام لایعنی زبان پر لایا حضرت نے ایک طمانچہ مارا اور وارٹھی پکڑ کے کھینچی کہ یہ مردود نہایت رنجیدہ ہو کر آسیہ سے کہنے لگا میں نہ کہتا تھا کہ یہی لڑکا میرا دشمن ہے پر تو نے مارنے نہ دیا اب بھی اس سے دست بردار ہو آسیہ نے فرمایا تو کس خیال میں ہے لڑکوں کی بے تمیزی اس سے زیادہ ہوتی ہے انکی باتوں کو عداوت پر عمل کرنا محض بے عقلی ہے فرعون نے کہا اسکو اور لڑکوں پر قیاس مت کر کہ میں اسکے قیافے سے عقل اور تمیز اسکی جو انوں سے زیادہ پاتا ہوں اور اسنے یہ حرکت سنجیدہ و فہمیدہ کی ہے آسیہ نے کہا اس عمر میں عقل و تمیز کہاں ہوتی ہے دیکھ میں امتحان کرتی ہوں اور دو طباق ایک سونے کا آگ سے بھرا اور دوسرا چاندی کا موتیوں دیا قوت سے پڑا اسی مجلس میں منگوائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگیں کہ جو ان دونوں میں تمکو اچھا معلوم ہو اُسے لو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے موتیوں کو طباق پر ہاتھ چلایا تو حضرت جبریلؑ نے حکم اُتیا انکا ہاتھ طبق آگ میں ڈال دیا اور ایک انگارا لیکر منہ میں رکھ دیا کہ زبان مبارک جل گئی اُسی وقت سے لگنت پیدا ہوئی اور ہاتھ سفید ہو گیا تب آسیہ نے فرعون سے کہا کہ تو نے اسکی تمیز ملاحظہ کی فرعون سخت شرمندہ ہوا پھر جب عمر شریف حضرت کی آٹھ برس کی ہوئی تو ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس باادب بیٹھے تھے فرعون نے مرغ ہانڈ سے کہا کہ جنگی مرغون کو کھول دے اُسنے کھولا تو پہلے ایک مرغ نکلا اُسنے اپنے بازو جھاڑ کے آواز دی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا سچ ہے فرعون نے پوچھا مرغ نے کیا کہا ارشاد کیا کہ اُسنے کہا پاک ہے وہ خدا جسے چرواہے کے لڑکے کو اس مدت دراز تک دولت و شہمت سے سرفراز فرمایا اور طرح طرح کی نعمتوں سے ممتاز کیا باوجود اسکے کہ وہ مقابل ہر نعمت کے ناشکری کرتا ہے فرعون نے کہا ای موسیٰ مرغ کو ایسی باتوں سے کیا کام ہے تو نے اپنی طرف سے تو طیا باندھا ہے حضرت موسیٰ نے اُس مرغ کو بلایا اور فرمایا

کہ اب تو زبان فصیح میں بیان کر جسکو ہر خاص و عام سمجھ پھر اُس نے بزبان فصیح اُسی بات کو کمال توضیح سے کہا فرعون سخت متحیر ہوا اور بہت ڈرا ہا مان مردود اسوقت حاضر تھا اُس نے اتنا س کیا کہ یہ مرغ جادو میں آگیا ہی ذبح کیا جا سے آخر ذبح ہوا اللہ نے اُسکو زندہ کیا کہ فوراً اُڑ گیا اور نظر سے غائب ہوا پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نو برس کے ہوئے تو فرعون نے اپنے تخت پر مصر بانی سے بٹھلایا اور وزرا و اہل تخت کے گرد کھڑے ہوئے اور فرعون نے کفر و جہالت کی باتیں غور دین کہنی شروع کیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غصہ آیا تو تخت میں ایک لات ماری کہ دونوں پاؤں تخت کے ٹوٹ گئے اور تخت اونچا ہو گیا اور فرعون تخت سے زمین پر گر پڑا کہ ناک ٹوٹ گئی اور خون چلا دربار والے گھبرا گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں سے بھاگے اور محل میں جا کر آسیہ خاتون سے لپٹ گئے اور سارا حال کہدیا پیچھے پیچھے فرعون بھی محل میں داخل ہوا اور دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آسیہ کے پاس تشریف رکھتے ہیں دیکھ کر آسیہ پر غصہ ہوا کہ تو نے اس لڑکے کو مارنے نہ دیا اب یہ لڑکا شورہ پشتیان کرتا ہو آسیہ نے کہا تھوڑی عمر کے لڑکے جو کچھ شوخی اپنے ماں باپ سے کریں وہ جائے شکایت نہیں ہوتی بلکہ دلیل ہے اس پر کہ سن تیز میں یہ سب شوخی و قوت ماں باپ کے دشمن پر کہیں گے اور اُمرا اُسکے خوف سے لرزاں رہیں گے بعد اُسکے کھانا آیا فرعون نے کھانا شروع کیا حضرت موسیٰ بھی کھانے لگے اتفاقاً اسوقت باد چلی نے ایک بکری کا بچہ مسلم نور میں دم بخت کر کے فرعون کے آگے رکھ دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم باذن اللہ وہ بچہ زندہ ہو کر دوڑنے لگا فرعون نے سخت تعجب کیا حضرت آسیہ نے فرمایا یہ سب باتیں تیری بقائے سلطنت میں کام آنے کو ہیں اس لڑکے کو بہت غنیمت سمجھ پھر تو فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ادب کرنے لگا اور بلا تعرض اُنکو چھوڑا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تیس برس کے ہوئے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے فلما بلغ اشدہ استوی آتیناہ کما ظلمنا یعنی جب پہونچا اپنے زور پر اور سنبھلا دیا ہم نے اُسکو حکم اور سمجھ کالی سے روایت ہے کہ اشد اٹھارہ سے تیس برس تک کو بولتے ہیں اور مجاہد وغیرہ تیس تک کو کہتے ہیں اور علامہ ابنہوی نے بروایت سعید ابن جبیل ابن عباسؓ چالیس برس نقل کیے ہیں اور بعضے انتہا جوانی مراد رکھتے ہیں بہر تقدیر ہوشیار ہوئے تو اللہ نے علم و عقل قبل نبوت کے عطا کیا کہ نماز و عبادت میں مشغول رہتے چنانچہ ایک روز کنائز رودنیل کے وضو کر کے نماز پڑھنے لگے ایک شخص خواص فرعون سے وہاں گذرا اُس نے کہا

کہ یہ عجاوین کسکے لیے کرتے ہو حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اپنے خاوند کے لیے بولنا نکو آقا
و خاوند کی احتیاج نہیں تم اپنے باپ فرعون کی عبادت کیا کرو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
فرمایا کہ تجھ پر فرعون پر نعمت خدا کی ہے اسنے کہا میں فرعون سے کہوں گا حضرت موسیٰ نے فرمایا
کہ اس زمین اسکو بکڑ زمین نے نازا نو اسکو نکل لیا اور نہ چھوڑا نا چار اسنے قسم کھائی کہ میں
فرعون سے نکلوں گا مگر رفتہ رفتہ یہ خبر فرعون کو پہونچی فرعون نے کہا کہ جب موسیٰ نماز پڑھیں
تو مجھ کو خبر کرو چنانچہ ایک خواص فرعون کا منتظر وقت رہا جب حضرت نماز میں مشغول ہوئے
تو اسنے فرعون سے کہا فرعون آیا اور کھڑا رہا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز سے
فارغ ہوئے فرعون نے پوچھا کہ اسی موسیٰ یہ پرستش کسکے واسطے تھی حضرت نے فرمایا واسطے
اس آقا کے جو مجھ کو تربیت کرتا ہے اور کھلاتا پہناتا ہے فرعون نے کہا سچ ہے کہ میں یہی یہ کام کرتا ہوں
بالجملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے بوڑھوں کو اپنی صحبت میں رکھتے اور ان سے
آنسیت اور الفت کرتے یہ امر فرعون میں پر شاق ہوا اس عرصہ میں حضرت نے ایک روز
بنی اسرائیل کے سرداروں کو جمع کیا اور پوچھا تم کب سے عذاب فرعون میں گرفتار ہو ہوئے
کہ مدت دراز سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ٹمرہ گناہوں کا ہے تمکو چاہیے کہ تم ہند
کرو کہ اگر حق تعالیٰ یہ عقوبت تم سے دفع کرے تو وہ نذر ادا کرو سب نے کہا کہ ہم روزہ و نماز
و اطعام ساکین بہت کریں گے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ ایک چیز اپنے ذمے مقرر کرو کہ ان سب
کافی ہے یعنی اپنے پروردگار کی اطاعت کرو اور گناہوں سے دور رہو سب نے کہا کہ ہم نے
جان و دل سے قبول کیا پھر حضرت نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ زمانہ سابق میں ایک پیغمبر
بت پرستوں پر خدا نے بھیجا تھا ان کافروں نے کچھ قدر اس پیغمبر کی نجائی اور اسکو آگ میں ڈالا مگر
اس آگ نے کچھ ضرر نہ کیا اسکا قصہ کیا ہے بوسے کہ وہ پیغمبر ہمارے اور تمہارے دادا حضرت
ابراہیم علیہ السلام تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پس تم اپنے دادا کے طریقے پر رہو
اور فرعون میں کی ایذا سے خوف نہ کرو کہ حق تعالیٰ انکا شر تم سے دور کرے گا اس عرصے میں ایک دن
راہ میں چلے جاتے تھے ایک پیادہ فرعون کا شاید دار و خدہ مطیع تھا پستارہ لکڑی کا ایک اسرائیلی
زبردستی چھینے لیتا تھا اور کہتا تھا کہ اس پستارے کو فرعون نے مطیع میں پہونچا وے اسرائیلی
حضرت موسیٰ کو دیکھ کر پکارا حضرت نے فرعون کو منع کیا اسنے نہ مانا تب ایک گھونسا اسکی پیشانی
مارا اسکی موت تھی مگر کیا اسرائیلی اپنے گھر چلا گیا یہ خبر فرعون کو پہونچی فرعون نے کہا غلط ہے

داغ لگائی

موسیٰ کبھی قطعی کو نہ ماریگا چنانچہ ارشاد ہوتا ہو و دخل المدینۃ علیٰ عین غفلة من اہلہا فوجد فیہا
 رعیلین یقتتلان ہذا من شیعتہ و ہذا من عدوہ فاستغاثہ الذی ہو من شیعتہ علی الذی من عدوہ
 فکوزہ موسیٰ فقصی علیہ قال ہذا من عمل الشیطان انہ عدو مضل مبین قال رب انی علمت
 نفسی فاغفر لی فغفر لہ انہ ہوا لغفور الرحیم یعنی آیا شہر کے اندر جب وقت بخیر ہوئے تھے وہاں کے
 لوگ پھر پائے اُسین دو مرد لڑتے ایک اُسکے رفیقون میں اور ایک اُسکے دشمنون میں پھر
 فریاد کی اُس پاس آئے جو تھا اُسکے رفیقون میں اُسکی جو تھا اُسکے دشمنون میں پھر نکلا مارا اُسکو
 موسیٰ نے پھر اُسکو تمام کیا بولایہ ہوا شیطان کے کام سے بیشک وہ دشمن ہی بہکانے والا
 صریح بولا ای رب بڑا کیا اپنی جان کو سو بخش بھگو پھر اُسکو بخش دیا بیشک وہی ہی بخشنے والا
 مہربان سدی مفسر فرماتے ہیں کہ مدینہ سے مراد شہر فعیف ہی ولایت مصر میں اور مقاتل
 کہتے ہیں کہ ایک گائون ہی دو کوس مصر سے اور بعض کہتے ہیں مدینہ سے عین شمس مراد ہی اور
 تفسیر تقاس میں لکھا ہے کہ اسکندریہ مراد ہی اور بعض متعین کہتے ہیں کہ انکی مان کا گھر تھا شہر سے
 باہر جان سب بنی اسرائیل رہتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کہوں وہاں جاتے اور
 کہوں فرعون کے گھر آتے سو اُس دن اپنی مان کے گھر جاتے تھے راہ میں یہ اتفاق ہوا اور
 وقت غفلت سے وقت قیلوہ مراد ہی اور قرطبی کے نزدیک مابین مغرب اور عشا اور بعض کہتے ہیں
 کہ سبب مدینہ کے جانے کا یہ ہوا تھا کہ حضرت موسیٰ نے فرعون کو لڑکپن میں مارا تھا اُسے قتل
 کرنے کا حکم دیا تھا حضرت آسیہ نے بچا لیا فرعون نے مدینہ مصر سے نکال دیا جب حضرت
 موسیٰ علیہ السلام کو بالکل وہاں کے لوگ بھول گئے اور غافل ہوئے زندگی اور موت سے
 اور حضرت موسیٰ جو ان ہوئے تب مدینہ مصر میں تشریف لائے یہ قول اصح روایت میں ہے اور
 حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ سے معالم التشریل میں روایت ہے کہ فرعون یون میں وہ دن عید
 تھا اور سب قافل ہو رہے تھے اور سدی سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اہل مصر
 فرعون کا بیٹا کہتے تھے اس سبب سے حضرت موسیٰ اُسی سواری پر سوار ہوتے تھے جسپر
 فرعون سوار ہوتا تھا اور لباس و پوشاک بھی ویسی ہی پہنتے تھے جیسی فرعون پہنتا تھا چنانچہ
 اُس دن فرعون سوار ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اُس وقت کہیں تشریف لے گئے تھے
 جب تشریف لائے تو کسی نے کہا فرعون سوار ہو گیا حضرت بھی سوار ہوئے اور دو پر کو
 مدینہ نبیع میں پہنچے کہ لوگ وہاں کے غافل تھے فائدہ جو دشمن لڑائی کرتے تھے

اسمین ایک سیاحری تھا دوست موسیٰ کا نام اُسکا ملینا اور دوسرا نان وائی فلیشون یا قائلون
فرعون کا نوکر تھا قائد یہ جو حضرت موسیٰ نے کہا کہ ہذا من عمل الشیطان اُسکا سبب یہ ہی
کہ فرعون ظالم اسرائیلی کو ادب دیتا تھا اور شاید اُس فریادی کی بھی کچھ تقصیر تھی مگر فرعون کی
اجل آگئی تھی سو اُسکو مار کر پھٹانے کے بے قصد خون ہو گیا اور فریادی کا قصور حضرت موسیٰ کے
فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ رب ہما نعمت علی ظن اکون ظہیر للمجرمین یعنی امی رب جیسا تو نے
فضل کیا مجھ پر میں سمجھوں نہ ہونگا مددگار گناہگاروں کا یعنی تو نے بخشی میری تقصیر پس میں
قسم کھاتا ہوں کہ پھر کسی گناہکار کا مددگار نہ ہونگا اور یہ حرکت بلا قصد صادر ہوئی تھی کیونکہ انبیاء
گناہ عمدہ سے محفوظ ہیں اور بخشنا تقصیر کا انھوں نے ہانا اہام سے کیونکہ پیغمبر لوگ نبوت سے
پہلے بیشک ولی ہوتے ہیں اور حضرت ابن عباسؓ مجرین سے کا فر مراد لیتے ہیں اس سے
دریافت ہوا کہ اسرائیلی جبکی حضرت نے اعانت کی تھی کا فر تھا اور قتادہ نے کہا ہے کہ حضرت
موسیٰ نے فرمایا کہ میں ہرگز گناہ پر اعانت نہ کروں گا قصہ جب یہ معاملہ گذرا تو حضرت موسیٰؑ
صحیح کو اُسی مقام میں جس جگہ قبلی کو مارا تھا ڈر رہے تھے کہ ورنہ مقتول فرعون کے پاس فرمایا
گئے ہیں دیکھیے کس پر جرم ثابت ہوا ورنہ مجھے کیا سلوک کریں اتنے میں قبلی فرعون کے پاس
فریادی ہوئے کہ بنی اسرائیل نے ہمارا آدمی مار ڈالا ہے فرعون نے کہا قاتل ثابت کرو تو میں
سزا دوں بہت لوگ تلاش میں پھرنے لگے کچھ نشان نہ ملایا نہ تک کہ موسیٰ علیہ السلام کو
دوسرے دن وہی معاملہ پھر پیش آیا کہ اُسی اسرائیلی پر دوسرا قبلی ظلم کرتا تھا پھر اُس نے
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر شور کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اُسکے پاس تشریف
لے گئے اور ناراض ہو کر فرمانے لگے کہ تو ہر روز ظالموں سے اُلجھتا ہے اور مجھ کو بھڑاتا ہے
تیرے سبب سے میں نے کل ایک شخص کو مارا کہ اُسکی نہ امت اور شرمندگی مجھ کو موجود ہے
آج پھر چاہتا ہے کہ ویسی حرکت کروں انک لغوی مبین مقرر تو بے راہ ہے صحیح الا شفقت
نبوت سے چاہا کہ قبلی کو اسرائیلی سے دفع فرمائیں اسرائیلی نے جانا کہ مجھ کو مار تے ہیں اور
حضرت کے غصے سے واقف تھا و انک لغوی مبین بھی سن چکا تھا سو اُس نے شور کیا کہ امی
آج مجھ کو مارا چاہتا ہے جس طرح کل ایک شخص قبلی کو مار ڈالا ہے کما قال فی سورۃ القصص فلما
اراد ان یطیش بالذی ہو عدو لما قال یا موسیٰ اترید ان تقتلنی کما قتل نفسا بالاس ان ترید
الا ان تکون جبارا فی الارض و اترید ان تکون من المصلحین یعنی پھر جب چاہا کہ ہاتھ ڈالے

آسپر جو دشمن تھا ان دونوں کا کہا فریاد کرنے والے نے اسی موسیٰ کیا چاہتا ہی خون کرے میرا
 جیسے خون کر چکا ہی ایک کا کل تو یہی چاہتا ہی کہ زبردستی کرتا پھر سے ملک میں اور زمین چاہتا ہی
 کہ ہووے ملاپ کرنے والا پس یہ بات اسکی زبان سے مشہور ہوئی اور بازاریوں نے فرعون کے
 پاس گواہی دی کہ قبلی کو موسیٰ نے مارا ہی سو ہمارے حوالے کرو تو ہم قصاص میں مارین
 فرعون نے قتل کا حکم دیا اور جلا دبتلاش پہلے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جلا دون نے
 دور کی راہ اختیار کی اس عرصے میں حضرت موسیٰ کو یہ خبر پہنچی سو وہ بھاگے اور حضرت شاہ
 عبد العزیزؒ استاذ الازادہ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ فرعون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام
 قصاص میں تو قتل ہوا تھا کہ حضرت کو خبر پہنچی چنانچہ سورہ قصص میں ارشاد ہوتا ہی وجاہ
 رجل من اقصى المدينۃ یسعی قال یا موسیٰ ان اللہا یاترونک بک یقتلک فاخرج الی کرب
 من الناصحین فخرج منها خائفا یتربص قال رب نجنی من القوم الظالمین یعنی آپا شہر سے کہ پرلے
 سرے سے ایک مرد دوڑتا کہا اسی موسیٰ دربار والے مشورہ کرتے ہیں تجھ پر کہ تمھو کو مار ڈالیں
 سو تو نکل جا میں تیرا بھلا چاہنے والا ہوں پھر نکلا موسیٰ وہاں سے ڈرتا راہ سے دیکھتا بولا اور
 خلاص کر اس قوم بے انصاف سے اکثر اہل تاویل کہتے ہیں کہ جبریل ایک شخص فرعون یوں سے
 پوشیدہ ایمان لایا تھا اسنے خبر پہنچائی اور بعضے اُسکا نام شمعون کہتے ہیں اور بعضے شمعان یقینہ
 اللہ جل شانہ نے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنایا کہ یہ بھی وطن سے نکلیں جان کے
 خوف سے کا ر سب اکٹھے ہوئے تھے کہ انہرل کر چوٹ کریں اسی رات حضرت ہمارے نکلے ہجرت
 کر کے پس ہجرت کرنا سنت ہی انبیاء کی حضرت عیسیٰؑ بھی نکلے ہیں جان کے خوف سے غرض کہ
 حضرت موسیٰ علیہ السلام محض بے سامان اور پریشان پیادہ پامصر سے جانب شہر مدین کہ آٹھ روز
 یا دہنل روز کی راہ تھا تشریف لے چلے راہ میں ایک چرواہا ملا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
 پوشاک شاہانہ اپنی اُسکو عنایت فرمائی اور اُسکا گنل وغیرہ لیکر اوڑھا اور روانہ ہوئے راہ
 بھر دو شیر ساتھ ہوئے دن کو راہ بتلاتے رات کو موذیوں سے محافظت کرتے معاملہ میں لکھا ہی
 کہ بسبب ناواقفیت راہ کے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ عسی ربی ان یمدنی
 سوار السبیل یعنی امید ہو کہ میرا رب لیجاوے مجکو سیدھی راہ تب ایک فرشتہ نیزہ بردار
 راہ بتانے کو حضرت کے ساتھ ہوا اور جب مصر سے نکلے تھے کچھ کھانا اپنا ساتھ نہ تھا گھاس
 اور ساگ کھاتے رہے تو اتنا ضعف ہو گیا کہ سبزی گھاس کی پیٹ میں نظر آتی تھی اور

یہاں تک کہ فرعون نے
 موسیٰ کو مار ڈالنے کا حکم دیا
 اور جلا دون نے
 فرعون کو قتل کا حکم دیا
 اور جلا دون نے
 فرعون کو قتل کا حکم دیا
 اور جلا دون نے
 فرعون کو قتل کا حکم دیا

جلالہ زمانی حضرت موسیٰ
کی رہنمائی میں

پیادہ بروی سے پیرون میں آجے پڑ گئے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ اول ابتلا تھی حضرت موسیٰؑ کو جانب خدا سے القصہ ساتویں دن بقول صحیح مدین کے کونین پر جو شہر کے کنارے تھا پہونچے تو دیکھتے ہیں کہ دو عورتیں کھڑی ہیں اور مرد لوگ بکریوں کو پانی پلاتے ہیں کما قال اللہ فی سورۃ القصص وجد علیہ امۃ من الناس یسقولون ووجد من دونہم اعرین تزدوان یعنی پائے وہاں جمع ہو رہے لوگ پانی پلاتے اور پائین اُنکے سوا سے دو عورتیں رُکی کھڑی بیٹھے وہ عورتیں جیسے رُکی کھڑی تھیں اور قوت نہ تھی کہ ہماری دُول نکالیں اسلئے اپنی بکریوں کو پانی پینے سے روکتی تھیں کہ مرد لوگ پہلے پالیں اور کنواں خالی ہو جائے تو ہم سچا کھچا پلائینگے یا اسوا سٹے رُکی تھیں کہ آوروں کی بکریوں سے ہماری بکریاں مل جائیں یا مردوں کو اپنی بکریوں کے پاس آنے سے روکتی تھیں یا بکریوں کو گھیرتی تھیں تاکہ بھاگ جائیں بالجمہ جب یہ حال حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا تو بسبب شفقت نبوت کے اُنکے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے یا خطبکما تم کو کیا کام ہے کہ تم اپنی مویشی کو پانی نہیں دیتی ہو اور رو کے کھڑی ہو حالت الانسفی حتی یصدر الرعایۃ یعنی بولیں ہم نہیں پلاتے پانی جب تک پھیر لجاوین چرواہے کیونکہ ہم عورت ہیں ہکو طاقت نہیں کہ پالیں اور نہ استطاعت ہے کہ مردوں سے مزاحم ہوں جب مرد لوگ اپنے مویشی پلا کے چلے جائینگے تو ہم سچا ہو پانی اپنی بکریوں کو پلائینگے حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کیا تمہارے گھر میں کوئی مرد نہیں بولیں ہمارے گھر میں کوئی مرد نہیں ہے صرف ایک باپ بوڑھا بڑی عمر کا ہے کہ یہاں تک انہیں سکنا اس سبب سے ہم آتے ہیں فائدہ یہ دونوں بیٹیاں پر وایت صحیحہ حضرت شعیب علیہ السلام کی تھیں بڑی کا نام صفورا اور چھوٹی کا صفیرا تھا اور عالم التنزیل میں چھوٹی کا نام کیا لکھا ہے اور محمد اسحاق نام چھوٹی کا شرفا لکھتے ہیں اور بعضے بڑی کا صفرا اور چھوٹی کا صفیرا بیان کرتے ہیں لیکن تحقیق یہ ہے کہ چھوٹی کا نام صفورا تھا کہ اُس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نکاح ہوا یہی پہلا لکھی باتوں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رحم آیا تو ایک کنواں اُسکے قریب اور تھا اُسکے منہ پر ایک پتھر رکھا تھا کہ چالیس آدمی اُسکو اٹھا سکتے سو اُسکو اٹھا سکے پانی پلا دیا اور ابن اسحاق کی روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مردوں کے پاس تشریف لائے اور کہا کیوں انکی بکریوں کو پانی نہیں پلاتے کہ یہ جلد اپنے گھر جان اور انکو کونین سے ہٹا دیا اور انکی بکریوں کو پانی پلایا اور بعضے کہتے ہیں کہ اُن لوگوں نے اُزور سے محکم جواب میں کہا کہ ہم تو نہیں پلاتے ہیں اگر قوت ہو تو کو تو پلا دو حضرت موسیٰؑ

نھے میں آئے وہ لوگ خوف سے ایک طرف ہو گئے اور دیکھنے لگے کہ کیونکر پانی پلا سکتے ہیں حضرت نے وہ ڈول جسکو دسٹل آدمی نکالتے تھے ہاوصفت ضعف اور قہاہت کے کوئین میں ڈال کر کھینچا اور بکریوں کو پانی پلایا ایک ڈول میں ایسی برکت ہوئی کہ سب بکریاں سیراب ہو گئیں کما قال فی سورة القصص فسقى لهما ثم تولى الى الظل فقال رب انى لما انزلت الى من غير فقير لیسے پھر اُسے پلا دیے اُنکے ہاں اور پھر ہٹ کر آیا پھانوک کی طرف بولا اے رب تو جو اتار سے میری طرف اچھی چیز میں اُسکا محتاج ہوں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ سے سوال کیا کہ تھوڑا آٹا بکھولے تو میں طاقت پاؤں اور سعید ابن جبیر کہتے ہیں کہ ٹکڑا خرے کا مانگا اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کھجور دنیا اللہ سے نہیں مانگی مگر اُس دن بعد اسکے دونوں بیٹیاں حضرت شعیب کی مردوں سے پہلے گھر پہنچیں تو بکریوں کے پیٹ بھرے ہوئے تھے حضرت شعیب نے پوچھا آج کیا سبب ہے جو تم جلد آ گئیں ان دونوں حال بیان کیا تب اشتیاق سے حضرت شعیب نے ایک بیٹی سے فرمایا کہ اُس مرد کو میرے پاس لاؤ حقیقت یہ ہے کہ عورتوں نے بچا نا کہ سایہ پکڑتا ہی مسافر ہو دور سے آیا تھا کھجور کا ٹکڑا اپنے باپ سے کھا اُنکو درکار تھا ایک مرد نیک بخت کہ بکریاں چرائے اور بیٹی کو بیاہ دیں ہوا حضرت شعیب نے کہ اسے آؤ میرے پاس چنانچہ سادہ صفورا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں کما قال فبادته احد لهما تشى على استخياره یعنی پھر آئی اُسکے پاس دونوں میں سے ایک چلتی شرم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ منہ کو چادر سے چھپائے ہوئے کمال شرم آئی اور بولی ان ابی یہ عوگ لیجڑیک اجر استفت لئالیضے میرا باپ تجھکو بلاتا ہے کہ بدلے میں دے حق اُسکا کہ تو نے پلا دیے ہمارے جاں نور معالمتنزل میں لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ نے مزدوری کا نام سنا تو ارادہ کیا کہ نجاؤن لیکن بہت بھونکے تھے ناچار چلے اور تحقیق یہ ہے کہ حضرت شعیب کی زیارت کے شتاق ہو کر تشریف لے چلے صفورا آگے آگے پہلین اور حضرت موسیٰ پیچھے پیچھے اتنے میں ہوا چلی صفورا کے کپڑے اُٹنے لگے حضرت موسیٰ نے کروہ سمجھ کر فرمایا کہ میرے پیچھے پیچھے چل راد بتلاقی ہا توں میں پھر اسی طرح حضرت شعیب علیہ السلام کے گھر میں پہنچے اُسوقت حضرت شعیب کھانا کھانے کے لیے مین تھے بوسے اے جو ان بیٹھے جا اور کھانا کھا لے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اعدوا بآلہ حضرت شعیب نے کہا اُسکا کیا سبب ہے کیا تو بھوکھا نہیں ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا بیشک میں بھوکھا ہوں

لیکن خوف ہو کہ یہ کھانا پانی پلانے کی مزدوری نہ ہو جائے اور میں اُس گھرانے کا لڑکا ہوں کہ ہرگز آفت کے کام میں دنیا کی چیز مزدوری نہیں لیتے حضرت شعیبؑ نے کہا واللہ یہ مزدوری نہیں ہے یہ تو میری عادت ہے اور میرے باپ دادوں کی بھی عادت تھی اور میں خاطر داری و ضیافت و خدمتگذاری مہمان کی عبادت جانتا ہوں اور تم میرے مہمان ہو انکار مروت کے خلاف ہے کیونکہ مہمان بات میزبان کی مان لیتا ہے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام بیٹھے اور دعوت کا کھانا کھانے لگے جب قبیل کے مارنے کا ذکر کیا اور فرعون کا احوال کہا تو حضرت شعیبؑ نے جانا کہ یہ شخص اہلبیت نبوت میں ہے تو فرمانے لگے لا تخف نجوت من القوم الظالمین یعنی مت ڈر تو بچ آیا اُس قوم بے انصاف سے فائدہ حضرت شعیبؑ نے یہ اس واسطے کہا کہ فرعون کی بادشاہت میں مدین داخل نہ تھا پھر صفورا نے حضرت شعیبؑ سے عرض کیا کہ اس شخص کو آپ کو کر رکھ لیجیے تو بہت اچھا ہے چنانچہ ارشاد ہوا سورہ قصص میں قالت احدہما یا اہبت استاجرہ ان خیر من استاجرت القوی الامین یعنی بولی ایک اُن دونوں میں سے کہ اسے باپ اسکو نوکر رکھے البتہ بہتر نوکر ہے جو تو رکھا چاہے وہ جو زور آور ہو امانت دار و معالمتنزل میں لکھا ہے کہ جب صفورا نے یہ کلام عرض کیا تو حضرت شعیبؑ علیہ السلام نے پوچھا تو نے قوت و امانت کیسے مانی اُس نے کہا میں نے زور دیکھا ہماری ڈول کھینچنے سے اور پتھر کے اٹھا لینے سے اور امانت اسطرح معلوم ہوئی کہ اس نے مجھے کہا تو پیچھے پیچھے چل تاکہ وہ اسے تیرا بدن نہ کھلے کہ میری نظریں لگی اور بے طمع ہونا آپ پر خود ظاہر ہو گیا تب حضرت شعیبؑ نے حضرت موسیٰ سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ بیاہ دوں تجھ کو ایک بیٹی اپنی ان دونوں میں سے اس شرط پر کہ تو میری نوکر سی کرے آٹھ برس پھر تو اگر پوری کرے دس برس تو تیری طرف سے تبرع ہے نہ کہ واجب اور میں نہیں چاہتا کہ تجھے تکلیف ڈالوں کسا قال فی سورۃ القصص۔

انی ارید ان اکتک احدی ابنتی ۱۱۱۱ علی ان تاجر فی ثانی حج فان اتممت عشر ائمن عندک و ما ارید ان اشق علیک عین المعانی میں لکھا ہے کہ اگلی شریعتوں میں بیٹیوں کا ہر باپ لیتا تھا مگر ہماری شریعت میں فسوخ ہو گیا اور بچھنے کہتے ہیں کہ حضرت شعیبؑ کے قول کے یہ معنی ہیں کہ ہر میری لڑکی کا یہ ہے کہ اسکی بکریاں آٹھ برس چراوے ہاں حضرت موسیٰ نے فرمایا ذاک اپنی وینک ایسا الالین قضیت ۱۱۱۱ و اللہ علی ما نقول و کیسل یعنی یہ ہو چکا میرے تیرے بیچ جون سی مدت ان دونوں میں ادا کر دوں سو زیادتی نہ ہو مجھ پر

اور اندر بھر دسا اسکا جو ہم کہتے ہیں خلاصہ یہ کہ ان دونوں مدت میں جو گذر جاے میں بیباقی ہو جاؤں پھر مجھ پر زیادتی نہو اور اپنی اہل کو لے لون معاملہ میں لکھا ہے کہ جب یہ قول و قرار جانیں سے ہو گیا تو حضرت شعیب نے بڑی بیٹی بیاہ دی یہ قول ہے وہب ابن منبہ کا اور بعض کہتے ہیں کہ چھوٹی لڑکی بیاہ دی کہ وہی نکلائے کو گئی تھی اور اُس نے کہا تھا یا ابت اساجرہ یہ روایت ہے ابی ذر کی آنحضرت صلم سے مرفوعاً و نام اُس لڑکی کا صفورا تھا الغرض بعد نکاح حضرت شعیب نے اپنی بیٹی فرمایا کہ ایک لائھی موسیٰ کو لادے کہ بکریاں چرا دے اور موزیوں سے بچا دے اُس نے ایک لائھی لادی کہ اُس سے بکریاں چرانے لگے فائدہ اس مقام سے شبانی کا مرہون معلوم ہوتا ہے اور جب اللہ نے اسکا ذکر قرآن میں بلا الحار فرمایا تو لائق ہے کہ ہماری شریعت میں بھی جائز نہو اور علیٰ ہذا القیاس باپ کو مرہون لیا اور لفظ مستقبل سے نکاح ہوتا اور مرہون کو کچھ کا بھول ہوتا بھی واضح ہوتا ہے لیکن شبانی کا مہر ہونے کے سواے اور باتیں ہماری شریعت میں جائز نہیں ہیں کیونکہ بعض صحیح و اقوال النساء صدقائے سواے باپ کو مرہون درست نہیں ہے اور جو لفظ اریہ سے کہ ہمیشہ مستقبل ہے وعدہ نکاح نکلتا ہے اور احدی ابنتی سے مجہولیت زدہ سوا غلب کہ وقت نکاح تعیین زوجہ و بلفظ ماضی عمل میں آیا ہو گا اور شبانی کا حال یہ ہے کہ حبیبی میں لکھا ہے کہ سواے بکریاں چرانے کے اور منافع مرہومین ہو سکتا الا عند الشافعی رحمہ اللہ اور صاحب کشاف نے لکھا ہے کہ امام اعظم کے نزدیک کسی روایت میں شبانی مرہومین ہو سکتی اور یہ تو کتب فقہیہ میں موجود ہے کہ خدمت خور و جہ کے واسطے بتعین زمان و تعلیم قرآن مرہومین ہو سکتی کیونکہ یہ دونوں مال نہیں ہیں لیکن اگر انکو مرہور قرار دین تو نکاح صحیح ہے اور امام اعظم و ابو یوسف کے نزدیک مرہومین لازم اور امام محمد کے نزدیک قیمت مثل خدمت اور اگر زوج غلام ہے تو خدمت اسکی قابلیت مرہومین ہے اسلئے کہ عہد حکم مال میں ہے اسلئے اگر زوج آزاد ہو اور خدمت غیر زوجہ مرہور دین تو درست ہے اور جو چرانا بکریوں کا مرہومین تو اس میں دور وایت ہیں حنفیہ کہتے ہیں کہ قصہ شعیب و موسیٰ میں خدمت شعیب چرائی بکریوں کی قرار پائی تھی نہ خدمت زوجہ اور نزدیک شافعیہ کے سب صورتوں میں خدمت مرہومین ہو سکتی ہے اور کچھ خروجد کی قید نہیں و السلام اعلم آریہ بھی اس قصہ سے نکلا کہ نکاح حرمین ولی معتبر ہو اندھا ہونا نکاح کی ولایت میں کچھ قاضی نہیں ہے اور آیت قرآنہ سے اس پر رد بھی ہے جو ان کا اجمارہ دینی ہر س تک جائز نہیں جانتا فائدہ حصہ موسیٰ میں اختلاف ہے مگر یہ کہ نزدیک اسکو آدم علیہ السلام بہشت سے لائے تھے اور بعد اُنکے حضرت جبریل نے لے لیا

اور جب حضرت موسیٰ سے رات کے وقت ملاقات ہوئی تو آنگو دیا اور بعضوں کے نزدیک
 بعد حضرت آدم علیہ السلام کے بطریق توارث پیغمبروں کے پاس رہا حتیٰ کہ شعیب علیہ السلام کو
 پہنچا اور عالم التزیل میں ہو کہ سدی سے روایت ہو کہ ایک فرشتہ عصا کو شعیب کے پاس
 امانت رکھ گیا تھا وہی لاٹھی صفورا نے لا دی تھی کہ حضرت شعیب نے کہا یہ ایک کی امانت ہو
 آؤر لاٹھی لا دے اسکو رکھ آؤہ تین مرتبہ لائیں مگر وہی لاٹھی تھی آخر کار حضرت موسیٰ اسکو لیکر
 بکریان چرانے چلے آئے تین میں حضرت شعیب کو وحی ہوئی کہ پرانی امانت دوسرے کو حوالے کی
 وہ وڈھے واپس کرنے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے واپسی سے انکار کی دونوں میں
 نزاع ہونے لگی آخر یہ قرار پایا کہ جو کوئی اول راہ میں ملے وہ فیصلہ کر دے چنانچہ ایک فرشتہ آیا
 اسنے کما عسلہ میں پر رکھو جو کوئی اٹھالے وہی مالک ہو سو حضرت موسیٰ نے لاٹھی ڈال دی اول
 حضرت شعیب نے اٹھائی تو اسنے نہ اٹھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اٹھالی یہی فیصلہ
 ہو گیا اور ایک روایت ہو کہ حضرت شعیب کے شتر لکڑیاں تھیں پیغمبروں کی انہیں ایک عصا
 دو شاخہ دینا لکھا تھا جسکو حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے لائے تھے اور حضرت شعیب کے
 یہ الام ہوا تھا کہ یہ عصا اس پیغمبر کا ہو جو اولاد یعقوب اسرائیل میں ہوگا اور خدا سے تعالیٰ اسکو
 بلا واسطہ ملک کلام کریگے جب کہ حضرت شعیب نے اپنی بیٹی سے نکاح کیا تو حضرت موسیٰ سے
 فرمایا کہ انہیں سے ایک عصا بکریان چرانے کو لے لو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ٹھہری میں گئے
 تو بہشت والا عصا بولا کہ مجھے لو انہوں نے اسی کو لیا حضرت شعیب نے ہاتھ سے دیکر فرمایا کہ
 یہ رہنے دو اور لاؤ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سات مرتبے گئے اور وہی ہاتھ آیا اور ساتویں
 مرتبے وہ بولاخذ فی غالی لک یعنی لے لے تو بچو میں تیرے واسطے مخصوص ہوں پھر یہ حال
 حضرت موسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت شعیب سے کہا تو حضرت شعیب نے
 جانا کہ یہ پیغمبر وہی ہو جس سے اللہ صاحب بلا واسطہ کلام فرماویگے تب حضرت موسیٰ سے کہا
 اس لکڑی سے خاغل نہ رہنا یہ منظر عجائب و غرائب ہو اور مساقہ صفورا اپنی بیٹی سے فرمایا کہ
 تمکو بشارت دیتا ہوں کہ تیرا شوہر انبیاء اولوالعزم سے ہوگا اور بہت قریب وقت آتا ہو کہ
 نصرت نبوت اسکو پہنائی جائے اور شداد ابن اوس سے مرفوع روایت ہو کہ حضرت شعیب
 اکثر دیا کرتے یہاں تک کہ آنکھیں جاتی رہیں پھر خداوند تعالیٰ نے اپنی عنایت سے بصارت
 عطا کی پھر روئے پھر جاتی رہیں اسی طرح تین مرتبہ اتفاق ہوا تب جناب باری سے ارشاد ہوا

کہ اسی شعیب توشہ ق جنت میں روتا ہی یا خوف ، ورنہ سے عرض کیا کہ یا رب میں تیرے شوق
 ملازمت میں روتا ہوں حکم ہوا کہ صبر کر تجکو ملاقات نصیب ہوگی جب تو موسیٰ کلیم کی خدمت
 کر گیا آنقصہ بعد غایت کرنے عصاب کے حضرت موسیٰ سے وصیت فرمائی کہ مدین کے قریب
 ایک جنگل ہو وہاں ایک اژدہا رہتا ہے اُسکے خوف سے چرائے والے اُس طرف نہیں جاتے
 تم بھی اُسیں نہ جانا ایک روز یہ اتفاق ہوا کہ بکریان اُسی جنگل کو چلین ہر چند موسیٰ نے روکا
 نہ روکین ناچار پیچھے پیچھے تشریف لے گئے اور عصا زمین پر گاڑ دیا اور اپنی کملی اُسپر لٹکا کے
 سو رہے بکریان چرنے لگیں یکایک وہ اژدہا بکریوں کی طرف چلا تو عصا سانپ بن کے اژدہ کے
 بجھ گیا اور اپنی جگہ پر آیا بعضہ کہتے ہیں کہ اُم المؤمنین صفورا ایک اونچے مکان سے یہ ماجرا
 دیکھتی تھیں کہ ایسا نہ ہو حضرت موسیٰ اُس جنگل کی طرف تشریف لیجائیں جب دیکھا کہ حضرت
 موسیٰ اُسی طرف تشریف لے گئے اور سو رہے اور اژدہا آتا ہی تو مضطرب ہوئیں اور اپنے
 باپ سے اجازت لے کے مضطربانہ اُسی جنگل کی طرف چلین تو یہ معجزہ عصا کا نظر پڑا یہ ماجرا
 اپنے باپ سے بیان کیا تب حضرت شعیب کو مرتبہ حضرت موسیٰ کا اور معجزہ عصا کا کہ علم یقین تھا
 عین یقین ہو گیا فائدہ حضرت موسیٰ کا قہر شریف دس گز کا تھا اور عصا بھی دس گز کا تھا
 فائدہ اس لائچی کے نام میں اختلاف ہی مقاتل ابن سلیمان اُسکو کعبہ کہتے ہیں اور مقاتل ابن جابر
 غیاث اور بعضے زائد بھی کہتے ہیں لیکن اکثر علما اس پر متفق ہیں کہ نام اُسکا علیقہ تھا اور کلام مجتہد
 اُسکے چار نام ہیں اول عصا چنانچہ الق عصاک دوسرا حیتہ فاذا ہی حیتہ تیسرا ثعبان فاذا ہی
 ثعبان سیمین چوتھا جان کا تھا جان غبد اسد ابن عباس سے منقول ہے کہ اُس لائچی میں
 شہر معجزے تھے دو کلام مجید میں مذکور ہیں ایک دریا سے نیل کا پھٹ جانا اور دوسرا
 چشموں کا جاری ہونا پتھر سے اور کاتب اوراق نے اٹھارہ معجزے تفسیرون میں دیکھے ہیں
 ایک یہ کہ اُس عصا میں روشنی تھی جب حضرت موسیٰ جنگل میں پہنچتے اور رات ہو جاتی
 تو اُن دونوں سے آفتاب و ماہتاب کی سی روشنی پیدا ہوتی تھی دوسرا یہ کہ جب حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کو دودھ و شہد کی خواہش ہوتی تو ایک سے دودھ نکلتا تھا اور دوسرے سے شہد
 تیسرا جب حضرت موسیٰ کو پیاس لگتی یا بکریان پیاسی ہوتیں تو اُسکو کنوین میں چھوڑتے
 پانی بقدر کفایت آجاتا اگر کنواں گہرا ہوتا تو عصا اُسکے برابر ہو جاتا چوتھا جب حضرت موسیٰ کو
 بھوک لگتی تو اُسکو زہین پر مارتے موافق کھانے کے زمین سے نکلتا پانچواں جب کسی بیوی کی

بیان اختلاف در اسرار
 عصا موسیٰ

بیان معجزات موسیٰ

خواہش ہوتی تو زمین میں گھاڑ دیتے سبز ہو جاتا اور شاخیں نکال لاتا اور پھولت پھلتا اور جس قسم کا بیوہ چاہتے ملجاتا اکثر بادام ہوتے تھے چٹا جب مقابلہ کسی دشمن کا ہوتا تو دونوں شیعے دو اثر سے ہو جاتے اور دشمن پر دوڑ پڑتے کہ وہ بھاگ جاتا تا تو ان جب راہ میں کوئی پہاڑ یا درخت پڑ جاتا جس سے راہ بند ہوتی اور ٹکنا دشوار ہوتا تو حضرت موسیٰ اُسی سے ٹال دیتے آٹھواں جب کسی دریایا نہر پر پہنچتے اور وہاں کشتی اتارے کو نہوتی تو اُسکو مارتے سوکھی راہ میں چلے جاتے تو ان جب کہیں سفر کرتے تو اُسی پر سوار ہوتے اور جلد پہنچ جاتے دثواں جب جنگل میں راہ بھولتے وہی راہ بتلاتا کذا فی اخبار الدول گیارھواں جب کوئی بدبو آجاتی اور حضرت موسیٰ اُس سے متنفر ہوتے تو اُسی کو سوگھتے بوسے عطر اُس سے چھاتی تھی بارھواں جس راہ میں کچھ خوف ہوتا اُس راہ چلنے سے منع کرتا تیرھواں جب بکریاں بھونکی ہوئیں درختوں سے پتے جھاڑ لیتا چودھواں جب کوئی موذی حشرات الارض سے ظاہر ہوتا دور کر دیتا پندرھواں جب بکھون حضرت موسیٰ سفر فرماتے تو اسباب ضروری اپنا اسپر لکھ کر کندھوں پر رکھ لیتے کچھ بوجھ نہ معلوم ہوتا سٹو لھواں جب سوتے تو بکریوں کی حفاظت کرتا جب تک کہ حضرت موسیٰ بیدار ہوتے سترھواں پچھننبہ کو غائب ہو جاتا اور کعبہ کی زیارت کرتا اور طواف کر کے مدینہ منورہ میں آتا اور جہان اب قبر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑا ہو کر درود آنحضرت پر پوچھتا اور انکی امت کے واسطے دعا کرتا اٹھارھواں جب فرعون اپنے لوگوں میں کچھ باتیں کرتا تو حضرت کو آگاہ کر دیتا القصد حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام بردار ابن عباس وابی ذر رضی اللہ عنہما دس برس حضرت شعیب کی خدمت میں رہے اور حضرت شعیب نے بعد اتمام مدت صفورا کو تسلیم کیا اور بروایت مجاہد رضی اللہ عنہ اور بھی دس برس اپنی خوشی سے یہ سب سال آخر آیا تو صفورا نے حضرت موسیٰ کے ایسا سے کچھ بکریاں حضرت شعیب سے مانگیں حضرت شعیب نے فرمایا کہ جتنی اس سال میں بکریاں بچے جنہیں وہ تمھارے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ حضرت شعیب نے از خود بلا درخواست عرض حسن خدمت کے فرمایا کہ جس قدر بکریاں اس سال اہلق بچے جنہیں وہ بچے تمھارے ہیں اللہ صاحب نے حضرت موسیٰ کو خواب میں دکھلایا کہ اپنے عصا کو اُس ندی کے پانی میں مار جہاں بکریاں مٹی ہیں اور اُس سے پانی پلاؤ تو برکت ہو حضرت موسیٰ نے اُسی طرح کیا غایت اُنی سے سب بکریاں حاملہ ہو گئیں اور دو دو بچے ایک نر اور مادہ جنہیں اور سب اہلق حضرت شعیب نے جانا

کہ یہ اللہ نے حضرت موسیٰ اور انکی عورت کو انعام دیا ہے چنانچہ سب بچے حضرت موسیٰ کو عنایت فرمائے تب موسیٰ نے اجازت چاہی کہ اگر ارشاد ہو تو میں اپنے وطن میں جا کے اپنی والدہ کی زیارت کروں کیونکہ اب مصر کے لوگ قبطی کا معاملہ بھول گئے ہونگے کچھ میری تلاش بھی نہ ہوگی حضرت شعیب نے خوشی سے اجازت دی اور بی بی کو ہمراہ آنکے کیا اور دو غلام ساتھ لے کر تاکہ مصر تک پہنچا کر پٹنہ آویں چنانچہ حضرت موسیٰ نے ایک غلام اونٹ کے ساتھ چمپرا شالہ بیت تھا کر دیا اور دوسرے غلام کو بکریوں کے ساتھ لے کر آگے روانہ کیا اور خود سوار سی زما نی کے ساتھ ہو کے کنارے کنارے دریا کے تشریف لے چلے اور راہ شام باطل ہو چڑھی بائیں خیال کہ مہا دلوک شام کہ فرعون کے تابع ہیں کسی طرح کا تعرض اس شخص کے سبب سے کہ بن چنانچہ ایک روز راہ بھولے اور پانچویں دن طور پہاڑ کی طرف جا پڑے ہر خید میدان میں پھرتے رہے راہ نہ ملی شام ہو گئی اور وہ رات محققین کے نزدیک شب جمعہ اٹھا رہوین ذیقعدہ تھی اس وقت برف پڑتا تھا رات بشت اندھیری تھی اتفاقاً بکریاں از خود بھاگیں اور متفرق ہو گئیں وہ لون غلام آنکے یکجا کرنے پر مصروف ہوئے صرف حضرت موسیٰ اپنی بی بی کے پاس ٹھہرے اس عرصے میں حضرت کے گھر میں حل تھا اور پورے دن سو اس وقت میں انکی بی بی کو در درہ شروع ہوا انھوں نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ اگر کہیں آگ ملتی تو روشنی ہوتی اور سردی سے بچتے حضرت نے لوہے کو پتھر سے مارا آگ نہ نکلی اور لکڑی بھی نور طلب کیا ظاہر نہ ہوا پھر غلاموں نے ادھر ادھر دیکھا تو کہیں آبادی کا نشان ہی نہ ملا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام خود اضطراب سے آگ لگی تلاش میں تشریف لے چلے تو وہ اپنے طرف کے پہاڑ پر کچھ روشنی آگ کی دکھلائی دی خوش ہوئے اور غلاموں سے فرمایا کہ تم آگ پر رہو میں نے آگ کا نشان پایا ہے آگ بھی لاتا ہوں اور جو کوئی آگ کے پاس ہوگا اُس سے راہ بھی پوچھے آتا ہوں چنانچہ ارشاد ہوا سورہ طہ میں واذراعی ناراً فقال لا یلہ الاہت نار العلی آتیکم منها تبس اواجہ علی النار ہی یعنی جب آسنے دیکھی ایک آگ تو کہا اپنے گھر والوں کو ٹھہرو میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تم پاس آسین سے سلا کر پاؤں اُس آگ پر راہ کا پتہ یہ فرما کر وہاں سے چلے تو وہ مکان بعض روایت میں بازہ کو س کے فاصلہ پر تھا مگر حضرت موسیٰ بسبب کمال نفسانی کے جلد پوچھے کہا قال فلما جارا نوذی ان بورک من فی اللہ ومن حولہا وسبحان اللہ رب العالمین یعنی پھر جب پہنچا اُس پاس آہ از ہوئی کہ برکت رکھتا ہے

راہ کی تلاش میں
آگ کا پتہ پھر

جو کوئی آگ میں ہی اور جو اسکے آس پاس ہی اور پاک ہی ذات اللہ کی جو صاحب سارے جہان کا ہی عالم التزیل میں لکھا ہے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہر کت رکھتا ہی موسیٰ جطلب آگ میں آیا ہی اور ہر کت رکھتے ہیں ملائکہ جو اسکے آس پاس ہیں اور بعضے نار سے نور مراد ہیں اور ذکر نار صرف اس واسطے ہوا کہ حضرت موسیٰ آگ کی تلاش میں تھے اور اسکو آگ سمجھے تھے اور من فی النار سے ملائکہ اور بسبب قرب کے حضرت موسیٰ بھی مراد ہیں گو آگ میں نہ تھے جس طرح کوئی منزل پر پہنچنے لگتا ہی تب کہتے ہیں کہ فلاں شخص منزل پر پہنچا اگرچہ نہ پہنچا ہو اور ابن عباسؓ اور سعید ابن جبیرؓ سے روایت ہے کہ بورک فی النار سے قدس فی النار مراد ہی یعنی یہ لوگ ذات پاک الہی مراد رکھتے ہیں کیونکہ اُسی نے آگ سے حضرت موسیٰ کو پکارا اور اپنا کلام سنایا جیسا توریت میں ہے کہ اللہ آیا سینا سے اور چمکا سا عیر سے اور بلند ہو جبل فاران سے پس آنا اللہ کا سینا سے بعثت حضرت موسیٰ مراد ہی اور سا عیر سے بعثت حضرت عیسیٰ اور فاران سے بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور فقیر کے نزدیک اگر اصل آگ بھی مراد رکھتے تو مضائقہ نہیں کیونکہ یہ بھی ایک پردہ ہی پردہ ہائے الہی سے پھر تاویل کی حاجت نہیں اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ قدوس فرشتہ جو کہ تجلیات الہیہ پر موکل ہی بصورت نار ظاہر ہوا تھا کیونکہ حاملین عرش چار فرشتے ہیں ایک کا نام قیوم ہی اسکو پیو لی اور صورت ظاہری اور شمالی اور زمان اور مکان اور جہات و حرکات پر موکل بنایا ہی دوسرے کا نام مصور کہ موکل صو نو عیر ہے تیسرے کا عدل کہ انتظام عالم پر موکل ہی چوتھے کا قدوس کہ موکل ہی تجلیات الہیہ پر اور علم مظاہر تجلیات اسکو حاصل ہی اور قائم کرنا شرائع اور عقائد و اعمال کا اُسکے ذمہ ہی اور حفظ مراتب اہل اللہ و میر مظلمت حقہ و باطلہ وغیرہ اُسکو مقوض ہی اور تسبیح اسکی سبحانک چیست کنت حدیث شریف میں وارد ہی اور یہی فرشتہ بصورت بجلی متشبیہ ہوتا ہی اور یہی فرشتہ جارح لسان الہی انا اللہ اور آیت ذات حق واقع ہو جاتا ہی پس ہی فرشتہ تھا کہ بصورت نار ظاہر ہوا اور مصداق بورک فی النار واقع ہوا اور کلمہ الہی انا اللہ جناب الہی سے کلام بے کیف اس فرشتے کے سینے میں آیا اور آگ سے سموع ہوا ہو تو عجب نہیں واللہ اعلم بالصواب بالجملہ حضرت موسیٰ نے جانا کہ آگ نہیں ہی بلکہ ایک اعجوبہ ہی عجائب قدرت الہی سے کہ بزرگ آتش ظاہر ہوا ہی کیونکہ اگر آگ ہوتی تو اسکی کچھ حد ہوتی اسکا تو یہ حال ہی کہ ایک نور عظیم الشان درخت عوج کو جو کہ مشابہ درخت عناب کے ہوتا ہی اور ملک شام میں بہت پایا جاتا ہی گھیرے ہی اور درخت

بالکل سبز ہو اور روشنی ایسی جگتی ہو کہ آنکھیں جھپکتی ہیں اور گرد و پیش اُسکے تسبیح ہو رہی ہو
تسبیح بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گھاس پھوس جنگل سے لے کے ایک دستہ باندھا اور
آگ سے جلانے کو چلے وہ انکی طرف دوڑی یہ خوف سے پیچھے ہٹے آگ ٹھہر گئی کئی مرتبہ
اسی طرح اتفاق ہوا پھر حضرت موسیٰ تجرین تماشا دیکھنے لگے یکا یک ایک نور عظیم نشان آگ سے
اٹھا کہ زمین سے آسمان تک ہو گیا اور تسبیح فرشتوں کی بلند ہوئی اور روشنی اُسکی پھیلی کہ
حضرت کی آنکھیں جھپکیں تب حضرت موسیٰ نے اپنے ہاتھ آنکھوں پر رکھ لیے تو آواز آئی کہ یا سکا
انی انارکب فاطح علیک ملک بالواو اقدس طوی یعنی اے موسیٰ میں ہی ہوں تیرا رب سو اتار
اپنی پاپوشیں تو ہر پاک میدان طوی میں طوی جنگل کا نام ہے خلاصہ یہ کہ اے موسیٰ تیری ارب ہوں
بصورت آگ بجلی ہو تو اپنی پاپوشیں دور کر کہ یہ مکان میری بجلی اور حضور ملا لگے سے کہجے اور
بیت المحرام کا حکم رکھتا ہے اور جاے مطہر و پاک ہے اس میں پاک ہو کے آنا چاہیے فائدہ عبد اللہ
بن مسعود سے روایت ہے کہ پاپوشیں گدھے کی کھال سے بنی تھیں اور اُسکی داغت نہیں ہوتی تھی
اس لیے انار نے کا حکم ہوا عالم میں لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ کو درخت سے آواز آئی کہ یا موسیٰ
تو حضرت موسیٰ نے جواب دیا مگر یہ نہ سمجھے کہ کون پکارتا ہے کہنے لگے اے پکارنے والے تیری آواز سننا ملک
پر مکان نہیں جانتا بجو نشان دے تو کمان ہی پھر آواز آئی کہ انا فوہک و معک و اماک اتوب
ایک من لفسک یعنی میں تیرے اوپر ہوں اور تیرے ساتھ ہوں اور تیرے آگے ہوں اور تیرے
قریب زیادہ ہوں تیرے جی سے شب معلوم ہوا کہ یہ بات سوا سے اللہ کے اور کسی پر تجویز نہیں
ہو سکتی کیونکہ یہ آواز ہر طرف سے سنتا ہوں اور سب بدن کے اعضا کان ہو گئے ہیں سو یہ آواز نہیں
مگر خدا کی آنکھ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پاپوشیں اتاریں اور کلام شروع ہوا کہ سورہ طہ
ارشاد ہوتا ہے انا اظہک فاستمع لما یوحی انی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی و اقم الصلوٰۃ لذكری
ان الساعۃ آتیۃ اکاد اخفیہا لک تجزی کل نفس بما تسعى فلا یصدک عنہا من لایؤمن بہا و اذ تبع
ہو اہ فردی یعنی میں نے تجھ کو پسند کیا سو تو سننا رہ جو حکم ہو میں ہوں میں اللہ ہوں کسی کی
بندگی نہیں سوا سے میرے سو میری بندگی کر اور نماز کھڑی رکھ میری یاد کو قیامت مقرر آتی ہے
میں چپا رکھتا ہوں اُسکو کہ بدلائے ہر ہی کو جو وہ کہتا ہے سو کہیں نہ ردک دے تجھ کو اُس سے
وہ جو نہیں یقین رکھتا اُسکا اور پیچھے پڑا ہے اپنی خواہش نفس کے پھر تو پھینکا جائے خدا کی
وین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال کہ آگ لینے کو آدین پہیہ رہا لے ۴ فائدہ حضرت موسیٰ علیہ

پہلی وحی میں نماز کا حکم ہوا اور ہمارے پیغمبر کو بھی پہلے نماز کا حکم ہوا ہی اور دیکھو بڑے لوگوں کی صحبت سے حضرت موسیٰ کو روکا اور منع فرمایا ہی پھر عوام الناس کی کیا حقیقت ہو انکو تو صحبت زہر قاتل ہی حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ اتم الصلوٰۃ لذكری کے معنی یہ ہیں کہ نماز کو برپا کرنا کہ جگو یا کرے اور مقاتل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نماز چھوٹ جائے اور یاد آوے تو اسکو پڑھ لے اسطرح قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم من نسی صلوٰۃ فليصلها اذا ذكرها لا تكفارة لما الاذكار ثم قال سمعته يقول بعد ذلك اتم الصلوٰۃ لذكری یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی بھولے کوئی نماز تو پڑھ لیوے جب پڑ جائے کیونکہ اسکا کفارہ نہیں مگر یہی پھر کہا میں نے سنا آنحضرت کو کہ فرماتے تھے بعد ا کے اتم الصلوٰۃ لذكری بالجملہ بعد ارشاد حقائق توجید اور آداب عبادت اور خبر قیامت کے پریش حالات پر توجہ ہوا کہ وہ مالک بینک یا موسیٰ یعنی یہ کیا ہی تیز دہن ہاتھ میں ای موسیٰ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے التماس کیا ہی عصائی۔ ا تو کو علیہا و اثبتن بہا علی غمی ولی فیہا مارب آخری یعنی میری لاٹھی ہی ٹیکتا ہوں اور پٹی جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں پر اور میرے مہین کئی کام ہیں اس استفسار کا یہ فائدہ ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسکو معجزہ اپنا سمجھیں اگرچہ لاٹھی ہونا اسکا جانتے تھے لیکن معجزہ ہونا اسکا نہ جانتے تھے اور یہ عادت ہی عرب کی کہ ایک شخص دوسرے شخص سے کہتا ہے کہ تو جانتا ہے یہ کیا چیز ہے حالانکہ مخاطب خوب اسکو پہچانتا ہے لیکن مسلک ارادہ کرتا ہے کہ معرفت قلبی اسکی لمباے اقرارسانی سے فائدہ حقیقت پر ہی کہ حضرت موسیٰ کو اس خطاب سے کمال خوف لاحق ہوا کہ محض بے طاقت ہوئے تھے اور ہوش ہاتا رہا تھا اسواسطے منظور ہوا کہ حضرت موسیٰ کو اس حالت سے پھیریں اور ایسا کلام فرما دیں کہ جس کلام سے حضرت موسیٰ کو آنسیت پیدا ہو سو یہ ایسا کلام فرمایا کہ حضرت موسیٰ نے خوف جواب دیا فائدہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ عصا داہنے ہاتھ میں رکھنا

سنت ہی غرض کہ بعد اس سوال و جواب کے ارشاد ہوا یا یقیناً یا موسیٰ فالتما فاذا ہی جتہ قسی یعنی ڈال دے اسکو ای موسیٰ سو ڈال دیا اسکو کہ دفعہ وہ یہاں پہنچا ہوا وڑتا اس حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گمان کیا کہ لکڑی کا کارہ ہو چیتیک وی تو ایک آواز صیغ ہوئی حضرت موسیٰ نے تجھے پھر کے دیکھا تو ایک اڑدہ نظر آیا کا لاندروی مائل چار پاؤں کا جیسے اونٹ اور نہایت بد صورت آنکھیں ایسی پکتیں جیسے دو انگارے دیکھ کر بہت ڈرے

دیکھو یہاں ارشاد
یہ معجزہ

اور بھاگے لیکن شرمندہ ہو کر تھوڑی دور ٹھہر گئے پھر آواز آئی کہ یا موسیٰ اقبل ولا تخف انک
 من الامنین یعنی آگے آ اور نہ ڈرتے ہو کہ خطہ زمین یعنی جس جگہ تمہارا وہیں کھڑا رہ تب حضرت
 موسیٰ ڈرتے ہوئے پھر سے ارشاد ہوا کہ خذ با ولا تخف سفید ہا سیر تھا الا ولی یعنی پکڑ اسکو
 اور نہ ڈر ہم پھر دینگے اسکو پہلے حال پر تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ کلی سے لپیٹ کر
 ڈالا حکم ہوا کہ ہاتھ کھول کر ڈال یا اسوقت کسی فرشتے نے کہا اگر تقدیر میں بلا ہی تو نہیں بچ سکتے
 حضرت نے کمایہ درست ہی لیکن میں ضعیف الخلق ہوں ناچار ہاتھ کھول سے نکال کر اڑ رہے کے
 سمجھ میں ڈالا تو وہ انکی گاڑی تھی اہل عرفان فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کو خطاب ہوا کہ اسی کو
 پالوشین اور لائٹی کس لیے رکھتے ہو بولے پالوش اس لیے ہیں کہ اگر بچو آوے تو اسکو ماروں
 اور جو سانپ آوے تو ناکھی سے ماروں نہ اونہ تعالیٰ لے لعلین کہ بچھو بنایا اور عصا کو سانپ
 تاکہ حضرت موسیٰ کو معلوم ہو کہ جو چیز بلا سے بچا سکتی ہو اگر اللہ چاہے تو وہی بلا ہو جاتی ہو پس
 ضارا و نافع بجز ذات پاک کوئی نہیں ہی فائدہ اس قلب ماہیت میں یہ حکمت تھی کہ حضرت
 موسیٰ علیہ السلام فرعون کے مقابلے میں لائٹی سے معجزہ دکھا دیں اور تنہائی میں یہ حکمت تھی
 کہ مقابلے کے وقت خوف نہ کھا دیں اس طرح ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں
 سامنے حالات و دنیا اور بہشت کے دکھا دیے کہ قیامت کے دن تمام خلق مع انبیا
 اور اولیا خوف سے نفسی نفسی کہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ چکے ہیں امتی امتی
 فرما دیں اور شفاعت پر کمر سے ہوں تنبیہ اگر کسی کو شبہ ہو کہ حضرت موسیٰ باوصف اسکے
 کہ نبی تھے اڑ رہے سے ڈر گئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ سے مطلق نہ ڈرے تو اسکا
 جواب یہ ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آتش فردوس سے نہ ڈرے اسکا یہ سبب تھا کہ وہ آگ
 فردوس کی جلائی ہوئی تھی اور انبیا علیہم السلام کافرون کے فعل سے نہیں ڈرتے واللہ اعلم
 من الناس انکی شان میں ہی اور حضرت موسیٰ اس معاملہ کو مکر اتنی سمجھے اس سبب سے ڈر گئے
 اور ظاہر ہی کہ انبیا مکر اتنی سے بہت ہی خوف کرتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام
 اخراج بہشت سے سانپ کے سبب سے ہوا تھا اسی خیال سے حضرت موسیٰ ڈرے کہ ایسا نہ ہو
 کہ میں اسکے سبب سے درجہ کرامت سے گرجاؤں قطع نظر اسکے اگر ڈر گئے تو کیا عیب ہوا کیا انسان
 نہ تھے فائدہ ایک مقام پر لائٹی کے حق میں ارشاد ہوا ہی کا تھا جان اور جان کہتے ہیں اس
 سانپ کو جو چھوٹا ہی اور چلدہ چلتا ہی اور ایک جگہ ارشاد ہی ثعبان کہ نہایت بڑے سانپ کو بولتے

حضرت موسیٰ علیہ السلام

وچیز موسیٰ علیہ السلام

اور یہاں جو ارشاد ہوا اسی جیتہ سبب اُسکایہ ہو کہ حیتہ شامل ہی چھوٹے بڑے مرادہ کو اور بعضہ کہتے ہیں کہ حیتہ بزرگی میں مثل ثعبان تھا اور سرعت میں مثل جان بالجلد اس معاملے کے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جانا کہ یہ بڑا معجزہ مجکو عنایت ہوا ہی اب کسی اور معجزے کی تہیاج نہیں ہی اسپر ارشاد ہوا کہ یہ ایک معجزہ مقابلے دشمن میں کافی نہیں ہی اثبات مدفاہر مدعی کو دو دلیلیں نہایت ضروری ہیں سو ایک دلیل عصا ہی اور دوسری دلیل فی الحال اور لے چنانچہ سورہ قصص میں ارشاد ہوا و اسلک یدک فی جیبک تخرج میضار من غیر سور و غنم ایک جناح من الرب فذکاک برہانان من ربک الی فرعون و لما نہ یعنی داخل کراپنا ہاتھ اپنے گریبان میں کھل آئے چٹا گوراندہ کچھ بُرائی سے اور ملا اپنی طرف اپنا بازو ڈرتے یہ دو نشانیاں ہیں تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اُسکے سرداروں پر فائدہ دو بازو کا ملنا ناکنا یہ ہی جمعیت خاطر سے اور تشویش نہ کرنے سے جس طرح بازو توڑنا کنیا یہ ہی تواضع سے اور عطا مفسر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہو کہ دو بازو کے ملانے سے یہ مراد ہو کہ سینہ پر رکھ لے تاکہ خوف جو طور خوارق سے لاحق ہو جاتا رہے اور اس قول کی یہ تاثیر ہو کہ کوئی خائف بعد موسیٰ کے ایسا نہیں کہ وقت خوف کے ہاتھ اپنا سینہ پر رکھ لے اور خوف نہ جائے اور حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ جس کسی پر خوف غالب ہو چاہیے کہ وہ اپنا بازو بلاوے تو فرج جاتا رہے اور بعضہ کہتے ہیں کہ بازو ملانے سے سکون اور قرار مراد ہی غرض کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ جیب میں ڈالا اور نکالا تو ہاتھ گویا چاند تھا اور ہر انگلی سے ایک نور علیحدہ چمکتا تھا معاملہ میں حضرت ابن عباس سے روایت ہو کہ وہ نور رات کو مثل قمر اور دن کو مانند شمس چمکتا تھا اور سننے سورہ کی آیت میں برص کے ہیں فائدہ سورہ طہ میں ید بیضا کے حق میں ارشاد ہوا ہی آیت اخروی لریک من آیاتنا الکبریٰ یعنی ید بیضا ایک نشانی اور ہو کہ دکھاتے جاوین ہم تجکو اپنی نشانیاں بھی اب اختلاف ہو کہ آیت کبریٰ کون تھی ید بیضا یا عصا بعضہ کہتے ہیں عصا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ید بیضا آیت کبریٰ ہی تحقیق یہ ہو کہ دونوں معجزے آیت کبریٰ میں داخل ہیں بہ نسبت اور معجزات کے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام عنایت ہوئے تھے ہر اس میں یہ ہو کہ انبیاء علیہم السلام جب مبعوث ہوتے ہیں تو اولاً مخالفان اور منکر دن کے قلع و قمع پر توجہ فرماتے ہیں بعد اُسکے ہدایت اور ارشاد پر پس عصا مبعوث ہوئی اور ید بیضا نمونہ ہدایت اور یہ بھی ہو کہ عصا میں نجات غیبی بصورت ہوننا ک غلام ہوتی تھی

نشانہ مبارک

اور ید بیضا میں نور غیبی کمال روشنی جلوہ پاتا تھا اور قہر و سیاست متعلق ظاہر نبوت سے ہی
 اور نور و تجلی متعلق باطن نبوت سے جسکو ولایت کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ید بیضا
 اس سبب سے بڑا ہوا کہ صورت کمال ولایت تھا و ولایت النبوی افضل من نبوتہ اسی سبب
 ساحر لوگ ید بیضا کی نفس نہ کر سکے اور نقل عصا کرتے تھے با کجملہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ
 دونوں نشانیاں آیات کہیں ہیں اور یہ دونوں معجزے اثبات دعویٰ نبوت میں
 دو شاہد عادل ہیں کیونکہ زندہ ہو جانا بحیات غیبی اس چیز کا جو قابل حیات نہیں لاطھی میں
 ظاہر تھا یہ دلیل صریح ہے کہ مردوں کے دل بلاشبہ زندہ ہو جائینگے اور نفس خبیث کا تو
 پاک ہونا کچھ مشکل ہی نہیں ہی اسی طرح نورانی ہاتھ سے چکنا دلیل صریح تھا کہ انکے ہاتھ سے
 ارشاد و ہدایت قرار واقعی ہو گا اقصہ جب یہ دو نشانیاں عنایت ہو چکیں تو ارشاد ہوا
 اذہب الیٰ فرعون رطلیٰ یعنی جا طرف فرعون کے کہ اُسے سرائٹھا یا ہی اور میری عبادت پر
 اُسکو بلا قال رب الیٰ قلت منم نفسا فانما ان یقتلون یعنی بولا اسی رب میں نے خون کیا ہے
 انہیں ایک جی کا سو ڈرتا ہوں کہ مجھو مار ڈالینگے یعنی فرعون کا لشکر بیت اور بیشمار مال اور میرے
 پاس کچھ بھی نہیں بیان تک کہ اہل و عیال اپنے بھی میں نے ایسی جگہ چھوڑے ہیں کہ انکے
 حال سے مجھکو خبر نہیں اس لیے خداوند کبریٰ نے ایک فرشتہ بھیجا اُسے بکریان تمامی اور ایک
 فرشتے نے کیفیت واقعہ حضرت شعیب سے بیان کی حضرت شعیب نے اپنی بیٹی مع حوالی
 اور مویشی اپنے پاس بلالی جب فرعون ہلاک ہو یا تب حضرت شعیب نے انکے عیال
 اُنکے پاس بھیج دیے اور قصص میں لکھا ہے کہ جس وقت حضرت موسیٰ اپنی بی بی کو درود میں
 چھوڑ کے روانہ ہوئے ہیں اسی وقت حق تعالیٰ نے ایک حور بشتی صفورا کے پاس بھیجے اُسے
 دائی بننے بنایا غرض کہ اسطرح سے اللہ نے حضرت موسیٰ کی تسلی کر دی پھر بسبب تنہائی کے
 حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ میری زبان میں لکنت ہے اور میرا بھائی ہارون فصیح ہے وہ میرے
 ساتھ ہو چنانچہ سورہ قصص میں ارشاد ہوا کہ داخی ہارون ہوا فصیح سنی لسانا فارسلہ معی
 مردہ ایلہ قتی الیٰ اغاث ان یکذبون یعنی میرا بھائی ہارون اُسکی زبان چلتی ہے مجھے زیادہ
 سو اُسکو بھیج ساتھ میرے مدد کو کہ مجھکو سچا کرے میں ڈرتا ہوں کہ مجھکو جھوٹا کرین ارشاد ہوا
 کہ سفشد عضدک با خیک و تجمل کما سلطانا فلا یصلون ایکما یا اتنا انما ومن اتبعکم الفا بلون
 یعنی ہم زور دینگے تیرے بازو کو تیرے بھائی سے اور دینگے ٹکڑے غلبہ پھر وہ نہ پہنچ سکینگے

ظاہر انبیاء و ائمہ کی کرامت و معجزات سے ایک سچائی کے ساتھ ہے
 و نہایت کمال و عظمت ہے

تم تک ہماری نشانیاں سے تم اور جو تمہارے ساتھ ہی اوپر رہو گے اور یہ ارشاد ہوا کہ انا فاطمہ
 بایا تانا انا معکم مستون یعنی کوئی نہیں مایہ کا تم دونوں جاؤ لیکر نشانیاں ہم ساتھ تمہارے
 سنتے ہیں پھر حضرت موسیٰ نے دعا مانگی کہ سورہ طہ میں ارشاد ہوا رب اشرح لی صدری و تسیر
 لی امری و احلل عقدہ من لسانی لیفہوا قولی و اجعل لی وزیراً من اہلی ہارون اخی اشد و بہ
 ازری و اشکر فی امری کی تسبیح کثیراً و ذکر کثیراً تاک کہت بنا بصیراً یعنی ای رب کشادہ کر
 میرا سینہ کہ کسی کا خوف نہ لگے اور آسان کر میرا کام کہ تبلیغ رسالت قرار واقعی کروں اور کھول
 میری گرہ زبان سے کہ بوجہ میں میری بات اور دے مجھ کو ایک کام بٹانے والا میرے گھر کا
 ہارون میرا بھائی اُس سے بندھا میری کمزوری اور شریک کر اُس کو میرے کام کا کہ تیری پاک ذات کا
 بیان کریں ہم بہت سادہ اور یاد دہین مجھ کو بہت سادہ تو ہی مجھ کو خوب دکھتا فائدہ ایسے بڑے
 پیغمبروں کو خلق و فوج کی طرف بہت خیال نہیں ہوتا ایک پیشکار چاہیے کہ خلق کو سچ میں
 سمجھا دے ہمارے پیغمبر کے آگے ابو بکر صدیق تھے کہ شروع نبوت میں بہت لوگ اسکے
 سمجھائے سے ایمان لائے بالجملہ یہ سوال حضرت موسیٰ کا قبول ہوا کہ سورہ طہ میں ارشاد
 ہوا ہو قد اوتیت نزلک یا موسیٰ یعنی ملائکہ تیرا سوال ای موسیٰ و اصطفیتک لنفسی یعنی
 بنا یا ہم نے تجھ کو خاص اپنے واسطے پھر دوسرے مرتبے ارشاد ہوا سورہ طہ میں اذہب انت
 و جہوک بایاتی و لاتنیا فی ذکر می اذہبا الی فرعون انہ طفلی فتولاہ قولاً لینا لعلہ یتذکر انہ نبی یعنی
 جا تو اور تیرا بھائی لیکر میری نشانیاں اور سستی نہ کرو میری یاد میں جاؤ طرف فرعون کے
 آنے سر اٹھا یا سو کو اُس سے بات نرم شاید سوچ کرے یا ڈرے حضرت ابن عباس رضی اللہ
 فرماتے ہیں کہ نشانیاں سے مراد نول نشانیاں ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غایت
 ہوئی تھیں عَصَا یَبْیَضُ طُوفَان ہفت روزہ مِثْطَمِی چھڑی مِثْطُک ٹوٹن مال کا پتھر ہونا
 میان تک کہ انڈے چڑیوں کے اور کیرے اور کھانے کی چیز بھی دہا کہ پہلو بایٹا قطیون کا
 ایک ہی رات میں مر گیا اور بعضے کچھ اور بھی بیان کرتے ہیں لیکن حاصل ہر ایک کا واحد ہی
 اور بعضے بچاے و باقسطہ سالہ لکھتے ہیں بالجملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لے چلے
 اِس عرصے میں حضرت ہارون علیہ السلام مصر میں تشریف رکھتے تھے اُنکو بھی وحی ہوئی
 کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آتے ہیں تم استقبال کرو اور ملکر دونوں جاؤ فرعون پاس
 اور کو ہم پیغام لانے والے ہیں جہاں کے صاحب کا فاطمہ فرعون فتولا انا رسول رب العالمین

معالم التنبیل میں لکھا ہے کہ جب مصر کی طرف چلے ہیں تو ان کے پاس ایک حبشہ شہین تھا اور ہاتھ میں عصا اسی پر اسباب لٹکائے ہوئے رات کو اپنے گھر آئے اور ہارون علیہ السلام کو خبر دی کہ مجھ کو اللہ نے تمھاری طرف بھیجا ہے کہ ہم تم ملے فرعون کو دعوت کریں اس وقت انکی مان یہ تین سن کے دوڑیں اور کہنے لگیں کہ فرعون تمھارے مارنے کی فکر میں ہے اگر تم اُسکے پاس جاؤ گے تو دونوں کو مار ڈالے گا حضرت موسیٰ نے نہ مانا اور رات ہی کو فرعون کے دروازے پر تشریف لگے اور روضۃ الصفیاء میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام رات کو چھپے ہوئے اپنی مان کے گھر تشریف لائے تو مان نے نہیں پہچانا حضرت موسیٰ نے کہا میں غریب مسافر ہوں رات بھر تمھارے مکان میں رہو مگر آسنے حق همانداری بخوبی ادا کیا اور حضرت ہارون کو ان کے پاس غمی گئے کو بٹھلادیا پھر گشگو میں حضرت ہارون نے پہچانا اور اپنی مان کو مطلع کیا تب انکی مان نے لے کے گلے سے لگایا اور خوش ہوئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کی عنایت کا سا را حال بیان کیا پس ہر روایت اول اسی دن بلا تامل تشریف لے گئے اور ہر روایت ثانیہ رات کو اور ہر روایت ثالثہ چوتھے دن صبح کو فرعون کے دروازے پر دونوں پیغمبر تشریف لے گئے اور تحقیق صاحبِ عالم کی یہ ہے کہ رات ہی کو دروازے فرعون پر تشریف لے گئے اور کوڑوں کو دھکا دیا دربانوں نے شور کیا یا ان لوگوں نے پہلے سے ایسا حال دریافت کر لیا تھا پوچھنے لگے تم کون ہو حضرت موسیٰ نے فرمایا انا رسول رب العالمین اُس چوکیدار نے فرعون سے کہا کہ ایک مجنون دروازے پر کھڑا ہوا کہتا ہے انا رسول رب العالمین فرعون چپکا ہوا رہا جب رات گزر گئی تو صبح کو بلوایا اور ایک روایت ہے کہ یہ دونوں پیغمبر فرعون کے دروازے پر آئے کسی نے سال بھر تک اذن جانے کا نہ دیا تب ایک دربان نے فرعون سے عرض کیا کہ ایک آدمی دروازے پر ہے اپنے زعم میں کہتا ہے کہ انا رسول رب العالمین فرعون نے کہا اسکو یہاں لاؤ تو ٹھٹھا کرین تب دو ٹوٹا پیغمبر دربار میں تشریف لائے اور بعضے نقل کرتے ہیں کہ فرعون نے اپنے قلعہ میں شتر درجے رکھے تھے ہر ایک درجے میں ایک جنگل اور شتر سوار مرد مقاتل ہر صحن میں رہتا تھا اور جس مکان میں آپ رہتا تھا اُسکے گرد ایک نہر اور بڑا سا جنگل اُس میں صد ہا شیر اور چیتے اور اُسکا ایک دروازہ رکھا تھا کہ اُس سے دربار کے لوگ آتے جاتے اور جو کوئی بھٹک جاتا تو شیر اُسکو پھاڑ ڈالتے جب حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پہلی شہر نہاد پر تشریف لائے تو دروازہ بند پایا حضرت موسیٰ نے اپنی لٹھی ماری کو اڑا کر کل گئے اسی طرح سب دروازے کھلے

جب جنگل میں پہونچے تو سب درندے جانور بھاگ بیٹھے آخر خاص محل کے دروازے پر آئے کسی نے مدت تک خبر نہ پہونچائی وہ سب ابن مہبہ کہتے ہیں کہ چوتھی تاریخ ذی الحجہ کو دروازہ پر پہونچے اور دشوین تاریخ فرعون کو خبر ہوئی اور محمد ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دو برس تک دروازے پر مقیم رہے اور کسی کی جرأت نہ پڑی کہ فرعون سے انکی خبر کے آخر کار ایک سنوہ کہ فرعون کی مجلس میں نوکر تھا آیا اور کہنے لگا تم کس کام کو آئے ہو اور جانتے ہو کہ یہ مکان کس کا ہے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام نے فرمایا کہ ہم جانتے ہیں یہ قلعہ ہی فرعون کا کہ وہ اور اُسکے توابع بلکہ تمام زمین اور آسمان اور ہوا سمین ہی اللہ کے بندے اور مخلوق ہیں اور ہم بھیجے ہوئے اسی خداوند عالم کے فرعون کی دعوت کو آئے ہیں وہ سنوہ فرعون کی مجلس میں آیا اور بولا کہ اے بادشاہ آج میں نے ایک امر عجیب دیکھا ہے کہ شیرون کی ہیبت مجھے بھول گئی فرعون نے اُسکی کیفیت پوچھی اُس سنوہ نے کہا دو آدمی دروازے پر آئے انکے خوف سے سارے درندے جنگل کے بھاگ گئے ہیں شاید ساحر ہیں اور جب میں نے اُنسے باتیں کیں تو ایسی بات بولے کہ میں اُسکا ذکر کرنا بے ادبی سمجھتا ہوں فرعون نے کہا بیان کر بولا کہ اُنکو یہ گمان ہے کہ سوا سے تیرے اور بھی کوئی خالق ہے اس بات سے فرعون کو غضب آیا اور کہنے لگا کہ جلد لاؤ اسوقت مجلس میں ہامان وغیرہ اُمرا حاضر تھے اور بہت خلعت تماشا دیکھنے آئی کہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام ہشت موہوب ملک جبار و آیات معنویہ خالق قہار تشریف لائے فرعون نے کہا من اتہا حضرت موسیٰ نے فرمایا انا رسول رب العالمین ان ارسل منابنی اسرائیل تیضے میں پیغام لایا ہوں جہاں کے صاحب کا یہ پیغام کہ بھیج دے تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو فلسطین میں اور جنکو تو نے چارستو برس سے غلام بنا رکھا ہے چھوڑ دے حقیقت یہ ہے کہ بنی اسرائیل کا وطن حضرت ابراہیم کے وقت سے شام تھا حضرت یوسف کے سبب سے مصر میں آئے تھے اب حق تعالیٰ نے اُنکو ملک شام دینا چاہتا ہے حضرت موسیٰ کو اسطرح سے بھیجا اور سدی سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور پہلے گفتگو نہایت مہربانی سے فرمائی کہ تو ایمان قبول کر تو جوانی پھر آئے اور تھکے ملک و مملکت کھو کر چھینی بنجائے الابد از موت اور جب مرے تو بہشت میں داخل کیا جائے فرعون نے یہ کلام سنا کہ یقین کیا ہامان رو دُا سوقت حاضر نہ تھا جب وہ آیا تو فرعون نے احوال حضرت موسیٰ کا بیان کیا اُس نے کہا تجھے کچھ بھی عقل ہو تو خالق سے مخلوق اور رب سے مرہوب اور مجبور

عابد اور مسجد سے ساجد بنا چاہتا ہی تب فرعون نے تامل کر کے حضرت موسیٰ کو دیکھا تو ہچانا اور کہا چنانچہ سورہ شعراء میں ارشاد ہوا اَلَمْ نَرْبُکَ فِیْنا وَلِیْدًا وَبَلَّیْنا مِنْ عَمْرٍکَ سِنِیْنَ فَعَلَّیْکَ التَّیْ فَعَلْتَ وَانْتَ مِنْ الْکَافِرِیْنَ یعنی ہم نے پالنا نہیں تجکو اپنے گھر میں لڑکا سا اور رہا تو ہمارے پاس اپنی عمر میں سے کئی برس یعنی تیس برس اور کر گیا تو اپنا وہ کام جو کر گیا اور تو ہی ناشکر علامہ بغوی حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں مِنْ الْکَافِرِیْنَ سے یہ مراد ہے کہ انت من الجاہلین لنعنتی وحق تزییتی یعنی تو میری نعمت اور تربیت کا منکر ہے کیونکہ فرعون کفر بالربوبیہ واقف بھی نہ تھا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ سورہ شعراء میں ارشاد ہوا کہ فَعَلَّیْنا اِذْ اَوَّنا مِنْ الضَّالِّیْنَ فَفَرَّتْ مِنْکُمْ لِمَا خِفْتُمْ فَوَہِبْ لِیْ رَبِّیْ حُکْمًا وَجَعَلْنِیْ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ یعنی کیا تو ہی میں نے جوہ اور میں تھا چوکنے والا پھر بھلا گامین تم سے جب تمہارا ڈر دیکھا پھر خوشا بھلا میرے رب نے حکم اور ٹھہرایا مجکو پیغام پہونچانے والا و تلک نعمۃ تمننا علی ان عبدت بنی اسرائیل یعنی یہ نعمت ہے کہ منت رکھتا ہے تو مجھ پر کہ بندہ کیا تو نے بنی اسرائیل کو یعنی بندہ کرنا بنی اسرائیل کا نعمت نہ تھا اسی طرح پرورش کرنا میرا کہ اُسکی ضرورت تھی نعمت نہ تھی کہ اُسکا میں ممنون ہوں معالٰم التنزیل میں لکھا ہے کہ اس آیت کی تاویل میں اختلاف ہے بعضے اقرار پر حمل کرتے ہیں یعنی حضرت نے فرمایا کہ اپنا تربیت کرنا اور قتل نہ کرنا اور غلام نہ بنانا جیسا بنی اسرائیل کے اور لڑکوں کو قتل کیا تھا اور غلام بنایا تھا نعمت میں شمار کر کے فرمایا کہ الہمتہ وہ احسان ہے جو تو مجھ پر رکھے کہ غلام کر لے تو نے بنی اسرائیل اور مجکو غلام بنالے سے چھوڑ دیا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ قول حضرت کا انکار ہے اور الف استفہام کا محذووث ہے یعنی او تلک نعمۃ یعنی یہ نعمت ہے کہ بنی اسرائیل کے ساتھ بد معاملگی تو نے کی اور مجکو غلام بنایا اور قتل کیا کہ وہ میری قوم بھی اور اہانت قوم موجب ذلت ہے پس اس سبب سے تیرا سارا احسان جاتا رہا بالجملہ فرعون نے کہا یہ رسالت تم کہاں سے لائے ہو حضرت موسیٰؑ نے فرمایا رب العالمین کے پاس سے فرعون نے کہا وَا رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یعنی رب العالمین کیا چیز ہے قال رب السموات والارض و ما بینہما اکلنتم موفقیین یعنی کہا موسیٰؑ نے رب العالمین ہے صاحب آسمان اور زمین کا اور جو انکے بیچ میں ہے اگر تم یقین کر دو جو کہ اُس مردود نے جس سے سوال کیا تھا اور اللہ تعالیٰ جس سے پاک ہے اسیلئے حضرت موسیٰؑ علیہ السلام نے افعال الہی کا ذکر کیا جس سے تمام خلق عاجز ہے اب فرعون جواب میں متحیر ہوا اور اپنے امرا سے کہ اُس وقت پانسوا آدمی شولنے کے

انگن پہنے ہوئے حاضر تھے کہنے لگا الاستمعون لی یعنی تم نہیں سنتے ہو انکا اعتقاد یہ تھا کہ ہمارا خدا بادشاہ ہے انکو سننا یا کہ یہ کیا باتیں کرتا ہے تم بھی سنتے ہو میں حقیقت کا سوال کرتا ہوں کہ انحال سے عوام کیا پھر حضرت نے زیادہ توضیح فرمائی کہ ربکم ورب آبائکم الاولین یعنی رب العالمین صاحب تمہارا اور صاحب تمہارے اگلے باپ دادوں کا ہے اگرچہ پہلی ارشاد میں واضح ہو گیا تھا کیونکہ آسمان زمین کے بیچ میں سبھی داخل تھے لیکن یہ اس واسطے فرمایا کہ فرعون اصل میں دہریہ تھا اعتقاد رکھتا تھا کہ آسمان اور زمین خالق کے محتاج نہیں بلکہ واجبات سے ہیں اور سب افلاک متحرک بالذات ہیں اور اس قول میں اس توہم کی گنجائش نہیں اسپر فرعون نے اپنی مجلس والوں سے کہا ان رسولکم الذی ارسل الیکم لجنون ہرگز نہ تھا راہ پیغام والا جو تمہاری طرف پہنچا ہے باؤ لا ہے کہ ایسے کلام کرتا ہے جو سمجھ میں نہیں آتے یعنی موسیٰ کے زعم میں سوا سے میرے اور بھی خدا ہے شاید ان لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ جو ہمارے عقیدے کے خلاف ہے وہ عاقل نہیں ہے پھر حضرت موسیٰ نے توضیح فرمائی کہ رب المشرق والمغرب واماینہما اتعقلون یعنی رب مشرق اور مغرب ہے اور جو انکے بیچ میں ہے اگر تم بوجھ رکھتے ہو یعنی اگر عقل ہے تو سمجھو کہ حقیقت ذات کے سوال کا یہی جواب ہے کہ اس ذات کے افعال اور صفات بیان کیے جاویں نہ اور کچھ غرض کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک بات کہتے جاتے تھے اللہ کی قدرتیں بتانے کو اور فرعون بیچ میں اپنے سرداروں کو ابھارتا تھا کہ انکو یقین نہ آ جاوے آخر کار جب شرمندہ ہو کر جواب میں بند ہوا اور رخت حضرت موسیٰ کی غالب پڑی تو غرور دکھلانے کو کہنے لگا لئن اتخذت آلہا غیر می لا جلا کسان اسجو میں پہنچے اگر تو نے ٹھہرایا کوئی اور حاکم میرے سوا تو مقرر ڈالو گا تجکو قید میں کئی سے منقول ہے کہ قید فرعون کی قتل سے زیادہ تھی یعنی آدمی کو گرفتار کر کے ایک مکان اکیلے میں ڈال دیتا تھا کہ وہاں نہ کچھ دیکھے نہ سنے اس کلام کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بطریق انصاف فرمایا اور جو جنتک بشتی ہمیں یعنی جو لایا ہوں تیرے پاس ایک چیز کھول دینے والی پھر بھی توقید کرے گا یعنی الفعل ذلک وان اتیتک بھمة ہیتہ تب فرعون نے کہا قاتلہ ان کنت من الصادقین پہنچے تو وہ چیز لا اگر تو سچ کہتا ہے تو ہم نہ قید کر کے فالقی عصا فاذا ہی ثمان بین یہی ہے ڈال دی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لٹھی تو اسی وقت وہ ناگ ہو گئی حسیح اور ایک میل جانب آسمان بلند ہوا اور آگ اسکے منہ سے اڑنے لگی اور دھواں ناک سے نکلنے لگا اور دونوں آنکھیں مشعل نظر کرنے لگیں اور دانتوں سے آواز

آسنے لگی جطرف متوجہ ہوا اسکو خراب دختہ کیا جسپر بھونک ماری وہ جل گیا
سارے آدمی اسکے خون سے تلے اوپر گرنے لگے وہب ابن نبہ سے روایت ہو
کہ پچیس ہزار آدمی آسدن بچان ہوا اور بعضی روایت میں چالیس ہزار طلب جنم ہو
پھر قصر فرعون پر متوجہ ہوا تو فرعون تخت سے گر پڑا اور بھاگا اور امان مانگتا ہونہر
موسے سے کہنے لگا کہ میں تمہارا تابع ہوں جاؤنگا اور بنی اسرائیل کو چھوڑ دو نکاتم اس
بلا سے مجھے بچاؤ حضرت موسیٰ نے اپنی لاشھی اٹھالی تب فرعون نے کہا اور بھی کچھ
حجت ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ جیب میں ڈالکر نکالا تو اہل روشن اور
نورانی نکلا کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں جھپک گئیں اور زمین پر گر پڑے کما قال فی
سورۃ الشعراء فزع یدہ فاذہا ہی بفیض اللناظرین یعنی اندر سے نکالا اپنا ہاتھ تو وہ اسیوت
رچتا ہی آنکھوں کے سامنے پھرا سنے امان مانگی حضرت نے اپنا ہاتھ بند کر لیا بعد اسکے
قبول ایمان اور تصدیق نبوت اپنی فرعون سے طلب کی آسنے کہا آج تامل کرو میں اس
بات میں مشورہ کریں کہو نکا پھر سب سے علیحدہ عرض کیا کہ اے موسیٰ تو نے پچیس ہزار آدمی
مارے کیا اسبواسطے تو مبعوث ہوا ہو اور حالانکہ تو کہتا ہو کہ بھیجے والا میرا رحیم ہی کیا ہی
مقتضای رحمت ہی جو تیرے ہاتھ سے واقع ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا
کہ درحقیقت تو نے مارا ہو کہ تو خود کافر ہوا اور ان لوگوں کو تو نے کفر اور شرک کی
تکلیف دی اور ان لوگوں نے تیرا کنا مانا پس حقیقت میں سبب ہلاکت تو ہو نہ میں پھر
اور کلمات توحید اور نصیحت بھی خلوت میں ارشاد کیے فرعون نے کہا اگر تیری بات
قبول کروں تو اسکی جہنما کیا ہو حضرت موسے نے فرمایا کہ وجدانیت خدا کا اقرار کر کے
آسیکی پرستش کر تو میں دعا کروں کہ پتہ تعالے تجکو چار چہرین عنایت کرے ایک جوانی
موت تک دوسری بادشاہی دنیا تیسری صحت اور سلامتی چوتھی بہشت ہمیشہ فرعون نے
کہا اسمیں تامل درکار ہو تاکہ میں بعضے عاقلوں سے دریافت کر لوں تب اسکا جواب دیا
آسیوقت اپنے گھر میں آیا اور آسینہ خاتون سے حال کہا آسنے جواب دیا کہ جو شخص عاقل ہو
کبھی اس سخن کے خلاف نہ کیگا بلاتامل قبول کرے پھر امان مردود سے مشورہ کیا اس
بلے سامان نے کہا کہ اتنی مدت مسد الوہیت پر بیٹھا اب خاک عبودیت پر بیٹھا جاتے ہو
اب تک لوگوں نے تمہاری عبادت کی اب تم اور کی عبادت کرو گے کیا عقل جاتی ہی ہو

اور جو چار چیزوں کا موسیٰ علیہ السلام تسبیہ وعدہ کرتے ہیں سو اس میں اول جوانی ہو سونے کا
بقا اسطرح ہو سکتی ہو کہ مراد در دھڑی کے بالوں کو خضاب سے سیاہ کرو جوانی بنی رہے
دوسری بادشاہی وہ فی الحال تمکو حاصل ہو کیو طاقت نہیں کہ چھین لے اور تیسری
صحت ہو سو جب موافق اہل کے عمل کرو گے صحیح رہو گے جو تھی بہشت ہو وہ سوائے ان
باغوں کے میرے خیال میں اور کچھ نہیں آتی سو تمھارے قبضہ اختیار میں ہو ان بالوں سے
فرعون کی توجہ ایمان سے جاتی رہی اور ارکان دولت سے کٹنے لگا تمھاری رائے کیا ہو
قال الملأ من قوم فرعون ان هذا امر عظیم یرید ان یخرجکم من ارضکم فاما مردون یعنی پوت
سردار قوم فرعون کے یہ بیشک کوئی بڑا جا دوگر ہو نکالا جا پتا ہی تمکو تمھارے
ملک سے فرعون نے کہا اب کیا مشورہ دیتے ہو بعضوں نے کیا اقتلاوا انباء الذلین ہوا
معہ واستحو انساہم یعنی مارو بیٹے انکے جو یقین لائے ہیں اسکے ساتھ اور جیتی رکھو
انکی عورتیں معاکم التنزہل میں قتاوہ سے روایت ہو کہ یہ ظلم قتل کا دوسرا ہو کیونکہ
فرعون نے بعد پیدا ہونے حضرت موسیٰ کے قتل لڑکوں کا موقوف کر دیا تھا جب
حضرت موسیٰ مبعوث ہوئے تو اسنے پھر قتل شروع کیا پس معنی آیت کے یہ ہیں کہ
پھر شروع کر دقتل انکا اور عورتوں کو چھوڑ دو کہ اپنے مردوں کو متابعت موسیٰ سے
روکیں فائدہ فرعون کی قوم نے یہ تو صلاح دی مگر حضرت موسیٰ کے مارنے کی صلاح
نہ دی اس واسطے کہ معجزہ انکے پاس بہت بڑا ہی ایسا منہو کہ بدلا لے مگر فرعون نے کہا
ذرونی اقل موسیٰ ولیدع ربہ انی اخاف ان یمیل دیکم او ان یطہر فی ارض الفساد
یعنی مجھ کو چھوڑ دو کہ مار ڈالوں موسیٰ کو اور پراپکارے اپنے رب کو میں ڈرتا ہوں کہ
بگاڑے تمھاری راہ یا نکالے ملک میں خرابی تب ایک شخص فرعون کے لوگوں میں سے
جو پوشیدہ ایمان رکھتا تھا بول اٹھا کہ سورہ مومن میں ارشاد ہوا اقلون رجسلا
ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم وان یک کا ذبا فعیہ لذبہ وان یک
صاوتاً یصکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لایہدی من ہو سرت کتاب یعنی کیا مارے
ڈالتے ہو ایک مرد کو اسپر کہ کتا ہو میرا رب اللہ ہی اور لایا ہی تمپر کھلی نشانیاں تمھارے
رب کی جو دلالت کرتی ہیں اسکے صدق پر اور اگر وہ جھوٹا ہوگا تو اسپر لگا اسکا جھوٹ
اور تمکو کچھ ضرر نہیں اور اگر وہ سچا ہوگا تو تمپر لگا کوئی وعدہ جو دیتا ہو بیشک اللہ

راہ نہیں دیتا اسکو جو ہو بے لحاظ جھوٹھا آتو عبیدہ مفسر فرماتے ہیں کہ آیت میں اسجگہ بعض سے مراد کل ہو یعنی اگر تم نے قتل کیا اور مقتول سیاح ہو تو سب عذاب تیسرے پر لگا جسکا وعدہ کرتا ہو معالم التنزیل میں لکھا ہو کہ اس مومن میں اختلاف ہو مقابل اور سدی کہتے ہیں کہ بھائی چچا فرعون کا تھا جسکی شان میں اللہ نے فرمایا ہو و جاہ رجل من اقصى المذنیۃ یسعی اور ابن عباس رضی اللہ اور اکثر علما کہتے ہیں کہ خزیل اسرائیلی تھا اور ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اسکا نام جبریل تھا اور بعض کے نزدیک خزیل تھا اور بعض کہتے ہیں حبیب نام تھا فائدہ سیطرح ایک عالمہ ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین عرب سے واقع ہوا عروہ ابن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ عمرو بن عاص سے کہا کہ مجکو خبر دے اس شدید حرکت سے جو کی ہو مشرکوں نے آنحضرت سے تب کہا عبداللہ نے کہ ایک آنحضرت فنا رکعبہ میں نماز پڑھتے تھے عقبہ ابن اعیط نے آکر کندھے آنحضرت کے پکڑے اور چادر گردن مبارک میں ڈالکر زور سے کھینچی کہ حضرت ابوبکر صدیق آگے اور اس کافر کے کندھے پکڑ کے علیحدہ کر دیا اور کہا اقتلوا رجلا من یقول ربی اللہ وقد جاہم بالینسات پھر حضرت صدیق کو کافروں نے بہت مارا باجملہ جب فرعون قتل سے باز ہوا

تو ان لوگوں نے کہا ارجو داخاہ وارسل فی المداہن حاشرین یا توک بکل ساحرہ علیم یعنی ڈھیل دے اسکو اور اس کے بھائی کو اور بھیج دے پرگنوں میں نفیقوں کو لاؤں تیرے پاس جو ہو بڑا جادوگر اور حافظ فن سحر میں تاکہ معارضہ کروں محققین مفسرین بیان کرتے ہیں کہ جب قدر ساحر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں تھے اس قدر کبھی نہیں ہوئے یعنی ایک ہزار شہزادہ بارہ ہزار قریہ تھا انہیں سوائے ساحروں کے اور کوئی نہ تھا انھیں کی طرف نقیب چلے کہ جان کہیں ساحر ہو یا ربا وین حاضر لاوین اور ایک روایت ہو کہ فرعون نے پہلے سے کئی لڑکے بنی اسرائیل کے جو وہیں اور انکی تھے سحر سیکھنے کو ایک ساحر کے پاس کسی گانوں میں بھیج دیے تھے سو وہ لڑکے سیکھ کر تیار ہوئے

انکو فرعون نے بلوایا کہ سورہ شعرا میں فرمایا فجمع السحرة لیمقات یوم معلوم وقیل للناس بل انتم مجتہدون لعننا متبع السحرة ان کا نواہم الغالبین یعنی پھر اکٹھے کیے جادوگر وعدے کے ایک مقررہ دن کے اور کہ دنیا لوگوں کو تم اکٹھے ہوتے ہو شاید ہم راہ پکریں جادوگروں کی اگر ہو جاوین یہی غالب فائدہ یوم موعودہ یوم زینت تھا یا فوجند می سینچر شروع سال کا

یا فرعون کی سالگرہ کا دن تھا کہ ساحر جمع ہوئے فائدہ ساورین میں اختلاف ہو نزدیک
مقابل کے بٹھرتھے دو قبلی اور شربی اسرائیل اور دونوں قبلی سردار تھے اور کلبی کے
نزدیک شرتھے لیکن سردار دو ہی تھے اور سب بنی اسرائیل تھے اور کعب احبار سے
روایت ہو کہ شتر ہزار تھے انہیں سے بارہ ہزار کامل تھے انہیں سے بٹھرتھے اور ان بٹھرتھیں
چار میں تھے ایک ساطور دوسرا غازور تیسرا حطوطہ چوتھا صفلی اور بعضہ کہتے ہیں کہ
سردار انکا ایک شخص نابینا تھا صحیح تریہ ہو کہ سب شرتھے اور دو شخص انہیں میں تھے
شمعون اور صفر یا سعید۔ و مداین یہ دونوں بھائی تھے جب فرعون کے نقیب انکے پاس
پہونچے تب یہ دونوں اپنی ماں کے پاس گئے اور بولے ہکو ہمارے باپ کی قبر پر بے جلو
رہے گئی ان دونوں نے پکارا اُسے کہا کیا ہو کہنے لگے کہ فرعون کے پاس دو شخص آئے ہیں
نہ ہتیار آئے پاس ہو نہ لشکر صرف ایک کے پاس ایک لاٹھی ہو کہ وہ سانپ ہو جاتی ہو
جو چیز اُسکے سامنے پڑتی ہو اُسکو نگل لیتا ہو سو فرعون نے داعیہ کیا ہو کہ ہکو اُسکے مقابلے
پیش کرے اور بلوایا ہو سو ہکو تدبیر بتلاؤ کہ ہم مصر میں جا کر کسطرح معارضہ کریں صاحب قہر نے
جواب دیا کہ مصر میں جاؤ جب وہ دونوں شخص سو رہیں تب اُس لکڑی کو اٹھاؤ اگر تمھارے
ہاتھ آجائے تو بیشک تم غالب ہو گے اور جو ناگ ہو جائے تو بیشک معجزہ ہو سو نہیں
پھر کوئی شخص مخلوقات الہی سے اُسکا مقابل نہیں ہو سکتا کسو اسٹے کہ سحر ساحر کا
خواب میں بے اثر ہو جاتا ہو سو وہ دونوں بھائی سب سے چھپے ہوئے مصر میں آئے تو
دیکھا کہ دونوں پیغمبر آرام میں ہیں اور پیغمبر ظاہر خواب میں اور لاٹھی رکھی ہو یہ دونوں
وقت کو غنیمت سمجھ کر لاٹھی کی طرف متوجہ ہوئے آئے بھی انکا قصد کیا کہ یہ دونوں بھا
اور پھر نہ آئے بالجلہ پہر دن چڑھے اور ساحر اپنے اپنے مکر لیکر قلعہ فرعون پر جمع ہوئے
اور بہت لوگ تماشائی ہوئے اور فرعون بن ٹھن کے بڑے ترک سے ایک کھڑکی سے
لگ بیٹھا اور کہنے لگا انا ربکم الاعلیٰ یعنی میں بڑا خدا ہوں اور جو کوئی اور پروردگار تھا
کہ آئے موسیٰ کو بطور ایلی بھیجا ہو تو مجھے مرتبہ اسکا پست تر ہو اگر موسیٰ اپنی رسالت
ثابت کرے تب بھی قابل اتباع نہیں اور ربوبیت اُسکے رب کی اگر ہو تو عام ہو اور
میری ربوبیت خاص اہل مصر پر ہو اور خاص مقدم ہو عام پر پاسداری اور اہتمام عالت
اور ربوبیت موسیٰ کے خدا کی پوشیدہ ہو اور میری ربوبیت ظاہر ہو قطع نظر ایلی اسکا

میرے کسی ایلی کے برابر طرراق نہیں رکھتا نہ اُسکے ہاتھ میں رستا نہ میں نہ کنگن نہ اُسکے سنا
 فنج ہو نہ حشم و خدم اور ایلی سے بادشاہ کی بادشاہی معلوم ہوتی ہو اگر اُسکا رب بڑا
 ہوتا تو اُسکا ایلی بھی بڑا ہوتا چنانچہ سورہ زخرف میں ارشاد ہو امنا خیر من ہذا الذی ہو
 مدین ولا یکا دیمین یعنی بھلا میں ہوں بہتر اس شخص سے جسکے عزت نہیں اور
 صفا نہیں بول سکتا اور دیکھو میرے سامنے فنج پر باندھے چلتی ہو اور میرے
 امیرون کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن ہیں کہ میں نے انعام دیے ہیں اور میرے
 ہاتھوں میں جو اہرات سے مرصع کنگن ہیں اگر موسیٰ ایلی خدا کا تھا فلاں القی علیہ سورہ
 من ذہب اور جوار معہ الملائکہ مقرر نہیں یعنی پھر کیوں نہ آپرے آپرے کنگن سونے کے یا آتے
 اُسکے سامنے فرشتے پر باندھ کر چنانچہ یہ کلام فرعون کا تا شائی ضعیف الایمان تسلیم
 کرتے جاتے تھے اور ہنوز حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف نہ لائے تھے اور ساحر اپنی
 صفیں باندھے ستر اونٹوں پر اسباب اور لٹھیاں شعلہ سے اور مگر کی لاوے فرعون
 روبرو حاضر تھے کہ دفعۃً حضرت موسیٰ کلیم اللہ مع ہارون فذیر تشریف لائے اور لٹھی ٹپک
 ایک طرف کھڑے ہوئے اور حضرت ہارون علیہ السلام داپٹے پر آئے اور حضرت جبریل
 علیہ السلام علم نصرت لیکر آگے ہوئے اور موکلین قضا اور قدر نشور نصران لہذا قریب
 پڑھنے لگے اور ساحرون نے پیش قدمی کر کے فرعون سے کہا ائت لنا لاجہ ان کتا
 نحن اغانین بھلا کچھ ہمارا نیگ بھی ہو جو ہو جاوین ہم غالب قال نعم وانکم اذالمن لہرین
 بولا البتہ اور تم اسوقت نزدیک والوں میں ہو گے یعنی میرے مصاحب ہو گے اور
 بے تامل میرے پاس آنے کی اجازت پاؤ گے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اول کتا
 موا خط اور فصاحت ارشاد فرما کے بولے کہ سورہ طہ میں ارشاد ہوا ویکلم لا تقتر وا علی اللہ
 کذیا علی حکم بعد اب وقب جاب من اقرب یعنی کم سختی تمہاری جھوٹ نہ بولو اللہ پر پھر کہیا کہ
 تمکو کسی آفت سے اور مراد کو نہیں پہنچتا جسے جھوٹ باندھا تب بعضے ساحرون نے
 کہا یہ کلام ساحرون کا نہیں ہو پھر سردار جاو گرون کا کہ شاید نابینا تھا پوچھنے لگا کہ یہ
 دولوں شخص کچھ لشکر اور فوج بھی ساتھ رکھتے ہیں جاو گرون نے کہا ایک شخص لٹھی
 لیے ہو اور دوسرا خالی ہاتھ نہ کوئی یار ہی نہ مددگار تب آئے کہا یہ ہرگز ساحر نہیں ہیں انکی
 عزت کرنا چاہیے چنانچہ ساحرون نے باادب عرض کیا یا موسیٰ اما ان تفتی واما ان نکون

شمر الملقین کا موسیٰ یا قودا لے اپنا عصا پہلے یا ہم ڈالتے ہیں اپنی رسیاں اور لائٹھیاں قال القوا
 فلما القوا سحر وادعیٰ الناس واسترہوہم وجاروا بسحر عظیم یعنی کہا موسیٰ نے ڈالو پھر
 ڈالا باندھ دین لوگوں کی آنکھیں اور انکو ڈال دیا اور کر لائے بڑا جادو و معالیم و غیب و
 تفسیر دن میں لکھا ہو کہ جب حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ تم ڈالو تو جادو گر متحیر ہو کے بولے کہ
 اے موسیٰ اگر ہم مغلوب ہو جائیں تو تیری متابعت کریں اور اگر تو مغلوب ہو جائے تو
 فرعون جو چاہے کہے مگر عزت فرعون سے ہکو یہ امید ہو کہ ہم مغالب آدینگے یہ کسکر
 بُری بُری رسیاں پارے کی ملی اور لکڑیاں بانس کی پارہ کی بھری میدانِ مایٰں لہن
 کہ وہ سب آفتاب کی گرمی سے جنبش کرنے لگیں اور سارا میدان سانپوں سے بھر گیا
 اور تماشائی بھاگے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ درمیل تک سانپ ہی
 ملتا آتے تھے قال اللہ تعالیٰ فاذا جالہم وعصیہم یخیل الیہم انہا تسعی کہ یعنی
 تجھیں انکی رسیاں اور لائٹھیاں اسکے خیال میں آتی ہیں جادو سے کہ دوڑتی ہیں تعرضِ شعبہ
 دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی فی الجملہ اندیشہ ہوا نا جس فی نفسہ خفیۃ یعنی مانتہ
 موسیٰ نے اپنے جی میں خون خواہ طبیعت بشریہ سے ڈرے یا اس سبب سے کہ قوم کے لوگ
 شک میں نہ کہ بتا بہت میری نہ کہ بٹنگے اسی وقت وحی ہوئی کہ لا تحف انک انت الٰہ علیانی
 تو نہ ڈر مقرر تو ہی رہیگا اور پراور یہ جادو گر ہیں اور جادو گر کبھی اپنے حیلے میں نلاج نہیں پاتا
 تجھی کو غلبہ ہو پھر ارشاد ہوا کہ ان الق عصاک لئلا ذاہی تلفت مایا فکون یعنی ڈال اپنا عصا
 تب ہی وہ لگانے لگنے سوانگ جو وہ بنا تے تھے قال فی موسیٰ عصاہ فاذا ہی تلفت مایا فکون
 میں ڈالا موسیٰ نے اپنا عصا اور لگانے لگنے جو سوانگ وہ بنا تے تھے فوق الحق و بطل کمانوا
 یعلون تب داؤد پرا حق کا اور غلط ہوا جو وہ کرتے تھے یعنی حضرت موسیٰ سچے ہوئے اور
 وہ سب جھوٹے اور آپس میں بولے کہ اگر یہ سحر ہوتا تو ہم پر غالب نہ آتا فلبوا ہنا لک
 وقلوبوا صاغرین تب ہاری قوم فرعون کی آسجگہ اور پھر سے ذلیل ہو کر اور وہ آرد ہا
 رسیوں کو نکل کر خلقت پر متوجہ ہوا ساری خلقت بھاگی کہ اُس ازو جم میں تین لاکھ آدمی
 یا چھ لاکھ طریق عدم پر سیدھے چلے گئے پھر حضرت موسیٰ نے اُسکو اٹھا لیا۔ ا حردن نے
 بعلم یقین جانا کہ یہ شخص مؤید تائید آسمانی ہو قال فی السورۃ ساجدین قالوا آمنا بر ربنا لیز
 رب موسیٰ و ہارون یعنی پھر ڈالے گئے ساحر سجدے میں بولے ہم نے مانا جان کے صاحب کو

جو صاحب موسیٰ اور ہارون کا ہی اور نہوز سجدے سے سر نہ اٹھایا تھا کہ حق تعالیٰ نے
 درجات بہشت انکی نظر میں کھول دیے اور مراتب اُنکے دکھلانے اور دوزخ کے حالات
 اور فرعونوں کی عقوبتیں ظاہر فرمائیں جب ساحرون نے سجدے سے سر اٹھایا اور
 وحدانیت خدا اور نبوت موسیٰ اور ہارون کا اقرار کیا اور سرداروں نے برملا پکارا
 لا الہ الا انت موسیٰ کلیم اللہ اور چونکہ اصغر ہمیشہ تابع دار اکابر کے ہوتے ہیں وہ بھی
 یہی کلمہ کہنے لگے تب فرعون نے کہا انتم بہ قبل ان آذن لکم ان ہذا ملککم تموہ فی المدینۃ
 لتخرجوا منها اہلہا فسوف تعلمون یعنی تمہیں مان لیا آسکو ابھی میں نے حکم نہیں دیا تمکو یہ کہہ
 کہ باندھ لائے ہو شہر میں کہ نکالو میان سے اسکے لوگ سوا ب تم جانو گے یعنی تم سب ملکر اس
 فریب سے شہر کی ریاست لیا جاتے ہو سوا سکا نتیجہ پاؤ گے فلا قطعن ایدیکم وارجلکم من
 خلافت ولا صلبکم فی جذوع النخل یعنی میں کاٹوں گا تمہارے ہاتھ اور دوسرے پاؤں یعنی
 داسنے ہاتھ اور بائیں پیر ہر ایک کے کاٹوں گا پھر سولی چڑھا دوں گا تم سب کو خرمون کی
 شاخوں میں اس بات سے فرعون نے سب کو اپنا دشمن بنایا پس ساحرون نے کہا
 تو جو چاہے کرے انا امی ربنا منقلبون ومانقم منا الا ان آتانا بآیات ربنا لما جازنا ربنا
 افرغ علینا صبرا و توفنا مسلمین یعنی ہمکو اپنے رب کے گھر جانا ہی اور تو ہم سے یہی سیر کرتا ہی
 کہ پائین پہنے نشانیاں اپنے رب کی جب ہم تک پہنچیں اور رب دہانے کھول دے ہم پر
 صبر کے اور ہمکو مار مسلمان باجملہ فرعون نے اُن سب کے ہاتھ پیر کٹوا کر سولی چڑھائے
 اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ جب ہاتھ پیر اُنکے کاٹے اور بڑی بڑی سولیوں پر چڑھایا
 تو حضرت موسیٰ علیہ السلام دیکھ کر روئے حضرت عزت نے منازل قرب اور مقامات انس
 انکی نظر میں کھول دیے کہ حضرت کو تسکین ہوئی ۵ جاودان کان دست و پا درختند
 درفضا سے قرب ہوئے تاختند ۶ گرفت آن دست و پا برجا سے آن ۷ رست از حق
 نالما سے جاودان ۸ تابدان برہان پیر داز آمدند ۹ درہواسے عشق شہباز آمدند ۱۰
 بعد اسکے حضرت موسیٰ کے قتل کا ارادہ کیا لیکن دسترس نہوا مگر چار مسلمانوں کو بعد
 اس واقعے کے چومیا کیا اور نبی اسرائیل پر زیادتیان شروع کیں اُن چاروں میں
 اول جزیل تھا جسکا اشارہ کلام باری میں ہو وقال رجل مومن من آل فرعون ۱۱
 شخص سو برس سے فرعون کا خزانچی تھا آسکو چومیا کہ کے ہلاک کیا اور دوسرا آدمی

جبریل کی عورت تھی کہ فرعون کی بیٹی کے مشاطہ تھی اُسکو بھی مع اُسکے لڑکوں کے شہید کیا
 ماجرا اُسکا یہ ہوا کہ وہ عورت ایک دن فرعون کی بیٹی کے سر میں لٹکی کر تی تھی ذمہ لٹکی
 ہاتھ سے گر گئی اُسے بسم اللہ کہنے لگا اٹھائی فرعون کی بیٹی نے کہا کہ یہ نام تو میرے
 باپ کا ہے اُسے کہا یہ نام تیرے اور تیرے باپ کے رب کا ہے اُسے طمانچہ مارا اور فرعون
 کہہ دیا اُس مرد و دے بلو کہ یہ پوچھا کہ یہ کیا کلام تھا اُس مظلومہ نے کہا کلام حق تھا تب
 فرعون مارنے پر مستعد ہوا اُسے کہا کیا اندیشہ ہے اگر ہزار جان ہوں تو اس کلام کے
 صدقے کہ یوں مگر اس بات سے نہ پھروں اور اس وقت تو میں نے زبان دبا کے کہا تھا
 اب علانیہ کہتی ہوں کہ ربی و ربک اللہ تب فرعون نے اُسکو اور اُسکے لڑکوں کو قتل کیا
 کیفیت قتل میں دو روایتیں ہیں ایک تو یہ کہ اُسکو بھی چومیا گیا اور دوسری یہ روایت ہے
 کہ تنور کو آگ سے گرم کرایا اور اُسکو اور اُسکے بیٹوں کو بلوایا پہلے کفر کی دعوت کی اُسے
 نہ مانا ایک لڑکے کو تنور میں ڈالا وہ جل گیا پھر دوسرے کو ڈالا وہ بھی جلا جب دودھ پیتے
 لڑکے کا ارادہ کیا تو مہمت سے اُسکا دل بٹلنے لگا قریب تھا کہ کوئی کلام بے صبری کا زبان
 نکالے کہ وہ لڑکا شیر خوارہ ہوا اٹھا کہ مان صبر کرا اور کچھ غم نہ کر تو سچے دین پر ہے اور دنیا
 چند روزہ ہے پھر فرعون نے اُسکو اور چھوٹے لڑکے کو ساتھ ہی تنور میں ڈال دیا اور
 امام ابو مطیع نسفی قصص التنزیل میں بیان کرتے ہیں کہ دونوں لڑکوں نے وقت
 قتل کے کہا کہ اے مان زہنا رو دین حق سے نہ پھرنے کیونکہ عذاب الہی اس عذاب سے سخت
 تر ہے جب شیر خوارہ کی نوبت آئی تو اُس مومنہ نے شفقت سے شور کیا شیر خوارہ نے کہا
 صبر کر جینے اور فرعون نہایت ممنوع ہو اس وقت اللہ جل شانہ نے پردے اٹھا کے اُسکے
 دونوں لڑکوں کو دکھلایا کہ بہشت میں کھیل رہے ہیں تب اُسکو خاطر جمع ہوئی پھر فرعون نے
 اُس شیر خوارہ کو مع اُسکی مان کے شہید کیا فائدہ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ
 چار لڑکے دودھ پیتے ہوئے ہیں اول شاہد یوسف علیہ السلام اور دوسرے حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کہ تنور میں بولے تھے اور تیسرا یہ لڑکا مشاطہ کا چوتھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 کہ اپنی مان کی گود میں بولے ہیں اور بعضے روایت کرتے ہیں کہ شب معراج میں جب
 آنحضرت کو خوشبو آئی تو حضرت نے حضرت جبریل سے پوچھا کہ یہ کیا بو ہے حضرت جبریل نے
 کہا کہ یہ خوشبو ہے مشاطہ آل فرعون کی اور اُسکے لڑکوں کی تیسرا آدمی جسکو فرعون نے چومیا گیا

چار لڑکے شیر خوارہ
 کے گود میں

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا بنت فرعون بنی حال انکا یہ ہو کہ یہ جبر و کھسے سے بھیجی ہو میں فرعون کا ظلم دیکھتی تھیں اور مرتبہ مشاطہ اور اسکے لڑکوں کا عنایت آگہی سے یہ معائنہ کر رہی تھیں کہ فرشتے انکی ارواح کے استقبال کو آتے جاتے ہیں اور انکو تصدیق کامل ہوتی جاتی تھی جب کہ فرعون ملعون اس ظلم و سب سے فارغ ہو کے گھر میں آیا تو حضرت آسیہ سے بطریق مفاخر اس مشاطہ کا حال کہنے لگا حضرت آسیہ نے فرمایا اوہیل لک یا فرعون فرعون نے کہا تجھ کو شاید وہی جنون ہو جو مشاطہ کو ہوا تھا حضرت آسیہ نے کہا میں دیوانی نہیں ہوں دین موسیٰ علیہ السلام کی حقیقت اور تیری وضع کا بطلان مجھ پر بخوبی ثابت ہو سو میں اسکے خدا کا ایمان لائی ہوں تب اس مردود نے حضرت آسیہ کو چومنا کیا یعنی دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں پر میخیں گڑوا دیں اور دھوپ میں لٹا کر ایک چکی کا پل انکے سینے پر رکھا اسوقت حضرت

افان کیہ

آسیہ نے مناجات شروع کی رب ابن لی عندک بتیا فی الجنتہ و منجی من فرعون و عملہ و منجی من القوم الظالمین یعنی امی رب بنا میرے لیے اپنے پاس ایک گھر بہشت میں اور بچا مجھ کو فرعون سے اور اسکے عمل سے اور بچا قوم نا انصاف سے تب حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور انکی روح کو بہشت میں لے گئے اور ایک موتی کے گھر میں بٹھلا دیا مٹنے فرعون نے دیکھا کہ حضرت آسیہ نے انتقال فرمایا تو مایوس ہو کر مخدول ہوا چوتھا ایک شخص بڑا بوڑھا وہ بھی بعد ایمان لانے کے مارا گیا ہو قصہ اسکا متحققین یون بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ ایک شخص شہر میں فلان مقام پر رہتا ہے اسکی دعوت کرو اگر تم سے بدزبانی کرنے تو رہنجیدہ خاطر نہو اور جو کچھ مال اور دولت مانگے تو وہ خزانہ مخفی جو اسکے عین دروازے پر گہرا ہی عطا کر دینا چاہیے حضرت موسیٰ علیہ السلام اسکے دروازے پر تشریف لائے دروازہ بند تھا حضرت نے اس دروازے پر تھپہ مارے صاحب خانہ مطلع ہو کے دوڑا اور دروازہ کھولا تو حضرت موسیٰ کو دیکھ کر کہنے لگا اے مہاجر تو کس واسطے آیا ہے فرمایا کہ آئندہ ایم تاجو گوش کشان کشانت + بیدل و بخودت کم درول خود نشانت + صید منی شکار من گرچہ نزد ام حبشہ + ہم سودام باز پرور زہری پرانت + پھر دعوت ایمان شروع کی آسے کہا کہ میں دوسو برس سے فرعون پرستی کرتا ہوں اب میں تمہارے جادو سے خدا پرستی نہ کرونگا حضرت نے فرمایا کہ اس مدت میں تجھ کو کیا حاصل ہوا بولا کہ دنیا کا فائدہ بہت ہوا مگر میں پوچھتا ہوں کہ تجھ کو خدا پرستی

تقدیر و پیام

کیا ملا فرمایا کہ میں خدا پرستی دنیا کے لیے نہیں کرتا بلکہ اس واسطے کہ وہ عبادت کا مستحق ہو
 آس تو رہے نہ کہ میں تو پرستش صرف دنیا ہی کے واسطے کرتا ہوں حضرت موسیٰ نے
 فرمایا کہ اگر تو دنیا چاہتا ہو تو پروردگار میرا تجھ کو ایسا خزانہ عنایت کرے گا کہ پھر دنیا کی
 حاجت نہ رہے گی بولا وہ خزانہ کہاں ہو حضرت نے اس کے دروازے پر نشان دیا اس نے
 اپنے بیٹے سے گھدوایا اور خزانہ پایا آ سیوقت ایمان لایا اور خوشی سے تمام بازار میں
 لپکارتا پھر کہ لا الہ الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ یہ خبر فرعون کو پہنچی اس نے گرفتار کر کے قید کیا
 اور کہا شاید تجھ کو موسیٰ نے میری راہ سے پھیرا ہو اس نے کہا بلکہ موسیٰ نے سیدھی راہ
 دکھلائی ہو فرعون نے کہا تو بہ کرور قتل کرونگا اس نے کہا میں ہرگز نہ پھر دنگا فرعون نے
 چاہا کہ دیگ میں ڈال کے جلاؤں حضرت جبریل نے اٹھا کے حضرت موسیٰ علیہ السلام
 پاس ڈال دیا دوسرے مرتبہ شہر میں پھریکا رنے لگا فرعون نے پھر گرفتار کیا پھر یہی
 معاملہ ہوا جو پہلے ہوا تھا غرض کہ تین مرتبہ یوں نہیں اتفاق ہوا بعد اسکے اس نصیحت
 حضرت موسیٰ سے التماس کیا کہ اگر راہ خدا میں تباہ ہوں تو نہایت بہتر ہو اب بچنا کچھ
 ضرور نہیں غرض کہ چوتھے مرتبہ فرعون نے گرفتار کر کے دیگ میں ڈال دیا کہ وہ بھی شہید
 ہوا اللہ بعد دیکھنے معجزات کے ایک جماعت کثیر قبطیوں کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایسا
 لانی چنانچہ روایات سے واضح ہو کہ شتر قبیلہ قبطیوں کے شہریت الہیہ سے سعادت انور ہو
 اور بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں رہنے لگے اور فرعون مردود پھر لڑکوں
 مارنے لگا تب بنی اسرائیل مضطرب ہو کے فریادی ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

استعینوا باللہ و احبوا ان الارض تعدو عن شہامین لیسار من عبادہ والعاقلۃ للمتقین یعنی
 مدد مانگو اللہ سے اور ثابت رہو البتہ زمین ہو اللہ کی دیتا ہو جسکو چاہتا ہو اپنے بندوں سے
 اور عاقبت اچھے لوگوں کو ہو فائدہ اس کلام میں بنی اسرائیل کو یہ بشارت تھی کہ قبطی
 ہلاک ہونگے اور یہ دولت اور نعمت تمہارے ہاتھ لگیگی لیکن بنی اسرائیل ہرگز نہ سمجھے پھر
 شکایت کی کہ یا بنی اللہ ہم آپ کے آنے سے پہلے ظلم فرعون میں مبتلا تھے مگر باپ دادوں
 فرمانے سے اپنی خلاصی اور بچاؤ تمہارے تشریف لانے پر جانتے تھے سو بھی زمانہ حد اپنے
 دکھلایا تب بھی ایذا رسائی قبطیوں کی بدستور رہی بلکہ ہر روز زیادہ ہو اب کیا کریں ہلکا جائز
 دیکھیے تو ہم بھاگ جا دیں یا ارشاد ہو تو قبطیوں سے لڑیں یا اور ہی تدبیر سوچیے کہ ہلکو

خوشی ہو تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ عسیٰ ربکم ان یملک عدوکم ویستخلفکم فی الارض یعنی نزدیک ہو کہ رب تمہارا اکلپاؤں تمہارے دشمن کو اور نائب کرے تمکو زمین کی یعنی ارض مصر یا ارض مقدسہ میں تنبیہ یہ کلام التذلل شانہ نے نقل فرمایا مسلمانوں کے شانہ کو کیونکہ یہ سورۃ مکہ مظہر میں نازل ہوئی ہے اس وقت میں مسلمان لوگ بھی ایسے ہی مظلوم تھے پس یہ بشارت پہنچی تاکہ مطلع ہوں بالجلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایمان فرعون اور فرعونوں سے مایوس ہو کے بیٹھے رہے اور فرعون کے پاس کا جانا ترک کیا۔

ہنوز ایک ہفتہ نہ گذرا تھا کہ قوم فرعون پر مقدمات عذاب کا ظہور شروع ہوا اول تین برس کا قحط پڑا تو کہنے لگا کہ یہ سب حضرت موسیٰ اور اسکی قوم کی شامت ہے ہمیں باتون ہمپر سحر کرتا ہے لیکن ہم اسکو ہرگز نہ مانیں گے فارسل علیم الطوفان یعنی پھر بھیجا گیا انہر طوفان کہ دریا سے نیل چڑھ گیا اور اکثر کھیت اور باغ اور گھر قبطیوں کے بہ گئے اور بنی اسرائیل کے گھر محفوظ رہے طوفان سے مراد ہر طواف کرنے والا مسکانون کا جس طرح یل و باران کے آنے مکانات محفوظ کم رہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں آسمان پانی برساکہ سات ہفتے آسمان نہیں کھلا اور مصر میں ایسا پانی بھر گیا کہ قبطیوں کو شست اور برخواست کی ایسی شکل پڑی کہ کھڑے کھڑے پھرتے اور لڑکے انکے بلند یوں پر جا بیٹھے اور جو گھر میں بیٹھا رہا ڈوب گیا اور بنی اسرائیل کے گھروں میں باد صفا آئے کہ سب قبطیوں سے ملے ہوئے تھے اس پانی سے خبر بھی نہ تھی تب وہ قوم فرعون سے ناشی ہوئے جب اسکی نہ چلی تب موسیٰ علیہ السلام سے عرض کرنے لگے کہ تمام جو یلیان مصر کی گری جاتی ہیں اور خلقت مری جاتی ہے اپنے خدا سے دعا کر کہ یہ بلا متوفون ہو جا تو ہم سب ایمان لا دین حضرت موسیٰ نے دعا فرمائی طوفان متوفون ہوا اور زمین شاداب ہوئی کہ ایسی کہنہ نہ تھی فرعون نے کہا یہ بلا نہ تھی بلکہ عطا تھی ہم ایمان نہ لاؤنگے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ طاعون تھا ماجرا اسکا یہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی پہنچی کہ آج کی رات فرعونوں پر بلا سے طاعون آویگی یہ خبر حضرت کی زبان سے مشہور ہوئی اور فرعونوں کو پہنچی آئے حکم دیا کہ آج رات میں ایک آدمی قبطیوں کا اور ایک آدمی بنی اسرائیل کا ملے رہے کہ اگر بلا آوے تو دونوں پر پڑے مگر ظاہر ہے کہ خلاف تقدیر نہیں ہوتا ہر خیز فرعون نے یہ تدبیر کی لیکن جب بلا آئی تو اتنی ہزار ہزار قبطیوں کے ہلاک ہوئے عوام اور بہائم کا شمار

اور بنی اسرائیل بالکل محفوظ رہے روایت یہ کہ سات روز اس طرح کا معاملہ رہا اور ہفتے ایک سال بیان کرتے ہیں اور اصح روایت یہ ہے کہ پہلے تین برس کا قحط ہوا کہ بالکل پانی کا برسات مو قوت ہو گیا پھر طوفان نازل ہوا جس کا اشارہ ہی سورہ اعراف میں واقعہ اخذ تآل فرعون بالسنین اور ہم نے پکڑا فرعون والوں کو قحطوں میں با این ہمہ عادات کفر و فسلالت سے نہ پھرے بلکہ قوی ہوتے گئے اور یہ کہتے کہ بعد قحط کے ہمارے کھیت اور باغ پانی کے طوفان سے کیسے سرسبز ہوئے ہیں یہ بلا بلا نہیں ہی بلکہ عطا ہی سو بعد ایک ہفتے کے امتد جل شانہ نے ٹڈی کو مسلط فرمایا کہ سارے کھیت کھا گئی اور سات روز تک یہ غلبہ رہا کہ غلہ کا نشان اور درختوں کے پتے باقی نہ رہے تب سب تبعلی حضرت موسیٰ علیہ السلام پاس آئے اور کہنے لگے اگر یہ بلا جاتی رہے تو ہم ایمان لا دین حضرت موسیٰ نے دعا فرمائی ہوا سنہ ٹڈیوں کو دریا میں ڈالنا تب کہنے لگے جو کچھ غلبہ رہا ہی اسکو تیج کر کے سال بھر کھا ایمان لانا ضرور نہیں چنانچہ غلہ باقی ماندہ جمع کر کے رکھ لیا اور اطمینان سے بیٹھے تب اللہ تعالیٰ نے ٹڈیوں کو مسلط فرمایا کہ آدمیوں کے بدن اور کپڑوں میں جمع ہو گئیں اور غلہ رکھا ہوا بھی کھا گئیں پھر حضرت کے پاس حاضر ہوئے اور ایک مرتبہ قول و قرار مضبوط کر گئے کہ بیشک ایمان لاؤ گے پھر دعا سے ٹڈیوں دفع ہوئیں ایک ہفتہ تک مطمئن رہے اور ایمان نہ لائے پھر اللہ نے غلہ کبھیجے کہ برجنہ یں میٹھ کر ہو گئے کوئی شخص نہ کھا نہ کھاسکے نہ پانی پی سکے اور نہ سو سکے نہ چل سکے کیونکہ ساری راہیں اور گھر اور کپڑے میٹھ گئے پھر سے ہوئے تھے جب پریشان ہوئے تو پھر فریاد ہی ہوئے اور ابلی مرتبہ بھی عہد لیا کہ لا رہا ایمان لاؤ گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ رخصت کر دینگے پھر حضرت نے دعا فرمائی کہ وہ بلا دفع ہوئی پھر ایک ہفتہ تک مطمئن رہے اور ایمان نہ لائے تب خداوند تعالیٰ نے دریا سے نیل کو خون کر دیا اور کوئین اور عوحض اور نہرین قبطیوں کی خون سے بھر گئیں مگر بنی اسرائیل محفوظ رہے بلکہ رود نیل سے جو پانی بنی اسرائیل لاتے وہ پانی تھا اور قبطیوں واسطے وہی پانی خون اس بلا سے فرعون سخت متحیر ہوا اور قبطیوں سے بولا کہ اب موسیٰ کے پاس جاؤ اور عرض کر دو کہ ساری قوم ہماری پیاس سے مری جاتی ہو دعا کرو کہ خون پانی ہو جا تو ہم ایمان لا دین چنانچہ پھر حضرت نے حسب استعا قبطیوں کے دعا فرمائی کہ بلا مو قوت ہوئی مگر ان کافروں نے کچھ بھی نہ مانا جیسے تھے ویسے ہی رہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہی فرار سلنا

علیہم السلام احوال و القل والصفاح والہم آیات مفصلات فاسکبہ واکانوا تو ماجرین یعنی جلیبا اپنے غرقاب اور ٹڈی اور چڑی اور میڈک اور لوہو کی نشانیاں جدی جدی پھیر کر دیتے رہے اور تھے وہ لوگ گنگا رفا مڈہ یہ سب بلائیں فرعون یوں پر ایک ایک ہفتے کے فرق سے نازل ہوئیں اور طریق یہ تھا کہ اول حضرت موسیٰ فرعون سے کہتے تھے کہ اللہ تم پر بلا بھیجیگا وہی بلا آتی پھر مضطرب ہوتے حضرت موسیٰ کی خوشامد کرتے کہ انکی دعا سے دفع ہو جاتی پھر منکر ہو جاتے چنانچہ ارشاد ہوتا ہی سورہ اعراف میں ولما قع

علیم الرجز قالوا یا موسیٰ ابع لنا ربک باعہ عندک لمن کشفنا عنا الرجز لئو من یک ولنرسلن معک بنی اسرائیل فلما کشفنا عنہم الرجز الی اجل جم بالغود اذا ہم نمکثون یعنی جس بار پڑا اپنے عذاب بولے اے موسیٰ پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو جیسا سکھا رکھا ہے تجھ کو اگر تو نے اٹھایا ہے عذاب تو بیشک تجھ کو مائینگے اور رخصت کرینگے تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو پھر جب ہم نے اٹھالیا اسے عذاب ایک وعدے تک کہ انکو پہونچتا تھا تب ہی منکر ہو جاتے پھر یہ فرعون کا عذاب نزدیک پہونچا اور سچے ایمان کی اس سے اور اسکی قوم سے امید نہ رہی کیونکہ جب آفت پڑتی تو جھوٹی زبان سے کہتے کہ اب ہم مائینگے آسمین عذاب تمہارا کام فیصل نہ ہوتا اسواسطے پہلے حضرت موسیٰ اور ہارون کو سورہ یونس میں ارشاد

ہو ان تبوء لقولکم بمصر ہوتا و اجملوا بموکم قبلہ و اقیمو الصلوۃ و بشر المؤمنین یعنی تمہارے اپنی قوم کے واسطے مصر میں سے گھر اور دنیا کو اپنے گھر قبلہ کی طرف اور قائم کرو نماز اور خبر دے ایمان والوں کو یعنی اپنی قوم انہیں شامل نہ رکھنا اپنا محلہ جدا ہوا کہ آگے اور پھر آفتیں پڑتی ہیں تمہاری قوم آفت میں شریک نہ ہو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مناجات کی کہ یو یونس میں ارشاد ہو رہنا انک آیت فرعون و ملائکہ زنیۃ و موالا فی الحیوۃ الدنیا رہنا یصلوہن

سبیلک رہنا اطس علی اموالہم و اشد علی قلوبہم فلا یدنوا حتی یروا العذاب اللیم معنی اے رب ہمارے تو نے دی ہے فرعون کو اور اسکے سرداروں کو رونق اور مال دنیا کی زندگی میں اے رب اسواسطے کہ جب کا دین تیری راہ سے اے رب ہمارے انکے مال اور سخت کر انکے دل کہ نہ ایمان لا دین جب تک دیکھیں دیکھ کی ماریہ اسواسطے مانگا کہ جھوٹا ایمان نہ لا دین کل انکے سخت رہیں تا عذاب پہونچے

اور کام فیصل ہو ارشاد ہوا قد اجدیت دعوتکم فاستقیما ولا تتبعان سبیل الذین لا یعلمون معنی قبول ہو چکی تمہاری دعا ستم دونوں ثابت رہو اور مت چلو راہ انکی جو انجان ہیں یعنی

ستابی نکر جو حکم کی راہ دیکھو غصہ میں فرماتے ہیں کہ اطمین علی اموالہم ہے مراد یہی کہ ان کے مالوں کی صورت بدل دے اور کثرت مال بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس سبب سے ہوئی تھی کہ حد قسط ط معصیت سے تازمین جہشہ سوسنے اور چاندی اور زبرجد کی کانیں تھمیں ان سب پر فرعون کا قبضہ تھا اس سبب اسکی قوم کو تمول اور تجمل حاصل ہو گیا اور یہی سبب اضلال پڑا سو حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا سے جلد و رحم اور دنیا پر پتھر پکار ہو گئے اور سدی سے روایت ہے کہ سب نقد اور جنس اور پھل اور درخت پتھر ہو گئے حتیٰ کہ ایک عورت تنور میں روٹی پکا رہی تھی وہ بھی پتھر ہو گئی پھر قوم فرعون دعا کی ملتی ہوئی کہ حضرت موسیٰ کی دعا سے بلا جاتی رہی اور مال و جنس حالت اصلاح آگیا پھر کہنے لگے کہ اے موسیٰ اگر ہزار درہزار معجزے تو دکھلائیگا تو بھی ہم تیرا ایمان نہ لائیں گے اور تجھ کو جی آئے نہ کہیں گے ہر چند فرعون ہر مرتبہ غریت درست کرتا کہ ایمان لاؤں لیکن ہمارے یہ کیکر پھیر دیتا اتریدان تکون عبد بعد ان کنت ربا و تکون مملوکا بعد ان کنت مالکا اے عرصہ میں بعد اس عذاب کے یا قبل اسکے ایک روز فرعون کہنے لگا کہ یا ایہا الملار ما علمت لکم

من آتہ غیر ی فاد قدی یا ہامان علی الطین فاجعل لی صرحاً لعلی اطلع الی آتہ موسیٰ وانی لا غلظہ
من الکاذبین یعنی اسی دربار والو مجھ کو معلوم نہیں تمہارا کوئی حاکم میرے سوا سو اگ دے اسی ہامان
میرے واسطے گارے کو پھر بنا میرے واسطے ایک محل شاید میں جہانک دیکھوں موسیٰ کا رب
اور میری انکل میں تو وہ جھوٹا ہی کشاف اور عالم میں لکھا ہی کہ ہامان نے پچاس ہزار معمار
آستاد سوا سے مزدوروں اور خجاریوں اور اینٹ پیروں کے دور دور سے طلب کر کے مقرر کیے
اور ایک مکان ایسا بلند اور وسیع طیار ہوا کہ جب آفتاب مشرق سے نکلتا تو سایہ اس مکان کا
مغرب میں پڑتا اور جب آفتاب پھرتا تو مشرق میں سایہ پڑتا اور وسیع ایسا کہ اگر ایک قصر سے
کوئی شخص دوسرے قصر پر دوڑتا بھی جاتا تو شاید ڈیڑھ برس میں پہنچتا اور فرعون ہزارین
پر ہو کے چڑھتا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک مکان کئی درجے کا تھا آزاد المسیر میں لکھا ہی
کہ جب بنا تمام ہوئی اور فرعون اس پر چڑھا تو آسمان جیسا دور تھا ویسا ہی نظر آیا شرمندہ ہوا
اور ایک تیر بھنیک مارا وہ تیر خون آلودہ پھر آیا فرعون نے کہنا میں نے موسیٰ کے خدا کو مارا پھر
حضرت جبریل نے اسکو دھکا دیا کہ تین ٹکڑے ہوا ایک قطعہ لشکر پر گرا دوسرا قطعہ دریا میں گرا
تیسرا مغرب کو گیا اور سب آستاد و مزدور داخل جہنم ہوئے تب بھی فرعون متنبہ نہوا بلکہ
و استکبر ہو و جنودہ فی الارض بغیر الحق و غنوا انہم الینا لایرجون یعنی بڑائی کرنے لگا وہ اور

۵۴
 یعنی در داده
 کوه سحر سحر
 بهار که در دکان
 و چای و در دکان
 کوه سحر سحر
 کوه سحر سحر
 کوه سحر سحر
 کوه سحر سحر

اُسکا لشکر ملک میں نافع اور گمان کیا کہ وہ ہماری طرف پھرنے آؤں گے فائدہ فرعون نے یہ سمجھا تھا کہ حق سبحانہ تعالیٰ جسم پر اور آسمان اُسکا مکان ہو اور جانا اُس تک ممکن ہو مگر یہ جانتا تھا کہ ہاں مکان آفرین مکان چہ کند آسمان گریباں چہ کند نہ مکان رہہ بردہ نہ زمان نہ بیان روز خبر دہ نہ عیان فائدہ گارے کو آگ دینے سے یہ مراد ہو کہ کئی انیٹ بنائی جائے بعضے کہتے ہیں کہ کئی انیٹ سب سے پہلے عالم میں فرعون نے بنائی ہو انقصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بعد مقابلہ و خاصہ و اظہار معجزات قاہرہ کہ چالیس برس تک بعد عمدہ بنوت کے مصر میں واقع ہوئے فرعون فرعونوں کے ایمان سے بالکل مایوس ہوئے تو جناب الہی میں عرض کرنے لگے کہ یا الہی ایسی کوئی تدبیر و حیلہ حکمو ارشاد کر کہ میں بنی اسرائیل کو قبطیوں سے خلاص کروں کہ تجھو بلاخون و سبہ ہر اس عبادت کریں تب وحی پہنچی کہ سورہ شعرا میں ارشاد ہوا ان اسر بچادی لعلکم مہتوں یعنی رات کو لے نکل میرے بندوں کو البتہ تمہارے پیچھے لگینگے کعب اجار سے روایت ہو کہ جب سے سورہ فرعون ایمان لائے آسوت سے تا خروج موسیٰ علیہ السلام کے مصر سے میں برس گزرے تھے اور آیات تسعہ اس عرصے میں ظاہر ہو گئیں اور اہل کتاب کے نزدیک یہ آیات بنیات گیارہ عیسٰی میں واقع ہوئیں اور اس عرصہ میں عمر حضرت موسیٰ انسی برس کی پہنچی تھی اور اہل تاریخ میں مشہور ہو کہ مدت ظہور آیات تین برس گیارہ عیسٰی کی تھی مگر اصح یہ ہو کہ چالیس برس حضرت موسیٰ مصر میں رہے اور اسی عرصے میں یہ سب امور واقع ہوئے معالمت النبیل میں ابن جیح سے روایت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ چار چار گھر کے آدمی بنی اسرائیل کے ایک ایک گھر میں داخل ہوں اور بکریوں کو فوج حکم کے خون دروازوں پر چھڑک دیں اور اپنے گھروں کو چرائے جلتے چھوڑیں کہ ملائکہ عذاب آؤں گے جس گھر پر نشان خون کا پائے گئے اسی میں داخل ہوئے اور سپر پائے گئے اسی میں داخل ہوئے خونریزی کرنے لگے اور یہ بات بھی سمجھا دی کہ آج ہی اسباب سفر مہیا کریں اور قبطیوں سے نہ اور زیور جو کچھ ہو سکے تجارت لے رکھیں اور کیا جاننا پڑیگا اور فرعون مع اپنی قوم کے پیچھے لگیگا لیکن تم سب کو نجات ملیگی اور منکرہ کافر فرق ہونگے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے سرداروں سے فرما دیا تم لوگ اپنے سارے فرتے کو اطلاع دی وہ سب جمع ہوئے یہاں تک کہ جو کوئی قبطیوں کا نوکر یا کہ متبیطے تھا وہ بھی حاضر ہوا اور بموجب وحی چار گھر والے ایک گھر میں جمع ہوئے اور نشانیاں

نہون کی کر دین اسی رات اللہ کے حکم سے دبا پڑی کہ بر قبطی کا بلوٹھا بیٹا مر گیا وہ لوگ اپنے غم میں پڑے
اور اخبار الدول میں ہو کہ ستر ہزار عورت باکرہ قوم قبط کی ایک رات میں مر گئیں کہ وہ لوگ انکے
غم و تہنیز و تکفین میں مصروف ہوئے وہو الصبح آجملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تاریخ نبویں محرم
روز یکشنبہ مصر سے نکلے اور اہل کتاب کہتے ہیں کہ شب پنجشنبہ گیا رھوین شعبان تھی اور
یہود اس سال کے پنجشنبہ کو عید الفطر کہتے ہیں صحیح روایت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے بموجب
وحی کے سب قوم کو جمع کیا تو فرعون نے لوگوں نے یہ خبر اس ملعون کو پہنچائی اُس نے
متوہم ہو کے اس حرکت سے استفسار کیا بنی اسرائیل کے سرداروں نے کہا کل عاشوراء یوم
حضرت آدم علیہ السلام پر ہم سب چاہتے ہیں کہ ایک جگہ بیرون شہر جمع ہو کر عبادت کریں
اور اپنی رسوم بجالائیں فرعون نے اجازت دی تب حرام نے تقدیب نزمین زلیور اور
پوشاک قبطیوں سے بطور عاریت لیے اور عید کے بہانے سے اپنے نیچے باہر شہر کے دالے
یہاں تک کہ آخر شب سب ہاں جمع ہو گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسی رات کو وہاں سے
کوچ فرمایا جب عین الشمس پہ جلوہ فرمایا ہوئے تو لشکر کا شمار کیا چھ لاکھ ستر ہزار روایت صحیحہ
شمار میں آیا اور بعضے کہتے ہیں کہ چھ لاکھ بیس ہزار و کامل شمار میں آئے مگر زمین بڑے
ستر برس تک اور جوان بست سالہ اور عورت کا شمار نہیں ہو بعد ازان مقدمہ ہمیش حضرت
ہارون علیہ السلام ہوئے اور یمینہ و میرہ اسباط یہود و لاوی کو ملا و قلب لشکر میں حضرت
یوشع ابن نون علیہ السلام مع اسباط یوسف علیہ السلام و بنیامین ہوئے اور سب کے چھپے
حضرت یونس علیہ السلام خود بذات خاص تشریف لے چلے اشار راہ ایک جنگل ملا وہاں راہ
بھولے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پیران کمن سال سے استفسار کیا اور سبب پوچھا وہ
بولے کہ حضرت یوسف صدیق علیہ السلام نے وفات کے قریب یہ وصیت فرمائی تھی اور اپنی
اولاد اور بھائیوں سے عہد و پیمان مضبوط لیا تھا کہ جب تک وہ یہ سے نکلنا پڑے تو میرا تابوت
ہیمان سے ہمراہ لیجانا پھر میرے آبا و اجداد کے قریب رکھ دینا سو اب تم لوگ مصر سے جلتے ہو
تابوت ہمراہ نہیں اسی سبب سے راہ نہیں ملتی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تابوت مبارک
کہاں پر نشان دو تو اسے ساتھ لے چلین سب نے کہا ہمارا اسکا علم نہیں ہو صرف وصیت
انکے بزرگوں سے سنی تھی سو یاد رہی تب حضرت نے باواز نہ فرمایا کہ آسکو قسم ہو خدا کی قسم
حضرت یوسف کے تابوت کا نشان معلوم ہو میرے پاس آوے اور خبر دے کسی نے اقرار نہ کیا

مگر ایک عورت ضعیفہ مریم نام حاضر ہوئی اُس نے کہا کہ میں تابوت حضرت یوسف علیہ السلام ہے
 آگاہ ہوں مگر نہ بیان کر سکتی جب کہ مجھ کو ملے وہ خبر جسکی میں خواہش کروں حضرت موسیٰ علیہ السلام
 اندک توقف فرمایا اسی وقت وحی ہوئی کہ جو کچھ یہ ضعیفہ درخواست کرے قبول کر و تب فرمایا
 کہ اپنی درخواست ظاہر کر اُس نے کہا وہ چیزیں چاہتی ہوں ایک دنیا کی دوسری آخرت کی فرمایا
 جلد بیان کر اُس نے کہا دنیا کا یہ مطلب ہو کہ میں پیرانہ سالی سے پیادہ پا چل نہیں سکتی سواری
 عنایت ہو دوسری یہ کہ بہشت میں تمہارے ساتھ تمہارے درجے میں رہوں حضرت موسیٰ
 علیہ السلام نے قبول کیا تب اُس نے التماس کیا کہ تابوت حضرت یوسف پیغمبر علیہ السلام کا
 دریا سے نیل میں فلان مقام پر رکھا ہی چنانچہ بغور دریافت اس حال کے حضرت موسیٰ علیہ السلام
 خود دریا سے نیل پر تشریف لے گئے اور سنگ مرمر کا تابوت نکال لائے اور خود دیکر پیش
 پیش لشکر کے چلے کہ راہ راست ملگنی بنی اسرائیل بھی اقبال و خیران کنارے دریا کے
 پیچھے لگے ہوئے پہونچے بعضے کہتے ہیں اس ضعیفہ نے تین چیزیں مانگی تھیں ایک سواری
 دوسری کجائی تیسری جوانی چنانچہ تینوں درخواستیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبول
 فرمائیں اور بعضے کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے رات کو تین مرتبہ راہ گم کی تھی اور ہر مرتبہ آپ
 سنتے تھے کہ مجھ کو دشمنوں میں نہ چھوڑ دیتے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی آواز سنی اور
 ندا فرمائی اور بعض کے نزدیک عبور دریا کے وقت یہ معاملہ واقع ہوا ہی مگر روایت اولیٰ صحیح
 القصہ بنی اسرائیل دریا پر نہ پہونچے تھے کہ بردایت صبح صبح ہو گئی اور فرعون واقع ہوا
 تو اُس نے غیظ میں آکر نقیب و چوہدار بھیج کر اطراف مقدس سے سوار طلب کیے اور مستعد ہوا
 کما قال فارسل فی المدائن حاشرین یعنی بھیجے شہزادوں میں نقیب اور کمندیاؤں ہولاء الشہزاد
 قلیلون و انہم لالغا یطون یعنی یہ لوگ جو ہیں سوا ایک جماعت میں تھوڑی سی اور وہ مقرر
 ہر سے جی بٹے ہیں کیونکہ جھگے ہیں اور زبرد و زیور قوم کا لے گئے ہیں و انما جمیع حاذرون او
 ہم سب سلاح پوشیدہ ہیں اور مراسم لڑائی کے جانتے ہیں اور انکے پاس ہر سلاح جو لڑائی کا
 طریقہ جانتے ہیں حالانکہ بنی اسرائیل میں بروایتی صرف مردکاری ہیں بریں سے ساتھ بریں
 تک کے چھ لاکھ ستر ہزار آدمی تھے الافرعون نے بسبب کبر و نخوت کے یہ کلمہ کہا باجملہ آسمان لوگوں پر
 آفت تھی اور اپنے لشکروں کے ماتم میں گرفتار تھے اس سبب سے بڑی تاکید سے نکلے اور
 سوچ نکلتے فرعون بھی بڑی فوج و حشم سے سوار ہوا کہ ستر ہزار اہلوق گھوڑوں کے سوار

مقدمۃ الجیش تھے اور ایک لاکھ تیر انداز اور ایک لاکھ نیزہ باز اور اسبقدر گرز بردار ہمارا
 رکاب تھے کہ اس شوکت سے کنا سے دریا کے پہونچا اور بعض مفسرین نے لکھا کہ چھ لاکھ
 نرسو سوار مقدمہ لشکر کیا اور چھ لاکھ سیمند اور چھ لاکھ مسیرہ اور چھ لاکھ ساقہ لشکر گردانا اور
 خود مع لشکر بشمار قلب لشکر میں ہو کر چلا سہ کی لشکر سراپا غرق جوشن + شدہ در موج خون
 دریا سے آہن + چو پشم و لبران پر کین و خونریز + بقتل خون مردم تیغ تیز + لیکن یہ مبالغہ
 اور صیح یہ ہو کہ چھ لاکھ ستر ہزار نبی اسرائیل حضرت موسیٰ کے ہمراہ تھے اور چھ لاکھ قبطی
 فرعون کے ہمراہ تھے کمانی المدارک فی تفسیر سورہ طہ باجملہ دشوین محرم کو آفتاب نکلتے لشکر موسیٰ
 علیہ السلام کے قریب پہونچا اور گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں سنی گئیں معلوم ہوا کہ فرعون
 لشکر کے پیچھے آتا ہو کیا یک مقدمۃ الجیش یعنی ہامان بے سامان پہونچ گیا تب نبی اسرائیل
 گھبرا ئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے اب وہ وعدہ کمان ہو اگر اب کی بار
 فرعون نے پایا تو قتل ہی کریگا اور اب تو دریا کے سبب سے آگے بڑھ نہیں سکتے کیونکہ
 اتنی کشتیاں کمان ہیں اور اب تو پھر بھی نہیں سکتے کہ فرعون مع لشکر آ پہونچا ہو نہ رو
 ماندن نہ اسے رفتن انا لمدہ کون ہمتو کپڑے گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کلا ان
 معی بی سیدین کوئی نہیں میرے ساتھ ہو میرا رہ بجو راہ تباویگا فائدہ اس مقام پر موسیٰ
 علیہ السلام نے اپنے کلام میں معیت کو مقدم فرمایا کہ ان معی ربی اور ہمارے حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے معیت کو مؤخر فرمایا ہو کہ ان اللہ معینا کہ قلوب عارفین پر روشن ہو جا
 کہ کلیم از خود بحق نگریت کہ یہ مقام مرید کا ہو وحبیب علیہ السلام از خود بخود نگریت یہ مقام
 مراد کا مرید را ہر چہ گوئید آن کند و مراد ہر چہ گوید چنان کنندے این کی دارو سے او
 در رو سے داشت + دان دگر در روی او خود روی داشت + القصہ نبی اسرائیل سخت
 مضطرب ہو سے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی کہ آئی انکو نجات دے تو یوں
 وحی پہونچی کہ سورہ طہ میں فرماتے ہیں فاضرب لهم طریقا فی البحر یبلا لا تخاف من درک
 و لا شئی یعنی پھر ڈال دے انکو راہ سمندر میں سوکھی نہ خطرہ تجکوا پکڑیگا نہ ڈر خلاصہ یہ کہ
 دریا میں راہ نکال اور عصا مار کہ خشک ہو جا سے اور اس بات کا خوف نہ کہ فرعون
 پیچھے سے آویگا اور نہ ڈر کہ دریا آگے سے غرق کریگا معالک المنزل میں لکھا ہو کہ حضرت
 موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ عصا مارا اور فرمایا کہ ہٹ جا نہ ہٹا پھر وحی ہوئی یوں

الخلق یا ابا خلد باذن اللہ حضرت موسیٰ نے اس طرح کہا فاعلوق نکان کل فرق کا لفظ در اہم
یعنی پھیرٹ گیا تو ہو گئی ہر بھانک جیسے برابر یعنی بارہ گلیاں ہو گئیں اور بیچ میں
پانی کے پہاڑ کھڑے رہ گئے حدیث شریف میں وارد ہے کہ آسدن حق تعالیٰ نے ہوا اور آتش کو
دریا پر مسلط فرمایا تھا کہ ہوا مانند زلزلہ کے پانی میں در آئی اور اجزائے دریا کو جدا جدا کر کے
کھڑا کر گئی اور آفتاب نے زمین کو خشک کر دیا تاکہ بنی اسرائیل سہولت سے گزر جاویں
جب یہ معاملہ واقع ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے ارشاد کیا کہ چلو
بنی اسرائیل صفت عقیدت سے کہنے لگے دریا پر اعتماد نہیں کہ ہمارے گزرنے تک
ایک ہی وضع پر رہے مبادا ہم راہ میں ہوں اور دریا پھر جیسا تھا ویسا ہی ہو جائے مگر
حضرت یوشع ابن نون نے اپنا گھوڑا ڈالا انکے پیچھے حضرت ہارون علیہ السلام چلے اور
دونوں پار ہوئے بنی اسرائیل بھی انکو دیکھ کر دریا میں آئے مگر بارہ فرقے بارہ راہوں سے
داخل ہوئے اور سب سے پیچھے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا گروہ لیے ہوئے چلے آئے
راہ میں حضرت کے ساتھیوں نے کہا کہ اے موسیٰ ہم نہیں جانتے کہ ہمارے بھائیوں پر
کیا گذرا ہے تو تمہارے سبب سے مطمئن ہیں مبادا پانی نے اپنا زور کیا ہو تب حضرت موسیٰ
جناب آدمی میں عرض کیا کہ یا آدمی میری مدد کر کہ انکے اخلاق ذمیمہ سے نجات پاؤں تب
ہوا کو حکم ہوا آسنے پانی کی دیواروں میں مونکے مشک کر دیے کہ ہر ایک گروہ دوسرے
گروہ کی کیفیت دیکھتا جاتا تھا جب حضرت ہارون اور یوشع ابن نون علیہما السلام اس
کنارے پر پہنچے تب ہمارے بے سامان اس کنارے پر آیا اور پھر گیا کہ سب فوج آجائے
اتنے میں فرعون بھی مع فوج آگیا آسنے یہ حال دیکھا اور فریب کہ کے لشکر یوں سے کہنے لگا
کہ میرا اقبال ہو کہ دریا میری دہشت سے ہٹ گیا تاکہ ان ظلاموں کو زندہ پکڑوں کیونکہ
اگر غرق ہو جاتے تو کار ملک میں فساد واقع ہوتا با اینہما تنویرا در فریب اُس کے
دل پر بھی یک گونہ خوف تھا کہ مبادا وقت عبور دریا میں تلامطم پڑے اور غرق کر دے
تب ہمارے اشارے سے کہا کہ تم خود جانتے ہو کہ یہ خار قہ و عادات حضرت موسیٰ کی
دعا سے ظاہر ہوا ہے ہرگز نہ یا میں ارادہ نہ کرو میں کشتیاں پہنچاتا ہوں آسپر سوار ہو کر
تشریف لے چلیے اور بنی اسرائیل کو گزرتا کر لیجیے فرعون نے نائل کیا بلکہ ارادہ کیا کہ لپٹ
جاؤں اور آسوتش لشکر فرعون میں کوئی اسپ مادہ تھا بلکہ سب گھوڑے نہ تھے وقتہ حضرت موسیٰ

سلا
انہما لعل
بنی اسرائیل
سوم ال
ذمیمہ
لکھ ساتھ
بارہ راہوں

جبریل علیہ السلام عثمانہ سیاہ باندھے ایک گھوڑی پر سوار فرعون کے آگے نود ہوسے گھوڑا
فرعون کا دست تھارہ ماویان کی بو سے بے اختیار ساتھ لگا تب جبریل علیہ السلام نے
اپنی گھوڑی دریائے بین ڈال دی گھوڑا بھی چلا ہر چند فرعون نے روکا نہ رکھا تو سن خود
نند مساز آسمان + کش نیوان باز کشیدن عنان + لشکریوں نے دیکھا کہ فرعون دریائے
پہنچ گیا وہ بھی ہر طرف سے هجوم کے داخل ہوئے اور حضرت میکائیل علیہ السلام
پہنچے پہنچے ہاتھ آتے تھے کہ بھولا چوکا دریا سے در سے نہر چاہے یہاں تک کہ سارے لشکر
دریا میں پہنچ گیا اور فرعون مع مقدان لشکر متصل اُس کنارے کے ہوا تب اللہ جل جلالہ
حکم دیا کہ دریا اب انکی کشتی عمر کی گرداب فنا میں ڈال دے ذمہ دریائے تلطم کیا ہے
آب کیسا کہ سحر تھا زخار + تند موج تیرہ وہ دار + موج کا ہر کناہ طوفان پہ + مارے
شکم بباپ مان پر سے از عمر روان روان تراش + شکم باجل زنان جابش +
دریا ز جباب کا سہ در دست + از باوہ خون رہ روان مست + ہر قطرہ آب آب پکان +
ہر موجہ بخرنخ عریان + نقشیم من الیم غشیم داخل فرعون و قومہ و ماہری پھر گھیر لیا
آنکوائی نے جیسا گھیر لیا اور بھگایا فرعون نے اپنی قوم کو اور نہ سوچھایا یعنی سب لوگ
ڈوب گئے + کتے ہن ڈوبتے آچھلتے ہن + ایسے ڈوبے کہیں نکلتے ہن + یوں جو
ڈوبے کہیں توجانکے + غرق دریا سے کفر کیا نکلے + انجا لدول میں ہی کہ فرمایا حضرت صالح
علیہ وسلم نے اصحاب سے کہ میں تعلیم کروں تمکو وہ کلمات جو حضرت موسیٰ نے وقت خبر دریا
پڑھے تھے بولے ہاں یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا اللهم اک انحر والیک المشتکی و انت المستعان و
ہک المستعان و علیک الشکوان و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم فامدہ دریا میں غرق
کرنا فرعون کے تفاخر کے مقابلے میں کمال مناسبت رکھتا ہی کیونکہ یہ مردود حضرت موسیٰ
علیہ السلام سے بار بار کرتا تھا کہ میں نے ملک مصر میں نہر جاری کی ہن اور آنکوائی عمارتیں
نیچے لیگیا ہن پس اس تفاخر کے سبب سے یہ ہوا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ اس شہر کی نہر
کیا مزہ ہو تو بادشاہ مصر ہو چاہیے کہ دریا کا تماشا دیکھ اور جیسا آن نہروں کا تماشا دیکھتا تھا
اور زیر عمارت جاری کر کے خوشی کرتا تھا اس بحر وسیع کو تیرے بدن پر جاری کرونگا تاکہ اس
لذت ہر طرف سے محیط و شامل ہوں تبض متحققین قاطع اس قصہ سے ایک یہ بھی واقعہ
لکھتے ہن کہ جب فرعون نے دھرمی الوہیت کیا اور متابعین اُسکے ہر شکل میں اُسکو اپنا

شکل کشا جاننے لگے تو ایک مرتبہ آب نیل کم ہو گیا اور مزارعین کو پانی کی تکلیف ہوئی اور کھیت سو کھنے لگے تب سب قبیلے فرعون سے رجوع لائے اُسے کہا میں تم سے خوش نہیں ہوں اس سبب سے یہ آفت تم پر میں نے بھیجی ہے دوسری مرتبہ پھر وہی آفت پڑی تو اہل مصر نے عرض کیا کہ ہمارے بہائم اور مویشی مرے جاتے ہیں یا اسکا علاج فرمائیے ورنہ ہمارا شاد ہو کہ ہم اور نبی خدا ٹھہراوین فرعون نے جانا کہ الحاح خلافت بھی لازم الوہیت سے ہو مضطر بادہ بولا کہ تم میرے ساتھ شہر سے باہر نکلو تو تمھاری مصرت منفعت ہو جائے سب اہل مصر ساتھ ہوئے فرعون نے راہ سے سب لوگوں کو پھیر دیا اور خود ایک گوشے میں قریب دریا کے گھوڑے سے اوترا اور بساط تضرع بچھا کے از رو سے نیاز زمین پر گر ا اور اسطرح عرض کرنے لگا

کہ اللہم انک تعلم انی اعلم انک ربی واکسی دانک تعلم انی خرجت الیک خرمج العبد الذلیل الی سیدہ دانک تعلم انی اعلم انہ لا یقدر علی اجراء مار النیل احد غیرک فاجر خلاصہ یہ کہ اے مجھ کو معلوم ہو کہ میں جانتا ہوں تجھ کو اپنا معبود اور پیدا کرنے والا اور میں ذلیل غلاموں کی طرح تیری جناب میں آیا ہوں اور یہ بھی میں جانتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی اب نیل کو جاری نہیں کر سکتا سو تو جاری کر دے اُس وقت حضرت جبریل علیہ السلام کو ارشاد ہوا کہ اے جبریل یہ سبہ مشافقت ہے ظاہر اور باطن اسکا برابر نہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ حاجت اسکی رو کر دو کہ پھر آواز اسکی نہ سنوں تب اور ملائکہ نے التماس کیا کہ اے خداوند جل شانک اس بدعت کی حاجت کہ ظاہری عاجزی کرتا ہے رو فرماتا ہے ارشاد ہوا کہ اے ملائکہ میں اپنے بندوں سے قرار واقعی واقف ہوں یہ شخص چند کام ایسے کرتا ہے جس سے خلق کو آرام ہو سو میں چاہتا ہوں کہ مکافات اسکا دنیا میں عطا کروں اور آخرت سے بے نصیب رکھوں ملائکہ نے عرض کیا کہ وہ کام کون ہیں فرمایا کہ اپنے حکم میں ظلم نہیں کرتا اور عدل اور راستی سے حکم دیتا ہے اور سخاوت میں اپنا نظیر نہیں رکھتا اور شعلگی اور دیکھتی اس کے عہد میں موقوف ہو اور راہ بھی صاف ہے پھر عجیب الدعوات نے درخواست فرعون قبول کی اور نیل جاری ہوا اور فرعون کو اختیار دیا گیا کہ جب چاہے جاری کرے اور جب چاہے باز رکھے چنانچہ جبکہ کھیتوں پر پانی رہنے کا حکم کرتا دامن پانی پہنچتا اور جس کھیت پر منع کرتا دامن مقدور نہ تھا کہ پانی جائے اسخارق عادت سے مصر کے رہنے والے نہایت اسانسد ہوئے اور فرعون پلٹ کر مملکت کو چلا راہ میں حضرت جبریل علیہ السلام بصورت سائل ظاہر ہوئے اور عنان مرکب تمام کر کہنے لگے

ای بادشاہ میرا ایک سوال تجھے ہو اُسکا جواب عنایت فرما فرعون بولا اپنا سوال بیان کر
 حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا میرا ایک غلام ہو غلاموں سے کہ اُسکو میں اور وہ
 عزیز رکھتا ہوں بلکہ اکثر غلام میرے اُسکی اطاعت میں ہیں کہ جو کچھ اُسکی مرضی ہو تو
 اُسے کرتا ہو اور وہ سب اُسکی اطاعت کرتے ہیں اور میں اسقدر اُسپر اعتبار رکھتا ہوں
 کہ خزان اموال پر بھی اُسی کو اختیار دیا ہو جسکو چاہے عطا کرے با این ہمہ عنایت کم
 اب وہ میرا حکم نہیں مانتا بلکہ عبدیت سے منکر ہو اور مجھ کو اپنا مالک و خاوند نہیں جانتا
 اُسپر طرہ یہ ہو کہ اور غلاموں کو بھی میری خدمت کرنے سے منع کرتا ہو کہ بعض ہر ضا و عیبت
 اپنے اُسکا کہنا مانتے ہیں اور بعض ہجیر و کرایہت سوا ہی بادشاہ اُس غلام کی سزا کیا ہو
 اور اُسکے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیے فرعون نے کہا سزا اُس بندہ نالائق کی یہ ہو کہ
 ولی نعمت اُسکو قید کرے اور کما ینبغي سزا دے کہ وہ غلام ہرگز لائق احسان نہیں ہو بلکہ
 سزا اُسکی میرے نزدیک یہ ہو کہ اُسکو دریا میں غرق کر اوسے تب سزا موافق اعمال کے ہوگی
 حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ میرا سوال اور اپنا جواب دستخط اور مهر سے لکھ دیجیے فرعون نے
 اسی وقت لکھ دیا کہ ماجزار العبد الذی خالف مولاہ الا ان یثقی فی البحر فی سزا اُس غلام کی جو مخالف
 اپنے مالک و ولی ہے ہو یہ ہو کہ دریا میں ڈبو یا جاے پھر حضرت جبرئیل نے اُس نوشتہ کو اپنے پاس
 باقیات تمام رکھا جس دن فرعون غرق ہوئے لگا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وہ نوشتہ دکھایا
 کہ فرعون نادم و پشیمان ہو گئے پلٹ چلا تھا مگر بحر فنا نے روک دیا جب ڈوبنے لگا تو کہا یقین جاننا
 میں نے کوئی معبود نہیں مگر جسیر یقین لائے بنی اسرائیل اور میں ہوں حکم پر وارون میں جیسا سورہ
 یونس میں ارشاد ہوا ہے اذا وکر الغرق قال آمنت باللہ الذی آمنت بہ بنو اسرائیل
 وانا اول المسلمین اور جب فرعون نے یہ کلمہ کہا تو ارشاد آئی ہوا خواہ حضرت جبرئیل نے کہا
 الا ان وقد عصیت من قبل وکنت من المفسدین یعنی اب یہ کہنے لگا اور بے حکم اور نافرمان ہو
 رہا پہلے اور رہا تو فساد کرنے والوں میں حاصل یہ کہ تمام عمر مخالفت رہا اب عذاب کیلئے
 یقین لایا اس وقت کا ایمان معتبر نہیں ہوا قصہ جب فرعون مع لشکر اپنے کے ڈوب گیا تب حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کو اطمینان ہوا اخبار الدول میں لکھا ہو کہ یوم سہ شنبہ ماہ جمادی الاخریٰ یہ معاملہ واقع ہوا مگر صحیح ہو
 کہ دوسوین مجرم کو یہ حرکت واقع ہو اہی چنانکہ حدیث صحیح انس ابن مالک سے یوں آئی ہو فلق البحر لبنی اسرائیل یوم
 عاشوراء یعنی بھارتا گیا دریا بنی اسرائیل کے لیے دوسوین مجرم کو اور صحیحین میں عبد اللہ ابن عباسؓ سے روایت ہو

و استکبر هو و جنوده فی الارض بغیر الحق و انما انهم الینا لایرجون فاختارناہ و جنوده فسنہنا ہم
 فی الیم فانظر کیف کان عاقبت الظالمین و جعلنا ہم ایتہ یدعون الی النار و یوم القیامتہ لا ینصرون
 و اتبعنا ہم فی ہذہ الدنیا لفتۃ و یوم القیامتہ ہم من المقبوحین یعنی بُرائی کرنے لگا وہ اور اسکا
 لشکر ملک میں ناحق اور گمان کیا کہ ہماری طرف سے بھڑے آؤں گے پھر پکڑا ہم نے اسکو اور اسکے لشکر کو
 پھر پھینک دیا ہم نے انکو پانی میں سو دیکھ آخر کیا ہوا گنہگاروں کا اور کیا ہم نے انکو سردار بناتے
 و فرخ کی طرف اور رب فرقیامت انکو مرد نہیں اور پیچھے رکھی انکو دنیا میں پھسکار اور قیامت
 آخر بُرائی ہو اور حدیث شریف میں ہے کہ جب ابو جہل مرا تو حضرت نے فرمایا مات فرعون ہذہ الایۃ
 پھر اگر فرعون ظاہر و مظهر رہتا تو ابو جہل سے تشبیہ درست نہوتی کیونکہ ایمان اعمال قبیحہ سابقہ کو
 زائل کر دیتا ہے پس گمان و خیال حالت سابقہ کی تشبیہ کا باطل ہے کیونکہ جو لوگ حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے وقت میں ابتداء کافر و عدواند تھے اور پھر ایمان لائے انکی شاعت و جہت
 کہیں مذکور نہیں ہے یا این ہمہ فرعون کے کلام میں ہرگز ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا
 نہیں ہے نہ تصریح نہ بشارہ بلکہ نبی اسرائیل کا ذکر ہے پس ایمان بالرسول پایا نہیں جاتا اور
 عدم ایمان بالرسول مسلمہ عدم ایمان باللہ ہے اور ایمان سحرہ فرعون کا مثل ایمان فرعون
 نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ سحرہ فرعون نے کہا تھا امنت برب العالمین بموسیٰ و ہرون معہذا ایمان کا
 سحر و معجزہ پیغمبر خدا واقع ہوا ہے اور ایمان بمعجزہ رسول عین ایمان بالرسول ہے اس مقام میں
 حضرت عبدالحق دہلوی تمکیل الایمان میں فرماتے ہیں کہ قول شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کا مسئلہ
 اعتقاد یہ و تشبیہ میں اگر مخالفت اجماع سے رکھتا ہو تو قابل قبول نہیں ہے قطع نظر اس سے
 حضرت شیخ اکبر نے فتوحات مکیہ میں ارشاد کیا ہے کہ و فرخ کے مراتب ہیں کہ بعض اشد و سخت ہیں
 بعض سے اور ایک درجہ خاص اہل عناد و استکبار کے واسطے ہے کہ اشد و غلط انواع کفر میں ہے
 جسطرح فرعون و امثال اسکے پس معلوم ہوا کہ قصص احکم میں بیان مجمل آیت قرانیہ کا ہے اور فتوحات
 میں بیان مدت ہوائی یہ جو لکھا گیا مسلک جمیع علما رطاہر کا تھا اور بعض حضرات صوفیہ صافیہ
 قدس سرہم باتباع قول حضرت قدوة المحققین محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایمان
 بآس مقبول ہے یعنی ایمان قبل حضور موت کے کہ عبارت احتضار سے ہے مقبول ہے اور
 ایمان فرعون اسی قبیل سے تھا کہ اسے وقت غرق دیاس ازجات قبل احتضار کیا تھا امنت
 اس گمان سے کہ نجات ہلاکت سے حاصل ہوگی جسطرح نبی اسرائیل نے نجات پائی و تحقیق اس مسلک کی تصریح نہیں ملتی

متنبہل جہا ایمان ہے

وعمدہ المتدوینین بحر العلوم مولانا عبدالعلی لکھنوی قدس سرہ نے فقیر شہر منوی شریعت کی شرح میں بت فرمایا کہ لکھنوی ہوا اور اقوال مخالفین شیخ اکبر کو دیکھا جو ہنگام دل چاہے ہاں اٹھ کر جسے فصل تحقیق کا یہ ہو کہ ایمان بآس و ایمان مختصر قبول ہوا اس لیے کہ مختصر وقت احتضار رکافت ایمان ہو جیسا کہ قبل احتضار تھا اور رکافت ایمان کی جیسی قبل احتضار تھی ویسی ہی باقی رہی پس ایمان مختصر اگرچہ یکشف و شہود ہو البتہ ادا سے فرض ہوا اور وہ مقبول ہوا اور تک اہم ہو کر کہ تلقین وقت احتضار باجماع مستحب ہوا اس وقت تکایت ایمان نہ ہوتی تو یہ بتحقیق ہاں کیا فائدہ اور جو شیخ عبدالحق محقق دہلوی نے دعویٰ عدم قبول ایمان بآس باجماع فرمایا جو ثبوت اجماع نہایت مشکل ہو اصل یہ ہو کہ شیخ موصیوں نے بآس احتضار اور باجماع قبل وصول احتضار میں فرق نہیں کیا ہوا اور حکم عدم قبول ایمان فرعون کا نہ ماریا ملائکہ ایمان قبل بآس ملایا قبل مقبول احتضار مقبول ہو چنانچہ حضرت صلعم نے وقت قبضہ موت ابو طالب سے فرمایا کہ اے محمدؐ تو اب لا الہ الا اللہ کہ اس قبول سے وہ تعالیٰ کے روبرو عین حجت پیش کر دیں ہر روز قیامت طلائع وقت بآس تھا اور سکرات موت عارض تھا ایمان سے معلوم ہوا کہ ایمان بآس قبل حضور موت کہ عبارت احتضار سے ہو مقبول ہوا اور ایمان فرعون اسی قبیل سے تھا کہ وقت غرق و یا اس از نجات قبل احتضار دل سے ایمان الہا اس گمان سے کہ غرق سے نجات پانڈا جس طرح سے بنی اسرائیل نے نجات پائی تو یہ ایمان مقبول ہو گا اور شیخ اکبر قدس سرہ کا قول فصول حکم میں اسی پر دلالت کرتا ہے و اللہ اعلم فائدہ بحر اختلاف میں اس قصہ کو احوال سالک سے تشبیہی ہے اس طرح کہ جب موسیٰ دل اور صفات محمودہ اسکی کہ اسکی قوم تھی متوجہ مقصد اعلیٰ کی طرف ہوئے تو گداز کا دریا سے نہر خانہ پدید آیا پر ہوا تو فرعون نفس امارہ میں توان خود کہ اخلاق ذمیمہ دل کے تھے بنا بر غارت تعاقب کٹان دریا پر پہنچے اسی وقت موسیٰ دل نے عصار لا الہ الا اللہ دریا پر مارا سولہ فی لا الہ نے دریا کو خشک کر دیا اور لا الہ نے موسیٰ دل کو اور اسکے اہل کو آتا رو یا تب فرعون نفس اور توابع اس کے آب دریا میں کہ لذات اور شہوات ہیں غرق ہوئے اور موسیٰ دل نے با صفات حمیدہ نجات پائی اور منظور نظر کبریائی ہوا اسے بصا شکاف دیا کہ تو موسیٰ زمانی + بدراں قبا سے مراد کہ زور مصطفائی + القصد بعد غرق ہونے اہل نجات کے بنی اسرائیل فارغ البال کنار دریا پر ٹھہرے اور موسیٰ علیہ السلام سے عرض کر کے ننگے کہ فرعون کیا ہوا فرمایا وہ مر گیا چونکہ بنی اسرائیل فرعون کی درازی عمر سے رات فتنے اور موت اسکی

مختصر بیان

محال سمجھتے تھے اس سبب سے بولے کہ فرعون نہیں ڈرے اور نہیں مرا زندہ ہوگا اب نکلتا ہی
 پھر دیکھیں ہم لوگوں سے کس طرح پیش آوے اسی خیال میں تھے کہ دفعۃً لاشہ فرعون بالائے آب
 مردہ ظاہر ہوا اور بنی اسرائیل نے اسکو پہچان کر شکر کیا نقل ہو کہ ایک عورت بنی اسرائیل کی
 آغوش دریا سے پانی لینے گئی اور آسنے باسن پانی کا دریا میں ڈالا سوریش نے نوہ
 فرعون مردود کی ہاتھ آئی چونکہ وہ جواہر سے مرصع تھی آسنے بال اکھاڑ کر جواہرات کے لیے
 غیب سے آواز آئی خذنی اجرک یعنی لے اپنی مزدوری عورت نے جانا کہ میں نے ایک تہہ
 فرعون کے محل میں مزدوری نہیں پائی تھی سو وہی مزدوری ہو انقض آسنے چکایت لوگوں کا
 بیان کی اور جواہر دکھلائے تب سب نے دریافت کیا کہ عاقبت ظلم کی نگون ساری ہو اور بال
 مظلوم رشکاری اور بعد اس واقعے کے بدن فرعون کا دریا سے نکال کر اللہ نے ٹیلے پر
 ڈال دیا کہ بنی اسرائیل دیکھ کر شکر کریں اگرچہ بدن کے بچنے سے کیا فائدہ ہوا جیسا ایمان
 بیفائدہ ہوا اور بے وقت لایا و یا بدن بھی بیفائدہ بچا مگر عبرت کا مطلب نکلا اور اسی کو
 سورہ یونس میں نبض صریح فرمایا فالیوم نبییک بیدنک لتکون لمن خلفک آتہ یعنی آج بچاؤ نیلے
 ہم تجکو تیرے بدن سے تا ہو تو اپنے بچپلوں کو نشانی مفسرین لکھتے ہیں کہ بعد غرق ہونے فرعون کے
 دس روز تک دریا میں بڑا لٹا ظلم رہا اور اس عرصہ میں فرعون اور اسکے توابع سب قہر دریا سے
 بالائے آب آئے اور بنی اسرائیل نے بخوبی دیکھا اسی کا اشارہ سورہ قمر میں ہو واذ فرقتا بکم البحر
 وانفنا ال فرعون واتم منظر وں یعنی جب ہم نے چیرا تمھارے پیٹھنے کے ساتھ دریا بھر کیا دیا
 تمکو اور غرق کیا فرعون کے لوگوں کو اور تم دیکھتے رہے قبضہ مؤرخین کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
 قوم کو لیکر جانب کنعان چلے تین منزل آگے بڑھے اور موضع مرہ میں پہنچے وہاں سے
 تھوڑی دور علاقہ کا لشکر یا قبیلہ محم کا گروہ پڑا تمھارے پاس کسی بت کا سے اور
 بچھڑے کی صورت پرستش کو تھے سو بنی اسرائیل دیکھ کر حضرت موسیٰ سے کہنے لگے چنانچہ
 سورہ اعراف میں ارشاد ہوا یا موسیٰ اجعل لنا الہا کما الہم اللہ یعنی اے موسیٰ بنا دے جو بھی
 ایک بت جیسے انکے بت ہیں قال انکم قوم تجهلون ان ہولاء متبرما ہم فیہ و باطل ما کانوا یعلمون
 یعنی حضرت موسیٰ نے غصہ ہو کر فرمایا کہ تم لوگ جہل کرتے ہو یہ لوگ جو ہیں تباہ ہوتا ہی جس
 کام میں لگے ہیں اور غلط ہی جو کر رہے ہیں پھر فرمایا اتعیر اللہ انعم اللہ و فیضکم علی العالمین
 کہنا اللہ کے سوا لا دران تمکو کوئی معبود اور اسنے تمکو بزرگی دی سب جہان پر یعنی اپنے زمانے والوں پر

بنی اسرائیل کو ملا اور بخوبی تصرف انکا ملک مصر و اطراف مصر پر جاری ہوا چنانکہ علامہ بغوی کہ افہام محدثین میں ہیں تفسیر معالم التنزیل میں صاف بیان فرماتے ہیں کہ بعد ہلاکی فرعون کے بنی اسرائیل مصر میں آئے اور اسکے اموال و مساکن پر متصرف ہوئے اور استاد الاشاذ مولانا حضرت شاہ حافظ عبدالغنی محدث دہلوی قدس سرہ الغزیرانی تفسیر بخوبی تصریح فرماتے ہیں کہ جب فرعون اور فرعون بنی ہلاک ہوئے اور بنی اسرائیل ملک مصر پر دستیاب ہوئے تو منظرہ اس بات کا پیدا ہوا کہ بنی اسرائیل اس زمین عیش خیز میں رہ کر کار جہاد و قتال اور ریاضات و عبادات سے بی چار و نیگے تب حضرت موسیٰ نے حکم اسی سوچا یا کہ اقتد صاحب حکم دیتے ہیں کہ زمین شام جبار میں عاملہ سے جہاد و قتال چھین لو اور وہیں توطن اختیار کرو اور مصر کو ترک کرو اور قرآن شریف میں کہیں اس بات کی تصریح نہیں ہو کہ بنی اسرائیل پھر ملک مصر میں نہیں گئے اور تاریخوں کی ہر بات صحیح و ثابت ہونا ضرور نہیں کیونکہ ہر گاہ توریت و انجیل کا بسبب نقدان استاد و خطیب کلام صاحب کتاب وغیرہ صاحب کتاب وغیرہ مراتب ثبوت تحریر کے بمقابلہ قرآن بلکہ بخاری و مسلم وغیرہ کتب حدیث کے کچھ اعتبار نہیں ہو تو اور تاریخوں کا کیا اعتبار ہو بلکہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ مورخین نے تواریخ اسرائیلیہ سے لکھا ہے کہ بنی اسرائیل ملک مصر میں نہیں گئے اور بعض مفسرین نے بھی بلا لحاظ اسی اعتماد پر لکھ دیا اور اگر کوئی ملحد نصرانی یہ کہے کہ ہم اپنے باپ داود کے حالات سے بہ نسبت اہل اسلام کے زیادہ تر واقعہ ہیں اور ہمارے مؤرخ لکھتے ہیں کہ بنی اسرائیل پھر ملک مصر میں داخل نہیں ہوئے بلکہ کنعان میں رہے اور اسی کے موافق بعض مؤرخین اہل اسلام بھی لکھتے ہیں پس آیت قرآنیہ وادرنابا بنی اسرائیل تناقض واقع ہو جواب اسکا یہ ہو کہ توریت و انجیل اور تواریخ اسرائیلیہ بمقابلہ قرآن مجید اس طرح واقع ہیں جیسے مابجارت اور حاتم طائی اور چار درویش کے قصے اور جب بھاپہ جدید ہوتا ہے تب دو چار باتیں کم و زیادہ ہوتی ہیں تو تناقض انکا قابل لحاظ نہیں الا بر تقدیر تسلیم کیا جاتا ہے کہ لفظ بنی اسرائیل کا جو قرآن شریف میں واقع ہے کچھ ضرور نہیں کہ اس سے وہی طبقہ مراد ہو جو حضرت موسیٰ کے ساتھ قلعہ سے پار ہوا تھا بلکہ جائز ہے کہ اور طبقے والے کہ مطلق بنی اسرائیل ہیں وہ بھی داخل ہیں مراد ہو وہیں اس صورت میں تواریخ اسرائیلیہ سے بھی خلاف نہیں رہتا کیونکہ تمام تواریخ ملک شام و بلاد اسرائیلیہ

ظاہر ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی سلطنت ملک مصر تک بڑھائی تھی علاوہ بریں یہ محاورہ بھی صحیح ہے مثلاً جو کہیں کہ شاہنشاہی اور سلطنت کیا نیوں سے بلکہ مطلق پارسوں تک مل گئی اور اب فرنگیوں کو ملی ہو حالانکہ ہنوز ایران و توران وغیرہ ممالک کسرویہ میں فرنگیوں کی حکومت نہیں ہے اس طرح اُس آیت کا مطلب ہو سکتا ہے کہ دنیا کی نعمتیں فرعونوں کے چھین لی گئیں اور بنی اسرائیل کو ملیں یعنی کچھ یہ ضرور نہیں ہے کہ خاص خاص وہی خیرین دنیا کی جو فرعونوں کے پاس تھیں بنی اسرائیل کو ملیں اور مطلق نعمائے دنیاویہ کا ملنا بنی اسرائیل کو بعد غرق فرعون بالاتفاق مسلم الثبوت ہے اور اگر آیت موصوفہ میں بنی اسرائیل لفظ سے وہی طبقہ مراد ہو جو حضرت موسیٰ کے ساتھ اتراتھا اور از روئے تواریخ بلکہ اصل تورات سے ثابت ہو جائے کہ اُس طبقے والے پھر مصر میں نہیں گئے تو بھی آیت میں کچھ نہیں رہتا ہے کیونکہ کتاب خروج کے باب سوم نسخہ ۱۷۷۵ء میں بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے کی حالات کے بیان میں لکھا ہے کہ ہر ایک عورت اپنے پردے سے اور اُس سے جو اس کے گھر میں رہتے ہیں روپے اور سونے کے برتن اور لباس عاریت لیگی اور تم اپنی بیویاں اور بیٹیوں کو پہناؤ گے اور مصریوں کو غارت کرو گے اور باب دوازدہم کے درس ۳۸ میں ہے کہ انھوں نے مصریوں کو لوٹ لیا اور یہی تورات سے ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کے لشکر میں جب قلعہ سے اترے ہیں چھ لاکھ صرف جنگی جوان مرد تھے اور آتے ہی ان کی عورتیں تھیں اور بوڑھے اور لڑکے اور اور عورتیں ان سے علاوہ اور ہر ایک مرد اور عورت نے چاندی سونے کا اسباب ہر ایک مرد اور عورت مصر سے لیا تو محاط کیا جائے کہ کروڑوں روپیہ کی دولت ہوئی اور اسی کو لوٹ لینا بولتے ہیں اور اس کو کنز اور کنوز کہتے ہیں کہ بعد غرق ہونے فرعون اور مصریوں کے وہ کروڑوں کی دولت اور گنج بنی اسرائیل کے قبضے میں ہو گئے گو مصر میں نہ بھی گئے ہوں انقصہ بعد ہلاکی فرعون اور فرعونوں کے حضرت موسیٰ علیہ السلام مع قوم بنی اسرائیل جو ان کے ساتھ دریا سے قلعہ سے پار اتریں تھی پھر مصر میں تشریف لائے اور ملک مصر پر مسلط ہوئے تو چند روز کے بعد قبطیوں کی صحبت سے بعض بنی اسرائیل جاہل بت پرستی کے شوق میں پڑے اور کہنے لگے اجعل لنا آئما کما لهم آئمتہ تب حضرت موسیٰ نے انکو سمجھایا جس طرح اوپر بیان ہوا اور عبرت کے لیے پھر دریا کے کنارے تشریف لائے تاکہ ان جاہلون کو اپنے حالات یاد آویں جب دس مہینے گزرے تب بنی اسرائیل کے متقی اور پیرہیزگار لوگ رونے لگے اور جاہل مردود و پشیمان ہوئے

بمذہبِ خواہی سے پیش آئے اُس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آنگا گناہ بخشوایا اور یاؤ لایا کہ تم نے نذر کی تھی کہ اگر حق تعالیٰ ہکو فرعون اور فرعون کی قید اور ظلم سے رہائی بخشے تو ہم طاعت اور عبادت حق میں کوشش کریں گے اب وہ نذر ادا کرو اس عرصہ تک نبی شریف شریعت ابراہیمی پر تھے کہنے لگے کہ ہکو تمہارا قول جان و دل سے قبول ہو لیکن احکامِ آسمانی کی ہکو اطلاع نہیں جو کہ ہم آپر قائم ہوں ہمارے لیے کوئی کتاب خدا کے پاس سے لاؤ تاکہ موافق اسکے راہ مستقیم پر چلیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جنابِ آسمانی میں التماس کیا ارشاد ہوا کہ ہمارے جو کہ تمہاری عطا سے رسالت کا مقام ہو حاضر ہوا اور تیس دن روزہ رکھ کر اعتکاف کرو تب کتابِ یلیگی چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم اپنی حضرت ہارون علیہ السلام کے سپرد کی اور فرمایا اپنے بھائی ہارون سے کہ تو میرا خلیفہ رہ میری قوم میں اور سنوار اور نہ چل بگاڑ والوں کی راہ لگا قال فی سورۃ الاعراف قال موسیٰ لا خیر ہارون اخا قننی فی قومی و لا تتبع سبیل المفسدین الغرض حضرت موسیٰ علیہ السلام چلے تو شہر آدمی قوم کے بروایت بعض ساتھ ہوئے جب قریب کوہ طور کے پہونچے تو قوم کو ہمارے نیچے چھوڑا اور خود بذاتِ پاک شوقِ آسمانی ہمارے چڑھ گئے اور ذیقعدہ کی پہلی تاریخ اعتکاف میں بیٹھے جب اعتکاف کا ایک روز باقی رہا تو بسبب کم خوری اور روزہ داری کے منہ کی بوہن تیز معلوم ہوا اسیلے مسواک فرمائی اسی وقت جانبِ غیب سے ارشاد ہوا کہ بو میرے نزدیک مشک سے بہتر تھی اسکو کس لیے زائل کیا لکھا جاؤ فی الاثر خلوف ثم الصائمین طیب عند اللہ

یج المسک والزعفران اب دس روز جبرائیل میں اور روزہ رکھو اور دس رات اعتکاف کرو کہ دسویں ذی الحجہ کو کتاب و خلعتِ کلیمی عنایت ہوگا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیلے اتورا اعتکاف کیا چنانچہ ارشاد ہوا و ما عذنا موسیٰ ثلثین لیلة و اتمنا ما بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلة یعنی وعدہ ٹھہرایا جنے موسیٰ سے تیس رات کا اور پورا کیا انکو دس رات اور سے تب پوری ہوئی مدتِ رب کی چالیس رات میں بالجلہ دسویں ذی الحجہ کو توریت عنایت ہوئی سات لوہین یا دس یا نو اور زاد المسیر میں لکھا ہے کہ بارہ تھیں یہ قول اہل کتاب کے موافق ہے اور طول ہر لوح کا بارہ یا دس گز کا تھا اور وہ لوہین یا قوتِ احمر کی یا بری بہشت کی لکڑی کی تھیں اصح یہ ہے کہ سبز زرد کی تھیں اور اس میں اچھی باتیں جسکے کرنے کا حکم ہے اور بری باتیں جسکے نہ کرنے کا حکم ہے لکھی تھیں یتابع میں لکھا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے سب سے واسطہ

حضرت موسیٰ سے کلام کیا تھا اور چوبیس ہزار کلمے فرمائے اور ایک روایت میں سات لاکھ کلمے ہیں اصح یہ ہے کہ چوبیس ہزار کلمے ارشاد کیے اور کثافت میں ہے کہ چالیس روز برابر مکالمہ رہا مدارک میں ہے کہ تورات ایک شریعت تھی کسی نے سوائے حضرت موسیٰ اور یوشع اور عزیر اور عیسیٰ علیہ السلام کے تمام نہیں پڑھی اور آسمین ہزار سو تین تھیں ہر سورہ ہزار آیات فائدہ سورہ بقرہ میں ارشاد ہے کہ واعلمنا موسیٰ اربعین لیلۃ اور سورہ اعراف میں واعلمنا ثلثین لیلۃ تو بظاہر تناقض ہے الا حقیقت میں تناقض نہیں کیونکہ سورہ بقرہ میں اجمال تمام مدت خلوت کا مع الاصل والزیادۃ ذکر فرمایا ہے اور سورہ اعراف میں بظہر تفصیل اصل وعدہ کہ تیس رات تھی مع جرمانہ کہ مقابلہ مساوی کے ہوا تھا جدا جدا ارشاد ہوا ہے با تناقض کچھ نہیں کیونکہ اجمال اور تفصیل میں مخالفت نہیں ہوتی مثلاً کوئی شخص کسی سے چالیس درم قرض لے کے کہے کہ میں چالیس درم کا قرضدار ہوں تو یہ اجمال صحیح ہے اگر کہے کہ میں نے تیس درم فلانی بابت لی تھیں اور دس فلانی بابت یہ تفصیل بھی درست ہے خصوصاً کہ فتم میقاتاً باریعین لیلۃ مذکور ہوا ہے فائدہ اربعین یوماً اسلئے نہ فرمایا کہ تیس راتیں ذیقعدہ کی تھیں اور دس اول ذیحجہ کی اور دسوان روز وقت عنایت کتاب کا تھا اگر یوماً فرماتے تو روز و رجم بھی داخل احتکاف ہو جاتا اور صائم ہونا دہم ذیحجہ کا مرام ہے اور بعضہ کہتے ہیں کہ رات وقت خلوت ہے اہل ریاضت رات ہی میں عبادت کرتے ہیں لہذا رات کی تخصیص ہوئی اور یہ بھی ہے کہ شمار شہور عرب میں دور قمر ہے ہوا ابتدا سبکی رات سے ہوتی ہے اور تفسیر خواہر میں لکھا ہے کہ کشف الاسرار میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صوم وصل ارشاد ہوا تھا کہ رات کو بھی انظار نہو اگر اربعین یوماً فرماتے تو روزہ متعارف مفہوم ہوتا اور بحر اتفاق میں ہے کہ اگر اربعین یوماً ہوتا تو حضرت موسیٰ یہ گمان کہنے کہ دن واسطے عبادت کے رات واسطے آرام کے جب رات ارشاد ہوئی جانا کہ روز و شب حکم عبادت کا ہے اور اہل معرفت کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ سے وعدہ وصل تھا اور میعاد دوستوں کی بیشتر رات ہوتی ہے کہ خلوت عاشقان و وقت صحبت دوستان ہے اور رات روندگان راہ کا پردہ ہے اور روز بیداران سحرگاہ کا کہ چہ فائدہ تخصیص چالیس رات کی اسلئے فرمائی کہ اسن عدد کو کمال اعتبار حدیث شریف میں وارد ہے من اخلص ائداربعین صباحاً نظرت نیایع الحکمۃ من قلبہ علی لسان و حضرت طینۃ آدم اربعین صباحاً اور اسی مدت میں بچہ رحیم مادر میں ایک حال سے دو سر حال سے

نہ ہفتی

دو روزہ

انتقال کرتا ہر یعنی چالیس روز نطفہ چالیس روز خون بہتہ چالیس روز گوشت پارتہ کہیں
روح بھوکی جاتی ہے اس سبب سے حضرات صوفیہ قاطبہ ایک چلہ خلوت و ریاضت کیوں
مقرر کرتے ہیں اور اس واقعہ کو دلیل گردانتے ہیں اور یہ بھی ہے کہ اہل حساب کے نزدیک
مراتب اعداد کے چار ہیں اتحاد عشرات مات الوقت اور عدد کامل کلام اکہی میں عشرہ ہر
کہ ملک عشرہ کا کلمہ اور جب دس کو چار میں ضرب کریں تو چالیس ہوتے ہیں فائدہ یہ علاج
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تھی کہ جسمیں اس طرح ریاضت ہوئی بعد ازاں کلیم اللہ موسیٰ اور
ہمارے حضرت کی معراج بالا تکلیف و ریاضت ہوئی اس سے اور اس سے ذوق زمین آسمان کا
ایک دن حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ اے نبی تو نے مجھ کو کلیم کیا اور محمد کو حبیب سوان و نون میں
کیا فرق ہے خطاب ہوا کہ حبیب وہ ہے جسکی رضا جوئی میں کہہ دوں اور کلیم وہ کہ میری رضا جوئی کرے
اور کلیم وہ ہے جو تجھ کو دوست رکھے اور حبیب وہ ہے جسے میں دوست رکھوں اور کلیم وہ ہے جو
چالیس دن روزہ رکھے اور چالیس رات برابر عبادت کرے پھر طور پر حاضر ہو کہ مجھے
کلام کرے اور حبیب وہ ہے جو کہ فراغت سے اپنے گھر میں فرش پر سووے اور میں اسکی
طاب میں جبریل کو بھیجوں کہ طرفہ العین میں اپنے پاس بلاؤں اور ایسے مراتب عطا کروں
کہ ہرگز کسی مخلوق کا اور اک وہاں تک نہ پہنچے سے یمنخ نعم بھیجیں از انبیا نرفت و آئنا کہ
تو بال کرامت پریدہ و ہر یک بقدر خویش بجائے رسیدہ اند و آئنا کہ با سے غیت تو آئنا
رسیدہ و القصہ حضرت موسیٰ کو توقع ہوا بنی اسرائیل پر ایک حادثہ پیش آیا کہ گوسا کہ تپی
کرنے لگے اور صورت اس واقعہ کی یہ ہوئی کہ موسیٰ ابن طہر ایک شخص قوم بنی اسرائیل سے تھا
خواہ قبیلہ سامرہ خواہ کرمان سے صنعت زرگری میں بڑا استاد اور قالب تراشی میں مافی ہزار
جسدن فرعون عرق ہوا ہے حضرت جبریل ایک اسپ ماہ پر سوار کناریل بھیجے تھے اور جبریل
نقش سمٹتا تھا وہ زمین سبز ہو جاتی تھی یہ شخص حضرت جبریل کو پہچانتا تھا سو اسنے قدرت نما
زیر شتم لیکر تیر کا اپنے پاس رکھی اور یہ خیال میں تھا کہ بنی اسرائیل کو صورت پرستی مرغوب ہے
کسی وقت یہ کام آدگی چنانچہ بعد تشریف بری حضرت موسیٰ قوم بنی اسرائیل نے حضرت
ہارون سے کہا کہ ہلوگ قبلیوں سے زیور بجا ریت لائے تھے اب کیا کریں حضرت ہارون نے
فرمایا کہ اسکو ہلا کر خاک میں دفن کر دے سب لوگ مستعد ہوئے سامری نے کہا اگر زیور مجھے ملے
تو میں ایک طلسم عصا سے موسیٰ سے اعلیٰ تر بناؤں جس سے تم لوگ موسیٰ کی برابر ہی کرنے لگو

موسیٰ علیہ السلام کی معراج
موسیٰ علیہ السلام کی معراج
موسیٰ علیہ السلام کی معراج

موسیٰ علیہ السلام کی معراج
موسیٰ علیہ السلام کی معراج
موسیٰ علیہ السلام کی معراج

بنی اسرائیل اپنی بلادت سے دم میں آگئے اور سامری نے ایک گوسالہ سونے کا پورا بنا دیا اور
 خاک محفوظہ اُسکے جوف میں محفوظ کی کہ اُسکو حرکت پیدا ہوئی اور بولنے لگا بعضوں کے نزدیک
 گوشت و پوست بھی پیدا ہو گیا حقیقت یہ ہو کہ سونا تھا کافرون کا آسمین خاک برکت کی پُری
 توحق و باطل کے ملنے سے ایک کرشمہ پیدا ہوا اور سامری اور اُسکے توابع بولے کہ موسیٰ تلاش
 حق میں پھرتا ہو اور وہ یہاں موجود ہی شاید وہ بھول گیا ہو کما قال اللہ تعالیٰ ہذا انکم و آلکم
 موسیٰ نفسی یعنی یہ صاحب تمہارا ہی اور صاحب ہی موسیٰ کا سو وہ بھول گیا اور دوسری جگہ
 تلاش کو کیا ہی بنی اسرائیل ضعیف العقیدہ کہنے لگے سچ تو ہوتی دن و عدسے کے گزر گئے
 اور موسیٰ نہیں پھرے غالباً خدا نہیں ملا اس بات سے آٹھ ہزار خواہ بارہ ہزار بنی اسرائیل
 گوسالہ پرست ہو گئے و حکم مثل مشورع انچہ مردم می کنند بوزنیہ ہم و گروا اُس بچھڑے کے لگ بیٹھے
 اور سامری نے ایک خیمہ قائم کیا اور فرش بچھایا اور نوبت سجائی گانا بجانا شروع ہوا زن و عرو
 تماشا کو چلے ابلیس نے عجب زور پکڑا معالمت التزلزل میں ہی کہ حضرت جبریل کو سامری اس
 سبب سے مچپا تھا کہ سال قتل میں سامری پیدا ہوا تو اُسکی ماں نے خوف سے دریا
 نیل کے کنارے ایک گڑھے میں ڈال دیا تب حضرت جبریل علیہ السلام اُسکی پرورش پر
 مقروض ہوئے کہ ہر روز اُسکے پاس تشریف لاتے وہ دیکھتا تھا اَللّٰہمَّ جب یہ خرابی پڑی تو حضرت
 ہارون علیہ السلام نے کہا یا قوم انما فتنتم بہ وان ربکم الرحمن فاتبعونی و اطیعوا امری فیغنی
 اُمی قوم اور کچھ نہیں تھوکتا دیا ہی اس پر اور تمہارا یہ وردگار رحمان ہی سو میری راہ چلو اور میری
 بات مانو کہنے لگے ہم تو رہینگے اس پر لگے بیٹھے جب تک پھر آوے ہمارے پاس موسیٰ نہیں دیکھیں
 موسیٰ علیہ السلام بھی اُسکو پوچھتے ہیں کہ نہیں کیونکہ سامری نے کہا ہی کہ یہ گوسالہ موسیٰ کا خدا ہو
 دیکھیں اُسکی بات درست ہی یا نہیں اور اس خرابی کی خبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہ تھی
 وہ اپنے کام میں مصروف تھے مگر اللہ صاحب نے خبر دی کما قال فلما قد قتنا قویک من بعدک
 و اخلصم السامری یعنی پہنچے تو بچھا دیا تیری قوم کو تیرے پیچھے اور بھکایا اُسکو سامری نے یعنی
 تیری قوم نے کھڑا نہمت عجیب عرب اختیار کیا ہو کہ ہرگز کوئی جاہل بھی نہ کریگا کیونکہ جس بات پر
 فرعون بلاتا تھا اُس سے ذلیل تر بات سامری کے کہنے سے اختیار کی ہو حالانکہ فرعون ایک بادشاہ
 و بجاہ و شوکت تھا اور ظاہر میں مالک نفع و ضرر اسکا سجدہ تعظیمی فی الجملہ مقبولیت رکھتا تھا
 لیکن یہ گوسالہ لامیتل کہ بلادت و حق میں ضرب المثل ہو اور کسی وجہ سے لائق تعظیم نہیں ہو سکتا

نہ ہزار
 بنی اسرائیل

ایک زر گر نے اعتبار کے کئے سے خدا ٹھہرا کر اس سے لگ بیٹھے ہیں اور دھوم مچا رہے ہیں
 شامیانہ تانا ہوا نوبت جھڑتی ہو گانا بجانا ہوا یہ احوال سنتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام
 گھبرائے اور مضطرب ہوئے اور کوہ طور سے غصہ و غضب میں انوس کرتے ہاتھ ملتے
 پھرے کہا قال اللہ تعالیٰ فرج موسیٰ الی قومہ غضبان اسفا یعنی بعد چالیس دن کے احوال
 توریت لیکر پھرے قوم کی طرف غصہ بھرے پھیلتے فائدہ قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ کہ
 کہ جب چالیس کا چل کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں آئے تو بسبب بریق و
 ولعان کے کسی کو تاب نہ تھی کہ چہرہ مبارک دیکھتا اور جس کسی نے دیکھ لیا وہ مر گیا لہذا
 حضرت نے ایک برقع اپنے چہرہ نورانی پر ڈالا اور کسی کو صورت اپنی نہ دکھلاتے تھے اور
 حدیث شریف میں ہے کہ حضرت موسیٰ دس فرسخ سے رات کے وقت چوٹی کا چلنا زمین پر
 دیکھتے تھے اور جب غضب میں بھرتے تھے تو ایک شعلہ آتش تاج مبارک سے نکلتا تھا ہذا
 فی اخبار الدول دلم یوجد فی التفسیر الغرض حضرت موسیٰ علیہ السلام مع الواح توریت
 قوم میں جلوہ فرما ہوئے تو اس وقت قوم کے تین گروہ تھے ایک باغواں سامری کو سالہ
 دوسرا حضرت ہارون علیہ السلام کا مطیع و فرمان بردار تیسرا ساکت و متوقف نہ شریک مانع
 ذمہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آواز گانے بجانے کی سنی پوچھا یہ آواز فتنہ کہاں سے آئی
 معلوم ہوا کہ گوسالہ پرستی ہو رہی ہے تو بت قوم سے مخاطب ہوئے اور فرمایا سورۃ اعراف میں ہے میں ہلکتی
 من بعدی اجماع امر ربکم والحق الا الواح یعنی کیا بُری جگہ رکھی تھیں میرے بعد کیوں جلدی کی
 اپنے رب کے حکم سے اور ڈال دین تختیان تفسیر پلایع میں ہے کہ لوحین توریت کی جلدی
 زمین پر رکھ دیں اور جہوز مفسرین کہتے ہیں کہ اسطرح رکھیں کہ ٹوٹ گئیں کہ چہ سبع توریت
 آسمان پر اٹھ گیا ایک سبع ہدایت و رحمت کا باقی رہا پھر حضرت ہارون علیہ السلام سے
 ملاقات ہوئی تو انکا سر کٹوا اور اپنی طرف کھینچا کہا قال اللہ تعالیٰ اخذ براس اخینہ سحرہ الیہ
 اور فرمایا ما منعک ان تراہم ضلکوا الا تبصن انصیت امری یعنی ای ہارون تجھ کو کیا اٹھاتا تھا
 جب دیکھا تو نے کہ وہ بھٹکے تو میرے پیچھے نہ آیا کیا تو نے رد کیا میرا حکم قال لا اخذ بطیعہی ولا
 برا سحانی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل دلم تر قب توی یعنی کہا ہارون نے ای
 میری نال کے جنے نہ پکڑ میری داڑھی نہ سرمین ڈرا کہ تو کہیگا پھوٹ ڈالی تو نے بنی اسرائیل
 اور یاد نہ رکھی میری بات کیونکہ تم چلتے وقت مجھے کہ گئے تھے کہ سکو متفق رکھنا پھر اگر میں

انہی لڑتا تو تم ناراض ہوتے اس لیے میں نے گوسالہ پر ستون کا مقابلہ نہ کیا زبانی سمجھا تا رہا اور جو میں چھپتا تو دوفرستے ہو جاتے کہ بھٹے قتل کرتے بعضوں کو سو میں تمہارے انتظار رہا اب رحم آئے ہو ان لوگوں سے دریافت کرو اور یہ تو پر ظاہر ہو کہ قوم نے مجھے تنہا دیکھا سمجھا اور میرا کمانا بلکہ قریب تھا کہ مجھے مار ڈالیں چنانچہ سورہ اعراف میں نازل ہوا قال

ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی فلما تشمت بی الاعداء ولا تجعلنی مع القوم الظالمین مبنی کہا ہارون نے اسی میری مان کے جنے لوگوں نے مجھے بودا سمجھا اور نزدیک تھا کہ مجھے مار ڈالیں سو مت ہنسا مجھے دشمنوں کو اور نہ ملا مجھ کو گنگا روگوں میں فائدہ حضرت ہارون اور انکی اولاد حضرت موسیٰ کی امت میں امام تھے لیکن جب انکے خلیفہ ہو تو امت حکم میں نہ رہی خلافت اور کی قسمت میں تھی خلیفہ وہ ہو کہ امت پیغمبر کو دین و دنیا بند و بست میں رکھے جس طرح پیغمبر سنوا کر کیا تاکہ نصرت حق انکے ساتھ رہے اور امام وہ کہ پیغمبر کا یادگار ہو جو خدمت و نیاز پیغمبر سے منظور ہو وہ امت امام کے ساتھ سجلا دے تاکہ برکت و قبولیت حاصل ہو تورات میں بھی امام کے شرائط اسی طرح مذکور ہیں فائدہ ایک عجیب بات تورات کے بتیوین باب کتاب الخروج میں لکھی ہو معاذ اللہ منہا کہ حضرت ہارون بنی اسرائیل کے لیے سونے کا بچھڑا ڈھال لکھرے معبود قرار دیا اور آپس میں کہا کہ بنی اسرائیل کو بھی مصر سے نکال لایا ہو اور اُس پر نذرین چڑھوا میں اور سب لوگوں کو برہنہ کر دیا کہ انکی ہنسی ہوئی اس بات کی بہواہ نے موسیٰ کو خبر دی اور ہارون مورد غضب ہو گئے انتہی

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم جب رہنمائی کے باب میں بھی عصمت نہ رہی تو پھر شریعت کا کمان تپا لگتا ہے انقرض حضرت موسیٰ علیہ السلام عذر معقول حضرت ہارون علیہ السلام کا قبول کیا اور کہا رب اغفر لی ولاخی وادخلنا فی رحمۃک وانت ارحم الراحمین یعنی معاف کر دو کہ میں نے بڑے بھائی اپنے سے بے ادبی کی یا میں نے الواح تورات ڈال دین نچھے میں اور معاف کر میرے بھائی کو اگر اس سے کچھ تقصیر واقع ہوئی ہو اور داخل کر اپنے رحم و نپاہ عصمت میں دنیا و آخرت میں کہ تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہو فائدہ اگر حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ کے برادر اعیانی یعنی لاب و ام تھے لیکن حضرت ہارون نے واسطے ملائمت و رقت طلب رسول خدا کے ابن ام کہا اس لیے کہ جانب ام معتضی لطیف و مددگار

نہی

نہی

محبت ہوتی ہو اسکا عشر عشر جانب پدرین نہیں دیکھا گیا الا ماشاء اللہ صلیح بعض مقامات میں واقع ہوا ہو الا ہونا دریا بجلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم سے فرمایا کہ اتنی مدت قلیلہ مقامات میں تم گھبرا گئے اور بے ایمان ہو گئے اب دل سے چاہا تھے کہ غضب اللہ کا تم پر نازل ہو اسلئے کہ تم نے میرے وعدے کے خلاف کیا بولے ہم نے وعدہ خلافی نہیں کی مگر مال و زر قبلیوں کا ہم بجا ریت لائے تھے اُس مقدمے میں پہننے ہارون سے پوچھا آنھوں نے فرمایا اسے جلاؤ یہ تمھارے لئے کے لائق نہیں ہو سو مجھے گڑھا بکھود کر آگ میں ڈالا اور سامری نے بھی جو اسکے پاس تھا ڈال دیا سو یہ گوسالہ بن گیا تب اس نے کہا یہ تمھارا اور موسیٰ کا خدا ہو فرمایا تم نہیں دیکھتے کہ یہ گوسالہ کسی بات کا جواب نہیں دیتا اور نہ کچھ اختیار رکھتا ہو نفع و ضرر کا پھر تم نے کس طرح اسکو خدا جانا بولے اسکا حال سامری سے پوچھو تب حضرت

موسیٰ علیہ السلام سامری کے پاس آئے اور فرمایا نما خطبک یا سامری قال بصرت بالم میرا وہ فقہت قبضتہ من اثر الرسول فنبذتھا وکذاک سولت لی نفسی یعنی اب تیری کیا حقیقت ہو اسی سامری بولا میں نے دیکھ لیا جو سب نے نہ دیکھا سو بھری میں نے ایک مٹھی پر کے نیچے سے اُس بھیجے ہوئے کے یعنی چیریل علیہ السلام کے پھر میں نے وہی ڈال دی اور یہی مصلحت ہی مجھ کو میرے جی نے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا چل دنیا میں تجھ کو یہ آفت ہو کہ کسا کر لا مساس یعنی نہ چھیڑا اور آخرت کا عذاب جو ہو گا سو دیکھ گیا اور نگاہ کر اپنے ٹھاکر کو جب تو لگا بیٹھا ہو کہ میں اسکو جلاتا ہوں اور خاک اسکی دریا میں ڈالے دیتا ہوں چنانچہ اللہ صاحب سورہ طہ میں فرمایا قال فاذهب فان ملک فی الجحوت ان تقول لا مساس وان ملک موحد لمن

تخلفه وانظر الی الہک الذی طلعت علیہ عاکفا لتحرقة تمکسفہ فی الیم نفسا سو یہ اتفاق ہوا کہ دنیا میں سامری بھی اسرائیل کے لشکر سے باہر الگ سب لوگوں سے رہتا اگر وہ کبھی ملتا یا کوئی اس سے ملتا وذنوں کو تب چڑھتی اس سبب سے لوگوں کو دور دور کرتا عالم التنزیل میں حضرت ابن عباس سے روایت ہو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا لا مساس ملک و لولیک سو جگل میں جا فورون کے پاس رہتا آدمیوں سے نہ ملتا اور جب کوئی اسکے قریب جاتا تو کہتا میرے پاس نہ آؤ اور مجھے نہ چھیڑو بلکہ اب تک قبیلہ سامرہ میں یہ بات موجود ہو کہ جب کسی غیر کا بدن کسی سے لگ جاتا ہو تو ساری قوم سامرہ کو تب لاحق ہو جاتی ہو لیبب التفسیر میں لکھا ہو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری کے قتل کا ارادہ کیا تھا مگر حکم الہی یہ تھا کہ سامری میں

ایک صفت سخاوت کی ہے جس سے خلق کو نفع ہو لہذا نفع حیات اس سے دور کرنا نہ چاہیے
 سے ہر نہالے کہ برگ دارد و برگ باو ز آب حیات تازہ و تر و داغچہ بے میوہ باشد و سایہ
 بہ کہ گرد و تنور را میہ اس باعث سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اسکے قتل سے باز رہے
 اور یہ فرمایا کہ قوم سے دور ہو یہ جو اللہ صاحب نے فرمایا وان لک موعد الن تخلصہ اس سے
 مراد عذاب آخرت ہے یا دجال کا نکلنا کہ وہ بھی یہودی ہوگا اور سامری کا فساد پورا کر لگیا
 القصہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غضب و عصہ فرو ہوا تو اول الواح توریت اُتھیں
 پھر اس گوسالے کو بیچ کیا تو اُس میں بسبب گوشت کے خون نکلا پھر اسے آگ میں جلویا اور
 خاک دریا میں ڈلوائی تو گو سالہ پرست خفیہ دریا پر جاتے اور پانی بطریق تبرک لاکر نوش کرتے
 فائدہ اہل تحقیق کے نزدیک ہر قوم کے واسطے ایک گو سالہ ہے کہ اسکی پرستش میں مشغول
 رہتے ہیں گو بظاہر مسلمان و دین دار کہلاتے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں حضرت ایشہ
 آیا ہے کہ بد حال ہے اس شخص کا جو اشرافی روپیہ و شال و شانے و جامہ زیب کا بندہ ہے اگر اسکو
 خدا کی طرف سے یہ سب چیزیں عنایت ہوئیں تو خوش ہو زمین تو ناخوش اور شاکی ہے یا الہی
 تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدق سے مجبور اور سب مسلمانوں کو محفوظ رکھ فائدہ
 علما کو اختلاف ہے اس بات میں کہ بنی اسرائیل باوجود مشاہدہ معجزات قاہرہ اور ملاحظہ
 خوارق باہرہ کہ وجود صانع مختار اور صدق نبوت موسیٰ علیہ السلام ہو دلیل تھی کس طرح اس
 ناماقول صنعت پر فریفتہ ہو گئے اور دام فریب میں پھنسے بعض کہتے ہیں کہ سامری نے
 پہلے سے یہ شبہات اُنکے دل میں ڈال رکھے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بامداد
 نیزخات اور طلسمات خوارق عادات پر قدرت حاصل ہوئی ہے پس تم بھی ایک طلسم بناؤ
 کہ حضرت موسیٰ کی برابری کر لے لگو اور جمہور علما قائل ہیں کہ اکثر بنی اسرائیل حلولی تھے
 یعنی حلول باری بعض اجسام میں تجویز کیا کرتے تھے سامری نے اس چیلے سے اُنکو فریفتہ کیا
 کہ تمہارے پروردگار نے اس گو سالہ میں حلول کیا ہے اور اسکی آواز اور حرکت کو شاہد ہو
 قرار دینے لگا جطرح ہنود بے عقل بلیہ الطبع جان کین امر عجیب دیکھتے ہیں وہاں حلول
 خالق کا اعتقاد کرتے ہیں اور پرستش اور تعظیم مفرط سجالاتے ہیں اکثر آیات اور احادیث
 اس قول کے موافق ہیں اور قول اول سے منافی بالجملہ یہ تعقیب اور فعل شیعہ نبی ہر اہل
 اجمع انواع کفر میں ہی قبضی تھا کہ فی الفور انکو نیت اور نابود کریں اور فرصت تو بہ زمین

اور گنجائش عذر اور معذرت کی نہ رکھیں لیکن حق تعالیٰ نے از روی رافت اور رحمت کہ بالاصافہ متوجہ حضرت موسیٰ اور ہارون سے تھی اور بالتبع سب بنی اسرائیل سے مواخذہ دنیویہ فرمایا بلکہ ارشاد ہوا کہ تم محضاً عنکم من بعد ذلک لعلکم تشکرون یعنی پھر معاف کیا منہ تمکو اس پر بھی شاید تم احسان یا تو یہی عذاب دنیا کا کافی الحال اس واسطے اٹھایا گیا ہو کہ شاید زمانہ آئندہ میں تم شکر نعمتوں کا کرو اور عبادت میں شقت گوارا کرو کیونکہ استعداد تمھارا حرکت کی باطل نہیں ہوئی ہو امید ہو کہ اچھے لوگ تھے پیدا ہوں اور کار معرفت اور عبادت میں مشغولی اختیار کریں بخلاف آل فرعون کے کہ انکی استعداد بالکل زائل ہو گئی تھی مگر عذاب آخرت سے نہ بچو گے بلا توبہ اس گفتگو سے وہ اعتراض جو لازم آتا ہو کہ پرستش گو سالہ بلا شبہ کفر ہی بلکہ اربع انواع کفر میں ہی اور کفر صلاحیت غصہ نہیں کہتا اور بلا توبہ مغفور نہیں ہوتا دفع ہو گیا کیونکہ مراد غصہ سے ترک مواخذہ دنیویہ ہے نہ مواخذہ اخرویہ چنانچہ کفار امت مصطفویہ بھی اس نعمت میں شریک ہیں بلکہ بنی اسرائیل بعد اس حرکت کے پچھانے اور سمجھے کہ ہم بیشک ضلالت میں پڑے تھے اور کہنے لگے لَسْنَا لَمْ يَرْحَمْنَا رَبَّنَا وَيُغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ اگر نہ رحم کرے ہمارا اور نہ بخشے تو بیشک ہم خراب ہونگے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کمال شفقت اور عنحواری سے کہ آدمی کو نسبت اپنی قوم کے ہوتی ہی اور علاج آنکے امراض کا مثل اپنے علاج کے جانتا ہی اور اگر مرض قلبی سے بخیر ہوتے ہیں تو لطف اور عنایت سے خبردار کر دیتا فرمایا کہ انکم ظلمتم انفسکم باتحادکم البعل یعنی تم نے نقصان کیا اپنا یہ پھر انبالیکر کہ دیدہ و دستہ اسکو اپنا معبود سمجھے اور حلول باری کے معتقد ہو گئے ہر چند کہ آواز کرنا اسکا بہ سبب اس خاک کے امر عجیب و خارق عادت تھا لیکن جب فعل خارق عادت کسی کے عمل صورت پکڑے تو اسکو امر غیبی جاننا خلاف عقل سلیم کے ہی لہذا کھیل تماشے ساحر واد در شعبہ ہارون کے اہل دانش کے نزدیک محض لغو ہوا کرتے ہیں اور تم ایسے غافل کہ فرعون اور ہامان کی تعظیم میں وہ دوانائی کرتے رہے اور اس جگہ ایسے حیوان بن گئے کہ پھر پڑے کو معبود سمجھے پس کوئی علاج تمھارے مرض کی نہیں ہو الا یہ کہ فتوہ الہی بارگرم یعنی توبہ کرو تم اپنے پیدا کردہ دے کی طرف کہ وہی تمھارا قالب تراش ہو تاکہ تمکو لوث اس ظلم سے بری کر دے مگر شرط یہ ہو کہ توبہ دل سے ہو نہ زبان سے کیونکہ توبہ

زبان کی کھلانے کے لیے ہوتی ہو اور توبہ دلی خدا کے واسطے تب کہنے لگے کہ مجھ کو عذر سے ہمارا کام
 بن جائیگا یا نہیں حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ تم مرتد ہو گئے اور حکم مرتد کا قتل ہو یا قتلوا انفسکم
 پس مار ڈالو اپنی جان کو کہ اُس گناہ کا بھی کفارہ ہو کیونکہ جو کوئی شخص حق منعم کا نگاہ
 نہ رکھے تو منعم کو چاہیے کہ اس سے اپنی نعمت پھیرے جب تم نے نعمت حیات کا حق جو
 فیض باری سے تم میں جاری تھا تلف کر دیا یعنی عبادت خالق حکیم اور علیم کی ترک
 کر کے گویا سالہ پلید الطبع کی پرستش میں جا پڑے تو اب حق تعالیٰ تم سے نعمت حیات کی
 سلب کرتا ہے اور یہ بات اگرچہ بنظر ظاہر عقل نہایت قبیح اور بد معلوم ہوتی ہے لیکن دیکھ
 خیر لکم عند بارئکم یہ بہتر ہے تم کو اپنے خالق کے پاس کیونکہ اسکو دلالت ہو کمال محبت خالق پر
 کہ اُسکی راہ میں اپنی جان دیتے ہو اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے قالب پرستی اور جان افروزی
 اُسکی تسلیم کر لی ہو کہ اُسکے حکم سے اُسکی امانت پھیرے دیتے ہو اور اس محنت کے سبب
 عذاب دائمی آخرت سے محفوظ رہو گے اور ضرر دنیا کا ہر چند کہ سخت تر ہو لیکن عذاب
 آخرت سے بھر بھی سبک تر ہو بلکہ تمنا ہی کو غیر تمنا ہی سے کچھ مناسبت نہیں ہو اور موت
 بلا شبہ آنے والی ہو پس تحمل شدت قتل میں کوئی ضرر نہیں الا تقدیم اور تاخیر وہ بھی
 وہم اور خیال ہو کیونکہ جسطرح موت مقدر ہو وقت موت بھی مقدر ہو درحقیقت کچھ پس
 و پیش نہیں پس بنی اسرائیل نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام قبول کیا فساد گندہ
 امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ ایسے امور شاقہ سے معاف ہو جسطرح قتل نفس ناجائز
 اور قطع اعضاے خاطیہ اور قطع موضع نجاست اور عدم جواز نماز غیر مسجد میں اور عدم
 طہارت بالتیمم اور حرمتہ اکل صائم بعد نوم اور حرمتہ جماع لیبالی رمضان میں اور منع طہارت
 بسبب گناہوں کے اور جو تھا کہ مال زکوٰۃ دنیا یعنی اگر دو سو کسی کے پاس ہوں تو پچاس
 درہم صدقہ کرے اور مال زکوٰۃ اور غنیمت کو کسی کام میں نہ لانا بلکہ اُسکو رکھ دیتے تھے کہ
 ایک آگ آسمان آ کے جلا دی تھی اور جزا ایک نیکی کی ایک نیکی نہ کہ دس اور جو کوئی رات کو
 گناہ کرتا صبح کو اُسکے دروازے پر کھٹکا ہوا معلوم ہوتا تھا اور پچاس نمازین رات و دن میں
 فرض تھیں اور محض تقصا ص سے حرام تھا اور حایضہ عورت سے ایام حیض میں مخالفت ممنوع
 جیسا اب ہنود میں جاری ہے اور چربی اور رگین گوشت کی حرام تھیں اور شکار کرنا ہر روز شنبہ حرام تھا
 اور رات کو نماز فرض تھی سونا درست نہ تھا و علیٰ ہذا القیاس اور احکام شدید بھی تھے

کہ وہ سب شاید اللہ صاحب نے اس امت سے اٹھالیے ہیں بائبل حضرت موسیٰ علیہ السلام
 ارشاد کیا کہ سب کو سالہ پرست اپنے گھروں سے بے سلاح اور بے خود و زرہ باہر نکلیں اور
 اپنے دونوں زانو توڑ کر دروازوں پر بیٹھیں اور اپنے پیٹ کو زانو سے باندھیں اور سر
 اپنے زانو پر رکھ لیں اور زخم تلوار سر پر لیتے رہیں اور زانو بنا کر کبھی نہ کھولیں اور خدیش
 نہ کریں اور ہاتھ پاؤں سے دفع نہ کریں اور جو شخص کچھ بھی عدول کر لیا تو اسکی توبہ
 قبول نہیں ہوگی دوسرے دن جب صبح ہوئی تو حضرت ہارون علیہ السلام کو بارہ ہزار
 بنی اسرائیل کے ساتھ جو گو سالہ پرست نہ تھے روانہ کیا اور فرمایا کہ تلواریں ننگی ہاتھ میں لیے جاؤ
 اور انکا قتل شروع کرو اور خود حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک بلند مکان پر کھڑے ہو کے آواز
 دینے لگے کہ ای بنی اسرائیل تمہارے بھائی قتل کرنے کو تلواریں کھینچے ہوئے تم پر آئے ہیں
 فاتقوا اللہ واصبروا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہو کہ تین گروہ بنی اسرائیل تھے
 دو گروہ کے قتل کرنے کا حکم ہوا تھا کہ باہم کشاکش کرو جنہوں نے گو سالہ پرستی کی تھی انکو ارشاد
 تھا کہ مقتول ہو اور جن لوگوں نے نہ پرستش کی اور نہ انکار انکو ارشاد تھا کہ تم قتل کرو اور
 جن لوگوں نے انکار کیا تھا اور شریک حضرت ہارون کے ہو کے منع کرتے تھے وہ توبہ میں
 شریک نہ تھے اور نہ محتاج توبہ تھے روایت ہو کہ جب قاتلوں نے دیکھا کہ جنکو ہم قتل کرینگے
 اسمیں کوئی بھائی ہو کوئی بھتیجا ہو کوئی بہن کا بیٹا ہو کوئی قرابت دار ہو کوئی دوست ہو مترد
 ہوے اور ہاتھ انکے شفقت سے قتل پر نہ اٹھتے تھے اللہ جل شانہ نے ایک دھواں یا بھیجا
 کہ بالکل اندھیرا ہو گیا اور بے صرفہ مارنے لگے کہ شریک یا اشی ہزار آدمی صبح سے فیر سے پہر
 مارا گیا پورا پورا پورش را پر رکشت ہر او را برادر بے خطر کشت و تب عورتیں احد
 بچے بنی اسرائیل کے فریادی ہو کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے حضرت موسیٰ
 علیہ السلام نے نہ کھو لکر دعا مانگی ارشاد ہوا کہ توبہ مقتولوں اور غیر مقتولوں کی مقبول ہوئی
 یعنی جو شخص مارا گیا اسکو مرتبہ شہادت ملا اور جو شخص زندہ رہا لوٹ گناہ سے پاک ہوا
 لطافت فسر یہ میں لکھا ہو کہ یہ توبہ فسخ نہیں ہو مگر اسقدر کہ توبہ بنی اسرائیل کی یہ تھی کہ
 سب کے سامنے قتل نفس کرین اور توبہ خواص اس امت مرحومہ کی یہ ہو کہ اپنے نفس کو
 پوشیدہ قتل کریں انھوں نے مشقت قتل کیا بارہ اٹھائی اور نجات پا گئے اس امت کو مخالفت
 ہوا میں ہر خطہ قتل جو حقائق تھیں میں لکھا ہو کہ قتل نفس ظاہر میں مومن و کافر دونوں کے لیے

الا قتل نفس کا باطن میں بلا توفیق الہی میسر نہیں ہوتا اور نفس کا قتل یہ ہے کہ اسکی آرزو اور مراد کو قطع کرے کہ مرتبہ اذنی سے اوج معنی کو پہنچے ۵ نفس خود راکش جہانے زندہ کن خواجہ راکشت اور اربندہ کن ۶ تو طمع داری کہ اور اپنے جفا بستہ داری در وقارہ در وفا ہر حصے را این تمنا کے رسد ۷ موسیٰ بایک کہ اژدر راکشہ ۸ بعض مفسرین ظاہر آیت سے یہ نکالتے ہیں کہ بنی اسرائیل آپ اپنے نفس کو قتل کریں اور روایات اس قصے کی قاطبہ تھا اس ظاہر کے واقع ہیں پس حقیقت کلام کی مراد نہیں ہے یا محمول ہو اسناد مجازی پر القصد جب یہ توبہ بنی اسرائیل سے واقع ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگرچہ گناہ تمہارا سخت تر تھا گناہ آل فرعون سے کیونکہ تمہنے بعد ایمان کے یہ کفر اختیار کیا تھا مگر قبول ہوئی تمہاری توبہ انا ہوا النواب الرحیم برحق وہی ہو معاف کرنے والا فائدہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ اگر بندہ صدق دل سے توبہ اور ندامت کسی گناہ سے کرے تو حق تعالیٰ اُسکو قبول فرماتا ہے اور یہ بنی اسرائیل کی ہدایت عمدہ تھی فارق بین الحق والباطل قدما انکے باوجود ایسی مصیبت کے کمال بشارت سے قبول کر کے اور معاصرت ہمارے حضرت صلعم کے جو مخا طب اس کلام کے تھے بجز زبان بھی توبہ نہیں کرتے تھے اور عبادات سہل کو باوصف کثرت فضائل کے ادا نہیں کرتے تھے یہ بھی کفران نعمت تھا پوشیدہ نہ ہے کہ اس آیت میں امت محمدیہ صلعم کو خبردار فرماتے ہیں کہ ہرگز توبہ و ندامت نہ پھیرو کہ امت موسویہ نے باوجود ایسی مشقت کے منہ نہیں موڑا اور تم سے سوائے ندامت کے اور کچھ مطلوب نہیں ہے پس منہ کا موڑنا تم سے نہایت بعید ہے فائدہ بغض تھا شبہہ کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل مصر میں قیدیوں کے پناہ میں تھا اور متاسن کو مال جہیون کا لینا جائز نہیں ہے اور بالفرض اگر بنی اسرائیل نے اس گناہ پر اقدام کیا تھا تو حضرت موسیٰ ہارون نے باوصف اطلاع کے کیوں منع نہ کیا جواب اس شبہہ کا یہ ہے کہ متاسن ہونا بنی اسرائیل کا شہر مصر میں مسلم نہیں ہے بلکہ بنی اسرائیل مصر میں مقید تھے اور قیدیوں کو مال جہیون کا لینا جھٹ سے ہاتھ لگے یعنی دزدی سے فریب سے خواہ گدائی وغیرہ سے بیشک درست ہے و اگر بالفرض متاسن بھی ہوں تو بھی اوندکو اس زر اور زیور کی حاجت تھی اس واسطے بے عاربت لے لیا اور وقت فراہم شدہ فرصت غلی کہ واپس کریں اور اگر توقف کرنے تو گرفتار ہو جاتے یا جملہ بنی اسرائیل باوصف معانہ معجزات باہرہ اور مشاہدہ آیات قاهرہ اور بلاخطہ عقوبات

نہایت

۱۰

متواترہ اور حصولِ نعمائے غیر مترقبہ ہرگز ادا سے شکر پر مستعد نہ ہو سکتے بلکہ اسی بے ادبی اور سخت روی میں مبتلا رہے اور سخت تر بے ادبی یہ تھی کہ ہرگز حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہدایت کو کافی نہ سمجھے اور بولے کہ یہ احکام جو تم بیان کرتے ہو اگر ہم اللہ سے بلا واسطہ تمہارے سننیں تو البتہ قبول کریں حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ ہر ایک شخص یہ بات چاہتا ہو یا بعض صالح کہنے لگے کہ اگر ایک جماعت کثیرہ اچھے لوگوں کی جنکی خبر حد تو اتر کو پہونچے اور عقل کے نزدیک اجتماع انکا دروغ بندی پر محال ہو کلامِ الہی بلا واسطہ سن آئے تو البتہ ہم یقین کریں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنی قوم کے اچھے اچھے لوگ اس کام لیے چنوا انھوں نے شتر آدمی کہ صلاح و تقویٰ میں ممتاز تھے جھانٹ کے تیار کیے اور حضور حضرت موسیٰ کے لئے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ تم سب پہلے غسل کر کے گناہوں سے توبہ کرو اور تین دن روزہ رکھو اور تسبیح و تہلیل میں مشغول رہو بعد اسکے میرے ساتھ چلو موافق ارشاد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ان لوگوں نے عمل کیا اور حضرت موسیٰ کے ساتھ کوہ طور کو روانہ ہوئے جب قریب تر پہونچے تو حضرت موسیٰ نے جناب الہی میں عرض کیا کہ یا رب العالمین یہ جماعت صالحہ تیری باتوں کی مشتاق آئی ہو ان سے کلام فرما کہ یہ بھی سنیں جسوقت کوہ طور پر پہونچے تو نور سفید برقیں خاک شبکھل ابر ظاہر ہوا اور آہستہ آہستہ پھیلا کہ سارا پہاڑ چھپ گیا بنی اسرائیل پہاڑ کے نیچے کھڑے ہوئے دیکھتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس دریا سے نور میں غرق ہو گئے اور فرمایا کہ ہاں کلام الہی سنو انھوں نے بے شبہ اور شک اپنے کانوں سے کلام الہی سنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خطاب ہوتا ہوا اور امر و نہی کا ارشاد ہوتا حضرت موسیٰ کو پکارنے لگے کہ اے موسیٰ تم مخاطب الہی ہوئے ہم محروم ہیں دفعۃً ایک برق نوری انکی طرف آیا اور یہ کلام اس برق سے انکے کان میں پہونچا کہ انی انا اللہ لا الہ الا انا آخر جبکم من ارض مصر فاعبدو ولا تعبدوا غیری یعنی بیشک ہوں میں اللہ کوئی نہیں معبود مگر میں ہیں نے نکالا تمکو زمین مصر سے پس مجھ کو پوجو اور میرے غیر کو مت پوجو بعد اسکے کلام منقطع ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی ابر میں مستغرق رہے جب وہ ابر کھلا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نکلے اور فرماتے لگے کہ تم نے کلام الہی سن لیا اور اس کے احکام سمجھ لیے بولے کہ ہم کس طرح سچ جانیں کہ یہ کلام الہی تھا یا داکوئی شیطان یا جن اس ابر میں آواز کرتا ہو پس یہ اعتقاد کہ یہ کلام

کلام خدا ہی محض تقلیدی اور تمھارے کہنے سے البتہ ہو سکتا ہی اور حال یہ ہو کہ اگر تمھارے کہنے کا یقین ہوتا تو حاجت نہ تھی کہ یہاں تک آتے اب علاج اسکا یہ ہو کہ تم کو اللہ کی صورت دکھلاؤ کہ اس صورت سے ہم آواز سنیں اور یقین لائیں کہ یہ آواز خدا ہی کی ہو شیطان اور جن کی نہیں ہو چنانچہ اللہ صاحب حکایت فرماتے ہیں کہ میں نے ایک حق نری اللہ جبرۃ یعنی ہم یقین نہ کیں گے جب تک نہ دیکھیں اللہ کو سامنے بصورت اور شکل محیط سے آواز بلند مکان سے سنتے ہیں یعنی ایسا بھی ہم نہیں چاہتے کہ مانند درویشوں اور عارفوں کے شہود اور مشاہدہ میں دکھیں کہ اسکو ہم مصنوعات خیالیہ جانتے ہیں اور نہ ایسا جیسا کہ آخرت میں عہدۂ امت کو کہ بلا کیف دیدار آئیں میر ہو گا کیونکہ وہ دیدار بلا کیف ہماری عقول ناقصہ کے نزدیک دیدار نہیں دیدار وہی ہو جو عینا صورت اور شکل سے محروم و ابھات ہو جیسے آواز کان میں آتی ہو انھیں باتوں میں سمجھتے کہ ایک آگ آسمان سے ظاہر ہوئی وہ سب جل گئے فاخذکم الصاعقۃ وانتم منظرون یعنی پھیر لیا تمکو بجلی نے اور تم دیکھتے تھے بعضے کہتے ہیں کہ ایک آواز ایسی نصیب آئی کہ اسکے بول سے مرگے و مخفی نہ رہے کہ اس کو اس سودا بنی پر دو وجہ سے غضب آئی نازل ہوا ایک تو یہ کہ ان ہوتوں نے کمال سے ادبی سے حضرت موسیٰ سے کہا کہ تمھارے کہنے کو اعتبار نہیں کرتے حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پیغمبر مصدق بالمعجزات تھے جیسے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو نہ مانتا اور انکے قول کا یقین نہ لانا کفر صریح ہو علی الخصوص مقام حضور اور سماع کلام میں دوسری وجہ یہ کہ اللہ کو محروم و ذنی ابھات دیکھنے کی درخواست کی اگر یوں کہتے کہ ہم آرزو سے رویت آئی رکھتے ہیں ہمارے اپنے دیدار سے مشرف کرے تو محل غضب تھا کیونکہ رویت آئی دنیا میں بھی محال نہیں ہو اور اسکی طالب میں محل غضب اور قنات بھی نہیں بلکہ اسکا جواب یہی تھا کہ تم قابل اس نعمت کے نہیں ہو آخرت میں جب پاک صاف ہو جاؤ گے مجھو دیکھو گے کیونکہ رویت اخروی عوام مومنون کو ہی اور رویت دنیوی خواص کو محیط جناب پیغمبر آخر الزمان علیہ الف الف صلوات اور الف الف سلام کو ہونی لیکن ان لوگوں نے صورت اور شکل دیکھنے کی درخواست کی پس ایسے غضب میں پڑے کہ صاعقہ نے پھونک دیا وہ آگ تھی آسمانی کہ ابر میں ہونی ہو آرزو سے غضب انپر آٹری اور مسامات سے سارے بدن میں پھیل گئی اس سبب سے کمال مناسبت صاعقہ سے

پیدا ہوئی اور بعض مفسرین صاعقہ کو معدر صمق کہتے ہیں کہ بمعنی بیوشی اور غشی ہی لیکن روایات صحیحہ سے ثابت ہوا ہے کہ برق جہندہ نورانہ پر گری کہ بے حس و حرکت ہو گئے پس اگر یہ صاعقہ سے بیوشی اور غشی مراد ہو تو بھی یہ اثر اسی برق کا ہے کہ اسکو صاعقہ آسمانی مشابہت تامہ ہو بلکہ صاعقہ آسمانی سے قوی تر اور سخت تر کیونکہ صاعقہ متعارفہ ایک ذیمنہ اسقہ رجائے کثیر کو نہیں مارتا غالباً روشخص یا تین شخص کو قتل کرتا ہے اور اس سے بچا کرنا اور سایہ اور مکانات مضبوط میں ممکن ہے اور اس صاعقے سے کہ اسکی حرکت اختیار ہی تھی فرار ممکن نہوا باجماع حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب دیکھا کہ اُنپر بجلی گری اور کانپ کر مگر تھوڑے کہ نبی اسرائیل مجھکو متم کرینگے تب عرض کیا کہ اگر یہی منظور تھا تو پہلے میرے نکلنے کے قوم سے انکو ہلاک کر یا جب عبادت گوسالہ کی تھی اور مجھکو وقت قتل اُس قبطی کے مارتا اور اب جو عبادت گوسالہ پر یا طلب رویت پر قتل فرماتا ہے تو یہ تیری آزمائش ہی یعنی پہلے انکو اپنا کلام سنایا کہ یہ متمنی ملاقات ہوے اور رویت کی خواہش کرنے لگے اسی کا اشارہ ہے فلما اخذتم الصاعقۃ قال رب لو شئت اهلكتم من قبل وایامی افضلكم با فعل السفهاء منا

ان ہی الافتتاک فضل من تشاء وتهدی انت ولعینا فاغفر لنا وارحمنا وانت خیر المافرن یعنی جب پکڑا اوںکو لزرے نے کہا اور رب اگر تو چاہتا پہلے ہی ہلاک کرتا انکو اور مجھکو کیا تو ہلاک کر یگا ایک کام پر جو کیا ہمارے احمقوں نے یہ سب تیرا آزمانا ہی بچا دے ہمیں جسکو چاہتے تو ہی ہی ہمارا اٹھانے والا سو بخش تو چکوا اور مہر کہ ہم پر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو شامل کر کے دعا مانگی تھی اس سبب سے اندر جلشانے نے بخشا اور مردوں کو زندہ کیا ثم بقناکم من بعد موتکم لعلمکم شکرہون یعنی پھر اٹھا کھڑا کیا جسے تمکو مر گئے پر شاید احسان مانو یعنی بعد از موت حقیقی کہ قبیل غشی اور سکے سے نہ تھی تمکو زندہ کیا بعض کہتے ہیں کہ یہ معاملہ قبل گوسالہ پر ہی کے واقع ہوا ہے بلیل آیت کہ سورہ ناسرین واقع ہو لیکل اہل الکتاب ان تنزل علیکم

کتابا من السماء فقد سألوا موسیٰ اکبر من ذلک فقالوا انما نذیرا فخذوا من انذرتهم ثم اتخذوا العجل من بعدا جارتهم البینات یعنی جسے مانگتے ہیں کتاب والے کہ انپر آنا لگا کتاب آسمان سے سوانگ چکے ہیں موسیٰ سے اس سے بڑی چیز پوئے چکو دکھا دے اندر سامنے پھر انکو پکڑا بجلی نے اُنکے گناہ پر پھر غالباً بچر انشانیاں بھیجنے پر مگر اکثر مفسر

اہل تحقیق کہتے ہیں کہ قصہ ابد گو سال پستی کے واقع ہوا تھا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی جماعت کو واسطے عذر خواہی کے کوہ طور پر لے گئے تھے اور انھیں نے عذر بہتر از گناہ کیا اور سیاق قصہ کا سورہ بقرہ اور سورہ اعراف وغیرہ سورتوں میں کہ ترتیب ذکر قصص غالباً ترتیب وقوع زمانی بھی ملحوظ ہوئی ہو اس پر دلیل ہو اور سورہ نسا میں کلمہ ثم کہ موضوع واسطے ترتیب زمانی کے ہو اس سے صرف ترتیب بیان اور زمانی ادنیٰ سے طرف اسطے کے مقصود ہو اور اکثر اشعار عربیہ میں نصحا اسطے کہا کرتے ہیں اور کلام اللہ میں بھی بہشتی اور القصد بعد زندہ ہونے ان ستر آدمی سرور قوم کے حضرت موسیٰ نے دعا مانگی کہ واکتب لنا فی ہذہ الدنیا حسنة و فی الآخرة انا ہذا الیک قال عذابی اصیب بہ من اشار و رحمتی وسعت کل شیء فساکتہما للذین یقیون ویؤتوں الزکوۃ والذین ہم بایاتنا یؤمنون یعنی لکھ دے ہمارے واسطے اس دنیا میں نیکی اور آخرت میں ہم رجوع ہو سے تیری طرف فرمایا میرا عذاب جو ہر ڈالتا ہوں جس پر چاہوں اور میری مہر شامل ہو ہر چیز کو سودہ لکھ دوں گا انکو جو ڈر رکھتے ہیں اور دیتے ہیں زکوۃ اور جو ہماری آیتیں یقین کرتے ہیں تنبیہ حضرت موسیٰ نے اپنی امت کے حق میں دنیا اور آخرت کی نیکی مانگی شاید مراد یہ تھی کہ اس وقت پر مقدم رہیں دنیا اور آخرت میں اس پر ارشاد ہوا کہ میرا عذاب اور رحمت کسی مرتبہ پر نہیں عذاب تو اسی پر ہو جبکہ اللہ چاہے اور رحمت سبکو شامل ہو لیکن وہ رحمت خاص لکھی ہی انکے نصیب میں جو اللہ کی ساری باتیں یقین کر نیگے یعنی آخری امت کہ سب کتابوں پر ایمان لاو گئی تو حضرت موسیٰ کی امت میں سے جو کوئی آخری کتاب پر یقین لائے وہ پہنچے اس نعمت کو اور حضرت موسیٰ کی دعا انکو لگے فائدہ آئے کہ یہ ماخذ فکر الصاعقة انہ منکرین رتہ دنیا اور آخرت کی دلیل ہو کہ اگر رویت اتنی ممکن ہوتی تو سوال اسکا موجب اپنے غضب کا نہ ہوتا جواب اسکا یہ ہو کہ مجھ سوال رویت محل غضب نہیں ہو بلکہ کلہ لن نومن لک کہ صحیح کفر ہو اور کلمہ نری اللہ جبرۃ کہ سخت ہے ادبی ہو غضب کا سبب ہو اس پر دلیل یہ ہو کہ جب دوسری مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوال رویت کیا ہو تو پھر اس کے کہ فیہ انسانی حالت رویت نہیں رکھتی اور کہ ارشاد نہیں ہوا اسکا قصہ یہ ہو کہ بعد چند روز کے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ طور پر تشرف لائے اور بدستور کھانا پینا بالکل ترک تو ایک جگہ میں بیٹھے پہلے اللہ جل شانہ نے سب پردے حجاب کے اٹھا دیے اور اپنے کلیم سے کلام اتے رہے

سوال دوم

صرف ایک پردہ حجاب کا باقی رکھا اب انکے دل میں یہ خطرہ آیا کہ حضرت باری سے بالذات اعطاف
سرفراز ہوں نعمت رویت باقی رہی جاتی ہو لہذا غم بالجہیم کر کے باطہارت کاملہ ملتئم ہوئے
رب ارنی النظر الیک ای رب تو مجھ کو دکھا میں تجھ کو دیکھوں سے من فراموش کنم ہرچہ بود الا تو
عشق بازی نہ کنم در دو جهان خراب تو + گر دلیل من بچارہ تو باشی سہل ست + ہر مسانت کہ بود
از من ببدل با تو + صافی از بادہ دیدار چنان سازم + کہ زستی نہ شناسم کہ منم این یا تو
کعبہ جبار فرماتے ہیں کہ میں نے کتب منزلہ میں یون ملاحظہ کیا ہو کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام
کو ہر طور پر تشریف لے گئے اور چالیس روز تک ریاضت اور مجاہدہ میں رہے اور آئینہ ضمیر
مجمل اور صاف ہوا اور نوبت مکالمہ پہونچی تو حضرت حق تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو
بامقربین ملاکہ بھیجا کہ وحشیوں کو پہاڑ سے دور کر دو کوئی باقی نہ رہے اس دن حضرت موسیٰ
علیہ السلام عمامہ سیاہ برسر اور جامہ پیشینہ دربر اور عصا در دست بصورت غریب کھڑے تھے
فرشتہ آئے اور پہاڑ کو محیط ہو گئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چپ گئے تب حضرت جبریل
علیہ السلام نے کہا کہ اسے موسیٰ چادر سیاہ اوڑھو اور تمام بدن سوائے آنکھوں کے چھپا لو
حکمت اسین یہ تھی کہ اگر جبین مبارک کھلی رہتی تو نور کلام کی چمک سے جل جاتی حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے چادر سیاہ اوڑھی اور مقام انتظار میں کھڑے ہوئے یکایک آثار سلطانی
ظاہر ہونے لگے اور نوبت کلام پہونچی اولین خطاب یہ تھا کہ انی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی
حضرت موسیٰ نے عرض کیا انت اللہ لا الہ الا انت اعبدک انت الہی واکہ ابائی بعد اسکے
اور بھی ظلام ہوئے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا رب ارنی النظر الیک یعنی مجھ کو
اپنی رویت سے تمکین کیا بدیدہ سترتیری طرف دیکھوں بیت ترا میخوام ای دلبر کہ بنیم +
توئی مقصود من درہم کہ بنیم + ارشاد ہوا لکن ترانی یعنی نہ دیکھ سکیگا مجھ کو دنیا میں کیونکہ حکم
ارنی یون واقع ہو کہ جو بشر مجھ کو دنیا میں دیکھے مر جائے پس جنیۃ انسانی کو طاقت رویت
نہیں ہو مدارک التنزیل میں لکھا ہو کہ عین خانی سے مجھ کو نہ دیکھ سکیگا الا بدیدہ باقی وہوشین
ہوگا فائدہ طلب رویت دلیل جو از رویت ہو کیونکہ اگر رویت محال ہوتی تو حضرت موسیٰ
علیہ السلام سوال کا پیش نہ کرتے کیونکہ طلب اس چیز کا جو کہ محال بالذات ہو انبیاء سے جائز نہیں ہو صاحب
کشف الاسرار نے لکھا ہو کہ مقام حضرت موسیٰ علیہ السلام اس وقت خطاب بن ترانی بنا ہوئی تھا اس وقت
کہ ارشاد ہوا ہو ارنی کیونکہ لکن ترانی میں عین مراد حق میں تھی اور ارنی کے وقت اپنی حرا میں قائم تھے اور اراد

حق میں ہونا کامل تر ہو انہی مراد سے بیت لن ترانی میرسد از طور موسیٰ را جواب + ہر جہاں از دوست آید سر نہ گردن متاب + اگرچہ زخم لن ترانی جانب محبوب حقیقی سے پہنچا آلاستحی اس کے مہم راحت و لکن انظرالی اجمل فان استقر مکانہ فسوف ترانی لگا ہوا عنایت ہو ایسی پس دیکھتا رہ پہاڑ کی طرف جو وہ ٹھہرا انہی جگہ تو آ کے دیکھ گیا محکو کیونکہ یہ پہاڑ ولایت مدین میں سب میں بڑا ہی اور قوت تحمل اس کی تیسے زیادہ ہی اگر وقت تجلی یہ پہاڑ قرار کرے اور ثابت رہے تو بھی دیکھ سکیگا اور اگر پہاڑ کو قوت دیدار نہ منو پھر تو بھی اس آرزو سے ہاتھ اٹھا دہب ابن نمہ سے روایت ہو کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رویت کی درخواست کی تو پہلے ایک ابرو مع رعد اور برق ظاہر ہوا کہ سارا پہاڑ چھپ گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ڈر کر تسبیح میں مشغول ہوئے پھر ارشاد ہوا کہ ای ملائکہ نبیا عمران کا دیدار مانگتا ہو ملائکہ بحکم انہی بصورت مہیب ظاہر ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور بھی خوف ہوا مگر حضرت جبریل علیہ السلام داسنہ ہاتھ پر کھڑے ہوئے اطمینان کرتے جاتے تھے غرض کہ فرشتے ساتون آسمان کے مختلف صورتوں میں ظاہر ہوئے کوئی شیر کی صورت کوئی بصورت گاؤ کہ حضرت موسیٰ نے کبھی نہ دیکھے تھے اور کوئی ایسے کہ ہاتھوں میں ایک ستون لیے اور سبوح قدوس رب العزۃ ابدًا لا یوت پڑھتے ہوئے اور کسی کے منہ سے آگ کے شعلے نکلنے ہوئے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت جبریل علیہ السلام سے کہا کہ میں اپنے سوال سے سخت پشیمان ہوں ارشاد ہوا کہ ای موسیٰ بطاظر ضعف بشریت کے ہیں تجھ کو فرمایا کہ لن ترانی لیکن اگر دیکھا جاتا ہو تو دیکھ پہاڑ کی طرف ملاحظہ انظرالی اجمل جب کہ پہاڑ کا آیا تو سب پہاڑوں نے اپنا اپنا سر اٹھایا کہ شاید ہم اس دولت سے سعادت اندوز ہوں سب کے پیچھے طور پہاڑ نے کمال فروتنی اور عاجزی سے عرض کیا کہ میں کہاں اس لائق ہوں کہ اس کی تمنا کروں حق تعالیٰ نے اُس کو یہ نعمت عطا کی اور دولت تجلی سے سرفراز فرمایا کہ اپنا نور یا عرش کا نور بمقدار سرور اس پر ڈالیں اطمینان میں سہیل سادہی سے منقول ہو کہ خداوند کبریائے ستر ہزار پردے سے ایک ذرہ نور کا ٹکڑا ہر فرمایا تھا کہ اس وقت سارے دیوانے عالم کے ہوش میں آگئے اور جو پیار تھے اچھے ہو گئے اور عرصہ زمین سرسبز اور شاداب ہو گیا اور کھاری پانی میٹھا ہو گیا اور سارے بت اور سے زمین کے زمین پر گر پڑے اور آتش میں بالکل ٹھنڈی ہو گئی اور وہ پہاڑ

رزیہ رزیہ ہو گیا اور حضرت موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے کہ خشتبند کی شام سے جمعہ کی شام تک یعنی ایک رات دن بیہوش رہے اسی کا اشارہ ہی سورہ اعراف میں فلما تجلی الیہ جبل جلد دکا وخری موسیٰ صقعا پھر جب نمود ہوا رب اسکا پہاڑ کی طرف کیا اسکو ڈھا کہ برابر اور گر پڑا موسیٰ بیہوش تنہا حقیقت یہ ہی کہ حضرت موسیٰ کو حق تعالیٰ نے بزرگی دی کہ فرشتے بغیر خود کلام کیا تب انکو شوق ہوا کہ دیدار بھی دیکھوں اسکی برداشت نہوئی اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کو دیکھنا ہو سکتا ہی کیونکہ نمود ہوا تھا پہاڑ کی طرف لیکن دنیا کے وجود کو برداشت نہوئی پہاڑ ٹوٹ گیا اور حضرت موسیٰ بیہوش گرے تو آخرت کے وجود کو برداشت ہوگی وہاں دیکھنا تحقیق ہو کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں بچشم سر دیکھا ہوا القعبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوش میں آئے اور اس سوال سے کہ خلافت تنزیہ تھا نام ہو کے معذرت کرنے لگے سبحانک ثبت الیک داننا

اول المؤمنین یعنی تیری ذات پاک ہی میں نے توبہ کی تیرے پاس اور میں سب سے پہلے یقین لایا یعنی میں تجھ کو پاک جانتا ہوں اُس چیز سے جسکے تو لائق نہیں ہو مجھ آسکے تیری رویت ہو سبحان اللہ یہ عجب سر ہو کہ جبل باوصف قوت اور عظمت متحل دیدار نہو سکا اور قلب انسان با این صفت ناتوانی بحکم و لکن بنظر الی قلوبکم برداشت نظر حق کی طاقت رکھتا ہوا میں یہ نکتہ ہو کہ تجلی حق پہاڑ پر نظر ہوتا ہے اور دل پر نظر رحمت ہو اُسے چو رکھا اور اسے معور سے دل پذیریت انچہ گردون بڑتاقت ہوا دل بدانت انچہ عرش اندر نیافت ہوا جانا چاہیے کہ چار چیزوں نے تواضع اختیار کی انکو چار تعین ملیں اول وقت خطاب الی جاعل فی الارض خلیفہ عناصر اربعہ نے جانا کہ ہم میں سے خلیفہ پیدا ہو تو آب و ہوا و آتش نے سر بلند کیے اور خاک نے بیچاگی اختیار کی اور کما ع من کما یتیم کہ دعو می سوداے او کہ نہ اسکی عاجزی پسند آئی وہی اصل خلیفہ اللہ قرار پائی ثانیاً جب کشتی نوح علیہ السلام حکم استقرار ہو چھا چلے پہاڑوں نے گردنیں بلند کیں جو دی پہاڑ نے فروتنی اور شکستگی سے کہا میں اس لائق ہوں جو سر بلند گردن اسکی عاجزی قبول ہوئی اور کشتی اسی پر ٹھہری کما قال فما ستوت علی الجودی ثالثاً جب خطاب الہی موسیٰ علیہ السلام سے ہوا ان ترائی و لکن انظر الی الجبل سب پہاڑوں نے سر بلند کیے طور پہاڑ نے کہا میں کہاں اس لائق ہوں کہ ایسے شرف سے مشرف ہوں اسی پر تجلی ہوئی رابعاً خطاب خطاب ان رحمۃ اللہ قریب من المسنین گوش سامعین میں ہو چھا تو مطیعون اور زار ہون اور عابدون اور متقیون نے سر اٹھائے کہ شہادت لایزال اور حجت پر کیاں چکو ملیکی اور چاری شان میں ہوا قدرت المتقین اور عاصیوں اور گنہگاروں اور مسرفوں اور

بے مازہوں نے اپنے گنہ چھپائے اور شرمندہ ہوئے کہ بھلا ہم کس منہ سے رحمت کے امیدوار ہوں
 اور دعا مانگنے لگے کہ اے کریم و رحیم تصدیق اپنے حبیب کے ہو بھی خواں نعمت سے بے نصیب نہ کر
 پس خطاب ہوا قل یا عبادہ الذین اسرفوا علی انفسکم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ فی خیرہ بہت مرا پر
 رفتہ علم و ادب و کجاست آہ سحرگاہ و نالہ دل شب و بے تاب تشنہ تو اندر بواہی عصیان و کہ بجز رحمت
 موج نیز نہ رہے لب و نظر رحمت مکن مخور فریب عمل و چو شد بدید سبب مصلحت سبب و آوارا ماز را بہ
 اپنی تفسیر میں لکھا ہو کہ بعض جاہل کہتے ہیں کہ دیدار خدا کا دنیا میں نہیں ہوتا آخرت میں البتہ جائز ہے
 اور بہشت میں واجب ہے یہ سہر خطا ہو اور محض بجا صفت خدا سے تعالیٰ کی قابل تحویل نہیں ہے
 جو بات صفات الہی میں ناجائز ہے وہ بھی جائز نہیں ہوتی اور جو جائز ہے وہ ناجائز نہیں ہوتی اور
 اگر صفات الہی میں تغیر ممکن ہو تو حدوث لازم آوے اور خدا سے تعالیٰ حدوث سے منزہ ہے مگر
 دنیا میں دیدار کا وعدہ نہیں کیا اور عادت اپنی اس پر جاری نہیں فرمائی اور جو بیان بھی چاہی
 اور جلدہ اپنا نصیب کرے تو کچھ شکل نہیں اور بہشت میں وعدہ ہے لیکن واجب نہیں اور جو کوئی
 کہے کہ اگر دیدار خدا کا دنیا میں جائز ہے پھر موسیٰ کو کیوں نہوا حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
 بہت اصرار کیا تھا یہی خطاب آیا کہ لمن ترانی تو جواب یہ ہے کہ بہت چیزیں جائز ہیں لیکن ارادہ الہی
 جس چیز کے ظہور پر نہیں ہوتا وہ واقع نہیں ہوتی حضرت موسیٰ نے رویت چاہی حکم ہوا کہ رویت جائز
 و لمن ترانی مگر تجھ کو دیکھنا نصیب نہ ہوگا اس میں نفی وقوع کی ہے نہ نفی جواز کی اور جو شخص کہتے ہیں کہ چون
 لمن واسطے نفی دائمی کے ہے یہ غلط ہے دیکھو خدا سے تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ موت کی خواہش کا خلوگ
 نہ کر نیلے کہا قال تعالیٰ و لمن تمینوہ ابدًا اور پھر ارشاد ہوتا ہے کا فر اپنے مرنے کی آرزو رکھتے ہیں کہا قال
 و نادوا مالک ایتقض علینا ربک قال انکم ماکثون یعنی پکارا کہ فزون نے اے خداوند بھیج کہو موت
 حکم ہوا کہ ابھی تمہارے مرنے میں تاخیر ہو پس معلوم ہوا کہ کلمہ لمن موقوف اور مقرر ہے ساعت اور
 وقت پر یعنی اے موسیٰ تو اس وقت ہرگز دیکھ نہ سکیگا اس میں یہ اشارہ ہے کہ دیدار میرا مقرر ہے واسطے
 محمد کے دنیا میں اور اسیکے واسطے میں نے خاص کر رکھا ہے اور سوائے اسکے دوسرے کو مجال
 دیدار نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ سوائے اس وقت کے جب میں موسیٰ نے خواہش دیدار فرمائی تھی
 اور وقت میں دیدار کا ہونا ممکن ہوا جس طرح مریم کے حال میں ارشاد ہوا انی نذرت للرحمن صوما
 فلن اکلم الیم انیاء یعنی میں نے نذر کیا واسطے خدا کے روزہ سونہ بولوں گی آج کسی آدمی سے نہیں کلام
 کہ کلمہ لمن واسطے نفی ابدی کے نہیں ہے اور باقی تحقیق اس مقام کی حصہ معراج قائم نہیں میں لکھی

فہرست
فیہرست

روایت ہو کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توبہ کی تو واسطے تسلی دل کے ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ میرے
 تجھ کو اپنی روایت سے منع کیا سو محض منظر تیری صلاح اور بقا و ذات کے تھا تو غمگین نہوانی اصل فتیلا
 علی الناس ببالائی و بکلامی فخذ ما یتیک و کن من الشاکرین یعنی میں نے تجھ کو امتیاز دیا لوگوں سے اس لیے پیغام
 بھیجنے کا اور اپنے کلام سنانے کا سولے جو میں نے تجھ کو دیا اور شاکر رہ مراد یہ ہو کہ میں نے تجھ کو امتیاز
 بنی اسرائیل میں خواہ سب انھوں سے جو تیرے زمانہ میں ہیں انقصہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام
 اس واقعہ کے اپنی قوم میں تشریف فرما ہوئے اور سب لوگوں کو جمع فرما کر ارشاد کیا کہ احکام تورات
 قبول کرو اور اس کے موافق عمل کرو تب وہ تمہرا نہ بولے کہ احکام تورات کے سخت اور دشوار ہیں اور
 یہ ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ کلام اتنی ہر ایک اور ادھر دلوں ہی اسکے ہم نہیں جانتے حضرت موسیٰ نے
 فرمایا کہ تمہیں بہت اصلاح اور زاری سے کما تھا کہ ہمارے پاس کوئی شریعت اور دین نہیں ہو کہ
 کتاب آویزا اور اس کتاب میں تواری شریعت اور آئین طاعت اور عبادت مفصل مرقوم ہوں ہم
 بجالا دین سو میں کتاب بھی لایا اور اللہ کا کلام بھی تم کو سنالایا تاکہ موقوفین ہووے کہ یہ کتاب اللہ ہی
 پھر بھی تم اسکے احکام نہیں مانتے یہ تمہارے حق میں بہتر نہیں اب تم سے بزرگ تھی احکام تورات
 قبول کرانے جائینگے اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ایک پہاڑ فلسطین سے تھکوا
 طور سینا کہتے ہیں اور تفسیر قرطبی میں ہو کہ یہ پہاڑ منسوب تھا طور ابن اسمیل سے اور ابن ابی حاتم
 اور ابن مردودہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ طور عبارت ہو اس پہاڑ سے جس میں سورہ ورت
 بکثرت ہوں لیکن اس جگہ مراد وہی پہاڑ ہے جس پر اللہ نے حضرت موسیٰ کو تورات عنایت کی تھی اس کو
 اپنے پیر پر آٹھا کے سارے لشکر پر کھڑا کر دیا اس وقت لشکر نبی اسرائیل کا ایک فرنگ طول اور ایک
 فرنگ عرض میں تھا اور پہاڑ بھی اس قدر تھا اور سامنے نبی اسرائیل کے ایک لگ نہایت شعلہ زار
 روشن ہوئی اور پیچھے دریائے شور کہاں طغیانی جاری ہو گیا اور حکم ہوا کہ اگر شریعت تورات
 قبول کرو تو بہتر ورنہ یہ پہاڑ تم پر گرایا جاتا ہو اور اگر آگے کو بھاگو گے تو آتش غضب میں جلاؤنگا
 اور پیچھے چلو گے تو سفینہ حیات کو اس دریائے نوح خوار میں ڈوباؤنگا جب نبی اسرائیل نے یہ معاملہ
 دیکھا تو نہایت دہشت سے سجدے میں گرے اور ایک طرف سے منہ کی پیشانی سجدے میں اور
 دوسری جانب سے آنکھ جانب کوہ تھی کہ مبادا پہاڑ گرنے پڑے چنانچہ نبی اسرائیل میں طوفان سجدہ کا
 ہی طبع اب بھی جاری اور رائج ہو یعنی نصف منہ سے سجدہ کرتے ہیں اس لیے کہ وہ حالت فرط
 یاد رہے بالکل نبی اسرائیل نے احکام تورات ظاہر میں قبول کیے اور کہتے تھے اگر یہ حق ہو تو

تو ہم احکام توریت پر عمل نہ کرتے اسکا اشارہ ہو سورہ بقرہ میں دروغاً تو قلم الطور خذوا اما آئیناً کہ بقوہ یعنی اونچا
 کیا تم پر ہمارے پیکر جو پہننے لکھو یا زور سے مراد یہ ہے کہ جو کچھ تکلیفات شائع ہونے تو ریت میں ارشاد کی ہیں
 اسکو کمال کوشش اور سعی سے حاصل کرو صراط کسب دنیا میں انتہائے مرتبہ پر کوشش کرتے تھے اور
 اسکی شدائد کے تحمل میں کیا کیا مشقتیں اور تکلیفیں اٹھائے تھے کہ بظہر عقل سلیم یہ شدائد ان
 شدائد سے منحوب تر ہیں اور ان باتوں کو ہر دم یاد رکھو کیونکہ متابعت پیغمبر آخر الزمان کی بھی
 اس میں داخل ہے پس اگر یاد رکھو گے تو مخالفت احکام انہی کی جو کسی پیغمبر کی زبان سے سنو گے یا
 کسی زمانہ میں آونگے نہ کرو گے فائدہ اس جگہ ایک شکل ہے قوی کہ بنائے تکلیفات آئینہ کی منہج
 اختیار پر رکھی ہیں اور اگر راہ اور اجبار قبول تکلیفات میں منافع فرض تکلیف کے ہے کیونکہ منظور
 تکلیف سے معاہدہ امتحانی ہے کہ ملاحظہ کیا جائے کون شخص رضا و رغبت سے عمل کرتا ہے اور کون شخص اپنے
 اختیار سے راہ عصیان اور نافرمانی اختیار کرتا ہے تاکہ مطابق اسکے جزا دی جائے اور در صورت خطر
 اور اگر راہ طوع و رغبت مطلقاً مسلوب ہو اور طبع عاصی سے تمیز نہیں ہوتا کس واسطے کہ انسان غاصب
 وقت خوف جان اور ہلاک خاندان کے ہر ایک چیز طوعاً اور کرہاً قبول کر لیتا ہے اور اسکا اشارہ ہے
 لا اکراہ فی الدین اور یہ ظاہر ہے کہ برفع طور باین وضع موجب کمال اضطراب ہے اور قبول کرنا احکام
 توریت کا اس وضع سے کس فائدے کے واسطے تھا کیونکہ درحقیقت یہ قبول نہیں ہے برفع اس
 اشکال کا یوں ہو سکتا ہے کہ نبی اسرائیل نے قبل از واقعہ بطوع اور رغبت اپنی بار بار حضرت موسیٰ
 علیہ السلام سے درخواست کی تھی کہ ایک کتاب متضمن احکام ہمارے واسطے لاؤ تو موافق اسکے ہم عمل کرتے
 اور اس بات پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عہد و معائنہ محکم لیا تھا اور جب کتاب مازل ہوئی اور
 اسکے احکام آپر کھولے گئے تو انکار کرنے لگے اور منہ پھیر لیا پس درحقیقت نبی اسرائیل نے نقض حدیث
 اور قبول سابق کی مخالفت کی پس اللہ تعالیٰ نے برفع طور سے انکو اس نقض سے باز رکھا اور بدعتی
 تحریف فرمائی پس اگر راہ نہیں ہوئی بلکہ خویش ایک فعل پر افعال شنیعہ سے واقع ہوئی ہے صراط اقا
 حد و تعذیر مسلمان کے حق میں ہوتی ہے کہ اصلاً باب اگر راہ سے نہیں ہوتا کہ صحت تکلیف میں خلل پڑے
 مثلاً کوئی شخص کسی سے عہد کرے کہ جو کچھ اس شادی میں یا اس عمارت میں صرف پیر کا سب میرے
 ذمہ ہو اور جب منہج فرج کی ملاحظہ کرے تو پھر جائے اور کہے کہ استقدر میں اپنے ذمہ نہیں لیتا تو یہ بات
 صحیح نقض عہد اور بدعتی ہو پس اس شخص کو ایسی بدعتی ملگی پر تحریف اور تعذیر سے عہد اول پر لانا
 اور اقرار سابق پر مواخذہ کرنا چاہیے اور بعض مفسرین اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ غیر ذی مواخذہ

بازار

بازار

اکراہ دراجبا یا میان دہ اسلام پر جان بڑھاؤ و قتال و جدال و فحارت و غیرہ چو اوشا بان اسلام تہ اہل حبیب
 ساتھ واقع ہوتا ہو سب ازباب اکراہ ہر پس آیت لا اکراہ فی الدین آیت قتال سے منسوخ ہو اور اگر
 ذمیوں و مجاہدین کا جو حرام ہے سو وہ اس سبب سے ہو کہ نقص عہد لازم آتا ہو اور نقص عہد فی نفسہ
 حرام ہے علاوہ اسکے لا اکراہ فی الدین میں نفی اکراہ جانب عباد سے مذکور ہے کیونکہ یہ نفی بعضی نسبی لا کفر ہو
 احدانی الدین اور رفع طور فعل خدا ہو مخالف اس نفی کے نہیں ہو سکتا القصد فی اسرائیل احکام
 تورات پر عمل کرنے لگے مگر پوشیدہ بعض بعض احکام میں اعتراضات کیا کرتے خصوصاً شریعت و نبوت
 بعد الموت میں نہایت شامل تھے کہ اس عرصہ میں ایک شخص عامیل بن شریل بنی اسرائیل میں
 بوڑھا بڑا مالدار تھا اور جو رواسکی جوان خوبصورت وضع دار تھی اسکے وارث تھے دو شخص ایک بھتیجا
 دوسرا بھائی چچا زاد یہ دونوں آسکے مرنے کے منتظر رہا کرتے مگر آسکو موت نے ایسا چھوڑا کہ اسطرح کا ناہان
 موتوں کر دیتا تھا آخر کار ورثہ آسکے تنگدل ہو کر دعوت کے مہمانے عامیل کو جنگل میں لے گئے اور قتل کر کے
 لاش آسکی رات کو اٹھا کر دوسرے محلے میں ڈال آئے صبح کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پہلے اہل محلہ بھی
 اور بدعوئی خون دیت کے متدعی ہوئے بعضے کہتے ہیں کہ دو گائوں کچھ بین وہ لاش ڈالی ایک کا نام آو
 دوسرے کا راحت تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گائوں خواہ محلے کے لوگوں کو طلب فرما کر استفسار کیا
 سب نے انکار کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اجرا سے دیت و قسامت اور نینے قسم میں کہ طریق لکھا بعینہ
 شریعت کا طریق تھا مل فرما کر خباہت لہی میں متدعی ہوئے گئے انہی حقیقت حال کیا ہوا تھ لوگوں نے
 موافق ارشاد حضرت کے دیت دیدی اور انہاں سے کیا کہ دیت تو ہم دے چکے ہیں لیکن ہم یہ درخواست
 کرتے ہیں کہ ہم کو قاتل کا حال معلوم ہو جائے سو آپ اللہ صاحب سے درخواست فرمائیں بہر تقدیر جانا کہ بھی
 وحی ہوئی کہ تمہوں آسکا حضرت نے رد سار نبی اسرائیل سے فرمایا کہ ان اقتدیار کم ان تہ سجوا بقرعینی تہ
 فرماتا ہی تمکو کہ زوج کرو ایک گائے اور ایک گٹر آسکے گوشت کا مقبول پر بارو کہ وہ زندہ ہوا اور اپنے قاتل کا
 نشان بتلا دے یہ طریقہ اسواسطے اختیار فرمایا کہ اگر ازراہ وحی نام قاتل کا معین کر کے خبر دیتے تو نبی اسرائیل
 حضرت موسیٰ پر ہیتم کرتے اور کفر مزج میں پڑ جاتے کہ پھر انکو چشم نمائی کرنا پڑتی با انیسہ نبی اسرائیل نے اوباش
 بوال ٹھکے کہ استخزا ہزا یعنی کیا تو ہمکو بگڑتا ہی ٹھٹھے میں نبی ہم تو اس مقول کا قاتل ہو چکے ہیں
 اور تم کہتے ہو کہ ایک گائے زوج کرو سوائے دیگر جوابے دیگر بھلا ایک جاندار کے بچان کرنے سے
 قاتل دوسرے بچان کا کس طرح معلوم ہوگا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اعود بائد ان کو
 من الجاہلین یعنی بنیاد اللہ کی اس سے کہ میں ہوں نادانوں میں یعنی جواب کو مطابق سوال

نہ بیان کروں یا وقت مرا خد اور محاکمہ و طلب قصاص کے استہزا کروں کہ چونکہ انبیاء سے خوش طبعی دراصل
 انبیاء را بساط اور تفریح خاطر کے واقع ہوتی ہے نہ کہ تبلیغ احکام اور قطع خصومات میں اور جاہل آدمی البتہ
 موقع بے موقع شمشکھا کرتے ہیں الغرض نبی اسرائیل نے نہ جانا کہ فرج بقرہ میں کوئی خاصیت ہوگی کہ
 اس سے مردہ زندہ ہو جائے اور ہر ایک گائے کو یہ خاصیت نہیں ہر اس واسطے تحقیق اسطے اوصاف کی
 ضرورت پیش نہ تھی میں وارد ہو کہ اگر نبی اسرائیل اس ہو کہ میں نہ تامل کسی قسم کی گائے فرج کہتے تو
 کافی تھا لیکن ان لوگوں نے اپنے ذمہ سخت گیری اختیار کی اللہ نے بھی سخت گیری اختیار فرمائی
 اور درحقیقت منظور آئی یہ تھا کہ مالک گائے کو نفع عظیم پہنچے لہذا نبی اسرائیل کے دلوں میں ایسا انگ
 اوج لانا ایک یہ بین لانا ہی یعنی پکارا جائے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کر دے کہ وہ کیسی ہے جس طرح
 کہ حقیقت متعارفہ اس گائے کی یہ خاصیت نہیں رکھتی ہو اور نہ میل کا و اور نہ گاؤں کو ہی پس ضرور ہو کہ
 وہ گائے کسی اور قسم کی ہوگی جس میں ایسی خاصیت ہو گو نام میں شریک ہوں جیسے کنارشتی اور تانی
 کہ آثار اور خواص میں جدا ہیں گو نام میں شریک ہیں لہذا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
 مہتاب آتی میں انکشاف حال کی درخواست کی اور اسکا نشان پوچھ کر فرمایا کہ انہ بقول انہا بقرہ
 لا غارض ولا بکر عوان ہیں ذلک فافعلوا تو مروں یعنی اللہ فرماتا ہو کہ وہ ایک گائے ہو نہ بڑھی
 نہ بن بیانی میانہ ہو انکے پیچ اب کہہ دو جو تم کو حکم ہے یعنی وہ گائے جسکا فرج ارادہ آتی میں ٹھہرا ہو کسی اور
 قسم کی گائے نہیں ہے جو چھٹا راستہ خیال میں جم گئی ہو مگر باعتبار سن و سال کے ایک صورت کمال البتہ
 اس میں متحقق ہو کہ یہی اور نو جوانی کے وسط میں واقع ہو نہ ایسی بڑھی ہو کہ ضعف سے تحمل مشقت
 نہ کر سکے نہ ایسی بڑھال ہو کہ شوخی کرنی ہو مگر نبی اسرائیل مطمئن نہ ہوئے پھر تعجب میں پڑے اور
 کہنے لگے کہ جانور کا کمال جیسا سن سال میں ہوتا ہو دیا ہی رنگ میں پس اوج لانا ایک یہ بین لانا
 لونا پکارا اپنے رب کو چارے واسطے کہ بیان کر دے کیسا ہو رنگا و سکا تاکہ ہم جانیں کہ رنگے ہو
 میں بھی اسکا کمال ہر تاکہ شب خاصیت میں ملے رہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا انہ بقول انہا
 بقرہ صفراء فاقع لونا تو قسم الناطرین یعنی اللہ فرماتا ہو کہ وہ ایک گائے ہو زرد و پٹھان رنگ اسکا
 خوش آئی ہو دیکھنے والوں کو مگر نبی اسرائیل باوجود دریافت کر لینے رنگ کے سوال سے باز نہ
 پھر ہوئے کہ ہر چند کمال اس گائے کا باعتبار سن سال و باعتبار رنگ و جمال کے ہم نے معلوم کیا لیکن
 یہ کمال شریک ہر ایک فرد کو ترجیح نہیں ہو سکتی کہ اس کے سبب یہ خاصیت عجیبہ چارے ذہن میں آئے
 اور کہنے لگے اوج لانا ایک یہ بین لانا ہی ان القدر تشابہ علینا وانا ان شاء اللہ لمتدون یعنی پکار

ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کر دے ہلو کہ کس قسم میں ہر گاؤں شہر پڑا ہو ہلو اور ہم اس کے
چاہا تو راہ پلینے یعنی حقیقت شخصیت اس گائے کی کیا ہو کہ اوروں سے اس خاصیت میں مرجع
کیونکہ گائے باہم مشابہ ہیں جن اور جمال میں پس بنظر ظاہر کوئی وجہ پائی نہیں جاتی جس سے وہ
مخصوص باہن خاصیت ہو اور اگر مرجع معلوم ہو دے اور ہمارے ذہن نشین ہو جائے تو اگر گائے
چاہے اس پر مطلع ہوں کہ مبدرا اور فشا اس خاصہ عجیبہ کا اسمین یہ ہو پھر ہم تمہارا حکم بجا لائیں
قال انه يقول انما بقرة لا ذلول تشير الارض ولا تسقى الحوٹ مسئلہ لاشیتہ فیما کہنی کہا وہ فرماتا
وہ ایک گائے محنت والی نہیں کہ پاتھتی ہوزمین کو یا پانی دیتی ہو کھیت کو بدن سے پوری ہو جانے
کچھ نہیں اسمین یعنی وہ مرجع کہ تمہارے ذہن نشین ہو جائے اور موجب ایجاد اس خاصیت کا ہو
دوہین ایک یہ کہ اسے ذلت بارکشی اور قلبہ رانی اور آب کشی وغیرہ کی نہیں اٹھائی بلکہ اپنی غرت پر
دوسرے آدمیوں کا ہاتھ اس پر نہیں ہو چکا ہو کہ اس کو داغ یا حیدر ہو یا کوئی تصرف اس میں
جاری کیا ہو جیسا جانوروں کے ساتھ کیا کرتے ہیں کہ اس سے نوعی تغیر رنگ میں پیدا ہو جاتا کہ
تب کہنے لگے الان جئت بالحق یعنی اب لایا تو ٹھیک بات یعنی فی الحقیقت سب ایجاد اس صفت
مادہ کا یہی ہو اور اب تردد ہمارا جاتا رہا کیونکہ فیضان حیات کا عالم عیب سے تامی حیوانات اور
انسان میں اور ارواح حیوانی پر ہوتا ہو اور اس روح کے واسطے سے تمام اجزائے بدن کو پہنچتا ہو
اور حیوانات دو قسم ہیں وحشی اور اہلی حیات وحشیوں کی متعدی نہیں بلکہ لازم ذات ہو
ان سے اثر حیات کا انسان میں بسبب مخالفت کے نہیں پہنچ سکتا مگر جانور اہلی کی حیات کا
فیض انسان میں پہنچتا ہو اور جانور اہلی سے ایک گائے ساقری کی تھی کہ بلا توسط اس باطن ہر
از قسم نطفہ اور نہشت رحم کے حیات فیض قبول کر گئی تھی پس زندہ کیے نامردے کا توسط حیات
فائضہ جس قدر بقری موافق حکمت اتمی کے ہو اور حقیقت میں اور گائے کہ دستمال آدمیوں کی
ہو جاتی ہیں صرافت حیات فیض پر نہیں رہتیں اور انکی روح حیوانی اس قوت پر نہیں رہتی
اور یہ بھی ہو کہ ایسی گلے زرد رنگ صاف بے طاع اچھوتی گوسا کہ سامری سے کمال مشابہت
رکتی ہو پس ہمارے ذہن میں اب آگیا کہ اس میں یہ خاصیت ہوگی جیسا گوسا کہ سامری کہ وہ
ہمارے سامنے بولتا تھا فائدہ اس تقریر یعنی میں نبی اسرائیل کو اپنے وجداد سے نہایت
اور مخالفت ہو یا این جہ اس پر فخر کرتے ہیں کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے
خواب میں ارشاد کیا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر و حضرت نے تامل مستعد ہو گئے اور صا جزا دے بھی

۴
پہنچا گیا اور اس وقت
بہن کی جڑا ۱۰

بلا توقف حاضر ہوئے یہ عزیز کیا کہ در خواب کا خیال پر ہی اور ان لوگوں نے ایک گائے کے
 بیچ کرینے میں اشد توجہ اور تردید کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تنگ آگئے اسی جگہ سے انکی
 اطاعت و فرمان برداری بخوبی واضح ہوتی ہے سو انکے مقتضائے حال یہ کہ بہت آن ناکسان
 کہ فخر باجہاد میکنند چون سگ با ستخوان دل خود شا و میکنند اہل علم اختلاف کرتے ہیں
 کہ اس کلام سے بنی اسرائیل کافر ہوئے یا نہیں بعضوں کے نزدیک کافر ہو گئے اس لیے کہ انکا
 کلام دو حال سے خالی نہیں یا خالق لایزال کو قادر نہیں جانتے اور متردد تھے کہ احیاء موات
 کر سکتا ہے یا نہیں یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کاذب اور خائن سمجھتے تھے یہ دونوں باتیں
 کفر صریح ہیں مگر متحققین کے نزدیک اصح یہ ہے کہ ان دونوں امر سے کوئی امر باعث اس کلام کا
 نہیں ٹپا تھا بلکہ محض ازراہ تعجب تھا کہ ہرگز جواب کو اپنے سوال سے مطابق نہ سمجھتے تھے
 لہذا بطریق شہدہ یہ کہ اٹھتے کہ تم ہے مسخر اور مطایبہ کرتے ہو اور جائز ہے کہ انبیاء پر مطایبہ
 کر لیا ہو اگرچہ مرتبہ انبیاء کا عالی تر تھا لیکن نہوز انکو علو منصب کی خبر نہ ہوئی ہوگی فائدہ
 ہر ایک رنگ در داخل کو تفہیم خاطر اور دفع غموم میں خاصیت ہے چنانچہ طبرانی اور خطیب
 و بیہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص زرد یا پوش ہنپا رہے
 اسکو ہمیشہ خوشی رہتی ہے جب تک کہ اسکے پر میں ہو اور تفسیر دن میں حضرت امیر المؤمنین
 علی مرتضیٰ سے روایت ہے کہ فرماتے تھے من لبس لثلاً صفر اقل ہتہ یعنی جو شخص پیچے یا پوش
 زرد رنگ کم ہو جائے اسکا غم اور بعض روایات سے یوں واضح ہوتا ہے کہ جو شخص سات
 ہفت یا پوش پیر پیچے تو اسکا غم داندوہ جاتا رہے بالجملہ الوان جسے یعنی سرخی زردی
 سیاہی سفیدی سبزی خواص مختلف رکھتے ہیں کہ اہل تجربہ اور قیاس نے اسکو ثابت کیا ہے
 چنانچہ عرب میں مشہور ہے کہ اشمرة اجل و الصفرة اشکل و الخضرۃ ابل و السودا اہول و البیاض
 افضل یعنی سرخی میں جمال ہوتا ہے زردی نظیرین خوش آتی ہے سبزی بزرگی و قار کا سبب جو
 سیاہی ہولناک ہے سفیدی فضیلت و خوبی رکھتی ہے یہ فائدہ تھا انسر الناظرین کا کہ تو تعالیٰ نے
 اس جگہ فرمایا فائدہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ اگر بنی اسرائیل انا ان شاء اللہ لہدیٰ گئے
 تو اصلاً اس گائے کو ڈپاتے اور تشفی خاطر انکی مہوتی اسی کلمہ کی برکت سے حیرت اور تردد
 خلاص ہوئے ہیں اس جگہ سے معلوم ہوا کہ استعانت اس کلمہ کی ہر عمل نیک من مبارک
 اور میمون ہے اور کس طرح نہ ہو یہ کلمہ فی نفسہ کلمہ استعانت ہے کیونکہ تضرع ہے اور تکی مشیت

خدا پر اور اقرار ہو اسکی قدرت اور نفاذ اور اسے کافائدہ اب واضح ہو کہ وہ بقرہ نہ تھا یا مادہ
 اگر تھا تو لاکبر کے حق میں درست نہیں ہوتا کیونکہ ہرگز لاکبر یعنی نازائیدہ ہو اور حملہ ضار
 کہ اول سے آخر تک تائید کے ہیں بھی ہرگز ہونے سے منع کرتے ہیں اور اگر بقرہ مادہ تھا
 تو ضار سب درست اور لاکبر بھی صادق آتا ہو لائشہ الارض ولا تفسی الحوت اسکا شخص نہیں
 کیونکہ محب عادت کا ہے قلبہ رانی اور آب کشی نہیں کرتی گوا مکان عقلی ہو پس ظن غالب
 یہ ہو کہ وہ بقرہ بیل تھا اور تائید ضار لفظ بقرہ کے واقع ہو کہ وہ ازبر سے تائید عقلی
 مونث ہی جسطح تیرہ اور حمامہ اور عصفورہ اور عرب کا قاعدہ ہو کہ جب مذکر کو لفظ مونث تعبیر
 کرتے ہیں تو ضار کو مونث لاتے ہیں اور لفظ لاکبر کی جب مونث کے واسطے لاتے ہیں تو اس سے
 وہ حیوان مراد ہوتا ہو مادہ پر حجت نہ کیا ہو یہ تحقیق ہمارے اساتذہ کرام کی ہو اور بعض منسرج
 لکھا ہو کہ مادہ گاؤ تھا بلیل تائید ضار و وصف بکارت اور باعتبار اختلاف ازمنہ و بلدان
 یہ بھی ہو سکتا ہو کہ مادہ گاؤ کو قلب رانی اور آب کشی وغیرہ میں رکھتے ہونگے بہرہ و تقدیر جب
 بنی اسرائیل کو بقدر فہم اور استعداد اطلاع وجہ حکمت الہی پر حاصل ہوئی تو ایسی گالے کی
 تلاش میں پھرنے لگے اتفاقاً کوئی گالے سواے ایک گالے کے موصوف باہن صفات اس نواح
 نہ تھی سو اسکا قصہ یہ ہو کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا ازبس صلاحیت اور تقویٰ میں ممتاز
 اسکے ایک لڑکا تھا صغیر بن اور یہ شخص متاع دنیا سے بجز ایک گوسالے کے اور کچھ نہ رکھتا تھا جب
 قریب بمرگ پہنچا تو اس گوسالے کو جنگل میں لے گیا اور کہا یا ائی ایات رنجتہ و ندان امیدم
 ز کام + آمدہ ایام شبایم بشام + روح مرا موسم رحلت شدہ + دست اجل نوبت رفتن نہ دہ +
 اور یارب تو میرے حال سے مجھے زیادہ ترا گاہ ہو اور طفل صغیر پر مجھے زیادہ مہربان میراث میری
 میں ایک بچہ گاؤ ہو اسکو میں تیرے سپرد کرتا ہوں کہ جب میرا لڑکا جوان ہو تو یہ ابانت میری اسکو
 عنایت کر پس بنام خدا سے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب جنگل میں چھوڑ آیا کہ وہ بچہ
 جنگل میں چڑیا اور پرورش پاتا رہا اور عنایت الہی سے کوئی وزندہ اسپر دسترس نہ پاتا تھا
 اور جب کبھی جنگل سے باہر نکلتا اور کوئی آدمی پکڑنے کا قصد کرتا بھاگ جاتا کسی کے ہاتھ نہ آتا
 یہاں تک کہ وہ لڑکا جوان اور بقتضائے مصرعہ میراث پدر خواہی علم پدر آموز + بر اصلاح
 اور متقی ہوا اور نے پہچان کر اسکی یہ تھی کہ رات کے تین حصے کرتا ایک حصہ والدہ کی خدمت میں
 مصروف رہتا اور ایک حصے میں سوتا اور ایک حصے میں نماز پڑھتا جب صبح ہوتی تو برسی اور پڑھتا

بقرہ مادہ
 لاکبر

جنگل میں جاتا اور لکڑیاں لاکر دو چار گھڑی دن رہے بازار میں بیچتا اور قیمت اسکی تین حصے کرتا ایک حصہ صدقہ کر دیتا اور ایک حصہ اپنی ماں کی نذر کرتا اور ایک حصہ اپنے صرف میں لاتا بہت مدت اسی وضع پر گزری اس عرصہ میں ایک روز اس جوان نے منادی نبی اسرائیل کی آواز سنی کہ ایسی صفت کی گائے اگر کسی کے گھر ہو تو ہم اسے خریدار ہیں اور جو قیمت وہ مانگے ہم ابھی دینے کو تیار اس جوان نے اپنی ماں سے تذکرہ کیا اسنے کہا کہ تیرے باپ نے ایک بھڑا گائے کا فلان جنگل میں اللہ کے پاس تیرے واسطے امانت رکھا ہے اب وہ بھڑا جوان ہوا ہو گا آسمین پر سب اوصاف جمع ہیں تو اسکو جنگل سے لا اگر یک جا بیگیا تو حج والا دار نہ اپنے کام بار بار میں رکھنا اسنے کہا کہ پہچان اسکی کیا ہو مبادا میں اس جنگل میں جاؤں کسی اور ہی شخص کی گائے پکڑ لاؤں تو حرام میں گرفتار ہوں اسکی ماں نے کہا کہ رنگ اس گائے کا زرد نہایت صاف ہو کہ جو کوئی اسکو دور سے دیکھتا ہو یہ معلوم ہوتا ہو کہ گویا آفتاب چمک رہا ہو اور میں اسکو گوسالہ اسی سبب سے کہا کرتی تھی اس جوان نے کہا ہنوز بالیقین میں نہ اسکو نہیں پہچانا مبادا اور کسی شخص کی گائے اس صفت کی وہاں چرتی ہوا ور میں پکڑ لاؤں تو خراب ہوں تب اسکی ماں نے فرمایا کہ اور پہچان اسکی یہ ہو کہ آدمی کو دیکھتے بھاگتی ہو اور کوئی اسکو گرفتار نہیں سوتو آواز بلند یہ کہہ کر نکلا کہ اے مذہبیہ میں تجکو ڈھونڈھتا ہوں بنام خدا سے ابرہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب چنانچہ یہ نشان اپنے دل میں محفوظ کر کے جنگل کو چلا دیکھتا ہے کہ ایک گائے اسی صفت کی جنگل میں چرتی ہو اسنے پکارا تو وہ دوڑائی اسکی ماں نے وصیت کی تھی کہ اسکی گردن پکڑ کے لے آنا سوار نہ ہونا برکت جاتی رہیگی وہ موافق ارشاد ماں کے گردن پکڑ کے لے چلا تفسیر غریبی اور معالم التنزل میں لکھا ہے کہ وہ گائے قدرت الہی سے گویا ہوئی کہ اے جوان نیک بخت یہاں سے تیرا گھر ایک دن کی راہ ہے مجھ پر سوار ہو لے کہ باسانی پہنچ جائے اسنے کہا میری ماں کی اجازت نہیں ہو گائے نے کہا آفرین شاہا بش میں نے امتحان کیا تھا اور جو مجھ پر سوار ہوتا تو میں تجکو گرا کے بھاگتی پھر کبھی ہاتھ نہ آتی اور میری فرمان برداری کا سبب یہی ہو کہ تو اپنی ماں سے احسان کرتا ہو اور اسے فرمان سے باہر نہیں ہوتا کشف البیان میں لکھا ہے کہ اسوقت ابلیس لعین بصورت شبان یا مسافر کے آیا اور جلا کہ اے جوان صالح اس طرف پہاڑ کے میری گائیں چرتی ہیں اور میں رفع حاجت کو اس پہاڑ میں آتا تھا سو میرے پیٹ میں زردی کہ چل نہیں سکتا اگر تو ارشاد کرے تو میں اس گائے پر سوار ہو کے اپنے

گلے میں پہنچ جاؤں اور دو گنا میں جو ان اور بہتر اجرت میں عنایت کروں اور سہیں گئے کا نقصان نہیں بلکہ مالک
گلے کو نفع ہو گئے کہ امیری ماننے سوار ہونے کو منع کیا پھر میں کی طرح کرایہ کروں ابلیس نے کہا تیری جان بے عقل ہو
اور عورتیں ناقصہ العقل ہوتی ہیں تجھ کو اپنی عقل پر عمل کرنا چاہیے تاکہ ایسا نفع کامل ملے جس سے بچاؤ اور میری
خیر خواہی کرتا ہوں آئندہ تو مختار ہو آئے کہ میں ہرگز اپنی جان کے خلاف نہ کروں گا لیکن شیطان
دم دھاگا دیتے ہوئے پیچھے لگا تب اس جوان نے باؤں بلند پکارا کہ اے خدا سے ابراہیم
اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب مجھ کو اس رفیق بد سے خلاصی دے ابلیس نے یہ آواز سنی تو
بصورت ایک جاوڑ کے بکر جلدی سے اڑ گیا پس گائے نے کہا کہ یہ ابلیس تھا کہ خدا سے ابراہیم
نام سے بھاگا اگر تو اس کے فریب میں آجاتا تو مجھ میں برکت نہ ہوتی اور میں تیرے کام نہ آتی
باجملہ وہ جوان شام کو اپنے گھر پہنچا اور سب احوال و خوارق عادات اپنی جان سے بیان کرے
اسکی جان نے کہا کہ یہ گائے اس لائق نہیں جو کہ اسکو بارگشتی میں ذلیل کروں لیکن اسکی تعظیم
اور تکریم بھی سمجھ سکتی نہیں جو بہتر ہے کہ اسکو بچ ڈال اور اسوقت اس شہر میں فریخ اسکا
تین دینار کاٹنا جاتا ہے لیکن اگر کوئی اس قیمت کو خرید کر لے لے تو میری بلا اجازت نہ بچتا
چنانچہ وہ جوان گائے کو لیکر نخاس میں آیا خدا سے تعالے نے پہلے ایک فرشتہ بھیجا آئے کہ
کہ یہ گائے کس قیمت کو بچتا ہے جوان نے کہا تین دینار کو بشرطیکہ میری جان منظور کرے
فرشتہ نے کہا یہ شرط نہ کر اور چھ دینار مجھے دے جوان نے کہا کہ اب بھی وہی شرط ہے فرشتے نے
کہا بارہ دینار دے لیکن بلا شرط آئے کہ اگر برابر اس گائے کے سونا دے تو مجھے بلا ضمانت
اپنی جان کے نہ بچو گا تو ناحق در در کرتا ہو تب فرشتے نے کہا میں آدمی نہیں ہوں فرشتہ
ہوں تیرے امتحان کو آیا تھا کہ دیکھوں تو کی طرح اپنی جان کی اطاعت کرتا ہے اب تو اس گائے کو
اپنے گھر لے جا اور بازار میں کسی کو نہ دکھلا بنی اسرائیل کو ایک واقعہ درپیش ہوا اور حضرت موسیٰ
بن عمران نے انکو فرمایا ہے کہ اس قسم کی گائے بچ کر دو سو بنی اسرائیل اسکی تلاش میں ہیں
اور سو آس گائے کے اور کوئی گائے بائیں صفات موصوف نہیں ہے اگر بنی اسرائیل تجھے لیا چاہیں تو ہرگز اسکو نہ بچتا
جب تک کہ اس گائے کی کھال سونے سے نہ بھر دیں کہ وہ مال تری عمر کو کفایت کرے گا وہ جوان جان سے بچ گیا
اور یہ حال ہو گئے تھا اپنی جان سے بیان کیا اب رفتہ رفتہ خبر اس گائے کی بنی اسرائیل میں شائع ہوئی کہ بنی اسرائیل
اسکے دروازے پر جمع ہوئے اور قیمت گائے کی ٹھہرانے لگے مگر وہ جوان اور اسکی جان راضی نہ ہوئی یہاں تک کہ
قرار پایا کہ بعد فریخ کے اسکی کھال کو سونے سے بھر دینگے جب یہ بھری تو حضرت موسیٰ کے خدا نے

کلائے نبی اور بنی اسرائیل نے مولیٰ قدس سبوح را کا دوا فیعلون پھر اسکو ذبح کیا اور لگنے نہ تھے کہ
 ذبح کر نیگے اس واسطے کہ سوال پر سوال اس کشاف خصوصیات میں کرتے رہے بعضوں نے نزدیک
 چالیس برس گزر گئے تھے اور گرانی قیمت کا بھی خیال دہنگیر تھا اور تلاش فرو شدہ بھی مشکل
 جانتے تھے اور یہ بھی خوف کرتے تھے کہ شاید مقتول زندہ ہو کسی کا نام بنی اسرائیل سے لے لے تو
 کمال مضیق اور سواری ہو مگر خداوند حقیقی نے چارنا چار آنے یہ کام کر لیا فائدہ بعضے کہتے ہیں کہ
 ذبح بقرہ میں یہ نکتہ تھا کہ گوسالہ پرستی سے محبت آسکی بنی اسرائیل کے دل میں تسکین اور قیام تھی
 پس جلال کبریائے انکو دکھلایا کہ سوداے پرستش اس قسم کے حیوان کی اپنے دل سے دور کر دیکر یہ
 قابل ذبح ہیں فائدہ اگر بنی اسرائیل کہیں کہ ہمارے اسلاف وحی الہی پر معترض نہیں ہوتے تھے
 بلکہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تعین قاتل میں ذبح بقرہ کا حکم صادر فرمایا اور سوال و جواب میں
 کچھ مناسبت ظاہر نہ تھی تو ازراہ العجب اس قدر توقف واقع ہوا اگر پہلے سے تعین قاتل فرادیتے
 تو ہرگز ہمارے اسلاف اتنا توقف نہ کرتے اور اعتراض سے پیش نہ آتے جواب آسکا یہ ہو کہ سب
 غلط ہو اس واسطے اسلاف انکے ابتدا سے قصہ سے وحی الہی کا اقرار نہ رکھتے تھے اور بعید جانتے تھے
 کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غیب کی بات پر اطلاع جانب خدا سے ہوگی والا ایک دوسرے شہادت
 خون کی نہ لگتا اور قاتل آپ ہی اقرار قتل کر لیتا تو گویا اس قتل میں سب شریک رہے کیونکہ یہی کہتے تھے
 فلا نے مارا میں نے نہیں مارا اور وہ کہتا تھا اسی نے مارا ہی میں نے نہیں مارا حالانکہ قاتل انہیں
 موجود تھا پس یہ دلیل قوی ہو کہ انکو وحی کا یقین حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نہ تھا اور یہ بیشک
 جانتے تھے کہ حضرت موسیٰ قاتل سے مطلع ہونگے سوائے خدا نے حال قاتل اور ضعف یقین اور
 نفاق اسلاف کا بخوبی کھول دیا مگر موسیٰ علیہ السلام کو اس سے علیحدہ رکھا اور انکی زبان سے
 قاتل کا نام ظاہر نہ کیا کہ مبادا تکذیب کریں اور قاتل جو بھی قسم کھا جائے اور ثبوت مقدور میں اشکال واقع ہو
 القصہ جب کلائے ذبح کر چکے تھکن اضر بوبہ بعضہا پھر مجھے کما مارا اس مردہ کو اس گائے کا ایک ٹکڑا تاکہ زندہ
 ہو جائے اور اپنے قاتل سے خبر دے اور قصاص طلب کرے سو بنی اسرائیل نے اس گائے کا کوئی عضو میل مقتول
 مارا کہ وہ زندہ ہوا کہ خلق کی رگوں سے فوارہ خون جاری تھا پھر اپنے قاتل کا ہاتھ پکڑ کے تباہ دیا کہ شخص نے مجھ کو مارا تو میرا
 مال کا وارث ہو تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قاتل سے اقرار لیا اور بعد ازاں اقرار قصاص
 جاری فرمایا اور عا میل زمین پر گر گئے مگر کیا اسی وقت سے حکم شریعت یہ آیا کہ قاتل میل مقتول
 محمد مرہے گو خلا تہ پیری اور پسری اور بادی و غیرہ بھی رکھتا ہو کہ قاتل رسول صلی اللہ علیہ

یہ نکتہ

وسلم اور شا قاتل بعد صاحب البقرۃ تبلیہ یہ سب کلام تکلم حقیقی نے واسطے تسلیم کی اس شخصیت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمایا کہ یہودی نبی اسرائیل اگر تکذیب رسالت اس زمانہ میں
کریں تو کچھ محل اندیشہ نہیں انکے اسلاف نے حضرت موسیٰ کو مسخرہ بنایا تھا کہ انواع تہمتیں
پیش آئے تھے اور طرح طرح کی تقریریں نفاق آمیز کرتے رہے تھے لیکن میں نے آخر کو انکے
اصرار سے انکو پشیمان کیا اور غلا ہر عادت مسترد اٹھی یوں جاری ہو کہ جب کوئی بندہ بندگان آسمانی
کسی چیز پر مداومت کرتا ہو خواہ وہ چیز نیک ہو یا بد البتہ اسکو حق تعالیٰ ظاہر کر دیتا ہو
کبھی پوشیدہ نہیں رکھتا بخلاف اسکے کہ ایک دوبار تقصیر واقع ہوا اور اس پر شرمندہ ہو کر چھپاؤ
تو البتہ حق سبحانہ تعالیٰ بھی اسکو چھپا دیتا ہو پردہ درمی نہیں کرتا مستدرک حاکم میں بہ سند ضعیف
حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی
کچھ کام کرے ایسی جگہ کہ وہاں نہ دروازہ ہو نہ موکہ تو بھی کام اسکا آدمیوں پر غلا ہر ہو جاتا ہو کیسے طرح
اور ابوالشیخ بہ سند ضعیف حضرت انس ابن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یاروں سے استفسار فرمایا کہ مومن کون ہو بولے خدا اور رسول خدا زیاد
جانتا ہو ارشاد کیا کہ مومن وہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اسکو جہان سے نہیں لیجاتا جب تک اسکے کال سکی شنا
اور صفت سے کہ محبوب اسکی ہو پھر پزلے اور اگر کوئی بندہ بندگان خدا سے عمل تقویٰ بجا لاتا ہو اس
گھر میں جو شر گھروں کے بیچ میں ہوا اور ہر ایک گھر پر ایک دروازہ ہو ہے کا ہو البتہ چار رحمت اسکو
پہناتا ہو کہ انکے رہنے والے اس عمل کا مذکور کرنے لگتے ہیں اور زیادہ اس عمل سے بھی بیان کرتے ہیں
صی ہنے التماس کیا کہ یا رسول اللہ ترویج اور اظہار توہمکافات تقویٰ ہوئی لیکن زیادتی کی کیا وجہ
فرمایا کہ مرد متقی کنی یہ نیت ہوتی ہو کہ اگر استطاعت ہو تو جقدر عمل کرتا ہوں اسپر بھی زیادہ کہوں
یعنی یہ بیان زیادتی کا مکافات اس نیت کا ہو پھر آنحضرت نے فرمایا کہ ناخبر کون ہو متمسک ہو کہ اللہ و اللہ علم ارشاد ہوا کہ
فاجر وہی ہو جو قبل از موت اپنی بدگوئی اپنے کانوں سے اگر کوئی شخص ایک گھر میں جو بیچ میں شر گھر کے ہی آ رہا ہے
دروازے سے لگے ہر گز بدکرے تو چادر غلاں اسکو پہنائی جاتی ہو کہ جو شخص دیکھتا ہو حمل بدکا ذکر کرتا ہو اور اس سے زیادہ
بیان کرتا ہو صحابہ عرض کیا یا رسول اللہ زیادتی کا سبب کیا ہو ارشاد ہوا کہ فاجر مستعد ہو کہ اگر فرصت پاؤں عمل بدین
زیادتی کروں آ سیکایہ عمر ہو فائدہ بھٹے کہتے ہیں کہ گالے کی زبان عالمیل پہاڑی تھی کہ وہ زندہ ہوا کیونکہ زندہ
کرنے سے منظور گفتگو تھی سو یہ بان سے مناسب ہو اور بھٹے کہتے ہیں وہ بڑی جسکو عجلت نب کہتے ہیں جانو کی
دوم اسپر چڑھی ہو ماری تھی کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہو کہ تا یوم حشر سب اجزایہ ان کے فنا ہو جائیں گے

بیان خلاصہ
مذکورہ بالا روایت
میں سے جو حدیثیں
میں سے منقول ہیں

مگر یہ ہدی اور اسی ہدی سے ترکیب خلقت معاد یہ شروع ہوگی اور بعضہ کہتے ہیں ران رست ماری تھی
 کیونکہ بیشتر حرکت اسی جانب سے شروع ہوتی ہے اور بعضہ کہتے ہیں کہ گوشت بہن الکتنیں مارا تھا کیونکہ
 بیشتر مسکن روح حیوانی یہی ہے اور اصرار یہ ہے کہ وہ بعض حصین نہ تھا بلکہ بنی اسرائیل کو اختیار دیا گیا تھا
 جس سے مارتے مردہ زندہ ہو جاتا پس معلوم ہوتا ہے کہ بعد از ذبح کسی نے زبان ماری کسی نے ران کسی نے
 کچھ گوشت مارا ہوگا نقل کرنے والوں نے جملہ نقل کر دیا اور یہ گمان کیا کہ یہ سب حکم خدا تھا اگر کہا جاتا
 کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے کیوں نہ مارا تو جواب یہ ہے کہ اگر حضرت موسیٰ اپنے ہاتھ
 مارتے تو بنی اسرائیل اپنی شرارت و جھٹ باطنی سے کہتے کہ سو کیا ہے اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ مرنے
 ایک مقتول کے کہنے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قاتل کو کس طرح مردہ والا ایک شخص کی گواہی کا
 حدود و قصاص میں بہتر تھی اور اقرار قاتل اخبار میں وارد نہیں ہے کہ آپ خیال کیا جائے تو جواب یہ ہے
 کہ اکثر فقہا کہتے ہیں کہ جب مقتول بعد موت زندہ ہوا اور احوال برنج و نمونہ عذاب اخروی دیکھ لیا تو
 قول آکا سجاے و شاید عادل کے ہو بلکہ بالاتر و جیب تک زندہ تھا اور حالات برزخہ سے اطلاع
 نہ رکھتا تھا تب تک اسکے کلام میں صدق و کذب کی گنجائش تھی لہذا آکا قول تعین قاتل میں
 لائق اعتبار نہ تھا اب لائق اعتبار سمجھنا چاہیے لیکن از روئے قواعد کلامیہ اس جواب میں
 خدشہ ہے کیونکہ اہل کلام بحث معجزات میں تقریر و تحریر فرماتے ہیں کہ اگر پیغمبر کی دعا سے کوئی مردہ
 زندہ ہوا اور صدق یا کذب نبوت پر گواہی دے تو معتبر نہیں ہے بلکہ معجزہ اس پیغمبر کا صرف احیا
 میت ہی گوارا سلی گواہی کو صدق و کذب میں دخل نہیں ہے اس لیے کہ جب مردہ زندہ ہوا تو عقل و شعور
 و خیال و وہم جو کہ محل خطا ہیں جمع ہو گئے اور حکم آکا مثل اور افراد انسانی کے ہو گیا شہادت سلی
 کام نہیں آتی اور جو کوئی جانور یا پتھر یا شجر دعا سے بنی سے کلام کرے اور گواہی دے تو البتہ معتبر ہے
 کیونکہ نطق جادات اور حیوانات وہم و خیال سے مبرا ہے بلکہ نطق غیبی ہے احتمال صدق کذب کی
 آسہیں گنجائش نہیں الغرض مطابق اس قاعدے کے مردے کا کہنا محتمل صدق و کذب ہوا اور بنی
 قاتل میں نامعتبر ٹھہرا جب تک کہ اقرار قاتل پایا جائے پس جواب صحیح یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو نبی
 اور فرمایا کہ بعض اعضاء کے مارنے سے مردہ زندہ ہو جائیگا اور حال قاتل سے خبر لیا تو وہ حقیقت صدق شہادت آکا
 جناب الہی سے بالخصوص ثابت ہوئی لہذا اسکے قول پر قصاص مست ہوگا حاجت اقرار نہیں اور اس مردے کو اور
 مردوں پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے کیونکہ مردہ اس میں بالخصوص موصول صدق ہے و لائق اس سوچ ہے اس
 صورت میں کہ اقرار قاتل اس معجزے کے دیکھنے سے متحقق نہ ہوا ہو اور بنی قاتل یہ ہے کہ قاتل نے بھی اقرار یا سکوت

فیہ

فیہ

فیہ

تمام مقام اقرار کے کما تھا مگر روایات میں ذکر اقرار ساقط ہو گیا ہو کہ واقعہ استاد الاستاذ فی تفہیم العزیزی فانا سہ
قصہ میں کسی فائدے کا رامنہ نکلے ایک یہ کہ جب ان کا اعضا سے ایک مردے کا موجب حصول حیات دوسرے مردے کا
ہوا تو بالیقین معلوم ہوا کہ موثر ایجاد عالم میں ذات مسبب ہی نہ سبب ہو دوسرے یہ کہ جو کوئی فیض آبی اپنی ذات پر
یا اپنے خاندان پر نازل کر لیا چاہے تو اسکو تقدیر میں بند وغیرہ خیرات و مہربات بجا لانا لازم کہ اسکی برکت سے مطلب
حاصل ہو غیر یہ کہ سخت گیری اپنی جانب سے موجب سخت گیری جانب حق سے ہو جائے اور جلدی کرنا حکام امین
موجب ہولیت و آسانی ہو تا ہی چوتھا یہ کہ لاوارثوں میں یمنوں کو اللہ کریم درجہ میں مورد رحمت رکھا ہی خلایق کو بھی
اسکا احاطہ چاہیے کہ ان سے بظاہر و باطن عایت و معرفت و امانت و شفقت رکھیں اور حفظ جان و مال میں کوشش و سعی کریں
پانچواں یہ کہ جو کوئی اپنے عیال و اطفال کے سپرد خدا کرے تا ہی تو خدا اسکو ضائع نہیں کرتا اور نفع بالاسفیع بخشا ہی چھٹواں
برو الدین خدمت انکی موجب نزول رحمت آبی ہو سا تو ان میں بل سے تقریباً لکھنوی منظور ہوا لازم ہو کہ وہ سحر و جادو میں سے
جیسا یہ بقبر تھا لہذا قربانی میں شرط یہ کہ کوئی لنگڑی لا غریبی نہ ہو آٹھواں یہ کہ نبی ہر میل کو عبرت تنبیہ ہو اس بات پر کہ تشریف
گو سالہ کی وہ منتر تھی کہ ستر ہزار آدمی مارے گئے تب توبہ قبول ہوئی اور یہ گائے جسکو بعض درکشیر خرید کیا اور بیچ گیا
اُس سے یہ خارق عادت ظاہر ہوا سو اب معلوم کرو کہ مخالفت حکم خدا میں ہر اس منکبت تھی اور بدعت میں ہر ایک

قصہ حضرت خضر علیہ السلام

تحقیق یہ ہو کہ بعد ملاکی قوم قبیلہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو نصیحت فرمائی اور خطبہ پڑھا جس سے وہ
سخن متوجہ ہو کر انجملہ ایک شخص نے پوچھا کہ موسیٰ تم سے زیادہ بھی کوئی عالم ہو فرمایا مجھے اسکا علم نہیں ہو اگرچہ یہ بات تحقیق
بر اللہ کی مرضی یہ تھی کہ یوں کہتے اللہ کے بندے مجھے بہت ہیں میں اب کی خبر اسکو ہو لہذا وحی ہوئی کہ ایک بندہ ہمارا ہوا جس کا نام
جہان دریا باہم ملے ہو اسکو تجھے علم زیادہ ہم موسیٰ علیہ السلام نے التماس کیا کہ مجھکو اسکی ملاقات میرے حکم ہوا کہ ایک مچھلی کے
ساتھ لو جس کا مچھلی کے گم ہو جائے اسی جگہ وہ بندہ ہو عالم اللہ منزل میں اپنی بن کو نبی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک دن حضرت موسیٰ و غلط کہتے تھے ایک شخص نے پوچھا کون آدمی عالم زیادہ ہو فرمایا میں
اس شخص پر اللہ صاحب نے عتاب فرمایا اور وحی بھیجی کہ میرا ایک بندہ مجمع البحرین میں ہو اسکو تم سے علم زیادہ ہو مرا مجمع البحرین
مقادیر کے نزدیک دریا سے فاروق روم ہو اور محمد ابن کعب کے نزدیک طبریہ اور ابی بن کعب کے نزدیک فریقیہ سو حضرت
موسیٰ نے درخواست کی کہ میں اس سے ملاقات چاہتا ہوں صلیح ہو سکے ارشاد ہوا کہ ایک مچھلی تلی زمیل مینی ٹوک کر میں
رکھ لے جہان دریا مچھلی گم ہو جائے بان وہ بندہ ہو حضرت موسیٰ نے اس صلیح کیا اور پوچھا کہ میں تو اپنے خادم خاص
ہمراہ لیکر چلے یہاں تک کہ رات کے وقت متصل ایک چھپر کے پہونچے کہ وہ چھپر مجمع البحرین سے ملا ہوا تھا اور اس جگہ
میشہ حیات تھا اسکی تائید یہ کہ جب اسکا پانی کسی خیر مردہ پر پونچتا زندہ ہو جاتی اسی چھپر پر رکھ کر وہ حیات پونچتا ہے

و بروایتی حضرت موسیٰ نے آرام کی اور حضرت یوشع و صوکر نے کئی قطرہ پانی کا مچھلی پر گرا دیا وہ زندہ ہوئی اور زبیل
 میں چرکی اور دریا میں نکل پڑی اور غوطہ کھائی سرنگ بنا کر وہاں سے مچھلی گئی تھی خدا نے پانی کا ہاتھ بند کر رکھا
 پانی میں ایک طاق سا کھلا رہ گیا انکو سخت تعجب ہوا ارادہ کیا کہ موسیٰ علیہ السلام جاگیں تو مال کوں جب وہ جاگے تو دونوں
 آگے چل کھڑے ہوئے مچھلی کا حال کہنا بھول گئے شب روز چلتے رہے جب دو سردار ہوئے تو حضرت موسیٰ نے اپنے
 خادم حضرت یوشع سے فرمایا اتنا غدا لا اقلد لقینا منہ من غدا یا انہما یعنی لا ہمارے پاس ہمارا کھانا نہیں پانی اپنا سا
 سفر میں تکلیف دہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ پہلے تھکے تھے جب طلب چھوڑ رہا
 اُس چلنے سے تھکے باجگاہ حضرت یوشع نے کہا ارایت اذا بنی الی الصخرۃ فانی نسیت احوال ما انسانیہ الا الشیطان ان ذکرہ
 و آخر یہ میلہ فی البحر عجیب تھاں تک کتنا بیخودا علی آثار ہا قصصا یعنی وہ دیکھا تو نے جب پہنچے جگہ پڑی اُس چھپرے
 سو میں بھول گیا مچھلی اور یہ مجھکو بھلایا شیطان نے کہ اسکا حال تھے کہوں اور وہ مچھلی عجب طرح سے چلی گئی کہ طرف
 جاتی تھی راہ کھلتی جاتی تھی اور زمین خشک کہا وہی جگہ پر حکویم دھونڈتے تھے وہیں اُٹھے پھرے اپنے پیچھے
 اس جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہو کہ مچھلی کو تو راہ ہوئی اور موسیٰ وانکے خادم کو تعجب فرمایا اخبار اللہ و ان
 ابو حامد اندلسی سے روایت ہے کہ میں نے مجمع البحرین کے نزدیک ایک مچھلی دیکھی کہ اسکا طول ایک ذراع اور عرض ایک ہاتھ
 ایک آن لکھا اور نصف سترھا معلوم ہوا تھا کہ نصف کھائی گئی اور نہ من باقی رہی اکثر لوگ اُس سے برکت لیتے تھے
 اور کہتے تھے کہ یہ مچھلی اُس مچھلی کی نسل سے ہے جسے حضرت موسیٰ و یوشع نے نصف کھایا تھا اور باقی نصف اب بے قصور
 زندہ ہوئی و انتہا علم حقیقۃ احوال اقصیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یوشع ابن لون اُس تھپڑا سے جو کنار
 دریا تھا پونچے تو دیکھا بالکل اسی طرح پڑی ہوئی اسی نشان پر آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک مرد کپڑے سے سر لپیٹے ہوئے
 خضر تھے حضرت موسیٰ نے سلام کیا حضرت خضر نے جواب دیا کہا تیرے ملک میں سلام کہاں مہی اس ملک میں کم کی زمین
 تو نے کیونکہ سلام کیا موسیٰ نے کہا میں ہوں خضر نے کہا موسیٰ بنی اسرائیل کہا ہاں کہا تم کہاں آئے کہا تمہارے پاس
 آیا ہوں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ رہوں اور ابھی راہ کیوں خضر نے کہا تم کو بنا بر علم و ہدایت ہی اسرائیل تو رہے
 کافی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کا حکم ہے حضرت خضر نے کہا انا لست تطیع معی صبرا یعنی تو میرے ساتھ
 ٹھہر نہ سکیگا سو اسلئے کہا کہ مجھے موثرات عادت اور ظاہر شریعت صادر ہونگے اور پیغمبروں کی یہ شان ہے کہ انکو کفر
 صبر نہیں فرما سکتے یعنی تم پیغمبر صابر شریع و کتاب ہو اور کسی سے کس طرح تعلیم لوگے کیونکہ رسول چاہیے کہ مرسل ایچہ
 اعلم ہو رسول مفعول دین میں اور جو علم کہ اس قبیل سے نہو اسکا علم ضرور نہیں بلکہ منافی نبوت ہے چھپرے میں تھکوا
 کیا سکھلاؤ گا تمہارا حکم ظاہر شریعت پر ہے شاید مجھے کوئی بات ایسی صادر ہو کہ تمہارے خلاف پڑے اور ظاہرین
 یہ کہ مراد یہ ہے کہ اسکی حکمت سے آگاہ نہ ہو تو خواہ مخواہ مجھے معاذ کرو گے کیونکہ پیغمبروں کا یہی

رکعت سے مراد بالغ ہوا اور جن رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ طفل مقتول ہو جو ان تھا اور کلمہ سے روایت ہو کہ مسافروں کی
 راہ مارتا تھا اور ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ یہ لڑکا بڑا مفسد تھا کہ والدین کو اس سے نہایت ایذا تھی
 ادبالی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ لڑکا جسکو حضرت خضر
 علیہ السلام نے مار ڈالا کافر پیدا ہوا تھا اگر جو ان ہوتا تو اپنے ماں باپ کو گمراہ و کافر کرتا باجمہ صمیم از روی روایت
 و روایت یہ ہو کہ وہ لڑکا نابالغ تھا کیونکہ خداوند تعالیٰ نے لفظ غلاماً فرمایا ہو اور حدیث شریف سے بھی عدم بلوغ کا
 صریح واضح ہوا اب در باب نام والدین بھی اختلاف پایا جاتا ہے بعضے نام باپ سیلاس بیان کرتے ہیں اور بعضے کا بر
 اور نام ماں کا بعضے شاہویہ کہتے ہیں اور بعضے رحمی اور اسمین بھی اختلاف ہو کہ حضرت خضر نے اسکو کس طرح
 قتل کیا بعضے کہتے ہیں ایک دیوار کے نیچے ہلکے لٹکے اور لٹکا کر چھری سے زچ کیا یہ قول سعید ابن جریج رضی اللہ عنہ کا
 اور بعضے کہتے ہیں اسکا گلا گھوٹ دیا اور بعضے کہتے ہیں سر کا دیوار سے ٹکرا دیا اور بعضے کہتے ہیں قیروں سے توڑ دیا
 کہ وہ مر گیا یہ قول ابن غلبہ کا ہو تفصیل نے العالم النور بعد اس مجلس کے حضرت موسیٰ خضر کے تشریف لے چلے تو
 وقت شام ایک موضع میں پہنچے وہاں کے لوگوں کی یہ عادت تھی کہ شام دروازے بند کر دیتے اگر کوئی گناہی
 پکارتا نہ کھولتے اور شام ہی کو حضرت موسیٰ خضر و بل جلوه فرما ہو سے اور پابا کہ موضع میں داخل ہوں کسی نے دروازہ
 نہ کھولا تب دونوں حضرات نے کہا ہم لوگ مسافروں میں اور بھوکے اگر دروازہ نہیں کھولتے اور یہ عادت تسمہ میں چھوڑ
 تو کھانا ہمارے واسطے بھیج دو ان لوگوں نے قطعاً انکار کیا یہاں تک کہ تمام موضع کے آس پاس بھر کے نہ فیاضی
 ناچار تمام رات تشنہ و گرسنہ گانوں کے باہر بیٹھے رہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک وہ قریہ نکلا کہ تھا او
 ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں ایہ قریات روم سے وہو البعد الان من السماء اور بعض کہتے ہیں موضع باختران
 مستلقات ارمہ سے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ایک قریہ تھا قریات اندلس سے باجمہ وہاں کے لوگ
 بڑے خسیں و خلیل تھے اور مسافر فواری اور غریب درسی سے محض نا آشنا عالم تسنیل میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے روایت
 کہ بدترین قریہ وہ ہے جسکے رہنے والے حمان کی خاطر دائری کریں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ
 اول دونوں پیغمبروں نے مردوں سے کھانا طلب کیا جب مردوں نے نہ دیا تب پھر لعنت کر کے عمر تو سچ طلب کیا
 از انجلہ ایک عورت بربریت کے کچھ کھانا کھلا یا تب آگے کو چلے وقت صبح کا تھا کہ ایک دیوانہ اس قریہ میں نظر پڑی
 نہایت کج قرب الامم حضرت خضر علیہ السلام نے اسکو مرمت فرما کے سیدھا کیا کہا قال اللہ تعالیٰ فانطلقا
 اذا اتیا اہل قریہ استطاعا اہلہا فابوا ان یضیفوا فوجدنا فیہا جادا یریدان مقصفا قائمہ یعنی پھر دونوں چلے یہاں
 کہ پہنچے ایک گانوں کے لوگوں تک اور کھانا چاہا وہاں کے لوگوں سے وہ منکر ہو گئے کہ انکو حمان
 رکھیں پھر پائی اسمین ایک دیوار گرا چاہی اسکو سیدھا کیا حضرت سید المرسلین صلی اللہ وسلم فرماتے تھے کہ

وہ دیوار حضرت علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے سیدھی کر دی اور جیسا بن سمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خضر نے ہاتھ لگایا وہ دیوار سیدھی ہو گئی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے دیوار اول گرائی پھر سیدھی بنادی الغرض یہ حال دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا لو شئت لا اتخذت علیہ اجر یعنی اگر تو چاہتا لینا اسپر مزدوری یعنی اس قریہ کے لوگوں نے مسافروں کا حق نہ سمجھا اور خاطر داری نہ کی اور مہمانی و ضیافت سے پیش نہ آئے پھر انکی دیوار مفت بنائی کیا ضرورت تھی ابکی مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ انکا علم میرے ڈھب کا نہیں ہے سو جان بوجھ کر رخصت ہونے کو پوچھا حدیث شریف میں آیا ہے کہ اول حمد شکنی جو حضرت موسیٰ سے واقع ہوئی بھول و فراموشی تھی دوسری مرتبہ کی بطور شہادت تیسری مرتبہ عداوت یعنی پہلے شفقت بنوت سے سو و بھول واقع ہوئی دوسری مرتبہ توار کرنے کو پوچھا تھا تیسری مرتبہ جدا ہونے کو چاہا اور درخواست فراق فرمائی کیونکہ حضرت موسیٰ کا علم وہ تھا جس میں پیروی کرنا خلق خدا کو سراسر منفعت تھا اور حضرت خضر علیہ السلام کا وہ علم تھا کہ دوسرے کو پیروی اسکی بن نہ آوے اقصیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شفقت بنوت میں مرتبہ خلاف عہد و پیمان واقع ہوا تو ناچار حضرت خضر علیہ السلام نے کہا نہ افاق بینی و بینک یعنی اب جدائی ہے میرے اور تیرے بیچ سانگ سا بیل مالم تسطع علیہ صبرا یعنی تپاتا ہوں اب تمکو چسپیمان باتوں کا جس پر تم ٹھہرنے کے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کا دامن پکڑا کہ ستر ان باتوں کا جو تم نے میرے ساتھ کی ہیں بیان کرو پھر حضرت خضر نے بیان فرمایا حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہمارے جی نے چاہا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے اور ہر بات کی وجہ نہ پوچھتے تو بہت قصہ انکا ہمکو معلوم ہوتا اور خدا کے کاموں کی حکمتیں اکثر لوگوں کو دریافت ہوتیں اور اخبار الدول میں ہے کہ وقت رخصت موسیٰ علیہ السلام کے حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ اے موسیٰ اگر تم صبر فرماتے تو ہزاروں ہزار عجائبات سے کہ ان معالمت سے عجب العجائب میں اطلاع پاتے سو حضرت موسیٰ افسوس کر کے روئے اور انکی جدائی سے سخت ملول ہوئے الغرض حضرت خضر نے فرمایا انا السفینۃ فکانت لساکنین یعملون فی البحر فارتدت ان العیہاء کان دراکم ملک یاخذ کل سفینۃ غصباً یعنی کشتی سوتھی کئی محتاجوں کی نعمت کرتے تھے دریا میں سو میں نے چاہا کہ اس میں نقصان ڈالوں اور انکی پرے تھا ایک بادشاہ نے لیتا ہر کشتی چھین کر جوئے

ہوئی تھی یعنی میں نے اس لیے توڑ دیا کہ وہ ظالم کیوں چھین نہ لے اور یہ غریب کیوں محروم رہ جائے اور تکلیف اٹھائیں بعض کہتے ہیں کہ وہ بادشاہ آگے تھا اور بعضے قائل ہیں کہ وہ بادشاہ پیچھے تھا قول اول مطابق ارشاد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہے کیونکہ قرأت ابن عباس دکان امامہ ملک یا خذ کل سفینۃ غصباً و رفع ہر اور ان کے نزدیک نام اس بادشاہ کا جلیان کر تھا اور محمد ابن اسحاق کے نزدیک ستولہ ابن جلدنا زوی ہر اور شعیب ابن جبائی کے نزدیک بدو ابن بدو اول بہاے ہونو و الدین مہانتین و ثانی بہاے موحده و الدین کذافی القاموں دریک نزدیک مالک کشتی کے دس بھائی تھے پانچ بچے اور پانچ ملاچی کرتے تھے پھر حضرت خضر نے کہا

و اما انما انکم کان ابراہ سوئین فخشینا ان یرہقہا ملغیا و کفرافار دنا ان یرہقہا بہا فیرامنتہ رکوۃ و اتر رجائینے وہ جو لڑکا تھا سو اُس کے والدین ایمان دار تھے ہم ڈرے کہ انکو عاجز کرے زبردستی اور کفر کے پھر بنے چاہا کہ بدلا دے انکو انکار اب اس سے ہر سنہ رانی میں اور لگا دے کھتا محبت میں یعنی اگر وہ جان ہوتا تو بدراہ و مودی ہوتا مان باب اُس کے ساتھ خراب ہوتے اور وہ اپنے دین میں ملاتا یا وہ دونوں شفقت سے اُس کے کفر پر راضی ہو جاتے لہذا اپنے بحکم خدا مار ڈالا چنانچہ روایت ہے کہ اُس کے عوض اللہ نے ایک بیٹی بخشی سماء مہ وہ ایک نبی کے کالج میں آئی کہ اس سے ایک نبی پیدا ہوا نام نبی کا علی الاختلاف اشمویل یا شمعون تھا و بروایت جعفر ابن محمد اُس کے بطن سے شہر نبی پیدا ہوا اُسے اور ابن جریج کی روایت ہے کہ مقتول کی عوض اللہ نے پھر بیٹا مسلمان عنایت کیا والا اول ہوا صبح بعد ازاں حضرت خضر نے دیوار کا حال فرمایا کہ اللہ صبح سورہ کف میں حکایت فرماتے ہیں و اما الجدار کان لغلامین یتیمین فی المدینۃ و کان تحتہ کنز لہما

دکان ابوہما صاحبان فارادیک ان یرہقہا شد ہما و لیخرا جاکنتر ہارمۃ من ربک و ما فعلتہ عن امرے یعنی وہ جو دیوار تھی سود و یتیموں کی تھی رہتے اُس شہر میں اور اُس کے نیچے مال لگا تھا اور انکا باپ تھا نیک سوچا ہا تیرے رب نے کہ وہ یتیمین اپنے زور کو یعنی اٹھارہ برس کو اور انکا لہین اپنا مال لگوا اور یہ بات از روے مہر تیرے رب کی ہوئی اور میں نے نہیں کیا اپنی طرف سے و لہذا مزدوری نہیں لی معاملہ میں ہے کہ دونوں لڑکوں کا خریم و اضرام نام بنا اور باب کا کاخ یہ شخص تھی و پر ہیزگار تھا حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اوسکی پر ہیز گاری سے یہ حفاظت ہوئی اور نظم انکو اسہرین ہے کہ کاج ذات کا جولا ہے تھا اور بعض کے نزدیک کاخ میدان دونوں غلاموں کا نہ تھا بلکہ ان دونوں تک سات پشت کا فصل تھا محمد ابن اسکندر فرماتے ہیں کہ صلاح تقویٰ کا اثر

سات پشت تک رہتا ہوا اور یہ تو ظاہر اور مجرب اسپر شاہ ہے کہ مرد صالح و متقی کی برکات سے اہل علم بلاؤں سے محفوظ رہتے ہیں فائدہ اختلاف ہو کہ اس دیوار کے نیچے کیا چیز تھی سعید ابن جبیر فرماتے ہیں کہ تیسری علم یہ تھیں اور حضرت ابن عباس کے نزدیک لوح طلانی تھی ایک طرف اُسکے لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم

عجا لمن یقین بالمولت کفیت یفرح عجبا لمن یرقی بالقد کفیت یحزن عجبا لمن یتقن بالزوق کفیت یتعب عجبا لمن یتقن بحساب کفیت ینفعل عجبا لمن یتقن بزوال الدنیا و تعلیمہا بالہما کفیت یظن الیہا اور دوسری جانب لکھا تھا لا انا اللہ محمد رسول اللہ انا اللہ لا انا واحدی لا شریک لى خلقت الجن انس طوبی لمن خلقتہ للآخرۃ و اجریتہ علی یرید و البطل لمن خلقتہ للشد و اجریتہ علی یرید یہ قول ہے اکثر اہل تفسیر کا اور نزدیک مکرہ کے مال و خزانہ کاڑا تھا اور یہی روایت ہے ابی درداہ صہبائی کی اور ترمذی کی روایت میں بھی عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح آیا ہے وہو الصبیح لان سیاق آیتہ بدل علی ذلک اس صورت میں اگر اس خزانہ میں لوح بھی ہو تو عجب نہیں فائدہ اس قصہ میں کوئی فائدہ ہے

عہدہ میں اول یہ کہ علم کے واسطے سفر کرنا مستحب ہے دوسرے طلب علم میں صبر کرنا مصائب و محنت کا لازم ہے ہر دن اسکے علم نہیں آتا صلہ بازی سے محروم رہتا ہے تیسرا یہ کہ عالم کو گنہگار نہ چاہیے گو کہ تا ہی بڑا عالم ہو کیونکہ جہان میں ایک سے ایک زیادہ موجود ہے چوتھا یہ کہ استاد کو چاہیے کہ تین خطائیں شاگرد کی معاف کرے بعد اُسکے اختیار رکھتا ہے چاہے اُسکو ساتھ رکھے اور چاہے جدا کرے پانچواں یقین کرے کہ خدا کا کوئی فعل خالی حکمت سے نہیں ہوتا گو اُسکی حکمت ہماری سمجھ میں نہ آوے جس طرح کشتی کا توڑنا اور غلام کا مارنا اور گرتی دیوار کا بنادینا سراسر حکمت تھا ایسے سلمان کو لازم ہے کہ خدا کے کام میں راضی رہے خواہ اُسکے مرضی کے موافق ہو خواہ مخالف ہو واسطے کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمتہ فائدہ قسطلانی شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ خضر بفتح خا و ضاد ہر دو کبیرا و سکون ضاد بھی ہے اور اسم مبارک انکا بلیا ابن بلکان ابن قانع ابن مامر ابن صالح ابن افخشہ ابن سالم ابن نوح ہے اور نظم الجواہر میں ہے کہ نام خضر بلیا یوحہ مفتوح و سکون لام و یا تختیہ ہے اور بعض کے نزدیک الیسع اور بعض الیاس اور بعض عامر اور بعض خضر و بعض ایسا کہتے ہیں اور کنیت ابو العباس اور لقب خضر ہے اور جہان کرتے ہیں کہ اولاد فارس سے تھے یا حضرت الیاس کے چھتے تھے یا بنی اسرائیل میں سے تھے جس طرح اخبار الدول میں بروایت ابن اسحاق بعد از فحشہ کے ابن افرام لکھا ہے کسی بادشاہ کے بیٹے تھے یا اسکندر کے خالہ زاد بھائی تھے مہیا سعودی نے خبر از زبان مینا لکھا ہے وہ سب ضعیف ہے قابل اعتبار نہیں لیکن جو بعض اہل حدیث نے حضرت آدم علیہ السلام کے

تفہیم ہندوہم

تفہیم ہندوہم

تفہیم ہندوہم

میتوں میں بیان کیا ہے اسکا عجیب ترین اور وجہ ملقب بخضر ہونے کے محققین نے یوں بیان فرمایا ہے کہ آنجناب جس جگہ جلوس فرماتے تھے وہاں سبزہ لگتا تھا چنانچہ حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت خضر جہان نماز میں مشغول ہوتے تو جاسے سجدہ اور اطراف حصیر میں سبزہ جم جاتا تھا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت علیہ السلام نے انا کسی خضر الانہ جلس علی فروۃ بیضاء فاذا سی تحز تحنۃ خضراء یعنی خضر بیٹھے پھر سفید پر اور اسی وقت ان کے نیچے سبزہ آگیا اور زمانہ حضرت خضر ہدایت بعض بعد حضرت صالح پیش از ابراہیم تھا اور بعض بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام بیان کرتے ہیں ان فرض تین زمان میں اختلاف ہے بیضاوی میں ہے کہ افریون کے وقت میں تھے اور ذوالقرنین اکبر کے ساتھ سیر ریح مسکون میں موجود تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد تک ظاہر ہے عالم التنزیل میں ہے کہ جب ذوالقرنین بطلب آب حیات روانہ ہوا تو خضر علیہ السلام آگے تھے کہ انکو وہ چشمہ ملا انھوں نے اس سے پانی پیا اور غسل فرما کر دو گانہ شکر ادا کیا اور درازی عمر پائی اور ذوالقرنین محروم واپس آیا کتاب الحروف کے نزدیک یہ قول ضعیف ہے اگر ہمارا ہی سکندر اکبر یا سکندر رومی پر مامور ہو سے ہوں تو عجب نہیں ہو لیکن آب حیات سے مدد کی عمر کا پانا مستعد نہیں ہو کیونکہ حضرت اور لیس اور حضرت عیسیٰ و ایسا مس علیہم السلام کہاں آب حیات تلاش کرنے کے تھے زندگی اس گروہ بزرگ کی مشابہہ حضرت حق ہے کہ تجلی دہی اسم ہامی سے زندہ جاوید رہتے ہیں اور ملاحظہ کتب صحیحہ حضرات صوفیہ صافیہ علیہم الرحمۃ والرضوان سے چنانچہ کہ حضرت خضر علیہ السلام قبل نزول وحی و بعد نبوت حضرت علیہ السلام وسلم کی مصابحت میں رہا کرتے تھے اور ہمارے بھی ہوتے ہیں اور معالجہ اپنا کرتے ہیں چنانکہ ایک تہذیب منورہ میں شہر الان آپس میں فساد کیا خضر بھی انہیں تھے ایک پتھر ان کے سر میں بھی لگا تین سینے تک اس کی تکلیف رہی تھی اور قبل بعثت آنحضرت صلعم پانچویں برس کے بعد دندان مبارک انکے اذہر نہ نکلتے تھے اور بعد بعثت اکیسویں برس کے بعد نکلتے لگے تھے اور آنجناب نیک خلق و جو اندر و شوق تمام خلایق کے ہیں اور جو دو عطا میں سبے نظیر انیار آپ کی عادت ہے علم کہیا سے بخوبی آگاہ اور خود قرض لیتے دیتے ہیں اور بازار میں دلالی بھی کرتے ہیں اور اجرت پر کام کرتے ہیں شیخ علاء الدین سیستانی عروہین لکھتے ہیں کہ دس اصحاب حضرت خضر کے ساتھ رہتے ہیں اور اکثر اصحاب ابدال و قلب کے رہتے ہیں صحیح ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی مقرر و محبوب قیامت تک ہیں بعد رفع قرآن شریف وفات پانچویں اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام جانب نبی کائنات و پیامبر رسالت و پیغمبری نبوت شایع تھے اور بعض

معاذ اللہ عنہما حضرت خضر علیہ السلام

حضرت خضر کو ولی کہتے ہیں اور بعض فرشتہ آور بعض انکو رجال اللہ امت محمدیہ میں شمار کرتے ہیں حافظ ابن حجر و سخاوی و قسطلانی و جمہور علماء و حضرات صوفیہ صافیہ بالاتفاق قائل ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام اتنا بقیہ حیات ہیں اور یہ امر ہرچہ آفتاب روشن ہو مگر اکثر محدثین مثل بخاری ابن مبارک و ابن جوزی حیات خضر علیہ السلام کے انکار کرتے ہیں اور دلیل انکی ایک حدیث ہے جسکو حضرت صلعم نے قریب ملت فرمایا کہ ہر ایک جاندار جو روئے زمین پر ہے بعد سو برس کے زندہ نہ رہیگا لیکن اس حدیث میں اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ اسوقت حضرت خضر علیہ السلام دریا میں فرض کیے گئے تھے نہ زمین پر اور ارشاد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مردم روئے زمین کے واسطے تھا نہ اورون کے واسطے اور تفسیر عالم التنزیل میں کریمہ واجلنا لبشر من قبلك الخلد دلیل نفی حیات حضرت خضر علیہ السلام کی لکھی ہے لیکن اس آیت میں احتمال تاویل ظاہر تر ہے کیونکہ لفظ بشر واسطے ان لوگوں کے بولی جاتی ہے جو کہ نظر آتے ہیں بلا تامل اور ہر ایک سے ملاقات کرتے ہیں اور ہر ایک اسنے ملاقات کر سکتا ہے اور بقیوت و خانداری زمین پر کرتے ہیں اور حضرت خضر علیہ السلام کے احوال ان سب امور کے خلاف ہیں قطع نظر اس سے ملاقات حضرت خضر علیہ السلام کے اولیا و صالح مرتبہ شہرت کو پہنچی ہے بلکہ مجد تو اترا و قصص و حکایات اس ملاقات کے حیطہ شمار سے افزون ہے چنانکہ حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی اور حضرت نظام الدین زری زرخش بادلانی کے پاس شریف لانا و علی ہذا اکثر سالکین طریقت و واقفین حقیقت سے ملاقات کرنا اور اعمال خیر کی ترغیب دینا اور حصول الی اللہ کے حصول پر توجہ کرنا نہایت مشہور ہے اور کتب حضرات صوفیہ صافیہ علیہم رحمۃ اللہ میں کوہین اور شیخ علاء الدولہ سنائی کہ قد وہ ارباب کشف و کمال سے ہیں فرماتے ہیں کہ جو شخص وجود حضرت خضر علیہ السلام کی انکار کرتا ہے وہ جاہل ہے چنانکہ فصل الخطاب میں مذکور ہے اور جو محقق فیروز آبادی سفر السعادت میں فرماتے ہیں کہ در باب عمر خضر و الیاس حدیث صحیح ثابت نشدہ سو غالباً اس محقق کے طریق پر ثابت نہ ہوگی ورنہ محقق جذبی حصن حصین میں مستحکم حاکم سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت رسول ثنائین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلت فرمائی تو ایک مرد جسیم صبح الوحہ سفیدیش مجمع اصحاب میں آیا اور دیا پھر تعزیت کر کے چلا گیا بعد ازاں حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ اور ولایت مآب حضرت علی مرتضیٰ ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ مرد سفیدیش جسیم و صبح حضرت خضر علیہ السلام اسی طرح سیوٹا رحمہ اللہ علیہ نے جمع الجوامع میں ملاقات حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے حضرت خضر علیہ السلام سے مفصل بیان کی ہے اور تنزیہ الشریعہ میں بھی چنداں حواشی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام کی حضرت

امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ و وزیر اسباب سے نقل کی۔ یہ کہ سبب کثرت طرق میں یہ صحت
 پہنچتی ہیں اور ملاقات حضرت ﷺ اللہ علیہ وسلم کی حضور بنا کر وہی مقام سے قطعاً یقینی ہو اور ارشاد
 حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم کا کہ لو کان انصر حیاً لانا یعنی اگر خدا زندہ ہوتا تو میری زیارت کرتا
 اول دفعہ اس حدیث کا ہر طریق مقبول اہل حدیث حضرت ﷺ اللہ علیہ وسلم تک ثابت
 نہیں ہوتا بلکہ یہ قول اُسی کا معلوم ہوتا ہے جو شکر حیات ختم علیہ السلام کا ہو دوسرے اگر
 دفعہ اسکا چنانکہ باید ثابت بھی ہو جائے تو محتمل ہے کہ یہ سخن قبل از ملاقات حضر کے ہوگا کیونکہ
 از ترا حدیث حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت رسول مقبول صلوات اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہیں
 کہ بعض شایخ اہل حدیث نے انکو سنا ہے اور اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ متبع و تصحیح کتب
 حدیث سے واضح ہوتا ہے اور شیخ احمد ابن ابی بکر ابن محمد حدیث نے مع سند اپنی انھیں
 حدیثوں کو ایک کتاب میں جمع فرمایا ہے جسکو ضرورت ہوگا کہ وہ علامہ حقیقۃ الحال
 قصہ ہلاک قارون تفاسیر میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یہ شیخ ابن لون علیہما السلام حضرت خضر علیہ السلام سے اسرار علمی شکر نصرت ہوئے
 اور مصر میں تشریف لائے و بعد چند سے قارون ابن ابیہر منافق کی ہدایت پر مصر و قہر
 معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا یعنی قارون
 ابن ابیہر ابن ثابت ابن لادی ابن یعقوب علیہ السلام اور موسیٰ ابن عمران ابن فاہم
 ابن لادی ابن یعقوب علیہ السلام و بروایت ابن اسحق مطلبی یہ قارون عمران پدر موسیٰ
 علیہ السلام کا بھائی تھا اور عمران و قارون دونوں بعصر کے بیٹے تھے مگر بنی اسرائیل
 نہ تھے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھائی تھا یعنی مسماۃ کلثم کا
 بیٹا تھا لیکن صحیح یہ ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھائی چچیرا تھا اور سبب
 حسن موت اور نور پشور کے اسکو مشور مشور کر کے نیچے بجز حضرت موسیٰ سے و قارون علیہما
 السلام کے یہ مردک توریت خوب پڑھتا تھا جب تک فقیر و تاج و بے مایہ و ذلیل ایک
 متواضع اور خلاق باخلاق حمیدہ ملا و جب ملا و اگر گویا بیان تک کہ سننے پر اپنے اور وہ ایک بالشت
 پر جا دیے تھے ذلیل یہ بالشت نخواست و کبر پر کرتی ہے حدیث شریف میں آیا ہے ولا یظفر اللہ یم لقیاتہ الیٰ حق
 خیراً یعنی نہ دیکھو گے اللہ قیامت کو اسکی طرف جو شخص دراز کرے اپنا کبر ایسا تک کہ گھٹتا چلے
 یعنی نظر رحمت و عنایت نہ دیکھو گے یہ حدیث بخاری و مسلم نے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے

احوال قارون

روایت کی ہو جانتا چاہیے کہ لفظ ثوب عام ہے خواہ تہ بند ہو یا جامہ یا کرتہ یا انگڑیا یا قبا یا فیل
یہ سب منع میں داخل ہیں اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ماہ غسل من الکعبین میں لالہ
فی النار رواہ البخاری عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ یعنی جو چیز نیچی ہو گھٹنے سے از قسم ازار کے
وہ آگ میں ہو مراد یہ ہے کہ گھٹنے سے نیچے جتنے ٹکڑے قدم پر ازار لٹکتی ہو وہ آگ میں ہے یعنی دفن میں
والا جاویگا اور بعضوں نے کہا ہے یہ فعل مذموم ہے اور افعال اہل دوزخ سے ہے اور ذکر درازی کا
اکثر فرق ازار میں آیا ہے اور وعید شدید ہمیں وارد ہوئی ہے جسے کہ ایک شخص نیچے پانچے والا
نماز پڑھتا تھا اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعادہ وضو کا حکم دیا اور ایک روایت میں
آیا ہے کہ شعبان کی شب پانزدہم میں سب بخشے جاتے ہیں مگر نافرمان بردار والدین و دائم الخمر
و نیچے پانچے والا پس اولویت ازار کی نصف پٹلی تک ہے اور خست ٹخنوں کے اوپر تک ہے
اور حکم دامن قبا و سپر پہن کا بھی یہی ہے اور سنت استینون میں بند دست تک ہے اور
اسبال عمامہ کی نصف پشت تک خست ہے اور زیادہ بدعت اور یہ فراخی و درازی کہ بعض
شہر دن عرب میں متعارف ہوئی ہے خلافت سنت ہے اور جو درازی بطریق تکبر ہے وہ حرام ہے
اور جو کہ بطریق عرف و عادت شائع ہو وہ مکروہ ہے مگر عورتوں کے واسطے ایک باشت یا
دو باشت کی زیادتی مستحب ہے بقصد ترس قارون کی زیادتی بطریق تکبر تھی نہ کسی اور
سبب سے کیونکہ وہ مرد و سبب کثرت مال کے کسیکو موجود نہ جانتا تھا اور کثرت مال
اس مرتبہ کو پہنچی تھی کہ اُسکے خزانہ کی کنجیاں پندرہ آدمی یا چالیس یا شتر لیکر چلتے تھے
چنانچہ ارشاد ہوتا ہے و اتیناہن الکوزمان مفاخہ لتنوب بالعصبۃ اولی القوۃ یعنی ویسے تھے
جہنے اُسکو خزانے اتنے کہ اُسکی کنجیوں سے تھکے کئی مرد زور آور عصبہ مجاہد کے نزدیک دس سے
پندرہ تک اور نزدیک ضحاک کے تین سے دس تک اور قتاوہ کے نزدیک دس سے چالیس
تک کو پوتے ہیں وہو الاصح انقض قارون نخوت و کبر میں بسر کرتا تھا اور کارخانہ قضا و قدر سے
غافل تھا ایک دن مومنوں نے براہ نصیحت اُس سے کہا لا تفرح ان واسد لا یحب المفرحین
و اتنع فی ما اتاک اللہ الدار الاخرۃ و لا تنس لضییک من الدنیا و حسن کما حسن اللہ الیک و لا تنس
الضداد فی الارض ان اللہ لا یحب المفسدین یعنی مت اُترا کہ اللہ کو نہیں بھاتے اُترانے والے
اور پیدا کر اُس سے جو اللہ نے دیا ہے بچھاؤ اور نہ بھول اپنا حصہ دینا ہے اور نیکی کر جیسے اللہ نے
نیکی کی تجھ سے اور نہ ڈال خرابی ملک میں اللہ کو بھاتے نہیں خرابی ڈالنے والے حاصل یہ کہ

موسیٰ سے ضد نکرا اور اپنے حصہ کے موافق لے اور خدا کی راہ میں صرف کر اور اللہ کا شکر کر صحت و فلاح پر
 اُنکے جواب میں بولا کہ اے اللہ! انا اوستیہ علی علمِ ہندی یعنی یہ تو مجھ کو ملا ہے ایک ہنر سے جو میرے پاس ہے
 کچھ خدا نے نہیں دیا ہے جو میں شکر کروں اور راہِ خدا میں صرف کروں اور حقداروں کا حق دوں
 مفسرین نے اختلاف کیا ہے کہ اس جگہ کون علم مراد ہے بعض کہتے ہیں کہ قارون نے کہا کہ میں تم سے
 زیادہ توریت کو جانتا ہوں اس باعث سے اللہ نے مجھ کو تم پر از روئے مالِ فضیلت دی ہے اور بعض
 کہتے ہیں کہ مجھ کو کئی قسم کے کسب آتے ہیں اُس سے یہ مال حاصل ہوا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت
 یوسف علیہ السلام کے خزانوں سے واقف ہو گیا تھا سو اُنکو اٹھالایا تھا اور سعید ابن مسیب
 رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علم کیسیا بتلایا تھا سو حضرت
 نے ایک تھائی پوش بنوے اور ایک کو سکھلایا اور ایک تھائی کالب ابن یوفنا کو اور ایک تھائی قارون کو
 مگر قارون نے فریب سے حضرت یوشع اور یوفنا کا بھی علم سیکھ لیا اور والد دار ہو گیا اور جو لوگ
 کہتے ہیں کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا بیٹا تھا وہ کہتے ہیں کہ حضرت نے اپنی بہن
 یہ علم سکھایا تھا وہی قارون نے اپنی ماں سے سیکھ لیا بالجملہ اسی عرصہ میں شبہ کے دن قارون
 شمع کپڑے پہنے اور سفید اونٹ پر سوار ہوا اور شتریا نوے ہزار سوار گھوڑوں کے سب پوشاکی غلام
 پہنے ہوئے ساتھ ہوئے اور تین سو یا ہزار عورت خوب صورت شمع کپڑے سفید موندے پہنے
 انولع زپورات سے آراستہ سفید اونٹوں پر سوار ہوا کہ اب میرے کنان قوم بنی اسرائیل کی طرف آیا
 تو اُن میں جو لوگ طالب دنیا تھے صر دنیا میں بول اُٹھے کہ سورہ قصص میں ارشاد ہوا قال الذین

یہ یعدون الحیوة الدنیا یا لیت لنا مثل ما اوتی قارون انه لندو حظ عظیم وقال الذین اولوا السلم
 وعلیکم ثواب اللہ خیر لمن امن وعمل صالحا ولا یطغیا الا الصابرون یعنی کہنے لگے جو طالب تھے
 دنیا کی زندگی کے امر کا شکر کس طرح ہو کہ وہ جیسا کچھ ملا ہے قارون کو بیشک اسکی بڑی قسمت ہے
 اور بولے کہ جو کچھ ملے تھا بوجہ آئی خرابی تمہاری اللہ کا دیا ثواب بہتر ہے اُنکو جو یقین لائے اور کیا
 اچھا کام اور یہ بات اُنہیں کے دل میں پڑتی ہے جو سننے والے ہیں حقیقت میں دنیا سے آخرت
 بہتر ہے جانتے ہیں جن سے محنت یہی جاتی ہے اور بے خبر لوگ حرص کے مارے دنیا کی آرزو پر
 کرتے ہیں اور نادان آدمی دنیا دار کی آسودگی کو جانتا ہے کہ اسکی بڑی قسمت ہے مگر اُسکے
 اور آخر کی ذلت کو اور ہزار جگہ کی خوشامد کو نہیں دیکھتا اور یہ نہیں دیکھتا کہ دنیا میں آرام ہے
 تو دن میں بیس برس اور مرتے کے بعد کاشتے ہیں ہزاروں برس القصة قارون عیش و عشرت میں

بسر کرتا اور حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام سے دل میں بغض اور حسد رکھتا اور طغیان اور عصیان قارون سے یہ ہوا کہ جب تلہ جبل شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد کیا کہ اپنی قوم کو کہہ چارون میں چارو طرف آسمانی رنگ کے دوڑے لگا دیں تاکہ انکو دیکھ کر آسمان کو بھیجیں اور معلوم کریں کہ میں نے توریت اسی سے نازل فرمائی ہے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا آلہی ساری چارو رنگ لینے کا اگر حکم ہو تو بہتر ہے اسکیے کہ بنی اسرائیل سبز ڈورون میں اپنی حقارت سمجھینگے اور یہ حکم بھی چھوٹا ہے ارشاد ہوا کہ میرا حکم چھوٹا نہیں ہے دیکھو چھوٹے حکم کی اگر تقدیم کریں تو بڑے حکم میں بھی پہلو تھی نہ کرینگے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے حکم دیا کہ اپنی چارون میں سبز ڈورے باندھو کہ جب اُسکو دیکھو تو اپنے رب کو یاد کرو بنی اسرائیل فرمانبردار کی اور قارون نے انکار کر کے اپنا منہ پھیر لیا اور کہا کہ یہ نشانیاں غلاموں کی ہیں میں تو نکر و نگا دوں گا یہ کہ جب فرعون غرق ہوا اور بنی اسرائیل نے نجات پائی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ریاست منہج کی حضرت ہارون کے سپرد فرمائی کہ بنی اسرائیل اپنی قربانی حضرت ہارون کے پاس لیجا اور حضرت ہارون اُسکو منہج کر کے رکھ دیتے آسمان سے ایک آگ آئی اُسکو کھا جاتی یہ ریاست قارون کو سخت ناگوار ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگا کہ تم پیغمبر ہو سے اور ہارون کو ریاست منہج ملی معنی کسی میں نہ رہا حالانکہ توریت کو میں خوب پڑھتا ہوں اب میں صبر نہیں کر سکتا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے یہ ریاست ہارون کو نہیں دی بلکہ اسکی طرف سے اُنکو عنایت ہوئی ہے لہذا کہ میں نہیں مانتا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل رئیسوں کو جمع کر کے فرمایا کہ اپنی لاکھیاں لاؤ اور اُنکو اپنے قبہ عبادت میں بطریق کھیتی کے جباؤ جبکی لکڑی آگے اُسکا مرتبہ خدا کے نزدیک زیادہ مجھوسب لوگ اپنی اپنی لکڑیاں لا کے بونے لگے حضرت ہارون نے بھی اپنی لکڑی گاڑی صبح کو حضرت ہارون کی لکڑی میں پتے لگے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے قارون مرتبہ ہارون کا دیکھ قارون نے کہا واللہ سچ ہے اور اپنے تابعین کے ساتھ قوم سے نکل گیا اور حضرت موسیٰ سے بگڑ بیٹھا مگر حضرت موسیٰ بہت ایسی شرارت کے بلحاظ قرابت ہر ایک امر میں رعایت کرتے پھر اس مردود نے گھر بنایا اُسکا دروازہ سونے کا لگایا اور دیواریں اُسکی مٹلا اور مذہب بنائیں ہر روز بنی اسرائیل وہاں جایا کرتے اور دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے اور قارون اُنکو کھانا کھلاتا اور بنی اسرائیل کہ رکابی مذہب تھے شکایت حضرت موسیٰ کی کیا کرتے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس عرصہ میں حکم نہ لگا

نازل ہوا قارون نے عذر کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون سے یوں مصالحتہ کیا کہ ہزار درہم پر ایک درہم اور ہزار بکری پر ایک بکری دیا کر اسنے شکوہ کیا تو ذریعہ خیر ہوا تب نخل نے زکوٰۃ سے باز رکھا پھر بنی اسرائیل کو جمع کر کے کہنے لگا کہ تم نے موسیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہر ایک حکم میں کی ہے اب وہ چاہتا ہے کہ تمہارا مال تم سے لے لے بولے تو ہمارا سردار ہے جو تو فرما سو ہم کریں کہنے لگا کہ میں نے موسیٰ کو رسوا کیا چاہتا ہوں تاکہ پھر کوئی اسکی بات نہ سنے مسماۃ منیرہ قبیلہ کو میرے پاس تک لاؤ تو میں تدبیر کروں بنی اسرائیل تلاش کر کے حاضر لائے قارون نے اس سے کہا کہ میں تجکا دیکھنا ہر درہم یا ہزار دینار یا طاس سونے کا عطا کروں گا یا اپنے محل میں داخل کروں گا تو کلہ کے دن جس وقت بنی اسرائیل جمع ہوں حضرت موسیٰ کو اپنے ساتھ زنا کی تہمت کر اور دو ہیانی اشرفی کی اسی وقت دے دیں اسنے اقرار کیا دوسری صبح کو قارون نے بنی اسرائیل کو جمع کیا حضرت موسیٰ بھی شریف تھا قارون نے کہا بنی اسرائیل چاہتے ہیں کہ آپ وعظ فرمائیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے فرمانے لگے کہ جو کوئی شخص چہرہ پر لگیا اسکا ہاتھ کاٹوں گا اور جو کوئی زنا کر گیا پس اگر وہ شخص چہرہ پر نہین ہو تو سوتا زانیہ ماروں گا اور جو کتھا ہے اسکو سنگسار کروں گا یہاں تک کہ مر جائے اور جو کسیکو تہمت لگا دیا اسکو ہنسی کوڑے ماروں گا قارون بے ادب نے کہا کہ اگر یہ سب گناہ تم سے ہیں تو کیا کرو حضرت نے فرمایا اگر مجھ سے ہوئے ہوں تو بھی یہی حکم ہے قارون نے کہا بنی اسرائیل کو یہ گمان ہے کہ تو نے فلانی عورت سے زنا کی ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا سعادۃ اللہ تو اسکو طلب کر کہاں ہے حاضر ہو کر بیان کرے چنانچہ مسماۃ منیرہ اسی محل میں حاضر آئی حضرت نے فرمایا کہ او منیرہ تجکو قسم ہے اس خدا کی جس نے دریا کو بھاڑا اور تورت کو نازل کیا سچ بیان کر کہ میں نے تیرے ساتھ وہ کام کیا ہے جو یہ لوگ کہتے ہیں بولی ہرگز نہیں سب افترا اور جھوٹ ہے اور سب لوگ جھوٹے ہیں اس قارون نے مجھ کو سکھایا ہے اور رشوت دی ہے کہ تو حضرت موسیٰ کو اپنے ساتھ زنا کی تہمت کر سو میں باوجود اسکے کہ گنہگار بدکار ہوں لیکن ہرگز پسند نہیں کرتی کہ آپ پر تہمت کروں اور یہ دونوں تھیلیاں اشرفی کی قارون کی دی ہوئی تھری اسکی میرے پاس موجود ہیں بنی اسرائیل نے جب قارون کی دیکھی تو اس کے مکر سے مطلع ہوئے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سجدے میں گئے اور قارون کے شاکی ہو کر عرض کرنے لگے کہ یا الہی اگر میں تیرا رسول ہوں تو عسب نازل کر ارشاد ہوا کہ میں نے زمین کو تیرے اختیار میں کر دیا ہے جو مکر و خفا سے اس سے ارشاد کر حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو قارون پر

اسی طرح بھیجا ہر جس طرح فرعون پر بھیجا تھا اب جو شخص اس کے ساتھ رہا جا ہے رہ جائے اور جو علیحدہ ہوا چاہتا ہو نکل آوے یہ بات سنکر سب بنی اسرائیل نکل آئے مگر دو شخص باقی رہے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو ارشاد کیا کہ یا ارض خذیم اموزمین پکڑ انکو اس وقت قارون ایک تخت پر فرشتہ ٹھہرایا ہے ہوسے بیٹھا تھا زمین نے اس تخت کو نگلا وہ تو غائب ہو گیا پھر قارون کو پانوں کی طرف سے نکل چلی اس مردود نے شور مچایا اور امان مانگنے لگا پھر موسیٰ علیہ السلام فرمایا کہ یا ارض خذیم یہاں تک کہ زانو سے ستر تک زمین میں غائب ہو گیا اس درمیان میں ستر مرتبہ قارون نے اور اس کے یاروں نے استغاثہ کیا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام ملتفت نہ ہوئے اور مطلق غصہ حضرت کا فرونوا اور یہی فرماتے گئے کہ یا ارض خذیم یہاں تک کہ دخل جنہم ہوا اس وقت وحی آئی کہ اوس موسیٰ قارون اور اس کے یاروں نے ستر بار استغاثہ کیا اور تو نے نہ سنا قسم ہے اپنے عزت اور جلال کی کہ اگر مجھ سے ایک مرتبہ استغاثہ کرتا تو میں اسکا استغاثہ سن لیتا اور بعض آثار میں وارد ہوتا کہ یہ بھی ارشاد ہوا کہ اب کسی کے حکم میں زمین کو نکر دینا قصہ بعد اس واقعہ کے سفیان بنی ہاشم آپس میں کہنے لگے کہ موسیٰ نے اسلئے دعا مانگی کہ قارون ہلاک ہو تو ہم اسکا مال اور اسباب تصرف کریں یہ کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سننا تب واسطے رفع یمت کے پھر دعا مانگی کہ یا انہی یہ مال اور اسباب بھی زمین میں دھس جائے چنانچہ گھر اور مال ظاہر اور پوشیدہ سب میں میں جاتا رہا معاکم التمزیل میں تمادہ سے روایت ہے کہ قارون ہر روز مقدار اپنے جسم کے مع مال اور خانہ زمین میں دھتا ہر قیامت تک یونہی رہے گا جس طرح صور کا وقت آوے گا تب قعر زمین میں ہو جائیگا فر دگر قارون کہ فرود سیر و دار قعر بنوز و خواندہ باشتی کہ ہم از غیرت درویشان ست ہوا چنانچہ سورہ قصص میں ارشاد ہوتا ہے فحفنا ہو بدبارہ الارض فما کان لہن فیہ نصیر وہ من ول اسم و ما کان من المنتصرین و اصبح الذین تمنوا مکانہ بالاس یقولون ویکان اللہ بیط الرزق لمن ایشاء من عبادہ و یقدر لولا ان من اللہ علینا خسف بنا ویکانہ لا یقلع الکافرون یعنی بھروسہ دیا ہے اسکی اور اس کے گھر کو زمین میں پھر نہوئی اسکی جماعت جو عدو کی ہاسکی اشتر کے سوا ہے اور نہ وہ مرد لا اسکا اور نجر کو لگے کہ نہ ہوتا تھے اسکا درجہ اسے خرابی یہ تو اللہ بھولتا ہے روزی جسکو چاہے اپنے بندوں میں اور روکتا ہے اگر نہ اسان کرتا ہم اللہ تو ہکو دھنسا دیتا اسے خرابی یہ تو بھولتا نہیں پاتے سنکر بالحدیث حضرت موسیٰ علیہ السلام اکثر امور سے فارغ ہوئے تو حکم ہو چکا کہ نبی ہوں ملک شام میں لے جاؤ اور بیت المقدس کو عاقلہ سے جواکر کے حصین لو اور اسی جگہ تو وطن بنایا کرو

اب مصر میں رہنا مناسب نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یا قوم! اوخلوا الارض المقدسة التي كتب الله لكم ولا ترتدوا علی ادبارکم فتقلبوا خاصرین یعنی اسی قوم داخل ہوزین پاک میں جو لکھ دی ہے اللہ نے تم کو اور اڑے نہ جاؤ اپنے پیچھے پر پھر جاؤ گے نقصان میں فائدہ عیم سورہ مائدہ میں ہے احمین یہ حکمت تھی کہ اب بنے اسرائیل کا مصر پر قبضہ ہو گیا اور عیش و طرب کے طریقے انکو بخوبی معلوم ہو سکے کیونکہ فرعون اور فرعونوں کا منعم اور عیش دیکھا کیسے ہیں یہاں کہیں یہ بھی اُس سرزمین میں عیاشی کرنے لگیں اور کار جاد اور قتال سے منہ پھیریں اور ریاضت اور مجاہدے میں غفلت اور تساہل اختیار کریں اسلئے کل جانا انکا یہاں سے بہتر ہے یا یہ حکمت تھی کہ ہر خاص و عام پر ظاہر ہو جائے کہ حضرت موسیٰ و ہارون کو یہ منظور تھا کہ فرعون مار کر اُس کا ملک اور مال خود لین اور دنیا کی عزت حاصل کریں جیسا فرعون کو خیال تھا کہ بار بار کہتا ان ہذا ان ساحران یرید ان ان یختر جاکم من ارضکم سحر ہما یعنی یہ دونوں ساحر ہیں چاہتے ہیں کہ کالی بن شکو تمہارا گناہ دیکھ بڑا اپنے سحر کے اور کبھوں یوں کہتا تھا ان ہذا الساحر علیہم یرید ان یختر جاکم من ارضکم بسحرہ یعنی یہ ساحر پڑھا ہوا ہے چاہتا ہے کہ تمکو نکالے تمہاری زمین میں سے اپنے جادو سے پس مرضی انکی یوں ہوئی کہ اہلک فرعون سے کسی طرح کا مجمع حاصل نہ کریں اور دنیا اور متاع دنیا سے انکی بے رغبتی ظاہر ہو مگر عامہ بنی اسرائیل پر کہ حب دنیا میں سخت مشغول تھے اور زمین مصر کو لقمہ بے دود سمجھتے تھے مصر سے بکھلنا بہت دشوار ہوا اور تعمیل حکم میں ایسا دشواری کرنے لگے مگر چار و ناچار ہمراہ رکاب ہوئے جب چلے تو دوحی ہوئی کہ بارہ سبط ہر بارہ سردار مقرر کرو تاکہ یہ لوگ اُسکے حکم میں رہیں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارہ سردار مقرر کیے اُسی کا اشارہ ہوا ہے وبعثنا منہم اثنتی عشر نقیبا یعنی اٹھارہ کے ہمنے انہیں بارہ سردار غرض کہ چلتے چلتے کنعان میں پہنچے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نقیبوں کو اطراف شام میں روانہ کیا تاکہ خبر لائیں چنانچہ نقیب روانہ ہوئے باہر شہر کے عروج ابن حوق لکڑیاں چنتا تھا آئسنے سب کو لکڑیوں کے گٹھے میں رکھ لیا اور اپنی جورو کے پاس لا کر کہنے لگا کہ یہ لوگ ہماری لڑائی کو آئے ہیں پھر عروج نے چاہا کہ انکو پیروں سے میسٹ اسلے سو عورت نے منع کیا اور کہا کہ انکو ہاک کہ اپنے لشکر میں تیری خبر کریں چنانچہ عروج نے انکو چھوڑ دیا تو وہ لوگ شہر اریحا میں سیر کرتے رہے اور جبارین علاقہ کو دیکھتے رہے اور بعد چند سے وہ لوگ پھر آئے تو بڑے بڑے انکو اور انار لائے اور شام کی جو بیان بہتیاں کہیں

تقریباً بارہ سردار

عروج بن حوق

اور زور آوری عاتق کی بھی کسی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اس قوم سے خوبی ملک کی بیان کرو اور دشمن کا حال مت کہو انہیں سے دو شخص اس حکم پر رہے یعنی یوشع ابن نون اور کالوب ابن یوفنا اور اڈر لوگون نے زور آوری و قد آوری عاتق بھی بیان کر دی تب تو

نبی اسرائیل نامردی سے کہنے لگے یا موسیٰ ان فیہما قوما جبارین و ان لن ندخلہما حتیٰ یخرجوا سہما فان یخرجوا سہما فانا ندخلون یعنی اے موسیٰ وہاں ایک قوم ہیں زبردست اور ہم ہرگز وہاں نہ جائیں گے جب تک کل حکیم وہاں سے پھر اگر وہ نکلے وہاں سے تو ہم داخل ہوں قال رب لان

من الذین یخافون العزم اللہ علیہما ادخلوا علیہم الباب فاذا دخلتموہ فانکم غالبون و علی اللہ فتوکلوا ان کنتم مومنین یعنی کما دوردے ڈروالوں میں سے خدا کی نوازش تھی ان دو پیچھے جاؤ انہیں جس کے دروازے سے پھر جب تم آسمین پیچھے تو تم غالب ہو اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر

یقین رکھتے ہو یہ دو شخص حضرت یوشع اور کالوب تھے اللہ نے انہیں نوازش یہی کی تھی کہ ان کے واسطے نبوت بعد حضرت موسیٰ کے ٹھہرائی تھی اور وہ دونوں حضرت موسیٰ کے فرمانے پر قائم رہے تھے انہیں دونوں نے اس طرح سمجھا یا کہ تم لوگ بہت ہو اور عاتق تھوڑے جب تم ارادہ کرو گے اور

دروازے انکی آمد و رفت کے بند کرو گے تو وہ پریشان ہو گئے کل بھاگینگے باہر ہم نبی اسرائیل سخت نامردی سے کہنے لگے یا موسیٰ نالہ نہ خلیا ابدا مادامو فیہا اے موسیٰ ہم ہرگز نہ جائیں گے ساری عمر جب تک وہ رہیں گے آسمین یعنی تمہارا عجیب احوال ہو کہ دو آدمیوں کی بات پر خیال کرتے ہو اور

دس کا کہنا نہیں جانتے ہم تو نہ جائیں گے تو جا یعنی فاذهب انت و ربک فقال انا ہنا قاعدون یعنی تو جا اور میرا رب اور ڈروالوں ہم اس جگہ بیٹھے ہیں اس مقام میں بعضے کہتے ہیں کہ رب مراد ملائکہ علیہ السلام ہیں کیونکہ بنی سیدھی آیا ہے اور ملائکہ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑے تھے اور کافرانہ

ارتقا کی بنا پر اور بعض کہتے ہیں کہ یہ بنی خدا ہے اس صحت میں یہ ہد بانی نسبت خدا اور رسول کے موجب غرور اور اگر فرض کریں کہ رب سے مراد ملائکہ ہیں تو بھی کمال بے ادبی ہے کہ پیغمبر کی رفاقت سے منہ موڑتے ہوں بالکل اس بے ادبی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام ناراض ہوئے اور فرمانے لگے رب انی لا املک

الافسی و انھی فافرق بنیادین القوم الفاسقین یعنی اے رب میرے اختیار میں نہیں مگر میری جان اور میرا بھائی سو فریق کر تو ہم میں اور یکجہ قوم میں بعد اسکے خود بنفس نفیس مع حضرت ملائکہ علیہم السلام کے جانب شام روانہ ہوئے اور یوشع ابن نون کو خلیفہ کر گئے اور قوم بنی اسرائیل رات کو چلے گئے

جو امین فلسطین وادیہ کے واقع ہوئے پھر تھے رہے اور راہ کا نشان نہیں ملا جب اسی طرح کئی دن

اتفاق پڑا تب حضرت یوشع علیہ السلام سے کہنے لگے کہ شاید حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بددعا کی جو راہ میں ملتی حضرت یوشع نے کہا اب اسی جگہ صبر کرو اور توبہ و استغفار کرو کہ پاک و اور دانا لگو کہ اللہ تعالیٰ موسیٰ سے دہارون کو تمھارے پاس بھجلائے آن لوگوں نے دعا شروع کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام عوج ابن عوق کے شہر میں پہنچے وہاں کے لوگ غریب و مہیب صورت نظر پڑے پہلے حضرت موسیٰ کو خوف معلوم ہوا مگر نبوت کے نور سے آگے بڑھے تو عوج ابن عوق سے ملاقات ہوئی یہ شخص بروایت صحیحہ بڑا قد آور قوی ہیکل شاید کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اس کا تھا سماعت صفورا کا بیٹا عمر اسکی تین ہزار چھ سو یا پانچ سو برس کی تھی اُس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حملہ کر کے کہا تو بنی اسرائیل کا سردار ہو قبیلوں کو تو نے دریا میں غرق کیا ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک عصا مارا کہ وہ کا فردا داخل نار ہوا اخبار الدول میں عبد اللہ ابن عمر سے روایت لکھی ہے کہ طول قامت عوج بن عوق تیس ہزار تین سو تیس گز کا تھا اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ عجلی پکڑ کر آفتاب سے بھونٹا تھا اور جب کبھی کسی اہل شہر سے ناراض ہوتا تو اس شہر کو پیشاب سے بہا دیتا تھا اور شتی نوح علیہ السلام کے ساتھ پھرتا تھا کاتب اوراق کے نزدیک یہ سب روایات مبالغہ پر دال ہیں لائق اعتماد نہیں صحیح اسی قدر ہے کہ عوج بن عوق مرد طویل قامت قوی ہیکل تھا اور یہ بھی اسی کتاب میں لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اراضی کنعان میں مع لشکر نازل ہوئے تو بانی ابن صافون سلطان غمانقہ اور جبارہ نے دیکھا اور عقدا رشک عرضاً و طولاً ایک فرسخ تخمیناً تجویز کر کے ایک پتھر اتنا ہی لمبا چوڑا ایک پہاڑ سے لایا اور چاہتا تھا کہ اس سے تمام اہل لشکر کو ہلاک کروں حضرت منتقم جبار نے بدھ کو بھیجا اس نے ایک پتھر کو اسکی منقار میں تھا مارا کہ وہ پتھر ٹوٹ کر شل طوق بادشاہ کا گلو گریہ ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی لاشیں لہکے سامنے آئے اور عصا حضرت کاوش گز کا تھا اور قد شریف بھی دس گز کا اور دس گز اچھلنے کی حالت رکھتے تھے سو انجناب نے دس گز اچھل کر ایک عصا مارا کہ اس کے ٹخنے پر ضرب لگی اور وہ مزدوم کر زمین پر گر آکتاب اوراق لکھتا ہے کہ اس روایت کو اکثر اہل تاریخ بقائے عوج ابن عوق لکھتے ہیں اور صحیح ہی قول اکثر معلوم ہوتا ہے جس طرح قصہ بلعم باعور بنضون نے اسی لشکر کے مقابلہ میں بیان کیا ہے حالانکہ اہل تحقیق نے اسکو نہ کر یوشع علیہ السلام کے مقابلے میں لکھا ہے اگر کہا جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بلاد عورت کس طرح عوج کو مارا تو جواب یہ ہے کہ عوج حضرت نوح علیہ السلام کے عہد سے کا تھا اور وہ بچہ زور و طاقت پر خست مغرور و شکبر تھا اسی سبب اسکی بنی کو نہیں مانا اور حضرت موسیٰ کے

عند میں جب بارہ نقیب خبر لینے کو گئے تو اس نے انکو کہہ دیا کہ تم لوگ میرا پرگرا یا اور
 چاہا کہ انکو پس واپس اسکی عورت سے منع کیا اور کہا انکو رہا کرتا کہ تیرا حال موسیٰ سے کہیں
 کہ اس نے چھوڑ دیا ان نقیبوں نے سارا حال بیان کیا لہذا حضرت نے اسکو مارا اور جس کہتے ہیں
 کہ بعد دعوت ایمان کے قتل کیا ورنہ اس کے وہ بارہ قتل حضرت موسیٰ علیہ السلام پر آیا تھا
 اگر مسلمان بھی تھا تو کا فر ہو گیا اور قتل اسکا لازم ہوا فائدہ ترجمہ توریت سے بھی فداوری
 عاقلہ معلوم ہوتی ہے چنانچہ کتاب ہستنا کے باب اول میں موجود ہے کہ ہم کہاں پڑھیں ہمارے
 بھائیوں نے یونان کے مہین سیدل کو دیا ہے کہ وہ لوگ مجھے بڑے اور لمبے ہیں اور شہر کے بڑے
 جنگی دیوارین آسمان تک ہیں اور مجھے بنی عناق کو دیا ہے دیکھا ہے انتہی یہ مقولہ بنی اسرائیل کا حضرت
 موسیٰ سے بلاشبہ ہے کہ ہماری تواریخ سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے اگر بائبل ہمہ نصاریٰ اپنی حقا
 اعتراض کریں کہ اہل اسلام کی کتابوں میں عروج ابن عوق کا قدر نہایت طویل لکھا ہے سو غلط ہے
 انشا پر قدر نہ تھا یہ اعتراض آپر ملے پڑتا ہے کیونکہ دیواروں کا آسمان تک ہونا کب صحیح ہے کیونکہ
 حسب قدیم ہونگا تب دیوارین بلند ہونگی اگر کہیں کہ یہ مبالغہ ہے تو ہم بھی کہتے ہیں کہ موزین اہل
 اسلام نے بھی یہ مبالغہ کیا ہے اور توریت والی دیواروں سے یہ خرابی واقع ہوئی ہے حاصل موسیٰ
 علیہ السلام عوج کو مار کر قوم میں تشہیف لائے اور فرمایا کہ میں عوج کو مارا یا اب تم باطمینان
 تمام میرے ساتھ چلو اور علاقہ پر جہاد کر کے ارض مقدس لے لو کہ حکم خدا ہی طور سے ہے پورے اعر
 موسیٰ ہم تو اس جنگل سے نکل نہیں سکتے ہر چند کہ چاہا کہ آپ کے پیچھے چلیں لیکن راہ نہ ملی
 حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اب سامان سفر درست کر کے میرے ہمراہ چلو سو بنی اسرائیل جمع ہو کر
 چلے مگر ایک شب و روز پھرتے رہے راہ نہ ملی لہذا حضرت موسیٰ نے جناب الہی میں دعا مانگی
 کہ یا الہی تو جانتا ہے کہ قوم چلنے پر مستعد ہو مگر راہ نہیں ملتی ارشاد ہوا فاما نخرتہ علیہم اربعین
 یتیمون فی الارض فاما اس علی القوم الفاسقین یعنی ابو وہ اس نے بند ہوا ہے چالیس برس
 سرارتے پھر نیلے ملک میں سو تو افسوس نہ کہ حکیم لوگوں پر لینے اب چالیس برس تک خراب
 رہینگے اسی جگہ اس لیے کہ یہ لوگ نہایت بے ادب ہیں کہ انھوں نے کہا اذہب انت درک فقاملا
 انا پھرنا قاعدون یہ شکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہایت بے ادب تھا کہ آواز آئی لا کاس
 علی القوم الفاسقین کیونکہ انکی یہ سزا ہی پھر اسی جنگل میں کہ مابین ایلہ دارون و فلسطین واقع ہے
 بے آب و دانہ دھوپ میں رہنے لگے یہ جنگل بارہ فرسنگ لمبا اور چھ فرسنگ چوڑا تھا اور گرد

فداوری عاقلہ
 توریت ۱۱

اسکے شہر آباد تھے لیکن یہ لوگ مفید تھے مگر نکل نہ سکتے تھے آخر کار خمیر اور شامیانہ بوسیدہ ہو
 پھٹ گئے تو زبان درازیوں سے پیش آئے اور حضرت موسیٰ سے شکایت کرنے لگے انجناب نے
 دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے ایک قطعہ ابر کا سفید و باریک طور سا نشان قائم کر دیا کہ دھوپ سے بچا ہو
 اور رات کے وقت ایک نور تابان طاہر ہوتا کہ تمام اہل شکر اسی کی روشنی میں اپنا کام کرتے بعد
 اور نعمتیں دعا سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نصیب ہوئیں کہ جو کثیر بدن پر ہوتا وہ سیلا
 نہوتا اور جو لڑکا پیدا ہوتا وہ ملبوس بلباس ہوتا اور جتنا بڑھتا وہ لباس بھی بڑھ جاتا اور مال
 و ناخن ذرا بھی نہ بڑھتے بعد اسکے کھانا خرچ ہو گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے من ہو کر
 نازل ہونے لگا صبح صادق سے طلوع آفتاب تک من پرستا کہ ہر واحد چار چار سیر اپنی چادر
 لے لیتا اور تمام روز مثل شکر کھایا کرتا اور تھوڑا دن باقی رہے با وجوب سلوی جانور کو سوا حل
 و ریکہ شور سے اور لاتی اور لشکر بنی اسرائیل میں ڈال دیں کہ وہ لوگ انکو پکڑ کر ذبح کرتے اور کباب
 بنا کر کھاتے اور بعض اہل تفسیر کہتے ہیں کہ وقت شب حق آسمان سے برستا اور گرد شکر کے
 جمع ہو رہتا صبح کو ہر واحد اپنی خوراک کے موافق چمن لیتا اسی طرح چند روز گذرے تو بنی اسرائیل
 از بس شوخ زبان اور کلمہ دراز تھے کہتے لگے واللہ قد قتلنا حلاوتہ یعنی قسم خدا کی اسکی شیرینی
 بجا کر رکھا ہو یعنی کوئی چیز سلوی نہیں ملے تو مزہ زبان کا بدلے روز میٹھا کھائے کھاتے جی
 گھبرا گیا ہوتا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی کہ سلوی جانور نازل ہونے لگے مگر صبح یہ ہر
 کہ صبح کو من اور شام کو سلوٹے آتے رہتا تھا اور یہ بات چھ روز علی التواتر تھی صرف شبہ کے دن
 نہیں لیکن بروز جمعہ شبہ کا حق بھی نازل ہوتا تھا کہ دو دن تک کام آوے اور حضرت نے
 فرما دیا تھا کہ جمعہ کو زیادہ برسے گا اسکو شبہ کے واسطے رکھ چھوڑیو مگر جو ہر روز برستا ہو اسکو
 باسی نہ رکھو الا حرا صیون نے سوائے شبہ کے اور دنوں میں بھی گوشت رکھ چھوڑا آخر گوشت
 اٹبا اور بوسے بد شروع ہوئی کہ لشکریوں کا دماغ پریشان ہوا تجارتی اور سلم میں حضرت ابوہریرہ
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر نہوتی حوات کوئی عورت
 اپنے خاوند کی خیانت نہ کرتی اور جو ہر روز بنی اسرائیل تو گوشت نہ اٹبا معلوم ہوا کہ اول باسی
 رکھنے کی رسم نہ تھی بنی اسرائیل سے یہ رسم کلی اگر وہ یہ رسم نہ نکالتے تو کوئی باسی نہ رکھتا پھر کونیکہ
 گوشت سٹرتا اور حضرت حوا نے آدم علیہ السلام سے یہ خیانت کی کہ خواہ حضرت آدم کو دل سے
 چاہتی تھیں اور طاہرین کہتی تھیں میں انکو نہیں چاہتی خواہ یوں خیانت کی کہ حضرت آدم

بانی ہمارے

علیہ السلام کو شیطان کے ورغلانے سے انھیں نے گھیر لیا تھا۔ پہلے خیانت کی صفت عورتوں میں
 اول حضرت حمرا سے شروع ہوئی فائدہ جن ایک چیز شیریں دانہ دار شل شیریں اور حقیقت اسکی
 حکما کے نزدیک یہ ہے کہ مرکب ناقص کی تین قسمیں ہیں بخار لینے آب و ہوا عطار لینے خاک و ہوا
 دھان لینے نار و ہوا سو عطار محض سے ہوا تین رنگ برنگ کی پیدا ہوتی ہیں اور بخار سے پانی
 برستا ہے اور جب بخار زیادہ بلند ہو کر طبقہ زمہریر میں پہنچا اور منجمد ہوا تو زلہ و برف ظاہر ہوتا ہے
 اور دھان سے برف و صاعقہ و شہاب ثاقب اور کوکب دم دار اور صورتیں نیزہ دار اور جب بخار
 دھان پہنچے اُترا اور زمین میں نہ ہوا تو زلہ پیدا ہوا اور اگر وہ بخار محض بقوت ہوا یا ہوا یا آتش
 اور عیون جاری ہوئے اور اگر بخار لطیف مابین آسمان اور زمین کے ٹھہر گیا اور بروقت
 شب سے منجمد ہو کر سطح زمین پر گرا تو اُسی کو شبنم بولتے ہیں اور اصل شبنم ہی ہے اور اگر وہ بخار
 بصفت منجمد بین الارض و السماء برآگندہ اور پریشان رہا اُسی کا نام کھل ہے اور جب بخار اور دھان
 مرکب ہو کر ارض سے سما کو گئے تو اگر ان دونوں سے دھان ایک جزو لطیف ہے اور رطوبت
 غالب ہوئی اور حرارت معتدلہ نے اُس میں عمل کیا ہے تو اُس میں شیرینی پیدا ہو جاتی ہے اور برف کی
 طرح زمین پر گرتا ہے اُسکو ترنجبین نام رکھتے ہیں اور اگر میوہست غالب ہوئی اور حرارت معتدلہ
 عمل کیا تو اُسکو خشک انگبین بولتے ہیں اور اگر میوہست اور رطوبت دونوں معتدل ہوئیں اور
 حرارت کا عمل بھی اعتدال پر ہو تو اُسکو شیر خشت کہتے ہیں اور اگر بخار اور دھان دونوں لطیف ہو جائیں
 ہیں اور حرارت معتدلہ نے بھی تاثیر کی ہے تو اُسی کو من بولتے ہیں اور جو حرارت اُس میں مغلوب
 یا سعدوم ہو تو اُسی کا نام شبنم ہے بالکل بے مزہ اور بالفعل اصطلاح اطباء میں لفظ من عام ہے لینے
 ترنجبین اور شیر خشت اور بید انگبین وغیرہ کو بھی شامل ہے اور یہ من درجہ اول میں گرم اور رطوبت
 اور میوہست میں معتدل اور اہل و سواس اور مانجولیا اور اصحاب ابوام کو نہایت مفید ہے
 سوائے اسکے اور امراض کو بھی نافع ہے چونکہ بنی اسرائیل کے دماغ میں نہایت حرارت
 ہو رہی تھی سو تجویز ہوئی کہ من استعمال کریں تاکہ شبہات و اہیہ و اہیہ جو ان کے دلوں میں بھرے
 ہوئے ہیں دفع ہو جائیں گویا انزال من میں یہ حکمت تھی اور عرب میں استمال من کا ہر ایک
 چیز پر جو بلا مشقت اور تعب میسر آوے کہا کرتے ہیں لانا ہوا من اللہ علی عبادہ اور حدیث
 صحیحین میں بھی اشارہ ہے کہ گنہگار قسم من ہے اور پانی اُسکا شفا ہے انکو کے لیے لینے کہنسی بھی
 بے کاشت اور پرورش پیدا ہوتی ہے اور اسی طرح سے جنگلی پھل اور غلہ خود رو جسے شامخ اور

بازن عیسیٰ

کو درم وغیرہ لیکن مراد حدیث کی یہ نہیں ہو کہ گنہمی وغیرہ جنس من بنی اسرائیل سے ہوا سوا سطل
 کہ بروایات صحیحہ ثابت ہو کہ من بنی اسرائیل وہی من حقیقی تھا چنانچہ تراجم تورات وغیرہ میں
 شکل اور چہرہ اسکا بشریٰ مذکور ہے اور تفسیر چراہر میں لکھا ہے کہ ترجمین سفیدی میں مانند برف
 اور شیرینی میں شبیہ قند کے تھے تا وقت طلوع آفتاب آسمان سے برستی تھی اور بعضے کہتے ہیں
 کہ کسی درخت کا پھل تھا گوئی کی صورت نہایت شیریں اور صافی اور پاکیزہ اور بعضے کہتے ہیں
 زنجبیل اور نان تنک تھی واضح ہے ان لمن مامن اللہ علی عبادہ اور حقیقت سلویٰ کی یہ ہے کہ سلوے
 ایک جانور ہے دریائی کہ اسکو قنیل الرعد بولتے ہیں یعنی کچھ تنک سے بڑا تھو سے چھوٹا کشف الاسرار
 میں لکھا ہے کہ رنگ اسکا سرخ اور گوشت اسکا شل گوشت کباب کے ہوتا ہے اور زرد سی بسبب
 ضعف قلبی کے مرنے لگا ہوا اور اٹھانے اسکا فائدہ سوا سے اور فوائد کے یہ بھی لکھا ہے کہ دل
 سخت کو نرم کر دیتا ہے پس اس جانور کے بھینچنے میں یہ حکمت ہے کہ اسکا کھانے سے دل میں
 نرمی آوے تاکہ اخلاق درست ہوں اور بنی اسرائیل بہ اعتقاد اور سخت دل تھے اسلئے حکمت
 الہی متقاضی ہوئی کہ استمال من سے اعتقاد پاک ہو اور گوشت سلویٰ سے دل نرم ہو جائے
 اسی سفر میں پانی نہلا اور بنی اسرائیل پیاسے ہوئے اور اس قوم میں بارہ گروہ تھے کسی کوئی گ
 زیادہ کسی میں کم سو حضرت موسیٰ کی دعا سے ایک پتھر سے بارہ چشمہ نکلے ہر قوم کے موافق
 ایک چشمہ جاری ہوا چنانچہ سورہ بقرہ میں ارشاد ہوا اذا استسقی موسیٰ لقومہ فقلنا اضرب بعصا
 الحجر فانفجرت منہ اثنا عشر عینا قد علم کل اناس مشربیم کلاوا اشربوا من رزق اللہ ولا تشوا
 فی الارض مفسدین اپنے جیب پانی مانگا موسیٰ نے اپنی قوم کے واسطے تو کہا ہمنے مارا اپنے
 عصا سے پتھر کو پتھر بہ نکلے اُس سے بارہ چشمہ پھان لیا ہر قوم نے اپنا گھاٹ کھاؤ اور
 پیو روزی اللہ کی اور نہ پھر و ملک میں فساد مچانے اس آیت سے معلوم ہوا کہ استسقا یعنی
 استغفار اور توبہ اور اظہار عجز و وقت طلب پانی کے پیغمبروں کی سنت موکدہ ہے اور جو اس
 طریق خاص سے پانی عنایت ہوا تو سبب اسکا یہ تھا کہ حضرت موسیٰ نے خاص اپنی ہی
 امت کے واسطے پانی مانگا تھا اور ہمارے ان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام عالم کے واسطے
 درخواست کی تھی کہ آب باران آسمان سے عنایت ہو کہ عام ہوتا ہے اسی طرح اور پیغمبروں نے آب عام
 مانگا ہے عام ملا ہے حضرت موسیٰ نے خاص مانگا خاص ملا فائدہ بعضے کہتے ہیں کہ الف اور
 لام حبر پر جنس کا ہے کوئی پتھر معین نہ تھا جس پتھر پر عصا مارے پانی نکلتا تھا چنانچہ

حسن بصری اور وہب بن نصیب اسی بات کے حامل ہیں اور اس صورت میں یہ معجزہ معجزہ عصا پر اور بعضے کہتے ہیں کہ پتھر میں تھا جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پاس کو بیٹا تھا اور وقت احتیاج یہ کام اسی سے لیتے تھے یہی قول صحیح ہے بعضے کہتے ہیں کہ یہ پتھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور سے اٹھا لائے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ پتھر اصل میں ہشتی تھا اور حضرت آدم کے ساتھ دنیا میں آیا اور بطریق توارث حضرت شعیب علیہ السلام کو پہنچا انھوں نے جب عصا عنایت کیا وہ پتھر بھی دے دیا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ وہ پتھر ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے لے بھاگا تھا قصہ اسکا سورہ احزاب میں بطریق اشارہ مذکور ہے علامہ ابنی تفسیر عالم التنزیل میں اس طرح تفصیل فرمائی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کریم با حیات تھے اپنے بہن کو ایسا چھپائے کہ ہرگز بدن انکا دکھائی نہ دیتا تھا ایک دن کسی منکر نے کہا کہ حضرت موسیٰ جو چھپ کر نہاتے ہیں انکے بدن میں عیب ہے یا تو بدن سفید ہے یا خضیب پھولا ہے یا کچھ اور آفت ہے اس واسطے اللہ صاحب نے چاہا کہ حضرت موسیٰ کو عیب سے دور رکھیں اور گمان فاسد مضند دن کا دفع کریں چنانچہ اُس عرصہ میں ایک دن حضرت موسیٰ تنہائی میں نہاتے تھے اور اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھے جب نہا چکے اور کپڑے پہننے کو ہوئے تو وہ پتھر کپڑے لیکے بھاگا کہ حضرت موسیٰ لاشی لیکے اُسکے پیچھے پڑے اور یہ کہتے جاتے توبی یا حجر سو وہ پتھر جماعت بنی اسرائیل پر گذر اتب بے تمیز دن نے حضرت موسیٰ کو برہنہ دکھیا اور بے عیب پایا سخت شرمندہ ہوئے پھر وہ پتھر ٹھہر گیا کہ حضرت موسیٰ نے کپڑے پہنے اور لاشی سے اُسے مارا تین یا چار یا پنج نشان اُس پتھر میں ہو گئے اور اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اس پتھر کو رکھو وقت پر کام آوے گا سو اسی پتھر سے یہ کام نکلا چنانچہ سورہ احزاب میں ہے یا ایہا الذین آمنوا لا تکنوا کالذین آذوا موسیٰ فرأه الله قالوا دکان عند الله وجهنا لنعنی اایمان والو تم مت ہو ویسے جنھوں نے ستایا موسیٰ کو پھر بے عیب دکھا یا اسکو اللہ نے اُنکے کہنے سے اور تھا اللہ کی ہاں آبرور کھتا صورت اُس پتھر کی کعب یعنی مربع تھی نیچے اوپر چھ سطحیں اور چار سطحیں اور بھی تھیں انھیں سے تین تین جہتیں جاری تھیں کہ سب بارہ ہوئے بعضے کہتے ہیں حضرت موسیٰ کی دعا سے وہ پتھر پانی زمین سے لیکے نکلا تھا اور عالم التنزیل میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بارہ مرتبہ بارہ جگہ اپنی لاشی مارنے تھے

کہ ہر مقام میں ایک نشان ایسا چڑھتا تھا جس طرح چھاتیوں کی بھنپیاں اور پہلے عرق لاتا پھر پانی ٹپکتا بعد ازاں کے پانی بہتا اور بنی اسرائیل باہر نکلتے تھے اور علیحدہ علیحدہ پیارے اور ہر ایک گروہ کا ایک چشمہ معین ہو گیا تھا کہ وہ گروہ اس چشمہ کے سوا سہ دوسرے سے نہ پیتا پھر لشکر کا کوچ ہوتا پھر کوٹھا لیتے بالکل خشک ہو جاتا گونا گوں کی بات سے اس منہج میں ایک نو پیدا ہوتی تھی کہ اس سے دو باتیں عجیب ظاہر ہوتی تھیں ایک تو قریب کی ہوا تیرہیم پہنچتی تھی دوسرے وہ ہوا فرط تبرید سے پانی ہو جاتی تھی یا بیابان میں ہر کہ ہر ایک درخت زمین سے پانی لیکر اپنی شاخوں کو پہنچاتا ہر اگر واسطے تیز سے موسیٰ کے پیچھے پانی لیکر پکا یا تو کیا عجیب ہوا تیرہیم پہنچتی تھی میں انس بن مالک وغیرہ اصحاب سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت صلعم مقام زورامین پہنچے اور وہاں پانی نہ تھا ایک چھوٹے باسن میں پانی لے کر آیا اور حضرت صلعم نے اپنی انگلیاں پانی میں ڈالیں تو فوراً وہاں پانی انگلیوں سے جاری ہوا کہ تین ہزار آدمیوں نے وضو کیا اور تبرکات اُسکو بیا فائدہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت صلعم کو احوال بنی اسرائیل کا شنایا کہ ان بہ قوفوں کی استعداد فاسد ہو گئی ہے ہرگز شریعت واحدہ پر مجتمع نہ ہونگے کیونکہ باوصف موجود ہونے حضرت موسیٰ کے یہ لوگ ایک مشرب پر جمع نہ ہو سکتے اور علیحدہ علیحدہ پانی پیا کیے اب کہ وہ صورت ظاہری پر جمع ہو کر مجتمع ہو سکتے ہیں فائدہ سوا سے ان معجزات کے جو اوپر لکھے گئے دو معجزے اور بھی کتب تواریخ میں پائے جاتے ہیں ایک بہ بیتہ الحکم حقیقت اسکی یہ تھی کہ ایک وشاح جسکو عربی میں ثمانی اور ہندی میں بدھی بولتے ہیں زر و صوف و کتان و ریشم بائینہ سے بنا کر دو اسر نفیسہ اس میں آویزاں کیے تھے اور انہیں تین سطریں بزرگ مختلف لکسی تھیں کہ انکے دیکھنے سے تمام حروف تہجی پیدا ہوتے اور حقیقت نام تھے حضرت ابراہیم واسحاق و اسباط کے اور خاصیت اس میں یہ ہو گئی تھی کہ جب کوئی مہم بنی اسرائیل کو پیش آنے والی ہوتی تو امام اعظم ہارونی کے پاس آتے اس وقت امام پوشاک نفیسہ پہن کر اس بدھی کو گلے میں ڈالتا اور حادثہ کی شرح کر دیتا بہ بیتہ الحکم سے جو اس میں لیتا اور جو کلام ہوتا تو اسکی کیفیت حروف مفردہ سے پیدا ہوتی اور ترکیب حروف سے سب حال معلوم ہو جاتا جس طرح علم جفر سے دریافت ہوتا ہے دوسرا ایک حوض پانی سے بھرا تھا اور اس کے گرد اکیلے حاطہ تھا جس میں دروازہ لگا ہوا اور اس میں نخل چڑھا ہوا تھا اور کبھی اسکی حضرت ہارون کے سپرد تھی اس میں خامیہ تھی کہ جب کسی شخص کو اپنی عورت پر کچھ شبہ ہوتا تو وہ ایک مٹی کے باسن میں اسکا پانی لیتا اور اکیلے مٹی کے گار کا حوض اور کچھ چمچہ گرم کر دیتا صورت حال کھل جاتی بعد اس کے وہی پانی اپنی عورت کو پلاتا اگر زانیہ و بدکار ہوتی

بایں معجزات موسیٰ علیہ السلام

تو بزرگ سیاہ ہو کر مر جاتی تھی اور جو بقیہ تصور ہوتی تو اسی سال میں اپنے شوہر سے ایک لڑکا کیونکہ بنی اسرائیل
 تواریخ میں مذکور ہے کہ یہ دونوں سب سے ہزار برس تک بعد حضرت موسیٰ کے باقی رہے تھے والہم عنہما اللہ تعالیٰ
 بنی اسرائیل جنگل میں ایسی ایسی نعمتوں سے متفع رہے جس کا حد و پیمان نہیں تو شکر گزاری اُسکی یہ تھی
 کہ اپنے پیغمبر کی متابعت کرتے اور شیوہ فرمان برداری اختیار کر کے بے تکلف عمر عزیز کو بسر کرتے اور
 کھانا پانی جو غیب سے بلا تکلیف و محنت ملتا تھا پیٹے کھاتے اور باطمینان تمام عبادت حق و احادیث میں
 مشغول رہتے وہ تو نہوا بلکہ بسبب قصور تعداد و کم ہمتی و میلان سفلی کے وہ نعمتیں اُنکے حق میں جو
 کفر و تفرقہ و ایمان پرستوں اور بے ادبی سے کہنے لگے یا موسیٰ بن نصیر علی طعام واحد یعنی اے موسیٰ ہم نہ ٹھہریں گے
 ایک کھانے پر اس جگہ طعام واحد سے وحدت تکراری مراد ہے نہ وحدت فردی و جنسی اور عرف میں
 رواج ہے کہ طعام مکرر کو جو جنس مختلف سے بلا تبدیل و تغیر ہو طعام واحد بولتے ہیں اور وحدت اعتباری
 بجائے وحدت حقیقی استعمال کرتے ہیں فائدہ اس کلام میں بنی اسرائیل سے دو بے ادبی صریح
 ظاہر ہوئے ہیں ایک یہ کہ ایسے پیغمبر اور انوار عظیم الشان کو نام لیکر بکارا اور یا رسول اللہ یا نبی اللہ نہ کہا
 دوسری معلوم ہوتا ہے کہ صبر کر سکتے تھے لیکن باختیار خود نہیں کرتے تھے کیونکہ ان نصیر بنی اسرائیل کے
 کلام میں واقع ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو بولتے کہ لن نطیع العباد الا ان کن من انصیر حقیقت یہ ہے کہ بنی اسرائیل
 کہنے لگے کہ ہم کئی وجہ سے ایک طرح کے کھانے پر صبر نہیں کر سکتے ایک وجہ یہ ہے کہ سن آسل میں شبنم ہے
 جو ہوا سے پیدا ہوتی ہے اور سلو سے ظاہر ہے کہ ہوا آسکو ہمارے سامنے لا کر ڈال دیتی ہے اور ہم مخلوق
 ارضی ہیں ہماری غذا ایسی جو حسین حکم زمین غالب ہو اور یہ کھانا آسمانی ہے دوسری یہ کہ ایک طرح کے
 کھانے سے جو نیک نہیں رہتی اور قوت باضمہ ضعیف ہو جاتی ہے تیسری یہ کہ یہ کھانا خلاف عادت ہے
 اور طعام غیر معتاد اگر چہ نفیس لطیف بھی ہو چند ان مرغوب طبع نہیں ہوتا بخلاف طعام عادی و سادہ
 مگر کہ کثیف غسیس ہو اسی جگہ سے اہل خلاصت کو اہل شہر کا کھانا مرغوب نہیں ہوتا بلکہ سیر نہیں ہونے
 خارج کنار یک یخرج لنا مما تبنت الارض من قبلھا وقتانھا و قومھا وعدھا و لصلھا سوچا رہا کہ
 واسطے اپنے رب کو کہ نکال دے کہ جو آگتا ہے زمین سے زمین کا ساگ اور گھڑی اور گنہوں اور
 اور پیاز لینے اپنے اللہ سے دعا کرو کہ بے اسباب ظاہری بطریق خرق عادت میں اور سلو سے کئی طرح
 ہر منزل میں وہ چیزیں مہیا کرے جو زمین سے نکلتی ہیں اول وہ چیزیں جو بلا انتظار دانہ اور غلہ و
 بے جوش و بہانہ تک سبھی میں جس طرح خرفہ پاک پودینہ کشنیز تر تیزک گندنا وغیرہ اشیاء کہ وقت
 نہ ملنے کھانے کی سرینح النفع اور سب و زائد ہیں دوسری وہ چیزیں جو قائم مقام غذا ہیں اور انتفاع

بجائے جادوئی

اسکے ظاہر سے متعلق ہر جیسے گڈی کھیرا خربزہ وغیرہ تیسری وہ چیزیں جنکے باطن سے انتفاع ہوتا
 تھا۔ یہ جس طرح گیہوں کے آہین احتیاج پینے پکانے کی برقی ہر جیوتھی وہ چیزیں کہ آہین نقشیر کی
 حاجت نہیں بلکہ لذت غیر مقشر قوی تر ہر مقشر سے چنانچہ مسور بخلاف ماش وغیرہ کے پانچون پہاڑ
 کہ اسکی بوسہ نان غوریش کی اصلاح ہو جاتی ہر اور خود بھی بعض اوقات بجائے نان غوریش ہر فائدہ
 نشہ بفسرین صحابہ قوم کو واسطے مناسبت بصل کے معنی ٹوم لینے لہسن کے تجویز کرتے ہیں اور کہتے ہیں
 کہ قوم اصل میں قوم تھا الا لغت اصل میں قوم بمعنی گندم آیا ہر اور عرب وقت طلبان گندم کے
 بولتے ہیں قوموا الننا احر اجزوا الننا خبر الخنطہ اور بھی انفصال قوم کا بصل سے اور اتصال اسکا حد
 دلالت کرتا ہے کہ کلمہ فا آہین اصل ہر اور قوم بمعنی گندم ہر آسے قرأت عبداللہ بن مسعود میں بجائے
 قومما ثوما واقع ہوا اور اس قرأت میں معنی سیر کے متعین ہیں ابوبکر بن ابی الدنیا ابن عباس سے
 روایت کرتے ہیں کہ فرماتے تھے قرأت مختار میری قرأت زید بن ثابت کی ہر مگر سولہ حرفتین قرأت
 ابن مسعود کی ہیں اختیار کرتا ہوں از انجملہ میں بقلماء و قشائما و قومما ہر اور ظاہر ہر کہ اختیار اس وقت کا
 قرأت ابن مسعود میں بسبب شبہ کے ہر وہی شبہ اکثر شاخین کو بھی واقع ہوا ہر وہی ہر کہ آخر میں
 اطمینان مطلوب بنی اسرائیل کو دنی خسیس ردی فرماتے ہیں اور ساگ گڈی پیاز عدس البتہ اطمینان
 ہیں لیکن گیہوں جو ب اعلیٰ میں ہر آسکو اطمینان دیدہ میں کس طرح داخل کریں لہذا یہ تجویز ہوئی کہ
 قابل ہر ثامتے اور اصل کلمہ ٹوم ہر بمعنی سیر کہ روایت اور گندگ اسکی پسیدہ نہیں ہر اور اصل
 شبہ کا یہ ہر کہ جو ہر گیہوں کافی نقشہ بلا شبہ جو ب اعلیٰ میں ہر لیکن جب ساگ اور پیاز اور
 عدس اور گڈی کے ساتھ کھایا جاتا ہر تو ادنیٰ ہو جاتا ہر کسواسطے کہ روٹی جو دت بردار است
 نقاست خاست میں تا یح ناما بخورش کے ہر جس طرح کی ہو لہذا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
 کہا اور اللہ تعالیٰ نے اسی کلام کو اپنے کلام میں نقل کیا استبدون الذی ہوا دنی بالذی ہو خیر
 کیا تم لیا چاہتے ہو ایک چیز جو ادنیٰ ہر بد سے ایک چیز کے جو بہتر ہر یعنی تم بد لا چاہتے ہو اس
 چیز سے کہ از رو سے قیمت اور قدر اور منفعت اور لذت ادنیٰ ہر بعض اس کے جو ہر وجہ سے بہتر ہر اور
 ہر چند کہ یہ تبدل فی نفسہ گناہ شرعی نہیں ہر کیونکہ تقویت حفظ نفسانی کی ہر الایمل باسفل اور
 دنو بہت تمہارا آخر کو ایسا کر دیکھا کہ تم دنیا کو آخرت سے بدل ڈالو گے اور ہر موقع محل میں تسفل و
 تنزل کے فکر ہو جاؤ گے اور کوئی کام عالی بہتوں کا تم سے نو سکیگا اسلئے میں تمہارا مطلب جناب
 اتقی میں اتقاس نہیں کر سکتا اور جو تم باوصف تنبیہ کے اہر کر کے ہو تو علاج اسکا یہ ہر کہ اگر کسی میں

تو ملے جو کچھ مانگتے ہو ساگ و پیاز و عدس وغیرہ ملا استعدا کیا قال اللہ اسبطوا مطرفان لکم ما سألتمہن
مقام میں مصر سے مصر فرعون مراد نہیں ہے بلکہ ایک شہر شام کا ہے بعض کہتے ہیں ایلیا اور بعض کہتے ہیں
اریحا چنانچہ بنی اسرائیل بطبع غلات شہر اریحا کی طرف چلے جب قریب تر پہنچے تو علاقہ اس شہر کو خالی
کر گئے اور غلات و فواکہ بہت چھوڑ گئے اور ارشاد الہی ہوا و دخلوا ہذہ القریۃ فکلوا منها حیث شئتم
برخدا و ادخلوا الباب سجدا و قولوا حطۃ نفعکم خطایا کم و ستریدہم حسنین یعنی داخل ہو اس شہر میں اور
کھاتے پھر و اس میں جہان چاہو خوش ہو کر اور داخل ہو دروازے میں سجدہ کر کے اور کو گناہ اترے تو میں
ہم تقصیر میں تمہاری اور زیادہ بھی دینگے نیکی والوں کو فیصلہ الذین ظلموا قولاً غیر الذی قبل لم نازلنا علی
الذین ظلموا رجزاً من السماء بآکانوا یفسقون بنی اسرائیل بے انصافوں نے بات سوا اس کے جو کہدی تھی پھر
آما رہے بے انصافوں پر عذاب آسمان سے انکی بے حکمی پر صحیح ستہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
رہایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بنی اسرائیل کو ادخلوا الباب سجدا ارشاد ہوا تو داخل ہو کر
سریون پر پھسلے اور کہتے تھے کیوں جو ملے گیہوں جو ملے نیلے سحران سے حطہ کے مقام پر خنجر گرنے لگا اور
سجدہ کی جگہ سریون پر پھسلنے لگے آخر جب شہر میں داخل ہوئے تو پھوڑے کی دباہری ستر ہزار
بنی اسرائیل مر گئے ایک ساعت یا ایک دن میں اور نزول و با اس طرح ہوا کہ ہوائے سہلی سمان سے
آئی اور سام میں ہو کے بدن میں گھسی کہ مزاج روح کا فاسد ہو گیا اور خون میں سمیت پیدا ہو گئی
پھوڑے نکلے اور اس کے اثر سے دل متاثر ہوا مر گئے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک آگ آسمان سے آئی
اسنے سب کو جلا دیا فائدہ اہل عرفان فرماتے ہیں کہ قریہ زبان اشارت اس میں شریعت ہے کہ جو شخص
اس میں داخل ہوا اس میں ہوا یا مراد فائدہ دل ہے کہ بہت اشرف اور جو شخص در اادت سے بے تخصیص و مضرعت
اس میں در آوے اپنی مراد میں پادے مگر جو کوئی کسی حکم کو احکام شرع سے قولاً یا فعلاً بدلے یا کسی صفت
صفات دل سے متغیر کرے مرتبہ وصال سے دور رہے گا اور سختی مذاہب ہو گا فائدہ تحقیق یہ ہے کہ
بنی اسرائیل قریہ اریحا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے روبرو داخل ہوئے اور یہ داخل ہوا تو یہ وہ
ہستغفار تھا اور سب یہ ہوا کہ جب بنی اسرائیل بعد ہلاکت فرعون جانب شام چلے تو راہ میں فوج حمالہ
پڑی تھی انکے ہمراہ بت تھے بصورت گوسالہ انھوں نے کہا اے موسیٰ ہکو بھی چندیت بنا دیجیے حضرت
موسیٰ کو نہایت رنج پہا صلی او بنی اسرائیل و نہ لگے اور جلا انکے نادوم موسیٰ سے تب حضرت موسیٰ نے انکے
داسٹے منفرت چاہی تو بنی اسرائیل نے کہا اب انکی جہیز کی طرف کا ہو تو بجالادین فرمایا حکم الہی ہے کہ ملک شام جگر
فتح کرو اور راہ میں قریہ اریحا ملیگا وہاں بخشش تمام سجدہ کرو اور حطہ و نوب کی دعا کرو حکمت یہ تھی کہ انھیں

لوگ بت پرست تھے شاید انکا استغفار دیکھ کر بت پرستی چھوڑ دیں چنانچہ نبی اسرائیل چلے اور دروازے
 اریحا پر پہنچے صلحا موافقی حکم جلالائے جہلانے منہراپن کیا انپر دبا پڑی تب حضرت نے دعا فرمائی کہ وبا
 دفع ہوئی اور جو بعض تواریخ میں یہ واقعہ بعد فتح اریحا کے لکھا ہے سو قول ضعیف ہے اس واسطے کہ فتح اریحا حضرت
 یوشع کے وقت میں ہوئی ہے حضرت استاد الاستاذ تفسیر غزیری میں فرماتے ہیں کہ یہ جو بعض کہتے ہیں کہ
 وہ موضع بیت المقدس تھا غلط ہے کیونکہ نبی اسرائیل بعد وفات موسیٰ کے وہاں گئے ہیں اور فشا، اشبہ کا
 یہ ہے کہ باب حطہ بیت المقدس کا ایک دروازہ ہے اور داخل ہونا اسکا موجب کفارہ گناہان ہے حالانکہ یہ دروازہ
 بعد تیسرے بیت المقدس کے بنایا گیا ہے اور بیت المقدس حضرت سلیمان کے وقت میں بنا ہے حضرت موسیٰ کے
 عہد میں نہ بیت المقدس تھا نہ دروازہ مگر عجیب نہیں ہے کہ حضرت سلیمان یا کسی اور پیغمبر نے اریحا کے
 دروازے سے بالہام یا وحی مشابہت دیکھ کر لقب باب حطہ کر دیا ہو اتنی اس جگہ سے بھی دخول قریحا
 حضرت موسیٰ کے عہد میں معلوم ہوتا ہے فائدہ صحیح مسلم میں ہے کہ فرمایا حضرت نے طاعون زحیری لینے
 عذاب کہ نبی اسرائیل پر اور آپس جو تیسے پہلے تھے نازل ہوا سو جب قوم اسکو کسی زمین میں نہ داخل ہو
 اُس میں اور جو واقع ہو اُس میں جہان تم ہو تو نکل نہ جاؤ خلاصہ یہ کہ قصد ہلاکت میں نہ پڑو اور غضب الہی کا
 سامنا نہ کرو اور جو واقع ہو جائے تو بھاگو بھی نہیں کیونکہ تسلیم و رضا و توکل کے خلاف پڑتا ہے اور حدیث میں
 وارد ہے کہ جب واکسی جگہ پڑے اور وہاں کے رہنے والے نہ بھاگیں اور صبر کریں تو انکو اجر ملتا ہے
 اور شہیدوں کا مرتبہ عنایت ہوتا ہے گو زندہ بھی رہیں اس جگہ بے غصہ ظاہر ہیں مشہد کرتے ہیں کہ بھگنا
 قحط وغیرہ بلاؤں سے شرعاً جائز ہے چنانچہ القراء لا یطاق من سنن المسلمین مشہور ہے اور طاعون
 اور دبا پڑی بلاتین ہیں ان سے بھاگنا کیلئے منع فرمایا جواب اول یہ ہے کہ اس بلاتین اکثر لوگ گرفتار
 ہوتے ہیں بالخصوص اقارب عشائر احباب معارف اگر اور دن کو حکم قرار دیا جاتا تو ہمارے انکے پیچھے
 تباہ ہو جاتے اور بے اجل مر جاتے پس ایسے وقت میں بیماروں کی خدمت اور دیکھنی کرنا حکم جہاد میں ہے
 اور ایسے موقع پر صبر کرنا ایسا ہے جیسے صفت جہاد میں بخلات اور بلاؤں کے یہ مانع اس جگہ نہیں ہے جو
 یہ کہ توکل اور صبر کرنے والے کو عادت ہو جائے کہ جب بلا آجائے تو اس پر صبر کیا کرے تیسرا یہ کہ اگر
 آدمی وبا سے بھاگ کر دوسرے شہر میں جا رہتا اور اتفاقاً وہاں بیج جاتا تو اسکو بھی یقین ہوتا کہ اگر
 میں وہاں سے نکل نہ آتا تو انکے ساتھ میں بھی وہاں میں آجاتا اس عقیدہ سے وہ شرک خفی میں گرفتار
 اور اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ جہان کہیں ہوگی موت تمکو گھیر لی پس معلوم ہوا کہ با سے بھاگنے میں
 کچھ فائدہ نہیں چوتھا یہ کہ وہاں میں حرکت کرنا بھی بہترین ہے کہ اس واسطے کہ اطباء نے لکھا ہے کہ جس کو وبا

پر ہیز کرنا منظور ہو تو چاہیے کہ ان دنوں میں غذا کم کھائے اور رطوبت زائدہ کو کسی طرح کسی تدبیر سے
 دفع کرے اور ریاضت اور حرام سے پرہیز کیا کرے کیونکہ فضلات ردیہ اس سے جوش کرتے ہیں اور
 لازم ہے کہ ان دنوں میں آرام اور سکون اور آسائش اختیار کرے تاکہ اخلاط جوش میں نہ آویں یا چون
 یہ کہ طاعون اور وبا ارواح جنیشہ کے آثار میں ہیں چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فائنا
 وخر اعداگم من جن یعنی وبا کو بچا ہو تمھارے دشمنوں کا جن سے پس معلوم ہوا کہ یہ بھی جہاد ہے کفار جنوں
 لہذا درجہ شہادت ملتا ہے اور جنوں میں جو مسلمان ہیں وہ ہکو تکلیف نہیں دیتے مگر جو کافر ہیں وہ
 تکلیف دیتے ہیں پس بھاگنا ان کے مقابلے سے موجب ذلت اور انکساری اور ظاہر ہے کہ بھاگنا ہر
 سب سے پرتی ہے اور گناہ آدمیوں سے شیاطین کو اتاتے ہیں سو بڑا ڈالنے پر بھی شیاطین کو
 مقرر کیا تاکہ معلوم ہو کہ جنکے کئے سے گناہ کرتے ہیں انھیں کو مارنے پر مقرر کیا اور یہ بھی معلوم ہو
 کہ جو شخص کسی کے کئے سے گناہ کرے اور اسکو اپنا دوست جان کر اسکا کینا مانے حق تو اسے اسکو
 اسپر مسلط کرتا ہے بیان تک کہ اسکو اسکے ہاتھوں سے ہلاک کرواتا ہے اگر کوئی شخص کہے کہ وہ ان کے کو
 جنات کیوں مقرر ہوئے اور کوئی دوسری چیز مقرر ہوتی تو جواب اسکا یہ ہے کہ وبا اکثر گناہوں سے
 آتی ہے خصوصاً حرام کاری اور زنا سے اور آدمی کا معمول ہے کہ حرام پوشیدہ کرتا ہے سو حکمت الہی تقاضی
 ہوتی کہ اسپر دشمن بھی چھپے مسلط کریں تاکہ پوشیدہ گناہوں کی سزا بھی پوشیدہ رہے اگر کوئی کہے کہ چرا
 تمھوڑے سے آدمی کرتے ہیں سارے شہر پر وبا کیوں آتی ہو تو اسکا جواب یہ ہے کہ کشتی کو ایک ہی آدمی
 ڈوباتا ہے مگر اسکے ساتھ سب کی سب کشتی ڈوب جاتی ہے اور چونکہ یہ بیماری بسبب گناہوں کی ہوتی ہے سو اسے
 اس بیماری میں توبہ و استغفار کرنا غیر امت صدقات بہرہ خدا دینا سبحان اللہ پڑھنا درود کا ورد کرنا اور دعا
 الا باللہ اکثر زبان پر لانا ناز و تقویٰ اختیار کرنا بہتر ہے حدیث شریفین میں آیا ہے کہ وبا جنوں کا کو بچا ہے
 یہ بات عقل سے باہر ہے لیکن حبیب خبر صادق و حکیم مازق نے اسکی خبر دی تو اسکو عقل سے ملانا کچھ ضرور
 اور حکیموں کا قول ہے کہ ہوا فاسد ہو جاتی ہے اسکی باعث سے آدمی کے جسم میں زہر پھیل جاتا ہے کبھی
 پھوڑے نکلتے ہیں اور کبھی دم ہوتا ہے یہ بات بھی ہو سکتی ہے کہ وبا کبھوں اس طرح سے آتی ہے اور کبھوں جنوں
 کو بچنے سے مگر حضرت صلعم نے جو سبب عقل میں سمجھنا سکتا تھا اسکو بیان فرمایا کیونکہ ہر حکیم بیان کر سکتا ہے
 کہ یہ فساد ہوا کا ہے لیکن یہ بھی خیال میں آتا ہے کہ اگر وبا فساد ہوا سے ہوتی تو کوئی چرند و پرند آدمی ہرگز
 زندہ نہ رہتا کیونکہ ہوا ایسی چیز نہیں کہ ایک کو لگے دوسرے کو نہ لگے قطع نظر وبا طاعون کبھوں ان شہر و
 ہوتا ہے جسکی معاصف دے کہ ورت ہے اور گا ہی صحیح المزاج و قوی الجثہ کو لائق ہوتی ہے پس اگر خدا ہوا ہوتا ہے

کہ یسوع زمین سے منقطع نہو کیونکہ کسی زمانے میں بعض بلا دنیا ہو اسے خالی نہیں ہوا اور اگر
فساد اور فحشہ و ضعف طبع پر موقوف ہر توجا ہے کہ صحیح و قوی لوگ محفوظ رہیں حالانکہ یہ اعرام
ہو تا ہی باجیکہ کوئی ضابطہ عقلیہ اس معاملے میں پایا نہیں جاتا صرف خبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی خبر صادق ہر اور عقل بھی قبول کرتی ہے فائدہ حضرت استاذ الاستاذ محدث دہلوی فیغیر غریہ میں
فرماتے ہیں کہ یہ اذخرو الباب سجداً و قولوا حطّہ نضرکم سے کمی فائدے نکلے اول یہ کہ توبہ میں زبان
استغفار و بہن سے سجدہ و صلوٰۃ بجالانا تم توبہ ہی کو حقیقت توبہ یہ ہے کہ تائب اپنے گناہوں
گذشتہ پر ندامت و گناہ آئندہ کے ترک پر عزمیت پیدا کرے اور یہ بات علامہ دل سے کہتی ہے
مگر سرگاہ کہ صفت تائبہ پکڑتی ہے تو بلا طور ظاہر میں نہیں رہتی و لہذا حدیث شریف میں صلوٰۃ توبہ
وصیغہ استغفار وقت توبہ مذکور ہوا ہے دوسرا یہ کہ جب کوئی شخص کسی گناہ میں مشغور ہو تو اسکو
لازم ہے کہ توبہ بھی اعلان سے کرے اور لوگوں کو مطلع کرے اور استغفار زبانی بجالا دے اور پاکیزہ
مستقی لوگوں کو گواہ کرے اور صدقات و خیرات و صلوٰۃ ادا کرے یہ اس سبب سے کہ بد و ن
ان چیزوں کے توبہ تمام نہیں ہوتی بلکہ واسطے ذوال تمت کے اطلاع دینا لوگوں کو اپنی توبہ سے
ضرور ہے تاکہ لوگ غیبت و سوء ظن سے باز رہیں کیونکہ توبہ گونگے و جاماندہ کی بھی مقبول ہے حالانکہ
حرکت زبان پر دہلنے پھرنے پر قدرت نہیں رکھتا اسی طرح جو شخص کسی مذہب باطل سے متہم ہو پھر
اسکو حق ظاہر ہو تو لازم ہے کہ جو لوگ اس حال سے واقف ہیں انکو اپنی ندامت و توبہ سے مطلع کرے
تیسرا یہ کہ بعض مواضع متبرکہ سورہ رحمت حق ہیں و بعض خاندان قدیم اہل صلاح و تقویٰ ایسے ہیں
کہ انہیں توبہ کرتے ہی توبہ جلد مقبول ہوتی ہے آجین مردویہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہیں کہ ابوسعید ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی سفر میں یا لڑائی میں
رات کے وقت جاتے تھے جب رات آخر ہوئی تو ایک پشتہ پہاڑ ملا کہ اسکو ابوسعید دار الخطل بن گئے
اس مقام پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماشل ہذہ النشیۃ الاکمل الباب الذی قال اللہ لنبی اسرائیل
ادخلوا الباب سجداً الی آخر الا تاتے یعنی نہیں ہے شمال اس پہاڑ کے مگر ایسی جیسے وہ دروازہ جسکے حق میں
اللہ نے بنی اسرائیل سے فرمایا ہے وہ داخل ہو دروازے میں سجدہ کر کے اور گناہ اترے اور جناب
امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں انما شلتنا فی ہذہ الامۃ کسفیتہ نوح و کباب حیلہ
بنی اسرائیل یعنی ہماری مثال کہ ہم اہل بیت رسالت و حامل سہرا ولایت ہیں ایسی ہی جس طرح کہ شیخ
دور درازہ خط کہ نجات اُس مبت کی طوفان نفس شیطان سے و تجميع توبہ عصیان سے بسبب قول

سلاسل اولیاء اللہ میں وابستہ اسی خاندان عالیشان کے ہی چنانچہ فی زمانہ یہ امر ظاہر ہو چکا تھا یہ کہ اس آیت سے شافعیہ نکالتے ہیں کہ تحریمہ نماز بغیر لفظ اللہ کر درست نہیں یعنی سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اعظم واللہ اعز سے جائز نہیں ہو اور بعض اہل ظواہر کہتے ہیں کہ تبدیل لفظی سے نماز فاسد ہوتی ہو اور مجوزین تبدیل پر طعن کرتے ہیں لیکن مدار معائرت میں انکلام میں کا عرف میں معائرت مضمون پر ہر نہ معائرت لفظیہ پر نقطہ پس اگر صرف تبدیل لفظی واقع ہو جائے باوجودیکہ معنی میں اتحاد یا تقارب معنی ظاہر ہو محل طعن نہیں اور اس آیت سے توصات صاف نکلتا ہے کہ بنی اسرائیل نے صیغہ استغفار کو تسخیر سے بدل دیا اس کلام سے جو معائرت تھا کلام ارشادی سے کیونکہ کلام ارشادی میں طلب گ مرزب ہو اور بنی اسرائیل نے دنیا طلب کی اور غلات و فواکہ کی رغبت ظاہر کی یا محض شٹھا کیا اور جو تبدیل لفظی کرنے اور خطہ کے مقام پر تب علینا خواہ اغفر لنا کہتے تو بھی مضائقہ نہ تھا انھوں نے وہ کلام اختیار کیا جو معنی میں مضاد اور مفہوم میں معائرت تھا اگر کوئی کہے کہ بنی اسرائیل نے تبدیل ذات کے لیے دوسری قسم کا کھانا چاہا تھا کچھ یہ مطلب نہ تھا کہ سن و سلوی موقوف ہو اس صورت میں کلام انکا استدلال پر کس طرح حمل کیا گیا تو جواب یہ ہو کہ بنی اسرائیل ملال خاطر اپنا طعام آسمانی سے بیان کر کے کہتے ہیں فادع لنا ربک نخرج لنناخ اس سے ظاہر ہو کہ بعد اسکے طعام آسمانی نہ کھا ٹینگے بلکہ طعام زمین سے سیر ہو گئے اور ظاہر ہو کہ آدمی مقدار زمین سے زیادہ نہیں کھا سکتا ہے بلکہ جب قدر اور قسم کا کھانا کھا لیتا ہے اسی قدر دوسرا کھا تا ہے پس کھانے میں تبدیل ادنیٰ باعلیٰ لازم آئی گو تبصریح لفظ تبدیل نہ کو نہیں ہو فائدہ بنی اسرائیل کو ہمیشہ میلان بلسفل و فوہبت و زلال لازم رہا تا وقتیکہ حضرت موسیٰ و ہارون و یوشع ابن نون علیہم السلام وغیرہم پیغمبرین عالی شان موجود رہے انکے حکم کا علیہ رہا اور اثر صفات ربانہ کا پید انہو واجب وجود عالی بہتوں کا انہیں سے جاتا رہا تو اسی اثر نے ظہور پکڑا کہ لباس جہان و مقرا و میلان زراعت و فلاح پیدا ہوا و میوہ دماقین سبک دلیل ہو گئے اور یہ واقعہ بعد تسلط جاہوت و حاد نہ نعت نصر کمال راسخ ہو گیا چنانچہ ضربت علیہم الذلۃ و المسکنۃ اس پر دلیل ہو ذلت تو یہ ہو کہ ہمیشہ مسلمانوں اور نصرانیوں کے زیر دست رہے تب تک حکومت کسی جگہ نہیں رکھتے اور سکنست و فقر کا یہ سبب کہ سبب ادا سے جزیرہ و عشور وغیرہ مواخذات کے خروج و خل سے زیادہ رہتا ہو اور اگر احیاناً کوئی شخص ظالم بھی ہو جاتا ہو تو مصائدات کے خوف سے آپ کو مغلس ہو کر رہتا ہو اور یہ سبب خرابیاں اس وجہ سے لاحق ہوتی ہیں کہ اس قوم ناباک نے پیغمبروں کو ناحق قتل کیا اور آیات خدا کو انکے مقام سے نکال ڈالا اور جبل اللہ اور احکام پیغمبروں کی اطاعت نہ کی بلکہ اکثر آیات و احکام جو قیامت معامی بردالت و منہر کہتے تھے

آنگوہاویات بالاس سے بھاڑنے لگے ائمہ جب بنی اسرائیل کو بین برس جنگل میں گذرے تو حضرت
 ہارون نے وفات پائی اور جب تیس برس گذرے تو حضرت موسیٰ نے رحلت فرمائی اور احوال
 وفات حضرت ہارون کا یہ ہوا کہ سال پہلے غزوہ شہر ابان ماہِ شعبان از ابتلا سے بلیدہ تیار
 قیسر سے برس ابتلا سے اور صحیح یہ کہ بین برس بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی
 ہوئی کہ وفات ہارون متسرب ہو فلان مقام پر واقع ہوگا چنانچہ ایک دن
 حضرت موسیٰ و ہارون کوہ شوبک کی طرف تشریف لیجے تو راستے میں ایک مکان پر تکلف و محضر
 نظر پڑا اس میں ایک درخت عظیم تھا جسے سایہ میں ایک تخت بچھا تھا سو دونوں پیغمبر اس درخت پر بیٹھ
 اور حضرت ہارون نے وفات پائی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہو کر بقصد تجنیز و تکفین آئے تو وہ تخت غائب ہو گیا
 تا چاہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے قوم میں آئے قوم کے لوگوں نے یہ نعمت لگائی کہ تم ہارون کو
 مار آئے سو حضرت موسیٰ نے بنا بر رفع یموت دعا مانگی اللہ صاحب نے اس تخت کو مع ہارون علیہ السلام
 ظاہر کیا تب حضرت ہارون نے حضرت موسیٰ کی صفائی پیر گو اہی دی اور بنی اسرائیل نے
 العاوار پس ہارون کو خلیفہ کیا بعد اسکے تخت غائب ہو گیا اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے
 روایت یہ کہ دونوں پیغمبر پیر پر گئے وہاں حضرت ہارون نے وفات پائی بنی اسرائیل نے
 حضرت موسیٰ پر یموت قتل لگائی فرشتوں نے ہارون کو رو برد کیا انھوں نے خود کہا کہ میں برگشتی
 مرا ہوں پھر فرشتوں نے آنگوہ دفن کیا کوئی شخص آنکی قبر سے آگاہ نہیں ہوا مگر ایک شخص کو بجا ہل
 اور بعض روایت کرتے ہیں کہ دونوں پیغمبر ہارون کی طرف گئے حضرت ہارون نے وفات پائی
 حضرت موسیٰ نے آنگوہ دفن کیا قوم نے شکر نعمت لگائی خدا نے حضرت موسیٰ سے فرمایا کہ بنی اسرائیل
 کو ہارون کی قبر پر لیجاؤ جب قبر پر گئے تو اللہ نے ہارون کو زندہ کیا تب بنی اسرائیل نے حال موت
 دریافت کیا روایت یہ کہ حضرت ہارون تین با چار برس حضرت موسیٰ سے بڑے تھے اور وقت
 موت ایک سو تیس یا چوبیس برس کے تھے اور بعض مفسرین نے لکھا کہ قبر حضرت ہارون علیہ السلام کی
 جبل اصرہ واقع ہے چنانچہ ابن ابی شیبہ نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی کہ حضرت موسیٰ
 اور ہارون علیہما السلام بقصد حج یا عمرہ مکہ میں تشریف لائے جب معاودت فرمائی تو مدینہ بلیدہ
 میں نازل ہوئے وہیں حضرت ہارون علیہ السلام نے وفات پائی فرار تشریف آکا جبل اصرہ پر
 کذا فی جذب القلوب اور سودی نے لکھا کہ قبر شریف جبل حراں پر واقع ہے متصل کوہ طور و یموت کہ
 کہ حضرت ہارون کے جنازے کے ساتھ چالیس ہزار بنی اسرائیل آئے ہارون سوا سے اور لوگوں نے

اخبار الدول میں ہے کہ حضرت موسیٰ و ہارون نے بروایت صحیح امی جنگل میں وفات پائی و اشد علم تحقیق الحال اور حسب طرح حضرت ہارون کے موت کے دفتر میں اختلاف ہو اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھی کیفیت وفات میں اقوال مختلف واقع ہیں ارتباب اخبار بیان کرتے ہیں کہ جب وفات آنجناب قریب ہوئی تو جنگل والے بنی اسرائیل میں کوئی باقی نہ تھا سوا سے حضرت یوشع اور کالوب اور اونکی اولاد و احفاد کے سوا آپ نے سب کو جمع کر کے احکام توریت سنائے اور ایک کتاب توریت اپنے دست مبارک سے لکھ کر حضرت جبریل سے مقابلہ کر کے ائد ہارونی کو صندوق الشہادہ میں رکھ کر عنایت فرمائی اور قوم کو تاکید فرمائی کہ تم بھی نقلیں توریت کی کرو چنانچہ اور لوگوں نے کسی نسخے لکھے حضرت نے انکو اصل نسخے سے مقابلہ کر کے اسباط میں تقسیم فرمائی کہ ہر سبط کو ایک ایک کتاب ملی بعد ازاں تین سو تیس ماہ آزار کو پھر قوم بنی اسرائیل کو جمع کیا اور تسلیم بخدا فرمایا اور حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو اپنا ونس و ولی بعد قرار دیکر فرمایا اے یوشع آج کے دن میری عمر ایک سو تیس برس کی ہوئی اب غالب دیکھ کہ میں اس جہان فانی سے عالم باقی کو جلتے دن اور چند وصلہ فرمائے بعد اسکے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو ہمراہ لیکر نیمون سے باہر تشریف لیچے جب ایک مسافت کثیرہ طوی کی اور قوم سے غیبت کلیہ ہو گئی تو ہوا سے نرم و خوش جہلمو باد نسیم ہوتے ہیں جانب مغرب سے چلنی شروع ہوئی اور حضرت یوشع علیہ السلام نے جانا کہ اب وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وقت بہت قریب آیا اسی وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشع کو گلے سے لگایا اور کلمہ الوداع زبان مبارک پر لائے اور دفعۃً اپنے پیراہن سے غائب ہو گئے اور پیراہن نبوت حضرت یوشع علیہ السلام کے ہاتھ میں رہ گیا گویا اشارہ ہوا کہ میں نے تمکو خلیفہ جانشین صاحب خرقہ اپنا کیا بالجمہ حضرت یوشع علیہ السلام بالباس رسالت قوم میں جلوہ فرما ہوئے بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو پوچھا حضرت یوشع علیہ السلام نے کیفیت فیض الہی بیان فرمائی ان لوگوں نے انکو بھی قتل کی تممت لگائی اور اسی وہم و خیال میں سوئے تو خواص قوم نے خواب دیکھا کہ یوشع اس تممت سے پاک ہو تم لوگ تفصیل اپنی معاف کرو آخر شمس صبح کے وقت جمادیہ وضع شریف حاضر ہو کے عذر کرنے لگے اور متابعت و مطاوعت حضرت یوشع میں مستعد ہوئے اور بعض صورت وفات یون بیان کرتے ہیں کہ جب تینتیس برس جنگل میں گزرے تو حضرت موسیٰ نے حضرت یوشع اپنے بجانب بنے کو اپنا وصی فرمایا اور قوم سے کہد یا کہ اب میری عمر تھوڑی رہی ہے دوسرے دن حضرت عزرائیل علیہ السلام تشریف لائے بعد سلام علیک حضرت موسیٰ نے فرمایا جنت ذرا آرام قابض حضرت عزرائیل نے کہا قبض روح کو کیا ہوں فرمایا کس طرح قبض روح کرو گا

وفات موسیٰ
علیہ السلام

بولے تم سے فرمایا میں نے اس منہ سے بیواسطہ اللہ سے باتیں کی ہیں کما کالون سے نکالو گا فرمایا کہ میں نے کالون سے کلام الہی بیواسطہ سنا ہر کما اکھون سے فرمایا کہ اکھون سے میں نے نور الہی دیکھا ہر کما امون فرمایا کہ میں نے امون سے نور الہی دیکھا ہر کما پانوں سے فرمایا کہ پانوں سے طور پر کیا ہوں تب حضرت غزرا ایل لاجاب ہو پھر گئے اور جناب الہی میں حضرت موسیٰ کی گفتگو کی کیفیت بیان کی ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ تو میرے پاس کا انامیں چاہتا حضرت موسیٰ نے عرض کیا یا الہی میں دل سے یہ چاہتا ہوں پر یہ آرزو ہو کر ایک لمحہ اور مقام قدس میں حاضر ہو کر مناجات کروں اور کلام شیریں تیرا شن لون اور یارب میں اپنی اہلیان تیرے سپرد کرتا ہوں انکو بد کاموں سے محفوظ رکھنا اور حلال روزی انکو عطا کرنا ارشاد ہوا کہ آگے چل چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آگے چلے تو ایک قبر نظر پڑی اوپر چند آدمی نظر پڑے حضرت موسیٰ نے پوچھا یہ قبر کسکی ہو ان لوگوں نے کہا ایک خاص بندہ خدا کی ہو کہ وہ شخص تمہاری مثل ہو پھر کسی نے کہا کہ اس قبر میں دراکو تو ہم دیکھیں تمہارے قد کے مطابق ہو یا نہیں حضرت موسیٰ قبر میں اترے اور سو گئے تب حضرت غزرا ایل نے سب جنت سو گھمایا کہ انتقال ہوا اور فرشتوں نے قبر کو بند کر دیا مگر صحیح تریہ ہو کہ قبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیت المقدس میں سسج ٹیلے پر واقع ہو چناری اور مسلمین حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہو کہ حضرت نے فرمایا کہ ملک الموت موسیٰ کے پاس آیا اور کہا کہ اپنے رب کا حکم مان یعنی موت قبول کر موسیٰ نے ایک ملاخچہ مارا آنکھ پر کہ آنکھ پھوٹ گئی تب ملک الموت پھر گیا اور عرض کرنے لگا یا الہی تو نے ایسے بندے کے پاس بھیجا کہ وہ موت نہیں چاہتا اور اسے میری آنکھ پھوڑ والی سو خدا نے اسکی آنکھ بنا دی اور فرمایا کہ لپٹ جا میرے بندے پاس اور کہ تو زندگی چاہتا ہو تو اپنا ہاتھ بیل کی بیٹھ پر رکھ سو جب قدر تیرا ہاتھ بالون کو ڈھانکے لگا جتنے بال ہونگے اتنے برس تو زندہ رہیگا موسیٰ نے کہا پھر کیا ہو گا فرشتے نے کہا موت موسیٰ نے کہا اگر یہی حال ہو تو ابھی سہی اے میرے رب مجھ کو قریب کر دے پاک زمین سے یعنی بیت المقدس سے پتھر پھینک مارنے کی سافت کی برابر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا خدا کی قسم اگر میں اس مکان پاس ہوتا تو تمکو موسیٰ کی قبر دکھلا دیتا جو راہ سے کنارے پر شرح ٹیلے کے پاس واقع ہو

فائدہ اس حدیث سے دو باتیں شیعہ کی نکلیں ایک یہ کہ فرشتے کی آنکھ پھوڑنا آدمی سے ممکن نہیں دوسرے یہ کہ ملک الموت اللہ کے حکم سے آئے تھے حضرت موسیٰ نے کیوں مارا اس معلوم ہوتا ہو کہ موسیٰ علیہ السلام کو دنیا کی زندگی پوری تھی رفع ان دونوں شہوں کا اسطرح ہو سکتا ہو کہ جب فرشتہ بصورت آدمی آیا تو سب صفات انسانیہ اس میں پائے گئے پھر آنکھ پھوڑنا کیا عجب ہوا

اور حضرت موسیٰ نے ملک الموت نہ جانا تھا بلکہ آدمی سمجھے تھے کہ چھوٹا عادی روح نکالنے کا کرتا ہو
 کیونکہ روح نکالنا فرشتے کا کام ہے کسی اور سے نہیں ہو سکتا اس لیے اس کو اپنے پاس سے ملا کہ ہاتھ
 آنکھ میں لگا پھوٹ گئی اور یہ تو طاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زندگی پیاری نہ تھی ورنہ دوسری
 عمر وراز قبول کرتے اور اخبار الدول میں حافظہ مبارک الدین مقدس سے منقول ہے کہ وہ قبر حبیب موسیٰ علیہ
 مشہور کرتے ہیں شرقی بیت المقدس متصل اریحا میں ٹیلے کے پاس واقع ہے اور اس کی زیارت ہوتی ہے
 اب تک ایک قبہ اسپر بنا ہوا ہے اور وہاں دو امر عجیب ہیں ایک تو اس مزار پر کچھ لوگ از قسم شیوخ
 بزرگ محتلف نظر آتے ہیں بعض بے صورت ہوا اور بعض پیادے اور بعض نیزے کاندھوں پر رکھے ہوئے
 اور جو دریافت حقیقت انکی کی گئی تو لوگوں نے فرجستہ بایں بیان کین بعضے کہتے ہیں ملائکہ
 ہیں اور بعضے کہتے ہیں صالحین ہیں لیکن انکو خواہ اس اور خواہ سب دیکھتے ہیں
 دوسری بات یہ ہے کہ جب کوئی عورت حائفہ مسجد میں داخل ہوتی ہے یا کوئی احاطے مسجد میں کچھ گناہ کرتا ہے
 تو ایک ہوا جنگل میں چلنے لگتی ہے کہ ایسی خوارق عادات سے مستلزل کیا جاتا ہے کہ یہ قبر حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کی ہے حضرت مولانا رفیع الدین محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ ولادت با سعادت حضرت موسیٰ
 شہر مصر میں ہوئی اور تین ہزار سات سو اثنائیس بوط آدم علیہ السلام سے گذرے تھے اور
 وفات کے وقت تین ہزار آٹھ سو اسی متقاضی ہوئے تھے کہ اسی حساب سے کل عمر انجناب
 ایک سو بیس برس کی ہوتی ہے اور ذکر جناب کلیم اللہ علیہ السلام کا سورہ بقرہ و اعراف و آل
 عمران و نساء و طہ و قصص و مزیم و نمل و انبیاء و مؤمنون و زمر و دخان و ابراہیم و ہود و شعراء
 و نبی اسرائیل و یونس و مائدہ و نازعات میں ہے۔

تفہیم شان نزول حضرت یوشع علیہ السلام

اکثر اہل تفسیر کہتے ہیں کہ یوشع ابن نون بن افریم بن یوسف علیہ السلام ہیں اور والدہ انکی مریم
 یا کلثم ہمشیرہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں انکو اللہ صاحب نے بعد حضرت موسیٰ کے سات برس
 خلیفہ رکھا پھر نبی فرمایا کہ ستائیس برس نبی رہنے احوال انکا یوں ہوا کہ جب پانچ برس پیشانی
 اور سر گشتگی کے جو اللہ نے بنی اسرائیل کے لیے مقرر کیے تھے گذر گئے اور حضرت موسیٰ اور ہارون
 نے وفات پائی تو سال اول وفات کے چھ چھینے یا دنوں میں نے گذرے پر شہر نسیان میں ارشاد
 الہی بطریق الہام حضرت یوشع سے ہوا کہ بنی اسرائیل کو اس جنگل سے نکالو اور جبار بن مالک سے
 شام کا ملک لے لو اور جہاد کرو اور بعد حصول تسلط و عادت مسرور ہو سو حضرت یوشع بن نون

جانب علاقہ شریف پہنچے اور نہاردن پر پہنچے وہاں کشتیان بنا کر عبور نہ ملین حضرت یوشع نے جاہلین
صندوق نئی تابوت کیلئے کو ایشاد کی کہ تم لوگ صندوق کو نہر کے کنارے رکھو سو جاہلین صندوق سے صندوق رکھائی تو
آب اردن خشک ہو گیا اور بنی اسرائیل پار ہوئے اور حضرت یوشع نے ایک بنا بطور علامت
اس خارق عادت کے اس مقام پر تعمیر کرایا اور جب قریب قریب ایشاد کے جلوہ فرما ہوئے تو دو آدمی
بطور جاسوس روانہ کیے ان دونوں نے وہاں کا حال مفصل اکبر بیان کیا فی الفور حضرت یوشع سوار ہوئے
اور نہایت جلد پہنچ کر تین شہر دن کو گھیر لیا روایت ہو کہ ایشاد شہر بقیہ وق تھا وہاں کے قاتل کمال
مستحکم اور بہت خانہ بہت محکم تھے سو بعض نامرد حالات اضطراب میں کہنے لگے کہ ہم کس بلایم پرے
خدا نجات دے اس کیفیت کے اشد جل شانہ نے حضرت یوشع علیہ السلام کو مطلع فرمایا آنجناب نے
ساتویں دن محاصرہ سے سرداران بنی اسرائیل اور ایہ ہارونی کو ساتھ اپنے لیا اور تھوڑا کاٹ پت
سات بار کر کے دعا پڑھی اور جانب شہر دم فرمائی دفعۃً بحکم خدا تیغائے ایک جانب سے دیوار شہر پناہ
کی ٹوٹی بلکہ فیصل اور دیوارین زمین میں دھس گئیں یہ حال دیکھ کر شکر کرنی اسرائیل نے یوشع کیا
اور شہر کے اندر داخل ہوئے اور ساکنان شہر کو قتل کر کے مال و اسباب اکھاڑ کر لوٹا کذا نقلہ حسب
اخبار الاول سن کتاب البشیرہ روایت ہو کہ بنی اسرائیل کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مصر
سے نکلے تھے وہ سب چالیس برس میں مر گئے ایک شخص بھی انہیں کا جنگل میں نہ رہا تھا صرف
یوشع بن نون اور کالوب بن یوفنا زندہ رہے تھے لیکن قدرت الہی سے یہ معاملہ ہوا کہ جب مرے تھے
اتنی انکی نسل پیدا ہوئی کہ جس بعد اہر وقت خروج مصر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ برآمد ہوئے تھے
اسی شمار سے حضرت یوشع بن نون خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ جنگل سے بلایا دت و نقصان بجا
شام نکلے تھے بعد اسکے دار السلطنت بلقا کو محاصرہ کیا وہاں بادشاہ حلقہ رہتا تھا وہ مقابل ہوا اور
اسنے صف جنگ بہ شرکت رعایا و برایا آراستہ کی اور اس طرف حضرت یوشع نے اپنی فوج کی
صف باندھی اور لڑائی شروع ہوئی ہر چند فوج سلطان نے دادرمانگی میدان کارزار میں از حد
دی لیکن لشکر بنی اسرائیل کہ بہت کثرت سے تھا غالب آیا اور لشکر بادشاہ بجاگ کر ایک قلعے میں جمیا
یوشع علیہ السلام نے قلعے کا محاصرہ کر لیا تب بادشاہ یلعیم بن باعور اسکے پاس کہ مرد عابد خدا آگاہ
مقبول باگاہ بنی اسرائیل میں سے خواہ کثرت میں سے رہنے والا اجارون خواہ شہر بلقا کا تھا علم
جانتا تھا حاضر ہوا اوتیس ہوا کہ جو آپ کا رین تو یہ لشکر کچھ بے علم تھا جن سے منع ہوا تب اسنے کہا یہ لشکر جانب اسے آیا ہو
میں ہرگز دعا کو حکام نہایت بنی موسیٰ قبول کرو بادشاہ نے کہا میں تو ہرگز قبول نہ کروں گا اگر تو دعا نہیں کرتا تو

میں قتل کرونگا عیسا بن عباس غلام تھے ہیں کہ بلعم باعور نے خدا کے خوف سے بادشاہ کا کہنا نہ مانا تب بادشاہ نے اسکی جوار کو کہ نہایت حسینہ تھی اور بلعم اسپر فریفتہ تھا مال کی طرح دیکر نہرین ایمان کر دیا اسنے بلعم باعور سے باصل رکھا بلعم راضی ہو گیا الا پھر بھی خوف خدا کر کے پہلے اسنے بادشاہ کو ایک حید سکھایا کہ بادشاہ لشکر نہرین فاحشہ عورتیں خوب صورت بھیجے کہ لوگ بکامی کریں اور مرتکب زنا ہوئیں تو انپر ذلت پڑے اور شامت اعمال سے نہریت اٹھاوین بادشاہ نے چوڑا چوڑا برس کی عورتیں لشکر میں بھیجیں مگر برکت پیغمبر سے یہ عید نہ چلا اور حافظ حقیقی نے سب کو محفوظ رکھا پھر اس قحبہ نے کہا کہ اگر دعا نہ کریں گے تو مجھکو طلاق دے ناچار بلعم اپنے حجرہ میں دعا کرنے گیا اس جگہ دو شیر بیٹھے تھے دوڑ پڑے بلعم بھاگا اور اپنی عورت کے پاس آکر کہنے لگا کہ پیغمبر بھگا آنا اچھا ہی مجھے دعا نہیں ہو سکتی بلکہ مجھکو شرم آتی ہے اسنے کہا میں ایسی بات نہیں سنتی ناچار پھر اپنی عبادت گاہ کو چلا جو بہن قدم اندر رکھا دو سناپ دوڑے بلعم بھاگا اور پیغمبر جوار سے بولا کہ خدا سے ڈر پیغمبر دن کے حق میں بد دعا کرنا بد ہوا اسنے کہا ایسی اور فریب مجھکو پسند نہیں آتے پھر باہر نکلا اور ایک گدے پر سوار ہو کر بہاڑا لے عبادت خانہ میں چلا گیا کہ ہارگدہ ہار چنید بلعم نے ہاتھ نہ چلا اور بولا کہ اے بلعم یہاں سے پھر تل دو نرخ میں نہ پڑ اس کلام سے بلعم پھر چلا راہ میں شیطان نے کہا کیوں پھرے جاتے ہو بلعم نے کہا کہ میرے گدے نے منع کیا کہ اور میں بھی چاہتا ہوں کہ یہ کام بد ہو ابلیس نے کہا کہ یہ سب دوسو سے شیطانی ہیں گدہ کہیں باتیں بھی کرتا ہو تم بیشک دعا کرنا کہ لشکر یہاں سے پھر جائے اور تم قوم کو ہدایت کرو اور اپنے واسطے دعا مانگو کہ تمکو خدا پیغمبر کرے اور تمھاری جوارو تمھارے پاس رہے ایسی جوارو پھر نہ ملیگی پھر بلعم باعور گئے نہ بڑھا لیکن گدہ ہار گئے نہ گیا تب بلعم نے پیادہ پا جا کر بہاڑا پر دعا مانگی اسی دن بنی اسرائیل کو نہریت واقع ہوئی اور حضرت یوشع علیہ السلام تھیر ہو کے سجدے میں گرے اور عرض کرنے لگے کہ یا اہی بنی اسرائیل چھ مہینے تک یہاں صبر کرتے رہے تاکہ یہ ملک علاقہ سے لیکر تیرا حکم سجالاوین اور مال و متاع اکھا جو ہاتھ لگے جلاوین سو یہ معاملہ درپیش آیا کہ ہمارے لشکر کو نہریت ہوئی اور وہ بھی تیرے حکم سے تھا اور یہ بھی تیرے حکم سے ہو اسوقت وحی ہوئی کہ اے یوشع اس قوم میں ایک شخص عابد ہو کہ اسکو اسم اعظم آنا ہو سو اسکی برکت سے یہ اتفاق پڑا ہو حضرت یوشع علیہ السلام پھر سجدے میں گر کے دعا کرنے لگے اللہ تعالیٰ نے اسم اعظم اسکے دل سے بجھلایا اور لباس تقویٰ اسکے بدن سے آتا رہا تب حضرت یوشع علیہ السلام نے سجدے سے سر اٹھایا اور بنی اسرائیل سے قصہ بیان کیا بعد اسکے اسی لشکر نے پنجشنبہ کے دن حملہ کر کے سارا قلعہ گھیر لیا بلعم نے ہر چہ نہ

دعا مانگی قبول نہوتی دوسرے دن جمعہ کو جہاد و قتال شروع ہوا کہ زمین ہلی اور حصار قلعے کا گرہڑا اور فوج داخل قلعہ ہونے لگی اس عرصہ میں شام ہو گئی حضرت یوشع نے خیال اس کے کہ کل شنبہ ہو اور شنبہ کی تعظیم سے لطائف منع ہو اگر آج فتح نہوا تو کل عاتقہ حملہ کرینگے اس لیے دعا مانگی اللہ جل شانہ نے آفتاب کو حرکت سے روک دیا کہ پانچ گھنٹہ دن بڑھ گیا اور عاتقہ نے شکست کھائی اور سردار شکر مارا گیا اور بلعم باعور کا ایمان گیا اور زبان کٹنے کی طرح نکل پڑی اسی کا اشارہ ہر سورہ اعراف میں داخل

علیم بنار الذی آتیناہ ایتانہا لیسلمنا فاتبہ الشیطان نکان من الغادین ولوشکنا لرفقاءہ ولکنہ ظہر الی الارض واتبع ہواہ فمشد کشل الکلب ان یجل علیہ لیث او تترکہ بایث یعنی سنا انکو احوال اس شخص کا کہ جتنے اسکو دی ہیں آیتیں پھر انکو چھوڑ نکالا پھر پیچھے لگا اسکو شیطان تو وہ ہوا اگر اہول سے اور ہم چاہتے تو اسکو اٹھا لیتے ان آیتوں سے لیکن وہ گرا پڑی زمین پر اور چلا اپنی خواہش پتہ ہوا اسکا حال جیسے کتا اسپر تو لا دے تو ہاپے اور چھوڑ دے تو ہاپے وائدہ حق تعالیٰ نے یہ قطعہ ہو کر سنا لیا کہ اگرچہ علم کامل اپنے پاس ہو کام تب آوے کہ آپ اس کے تابع ہو اور اگر آپ تابع حرص کا ہے اور چاہے کہ علم میرے کام آوے تو کچھ نہیں ہوتا اور شاید اپنے کٹنے کی مثل اس میں ہو کہ جب تک وہ حرص سے خالی تھا اسکو باطن سے معلوم ہوا جب دل میں حرص پھیلی تو باطن سے معلوم نہ ہوا یا اگر مجل معلوم ہوا تو اسکو اپنی طبع کے موافق سمجھ لیا نقل ہر کہ جب بلعم باعور دعا کرنے کو چلنے لگا تو چاہا کہ پھر غیب سے کچھ معلوم ہو تو معلوم ہوا کہ حاجب راہ میں پہنچا تو ایک فرشتہ مانٹھیں رنگی ہاتھ میں بلعم نے التجا کی کہ اگر حکم ہو تو میں نہ جاؤں کہا جا لیکن کچھ بد دعا نکرنا پھر بادشاہ کے پاس پہنچ کر لگا بد دعا کرنے منہ سے خود بخود دعا نکلی نکلتے لگی تب ماچار وہ حیلہ سکھایا کہ عورتیں خوبصورت لشکر میں جائیں مگر نبی اسرائیل برکت رسول سے محفوظ رہے تب جو روکے کہنے سے شاید دعا بے بد کی ہو کہ دین اور دنیا کی خرابی ہوئی بالحبس بعد اس جنگ کے بلعم باعور حضرت یوشع پاس آیا حضرت یوشع نے تعظیم سے بٹھلایا بلعم نے کہا میں نے تیرے حق میں دعا کی کہ ہزیمت ہوئی حضرت یوشع نے فرمایا کہ میں تیرے حق میں دعا کی کہ تیرا ایمان جاتا رہا لیکن تمھو یہ بشارت ہو کہ تین حاجتیں تیری برائیگی بلعم ناخوش ہو کر اپنی جورو کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں تجھے کہتا تھا کہ پیغمبر کے حق میں دعا بے بد نہ چاہیے اور تو نے نہ مانا اب میرا ایمان بھی جاتا رہا جو رو نے کہ میں سو برس تو نے خدا کی عبادت کی کیا کچھ بھی اس کے بدلے نہ ملے بلعم نے کہ تین حاجتیں روا ہو گئی آسنے کہا ایک دعا میرے واسطے کر اور دو اپنے لیے

رکہ بلعم نے کامین تینوں حاجتیں قیامت کے دن چاہی ہو گا مگر آتش دوزخ سے نجات ملے اسے
 کما ایک دعا تو میرے واسطے رکھ مجھ کو سن اور جمال بہتر عنایت ہو اگرچہ بلعم نے کہا تو بہت حسین لیکن
 اس مردار نے نہ مانا نہ چاہا بلعم نے دعا کی ایسی خوبصورت ہوئی کہ تمام گمراہ کئے حسن کی چمک سے روشن
 ہو گیا آتش بدل افتد رخ تابان اگر این ست * سر رشته جان تاب نور در گمراہین ست *
 تب عورت بلعم کی صورت سے متغیر ہو گئی ایک جوان خوش رو پر فریفتہ ہو گئی ایک روز بلعم نے دلچسپا
 کہ دونوں ہم بستر ہیں اسی وقت دعا مانگی خدا نے صورت عورت کی بصورت کلب سیاہ تبدیل کر دی
 جب یہ حال ہوا تو اولاد اسکی پریشان اور مفارقت ماورین حیران ہوئی اس خبر کو سنکر اپنے
 بنی اسرائیل بلعم با عورت سے کہنے لگے کہ عورت کے نمونے سے گھرویران و اولاد سند گردان ہو
 خدا سے تعالیٰ سے دعا کر کہ صورت اصلی عورت کی خود کرے چنانچہ اسے باصرار ان لوگوں کے دعا کی اسی وقت
 عورت اپنی صورت پر ظاہر ہوئی خلاصہ تقریر یہ ہو کہ تینوں حاجتیں بلعم کی دنیا میں رد ہوئیں آخرت
 سے بے بہرہ با حدیث شریف میں وارد ہو کہ اصحاب کعبہ کا کتا بصورت بلعم داخل بہشت ہو گا اور
 بلعم بصورت کلب دوزخ میں جا گا اقصہ بعد اس واقعے کے حضرت یوشع علیہ السلام کو معلوم ہوا
 کہ اراضی مقدسہ میں ایک شہر عالی نام کہ رہنے والے اس شہر کے بت پرست و مشرک ہیں
 چنانچہ حضرت یوشع مع لشکر بنی اسرائیل اس شہر میں تشریف لیگئے اور بارہ ہزار بت پرستوں کو
 مع سلطان تہ تیغ فرمایا اسی شہر کی پشت پر دو پہاڑ واقع تھے عماد و حیون نام کہ مابین ان دونوں کے
 ایک خلق کثیر سکونت پذیر تھی انکو دعوت ایمان فرمائی انھوں نے دعوت قبول کی اس جگہ ایک پہاڑ
 سلم واقع تھا وہاں خلق کثیر رہتی تھی انکو بھی دعوت ایمان فرمائی کہ بطوع و رغبت ایمان لائے جب اسے
 فتوح بعنایت انہی ظاہر ہوئے تب حضرت یوشع نے جانب اقصا مغرب قصد کیا اور بلاد امانیاں
 میں داخل ہوئے وہاں پانچ شہر تھے ہر شہر میں ایک سلطان فرمانروا تھا ان سب نے جمع ہو کر
 مقابلہ کیا مگر سب کے سب اثنار جدال میں بھاگ کھڑے ہوئے اور ایک سفارہ کوہ میں پوشیدہ ہو
 تب حضرت یوشع نے درہ کوہ پر چند آدمی معین فرمائے اور خود مع لشکر چار مضروبین کا تعاقب کیا
 کہ اکثر لوگ قتل ہوئے اور بقیہ السیف پر آوے آسمان سے بر سے اور اسی حالت میں پانچوں
 بادشاہوں کو حضرت یوشع نے قتل کیا پھر بنا بر فتح بقیہ دیار شام متوجہ ہوئے اور اکیس بادشاہوں کو
 گرفتار فرما کر قتل کر دیا اور ملک شام قبضہ میں بنی اسرائیل کے در آیا اور عمال بنی اسرائیل دہلی
 شام میں قائم ہوئے تب حضرت یوشع جانب یامس اس مکان پر تشریف لیگئے جہاں تابوت حضرت یوشع

یوشع علیہ السلام

حضرت موسیٰ نے رکھ دیا تھا اس تابوت کو لیکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس دفن کیا کذا فی اخبار الدول
روایت ہو کہ جملہ واقعات سات برس کے عرصہ میں واقع ہوئے پھر بنیل یا اٹھائیس برس تیسرو
تہذیب قوم بنی اسرائیل میں مصروف رہے یہاں تک کہ مرض موت میں مبتلا ہوئے حالت بیماری
میں خبر پہنچی کہ مارق بادشاہ کوہ سلم مع اپنے توابع کے فرزند ہو گیا اتنی وقت کالب ابن یوفنا کو
دولت قرار دیا اور خود عالم بقا کو مالک عالم کے پاس تشریف لے گئے عمر شریف ایک سو اٹھائیس
یا ایک سو بیس کی ہوئی لیکن نتیج کتب سیر و تفاسیر سے واضح ہو کہ مدت دعوت و حیات میں اختلاف
اہل کتاب کے نزدیک مدت دعوت اکیس برس اور عمر ایک سو دس برس کی ہو اور عرائس میں
زمان دعوت ستائیس برس اور عمر ایک سو چھ بیس برس کی لکھی ہو اور منتظم میں ہو کہ حضرت یوشع
برس کے تھے جب موسیٰ کی خدمت میں آئے اور سو برس کے تھے جب موسیٰ نے وفات پائی
بعد ازاں ستائیس برس خلافت میں گزرا نے اس طرح عمر شریف اکیس سو ستائیس برس کی ہوتی ہو
اور اخبار الدول میں دو سو بیس کی لکھی ہو وائے علم تحقیقہ الحال مدفن شریف قریب
مقبرہ افراتیم ابن یوسف علیہ السلام ہل افراتیم پر واقع ہو اور بعض کے نزدیک موضع قدس
متعلقات صفحہ میں ہو اور بعض کے نزدیک مقبرہ النعمان کذا فی اخبار الدول بالجملہ بعد وفات
حضرت یوشع علیہ السلام کے کالب ابن یوفنا یا بلوقنا ابن نارض ابن ہودا نے کہ سبط ہودا خلیفہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے شہر مارق کو بحکم انہی فتح کیا اور سات برس کے بعد بنی اسرائیل کو لیکر
مصر میں آئے اکثر علماء انکو پیغمبر مرسل کہتے ہیں اور توریت میں بھی انکی نبوت پر نص صریح ہو مگر صحیح یہ ہو
کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفوں میں تھے اور بعد حضرت یوشع مہات بنی اسرائیل انھیں سے
متعلق ہوئے کہ بعد اظہیان کامل ایک لشکر عظیم ترتیب دیکر متوجہ ملک مارق ہوئے اور کوہ سلم
و نواحی کا محاصرہ کیا اور جسے مقابلہ کیا تیغ ہوا حتیٰ کہ دس ہزار آدمی بت پرست مارے گئے اور
مارق مع جماعہ خاصہ مقید ہوا ولقینہ اسیف پہاڑوں میں بھاگے وہیں سے قوم بنی اسرائیل
جانب مصر تشریف لے گئے ولایات شام بلابدا ل و قتال ہاتھ آئے بعد ازاں حضرت کالب نے
وفات پائی اور حالت مرض میں لوشاقوس اپنے بیٹے کو خلیفہ کیا یہ شخص حسن و جمال میں پیش حضرت یوشع
سے تھا تو بنو من فتنہ اسے تغیر صورت کی دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے مبتلا سے بلا سے جدری فرمایا اور
صورت تغیر ہو گئی یہ خلیفہ ہزار برس بنی اسرائیل میں رہا کذا فی اخبار الدول بعد ازاں خلعت نبوت
اللہ صاحب حضرت خرقیل علیہ السلام کو عنایت فرمایا ۔

وفات یوشع
عمر شریف

وفات یوشع
عمر شریف

تفہیم ہفتہ ہم در احوال حضرت خزیم علیہ السلام

خرزیم علیہ السلام ابن نوزی سبط یہود امین تھے مالک عالم نے انکو بنی اسرائیل میں بعد نوحا قوس کے بنی فرمایا اور بنا بر تبلیغ رسالت جانب الملیا خواہ داوران کے بھیجے گئے چنانچہ حضرت خزیم نے جاتے ہوئے حکم جہاد پہنچایا کہ تمام قوم بنی اسرائیل میدان داوران میں کہ حالی واسطہ واقع ہو جسے ہولی اور حضرت خزیم بنا بر دعائے نصرت متکلف ہوئے ان کم خمتون نے سوت جہادی کو مکروہ سمجھ کر میدان جہاد سے منہ موڑا اور بولے کہ اس میدان کی ہوا متعفن ہے کہ اکثر لوگ بلائے و بایں گرفتار ہیں جب ہوا میان کی صاف ہو جائیگی اسوقت ہم جہاد کریں گے ابھی تو ہم جہاد نہیں کرتے اسی تردد و پس و پیش میں اندہ جل شانہ نے بلائے طاعون مسلط فرمائی کہ اکثر لوگ مر گئے اور بعض بھاگے اور بعد رفع بلا پھر آئے دوسرے برس پھر وہاں آئی حسب روایت ابن ابی براح شتر ہزار آدمی و بروایت ابن مبنہ اثنی ہزار و بروایت ابن عباس چار ہزار و بروایت حسن آٹھ ہزار و بروایت ابن ملیک تیس ہزار آدمی بھاگے اور ایک جھل میں جو بایں دو پہاڑوں کے واقع تھا ٹھہرے مالک عالم نے دو فرشتے بھیجے ایک نے طرف اعلیٰ سے دوسرے نے جانب اسفل سے ایک ایک آواز دی کہ سب ایک بارہ مر گئے اور جانور بھی اپنی اپنی جگہ پر پیمان ہو کر رہ گئے اطراف و جانب کے لوگ دفن کرنے کو آئے مگر مردوں کی کثرت سے دفن نہ کر سکے ناچار ایک دیوار واسطے حفاظت کے گروا ان لاشوں کے کھینچ دی تاکہ لاشیں درندوں سے محفوظ رہیں بعد ہفتہ خواہ بعد ایک مدت دراز کے حضرت خزیم علیہ السلام کا اسی طرف گذر ہوا تو صرف ایک انبار ہڈیوں کا دکھلائی دیا اور باطلاع حق یہ معلوم ہوا کہ یہ ہڈیاں بنی اسرائیل کی ہیں تب دعا فرمائی لگے کہ یا اسی جسطح تو نے ایک مرتبہ زہر مہات چکھا یا اسی طرح اب شربت حیات پلا خالق حقیقی نے سب لوگوں کو ایک مرتبہ زندہ کیا کہ سبحانک اللہم و بحمدک لا الہ الا انت کہتے ہوئے اٹھے اور شہر میں گئے اور جب تک اللہ نے چاہا زندہ رہے اور انکے اولاد بھی ہوئی چنانچہ نشان انکی اولاد کا یہ ہے کہ انکے بدن سے قوس کی کوا آتی ہے اسی قصہ کا سورہ بقرہ میں اشارہ ہے الم تر انی الذین خرجوا من دینکم وہم الون مذرا الموت فقال لهم اللہ موتوا ثم احیاء ہم یعنی تو نے دیکھے وہ لوگ جو نکل آئے گھروں سے اور وہ ہزاروں تھے موت کے خوف سے پھر کہا انکو اللہ نے مرجاؤ فیچھے انکو جلا دیا فاندہ یہ موت موت غیبت تھی یا موت تنبیہ نہ موت انقضاء اجل ورنہ خلاف آیت لا یزدقون فیہا الموت الا الموت الاولیٰ واقع ہوتا ہے کیونکہ اگر استیغفار اجل کر چکے تو پھر دنیا میں زندہ نہ موتے لیکن تفسیر ذوالاسیر میں لکھا ہے کہ یہ مجزہ تھا پیغمبر کا اور آیات انبیاء علیہم السلام موت اولیٰ سے پیشین تنبیہ یہ قصہ اس جگہ اس واسطے فرمایا کہ مسلمان لوگ

خرزیم علیہ السلام
بنی اسرائیل میں
جہاد کے لیے
بھیجے گئے
اور ان کے
موت کے خوف سے
پھر اللہ نے
ان کو زندہ کر دیا

جہاد سے تہمت نہ موڑیں کہ یہ عیب کی بات ہو اور ظاہر ہو کہ موت کبھوں نہ چھوڑے گی آدمی کی عقل ناقص اس طرف لاتی ہو کہ مرگ سے احتراز کر کہ خدر اس سے ممکن ہو اگرچہ عقل کامل انکار کر کے کہتی ہو کہ اگر مرضی رب ہو تو آٹھری ہو تو خدر اس سے غیر ممکن اور جو قضا نہیں ہو تو خوف مرگ بیفائدہ ہے از مرگ خدر کردن دور در روانیست * روزے کہ قضا باشند روزے کہ قضا نیست * روزے کہ قضا باشند کوشش کند سود * روزے کہ قضا نیست در مرگ روانیست * اور بعض محققین صوفیہ صریح معنی اس آیت کے بزبان اشارت یوں فرماتے ہیں کہ آیت الذین خرجوا من دیارہم الخ سے وہ لوگ مراد ہیں جو عادات اور رسوم کے گھروں سے الوفاۃ نفس اور طبیعت کو دریائے ریاضت کے پانی سے دھو کر باہر نکلے اور قدم ہمت سے منزل حیات حقیقی اور خائز بقا سے ابدی میں در آئے ہیں اور سیر سلوک کی تئنا میں ہو چلنے سے خدر کر کے بھاگے ہیں اور ظاہر ہو کہ زندگی دل کی بلا موت نفس آثارہ کے حاصل نہیں ہوتی جب یہ مردود ملے تو ہادی ہدایت اور داعی ارشاد نے صدامے موت کو آکاں میں پہنچائی یعنی اوصاف بشریہ فانی ہوئے اور اخلاق ذمیمہ محو ہو گئے کہ یہ دونوں قرب مقام سے دور رکھتے تھے اور جب حسب ارادہ مرے تو دوسری بار بحیات قابلہ وجود دائم زندہ ہوئے اور ارشاد ہوا ثم احیاہم * بے حجابت ماندا سراسر لباب * مرگ بگزین و دروازان حجاب * نے چنان مرگے کہ درگورے رومی * مرگ تبدیلی کہ در نورے رومی * اور ہر گاہ کہ یہ مرتبہ بلا قہ نفس اور ہوا و شیطان کے اعداء حق ہیں ممکن الحصول نہیں اس واسطے جلسہ لکان سبیل حق کو مقابلہ کا حکم دیتے ہیں اور اوپر تر غیب اور تحریص فرماتے ہیں کہ قاتلوانی سبیل اللہ یعنی نفوس و شیطان سے راہ خدا میں داخل ہوا ان اللہ سمیع علیم اور چاہو کہ خدا استناہی و جانتا ہو اسرار دل کے یا استناہی در دمندون کی نالی و زاری کہ شوق الہی میں کرتے ہیں امام قشیری فرماتے ہیں کہ سمیع علیم بلا کشتان محبت کا نسلی نامہ ہو القصۃ حضرت خرقیل علیہ السلام نے ایک مدت در ازان لوگوں میں بسر فرمائی اور حال قوم کا یہ رہا کہ کاسبے موافق و کاسبے مخالف تاجار ہجرت فرما کے بابل میں تشریف لائے چند روز کے بعد وفات پائی مرقن شریف در میان حلقہ کوفہ واقع ہوا تعداد عمر کسی کتاب میں نظر نہیں آئی فائدہ بعض اہل تفسیر لکھتے ہیں کہ حضرت خرقیل خلیفہ ثالث حضرت موسیٰ کے تھے انھیں کاتام ذوالکفل تھا اور ابن العزیز بھی وجہ یہ لکھی ہو کہ خرقیل علیہ السلام کے باپ کے دو عورتیں تھیں ایک سے دس بیٹے تھے اور دوسری عقیقہ و ضعیف تھیں سو ایک روز اسے جسکی اولاد تھی کہا کہ مجھ کو تجھ پر فضل ہو اس پر اس ضعیفہ کو غم ہوا اس غم میں رات کے وقت نماز نیاز میں کھڑی ہوئی اور صبح تک استدعا سے اولاد میں باضرع و انکسار مشغول رہی آخر دعا سے بیچارہ مقبول ہوئی اور وقت طلوع آفتاب آثار حیض ظاہر ہونے اور کیفیت

جوانی کی اس کے بشرے سے پیدا ہوئی کہ اس کے شوہر کو میلان سبب شرت ہوا چنانچہ بعد طہارت آسنے مقاربت کی کہ حالہ ہوئی کہ حضرت خزیمہ پیدا ہوئے اس سبب سے لوگوں نے آنجناب کو ابن العوز کہنا شروع کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ حضرت و حضرت الیسع بعد حضرت الیاس کے نبی ہوئے ہیں اور حضرت ذوالکفل کے بعد غلبہ عارفہ ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ الیسع بھی ایک نام تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت ایوب علیہ السلام بیٹے تھے نام ایک بشر ابن ایوب اور لقب ذوالکفل اور بعد ایوب کے روم میں نبی ہوئے چنانچہ اخبار اللہ و میں بھی ذکر اٹھا بعد حضرت ایوب کے اسطرح لکھا ہے کہ جب حضرت ذوالکفل یعنی بشر ابن ایوب رسول روم ہوئے تو قوم کے لوگ اہل ایمان لائے اللہ تعالیٰ نے انکو حکم دیا کہ جہاد کرو قوم نے انکار کیا اور کہنے لگے کہ ایو بشر ہلوگ حیات کو دوست رکھتے ہیں اور مائت کو کوہ جانتے ہیں بالین ہمہ مخالفت خدا و رسول بھی ہمارے نزدیک مکروہ ہے پس اگر تم اللہ سے یہ درخواست کرو کہ ہم لوگ زمزمین جب تک موت نہ مانگیں تو ہم اللہ کی عبادت کریں اور اس کے دشمنوں سے جہاد حضرت نے فرمایا کہ تم نے بہت سخت سوال کیا ہو مگر مایہ کھڑے ہوئے اور دعا مانگی اللہ نے قبول فرمائی اور ارشاد کیا کہ تو قوم کا کفیل ہو چنانچہ حضرت بشر ابن ایوب نے قوم سے مقبولیت سوال کا حال بیان کیا اور کفیل امر مذکور ہوئے اسی واسطے ذوالکفل نام ہوا اور قوم کے لوگوں میں کثرت اولاد و اخادس صد کو پہنچی کہ بلا روم میں گنجائش نہ رہی تب قوم نے موت مانگی اور اپنی اپنی اجل میں مرنے لگی یہی وجہ بزرگ کثرت روم کی اور حضرت بشر ابن ایوب نے شام میں وفات پائی عمر انکی پچیس برس کی ہوئی مزار شریف قرۃ کفل متعلقات تالیس میں واقع ہے مگر صحیح عند الحقیقین یہ ہے کہ ذوالکفل علیہ السلام وصی الیسع ابن اخوت کے تھے اور خزیمہ و بشر ابن ایوب بھی ملقب بذی کفل تھے اور ان سے پیشتر گذرے ہیں تسالم التذیل میں حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ میں ذوالکفل نبیا و ملکن کا ن عبد صالحا اور بعضے کہتے ہیں کہ ذوالکفل سے جو سورۃ انبیاء میں مذکور ہیں کہ ذوالکفل و الیسع و ذوالکفل کل من الصابرین مراد الیاس ہیں واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور بعضوں نے وجہ تسمیہ ذوالکفل کی یہ لکھی ہے کہ ذوالکفل کے زمانے میں کنعان نامے ایک بادشاہ بت پرست تھا آسنے وقت دعوت ایمان لکھا کہ اگر مجھ کو بہشت ملے تو میں ایمان لاؤں حضرت ذوالکفل علیہ السلام نے اسکا سوال جناب باری میں التماس کیا ارشاد ہوا کہ تو بہشت کا وعدہ کر اور ضامن و کفیل ہو جا بلکہ وثیقہ اپنے دستخط سے لکھ دے چنانچہ آنجناب نے وثیقہ لکھ دیا کہ اس وثیقے کو بادشاہ نے اپنے پاس رکھا اور ایمان لایا اور بادشاہ سے دست بردار قوم سے ہزار ہو کر ایک جزیرہ میں جا بیٹھا بعد مدت دراز کے قوم کے لوگوں نے تلاش کر کے ملاقات حاصل کی اور بادشاہ نے سب کو دعوت ایمان فرمائی کہ اکثر ایمان لائے اور

بیان حضرت
رسول

وجہ تسمیہ ذوالکفل

جب بادشاہ کی موت قریب آگئی تو انہوں نے وہ وثیقہ اپنی قبر میں رکھوا لیا جب وفات پائی تو تین دن کے بعد قوم کے لوگوں نے حضرت ذوالکفل علیہ السلام سے کہا کہ ہکو نشان دو کہاں بہشت ہمارے بادشاہ کو ملی اور سزا سکی ہکو دکھاؤ ہر چہ حضرت نے دلائل و براہین وصول بہشت کے بیان فرمائے لیکن جلیل القدر کے خیال میں کب آتے ہیں نا چار خباب اسی میں ملتبس ہو گئے کہ یا اکیس اس مقدمے میں میری مدد کر دو تاہم دن کے بعد ایک فرشتے نے رسید بہشت فرشتہ بدست و مہر بادشاہ حضرت ذوالکفل کو پہنچائی کہ اجتماع نے اپنی قوم کو دکھا دی تب وہ لوگ گردیدہ ہوئے اور یقین لائے اس سبب سے ذوالکفل تشریف لے گئے اور صحیح یہ کہ حضرت ذوالکفل نبی تھے کیونکہ اللہ صاحب نے فرمود انبیاء ذکر کیا ہر چنانچہ سورہ صاد میں ارشاد ہوتا ہے و ذکر اسمیل و ایسحاق ذوالکفل کل من الانبیاء یعنی یاد کر اسمعیل کو دایسے کو ذوالکفل کو اور اسحاق کو نبی والا اس مقام سے یہی ثابت ہوا کہ بامین دایسے و ذی الکفل کے مخالفت تمام ہر دایسے اور ذی الکفل اور عالم التشریل میں عطا سے روایت ہے کہ ذوالکفل ایک نبی اسرائیل میں ہوئے ہیں جب انکی وفات قریب تر پہنچی تو وحی ہوئی کہ اے ذوالکفل میری وفات کے دن پاس آگئے ہیں سو تو ملک مغوضہ اپنا قوم بنی اسرائیل پر عرض کر اور دیکھ کون شخص اس قوم میں چہیزگار ہو چہرہ شخص قائم اللیل و صایم النهار اور عالم الطبع اور متین الوضع ہوا سکو سپرد کر کہ وہ انکا قیل سب سے کہ حضرت ذوالکفل علیہ السلام نے ایسا ہی کیا کہ تلاش و تجسس میں پڑے چنانکہ ایک جوان اہل صفات مذکورہ موصوف اور بشارت نسب و حسب معرفت حاضر ہوا حضرت ذوالکفل علیہ السلام نے اسکو کفیل نبی اسرائیل قرار دیا اور وفات فرمائی اس سبب سے ذوالکفل لقب ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ ذوالکفل تھے تلویغیرون کو قتل سے بچا یا تھا اور انکے کفیل ہو گئے تھے اس سبب سے ذوالکفل مشہور ہوئے و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال ذکر انکا سورہ انبیاء میں موجود ہے

تفريح ہنر ذہن در احوال حضرت الیاس علیہ السلام

عالم التشریل میں ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک الیاس علیہ السلام بلوغم زاد حضرت الیسع علیہ السلام کے ہیں اور عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک الیاس نام و پس علیہ السلام ہے اور یہ روایت ابن ابی حاتم کی ہے اور بقول دیگر محققین الیاس علیہ السلام ایک رسول تھے نبی اسرائیل میں اور بقول ابن عساکر بطریق ابن نون سے تھے اور بعضے اولاد ہارون علیہ السلام سے کہتے ہیں اور محمد ابن حنفیہ مطلبی نے لکھا ہے کہ الیاس ابن یاسین و بقول ابن شیرین نخاض بن غبار بن ہارون بن عمران اور کہتے ہیں کہ الیاس کو یاسین بھی کہتے ہیں جس طرح طور سینین طور سینا بالجملہ بنی ہارون بالاتفاق لکھا قال اللہ تعالیٰ

وان الیاس لمن المرسلین اور نبوت انکی الہی بعلمک پر ہونی تھی البتہ نام نہایت کا اور ایک بانی
شہر کا اور حال یوں ہوا کہ اس شہر میں جب نام ایک بادشاہ بہت پرست سخت مشرک اور خرافہ تھا
میں گز کا لباً جو کھانت بنوایا اور اسکا نام بعل لکھا اور چار گواؤں کے مترجم کلام گویا ساریہ قرار دیے
اور انکو ہی ٹھہرایا کہ وہ سب اس کے گرجے رستہ میں ملین نے دیکھا کہ یہ توفیقہ خوب جواب اس کے پیش
میں گھس کر تین دن پہنچے وہ اس بہت کے اندر جا بیٹھا اور وقت سوال جواب دینے لگا اور معاصین
سے نکارنے لگے کہ خدا نے کیا اور البعین بادشاہ اسی کے موافق عمل کرنے لگے بنی اسرائیل کہ حضرت یسوع
ابن نون کے زمانہ سے اس شہر میں قیام پذیر تھے اور بعد حضرت خرقیل علیہ السلام کے بہت پرست ہوئے تھے
وہ بھی مطیع بادشاہ ہوئے اور فداغ واعظین اور عالمین سے انگلیان کا انون بن دینے لگے تب اللہ
جل شانہ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو مبعوث فرمایا کہ وہ دعوت حق میں مصروف ہوئے کہ سورہ صافاً
میں ارشاد ہوتا جو ان الیاس لمن المرسلین اذ قال لقومہ الاتقون اللہ من بعدہ اذ اردن اس من الخالقین اللہ
ربکم ورب ابائکم الاولین فلذہ فانه لمحضرون الاعباد اللہ انکم صیرج یعنی مکتب الیاس جو رسولوں میں جب ان
اپنی قوم سے کیا تمکو ڈر نہیں کیا تم شکار تھے ہو بعل کو اور چھوڑتے ہو بت پرانیو اسے کو جو اللہ جو رب تمہارا اور
رب تمہارے باپ دادوں کا بھرا اسکو ٹھٹھلایا سودہ پڑے آتے ہیں مگر جو بندے ہیں اللہ کے چنے ہوئے
اور بعض کہتے ہیں کہ نبوت حضرت الیاس علیہ السلام اس طرح ہوئے کہ اس جب بادشاہ کی ایک عورت
سماء ازہل نبیہ ملک صید بٹری قتالہ کافرہ تھی جسے سات بادشاہوں بنی اسرائیل سے آشنائی کے
کلیاں کیا اور فریب سے انکو مار ڈالا اور ایسی فحشہ کہ نہ سال تھی کہ شہر تہ جہنمی اور آسپریہ طرہ تھا کہ انبیاء اور رسولوں
کے قتل کرنے پر زیادہ تر حصہ رکھتی تھی چنانچہ بعض کہتے ہیں کہ اسی نے حضرت عیسیٰ پیغمبر کو قتل کرایا ہر گالیک
حکیم ایمان دار اس کے پاس رہتا تھا اسے البتہ رسولوں کو اس کے پنجہ پر ظلم سے بچھڑایا تھا بالجمہ وہ مردار بادشاہ کے
مزاج میں نہایت دخل رکھتی تھی حتیٰ کہ جب بادشاہ کسی طرف سفر کرتا تو اسی کو خلیفہ کر جاتا کہ یہ ظالم فضا یا میں
حکومتی اور اس کے جوار میں ایک مرد صالح متقی مزدکی نام قلعہ کے متصل رہتا تھا اسکا ایک
باغ تھا کہ آسمین وہ اور اسکی عورت اپنی بسا اوقات کرتی تھی اور بسبب جوار کے بادشاہ کو
اس بچارہ سے ایک نوع کی رعایت ملحوظ رہتی تھی اور اسوجہ سے سماء ازہل کو نہایت حد تھا
اور ہمیشہ یہ خیال دل میں رہتا تھا کہ اگر میرا دست رس ہو تو اسکا باغ لے لوں اور اسکو
قتل کروں اتفاقاً بادشاہ کسی طرف گیا اور ازہل کو خلیفہ کر گیا اسنے یہ وقت غنیمت
جان کے ایک دن چند آدمیوں کو بلا کر گواہ بنا یا کہ مزدکی بادشاہ کو گالیان دیتا ہر

اور دستور اس جگہ کا یہ تھا کہ جو شخص بادشاہ کو برکے وہ قتل ہو سوا سنے فرد کی کو اپنے حضور میں ملنے کے جواب لیا فرد کی نے انکار کی اسنے گواہوں سے جھوٹھی گواہی لیکے مروا ڈالا اور باغیچہ لے لیا جب بادشاہ کو تو اسنے یہ احوال سنکے اپنی جو رو سے شکوہ کیا کہ تجھ کو مناسب تھا کہ میری غیبت میں فرد کی سے احسان کرتی نہ کہ ایسا ظلم کیا انہیل نے کہا کہ فرد کی نے تجھ کو گالی دی تھی سو میں نے موافق تیرے حکم کے قتل کیا یہ بادشاہ نے کہا میرا انتظار ضرور تھا انہیل نے کہا اب جو ہوا سو ہوا آئندہ اسی طرح کرونگی تب خالق جبار نے حضرت الیاس علیہ السلام کو مبعوث فرمایا کہ حضرت الیاس نے بت پرستی سے منع کرنے کے ارشاد کیا کہ باغیچہ فرد کی کے ورثہ کو واپس کرو ورنہ تو مع جو رو اپنی کے کمال ذلت سے اسی باغیچہ میں ہلاک ہو جائیگا بادشاہ ناراض ہو کر کہنے لگا کہ اے الیاس تو مجھ کو وہ راہ چلاتا ہر جگہ اور بادشاہوں نے ترک کیا ہے لینے جس طرح اگلے بادشاہ بت پرست تھے اُسی طرح میں بھی ہوں مجھے کیا بزرگی ہے کہ میں اُن سے خلاف ہوں اب میں تجھ کو قتل کرونگا تب حضرت الیاس اُس شہر سے ہجرت کر کے ایک پہاڑ میں چھپ رہے سات سال تک تنہائی میں پریشان اور صولت بادشاہی سے ہراسان رہے اور سواے گھاس اور ساگ وغیرہ اشیائے جنگلی کے کچھ کھانا نصیب نہیں ہوا اور بادشاہ نے ہر چند تلاش کروایا کہ میں نشان نہ ملا سات برس کے بعد وحی ہوئی کہ اب ظاہر ہونا چاہیے سوا اسکی صورت ظاہر تو یہ نمود ہوئی کہ بادشاہ کا بیٹا سخت بیمار ہوا طبیعوں نے جواب دیا اور اس بت نے باوجود وراثت اور سماجیت کے کچھ جواب دیا اور نہ کچھ تدبیر بتلائی اور اے الیاس ہی میں چپکا ہو رہا اور ترجموں کی بات کسی نے نہ سنی تب یہ قرار پایا کہ نواحی شام میں ایک دوسرا خدا ہی اسکو بلاؤ کہ اس خدا سے سفارش کرے شاید بعل تمسے ناراض ہو بادشاہ نے کہا میرا کچھ قصور نہیں ہے کیونکہ میں نے اطاعت اور فرمانبرداری میں کسی طرح کی تقصیر نہیں کی ہر ترجموں نے کہا کہ تو نے الیاس کو قتل نہیں کیا یہی قصور ہے کیونکہ الیاس تیرے خدا کا کافر تھا بادشاہ نے جواب دیا کہ الیاس کا پتہ اور نشان کہیں ملتا نہیں ہر چند تلاش ہوئی پر ہاتھ نہ لگا اور میں ایسا پریشان ہوں کہ اب اسکی تلاش نہیں کر سکتا اگر یہ لڑکا اچھا ہو جائے تو میں خود ہی تلاش کروں اور جس طرح ملے گرفتار کر کے قتل کروں تاکہ میرا خدا راضی ہو غرض کہ انھوں نے چار سو مصاحبوں کو جان شبام بھیجا جب یہ لوگ اُس پہاڑ سے جہر حضرت الیاس تھے قریب ہوئے تو حضرت کو ارشاد آئی یوں ہوا کہ بلا خوف اور خطر نیچے پہاڑ کے اتر اور ان کافروں سے معارضہ کرو اور دعوت ایمان پہونچا حضرت الیاس نے مقابل ہو کر اول کافروں سے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو اللہ نے تمہارے اور تمہارے معتقدوں کے پاس بھیجا ہے سو تم منہ کو حکم اپنے رب کا اور اپنے بادشاہ کو پہونچاؤ اور پھر جاؤ اُسکے پاس اور کو

میری طرف سے کہ اللہ و صاحب فرماتے ہیں اِنِّی اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا لَا تُجِیْ اِسْرَآئِیْلَ عَنِیْیْنِ ہِی ہُوْنَ اللّٰہُ کوئی نہیں! قدر گریہ جمع ہو و ہون بنی اسرائیل کا اور مارنے والا اور جلانے والا اور رزق دینے والا اور پیدا کرنے والا میں ہوں تو اپنی نادانی سے دوسرے کو میرا شریک گردانتا جو کوئی شخص جہان میں اپنے نفس کا مالک نہیں ہوا و کسی کو طاقت نہیں کہ ایک ذرہ کو حرکت دے سکے جسکو میں چاہتا ہوں جنبش دیتا ہوں جب حضرت الیاس نے افسے یہ کلام کیا تو وہ لوگ رعب میں آگئے اور بادشاہ سے آکر بولے کہ الیاس ہمارا ملا تھا بال اسکے سفید ہن اور بہت ضعیف ہو گیا ہر کھل کا قمیص پہنے ہمارے پاس آیا تھا اُسے ایسا کلام فرمایا کہ ہم رعب میں آکر جواب دہ ہو سکے باوصف اسکے کہ ہم چار سو آدمی تھے اور وہ تنہا تھا بادشاہ کہا زندگی کا لطف نہیں جب تک الیاس زندہ ہو کسی طرح الیاس کو گرفتار کر دینا چاہیے پچاس آدمی زور آور ہو شیا اسی طرح سے سمجھا کر وادہ کیے کہ تم کسی جیل اور تدبیر سے بون طع دیکر لاؤ کہ تمام شہر کے لوگ تیرا ایمان لا دیں گے غرض کہ پہلا کفر قریب گئے اور پکارنے لگے کہ یا نبی اللہ ابرار لنا و احسن علینا یعنی اے نبی اللہ کے ظاہر ہوا و احسان کر میرے ہم ایمان لائے اور ہمارا بادشاہ بھی ایمان لایگا اور سب قوم بنی اسرائیل نے تم کو سلام کہا ہوا اور قوم بادشاہ بھی تمہاری گرویدہ ہوا اور کہتے ہیں کہ تمہاری نبوت میں ہمارا کچھ شبہ نہیں تشریف لاؤ اور امر معروف اور نہی عن المنکر جاری فرماؤ اور اب مناسب نہیں ہو کہ ہم ایمان لاویں اور تم ہم سے جدا ہو حضرت الیاس علیہ السلام نے یہ کلام سنکر ارادہ کیا کہ ظاہر ہون محی ہوئی کہ اے الیاس توقف کر اے ظاہر و باطن موافق نہیں یہ لوگ منافقانہ کلام کرنے ہیں تو میرے جناب میں دعا کرتے ہیں کہ حضرت الیاس نے یون دعا مانگی کہ یا الہی اگر یہ لوگ سچے ہیں تو مجھ کو اجازت ہو کہ میں ظاہر ہو جاؤں اور جو یہ لوگ کاذب اور منافق ہیں تو ان پر آگ آسانی کرے کہ جل جائیں ہنوز یہ مقولہ تمام ہوا تھا کہ آگ آسمان سے برسنے لگی اور سب جل گئے بادشاہ کو خبر ہوئی بادشاہ نے پچاس آدمی اور سخت مکار دعا باز پہاڑ کی طرف بھیجے وہ بھی گئے اور کہنے لگے یا نبی اللہ نعوذ باللہ و بک من غضب اللہ ہم صدق دل سے ایمان لائے ہیں اور اول جو لوگ حاضر ہوئے تھے سب منافق تھے اگر ان کا اتفاق ہو کہ معلوم ہوتا تو ہم ان کو اصلاً اس طرف متوجہ ہونے دیتے مگر وہ لوگ جزا سے اعمال کو پہونچے پھر تیسرے خدا نے بخوبی انتقام لیا اب جاے اندیشہ نہیں ہر ہم لوگ قوت ایمانیہ سے بے شوق خدمت حاضر ہوئے ہیں بلا نامل آپ تشریف لائیں حضرت الیاس علیہ السلام نے کلام سنا تھا نہ انکھانہ انکھانہ سنا تو پہلے ہی دعا مانگی ہر آگ برسی جس طرح اول برسی تھی یہ بھی خبر بادشاہ کو پہونچی اب بادشاہ نہایت غمگین و خوشگین ہو کر مستعد ہوا کہ بذات خود حضرت الیاس علیہ السلام پر خروج کرے الایاری بیٹے سے متوقف اور

معدوم رہا اور فوج کے سپاہی بھی اس طرف جانے سے انکار کرنے لگے تب بادشاہ نے یہ مشورہ کیا کہ اس حکیم یون کو جو سناؤ اہل کائنات پر بھیجنا چاہیے اغلبیک الیاس علیہ السلام اسکی ایمانداری سے متوجہ ہو کر پہاڑ سے اتر بیٹھنے کے لئے اس نئی کو طلب کیا اور کہا کہ میں حضرت الیاس کے ساتھ ہدیہ نذر ونگا بلکہ منظر پر کیا گیا ہماری ایمانداری سے مطلع چلائیں تو انکے پاس حاضر ہوا دوسری طرف سے محدث کر اور میرے ایمان کی خبر دے وہ منشی مستعد ہوا بادشاہ نے ایک لشکر حراؤ کے ساتھ کیا اور لشکریوں سے سجاوہ کیا کہ بطرح ہو سکے الیاس پہاڑ سے نیچے اترے اور یہاں انکو اور منشی سے یوں کہا کہ میرا بیٹا سخت مبتلا ہے بلا ہوا اور سپاہی میرے بلا سے سخت میں گرفتار ہو چکے ہیں اب میں پرستش بت کی ترک کرتا ہوں آپ نشریف الامین بالجمہور و نشی مع لشکر جانب جبل روانہ ہوا اور قریب تر پہنچ کر گھارنے لگا کہ امی الیاس میں حاضر ہوا ہوں حضرت الیاس آواز مسلمان کی سنتے ہی شتاق ملاقات ہوئے انہی وقت وحی ہوئی کہ امی الیاس اب ظاہر ہوا اور سلام علیک کر چنانچہ حضرت الیاس سامنے کھڑے ہو کے پوچھنے لگے کہ ایہ یون خیر تو کہاں آیا اسنے کہا خیر مجھکو اس ننگہ چارنے تمہارے پاس بھیجا ہو کہ میں تکوین میں لیجاؤں حضرت الیاس نے فرمایا کہ میں اس فکر کے پاس نہیں جاسکتا پھر وحی ہوئی کہ اگر تو نہ جاکا تو بادشاہ اس مسلمان کو تہمت کر گیا بادشاہ کے پاس جا اور میں محافظ ہوں کہ اس بادشاہ کو اسکے بیٹے کے غم میں مبتلا کر دینگا کہ ہرگز تم سے متوجہ نہ ہو سکیگا اور ایسی طرح سے مار دینگا کہ عبرت ہو جائے جب وہ مرجاے تب چلے آنا غرض کہ حضرت الیاس انکے لشکر کے ساتھ شہر میں نشریف لائے اور بادشاہ کے پاس پہنچے اسوقت بادشاہ کا بیٹا زیادتی دروسے بیتاب ہو کر مر گیا کہ بادشاہ حضرت الیاس سے مل نہ سکا اور حضرت الیاس صحیح سالم پھر پہاڑ پر نشریف لائے جب بادشاہ کو غم سے فرصت ملی تو اسنے نشی سے حال پوچھا نشی نے عرض کیا کہ میں بھی آپ کا شریک غم ہاں مجھکو یہ یوں کہ الیاس کہاں گئے ناچا چکا ہو رہا پھر بعد مدت دراز کے حضرت الیاس تنہائی سے گھارے اور پہاڑ سے نیچے اترے اور یونس ذی النون کی مان کے گھر میں چھ مہینے تک چھپے رہے اس عرصے میں حضرت یونس علیہ السلام دودھ پیتے تھے چھ مہینے تک انکی مان بہت خوشی سے خدمت کرتی رہیں بعد اسکے پھر حضرت الیاس پہاڑ پر گئے اور یونس کی مان انکی مفارقت سے بہت ملول ہوئیں اس عرصے میں یونس علیہ السلام نے اتفاقاً اتفاقاً کیا تو انکی مان حضرت الیاس کی تلاش میں نکلی اور پہاڑوں پر ڈھونڈھتی پھر آخر کار حضرت الیاس سے ملاقات ہوئی اسنے عرض کیا کہ امی الیاس مجھکو تیری مفارقت سے بڑا رنج ہوا تھا اسپر اور غضب یہ ہوا کہ میرا بیٹا یونس بھی مر گیا اب مصیبت نے غلبہ کیا اور بلا نے مجھ کو اپنا اور جاننے ہو اسکے سوا ہر کوئی لوگا نہیں تھا اب یہ درخواست ہو کہ تم دعا کرو کہ میرا لڑکا زندہ ہو جائے اور اسی امید سے

میں نے اب تک فر نہیں کیا ہے حضرت الیاس نے کہا کہ اس بات میں مجھ کو حکم نہیں ہے اور میں تابعدار ہوں جیسا حکم ہوگا ہو ویسا کرتا ہوں تب یونس کی ماں رو نہ لگیں اور تفرغ وزاری سے پیش آئیں کہ حضرت الیاس نے اسکو نسلی دی اور نہایت مہربانی سے پوچھا کہ تیرا بیٹا یونس کون دن سے مر گیا ہے کہنا سنا ت دن ہوئے تب حضرت الیاس حکم اتنی ساتھ چلے اور ساتویں دن یونس کے گھر میں پہنچے دیکھا کہ یونس چوڑا دن سے مردہ ہیں حضرت الیاس نے وضو کر کے نماز پڑھی اور دعا مانگی اللہ نے یونس کو زندہ کیا پھر حضرت الیاس نے مکان پر تشریف لائے اس عرصہ میں قوم الیاس نے گناہوں کی شدت سے کمال رو سیاہی حاصل کی ابھر حضرت الیاس کو نہایت غم ہوا سات برس کے بعد وحی ہوئی کہ اے الیاس غم کسو اسطے کرتا ہے جو تو مجھے طلب کے عطا کروں حضرت الیاس نے عرض کیا کہ یا الہی میری تمنا یہ ہے کہ تو مجھ کو اس عالم سے اٹھالے اور میرے باپان سے ملا دے کیونکہ نبی اسرائیل سے مجھ کو رنج ہو چکا اور انکو مجھے تکلیف پہنچی ہو حکم ہوا کہ اے الیاس یہ وقت انتہائی ہے کہ میں زمین کو تجھے خالی کروں لیکن تو اور درخواست کرو میں قبول کروں حضرت الیاس نے عرض کیا کہ اگر مجھ کو اس عالم سے اٹھانا منظور نہیں تو سات برس تک پانی کا برساتنا اور نہ برساتا میرے انتہا میں ہو جائے ارشاد ہوا کہ اے الیاس میں جیم ہوں اگرچہ بندے ظالم ہوں پھر عرض کیا کہ تجھ پر بس تک اختیار ملے ارشاد ہوا کہ میں جیم ہوں عرض کیا کہ پانچ ہی برس تک اختیار ملے ارشاد ہوا کہ میں جیم ہوں اور یہ بات رحمت کے خلاف ہے لیکن واسطے عبت کے تین برس تک خزاں پانی کا تیرے ہاتھ میں کہے دیتا ہوں کہ بلا حکم تیرے پانی نہ برسے گا حضرت الیاس نے کہا میں پھر کسطح زندہ رہوں گا ارشاد ہوا کہ بعض طویر تیرے واسطے قوت لاہوت ہو چکا ہے لہذا حضرت الیاس نے عرض کیا کہ اے رب راضی ہوا بعد ازاں پانی کا برساتنا موقوف ہوا گائے بکری بیل خچر وغیرہ وحوش طیور و زمین کے درخت سوک گئے آدمیوں کی سخت مشکل ٹپری مگر حضرت الیاس خوش تھے اور قوم کے لوگ تباہ ویران حال ہوا کہ انہم کے لوگ حضرت الیاس کی تلاش میں پھرتے بلکہ جس گھر میں روٹی کی ٹوپا تے تو یہی کہتے کہ الیاس اس گھر میں آئے ہیں اور تلاش کرتے ہوئے غیر کے گھر میں چلے جاتے گھروں نے ناراض ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تین برس قحط پڑا تو ایک دن حضرت الیاس ایک عورت ضعیفہ کے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ تیرے پاس کچھ کھانا ہے کہ آئے کہنا تو اٹھ اٹھنا اور تیرے پاس حضرت الیاس نے دعا فرمائی کہ یا الہی اسین برکت دے اللہ تعالیٰ نے انکی دعا سے دو دنوں میں بڑھا دین کہ اُسکا گھر بھر گیا تب قوم نے اس بوڑھے سے پوچھا کہ برکت کہاں سے آئی آئے کہ کہا کہ ایک شخص اس صورت کا میرے گھر آیا تھا اسنے دعا کی ہر آن لوگوں نے کہا کہ وہ شخص الیاس تھا سو ڈھونڈتے ہوئے دوڑے کہ حضرت الیاس سے ملاقات ہووے حضرت الیاس بھاگے اور ایک عورت کے گھر میں داخل ہوئے اُسکا بیٹا نوجوان سخت بیمار تھا اُسکے واسطے دعا کی وہ اچھا ہو گیا اور ایمان لائے کہ ساتھ ہوا کہ جس جگہ حضرت الیاس جاتے

وہ بھی ساتھ جاتا متحقیق مفسرین لکھتے ہیں کہ وہ نوجوان حضرت الیسع ابن اخطوب تھے جب اسپر حیدر روز گذر گئے تب وحی ہوئی کہ الیاس تو نے بہت بیگناہوں کو ہلاک کیا ہے یعنی بہائم طیور ہوام وغیرہ بھی تیری بددعا سے ہلاک ہوئے حضرت الیاس نے عرض کیا کہ بارب اب میں دعا کروں تو نجات ملے ارشاد ہوا کہ دعا کر سو حضرت الیاس اپنی قوم میں تشریف لائے فرمانے لگے کہ تم نے بیچ بیشک اٹھایا اور ہلاک ہو گئے بلکہ تمہاری خطاؤں سے بہائم وغیرہ بیگناہوں پر بھی آفت پڑی اور ابھی تک تم انھیں خیالات باطلہ میں پڑے ہو اگر تم کو سمجھ ہو تو اپنے بتوں کو باہر نکالو اور ان سے پانی کی درخواست کرو اگر ملے تو فوہو اور نہ آو دور کر کے اپنے اللہ سے پانی مانگو کہ اللہ تعالیٰ پانی برساتے ہوئے یہ ایک بات تو نے انصاف کی کہی ہے بعد ازاں اپنے بتوں کو باہر نکال لائے اور ہاتھ جوڑ کر دعا کرنے لگے کسی نے نہ سننا تب کہنے لگے کہ اے الیاس ہلوگ باطل ہیں اور اپنے فعلوں سے ہلاکت میں پڑے ہیں اب تو ہمارے واسطے اللہ سے دعا کر حضرت الیاس نے حضرت الیسع کو ساتھ لیکر دعا فرمائی ایک ٹکڑا برکاسپر کے برابر دریا پر نظر پڑا اُس نے ایسا پانی برسا یا کہ بالکل بستی سیراب ہو گئی اور بنی اسرائیل خوش ہونے لگے مگر اپنے قول و قرار پر قائم نہ رہے بلکہ اور بھی بگڑے تب حضرت الیاس نے دعا مانگی کہ یا الہی نبی اسرائیل کے قلوب قبول ہدایت کے لائق نہیں ہیں اور اب مجھ کو ایمان کامل کی ان سے آمین نہیں ہو اس لیے تو مجھ کو علیحدہ کر ارشاد ہوا کہ فلاں روز فلاں مقام پر حاضر ہو وہاں جو کچھ سواری تجھ کو ملے اسپر سوار ہو جب وہ دن آیا تو حضرت الیاس علیہ السلام مقام محمود میں حضرت الیسع کے تشریف لیگے دفعۃً ایک گھوڑا باؤنٹ آگ کا ناہر ہوا یا رنگ اسکا مانند آتش تھا علی تقدیرین حضرت الیاس علیہ السلام اسپر سوار ہوئے حضرت الیسع نے آواز دی کہ مجھ کو کیا ارشاد ہو الیاس نے اپنے کپڑے اتار کر پھینکے گویا اشارہ کیا کہ بیچ تم کو خلیفہ کیا انھیں اللہ تعالیٰ نے حسب استدعا الیاس علیہ السلام اس طرح نبی اسرائیل سے انکو جدا کر دیا اور شہوت طعام و شراب ان سے سلب کر لی کہ فرشتوں کے ساتھ اُڑنے لگے عالم التشریل میں ہو کہ حضرت الیاس و خضر علیہما السلام ہر سال بیت المقدس میں آکے روزے رکھتے ہیں اور الیاس موکل ہیں جنگلون پر اور خضر دریاؤں پر اور عرفات میں دونوں ملتے ہیں اور رمضان شریف کے روزے باہم افطار کرتے ہیں اور صلحائے امت مصطفویہ سے ملاقات کرتے ہیں جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ غزوہ تبوک میں اللہ ابن اسفہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے وہ فرماتے ہیں کہ تم ٹوڑی رات گذرے لشکر کے ساتھ چلے جاتے تھے کہ دفعۃً ایک آواز خربن آئی کہ اللہم اجعلنی من امة محمد المرحۃ المغفورة المستجابۃ لما المبارکۃ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حذیقہ دانس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اس مدۃ کو میں

بیت المقدس

اور دیکھو کون آواز دیتا ہے صدیفہ دانس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جتنے جاگڑ دیکھا تو ایک شخص نورانی سفید پیش
لباس سفید برف سے زیادہ سپنے ہوئے بیٹھا ہوا اور قد شریف آسکا جسے دو تین ذراع بلند ہر سپنے
انکو سلام کیا انھوں نے جواب سلام دیکر فرمایا تم بھیجے ہوئے رسول اللہ کے ہو جتنے کہا ان تم کون ہو
رحمۃ اللہ علیک وہ بولے میں الیاس پیغمبر ہوں بغیر ہر ملکہ جاتا تھا کہ ایک لشکر فرشتوں کا کہ حسین مقدس پیش
جبرئیل علیہ السلام ہیں اور سابقہ یکانیل ہمراہ تمہارے نظر پڑا ان دونوں سرداروں نے کہا کہ تمہارا
بھائی محمد رسول اللہ صلعم جاتا ہے اسکو دیکھو اور سلام کرو سو قوم لوٹ جاؤ اور میرا سلام پہنچاؤ اور کہو
کہ میں تمہاری خدمت میں اسلئے حاضر نہیں ہو سکتا کہ مجھکو دیکھ کر تمہارے شکر کے اونٹ بھالیں گے
اور آدمی ڈرینگے اگر آپ خود شریف لائیں تو نہایت بہتر ہے صدیفہ دانس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ
جتنے اُسے مصافحہ کیا انھوں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ خلیفہ ابن الیمان صاحب بر رسول خوارانہ
اور یہ شخص آسمان میں زمین سے زیادہ مشہور ہے اہل سموات اسکو صاحب سیر رسول اللہ کہتے ہیں نبی کے
دونوں صحابی حضرت علیؓ و سلمؓ کے حضور میں گئے اور پیغام الیاس علیہ السلام کا پہنچایا حضرت
صلعم اس دژہ کوہ میں شریف لیگئے اور بعد مصافحہ و معانقہ بیٹھے اور کلام کرتے رہے اس قصے کو
حاکم نے مستدرک میں ہی بیان کیا ہے کہ اسناد اس حدیث کے ضعیف ہیں اور ذہبی نے حاکم بطعن کی ہے
اور فرمایا ہے کہ اس قصے کی صحت میں کچھ کلام نہیں ہے اور بیہقی نے دلائل النبوة میں مفصل بیان کیا ہے کہ
بعد شریف ایجاب حضرت الیاس علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ نے اجب بادشاہ پر ایک دشمن فوی
سلط فرمایا کہ اسنے گلستان فرد کی میں بادشاہ کو مع سماء ازیل اسکی عورت کے نہایت ذلت و
خواری سے قتل کیا اور لاش کو اسی جگہ چھوڑا کہ ہڑیان اُنکی اُسی باغ میں گل نگین ذکر حضرت الیاس
علیہ السلام کا سورج و زخافات میں ہو اللہ اعلم

تفہیم نوزدہم در احوال حضرت الیسع ابن جطوب علیہ السلام

نسب شریف اچھا افرانیم ابن یوسف علیہ السلام سے ملتا ہے انکو اللہ نے بنی اسرائیل کا پیغمبر کیا کہ سب
ایمان لائے اور احکام تورات بجالانے لگے اور حضرت الیسع عجرات و خوارق عادات دکھانے لگے چنانچہ
ایک موصیل ارجانے شکایت کی کہ ہمارے یہاں کا پانی کھاری ہو آپ دعا فرمائی کہ
شیرین ہو جاوے سے آنجناب نے قدرے نمک لیکر دریا میں ڈالا شیرین ہو گیا ایک مرتبہ
ایک بیوہ عورت نے فلت مال و فاقہ کشی کی شکایت پیش کی اور کہا کہ میرا خاوند نہایت مقروض ہے چنانچہ
نے پوچھا تیرے گھر میں کچھ پر اُسنے کہا حضور اُگھی ہر حضرت نے طلب کر کے ایک خراف سے دس ستر لڑین کیا

تفہیم نوزدہم در احوال حضرت الیسع ابن جطوب علیہ السلام
تفہیم نوزدہم در احوال حضرت الیسع ابن جطوب علیہ السلام
تفہیم نوزدہم در احوال حضرت الیسع ابن جطوب علیہ السلام
تفہیم نوزدہم در احوال حضرت الیسع ابن جطوب علیہ السلام

اُس عورت نے اپنا گلی اٹھا لیا اور اسی طرح کرنے لگے تو کھیڑھنے اگا اور محلے کے لوگ خربہ کرنے لگے اس عورت کو فراغت حاصل ہوئی کہ اُسکے شوہر کا قرض بھی ادا ہو گیا اور انجملہ ایک عورت کے گھر گئے تو اُسکے اولاد نہ تھی اُسکے واسطے دعا فرمائی کہ اُسکے لڑکا پیدا ہوا اور بعد چند دنوں کے مر گیا تب آنجناب نے اُسکو زندہ کیا اور انجملہ ایک دن شاگردوں نے کھانا پکایا اور بٹھولے سے نھوڑا عرق اندر ابن کا ڈال دیا جب حضرت یسوع کھانے لگے تو اُس سے آواز آئی کہ مجھ میں زہر ملا ہے آپ نے نھوڑا آنا ڈال دیا اثر زہر جاتا رہا اور انجملہ ایک بادشاہ نے حضرت کو قید کیا اللہ نے محافظین کو اندھا کر دیا کہ حضرت یسوع محبس سے نکل آئے اور انجملہ بادشاہ و شوق کو برص لاحق ہوا اُس نے حاکمان بنی اسرائیل سے ایک طبیب طلب کیا انھوں نے حضرت یسوع کو بھیجا حضرت نے فرمایا کہ اس ندی میں غسل کرے اچھا ہو جائے ویسا ہی ہوا بادشاہ نے زکریا نذر کے طور پر بھیجا آنجناب نے واپس کیا مگر خادم نے از رو سے طمع کچھ لیلیا حضرت کو اطلاع ہوئی بدو دعا فرمائی وہ بکثرت برص میں مبتلا ہو گیا اسی طرح اکثر خوارق عادات کتب تواریخ میں لکھے ہیں اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل سرگرم عبادت حضرت یسوع کی حیات تک رہے جب آنجناب نے وفات پائی تو سب بے دین ہو گئے مگر حضرت یسوع چار سو دو برس کی ہوئی اور قریب سترہ سو دفن ہوئے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت یسوع مخالفت بنی اسرائیل سے تنگ ہوئے تو ذوالکفل کو اپنا وصی فرما کے وفات فرمائی اور بعض کے نزدیک بعد حضرت یسوع سات سو برس تک کوئی پیغمبر بنی اسرائیل میں نہیں ہوا علماء و متقدمین اللہ تھے وہ ہر چند وعظ و نصیحت کیا کہ کسی نے اُنکا کلمہ مانا آخر کار منتقم حقیقی نے ایک قوم بتانا کہ کاز رو سے تواریخ عارفہ و جبارہ مشہور ہیں سنا گیا سردار اُنکا جالوت تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ جالوت وہ ہے جو سپہ سالار شداد بن عاد کا تھا اور اسمین شک نہیں کہ وہ لوگ بڑے زور و قوی تھے بلکہ بالائے متذوق سخت رو بھاریا عادیوں سے تھے انھوں نے اکثر قوم بنی اسرائیل کو قتل کیا اور بعضوں کو دیار و سکن سے نکال دیا اور بعضوں کو قید کیا اور تابوت سینہ چھین کر بابل میں لپکے تب عطا بنی اسرائیل مضطرب ہوئے نہ کوئی پیغمبر تھا جس سے حال کہیں اور نہ کوئی بادشاہ کہ اُسکے زور سے مقابلہ کریں اور اُس عرصے میں ایک عورت حاملہ کے سوا سب بنوت میں کوئی شخص باقی نہ تھا سوا اُسکو بھی قید کر رکھا تھا اس خیال سے کہ شاید اُسکے بیٹی ہوا اور بد لڑا اُسکو بیٹا کرے کہ وہ دعویٰ نبوت کرنے لگے کہ اُسکے عہد سے امر معروف و نہی منکرین گرفتار ہو جائیں مگر منظور الہی یون تھا کہ پھر اس قوم کے واسطے نبی مبعوث کیا جائے سوا اُس عورت کے دل میں خداوند تعالیٰ نے ڈالا کہ تو فرزند صالح و صاحب تقویٰ کی دعا کر تو میں قبول کروں اُس عورت نے حالت قید میں دعا مانگی کہ یا الہی مجھ کو فرزند صالح عنایت کر تا کہ گمان

آٹھ جانا رہے چنانچہ دعا اسکی مقرون حاجت ہوئی اور فرزند نامی اور پسر گرامی پیدا ہوا۔ گوہر سے
 خوشنودہ ازبرج نبوت نزع نمود۔ اختر سے تابندہ ہوا و منج رسالت نزد علم ہوا۔ اس خفیہ نے اسکا نام شموئیل رکھا
 کہ زبان عربی اسکو اسمیل کہتے ہیں باپ اسنے قبل از ولادت چاہے کہ اسکا نام اسکا والد نے ہی کیا
 واللہ اعلم بالصواب

تفہیم بسم در احوال حضرت شموئیل علیہ السلام

بعضے کہتے ہیں کہ شموئیل النشین الجمیہ ابن ربیان ابن علقمہ نواد ابن فابستہ بن لاوی ابن یعقوب علیہ السلام
 ہیں مگر صحیح یہ ہو کہ انکے باپ کا نام بقانا اور اولاد یوسف علیہ السلام سے تھے اور بعضے کہتے ہیں
 کہ نام اسکا شموئیل تھا کہ زبان عربی اسماعیل ہوتا ہو اور بعضے صموئیل بجا و حملہ لکھتے ہیں چنانچہ کتب نبی اہل
 میں ہی طرح ہی بالجملہ پیش از تولد صموئیل انکے پر بزرگوار نے وفات پائی تھی اس سبب سے ایک
 رئیس قوم نے لیکر پرورش کیا یا انکی مان نے مثل پر تربیت و تعلیم فرمایا جب بزرگ برس کے ہو کر باربع
 ہوئے اور صحیح یہ ہو کہ جالیش برس کے ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور انکا کہہ شموئیل تمکو اللہ
 نے نبی اسرائیل کا پیغمبر کیا ہو تم اس قوم کو دعوت دے۔ لہذا ان نے انکو اور حکم جہاد و پناہ و عبادت منہم
 سے منع کرو چنانچہ حضرت شموئیل پیغام الہی سنکر فریاد کیا تشریف لائے اور دعوت نبوت کہ پر وہ عدم
 میں چار سو برس سے ستور تھے لفظ پڑی کہ ایک جماعت نے از روئے حسد و غنا و کما استجلت بالنبوۃ یعنی تو نے
 نبوت کی جلدی کی کہ ہنوز وقت اسکا نہ تھا اگر تو چاہو تو ہمارے واسطے ایک بادشاہ معین کر کہ
 بامداد و اعانت اسکے دشمنان دین کو دفع کریں اور یہی بات تیرے نبوت پر دلیل اور رسالت کا
 معجزہ ہوگی یہ درخواست نبی اسرائیل نے اس سبب سے کی تھی کہ نبوت شموئیل علیہ السلام
 امور بقتال نہ تھے چنانچہ اللہ صاحب درخواست نبی اسرائیل کی حکایت اور یہ بفرمان فرماتے ہیں
 اذ قالوا لنبی امم البعث لنا ملکاً نقاتل فی سبیل اللہ لینے جب کہا نبی اسرائیل نے اپنے نبی کو کھڑا کر دے
 ہکو ایک بادشاہ کہ ہم ٹرین اللہ کی راہ میں یہ معاملہ بیت المقدس میں ہوا اہل تحقیق کہتے ہیں کہ جب
 واقع ملک و دین مایکد گیر متعلق ہیں کیونکہ اگر ازم نبوت بلا شوکت بادشاہی متشی ہوتا تو کبر اسے نبی المقل
 باوجود شموئیل علیہ السلام کے استدعار بادشاہ نہ کرتے اس جگہ سے معلوم ہوا کہ قصور دین کا استحکام
 اساس ملک سے مضبوط ہوا و خزائن ملک کی حراست و حفاظت احکام دین سے مربوط ہے نہ
 بے تخت شاہی بود دین ہر پاسے نہ بے دین بود بادشاہ ہے بجائے و لہذا اعتقاد کہتے ہیں کہ ملک
 والدین تو امان سے نرد و خرد شاہ ہے و پیغمبر ہے چون دو نگین اندو یک انگشتری و گفۃ آفتاب

کہ آزادہ اند۔ مگر دوزیک اصل و نسب زادہ اند۔ باجمہ حضرت شموئیل نے فرمایا ہل تمیم ان کتب
 علیکم القتال الا تقاتلوا قالوا وانا الا قتال فی سبیل اللہ وقد اخرجنا من دیارنا وانا بنائے یہ بھی
 توقع ہو تھے کہ اگر حکم ہو گا تو اپنی کتاب نہ لڑو بولے ہو گا کیا ہوا کہ ہم نہ لڑیں اللہ کی راہ میں اور ہو گا کیا ہو گا
 ہمارے گھروں سے اور بیٹوں سے مگر باوصف اسکے جب حکم ہوا جہاد کی تو پھر گئے مگر تھوڑے
 انہیں اور اللہ کو معلوم ہیں گنہگار اخبار میں آیا ہو کہ جالوت ابن علقم رئیس عماشہ نے کہ مجروروم کے کنارے
 مابین فلسطین و مصر کے رہتا تھا اور اولاد سلاطین سے تھا سو اسنے جالیس آدمی گرفتار کر لیے تھے
 اور اطراف کے شہر بھی چھین لیے تھے کہ وہاں کے باشندے بھاگ کر بیت المقدس میں جمع ہوئے
 تھے اسی بات کو نبی اسرائیل تعلیل قتال میں بیان کرنے لگے چونکہ سخن اٹھا کھٹا ففسانی سے علاقہ
 رکھتا تھا سعادت شہادت سے محروم رہے اگر یوں کہتے کہ ہم کیوں نہ جہاد کریں گے حالانکہ وہ کافر و فاسد
 ہیں کہ ملک خدا میں انکے ہاتھ سے خرابی ہو اور بندگان حق ناحق قتل ہوئے ہیں تو بیشک دولت
 جہاد سے محروم نہ رہتے **فاما** اس آیت سے معلوم ہوا کہ ترک جہاد ظلم و باجمہ جب حضرت
 شموئیل علیہ السلام نے یہ کلام سنا تو جب اب باری میں بنا جات و زاری مستعدی ہوئے کہ یا الہی
 کوئی بادشاہ اس قوم پر مقرر فرما حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک عصا اور ایک پیالہ روغن قدس کا بھیجا اور حکم دیا
 کہ جو شخص تیرے گھر میں آئے اور روغن قدس غلیان کرے اور یہ عصا اسکے قد سے برابر ہو تو اس
 روغن سے سراور ستیم اسکا چرب کر اور علم اور سلطنت اسکا قوم میں قائم کر کہ بادشاہی اس قوم کی اسی کو
 زیبا ہو تب حضرت شموئیل علیہ السلام حکم رب جلیل مطہن ہو کر بیٹھے اکابر و اشراف قوم انکے
 گھر میں آمد و شد کرنے لگے لیکن یہ روغن جو شخص زن نہ ہوا اور نہ عصا کسی قد سے برابر پڑا آخر کار ایک فرد
 ایک مرد متفقہ یاد باغ کہ اسکا ساؤل نام تھا اور طول فاست سے اسکو طاوت کہتے تھے انکے گھر
 میں آیا بعض تفسیر وین میں نسب نامہ طاوت کا یوں لکھا ہو کہ ساؤل ابن قیس ابن ضرار ابن انس
 ابن عوف بن بنیامین بن یعقوب علیہ السلام اور سبب آنے کا یہ ہوا کہ اسکے باپ کا گدہاجانار ہا سو ایک
 غلام کے ساتھ اسکے باپ نے تلاش کرنے کو بھیجا تھا اتنا راہ میں حضرت شموئیل کا دولت خانہ
 نظر آیا اور اطراف بارگاہ نبوت پر انشرف و اکابر نبی اسرائیل کا ہجوم دیکھا اسنے غلام سے پوچھا کہ یہ کون کان ہو غلام نے
 عرض کیا کہ یہ ڈیوڑھی جو حضرت شموئیل کی طاوت نے کیا کہ چلو ہم بھی ملازمت حاصل کریں شاید کہ ہمارا گمشدہ آٹھے
 دعا سے ہمارے چنانچہ طاوت نے قدم اپنا دروازہ کے اندر رکھا فوراً روغن قدس جو شخص زن نہ ہوا حضرت شموئیل
 نے دیکھا کہ یہ اور وہ عصا لیکر آئے قد سے ناپا تو عصا اسکے قد سے برابر نکلا **۵** چون

قد تراقیاس کردم با سروسی برابر افتاد۔ حضرت شموئیل علیہ السلام نے جب بستم ہو کر ارشاد کیا کہ بادشاہی قوم بنی اسرائیل کی جھکو مبارک دوست خردہ کہ آیام حکام نوشتہ خطبہ اقبال بنام نوشتہ بعد اسکے طالوت کے سرا و نندھین تیل اگایا طالوت نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ تجھکو معلوم ہے کہ میرے گھرانے میں کوئی بادشاہ نہیں ہوا ہے اور میرا گروہ کتر اسباط بنی اسرائیل میں ہر میں کسطح اچکا بادشاہ ہو سکتا ہوں حضرت شموئیل نے فرمایا کہ ای طالوت نعمت ملک ملک ملک و ملکوت کی ہر جھکو چاہے اُسے عنایت کرے اور جس سے پاس ہے چھین لے سے ملک دہ و ملک ستان اوست بس۔ راہ حکمش نہر و چکس۔ طالوت نے عرض کیا کہ تجھکو کچھ نشان چاہیئے کہ جس سے میرا دل تسلی پائے حضرت شموئیل نے فرمایا کہ ای طالوت تو اپنے گھر ہو پئے تو دیکھ تیرے باپ نے اپنا گم شدہ پایا یا نہیں اگر مل گیا ہے تو یہی نشان سلطنت ہے طالوت سب گھر میں آیا تو کلام حضرت کا سلاق واقع پایا اور تہ دل سے سلطنت پر مستعد ہوا حضرت شموئیل نے اشرف بنی اسرائیل کو بادشاہی طالوت سے خبردار فرمایا کہ ان اللہ قد بعثت لکم طالوت ملکا یعنی اللہ نے کھڑا کر دیا تجھکو طالوت بادشاہ فتا لوالی کیونکہ الملک علینا و نحن حق بالملک منہ دلم یوت ستر سن المال یعنی بولے کہمان ہوگی اُسکو سلطنت ہائی ادبہ اور ہمارا حق زیادہ ہے سلطنت میں اُس سے اور اُسکو ملی نہیں کشائش مال کی یعنی طالوت سبط ملک میں نہیں ہے بائیں دلیل کہ حضرت یعقوب نے یون دعا فرمائی تھی کہ نبوت نسل لاوی میں اور سلطنت نسل یہود میں ہوا اور سبط طالوت فروترین اسباط میں ہے کیونکہ طالوت اولاد بنیامین ہے کیونکہ سلطنت اُسکے گھرانے میں نہیں ہوئی وہ تو کھیت کیا کرتا ہے اور قوم میں غیر ہر قطع نظر اس سے عادت ہے کہ ملک یا نسب ہوتا ہے یا خزانہ سوطا لوت نسبت نسب سے عاری ہے کہ سبط سلطنت میں نہیں ہارے صاحب ال بھی ہوتا کہ تجبیر شکرا و نصیہ اسباب جنگ کر سکتا سو بھی نہیں پھر کسطرح ہم پر بادشاہ ہوگا تب شموئیل علیہ السلام نے فرمایا ان اللہ اصطفاہ علیکم و زادہ بسطہ فی العلم و الجسم و اللہ یوتی ملک من یشاء و اللہ واسع علیم یعنی اللہ نے اُسکو پسند کیا تم سے اور زیادہ کشائش دی عقل میں اور بدن میں اور اللہ دیتا ہے اپنی سلطنت جھکو چاہے اور اللہ کشائش والا ہے سب جانتا ہے یعنی حضرت شموئیل علیہ السلام نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے دو وصف اسمین ایسے رکھے ہیں کہ فی الحال دوسرے میں پائے نہیں جاتے اور وہ دونوں صفتیں بادشاہت کے واسطے پر ضرور ہیں اول صفت روحانی یعنی دانش کہ مراسم سیاست بے اسکے جاری نہیں ہو سکتے لولا انیاستہ لطلت الریاستہ اور اس زمانہ میں طالوت علم حرب اور تجسس و جوش اور کار سپاہی گری اور ترتیب معاملات میں اپنا نظیر نہ کھاتا تھا

دوسرے جسامت بدن کہ اسکے سبب سے دلوں پر عظمت اسکی غالب ہوتی ہو اور دشمن پر عجب اسکا
 بوجہ کمال ہوتا ہو اور اسوقت طاقت قوم بنی اسرائیل میں بڑا پہلوان زور آور بلند بالا تھا اور اسکی شبہ
 نہیں کہ مرد جاہل و بد دل کی کچھ وقعت و مقدار نہیں ہوتی قطع نظر ان سب کے اللہ جل شانہ نے اسکو
 بالتخصیص پسند کیا ہو اور عمرہ بات بادشاہی میں اسکا سہارا لیا ہو کہ وہ مالک الملک علی الاطلاق ہو
 جسکو چاہے اپنا مالک ویدے کسی کو چون اور چرانسین ہرے کسی زچون و چرا دم کجا تو اندزد کہ
 نقشبندی قدرت و راست و چران و چرانست و تکیہ و یاد انیمہ بنی اسرائیل اپنی داب تقریر کے موافق
 کہنے لگے کہ یہ بظاہر طاقت ہے کہ کوئی سخت اور ہار است ہو کہ او تاکہ ہمارا دل آرام کرے اور ہم بطوع
 و رغبت اسکا حکم قبول کریں مگر سچا نہ تو فی حقیقت اسکا حکم کو ارشاد کیا کہ اگر تابلوت سکنہ
 جو کہ عاملہ چین لگنے تھے بنی اسرائیل میں ان پر یہ تو یہی حجت اور علامت ہر فائدہ حقیقت تابلوت
 جو کہ التفسیر میں یہ لکھی ہو کہ تابلوت مالک صمد و رضی چوب شمشاد یا صمدل کاتین کر کا بلو بل اور دو گر کا لفظ تھا
 اسکو اللہ جل شانہ نے حضرت آدم علیہ السلام پر عیا تھا اسمین تصویریں ان پنجہ بدن کی تھیں جو کہ
 اولاد آدم سے پہلے ہوئے تھے اور ان پنجہ بدن کے واسطے اسمین ایک گھر تھا اور سب کے پیچھے
 دولت خانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوقات سرخ کا اسمین تصویر آنحضرت کی تھی کہ دیکھنے والے جبران
 نفع صورت سے بین و حیران یعنی مشوم سے تھے بھرے اسمین کلمات کے اوصاف بھی ایسی
 تصویر کسی نے کبھوں دیکھی نہ تھی کہ کشف الاسرار میں لکھا ہو کہ صورت شید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی اسطرح بنائی تھی گویا نمازین کھڑے ہیں اور ایک شخص زیبا منو خوش رو باغرت و صابت جانب و ستا
 اسکی پیشانی پر لکھا ہوا کہ ہذا اول من تبعہ من امتیہ صورت تھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اور جب
 دست چپ ایک مرد باقوت و محاسن و صولت و شوکت ابستادہ اسکی لوح جبین پر لکھا ہوا
 لایاخذہ اللہ فی موتہ لایتم یعنی نہیں پکڑے گا اللہ ساتھ کسی برائی کے یہ صورت حضرت عمر فاروق رضی اللہ
 عنہ کی تھی اور پس پشت ایک مرد باحیا و وقار کمال عزت و افکار شرم سے سر نہ جھکائے قائم اور ناصب پر
 کندہ بآسن البرہۃ یہ تصویر حضرت ذی النورین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی تھی اور پیش رو ایک جوان
 باشوکت و شجاعت شمشیر حائل کردہ و گھر دست پر بستہ مستعد کھڑا ہوا اسکی جبین نور آگین پر سطور ہوا
 افوہ و ابن عمہ المؤمنین نصر اللہ عزوجل یہ نمود علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی تھی اور گردا گرد اعمام و خلفاء نقباء
 اولاد شکر عظیم الشان من المہاجرین و الانصار رضوان اللہ علیہم اجمعین احاطہ کیے ہوئے جس طرح کو اکب کے گرد
 ماہ یا عالم و در حوالی بادشاہ شمسوار حسن بین خوش بید ان آمد و صد سپاہ از ولیران ہر

تماشا صفت زوہ و باطن ہر ایک پیغمبر کی صورت با خواص و خلفاء اس تابوت میں تھے اور یہ تابوت حضرت آدم علیہ السلام پر آتے وقت نازل ہوا تھا جب حضرت نوح علیہ السلام سے مخالفت نواہی صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد و پیمان لیا گیا اور وہ عہد نامہ بحضور روح القدس و ہما لاکہ قلم پاقوت و برادور سے حریر بہشت کی و صلی پر لکھا گیا اور اس پر فرشتوں کی گواہیاں ہوئیں اور تابوت سکینہ میں رکھا حضرت شعیث علیہ السلام کو سپرد ہوا اور یہ دستور باندھا گیا کہ جو کوئی شخص اولاد سے غم نہ کھائے وہی شخص ایسا ابلیس حامل اس عہد کا رہے اور ہر قرن میں اپنے اپنے وارثوں کو باندھا بعد پیمان سپرد کیا کہ چنانچہ حضرت شعیث علیہ السلام کے عہد سے ازبان حضرت اسمعیل بن ابراہیم علیہ السلام اسی طریق پر رہا کہ جو شخص غم نہ کھائے غم نہ کھائے ہو تا ابیت سکینہ اسی کے پاس رہا جب قیزار بن اسمعیل جوان ہوئے تو حضرت اسمعیل علیہ السلام نے عہد نامہ معمولی لکھوا کر اس تابوت میں رکھا اور قیزار کو سپرد کیا بعد وفات حضرت اسمعیل بن اسمین اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام و اولاد حضرت اسمعیل علیہ السلام خدومت و مزاج پیدا ہوئی اولاد اسحق کا یہ دعویٰ تھا کہ نور محمد منیب آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے گھر میں ہوا اور ہم لوگ اس سے محروم ہیں اب تابوت سکینہ ہم کو حاکم کر دے مگر قیزار نے نہ دیا وہ غاموش ہو رہا بعد چند روز کے قیزار نے خواب دیکھا کہ ایک شخص کتاب پر تابوت سکینہ کنعان میں لیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام ابن اسحق علیہ السلام کے سپرد کر تب قیزار نے تابوت سکینہ کنعان میں پہنچایا کہ اولاد یعقوب علیہ السلام میں رہا چنانکہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے حضرت یونس علیہ السلام کے سپرد کیا اُن سے دست بردست حضرت یونس کو پہنچا جب معاملہ غالب ہوئے تابوت بھی چین لینگے کہ اسپر بنی اسرائیل اکثر دیا کرتے تھے یہ روایت صحیح ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ سکینہ مثل گرہ تھا اور مجاہد کے نزدیک چہرہ اسکا مانند چہرہ گرہ تھا اور آکھین مثل مثل روشن و تابان تھیں کہ اُنکے دیکھنے سے خوف آتا تھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت ہے کہ سکینہ ایک ہوا تھی آسمین دوسرے تھے اور چہرہ انسان کا تھا اور ایک روایت ابن عباس سے ہے کہ سکینہ روح نخی من جانب اللہ کہ وقت اختلاف حکم کرتی تھی اور وقت قتال جب اسکو سننے کے لئے قیام ہوتے اور سد می سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک تابوت سونے کا دوزنی چھ لاکھ سات سو مثقال کا بنوایا تھا اور وہ میں وہ طشت جہین پیغمبروں کے قلب ہوئے گئے تھے اور پیغمبرین اور الالوح توریت کے ٹکڑے اور عصا موسیٰ اور پانچویں انبی اور عاصہ ہارون علیہ السلام رکھے تھے اسی کا اشارہ ہے وہ بقیہ مایہ ترک آل موسیٰ و آل ہارون علیہ السلام

ہوا کہ بنی اسرائیل لڑائی کے وقت سردار فوج کے آگے نہ گزریں نہ ہون پر حملہ کرتے تھے تب اللہ تعالیٰ نے
 جب بنی اسرائیل کی نیت میں فساد یا تو وہ تابوت خالقہ چھین لے گئے اور اپنے بھت خانہ میں لانا اتمام
 بہت آگے گئے کہ پھر حضرت ایک بہت سوئے کا جو مربع حجہ استخر باقی رہا صبح کے وقت اس قوم کو سردار
 جب پورے بات کو بتانے میں داخل ہوئے تو یہ حال نظر آیا اس سے خالقہ تعالیٰ نے اور تابوت سکینہ
 اس بہت کو چھلا کر چلے گئے جب پھر بنی اسرائیل کو بتانے میں گئے تو یہ بھی تھا اور تابوت اور پورے عجیب
 ہوئے تب لوہے کی میخوں سے اس بہت کو تابوت پر جڑ گئے جب دوسرے دن دروازہ بیت المقدس کا
 کھولا تو ہاتھ پر اس بہت کے کٹے ہوئے پائے اور تابوت کو اس بہت پر رکھا ہوا دیکھا کمال شہر و
 تعجب ہو کر ایک اسرائیلی سے پوچھا کہ یہ جواب میں کیا کہ یہ تابوت بنی اسرائیل کے خدا نے بھیجا ہو
 بلکہ اس کی جگہ نہیں اگر چند روز بتانے میں رہا تو نام و نشان اس کا گیتا تب خالقہ نے اس تابوت کو لیکر
 ایک گالون کی حد میں دفن کیا اس گالون کے لوگ سب گئے پھر وہاں سے اٹھا کر وہ سری جگہ رکھا وہاں
 لوگوں پر بھی بااثری غرض کہ اسی طرح سے پانچ شہر و دیار بدستے پھر ایک منزلہ کے پاس دفن کر دیا تو جنس
 وہاں رفع حاجت کو گیا وہ ہوا سر میں بتانے والے اس میں بھی بہت خلقت مری تب ناچار ہوئے اور بیرون پر
 لا کر لانک دیا اشد جل شانہ نے فرشتے نیک کہ وہ بیرون کو حضرت شمول کے پاس ایک آئینہ کہ جو تابوت
 بادشاہ ہوا تو فرشتوں کو حکم ہوا کہ تابوت کو حضرت شمول کے گھر پر پہنچا دیا طاوت کے کوٹھے پر رکھ دو
 یہ روایت ضعیف ہے لائق اذقون نہیں و ہر وقت پر تسلیم اگر اسی تابوت میں جو حضرت آدم علیہ السلام پر نازل
 ہوا تھا یہ سب اسباب یا تشریب و آداب رکھے گئے ہوں تو کچھ مقام تردد نہیں ہر فائدہ بعثتوں کے
 نزدیک تابوت سکینہ اس سبب سے کہتے ہیں کہ سکون دل بنی اسرائیل کا اس تابوت پر تھا اور
 فتح و ظفر و غلبہ و نصرت انکی اسی کے سبب سے تھی اسی واسطے لڑائی کے وقت اس تابوت کو
 آگے رکھتے تھے اور جب تک تابوت چلتا نہ کہ اس کے پیچھے جانا جب محل فتح پر پہنچتے تو وہاں تابوت
 کھڑا ہو جاتا اور سکینہ تابوت کے اندر سے آواز کرنا یا ایک سر تابوت سے باہر نکل کر انھوں کو حرکت
 دینا کہ دشمن اس کو دیکھ کر ہکا بکا جاتا اور حضرت مرقضی علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ سکینہ کا چہرہ مثل
 چہرہ آدمی کے تھا اور اس کے دو بازو تھے لڑائی کے وقت اس میں ہوا البی بکھلتی کہ سب دشمن ہکا جاتے
 اور بھٹے کہتے ہیں کہ سکینہ ایک طاقت تھا کہ انبیاء علیہ السلام کے دل اس میں دھوئے گئے تھے اور
 زادا سپرین لکھا ہو کہ سکینہ ایک روح ناطقہ تھی جانب خدا سے جب بنی اسرائیل کسی بات میں خلافت
 کرتے تو اس تابوت کے پاس اگر بیان کرتے کہ وہ روح ناطقہ اس میں سے جواب دیتے کہ اٹھا شہر

مشرق ہو جاتا تھا یہ سب خبریں سن کر کہ اب وہ تابوت مع عصا سے موسیٰ علیہ السلام کو پہنچا دینا چاہیے اور قبل از
قبول قیامت ظاہر ہوگا اور اسی تابوت کا اشارہ آیت قرآنیہ میں ہے کہ قال لنعلم ان یتکم ان تابوت
فیہ سکیہ میمن یمکرم وبقیۃ ما ترک آل موسیٰ و آل ہارون تھا الملائکہ یخضعن لکما انکذا انک لنبی فی شان اسکی طاعت کا
یہ ہے کہ آوے تمکو صدف حرمین جو مجموعی تمہارے رب کی طاعت سے اور کچھ بھی چیزیں جو تیرے گنہگار موسیٰ اور ہارون
کی اولاد انھیں لا دین اسکو فرشتے فائدہ اس جگہ سے واضح ہوا کہ انبیاء و اولیاء علیہم السلام کے تبرکات و آثار
و نشانوں کے تعلیم و حکیم و دین و دنیا کی حاجتین میں اُن سے توسل کرنا اور اوب و تعظیم سے اپنے پاس رکھنا
واسطے معمول و احوال و دفع بلیات کے تائید و تکرار اور انکار اسکا مفصلہ ہے اگر کتاب و سنت سے
بخوبی ثابت ہو چنانچہ حضرت استاذ الاستاد مولانا حضرت شاہ عبدالغفر نے محدث دہلوی ایک سائل کے جواب میں
ار تمام فرماتے ہیں کہ تبرک ہائے صالحین شہادین است قدیمہ و حدیثا و کتاب و سنت ثابت انکار آن
و کلام در ان غیر از الحاد و مذاقہ چہ توان گفت در قرآن مجید و اردوست یا تمک التابوت فی سکنین الخ فائدہ اہل تحقیق
فرماتے ہیں کہ تابوت سے مراد دل ہے اور سکنین سے مراد خات پسنیدہ و اسکے پس تابوت دل جب تک
حالت نفس نامہ اور لذات شہیدہ کے ہتھ لگا تو اولاد یعقوب علیہ السلام کو روح تھی ذلیل اور مغلوب
ہو گئی یہی سبب تابوت دل اپنے مقرر پر آوے تو علامت سلطنت طاوت کہ عالم باطن میں نفس مطمئنہ قائم
ان فی ذلک لآیت لکم ان کتم مومنین کاتب اوراق کتاہر کہ بمثل بہت درست ہے کیونکہ اس اہمیت کا سیکھنا
تابوت میں تھا اور اس اہمیت کا دل میں ہوا الذی انزل السکینہ فی قلوب المومنین اسی اہمیت کی شان ہے
کہ یہ تابوت اس تابوت سے افضل ہے بدین سبب کہ وہ آیت ظاہر تھی اور یہ آیت باطن اسکا حاصل
ملائکہ ہوسے کہ تمھارا ملائکہ اسکا حاصل لطف حق ہوا کہ وہ ملنا ہم فی البر و البحر اس تابوت کو دشمن دین چھین سکے
اور اس تابوت پر دشمن حق کا دست نہ نہیں ان عبادی پس لک علیہم سلطان بلکہ اسحق کے دوست کی گنجائش نہیں
وہ تو ایک خلوت خانہ حق ہے اور سبکی گنجائش نہیں کہ کمالیسی کہ مقرب القصد جب تابوت بنی اسرائیل میں پھر آیا تو حضرت
شمویل علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ اب طاوت تمھارا بادشاہ ہے سب نے کہا کہ ہم طاوت
کی بادشاہت سے ماضی ہیں پس طاوت اسباب جہاد مٹا کر کے ستمہ ہوا اور سب لوگ
ساتھ کو اپنی خواہش و ہوس سے طیار ہوئے اُسے تنقید کیا کہ میں نہیں چاہتا کہ وہ لوگ میرے ساتھ
چلیں جنہوں نے کوئی گھر بنا یا شروع کیا ہے اور دل اٹھا اسکے اتمام پر متعلق ہے یا تھوڑے دنوں سے
نئے بیاہ کیا ہے اور بہنوز اپنی عورت سے کچھ فائدہ نہیں اٹھایا یا وہ سزا کرے کہ متاع تجارت اسکے ساتھ ہے
اور دل اسکا خریدار و فروخت سے مائل ہے یا وہ قرضدار ہے کہ اسکو اداسے قرض کا و خدغہ ہو رہا ہے

بلکہ جو انان بالشاطف فارس و دل کہ رشتہ تعلق اکھا سب طرف سے ٹوٹا ہوا در خیال اہل و بیکانہ و اتریشہ و حبش و بیکانہ و اسن بخت میں نہ لگا ہو صرف مقابلہ دشمن کے ہو س رکھتے ہوں وہ میرے ساتھ چلین چنانچہ اس طرح کے آدمی تشریف لائے ہزار مرد و جزار آراستہ و پیراستہ ہو سکے چون آتش حملہ گذار سے دست و تنومند و زور آزمایہ و دلیر و عہد و بند و کشور کشائے و بہتندی جو آشفقہ پیلان مست و ہمہ نیزہ و گرز و خنجر بہت و در دولت طاوت پر حاضر ہوئے اس عرصہ میں گرمی کی ایسی شدت تھی کہ آہن تاب آفتاب سے بھی بھڑکے نرم و سبم دل معدن میں تاثیر شعلہ سے مانند سیلاب تفتاد و گرم تھا اسے فلک را شمع کا فریسی و زور زبانش خلق چون پروانہ سوزان و شد و خون از حرارت و در بدن خشک و چور ناف غزالان غشی مشک و اور طاوت مع لشکر یفران حضرت شعیب علیہ السلام بغیر باہر بھلا تو فلہ پشتگی سے فوج کے لوگ سخت سراسیمہ اور پریشان ہوئے اور بولے کہ اے طاوت ہو بہت گرم ہو اور ہمارے ساتھ پانی اتنا نہیں ہو کہ ہلکوفایت کے خدا سے درخواست کر کہ ایک بدلی پانی کی راہ سے ظاہر ہو کہ اس کے سبب سے قطع مسافت ہو سکے و نہ سخت مشکل ہو مرکز راہ نہ کٹے گی طاوت نے بطریق السام یا باعلام حضرت شعیب علیہ السلام یا از روئے وحی بقول بعض صلواتی کہ ام کہ اسکی نبوت کے قابل میں جواب دیا کہ اے اللہ بیشک ہم ہر من مشرب منہ خلیس منی و من لم یطعمہ فاد منی الا من اغترت غرقہ بیدہ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ ہر ایک نہر سے پھر جس نے پانی پیا اسکا وہ میرا نہیں اور جس نے اسکو نہ چکھا وہ میرا نہ ہو جو کوئی بھرنے ایک چلو اپنے ہاتھ سے چنانچہ ایک مثل تو پانی نہ ملا پھر اردن اور فلسطین گئے یمن نہر ملی اور اللہ تعالیٰ کو انہائیں منظور ہوئی کہ فرما نہر واد کون ہو اور مخالف کون طاوت نے تاکید کر دی کہ ایک چلو سے زیادہ جو کوئی پیے میرے ساتھ نہ آوے اور سعادت جہاد سے محروم ہو مگر موم لشکر ندی پر جسوقت پہنچے شدت عطش منہ پر یاد نہ پانی پر گرے فسخہ بواہد الا علیہ انھم یعنی پھر ہی گئے اسکا پانی مگر تھوڑے لوگ انہیں سے کہتے تھے سوگیر آدمی تھے باقی رہے اعدا اللہ نے انکو قوت دل و قارام جان ایسی عسابت فرمائی کہ ایک چلو میں سیراب ہو گئے اور طروف انکے بھی بھر ہوئے اور جن لوگوں نے حرص سے زیادہ پیا انکے بڑے غور اسباب ہوئے اور پیاس کی شدت ہوئی کہ اس دریا کے کنارے رہے میدان جہاد میں نہ گئے و بزدل بنے اکثر دفعہ مر گئے فائدہ یہ جو خدا تعالیٰ نے بطعمہ منہ ارشاد نہ کیا سوا سوا سوا کہ اس میں تو ہم اس بات ہوتا تھا کہ اگر پانی کٹوے یا بخورے وغیرہ میں بیکر نوش کرے تو منع نہیں ہو چنانچہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہما رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ پانی ندی سے نہ پیو گا اور اسکو کوزے میں لیکر لی جا تو وہ شخص حائث نہیں ہو میں معنی آیت کے یہ کہ اس پانی کو ایک غرقہ سے زیادہ نہ لے وہ ہے ہر

برابر ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جنگ بدر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم آج کے روز شمار میں مطابق اصحاب طاووت ہو کہ نہر سے گزرے تھے اور اخبار میں وارد ہو کہ انبیاء مرسل بھی اسی شمار پر ہوئے ہیں تفہیم تیسرین لکھا ہو کہ ہر گز آب حلال و پاک میں بحر و خلاف ایک جگہ کثیرہ مردود و مطرود ہو گئی پھر حال و کیفیت ان کم بختوں کی جو شب و روز حرام محض کھاتے پیتے ہیں کیا بتاؤ فائدہ اہل عرفان اس مقام میں اہل دنیا و دنیا کی ایک مثل بیان فرماتے ہیں کہ قوم طاووت سالک لوگ ہیں اور لشکر جالوت انفس ہوا و جو سبب روانہ ال و تناع دنیا پر ہو کوئی شخص اپنے دل کو تناع دنیا سے زیادہ قدر ضرورت سے لگانا ہی علت استقار حرص میں گرفتار ہونا ہو کہ ہر چند دو چند سپہ چنے ملے رغبت و خواہش میں اپیش ہوا اور ہرگز تسلی و اطمینان نہیں حاصل ہوتی شب و روز اسی فکر میں والہ و حیران رہتا ہو کہ کاسہ چشم حریصان پر نشہ تا صدف قلع نقشہ پرور نشہ اور الیا آدمی اب نہرو دنیا پر توڑ کر بیٹھ جاتا ہو اور نفس و ہوا سے مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن جو کوئی دنیا سے اغراض و استرازا کرنا ہو بقدر خواہش و پوشش کہ اس سے ناچاری ہو بہرہ اٹھا لیتا ہو حق سبحانہ تعالیٰ اسکو اپنے قرب و نزدیکی سے محروم نہیں کرنا اور غیر سے ستغنی و بے نیاز کر دیتا ہو یہ قناعت و فکر نہ مردور و خبر کن حریص جہان گردا پس میدان مجاہدے میں ایسا مردو چاہیے کہ اسن دل کو گروتعلقا فضول سے جھاڑے اور نہ مال موعظہ لایزال و کلمہ الحیوۃ الدنیا حدیقہ اعمال و اقوال میں بٹھلاوے اور دنیا کو فانی سمجھے اور خود اسی میں بطور سافر و مہاجر اختیار کرے اور بخوبی آگاہ رہے کہ اسنے کسی سے وفائ نہیں کی یوفانی ایکاشیوہ ہو اور فنا اسکا طریقہ عالم التذلل میں کہ لشکر طاووت میں شہرہ اکر گئی تھے اسیں چار نہر پار ہوئے اور چھیاٹھے نہر ارکانارے ندی کے رہ گئے جو کہ پارا و تر آئے تھے انہیں بھی تین نہر چھ سو ستاسی آدمی نفاق اختیار کر کے بولے کہ لاطاقہ اتنا الیوم بجالوت اور تین سو تیرہ آدمی بالاتفاق بولے کم من فنیۃ قلیلہ غلبت فنیۃ کثیرہ باذن اللہ والتمنع الصابرین لیغنی بہت جبکہ جماعت تھوڑی غالب ہوئی ہر جماعت بہت پر اللہ کے حکم سے اور اللہ ساتھ ہر ٹھہرنے والا کے چنانچہ طاووت نے انہیں تین سو آدمی کو لیکر مقابلہ جالوت میں صفت باندھی اور لشکر جالوت میں اسوقت بقول صاحب تیسراٹھ لاکھ سوار تھا جملہ شمشیر زن و نیزہ گذار سے خوشخوارہ لشکرے بعد چون ستارگان بہ صف کشیدہ بر صفت راہ نکشان بہ بگذاشتہ حیا و کم بھکاشتہ حیات بہ برداشتہ حسام و برا فراستہ سنان وہ بھی مقابل ہوا اور جالوت بھی آیا تو حال اسکا یہ تھا کہ تین سو رطل کا خود سیر پر رکھے ہوئے اور اسی کے موافق جوشن اور زور

وعمود وغیرہ پہنے ہوئے نیزہ درست و شمشیر درست کند و بست لشکر میں مشغول تھا کہ تب تواریخ میں قداوری اور قوت اسکی مبالغہ کے ساتھ لکھی ہے کہ آماصح روایت یہ ہے کہ آدمی قداور اور عظیم الجثہ اور خدیدا لشوکتہ تھا اور مورخین نے جو لکھا ہے کہ ہزار آدمی سے تنہا مقابلہ کر سکتا تھا اور بعض لاکھ آدمی سے بیان کرتے ہیں سو یہ ببالغہ و شجاعت و قوت و پہلوانی ہیں اس کے کچھ شک نہیں ہے کہ بالجمہ جب لشکر طاہوت جالوت کے مقابل ہوا اور انتقام جھین کی فہیت پہنچی تو مسلمان لوگ وقت اجابت دعا سمجھ کر کہنے لگے یتا فرغ

علینا صبراً و ثبت اقدامنا و انصرنا علی القوم الکافرین اور ہمارے ذال دے ہم میں جتنی مضبوطی ہے اور ٹھٹھارے پائوں اور مدد کر ہماری کافر قوم پر فخر قوم باذن اللہ بھر شکست دی انکو اللہ کے حکم سے آما قشیری رح فرماتے ہیں کہ اول حق سے حق طلب کیا کہ صبر تھا بعد اس کے خطا نفس کہ ظفر تھا اور یہ کلام از روئے انتقام نہ تھا بلکہ باہن لحاظ کہ لشکر جالوت اور جالوت دشمن خدا تھے پس یہ دعا اللہ و ثابت تھی دشمن پر تعقیب ہوئے محققین مفسرین بیان فرماتے ہیں کہ جب وقت حضرت شموئیل علیہ السلام طاہوت کو مقابلہ جالوت روانہ کرنے لگے تو یہ مناجات فرماتے تھے کہ ائی مال کار جالوت کیا ہوگا اور سدا انجام ہمارے لشکر کا اس نعم عظیم میں کیونکر کر اس انسان میں وحی آئی کہ جالوت ایسا کے ایک صاحبزادے کے ہاتھ سے مارا جائیگا اور ایسا ایک بزرگ تھے سبط یہود میں ان کے سات بیٹے پائو تھے اور سب میں چھوٹے حضرت داؤد علیہ السلام تھے سو حضرت شموئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ایسا کے لڑکوں کو ملاحظہ کرو اور پیالی ذہن القدس کی ہر ایک کے سر پر رکھو جس کے سر پر دو پیالی تیل سے بھر جائے اس کے حق میں دعا کرو کہ قاتل جالوت وہ شخص ہو اور راحت نبوت بعد تبرے اسی کو غائب ہوگا چنانچہ حضرت شموئیل علیہ السلام ایسا کے گھر تشریف لائے تو ایسا نہایت خوش ہوا کہ چنانچہ کہ چنیں یہاں فرود آید یہاں سردہ دران آشیان فرود آید یہ غرض کہ تین روز حضرت کو اپنے گھر رکھ کے لازم ضیافت و مہمانداری میں سرگرم رہا بعد تین دن کے حضرت شموئیل نے چلنے کا ارادہ کیا تو فرمانے لگے کہ امی ایسا میں بعوض اس تواضع و ارات کے چاہتا ہوں کہ تیری اولاد کے حق میں دعا کر دے کہ خیر کروں تو اپنی اولاد کو حاضر کر ایسا نے اپنے لڑکوں کو طلب کیا اور حضرت شموئیل نے ہر ایک کے واسطے دعا فرمائی اور آزمائش کی اللہ دست طلب دامن مقصود میں نہ لگا سب کے نیچے ایک جوان باقوت اور شوکت و رغابت اعتدال اور زیار و ودلفریب در نہایت حسن و جمال نظر آیا حضرت شموئیل نے جانا کہ شخص مطلوب یہی ہے الا بعد از دعاے برکت آزمائش میں درست نہ پڑا حضرت شموئیل بہت ملول خاطر ہوئے پھر وحی ہوئی کہ امی شموئیل وہ شخص نہیں حاضر نہیں آیا ہے

تب حضرت شموئیل نے ایسا سے فرمایا کہ اور بھی کوئی تیرے بیٹا ہونے کا ایک اور کام سب سے چھوٹا ہو گا کہ صورت اچھی نہین ہو لینے کو تاہ قدر درنگ آنکھیں کبھی نحیف البدن اُسٹھے ہوئے بال طویل المیۃ بلکہ تمام سر کے بال جاتے رہے ہین اس سبب سے اسکو قابلیت صحبت اکابر و اوقات حلضی محاضری نہین ہو سوده بکریان چلا ہو حضرت شموئیل نے فرمایا کہ اسکو طلب کے چنانچہ حضرت داؤد تشریف لائے اور ایک روایت یہ کہ خود حضرت شموئیل چراگاہ میں گئے اور حضرت داؤد سے ملاقات کر کے آزمائش کی تو حضرت داؤد علیہ السلام آزمائش میں درست نکلے تب حضرت شموئیل علیہ السلام نے دست مبارک اُنکے سر پر کھانی الحال جو کچھ نقیان تھا جاتا رہا اور صورت بہت خوب ہو گئی پھر حضرت شموئیل علیہ السلام نے نبوت کا فردہ دیا اور جوتہا از قسم اسرار تھیں وہ سب بھی کہ دین اور اپنے گھر تشریف لانے اور طالوت بادشاہ کو ایک زرہ عنایت فرما کے ارشاد کر دیا کہ یہ زرہ جسکے بدن پر پورا وے اسی کے ہاتھ سے جالوت مارا جاگیا او جہا پر روانہ فرمایا جب طالوت روانہ ہوا تو ایسا نے اپنے سب بیٹے بھی ساتھ کر دیے صرف حضرت داؤد کو نہین بھیجا بعد چند سے حضرت داؤد کو بیٹوں کی خبر لینے کو لشکر طالوت میں بھیجا اور بعضے کہتے ہین کہ انہیں تین سو تیرہ آدمیوں میں حضرت داؤد علیہ السلام اور انکے باپ اور بھائی بھی تھے الا روایت اولے قریب نصحت ہو یا تجسہ حضرت داؤد اپنے باپ سے رخصت ہو کر چلے تو ایک پتھر راہ میں ملا اُسے عرض کیا کہ تجھ کو اٹھا لیجیے کہ میں وہ پتھر ہوں کہ مجھے حضرت ہارون نے ایک دشمن مارا تھا اور اب میں جالوت کو مار دوں گا حضرت داؤد نے اٹھا لیا پھر دوسرے پتھر نے آواز دی کہ تجھ کو بھی اٹھا لیجیے کہ میں وہ ہوں جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فلان شخص پر نفع پائی تھی اسکو بھی حضرت داؤد نے لیا پھر تیسرے پتھر نے آواز دی کہ میں حضرت اسحاق ابن ابراہیم علیہما السلام کا پتھر ہوں کہ انھوں نے مجھے ایک دشمن مارا تھا اسکو بھی حضرت داؤد نے اٹھا لیا اور تینوں کو اپنے توبرہ میں رکھ کر لشکر طالوت کے ساتھ مقابلہ جالوت میں پہونچے اور ایک مقام پر دونوں لشکر صف آرا ہوئے تو دولت کرو بہر گز ستادہ صلائے مرگ در عالم قتادہ مگر لشکر طالوت مقابلہ لشکر جالوت میں کہ آٹھ لاکھ سوار روایت صحیحہ تھا ایسا معلوم ہوتا تھا جس طرح قطرہ قابل تجربہ قازم اور جالوت نابکار سامان حرب پر پہنچے ہوئے بمقابلہ طالوت سپہ سالار میدان کارزار میں اس طرح جیسے قیل مست مقابل شیر خرا را اس عرصہ میں دفعہ طالوت نے آواز دی کہ جو شخص جالوت کا سر لاوے نصف بادشاہت اسکو ہو اور میں اپنی بیٹی اسکے ساتھ بیاہ دوں گا آواز سن کر حضرت داؤد نے اپنے بھائیوں سے کہا اگر تمکو خواہش سلطنت ہو تو تم ارادہ کرو وہ کہنے لگے

کہ تو نا سچہ ہو جاوے گا مقابلہ سخت دشوار ہو گیا کیونکہ وہ میدان جنگ میں ہزار رطل آہن کا سامان پہنے ہوئے
بادل کی طرح گرجتا ہوا سرے پر کبر و دے پر زکین * حسام آبرو و سمان آتشیں * جو بر جوشداز
خشم چون تند سبغ * در آب آتش اندازد از برق تیغ * سوا کی بجائی زیر ہر مردان جگر دار و بہشت اس
ناپاک بیباک سے آب ہوا و تین شجاعان باشوکت و دلیران پر صولت اس فیل تن مرد افکن سے
نا تو ان اور بنیاب کہ اگر حملہ کرے تو سارا لشکر ہارا اُسکے ایک گرز کی ہوا سے ہوا ہو جائے اور جو
داخل فوج ہو جاوے تو یہ سب سپاہی بھجھو مور و بلخ زبیل خاک میں ملجا وین سے جو در دست اور
نیزہ گردان شود * بلائے دلیران و گردان شود * چو شمشیر بندہ بر آرد بدست * بعض ہنربران
در آتش گشت * الا وعدہ نصرت اور فتح سے کہ حضرت شعیب نے فرمایا کہ اللہ آمید فتح ہو ورنہ جہاں سے
مقابلہ کر لطف حق دستگیری کند * و گرنہ کسے کے دلیری کند * تفسیر خداوی میں لکھا کہ حضرت
داؤد نے اپنے بھائیوں سے فرمایا کہ اگر صلاح وقت ہو تو میں جاؤں اور اُس سے مقابلہ کر کے تیغ
کردن آنھوں نے یہ کلام دیوانوں کا سمجھا کتنے پھیر لیا اور کہنے لگے کہ اے داؤد تیرا دل غرارت آتھا
سے خشک ہو گیا ہو اور گوشہ نشینی اور صحرا نوردی نے تیرے مزاج کو جاؤہ اعتدال سے پھیرا ہو تو
جانتا ہو کہ گنجشک ضعیف بال کو طاقت مقابلہ عقاب نیز چٹال سے کہاں اور کبک پر شکستہ کو قوت مقابلہ
باز بلند پرواز سے کب ہو سکتا گوزنے کے در شہر شیران شود * بمرکز خودش خانہ ویران شود * حضرت
داؤد علیہ السلام نے دیکھا کہ بھائی ہمارے ہماری ملت نہیں مانتے ناچار طاوت کے پاس قشریعت لائے
اور فرمانے لگے کہ اگر تجھ کو اجازت ہو تو نوین میدان کا زار میں بمقابلہ جاوے گا جاؤں اور
شر اسکا مومنوں سے دفع کروں طاوت نے جواب دینے کا ارادہ کیا تھا کہ کتنے بھائی بھی پیچھے لکھے
مہوئے اور کہنے لگے کہ اے بادشاہ یہ بھائی ہمارا دیوانہ ہو گیا ہو اس کے کلام قابل اعتبار نہیں میں طاوت
نے کہا کہ تم تامل کرو تو میں داؤد سے کچھ باتیں کر لوں پھر طاوت نے حضرت داؤد سے عرض کیا کہ مقابلہ جاوے
کا بظاہر نہایت مشکل ہو اور بڑے خطرے کی جگہ ہو کہو ایسے آدمی سے کبھوں اتفاق مقابلے کا پڑا ہو حضرت
داؤد نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھ کو بھیڑیے سے اتفاق مقابلہ ہوا اور وہ بھیڑیا ایسا تھا کہ خال فلک کا دل
اُسکے حملہ سے خون ہوتا تھا اور شیر و ببر اُسکی آواز سے سرنگون سے چو بنمودی بوقت ختم دندان
شدی از زخم تابش آب سندان * سو اُسے ایک کبری میری کپڑی اور میں اُسکے پیچھے دوڑ کر زور
چھین لایا اور دونوں کٹے اُسکے پکڑ کر میں نے چیر ڈالے طاوت نے سنا کہ یہ کام کچھ مشکل نہیں
کیونکہ بھیڑیا مثل سگسہ ہو اگر اور کوئی معاملہ پڑا ہو تو بیان کر و حضرت داؤد نے فرمایا کہ ایک مرتبہ

شہر قوی بیکل عظیم الجثہ کہ درندے جنگل کے خیال صوت اُسکے پاسے اندیشہ پیشہ میں نہ رکھتے تھے اور نور آسمان اور گاوزمین اُسکے چنگل کے خوف سے فوق الثریا و تحت الثریا سے دم نہ مار سکتے تھے سیری بکریوں میں آیا سو میں نے اس سے لپٹ کر گردن توڑ ڈالی حالانکہ اُسکا حال یہ تھا کہ نہ سر شہان بچک از تن بکندی * بیرون پنجہ کوہ از پانگس دی * چو بر خارا زدے از شتم و نبال * فگندی شیر چرخ از سہم چکال * یہ بات سنکر طالوت نے کہا کہ یہ لہجہ مردانگی جو نب حضرت داؤد کے بھائیوں نے کہا کہ اسی جگہ سے اس شخص کی دیوانگی ظاہر ہوتی ہو کیونکہ ایک بکری کے واسطے شیر سے اُلجھ پڑا حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بکریاں میرے باپ کی امانت تھیں سو میں نے اُسکی محافظت کی اور باپ کا حق نگاہ رکھا اسی طرح جہاد کفار میں حق پروردگار کا سچا ڈاکرونگا اور میں یہ خواہش رکھتا ہوں کہ مقرر دشمنوں کی اپنے دوستوں سے دفع کروں اور توقع اپنے خدا سے یہ رکھتا ہوں کہ جس طرح اُس خداوند جان نے حق گزاری والد بزرگوار میں میری اعانت و مدد فرمائی اسی طرح اپنی حق گزاری و فرمانبرداری میں حمایت و طرف داری کریگا تب طالوت نے حضرت داؤد علیہ السلام کے بھائیوں سے متوجہ ہو کر کہا کہ یہ کلام اعجاز نظام ایسے نہیں ہیں کہ محمول جنون و مایہ نوبہا پر کیے جائیں بھائیوں کو جواب نہ آیا ناچار ساکت ہوئے اور طالوت نے زورہ عنایتی حضرت شہنشاہ علیہ السلام تامل اہل فوج پہنائی کسی کے قد پر راست نہ آئی حضرت داؤد علیہ السلام نے پنی توقاست با استقامت استقامت انجام دیا پر برابر بے کم و کاست اتری ہے اسی لباس دلبری برقدیریا ہے تو راست * چون تو سروے از گلستان لطافت برنجاست * بعد ازان طالوت نے اس پوسلح طلب کر کے حضرت داؤد کو دیے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اول ہتھیار باندھ کر گھوڑے پر سوار ہوئے پھر اتر پڑے اور فرمانے لگے کہ مجھ کو عادت ہتھیار باندھنے کی نہیں ہو اور سواری اس پوسلح خالی از کبر نہیں میں اسی لباس سے مقابلہ جالوت کرونگا الا شرط یہ کہ بعد قتل جالوت بیٹی اپنی بلا توقف بکاح کر دیا اور شہریک سلطنت فرمانا طالوت نے شرط قبول کی اور قسم کھائی تب داؤد علیہ السلام میدان میں شریف لائے جالوت نے دیکھا کہ ایک مرد کسل پوش مدبوش تو بڑہ گلے میں ڈالے فلاخن ہاتھ میں لیے چلا آتا ہے اسنے پوچھا اے صاحبزادے کہاں سے آئے ہو کس طرف جانے ہو گیس کام کو آئے ہو حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ طالوت بادشاہ ہونی اسے راہل کا اسکی فوج سے آتا ہوں مجھے لڑو کا جالوت نے فرماتے

مارا اور کئے لگا پھر جا بھگتا اب میرے ایک ڈپٹ کی بھی نہوگی ۵ تنے را کہ تو انی از پاس
 برو ۶ بمیدان او پے نباید فشرده ۷ گو زنے کہ با شیر بازی کند ۸ بخونریز خود ترک بازی کند
 حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ محل تھا کہ وہ مجاہدہ ہونے مقام مناظرہ و مکالمہ اگر تجھے قوت
 اپنے جسد پر ہو تو مجھ کو اسید واری اعانت محمد پر جالوت نے کہا در گذر پلٹ جا مجھے تیرے
 لو کہین پر جسم آتا ہو اور میں جلتا ہوں کہ توجہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا حضرت نے فرمایا
 میرے خدا نے تیرے قتل ہونے کا وعدہ فرمایا ہے کہ پتھر سے تجھے میں مار دے گا اور ظاہر ہے کہ
 ع کلوح انداز اباد اش سنگ ست ۹ اور کتا جب نہیں مانتا تو آسکو پتھری سے مارتے ہیں
 جالوت نے نہایت خشم سے کہا جو کچھ تیرے پاس کرامات ہو پیش کر حضرت داؤد نے وہ
 تینون پتھر فلاخن میں رکھ کر اسے ایک جالوت کے خود پر پٹا سر کا بھیجا کھاتا ہوا قلب لشکر وہم برہم کیا وہ سر جاب
 سینہ گرا سواروں کی صفیں الٹ پلٹ گئیں تیسرا جانب میرہ ہونچا پیادے تمام زیر و زبر ہو گئے اور بعض
 کہتے ہیں کہ تینون پتھر باہم پیوستہ ہو گئے اور جالوت کے سر پر پڑے اور بعض کہتے ہیں وہ پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے
 ایک ایک کنکڑی سے ایک ایک سوار مارا گیا جیسا ابرہہ سلطان بن کا حال ہوا اور صحیح یہ ہے
 کہ حضرت داؤد نے تینون پتھر فلاخن میں رکھ کر اسے اور جالوت کی پیشانی کھلی تھی اور تمام
 بدن آہن میں غرق تھا سو پیشانی میں لگے اور پیچھے کل گئے کہ وہ مرد دو گھوڑے سے جدا ہوا
 اور دو پتھر پھیل کر ہمہ اندازہ جا پڑے کہ مخالفین دین بھاگے اور بنی اسرائیل
 نے لشکر اعدا کو ترغیب کیا اور اسی حال میں ایک ہوا سے تند چلنے لگی کہ تمام فوج اشقیبا
 پریشان و برباد ہو گئی یہ واقعہ موضع نیمان متعلقات ارض فورین واقع ہوا الغرض رایت
 شوکت کفار تند ہی ہوا ورنہ کبت سے نگو سارا اور علم نصرت اہل اسلام میدان جہاد
 میں نمودار ہوا اور نسیم غنایت گلستان لقا جا مک الفتح اور ہوا سے رحمت بوستان
 و امداد یزید بصرہ میں بشار بڑے دور شور سے چلنے لگی اور قفل ابواب کامیابی
 بنی اسرائیل کلید انا فتحنا لک فتحا سبوتا سے کھولے گئے اور نقیب لشکر طہر پیکر ندا سے
 نصیرک اللہ نصر اغرینا باؤ از خوش نغمہ دلکش کھولنے لگے تب قوم بہوت جالوت نے
 چشم اہل خیرہ اور رخسار امید تیرہ پایا اور غریمت ہریمت غنیمت جان کر بلا تامل بھاگے اور صحرا
 نقلاطیس میں تیر کر گرفتار ہوئے اور تیغ سیاست بنی اسرائیل سے اپنے کردار کو
 پہونچے اور حضرت داؤد علیہ السلام نے سرنگبر جالوت کا نام اور انگشتی اسکی اتار دی اور

ناپاک اسکا بیرون سے نکراتے ہوئے طالوت کے پاس پہنچا دیا اور بنی اسرائیل سالانہ غنائم اپنے گھرانے
 اسی کا اشارہ سورہ بقرہ میں ہوتا ہے و قتل داؤد جالوت و آتاء القہد الملک و الحکمۃ و علیہ نماشا یعنی داؤد کو
 نے جالوت کو اور دی اسکو اللہ تعالیٰ نے سلطنت اور تدبیر اور سکھایا اسکو جو چاہا یعنی وہ علم دیا کہ جو
 پیغمبروں کے واسطے لائق ہے خواہ علم سیاست سکھایا کیونکہ حضرت داؤد نے ملک ازرو سے جزات
 نہیں پایا تھا بلکہ شہ بانی سے سلطنت کو پہونچے تھے اور اس علم کے محتاج تھے یا علم دین عطا کیا یا الحان
 طبعہ محضت کیا کہ جب زبور پڑھتے تو سرخ و ماہی سننے کو آتے تھے اور پہاڑ ہوا نفث کرتے تھے یا صفت
 زرہ گری سکھائی کہ فولاد ہاتھ میں نہ ہو جاتا تھا یا باتیں فریغ اور سورج سمجھنے لگے و بقول ابن عباس ایک
 سلسلہ عنایت کیا تھا کہ ذکر اسکا قصہ داؤد میں منقول کیا جا چکا القہد داؤد علیہ السلام نے طالوت سے
 کہا کہ وعدہ جو تو نے کیا ہے و فکر آنے پشیمانی سے اول انکار کیا مگر حسب ملامت و نصیحت علما ہنری اسرائیل
 کہ ہوا جبہ حضرت شموئیل علیہ السلام واقع ہوئی بیٹی کا نکاح داؤد کے ساتھ کر دیا اور نصف ملک دیا لیکن بعد چند روز کہ
 پھر نادوم و پشیمان ہو کر قتل داؤد پر مستعد ہو گیا حافظ حقیقی نے حضرت داؤد کو مخدوم رکھا اور طالوت مقتول ہوا اور
 تمام ملک اسکا داؤد کو ملا کذا فی جوابہ التفسیر اور حاشیہ کشاف سے پیدا ہے کہ جو عورت نکاح داؤد علیہ السلام
 میں آئی جالوت کی بیٹی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ طالوت نے فی الفور وفاسے وعدہ فرمایا اور داؤد
 علیہ السلام کو اپنا ولیفہ کیا اور حضرت شموئیل علیہ السلام نبی رہے بہان تک کہ یہ وضع تینس یا چائیں
 برس قائم رہی جب حضرت شموئیل نے نوے برس کی عمر میں رحلت فرمائی اور قریب بیت القہد میں فوت
 ہوئے تو سب لوگ حضرت داؤد علیہ السلام سے گرویدہ ہوئے طالوت کو یہ بات ناگوار ہوئی آئے
 آنجناب کے قتل کا قصد کیا کہ حضرت داؤد بایا سے روجہ خود حکم القہر تھا لایطابق من شیئ المرسلین حال کہ
 ایک پہاڑ پر چلے گئے اور وہاں ایک عبادت خانہ بنا کر مشغول عبادت ہوئے اور شتر آدمی اور ایماں
 آپ کے پاس رہنے لگے بعد چند سے کچھ لوگوں نے طالوت سے کہا کہ داؤد شتر عابدوں کو لیے ہوئے
 پہاڑ پر بیٹھے ہیں اور تیرے حق میں بردع کرتے ہیں اب تو ہلاک ہوگا اور سلطنت برباد یہ سنکر طالوت
 اپنا لشکر لیکر پہاڑ پر گیا اور جا ہا کہ حضرت داؤد کو مع توابع قتل کروں اور شیر برہنہ ہاتھ میں جانب حضرت داؤد
 بلا تامل روانہ ہوا حافظ حقیقی نے خواب کو اسپر اور اسکی فوج پر تسلط فرمایا کہ تمام لشکر کے لوگ مع طالوت
 وہیں زمین پر گرے اور سو گئے حضرت داؤد علیہ السلام تشریف لائے اور اسکی تلوار سے بک تھچر کو دو
 ٹکڑے فرمایا اور سینہ پر کینہہ طالوت پر رکھی اور چراغ کو گل کیا اور ایک پرچہ قرطاس پر یہ عبارت لکھی
 کہ جس طرح اس شجر کو تلوار سے دو ٹکڑے کر دیا ہے اگر تیرے پیٹ پر مارتا تو دو ہی ٹکڑے ہو جانا اسوقت

کون تیری فریاد کو پہنچا اب بہتر تر سے حق میں یہ ہر کرنی الفور بیان سے چلا جائیں تو خراب ہو گا بعد اس واقعہ کے اپنے عبادت خانہ میں اگر مشغول تھی ہوئے اور طالوت خواب غفلت سے بیدار ہوا اور بھاگا بعد چندے پھر شیطان نے ورغلانا تو اسنے لشکر اپنا بھیجا اور خود نہ گیا سولہ کروین نے رات کے وقت سوتے میں عابدوں کو شہید کیا مگر حضرت داؤد علیہ السلام محفوظ رہے جب یہ خبر طالوت نے سنی تو سخت پشیمان ہوا اور نہایت ترساک اور خوف ناچار اسنے اپنے اچھی حضرت داؤد کے حضور میں روانہ کیے کہ آپ میرے پاس تشریف لا دیں کہ میں اس گناہ کا غدر کروں حضرت داؤد نے جواب دیا کہ جب تک طالوت کافروں سے جہاد کرے شتر کا فرقتل نہ کرے گا تب تک میں بیان سے خدش نہ کروں گا اور تیرے حق میں یہ گناہ بہتر نہیں ہے سو طالوت بنا بر جہاد بمقابلہ کفار گیا اور صف جنگ میں کھڑا ہوا تھا کہ ایک تیرا کے سینہ پر گامر گیا حضرت داؤد خبر پا کر تشریف لائے اور تخت سلطنت پر بیٹھے ۔

تفویح بہت مکرم در احوال حضرت داؤد علیہ السلام

اہل تحقیق کے نزدیک حضرت داؤد علیہ السلام کے باب ایشاکبہ ہمزہ و سکون تثنیہ ففتح ثنین سمحہ ابن عویل اولاد یہود ابن یعقوب علیہ السلام سے تھے بعد حضرت شموئیل علیہ السلام کے اللہ نے داؤد کو تغیر اپنا قرار دیا اور بزور سلطنت قوت حرب عنایت فرمائی کہ جہان کے بادشاہ اسے مقابلہ نہ کر سکتے اور کثرت مروج اتنی تھی کہ صرف چھپیس ہزار سپاہی دروازہ شاہی پر چوکی پرہ دیتے تھے جو اہل نفسیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ جل شانہ نے حضرت داؤد کے واسطے ایک سلسلہ یعنی زنجیر عالم غیب سے بھیجی تھی کہ ایک طرف اسکی حجرہ میں اور دوسری طرف صومعہ عبادت میں آویزان تھی جب کوئی حادثہ پیدا ہونے کو ہوتا تو اس میں حرکت ظاہر ہوتی اور حضرت داؤد علیہ السلام اسکی کیفیت واقعہ سے متنبہ ہو جاتے اور اسکا لم معلوم کر لیتے اور جو کوئی بیمار اس میں ہاتھ لگاتا تھا پانا اور جو کوئی محنت زدہ دل شکستہ اسکو پکڑ لیتا اسکو جاسہ خانہ غیب سے کسوت دوات پہنا جاتا اور جب دو خصم اس کے قریب جاتے تو حق و باطل جدا ہو جاتے یعنی جو کہ حق پر ہوتا اسکا ہاتھ زنجیر تک پہنچتا اور جو باطل پر ہوتا وہ باوصف سعی اور کوشش اسکو س نہ کر سکتا اور یہ سلسلہ عالم میں بعد وفات داؤد علیہ السلام بھی رہا تھا کہ اس سے حق کو باطل سے جدا کرتے تھے حتی کہ ظالم اور اہل بطلان تک آئے اور طرح طرح کے کرا اور حیلہ نکالنے لگے آخر کار انکی شامت اور کبک سے وہ سلسلہ گم ہو گیا اور انجملہ ایک حیلہ یہ کیا تھا کہ ایک شخص نے کچھ خواہر بیش قیمت دوسرے کے پاس بطور امانت رکھے بعد

چندے مالک مال نے امانت دار سے طلب کیے آئے انکار کی اور ابجد رکھ کر دیکھ کر ابجد نے جھگڑنے
 آس سلسلہ غیبی تک و دنوں آئے امین نے یہ فریب کیا کہ ایک لاٹھی چٹوٹ میں جو اہر رکھتے اور وہ
 لاٹھی مالک کے ہاتھ میں دی بھر سلسلہ کے پاس جا کر کہنے لگایا اسی اگر میں نے جو اہر مالک کو حوالہ
 کیے ہوں تو سلسلہ مجھے نزدیک ہو جائے اور اگر نہ دے ہوں تو دور ہو جائے چونکہ یہ سنگار خدا کا اہر
 میں راست گنتار تھا سلسلہ قریب ہو گیا اور مالک کا ہاتھ بڑھواری بھی سلسلہ تک پہنچا وہ بیچارہ سخت
 نادام اور پشیمان ہوا اور حاضرین حاملہ نے اسکو ملامت کی اسی طرح اور کئی حکایتیں تواریخ میں مذکور
 ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ شور و زور سلطنت داؤد کی اسی سلسلہ کے باعث سے تھا اور مراد شدہ ناملکہ سے
 جو قرآن میں وارد ہے یہی سلسلہ ہوا و تعالٰیٰ التزلزل میں حضرت ابن عباس سے اسی آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ
 کہ ایک اسرائیلی نے محکمہ داؤد میں استغاثہ پیش کیا کہ فلاں مرد نے میری گائے غصباً لے لی تو آپ
 اسکا فیصلہ کر دیں حضرت داؤد علیہ السلام نے مدعا علیہ کو طلب کیا آئے دعویٰ مدعی سے انکار کیا اب
 مدعی سے تینہ طلب فرمایا وہ کوئی گواہ نہ دیا اسکا حضرت نے فرمایا اب تھوڑا تاثر کر دیں حاکم مطلق
 سے رجوع لاتا ہوں جو وہاں سے حکم ہو گا ویسا فیصلہ کروں گا چنانچہ اسی دن خواب دیکھا کہ ایسا داؤد مدعی کو
 قتل کر حضرت داؤد جاگے تو دل میں سوچے کہ یہ خواب بے اصل اڑتی ہوئی ہے اس پر عمل کرنا ناجائز
 دوسری مرتبہ توجہ ہوئے تو پھر اس طرح حکم ہوا تیسری بار پھر رجوع آئے تب بھی وہی ارشاد ہوا ناچا
 حضرت داؤد نے مدعی سے فرمایا کہ تیرے قتل کرنے کا حکم ہوتا ہوا آئے التماس کیا کہ صرف آپ کا
 خواب میرے قتل کے واسطے دلیل نہیں ہو سکتا کوئی اور ثبوت قوی تلاش کیجیے فرمایا واللہ حکم آئی
 جاری کر دگا تو قبول کر جب مدعی نے دیکھا کہ اب کسی طرح بچاؤ نہیں ہو تو آئے کہا واللہ میں اپنے
 دعوے میں جو فی الحال دائر ہے کاذب نہیں ہوں اور یہ فیصلہ اس مقدمہ کا نہیں ہے بلکہ میں نے
 پیشتر پر مدعا علیہ کو فرمایا مار ڈالا تھا اسکا یہ فیصلہ چنانچہ حضرت داؤد نے مدعی کو قتل کر لیا کہ اس
 واقعہ سے نبی اسرائیل نہایت ڈرے اسی کا اشارہ ہر دشدہ ناملکہ و امیناء الحکمۃ و فضل الخطاب
 لیغنی زور دیا پہنچے اسکو سلطنت کا اور دی اسکو تدبیر اور فیصلہ بات کا عبد اللہ ابن مسعود اور کلبی
 اور مقاتل کے نزدیک حکمت سے مراد نبوت اور عقل کامل اور بصارت کاملہ ہے خواہ علم حکمت ہو اور
 فضل الخطاب سے حضرت امیر المومنین علی ابن طالب کے نزدیک البینۃ للمدعی والیمین علی بن ابی طالب
 کہ قضیہ اہل خصوصیت اس پر منقطع ہو جائے اور عباد اور عطا ابن ابی سراج اور ابی ابن کعب بھی شہود
 اور ایمان مراد کہتے ہیں اور نزدیک شعبی کے مراد فضل الخطاب ہے خدا کیونکہ حضرت داؤد علیہ السلام

بعد تمامی کلام اول کے جب کلام دوم شروع کرتے تھے بعد حمد و ثناء کہتے تھے آخر ض قوت اور شکوت
 حضرت داؤد قرآن شریف سے ثابت ہو گا قال تعالیٰ واذکر عبدنا داؤد ذوی الایمانینے یاد کر ہمارے بندہ
 داؤد کو کہ تھے کے بل والے مراد اس سے قوت سلطنت ہو یا کو جسے کا نرم ہونا یا کسب کرنا یا قوت دینی
 کہ نصف شب عبادت کرتے تھے حدیث شریف میں ہے کہ بہتر روزہ صوم داؤدی اور بہتر صلوٰۃ صلوٰۃ
 داؤدی کہ ایک روز روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور نصف شب عبادت فرماتے
 اور نصف باقی میں استراحت فائدہ یہ قصہ اللہ جل شانہ نے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
 یاد دلایا ایسی کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے طاہرات کی حکومت میں صبر کیا آخر حکومت انھیں کو ملی سو ہی
 حال تمھارا بھی ہو گا چنانچہ ہمارے حضرت صلعم اور آسکے اصحاب کا اسی طرح کا حال ہوا بالجمہ حضرت داؤد
 علیہ السلام امر خلافت پر قائم ہوئے اور کتاب زبور متخصن پچاس صحیفے بہتر زبان عبرانی جمین سوا کے
 نصائح و مواعظ کوئی حکم نہیں ہو ملا واسطہ جبریل و میکائیل علیہما السلام کے عنایت ہوئے کہ اُسکو حضرت
 داؤد بہتر آواز و نون میں پڑھتے تھے اور شریعت مندرجہ توریت پر بلا تفسیر و تبدیل قائم تھے اور جملہ اسباب
 بنی اسرائیل اُنکے مطیع ہوئے اور پیشتر ان سے کسی بادشاہ کے فرمانبردار نہ تھے بلکہ ہر ایک سبط نے
 ایک ایک حاکم اپنا جدا کر لیا تھا اور یہ نبوت و سلطنت سواے حضرت داؤد و سلیمان و محمد مصطفیٰ علیہم
 والسلام کے اور کسی کو نہیں ملی مگر ہمارے حضرت میں نبوت و رسالت و فقر و ملکیت سب جمع تھے کیونکہ حضرت
 اتمام نعمت منظور تھا اور معجزہ حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ تھا کہ جبال و طیور اُنکی اطاعت کرتے تھے کہ
 جہان کہیں جاتے وہ ہمراہ ہوتے اور جب تسبیح کہتے تو شریک ہوتے کہا قال اللہ انا سخرنا الجبال مع
 یسجن بالشیء والاشراق والظلمة محشورة کل لہ اواب یعنی تابع کیے آسکے ساتھ پہاڑ پاکی بولتے صبح و شام
 اور جانور اُڑتے جمع ہو کر سب آسکے آگے رجوع رہتے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما شراق سے
 صلوٰۃ الفجر ملو لیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ عنہ صلوٰۃ الفجر اس آیت سے معلوم کی گزانی المدار تفسیر
 کشف الاسرار میں ہے کہ تسبیح پہاڑوں کی اگرچہ عقل پر پوشیدہ ہو لیکن قدرت الہی سے بعید نہیں کہ اپنے
 کسی بندہ خاص کو اس سے خبردار کر دے چنانچہ تسبیح سنگزدوں کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 دست مبارک میں ایک شاہ عادل ہو فائدہ ایک بزرگ نے دیکھا کہ ایک پتھر نے پانی پکٹا ہو تو
 حیرت میں کھڑے ہو گئے اُسے کہا اے مولیٰ اللہ رحمۃ اللہ علیک مجھ کو خالق کبریا نے مدت دراز سے
 پیدا کیا ہے سو میں بخون سطوت خداوندی رونے میں مشغول رہتا ہوں اُس بزرگ نے دعا فرمائی
 اے اللہ ہمارے ہر کام کو آسان کر دے کہ روئے سے بازر ہے ارحم الراحمین نے دعا کے خالص اُنکی

پتھر کے حق میں قبول فرمائی کرونا اسکا موقوف ہو گیا اور وہ بزرگ اپنے مقام میں تشریف لائے
ایک مدت کے بعد پھر اسی جگہ گذر ہوا تو وہ پتھر اسی طرح روتا تھا بلکہ اول مرتبہ سے زیادہ گریہ کر رہا تھا
تب پوچھا کہ اب کیسوا سٹے روتا ہو اسنے کہا امی شفیق کریم اول بخون سیاست و عقوبت گریہ و زاری
کرتا تھا اور اب شادی امن و سلامت سے روتا ہوں امی عاشق خدا تھا کہ اس درگاہ الہی میں بکر گریہ فرما
اور کوئی کام نہیں ہرگز از سنگ گریہ میں و گلوکان ترشح است و زکوہ نالہ میں و ہندار کان صدائے
دوسرا معجزہ یہ عنایت ہوا تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا الحان خیرین تھا کہ جب زیور پڑھتے تو دریا کا
پانی ٹھہر جاتا اور خوش و طیبو جمع ہو کر گھیر لیتے تھے اور درختوں کے پتے زرد ہو جاتے اور آدمی بیوش ہو کر
گریں پڑتے تھے بلکہ مشہور ہے کہ بعض مری جاتے تھے اور جنگل کے جانور اور شیر و گرگ آپ کے پاس
جمع ہو جاتے تھے اور ہوا کا چلنا بند ہو جاتا تھا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت
داؤد علیہ السلام شتر طرح سے زیور پڑھتے تھے کبھوں اس طرح کہ بنجیدہ و غلگین خوش ہو جاتا اور
جب غلگین آواز سے پڑھتے خوشی و حری کا کوئی جانور بیوش میں نہ رہتا ہمارے حضرت کے اصحاب
میں ابو موسیٰ شحری رضی اللہ عنہ نہایت خوش آواز تھے کہ حضرت صلعم نے ایک سفر میں رات کے
وقت انکو قرآن شریف پڑھتے سنا دوسرے دن فرمایا ابو موسیٰ البٹہؓ کہ جو بانسری دی گئی ہے داؤد
کی بانسریوں سے یعنی تیری آواز ایسی دلکش ہو گویا تیرا گلابا بانسری ہے اور تیری آواز میں حسن و ادوی کا
اثر ہے کذا فی ترجمہ المشارق اس حدیث سے بڑی تعریف خوش آوازی کی نکلی حقیقت یہ ہے کہ یہ نعمت
خدا واد ہو جسکو اللہ دے وہ اسکو ادبیات میں صرف نہ کرے بلکہ خدا کا کلام اس سے پڑھے
اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریفین الحان سے کیا کرے اور حکما کہتے ہیں کہ تمام مزا سیر و آثار
و نعمات الحان داؤد علیہ السلام سے بنائے گئے ہیں بعض اہل تہتق فرماتے ہیں کہ یہ اثر آواز
داؤد علیہ السلام میں بعد قبول توبہ پیدا ہوا ہے اور قبل اس سے نہ تھا بعد قبول ہونے توبہ کے
یہ دستور باندھا تھا کہ جو تھے دن ہمیشہ جنگل میں تشریف لیجاتے اور اپنا گناہ یاد کر کے زیور
الحان خوش پڑھتے اور زار زار روتے تو خیال و طوبو بھی آپ کے ساتھ پڑھتے اور سوتے اور جو کسی آدمی کے
کان میں آواز پڑ جاتی تو بیوش ہو جاتا اور کبھوں جان دے ڈالتا تھا چو گرد و مطرب میں تعریف فرماتا
ز شوقش مرغ روح آید بہ پروازہ اسی کا اشارہ سورہ سبا میں فرمایا ہر لفظہ آتینا داؤد و ثنا فضلہ
یا جبال اوبی معہ و اطیر اپنے ہمے دے دی داؤد کو اپنی طرف سے فضیلت امی پہاڑ و رجوع سے
پڑھو اسکے ساتھ اور جانور اٹرنے والے اس جگہ فضل سے مرا حسن صوت ہو کذا فی عین المعانی

اور اہل تحقیق کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام اندر سے نبوت و سلطنت و حسن صوت و حلاوت
 ساجات و حسن خلق و توفیق عدل سے اپنے زمانے کے لوگوں پر فضیلت رکھتے تھے یا رجوع رہنا چاہا
 و طہور کا موجب فضل تھا تیسرا معجزہ یہ تھا کہ ہر قسم کا لوہا دست مبارک میں مثل موم نرم ہو جاتا تھا کہ اسی
 زرہین بناتے تھے چنانچہ ارشاد ہوتا ہوا اِنَّ اِلٰہَ الْہٰدِیْنَ اَعْلٰی سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِی السَّوْدِیْنِ نرم کر دیا
 پہنے اسکے لیے لوہا کہ ناکشادہ زرہین اور اندازہ سے جوڑ کر طیان اور سیب اس معامہ کا بعض مفسرین
 نے یہ بیان کیا ہے کہ ایک روز کوئی فرشتہ زیارت کو آیا اُس نے کہا اے داؤد تو پیغمبر و خلیفہ خدا ہو مگر وہ کہہ کر
 کہ اپنا قوت ہر روزہ اور بھی اپنے عیال و اطفال کا کسی کسب سے پیدا کیا کرو بیت المال سے لینا
 تمہارے حق میں بہتر نہیں ہر اسی دم آنجناب نے دعا مانگی ارشاد ہوا کہ زرہ بنایا کرو انھوں نے
 عرض کیا کہ اس کسب کے واسطے لوہاروں کے ہتھیاروں کی حاجت پڑے گی تب حکم ہوا کہ اوپر
 بیان کیا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ سبب اس کسب کا یہ واقع ہوا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ
 دستور تھا کہ رات کے وقت بستی میں گشت کیا کرتے تھے اور لوگوں سے اپنا حال پوچھا کرتے تھے
 اگر کسی شخص سے کسی طرح کی بات خلاف سنت تھی تو اسکو بدل دیتے ایک مرتبہ حالت گشت میں
 ایک بوڑھی عورت سے پوچھا کہ داؤد پیغمبر کیسے ہو آئے کہ آدمی خوب ہو مگر ملک کے محصول سے
 لیکر اپنا اور اپنے عیال کا قوت ہر روزہ کیا کرتا ہو اگر اپنے ہاتھ کے کسب سے کھایا کرتا تو بہتر تھا
 اُسی وقت سے حضرت داؤد نے یہ کسب اختیار کیا تب خداوند تعالیٰ نے اُنکے واسطے
 لوہے کو نرم کر دیا کہ زرہین بنایا کرتے تھے بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان داؤد و کان لایاکل الا سن عمل یدہ اور معالم التنزیل میں ہے
 کہ زرہ عالم میں اول حضرت داؤد علیہ السلام نے بنائی ہر تفسیر تیسیر میں ہے کہ ہر روز ایک زرہ
 بنا کے چڑھا جا کر ہزار درم کو بیچتے تھے از انجملہ چار ہزار درم صدقہ کرتے تھے اور دو ہزار اپنے
 عیال و اطفال وغیرہ کے صرف میں لاتے تھے اور تفسیر لباب میں ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام
 کی وفات ہوئی تو ایک ہزار زرہ خزانہ میں طہار و موجود تھی آقصہ جب حضرت داؤد علیہ السلام
 نبوت و خلافت یا شوکت و قوت عنایت ہوئی تو ایک دن باطنیان بیٹھے ہوئے انبیاء سابقین
 کے صحیفے ملاحظہ کر رہے تھے انہیں فضائل و مناقب حضرت ابراہیم واسحاق و یعقوب علیہم السلام
 کے نظر پڑے تو انکو ان مراتب کی تمنا ہوئی اور غور میں جاتے رہے دفعہ ایک آواز آئی کہ اے داؤد
 علیہ السلام ابراہیم واسحاق و یعقوب نے بڑی بڑی بلاؤں میں صبر کیا ہے تب انکو یہ مرتبہ

حاصل ہوئے ہیں حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا یا الکی میری امتحان کیا جائے عالم التمنزل میں سدی و کلبی و مقاتل ضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی عمر کے ایام تین بانوں میں تقسیم کیے تھے ایک دن عبادت کا اور ایک روز فیصل خصوصیات کا اور ایک دن عیال و اطفال میں بسر کرنے کا اور اسی دن میں وقت فرصت کتب سابقین ملاحظہ کرتے تھے اور تفسیر احمدی میں یہ کہ چارم میں تقسیم فرماتے تھے ایک دن بنا بر عبادت اور ایک دن برائے رفع خصوصیت اور ایک روز خاص میں مشغول ہوتے اور ایک وعظ و تذکیر میں بسر کرتے تھے چنانچہ ایک روز حضرت داؤد علیہ السلام کے دل میں گذرا کہ میرے باپ دادا سے بہت اچھے تھے وہ مرثب خدا مجھ کو بھی دینا دجی ہوئی کہ اسی داؤد انھوں نے بلاؤں میں صبر کیا تھا عرض کیا کہ اگر بلا ہوگی تو میں بھی صبر کروں گا ارشاد ہوا کہ فلان روز فلان ماہ میں بلا آوے گی انتظار کرو بعضے کہتے ہیں یوم موعود و دو شنبہ شریفین جب تھا کہ اس دن حضرت داؤد نماز یازہر عبادت خانہ کا دروازہ بند کیے پڑھتے تھے دفعۃً ابلیس مرد و وجہت کہو تر نہایت خوبصورت کہ تمام جسم سونے کا اور بازو موتی و زبرجد کے اور مقدار یا قوت احمر کی اور گھٹن زمر و انصر کے اور دو پاؤں فیروزے کے بنا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے متصل آیا کہ آنجناب کی صورت دیکھ کر شجب ہوئے اور دل میں سوچے کہ اس کو کسی طرح پکڑنا چاہیے سو اپنا ہاتھ دراز کیا و علمہ ہو بیٹھا آخر کار عبادت چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوئے مگر جو تر جس روزن سے آیا تھا آسین ہو کر آؤ گیا تو حضرت داؤد بالا حسانہ پر چڑھ کر دیکھنے لگے اس وقت ایک عورت نہایت حسینہ و جمیلہ کہ اپنے باغ کے اندر یا گھر کی چھت پر غسل کر رہی تھی نظر پڑی تو یہ فریفتہ ہوئے اور اسے اگلو دیکھ کر اپنے بال کھول دیے کہ تمام جسم اس کا پوشیدہ ہو گیا تب خواصون سے ارشاد کیا در یافت کرو یہ کون عورت ہے ایک نے کہا اور یا ابن جبا یا کی سنکو حمہ نام اس کا پیشالغ ہوا اور اس کی مان کا نام شائع ہو فرمایا اور یا کہاں ہو کسی نے کہا کہ ایوب یا ثواب ابن صو یا آپ کے بھانجے کے ہمراہ مقام بقیاتین تعینات ہی بعضے کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے دل میں یہ آیا کہ اور یا کو قتل کریں اور اس کی عورت کو اپنے نکاح میں لاویں اور بعضے کہتے ہیں کہ اپنی ہمشیرہ زادے کو لکھا کہ اور یا جو تمہارے ہمراہ لشکر میں ہو اس کو جہاد کے واسطے فلان مقام پر روانہ کرو اور تاکید کرو کہ تالوت سکینہ کے آگے ہو تاکہ فتح نصیب ہو یا شہید ہو جائے اور معمول یہ تھا کہ جو کوئی تالوت کے آگے ہوتا وہ اکثر مارا جاتا چنانچہ ثواب ابن صوریانے اور یا کو مطابق حکم داؤد روانہ کیا مگر اور یا نے جہاد میں فتح پائی پھر دوسرے حکم کے موافق دوسرے شہر پر بھیجا وہاں بھی فتح نصیب ہوئی جب تیسری جگہ

بھیجا گیا تو اور یا شہید ہوا پس بعد انقضائے مدت حضرت داؤد علیہ السلام نے مسامحہ مثالیہ سے
 نکاح کیا کہ اُن سے حضرت سلیمان پیدا ہوئے وہاں بقول مردودہ عند اکل قال علی رضی اللہ عنہ من حکم نبی
 داؤد علیہ السلام علی ما یرد بہ القصاص جلد نہ بتا یہ دستین جلدۃ وہو صد افریہ علی الانبیاء علیہم السلام
 اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کبوتر کس کا تھا انھوں نے
 کہا مسامحہ مثالیہ کا ہر فرمایا وہ عورت شوہر دار ہر کسی نے کہا اور باکے نکاح میں ہر لیکن ایک اولیئے اس
 جملہ عسین کی ہر سو حضرت نے اور باکو طلب کیا اور کہا تو جہاد کو جا آئے قبول کیا اور جانب روم
 روانہ ہوا اور وہ طرف ایسی تھی کہ جو شخص آدھ جاتا تھا مارا جاتا تھا اگر اور یا فتحیاب ہوا اور مو ضعیفہ
 میں ایک شخص کے ہاتھ سے مارا گیا اور بعد ایک برس کے حضرت داؤد نے اُسکی عورت سے نکاح کیا
 اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت داؤد فتنہ عورتوں کی حکایات بنی اسرائیل کے سامنے بیان کر رہے تھے
 اور دل میں یہ خیال تھا کہ اگر میں ایسی بلامین بیرون تو محفوظ رہوں اس پر اللہ نے کبوتر بھیجا اسکے
 ذریعہ سے فتنہ عورت میں مبتلا ہو گئے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت داؤد نے اور یا سے یا کسی اور شخص
 سے فرمایا کہ تو اپنی عورت کو چھوڑ دے تو میں اپنے پاس رکھوں اور اُس زمانہ میں یہ
 دستور تھا کہ جب کوئی شخص کسی کی عورت کو پسند کرتا تو اُسکے شوہر سے درخواست
 کرتا تھا کہ تو اسکو چھوڑ دے میں نکاح کروں سو اسی طرح حضرت داؤد نے اور یا سے کہا
 کہ اُس نے بے عادت و ماسامحہ طلاق دی ظاہر یہ بات سباح تھی مگر مرضی حق کے خلاف پڑی
 اس سبب سے کہ رغبت دنیا تھی اور حضرت داؤد کو اللہ نے عورتوں سے مستغنی بھی
 کر دیا تھا لہذا فی المدا رک یہ روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہر تفسیر احمدی میں ہے کہ امام زاہر
 نے اس روایت کی انکار کی ہوا اور اس قول پر طعن فرمائی ہو بعد اسکے لگتے ہیں کہ بعض کے
 نزدیک زلت یہ معنی کہ حضرت داؤد کے پاس دو خصم آئے انھوں نے اپنا مسئلہ
 بیان کیا اس مقدمہ میں قول واحد پر حکم دیا اور دوسرے سے استفسار نہیں کیا کہا
 قال لقد ظلمک الخ لیکن یہ قول ضعیف ہوا سلیے کہ وہ دونوں خصم صرف استہاناً آئے تھے
 بنا بر اس زلت کے جو حضرت داؤد سے صادر ہوئی تھی قبل اسکے کہ بعد اسکے اور تفسیر
 فریق ثانی کی مقتدر ہو بر سبیل ایجاز یا بجمہ اس معاملے میں روایتیں مختلف پائی جاتی ہیں اور
 بعد تنقیح اس قدر صحیح معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اور یا کی عورت کی آرزو کی کہ اگر یہ
 مجھ پر طالع ہو جائے تو بہتر اتفاقاً اور یا مارا گیا اور اسکے ساتھ اور لوگ بھی قتل ہوئے سو حضرت

اور لشکریوں کا غم کیا اور یا کے مرنے کا رنج نہیں کیا بعد ازاں اسکی عورت کو نکاح میں لائے اور جو بعضے کہتے ہیں کہ اور یا حضرت داؤد کا بیٹی تھا اور نکاح منکوحہ متبنی سے زلت ہو یہ قول مردود ہے اور یہ بات برگرز زلت نہیں ہو سکتی کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح خود جناب حق نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے بعد طلاق دینے زید کے فرمایا ہو اور زاد السیر و تفسیر احمدی ہیں کہ جمہور اس پر ہیں کہ اس عورت سے اول اور یا لے نکاح کرنا جاہل تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے نکاح کا پیغام دیا عورت کے اولیا راضی ہوئے کہ حضرت نے نکاح کیا اس میں زلت و نفرت قدم یہ ہوئی کہ حضرت نے باوصف کثرت عورتوں کے ایک بھائی موسیٰ کے خطبہ پر خطبہ کیا چنانکہ یہ بات کلام اللہ سے مفہوم ہوتی ہو کیونکہ اللہ صاحب مقدمہ امتحان میں فرماتے ہیں بسؤال تعجبک لے لغابہ نہ کہ باخذ تعجبک معالم التنزیل میں ہو کہ نکاح سے تھوڑے دنوں بعد عورت غائب ہوئی اور دو فرشتے تشریف لائے اور تفسیر تبیان میں ہو کہ حضرت جبریل و میکائیل علیہما السلام تھے اور ان کے ساتھ اور فرشتے بھی تھے اور جب یہ دونوں فرشتے عبادت خانہ میں جانے لگے تو پاسبانوں نے منع کیا مگر وہ دونوں چلے گئے یا دیوار بچٹ گئی اور دونوں بصورت مدعی و مدعا علیہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آگئے چنانچہ سورہ صافات میں فرماتے ہیں ول اتک بنو انھم اذ لتوروا ابنی و ذلوا علی داؤد ففرع منھم یعنی پوچھو خبر دعویٰ والوں کی جب کو در دیوار کو آئے عبادت میں جب گھس آئے داؤد پاس تو ان سے گھبرا یا شاید سبب گھبرانے کا یہ ہوا کہ بے اجازت باؤں روکنے در بانوں کے چلے آئے تھے یا دیوار کے شکافتہ ہونے سے ڈر گئے پھر دو تقدیر آئے پوچھا تم کو کیسے میرے پاس آنے و یا بولے لا تخف خصمان یعنی بعضنا علی بعض فاحکم سنیا باحق ولا تظلموا ہذا اے سواہ الصراط یعنی وہ بولے مت گھبرا ہم دونوں جھگڑتے ہیں زیادتی کی ہو ایک نے دوسرے کو سو فیصلہ کر دے ہم میں انصاف کا اور دور نہ ڈال بات کو اور تباہ سے ہلکے سیدھی راہ فائدہ اس بات میں حقیقت بغاوت مقصود نہیں ہو کہ فرشتوں میں نہیں ہو سکتی بلکہ مراد یہ ہو کہ تم نے دیکھا چھوٹا کہ ایک نے دوسرے سے بغاوت کی گویا قضیہ سے مطلع کر کے حکم چاہتے ہیں العرض جب حضرت داؤد نے فرمایا بیان کرو تب ایک نے کہا ان ہذا اخی لہ رفع وتسعون نعیمہ و لے نعیمہ واحدہ فقال اکلینسا و غرنی فی الخطاب یعنی میرا بھائی ہوا کے پاس تنانوے دینیان ہیں اور میرے ایک دینیان ہو سکتا ہو وہ میرے حوالہ کر اور زبردستی کرنا ہو مجھے بات میں فائدہ اخی سے مراد یہ کہ ہمارے طریق و دین پر جو اور نچہ کنایہ ہو عورت سے اہل عرب اسی طرح بولتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں یہ تعرض ہو

بنابر تفسیر حضرت داؤد کے ورنہ اس جگہ نہ بچے نہ بچی ہر بات ایسی ہر جہاں طرح مارا زید نے عمر کو اور مولیٰ
بکرنے لکھ کر اور نہ ضرب ہر نہ شہرہ اکذا فی العالم اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک اکلینا
سے یہ مراد ہے کہ مجھے دے ڈال اور مجاہد کے نزدیک چھوڑ دے تاکہ میں اسکی کفالت کروں اور اپنی
عورتوں میں ملاؤں اور اسکے نان و نفقہ کی فکر کروں یعنی اتنے طلاق دے کہ میں نکاح میں ملاؤں اور
لفظ باقی سے بھی اسنے نزدیک مراد یہی ہے اور اصل حقیقت اس معاملے کی یہ ہے کہ جھگڑنے والے
فرشتے تھے پردے میں انکو سناتے تھے کہ انکے گھر میں زنانے عورتیں تھیں ایک ہر سایہ کی عورت
نظر پڑی تو چاہا کہ اسکو بھی گھر میں رکھیں اسکا خاوند موجود تھا انکے لشکر میں اسکو معین کیا تاہوت مکینہ
سے آگے جان بڑے مردانہ لوگ لڑائی میں بڑھے تھے وہ شہید ہوا پیچھے اس عورت کو نکاح کیا آہن
کسی کا خون نہیں کیا بے ناموسی نہیں کی مگر کسی کی چیز لے لی تدبیر سے پیغمبروں کے شہرانی کو اتنا بھی
دفع بہت تھا اس پر جانچ ہوتی پس یہ سب تمثیل ہے واسطے داؤد علیہ السلام کہ قوت ملک اور فصاحت
لسانیہ سے اور با پر غالب کئے اور اسکی عورت سے نکاح کیا اور حق اور پاکانہ کیا اور وہ بچہ
ضعیف تھا اسکے ایک ہی جو رو تھی اور حضرت داؤد کے نانوانے یہ بیان تھیں باجملہ جب یہ سوال پیش ہوا
تو حضرت داؤد نے کہا لفظ ملک بسوال تعجب الیٰ فاجہ وان کثیراً من المظاہر یعنی بعضہم علی
بعضہ الا الذین انشوا و عملوا الصالحات و قلیل ما ہم کتبے بے انصافی کرتا ہے تجھ پر کہ مانگتا ہے تیرے کوئی
ملائے کو بچہ پیغمبر اور اکثر شریک زیادتی کرتے ہیں ایک دوسرے پر مگر جو یقین ملائے ہیں اور
کام کیے اچھے اور بخورے لوگ ہیں ویسے یعنی حضرت داؤد نے کہا کہ اگر ایسی بات ہے جیسا تم کہتے ہو
تو اسنے ظلم کیا تب مدعی جانب مدعا علیہ دیکھ کر ہنسا اور کہا قضا الرجل علی نفسه یعنی حکم کیا اس مرد نے
اپنے نفس پھر دونوں رخصت ہوئے حضرت داؤد نے جانا کہ یہ ابتلا ہے کہ قال اللہ تعالیٰ و لمن داؤد
انما فتناہ سینے خیال میں آیا داؤد کے کہ ہم نے اسکو جانچا سدی سے روایت ہے کہ جب مدعی نے کہا
کہ ہذا انھی ملخ تو حضرت داؤد نے دوسرے سے پوچھا کہ حکم کیا جواب ہوا اسنے کہا کہ فی الحقیقہ میرے
نانوانے ذنبیان ہیں اور اسکے ایک ذنبی ہر سو میں چاہتا ہوں کہ اسکو لیکر پوری سو کروں اور
میرا بھائی نہیں مانتا ہے حضرت داؤد نے فرمایا کہ یہ ظلم ہے میں اسکو سزا دو نکاسائل نے عرض کیا
کہ اے داؤد تو نے کس طرح ایسا کیا حالانکہ تیرے نانوانے بی بی تھیں اور اوریہ کے ایک سو تو نے
کس کس طرح سے اسکے ساتھ پیش آکر اسکی جو رو دے لی یہ بات کہ کفایت ہو گئے حضرت داؤد نے
جانا کہ یہ امتحان ہے جانب خدا سے پھر گناہ بخشوانے لگے اپنے رب سے علامہ مغوی عالم القری

مین انس ابن مالک سے باسنا و صحیحہ روایت کرتے ہیں کہ انس ابن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہوا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ داؤد بنی نے جب دیکھا عورت کو تو لشکر بنی اسرائیل بھیجا لڑائی پر اور وصیت کی سردار لشکر کو کہ جب عدو کے مقابلہ پر پہنچو تو فلان شخص کو آگے نابوت کے کردینا اور نابوت سے اس نے زمین فتح ہوئی تھی اور جو شخص نابوت کے آگے ہوتا تھا وہ نہیں پھرنا تھا یہاں تک کہ مارا جائے یا لشکر بھاگ جائے پس اس عورت کا شوہرا را گیا اور دو فرشتے آئے انھوں نے تختہ آسکا بیان کیا داؤد نے دریافت کیا کہ یہ عتاب ہے چالیس رات دن سجدے میں پڑے رہے کہ ان کے لشکر سے گھاس جم گئی اور پیشانی زمین سے گھس گئی یہ کہتے تھے کہ امر بے داؤد نے بڑی ذلت اختیار کی اگر تو مجھ کو نوصیف ہو جاؤ داؤد اگر نہ سختے تو آسکا گناہ یادگار رہیگا پیچھے آنے والوں کو اور زبان زد خلافت رہیگا چالیس رات کے حضرت جبریل تشریف لائے اور کہا کہ ام داؤد اللہ نے تجھ کو بخشا وہ قصد جو تو نے کیا تھا داؤد نے کہا اللہ قادر ہے کہ بخش دے اور تم کو معلوم ہو کہ اللہ عادل ہو کسی طرف میلان نہیں کرتا پس اس شخص کو کیا حکم ہو گا جب قیامت میں آویگا اور مجھ پر دعویٰ کرے گا حضرت جبریل نے جناب الہی میں عرض کیا جواب دیا کہ اللہ تمہارے قیامت کے دن تم کو تمہارے مدعی سے ملا دیگا اور تم کو بخشا دیگا اور مدعی کو عوض آسکا جنت میں دیگا اور کعب احبار اور وہب ابن منبہ اور حضرت ابن عباس سے روایت ہو کہ جب فرشتوں نے اگر تختہ بیان کیا تو حضرت داؤد اپنا احوال سمجھے اور چالیس دن سجدہ میں پڑے رہے کہ سر نہیں اٹھا یا مگر ناز مکتوبہ اور حاجت ضروریہ کے واسطے البتہ چپ ہو جاتے تھے اور کھانا پینا بالکل ترک ہو گیا تھا اور سر کے گرد گھاس اگلی تھی اور حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ چالیس دن سجدے میں رہے تب ارشاد ہوا اللہ امام شدش کہ حسیت حالت باعش چہ بود برین ملامت اگر کشتہ ویم غذایت در کشتہ شرب جان فریادت اگر خستہ دلی دوا فرستم در بہنہ تن قبا فرستم الا حضرت داؤد نے جو جواب نہ دیا بلکہ زیادہ شرمندہ ہوئے کہ سات دن اور بھی گریہ اور زاری سے بے خود رہے بعد اسکے خداوند نے توبہ اور مغفرت نازل فرمائی حضرت داؤد نے سجدہ شکرانہ ادا کیا اور عرض کیا رب الغفر جب عرصہ قیامت میں مدعی میرا دامن پکڑے گا تب کیا ہو گا گفتا کہ با و قصو نخشد چند انکہ تو قصو نخشد و جب ابن منبہ سے روایت ہو کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام کو آواز آئی کہ میرا قصو بخشتا گیا حضرت داؤد نے عرض کیا کہ یا الہی تو کسی پر ظلم نہیں کرتا اور میرا مدعی راضی نہیں ہے پھر میرا قصو کس طرح سفاک ہوا ارشاد ہوا اور یا کی قبر پر جا کے معذرت کریں میری آواز سناؤ گا حضرت داؤد علیہ السلام قبر پر گئے اور کمال عجز اور انکسار سے اور یا کی قبر پر بیٹھے اور پکارا اور یانے کہا کون ہے جس نے جگا دیا حضرت داؤد نے کہا

میں ہوں داؤد اسے کہا یا نبی اللہ آپ کیون تشریف لائے ہیں حضرت داؤد نے کہا کہ حق تو یہ ہے کہ میں ہوں اور یانے کہا کہ آپ سے کچھ تصور نہیں ہوا حضرت داؤد نے کہا میں نے تجھ کو جہاد میں بھیجا کہ تو راگیا اسے کہا آپ نے مجھے جنت کے واسطے بھیجا تھا کہ میں شہید ہو کر داخل جنت ہوں سو یا نبی اللہ میں نے سنا کہ کیا حضرت داؤد خوش ہوئے اسوقت وحی ہوئی کہ ای داؤد میں حاکم عادل ہوں تو صاف صاف اور یہ کہ دے پھر حضرت داؤد قبر پر تشریف لیگے اور پکارا تو اسے کہا یا نبی اللہ آپ کیون تشریف لائے حضرت داؤد نے مفصل حال اپنا اور اسکی عورت کا بیان کیا اور یانے کچھ جواب نہ دیا بلکہ تین مرتبہ حضرت داؤد نے پکارا الا جواب نہ ملا تو بہت روئے اور بے ہوش کئے ہیں کہ تیسری مرتبہ اور یانے جواب دیا کہ میں ہرگز صاف نکر و لگا اس پر حضرت داؤد بہت روئے کہ بتیاب ہو گئے آواز آئی کہ ای داؤد تو نوحہ اور زاری مت کر یعنی بخشتا ہر گناہ اور رحم کیا میں تیرے روئے پر اور قبول کی میں نے تیری دعا حضرت داؤد نے کہا یا رب مدعی میرا رضی نہیں ہوا رشاد ہوا کہ میں قیامت کے دن ایسا ثواب عنایت کروں گا کہ اسے کانون سے سنانہوں آنکھوں سے دیکھا ہوا اور میں آپ سے کہوں گا کہ تو داؤد سے راضی ہو وہ کہیں گامیرے پاس کچھ عمل داؤد کا نہیں پوچھا تو میں اس طرح داؤد سے راضی ہوں تب میں ارشاد فرماؤں گا کہ یہ عوض ہے بندے داؤد کا یہ پس میں بخشتاؤں گا تجھ کو اور وہ تجھ کا حضرت داؤد نے عرض کیا کہ اب میں نے جاننا کہ تو نے مجھ کو بخشا اور اسی کا اشارہ ہو سورہ صافات میں فغفرنا لذلک وان لا غندنا لزلزلی حسن اب تبتے پھر بتے صاف کر دیا اسکو وہ کام اور اسکو ہمارے پاس مرتبہ ہوا اور اپنا ٹھکانا وہاں بہت سے روایت ہے کہ بعد تو بہ اور نفرت حضرت داؤد علیہ السلام پیش برس تک اور بھی اپنی تقصیر پر روتے رہے روایت ہے کہ جب خطیہ صادر ہوا تو نبی عمر حضرت داؤد کی شہزاد کی بیوی اور بعد اس خطا کے اپنی عمر کے دن چاقیم پر تقسیم فرماتے تھے ایک دن فیصلہ قضا یا کرتے اور ایک دن محبت و مروت کو دیکھتے اور ایک دن بیع جنگل اور پہاڑوں اور دریاؤں پر کرتے اور ایک دن گھر میں تنہا رہتے اور اس گھر میں چار ہزار محراب تھے انہیں رونے والے جمع ہوتے کہ انکے ساتھ نوحہ فرماتے اور اپنے حال پر روتے یعنی جب سیاحت و دن ہوتا تو جنگل میں نکل جاتے اور مزار میر کے ساتھ گاتے اور روتے انکے ساتھ درخت اور خوش و بلور بھی روتے اور انکی آنکھوں سے آنسو نکل نہر جاری ہوتے بعد اسکے پہاڑوں کی طرف تشریف لے جاتے کہ پہاڑ اور پہاڑ کے ساتھ روتے پھر کنارے دریا کے تشریف لاتے تو جانوی بوری مگر وغیرہ روتے جب شام ہو جاتی چلے آتے اور جب خاص اپنے نوحہ کا دن آتا تو سادہ آواز دیتا کہ آج دن ہی نوحہ داؤد کا جسکو شہرت منظور ہوا دے اور عابد لوگ محراب والے مکان میں داخل ہوتے اور فرش

یثانی کا بچپنا اسپر چار نہر لہر عابد بیٹھتے اور حضرت داؤد و ناسٹ شروع کرتے اور عابد لوگ بھی رونے کہ ہمیشہ فرش آنسوؤں سے تر ہو جاتا اور حضرت داؤد چڑیا کے بچہ کی طرح آسمین تڑپتے تب حضرت سلیمان لگے اٹھاتے اور منہ حضرت داؤد کا دھوئے اور کہتے یا الہی بخش دے وہب ابن منبہ سے روایت ہے کہ حضرت داؤد نے اپنی زندگی بھر پانی نہیں پیا مگر آسکو آنتون سے پلاتے تھے اور کھانا نہ کھاتے تھے مگر آنسوؤں سے ملا کر اور حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت داؤد بعد از گناہ سوکھی روٹی پر نمک چھڑکتے اور آنسوؤں سے تر کر کے کھاتے اور کہتے کہ خوراک صاحب گناہ کی یہی ہر شہرہ برس اسی طرح گذرے وہب ابن منبہ کہتے ہیں کہ جب حضرت داؤد کا گناہ غفور ہوا تو حضرت داؤد نے عرض کیا کہ یا رب العالمین تو نے گناہ میرا بخشا اب ایسی سبیل کر کہ قیامت کو گناہ یاد نہ کروں تب اللہ جل شانہ نے انکے ہاتھ میں وہ گناہ لکھ دیا جب کھانا پانی ہاتھ سے کھاتے بیٹے تو دیکھ کر روتے تھے اور جب منبر پر کھڑے ہوتے اور خطبہ کرتے تو لوگوں سے متوجہ ہو کر وہ ہاتھ دکھاتے تو خلق اللہ آسکو دیکھتی اور روتی اور قتادہ رضی اللہ عنہ حسن سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت داؤد بعد غفور خطبے کے گنگاروں کے پاں بیٹھتے اور کہتے کہ آؤ داؤد گنگار کے پاں اور قبل خطبے آدمی رات تک قیام کرتی ہو اور چڑھینے روزہ رکھتے تھے جب خطا صادر ہوئی تو نصال بھر روزہ رکھتے تھے اور تمام رات عبادت کرتے تھے اور قصص میں وارد ہے کہ وحوش اور طیور حضرت داؤد کا پڑھنا سنا کرتے تھے جب قصور صادر ہو تو انھوں نے سنا موقوف کر دیا اور یہ کہتے تھے کہ اے داؤد حلاوت صورت سے تیری خطا صاف ہوئی اور حضرت ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت داؤد اپنا گناہ یاد کرتے تھے تو انکے اعضا جلد ہو جاتے تھے اور جب غفور گناہ یاد کرتے تو بحالت اصلی آ جاتے تھے القصد جب تو یہ حضرت داؤد کی قبول ہوئی تو پھر تخت سلطنت پر بیٹھے اور حکمرانی کرنے لگے اور ارشاد ہوا کہ انا جملناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع السوی فیضلک عن سبیل اللہ ان الذین یضلون عن سبیل اللہ لعذاب شدید بانسوا یوم الحساب یعنی اے داؤد ہم نے کیا تجھ کو نائب ملکیت میں سو تو حکومت کر لوگوں میں انصاف سے اور نہ چل پوشیدہ ہو س پر پھر شکو بچلا دے اللہ کی راہ سے مقرر جو لوگ بچلتے ہیں اللہ کی راہ سے انکو سخت مارے اس پر کہ بھلا دیادن حساب کا قبض اہل سیر نے لکھا ہے کہ جن دنوں حضرت داؤد علیہ السلام بتلا سے بلا سے زلزلت ہوئے ہیں اول روزوں میں سفار بنی اسرائیل نے شلوم ابن داؤد کو جو طاوت کا نواسا تھا بجائے حضرت داؤد بادشاہ کرنا چاہا وہ بھی سخت ہوا نبیر حضرت کو پہنچی تو آپ مع اپنے بھانجے تو اب کے بنی اسرائیل کے لشکر سے نکل گئے شلوم نے ارادہ روکنے کا کیا حضرت داؤد

وزیر اعظم کو واسطے نصیحت کے بھیجا کہ شلوم بھاگاکا حضرت داؤد نے توبہ کیا کہ توجا کہ شلوم کو بہتر صائب پھیر لا مگر قتل نہ کرنا توبہ نے شلوم کا تعاقب کیا اور اسکو گھیر کر بفراروشن نصیحت حضرت داؤد قتل کر کے لوٹ آیا حضرت داؤد نے فرمایا کہ اب میں تجھکو قصاص میں مارونگا الا بمصلحت قوت و انتظام سلطنت اجراے قصاص میں توقف کیا اور مرض موت میں حضرت سلیمان کو وصیت فرمائی کہ بعد میرے اسکے قصاص میں قتل نہ کرنا روایت ہے کہ حضرت داؤد کے زمانے میں بنی اسرائیل کی ایسی کثرت ہوئی کہ آپ کو تعجب ہوا وحی الہی ہوئی کہ امرو داؤد جب ابراہیم نے اسمعیل کے ذبح کا قصد کیا تھا آسوقت میں نے وعدہ فرمایا کہ میں اولاد ابراہیم زیادہ کرونگا سو میں نے ایسا وعدہ فرمایا مگر ان لوگوں نے میری رضا کے خلاف کیا اب میرا ارادہ یہ ہے کہ انکو بلا میں ڈالوں سو تو تین بلاؤں میں ایک بلا قبول کر اول قحط دوسرے استیلا سے عدو تیسرے طاعون حضرت داؤد نے باستحضار قوم طاعون قبول کیا چنانچہ ایک لاکھ شہر ہزار بنی اسرائیل اس بلا سے مر گئے اور حضرت داؤد مع علما و اہل بیت اسرائیل صغیر بیت المقدس میں جلوہ فرما ہوئے اور ارشاد کیا کہ ایہ بنی اسرائیل تمہاری اکثر قوم نے غضب الہی سے نجات پائی ہر اسپر شکر کرو اور ایک مسجد بیان بناؤ بنی اسرائیل نے قبول کیا اور تعمیر مسجد قصے شروع ہوئی جب کہ چار دیواری بمقدار قاست انسان بلند ہو گئی تو وحی ہوئی کہ تعمیر اسکی موقوف رکھنا چاہیے کہ تکمیل اسکی تیری اولاد کے ہاتھ سے مقدس ہو سنا حضرت داؤد دست کش ہوئے اور حضرت سلیمان نے اپنے عہد نبوت میں اسکو تمام کیا روایت ہے کہ بعد قبول توبہ حضرت سلیمان انھیں بی بی سے پیدا ہوئے اور ایام رکین سے نشانیاں اقبال کی ناصیہ شریف سے چکنے لگیں اور نہایت خواجہ صورت نظر آنے لگی و فراست و دانائی اس مرتبہ کو پہنچی کہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے امور سلطنت میں مشورہ لینے لگے چنانچہ ایک روز دودھ قافی محکمہ داؤدی میں حاضر ہوئے ایک ایلیا صاحب کشت یا باغ دوسرا یوحنا مالک غنم سوا ایلیا نے کہا اگر خلیفہ یوحنا میرا پروسی رات کے وقت بکریاں چراتا تھا وہ بکریاں میری کھیت میں پڑ گئیں اور کھیت کھا گئیں حضرت داؤد نے یوحنا سے جواب پوچھا اسنے کہا درست ہے حضرت داؤد نے ارشاد کیا کہ غلے و بکریوں کی قیمت مشخص کر و چنانچہ وقت تشخیص بقدر قیمت بکریوں کے نقصان قرار پایا اسپر حضرت نے حکم دیا کہ یوحنا بکریاں ایلیا کو سپرد کرے یوحنا نے محکمے سے نکل کر یہ ماجرا بیان کیا حضرت سلیمان نے فرمایا کہ اگر حکم دینا میرے اختیار میں ہوتا تو میں ایسا حکم دیتا جو دونوں کے حق میں بہتر ہوتا تھا بفرمایا کہ حکم ایسے مقدمے میں خلاف اس تجویز کے مناسب تھا حضرت داؤد نے یہ بات سنکر

حضرت سلیمان کو طلب کر کے ارشاد کیا کہ جو کچھ حکم فریقین کے حق میں بہتر ہو بیان کر حضرت سلیمان نے کہا کہ بکریان ایلیا صاحب کشت کو دیجاوین کہ اولاد و البان و اصواف سے بہرہ مند ہووے اور کھیت یوحنا کے سپرد کیا جائے کہ وہ خدمت کر کے حالت اصلہ پر کر دیوے تب ایلیا اپنا کھیت یوحنا سے لے لیوے اور یوحنا اپنی بکریان لیوے چنانچہ یہ حکم سن کر حضرت داؤد علیہ السلام خوش ہوئے اور فریقین راضی ہوئے اور حضرت داؤد نے اسی طرح سے حکم صادر فرمایا اس عرصے میں عمر حضرت سلیمان کی ہر وہایت صحیحہ گیارہ برس کی تھی اور بعض تیرہ کی بیان کرتے ہیں چنانچہ سورہ اقمرب للناک میں اللہ صاحب اس قضیہ کا اشارہ فرماتے ہیں و داؤد و سلیمان اذ حکما فی الامر اذ انقضت فیہ غم القوم و کنا لحکم اہرین ففتحنا سلیمان و کلاً آتینا حکماً و علماً یعنی داؤد و سلیمان کو جب فیصل کرنے لگے جھگڑا کھیت کا جب روز گنتین ہیں اس کورات میں بکریان ایک لوگوں کی و روبر و تھا ہمارے آنکا فیصلہ پھر سمجھا دیا مینے سلیمان کو وہ فیصلہ اور دونوں کو دیا تھا مینے حکم و سمجھ لینے مینے تسلیم کی حکومت سلیمان کو اور سکھلایا مینے اس کو حکم تاکہ حکم کرے کہ بکریان مالک کھیت کو دیجاوین اور کھیت مالک بکریوں کو کہ اس کو بصورت اولے کر دے اور بکریوں والا غافل نہ رہے بلکہ نگہبانی کرے حقیقت یہ ہے کہ اس زمانے میں یہی حکم تھا کہ چور غلام بنایا جائے اسی کے موافق حضرت داؤد نے حکم دیا تھا کہ بکریان کھیت والوں کو عوض نقصان دلو ابھین اور حضرت سلیمان کو یہ وحی ہوئی کہ ایسا حکم دیا جس سے دونوں کا نقصان نہ ہو پس حضرت داؤد نے بعد اطلاع منسوخیت حکم سابق بنص ناسخ حکم صادر فرمایا اور اس معاملے میں شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں نزدیک شافعی کے یہ حکم ہے کہ اگر جانور چھوٹا ہو اہل میں کسی کا مال تلف کرے تو مالک جانور پر ضمان نہیں ہوا اور جورات میں خراب کرے تو ضمان لازم ہے کیونکہ دن میں کھیت والے حفاظت کرتے ہیں اور مویشی دن میں چھوٹے ہیں رات کو بندھے رہتے ہیں معالمت التبریل میں ہے کہ برابر ابن عازب کے آٹھ تھے ایک دیوار گراؤنی سو یہ قضیہ حضرت صلعم کے حضور میں آیا حضرت نے فرمایا کہ اہل حواظ پر روز میں حفاظت کرنا واجب ہوا اور جو مویشی رات میں فساد کریں تو مالک پر ضمان ہوا اور حنفیہ کے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر مالک مویشی کا باندھا ہو تو البتہ اس پر ڈانڈ دینا لازم آتا ہوا اور جو ساتھ ہو تو رات کو فساد کرے یا دن میں کچھ بھی ضمان مالک پر نہیں اور خصائص شفی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے نزدیک ثابت ہو گیا تھا کہ صاحب غنم نے عدا و قصد اپنی بکریان چھوڑ دی تھیں کہ مالک کھیت کا نقصان ہوا لہذا حکم ضمان صادر فرمایا

اگر اس آیت مرحوسہ میں بھی ایسا معاملہ پیش آوے تو ایسا ہی حکم ہوگا اور صاحب کشف نے لکھا ہے کہ حکم داؤد علیہ السلام کا معاملہ جنابت غلام کا نظیر ہے یعنی اگر غلام جنابت کرے تو مالک غلام کو جائز ہے کہ وہ جنابت غلام کو شہر و مدعی کرے اور حکم حضرت سلیمان کا صورت عید مخصوب کا نظیر ہے یعنی اگر عید مخصوب غاصب کے پاس سے بھاگ جائے اور مالک عید غاصب سے عوض غلام لیکر متمتع ہو پھر جب غلام مل جائے تو غاصب غلام کو تفویض بھالک کرے اور مالک غلام ضمان لیا بے غاصب کو واپس کر دے۔ فائدہ اس آیت میں اللہ جل شانہ نے حضرت سلیمان کی اصابت اسے پر تعریف فرمائی ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے اجتہاد پر توصیف کی ہے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حکم حضرت داؤد علیہ السلام بطور فیصلہ تھا اور حکم حضرت سلیمان علیہ السلام بطور صلح و اصلاح خیر اس مقام میں علما کو اختلاف ہے کہ حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے حکم بالا اجتہاد تھے یا بالانصاف بعض اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ دونوں کا حکم از روئے اجتہاد تھا اور یہ بات حضرات انبیاء علیہم السلام کو درست ہے تاکہ ثواب مجتہدین بھی حاصل ہو مگر حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنے اجتہاد میں خطا واقع ہوئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے صواب کیا اور خطا انبیاء علیہم السلام سے جائز ہے مگر فرق اس قدر ہے کہ پیغمبر لوگ خطا پر قرار نہیں پکڑتے اور علما کو بھی در صورت نہوئے نص کتاب و سنت و اجماع کے اجتہاد جائز ہے اور خطا انکی محض ہے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے اذا حکم الحاكم فاجتهد فاصاب فله اجران واذا حکم واخطا فله اجر واحد یعنی جب حکم کرے حاکم پس کوشش کرے اور صواب کرے تو اسکو دو اجر ہیں اور جب حکم دے اور خطا کرے تو اسکو ایک اجر ہے اور بعض علما فرماتے ہیں کہ دونوں صاحبون سے موافق وحی کے حکم دیا مگر حکم سلیمان ناسخ تھا پس اس کے نزدیک انبیاء علیہم السلام کو اجتہاد جائز نہیں ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام بسبب وحی کے اجتہاد سے مستغنی ہیں ولہذا یہ لوگ قائل ہیں کہ انبیاء سے خطا نہیں ہوتی واللہ اعلم بالصواب۔

واقعہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اصابت اسے پر دلیل ہے وہ یہ ہے کہ بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ دو عورتیں تھیں ان کے ساتھ ان کے دو بیٹے تھے بھیڑ یا آیا ایک عورت کے بیٹے کو اٹھا لیگیا تو وہ عورت اپنی ساتھی عورت سے کہنے لگی کہ تیرے بیٹے کو بھیڑ یا لیگیا دوسری نے کہا تیرا بیٹا لیگیا دونوں حضرت داؤد کے پاس فیصلے کو آئیں حضرت داؤد نے بڑی عورت کو وہ لڑکا دلوایا وہ دونوں حضرت سلیمان ابن داؤد کے پاس آئیں اور اسے یہ حال کہا

حضرت سلیمان نے کہا ایک چنبری المذتومین لڑکے کو اودھا اودھا کر دون تب چھوٹی عورت نے کہا ایسا
 مت کر رحم کرے تجھ پر اللہ یہ بیٹا بڑی عورت کا ہے یعنی اب میں دعویٰ از نہیں ہوں اسکو دیکھیے یہی پرورش
 کر گئی اور بڑی عورت چنبری سے کاٹنے پر راضی تھی حضرت سلیمان نے اس چھوٹی عورت کی شفقت سے
 دریافت کیا کہ یہ لڑکا اسی کا ہے سو اسی کو دلوا یا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب گواہ نہوں تو حاکم کو
 لازم ہو کہ قرابین و قیاس پر عمل کرے بعد ان واقعات حضرت داؤد علیہ السلام بلا مشورہ حضرت سلیمان
 کوئی حکم نہ دیتے تھے اور یہ دستور ٹھہرا تھا کہ حضرت سلیمان محلے کے دروازے پر بیٹھتے تھے اور حضرت
 داؤد محلے میں ایک روز حضرت سلیمان کی غیبت میں ایک عورت ضعیفہ حضرت داؤد علیہ السلام
 کے پاس ہوا پر داد خواہ آئی آئے کہا کہ امیر خلیفہ میں عیال دار ہوں تھوڑا آٹا جو کاسہ پر لیے جاتی تھی
 جو اسنے برباد کر دیا میری اولاد فاقے سے رہی جاتی ہے میرے حق میں فیصلہ حق کیجیے حضرت داؤد
 نے کہا میرا حکم ہوا پر جاری نہیں ہو گا آٹا میرے گھر سے لیجا سو اس ضعیفہ نے آٹا لیا اور دعا کر کے
 اپنے گھر چلی راہ میں حضرت سلیمان ملے آنھوں نے پوچھا تو کمان آئی تھی لیکن نالشی یا محتاج آئے
 کہا داد خواہ ہوں اور اپنی نالشی بیان کر دی حضرت سلیمان نے فرمایا تو خلیفہ خدا کے پاس بھجھاؤ
 داد خواہ اور کہہ میں محتاج نہیں ہوں انصاف چاہتی ہوں چنانچہ وہ ضعیفہ پھر محلے میں آئی اور حضرت
 داؤد سے کہنے لگی کہ عطاے تو بلقاے تو میں انصاف چاہتی ہوں حضرت داؤد نے کہا میں ہوا پر
 حاکم نہیں ہوں اور دل گونہ آٹا عنایت کیا بوڑھیا نہایت خوش ہو کر چلی جب حضرت سلیمان سے
 ملاقی ہوئی تو آنھوں نے پھر واپس کیا تب تو حضرت داؤد نے کہا تجھکو کون شخص بار بار پھرتا ہے
 اسنے کہا سلیمان اسی وقت حضرت داؤد نے حضرت سلیمان کو طلب کر کے پوچھا کہ تجھکو ہوا پر کیا
 دست رس جو اسکے حق میں حکم دون حضرت سلیمان نے کہا یہ درست ہے لیکن آپ کی دعا کو اثر ہے
 سو آپ دعا کیجیے کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ یہ عورت تمھارے عدل کی شکایت کرے آخر کار حضرت
 داؤد نے دعا فرمائی اور حضرت سلیمان نے آمین کہا دفعۃً خداے تعالیٰ نے ہوا کو بصورت انسان بجا
 تب اس عورت نے اپنا دعویٰ پیش کیا ہوا نے کہا یا رسول اللہ میں نے بکمال خدا اسکا آٹا لیا ہے حضرت
 داؤد نے اسکی کیفیت پوچھی ہوا نے کہا کہ ایک کشتی دریا میں جاتی تھی اس میں سوراخ ہو گیا اور مالک
 کشتی نے دعا مانگی کہ یا الہی اگر اس بکاسے نجات پاؤں تو میں کل مال اپنا فیرون کو دے ڈالوں
 لہذا ارشاد ہوا تو میں نے اس بوڑھیا کا آٹا لیکر سوراخ کشتی میں بھر دیا تب وہ کشتی غرق سے محفوظ رہی
 اسی وقت حضرت داؤد نے مالک کشتی کو طلب کر کے نصف مال فیرون کو دلوا یا اور نصف باقی

بوڑھیا کو پھر اس ضعیفہ سے استفسار کیا کہ تو نے ایسا کون کام کیا ہے جس سے خدا تعالیٰ نے تجھ کو استقدر
 عوض دنیا میں دیا اسنے کہا مجھ کو معلوم نہیں ہو مگر یاد آتا ہے کہ ایک روز کوئی فقیر میرے دروازے پر آیا اسنے
 کہا کہ میں دور سے آتا ہوں اور بہت بھوکھا ہوں میرے پاس ایک روٹی تھی میں نے اسکو کھلائی
 مگر اسنے کہا میں سیر نہیں ہوا تب میں نے کہا اگر فقیر تو ٹھہر جا تو میں تیرے واسطے آٹا پس کر روٹی
 بچاؤں سو وہی آٹا لیے آتی تھی ہوا نے برباد کر دیا ناچار میں نے منہ شکایت کی اسوقت جبریل
 علیہ السلام نے کہا کہ یہ مال اسی کا عوض ملا ہے اور بروز قیامت دہل حصے اور ملک کا واقعہ چوتھا ہے
 کہ حضرت داؤد نے ایک شخص کو قاضی مقرر کیا ایک دن عورت حبیبہ عوی مال نقد کسی پر دعویٰ کر
 ہوئی قاضی اس عورت پر عاشق ہو گیا اور پیغام نکاح پیش کیا اسنے انکار کی تب قاضی نے حرام کرنا چاہا
 اسنے کہا میں حرام کار نہیں ہوں ناچار انصاف قاضی سے نا آئید ہو کر صاحب شرط کے
 پاس ناشی ہوئی وہ بھی مفتون ہوا وہاں سے دل شکستہ ہو کر صاحب شوق کے دربار میں پہنچی ہوئی
 وہ بھی غمزدہ ہو گیا ناچار خلیفہ وقت کے حاجب سے رجوع لائی اسنے بلا تاخیر پیغام زنا بھیجا تب وہ
 عقیقہ خاموش ہو کر دعویٰ سے دست کش ہوئی جب ان حاکمون نے دیکھا کہ ایسی پریشانی میں
 ہاتھ سے نکلی جاتی ہے اور شیشہ دل چور چور ہو اسکو کسی طور سے بچانے کا واجب ہو تب بزور گواہان
 لباسی حضرت داؤد کے حضور میں بیان کیا کہ یہ عورت ایک کتے کے پاس رہتی ہے حضرت داؤد نے
 مطابق توریت رجم کافران جاری کیا یہ خبر حضرت سلیمان کو پہونچی آنجناب نے باہر نکل کر اجرا سے
 حکم کو منع کیا اور کئی لڑکے ہم عمر بلائے انہیں سے ایک کو عورت قرار دیکر چار گواہ کیا ان چاروں نے
 گواہی دی کہ یہ عورت ایک کتے کے پاس رہتی ہے پھر ان چاروں کو الگ الگ بٹھلایا اسطرح کہ ایک
 دوسرے کی آواز نہ سنے اور ایک سے پوچھا کتے کا رنگ کیسا تھا اسنے کہا سیاہ دوسرے سے
 دریافت کیا وہ بولا سرخ اسی طرح تیسرے نے کہا زرد چوتھے نے کہا ابلق تب کہا کہ تم بڑے جمع
 ہو تمھاری گواہی پر ایک عقیقہ صالحہ کو حد نہ مار دیکھا بعد ازاں اور لاکھوں سے کہا کہ ان گواہوں کو
 قتل کرو یہ خبر تمام حضرت داؤد علیہ السلام کو پہونچی تب حضرت داؤد نے اس مقدمے کے
 گواہوں کو طلب کیا اور ہر ایک کو علیحدہ بٹھلا کر سوال کیا ان سب نے کتے کا رنگ مختلف بیان
 کیا لہذا گواہوں نے سزا پائی اور عورت نے خلاصی کتب تو اسے سچ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاملہ
 حضرت سلیمان کی نہایت کم سنی بنی ہو تھا انقصہ اسی طرح اکثر مقامات میں تجویز انجیر حضرت
 سلیمان علیہ السلام کی رائے پر پھر تھی تفاسیر متعدہ میں لکھا ہے کہ جب عمر حضرت داؤد علیہ السلام کی

قریب الاختتام پہنچی تو حضرت جبریل علیہ السلام حضرت رب العزت کی طرف سے ایک صندوق مختصر
 داؤد کے پاس لائے اور کہنے لگے کہ اپنے سب صاحبزادوں کو طلب کر کے استفسار کرو کہ اس صندوق
 میں کیا ہے جو کوئی انہیں سے جواب راست و درست دیوے خلافت و سلطنت خدا کی طرف سے
 اسی کو عنایت ہوگی اُس وقت حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ السلام کے بارگاہ یا انیس صاحبزادے تھے
 اور ہر ایک دعویٰ دریا ست و خلافت چنانچہ حضرت داؤد نے ہر کون کو جمع کر کے دریافت کیا کسی نے
 کچھ بھی جواب نہ دیا مگر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اس صندوق میں ایک انگشتری اور
 ایک تازیانہ اور ایک خط مہری ہے اسی دم حضرت داؤد نے صندوق کھولا تو وہی خط حضرت جبریل نے
 فرمایا اور داؤد یہ انگشتری جنت کی ہوا کی خاصیت یہ کہ جو شخص اس میں دیکھے تو اسکو شرق سے
 غرب تک نظر آوے اور جو کچھ چاہے حاصل ہو اور تازیانہ دفرخ کا ہے خاصیت اسکی یہ کہ جو کوئی صاحب
 تازیانے کا طبع نہ ہو وہ سناں پاوے بلکہ یہی تازیانہ سنرا کو پہنچا دے گا یہ تازیانہ دربارش ہوا اور اس
 خط میں پانچ سوال ہیں انکا جواب اپنے بیٹوں سے پوچھو جو کوئی جواب تحقیقی بیان کرے وہ شخص مالک
 و وارث قرار پاوے چنانچہ اسی وقت حضرت داؤد نے سب بیٹوں کو بلایا اور علمائے قوم کو بھی طلب کیا
 اور سوال کیا کہ ایمان و محبت و عقل و شرم و قوت بدن میں کس جگہ ہر کسی شخص نے جواب نہ دیا مگر حضرت
 سلیمان نے فرمایا ایمان و محبت دل میں ہوا اور مقام عقل سر اور جاے شرم آنکھیں اور موقع قوت
 استخوان اسی وقت حضرت داؤد نے تازیانہ و خاتم حضرت سلیمان کو عنایت فرما کے تخت سلطنت پر
 بٹھلایا دوسرے دن وفات پائی اور بعضے کہتے ہیں کہ سوائے سوالات خمسہ کے بارگاہ سوال اور بھی
 تھے کہ انکو بھی حضرت داؤد نے پوچھا ہے اور حضرت سلیمان نے جواب شافی دیا وہ باہون میں تلخ تر
 و شیرین تر و بدتر عالم میں کون چیرے اور فراخ تر آسمان و زمین سے کیا ہے اور غنی دنیا میں کون ہے اور
 سنگ سے سخت تر و آتش سے گرم تر کون ہے اور دنیا میں آبادی زیادہ ہے یا ویرانی اور موت سے
 ہول تر کیا ہے اور بنی آدم پر غالب کون ہے اور جہان میں عورتیں زیادہ ہیں یا مرد حضرت سلیمان نے
 کہا تلخ تر و دیشی و شیرین تر و نگری و بدتر مردم از اری و فراخ تر از آسمان و زمین سخن حق و وصف حلال
 و حق تر مرد قانع و سخت تر دل کا فرد گرم زیادہ نا امید ہے اور دنیا میں ویرانی زیادہ آبادی سے ہے کیونکہ
 آخر آبادی ویرانی ہوگی اور موت سے ہول تر و رنج آور غالب تر بنی آدم پر ہکا پٹید ہے اور جہان
 میں عورتیں مردوں سے زیادہ ہیں اور کتاب مانج السلاطین میں صاحب اخبار الدول سے نقل
 کیا ہے کہ برخاتم حضرت آدم علیہ السلام کی تھی جب اُسے زلیات صادر ہوئی تو وہ خاتم عرش پہنچی

ایک جانب میں ان کے لالا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ قلم سے نور کے لکھا تھا اور دوسری طرف لالا الہ الا ہو کل شے
 ہاں لالا وجہ لہ الحق کم والیہ ترجون اور قیسری طرف لہ الملک والکبر یاہ والخرقہ والحنہ والسلطان اور
 جو بھی طرف تبارک اللہ احسن الخالقین اور حبیب پنا آسکو حضرت سلیمان نے توجہ کیا آکو ان کو
 نے جو گرد آنکے تھے صبح سے شام تک اور بسبب شدت برق و طمان کے کوئی شخص اس میں نظر
 نہ ڈال سکتا تھا اور سجدہ ابن سبب سے روایت ہے کہ ملک سلیمان خاتم میں تھا اور وہ خاتم باقوت حرم
 کی تھی حضرت جبریل علیہ السلام آسکو بشت سے اٹے تھے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس میں لکھا
 نہیں ہے کہ لکھا تھا آسکو مگر ظاہر اور مواہب علیہ میں لکھا ہے کہ زمانہ غیب میں یہ سوال لکھے تھے کہ اقرب
 و ابعد اشیائی آدم سے کیا چیز ہو اور موس ترد و موش ترکیا ہو اور دو قائم و دو مختلف و دو دین
 کون ہیں اور وہ کون چیز ہو جس کا آخر ہر چنانچہ یہ سب سوالات حضرت داؤد نے اپنے بیٹوں سے پوچھے
 کسی نے جواب نہ دیا مگر حضرت سلیمان نے فرمایا اقرب اشیاء آخرت و ابعد دنیا کی جاہ و خشت و نمون
 بدن انسان حسین روح ہو اور موش ترد و موش ترد و قائم آسمان و زمین اور دو مختلف شب و روز
 اور دو متناقض موت و حیات اور کار محمود و آخر طم و وقت غصب اور بد موم و آخر حدت باجمہ حضرت
 سلیمان نے جملہ سوالات کا جواب درست بیان کیا تو اکابر بنی اسرائیل ان کی عقل و فطانت و فضل
 و کرامت کے متعجب ہوئے اور حضرت داؤد نے اپنا ولی مجد قرار دیا اور انگشت تری پنائی اور تخت
 سلطنت پر بٹھلا کر تازیانہ آتشین سامنے رکھ دیا اور خود جانب عبادت خانہ کہ مقبہ کنبیہ جہیون ہر
 تشریف لیگے اور وفات پائی قریب بیت المقدس کے مدفون ہیں اخبار الدول میں وہاب ابن
 مہر سے روایت ہے کہ چالیس ہزار درویش و عالم جنازے کے ساتھ تھے اور شمار عوام اللہ کو معلوم
 اور جس وقت جنازہ نکلا تھا تو شدت گرمی سے متابعین جنازہ بے تاب تھے لہذا حضرت سلیمان نے
 چٹوئوں کو ارشاد کیا انھوں نے سایہ کیا عمر حضرت داؤد کی بروایت صاحبِ معارف ایک سو بیس
 برس کی ہوئی اور اخبار الدول میں سو برس اور چھ مہینے کی لکھی ہے اور صحیح یہ ہے کہ سو برس کی عمر ہوئی
 چنانچہ حدیث متفق سے ثابت ہے فاکمل اللہ لہ و دما پس سنۃ دلاوم الف سنۃ اور تحقیق حضرت
 رفیع الدین جیلوی سے پیدا ہے کہ تولد جناب حضرت داؤد علیہ السلام سے چار ہزار تین سو تینس مہینے
 میں ہوا اس وقت وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے چار سو وینسٹھ برس گزرے تھے اور دلاوت
 حضرت سلیمان کی سنۃ چار ہزار تین سو اکانوے میں ہوئی اس وقت عمر حضرت داؤد کی اٹھاون
 برس کی تھی اور علیہ کی قباؤ اسی وقت میں تھا اور افراسیاب کا زمانہ موسیٰ میں اور وفات

حضرت داؤد کی سسہ چار ہزار چار سو تینس ہوی میں ہوئی ذکر حضرت داؤد کا سورہ انبیاء و سجادہ صا دین ہر فائدہ تفسیر غزیری وغیرہ تفسیر و ن میں لکھا ہے کہ ایک گروہ قوم بنی اسرائیل کا شلیلہ میں کہ مابین مدین و طوبیہ طبرہ کے کنارے واقع ہوتا تھا اور توریت کی متابعت کرتا تھا مگر ایک حکم کے نہ ماننے سے مسخ ہو گیا اور وقوع اس عذاب دنیوی کا یون ہوا کہ حضرت داؤد کے زمانے میں یہودیوں کی عبادت کا روزیوم جمعہ تھا آنھوں نے ہفتہ اختیار کیا ولہذا اس روز کی تعلیم پھر واجب ہوئی تھی کہ شکار مچھلی کا نہ کرتے تھے بلکہ کسی کار دنیوی میں مصروف نہ ہوتے تھے جب کہ بنی اسرائیل ہوئی تو اس حکم کے خلاف کرنے لگے اور امتحان میں پکڑے گئے کذا فی التفسیر النیشاوری والدارک و البکیر اور تفسیر غزیری میں ہے کہ توریت میں حکم تھا کہ سینچر کے روز خالصاً مخلصاً عبادت کیا کرو اور کسی کام میں مشغول نہ ہو سوائے اس طرح امتحان کیا کہ ہفتے کے دن مچھلیاں پانی میں ظاہر ہو کر غائب ہو جاتیں اور اس سبب کہ اس دن مچھلی کا شکار حرام تھا بنی اسرائیل کو گوشت مچھلی کی حسرت رہتی اور چونکہ اہل سوا حل کو گوشت ماہی سے رغبت زیادہ بہ نسبت شہریوں کے ہوتی ہے صبر کر کے لہذا اس خیال میں پڑے کہ اگر کوئی جیلہ شرعی ہاتھ لگے تو مچھلی کا گوشت کھا تین آخر کار عقلا ربی اسرائیل نے یہ جیلہ نکالا کہ ہر جمعہ وقت شام کنارے دریا کے چھوٹے چھوٹے گڑھے کھودتے اور صبح کو یعنی ہفتہ کے دن دریا سے راستہ پانی کے آنے کا کرتے کہ مچھلیاں اسی راہ سے پانی کے ساتھ گڑھوں میں جمع ہو جاتیں جب مچھلیاں گڑھے میں بخوبی بھر جاتیں تب آدھ آب بند کر دیتے تاکہ مچھلیاں دریا میں نہ جاتیں اور رات بھر اسی طرح چھوڑ دیتے اتوار کے دن جال ڈال کر شکار کرنے خواہ ہاتھ سے پکڑ لیتے اور گھروں میں لا کر کھاتے دبیچتے اور کہتے کہ ہم ہفتے کے روز شکار نہیں کرنے ہیں بلکہ مچھلیوں کو حوضوں میں رکھتے ہیں اور اتوار کو کہ اس دن شکار حکم الہی حلال ہی شکار کرتے ہیں اس میں کچھ خلاف شیع نہیں ہے الغرض اسی طرح مدت مدید گزری اور کسی نے نہ پوچھا یعنی نہ تو خداوند تعالیٰ کی طرف سے گفت ہوئی اور نہ کسی نے پیغمبر وقت کو خبر پہنچائی روایت ہے کہ چالیس برس یا شتریس تک یہ عمل رواج پذیر رہا اور بنی اسرائیل نے معلوم کیا کہ یہ عمل حلال ہے یہاں تک کہ نقارہ نبوت داؤدی اس قوم میں بجا اور یہ احوال آپ کہلا کہ حضرت داؤد نے اول نصح فرمائی تب اس گروہ نے شکوہ نے جیلہ شرعیہ اپنا تجویز کیا ہوا پیش کیا حضرت نے فرمایا کہ ہند کرنا ماہ کا اور جمع کرنا مچھلیوں کا گڑھوں میں ہر روز شنبہ تھا سارے بیان سے واضح ہے پھر تم کہتے ہو کہ ہم ہر روز شنبہ شکار نہیں کرتے خدا سے ڈرو اور اس عمل شیع سے باز رہو ورنہ عقوبت شدیدہ میں گرفتار ہو گے

اور یہ جلد مکو خراب کر گیا اور نہ خیال کرو کہ اتنی مدت تک اشد نے نہ پکڑا عادت آئی یوں ہی جاری ہو کر
 مشہوریت گنہگار میں جلدی نہیں کرتے مگر اس وعظ و نصیحت کو بنی اسرائیل نے نہ سنا اور اپنی حرکت سے
 باز نہ آئے بلکہ کہنے لگے کہ ہمارا یہ جیل سے ثروت و کمالت حاصل ہوئی ہوا اور ایک مدت دراز سے کرتے
 چلے آتے ہیں اب تو چھوڑنا اسکا دشوار ہوا اگر ہم اسکو چھوڑیں تو وجہ معیشت ہماری باقی نہ رہے اخبار
 میں مار دیکھو کہ اہل شہر اسوقت میں تین گروہ تھے ایک گروہ بازارہ ہزار کا امیر معروف و نہی منکر و ہر
 نمایان تک کہ انکار یوں سے ملتا ترک کر دیتا تھا اور اگر ہم خانہ تھے تو بیچ میں دیوار بن اٹھالی تھیں
 نہ تو آپ کسی کے پاس جاتے تھے نہ کسی کو آنے دیتے تھے دوسرا گروہ شہر ہزار کا اس فعل شنیع میں مبتلا
 تھا تیسرا گروہ وہ تھا جسے تنگ ہو کر منع کرنا چھوڑ دیا تھا محض ساکت تھے نہ تو اس فعل شنیع میں ہرگز
 تھے اور نہ منکر بلکہ واعظین و ناصحین کو منع کرتے تھے کہ تم لوگ عبت آکو منع کرتے ہو یہ لوگ املا
 نہ مانگیں انقصہ ان کبختوں نے نہ واعظین کا کہنا مانا اور یہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ارشاد پر
 عمل کیا تب جناب حضرت حق سے ارشاد ہوا کہ تو اقرۃ فاسقین یعنی ہو جاؤ بند پریشکار یعنی
 بد صورت و نامقول و مردود تاکہ لوگ تم سے نفرت کریں یہ اس واسطے فرمایا کہ اگر بندہ خوب صورت ہوئے
 تو بنظر غریبیت حرکات و سکنات مردم شہر آنکو پرورش کرتے اور طعام لہ نہ لکھاتے اور زبرد بخیر ملتی
 گلون میں ڈال کر بچاتے اور مصاحبت میں رکھتے بلکہ اطفال خوش حرکات کی طرح محبوب و مغرب
 رکھتے اور اس صورت میں تعذیب قرار واقعی نہ ہوتی و لہذا بد صورت بنائے کہ مردم شہر متفرق ہوئے
 اور محب معاملہ واقع ہوا کہ ایک روز مانعین اور واعظین نے شکاریوں کی آواز نہ سنی تو جہت
 میں پڑے اور اپنے گھر کی دیواروں پر چڑھے کہ دیکھیں کیا معاملہ واقع ہوا سو دیکھتے ہیں کہ تمام گھروں
 میں بندر پھرتے ہیں اور اپنے آشنائوں و قریبیوں کے پیروں پر سر گرہ لگاتے ہیں اور زاریاں
 روتے و شور مچاتے ہیں اور نفخ اخلاط سے ایسی بدبو آتی تھی کہ دیکھنے والے بھاگتے و خوف کھاتے
 تھے اور جو کوئی شخص بنظر عبرت دیکھنے کو آتا تو وہ طعنہ دیتا اور بندر شکر اپنے سر لگاتے پوچھتا کہ
 کہ یہ ارشاد و حقیقت تکوین و ایجاد تھا نہ ارشاد و کلیف و امتحان اور وہ اس طرح واقع ہو گیا کہ گوشت
 مچھلیوں کا آٹکے پیٹ میں فاسد ہو کر مادہ خدام ہوا اور جانب جلد سے منفع ہوا کہ پوست جسم
 مانند پوست بندر ہوئے اور چہرہ مستغیر ہو گئے جس طرح غلبہ خدام میں ہوتا ہوا اور قوت لطف بالکلیہ
 زائل ہو گئی مگر غم و شعور انسانی باقی رہا یہ احوال ان لوگوں کا ہوا جو فکار کرتے تھے اور اسی حال
 میں تین روز تک جہلا رہ کر مر گئے اور واعظین اور ناصحین محفوظ رہے مگر ساکتین میں انقلاب ہوا

اسی قصے کا بیان سورہ اعراف میں ہوا وسلم عن القرۃ الی کانت حاضرة البحر ذابعدون فی السبت ویتیم
 حیث انہ یوم سبتهم عادیہم لا یتیمون لآتیم کذلک یبلوہم بما کانوا یفسقون واذ قالت امہ لہم تعطون قوماً اللہ مسلم
 او معذبہم عذاباً شدیداً قانوا معذرة الی ربکم وعلکم یتقون فلما نسوا ما ذکر واپر انجینا الذین ینبون عن السور واذنا
 الذین ظلموا البغاب یتیم بما کانوا یفسقون فلما عتوا عما نھوا عنه قلنا لہم کونوا قردة خاسنین یعنی پوچھا نے
 احوال اس بستی کا کہ تھی دریا کے کنارے جب حد سے بڑھنے لگے ہفتے کے حکم میں جب آنے لگے ان
 پاس مچلیاں ہفتے کے دن پانی کے اوپر اور جس دن ہفتہ نہو نہ آوین یون ہم آزمائے لگے انکو سوا
 کہ حکم تھے اور جب بولا ایک فرقہ انھیں کیوں نصیحت کرتے ہوا ایک لوگوں کو کہ اللہ چاہتا ہے انکو ہلاک
 کرے یا انکو عذاب کرے سخت بولے الزام اتارنے کو تمھارے رب کے آگے اور شاید وہ دیرین چھوڑ
 بھول گئے جو انکو سچا یا تھا جسے بچا لیا انکو جو منع کرتے تھے بڑے کام سے اور پکڑا انکاروں کو بڑے
 عذاب میں بدلائکی چکی کا پھر جب بڑھنے لگے جس کام سے منع ہوا تھا ہفتے حکم کیا کہ ہو جاؤ بندر پہنچو
 فائدہ ایک دن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کو پڑھتے تھے اور راز راز روتے تھے
 اہل علس حیران و متعجب بیٹھے ہوئے سنتے تھے دفعۃً عکرمہ چلائے خاص ابن عباس آئے اور پوچھنے لگے
 کہ یا حضرت سبب رونے کا ارشاد دیجیے ابن عباس نے کہا کہ میں اس قصے میں تامل کر کے کہتا تھا
 سو میرے خیال میں گذر کہ شکار کرنے والے بندر ہونے منع کرنے والے محفوظ و مڈر سکوت کرنے والوں کا
 کیا حال ہو گا پھر یہ خیال ہوا کہ شاید شکاریوں کے شریک ہونے کیونکہ مرگ امر معروف نہی
 منکر کرنے تھے امر عکرمہ میں اس بات پر روا ہوں کہ اکثر لوگ سکوت و مدہانت میں گرفتار ہیں عکرمہ
 اتنا اس کیا کہ یا حضرت سائتین حکم و عظیمین میں ہیں یعنی بلاشبہ ناجی ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ
 عنہ نے پوچھا کہ اس دعویٰ پر دلیل کیہ ہیں بیان کرتا کہ میرے دل کو تسلی ہو عکرمہ نے کہا میں نے کسی بار
 آپ کی زبان سے سنا ہے اور مقررات شرعیہ سے بھی ہے کہ امر بالمعروف و نہی منکر فرض کفایہ ہے اور فرض
 کفایہ میں بعضے کا بجالا احکم کل میں جو اگر ایک جماعت نے امر بالمعروف فرمایا تو سب کے ذمہ سے ساقط
 ہو گیا اور سکوت کرنے والوں سے مواخذہ نہ رہا اگر سب کے سب خاموش رہتے تو البتہ شریک
 گنہگاروں کے ہو جاتے اور جو وہ لوگ داعظون کو منع کرتے تھے اسکا یہ سبب تھا کہ وہ لوگ قبول
 امر و نہی سے مایوس ہو گئے تھے نہ ازراہ مدہانت و نہ ضابطہ دہس حضرت ابن عباس یہ کلام سن کر خوش
 ہو گئے اور آنکھ پریشانی عکرمہ پر بوسہ دیا اور گئے سے لگایا اور اپنے پاس بٹھالایا سبحان اللہ و بحمدہ
 عنایت و فضل الہی سے اکثر غلام و کم اصل صحبت علما و ملحا سے ریاست دین و دنیا کی حاصل

کرتے ہیں۔ داغ غلامیت کو دبا پانچ سو روپے دلاست شو بدندہ کہ سلطان خرید بہ اصح بحسب روایت و درایت یہ ہو کہ فرقہ مسوخہ تین دن میں مر گیا اور نسل باقی نہیں رہی کمارو سے ابن ابی حاتم و ابن جریر عن ابن عباس لم یعش منہ قط فوق ثلاث ایام ولم یکلک لم یشر ب ولم یبل معلوم ہوتا ہے کہ اولاً حضرت خاتم النبیین کو بقائے نسل بعض مسوخات میں داخل و تردد تھا چنانچہ موش کے حق میں آیا ہو کہ دودھ اٹھائی کا نہیں پیتے شائد فرقہ بنی اسرائیل سے ہوں اس صورت میں مسخ ہوئے ہوں آخر کار ملعونہ اس فرقے کی دونوں جہان میں متحقق و ثابت ہوئی اور عدم بقائے نسل بخوبی واضح ہوا کہ اقبال اسناد الاستاذ فی الغزیزہ فائدہ مسخ ہونا فرقہ یہود کا مشہور ہے قابل انکار نہیں حضرت کے دامن میں یہود کو خطاب کرتے تھے یا اخوان القروۃ والحق زبیر اور تبدیل ہوتے خالق حقیقی پر دشوار نہیں جو کوئی یہ ایمان رکھتا ہے کہ خالق الایزال ابداع جواہر اور انشراح عناصر کی قدرت رکھتا ہو وہ جانتا ہے کہ انقلاب صورت اور تبدیل اعراض بھی کر سکتا ہے یہ حقیقت انسانیہ بھی ہیکل مخصوص ہوا اور عوارض و صفات اسکے مخصوص نہیں ہیں والا لازم آوے کہ جب انسان بوڑھا ہو جائے یا جوان باقوی تو حقیقت بالکل تبدیل ہو جائے حالانکہ ایسا نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اس ہیکل کو باطل کر کے اسکی جگہ ترکیب قدسی ظاہر فرمائی تو حقیقت انسانیہ تبدیل نہ ہوئی بلکہ وہ عوارض و صفات کہ ہیکل انسانی کا اسپر مدار تھا قائم ہوئے اور بجائے آئے اور عوارض و صفات کہ مخصوص بصورت بنا در تھے ابجا و فرمائے پس مسخ صورت متحقق ہو گیا اور روح انسانی تبدیل نہ ہوئی اور عقل و فہم قائم رہی تاکہ تغیر خلقت و کرامت متغیر و غیرہ خواص انسانیہ سے بھی متاثر ہو دین اور معنی عقوبت و مجازات ثابت ہو جائے اور پڑھا ہے کہ مسخ معنوی میں تبدیل بعض صفات نفسانیہ کا ضرور ہو گا مثلاً تغیر ذکا بلادت و تبدیل قناعت بجز صفت طہارت بنجاست و غیر ذلک اور عقل سلیم کے نزدیک تغیر صفات نفسانیہ کا ہرچہ غیر صفات محسوسہ ہے اصلاً فرق نہیں معلوم ہوتا پھر مسخ معنوی کو تسلیم کرنا اور مسخ صوری کا انکار کرنا پاتیراب مسخ معنوی سے ہر سفلی معتزلہ اسی حماقت میں گرفتار ہیں اور آیت قرآنیہ میں تاویل و دراز کار کرتے ہیں کہ کو لو اقروہ سے مسخ صوری مراد ہے یعنی تبدیل قلوب و عقول جیسا اور کافرون کے حق میں جو ختم اللہ علی قلوبہم و طبع فی قلوبہم و کسل الخار کھل استعارہ و مثلاً کسل الکلب اور اس واردات کو یوں سمجھتے کہ تین کہ جسطح استاد شاگرد کو دن سے کہے خرباش یا سگ باش یا خمریشوا اور دلیل اسپر لائے ہیں کہ مسخ حقیقی انسانیت سے خارج کر دینا ہے پھر لائق سزا و جزا کو انسانیت شرط ہے جسطح تکلیف کیواسطے انسانیت ضروری ہے کیونکہ جزا و سزا تکلیف پر مقرر ہوا اور اسی کا ثمرہ ہوا اور جو چیز شرط

اصل کے ہو وہی شہر یا فرغ کی ہو جواب یہ کہ یہ دلائل بطلان منہج حقیقی کی ہوا اسکے بطلان سے منہج منہجی لازم نہیں آتا کیونکہ اس مقام میں تین خبریں متعارف ہیں منہج حقیقی منہج صوری منہج منہج صوری اور ہم منہج صوری کی اثبات پر دلائل قائم کرتے ہیں پوشیدہ نہ رہے کہ تبدیل سیرت اس امت میں ہو سکتا ہے اور منہج صوری مخصوص اہم سابقہ سے ہے اس امت میں نہوگا اس قصہ سے معلوم ہوا کہ جیلہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کام نہیں آتا کیونکہ وہ دل کا حال دیکھتا ہے اور یہ بھی مستنبط ہوا کہ جس کسی کو روزی صلا نہ ملے اور حرام چاہے تو ملے یہ بھی آزمائش ہے آخر وہ روزی وبال ہو جاتی ہے دیکھو مرنشی در بوا خواہیے نظرون میں دلیل دار ہونے میں تنزیل واضح ہو کہ جب تین برس نبوت حضرت داؤد پر گزرے تو قہمان اللہ نے حکمت عطا کی لکھا اشار الیہ ولقد آتینا لقمان الحکمۃ معالمین نسب انکا اس طرح ہے کہ لقمان ابن ابیہ ابن تاخو ابن تارخ یعنی آذر اور بعضے لقمان ابن عفا کہتے ہیں اور وہب ابن فہمہ بجا بنجا ابیہ بنیہ کے بتلاتے ہیں اور مقاتل براور خالاتی اور واقعہ می کے نزدیک بنی اسرائیل کے قاضی تھے وہ بالاجام حکم دلی تھے نہ پیغمبر بنی اور قوم کے حبش تھے عمر دراز تھے بعض کہتے ہیں ہزار پیغمبر دن کی خدمت میں رہے ہیں اخبار الدول میں ہے کہ ہزار پیغمبر دن سے علم سیکھا ہے اور ہزار کو پڑھایا ہے اور غلام تین لکھ ابن حسن کے تھے اور ابن عباس کے نزدیک مرد شجاع تھے اور عکرمہ قائل نبوت ہیں اور بعض کے نزدیک اللہ نے حکمت و نبوت میں مختار کیا تھا لقمان نے حکمت قبول کی اور صورت یہ ہوئی کہ لقمان قیلو کہرتے تھے آواز آئی ایہ لقمان خلیفہ ارض ہونا چاہتا ہے لقمان نے کہا اگر یہ آواز بطور پیغمبر ہو تو میں عاقبت چاہتا ہوں جو عزم الہی یوں ہی ہو تو مطیع ہوں کیونکہ اس صورت میں اعانت قرار واقعی ہوگی فرشتوں نے اتفاقاً آواز دی کہ امین کیا ہے لقمان نے کہا کہ حاکم ہر دم و محطہ بلا میں رہتا ہے اور ہر طرف سے اسکو ظلم گھیرتا ہے اگر اسنے عدل کیا تو سچاٹ پائی اور جو خطا کی تو خرابی میں پڑا اور اگر اسنے دنیا آخرت قبول کر لی تو دونوں برباد ہوں سو ذلت دنیا شرافت دنیا سے بہتر ہے اگر آخرت بہتر ہے فرشتوں نے تعجب کیا اور لقمان پھر سو رہے تب اللہ نے انکو حکمت دی اور خلافت حضرت داؤد علیہ السلام ملی یعنی انکو بھی آواز آئی تھی انھوں نے بلاناٹل قبول کیا اور لغزش قدم انکی معاف ہوئی لیکن کہتے ہیں کہ لقمان حضرت داؤد کی فدا رت کیا کرتے تھے ابو الکلیث سمرقندی کے نزدیک کنیت لقمان ابو الانعم تھی اور عیین انسانی میں ہے کہ دل برس حضرت داؤد سے چھوٹے تھے اور یونس کی نبوت تک زندہ رہے اور خالد بن سعید سے روایت ہے کہ پیشہ انکا بخاری تھا اور سعید ابن سبب کے نزدیک خیالی اور صحیح یہ ہے کہ اکثر کربان چراتے تھے اور گاہے بخاری و خیالی بھی کرتے تھے روایت ہے کہ ایک دن

حکام لقمان

کھینچنے کی نصیحت فرما رہے تھے ایک عالم نبی اس راسل سے کہا تو وہی نعمان ہر جو بکر میں چرانا تھا کہا بیشک
 کیا میرے کس طرح پایا فرمایا تین باتوں سے تعلق کلام ادا سے آہستہ ترک لایمیں اور امام مجاہد مزی نے
 لکھا ہے کہ نعمان غلام حبشی غلبہ اشتہیں اسود اللہون اللہ نے حکمت عطا کی کہ عقل کی قوت سے ایسی
 باتیں سمجھاتے تھے جو احکام انبیاء سے مطابق ہوتی تھیں تفسیر ثعلبی میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت
 نعمان کو ان کے مولیٰ نے اور غلاموں کے ساتھ باغ میں بھیجا میوہ لانے کو غلاموں نے راہ میں کھلا
 اور نعمان کو تمست لگائی مالک ناراض ہوا نعمان نے کہا تمست کرتے ہیں مالک نے کہا سطر
 معلوم ہو حضرت نعمان بولے کہ اب گرم پلا کر ڈال دو یا تھک کر قی ہو جسکے پیٹ سے میوہ نکلے وہی
 چوبیس سو مالک نے اسی طرح کیا تب چوبیس معلوم ہو گیا اور نعمان تمست سے پاک ہوئے اسی دم مالک
 نے انکو آزاد کر دیا مولانا روم اس مقام میں فرماتے ہیں کہ اشت ساقی خواجہ از آبد حمیم و مرغالمان
 را و خور و ندان ز بیم بعد از ان میل نہ نشان در دست تماہ مید و یزدان انفرخت و علاہ در ترقی افتاد
 ایشان از غناہ آب سے اور روز ایشان میوہ ملے چونکہ نعمان آزاد اور آمد و زنا ف سے برآمد از رہو
 آب صاف و حکمت نعمان چو این مانند بود و تاجہ باشد حکمت رب و و و توایخ تبرہ سے
 پایا جاتا ہے کہ مالک نے حضرت نعمان کو آزاد کیا اور مال استدر و یا کہ حضرت نعمان اس سے تجارت
 کرنے لگے اور بلا کفالت و تحریر دستاویز لوگوں کو قرض دیا کہتے اور بعض اہل تحقیق وجہ آزادگی نعمان
 میں لکھتے ہیں کہ ان کے مولیٰ نے کہا میرے واسطے ایک بکری بیچ کر اور جو در میری تبرہ میں سونے
 ایک بکری بیچ کی اور دل و زبان نکال کر لائے بعد چند سے پھر ایک بکری کے بیچ کا حکم دیا اور کہا انکے
 گوشت سے جو دو چیزیں بدتر ہوں لا حضرت نعمان بکری بیچ کر کے پھر دل و زبان نکال کر لیگے تو خواجہ
 اسکی کیفیت سے سوال کیا نعمان نے فرمایا اسے خواجہ بگاہ کردال الہا بائینہ سے اور زبان قبولی شائستہ سے پا
 ہوں تو ان سے خوشتر کوئی شے جسم میں نہیں ہر والا ان دونوں سے بدتر کوئی چیز نہیں اسی وقت مالک
 نے انکو آزاد کیا اسی طرح وجہ آزادگی اور بھی توایخ میں مذکور ہیں واللہ اعلم بالصواب بحاجہ مکمل
 قدیم نے حضرت نعمان کو نعمت طلاق تاشانی اور دولت خوش بانی ایسی عطا فرمائی کہ ان کے اوکے
 شکریہ میں سب لوگوں کو سر و علانیہ نصائح فرمایا کرتے چنانچہ بعض اصحاب انکے جو کہ انھوں نے اپنے
 بیٹے کو فرمائے تھے اللہ تعالیٰ نے پسند کر کے کلام معجز نظام میں ذکر کیے ہیں اول یابنی اللہ
 باللہ ان اللہ عظیم یعنی امیر بیٹے شریک نہ ٹھہر تو اللہ کا بیشک شریک بنا کر ہی بے انصافی ہو
 دوسرے یابنی اقم الصلوۃ و امر بالمعروف و نہ عن المنکر و اصبر علی ما اصابک ان ذلک من غم الا

یعنی جو بیٹے قائم رکھ نماز اور سکھایا بہت بات اور منع کرائی سے اور سنبھال جو بچہ پڑے بیشک یہ بہت
کے کام حاصل یہ کہ نماز کو قائم رکھ تاکہ نفس کمال پڑے اور اچھی باتوں کا حکم کر اور بُری باتوں سے باز
تاکہ اور لوگ کامل ہوں اور اس بات میں جو کچھ شدید پوچھیں ان پر صبر کر کیونکہ یہ بڑی ہمت کا کام ہوا
بالعروف یہ ہے کہ موافق شریعت اور سنت کے ہوا و متنازعہ کہ مخالف عقل و نقل کے ہوا اور جو نماز کے
ساتھ مذکورہ کو نہیں کہا سوا سلیکے کہ ایسے لوگوں کے پاس مال کمان ہوتا ہو دوسرے والا قصہ خدا کے لئے
یعنی اپنے کمال نہ بھولا لوگوں کی طرف یعنی غرور و تکبر نہ کر بلکہ متواضع و متخلق ہوا اور عاجزی و فروتنی اختیار
چوتھے والا الشمس فی الارض مرجان اللہ لا یجب کل احتمال فحور یعنی مت چل زمین پر اترانا بیشک اللہ کو
نہیں بھانگوئی اترتا ہر انسان کو جیسا نمود و شداد و فرعون کا حال ظاہر ہوا بیچ و قنودہ کہتے ہیں کہ
مرا داس سے یہ کہ فقیر و کو حقیر نہ جان بلکہ غنی و فقیر کو یکساں تصور کرنا جوین واقعہ فی مشیک و شخص
من صوتک ان انکر الاصوات لصوت الحمیر یعنی چلنے کی چال انہی کی کراہی آواز بیشک بری سی
ہر آواز گدھوں کی ہے کہ اول زفر و آخر شہیق ہوا و یہ دونوں آوازیں اہل نار کی ہیں اور باوجود بلندی
اور رفت کے مگر وہ طبع و موجب وحشت سماع ہر عین المعانی میں ہر کہ شکرین عرب بلند آواز کی
فخر کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے رد کیا اور حضرت صلعم آواز نرم کو دوست رکھتے تھے
اور سخت و درشت سے کراہت اور آنجیل میں ہر کہ امی میدانی میرے بندوں سے کہہ دے کہ مناجات
میں آوازیں نرم کریں کہ میں سنتا ہوں اور دل کی بات جانتا ہوں اور وجہ تخصیص بد آوازی چار کی
یہ ہر کہ آواز اسکی عرب میں ضرب الثل ہے کراہت میں سقیان ثوری فرماتے ہیں کہ فریاد ہر حیوان
کی تسبیح ہے مگر فریاد خمر کہ وہ شیطان مردود کو دیکھ کر پوتا ہے حدیث شریف میں وارد ہے اذا سمعتم نینق الحمار
فتقولوا باللہ من الشیطان الرجیم فانہ راسی شیطان یعنی جب سنو تم آواز گدھے کی تو پناہ پڑو اللہ کی
شیطان راندے ہوئے سے اس واسطے کہ اُسے دیکھا ہے شیطان کو اور اہل حقیقت فرماتے ہیں کہ
آواز گدھے کی اس سبب سے ہے کہ گدھاتین طرح پر آواز کرتا ہے یا گھاس و دانہ کھانے کو گاتتا ہے
یا اجراے شہوت جانتا ہے یا کسی دوسرے گدھے سے لڑا چاہتا ہے اور جو آواز کہ غلبہ صفات زہلیہ
بہیمہ سے ہوتی ہے وہ بہر فوع بدترین آوازیں میں ہے اور جو صفا صاحب اخلاق روحانی و
ملکی سے کان میں آوے وہ خوشترین صدائوں میں ہے نعمائے عاشقان بس دلکش
است و استماع نعمۃ ایشان خوش است و پوشیدہ نہ ہے کہ سوائے اس بیٹے کی اور کوئی اولاد
حضرت لقمان کے نہ تھی اور تمام اسکا بروایت بعضے بطور روایت بعضے سبک و بقول بعضے

مانان بالیم وبقولے باران بالبار الموحده وبقولے وران بالدار المسلمہ وبقولے ایلیم وبقولے شکوتھا
 سوائے سفر کا ارادہ کیا اور باپ سے اذن چاہا انھوں نے اجازت دیکر فرمایا کہ جب سامان سفر
 مہیا ہو جائے تو میرے پاس آنا کہ میں کئی باتیں ضروری تجھے کہوں گا سو وہ بعد درستی اسباب سفر
 حاضر ہوا اول حضرت لقمان نے نصیحتیں فرمائیں جو اللہ نے بیان کیں اور سورۃ لقمان میں ہمارے
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائیں بعد اسکے حسب روایت بعض مؤرخین حضرت لقمان نے کہا اے
 بیٹے اس شہر سے نکل کر ایک جنگل ملیگا اس میں ایک شہد آب جاری ہو اسکے کنارے ایک درخت ہے
 سو تو اس چشے کا پانی نہ پینا اور درخت کے سایہ میں نہ ٹھہرنا اس سے آگے چل کر ایک قریہ ملیگا
 جس سے دوست رہتے ہیں وہ تیرے پاس آویں گے اور نہایت تعظیم و توقیر سے اپنے گھر لیاویں گے اور
 ایک عورت حمیدہ و جمیلہ سے تیرا نکاح کرنا چاہیں گے تو ہرگز قبول نہ کرنا اور میں اپنے خدا سے امید
 نہ رکھتا ہوں کہ تو اسکے شہر سے محفوظ رہیگا وہاں سے آگے بڑھ کر ایک شخص ملیگا کہ اسپر ہزار و پچھتر فرض
 آتا ہر اتس سے روپیہ وصول کرنا ہر رات کو اسکے پاس فرمایا اور ایک بات میری خیال میں رکھنا کہ
 اسی اثنا میں ایک مرنے بزرگ تیرے ساتھ ہونگے وہ جو کچھ کہیں اسپر عمل کرنا کو میرے نصائح کے
 خلاف ہونا چاہیے حضرت لقمان کا رخصت ہوا اور اسی جنگل میں پہنچا تو ایک چشمہ پر آب نہایت
 شیریں و صاف نظر آیا اور اُس کے کنارے ایک درخت سایہ دار لگا ہوا تھا اسکے نیچے ایک مرد بزرگ
 مشائخ و درت بیٹھے ہوئے دیکھ کر پڑے اس کو فلان جنگل اس مرتبہ ہوا کہ بتایا اور چاہا کہ تھوڑا وقف کر کے پانی
 اس چشے سے پیوں اور سایہ درخت میں ٹھہرون مگر صبت اپنے پر مہربان کی یا بگری تو اکیسیت
 میں آگے بڑھا اس بزرگ نے پکار کر کہا کہاں جا رہا ہو گری بہت بڑا اس درخت کے سایہ میں ٹھہرا
 اسے کہا میرے باپ نے منہم کیا ہوا ہے کہ اس نے کہا مجھ کو قسم ہے تو وقت کر اسکو یاد آیا کہ میرے باپ نے
 کہا تھا کہ ایک بزرگ ملیگے ان کے ارشاد کو قبول کرنا شاید کہ یہ بزرگ وہی ہیں فو ابلا اور باادب و
 تسلیم سلام کر کے کچھ ٹھہر گیا اور وہیں کھانے کو کھایا اور اسی چشے کا پانی پی کر سایہ درخت میں لیٹ کر سویا
 حالت خواب میں ایک سانپ درخت سے اُترا اسے چاہا کہ اسے کاٹوں اس بزرگ نے مار کر
 پوشیدہ کر دیا پھر بیٹھا حضرت لقمان کا جاگا اور آگے کو چلا وہ بزرگ ہمراہ ہوئے یہاں تک کہ اس
 قریہ میں جہکانشان لقمان نے دیا تھا پہنچا وہاں کے لوگ جمع ہو کر حاضر ہوئے اور پوچھنے لگے
 کہاں سے آئے کہاں جاؤ گے اپنا نام اور اپنے باپ کا نام بیان کر دئے بیان کیا کہ میں حضرت
 لقمان کا بیٹا ہوں واسطے تجارت کے نکلا ہوں ان لوگوں نے کہاں تعظیم سے اپنے گھر میں آنا

جب سب لوگ کھانا کھانے لگے ایک شخص نے پسر لقمان سے کہا یہاں ایک عورت عقل مند خوبصورت نہایت وضع دار بڑی مالدار حسب نسب میں سب قوم کی سردار ہو اگر تو نکاح کرے تو ہمارا کمال اختیار ہو اور ہم کو خوش تر از ہمہ اقسام تجارت روزگار ہو اسنے کہا میں نکاح نہ کروں گا میرے والد بزرگوار نے منع کیا ہو اس بزرگ نے کہا اسی بیٹے پر لوگ ثنّت و ساجت کرتے ہیں قبول کرے تب اسنے نکاح کیا پھر اس قوم کا ایک شخص آیا اسنے کہا تو نے بہت بڑا کیا یہ عورت سو خاوندوں کو خلوت اولی میں پائی اس سے اسکو نہایت مال ہوا بزرگ نے کہا اندیشہ مت کر جو میں کہوں اسکے موافق کرنا کچھ نقصان نہ ہوگا وہ عمل یہ کہ جب عورت تیرے پاس آئے تو اس سے کلام نہ کرنا بلکہ حتی الوسع میرے پاس آجانا کہ میں حقیر صائب کروں گا چنانچہ رات ہوئی اور عورت آئی اسنے بعد توقف کہا باہر کچھ کام آتا ہوں سو بزرگ پاس حاضر ہوا بزرگ نے فرمایا ایک پیالے میں آگ لاؤ وہ آگ لایا اسنے سانپ کو آگ پر رکھ دیا اور فرمایا راتے لچا عورت سے آیا کہ کہ برہنہ ہو کر اس مجھ پر بیٹھی اور دھوان لے پھر ایک ساعت بعد میرے پاس لے آئیں چارپے سے ویسا ہی کیا جب دھوان رحم عورت میں پہنچا تو دوسرا پ فرج کی راہ سے گئے اور آگ میں جل گئے چنانچہ یہ سب حال بزرگ پر ظاہر کیا تب بزرگ نے اجازت دی کہ اب بے تکلف اس سے صحبت کرنا چاہو ولد لقمان تمام رات اپنی زوجہ کے پاس باعیش و نشاط را صبح کو خوش و خرم صحیح و تندرست اٹھا سرال کے لوگ نہایت خوش ہوئے شادیانے بچے رات ہوئی سارے گیارہ ہوئی بعد چند سے اس صاحبزادے کا اقبال نے ارادہ کیا کہ اپنے باپ کو قرض بھی وصول کروں دریافت ہوا کہ وہ لوگ جو روپیہ چاہتے ہیں دریا پر ہیں اسنے بزرگ سے پوچھا فرمایا تو آگے آگے چل میں بھی پیچھے پیچھے آتا ہوں لوگوں نے کہا کہاں جاتے ہو بولا اپنا روپیہ لینے جانا ہوں ان لوگوں نے کہا جکے پاس آپ تشریف لے جاتے ہیں وہ بڑا چور ہو اس سے خبر داری دشوار ہو مگر وہ لڑکا رونا ہوا وہ بزرگ بھی ہمدرد گئے یہاں تک کہ دریا پر پہنچے ملاقات بھی مقصود الیہ سے ہوئی اسنے پوچھا کہاں آئے کون ہو بولا حضرت لقمان رحمہ اللہ علیہ کا بیٹا ہوں میرا حق واجب تجھ پر ہے ادا کر بولا دست بردار آپ کا حق و راجی ہر رات کو آرام فرمائیے علی الصبح روپیہ اپنا لیکر روانہ ہو جائیے ولد لقمان نے کہا قیام شب سے میرے باپ نے منع کیا ہو اس بزرگ نے کہا کچھ مضائقہ نہیں شب باش ہو و کچھ تقدیر الہی کیا ہو اور کسی قسمت میں کچھ لکھا ہوا چار اسنے شب باشی کا اقرار کیا اس کمبخت نے کنارے دریا کے ایک مکان ایسا تعمیر کرایا تھا کہ وقت تدبیر دریا کے پڑنے پر وہاں کے ساکنین دریا میں ہوتے تھے سو وہ مکان اس حقدار کے لیے تجویز کیا کہ یہ بیچارہ اس جگہ سو یا صر مند بزرگ بیدار رہے جب رات گذری تو پانی بڑھنے لگا بزرگ نے اسے بیدار کھنپا اور دو لڑکے اس نے عاقبت اندیش کے

بالا سے خانہ تھے اکو مع تخت نیچے لایا اور وہاں سلایا جس جگہ دالہ لقمان سویا تھا اور اس کے مقام پر خود
 مع پر لقمان آرام فرمائی جب صبح ہوئی تو مالک مکان نے انکو سیامت باکر است پایا اور اپنے
 صاحبزادوں کو غرق در بے نکبت و ضلالت تب کہنے لگا جو تدبیر میں نے تمہارے لیے کی تھی وہ بچی
 پڑی سچ ہی سن تھو سیر الاخیرہ وقع فیہ چاہ کندہ راجہ و پیش ناچار اسنے روپیہ قرضے کا ادا کیا و بزرگ
 مع فرزندار بہند لقمان اس نوع و وس کے پاس آئے اور اسکو مع مال و متاع لیکر گھر چلے جب متصل
 گھر کے آئے بزرگ نے فرمایا میں نے تیری مصاحبت و ہمزی کیسی کی اسنے کہا کہ یہ سب بالائیں تھی
 مصاحبت سے دفع ہوئیں اور یہ مال ملا اس سے بہتر نصرت و یاری و مصاحبت کیا ہوگی بزرگ اسنے
 کہا مجھے کیا فائدہ ہوا اسنے کہا کہ نصف مال آپ بیچے آخرض آدھا مال بلکہ آدھے سے کم آپ لیا
 اور باقی ان بزرگ کو دیکر روانہ ہوا اگر وہ بزرگ پھر بھی ساتھ چلے اور کہنے لگے کہ امیڑ کے تو سننے مال
 مجھ کو خوف سے دیا ہی یا بلا خوف بولا میں نے خوشی سے دیا ہی بزرگ نے فرمایا تمھارے مال مبارک رہے
 مجھ کو مطلق خواہش دنیا کی نہیں ہیں تمہارے باپ کی صفت امانت ہوں کہ مجھ کو تیرے ساتھ کیا ہی
 چنانچہ حضرت لقمان بکے بیٹے نے کل مال لیا اور اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ حال
 گذشتہ التماس کیا حضرت لقمان شکر حق بجالائے فائدہ روایت ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے عزیز
 خلق سے کنارہ کر کے مابین ریلہ و بیت المقدس مقام فرمایا اور بطور وصیت اپنے بیٹے کو نصائح فرمائی
 اور ارشاد کیا کہ کوئی شخص ان نصیحتوں کو اپنا شعار کرے دنیا و آخرت میں نفع اٹھائے وہ نسیحین ہیں خدا کو پسند
 کہ بیان و بچوں پر نصیحت کنندہ کو واجب ہو کہ آپ اس نصیحت پر عمل کرے بجز اسکے دوسرے کو فرماوے نہ ہو
 کہ جب تک آپ اس پر عمل نہ کرے گا اسکے فرمانے میں اثر نہ ہوگا اور نصیحت سننے والے بھی کہیں یہ نصیحت بیکران نصیحت
 ۳ سخن بانو ازہ قدر خود کہنا چاہیے فضول گوئی محض فضول ہوا سو اسطے کہ جو کلام ایسا ہو وہ بے اعتبار ہو
 ۴ گوئی کی قدر پہچان کہ موجب تالیف قلوب بہر خاص و عام ہو۔ ہر کسی کا حق پہچان کہ سبب خوشنودی
 خلق و خالق ہے اپنے راز کو پوشیدہ رکھ کہ بہ طریق انبیاء علیہم السلام ہی چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام
 نے حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمایا لا تقصص رؤیاک علی الخلق ۷ و بیت کو ختمی کے وقت
 آزمائش کر کیونکہ دولت و ثروت میں ہر کوئی دوست بنتا ہے اور یہ دوستی الائق اعتبار نہیں کہ راست
 میں دوست بنے اور سختی میں خبر نہ ہو ۵ دوست ان باشد کہ گیر دست دوست ۶ در پریشانی حال
 اور غمزدگی ۷ یار کو فائدہ و نقصان میں امتحان کر اور دیکھ نفع و نقصان میں مراعات محبت اسکو
 ملحوظ رہ یا نہیں ۹ احقر و نادان کی محبت سے پرہیز کر کیونکہ انکی مصاحبت سے قطع نظر خفت و رولائی

بچہ خیر و نقصان فائدہ بتقدیر نہیں ۱۰ دوستی بزرگ و دانائی اختیار کر کے فرائد ظاہرین ۱۱۔ کار خیرین
سعی و کوشش کر ۱۲ امور توں پر اعتماد نہ کر کیونکہ یہ فرقہ ناقص العقل دالین ہے ۱۳۔ تدریس امر مصلح خیر و دانش
سے بوجھ کیونکہ اہل دانش مصلح نیک سر مایہ گام ۱۴ جو سخن زبان پر لاؤ چاہیے کہ نہ لگے ہو کیونکہ کام کاج کیل
پایہ ثبوت نہیں رکھتا ۱۵ جوانی کو غنیمت سمجھ کر جو کچھ ہو سکے امور خیر سے کر لے پھر افسوس رہ جائیگا ۱۶ جوانی میں
و دونوں جہان کا کام درست کر کیونکہ زمانہ طفولیت بے تمیزی میں جاتا ہے اور زمانہ شہوخت ضعیف و
نقصان ہے کہ آئین نہ کار دنیا ہو سکتا ہے نہ دین کا ۱۷۔ اپنے دوستوں کو غریزہ رکھ کہ یہ بات ہر ام میں موجب
اتحاد ہے اور مخالف سبب ہراس ۱۸۔ دوست و دشمن سے کشادہ پیشانی رہنا لازم ہے کہ اس لطیف
و دریا کا فائدہ ظاہر ہے ۱۹ مادر و پدر کو غنیمت جان اور انکی اطاعت میں کوشش کر ۲۰ اس کو بہترین
پر جان کر اس کے سبب سے شناخت خداداد حاصل ہوتی ہے ۲۱ خرچ باندازہ آمد کرنا چاہیے کیونکہ
خرچ آمد سے زیادہ موجب خواری ہے اور انجام اسکا رسوائی ۲۲ جلد امور میں طریق توسط اختیار کر کہ خیر امور
اوسط البین توسط موافق مراتب اشخاص کے ہے ۲۳ سخاوت و جوانمردی اختیار کر ۲۴ خدمت جہان کی
بدرجہ اول یعنی اس کے مراتب کے لائق و بالاد ۲۵ جب خاتمہ خیر توں جاتو زبان و چشم کو نگاہ رکھ یعنی
ہر طرف نگاہ نہ کر اور ایسی بات نہ کہ ناگوار خاطر صاحب خاتمہ ہو و سے ۲۶ چشم و پا چھو پاکیزہ رکھ کیونکہ
طہارت ظاہری سبب طہارت باطنی کا ہے ۲۷ جماعت سے موافق رہ کیونکہ اس کے خلاف میں مورد
طعن ہو گا ۲۸ اولاد کو علم و ادب سکھلا ۲۹ کفش و سوز کے پھٹنے میں رات نہ دہنے سے کرا اور اوتار
بائیں سے یعنی یہ کلیہ اپنے خیال میں رکھ کہ شروع کرنا فعل نیک کا واسطے سے افضل ہے اور ترک فعل بیا
سے ۳۰ ہر شخص سے معاملہ اس کے اندازے کے موافق کر ۳۱ رات کو جو کچھ بات کہنا ہو آہستہ سے کہنا کہ
یعنی سخن راز آہستہ کہنا چاہیے کہ شاید کوئی سنتا ہو ۳۲ دن کو جو بات کہنا ہو ہر طرف نگاہ کر کے کہ تاکہ دوست
یا دشمن نہ سنے ۳۳ کم کھانے اور کم سونے اور کم بکنے کی عادت ڈال کیونکہ کثیر طعام موجب کالہی کا ہے اور
زیادتی خواب سبب غرور اور کثرت کلام علت پریشانی و مانع و خفت عقل ہے ۳۴ انچہ بخود نہ پسندی
بر دیگران پسند اس لیے کہ ناپسند کرنا کسی چیز کا بسبب عیب و نقصان کے ہوتا ہے تو دوسرے کے واسطے وہ
چیز عیب دار تصور کرنا موجب ناخوشی و عداوت ہے ۳۵ جلد کام بہ تہیہ و رانائی کرنا چاہیے ۳۶ بفر سیکے ہوتے
کسی کام کے دعویٰ استاد می نازیبا ہو ۳۷ عورت و لڑکے سے راز کی بات کہنا نہ چاہیے کیونکہ یہ دونوں سبب
نقصان عقل کے پوشیدہ رکھ سکیں گے ۳۸ بد اصلاو اور کمینوں سے و فحاشی کی چنانچہ شہر ہے کہ اصل پر
از خطا خطا کنند ۳۹ کسی کام میں بغیر اندیشہ نہ طبعی بلا تحوض و فکر آغاز و انجام نیک و بد کے کوئی کام شروع

کرنا چاہیے کہ یہ دلیل ناوانی جو ۴۴ جو کام نہیں کیا ہوا ہو اسکو کیا ہوا نہ سمجھ لینے بیرون کیے ہوئے کسی کام کے معلوم نہیں ہوتا کہ ہوسکے گا یا نہیں پھر اسکو جاننا کہ میں کرونگا کمال بے دانشی ہو اور انجام کیشیابی ۴۴ جو کام آج کرنا ہے اسکو کل پر چھوڑ کیونکہ تاخیر میں بیشعرا سے امور پیش آجائیں کہ وہ کام نہیں ہوتا اور سرت بجاتی ہو ۴۴ جو آپ سے بزرگ ہوا اس سے خوش طبی و طرافت نہ کر یہ امر خلاف ادب ہو ۴۳ مرد عالی رتبہ سے کلام طویل نہ کیونکہ ترک ادب ہو ۴۴ عوام الناس کو گستاخ نہ کر یعنی ادنیٰ لوگوں سے وہ معاملہ نہ کر کہ گستاخ ہو کر حد ادب سے گذر جاوین ۴۵ حاجتمند کو امید نہ کر ۴۴ نزاع گذشتہ کو یاد نہ کر ۴۴ اور ون کی خیرات و سبوت کو اپنی حسنت میں نہ ملا یعنی اگر تورا راہہ خبر رکھتا ہو تو اور ون کو شامل نہ کرنا اپنی درخواست سے نہ انکی استعانت مثلاً تجمہو سجد یا خانقاہ یا مہمانسراے بنانا منطوری ہو تو ہوا دی اور ون سے اعانت طلب نہ کر اسواسطے کہ چھکو کچھ فائدہ نہیں بلکہ غلط خیانت ہو ۴۸ اپنا مال دوست و دشمن کو نہ دکھا کہ مال کو ہر شخص دوست رکھتا ہو اور ہر شخص اسکا دشمن بھی ہو اور پرتا ہو کہ قطع دوست کو دشمن بنا دیتی ہو ۴۹ برادری ترک نہ کر یعنی بکانون کا حق خیال میں رکھ اور صلہ رحم ہو چکا یا کر کیونکہ قطع رحم موجب ناخوشی حق و بدنامی و رخصت ہو ۵۰ نیک لوگوں کو غیبت سے یاد نہ کر لان اخیتہ اشدن الزنا کیونکہ نہ کرنے والا جب توبہ کرے تو اسکا گناہ بخشا جاتا ہو اور یہ گناہ باوصف توبہ بخشا نہیں جاتا موقوفیکہ وہ نہ بخشے جسکی غیبت کی ہو اور پرتا ہو کہ جب عوام کی غیبت کا یہ حال ہو تو خواہ کی غیبت اس سے بدتر ہو ۵۱ آپ کو مت دیکھ لینے بنظر عجیب و پندار ۵۲ جماعت جب کھڑی ہو تو اسکی موافقت کر یعنی نمازیوں کی جماعت میں شریک ہو اگر ۵۳ انگلیاں اپنی مت چپکا کہ یہ حرکت لغو ہو اور ارباب تہذیب اسکو معیوب جانتے ہیں اور موافق قواعد بطبیہ کے اس حرکت سے انفصال مفصل جاتا ہو اور آسین ریاچ بھرتا ہوں اور کہ یہ بات انجام کو سبب وجع واقع ہوتا ہو ۵۴ لوگوں کے روبرو ہونا کو خلال نہ کر کہ موجب کراہت ہو ۵۵ آب و مین و مینی باواز بلند نہ ڈال کر کہ یہ آواز مجلس کے خلاف ہو ۵۶ وقت جماعت کے ہاتھ منہ پر رکھ لے اور بقدر امکان آواز نہ نکال ۵۷ لوگوں کے روبرو انگڑائی نہ لیا کر ۵۸ نگلی ناک میں نہ ڈال خلاصہ یہ کہ عاقل کو آوا مجلس کے مجرور ہو رہی بتخصیص مجلس عام میں بہت لحاظ کرنا چاہیے اسواسطے کہ خواص لوگ تو حرکت لغو دیکھ کر صرف بے شعور خیال کریں گے اور زبان پتلا دینگے مگر عوام بدنام کریں گے ۵۹ کلام ہزل و بیودہ ملا کر لکھو نہ کیا کر اسواسطے کہ ہازل بے وقار ہو جاتا ہو ۶۰ لوگوں کے سامنے کسی کو شرمندہ نہ کر یعنی کسی کے معیوب فاش نہ کر کہ موجب شرمندگی ہو ۶۱ چشم و ابرو سے غمازی نہ کر کیونکہ یہ بھی غیبت میں داخل ہو ۶۲ کسی ہونی بات دوبارہ مت کہو کہ اچھی بات ہو کیونکہ جب دوبارہ کہی گئی تو لطف اسکا جاتا ہو ۶۳ اس کلام سے کہ سامع کو ہنسی آوے اجتناب کر کیونکہ یہ بات مسخرین میں داخل ہو

۶۴۔ اپنی تعریف اور اپنی اہل کی تعریف نہ کر اس لیے کہ معیوب ہر شک است کہ خود بویہ نہ عطا کرے ۶۵۔ عورتوں کی طرح آرایش نہ کر ۶۶۔ اپنی اولاد کی مراد پر کام نہ کر کیونکہ یہ انکی اتیری کا سبب ہو ۶۷۔ بات کرنے میں ہاتھ نہ ملا کر بات زبان سے ہونے ہاتھ سے اور پر ظاہر ہو کہ گفتگو میں جنبش دنیا ہاتھ و سر و آگہ کا خلاف سنجیدگی و ستانت کے ہو ۶۸۔ ہر ایک کا لحاظ و پاس رکھ ۶۹۔ جو بات لوگوں کو معلوم ہونے نہ کرے مرنے کو بدی سے باند نہ کر کہ محض مفائدہ ہو ۷۰۔ حتی المقدور کسی سے دشمنی نہ کرے ۷۱۔ زور آزمائی نہ کر ۷۲۔ کسی کی خوشامد نہ کر ۷۳۔ آزمودہ کار کو صالح گمان کر ۷۴۔ اپنا طعام دوسرے کے دستار خوان پر نہ کھایا کر ۷۵۔ کاموں میں جلدی نہ کرے ۷۶۔ دنیا کے لیے آپ کو رنج میں نہ ڈال اس واسطے کہ دنیا بے حقیقت ہو ۷۷۔ اسکے واسطے زیادہ انداز سے رنج و تعب میں پڑنا خلاف عقل ہو اور باوجود احتمال رنج و تعب بھی حصول سکھ یقینی نہیں ہر تقدیر سے زیادہ شوگی اور بالفرض اگر دنیا باین کہد و کاوش حاصل ہوئی تو زندگی چند روزہ ہو پھر کیا فائدہ ۷۸۔ جو آپ کو بچانے اسکو تو بھی بچان یعنی جو اپنی قدر کرے اسکی قدر کر ۷۹۔ حالت غصہ و غضب میں کلام فمیدہ کر کیونکہ پیچھے سے ندامت ہوتی ہو اور بدلا اس کلام کا نہیں ہو سکتا ۸۰۔ آستین سے آپ بینی پاک نہ کر کہ یہ بھی ایک نشان بے تمیزی ہو ۸۱۔ وقت طلوع آفتاب خواب نہ کر اس لیے کہ یہ وقت عبادت کا ہو اسوقت کا سونا بد بختی ہو ۸۲۔ لوگوں کے سامنے کھانا کھانا نہ کر کہ اس میں نظر بد کا احتمال ہو ۸۳۔ راہ میں بزرگان کے آگے نکل کہ سوما و سہ ہو ۸۴۔ درمیان کلام لوگوں کے دخل نہ کر کہ یہ ایک دلیل سفاهت ہو ۸۵۔ سر نہ اونہ بیٹھا کر کہ یہ صورت افسردگی ہو اور آداب مجلس کے خلاف ہو ۸۶۔ چپ دست نہ دیکھتا چل بلکہ نظر کو نیچے رکھا کر کہ یہ صفت حیا کی ہو ۸۷۔ اگر ہو سکے چار پایہ پر پرہیز سوار نہو کیونکہ اندیشہ کرنے کا ہو ۸۸۔ ممان کے روبرو کسی پر غصہ نہ ہو کہ اسکو ملال ہو گا ۸۹۔ ممان سے کچھ کام نہ لے کہ عداوت کے خلاف ہو ۹۰۔ دیوانہ دست سے باتیں نہ کیا کر ۹۱۔ ساتھ ادب اشون کے برسر حلقہ نہ بیٹھ ۹۲۔ ہر سو رو زبان میں آبر و ریزی نہ کر ۹۳۔ فضول و متکبر نہ ہو ۹۴۔ خصوصیت لوگوں کی اپنے اوپر ست لیے یعنی وہ امر کہ باعث دشمنی لوگوں کا ہونہ کر ۹۵۔ مقننہ و لڑائی سے علیحدہ رہ ۹۶۔ چھری انکشتری روپیہ پاس رکھا کر کہ وقت ضرورت بکار آد ہو ۹۷۔ آپ کو دولت میں نہ ڈال ۹۸۔ مراعات و احسان اسی قدر کر کہ تو خواہ نہو یعنی سلوک کر نا ہر طرح سے بہتری لیکن نہ اس قدر کہ خود محتاج ہو جاے ۹۹۔ متواضع و فروتن رہا کر اس لیے کہ یہ صفت موجب عزت ہو ۱۰۰۔ توانگہ شوی پیش مردم غریہ کہ مر خوشی را نگیری چہرہ بزرگی کہ خود را بخود بی شمر دہ دنیا و محقق بزرگی بہرہ یہ بھی نصیحتوں میں فرمایا ہو کہ زندگانی کر خدا کے ساتھ بصدق و انصاف و بظہر و باخلق با انصاف و با بزرگان بخیبت و بجزدان بشفقت و بدرویشان بجاوت و بدرویشان

و یاران بنصیحت و بدشمنان بجا بلان بناموشی و بعلالان تواضع اور بھی فرمایا کہ کسی کے مال میں علم نہ کر
اور جو پیش آوے منع نہ کر روایت ہو کہ کسی شخص سے حضرت لقمان نے فرمایا کہ داننا تو وہ شخص ہو جو اپنے علم کو
اور رون کے علم پر بڑھا دے اور یہ بھی فرمایا کہ صبر و وقیم کا ہر ایک صبر اس چیر چسکو کر وہ جانتا ہو جس طرح نقصان
مال و اولاد و وسر راہلہ سپر چسکو دوست رکھتا ہو اور اسکی تحصیل میں مضطرب نہ ہتا ہو اور یہ بھی ارشاد
کیا ہو کہ تین شخصوں کو تین وقتوں میں پہچاننا چاہیے حکیم کو غیب میں متجاع کو خوف کے وقت بھائی کو
وقت حاجت اور یہ بھی فرمایا کہ نیکی کر کے فراموش کرنا اور بدی کرنے والے کو بھول جانا بہت اچھی بات ہو
رقایت ہو کہ حضرت لقمان فرماتے تھے کہ تین ہزار کلمے میں نصیحت کے لکھے انہیں سے تین ہاتھیں مچسکو
بہت پسند آئیں وہ کو یاد رکھنا لازم اور ایک کو بدل جائے اور موت کو یاد رکھے اور نیکی کر کے فراموش
کرے حضرت لقمان فرماتے ہیں کہ خاموشی میں سائنات خاصہ تین ہیں زینت بے پرایہ زینت بے سلطنت
عبادت بے محنت حصار بے دیوار بے نیاز ہی ہے عذر فراغت از کام کا تین پوشیدن عیوب سے
بطبع ہم ہر مضمون بزرگ یعنی نے آید ہر خوشی خوشی ہر درد کو گذشتن نے آید ہر نقل ہو کہ حضرت لقمان علیہ الرحمۃ
کسی نے پوچھا بونع کے معنی کیا ہیں فرمایا ایک یہ کہ مرد سے بنی کلمہ جو سکر یہ کہ مردی سے کلمہ یعنی بکر
و غرور چھوڑ دے اسی طرح نصائح حضرت لقمان کی کتب تواضع میں بکثرت مذکور ہیں فلکدہ چند نصائح اور بھی
اس مقام پر بیان کر دینا لابدی ہو اگرچہ وہ نصائح بطور کلیہ نصائح حضرت لقمان میں مندرج ہیں لیکن تحصیل
و توضیح انکی ہمیں کی گئی ہو اور جب تک نصائح ضروریہ کی توضیح نہ کی جاوے تب تک فہم عوام میں گنجائش انکی
دشوار ہی تیس واضح ہو کہ اول ضروریات بشر ہر اور امور ضروریہ میں میانہ روی و توسط اختیار کرے کہ خیال
اوسط ملے لیکن میانگی میانہ روی ہر چیز کی موافق مراتب اشخاص کے ہو بہت ایسی چیزیں ہیں کہ ایک کے
حق میں افراط و دوسرے کے حق میں اعتدال بلکہ تفریط ہو پس احوال و اطوار ہم جنس و ہم قوم و ہم پیشہ و
ہم حرفہ بقیاس مقدار توسط شمار کرنا چاہیے اور کسب نامہ کی طلب میں مشقت درج نہ چاہیے اور جو عمل و حرفہ کی
تحصیل منظور ہو اہل اسکی ضروریات سے راضی ہونا پر ضروری اگر بعد تحصیل ضروریات کے وقت فرصت
توزیاد بھی کسب کرے ورنہ طلب اکل فوت اکل ہو جائیگا مثلاً علوم مکتبہ میں اول فقہ و حدیث و تفسیر
و عقائد و طب پڑھے بعد ازان حسب استعداد و دست وقت حکمت و منطق مضائقہ نہیں دوسرے
جب کوئی ہم پیش آوے تو اس فوج کے دانشمندان سے بشرطہ کہ خواہ ہوں بمقتضائے و شاد ہم
فی الامر صلاح لے اور شورت کرے ورنہ یہ کہ چاہیے کہ یا تعلق جو کچھ غیر و مشر و نفع و ضرر اس میں ہو بکھول کر
بمقتضائے استشارت و حق کہ دے اور صلاح گیر نہ کہ کو اختیار ہو کہ اگر اپنی بہتری دیکھے کہ در ترک فرماوے

اور اس باب میں صلوٰۃ الاستخارہ کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے نہایت بہتر و قیمتی ہے
تدبیر و استقلال ترک نہ کرے چوتھے دنیا گذشتنی و گذشتنی ہی بہر چند روز کے واسطے کسی سے
دنیا کے امور میں عداوت اور دشمنی نہ لے اور کسی کا عیب نہ کرے اور نہ دیکھے مخصوص
عیب ایک شخص خاص یا فرقہ خاص کا علانیہ ذکر نہ کرے کہ بہت بد بات ہے اور کسی سے
جسد نہ کرے اور باتیں جھوٹ جیفاۓ زبان پر نہ لاوے اور تیری بات کسی کی کسی سے نہ
کے اور غفل و نامردی سے پاک رہے اگر ہو سکے دھماے حق پر راضی رہے اور آپ کو بزرگے کھان نہ بچھے
اور خوشخت نہ اختیار کرے اور کسی کبچہ بین فساد نہ ڈالے اور اکل حلال و صدق مقال و استقامت
احوال میں سعی کامل کرے کہ عمدہ ترین جمیع طاعات و عبادات میں ہو اور کلمہ الخیر سے کسی کے حق میں
خوش ہو یا بیگانہ باز نہ رہے اور امر معروف و نہی تنکر میں کوشش کرے اگر مانعت نہ ہو سکے قبول سے
ناخوش رہے اور خود مرکب نہ ہو اور چاہیے کہ عقل و گیاست و فہم و فراست کثرت تجربہ و صحت عقل اور
کسب علوم عقلیہ و استماع قصص و تفصیح سے زیادہ کرے گو کہ یہ صفات خلقی و جبلی ہیں پر نہ یادتی و کمی
بھی انہیں ہو تو ایسی کوشش کرنا چاہیے کہ ہر روز قواسم عقلیہ قوی ہوتی جائیں تاکہ زمرہ عقلا میں معدوم
اور سفہا سے ٹکڑے عقلا میں داخل ہوا اور بھی لازم ہے کہ خود محفل و بیکار نہ ہو جائے دین کا کام کرے اگر نہ کرے
تو دنیا ہی کا کام کرے یعنی ہنر پیشہ جس سے دنیا حاصل ہوتی ہے سیکھے اور جب صبح کو سو کر اٹھے تو نماز پڑھے
اور طلوع آفتاب تک جاننا زبردست چارہ ہے اور شیعہ و تہلیل میں شمول رہے اور شام کے وقت لڑکون کو گھر میں
داخل کرے اور صحن میں نکلنے نہ دے اور جب رات ہو جائے تو دروازہ کھر کا مقفل یا سلسل کرادے
اور آیات و اوجیہ حفظ کے پڑھے اور چراغ گل کرادے اور آگ ٹھنڈی کر دے اور باسن ڈھانچے
اور ہتھیار اپنے پاس رکھے اور موضع خوف میں اگر ممکن ہو تو نگہبان متعین کرے اور خود جائے
محفوظ میں رہے اور ہوشیار سووے اور سب کاموں میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کرے اور
جب دو قسم کے بلا و محنت پیش آویں تو بہتر یہ ہے کہ حیلہ و تدبیر سے کنارہ کرے اگر نہ ہو سکے تو آسان ترین
اختیار کرے کہ سن اتالی بلبتین فلیخرا ہونما حدیث میں وارد ہے اور ایام حیات و صحت کو غنیمت جاننا
بغیر ضرورت تمام ہلاکت میں نہ پڑے اگر مریض ہو تو طبیب جافق کے پاس جائے اور اسکو مختار کر دے
اور اسکی تدبیر و دو آئین مخالفت نہ کرے اور بلا طور خطائے فاحش دوسرے طبیب سے رجوع نہ کرے
اور کہہ دے ہلاکت اپنی اور اپنے عیال کے لیے نہ کرے اور بے ضرورت کلی سفر نہ کرے اور
جو سفر فرست اختیار کرے تو شنبہ یا چھٹنبہ کو علی الصبح یا بعد نماز جمعہ سفر کرے کہ یہ روز وساعت نیک

ہیں اور راہ محفوظ اختیار کرے اور اپنے رفیقوں و خدمتکاروں و رہبروں کو ساتھ رکھے اور تہیاء لڑائی کے پاس رکھے اور اس راہ پر اعتماد نہ کرے اور اسباب ضروری مثل چھری و مقراض و تل و کلند و تیر و سون و رشتہ و موثر اش و کتیمہ و شانہ و عصا و شمشیر و سواک و سرہ دان و شیشہ و غیرہ ہمراہ رکھے اور جب قافلہ چلے تو خود چ میں رہے اور جب منزل میں اترے تو انکے ساتھ ہو جائے اور قوت شب عصر سے زیادہ سفر میں اکتیلا کرے اور جو ممکن ہو تو بعض اودیہ ضروریہ ہمراہ رکھے اور چار پایہ پر بوجھ بہت لاوے کہ اسکو تکلیف ہو اور توشے کی حفاظت کرے اور جو قدرت ہو تو ایام سفر سے زیادہ ساتھ لے جائے اور جو امر پیش آوے اسکا مال کا سوچ لیوے اور پیشہ و قناعت و کسب و حرفہ جو کہ بہتر ہو اختیار کرے اور کسب نیک کے سیکھنے میں عار و تنگ کرنا نہایت ناہانی اور عقلی ہے اور چاہیے کہ فنون ضروریہ اور علوم لادبیہ کی تحصیل میں کوشش بلیغ کرے اور جس امر کا وقوع بیشیز یا میں تجربہ حاصل کرے اور علوم میں بھی حاصل کرنا ضروریات میں شمار کرے مثلاً خط و انشا و شعر و قصص و لطائف غریبہ و صناعات عجیبہ صفائی تقریر و قدرت تحریر و علم حساب و فن معما سیکھے اور لعن و فحش کی عادت نہ کرے اور غم و شادی اور غصہ و غضب میں الپیبت نہ کرے کہ بعد اسکے نہ است و پشیمانی ہو اور عیادت بیمار ان اور تعزیت مصیبت رسیدگان کو خصال حمیدہ اور محاسن پسندیدہ میں جانکر اختیار کرے اور محبت علما و صلحا و صحبت فضلا و اتقا کو اکسیر اعظم تصور کرے اور موجب جرد و ثواب جانے اور دولت مندی اور ارجمندی اور فقر و بیکسی میں اخلاق قدیمہ کا ترک کرنا نہ است و سفلگی و کم ظرفی سمجھے کیونکہ دولت پزنا کرنا کہ صبح آئی شام کو گئی صریح حماقت و بیوقوفی ہے اور فقر و غربت میں ریج و ملال کرنا باہنہ کہ اللہ صاحب فرما تے ہیں فان مع اصرسیرا ان مع العسر یسیر اور جہالت ہے اور لازم ہے کہ آیام حیات اور صحت و تندرستی کو غنیمت جانکر دنیا کو مضرعہ آخرت جانے اور عمل خیر سے باز نہ رہے غنیمت دنیا جابرحت از غمش ای دل بر آہ رخت ازین و از من برکش ازین منزل نیر آہ مزرعہ حق است دنیا نہ مقروض گاہ و تخم نگی گشتہ زنجبار است بچہ آہ اور جب بوٹھا ہو اور قریب مرگ پہنچے تو استقامت و تہلیل و تسبیح میں سرگرم رہے اور اہل و عیال کو استقامت احوال و صبر و قناعت کی وصیت کرے اور جو اللہ عنایت و کرم کرے تو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر جان آفرین کہے ابن نصیحت ہے نیک از خود فضیلت عیب نسبت بدگوئی متعمد از ظن بجا وصل بر آہ معالمتنزل میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت لقمان کے بیٹے نے التماس کیا کہ اسے پدر بزرگوار اگر کوئی کام بد یا خفا کر دن جسکو کوئی نہ دیکھے تو اللہ کس طرح جانے فرمایا اسے پس اگر ہو کوئی چیز وائسرائاتی کے برابر اور رہتی ہو کسی پتھر میں یا آسمان و زمین میں لا حاضر کرے اسکو

اللہ بیشک اللہ پوشیدہ چیز جانتا ہو خیر و اہر چنانچہ اسی قول کو اللہ صاحب کلام اللہ میں نقل فرماتے ہیں نبی ان تک مثقال جیسے خردل فگن فی صخرہ فی السموات او فی الارضیات ہما اللہ ان علیہ فی خیر اس کلام کے سننے ہوئے پتہ آسکا چھٹ گیا اور تھایہ کلام آخری حضرت لقمان کا عمر حضرت لقمان کی ہزار برس کی کتب میں لکھی ہو اور فلسطین میں بامین مسجد رملہ وسوق مدفون ہیں روایت ہو کہ جسد حضرت لقمان نے دفن پائی اسی دن شہر بغیرہ دن نے حلت اس عالم سے فرمائی واللہ علم بحقیقۃ الحال ذکر امکا سورہ لقمان میں ہو اور کہیں نہیں اور سوا کے انکے ایک لقمان ابن عاد لقیہ عاد اولے سے تھایہ وہ ہو کہ جسکو بادشاہ نے مع چند ندمیوں کے حرم شریف میں بنا بر استقامہ روانہ کیا تھا سو اسے درازی عمر کی دعا مانگی کہ وہ تین ہزار پانسو برس زندہ رہا اخبار الدول میں ہو کہ دنیا میں دو آدمی بہت دن زندہ رہے ہیں ایک عوج ابن عوق اور دوسرا لقمان ابن عاد واللہ اعلم بالصواب

تفہیم بستی دوم در احوال حضرت سلیمان علیہ السلام

یہ حضرت بعد اپنے باپ داؤد علیہ السلام کے بادشاہ اور نبی ہوئے لکھا قال اللہ تعالیٰ ورت سلیمان داؤد یعنی ائمہ بیٹوں سے حضرت سلیمان علیہ السلام ملک و نبوت کے وارث ہوئے اصل یہ ہو کہ حضرت داؤد کی طرح نبی ہوئے نہ یہ کہ وارث نبوت ہوئے اسلیے کہ نبوت میں وراثت نہیں ہوتی لکذا فی المدارک برہان قاطع میں ہو کہ نام سلیمان کا جم بفتح اول و سکون میم بمعنی بادشاہ بزرگ بھی ہو اور جمشید دن میں بھی انکو کہتے ہیں اور جمشید کو بھی جم کہتے ہیں مگر جس مقام میں دیو اور پری اور وحش و طیر و کھنکس انگشتری آئے وہاں مراد حضرت ہیں اور جہان کہیں با جام و پیالہ مذکور ہوا وہاں جمشید اور جس جگہ یا آئینہ اور سند ہو وہاں سکندر مراد ہو ایشی اور شریعت حضرت سلیمان کی عین شریعت موسیٰ علیہ السلام تھی اور علم قضا و کیمیا و منطق و ادب و ادب و تسبیح خیال و ملک و اقبال مثل داؤد کے ملا کر تخیر ہوا و جنات زیادہ ہوتی اور مقاتل کے نزدیک ملک (کچا ہی زیادہ تھا اور انکی راسے فیصل خصوصات میں صاحب تھی اور شاہ گزیر زیادہ تھے اور عالم میں محمد ابن کعب قرطبی سے روایت ہو کہ لشکر سلیمان سو فرسخ میں پڑتا تھا پچیس ہن انسان اور پچیس ہن حیوان و دو اب اور پچیس ہن جنات اور پچیس وحش و طیر اور تین سو ہنکوحہ اور سناٹ سو کنیز آنجناب کے تصرف میں تھیں اور سب کے لیے محل جدا جدا تھے اور سب محل شیشے کے بنے تھے

اور سب محل ایک تخت پر تھے اس تخت کو ہوا لیے پھرتی تھی اور تفسیر کشف میں لکھا ہے کہ لشکر حضرت سلیمان علیہ السلام دس ہزار فرسخ میں نزول فرماتا تھا اور دوسری فرسخ میں رشیم کا فرش بچھا جاتا تھا اسکے بیچ میں تخت رکھا جاتا تھا اور جملہ اکابر و اشراف کرسیوں پر بیٹھتے تھے اور ہوا اسی بساط کو لے اڑتی تھی اور عالم التنزیل میں مقاتل ابن حبان سے روایت ہے کہ شیاطین نے حضرت سلیمان کے واسطے ایک فرش کا رچوئی رشیم کا بنایا تھا دوسری فرسخ کا اسکے دریاں نہ بننے کے کارکھا جاتا تھا اور حضرت سلیمان بیٹھتے تھے اور تین ہزار کرسیاں ملائی و لٹری بچھائی جاتی تھیں ملائی پر اولاد و غیر ان علماء و فضلاء دور ان اونکے گرد جن شیاطین و عامہ انسان اور طائفہ طیور اپنے پروں سے اس مجلس پر سایہ کرتے تھے تاکہ حرارت آفتاب نہ پہونچے اور ہوا اس بساط نشاء کو اٹھاتی صبح سے تا شام ایک ماہ راہ اور شام سے تا صبح استقدر طر کرتی تھی سید ابن جبیر سے روایت ہے کہ چھ سو کرسیاں بچھائی جاتی تھیں اور پانچ سو دجنات بیٹھتے تھے اور طیور پروں سے سایہ ڈالتے تھے تب ہوا اٹھاتی تھی اور جس سے روایت ہے کہ یہ سب جو تسخیر ہوا اکا بعد پر کرنے گھوڑوں کے ملا تھا اور یہ سب باتیں بعد اس معاملے کے ظاہر ہوئی ہیں امام ربیع اپنی تفسیر میں تصریح کرتے ہیں کہ لشکر حضرت سلیمان کا با وضعت کثرت منتشر و پریشان نہوتا کمال ضبط و ربط سے چلتا تھا ہر گرد پر ایک نقیب متین تھا کہ وہ حد سے تجاوز نہ کرنے دیتا تھا اور اس باعث سے کوئی شخص اپنے مقام سے پیش و پس نہوتا تھا اور تفسیر جو ابرہین ہے کہ وہ اپنی طرف تخت کے دو لاکھ کرسیاں اکابر انس اور یائین جانب دو لاکھ کرسیاں اشراف جن کی بچھائی جاتی تھیں و رہنما یار پینتیس پینتیس ہزار کے جاتے تھے آپر علماء و فضلاء و اتقیا و صلحا انس و جن بیٹھکر دعا کرتے تھے اور طیور اپنے پروں سے سایہ کرتے تھے اس تخت کو ہوا لیکر چلتی تھی اور ابن زید سے عالم التنزیل میں روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ایک مرکب چوبی تھا اس میں ہزار رکن ہزار رکن میں ہزار خانے اسپر جنات و حضرت انسان سوار ہوتے تھے اور ہر درجے پر ایک ہزار دیوتے تھے وہ تخت کو اٹھاتے تھے پھر اسکو ہوا لیکر چلتی تھی اور سواری کا یہ انتظام ہوتا تھا کہ با وضعت شدت ہوا کسی کھیت کے درخت کو حرکت نہوتی تھی اور گرد و غبار کا نشان نہوتا اور کسی بیچارہ ضعیف جانور کو بھی نقصان نہ پہونچتا تھا اس شوکت و خشت کا اشارہ سورہ غل میں ہے و قال ایہا الناس علمنا سطق الطیر و اوتینا من کل شیء ان ہذا هو الفضل لمین یعنی حضرت سلیمان نے کھا دی لوگو ہم کو سکھائی ہے ہر بولی اڑتے جانوروں کی اور عطا کیا ہمکو ہر چیز میں بے شک شبہ یہی ہے ہر جزائی صریح یعنی جو چیزیں دنیا میں درکار ہیں اور اسکی انسان کو ضرورت ہے سب عنایت فرمایا میں مثلاً

معالم میں ہو کہ ایک دن بلبل اپنی دم و سر ملا ہلاکہ ہاتھ حضرت سلیمان نے فرمایا یہ کتا ہو میں نے تج آوہا
 خدایا رکھا یا ہو اندیشہ باز پرس قیامت سے ہلاک ہوں خاک ہر سر دنیا متفقین کہتے ہیں کہ یہ قول تمکا از رو
 خوشحالی و غایغ بالی تھا لہذا یہ مجرہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا مشہور ہو اور کلام الہی میں مذکور اللہ تعالیٰ نے
 اپنے حبیب کی امت میں ایسی ایسی کرامات کی بہت دھوم دھام فرمائی جو چنانچہ ایک ن یہودیوں نے
 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر تم سات باتوں کا جواب دو تو ہم ایمان تمہارے پیغمبر کا
 لائیں فرمایا بیان کرو لیکن اس وقت فقہانہ ازراہ تعنت یہودیوں نے کہا چکاوک و مرغ خانگی و غوکابی
 و حماراہلی و اسب و شیر و زرزور کی بولی کیا ہو فرمایا چکاوک کتا ہو اللہم العن من عصى محمد و آل محمد
 ا و خدا اپنی رحمت سے دور رکھ جو دشمن محمد و آل محمد کا ہو اور مرغ خانگی کتا ہو ا ذکر و اللہ یا غافلین اللہ کو
 یاد کرو چو کہنے والو اور مینڈک بولتا ہو سبحان المعبود فی کج البحار اور حماراہلی کتا ہو اللہم العن العشار اور
 گھوڑا وقت حرب کتا ہو سبحان قدوس رب الملائکہ والروح اور تیر کتا ہو الرحمن علی العرش استوی اور
 زردور بولتا ہو اللہم انی اسألك قوت یوم یوم یا زراق پس یہودی ایمان لائے اور حضرت صادق اپنے
 باپ سے وہ اپنے باپ سے ہدایت کرتے ہیں کہ گر گس آواز کرتا ہو یا ابن آدم عشتا شئت آخرک الموت یعنی
 اویٹنے آدم کے عیش کر لے جتنی چاہتا ہو آخر کار تجھ کو موت ہو اور غیب کتا ہو فی البعد من الناس انس اور
 چکاوک بولتا ہو اللہم العن من عصى آل محمد اور بابیل کتا ہو الحمد للہ رب العالمین اور الفضالین کو ایسا تیرے
 پڑھتا جو سطح اچھے قاری پڑھتے ہیں بالقیۃ اور اک حضرت سلیمان علیہ السلام کا نجلہ میرات تھا اور لویا
 امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی کرامت سے مقدسین اولیائون میں اکثر ایسے ہوئے کہ حیوانات
 غیر ناطق کی بولیاں بخوبی سمجھتے تھے اور متاخرین میں بھی بہت گندے اور اب بھی موجود ہیں چنانچہ ابھی
 تھوٹے دن ہوئے کہ فقیر کے جد امجد مرشد برحق حضرت شاہ میر محمد علوی قلندر قدس سرہ تھے کہ ۱۲۱۲ھ
 تک اس عالم میں موجود تھے بے گلوں بعض جیوس کے کلام سمجھتے تھے ذلک فضل اللہ یوتیہ من ایشا تو لہ حضرت
 مرشد کا تاریخ پانچویں رجب ۱۰۸۰ ہجری مطابق جنبہ شمس میں ہوا اور تاریخ وفات صوری و معنوی وہ
 دھرم ہادی الاولیٰ ۱۰۸۰ ہجری اور اس حساب سے عمر آپ کی اتنی برس کی ہوئی دو ستر اس مجرہ حضرت سلیمان
 کو اللہ نے یہ عطا کیا تھا کہ ہوا کو سونکر دیا تھا اسکے زور سے جان کین جاتے مع شکر چلے جاتے معالم النمل
 میں لکھا ہو کہ حضرت سلیمان و شوق سے سوار تھے اور پلٹتے کہ ایک مینے کی مسافت شام سے آتے ہو قیلوہ
 کرتے پھر باہل میں تشریف لیجاتے وہ بھی ایک مینے کی راہ پر ہوا اگر سوار بلند چلنے والا ہے اور کہیوں رو سے
 سوار ہوتے سمرقند میں بیتوت کرتے ایک با صبح کو ارض عراق سے سوار ہوا اور شہر مرو میں وہر کو پہنچے

دعوت
 اور میں
 ان کی

اور عصر کی نماز پنج میں پڑھنے کے چین میں تشریف لائے اور طہ بھر سے پھر صبح کو ساحل بحر پر روانہ ہو زمین
 قندھار میں دارو ہوئے پھر وہاں سے کرمان میں تشریف لے گئے بعد اسکے ایضاً فارس میں گئے اور چھپے
 مقیم ہوئے پھر ایک وز صبح کو موارہوا اور ملک شمر میں قیلولہ کر کے شام کے وقت ارض شام میں تشریف
 لائے اور بو و باش اکثر حضرت سلیمان کی مدینہ تدمر میں تھی اور وہاں ہب علیہ میں بھی کہ شہر تدمر شام میں ایک
 شہر ہے جسکو دیون نے حضرت سلیمان کے لیے بنایا تھا صبح کو وہاں سے باہر آئے اور پھر وقت مغرب
 اسی جگہ ہوا پھر غایتی اور مدارک میں لکھا ہے کہ صبح کو تدمر سے باہر آئے اور آخر فارس میں قیلولہ کرتے تو
 شام کو کابل میں جاتے اور دوسرے دن کابل سے بابل میں اور پھر دن چڑھے آخر میں ہوتے اور شام کو پھر تدمر
 میں آتے تھے روایت ہے کہ طام چاشت شہر سری میں کھاتے اور طام شام شام سمرقند میں اسی معجزے کا اشارہ
 کلام باری میں ہے وَنُفِخَ نَافِثَاتُ الْفِجْرِ بِأَمْرِ رَجَاءِ أَخِيَّتِ أَصَابَ نَفْسِي بِمِثْقَلِ ذَرَّةٍ مِّنَ الْوَيْلِ
مِمَّا كُنْتُ أَتِيهِمْ اور دوسری جگہ ارشاد ہے وَلِسُلَيْمَانَ الْبَيْتُ عَذُوًّا شَهْرًا وَآخِرًا شہر نے
 سلیمان کے تابع کی ہوا صبح کی منزل اسکی مہینے کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینہ شام سے میں اور
 یہ صبح شام آدھے دن میں جاتے اور تیسری جگہ یعنی سورہ انبیاء میں ارشاد ہے وَلِسُلَيْمَانَ الْبَيْتُ عَذُوًّا تحریر ہے
 الی الارض التي بارکنا فیہا یعنی سلیمان کے تابع کی ہوا چھپکے کی چلتی اسکے حکم سے زمین کی طرف جہاں بہت
 دی ہوتے مزار اس میں سے زمین شام ہر قائدہ آیات کریمہ سے واضح ہوا کہ ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام
 اختیار میں کر دی گئی تھی کہ جب چاہتے نرم چلتی اور جب چاہتے سخت چلتی اور اگر کوئی تا فہم تعارض کا خیال
 کرے تو کچھ تعارض نہیں ہر قائدہ یہ معجزہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا افضل و اعلیٰ معجزات میں ہے اور
 اسکے مقابلے میں امد جل شانہ نے اولیاء امت مصطفویہ پر یہ عنایت فرمائی ہے کہ زمین اتنی تسخیر میں ہے کہ
 جب کبھو ہزار منزل کا بھی قصد کرتے ہیں یا برٹ و برس کی راہ جانے کا ارادہ فرماتے ہیں ایک پلک
 مائنے میں پہنچتے ہیں اور زمین لپٹتی ہوئی چلی آتی ہے بلکہ اکثر اولیاء اللہ ہمیشہ نماز کعبے میں پڑھتے ہیں
 کہ اکثر عالمون اور مہادقون سے مکہ معظمہ میں بحالت طواف ملاقات ہوئی اور انھوں نے تاریخ حفظ
 کر رکھی اور اس ولی اللہ سے حال پوچھا ہر قصص صحیحہ لکے کتب سیر میں موجود کتاب سیر العارفین و
 تذکرۃ الاولیاء و فضائل و اخبار الانبیاء و تاریخ یا فہمی وغیرہ دیکھنے سے اسکی کیفیت معلوم ہوتی ہے
 مگر اولیاء امت محمدیہ علی ارض کی کچھ حقیقت نہیں جانتے بلکہ اس قسم کے امور کو مانع وصول حق
 سمجھتے ہیں چنانکہ ایک مرتبہ ایک مرتبہ حضرت نوح الاظم شہید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیت المقدس
 سے ایک کام میں آیا حضرت نے اسکو سزائش فرمائی ناگزیر اسے توبہ کی اور کہا کہ پھر ہوا میں آؤ ونگا

تیسرا جزو یہ تھا کہ جن ہشیامین حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابعدار تھے اور ایک فرشتہ تازا انہیں
 لیے ہوئے آپر تعینات رہتا تھا کہ حکم میں سرکاری نہ کریں اور اسی کے فیصلہ میں ایک چشمہ کھلے تانبے کا
 بلند صفا کے متصل باہنی کی طرح جاری کیا کہ ہر مہینے میں تین رات دن بہتا تھا اور جناب اس سے تانا
 لیکر باسن بناتے تھے کما قال اللہ فی سورہ سبا واسکنہ فی عین القطر ومن الجن من یمن ید بہ باؤن شدون
 ینزع منہم عن امرنا ندقہ من عذاب السعیر مملون لہ ما یشاء من محاریب و تماہیل و جہان کا جواب و
 قد وراہیات اپنے بہادیاہنے اسکے واسطے چشمہ کھلے تانبے کا اور جنوں میں سے گئی لوگ جو محنت
 کرتے اسکے سامنے اللہ کے حکم سے اور جو کوئی پھرے انہیں ہمارے حکم سے چکھا دین ہم اسکو
 آگ کی مارا دینا تھے تھے اسکے واسطے جو چاہتا قلعے و تصویریں و لکن جسطح تالاب اور دیگیں
 جو لہون پر جہن تبض اہل تنہیر کہتے ہیں کہ یہ چشمہ ہمیشہ جاری رہتا تھا اور اب تک جاری ہو اور خلق
 اس سے نفع اٹھاتی ہو اور تواریخ میں ہو کہ اسی تانبے سے جنوں نے بڑے بڑے برتن بنائے تھے
 چنانچہ ایک ایک پیالہ ایسا تھا کہ جہین ہزار آدمی کھا دین اور دیگیں تین تین پائے کی ایسی
 بلند تھیں جسطح پہاڑ کہ اپنی جگہ سے جنبش نہیں کر سکتیں اور بارہ ہزار باورچی ایک ایک پر کھانا پکاتے تھے
 اور سوائے اسکے پھر واکڑی کے باسن بھی بناتے تھے چنانچہ اس قسم کے باسن میں میں
 سو جوہرین اور مکانات سنگین بھی اُنکے بنائے ہوئے میں میں ہن چنانچہ قلعہ مرواح و ہندہ و ہند
 وعدان وغیرہ مشہور ہیں واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور ذخیرۃ الملوک میں لکھا ہو کہ حدیث شریف میں روایت
 کہ دیوؤں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے واسطے پھر کی دیگیں تراشی تھیں کہ ہر ایک میں دس
 اونٹ آتر جاتے تھے اور ہر روز ہزار دیگیں بکتی تھیں اور لشکر کے لوگ کھاتے تھے اور قصص میں
 لکھا ہو کہ اشی خودارنک کے ہر روز باورچیاں حضرت سلیمان میں صرف ہوتے تھے لیکن حضرت
 سلیمان اس میں سے ایک اُقمہ نہ کھاتے تھے بلکہ تمام روز روزہ رکھتے اور زنبیل بٹیتا اور شام کے وقت
 اُسکو جیتے اور دو روٹیاں جو کی لیکر گورستان میں گُل اور ہلکے جاتے اور روزہ افطار فرماتے اس حال میں
 جو کوئی مسکین بلجاتا تو اسکو بھی شریک کر لیتے تھے روایت ہو کہ ہر روز لاکھ مرغ فرج ہوتے تھے انہیں کے
 ہر دن سے تعلیم جبریل علیہ السلام زنبیل بناتے تھے تفسیر میں لکھا ہو کہ حضرت سلیمان کے عہد میں
 جنات تانبے و پھروں وغیرہ کی تصویریں بناتے تھے اور بعض کتابوں میں ہو کہ سپہیوں و فرشتوں کی
 تصویریں مسجدوں میں بناتے تھے سطح کہ عبادت کرتے ہیں تاکہ عوام اُنکو دیکھ کر عبادت کریں اور بعض
 کہتے ہیں کہ سیاح و دیور کی تصویریں بناتے تھے چنانکہ منقول ہو کہ تخت سلیمان میں تصویریں کس کی

اور دشمنوں کی بنائی تھیں کہ جب حضرت سلیمان تخت پر جانے کا ارادہ کرتے تو دونوں شیر اپنے بازو پھیلانے لگے اور جب حضرت سلیمان چڑھتا ہے اور جب تخت پر بیٹھتے تو دونوں کہ گیس پر دس سا یہ کرتے تھے اور بعض تفسیروں میں ہے کہ آدمی کی صورتیں بناتے تھے اور خالق الایزال کے حکم سے لڑائی کے وقت انہیں وحی پہنچاتی تھی کہ وہ لوگ اڑانی میں پیش پیش ہوتے تھے اس مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان کے عہد میں بنانا تصویر کا بالکل جسطح حضرت عیسیٰ کے عہد میں کہ صورت خفاش خود بنا کے اڑتے تھے اور ہماری شریعت میں تصویر کا بنانا منع ہوا ہے چنانکہ بیضاوی میں ہے حرمة التصاویر شرع مجد و محکم میں وارد ہے کہ ابو طلحہ نے کہا فرمایا حضرت صلعم نے نہیں اخل ہوتے فرشتے اس گھر میں کہ ہوا سمیں کٹا اور اس گھر میں کہ ہوا سمیں تصویریں اور یہی سمیں میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ بہت سخت لوگوں میں ازمنہ عذاب بروز قیامت وہ لوگ ہونگے کہ نہ سببت کرتے ہیں ساتھ خلق اللہ کے یہی مشابہہ کرتے ہیں اپنے فعل کو فعل خدا سے صورت بنانے میں یا بناتے ہیں وہ چیز کہ مشابہہ ہوتی ہے مخلوق الہی کے یہی تصویر تجاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک چادر مول لی جس میں تصویریں تھیں انکو بدلو پر پردہ دروازہ پر لٹکایا تھا حضرت نے جو انکو دیکھا تو باہر کھڑے ہو گئے گھر میں نہ آئے تو مجھکو معلوم ہوا کہ حضرت کو کوئی چیز بڑی معلوم ہوئی ہے تب میں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں تو یہ کرتی ہوں جس چیز سے کہ آپ کو ملال ہے تب حضرت نے فرمایا کہ یہ چادر کیسی ہے میں نے کہا کہ مول لی ہے آپ کے بیٹھنے کے واسطے تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی کہ ان اصحاب بدہ الصور یعنی یون یوم القیامت و یقال لہم ایوانا خلقتم عینی مقرر ان تصویروں کے بنانے والوں پر عذاب ہوگا قیامت کے دن اور انکو حکم ہوگا کہ جلاؤ جنکو تم نے بنایا اس حدیث سے نکلا کہ جس مکان میں تصویریں ہوں انہیں جانا مکروہ ہے مسلمانوں کو واجب ہے کہ اپنے مکانوں میں تصویریں نہ رکھیں اور نفیس سیاح چیزیں کیا کم ہیں جو تصویروں سے مکان کو بچھانہ بنائے اور اوپر خدا کی نعمت برائے ابن مالک کہتے ہیں کہ اگر اعتقاد کرے اسکا تو کافر ہو اور بسبب قبح کفر کے اس پر عذاب زیادہ ہوتا ہے اور صحیحین میں عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں نے سنا حضرت صلعم سے کہ فرماتے تھے سخت تر لوگوں کے ازمنہ عذاب مصور لوگ ہیں یعنی جن لوگوں پر سخت عذاب ہوگا منسلک انکے یہی ہیں جنہیں علمائے لکھا ہے کہ یہ حدیث کی حق میں ہے کہ بتوں کی صورتیں بنا کر عبادت بنادیں اور بعضوں نے کہا کہ جو قصہ مشابہہ خدا صورت بنائے وہ بھی کافر ہے اور جو کوئی بغیر اس قصہ کے بنائے وہ فاسق ہو گا فرار اتفاق ہے سپر کہ مراد تصویر حیوانات کی ہے کہ چرما مطلق اور اشد کبیرہ ہے نہ صورت غیر جاندار اور درخت وغیرہ کی اور غرض میں اطلاق مصور کا اول ہے

اور ثانی کو نقاش بولتے ہیں اور مجاہد نے تصویر و زنت بار و ار کو بھی مکر وہ جانا ہوا اور محققین کے نزدیک مطلق یہ فعل خالی کراہت سے نہیں ہے اور داخل ہو و لعب ملا یعنی ہر کذا فی مظاہر الحق فائدہ ہمارے حضرت صلعم کی حضور میں جنات ہشوق ایمان عاشقانہ حاضر ہوتے تھے نہ کوئی فرشتہ تعینات تھا اور کوئی کوڑا لیسے کھڑا تھا اور آنجناب کی برکت سے جنات و پری خواص امت کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور انھیں ان خواص کی کفش برداری کرتے ہیں چنانچہ حکایات ملا محمد غوث گواریری مشہور ہیں اور ہمارے پیر و مرشد حضرت شاہ صفت اللہ قدس سرہ کہ بارہ سو چودہ ہجری تک موجود تھے انکی خدمت میں اکثر جنات فیض معرفت پایا ہوا اور انکی خانقاہ میں اب تک حضرت شاہ کرامت علیہ السلام عالمی کے پاس حاضر رہتے ہیں وہ سب ابن مہر کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ یا الہی میں چاہتا ہوں کہ تمام مخلوقات کی دعوت کروں حکم ہوا کہ رازق اپنے بندوں کا میں ہوں تو انکی ضیافت نہیں کر سکتا التماس کیا کہ الہی تو نے مجھ کو ہر طرح کی نعمت دی ہے یہ امر بھی ممکن ہے وحی ہوئی کہ اچھا اگر تیری یہ آرزو ہو تو کر چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک میدان آئندہ سینے کی راہ کا دریا کے قریب صاف کرایا اور فرش بچھوایا اور جنات نے ہر طرح کی کھانے کی سات لاکھ دیگین کہ ستر ستر گز کی طویل و عریض تعین مہیا کیں اور بڑی بڑی لگنیں لاکر اس میدان میں رکھ دیں تب جن و انس و وحوش و طیور کو اذن ہوا کہ اس میدان میں حاضر ہوں اور ہوا کو حکم ہوا کہ تخت اٹھا کر دریا پر کھڑا کرے کہ اپنے روبرو سب کو کھلاؤں انقرض تخت سلیمان دریا پر آیا اور حیوانات جمع ہونے لگے وفد ایک مچھلی نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں بھوکھی ہوں فرمایا سب مخلوق الہی جمع ہوتی ہے جب سب جمع ہو جائیں گے تب کھانے کو ملیگا تھوڑا وقف کر اُسے کہ یا رسول اللہ مجھے طاقت انتظار نہیں اگر میں صبر کر سکتی تو آپ کی حضور میں گستاخانہ عرض نہ کرتی حضرت سلیمان علیہ السلام فرمایا اگر تجھے طاقت صبر نہیں ہے تو بقدر حاجت کھالے اُسے تمام کھانا کھا لیا پھر فریاد کرنے لگی یا رسول اللہ ابھی تک میرا پیٹ نہیں بھرا ہے مجھ کو اور کھانا سنگوادیجیے حضرت سلیمان علیہ السلام کو سخت حیرت ہوئی اور فرمایا نے لگے کہ میں نے تمام فلائق کے واسطے یہ کھانا بہم پہنچایا تھا تو نے ایک ہی لقمہ میں صاف کر دیا اب اور کھانا کھانے لاؤں اُسپر التماس کیا یا رسول اللہ میں تو اپنے گھر میں ہر روز تین لقمے کھاتی ہوں آج تمہارے یہاں آئی تو بھوکھی رہی حضرت نے فرمایا کہ اب کھانا نہیں ہے صبر کر مچھلی بولی کہ اگر کھانا تھا سب گھر میں نہیں ہے تو مخلوق الہی کو کس واسطے بلاتے ہو اسوقت حضرت سلیمان بیہوش ہو گئے بعد اُسکے سجدے میں گر کے رونے لگے کہ یا رب بیشک رازق مطلق ہے

میری کیا طاقت جو تیرے مخلوق کی دعوت کر سکوں تو ہی ایسا رازقِ علیم ہو کہ ہر روز صبح و شام سب کو کھلاتا ہو آخر کار تمام خلق خدا آسودن مجھ کی رہی اور حضرت سلیمان نام نہاد ہوئے روایت ہو کہ مجھ کی زمین الیٰ تعالیٰ کہ اللہ نے امتحاناً بھیجا تھا اور زمین کو ہوا پر رکھا اور مجھ کی کو اجازت دی کہ حضرت سلیمان کی دعوت میں حاضر ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک مچھلی تھی دریا کی اس طرح کی مچھلیاں اللہ تعالیٰ نے بہت پیدا فرمائی ہیں بشیر علماء کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے سارا کھانا دعوت کا ایک لقمہ کیا مچھلی کا تاکہ قدرت و طاقت حضرت رحمان اور عاجزی و ضعیفی حضرت سلیمان کی کھل جائے پھر ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر سوار ہوئے اور ہزار وزیر کہ سردار آئکے آصف ابن برخیا تھے خد شگزار میمنہ کر سیون پر بیٹھے اور جنات اور شبیا طین گردا گرد کھڑے ہوئے اور طیور ہوہین صف باندھے ہوئے حاضر ہوئے اور حسبِ عادت ہوانے تخت اٹھایا کا قال فی سورۃ النمل

﴿يٰٓسُلَيْمٰنُ جٰوِذْهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطّٰيْرِ فَمَهْمُ يُوْزِعُوْنَ مِیْنِیْ جِیْعَیْکَ سُلَیْمٰنُ کَے پاس آسکے لشکر جن و انس اور اڑتے جانور پھر انکی شکلیں بنیں ہر ایک شے پر ایک ایک نقیب و سردار کہ انکو آگے پیچھے نہ بڑھنے دے اور لشکر پریشان نہ ہونے پاوے اور روانہ ہوئے حتیٰ اِذَا اتَّوٰا عَلٰی وَاْدِ الْاِنۡثِلَ قَالَتِ غَلٰتٌ یّٰ اَیُّهَا النَّعۡلُ اَوْ غَلٰوۡا سَاۡکِنُکُمۡ لَا یَحۡمِلُکُمۡ سُلَیْمٰنُ وَجَوۡدُہُ وَہُمۡ لَا یَشْعُرُوۡنَ مِیْنِیْ یہاں تک کہ جب پہنچے چیلون کے میدان میں کہا ایک چیلون نے امچیلون گھس جاؤ اپنے گھروں میں نہیں ڈالے تمکو سلیمان اور اسکا لشکر اور انکو خیر نہو بعضے کہتے ہیں کہ ان دنوں میں ہوا حضرت سلیمان کی سفر نہ تھی اس سبب سے لشکر زمین پر جاتا تھا سو چیلون کے بادشاہ نے اپنی قوم سے اطلاع کر دی اور صبح یہ ہو کہ خاص لشکر ہوا پر تھا اور انکی سواریاں زمین پر جاتی تھیں اور خد شگارا اور سائیس بھی زمین پر تھے انکی کثرت دیکھ کر ملکہ نعل نے کہا تھا معالٰہم التزلزل میں کعب اجار سے روایت ہو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے اہل و عیال خدم و حشم لیکر سوار ہوئے اور ہوا تخت شاہی اٹھا کے اسطر سے بین کی طرف بچے چلی تو پہلے حضرت سلیمان بدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچے وہاں فرمانے لگے کہ یہ مدینہ دار ہجرت نبی آخر الزمان کا ہو خوش ہو وہ شخص جو اسکا ایمان لاوے اور متابعت کرے پھر کعبہ میں آئے تو گرد کعبہ کے دیکھ کر کہتے ہیں رکھی ہیں اور عبادت انکی ہو رہی ہو حضرت سلیمان آگے چلے کعبہ روایا اللہ جل شانہ نے وحی بھیجی کہ تو کیون رو تا ہی آئے عرض کیا کہ یا رب سبب رہنے کا یہ ہو کہ سلیمان نبی تیرا اور انکی قوم میری طرف

تفہیم سنیہ م راہوالحزرت سلیمان علیہ السلام

تفہیم سنیہ م راہوالحزرت سلیمان علیہ السلام

دیکھتا ہوا چلا گیا اور نماز نہ پڑھی اور بتیں میرے گرد بچتی ہیں ارشاد ہوا ست رو میں تجھ کو
 ساجدین سے جلد بھر ونگا اور تجھ میں قرآن جدید اتار ونگا اور نبی آخر الزمان پیدا کرونگا کہ وہ
 جملہ انبیاء سے فاضل و واجب ہو اور فرض کرونگا اپنے بندوں پر کہ تیری طرف ایسے
 شوق سے دوڑیں گے جیسے طرح بیل اپنے گھر کو دوڑتا ہو اور فاختہ اپنے بچے کی طرف جاتی ہو
 اور کیو تر اپنے بیضہ سے متوجہ ہوتا ہو اور ہرگز بتوں کا نام نہ اور نشان تجھ میں نہ ہوگا اور بت پرست
 نظر نہ آویں گے اور دن رات عبادت خدا ہو اکیلی پھر حضرت سلیمان علیہ السلام وہاں سے
 وادی نعل میں کہ جانب جنوبی طایف میں واقع ہے پہنچے اور نزدیک قنادرہ کے وادی
 نعل زمین شام میں ہو اور بعضوں کے نزدیک اُسین جنات رہتے ہیں اور چشپیان
 انکی سواری میں مگر تحقیق یہ ہو کہ وہ میدان طایف سے دکن کی طرف واقع ہے بالجملہ
 جب حضرت سلیمان مع لشکر اس میدان میں پہنچے تو ایک چٹنی لنگڑی دو بازو کی
 شاید سردار تھی چشپیان کی شفقت سے پکارنے لگی کہ اے چشپیان اپنے گھروں میں
 گھس جاؤ نہیں تو لشکریوں کے پیروں سے پس جاؤ گی اگرچہ حضرت سلیمان نبی ہیں
 اور انکی حکومت میں جبر و ظلم نہیں ہو مگر احتمال ہو کہ اگر تم گھروں میں داخل نہ ہو گی تو
 نادانستگی میں پامال ہو جاؤ گی ہر چند کہ چشپیان کی آواز کوئی نہیں سنتا حضرت سلیمان
 علیہ السلام کو معلوم ہو گئی تو حضرت سلیمان نے لشکر کو روک دیا کہ چشپیان اپنے
 گھروں میں داخل ہوئیں فبسم ضاحک ابن قولنا و قال رب اوزعنی ان اشکر
 نعمک البتہ انعمت علی و علی والدہ و ان عمل صالحا ترضاہ و اذ غلبی برحمتک
 فی عبادک الصالحین یعنی مسکرا کر ہنس پڑا سلیمان اسکی بات سے اور بولا
 اے رب میری قسمت میں دے کہ شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے کیا مجھ پر اور
 میرے لئے ناپ پر اور یہ کہ کروں کام نیک جو تو پسند کرے اور بلائے مجھ کو اپنی
 مہر سے اپنے نیک بندوں میں فائدہ والدہ کے احسانات تو معلوم ہیں پر والدہ
 پر احسان یہ تھا کہ حضرت داؤد کی بی بی بھی بڑی پارسا و متخلق باخلاق حمیدہ تھیں
 انہیں پر حضرت داؤد مقتون ہوئے تھے اور انہیں کا ذکر سورہ صافات میں ہے و السلام التبریل
 میں لکھا ہے کہ اول تبسم تھا آخر ضحک حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ فرمایا صدیقہ
 کہ میں نے نبین دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہنستے تھے کہ آپ کے لب

کھلجی وین جب جہنمے تو شکر اترتے تھے اور عبد اللہ ابن مغیرہ سے روایت ہو کہ مارایت
 احد اکثر بتما من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فائدہ ہنسنا حضرت سلیمان کا ازرو
 تعجب تھا کہ واسطے کہ انسان جب عجب چیز دیکھتا ہو تو تعجب کر کے ہنستا ہو اور بعضے
 کہتے ہیں کہ ہنسنا حضرت سلیمان کا خوشی سے تھا کہ کلام چٹھی کا سمجھ لیا بالجمہ حضرت
 سلیمان نے اس چٹھی کو بلا کر اپنے دست مبارک میں لیا اور کہا کہ اے چٹھی تیرا جانی ہو
 کہ میرا لشکر کیسی پر ظلم نہیں کرتا اسے کہا میں جانتی ہوں آپ نبی ہیں ظلم اور جبر آپ کی حکومت
 میں نہیں ہو الا میں اپنی قوم کی سہ دار ہوں چار دنا چار نصیحت کرنا مجھ کو ضرور تھا
 حضرت سلیمان نے فرمایا کہ میرا لشکر ہوا پر جاتا تھا تیری قوم کو بسطج گزند پہنچتا اسے جو آپ
 دیا کہ میری غرض یہ نہ تھی کہ زمین پر پس جائیگی مراد میری یہ تھی کہ بسا دانی کی نظر
 تمہارے لشکر پر پڑے اور تو زن اور اقسام دیکھ کر تماشہ دیکھنے میں مشغول ہو جائیں
 تو ذکر خدا سے غافل رہیں گی اور میدان غفلت میں پامال ہو جائیں گی یا تمہاری شاہت
 کا کارخانہ دیکھ کر آرزو سے دنیا کرنے لگیں اور دنیا سے مبنو ضہ حق ہو حضرت سلیمان نے
 پوچھا کہ لشکر تیرا کس قدر ہو اسے عرض کیا کہ میرے یہاں چالیس ہزار سرہنگ ہیں اور انکے
 چار ہزار نقیب اور ہر نقیب یا سرہنگ کے تحت حکومت چالیس ہزار چٹھی ہیں حضرت
 سلیمان نے فرمایا کہ تو اپنا لشکر کیوں نہیں باہر نکالتی اسے عرض کیا کہ یا نبی اللہ
 مجھ کو تمام روئے زمین عنایت ہوتی تھی میں نے قبول نہ کی اور زمین کے نیچے
 میں نے جگہ پکڑ لی تاکہ سوائے خدا کے کوئی شخص میرا مال بنانے پھر اسے پوچھا کہ
 اے پیغمبر خدا جو نعمتیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو عطا کی ہیں انہیں سے ایک مجھے بیان
 کرو حضرت سلیمان نے کہا کہ ہوا میری تابعدار ہو کہ غدو ہا شہر و زواہا شہر اسے
 کہا یہ معنی ہیں کہ مملکت دنیا کی ہوا کا حکم رکھتی ہو کبھی آئی اور کبھی نہ آئی
 نہ برباد رفتی سحر گاہ و شام و سریر سلیمان علیہ السلام و باختریدے کہ برباد رفت
 خنک آنکہ باد ایش و دادر رفت و پھر حضرت سلیمان نے کہا تیری باد شاہت بہتر ہو یا میری
 اسے کہا میری اسلئے کہ تمہاری حضور میں ہوا حائل بباطی ہو اور بساط حائل تحت اور تخت
 پر آپ شہدین رکھتے ہیں اور نہ ہوا لیے پھرتی ہو پس یا رسول اللہ سلطنت آپ کی
 برباد ہو یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام ہنس پڑے اور فرمایا اسطرح کی دانش تجھ کو

کمان سے چھل ہوئی اُسے کہا یا رسول اللہ خدا کا علم صرف آپ ہی کو نہیں بلکہ
 اللہ نے مجھ کو بھی کچھ عنایت کیا ہو اور میں بھی اسکا ایک ناکارہ بندہ ہوں مگر تم مقبول
 بندہ ہو زبردست اور میں ضعیف بیچارہ ہوں اگر اجازت ہو تو کئی باتیں خصوصاً یہ تمہیں
 ارشاد ہوا بیان کر اُسے کہا یا رسول اللہ آپ نے خدا سے ایسا ملک چاہا کہ اور کس کے
 پاس نہ ہو اس درخواست میں حسد کی بو آتی ہو اور پیغمبروں کو اس سے چھٹا لازم ہو گیا
 ہوتا اگر خدا اتنی سی بدتمہار سے اور کو بھی ایسی بادشاہی عطا کرتا اس کا نام سے حضرت
 سلیمان کو رنج ہوا اُس مورچہ چارہ نے کہا سخن راست تلخ ہوتا ہی پھر اُسے کہا یہ
 انگوٹھی جو آپ کو خدا نے دی ہو اس میں نکتہ یہ ہے کہ یہ ساری مملکت نگین کی قیمت ہے اور
 نگین ریزہ سنگ ہے اور ریزہ حقیقت میں پہنچ ہو پس جانو کہ دنیا پہنچ ہو اور معنی
 آپ کے اسم مبارک کے یہ ہیں کہ دنیا پر دل نہ لگاؤ کہ موت و حشر ہے حضرت
 سلیمان نے فرمایا ایسی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تو حکیم ہو لہذا میں چاہتا ہوں
 کہ مجھے نصیحت کر اُسے التماس کیا کہ آپ بادشاہ ہیں رعیت کی خبر گیری اور
 حال پرسی از روئے شفقت اور عنایت کیا کیجیے اور مظلون کی داد رسی فرمائیے کہ
 میں با وصف اس ضعف و ناتوانی کے ہر روز اپنی رعایا کے حال سے مطلع ہوتا ہوں
 اس وقت حضرت سلیمان نے زبان مناجات کھلی کہ رب او زنی ان اشکرک الخ
 اور وہ ان سے رخصت ہو کر ارادہ روانگی کیا تو مورچہ چارہ نے التماس کیا یا
 نبی اللہ آج میرے گھر آپ کی ضیافت ہو تو وقت فرمائیے ارشاد کیا کہ اشکر میرا
 بہت ہے اسکی دعوت تجھے نہوسکے گی اُسے نہایت اصرار کیا تا چار حضرت کو قبول کرنا
 پٹا نہ گئے تو اُسے ایک پیڑنڈی کا بسیدہ یا حضرت کو ہنسی آئی التماس کیا کہ اسکو
 تمہارا نہ سمجھیے قصص میں وارد ہے کہ حضرت سلیمان نے اسکو پکڑا یا اور تمام شکر نے
 کھایا اس وقت حضرت سلیمان سجدہ میں گرے سبحان اللہ حمد پاسے تلخ میں کیسی
 برکت اللہ نے عطا فرمائی کہ شکر سلیمان کو کفایت کر گیا مفسرین کو اس مورچے کے نام میں
 اختلاف ہو ضحاک کے نزدیک نام اسکا طاحن تھا اور مقاتل کے نزدیک خدی
 اور بعض کے نزدیک منذر اور بعض کے نزدیک ملاحیہ اور بعض کے نزدیک
 خرما اسی طرح اختلاف ہے جسم میں تفسیر خواہر میں لکھا ہے کہ جسم سلطان مور کا برابر

خروس کے تھا اور بعض کتے ہیں سب چوٹیاں اس وادی کی بھیڑ کے برابر تھیں اور
 زراہ السیر میں ہو کہ مینڈھے کے برابر تھیں اور صحیح یہ ہو کہ اسی طرح کی چوٹیاں تھیں کہ
 بیت اس زمانہ میں ہوتی ہیں اور بادشاہ بھی مانند ان کے تھا فائدہ سینی کی کتاب
 کہ نام سو کی طرح دریافت ہو کیونکہ نام حیوانات کے باہم مقرر و مسمود نہیں ہیں اور
 غلہ زیتون کی نام تھا کہ اس کا نام رکھا گیا پس جواب اس اشکال کا یہ ہو کہ شاید
 اللہ نے اس غلہ کا نام رکھا ہو اور انہیں پیڑوں کی زبان سے لوگوں نے سنا ہو
 جس طرح بوقبیس اور ثور اور عراپا دون کے نام دریافت ہوئے اگر کوئی کہے کہ
 حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین سیل سے آواز چینی کی کس طرح سنی تو جواب یہ ہو
 کہ ہوانے اس کی آواز حضرت سلیمان کو پہونچائی چنانچہ عالم التنزیل میں ہو کہ جو
 کوئی کسی جگہ باتیں کرتا تھا تو اس کو پہونچاتی تھی اور بحر الحقائق میں لکھا ہو کہ وادی
 نعل ہوا اسے نفس جریں دنیا ہو اور غلہ مندرہ نفس ہوا اور حضرت سلیمان قلب
 اور ہوا کن غل جو اس غلہ میں اگر عاشق سخن شناس اس نکتہ میں تاثر کرے
 تو کل قصہ کا مطلب واضح ہو جائے تفسیر کبیر میں امام رازی نے ایک لطیفہ لکھا ہو کہ
 آفرین سورج کی فہمید پر کہ تجھ پر چہ فرقہ سپاہ ظلم اور قسادی میں مصرفہ اور
 مستعدی چوتنا ہو پر حضرت سلیمان کی صحبت سرسری میں استدر مذتب ہوا کہ
 دیدہ و دانستہ موزنا توان پر بھی زور اور پامالی روا نہیں رکھتا ہو خلاف رواقض کہ ہرگز
 نہ سمجھے کہ صحابی رسول تخت ارک متصاحب اور ملازم اور بار غار اور رفیق غمگسار تھے
 اتین فضل الانبیاء کی صحبت نے ذرہ اثر نہ کیا کہ آپ کے بیٹی داماد و اسون پر
 معاذ اللہ ظلم کرتے رہے تو اخضر بارشا و عقل اور اعتقاد میں مورچہ سلیمان سے
 کمتر اور بدتر تھے مدارک التنزیل میں ہو کہ اسی سفر میں حضرت سلیمان علیہ السلام ایک
 وادی میں نزدیک کوہ صفا کے جلوہ فرما ہوئے وہاں پانی نہ تھا اور وقت نماز کا نزدیک
 آگیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے ارادہ وضو کرنے کا کیا مگر پانی نہ ملا اور نشانہ ہی پانی کی
 ہڈ سے متعلق تھی سو ہڈ کو طلب فرمایا تاکہ پانی کا نشانہ دے وہ نہ ملا اس وقت غائب
 تھا خواہیوں واقع ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر جلوہ فرما تھے اور عجیبہ طور
 سایہ کیے ہوئے تھے یکایک دھوپ سر مبارک پر پڑی حضرت نے سر مبارک اٹھا کر

ملاحظہ کیا تو تمام ہندو خالی پایا تب رشاد کیا کہ ہندو کہاں ہزار کیوں نظر نہیں آتا کہا قال اللہ
 فی سورۃ النمل ولفقتہ الطیر فقال مالی لا اری اللہ ہذا من کان من الفاسکین یعنی خبر
 لی اوڑتے جانوروں کی تو کہا کیا ہر جوین نہیں دیکھتا ہندو کو یا ہو رہا وہ غائب ہے اللہ
 ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہندو کو علیہ پانی کی نظر آتی تھی حتیٰ کہ زمین
 تلے پانی بھی دیکھ لیتا تھا جس طرح آدمی شیشہ میں دیکھے اور فوراً حضرت سلیمان
 کو بتا دیتا تھا اور یہ بھی کہ دیتا تھا کہ دور ہر یا نزدیک اوکھی اپنی منتار سے کہو دکر
 نشان کر دیتا تھا اور شیاطین اسی نشان سے نکال لیتے تھے سو اس سفر میں
 وقت تلاش پانی نہ ملا اور تنہا حیوۃ الحیوان میں ہر کہ ہندو کے تان بارہ ہزار راہ بتلایا
 اور انکے لاکھ تابعدار پانی کے نشان وہ تھے اور قصہ غیبت ہندو کا عالم التزلزل
 میں یوں لگنا ہر کہ حضرت سلیمان نے بنی قریظہ بیت المقدس ارض حرم کا ارادہ
 کیا اور مع لشکر وہاں پہنچے اور چندے مقیم ہوئے اور جتنے دن رہے ہر روز پانچ ہزار
 گائے اور بیس ہزار دنبہ قربانی کیا کیے اور حاضرین دربار سے فرمایا کیے کہ آگاہ ہو
 یہاں نبی عربی جامع فضائل ظاہر ہوگا اور سب جگہ اشکاؤنگہ بجے گا اور دین برہم
 کامل ہوگا اور دین تنفیہ کا مروج ہو جو کوئی اس سے ملے گا اور ایمان لاویگا وہ اپنے
 حق میں بہتر کریگا سامعین بولے کہ اس وقت سے کتنا عرصہ ہو فرمایا ہزار برس اور وہ شیدائے انبیاء
 و خاتم المرسلین ہوگا پھر مناسک حج بیت اللہ شریف ادا کر کے جانب میں سوار ہوئے چنانکہ
 مکہ منظر سے ایک مہینے کی راہ پر ایک وادی میں تشریف فرما ہوئے وہ وقت زوال آفتاب
 کا تھا ہندو نے دیکھا کہ حضرت سلیمان لشکر کے اتارنے میں مصروف ہیں جس کو کون
 پوچھے گا چلکر یہ کروں وہ آڑا تو اسکو جانب پارے چپ ایک بلن نظر پڑا چونکہ اس
 بلن میں گل وریحان کا شور تھا اور سبز ہر طرف چمن چمن آگاتا یہ اتر پڑا وہاں ایک
 ہندو بین کا خوشی میں نغمہ سراحتا کہتے ہیں کہ نام ہندو بین کا غنیہ تھا اور ہندو سلیمان
 کا نام دیو سو بقتضائے الخلق بل الی الحبس ہندو بین نے ہندو سلیمان علیہ السلام
 پوچھا بھائی تم کہاں سے آئے کہاں جاؤ گے ہندو سلیمان نے کہا میں اپنے بادشاہ
 سلیمان کے ساتھ ملک شام سے آیا ہوں ہندو بین نے کہا سلیمان کون ہیں اور کیا
 عمدہ رکھتے ہیں اُسے کہا حضرت سلیمان بادشاہ جنات اور انسان اور وحوش و درہیور

اور راجع کے میں عجب ہی کہ تو نہیں جانتا جواب بیان کر کہ تو کون ہو اور کہہ مر سے آیا ہو اور
کہاں جائیگا ہڈ ہڈ میں بولا کہ میں رہنے والا میں کا ہوں اور سماء بلقیس میری مالکہ جو تو تھا
بادشاہ کا ملک اور لشکر تھا رسے بیان سے زیادہ معلوم ہوتا ہو لیکن بلقیس کی شان شکوت
کچھ کم نہیں ہی کیونکہ جمیع ممالک میں اس کے اختیار میں زمین اس وقت بارہ ہزار سردار اس کے
تحت مسمومت میں اور ہر ایک سردار کے تابع ایک ایک لاکھ شمشیر زن اور مقاتلین
اگر دیکھنا منظور خاطر ہو تو میں دکھلاؤں ہڈ ہڈ سلیمان بولا دل تو ضرور دیکھنے کو چاہتا ہو لیکن
یہ خوف ہو کہ اگر تو وقت واقع ہوا اور نماز کے وقت پانی کے لیے میری تلاش بادشاہ نے
فرمائی تو میں نکال دیا جاؤنگا اور سزا پاؤنگا ہڈ ہڈ میں نے کہا جب ملک بلقیس میں گیا اور تماشے میں
نوش ہوگا آخر کار ہڈ ہڈ سلیمان ہڈ ہڈ میں کے ساتھ ملک بلقیس میں گیا اور تماشے میں
مصرف ہوا یہاں تک کہ عصر کا وقت آگیا اور ظہر کا وقت جاتا رہا اور یہاں حضرت سلیمان
علیہ السلام نے بعد زوال آفتاب پانی وضو کے واسطے مانگا جن اور انسان نے کہا یہاں
پانی نہیں ہی فرمایا ہڈ ہڈ کو لاؤ سو ہڈ ہڈ بلا پیر کر گئیں سے پوچھا اُس نے کہا میں نہیں جانتا کیا ہوا
مگر میں نے کہیں نہیں بھیجا ہے حضرت سلیمان ناخوش ہو کر فرمانے لگے کہ اسکو مار دو نگاروز کی
یا فوج کڑاؤ لو نگایا لاوے میرے پاس کوئی سند صریح کہا قال اللہ فی سورۃ النمل لا عذبتہ
غدا با شیدا اولاد بجنہ او لیسا تینی بسلطان نہیں بعد اس کے حضرت سلیمان علیہ السلام نے
عقاب شید الطیور کو طلب کیا اور فرمایا ہڈ ہڈ کو جلد لاؤ عقاب فی الفور میں شمال دیکھتا ہوا
آڑا یہ جانور ایسا سیرج الطیران ہو کہ اگر صبح کو عراق میں ہوتا ہو تو شام کو میں میں او
سین اور عراق سے بڑھل ہی ہو دفعۃً اسکو نظر آیا ہڈ ہڈ میں کی طرف سے نہایت جلد آتا تھا
عقاب غضبناک اسی طرف پھر پڑا ہڈ ہڈ نے دیکھا کہ یہ سردار میری تلاش میں آتا ہو اور غصہ
میں بھرا ہو مجھے ہلاک کر گیا اُس نے کہا بحق اللہ الذی قواک و اقدرک علی ارضی ولم یتعیرض
لی بسو یعنی بحق اس خدا کے جس نے تجھے قوی کیا اور قدرت دی تجھکو مجھ پر رحم کر اور نہ تعرض کر
مجھے باز آ عقاب نے اپنا منہ پھیر کر کہا کلک کلک ایک اپنی رو دے تیری مان تجھکو تو کہاں گیا تھا
سلیمان علیہ السلام نے قسم کھائی ہو تیرے مارنے کی یا فوج کرنے کی پھر دونوں وہاں
لشکر کو روانہ ہوئے اور باستیصال تمام پہنچے کر گئیں غیرہ جانور ہڈ ہڈ سے ملے اور بولے اے
ہڈ ہڈ تو کہاں گیا تھا حضرت سلیمان نہایت ناراض ہیں ہڈ ہڈ نے کہا حالت غضب میں کوئی

بات ایسی فرمائی تھی جس سے امید غفو تقدیر کی نکلتی ہو کہ گیس وغیرہ طپور نے کہا اٹھا کہ تھا کہ بہتہ کو بہت مارو گنا یا فوج کرو گنا مگر یہ کہ اپنی نعیت پر کوئی دلیل قوی اور سند صریح لائے بہتہ نے کہا اب میں پہنچ گیا میرے پاس سند صریح موجود ہے پھر وہاں سے عقاب بہتہ کو لیکر حضور حضرت سلیمان میں حاضر ہوا اور کہتا ہوا کہ یا رسول اللہ بہتہ حاضر ہوا ارشاد ہوا کہ میرے سامنے لاؤ چنانکہ بہتہ دونوں ہاتھ باندھے سر اٹھائے دم دہانے بازو جھپکانے نہایت عاجزی اور فروماندگی سے قدم مبارک پر جا کر حضرت سلیمان نے گردن پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور فرمایا تو کہاں چلا گیا تھا اب تجھ کو سخت سزا دوں گا بہتہ نے عرض کیا کہ میں لے آیا ہوں خبر ایک سببیہ کی کہ تم کو اسکی خبر نہ تھی اور آیا ہوں تیرے پاس سب سے ایک خبر لیکر تحقیق کہا قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ النمل اخطت

بما لم تحيط به وجئتک من سبایہ بنی الیقین سبا ایک قوم کا نام جو بحکا وطن عرب میں جانب یمن تھا اور وہاں کا احوال متغیر تھا حضرت سلیمان کو معلوم نہ تھا اسلیے پوچھا بیان کر کیا خبر ہو بہتہ نے کہا اے سلیمان میں نے ایک عورت بادشاہ نہایت حسینہ اور جمیلہ با حشمت و شوکت یمن میں دیکھی کہ وہ مالک وہاں کے لوگوں کی ہو اور سب کچھ انکو اللہ نے دیا ہر نہال کی خواہش ہو عیسیٰ و جمال کی اور ایک تخت بڑا اسکا عجیب و غریب جواہرات سے جڑا ہو کہ اس عظمت و شوکت کا تخت کین نہوگا مگر وہ اور اسکی قوم سبا قناب پرست ہیں شیطان نے انکو خراب کر رکھا جو کہ راہ راست پر آنے نہیں دیتا روکے ہوئے ہو کہ قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ النمل انی ویدت امرؤ مملکم و اوتیت من کل شیء ولما عرض عظیم وجدھا

و قومہا یسجدون للشمس من دون اللہ و زین الہم الشیطان اعمالہم فصدہم عن اسبیل نعمہم لایستدون یعنی پانی میں نے ایک عورت انکے راجہ پر اور انکو سب چیز ملی ہو اور انکا ایک تخت ہو بڑا میں نے دیکھا اور پایا کہ وہ اور اسکی قوم سجدہ کرتی ہیں سوچ کو اللہ کے سوا سے اور بے دھلائے ہیں انکو شیطان نے انکے کام پھیر دیا جو انکو راہ سے سو وہ راہ نہیں پاتے فائدہ یہ عورت بلقیس بنت ساحل نسل یعرب ابن قحطان سے تھی اور بعض کے نزدیک نسل شریل ابن مالک سے بہر تقدیر باپ اسکا بادشاہ عظیم القدر تھا اور ارض یمن انکے قبضہ میں تھی اور انکا یہ قول تھا کہ ملوک اطراف میرے کفو نہیں ہیں کہ میں انکے گمراہ بنا دیا کروں لہذا ریحانہ بنت السکن حبشہ سے نکاح کیا اسی سے بلقیس پیدا ہوئی چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہوا ان احدی ابوی بلقیس کان جنابا پھر جب بادشاہ مر گیا

تو بلقیس وارث ہوئی اور تخت سلطنت پر بیٹھنے کا داعیہ کیا بعض امراء عظام نے اطاعت اختیار کی اور بعض نے خلاف پر کمر باندھی اور مخالفین دو گروہ ہوئے اور اپنی اپنی موضع پر تفرق ہوئے پھر ہر ایک فرقہ نے ایک ایک طرف ملک یمن گئی اسنے قبضہ اختیار اور حیطہ اوقاف دار میں کر لی اور ان دونوں فرقوں کا ایک سردار بنا کہ سب لوگ اسکے مطیع اور فرمانبردار ہوئے جس راہ وہ چلاتا اسی راہ چلتے بعد چند سے رئیس مذکور نے فسق اور فجور شدید اختیار کیا حتی کہ عورتیں اور بیٹیاں رعایا کی اسکے دست فجور سے نہ بچتی تھیں اس سبب سے ان لوگوں نے ارادہ کیا کہ اس ظالم بیہیا سے ملک بکال لین اور اپنی غرت بجا دین یہ بات بلقیس کو بھی معلوم ہوئی اسکو غیرت آئی سو اسنے اپنا ایلچی خاص رئیس کے پاس بھیج کر پیغام نکاح کیا اسنے بہت غنیمت جانا اور قوم کے لوگوں کو نہایت تعجب ہوا ایسا تک کہ بعض بلقیس سے پوچھنے لگے تب بلقیس نے کہا درست ہو مجھ کو فی الحال آزر سے اولاد دانگ نہ ہو جائے نکاح ہو اور بلقیس نے رئیس کے گھر گئی اسی رات کو بلقیس نے رئیس کو شراب ناب پلائی اور سر پر غور ٹکا کاٹ کر دروازے پر لٹکا دیا اور آپ نجیرت تمام شہر میں داخل ہوئی صبح کو سب لوگوں نے یہ حال دیکھا اور بلقیس کی ہمت سے واقف ہوئے ناچار تمام لشکر کے لوگ جانب بلقیس رجوع لائے اور بلقیس اس ملک کی بھی مالک ہوئی اسی عرصہ میں جنات نے سبب قرابت ماورسی ایک تخت سونے چاندی کا ترصیع تیار کر دیا وہ تخت ایک سو بیس گز و بروایت چھ سو چالیس گز ترصیع تھا اور اخبار الدول میں ہو کہ وہ تخت عجیب تھا کہ مقدم اسکا طلائی اور منقش بیا قوت احمد و زمر و اخضر اور مؤخر لقرئی مکمل بانواع جواہر اور اسیمین چار پائے یا قوت احمد کے لگائے تھے عرض و طول اسی اشی گز کا تھا مگر غلامہ نبوی نے لکھا ہو کہ تمام تخت سونے کا تھا اور موتی و یواقت و زبرجد اسیمین جڑے تھے اور پائے اسکے یا قوت و زمر و کے تھے اور اسیمین سات خانے بنائے تھے ہر ایک کا درجہ اور حضرت ابن عباس سے روایت ہو کہ بلندی اس تخت کی تیس گز کی تھی اور چار طرف اسے سیدر اور متاعیل سے روایت ہو کہ اشی گز کا ترصیع تھا اور طول میں بھی اسے سیدر تھا اور بعض کے نزدیک طول اسی گز کا اور عرض چالیس گز کا و ارتفاع تیس گز کا تھا القصبہ ہونے جب یہ حال عرض کیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا سنظر صدقت ام کنت من الکاذبین یعنی ہم دیکھنے کے تو نے سچ کہا یا تو جو بھٹا ہی پھر ہونے پانی کا نشان بتلایا اور جنات نے پانی نکالا کہ تو لوگوں نے پیا

اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے وضو کیا اور نماز ادا فرمائی بعد اسکے ایک کاغذ طلائی پر یہ خط لکھا من عبد اللہ سلیمان ابن داؤد الی بلقیس ملکہ سیاہم اللہ الرحمن الرحیم السلام علی من اتبع الهدی ما بعد فلا تمولوا علی و اتونی مسلمین اور اس خط کو مسک اذ فریضے بند فرمایا اور سر کر کے ہند سے ارشاد فرمایا اذہب بکتابی ہذا فاللہ الیم تم تول عنہم فانظروا ذایر جعون یعنی لیجا یہ میرا خط اور ڈال دے انکی طرف پھر ہٹ آئے دیکھ وہ کیا جواب دیتے ہیں یعنی تو خود ظاہر نہو کہ وہ مطلع ہوں مگر وہاں کا ماجرا دیکھ آ اور مفصل التماس کر دے ارک التنزیل میں لکھا ہو کہ بلقیس مقیدہ تھی اور بب کسی مصلحت کے با وصف قلت مسافت اللہ جل شانہ نے اسکو حضرت سلیمان علیہ السلام سے مخفی رکھا تھا اور مسالم التنزیل میں ہو کہ موافق روایت قتادہ رضی اللہ عنہ ہند نے نامہ مبارک لیا اور شہر مارب میں کہ مفسا سے تین دن کی راہ ہو اور اسی مقام میں بلقیس کا تخت تھا پہونچا اسوقت بلقیس دروازے قلعے کے بند کیے سوتی تھی اور دستور آئے باندھا تھا کہ جب آرام کرنی تو سب دروازے منقل کر کے کنجیان اپنے سرھانے رکھ لیتی تھی سو ہند نے وہیں جا کر خط حضرت سلیمان علیہ السلام کا اسکے سینہ پر رکھ دیا اور مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہو کہ ہند خط لیکر شہر مارب میں آیا اسوقت بلقیس اپنے تخت پر جلوہ فرما تھی اور اراکین دولت حاضر تھے ہند اسی کے سر پہونچا اور ایک ساعت اترتا رہا کہ حاضرین مجلس اسکی طرف دیکھتے رہے جب بلقیس نے سر اٹھایا تو ہند نے نامہ ڈال دیا اور ابن جنہ کہتے ہیں کہ بلقیس روزن بمقابل آفتاب کے رکھا تھا کہ جب آفتاب نکلتا تو بلقیس اسکو دیکھ کر سجدہ کرتی سو ہند خط لیکر اسی روزن میں بیٹھا تو آفتاب بلند ہو گیا بلقیس نے نہ جانا جب کچھ روشنی آفتاب کی پڑی تو اٹھئی اور دیکھنے لگی ہند نے وہ نامہ اسکی طرف پھینک دیا اسنے اٹھایا بعد اسکے مہر دیکھی اور ڈری کیونکہ ملک سلیمان خاتم میں تھا اسنے جانا کہ جسے یہ خط بھیجا ہو عظیم الشان بادشاہ ہو پھر خط پڑھا اور ہند آڑ گیا اور روایت مشورہ یہ ہو کہ بلقیس اسوقت خلوت میں تکیہ لگائے ہوئے بیٹھی تھی اور دروازے ہند تھے ہند نے دروازے کے چھید سے دخل ہو کر نامہ اسکے سینہ پر رکھ دیا بلقیس اچھل پڑی اور خط دیکھا اسوقت اشراف قوم کو طلب کیا اور خط لیے ہوئے باہر آئی اس عرصہ میں ایک لاکھ بادشاہ اسکے تحت حکومت تھا

اور ہر بادشاہ کے ساتھ ایک لاکھ مقابل انہیں تین سو تیرہ آدمی اہل تسوی اور ہر ایک کے دس ہزار آدمی محکوم تھے وہ سب حاضر ہوئے اور اپنے اپنے مقام پر بیٹھے تب بلقیس نے کہا یا ایہا الملک انا الیٰ الیٰ کتاب کریم اور بارہا لو میرے پاس ڈال دیا ہو ایک خط عزت کا اور بارہا لون نے کہا کسا خط ہو بلقیس نے کہا اے بن سلیمان وہ خط ہو سلیمان کی طرف سے و اِنَّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور وہ ہر شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحم والا ہو اور انہیں لکھا ہو اَلَا تَقْلُوْا عَلٰی وَاَتُوْا بِنِیِّیْ سَلِیْمِیْنَ یعنی زور نہ کرو میرے مقابل اور چلے آؤ حکم بردار ہو کر ابن جبرج فرماتے ہیں جبکہ خداوند تعالیٰ نے کلام اللہ میں فرمایا ہو اس سے زیادہ عبارت نہ تھی اور جملہ انبیاء اسی طرح مجمل لکھتے رہے ہیں عطا اور نفاک فرماتے ہیں کہ بلقیس نے اس خط کو کریم اس سبب سے کہا کہ ختم تھا اور حدیث میں آیا ہو کہ اِنَّ الْکِتٰبَ حَمَمَہُ اور قتادہ اور مقاتل کہتے ہیں کتاب کریم او حسن احسن مافیہ اور ابن عباس فرماتے ہیں کریم او شریف کثرت عاجز اور بعضے کہتے ہیں کریم اس واسطے کہ اس کی ابتدا بسم اللہ الرحمن الرحیم سے تھی اور بعضے کہتے ہیں باعتبار مرسل کے کریم کہا ہو کیونکہ بھیجے والا اس کا نبی تھا اس سبب سے کہ تہ تہ لایا تھا اور یہ امر غریب ہو اور امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ خط بزرگ اس سبب سے تھا کہ انہیں ملک کی طمع نہ تھی بلکہ دعوت بالکمال تھی بالجملہ یہ خط پڑھ کر دربار والوں کو سنایا اور سر اسیمہ ہو کر بولی یا اٰیہا الملک اذ افتونیٰ فی امریٰ ما کنْتَ قاطعۃ امر اُحْیٰ تشدد و ن لینے اور بارہا لو مشورہ و محب کو میرے کام میں مقرر نہیں کرتی کوئی کام جب تک تم حاضر نہ ہو یعنی جو اس باب میں صلاح اور مشورہ مناسب ہو سو بیان کرو کیونکہ میں بلا صلاح اور مشورت تمہارے کوئی کام نہیں کرتی اور یہ خط باوجود دو جہاز الفاظ کے ایسے رکھتا ہو کہ میرا دل کانپ رہا ہو قالوا نحن اولو قوۃ و اولو باس شہید الامراء ایک فالتظری ماذا تامرین یعنی بولے ہم لوگ زور آور ہیں اور سخت لڑائی والے اور کام تیرے اختیار میں ہو سو تو دیکھ لے جو حکم کہے یعنی ہم لوگ زور آور ہیں لشکر بھی رکھتے ہیں اور شجاعت بھی جاری معلوم ہو اگر حکم مقابلہ ہو تو حاضر اور جو اسے صلح ہو تو فرمانبردار اگر جنگ خواہی نہ ہو تو آدمی دہل و ششمان مابعد آدمی و کریم و اگر صلح جوئی تیرا بندہ ایم + تسلیم حکمت سرافگندہ ایم + با این جہہ سب پر تیری رسلے

مقتدہ ہو بلقیس نے دیکھا کہ ان لوگوں کے دل جہاں و قتال پر مستعد ہیں چاہتے ہیں کہ اپنی شجاعت اور مردانگی دکھلا دیں اور بلقیس کو صلح منظور تھی اس لیے انکی صلاح ناپسند کر کے کہنے لگی کہ لڑائی کی صلاح بہتر نہیں کیونکہ جنگ دوسرا در اگر غلبہ مجھ کو ہو تو ملک و مال سب بچا اور جو مغلوب ہوئی تو سب برباد ہوا کہا قال اللہ تعالیٰ حکایتہ عن قولہ فی سورۃ النمل قالت ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوا و اجعلوا غزوة الہما افرۃ و کذلک یفعلون یعنی بلقیس کہنے لگی بادشاہ جب داخل ہوں کسی بستی میں خراب کریں اسکو اور کرذالین و ہان کے سرداروں کو بعزت اور یہ بادشاہ بھی ایسا ہی کچھ کریں گے وانی مرسلہ الیم بدیہ فناظرۃ بم رج المرسلون نیسے میں بھیجتی ہوں انکی طرف کچھ تختہ بھر دیتی ہوں کیا جواب لیسکر پھرتے ہیں رسول میرے اصل یہ ہو کہ بلقیس عورت عاقلہ تھی اسنے اپنی قوم سے کہا کہ اس ملک کے مخالف پہلے بھیجوں کہ مقتدات صلح میں ہو اور دیکھوں کہ اُس بادشاہ کا شوق کس چیز پر ہوا یا مال پر یا خوبصورت آدمی پر یا نادر اسباب پر اگر اسنے سیراہید قبول کر لیا تو بیشک بادشاہ ہو اور جو قبول نہ کیا تو بے شبہ پھینک دیا ہو وہ ہرگز راضی نہ ہوگا جب تک اسکے دین میں نہ آؤنگی تفسیر کشف میں ہو یا سو غلام اور اسبقدر لونڈیاں ایک ہی لباس میں اور ہزار انشین سونے کی اور ایک تلخ طلائی سکل یا قوت اور رشک و عنبر اور ایک گوہر ناسفہ اور دوسرا منہر کج سفہ چین تاگا پر و نامشکل ہو ہمراہ مسند را بن عمرو وغیرہ اشراف کے بیجا اقدار کا تذکرہ میں ہو کہ لونڈیوں کو لباس غلاموں کا پہنایا تھا یعنی قبا میں پہنائیں اور پگڑیاں اور پٹکے بندھوا سنے اور غلاموں کو لباس لونڈیوں کا یعنی ربور اور ماتھون میں چوڑیاں لگے میں ہنسلیمان و طوق اور کافون میں گوشوارے منضیع ہوا ہر پہنائے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عورت و مرد کا ایک ہی لباس تھا اور سو غلام اور سو ہی لونڈیاں تھیں اور مجاہد کے نزدیک لباس مختلف تھا اور دو سو لونڈیاں اور دو سو غلام تھے اور قتادہ و سعید ابن جبیر کے نزدیک ایک اینٹ تھی سونے کی حریر میں لپٹی ہوئی اور جنوں کے نزدیک چار انشین تھیں اور متاعل کے نزدیک دو انشین تھیں ایک سیم کی اور ایک ندر کی اور ضحاک کے نزدیک ہزار لونڈیاں آراستہ بزپورات اور ہزار گائیں جنگی شاخیں سونے سے منڈھی تھیں اور ہزار غلام آراستہ لیبا ساسے فاخرہ ٹچروں پر سوار اور وہب ابن منبہ وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ غلاموں کو لونڈیوں کی پوشاک پہنائی اور

کانون میں گوشوارے مڑے بجو اہرات ڈالے اور بازو پر جو شن طلائی اور گردن میں طوق
پہنا کر پانسو بیلون پر سوار کرایا اور لونڈیوں کو غلاموں کا لباس پہنایا یعنی قبائین پہنا کر اور
ہتھیار بندھا کر پانسو گھوڑوں پر سوار کرایا اور پانسو ایشیئن طلائی اور پانسو نقرئی اور ایک تاج
مڑے بجو اہر اور تھوڑا مشک وغیرہ غود اور ایک ڈبی آسمین ایک مروارید ناسفتہ اور دوسرا
مہرہ کج سفتہ رکھ کر مندر ابن عمرو کے ساتھ روانہ کیے اور چند آدمی اور اصحاب لڑائے اسکے
ساتھ کر دیے اور ایک خط لکھا اس مضمون کا کہ اگر تم پیغمبر ہو تو غیب و امار میں تمیز کرو اور
بلا معائنہ بیان کرو کہ ڈبی میں کیا چیز ہو اور مروارید ناسفتہ میں سو رخ برابر کرو اور مہرہ
کج سفتہ میں رشتہ ڈالو لیکن بلا اعانت انسان جنات کے اور مندر ابن عمرو سے کہا کہ جب
مجلس سلیمان میں پہونچنا تو بنظر تمشق دیکھنا کہ وہ تیری طرف کس طرح دیکھتے ہیں اگر بچشم غضب
دیکھیں تو خوف دل میں نہ لانا کیونکہ میں اتنے مرتبہ میں زیادہ ہوں اور اگر بنظر ملطف و مہربانی
دیکھیں تو وہ نبی ہیں انکی باتوں کو خیال کر کے جواب دینا بالجمہ مندر میں سے روانہ
ہوا اور پہونچنے فوراً یہ سب معاملہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کیا حضرت نے
جنات سے فرمایا کہ سونے چاندی کی اینٹیں بناؤ اور ایک میدان میں اسی کا فرش
کرو اور حیوانات بڑی و بھری عجیب و غریب یمن و شمال میدان کے کھڑے کرو
سو جنات نے نوکوس تک فرش کیا اور احاطہ میدان سونے چاندی کا طیار کیا
اور چاروں کونوں پر طلائی و نقرئی کنگرے بنائے اور حیوانات بڑی و بھری موافق حکم
مختلف الانوان باندھ دیے اور اسی جگہ حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر بیٹھے اور
چار ہزار گرسیاں بچھائی گئیں انپر جنات و انسان بیٹھے اور شیاطین و حیوانات
از قسم و جوش و طیور اپنی اپنی صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے ۵۰ ہزار دیدہ فلک
ور ہزار قرن مجلس بدین تکلف و خوبی نذیرہ بود جب طرح سے سامان ہو چکا تو مندر
اس میدان میں پہونچا اور آرایش مجلس سے حیرت زدہ ہو کر اپنے مخالف سے جو
لایا تھا سخت نادم و پشیمان ہوا اور بعض روایات میں ہے کہ موافق حکم حضرت سلیمان
علیہ السلام کے جنات نے پانسو اینٹوں کی جگہ خالی رکھی تھی سو جب مندر ابن عمرو
وکیل بلقیس فرش سلیمانی پر آیا تو اسنے جگہ خالی پا کر خیال کیا کہ تمام فرش اینٹوں سے
بمراہ صرف پانسو اینٹوں کی جگہ خالی ہو ایسا نہ کہ مجھ کو چوری کی علت میں متہم کریں

لہذا اسنے اپنے ساتھ والی انیٹین ڈال دیں اور آگے کو چلا تو صفوف ناس و جنات و شیاطین و وحوش و طیور نظر نہیں آ رہے تھے اور حالتِ تحیر ہو ا اور حالتِ تحیر میں خدمتِ جناب سلیمان علیہ السلام میں حاضر ہوا تو حضرت نے نہایت خوشی سے پوچھا تمہارے پیچھے کیا چیز جو مندر نے کہا ہے ایا وہ تختِ بلقیس ہو اور اسی وقت عرینۃ بلقیس بھی اندر آنا حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملاحظہ فرما کر ارشاد کیا کہ وہ ڈبی کمان جو مندر نے اس ڈبی کو پیش کیا حضرت نے فرمایا اس ڈبی میں ایک مہرہ کج سوراخ کیا ہوا اور دوسرا گولہرنا سفتہ رکھا ہے مندر ابن عمرو نے کہا سچ ہے مگر آپ سے یہ درخواست ہے کہ مہرہ کج میں تاگا پر و دیجیے اور درنا سفتہ میں سوراخ کر دیجیے اور اس کام میں جنات و انسان سے مدد نہ لیجیے حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیکھ کر ارشاد کیا اسنے ایک بال سے سوراخ کیا اور کرم سفید سے حکم دیا کہ تو مہرہ کج میں رشتہ ڈال دے اسنے ایک تاگا اپنے منہ میں لیا اور اس مہرہ کج سے گذر گیا تب حضرت سلیمان نے دونوں سے پوچھا تمہاری کیا حاجت ہے دیکھنے کے کہ مہرہ کج سے گذر گیا تو منہ سے ملا کہ فرمایا تو اس سے اپنا رزق بقدر قوت تجلک خدا بیا کر اور کرم سفید نے کہا کہ میری عطا فو اکہ و میوہ میں مقرر کیجاسے فرمایا تو تجلک خدا انہیں سے لکھایا کہ جب ایک اسے فراغت ہوئی تو طاس و پانی طلب کر کے عبید امان سے فرمایا کہ اپنے ہاتھ منہ دھو ڈالو اور گرد و نجار سفر کا دفع کرو لو تہیانِ شرم سے یہ حالت ہاتھ دھوئے لگیں اور غلاموں نے بلا تا مل پانی لیا اور ہاتھ منہ دھوئے لگے یہ حال دیکھ کر حضرت سلیمان نے فرمایا کہ اے مندر جو لوگ شرم سے دھوئے ہیں وہ لو تہیانِ ہین اور جو بلا شرم دھوئے ہیں وہ مرد ہیں بعد اسکے آنجناب نے متاعِ بلقیس واپس فرمائے اور فرمایا کہ اللہ صاحبِ سورۃ نمل میں اسکی حیثیت کرتے ہیں فلما جاء سلیمان قال اتمنن بآلاتی اللہ خیر مما آتاکم بل انتم بہ تیکلم تفرحون یعنی جب پہنچا سلیمان علیہ السلام پاس مندر ابن عمرو رسولِ بلقیس بولا کیا تم میری رفاقت کرتے ہو مال سے جو اللہ نے مجھ کو دیا ہے بہتر ہے اس سے جو تم کو دیا ہے تم اپنے تھکے سے خوش رہو یعنی جب وکلا سے بلقیس ملکہ مین کے مع تحائف مجلسِ حضرت سلیمان علیہ السلام میں حاضر ہوئے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تم مجھ کو مال و متاع سے دم دیتے ہو حالانکہ میرے پاس مال سب سے زیادہ ہے کہ اللہ نے مجھ کو دین و ملک دیا اور نبوت و حکمت عطا فرمائی ہے کہ ان صفات کو تم بھی افضل داکل جانتے ہو ان امور سے جو تمہارے پاس ہیں اور تم

اہل معاشرت ہو کہ آپس میں تحفہ و تحائف بھیجتے ہیں خوش ہوتے ہو کیونکہ تمھاری نظر دنی دنیا
 فانی ہے اور میری نظر عالی عالم باقی ہے پس میں ہدایا و تحف سے خوش نہیں ہوتا اور
 منذر ابن عمرو سے فرمایا ارجع الیہم فلناتینہم بحیوۃ لا قبل لہم بہا و لنخرجنہم منہا اذ لہ
 وہم ضاعرون یعنی پھر جانے کے پاس اب ہم بھیجتے ہیں ان پر ساتھ لشکر و کھجما
 سامانہ ہو سکے اسے اور نکال دینگے انکو وہاں سے بے عزت کر کے اور وہ خواہ
 ہوں یعنی اے منذر تو پھر جامع تحائف کے بلقیس اور اسکی قوم کے پاس اور
 کدے کے مسلمان ہو کر آوین اور اگر نہ آوینگے تو میں لاتا ہوں لشکر ایسا کہ اسکی
 ہیبت سے طاقت مقاومت نرسکی اور وہ لوگ شہر سبا سے نکال دینگے اور
 بے عزت کر دینگے اور ذلیل کرینگے اور قید کر لینگے وائدہ کے
 پیغمبر نے اس طرح سے نبین فرمایا مگر حضرت سلیمان نے کہ انکو حق تعالیٰ نے سلطنت
 کا زور دیا تھا جو یہ فرمایا بالجملہ منذر ابن عمرو پھر گیا اور تمام احوال یہاں کا
 بلقیس سے مکربو لاواللہ سلیمان بادشاہ نبین ہوا اور تمکو طاقت مقابلہ اس سے
 حاصل نہیں اسوقت بلقیس نے ایک ایچی بھیجا کہ میں حاضر ہوتی ہوں اور اپنی
 قوم ہی ساتھ لاتی ہوں تم سالم و مدارک میں لکھا ہو کہ بلقیس نے اپنا تخت سات
 کو ٹھہریوں کے اندر حفاظت سے رکھوایا اور دروازے بند کر کے چوکیدار رکھ دیے
 اور ایک شخص اپنا غلیفہ کر کے ادبی حفاظت ملک و تخت کا عہدہ بیان لیا خصوص
 تخت کے واسطے کہ یا کہ ہرگز کوئی شخص دیکھنے نہ پاوے جب تک میں نہ آؤں او
 صدی نے مذاکی کہ بلقیس حضرت سلیمان کے پاس جانی ہی سب لوگ تیار
 ہوں چنانچہ بارہ ہزار لوگ میں مع اپنی شتم و خدم حاضر ہوئے کہ بلقیس انکو لیسکر
 حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف روانہ ہو لی جب قریب پہونچی تو حضرت سلیمان نے
 ایک شور سنایا پوچھا کیا شور ہو لوگوں نے کہا بلقیس آتی ہے حضرت ابن عباس
 فرماتے ہیں کہ مقدار ایک فرسخ کے فاصلہ تھا جب حضرت سلیمان نے شور سنا ہی
 معالم التزلزل میں لکھا ہے کہ اسوقت حضرت سلیمان نے اپنے لشکر سے متوجہ ہو کر
 فرمایا ایہا الہاء ائیم بائینی بہ شریعت قبل ان یأتونی مسلمین یعنی او در بارہ اؤ تم میں
 کوئی ہو کہ لے آوے میرے پاس اسکا تخت پہلے اس سے کہ وہ آوین میرے پاس

۱۷
 یہاں سے کر کے
 فرسخ کا فاصلہ
 یہاں سے

حکم بردار ہو کر کیونکہ جب مسلمان ہو جائیگی تو پھر اسکا مال لینا درست نہوگا اور اب تک کہ ایمان نہ
 نہیں ہوا اسکا مال حلال ہر فائدہ اس حکم کے سبب میں تفسیرین کو اختلاف ہو چکے تھے ہیں
 کہ وہ نے جس نے یہ کہہ لیا اس کے تحت کی بہت بیان کی تھی حضرت سلیمان نے چاہا کہ اسکو
 دیکھے اس واسطے حکم دیا اور بعض کہتے ہیں کہ جب بلقیس نے ارادہ کیا اور تخت کو ایک
 گھر میں بند کر کے قفل دیا اور خود روانہ ہوئی جنات اور شیاطین نے تجویز کیا کہ
 جب بلقیس حضرت سلیمان کے پاس آدگی تو حضرت سلیمان علیہ السلام اسکا حسن
 و جمال و قسمل و فطانت دیکھ کر خواہش نکاح کر گئے اور وہ ہمارے احوال سے بسبب
 قرابت کے واقف ہو ضرور تر احوال ہمارا بیان کرے گی صلح یہ ہو کہ اس پر عیب
 لگاؤں تاکہ حضرت سلیمان کا دل اسکی طرف سے پھرا رہے سو اشراف جنات
 کہنے لگے کہ بلقیس بہت بے عقل ہے اور اس کے پیروں میں انگلیاں نہیں ہیں گدھے
 کے سے تم ہر پناہ پند لیان پاؤں سے پسری ہیں یہ سن کر حضرت کو غلبان
 اس کے امتحان کا ہوا اور چاہا کہ دل اس کے عقل کا امتحان فرما دیں لہذا حضرت سلیمان نے
 اسکا تخت طلب کیا کہ اسکا روپ بدل کر رکھیں جب بلقیس آوے تو اس سے پوچھیں
 کہ تیرا تخت کس طرح کا ہو یا اور طرح کا اس سے احوال عقل کا کھلوا دیگا لہذا ایک
 مکان بھی تیار کر لیا کہ اسکی زمین بالکل شیشہ کی بنائی اور نیچے اس کے پانی بھرا دیا اور
 پھیلیاں اور مینڈ حک وغیرہ جانور دریائی سمین ڈلوادے کہ جو شخص دمان آتا ہی
 جانتا کہ دریا بھرا ہو اور سمین اپنا تخت بچھوایا کہ اس سے مال بلقیس کی انگلیوں اور
 پند لیوں کا کھل جائیگا بہر تقدیر جب حضرت سلیمان نے یوں ارشاد کیا قال عفریت
 بن الجن انا آتیک قبل ان تقوم من مقامک وانی علیہ لقوی امین مینے بولا ایک
 رکش جنوں میں سے لا دیا ہوں وہ تجھ کو پہلے اس سے کہ تو اٹھے اپنی جگہ سے اور
 میں اس کے زور کا ہوں مست ہر بیٹے ایک جن نے کہا کہ میں زور آور ہوں اس تخت کو
 اٹھائے لا تا ہوں جیتک آب دربار سے آٹھیں اور حضرت سلیمان کا دستور تھا
 کہ دو پہر تک دربار کرتے تھے اور نام اس عفریت کا حسب تحقیق وہب ابن مہرہ کو ذون
 تھا اور بعضے ذکان بھی کہتے ہیں الا صحیح یہ ہے کہ مخزن نام تھا اور اس نے امانت اس واسطے
 ظاہر کر دی کہ اس تخت میں جواہرات لگے تھے مینے اسمین کی سیطر علی خیانت نہوگی

عمر تک حضرت سلیمان نے فرمایا کہ اس سے بھی کوئی جلد لاوے قابل اُذی عنہ سلم
 من الکتاب انا ایتک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک یعنی بولا وہ شخص جسکے پاس تھا
 ایک سلم کتاب کا میں لا دیتا ہوں تجھ کو وہ پہلے اس سے کہ پھر آوے تیری طرف تیری
 آئیے **فائدہ** مفسرین کو اختلاف ہو کہ وہ عالم کتاب کون شخص تھا اور اسکا کیا
 نام تھا بعضے کہتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک اور ہی
 فرشتہ تھا مویذ حضرت سلیمان کا اور بعضے کہتے ہیں وہ فرشتہ تھا جسکے دفتر مقادیر
 سپرد ہو اور اس تقدیر پر کتاب سے مراد لوح محفوظ ہی اور بعضے کہتے ہیں حضرت خضر تھے
 اور تفسیر منیر میں لکھا ہے کہ نبو صہ کا اڈو کا ہو کہ ہمارا باپ تھا اور بعضے کہتے ہیں علیہایا
 ذوالنون تھا مگر مشہور تر مفسرین میں یہ ہے کہ آصف ابن برخیا وزیر تھا کہ اسکو ہم عظم
 معلوم تھا کہ وہ جب دعا کرتا دعا اسکی قبول ہوتی تھی آئنے کہا کہ آپ نماز پڑھیں اور
 جانب میں متوجہ ہوں میں دعا کرتا ہوں آپ کی نظر نہ پھر کی تخت بلقیس بلجائیگا سو
 آصف نے دعا کی اللہ جلثانہ نے فرشتوں سے تخت بلقیس آٹھوا کر آسمان سے
 حضرت سلیمان کے رکھ دیا یہ روایت ہے ابن عباس کی اور کلبی روایت کرتے ہیں
 کہ آصف ابن برخیا سجدہ میں گرے اور اسم عظم پڑھنے دعا مانگنے لگے
 عرش بلقیس زمین کے نیچے نیچے دو سینے کی راہ سے تخت سلیمان کے پاس
 آگیا مجاہد اور مقاتل فرماتے ہیں کہ اسم یا ذوالجلال والاکرام تھا جو آصف نے
 پڑھا تھا اور کلبی کے نزدیک یا خنی یا قیوم کہ زبان عربی میں ایہا استراجیا ہو
 اور حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ یہ دعا پڑھی تھی یا اللہ والکل شی الہا
 واعد الالہ الا انت آتئی بعرشہا اور عالم التنزیل میں محمد ابن السکندر سے
 روایت ہے کہ حضرت سلیمان نے خود دعا مانگی تھی یعنی جب حضرت سلیمان نے
 عرش لانے کو فرمایا تب ایک عالم نبی اسرائیل نے کہ اسکو سلم کتاب قرار
 واقعی حاصل تھا بولا کہ میں بہت جلد لے آتا ہوں حضرت سلیمان نے فرمایا
 کہ لاؤ آئے کس کہ آپ نبی ابن النبی ہیں آپ سے زیادہ کوئی نہیں ہو اگر
 آپ دعا کیجیے تو اللہ تعالیٰ آسیر وقت تخت بلقیس پہونچا دے حضرت
 سلیمان نے کہا سچ کا تو نے اور دعا مانگی میں دعا میں تخت بلقیس پہونچا

اور یہ روایت بعضوں نے کہ نزدیک صبح ہو کیونکہ جب تخت آیا تو حضرت سلیمان نے فرمایا کہ
 ہذا من فضل ربی کہا قال اللہ تعالیٰ فی سورہ النمل فلما رآہ مستقرًا عندہ قال ہذا من فضل ربی لیس لونی
 استکرام الکفر ومن شکر فأنما یشکر لنفسہ ومن کفر فأن ربی غنی کریم یعنی پھر جب دیکھا
 وہ دھرا اپنے پاس کہ یہ میرے رب کے فضل سے میری جانتے کو ہو کہ میں شکر کرتا
 ہوں یا ناشکری اور جو کوئی شکر کرے تو شکر کرے اپنے واسطے اور جو ناشکری کرے
 سو سبہ ارب بے پردہ ہو نیک ذات مگر کتاب الحروف کے نزدیک صحیح یہ جو
 کہ آصف ابن برخیا کی کرامت تھی انکو اللہ کے اسما کا علم تھا انھوں نے اس اسم کی
 تاثیر سے تخت منگوادیا تو حضرت سلیمان نے فرمایا کہ ظاہر کے اسباب سے تخت نہیں
 آیا اللہ کا فضل ہو کہ میرے رفیق اس درجہ کو پہنچے کہ اُسے کرامات صادر ہونے لگیں
 بالجملہ جب تخت آگیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا بکروا لیا عرشا منظر اہتدی
 ام تمکون من الذین لا یتندون سینے روپ بدل دکھاؤ اس عورت کے آگے اس کے تخت
 کا ہم دیکھیں سو جہ پاتی ہو یا ان لوگوں میں ہو جو سو جہ نہیں فائدہ روپ بدلنے سے
 یہ مراد ہو کہ ہیئت و صورت اس تخت کی تبدیل کر دو چنانچہ جنات نے اعلیٰ کو اسفل اور
 مقدم کو موخر کر دیا اور جو اہرات جو اس میں جڑے تھے انکو اکھاڑ کر اور قرینے سے جڑے
 یعنی سرخ کی جگہ سبز اور سبز کی جگہ سرخ اور اس تخت کو حضرت سلیمان کے تخت کے
 پاس رکھا جب پہنچی تو کہا کیا ایسا ہی ہو تیرا تخت بولی گویا وہی ہو گا قال اللہ تعالیٰ
 فلما جارت قبل ان ینزل عرشا قالت کائنہ ہو یہ کمال عقل ہو کہ ہو ہو نہیں کہا کہ شاید
 اور تخت بھی ویسا ہو مقابل سے روایت ہو کہ اُسے بغور دیکھنے کے پہچان لیا تھا
 لیکن دھوکا دیا جیسا اسکے ساتھ انھوں نے دھوکا لیا تھا اور عکرمہ سے روایت ہو
 کہ یہ عورت حکیمہ تھی کہ نہ اقرار کیا نہ انکار اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے
 کمال عقل کا دریاقت کر لیا پھر بلقیس نے عرض کیا کہ میں نے ہدایا واپس کرنے سے
 تمہارا نبی ہونا جان لیا تھا اور تمہاری طبع و متقا و ہوشی تھی اور عبادت شمس بھی
 ترک کر چکی تھی اب اس بچہ سے کی کہ میرے تخت کو آپ نے طلب کر لیا ضرورت نہ تھی
 بعد اسکے کسی نے کہا بلقیس نے ادخلی القصر فلما رآہ حبیثہ تجہ و کشفتم عن سابقہا
 لینے اندر چل محل میں پھر جب دیکھا اسکو خیال کیا کہ وہ پانی ہو گرا اور کھولیں اپنی نیندیں

یعنی جب حال عقل کا دریافت ہو گیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کو منظور ہوا کہ حال پیروں کا بھی دریافت فرمادیں تب اپنے دیوانچہ نہ میں تشریف لے گئے اور بلقیس کو طلب فرمایا اس مکان میں تھروں کی جگہ شیشے کا فرش تھا دور سے گویا پانی نظر آیا تب اسے پانی میں جانے کو پند لیا ان کو لین حضرت سلیمان نے دیکھا تو کچھ عیب نہ تھا صرف ساقین میں بال تھے اور اپنی آنکھیں بند کر لیں اور فرمایا انہ صبح محمد بن قوایرہ لینے یہ تو ایک محل ہو جڑے ہوئے ہیں آسین شیشے آسین پانی کسان ہو جو تو دہن آٹھاتی ہو پند لیا ان کو لیتی ہو جب بلقیس حضرت سلیمان کے پاس پہنچی تو حضرت نے دعوت اسلام فرمائی بلقیس نے قبول کیا اور کہا رب انی ظلمت نفسی و اہلک سمع سلیمان لہد رب العالمین بولی اور ب میں نے بُرا کیا اپنی جان کا اور حکم بردار ہو فی سلیمان کی اللہ کے آگے جو رب ہو سارے جہان کا اس وقت بلقیس کو اپنی عقل کا تصور اور حضرت سلیمان کی دانش کا کمال دریافت ہوا تو اسنے سمجھا کہ دین کے مقدمہ میں جو بہ سمجھتے ہیں صحیح ہو اسی دم اسلام لائی اور حضرت سلیمان نے اسکو اپنے محل میں داخل فرما کر زوجات میں نکاح شامل کیا اور تین سوزو جات اور سات سو حرم پسہ دار بنایا بعد اسکے چند روز بعد حضرت سلیمان کو کثرت بالوں سے ایک نوع کی کراہت ہوئی اسکے دفع کرنے کی تدبیریں سوچنے لگے اول نبی آدم کے عاقلون سے دریافت کیا وہ بولے یہ بال بلا خلق کے دفع نہونگے آنجناب نے بلقیس سے کہا کہ ان بالوں کو سوئڈ وال اسنے کہا کہ میرے استرہ نہیں لگا ہوا اگر میں استرہ لگاؤنگی تو بال سخت بھگیں گے پھر مجبور ہوئے آخر کار جنات کے عالموں سے تدبیر پوچھی وہ کہنے لگے کہ اسکے رفع کرنے کی تدبیر سہل ہی ہم نورہ بناتے ہیں اسکو بالوں پر لگائیے اور فوراً حمام کرا دیجیے چنانچہ ایسا ہی کیا تو وہ بال دفع ہوئے اور آسین سے نورہ اور حمام دنیا میں جاری ہوا جبکہ پنڈلیوں کے بال بالکل دفع ہو گئے تو حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلقیس سے نہایت محبت ہوئی اور جنات نے بحکم سلیمان چند قلعہ رفیع الشان و مستحکم بنیاں مانند سلینین و ملیون و غمدون ملک یمن میں تعمیر کیے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہر مینے میں شام سے سوار ہو کر ایک مرتبہ یمن کو تشریف لیجاتے تھے اور بعد قیام سے روزہ تشریف لاتے تھے آخر کار بلقیس سے

اولاد ہوتی کذا فی المعالم اور وہب ابن منبہ سے روایت ہو کہ یغنون نے زعم کیا ہو کہ جب بلقیس ایمان لائی تو حضرت سلیمان نے فرمایا کہ اب تو کسی سے نکاح کرے اسنے کہا کہ میرے ملک میں کوئی آدمی میرے لائق نہیں ہو جس سے میں نکاح کروں فرمایا اسلام میں اس بات کا لحاظ نہیں چاہیے اور تجھ کو لازم نہیں کہ تو اس چیز کو حرام کرے جس کو اللہ حلال کیا ہو تاگزیز اسنے ذابیع بادشاہ بعد ان سے نکاح کیا اور حضرت سلیمان نے اسکو جانب ملک میں روانہ فرمایا مگر یہ گناہ غلط ہو بلقیس اپنے ملک کو نہیں گئی بلکہ سات برس نو مہینے حضرت سلیمان کے پاس رہی اور مدینہ تدمر میں اسکی وفات ہوئی اور اسکے دفن ہونے پر کوئی آدمی مطلع نہیں ہوا اور شمس العلوم کے مؤلف نے لکھا ہو کہ بلقیس بنت ہد بادلوک میرے تھی اور نوے برس اسنے بادشاہت کی اور تزوج سلیمان میں اختلاف ہو واللہ اعلم بحقیقۃ الحال تنبیہ ایک عیسائی ملحد نے ہمارے سید المرسلین صلعم پر یہ اعتراض کیا ہو کہ آنجناب کو اللہ تعالیٰ نے چار بیبیوں سے زیادہ نکاح میں لانے کی اجازت دی چنانکہ سورۃ احزاب میں ہو

یا ایہا النبی انما احلنا لک ازواجک اللاتی آتیت اجورہن و ما ملکت یمینک فیما افار اللہ علیک ینے انہی ہمنے حلال رکھیں تجھ کو تیری عورتیں جنکو مہر سے چکا اور جو ہون مال تیرے ہاتھکا اس سے کہ لوٹ میں دے تجھ کو اللہ یہ بات قدوسیت کے خلاف ہو جواب اس بے الفانی کا یہ ہو کہ کتاب استثنائے باب الکیں نسخہ ۵۲۵ء کے درس گیارہ میں صاف لکھا ہو کہ ان اسیروں میں جو تو خوبصورت عورت دیکھے اور تیراچی اسپر چلے کہ تو اسے اپنی جو رو کرے تو تو اسے اپنے گھر میں لائے گا سرمنڈا اور ناخن کٹوائو وہ اسیری لباس اتارے اور تیرے گھر میں رہے اور ایک ماہ کامل اپنے باپ اور ماں کے سوگ میں بیٹھے بعد اسکے تو اسکے ساتھ خلوت کر اور اسکا خصم بن وہ تیری جو رہو اور کتاب السلاطین کے گیارہویں باب کے تیسرے درس میں لکھا ہو کہ سلیمان کی سات سو آزاد جو روان تھیں اور تین سو لونڈیاں اور کتاب اول اخبار الایام کے باب بائیس میں حضرت داؤد علیہ السلام کی نسبت خطاب کر کے یوں بیان کیا ہو ایک پسرے بڑے تو بوجہ خواہد آمد کہ او صاحب راحت خواہد بود ومن اور از تمامی دشمنان راحت خواہم بخشید یہ نام دی سلیمان خواہد بود

من در ایام وی سلامت و آرام بہ بنی اسرائیل خواہم بخشید او خانہ بنام من بنا خواہد کرد واپس
 من و من پدر وی خواہم بود و تحت سلطنتش ابرہ بنی اسرائیل تا ابد آباد و پائیدار خواہم کرد
 پس اس جگہ عاقل کو نور و تامل دیکھنا چاہیے کہ حضرت موسیٰ علی نبیا و علیہ الصلوٰۃ والسلام
 بلا تعداد عورتوں کے رکھنے کی اجازت دیتے ہیں کہ جس کافر کی بیٹی کوئی پکڑ پاوے تو
 اسکو بے تکلف اور بے تال چور و بناوے اور اپنے گھر میں داخل کرے گو بیشمار ہوں
 اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی جو روان اور لونڈیاں جس قدر تصرف میں تھیں وہ کتاب
 السلاطین سے ظاہر ہو گئیں تو اب انصاف کی آنکھ کھول کر دیکھو کمان نو بیبیاں اور کمان ہزار
 اور لا انتہا اور طرفہ تریہ ہو کہ اللہ نے حضرت سلیمان کو اپنا بیٹا کہا ہو اور بنی اسرائیل کا
 بادشاہ کہ اس باب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی انکے شریک نہیں تھے کیونکہ انکو اللہ نے
 اپنا بیٹا نہیں کہا ہو بلکہ اس قول میں خود حضرت عیسیٰ کو متسم کرتے ہیں پھر میں کہتا ہوں
 کہ اگر خدا کے فرزند سعادتمند نے ہزار عورتیں رکھیں تو اگر اُسکے پیغمبر نے نو عورتیں
 رکھیں تو کون قباحت لازم آئی اور یہ تو کہیں نہیں لکھا ہو کہ ازداج کی کثرت سے حضرت
 سلیمان کا رتبہ کم ہو گیا مگر اسی کتاب اخبار الایام میں معاذ اللہ انحطاط رتبہ کا سبب
 البتہ لکھا ہو کہ بت پرست عورت سے حضرت سلیمان نے نکاح کیا اور خود بت پرستی
 کی یا اینہم سب عیسائیوں کے نزدیک مسلم الثبوت ہو کہ حضرت ابرہیم علیہ السلام کے
 تین بیبیاں تھیں اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے گھر میں چار لونڈیاں اور دو بیبیاں
 اور جملہ نبی اسرائیل انہیں کی اولاد ہیں نہ کہ صرف ان دو مشکوہ کی اور حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کے پاس ایک مشکوہ تھی اور ایک حبشہ بطور جرم اور حضرت داؤد علیہ السلام
 تانوسے بیبیاں تھیں اسپر ایک اور یا کی عورت گھر میں ڈال لی تھی کہ پوری تلو ہو گئیں
 بس ایسی باتوں سے اللہ کی قدوسیت دکھنی اور یا کی میں کچھ نقصان آیا اور ہمسائے
 خاتم النبیین کے واسطے اجازت دینے میں قدوسیت جاتی رہی اور جب خدا کے یکتا
 لاشریک لمطابق اصول عیسائیوں کے ایک عورت کی پیٹ میں لطفہ ادعساقہ اور منفہ
 اور چنیں بکر رہا اور مخبر جناباک سے نکلا اور جوان ہو کر ملعون ہوا اور تین دن دوزخ میں مقیم
 رہا تب قدوسیت کمان گئی تھی جو حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
 کو عورتوں کی اجازت دیتے وقت پھر آئی اور ایک بات اور بھی بڑے لطف کی ہے کہ اسرائیل

سوم کے باب ہشتم درس دوم اور سوم سے ظاہر ہو کہ ہتھیری برنڈیاں اپنے مال سے حضرت عیسیٰ کی خدمت کرتی تھیں اور ساتھ ساتھ پھر کرتی تھیں اور انجیل اول کے باب یازدہم درس نو دہم میں حضرت عیسیٰ مسیح نے مخالفوں کا خیال اپنے حق میں قبول فرما کر کہا ہو کہ میں تو بڑا کھاؤ اور شرابی ہوں پس میں کہتا ہوں کہ ان دونوں قولوں کے ملانے سے اور شراب کی مستی کا لحاظ سے جو کوئی یہودی ازراہ خباثت اور بد باطنی مثلاً ذالک منہا کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو ان خوش وضع تھے رنڈیاں انکو پایا کرتی تھیں اور حرام کاری کے واسطے ساتھ ساتھ پھر کرتی تھیں اور اسی باعث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بیاہ نہیں کیا تو کیا جواب ہو انگریزوں کا ہر کوئی کہ ہرگز کوئی دلیل عقلی یا نقلی تو ریت اور انجیل سے اس بات پر قائم نہیں ہو کہ خداوند تعالیٰ کسی نبی کو کثرت از دو ارجح کی اجازت نہیں دی اور یہ دیکھتا ہو اور نہ کوئی دلیل اس پر قائم ہو کہ جو بہت عورتیں نکاح میں لاوے وہ نبی نہیں ہو کذا فی الاستفسار القصہ جب بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں ہنا شروع کیا تو ایک دن اُس نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ جب آپ سوار ہوں اور سر مملکت کو چلین تو مجھ کو بھی ہمراہ رکاب لیے لیجیے کہ ایک جب زیرہ میں عجائبات سننے گئے ہیں میرا جی چاہتا ہو کہ میں بھی انکو دیکھوں حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو ارشاد فرمایا کہ تخت لاؤ وہ تخت لائی کہ آنجناب بلقیس کو لیکر سوار ہوے اور ہوائے تخت کو اڑایا اور اس جزیرہ میں لیگی جو سات دریاؤں کے بیچ میں واقع ہو اسوقت بلقیس نہایت مغلوط و خوش ہوئی اسی جگہ کئی اسپ پر دربار دیکھ پڑے مگر زور شور و لشکر سے اڑ کر دریا میں گرے حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیوؤں سے فرمایا انکو پکڑ لاؤ وہ اپنی معذوبی بیان کر کے بولے کہ سجدون جن مفرد دریا میں ہو وہ پکڑ لاؤ گی فرمایا اُسے حاضر کر و تب دیوؤں نے ندا کر دی کہ حضرت سلیمان نے وفات پائی یہ خبر سجدون کے کان میں گزری وہ نہایت مسرور و ژا دیوؤں اُسکو فریب دیکر تخت سلیمان پاس لائے حضرت نے قید کرنا چاہا اُس نے امان مانگی فرمایا اچھا گھوڑے دریا پکڑ لاؤ سو وہ چالیس گھوڑے لایا ظہر کا وقت تھا آنجناب انکی خوبی و خوبصورتی میں مصروف ہوے وقت صلوٰۃ فوت ہو گیا کمال اللہ فی سورہ صاد و عرض علیہ بالعتسی الصائمات الجیاد یعنی جب کھانے کو آئے سامنے شام کو گھوڑے نکاحے اس تمام میں بعض مفسرین نے لکھا ہو کہ آنجناب نے کفار و مشق نصیبین پر جہاد کیا اہلین ہزار گھوڑے لوٹ میں آئے کما رواہ الکلبی اور یہ قائل فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد نے جہاد و علاقہ میں ہزار گھوڑے پالے وہ میراث میں ملے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان نے سنا کہ سند رکھے کنارے گھوڑے دریائی

چنانچہ معاملہ تین ابراہیم تیسری کی روایت لکھی ہو اور طریقہ کے نزدیک بیس ہزار تھے اور بھی معاملہ التنزیل میں ہو کہ
 یہ گھوڑے پر داسے وہو اصحیح اور بعضہ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پر چڑھ کر کسی پر جلہ فرما ہوے اور گھوڑے
 مانٹ کو آٹے کے نو سو گھوڑے آئے انکے تلے میں وقت عصر جاتا ہا آفتاب غروب ہو گیا یا کوئی وظیفہ آسمان
 دن میں پڑے تھے وہ قضا ہو گیا اسپر پنجاب کو ملال واکہ اللہ صاحب نے اسکی حکایت فرمائی سورہ صافات
 فقال انی ابعث سب الیٰ عمرین ذر بی حتی توارث بالجاب ردربا علی نطفق مسحا بالسوق والاعناق یعنی پس بولا
 دین چاہی بت مال کی اپنے رب کی یاد سے یہاں تک کہ چھپ گیا اوٹ میں پھیر لاؤ انکو میرے پاس
 پھر لگا جھاڑ سنہ پڑ لیاں اور گردن میں صافات سے مراد کریمہ او غرض علیہ بالعیسیٰ الصافات الحیاتین
 وہ گھوڑے ہیں کہ تین ہزار دن سے کھڑے ہوں اور چوتھے پیر کا کنارہ سم کھڑا رہے یہ قسم گھوڑے کی نہایت
 پسندیدہ ہے اور جیاد سے مراد تیز رو چالاک ہو اور خیل کو خیر اسلیے فرمایا کہ گھوڑوں کی پیشانی سے خیر
 نہ مٹی ہو یعنی اجل غیبت اور مقاتل کے نزدیک حب الخیر سے مراد مال ہو اور ذکر رب سے مراد
 نماز ہے اور توارث بالمعجاب سے مراد پہاڑ جسکی نیچے آفتاب چھپ جاتا ہو اور وہ پہاڑ سبز رنگ کرہ
 زمین کو محیط ہو انحضرت حضرت سلیمان نے پھر گھوڑے طلب فرمائے اور انکی تلوار سے گردن میں مارین
 اور پائی کیا مضیق تفریب خدا او جس کسی نے یہ زعم کیا ہو کہ گھوڑوں کو قید کیا یا گردن میں صرف دارغ دین
 یا شفت دھربانی سے انکا عبا رجھا رازنج نہیں کیا یہ سب غلط ہو چنانچہ معاملہ التنزیل میں ہو کہ حب
 حضرت سلیمان نے گھوڑوں کو ذبح کیا تو اللہ تعالیٰ نے غرض میں بہتر سواری عنایت کی یعنی ہوا کو
 مسخر کیا اور زنجیل ہزار کے تلو گھوڑے نپٹے انھیں کی نسل عالم میں باقی ہو حضرت ابن عباس و حسن و قتادہ
 و مقاتل و دیگر اہل تفسیر کہتے ہیں کہ پڑ کرنا و ذبح کرنا و گردن مارنا گھوڑوں کا حضرت سلیمان کی شیعہ
 حلال تھا ہماری شریعت میں حرام ہے بعض کہتے ہیں گوشت انکا تقسیم کر دیا بعض اہل تفسیر حضرت امیر کہہ
 علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنجناب فرماتے تھے کہ معنی قول خدا ردو علی کے یہ ہیں کہ
 حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم خدا ملائک مومنین سے ارشاد کیا کہ آفتاب پھیر لاؤ کہ میں نہ تازہ
 اور اگر دن وہ آفتاب کو پھیر لائے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے نماز عصر کی پڑھ لی وقت پورا اور گھوڑے
 آئے تھے واسطے جہاد کے اسکے ملاحظہ میں آفتاب غروب ہو گیا تھا لیکن صحت اس روایت کی بخوبی نہیں

[illegible]

فانکہ وہ خیبر میں دعا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آفتاب بعد غروب اسطے نماز امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے البتہ پھیر گیا تھا اس میں شک نہیں کہ امام طحاوی شریح آثار میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی سب ثقہ ہیں اور احمد صالح سے منقول ہے کہ صاحب علم کو لائق نہیں کہ اس حدیث کو بھول جائے کیونکہ یہ حدیث معجزات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے القصہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بعد اس معاملے کے سنا کہ ایک جزیرہ جزائر بحر میں ہے اس میں ایک پادشاہ ہے صید و نبت پرست اسکا ملک بہت ہے کوئی دمان تک جا نہیں سکتا بلکہ البتہ ہوا کہ وہ آپ ہی مطیع ہے چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام باعانت ہوامع بشکر جن وانس اس جزیرہ میں پہنچے اور پادشاہ کو دعوت ایمان فرمائی اسنے قبول نہ کیا لہذا قتل کیا گیا اور مال و ملک غنیمت ہوا از انجملہ دختر پادشاہ کہ مسماۃ جبرائیلہ حسن و جمال میں بے نظیر عصر تھی ہاتھ آئی اسکو حضرت سلیمان علیہ السلام بعد نکاح اپنے قصر میں لائے وہ ایمان لائی اور حضرت سلیمان اسکو اور زوجات سے زیادہ دوست رکھتے تھے چونکہ اسکو اپنے پاپ کے مارے جانے کا غم بشارت تھا اکثر مغموم و مہموم رہا کرتی اور بیشتر مشغول بگریہ و زاری رہتی اس عرصہ میں ایک ابلیس لعین ایک دایہ کی صورت بن کر آیا اور زوال دولت و مملکت صید و نبت پر نہایت متاسف ہوا اور کہنے لگا تو کیونکر سلیمان سے راضی ہو حالانکہ اسنے تیرے باپ کو قتل کیا اور تجھے قید کیسا تو مفارقت پدر میں کیونکر بسر کرتی ہو اسنے کہا مجبور ہوں کیا کروں شیطان نے تصویر صید و نبت دیوں سے کھینچ کر دکھلائی اور کہا یہ صورت تسلی و تسکین کی ہے چونکہ عورت فی ذاتہ بے وقوف ہوتی ہے اسنے ذہن متحیرین یہ صورت خوبی کے ساتھ جم گئی شیطان کو تو یہی فکر تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو غمتہ میں ڈالوں وہ بے ہمتی پرستی کے قواعد ضوابط سے آگاہ کر کے رخصت ہوا اور تصویر صید و نبت اپنے ہاتھ میں لے گیا اب عورت اس تصویر کے تصور میں حیران و پریشان رہتی ایک دن نگین و حیرین بیٹی تھی حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا تو کیوں غمیدہ ہے اور کیسیے اکثر رویا کرتی ہو اسنے کہا میں اپنے باپ کے فراق میں ادھمکات و مال کے خیال میں ہوں و یا کرتی ہوں اور کوئی سبب نہیں حضرت نے فرمایا تجھے اللہ نے اس سے زیادہ ملک مال دیا ہے اور نعمت ایمان و عطا کی ہے کہ سب دنیا و مافیہا سے افضل اعلیٰ ہے بولی یہ سبب رست ہے مگر بہ درد انسانی و بیاد شفقت و محبت پدری مجبور ہوں اگر آپ شیاطین سے ارشاد کریں تو وہ میرے باپ کی صورت بنا دیں اور یہاں رکھ دیں تاکہ میں صبح و شام دیکھا کروں شاید کچھ غم غلط ہوتا ہے چنانچہ بایمان حضرت سلیمان علیہ السلام کہ اسوقت میں تصویر سازی منع نہ تھی شیاطین نے صورت صید و نبت ہو ہو بنائی اس عورت نے پوشاک مطبوع صید و نبت رکرائی اور اس صورت میں بہنائی اور ایک مکان میں قائم کی جب حضرت سلیمان علیہ السلام باہر تشریف لائے تو وہ کہنت اس تصویر پر تاپا تڑویر کو سجدہ کیا کرتی جسطرح اسکی زندگی میں ہوتا تھا یا جسطرح ابلیس استاد نے

بتلایا ہوگا مگر حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس حرکت کی خبر چالیس دن تک نہیں ہوئی آصف ابن برخیا وزیر عظمیٰ
اسمِ اعظم کہ بڑے مومن صدیق دلی کامل تھے مطلع ہوئے اور حضرت سلیمان سے تنہائی میں عرض کیا کہ یا نبی اللہ میری
عمر زیادہ ہوئی دربار کی آمد و رفت سے کمال تکلیف پاتا ہوں چاہتا ہوں کہ ایک گوشہ بکھر کر خلوت گزین ہوں و قبل آمد
نوت یہ چاہتا ہوں کہ آپ کے حضور میں کسی قدر پیغمبروں کے حالات بطورِ راعظ التماس کر دوں جو مجھے معلوم ہیں اور
عوام و خواص کو وہ باتیں تعلیم کر دوں جو انکو غیر محفوظ ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام موافق التماس آصف ابن
برخیا جن و انس کو جمع کیا اور مجلسِ عظمیٰ منعقد فرمائی کہ آصف نے اول حمد الہی کا خطبہ پڑھا بعد اُسکے انبیاء
پیشین کا بالا اجمال ذکر کر کے حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ چھیڑا اور رکنے لگا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام
پیغمبر اولو العزم ہیں اپنی طغولیت میں جسے حلیم بر دبار متقی پر سیزگار و فضل روزگار و خائف از امر زگار تھے
بعد اُسکے سناوت کر کے اور تذکرہ کرنے لگے حضرت سلیمان علیہ السلام پر غضب مجلس سے اُٹھ کر دو تختیانہ میں داخل ہوئے
اور آصف کو بلایا پوچھا کہ تونے نسب پیغمبروں ذکر کیا اور اُنکے اوصاف حمیدہ بیان کیے آخر عمر تک و میری تعریف
ایام کر گپن کی کر کے ساکت ہو گیا اسکا کیا سبب تھا آصف نے التماس کیا کہ آپ کی غفلت و تساہل سے چالیس دن
ہوئے گھر میں خاص ثبت پرستی جو رہی ہو یہ بات شانِ نبوت کے خلاف تھی پھر میں آپ کی خوبیاں اسوقت کی
کس طرح بیان کر سکتا تھا و عظمیٰ جھوٹ بولنا جائز نہیں حضرت سلیمان نے فرمایا انا اللہ وانا الیہ راجعون
اُسوقت گھر میں داخل ہوئے اور صورتِ صید دن خاک میں ملائی اور عورت سے ناراض ہو کر تعزیر فرمائی اور اسے لکیرہ
و صنا حبسین جو ان عورت کا ہاتھ نہ لگا تھا پسنا اور جانبِ پشت و بادینہ بکل گئے اور خاک سوختہ پر بیٹھ کر توبہ و تضرع
مشغول ہوئے اور از بس تضرع و زاری گریہ و زاری میں مشغول ہوئے تمام دن اس کیفیت سے کاٹا شام کو گھر میں آئے
ہیئان ایک عورت سماۃ امینہ و بقولی جبرادہ ام ولد انجناب بھی کہ جن دم انجنابا ستبے کو جاتے یا زوجات سے قرب فرماتے تو بچی
انگشتی اسی کو سونپتے تھے اسوقت بھی نفع حاجت کو تشریف لے چلے انکو مٹی حسبِ دستور اسی کو سپرد فرمائی اور خود
تشریف لیکے صخر جن بقولی صطبرخی صاحب البحر بصورت حضرت سلیمان آیا اور بولا میری انگشتی لا امینہ نے حوالے کی
اُس نے انکو بھی پہن تخت سلیمان پر بیٹھا و خوش و طیب و جن و انسان سب حسبِ دستور حاضر ہوئے جب حضرت سلیمان
جائے ضرور سے آئے تو امینہ سے انکو مٹی طلب کی وہ بولی تو کون ہو فرمایا میں سلیمان ہوں ابن داؤد علیہ السلام امینہ
کہا کہ کاذب ہے سلیمان تو انگشتی لیکیا اور اپنے تخت پر بیٹھا ہوا حکم رانی کر رہا ہے تب حضرت سلیمان نے جانا کہ
اُسی خطا پر میری آزمائش ہوئی ناگزیر خوفناک باہر بھاگے اور دیدہ بچھرنے لگے کہ جس دروازے پر جاتے اور کہتے
انا سلیمان ابن داؤد صاحبِ خانہ گالیان دیتا اور کبھی مارتا اور اکثر لوگ مجھ کو جانتے تھے آخر کار بھونکے پیاسے بے طاقت
ہو کر بیٹھ رہے کسی نے کھانا نہ دیا تب سوچے اور دریا پر گئے وہاں کچھ لوگ مچھلیوں کا شکار کر رہے تھے حضرت سلیمان

علیہ السلام نے کہا ہکو مزدوری پر رکھ لو ان لوگوں نے رکھ لیا اور دو مچھلی مرزدار دی یعنی دن بھر خدمت کرتے شام کو دو مچھلی ملتیں ایک بیچ کر نان جوین لیتے دوسری بھون کر روٹی کا سالن فرماتے پھر تمام رات نماز پڑھتے صبح تک استغفار و توبہ میں مشغول رہتے چالیس دن اسی کیفیت میں گزرے اور شیطان بجائے حضرت سلیمان حکم رہا اور جب توبہ کی سلطنت مطیع و نقاد رہے لیکن ابن برحیا و زیر اعظم و دیگر علما سے بنی اسرائیل کو اول روز سے تردد تھا اور یہ جانتے تھے کہ یہ شخص سلیمان نہیں ہو اور جنات نے بھی یہ حال دریافت کر لیا تھا مگر سکوت میں تھے جب امتیہ امتحان ربانی گذر گئی تو وہ دیو دریا کے کنارے شراب کی مستی میں گیارہ انگوٹھی گر پڑی اسکو مچھلی نے لیا اسدن وہ شکار میں ملی اور حضرت سلیمان کو مزدوری میں ہاتھ آئی جب اسکا پیٹ چاک کیا تو انگوٹھی نکلی حضرت نے ہنسی اور سجدے میں گرے ہنوز سر مبارک سجدے سے نہ اٹھایا تھا کہ جنات انسان طیور وغیرہ خدمت میں حاضر ہوئے حضرت اپنے تخت پر تشریف لائے اور توبہ نہایت اپنی علی رؤس الاشہاد ظاہر فرمائی اور حکم دیا کہ صحرا یا صحرا جن کو حاضر کرو کہ وہ گرفتار ہو کر آیا آنجناب نے اسے قید کر کے دریا میں پھینک دیا محمد ابن اسحق نے ابن مینہ سے اسی طرح روایت کی ہے اور کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں ولقد فتننا سلیمان اسی طرف اشارہ ہے لیکن یہ روایت منجملہ منہیات و اکاذیب یہودیوں ہے اور ابن مینہ اکثر کتب بنی اسرائیل سے حکایتیں بے سند و بیان کرتا ہے اور بعضے اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ بعد اس واقعے کے حضرت سلیمان نے اس عورت کو قتل کیا اور اسکی لونڈیاں باندیاں کہ چار ہزار ہو گئی سب جلوا دیں اور کتابیں جس کی جوہر خراج صید و ن کی سلطنت سے لایا تھا انکو ایک قلم چاک کر دیا یا معالمتنزیل میں ہے کہ ہرگز اسد صاحب نے شیطان جیم کو عورات حضرت سلیمان علیہ السلام پر تسلط نہیں دیا بلکہ سبب فتنہ یہ واقع ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی تین سو بیسیاں تحفیں از انجملہ ایک بی بی پر اعتماد و محبت تھا کہ جب کبھی استنجہ کو جاتے تو انگوٹھی اسی کے سپرد کر جاتے ایک دن اس عورت نے کہا کہ یا رسول اللہ ایک شخص میرے بھائی سے خصومت کرتا ہے میں چاہتی ہوں کہ آپ فیصلہ کر دیں حضرت سلیمان کے منہ سے نکلا اسکو سنا ہوگی اسی پر اللہ نے جانچا کہ انگشتی دھوکھے میں صخرہ جینی لے گیا اور آواز سلیمان علیہ السلام کی بنا کر تخت نشین ہوا اور سب لوگ مطیع و فرمان بردار ہو کر صرف اکبر علما نے انکار کی اور جمع ہو کر زوجات سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ ہم نے اس شخص کو قبول نہیں کیا اور اصل سلیمان نہیں جانا کیونکہ یہ شخص سلیمان نہیں اور اگر ہو تو اسکی عقل خط ہو گئی ہے اور آصف ابن برخیا نے عورتوں سے پوچھا اس عرصہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف لائے تھے یا نہیں وہ بولیں ہاں ایک عورت نے کہا مگر اندون سلیمان کی عقل جاتی رہی ہے کہ اسنے استنجہ کے وقت انگشتی مجھے نہیں دی اور چالیس دن گذر چکے ہیں پھر سب عورتیں و لائیں آصف ابن برخیا نے کہا صبر کرو میں تدبیر کرتا ہوں چنانچہ چند کس تو ریت خوان خوش آواز اپنے ساتھ لیکر تخت سلیمان کے پاس گئے اور ارشاد کیا کہ تو ریت کا کوئی سفر یا آواز پڑھو کہ اس میں ہکو

نفع ہو سو ان لوگوں نے توریت کا پڑھنا شروع کیا چونکہ توریت کلام الہی تھا وہ نصیحت ناپاک اسکی تاب نہ لاسکا بھاگا اور ایک برج کے بنگرے پر جا بیٹھا وہاں دریائے گناہ گلوٹھی گرنی مچلی بنے پانی اُسی دن حضرت سلیمان علیہ السلام بھوکے پیاسے دریا پر آئے وہاں صیاد جال اُچھلایاں پکڑتے تھے آنجناب نے کھانا مانگا ایک نے مارا دوسرے نے ظالم کو علامت کی اور دو مچھلیاں دین حضرت سلیمان ان کے پیٹ پھاڑ کر دھونے لگے ایک ماہی کے پیٹ سے انگوٹھی نکلی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے پہنی فی الفوجبات و ناس و حوش و طيور بدستور حاضر ہوئے اور سب قوم کے لوگوں نے سچا مانا اور معذرت کرنے لگے حضرت سلیمان نے فرمایا نہ تمھارے مذکر کی تمکاپت ہو اور نہ قدرِ مذہب کی تشریف یار موجود واقع ہو اور دریا لکھا ہوا تھا پھر ملک میں تشریف لائے اُس دن نصیحت کو پکڑ کر ایک صندوقِ تسبیح میں مقفل کر کے مہر فرمائی اور دربار میں بھینکوا اب بھی وہ شیطانِ نمرہ ہر قیامت تک یاد اسی طرح رہیگا یہ روایت قید کی صحیح ہے اسی کا اشارہ قرآن شریف میں ہے آخرین مقررین فی الاصفیٰ یعنی اوراد طرح کے جکڑے میں بخیر و نین اور حدیث شریف ہے کہ آخری زمانے میں وہ شیطانی جنکو حضرت سلیمان نے قید کر دیا میں اللہ سے سوچھینگے تمھارے پاس اور سکھاؤں تین تمھارے دین کی قبول نہ کرو ان سے کچھ اور بعض روایات میں ہے کہ جب زمانہ حضرت سلیمان منظرِ الہی ہوئی تو انگشتی از خود گرمی و مرتبہ آصف آیا اُسے کھانسی اور آواز میں ہر اُس نیت پر جواور ہوئی ہوا انگوٹھی چالیں دن تمھارے ہاتھ میں نہ رہیگی لہذا حضرت سلیمان تو بد مذہبیت میں مشغول ہوئے آصف نے کارِ ملک انجام دیا بعد انقضائے ایام امتحان انگشتی پہنی ملک بدستور ملا اور حیدر ابنِ مہتاب سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان تین دن خلق سے پوشیدہ ہوئے تھے وحی ہوئی کہ میرے بندوں کے چھپاؤ تو انکے کام میں دخل نہ کری ازمایش تھی اس میں انگشتی بھی جلتی رہی اور تفسیرِ دارک و راہدی میں لکھا ہے کہ جو روایات گم گشتگی خاتم وقوع عبادت صنم و تصرف دیو بنجائے حضرت سلیمان شہرت پذیر ہیں جملہ اکاذیب و نقباتِ جہود و بہتانِ طوفانِ بنی یہود یہودی کی ہر جھوٹے کہتے ہیں ایک دن حضرت سلیمان اعراسے ناراض ہوئے اسپر کہ جہاد کفار میں کمی کرتے تھے سو چاہا کہ ایک شب میں اپنی شہرِ زوہبات سے ہم بسیر ہوں کہ ہر ایک بیٹا جنے وہ جہاد میں کوشش کریں فرشتے نے دل میں اَلانْشَاءَ اللہ وہ بھول گئے کہ شہرِ عورت میں ایک ہی کے محل ہوا وہ وقت پر آدھا آدمی جنی قابیہ نے اُسکو لاکر تخت پر رکھ دیا حضرت سلیمان اُٹھیاں ہو کر اَنشَاءَ اللہ نہ کہنے پر اسیکا اشارہ ہوا لہذا قننا سلیمان و القیننا علی کرسیہ جہنم انا یعنی ہم نے جانچا سلیمان اور ڈال دیا تخت پر ایک طرح پر وہ رجوع ہوا بکذا ردی البوہرہ عن النبی صلعم مگر اتنا زیادہ ہو کہ قسم ہے اللہ کی اگر کہتا سلیمان اَنشَاءَ اللہ تو پیدا ہوتے سب عورتوں سے بیٹے اور جہاد فی سبیل اللہ کرتے رواہ البخاری مسلم اس حدیث سے جانا گیا کہ جب کسی کام کا ارادہ کرے تو اَنشَاءَ اللہ ضرور کہے کیونکہ بدون مدد الہی آدمی سے کوئی کام نہیں ہو سکتا پیغمبرِ یوادی حکیم ہوا یا پادشاہ اور قولِ شہر ہے کہ جب درمے اور مخزن جنی ہو کہ اُسکو تخت پر ڈال دیا تفسیرِ جہاں میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان کے ایک بیٹا تھا جنات چاہتے تھے کہ اُسے مار ڈالیں کیونکہ یہ بھی اور اثمت پر در شاہد ہو سکتا ہے کہ حضرت سلیمان نے مطلع ہو کر نبی کو پھر کیا

تقصا و دہر گیا ابر نے اسکو تخت پر ڈال دیا اُسپر حضرت سلیمان ایشیان ہوئے اور توبہ کی کہ غیر خدا پر توکل نہ چاہیے اُسکا اشارہ ہو و القینا علی کرسیہ اور بٹھے کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان شدت بیار ہو سکا اُنکو تخت پر بٹھلایا تاکہ مہمّا ظلم میں خلل نہ پڑے پھر اچھے ہو گئے اُسکا اشارہ ہو و القینا علی کرسیہ جدایہ دونوں وایت ضعیف ہیں القصد جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا امتحان ہو گیا اور توبہ نہ نہت منظور ہوئی تو حضرت سلیمان نے یہ عاجزی انکسار کہا رب اغفر لی و رب لی ملک لا ینبغی لاحد من بعدی انک انت الوباب یعنی ای میرے معاف کر مجکو اور بخش مجکو وہ پادشاہی کہ نہ چاہیے کسی کو میرے پیچھے توبہ شک نہ بخشنے والا یعنی کسکی حوصلہ نہ کہ وہ لے سکے مقابلہ میں کیاں کہتے ہیں کہ نہ کسی کو میرے بعد اور عطا ابن باح کہتے ہیں کہ ایسا ملک عنایت ہو کہ پھر محضنے لیا جائے امام شیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بتعلیم آتی جانتے تھے کہ خاتم الانبیاء و سرور الاصفیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ملک دنیا پر التفات نہ فرماوینگے تب یہ دعائانکی اور صاحب فتوحات فرماتے ہیں کہ اہر حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ بھی کہ مجکو ملک عنایت کر کہ طہور اُسکا بافضل کسی کو نہ ہو کیونکہ بالقہ حضرت رسالت پناہ مسلم کو وہ ملک حاصل تھا چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیحین میں روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک ذرِ عنبریت آیا اُسنے چاہا کہ نماز میری ٹوٹ جائے اند نہ مجکو فوت دی کہ میں نے اُسکو گرفتار کیا اور چاہا کہ ستون مسجد میں باندھوں تاکہ تم لوگ دیکھو پس یاد آئی مجکو و عا اپنے بھائی سلیمان کی رب ہب بی ملک لا ینبغی لاحد من بعدی یعنی ای میرے رب سے مجکو ایسی پادشاہی کہ میرے بعد پھر کسی کو ویسی نہ ملے ہوا سطلے میں نے دُکار کے ڈھکیل دیا و ملک سے اس جگہ تہجیر جن مشیا طین ہی چونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام یون و عافرائی اور اس ملک کو خاص اپنے واسطے مانگا اسیلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چاہا کہ میں تصرف اپنا اس ملک میں ظاہر کر کے اپنے بھائی کے کارخانہ میں فتور و شکستگی ڈالوں الا بالقہ نصرت و قدرت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تھا بلکہ تمام ملک ملکوت و جن و انس و تمام عالم بہ تقدیر و تعریف الہی حیثہ قدرت و تصرف حضرت صلعم میں تھا بالجملہ اللہ جل شانہ نے و عا حضرت سلیمان علیہ السلام سطلے قبول کی اور ارشاد کیا فسخرنا لہ الریح بحری بامرہ رحاء حیث اصابت امشیاء طین کل بناء و غواص و آخرین مقبرین فی الاصفاد ہذا عطا دنا فامن اداسک بغیر حساب و ان لہ عندنا لافعی و حسن باب یعنی پھر بننے تابع کی اُسکی ہوا چلتی اُسکے حکم سے نرم دم جہان بھیجا چاہتا اور تابع کیے شیطان سب عمارت بنانے والے اور غوطے لگانے والے اور کتنے بندھے ہوئے بیڑیوں میں یہ ہر بخشش ہماری اب تو احسان کو یا رکھ چھوڑ کر نہیں حساب اور اُسکو ہمارے پاس مرتبہ ہو اور اچھا ٹھکانا یہ اُنکی مہربانی تھی کہ اسقدر توبہ و نیات عنایت کی اور بخمار کر دیا حساب معاف کر کے یا این جمہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو کرمی بنا کے کھاتے تھے اور کچھ بھی ملک سے لیکر اپنے خرچ میں نہ لاتے تھے مقابل رضی اللہ عنہ کہ یہ فامن اداسک بغیر حساب سے یہ مراد ہے ہیں کہ جس کو کئی قید کرنا ہوتا تھا کہ اور جسکو چھوڑنا ہو چھوڑ دے چنانچہ حضرت سلیمان نے یہ دستور کیا کہ دنیا میں جاں کین

معلوم کرتے کہ جن کسی کو ستا تا ہو تو اسکو قید کر کے دریا میں ڈبو دیتے تھے کہ بعض جنات اب تک قید ہیں تاہم تاریخ ابوالفدا میں
 کہ سال چہارم جلوس باہ آبارسنہ پانسو آٹھائیس میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر بیت المقدس شروع فرمائی
 اور آخر سنہ پانسو چھٹیاٹھائیس میں فراغت حاصل کی اور تعلق اسکا تیش گز اور طول ساٹھ گز کا اور عرض نہیں گز کا تھا
 اور فصیل بیرونی اسکی نو گز کی مربع تھی بعد اسکے سال چوبیس جلوس میں دار السلطنت بیت المقدس میں بنوایا یہ بنا
 تیرہ برس میں طیار ہوئی اور عالم التنزیل میں لکھا ہو کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے مسجد بیت المقدس کی چار دیواری
 برابر قد آدم بنوائی تھی اس عرصہ میں وحی ہوئی کہ تمھارے ہاتھ سے یہ تعمیر ختم نہوگی بلکہ اتمام اسکا سلیمان کے ہاتھ سے
 مقدر ہو ناچا حضرت داؤد علیہ السلام اس سے دست بزا رہو سے چنانچہ اپنے عہد میں حضرت سلیمان نے چاہا کہ اس بنا کو
 تمام کریں تو اول ایک شہر کی بنادالی اور نام اسکا بیت المقدس رکھا جب شہر طیار ہو گیا تو مسجد شریف کی طرف متوجہ ہو
 اور جنات کو جمع کر کے مختلف کاموں پر متین کیا کہ ایک گروہ سونا چاندی یا قوت فیروزہ و زبرجد لایا اور ایک فرقہ
 مردارید و اجبار لایا اور ایک جماعت مشک غنبر وغیرہ اشیاء خوشبو دار لایا جب یہ سامان طیار ہوا تو اول حضرت
 سلیمان علیہ السلام نے مسجد کی زمین کو سبز و سفید و زرد و پتھر دن سے بھر دیا اور بڑے بڑے پتھر دن سے دیواریں
 بنوائیں اور انکو جو اہر سے جڑوایا اور ستون چائیس گز کے لمبے سنگ مرمر کے قائم کرائے اور چھت جو اہر کے تختوں
 پٹائی اور آرموس کی چار دیواری لگوائی ایک کا نام باب داؤد علیہ السلام رکھا اور دوسرا باب طوبی اور تیسرے کا
 باب الحجۃ اور چوتھے کا باب النبی العربی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اندرون مسجد مقادیل طلائی و نقریٰ اور زان کر اہلین اور
 ہر ایک قدیل میں ایک ایک گوبہ شب افروز رکھا ویکہ کہ اسے تمام مسجد میں روشنی ہوتی تھی بعد اسکے ایک بیٹھن
 کہ اسکا نام قبۃ الصخرہ رکھا تعمیر کرایا اور اسپر ایک گنبد نہایت بلند بنا کر کبریتا حمر سے اندودہ کر لیا کہ بارہا کوس تک
 اسکی روشنی میں سب آدمی سیر کرتے تھے جب اس طرح کی عمارت طیار ہوئی اور کسی قدر کام اُسین باقی رہ گیا تو حضرت
 سلیمان علیہ السلام نے علما و احباب بنی اسرائیل کو جمع فرما کے جشن عظیم کیا اور سب لوگوں سے متوجہ ہو کر ارشاد کیا
 کہ میں نے یہ گھر خالصاً لہ بنوایا ہر گاہ ہو کہ جو کچھ اس گھر میں ہو صرف واسطے خدا کے ہو مناسب ہو کہ عمارت باقی
 کسی وقت خالی نہ رہے اور حدیقہ الاقامہ میں ہو کہ یہ مسجد جانب مشرقی بیت المقدس میں واقع ہو طول اسکا
 سات سو چاراسی گز کا ہو اور عرض چار سو پچپن گز کا اور چھ سو چاراسی ستون اُسین قائم کیے گئے تھے اور چار سو
 منبر تھے اور عیشہ رات وقت چار ہزار قدیلین روشن کی جاتی تھیں اور سات سو فراتس مسجد کی خدمت میں تھے اور کچھ اس میں رہتے تھے
 پھر ہوئے تھے اور جن مسجد میں ایک صلیب یا چکر کا مرقع اور اس میں ایک قبۃ عظیم سے قبۃ صغیرہ بنوایا تھا اُسی میں قدیم بادشاہ عالم الانبیاء
 صلی اللہ علیہ وسلم کا نشان ہوا یہی پتھر دن گز کا ایک جانب سے بلند ہوا تھا کہ حضرت صلعم نے فرمایا قف سو وہ اسی طرح معلق رہ گیا اور
 اسی جگہ حواریہم دکر یا دکر حضرت سلیمان علیہ السلام واقع ہوئے تو کہ آد عبد اللہ ابن عمرو ابن حاص سے روایت ہو

یہ
 صلیب
 فتح مسجد و مسجد بنی
 اور قافس اور
 مسجد بنی
 مسجد بنی
 عیال

کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بعد تعمیر حضرت سلیمان تین دعائیں مانگیں ایک حکم مطابق حکم الہی ہو عنایت ہو اور مالک کہ وہ بھی ملا تیسرا جو شخص اس مسجد میں دو رکعت پڑھے اُسکے گناہ عفو ہو جاوین یہ دعا قبول نہوئی اور میں اسید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے تینوں باتیں عنایت کرے القصہ حضرت سلیمان بیت المقدس میں بننے لگے کبھوں ایک برس گاہے دو برس اور کبھوں ایک مہینے یا دو مہینے اور اس سے کم ذرا یا وہ بھی قیام فرماتے تھے اور مسجد میں عبادت کرتے تھے اُس مقام میں جہاں حضرت عبادت کرتے تھے صبح کے وقت ہر روز بطور خرق عادت ایک رخت ظاہر ہوتا تھا حضرت سلیمان اُس کا نام اور وجہ ظہور اُس سے دریافت کر لیتے تھے ایک دن اُس نے کہا میرا نام خرنوب ہو فرمایا تو کس واسطے ہو اُس نے کہا واسطے خرابی شہر بیت المقدس اور مسجد کے ہوں کہ میری زندگی میں ایسا نہ ہوگا اور اُس کو اکھیر ڈالا اور حافظہ کریم میں جمادیا اور عالمی کہ یا آئی ہو میری خجائیدہ ظاہر نہو تا کہ انسان جانیں کہ اُو کو علم غیب نہیں ہے بعد چندے محراب عبادت میں داخل ہوے اور اپنی لامٹی کے ٹیک لگا کر نماز پڑھنے لگے اُسی وقت حضرت ملک الموت علیہ السلام نے قبضہ روح فرمایا مگر آنجناب اُسی طرح کھڑے رہے اور جنات و شیاطین جب ستور اعمال شاقہ میں مصروف رہے یہاں تک ایک برس گذرا اور انکو خبر وفات کی نہوئی تب گھن کے کیرے نے عصا مبارک کھایا اور حضرت سلیمان زمین پر گرے حضرت عباس فرماتے ہیں کہ دیمک کا احسان جنات پر یہ ہو کہ اُسکے سبب سے موت سلیمان پر مطلع ہوے اور جنات اُسکے عوض کھانا اُس کا مٹی و پانی سے لیکر وخت میں رکھتے ہیں اس قصہ کا اشارہ سورہ سبأ میں ہو

۴
سیدنا سلیمان علیہ السلام
کی وفات کا حال

فلما قضینا علیہ الموت ما ولم یلم موطاة الادب الا ان یتما کل منہ یتما خلا خرمیت الجن ان لو کانوا یعلمون انہ
ما البشوانی العذاب المہین یعنی پھر جب تقدیر کی بننے اُس پر موت نہ جتایا اُو کو اُس کا مرنے کا کیر کیرا کھن کا کھانا
عضا پھر جب وہ کیر پڑا معلوم کیا جنون نے اگر خیر غیب کی رکھتے موتے تو نہ رستے ذلت کی تکلیف میں یعنی باو
علم غیب کس واسطے ذلت باکرشی و معاری و بخاری غیرہ تکلیف روزمرہ تمام برس کی اٹھائی اُسی دم اپنے آپ
گھر نہ چلے جاتے کیونکہ حضرت سلیمان کی وفات ہو چکی تھی مگر اُو کو اصلاً خبر نہیں ہوئی اسوقت تک کہ قبضہ
سکا رعارت اختتام ہوا اور کسی طرح کا کام انجام کو نہ رہا اور بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ بہ تمام
تیار نہوئی تھی ایک برس کا کام باقی تھا متقاضی اجل نے دامن سلیمان پکڑا اور دو بیت حیات طلب کی
تب حضرت سلیمان علیہ السلام نے وصیت فرمائی کہ میری وفات کی اطلاع جنات وغیرہ کو نہونے پاوے
یہاں تک کہ مسجد بن جائے سو جبے فات ہوئی تو بعد غسل و صلوٰۃ کے لامٹی کی ٹیک دی جسم اطر کو کھڑا کیا
کہ جنات حضرت کو حقی و قائم سمجھ کر کام میں مصروف رہے ایک برس بعد گھن کے کیرے نے اُس لامٹی کو نیچے سے
کھالیا وہ لکڑی گری اور جسم لطیف بھی گر اسب لوگوں کو وفات کی اطلاع ہوئی جنات اُسی وقت پہاڑوں

اور جنگلوں میں پوشیدہ ہوئے اور ایک روایت یہ ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنی موت کا علم آیا تو نقشہ عمارت بنایا بعضی کھینچ کر شیشے کے مکان میں جو کہ آپ کے لیے جنات نے بنایا تھا جلوہ فرما ہوئے اور دروازہ کو بند فرما کے مشغول عبادت خالق کبریا ہوئے کہ بعد وفات بھی ایک برس تک جنات مسجد کو بنایا کیے جب کام اسکا ختم ہو گیا تب خبر ہوئی اور جنات اپنی بے علمی و جہل کے قائل ہوئے مگر اُسی وقت پہاڑوں پر چل دیئے حضرت سلیمان کے عہد میں جن و انسان باہم مخالفت نہایت نسبت و نشست و برخاست رکھتے تھے اور شیاطین بن آدمیوں کے رویہ و اعمال عجیبہ و افعال غریبہ ظاہر کرتے اور افسون تھمن شرک و کفر پڑھا کرتے جس طرح اسمائے بتان و شیاطین کہ فرود ملامت میں مقدمہ اگڑے ہیں اور انکے عجائبات کا ظہور و وسوسے ہوتا تھا ایک یہ کہ مخالفت آدمی سے مخالفت جنات کی متفاوت ہو اور افعال و اطوار جنات اوضاع و حرکات انسان سے مختلف ہیں۔ مثلاً اگر اسی آدمیوں کے ہزار ہزار کوس کی خبر میں لائے اور بیان کرتے کبھی کسی کو مار ڈالتے کسی کا پیر بند کر دیتے کسی کے پیٹ میں گھسٹتے وہ درود سننے چلاتا کسی پر ایسا اثر ڈالتے کہ وہ بے تاب ہو جاتا پھر آپ ہی آپسرافہ ان پڑھنے کو بتلاتے تب یہ کیفیت باقی رہتی یہاں تک کہ انسان معزوں کے معتقد ہوئے اور قیام فرماتے بتوں اور شیطانوں کی مکرنگے اور ظاہر ہو کہ کام جنات و شیاطین کے بہ نسبت کام آدمیوں کے خوار و عالت کا حکم رکھتے ہیں اسی باعث سے ستمنا و حماقت انکے معتقد ہو جاتے ہیں دوسرے یہ کہ ارواح بعضہ امر اضداد و خبیثات میں حکم جنات و شیاطین کا رکھتے ہیں کہ بالطبع عالم و پختہ نشانی مرکز ہوتی ہو اور یہ خواہش رکھتے ہیں کہ آدمی ہماری طرف فروتنی و عاجزی پلے سرے کی اختیار کر کے رجوع لاوین اور شیاطین الجن انکو پہچانتے ہیں انھوں نے بعض افسون کو جس سے التبا ان ارواح کی طرف نکلے آدمیوں کو تعلیم کیے اور سجدہ مکرنا ظہان گذراننا وغیرہ افعال تعظیمیہ بجا لانا شرائط میں رکھا کہ انسان بیچارہ شرک و ضلالت میں پڑے اور اس عمل سے انا عجیبہ مترتب ہونے لگے کہ رفتہ رفتہ یہ عمل شنیع رائج و مشہور ہوا حتیٰ کہ یہ خبر حضرت سلیمان کو ہوئی آپ نے آصف ابن برخیا کو ارشاد کیا کہ شیاطین کو جمع کرو اور اس قسم کے جو کچھ جنین انکے پاس ہوں لیکر میری گرسی کے نیچے دفن کرو اور انسان جنات و شیاطین سے ملاقات نہو کرے اور نہ ایک دوسرے سے کچھ سیکھے آصف نے موافق حکم کے عمل کیا اور جب تک حضرت سلیمان زندہ رہے اسی طرح رہا بعد وفات انکے اور آصف کے شیاطین نے ظاہر کیا کہ سلیمان ساحر تھے بزور سحر بادشاہت کرتے تھے اور ہوا و انسان جنات و طیور انکے مسخر رہتے تھے اور سحر کی کتابیں پیر گرسی مدفون ہیں اسکو نکالو اور مطابق اسکے عمل کرو تو مثل سلیمان تم سے بھی عجائبات ظاہر ہوں آدمیوں نے باغوا سے شیاطین و کتاہیں بکھالیں اور افسون خوانی شروع کی کہ عجائب خواص ان سے ظاہر ہونے لگے اور قوریت خوانی اور علم دین موقوف ہو گیا اور نہامی بہت تحصیل علم سحر و جادو ہوئی تا وقتیکہ شیاطین کو خواہنا ملتا تھا

اطاعت افسون کی بخوبی کرتے رہے اور اٹا اسکے ظاہر ہوتے سب جب انھوں نے دیکھا کہ یہ لوگ ضلالت میں
 پڑ گئے اور کتب انبیہ سے قرار واقعی پھر گئے تو اطاعت افسونوں سے دست کش ہوئے اور وہ آثار بھی کم ہونے لگے
 اور اس حادثہ غیبیہ کی طرح کی حضرت یسویون کے دین میں پہنچی اولیٰ اعراض کتب انبیہ سے دوسرے اعتقاد تاسر
 اسما ربانی اسلاف شیاطین سے اور بجا الانا ندو قربان کا صریح کفر و شرک ہو تبسرا سو ظن حضرت سلیمان علیہ السلام
 حق میں یہاں تک کہ انکی نبوت سے بھی انکار کرنے لگے اور کہنے کہ سلیمان ساحر تھے چنانچہ یہودی کہتے تھے کہ محمد صام
 باطل کو حق سے ملاتے ہیں جو سلیمان کو پیغمبروں میں ذکر کرتے ہیں حالانکہ سلیمان ساحر تھے کہ بزورِ عمر ہوا پر چلتے تھے
 اور اسی ظن بد کو اللہ صاحب نے روک دیا جو کہ دکان فرسیان و کان انشیاطین کفر و العیون الناس السحر یعنی کفر
 نہیں کیا سلیمان نے لیکن شیطانوں نے کفر کیا کہ لوگوں کو سکھائے سحر یعنی سلیمان ہرگز کافر نہیں تھا اور معتقد تھے
 اسما و احصاء و شیاطین تھا اور زندہ قربان جو کہ قوتِ سایہ سحر کے تھے کیوں بجا نہ لاتا تھا کیونکہ وہ باقرار
 ایک جماعت کشمیرہ یہودی کے پیغمبر تھا اور عصمتِ پیغمبر کی کفر تین درجہ ہے، کیونکہ منصب نبوت کے ساتھ کفر و منافات
 صریح ہے اور نبوت انبیاء علیہ السلام واسطے ہے کفر سے ہو پس اگر خود کفر کرنے لگے تو نقص غرض نبوت لازم آتی ہے
 مگر شیاطین الجبن اور انس کہ حضرت سلیمان نے جزا میں کیے تھے یہاں اس لئے تھے اور اللہ اہل ایمان میں داخل
 ہوئے تھے اور جو اہل نفس کی شرارت سے ہمہ تن تھے و بقتلہ سے خاصیت اسلیب کے کافر ہو گئے اور بہت دروغ
 حضرت سلیمان پر کرنے لگے کہ وہ بھی اعمالِ حرام کرتے تھے، انہیں حال سے جن داند و حوش و طیور غیر مخلوقات
 انکے مستغرق تھے اور اس قدر پر قناعت نہیں کی بلکہ اعمالِ حراموں کو تعلیم کرنے لگے تاکہ مانند اپنے کافر و
 ساحر بنادین اور آدمی انکے افراد و دروغ سے فریب میں اگر گمان کرنے لگے کہ عملِ سحر بد نہیں ہے والا اس طرح کا
 پیغمبر عالی قدر کس طرح مشغول ہوتا وہی بات یہود نے پکڑ لی کہ اپنے دین و کتاب کو چھوڑ کر اعمالِ سحر کی
 تلاش میں پڑے قائدہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر حضرت سلیمان نے اس طرح دی ہے اور اب تک
 نسخہ التماجیح میں موجود ہے کہ چاہتے ہیں بھائی کا بیٹا اپنے باغ میں نرول فرماوے اور اُسکی میوہ کھائے
 او اور شلیم کی لڑکیوں میں تھیں قسم دیکر کہتا ہوں کہ جب میرے بھائی کے بیٹے کو پانا خبر دینا کہ میں اُسکو
 بہت دوست رکھتا تھا میرے بھائی کا بیٹا سرج و سفید ہو اُسکے دونوں ہاتھوں میں ترسیس کا سونا بھر لیا ہو
 انہی اس خبر کو کسی نصرانی نے حضرت عیسیٰ کی خبر نہیں بتلائی کیونکہ اگر عیسیٰ مراد ہوتے تو حضرت سلیمان بہن کا بیٹا
 کہتے کیونکہ اُسکے باپ نہ تھیں یہ خبر نہیں ہو مگر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ترسیس کے سونے سے
 یہ مراد ہے کہ فارس کا ملک مال اُنکے ہاتھ آویگا اور لڑکیوں سے مراد باشندگان اور شلیم میں اور رنگ ہمارے
 حضرت کا سرج و سفید تھا اور اسرائیلیوں کے بھائی اسماعیلی ہیں جو ہمارے پیغمبر کے باپ و دادا کے تھے

فائدہ تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان کو تیرہ برس کی عمر میں پادشاہت ملی اور تیرہ برس کی عمر میں انتقالِ جنت فرمایا اور بعضے چھترہ بیان کرتے ہیں اور بستان فقیہ ابوللیث میں کہ جب حبار سے انشی برس نقل کی ہو اور اخبار الدول میں ابدن برس کی عمر دروایتی اکیسویں برس کی عمر لکھی ہو اسی طرح اور بھی بیان کرتے ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ ولادت باسعادت حضرت سلیمان علیہ السلام کی سن چار ہزار تین سو اکا نوے ہویں میں ہوئی ہو اور خلافت سن چار ہزار چار سو تینتیس میں اور وفات چار ہزار چار سو تترہ میں اس حساب سے عمر اکیس یا بیس برس کی ہوئی ہو اور از روئے روایت صحیحہ کے ثابت ہے کہ بعد حضرت داؤد علیہ السلام چالیس برس حضرت سلیمان نے خلافت فرمائی فائدہ کتب سیر سے واضح ہے کہ بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کے رجیم ابن سلیمان پادشاہ ہوئے اور بعضے کہتے ہیں کہ نبی بھی ہوئے و ہذا القول ضعیف جدا بالجملہ چھ برس کے بعد سیشاق فرعون مصر نے لشکر کشی کی اور اکثر عمارت کو اکسے تباہ کر دیا مگر رجیم اپنی سلطنت پر رہے اور ابا کہ چار فرسخ مصر سے واقع ہو آباد کیا اور اٹھائیس بیٹے سوا سے بیٹیوں کے پیدا ہوئے اور سب ستر برس پادشاہت کی اکتالیس برس کی عمر ہوئی و بقولے سن پانسو بانوے سو سوئی میں وفات پائی تو آسا ابن رجیم پادشاہ ہوا اسی طرح مرثہ بعد آخری انھیں نسل سے پادشاہ ہوا کیے یہاں تک کہ سلطنت حد قیما یا صدیقہ یا حریصا کو جسکے پیر میں نقصان تھا پہونچی تو پادشاہان اطراف نے بنظر ضعف سلطنت طمع ملکیت دل میں جمائی اول ایک جزیرہ کے پادشاہ نے جبکانام لیکن تھا اور ستارہ زہرہ کی نشترش کرتا تھا ارادہ کیا اوندر زمانی کہ اگر بیت المقدس کو فتح کروں تو اپنے بیٹے کو قربانی کر دنگا پھر پھر بیت المقدس سے مع لشکر پہونچا خداوند کبریا نے ہوا سے اسکے لشکر کو برباد کر دیا صرف پادشاہ محفوظ رہا اس اثنا میں اسکے بیٹے نے یہ سنا کہ میرے باپ نے اس طرح کی نذر کی ہو سو اسنے اپنے باپ کو قتل کیا پھر پادشاہ موصول اور حاکم آذربایجان نے ارادہ کیا اور جانب بیت المقدس روانہ ہوئے اثنا سے راہ میں دونوں میں لڑائی ہوئی کہ دونوں مارے گئے اور لشکر کے لوگ بھاگے بنی اسرائیل حملہ مال پر تصرف ہوئے بعد ازاں یہود نے انبیا علیہ السلام کے قتل پر اقدام کیا تب سخاریب پادشاہ بابل نے بیت المقدس کو قہراً وغلبہ لے لیا اور خوب لوٹا اور جب وہ بھی اپنی سلطنت کو گیا تو بنی اسرائیل نے فسق و فجور شروع کیا خداوند عالم حضرت ارمیا علیہ السلام کو بنی کیا تب متروکین یہود نے آنجناب کو بھی قید کیا جناب منتقم حقیقی نے سخت نظر کر جو سپہ سالار خیر تھا غالب کیا اسنے بیت المقدس کو جلادیا اور اولاد یہود کو قید کر بابل میں لیکیا اور جمیع یہود کہ علیہ سخاریب شیخا علیہ السلام کے عہد میں ہوا اور نجات نمر عمار حضرت ارمیا بن غالب ہوا۔

حضرت شعیا ابن صفت اشرف اصحاب حضرت سیما علیہ السلام بنی میناری محمد بن مصلح بن مین کہ بعد وفات حضرت سیما علیہ السلام کے عادت اسی یون جاری ہوئی کہ ہر ایک پادشاہ بنی اسرائیل کے عہد میں ایک سول بھی مبعوث ہونے لگا کہ پادشاہ تعلیم و تربیت کرتا اور مصالح و مفاسد ملک کی خبر دیتا تھا چنانچہ جب پادشاہ بنی اسرائیل صدیقہ کو پوچھی تو حضرت شعیا بنی ہوئے اور انھوں نے حضرت عیسیٰ و محمد مصطفیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کی خبر دی اسی زمانے میں بنی اسرائیل نے نافرمانی شروع کی اور فہمائش پادشاہ و نبی پر خیال نہ کیا تو سخیب شاہ بابل چھ لاکھ سپاہی سے جانب بیت المقدس چلا اور یلغار بیت المقدس کے گرد پہنچ گیا یہ خبر پادشاہ بنی اسرائیل کو ہوئی وہ بیمار تھا اور حضرت شعیا علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ صدیقہ کو کو اپنے اہل بیت سے جسکو چاہے خلیفہ کرے اُسکی موت قریب ہے سو حضرت شعیا نے صدیقہ سے وحی کے موافق ارشاد فرمایا وہ رویا اور جناب حق میں با تضرع و زاری نجات بنی اسرائیل چاہنے لگا اور ایک شخص کو اپنا خلیفہ کر دیا اللہ تعالیٰ نے اُسکی دعا قبول فرمائی اور حضرت شعیا کو مطلع کیا کہ صدیقہ کی دعا قبول ہوئی اور اُسکی عمر پندرہ برس زیادہ کی گئی اور دشمن سے نجات بخشی گئی چنانچہ یہ حال بھی حضرت شعیا نے صدیقہ سے کہہ دیا اُس نے سجدہ شکر ادا کیا اور اسی وقت درد و غم اُسکا جاتا رہا جب صبح کو سو اٹھا تو ایک شادی نے آواز دی کہ اے پادشاہ تیرے دشمن دفع ہوئے تب پادشاہ باہر نکلا معلوم ہوا کہ تمام لشکر بلا جہال قتال فانی ہوا صرف سخا ربیب مع پانچ آدمیوں کے جس میں ایک نخت نصر اُسکا تھا باقی سب اُنکو بھی صدیقہ نے نذر لوہے اپنے صاحب کے گرفتار کر کے قید کیا اور خود طلوع آفتاب سے تا غروب آفتاب سجدہ شکر یہ میں پڑا رہا بعد ازاں سخا ربیب پوچھا کہ تو نے ہمارے خدا کی قدرت کا تماشا دیکھا اُس نے کہا جب میں نخر و فوج کیا تھا اُسی وقت مجھ کو تیرے فتح و نصرت کی خبر ہو گئی تھی لیکن مجھ پر اور میرے لشکر یوں پر شقاوت غالب تھی کہ اُنکا ظاہر ہوا پھر پادشاہ نے اُن لوگوں کی گردن میں زنجیر ڈالوائی اور تتر و ترور برابر بیت المقدس کے گرد طواف کرایا اور ہر شخص کے واسطے دو روٹیاں جو کی مقرر فرمائیں جب سخا ربیب غیرہ پر معیشت تنگ ہوئی تو موت مانگنے لگے تب خداوند تعالیٰ نے پادشاہ کے دل میں ڈالا کہ سخی ربیب کے مع توابع اُسکے بابل کو روانہ کر تاکہ اور دن کو ڈراوے سو پادشاہ نے سخا ربیب غیرہ کو چھوڑ دیا چنانچہ سخا ربیب بابل میں جا کر سات برس زندہ رہا اور وقت وفات اُس نے نخت نصر اپنے نواسے کو خلیفہ کیا بعد اُسکے صدیقہ نے وفات پائی اخبار اللہ والہا کہ کو صدیقہ آخر ملوک آل داؤد سے تھا اسی شخص پر انتہائے سلطنت بنی داؤد ہوئی ہو اور سلطنت بنی داؤد چار سو پچاس برس قوم بنی اسرائیل میں رہی بعد اُسکے بنی اسرائیل باہم لڑے اور مفسدہ عظیم برپا ہوا حضرت شعیا نے بہت سمجھا یا کسی نے نہ سنا آخر کا حضرت شعیا کو وحی ہوئی کہ ایک مرتبہ قوم میں کھڑے ہو کر انداز و تحلیف

قرار واقعی کر اور قوم سے نکل جا سو حضرت شعیانے بموجب وحی عمل فرمایا بنی اسرائیل قتل کرنے پر مستعد ہوئے
 لیکن حضرت نے ہجرت فرمائی اور حکومت بنی اسرائیل ماشیہ ابن اموص سے متعلق ہوئی اور حضرت ارمیا
 ابن حلیف علیہ السلام پیغمبر ہوئے صاحب عرائس کے نزدیک حضرت ارمیا بعد حضرت شعیانے کے نبی ہوئے اور
 ابن اسحق نے درعم کیا ہو کہ ارمیا علیہ السلام خضر ہیں مگر یہ قول خالی از ضعف نہیں اور بعضے کہتے کہ حضرت شعیان
 علیہ السلام کے عند نبوت میں اور پہنچ نبی بھی تھے مگر حضرت شعیان صاحب الامر تھے آزانجا حضرت دانیال
 ارمیا خواہ میرمیا اور یونس ذی النون ہیں بالجملة بنی اسرائیل نے فسق و فجور اختیار کیا اور حضرت ارمیا کی
 فہمائش کو کان لم یکن سمجھے اور ہرگز اطاعت میں نہ جھکے تب خداوند عالم نے وحی فرمائی کہ میں نبی اسرائیل کو
 ہلاک و برباد کر دوں گا اس بات سے حضرت ارمیا علیہ السلام بہت ڈرے اور قوم سے فرمانے لگے کہ اے قوم گمناہ سے
 باز رہو ورنہ ایک فوج آتش پرستوں کی تم پر مسلط ہوگی اس قوم کے لوگوں نے صلاح کر کے آنجناب کو قید کیا
 اور اخبار الدول میں ہو کہ تین برس کامل قوم بنی اسرائیل نافرمانی و عصیان میں سرگرم رہی تب اللہ جل شانہ
 سخت نصرت باہلی کو مسلط فرمایا کہ وہ چھ لاکھ فوج سے بنا برخریب بیت المقدس روانہ ہوا اور اسی عرصہ میں
 اللہ جل شانہ نے بیت المقدس پر بجلی گرائی کہ درویشوں و عابدوں کے مکانات جل گئے اور سات دروازے
 بیت المقدس کے گر گئے جب حضرت ارمیا نے یہ احوال دیکھا تو وہاں سے جنگل کی طرف بھاگے
 اور بخت نصر بیت المقدس میں داخل ہوا اور بنی اسرائیل کو قتل کرنے لگا چنانچہ چالیس ہزار افراد تورات
 اس معرکہ میں قتل ہوئے اور نسخ تورات جلادیے گئے اور سونا و چاندی جو بیت المقدس میں تھا لیا
 اور جو اہل بیت جو حضرت سلیمان نے بیت المقدس کی عمارت میں بیشمار لگائے تھے لوٹ لیے اور مکان کو
 مہدم کر دیا اور ساٹھ یا ستتر ہزار اولاد صبیان بنی اسرائیل کے گرفتار کر لیے اور ملک ناصرین اپنے اوپر تقسیم کی
 تو ہر ایک کو چار چار لڑکے پہنچے اور جو وقت قیدیان بنی اسرائیل کا شمار کیا تو سات ہزار اہل بیت
 داؤد علیہ السلام سے اور گیارہ ہزار صیقل یوسف و بنیامین سے اور آٹھ ہزار احفاد شمعون اور چار ہزار
 اولاد یہودا سے نکلے اور ان کے تین فرقیے ڈولٹ جانب شام روانہ کیے اور ڈولٹ قتل کرانے
 اور ڈولٹ مقید رکھے بعد ازاں مع مال و دولت و آرایش بیت المقدس باسیران اولاد یعقوب علیہ السلام
 روانہ بابل ہوا اور حضرت ارمیا علیہ السلام کو چھوڑ گیا اور دانیال ابن خرقیل کو مع اہل بیت دانیال لے کر
 اپنے ہمراہ لیگیا روایت ہو کہ ہنوز بخت نصر ولایت شام میں تھا کہ بقیۃ السیف قوم بنی اسرائیل مع حضرت
 ارمیا جانب مصر بھاگے کہ یہ خبر بخت نصر کو پہنچی اسنے فرعون مصر کو نامہ لکھا کہ میرے قیدی تمہاری پادشاہی
 بھاگ گئے ہیں انکو روانہ کرو ورنہ مصر کا وہی حال ہوگا جو بیت المقدس کا ہوا پادشاہ مصر نے تقاعد کیا

حضرت ارمیا علیہ السلام
 فرمایا کہ میں نبی اسرائیل کو
 ہلاک و برباد کر دوں گا

اور حضرت ارمیا نے قوم کو سمجھایا کہ اب بھی توبہ کرو نہیں تو سخت نصر کے غذاب میں گرفتار ہو گئے وہ خیال میں نہ لائے آخر کار سخت نصر جانب مصر با نواح قاہرہ روانہ ہوا قریب مصر بادشاہ مصر سے محاربت میں دافع ہوا اور سخت نصر غالب آیا اور جو لوگ قوم بنی اسرائیل کے تھے سب گرفتار ہوئے اُن میں حضرت ارمیا علیہ السلام بھی تھے سخت نصر نے انجناب کو دیکھ کر کہا کہ میں نے آپ کو چھوڑ دیا تھا آپ پھر اس قوم ناپاک شریک ہوئے حضرت ارمیا نے فرمایا کہ میں نے اس قوم کو تیری سطوت سے ڈرایا تھا لیکن انہوں نے خیال نہ کیا میں مجبور ہوں تب سخت نصر نے حضرت ارمیا کو چھوڑ دیا اور خود جانب بابل روانہ ہوا اور حضرت ارمیا علیہ السلام مصر میں رہے اخبار الرالدول میں ہو کہ حضرت ارمیا علیہ السلام مصر میں تھے کہ اللہ نے وحی بھی کہ میں بیت المقدس کو پھر آباد کیا چاہتا ہوں سو حضرت ارمیا علیہ السلام ایک گدھے پر سوار ہو کر جانب بیت المقدس روانہ ہوئے الغرض صاحب اخبار الرالدول نے تمام واقعہ موت حیات حمار وغیرہ کا جو رد و استیجاب حضرت عزیز عالیہ السلام کی حکایت میں مذکور ہے بیان کیا ہے کہ فقیر مولف اُسکو بعینہ احوال حضرت عزیز میں گزارش کر گیا اور اخبار الرالدول میں ہو کہ عمر حضرت ارمیا تین سو برس کی ہوئی فائدہ اہل سیر کو سخت نصر کے حال میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ لیکن بادشاہ کا حکم دیکھا گیا ہے کہ کاتب منشی تھا اور محمد ابن حریر طبری کے نزدیک اس ولاد کو درز و سپہ سالار کخیسہ و تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ہر سب ناری قائم مقام کخیسہ و کا وزیر تھا اور اخبار الرالدول میں ہو کہ ابن البنت سخریب تھا اور رخصۃ الصفان ہو کہ سخت نصر ایک شخص یتیم تھا اور حال اُسکا یوں ہو کہ دانیال اکبر نے تورات میں دیکھا تھا کہ قریب ایک شخص بسینا المقدس کو خواب کر گیا سو اُنہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ جگو اُسکے نام سے اطلاع حاصل ہو جائے سو اللہ نے نام اُسکا خواب میں سخت نصر بتلایا کہ اُسکی تلاش میں دانیال اکبر جانب بابل تشریف لیگئے اور مال اپنا تھا جو وہ یتیموں کو دینے لگے یہاں تک کہ ایک ذرا کا غلام کسی کام کو جاتا تھا دفعۃً راہ میں ایک لڑکا بیا نظر پڑا اور اپنا نام اُسے سخت نصر بتلایا غلام نے یہ احوال دانیال سے کہا وہ سخت نصر کو اپنے مکان پر لائے اور معالجہ کرنے لگے جب صحت ہوئی تو دانیال نے کہا کہ تو آخر کار بادشاہ ہو گا اور بیت المقدس کو بہ قہر و غلبہ اپنے قبضے میں لا دیکھا سو تو اس خدمت کے عوض میں ایک خط امان کا میرے اہل و عیال کے واسطے لکھ دے سخت نصر نے کہا کہ آپ خوش طبعی فرماتے ہیں دانیال نے کہا لا اللہ میں سچا ہوں تو ہزار درم مجھے لے اور نامہ لکھ دے مگر سخت نصر اس کلام کو ہزل سمجھا اور اس توہین کا ذکر اپنی من سے کیا اُس نے کہا شاید دانیال سچا ہو تو نامہ امان لکھ دے اور ہزار درم اپنے تصرف میں لا چنانچہ سخت نصر نے نامہ امان لکھ دیا اسی سبب سے جب اُسکو

بیت المقدس پر غلبہ ہوا تو اُس نے دانیال اکبر کو طلب کیا وہ رحلت فرما چکے مگر دانیال ابن خرمیل مع اہل بیت دانیال اکبر با نامہ امان تشریف لائے اور سطوت پادشاہی سے محفوظ رہے لیکن اخبار الدولہ میں ہے کہ دانیال اکبر کا زمانہ مابین زمانہ ہود و صالح علیہما السلام کے تھا انکو بنی اسرائیل میں شمار کرنا غلط ہو فائدہ حضرت شعیب و ارمیا علیہما السلام نے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبریں اپنے صحیفوں میں بخوبی کہیں ہیں کہ اب تک باوصف تحریفات یہودیوں اور نصاریوں کے بھی باقی ہیں چنانکہ کچھ خبریں میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حال میں بیان کی ہیں اور کچھ اس جگہ بھی بیان کرتا ہوں سو خوشخبری اول اسنو کہ حضرت اشعیا علیہ السلام فرماتے ہیں اور اُنکے صحیفہ میں کہ اب تک عیسائیوں کے پاس موجود اور اسوقت میرے ملاحظہ میں ہے باب پانچواں درس پچیسویں سے تا درس اوشتیس دیکھا جائے خدا قوموں کے لیے دور سے ایک جھنڈا کھڑا کرتا ہے اور انھیں نہ مین کی منتہا سے سیٹی بجا کر بلاتا ہے اور دیکھ دے دوڑ کر جلد آتے ہیں کوئی انھیں نہ تھک جاتا اور نہ پھسل پڑتا ہے کوئی نہ اُٹوگھٹتا نہ سوتا اور نہ کسی کا کمر بند گھلتا ہے کسی کی چولی کا تسمہ ٹوٹتا ہے تیر تیر ہیں اور انکی ساری کمانیں کشیدہ ہیں اُنکے گھوڑوں کے سم چھپاتے ہیں پتھر کے مانند ہیں اور اُنکے جگر گر دبا دے کے مانند وہ شیر کے مانند گرجتے ہیں ہاں وہ جوان ہر دن کے مانند گرجتے ہیں وہ غنڈہ الی شکار پکڑتے ہیں اور اُسے الگ لپیٹتے ہیں اور کوئی بچانے والا نہیں یہ تعریف ہے محمدی جہادیوں کے جنکی شان میں ارشاد ہے والاعادات صبحا فالوردیات قدحاً فالغیرات صبحا فاشرن بہ نقعا فوسطن بہ جمعا یعنی قسم ہے دوڑتے گھوڑوں کی ہاتھ پھر آگ سلکاتی جھاڑ کر پھر دھاڑ دیتے صبح کو پھر اٹھاتے اُسین گرد پھر بٹھیر جاتے اُسوقت فوج میں اور شیر کے مانند گرجنے والے محمد ہیں کہ اولاد اسمعیل سے اور دروازے آئے اور تیر اندازی سے اسمعیل کی عرب میں مشہور ہے چنانکہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے وہ بنی اسماعیل خان اباکم اسماعیل کان راسیا اور فرمایا میں علم الہی تم کہ فلپس مٹا اور کتاب پیدا میں تورات میں ہے کہ اسماعیل تیر انداز تھا اور پھر حضرت عیسیٰ پر کسی طرح صادق نہیں آتی دوسری خوشخبری جو حضرت اشعیا نے ہمارے پیغمبر خدا کی شان میں فرمائی ہے باب بیالیس نسخہ ششم صحیفہ اشعیا میں کہ اسوقت پیش نظر ہی موجود ہے دیکھو میرا بند جس سے میں نے برپا کیا میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے میں نے اپنی روح اُس پر رکھی وہ قوموں پر ہدایت کرے گا وہ نہ چلا گیا اور اپنی صدا بلند نہ کرے گا اور اپنی آواز کان اردن میں نہ سنا دے گا جب تک زمین پر

عدالت نہ کر لے نہ گھٹیکا اور جزیرے اُسکی شریعت کے راہ کیلئے مین نے جو یہواہ ہون بجگو بہت باری سے
 بلایا ہو تیرا ہاتھ پکڑو نگا اور تیری حفاظت کرو نگا اور لوگوں کے عہد اور قوموں کی روشنی کے لیے
 تجھے دونگا تو اندھوں کی آنکھیں کھولے گا اور بندھوؤں کو قید سے اور آنکھوں اندھیرے مین ہین دہانے
 لگا لے گا یہواہ مین ہون یہ میرا نام ہو اپنی شوکت دوسرے کو نہ دونگا اور وہ ستائش جو میرے لیے
 ہوتی ہو سو بتوں کے لیے نہونے دونگا یہواہ کے لیے نیانگیت گا وارے تم جو دریا مین گذرتے ہو او مین
 پیرتے ہو ارے جزائر اور بان کے بسے والو تم زمین پر سترتا سر اُسکی ستائش کرو صحرا و دشت اور
 صحرائی اودشتی گاون اور یہ جو قیدار مین ہین آواز مین بلند کریں پہاڑیاں گیت گا دین پہاڑوں کی چوٹیوں پر
 لکھاریں وہ یہواہ کا جلال ظاہر کریں اور جزیروں مین اُسکی شان کو انی کریں یہواہ ایک بہادر
 کی طرح نکل کھڑا ہو گا وہ جنگی مرد کے مانند اپنی غیرت کو اودکھائیگا وہ اپنے دشمنوں پر بادی
 کریگا اور اندھوں کو اُس راہ سے جسے وہ نہیں جانتے تھے لیجاے گا مین انھیں اُس سے لیجاوے گا
 جس سے وہ آگاہ نہیں ہین تاریکی کو اُنکے آگے روشنی کرونگا اور بہتیری چیزوں کو سیدھا مین
 اُنسے یہ یہ سلوک کرونگا اور انھیں ترک نہ کرونگا وہی پھر آئے جائینگے وہی نہیٹ پشیمان ہونگے جو گھدی ہوئی
 مورتوں پر بھروسہ کرتے ہین اور ٹوٹے ہوئے بتوں کو کہتے ہین کہ تم ہمارے خدا ہو آتھو یہ کلام
 معجز نظام اول سے آخر تک پکارتا ہو کہ اُس شخص موعود کو جو کہ خدا کا بندہ ہو گا عموم خلق کی پشتواری
 اور سارے جہان کے لوگوں کی رہنمائی کا منصب عنایت ہو گا پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراؤ مین ہستے
 کیونکہ وہ شخص موعود بندہ ہو نہ کہ خود بیٹا سو اس خبر کا صدق اُسی پر ہو جس سے فرمایا قل یا ایہا النبا
 انی رسول اللہ الیکم جمیعا اور اس خبر مین نبی قیدار کی قوم کو خاص نوید ہو تاکہ نبی اسرائیل والا پیغمبر
 نکل جائے اور نبی اسمعیل والا پیغمبر ثابت ہو جائے اور توریت سے بخوبی ثابت ہو کہ قیدار حضرت اسمعیل کے
 بیٹے کا نام ہو اور ظاہر ہو کہ انھوں نے عربستان مین بود و باش اختیار کی اور سارا عرب نبی اسمعیل مین
 داخل ہو خصوصاً قریشی قطعاً ولیقیناً نبی اسمعیل مین اسی واسطے راسخہ کے نسخہ صحیفہ اشعیاء مین
 اُسکے مولف نے نبی قیدار کے لفظ کو نکال ڈالا ہو اور شروع خبر مین تغیر و تبدل کی ہو اور ظاہر ہو کہ
 اسی پیغمبر کی شریعت مین شعائر ضروریہ سے یہ بات ہو کہ پانچون وقت نمازوں پر اللہ اکبر اللہ اکبر کہا جاتا ہو
 اور امام حج مین ہر ٹیلے اور اونچے پر کو سون ملک چکارتے ہین اللهم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک
 اور اسی پیغمبر فی شان نے فرمایا ہو کہ جب نیچے سے اونچے پر چڑھو تو اللہ اکبر اللہ اکبر کہا کرو اور جب
 بندہ سے نیچے آؤ تو ب سبحان اللہ سبحان اللہ کہو اور جب بادی مین داخل ہو یا جب منزل پر آؤ تو

جب کوچ کر تب خدا کو اس طرح سے یاد کرو پس میں کہتا ہوں کہ یہ خبر ہمارے پیغمبر صادق آتی ہو یا اُس پر جسے ایسا کچھ نہ کیا ہو اور جسکی شریعت میں گھنٹہ و ناقوس بجا کر نماز پڑھتے ہوں اور دروازے بند کر کے خدا کا ذکر چھپکے چھپکے کرتے ہوں اسی سبب سے عبا جبار نے کہ اور شلیم میں ہوسانی مذہب کھڑے عالم تھی اور صرف اپنی طیب خاطر سے اسلام لائے تھے گو ابی دی کہ تو بیت میں محمد رسول اللہ کی صفت

یوں لکھی ہو امۃ التما دون سجدہ دن اللہ فی کل منزل ویکبر و نہ علی کل شرف الی آخر ما قال بنیادی تا وہم فی جو السماء یعنی وہ ایسا شخص ہوگا کہ اُسکے لوگ خدا کی بڑی حمد کرنے والے ہوں کہ ہر منزل میں سفر کے خدا کی تعریف کریں گے اور ہر بلندی پر خدا کی یاد اور اُڑا کا پکارتے والے جو سما میں کھڑا ہو کر پکاریں گے کہ اُو خیر و نجات کی طرف اور یہ گو ابی ایسی سناد متصلہ سے ثابت ہو کہ مثل اُسکے کوئی واقعہ انجیل کا ثابت نہیں اور یہ جو اشعیانے فرمایا کہ در ماندہ ہوگا یہاں تک کہ اپنی حکومت و عدالت کو بگاڑ سوسے بھی صیح مراد صلعم ہوں جنکی شان میں واللہ یصالح من الناس نازل ہو نہ کہ حضرت عیسیٰ کہ اُنکے یہاں حکومت کا نام نہ تھا اور کس لطافت سے جہاد کی تعریف ہو کہ خدا دشمنوں سے لڑ گیا نہ یہ کہ جیسا اگلے پیغمبر دن کے دشمنوں سے کہ مضطر کر کے مار ڈالا حقیقت میں یہ بھی رحمۃ للعالمین کی شان ہو کہ خدا کے دشمنوں سے جو لڑے تھے تو اس طرح لڑے کہ اُنکی بھی دل کی ہوس نکلتی رہے بے بس و بیکس ہو کر نہیں مارے پڑے کہ بستیاں اُنکی گھنیں ہوں اور پانی میں غرق ہوں یا ہوانے اُکھاڑ دیا پوہتیاں و باسی اُچر گئے ہوں بلکہ مقابل ہو کر لڑے اور مارے گئے اور ناواقف کاری اور بت پرستی جیسی عرب میں تھی ویسی کہیں نہ تھی کہونکہ عرب کے لوگ خدا کی صفیوت بالکل واقف نہ تھے اور خدا کو تو جانتے ہی نہ تھے کیا چیز ہو اور پتھر اور درخت کو اس طرح خدا جانتے تھے کہ ج طرح انبیاستان میں حضرت عیسیٰ او صلیب کی تصویر کو جانتے ہیں اور وقت عبادت آگے رکھتے ہیں سو وہ لوگ ایسے راہ یاب ہوئے کہ اُنکی ہدایت کا جلوہ جہان میں اب تک پھیلا ہو اور اسی جلوے کی تمنا حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام جی ہی جی میں لینگے مگر حضرت عیسیٰ کی تمنا بڑے والی ہو اسکا حضرت اشعیاء علیہ السلام ذکر کرتے ہیں کہ خدا کی شریعت سے ناواقف کاروں کے لیے اُس بندے کو ظاہر کر دینا کہ اُسوقت سے بت پرستی کی موقوفی پھیل گئی اور بت پرست لگ بھگ پختہ ہیں اٹھا دینگے اور یہ خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہرگز صادق نہیں آتی ہو کیونکہ حضرت اشعیاء پکار پکار فرماتے ہیں کہ وہ شخص موعود خدا کا بندہ ہوگا نہ خود خداوند تعالیٰ سو اسے اسکے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت صرف بنی اسرائیل کے لیے تھی پہلی انجیل کے پندرہویں باب

نسخہ ۱۰۰۰ میں حضرت عیسیٰ کا قول نقل کیا ہے کہ لم ارسل الا الی غنم بیت اسرائیل الضالۃ یعنی میں سوا
 اسرائیل کے گھرانے کے کمرہ بھڑدن کے اور کسی کے لیے بھیجا نہیں گیا اور اسی انجیل کے دسویں باب میں ہے
 کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے شاگردوں کو صرف نبوت اسرائیلیہ پر بھیجا ہے اور انیسویں باب میں فرماتے ہیں کہ
 تم بنی اسرائیل کے بارہ فرقوں پر حکومت کرو گے اور پولوس کے خط موسومہ عبرانیوں سے واضح ہے کہ
 عہد جدید صرف خاندان اسرائیل کے لیے ہے اور یہ دعویٰ کہ حضرت عیسیٰ سارے جہان کے لیے آئے تھے
 محض غلطی غایت الامر یہ البتہ بوجھا جاتا ہے بعض اقوال حضرت عیسیٰ سے کہ اگر غیر بنی اسرائیل بھی
 مہندی و بشریت عیسویہ ہو تو ہو سکتا ہے مگر بعثت انکی صرف بنی اسرائیل کے لیے ہوئی ہے علاوہ اس سے
 تخصیص بنی قیادہ کی کسی پکار تھی کہ حضرت عیسیٰ مراد نہیں ہو سکتے ہیں قطع نظر اس سے حضرت عیسیٰ
 درمادہ ہو کر دنیا سے گئے اور اللہ نے کچھ حفاظت نہ کی اور دشمنوں سے محفوظ نہ رکھ سکا حالانکہ حضرت
 اشعیا کے قول میں یہ وعدہ تھا اور جن لوگوں پر حضرت عیسیٰ آئے تھے وہ لوگ ناواقف نہ تھے
 بلکہ بڑے بڑے عالم تھے کہ حضرت عیسیٰ نے خود انکو فرمایا ہے کہ تم لوگ علم کی گنجی ہو اور یسایہ کے
 رسالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل چار سو کئی برس پیش تر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بیت پرستی
 چھوڑ چکے تھے اور پھر کبھی بت پرستی میں نہ پڑے پس حضرت عیسیٰ کے ہاتھ سے کون سی بت پرستی
 موقوف ہوئی اور کن بت پرستوں نے ہزیمتیں اٹھائیں اور باوصفا کے بقول حضرت اشعیا میں
 عیسائیوں نے تحریف بھی کی لیکن تاہم صادق نہ آیا اور تحریف یہ ہے کہ اول جملہ کے مقام نسخہ ۱۰۰۰
 ۱۰۰۰ میں یون بنایا یعقوب فتائی اعضدہ و اسرائیل مختاری قبلہ نفسی اعطی روحی علیہ
 لیخرج الحکم للامم اور نسخہ ۱۰۰۰ مطابق ۱۰۰۰ کے ہے اس نسخہ ۱۰۰۰ میں بندے کا لفظ
 نکالا گیا تحریف اسی کا نام ہے اور اسی قول میں کہ جب تک زمین پر عدالت نہ کرنے لگے گا
 اور جزیرے اسکی شریعت کی راہ کیلئے موجود ہیں اور ۱۰۰۰ میں عاجز اور دل شکستہ خواہد شد
 تا وقتیکہ عدل را بر زمین قائم نہ نماید جب تک بر مظهر شریعت او خواہند گردید اور ۱۰۰۰ میں
 لایسرق ولا یکسر الی ان یصنع الحکم علی الارض و علی اسمہ تتکلم الامم پس ملاحظہ کرنا چاہیے
 کہ کمان گھٹیکا اور کمان عاجز و دل شکستہ خواہد شد اور کمان لایسرق اور کمان عدل کرنا
 کہ یہ ہر نبی کی شان ہے اور کمان حکومت کہ ہر نبی شان نہیں بلکہ صرف بعضوں کے واسطے ہوا
 جس طرح ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ اور داؤد علیہما السلام اور دیکھا چاہیے
 کہ کمان خراب اور کمان امم جو اس قول میں ہے صحرا اور دشت اور صحرائی اور دشتی کانون اور

اور یہ جو قیدار میں ہیں آواز بلند کریں ہارٹیان گیت گادیں ہارٹون کی چوٹیوں پر لکھائی ہوئی
 نسخہ فارسیہ مطابق ہو اور عربی دالے نے کیا خوب مختصر کر کے لکھا ہو اور قیدار کا لفظ اس نے
 مطلب کے لیے کیسا نکال ڈالا ہو افرحی ایتھا البریہ و قرا ما یعطون بشہ مجدا یعنی خوش ہوا خوش
 اور اس کے دیہات کہ وہ خدا کی بڑائی کرتے ہیں پس باوصف ان تحریفات کے بھی حضرت
 اشعیا علیہ السلام کا قول حضرت عیسیٰ پر کسی طرح صادق نہیں آتا مگر یہ سارا مقولہ انکا انکی کتاب سے
 نکالا جائے خوشخبری سوم حضرت اشعیا علیہ السلام فرماتے ہیں آٹھویں باب نسخہ ۱۷۵
 اس امت کی سے باتیں نہ کرو اور جس سے یہ ڈرتے ہیں نہ ڈرو صرف لشکروں کے خداوند سے
 ڈرو کیونکہ وہی مقدس ہو اور وہی پہاڑی منگ مولا پتھر ہو وہ اسرائیلیوں کے لیے نیستی ہو
 اور تسلیم کے لیے مہاجال اور فریب ہو کہ لوگ ٹھوکر کھائیں گے اور گریں گے اور ٹوٹیں گے اور قید
 کیے جائیں گے پس لپیٹ رکھو دست آویزین اور مہر کر کے رکھ چھوڑو صحیفہ جو میرے شاگردوں کے
 پاس ہیں اور میں اب انتظار کروں گا اس مالک کا جو متھ چھپا دیگا اسرائیلوں سے اور اسی
 پر تک لگائے رہوں گا انتہی یعنی یہودی کی سی باتیں نہ کرو اور انکی طرح فلسطین اور روم اور یمن
 وغیرہ کے پادشاہوں سے نہ ڈرو اور انکو مقدس نہ سمجھو بلکہ چاہیے کہ تمہارا تمام کام یہ اور
 اعتماد لشکروں کے خداوند پر ہو جو پادشاہ عادل اور مقدس ہو وہ قیمتی پتھر ہو جسے معماروں نے
 متروک کیا تھا لیکن حق تعالیٰ نے اُسے کونے کے سر سے پر رکھا اور خاتم الانبیاء بنا باوہ اسرائیلوں کے
 لیے بنی ہو کہ انپر مسلط ہو گا اور بنی کی طرح ایک ایک کر کے سب کو شکا کر لیگا اور یہی لفظ
 اور شام کے لیے مہاجال ہو کہ اکبارگی اسمین عمل کر لیگا اور لوگ اُس پتھر سے ٹھوکر کھائیں گے
 کہ اُسکی نبوت میں شک کریں گے اور گریں گے اور جب گریں گے چور چور ہو جائیں گے اور جب چور ہوں گے
 قید کیے جائیں گے کیونکہ بھاگنے کی طاقت نہ رکھیں گے پس رفتہ رفتہ تمام خناسق اور شکار کا مالک
 اور مخدوم ہو جائیگا اور سب اسکے دین میں آجائیں گے سو یہ بات امام مہدی رضی اللہ عنہ کے
 وقت میں ہوگی پس اس پر پیغمبر و اپنی دست آویزین لپیٹ رکھو اور صحیفہ انبیاء کے سمیٹ رکھو
 کیونکہ جب وہ لشکروں کا مالک ظاہر ہوگا یہ سب منسوخ ہو جائیں گی اور انکی کچھ احتیاج نہ رہیگی
 اور اب میں اسی مالک کی جو نبی اسرائیل سے روپوش ہو اور انکو نبی اسرائیل حقیر
 جانتے ہیں انتظار کروں گا کہ وہ اسرائیلی نہ ہو گا بلکہ اسرائیلوں کے گھر آنے سے نبوت چھین لیگا
 اور انکا غور و ڈھا دیگا پس یہ خبر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو اور حضرت

نسخہ ۱۷۵

حضرت عیسیٰ کی نہیں ہو سکتی کیونکہ حضرت عیسیٰ ملک اور لشکر اور ترقی اور سلطنت کچھ نہ رکھتے تھے
 عیسیٰ کی صفت ایسی نہ تھی کہ جس میں لوگ ٹھوکر کھائیں اور گرین کیونکہ انکی شرع میں قتل
 اور جیس کا حکم نہ تھا اور نہ اس میں کوئی ٹھوکر کھا کر گرا اور نہ ٹوٹا اور نہ قید ہوا اور حضرت عیسیٰ تو کھا
 اسرائیلی تھے اور بنی اسرائیل کی خاص ہدایت کو مبعوث ہوئے تھے نہ چھپانا اسراہیلوں سے
 کیا معنی اور کسی شریعت کے بقول نصاریٰ حضرت عیسیٰ مانع بھی نہ تھے پھر دست و پاز کی پلٹنے کی
 کیا حاجت تھی اور کونے کے سرے کا پتھر ہونا ایسا ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت ہو
 جس طرح حضرت عیسیٰ کی نبوت کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وایت کرتے ہیں
 کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شلی و شل الانبیاء مکمل قصر احسن نبیاء ترک منہ موضع لنتہ
 فطاف بہ النظائر تبجوں من حسن نبیاء الاموضع اللابتہ ختم لی البنیان ختم لی الرسل منی ہیری کماوت
 اور پیغمبروں کی کماوت ایک کی سی ہو کہ خوب اچھی عمارت بنائی گئی مگر ایک اینٹ کی جگہ رہنے دی پھر
 گھوٹے گھسے گرد دیکنے والے کہ تعجب کرتے تھے اسکی خوبی عمارت سے مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی
 سو میں نے بنا کیا اس اینٹ کی جگہ کو جو رہ گئی تھی اور تمام ہوئی مجھے عمارت تمام ہوئی مجھے
 نبوت یہ حدیث مسیح بخاری اور مسلم میں ہے اور مشکوٰۃ میں اضلال سید المرسلین میں مذکور ہے
 اسی طرح بہت خوش خبریاں حضرت اشعیانہ نے دی ہیں جسکا جی چاہے اب تک اُنکے
 صحیفے میں موجود ہیں دیکھیے آئندہ اگر عیسائی نکال ڈالیں تو عجب نہیں ہو کیونکہ جب چہا پا جدید
 ان کتابوں کا ہوتا ہے تب کچھ کچھ نکال ڈالتے ہیں اور حضرت ارمیا علیہ السلام کے صحیفے کے
 بارہویں باب میں ہے کہ خدا کی تلوار اسطوت سے اسطوت تک کھا لیگی اور کسی انسان کو سلائی
 نہوگی جس زمین کا میں نے قوم اسرائیل کا وارث کیا میں انہیں انکی زمین سے اکھاڑا ڈالوگا
 اور یہود کے گھر سے کو انہیں سے اکھاڑا ڈالوگا اور ایسا ہوگا کہ اُنکے اکھاڑنے کے پیچھے میں
 پھر ڈنگا اور انپر رحم کر ڈنگا اور ہر ایک کو اپنی اپنی میراث پر اور ہر ایک کو اپنی اپنی زمین پر
 پھر لاؤنگا اور ایسا ہوگا کہ اگر دو میرے لوگوں کی راہیں یکجہنگا کہ میرے نام سے خداوند
 حی کی قسم کھائیں جیسا انھوں نے میرے لوگوں کو بعل کی قسم کھانا سکھا یا تو دو میرے
 لوگوں کے درمیان آباد ہونگے انتہی اٹھنا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے اتباع جہاد کرنے والے
 یہاں تک کہ مہدی رضی اللہ عنہ ظاہر ہو کر سب گمراہوں کو صاف کر ڈالے گا اور اسوقت سب
 سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان لاویں گے اور آرام سے رہیں گے اور شرع مہدی کے موافق قسم کھائیں گے

اور ظاہر کہ حضرت ارمیا کے بعد کسی وقت میں ایسا نہیں ہوا کہ تمام زمین میں ایک دین ہو جاوے مگر امام مہدی کے وقت میں اسلامیوں کے قول پر ایسا ہوگا جب عیسیٰ علیہ السلام بھی دوسرا ظہور پکڑے گا اور عیسائی بھی ایسا کہتے ہیں کہ ایک دن ایسا ہوگا پس بالاتفاق ثابت ہوا کہ ایک دن تمام جہان میں ایک دین جاری ہوگا اور مخالف نہ رہیگا مگر حضرت ارمیا کے کلام سے نکلتا ہے کہ وہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا کیونکہ حضرت عیسیٰ کے دین میں خدا کی قسم کھانا نہیں درست اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں درست ہے سو اسوقت اگر حضرت عیسیٰ کا دین ہوتا تو قسم خدا کی نہ کھاتے اور حضرت ارمیا کہتے ہیں کہ خدا کی قسم کھاؤنگے پس معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں ہوگا اور ملو اور کا کھانا اور نہ میں موردی کا چھین لینا اور یہود کے گھرانے کو اکھاڑنا یہ سب دلائل قویہ ہیں کہ بیان سے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور اگر کوئی کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بزرگ شمشیر مذہب اسلام جاری کیا اور یہ خدا کی خوبی کے خلاف ہے کہ لاکھوں آدمیوں کو بے جان کر کے اپنا دین حق جاری کرے اور اللہ نے کسی نبی یا پادشاہ کو کبھوں نہیں فرمایا کہ دنیا میں زور و زولم سے میرا دین جاری کرو تو ہم کہتے ہیں کہ حضرت نوح کے وقت میں کیا ہوا تھا جو آدمیوں کو پسند نہ دون پرندوں درندوں سمیت غرق آب کیا صرف کئی شخص محدود رہ گئے کہ پیدائش کی کتاب میں صاف موجود ہے اور حضرت ابراہیم نے کذب و لاعلمی پر بادشاہ غمیرہ کو کس طرح قتل اور غارت کیا تھا اور حضرت لوط کی اُمت پر کس طرح آگ اور گندھک برسی تھی اور فراغۃ حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے کیسے ہلاک ہوئے تھے اور حضرت موسیٰ کے حکم سے حضرت یوشع نے کس طرح عاتقہ کو تلوار سے شکست دی ہے اور محاسن سردار نے بارہ ہزار اسرائیلیوں کو ساتھ لیکر حضرت موسیٰ کے حکم سے نہ پانیوں کو کس طرح قتل کیا تھا اور انکا مال و اسباب و دواب ہواشی کیسے سب لوٹ لیے تھے اور انکی ساری بہتیاں اور گھر کیسے پھونک دیے تھے اور حضرت داؤد نے کس طرح چار سو اتسی کو س مصر تک سیر کر کے اُس زمین کے لوگوں کو قتل کیا تھا اور جہاں بخلطینی کو کس طرح اپنے ہاتھوں سے مارا ہے اور سمسون نے ایک گدھے کی ہڈی سے ہزار آدمی کس طرح مار ڈالے تھے اور ابن الملائک یعنی دجال کو عیسیٰ علیہ السلام اپنے دم سے کس طرح فنا کر دینگے اسی طرح ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تلوار کے زور سے دین حق جاری کیا تھا جسکا ذکر اشعیاء اور ارمیا علیہما السلام اور سارے پیغمبر کرتے آئے اور یہ تو احد کی عظمتیں

تجیب میں جسکا اشارہ حضرت اشعیا اپنے صحیفے کے آٹھویں باب میں فرماتے ہیں یعنی آخر
 زمانے میں نبی اُسکی حکمت نے تقاضا کیا کہ خلق بزور راہ رست پر لائی جائے اُسکو تہذیب عام
 و تکمیل تمام منظور تھی اسواسطے نبوت اور سلطنت کو ایک کر کے حکم دیا کہ سبکو سیدھا کر دیکھتے
 ہوں تاکہ مار دھاڑ سے اور یہ قہر بھی صرف تہذیب کے واسطے منظور ہو اور آخر میں ایسا ہی ہوتا ہے
 کہ جب لوگ کسی طرح بغیوت نہیں سمجھتے اور پند کرنا حد سے گذر جاتا ہے اُسوقت حکم ہوتا ہے کہ تمہیں
 کو مار دھوؤں تمہارے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بلکہ زیادہ بھیجے اور اُنھوں نے خلق کو
 بخوبی بغیوت کی بلکہ بعضوں نے مار دھاڑ بھی جاری کی اور بعضوں نے بددعا سے خلق کو
 تباہ کیا لیکن وہ ہرگز سیدھے نہ ہوئے مگر تھوڑے تھوڑے ہر زمانے میں حتیٰ کہ ہند اور
 فارس وغیرہ میں اُنکا دین نہ پہنچا تب حق تعالیٰ نے یہی تجویز کیا کہ اب حکم تیغ کا علی العموم
 دینا خوب ہے اور سوائے اسکے اور بھی خبریں حضرت ارمیا علیہ السلام کے صحیفہ میں موجود ہیں
 اُن سب کا لکھنا تطویل لا طائل ہے فائدہ چونکہ ذکر دانیال اکبر و اصغر کا اس مقام پر ضروری
 اسلیئے پوشیدہ نہ رہے کہ دانیال و شمعون میں ایک دانیال اکبر جو بقیول صاحب اخبار الہی میں
 یہود و صالح علیہما السلام کے تھے ابن جوزی نے ستوہ المخزون میں لکھا ہے کہ دانیال اکبر کو
 وحی ہوئی کہ دو نہرین عظیم یعنی دجلہ و فرات کھودو دانیال نے التماس کیا کہ میں کس طرح کھودوں
 ارشاد ہوا کہ ایک سیخ لو بہت کی لیکر لکڑی میں گاڑ اور اپنی پشت پر پھینک دے کہ میں اسے
 تیری اعانت کے فرشتے بھیجوں گا چنانچہ دانیال اکبر نے ایسا ہی کیا تب یہ دونوں نہرین
 کھودی گئیں یہ حضرت بقایاے قوم عاد سے تھے انھیں کی قبر شہر عراق میں ابو موسیٰ اشعری کی
 حکومت میں دستیاب ہوئی تھی اور زمانہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تھا سو اُس قبہ کو
 مسلمانوں نے اٹھایا اور لاش مبارک کو بعد تجمیز و تکفین نماز پڑھ کر دفن کیا چنانچہ زمانہ
 کسریٰ میں جب قحط برپا تھا یا پانی کی ضرورت ہوئی تھی تو اُس قہر سے استسقا کرتے تھے کہ انبیاء علیہم السلام
 اور بعض کتب مغازی میں لکھا ہے کہ دانیال اصغر کی قبر خلافت حضرت عمر بن علی ہو اور صورت
 اُسکی یون ظاہر ہوئی کہ جب ابو موسیٰ اشعری مدینہ سوس پر غالب آئے تو وہاں ایک مکان
 مقفل دیکھ پڑا کہ اُسکو ابو موسیٰ نے کھلوا یا اُس میں ایک سنگ کھان بصورت حوض رکھا تھا
 اور اُس میں ایک شخص طویل و عریض چو کھٹ پر مردہ پڑا تھا ابو موسیٰ نے اہل سوس سے پوچھا
 یہ لاش کس شخص کی ہے اُنھوں نے کہا دانیال حکیم کی ابو موسیٰ نے کہا وہ یحییٰ کس طرح آئے وہ بولے

کہ ہمارے شہر میں ایک مرتبہ قحط عظیم پڑا تھا ہمارے پادشاہ نے شاہ بابل سے استدعا کی کہ دانیال حکیم کو یہاں بھیج دو کہ انکی برکت سے قحط دفع ہو سو پادشاہ بابل نے انکو یہاں بھیج دیا کہ انکی دعا سے بارش ہوئی اور قحط دفع ہوا لہذا ہمارے پادشاہ نے انکو اپنے ملک میں رکھا اور جب انھوں نے وفات پائی تو انکی لاش با حقیاط رکھ چھوڑی اب بھی جب کسی طرح کی بلاناہی ہوتی ہو تو ہم لوگ اس مکان میں اگر بدعا و زاری عرض کرتے ہیں کہ اُسکی برکت سے بلا دفع ہوتی ہو ابو موسیٰ نے یہ کیفیت حضرت فاروق اعظم سے عرض کی انھوں نے ارشاد کیا کہ نعش مبارک کو نکال کر اور نیا کفن پہنا کر بطریق سنت اسلام دفن کر دینا ابو موسیٰ اشعری نے مطابق ایما سے فاروق اعظم اُس لاش کو دفن کیا اور طریق جمع بین الروایتین یہ ہو سکتا ہو کہ دونوں کی لاش ملی ہو دانیال اکبر کی عراق میں اور دانیال اصغر کی سوس میں دوسرے دانیال اصغر انکو ابن خرقیل کہتے ہیں یہ حضرت زمانہ نجات نصر میں تھے اور علم نجوم و رمل میں منفرد اور علوم حکمت و معرفت میں بے نظیر تھے انکو بھی نجات نصر اولاد رسل میں گرفتار کر لیا گیا تھا مگر بابل میں پہنچ کر انہیں با صان و امتنان پیش آیا اور بعد چند سے نجات نصر نے چند جوان خوبصورت صاحب کتہ دفنوت اولاد نبی اسرائیل سے اپنی خاص خدمت میں رکھے انہیں حضرت دانیال بھی تھے بلکہ انکو سب میں ستائش و مقبول کر لیا تھا اور اللہ نے انکو نبوت بھی عطا فرمائی ایک دن مجوسیوں نے عرض کی کہ تو ایسے شخص سے ملتفت ہو جو تجھے دین میں ناموافق اور تیرا کھانا بھی نہیں کھاتا نجات نصر نے امتحان کیا تو قول مجوس صحیح نکلا تب انے حضرت دانیال کو قید کیا بعد چند سے نجات نصر نے ایک خواب عجیب دیکھا اور ڈرا کر صبح تک بالکل بھول گیا لیکن بچہ بھی مجوسیوں اور کابھنوں وہ بولے اگر خواب صحتے تو تعبیر بتلاتے نجات نصر نے کہا کہ اگر خواب اور اُسکی تعبیر نہیں بتلاتے تو میں سب کو قتل کر دوں گا یہ خبر حضرت دانیال کو بھی پہنچی انھوں نے داروغہ مجلس سے کہا کہ میں خواب و تعبیر دونوں بیان کر سکتا ہوں داروغہ نے پادشاہ سے کہا اُسے طلب کیا اور دستور دربار کا یہ تھا کہ جو کوئی جاتا وہ اولی پادشاہ کو سجدہ کرتا تھا سو حضرت دانیال نے سجدہ نہ کیا وجہ پوچھی حضرت نے فرمایا کہ میرے خدائے سوا سے اپنے دوسرے کے واسطے سجدے کا حکم نہیں دیا ہو اگر میں اسے غیر کو سجدہ کروں تو علم و حکمت میرا جاتا ہے اور ہلاک ہو جاؤں پادشاہ نے اس کلام کو پسند کیا پسند کیا پھر حضرت دانیال نے فرمایا کہ تو نے ایک بُت عظیم الجثہ جسکا سر سونے کا گردن چاندی کی کمر تنے کی پٹلیاں لوہے کی اور تلوے کے نیچے ٹھیکر یاں مین دیکھا پھر دفعۃً ایک پتھر آسمان سے گرا

کہ وہ چنانچہ رہو گیا اسوقت تک جو خیال ہو کہ تمام جہنم انسان اس بُت کے اجزا کو جمع نہ کر سکیں گے دفعۃً ایک ہوا چلی کہ اُس نے اجزائے منتشرہ اُسکے جمع کیے اور وہ پتھر ایسا بڑھا کہ تمام زمین اُس سے بھر گئی۔ سخت نصرتے ہوئے کہ خواب ہی تھا اب اسکی تعبیر فرما دیں دانیال نے کہا کہ بُت نمونہ زمان و ملک ہو اور سرزمین ملک تیریدہ تیراج اور کمر اور دن کی مملکت سے کنایہ اور حد یہ شمال سلطنت فارس کی جو کہ اُسٹو حال میں زیادہ استحکام پاؤ گی اور ٹھیکریاں اشارہ ہو کہ حکومت فارسین آخر کو ضعیف ہوگی اور جس نے آسمان اُسٹر کر اُس بُت کو توڑا وہ ایک پیغمبر ہو کہ آخر زمانے میں ظاہر ہوگا کہ تمام ادیان کو منسوخ فرما دے گا اور شریعت اُسکی قیامت تک ہیکلی پادشاہ نے کہا کہ تمہارا احسان ہو اب تم میرے پاس ہا کر فنی تحقیق تمہارا خدا را زہنہاں سے آگاہ ہو اور سب معبودوں کا خدا ہو اور اُسی دن سبے جمیع حکماءے بابل کا سردار بنایا اور صوبہ داری بابل اُسکے واسطے تجویز کی حضرت دانیال نے قبول نہ فرمائی مگر اُسکے دریا دیں تشریف رکھا کرتے تھے بعد ازاں نجات نصرتے بصلاح محوس ایک بیت طیار کر لیا اور اہالیان شہر کو اُسکے سجدے کی تکلیف دینے لگا بلکہ سدرک و منک و عبد بنو رفقائے دانیال علیہ السلام کو بسبب انکار کے آگ میں ڈلوایا اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت دانیال کو بھی آگ میں ڈالا تھا مگر سب لوگ محفوظ رہے تب بہت نصرتے کہا کہ خداے دانیال بڑا کامل ہو بعد چندے پادشاہ نے ایک خواب دیکھا اور حضرت دانیال علیہ السلام سے اُسکی تعبیر پوچھی آنجناب نے فرمایا کہ اب پادشاہت تجھے چھینی جائیگی اور جو انسانوں کے ہٹا لینگے اور بیل کی طرح گھاس کھاؤ گے اور بڑی گردش نہ مانہ تجھ پر ہوگی تاکہ تجھے معلوم ہو کہ اللہ قادر ہے جسکو چاہتا ہے اپنے ملک پر قدرت بخشتا ہے بعد اس مقولے کے ایسا ہو کہ بہت نصرتے دیوں سے علیہ صفا کا اور مثل بلایوں کے چرنے لگا اور جب بدن سکاشتہ سے تر ہو تو بابل چھے اور صورت اُسکی بصورت ہمار معلوم ہونے لگی اخبار الدول میں کہ جسات برین مکمل کسی کیفیت میں ہا مگر عقل و فراست اُسکی قائم رہی اور قلباً سکات قلب انسان رہا اس سبب سے ملک اُسکا قائم رہا بعد اُسکے اللہ نے پھر آدمی بنایا تو وہ ایمان لایا اور اللہ کا شکر کرنے لگا لیکن میں کہتا ہوں کہ اُسکے ایمان میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ چونکہ اُسے پیغمبروں کو قتل کیا اور بیت المقدس کو خراب کیا اور تورات کو جلایا اس سبب سے اللہ نے توبہ اُسکی قبول نہیں کی اور ایک مجتہد اُسکی ناک سے دماغ میں گیا اور بھیجا دماغ کا کھا گیا اور بعضے کہتے ہیں ایمان اُسکا قبول ہوا بعد حصول نعمت ایمان و بریں کے بعد مگر کیا اور بعضے کہتے ہیں بُت بہت مرا بہر تقدیر بہت نصرتے نصرتے پادشاہ ہوا اور کسے از روئے کبر و ثنوت ظروف بیت المقدس میں شراب پینی شروع کیا اور حضرت دانیال نے ہر چند منع کیا لیکن اُس نے نہ مانا آخر کار اُس نے حضرت کو کان یا لیچوال عورت بہت نصرتے نصرتے

اوشاپنے بیٹے سے کہا کہ تیرا باپ بلاصلوات بشور و دنیا ل کوئی کام کرتا تھا تو نے نہایت سچا کیا جو انیال کو
 اپنی بیٹی سے دو کر کیا اسنے کہا دانیال سیرا دشمن تھا اسواسطے میں نے دو کر کیا انہیں ذرین میں ایک دوا ہے
 مصاحبون میں بیٹھا ہوا باتیں کرتا تھا کہ ایک بچہ ظاہر ہوا اوسمیں تین گلے تھے مگر کسی نے نہ جانا وہ
 کیا تھا اور نبی اللہ عزنا لب جو گیا اس واقعہ سے پادشاہ کو اندیشہ ہوا اُسنے اپنی نان سے کہا وہ بولی کہ حقیقت
 اسن حاتم کی دانیال جانتا ہوسکتا ہے حضرت دانیال کو بلا کر پوچھا حضرت نے فرمایا وہ بچہ بی بی تھا اوسمیں
 لکھا تھا ذرین مجت و وعدہ فاشخ رج ففتح یعنی اسنے اعمال تمھارے تو نے تو وہ سبک کھلے دور وہ
 ملک کیا سو و ناکیا اور کیجا کیا اب متفرق کرینا پادشاہ نے کہا تفریق کسب ظاہر ہوگی فرمایا کہ میں نے
 تو اپنے خواصوں کے ہاتھ سے مارا جا چکا اور ملک سے دولت دوسرے شخص کو ملیگا پنا چہ ویسا ہی ہوا اور دوسرے
 شخص پادشاہ جو بعضے کہتے ہیں کہ نام اُسکا دارا تھا اسنے بنی اسرائیل کو مع حضرت دانیال اسباب ترائش
 بیت المقدس جانب بیت المقدس اندک دیا اور مضل سیر فرماتے ہیں کہ بابل میں ہے اور موضع سوس میں کہ
 متعلق ارضن غرب سے ہر وفات پائی اور اکثر قابل ہیں کہ وفات بیت المقدس میں ہوئی وہیں مدفون ہیں
 انبارالہ دل میں ابی زیاد سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے ایک گاشتری ابی پر وہ ابن ابی موسیٰ اشعری کے
 اتوین بھی کہ اسنے مجھ پر تصدیق دیشرون کی تھی اور ابین اسنے ایک تصدیق آدمی کی گویا دوشیر اس آدمی کو
 پھارتے ہیں اور ابو برد نے کہا کہ یہ خاتم دانیال علیہ السلام کی ہر جو وقت دفن کرنے کے میرے ہاتھ لگی کہتے ہیں
 کہ باب بن نقش کا ہاتھ کہ جب نخت نصر نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنا شروع کیا تو دانیال اسی عرصہ میں
 پیدا ہوئے انکی مان نے بنون قتل ایک گڈھے میں ڈال دیا اس امید سے کہ اللہ اسکو محفوظ رکھے گا سواظہی
 ایک شیر کو اسنے حفاظت کے اور ایک بادہ شیر کو واسطے دودھ پلانے کے معین فرمایا کہ وہ دونوں انکو پلٹنے اور کھلانے
 جب دانیال جوان ہوا تو انکی مان نے واسطے تذکیر نعمائے الہی کے وہی صورت فص خاتم میں کندہ کرائی تھی
 فائدہ حضرت دانیال نے بھی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر شہر میں اپنی اُمت کو دی ہیں کہ
 ابیک صحیفہ دانیال بن جوئیسیانوں کے پاس موجود ہو گئی ہوئی ہیں اور اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کاروبار انکا خدا پر تھا
 بسطح حضرت یوسف علیہ السلام کا اول خوش خبری جو حضرت دانیال نے دی یہ ہے کہ میں نے چار جانور دیکھے ایسے
 اور ایسے اور چوتھا بہت ہی عظیم وقوی تھا اُسکے دانت لوہے کے تھے کھانا تھا اور پیس ڈالتا تھا جو کچھ اُسکے
 منہ میں پڑتا تھا اور وہ سب جانوروں سے ممتاز و مختلف تھا اور اُس جانور کے دلت سینک تھے پس دیر نہ گزری تھی
 کہ ان سنگوں میں سے چھوٹی چھوٹی شاوٹیاں جمیں اور انہیں انکھیں بن گئیں پھر ایک چوٹا سنگ ایسا بڑھا کہ سب
 بڑا ہو گیا اور اُس سے میں نے عجیب کلام سنا وہ یہ جو تھی مملکت ہر کہ سب کے آخر ہوگی اور سب سے افضل و اکمل

اُس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تیرا باپ بلاصلاح و مشورہ دانیال کوئی کام کرتا تھا تو نہ نہایت بجا کیا جو انیال کو اپنی مجلس سے دور کیا اُس نے کہا دانیال میرا دشمن تھا اس واسطے میں نے دور کیا انھیں ذروں میں ایک ذرا اپنے مصاحبوں میں بیٹھا ہوا باتیں کرتا تھا کہ ایک پنجہ ظاہر ہوا اسی میں تین کھمبے تھے مگر کسی نے نہ جانا وہ کیا تھا اور فی الفور نائب ہو گیا اس واقعہ سے پادشاہ کو اندیشہ ہوا اُس نے اپنی ماں سے کہا وہ بولی کہ حقیقت اس معاملے کی دانیال جانتا ہے سو اُس نے حضرت دانیال کو بلا کر پوچھا حضرت نے فرمایا وہ پنجہ بی بی تھا اسی میں لکھا تھا وزن مخف و وعدہ ناخبر و جمع ففرق یعنی اللہ نے اعمال تمہارے کو لے تو وہ سبک نکالے اور پھر ملک کیا سو وفاق کیا اور یکجا کیا اب متفرق کر لگا پادشاہ نے کہا تفریق کب ظاہر ہوگی فرمایا کہ میں نے اسے تو اپنے خواصوں کے ہاتھ سے مارا جائیگا اور ملک نے دولت دوسرے شخص کو ملیگا چنانچہ ویسا ہی ہوا اور دوسرے شخص پادشاہ ہو تب بعضہ کہتے ہیں کہ نام اُس کا دار تھا اُس نے بنی اسرائیل کو مع حضرت دانیال اسباب آرائش بیت المقدس جانب بیت المقدس و اندہ کر دیا اور حضرات اہل سیر فرماتے ہیں کہ بابل میں ہے اور موضع موس میں کہ متعلق ارض مغرب سے ہر وفات پانی اور اکثر قائل ہیں کہ وفات بیت المقدس میں ہوئی وہیں مدفون ہیں اخبار الدول میں ابی زیاد سے نقل کیا ہو کہ وہ کہتا ہو کہ میں نے ایک انگشتری ابی پرزہ ابن ابی موسیٰ اشعری کے ہاتھ میں دیکھی کہ اُس کے نیچے پر تصویر دوشیرون کی تھی اور ابین اُن کے ایک مقبور آدمی کی گویا دوشیرون آدمی کو پھاڑتے ہیں اور ابوربرہ نے کہا کہ یہ خاتم دانیال علیہ السلام کی ہر جو وقت دفن کرنے کے میرے ہاتھ لگی کہتے ہیں کہ سبب اس نقش کا یہ تھا کہ جب سخت نصرت بنی اسرائیل کے لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا تو دانیال اسی عرصہ میں پیدا ہوئے انکی ماں نے خوف قتل ایک گڈھے میں ڈال دیا اس امید سے کہ اللہ اسکو محفوظ رکھے گا جو حافظ حق ہے ایک شیر کہ دیا بیٹے حفاظت کے اور ایک مادہ شیر کو واسطے دودھ پلانے کے معین فرمایا کہ وہ دونوں لٹکتے ہو کر کھائے جب دانیال جوان ہوئے تو انکی ماں نے واسطے تذکیر نچاے الہی کے وہی صورت فص خاتم میں کندہ کرائی تھی فائدہ حضرت دانیال نے بھی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر بشارتیں اپنی امت کو دی ہیں کہ اب تک صحیفہ دانیال میں جو عیسائیوں کے پاس موجود ہو گئی ہیں اور اُن سے معلوم ہوتا ہو کہ تمام کاروبار انکا خواب تھا جسطرح حضرت یوسف علیہ السلام کا اول خوش خبری جو حضرت دانیال نے دی یہی کہ میں نے چار جانور دیکھے ایسے اور ایسے اور جو تھا بہت ہی عظیم و قوی تھا اُس کے دانت لوہے کے تھے کھا جاتا تھا اور پس ڈالتا تھا جو کچھ اُس کے منہ میں پڑتا تھا اور وہ سب جانور اس سے ممتاز و مخالف تھا اور اُس جانور کے دلت سیناگ تھے پس دیر نہ گزری تھی کہ اُن سینکوں میں سے چھوٹی چھوٹی سگ و ٹیان جبین اور زمین آنکھیں بن گئیں پھر ایک چھوٹا سیناگ ایسا بڑھا کہ سب سے بڑا ہو گیا اور اُس سے میں نے عجیب کلام سنا سو یہ جو تھی مملکت ہر کہ سب کے آخر ہوگی اور سب سے افضل و اکمل

انتہی قولہ لخصاً پس میں کہتا ہوں کہ یہ سلطنت عظیمہ ہمارے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور لوہے کے دانت جہادیوں کے ہتھیار ہیں اور شرع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سبکے مخالف یعنی مانع ہے اور دیش سینک صحابہ عشرہ مبشرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں اور سنگوٹیان خلفائے عباسیہ وغیرہم اور چھوٹا سینک حضرت امام موعود مہدی آخر الزمان ہیں اور کلام عجیب قرآن شریف یا اسرار اگرچہ اس خبر میں عیسائیوں نے تحریف کی ہے لیکن ہمارے مطلب کی بات اب تک موجود ہے اگر کسی کو منظور ہو تو ساتھ ان باب صحیفہ دانیال کا ملاحظہ کرے دوسری خوشخبری جو دسویں و بارہویں باب کے ملانے سے صاف نکلتی ہے کہ حضرت دانیال فرماتے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ دجلے کے کنارے کھڑے ہوں اور ایک شخص کٹانی پیرا ہن پہنے ہوئے خالص سونے کا پیرکا باندھے کھڑا ہو اسکا بدن برجہا منہ بجلی کا آنکھیں مانند مشعل باز و نہر اس کے چمکتی تھیں باتوں میں ایک آواز ہنگامے کی پھر میں نے دیکھا کہ دو اور کھڑے ہیں ایک نہر کے کنارے اس طرف دوسرا اس طرف سو ایک نے اس مرد کتان پوش سے پوچھا کہ ان عجائبات کا آخر کب تک ہو اُس نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے حی القیوم کی قسم کھائی اور کہا ایک وقت اور دو وقت اور آدھے وقت تک ہو پر میں نہ سمجھا پھر میں نے پوچھا اُس نے کہا اگر دانیال تو رحلت کر یہ یا تین آخر کے وقت تک بند و محتوم رہینگے اور بہت لوگ ظاہر و باطن و خالص بنینگے لیکن شریر شرارت کرتے رہینگے اور سب شریر نہ سمجھینگے پروانا سمجھینگے اور اُس وقت دینی قربانی اٹھائی جائیگی اور تو رحلت کر رحمت پاؤ گے اور دونوں کے آخر میں اپنی میراث میں اٹھ کھڑا ہو گا اٹھ کھڑا

لخصاً پس واضح ہو کہ مرد کتان پوش جو کنارے پر کھڑے تھے حضرت میکائیل حامل لوح تھے اور وہ دو شخص جنہوں نے پوچھا حضرت جبرئیل و اسرافیل تھے سو حضرت میکائیل نے سارے تین وقتوں کی تصریح فرمائی اور انکو خاص کیا اگرچہ وقت بہت تھے سو جب کو ایک وقت کہا وہ حضرت عیسیٰ کا وقت ہے جس میں رحمت حق بخوبی ظاہر ہوئی اور جب کو دو وقت کہا وہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت ہے جس میں رحمت حق دجلال و جمال و علم ظاہر و معرفت باطن نے بخوبی کمال پکڑا اور آدھا وقت حضرت امام مہدی کا ہے کہ اس میں محمدی شمع کامل ہوگی اور ہر دار و ولایت ظاہر ہونگے اور اس عرصہ دراز میں جو ماہیں حضرت صلح و امام مہدی کے گزریں گے بہتیرے شریر بنیں گے اور بہتیرے آپ کو امام مہدی بتلا دیں گے لیکن انکی شرارت کچھ کام نہ آویگی اور شریر نہ فہم ہو و نصارے ہیں اور صاحب فہم اہل اسلام ہیں اور دینی قربانی اٹھ جانے سے یہ مراد ہے کہ یہ طریق قربانی جو باطل جاری ہے سو قوت ہو جائے و شرعیت اسلامیہ میں منسوخ ہو گا اور حضرت میکائیل حامل لوح جو اس صورت میں حضرت دانیال پر

خوشخبری

ظاہر ہوئے اسکا سبب یہ تھا کہ یہ کیفیت جلال و جمال پر دلالت کرتی تھی اور شریعت ہمارے حضرت کی بین الجلال والجمال ہے لہذا اس صورت میں تشریف لائے کیونکہ اسکی خبر کو آئے تھے فائدہ اللہ عالم الغیب الخفیات نے توریت میں لکھ دیا تھا کہ دو مرتبہ بنی اسرائیل شرارت کریں گے اسکی سزا میں دشمنوں کا غلبہ اُنکے ملک میں ہوگا چنانچہ اسی طرح ہوا کہ ایک مرتبہ جاووت غالب ہوا اور تابوت سکینہ وغیرہ چھین لیکر پھر حق تعالیٰ نے اُسکو حضرت داؤد کے ہاتھ سے ہلاک کیا اور بنی اسرائیل کو قوت و شوکت زیادہ بخشی جب کہ حضرت سلیمان پادشاہ بنی ہوئے بعد اُسکے پھر اُن لوگوں نے شرارت کی تب نجات نصرا سی غالب ہوا کہ اُسوقت سے پھر سلطنت بنی اسرائیل نے زور نہ پکڑا اسی کا اشارہ سورۃ بنی اسرائیل میں ہوتا ہے وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب بقدرنا فی الارض مرتین وتعلن علوا کبیرا فاذا جاورعداؤلہما لبعثنا علیکم عبداً ذللاً اولی باس شدیداً فجاؤا

خلال الدیازفکان وعداً مفقولاً ثم ردنا لکم الکرۃ علیہم لے آخر الآیۃ للکافرین حصیر یعنی اور صاف کہ سنایا ہننے بنی اسرائیل کو کتاب میں کہ تم خرابی کرو گے ملک میں دوبارہ اور جرہ جاؤ گے بری طرح کا چڑھنا پھر جب آیا وعدہ پہلا اٹھائے ہننے تم پر ایک بندے سخت لڑائی والے پھر پھیل پڑے شہروں کے بیچ اور وہ وعدہ ہونا ہی تھا پھر ہننے پھیری تمھاری ماری اُپر اور زور دیا تمکو مال سے اور بیٹوں سے اور اُس سے زیادہ کر دی تمھاری بھیڑ اگر بھلائی کی تھنے تو بھلا کیا اپنا اور جو بُرائی کی تو آپ کو پھر جب پہونچا وعدہ پھلی بار کا کہ وہ لوگ اُداس کریں تھو اد بیٹھیں سجدے میں جیسے بیٹھے پہلی بار اور خراب کریں جس جگہ غالب ہوں پوری خرابی آیا ہو رب تمھارا سپہ کہ تم پر رحم کرے اگر پھر وہی کر دے تو ہم پھر وہی کریں گے اور کیا ہو ہننے دوزخ منکرون کا بندی خانہ فائدہ سیاق آیت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اول خرابی نجات نصرا کی اور دوسرے طیطوس رومی نے جو بعد شہادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آیا کہ بعد اسکے پھر بنی اسرائیل کو قوت نہوئی جس جگہ رہے خراب و پریشان رہے اب حضرت صلعم کے وقت میں ارشاد ہوا کہ اللہ مہربانی پر آیا ہو اگر اس نبی کے تابع ہو تو پھر سلطنت ملے مگر اُنھوں نے شرارت کی سو مسلمانوں کو غالب کیا اور آخرت میں دوزخ اُنکا گھر بنایا

تفہیم بہت چہارم در احوال حضرت عزیر علیہ السلام

تفسیر مدارک میں ہے کہ یہ نام عجیب ہے بقول محب طبری عربی عزیز و درمیا عبری اور یہ دونوں ایک ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ عزیر اور ہین اور از میا اور کیونکہ عزیر کے باب کا نام شرعیات تھا اور از میا کے خلفیا اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت عزیر اولاد و انبیا اکبر سے ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ اولاد یعقوب علیہ السلام ہیں نسب اُنکا چوڑا و آٹھ

حضرت ہارون علیہ السلام تک پہنچتا ہوا اور سامرۃ الاخبار میں شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ عزیر بنی نہ تھے بلکہ ایک عالم علمائے بنی اسرائیل سے تھے اور ابو الفتح نصیر بن ابی الفرج جہلی سے منقول ہے کہ عزیر نے بیت المقدس میں مناجات کی سو اٹھ نام پچھرون میں لیا گیا کذا فی اخبار الدول احوال حضرت عزیر علیہ السلام کا یہ ہے کہ جب بخت نصر نے بیت المقدس کو خراب کیا اور اولاد بنی اسرائیل کو گرفتار کر کے بابل کو لیا گیا تو اُس میں حضرت عزیر علیہ السلام سے اپنے ایک بیٹے کے بھی قید تھے جب اللہ جل شانہ نے آپ کو قید سے نجات بخشی تو آنجناب چالیس برس کے تھے سو ایک حمار پر سوار ہو کر تنہا جانب بیت المقدس تشریف لے گئے یہاں تک کہ دیر باز ریا دہر ہر قتل واقع کنارہ جلہ بیان واسطو مدائن یا شاہر آباد یا قریہ غیبت میں کہ ایک فرسخ بیت المقدس سے اسطرف واقع ہو پونچے اور وہاں کے درخت میوہ دار پائے اور شہر بالکل ویران پھر تھوڑے آنچیر وانگور لیکر کھائے اور کسی قدر بنی تھیلی میں رکھے اور گدھا سواری کا باندھ دیا اور ایک دیوار سے تکیہ دے کے بنظر عبرت اُس شہر کو دیکھنے لگے اور تعجب سے دل میں کہتے تھے کہ یہ شہر کس طرح آباد ہو گا اور باشندے یہاں کے جو بالکل استخوان بوسیدہ ہو گئے ہیں کیونکر زندہ ہوتے چنانکہ اللہ صاحب نے سورہ بقرہ میں فرمایا اوکا لدی مر علی قریۃ وہی خاویۃ علی عروشہا قال الیٰ بھی ہذہ اللہ بعد موتہا یعنی یا جیسے وہ شخص کہ گذرا ایک شہر پر اور وہ گر پڑا تھا اپنی چھتوں پر بولا کیونکر چلا دیا اللہ بعد مرنے کے فاماۃ اللہ یاۃ عام ثم بعثتہ یعنی پھر مارا اُسکو اللہ نے تنویر سے پھر اٹھایا اسی شکل و صورت و عقل و فراست پر او طعام شراب و حمار اسکا اس مدت تک پردہ حمایت میں رکھا تفسیر جو ابہر میں لکھا ہے کہ جب عزیر کی موت سے شتریس گذرے تو بخت نصر بابل میں گیا تب اللہ نے ایک پادشاہ فارسی بھیجا اُس نے بیت المقدس کو آباد کیا نام اُسکا ٹوشک تھا اور بعضوں کے نزدیک کورس تھا الیٰ نے آباد کیا اور اُس نے بنی اسرائیل میں شاہی کی اگرچہ کئی طرح کی روایتیں اہل تاریخ نے لکھی ہیں مگر یہ دو روایتیں لائق وثوق ہیں لانما فیہ الدیج محدث نے لکھا ہے کہ ابتدا سے بخت نصر سے چار ہزار آٹھ سو اکتالیس پہو طی خواہ چار ہزار آٹھ سو تینتالیس میں ہے اور تخریب بیت المقدس چار ہزار آٹھ سو سترٹھ یا اڑسٹھ ہیں اور گشتا سپ ابن لہر اسپ جسکو یہودی کورس کہتے ہیں ستر چار ہزار نو سو سات میں پادشاہ ہوا سو اس نے بیت المقدس کو چار ہزار نو سو تینتالیس میں آباد کیا اور یہ کورس ہمیں اسفندیار تھا اور زردشت اسی سنہ میں ہوا اور گشتا سپ نے اُسکی متابعت کی پس اس حساب سے بعد تخریب شتریس کے گذرنے پر بیت المقدس آباد ہوا ہے اور روایات سے ثابت ہے کہ بیس برس میں اسکی آبادی از سر نو کی گئی و ہذا القول اقرب

[illegible]

الی الصواب واللہ اعلم بحقیقۃ الحال القصۃ حسب بیت المقدس آباد ہو تو اللہ نے حضرت غریب علیہ السلام کو زندہ کیا اور اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے پروا دیتے کسی اور فرشتہ نے پوچھا و پروا دیتے جانب فلک سے آواز ہوئی کہ امی غریب تو یہاں کتنی مدت رہا حضرت غریب نے دیکھا کہ آفتاب غروب نہیں ہوا اور میں یہاں پھر دن چڑھے آیا تھا تو جواب دیا کہ ایک روز ٹھہرا ہوں یا اس سے کچھ کم اُس نے کہا نہیں بلکہ سو برس یہاں رہا ہو گا قال اللہ تمہارے فی سورۃ البقرۃ قال کم لبثت قال لبثت یوماً اور بعض یوم قال بل لبثت مائۃ عام یعنی کما تو کتنی دیر رہا یولامین رہا ایک وزیادہ سے کچھ کم کہا نہیں تو رہا سو برس تب تو حضرت غریب علیہ السلام کمال تعجب میں پڑ گئے اور انکھ اٹھا کے شہر کو دیکھا تو مثل روضہ رضوان و بیچو گلستان پایا درختش نہ طوبی دلا دیز ترنگ گیا ہش سو سن زبان تیز تر زندہ درو آہا جو بچو زندہ درو باد با سو نسویدہ ہر گوشہ دل کشا منزلی جہر جانب از مردمان محفلہ اس معاملہ سے اور بھی حیران ہوئے پھر ارشاد ہوا کہ ناظر الی طعامک مشارک لم تیسرے یعنی اب دیکھ اپنا کھانا اور ہینا کہ سڑ نہیں گیا چنانچہ حضرت غریب نے دیکھا تو سب کھانا پینا بکے تو موجود پاس رکھا تھا اور انجیر و انگور اسی طرح تازہ و تر بلا تغیر و تبدل پائے گئے اب اور بھی تعجب ہوئے پھر ارشاد ہوا و ناظر الی حمارک و فحیجک آیت للناس و ناظر الی العظام کیف نشتر انتم نکسوا لحمی یعنی دیکھ اپنے گدھے کو اور تجکو ہم نمونہ کیا چاہتے ہیں لوگوں کے واسطے اور دیکھ ہڈیاں کس طرح اٹکوا بھارتی ہیں پھر انپر ہیناتے ہیں گوشت چنانچہ غریب نے دیکھا تو گدھے کی ہڈیاں سفید سفید رکھی تھیں اور گوشت پوست سارا اگل کر خاک میں مل گیا تھا شہر بند قابض مجموع از ہم رنجتہ استخوانا ماندہ و آن ہم بنجاک آیمخہ حضرت غریب شامل میں تھے کہ دفعۃً آواز ہوئی کہ امی استخوان بوسیدہ و فرسودہ جمع ہو جاؤ اور امی گوشت پوست و اجزاء متفرقہ با ہم لمجاؤ چنانچہ حکم خدا وہ گدھا حضرت غریب علیہ السلام کے رو برو زندہ ہوا اس وقت حضرت غریب نے کہا اعلم ان اللہ کل شیء قدیر یعنی میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اس مقام مذہب طبیعیوں کا باطل ہوتا ہو کیونکہ اگر یہ امر مفوض طبیعت تھا تو ضرور تھا کہ انگور و انجیر بسبب امتداد مدت دراز کے متعفن ہو جاتے اور حیوان پر قرار رہتا اور جب حیوان باوصف کثافت کے متغیر ہو گیا اور انگور و انجیر باوجود لطافت کے تبدیل و تغیر سے محفوظ رہے تو معلوم ہوا کہ تغیر اجسام و تبدیل اجرام کوئی اور ہو طبیعت کو مطابق و خل نہیں ہو تبھی کہتے ہیں کہ یہ واقعہ حضرت ارمیا علیہ السلام کو اور حضرت خضر علیہ السلام بھی وہی ہیں مگر یہ قول ضعیف ہے حضرت ارمیا اور ہیں اور حضرت خضر اور اسی طرح یہ واقعہ پروا دیتے تھے حضرت غریب علیہ السلام کا ہو اور تواریخ میں لکھا ہو کہ حضرت

میں
میں

امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ جب دشمنوں سے پوشیدہ ہوئے تو اوپر اُدھر چھپنے لگے چنانچہ ایک قریہ میں قریات شام سے پہونچے وہاں ایک پہاڑ نہایت بلند و رفیع نظر پڑا اور ایک جماعت نصرانیوں کی اُسی طرف جاتی تھی آنجناب نے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے اور تم کہاں کو جاتے ہو وہ بولے اس پہاڑ پر ایک دیر ہے اُس میں درویش رہتا ہے وہ حل مشکل ہماری کرتا ہے اُسکے پاس جاتے ہیں سو حضرت امام موسی کاظم بھی اُنکے ہمراہ چلے گئے جبکہ دروازہ دیر پہونچے تو ایک پیر کس سال میل آیا اور حضرت امام کو منور بنو حضرت حق دیکھ کر کہنے لگا کہ تم شاید امت مرحومہ سے ہو میں تم سے چند سوال کرتا ہوں ایک سوال انہیں عسیر الخواب ہے اگر اُس سوال کا جواب دو گے تو عسل و فضل تمہارا قابل اعتماد ہے چنانچہ گئے چند سوالات کیے آنجناب نے جواب دیے اُنکے کہنا یہ تو سہل تھے اب سوال سخت کرتا ہوں فرمایا اگر جواب صحیح و درست بیان کروں تو ایمان لاؤ گا درویش اہل کتاب نے کہا البتہ ایمان لاؤں گا اور اس بات پر قول قرار مضبوط ہو گیا فرمایا بیان کرانے کہا مجھ کو خبر دو اُن دو بھائیوں سے جو کہ ایک شب میں پیدا ہوئے اور ایک روز فوت ہوئے اور عجیب ترین یہ کہ عمر ایک کی دوسو برس کی ہوئی اور دوسرے کی سو برس کی حضرت امام نے فرمایا وہ دونوں بھائی عزیز و عزیز پسران شریعت تھے کہ دونوں تو ام پیدا ہوئے اور پچاس برس تک دونوں ایک مقام میں بسر کرتے رہے پھر عزیز گدے پر سوار ہو کر کسی کام کو گئے اُنکو اللہ نے مار ڈالا اور سو برس کے بعد زندہ کیا اور اُسی گدے پر سوار ہو کر اپنے گھر آئے اور اپنے بھائی عزیز کے ساتھ پچاس برس اور زندگی بسر کی بعد ازاں دونوں نے ایک روز وفات پائی اس طرح دوسو برس کے عزیز مونی اور سو برس کے عزیز اُسی دم وہ راہب مع حاضرین مجلس ایمان لایا فائدہ روایت ہے کہ اول مسئلہ قضا و قدر میں حضرت غریب علیہ السلام کو خطرہ آیا تھا سو جناب باری عز اسمہ میں بہ مناجات ملتفت ہوئے یا رب خلقت خلقا افضل من تشا و تہدی من تشا یعنی ای پروردگار تو نے پیدا کیا خلق کو پھر گمراہ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور راہ بہت دکھلاتا ہے جسکو چاہتا ہے اور اسی پر عذاب و ثواب متفرع کرتا ہے ارشاد ہوا یا عزیز اعرض عن ہذا بعد ازاں پھر اُنکے دل میں خلجان پیدا ہوئے پھر مناجات فرمائی حکم ہوا یا عزیز اعرض عن ہذا والا محون اسک من النبوة یعنی ای عزیز باز رہ اس سوال سے اور اگر نہیں تو نام تیرا کمال ڈالو لگانہوت سے حضرت عزیز نے التماس کیا کہ الہی میں سخت ملول خاطر ہوں اور اسکی حکمت دریافت کیا چاہتا ہوں ارشاد ہوا یا عزیز ذلک میری ولادہ داخل ملک فی اسرار الربوبیۃ مگر یہ دغدغہ اُنکے دل سے دفع نہوا لہذا حق تعالیٰ نے سو برس تک

اُنکو مار ڈالا اور پھر زندہ کر کے پوچھا کہ لبت کما لبت لیو ما و بعض یوم ارشاد ہو کہ اے عزیر
 جو شخص سو برس کو ایک دن جانتا ہو وہ اسرار ربوبیہ کو کیا جانیکا کذا فی مناقب الاصفیاء القصہ
 حضرت عزیر علیہ السلام گدھے پر سوار ہو کر اپنے محلے کی طرف چلے نہ کسی نے اُنکو پہچانا اور نہ اُنھوں نے
 کسی کو پہچانا مسافرانہ اس مقام میں گئے جس جگہ کا خیال تھا کہ یہ ہمارا گھر ہو وہاں ایک عورت نابینا اور
 ایابنجی ملی وہ عزیر کی لونڈی تھی اُسکی عمر ایک سو بیس برس کی تھی حضرت عزیر نے اُس سے پوچھا کہ یہ
 گھر عزیز کا ہو اُس نے کہا ہاں اور سخت روئی حضرت عزیر علیہ السلام نے پوچھا کیوں روتی ہو اُس نے کہا تو نے
 اُس شخص کا نام لیا جو سو برس سے غائب ہو کہ اس مدت میں کسی نے اُسکا نشان نہیں بتلایا اور اب تو
 اُسکا نام بھی کوئی نہیں لیتا ہو اور کسی کو اُسکی یاد نہیں ہو صرف میں لونڈی اُسکی یاد میں رویا کرتی ہوں حضرت
 عزیر نے کہا خوش ہو میں عزیر ہوں حق تعالیٰ نے مجکو سو برس کے بعد اپنے فضل سے زندہ فرمایا ہو
 لونڈی نے کہا سبحان اللہ یہ بات کوئی مانیکا کہ تم سو برس کے بعد زندہ ہوے ہو اگر تم سچے عزیر ہو تو تم
 دعا کو کہ میری آنکھیں ہو جائیں کیونکہ عزیر مستجاب الدعوات تھے ٹھکی دعا سے بیمار اچھے ہوتے تھے حق تعالیٰ
 عزیر نے دعا مانگی اُسکی آنکھیں ہو گئیں دیکھنے لگی اور اُس نے عزیر کو پہچانا پھر حضرت عزیر نے اُسکا ہاتھ پکڑا
 وہ چل کھڑی ہوئی اور پانوں اُسکے اچھے ہو گئے پھر وہ لونڈی محلات بنی اسرائیل میں پکارنے لگی
 کہ اے بنی اسرائیل عزیر با خلعت نبوت و منصب خلافت پہنچا ہو سے خورشید وصال از افق ہجر برآمد ہو
 مار کی شب رفت و چراغ سحر آمد جو لوگوں نے کہا اے عورت تجکو سودا ہو سو برس ہوے عزیر کو غائب ہو
 اب اُسکا نام زندوں میں کون لیتا ہو پھر اُنکا بیٹا ایک سو دس برس یا اٹھارہ برس کا اور پوتے پر وے
 بوڑھے بوڑھے یہ خبر سنکر دوڑے اور اس عورت سے پوچھنے لگے تو کون ہو اور کیا کہتی گئے کہا میں تجارتی
 لونڈی ہوں عزیر کی دعا سے اچھی ہوئی اور یہ کہتی ہوں کہ سو برس کے بعد عزیر زندہ ہو کر آئے ہیں
 چنانچہ حضرت عزیر کے بیٹے و پوتے و دیگر روساء اسرائیل حضرت عزیر کے پاس آئے بیٹے نے اپنے
 باپ کو نہ پہچانا کیونکہ حضرت عزیر جو ان تھے اور بیٹے اُنکے سفید و ضعیف مگر یہ کہا کہ ہمارے باپ کے
 دونوں شانوں کے بیچ میں ایک نشان سیاہ تھا بہ شکل بال سو ہم دیکھیں تو پہچانیں حضرت
 عزیر نے اپنے کپڑے اُتارے تو وہ علامت نظر آئی تب خوشی سے روئے اور بہ لسان حال
 یوں کہنے لگے سے مردہ با و اے نخت کہ مقصود زرد باز آمد جو مردم چشم جاسنے ز سفر
 باز آمد جو شد الحمد کہ از وصل منیس نفی سے یہ تن خستہ دلائل جان و گری باز آمد بعد از ان
 حضرت عزیر نے پوچھا تو ریت کیا ہوئی ہوئے نخت نصرت جلا دی سو برس سے ہم بے کتاب ہیں

حضرت عزیر بہت روئے اور کمال افسوس کیا اللہ جل شانہ نے ایک فرشتہ بھیجا اُس نے ایک طرف پانی کا
 دیا کہ عزیر نے اُس سے پیا تمام توریت اُن کے لوح سینہ پر نقش ہو گئی کہ حضرت عزیر نے اول سے
 آخر تک توریت لکھو آدمی الا حسنۃ والون کو ترو د تھا کہ یہ توریت ہر مائنین اتنے میں ایک شخص نے
 کہا کہ ہمتے اپنے باپ سے سننا کہ ہمارے دادا کہتے تھے جس دن نجات نصرت نے بیت المقدس لوٹا اور
 توریت پڑھنے والون کو مارا اور توریت جلا دی ہنہ ایک جلد توریت فلان پہاڑ میں دفن کر دی ہر چنانچہ
 سب لوگ جمع ہو کر اُس جگہ گئے اور توریت کو لائے اور حضرت عزیر کی لکھوائی ہوئی توریت سے مقابلہ کیا
 ایک حرف کا تفاوت نہ نکلا اور بعض کہتے ہین کہ حضرت عزیر نے فرمایا کہ اگر تمکو توریت میں کچھ شبہ ہو
 تو سابق اس سے حضرت اشعیاء نے اپنے خط سے لکھ کر فلان مقام پر دفن کی ہر اسے لاکر مقابلہ کر دیا
 مقابلہ میں کچھ بھی فرق نہ نکلا حدیث میں وارد ہو کہ توریت وقت نزول سے کسی کو یا مائنین ہوئی
 سوائے عزیر علیہ السلام کے اور بعض روایت میں ہو کہ حضرت ہارون کو بھی یاد تھی بعد اس واقعہ کے
 ایک گروہ بنی اسرائیل کا کہنے لگا کہ توریت کم ہو کر ہاتھ آئی تو عزیر بلاشبہ خدا کے بیٹے ہین چنانکہ
 سورہ قوہ میں ارشاد ہوا قالت الیہود و عزیر ابن اللہ عبیدہ ابن عمیر کہتے ہین کہ قائل
 اس قول باطل کا خاص ابن عازر وہ یہودی تھا اُسی نے کہا تھا ان اللہ فقیر و نحن اغنیاء
 فائدہ کتب خواص میں ہو کہ آیت کریمہ او کالذی مر علی قریۃ تا علی کل شئی قدیر کا یہ خاصہ ہو کہ
 جو کوئی بروز یکشنبہ ساعت پنجم میں درق آ ہو پر لکھے اور پارچہ پاک میں لپیٹ کر آستانہ مکان ہران کے نیچے
 گاڑے تھوڑے دنوں میں وہ مکان آباد ہو جائے اور جو آب باران رحمت سے دھو کر درختوں میں ڈالے
 تو خوب پھلین اور قرأت اس آیت کی بنا بر قوت حافظہ و دفع قساوت و سختی قلب کے حکم اکسیر رکھتی ہو فائدہ
 تواریخ میں مذکور ہو کہ اواخر ایام عزیر علیہ السلام میں سلطنت فارس شام سے منتقل ہو کر یونانیوں
 اور رومیوں کو ملی اور عمر شریف دو سو برس کی ہوئی جانب شرقی جبل طور کے فرار شریف واقع ہو کر
 اٹکا سورہ بقرہ برات میں ہو اخبار المذول میں کہ بعد وفات عزیر علیہ السلام کے متولی رست
 قدس شمعون ایک شخص اولاد ہارون سے ہوئے تھے واللہ اعلم ۔

تفریح بست و نیم در احوال حضرت یونس علیہ السلام

نام اُن کے باپ کا متی بفتح نیم و تشدید مثناة فوقانیہ ہو کذا صحیح ابن حجر اور
 عبد الرزاق نے کہا ہو کہ متی نام والدہ کا تھا اور قسطنطینی نے اپنی تفسیر میں
 کہا ہو کہ یونس ابن العجز ہین جو کہ چودہ دن مردہ رہے اور حضرت الیاس کی

و عا سے پھر زندہ ہوئے اور بعضے مؤرخین نے لکھا ہے کہ انکے نسب پر کسی کو اطلاع نہیں اور مطالع السرات میں ہے کہ اولاد نبیائے مین سے تھے اور بعد حضرت سلیمان کے بنی ہوئے اور اخبار الدول میں بعد الیبع کے لکھا ہے اور بعضے بعد شعیب کے کہتے ہیں مگر نزدیک اہل تحقیق کے صاحب الامر حضرت شعیب تھے اور پادشاہِ حذقیہ اور بنی اسرائیل فلسطین و اردون میں تھے اتفاقاً موصل و ینوی کے لوگ کہ ماہین شام و عراق میں باعانت پادشاہ بنی اسرائیل پر چڑھ آئے اور اسبابِ لوٹ لیس گئے اور سارٹھے نو سبط قید ہو گئے خذقیہ نے یہ ماجرا حضرت شعیب سے کہا اور عرض کیا کہ جب تک قیدی رہا نہیں ہوتے تدارک اٹکا نہیں کر سکتا ہوں اس واسطے کہ جب اسطون سے فوج جائیگی تو وہ قیدیوں کو مار ڈالینگے حضرت شعیب نے فرمایا کہ تیری ملکیت میں پانچ پیغمبر ہیں ایک پیغمبر کو بنا برہایت و افہام کے روانہ کر کہ انکو سمجھا دین اور قیدیوں کو چھڑا دین خذقیہ نے کہا آپ ہی کسی کو تجویز فرما دین فرمایا کہ یونس بیٹے محنتی و امین ہیں اور اللہ کے نزدیک عزیز اور کثرتِ عبادت میں سب پیغمبروں سے ممتاز ہیں انکو روانہ کر اگر وہ لوگ نہ ملینگے تو یونس معجزات و خوارق سے راہِ ہمت پر لاو گیا اسی وقت خذقیہ نے یونس علیہ السلام کو طلب کیا اور حال کہا یونس نے فرمایا کہ اگر حضرت شعیب حکم الہی تجویز کرتے ہیں تو مضائقہ نہیں جاتا ہوں ورنہ میری اوقات میں خلل واقع ہو گا خذقیہ نے کہا آپ کا تعین بحکم خدا نہیں ہے مگر حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا اور وہ صاحب الامر ہیں انکی اطاعت کرنا واجب ہے ناچار جانا مناسب ہے حضرت یونس اگر انی خاطر سے روانہ ہوئے اور اہل بیت اپنے بھی ہمراہ لیے کہا قال اللہ فی سورہ الانبیاء و ذوالنون اذ وہب منا ضیاء الفرض ینوی میں کہ متقابل موصل کے واقع و درمیان میں و جلد ہی جہلوہ فرما ہوئے اور معصب ابن اللہ شاد پادشاہ سے ملاقات کر کے ارشاد کیا کہ اللہ نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے کہ بنی اسرائیل کو قید سے رہا کر اور بنو امیہ کی نگرانی سے کہا اگر سچے ہوتے تو اللہ تعالیٰ ہمکو تمہارے ملک پر مستط نہ کرتا کہ ہم تمہارے عیال و اطفال گرفتار کر لاتے کیا اس وقت اللہ کو حمایت کی قدرت نہ تھی جواب خدا نے تمکو بھیجا ہے بالجملہ تین روز تک حضرت یونس علیہ السلام نے اسکو فہمائش کی مگر اُس نے انکا کنا نہ مانا اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ لوگ مشرک بت پرست تھے حضرت یونس نے بت پرستی کو منع کیا کسی نے نہ مانا بقول بعضے نو برتن کا سمجھا یا و بقول تیسریس برس مگر کوئی شخص ہو کہ آدمیوں کا ایمان لایا آخر کار حضرت یونس غصہ ہو کر ضیاء الہی میں

مستغیث ہوئے کہ بار خدایا یہ لوگ میرا کتنا نہیں مانتے اور بند یون کو رہائی نہیں دیتے یا بت پرستی
 نہیں چھوڑتے ارشاد ہوا کہ انکو میرے عذاب سے ڈراؤ اگر تجھکو مانینگے تو اپنا عذاب بھیجنا چاہتا ہوں
 بات بھی حضرت یونس کو چچہ و بازار میں کہتے پھرے کہ خبر شرط ہے اپنے بادشاہ سے کہہ دو کہ اگر میرا
 کہنا نہیں مانتا تو عذاب آئی آویگا ان لوگوں نے کہا عذاب کی میعاد مقرر کرو حضرت یونس نے
 فرمایا کہ چالیس دن کا میرے تمہارے اقرار ہے اگر اس عرصہ میں تم نے مان لیا تو فہما والا ہلاک ہو گئے
 رفتہ رفتہ یہ خبر بادشاہ کو پہونچی بادشاہ اور ارکان دولت سحر اپن کرنے لگے اور کہتے کہ یہ فقیر
 مجنون ہو قوت خیالیہ اسکی خراب ہو گئی ہو حضرت یونس نے جناب آئی میں اتنا س کہا کیا آئی
 میں نے ان لوگوں سے چالیس دن کا وعدہ کیا ہو اس وعدے کو سچا کر دکھلا نہیں تو میں خفیہ
 ہو گا اور مارا جاؤ گا کیونکہ ان لوگوں کی فادہ یہ ہے کہ جو شخص ایسا جھوٹا وعدہ کرے اسکو قتل
 کرتے ہیں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تو نے چالیس دن کا وعدہ کس واسطی کیا صبر کرنا چاہیے تھا
 کہ آخر انکا ایمان مقدر کیا گیا تھا یہ لوگ دین کی راہ اختیار کرینگے حضرت یونس علیہ السلام اس
 جواب سے سخت تنگدل ہوئے اور وعدہ سے ایک مہینا گزر گیا تب مع قبائل دس بارہ کوس
 پر اس قوم سے علیحدہ ہو کر ٹھہرے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے اور ہمیشہ اسی دعا میں مشغول کہ یا اللہ وعدہ
 میرا سچا کرو نہ خفیہ ہو گا جب تیسواں دن ہوا تو صبح کی وقت آثار عذاب نمود ہوئے یعنی
 باد سموم بصورت ابر سیاہ یا دود غلیظ و شرارہ آتش ظاہر ہوئے اور اثر اسکا انکے بلاخانوں کی
 متصل ہو چکا تب بادشاہ مع اراکین دولت مضطرب ہو کر نکلے اور کہتے تھے کہ وہ فقیر گڈڑی پیش
 کہاں ہوا اسکو تلاش کرو اور جلد لاؤ کہ ہم اسکے ہاتھ پر توبہ کریں اور بند یون کو اسکے سپرد کر دیں چچا
 دروازہ شہر کا بند کروادیا اور ہر ایک جگہ تلاش کیا کہیں سراخ نہ چلانا چار سب لوگ عورت اور مرد مع
 بادشاہ کہ لاکھ آدمی ہونگے برہنہ سر اور برہنہ پا گریبان چاک جنگل میں نکلے اور بہ نیت خالص سجدہ
 میں گر کے فریاد و فغان کرنے لگے اور کہتے کہ آئنا با چار بہ یونس یعنی ہمنے کفر سے توبہ کی اور تیرے
 پیغمبر یونس کے قول پر ایمان لائے اور سارے بت ہمنے فور ڈالے اور عزم مصمم کر گئے ہیں کہ
 بنی اسرائیل کے لوگ جو قید ہیں انکو سپرد کریں گے یہ چارہ ماساز کہ بے یا ویم کہ گرتو برائی کہہ رو اور ہم
 پیش تو گریں رو یا آدمیم ہم بامید تو خدا آدمیم یا رب ہم تیرے بندے ہیں تو ہکو آنا دیکر یا آئی ہم پیارہ دروازہ
 ہیں اپنے فضل و کرم سے ہماری دستگیری کر اور یونس فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ درمزدون کی دستگیری کرتا ہے
 اور سائلون کو رہنمائی کرتا ہے اور ہم لوگ سائل ہیں غرض کہ چالیسویں دن وقت عصر دسویں محرم

روز پنجشنبہ حق تعالیٰ نے اپنی عنایت اور کرم سے وہ عذاب اُسے دفع کر دیا اور ہوا صاف ہو گئی
 سب لوگ مع بادشاہ داخل شہر ہوئے اور جاسوس ہر کار سے اطراف و جوانب میں دوڑائے
 کہ حضرت یونس کو تلاش کر کے لاوین بلکہ بادشاہ نے کہا کہ اگر کوئی شخص حضرت یونس کی خبر لاوے
 تو میں اُسکو ایک روز تخت سلطنت پر بٹھلاؤں کہ اُس میں جو کچھ دولت و مال اُسکو درکار ہوے
 چنانچہ اس طمع سے اکثر لوگ دوڑے اور حضرت یونس علیہ السلام بعد چالیسویں دن کے جانب
 یمنوا متوجہ ہوئے تو گانوں کے لوگوں سے سنا کہ عذاب موقوف ہو گیا اور وہ لوگ تھاری تلاش
 میں ہیں انھوں نے جانا کہ میں قوم کے نزدیک سمجھوٹا ہوا اگر اب اُنکے پاس جاتا ہوں تو ذلیل
 کرینگے اور اگر حضرت شعیبا کے پاس جاتا ہوں تو بنی اسرائیل میں بڑی شہرند کی ہوگی اس خیال سے
 سے رنجیدہ خاطر ہو کر وہ دونوں طرفین چھوڑیں اور جانب روم متوجہ ہوئے چونکہ اس دعا میں حضرت
 یونس نے بہت جلدی فرمائی تھی اس لیے عتاب شروع ہوا اور حضرت یونس یہ سمجھ کر قوم سے
 نکلے تھے کہ بیرون قوم کچھ عذاب و رنج نہیں ہوگا مگر جانب ق سے اُنکے ساتھ وہی معاملہ
 شروع ہوا کہ اول سب رفیق و نوکر چلے گئے سوائے ایک عورت اور دو لڑکوں کے کوئی ساتھی
 نہ رہا تب ایک بیٹے کو اپنے کندھے پر دھرا اور دوسرے کو عورت نے کندھے پر لیا اور
 منزل بنزل طے کرتے ہوئے روانہ ہوئے اثنائے راہ میں ایک درخت کے نیچے سایہ کے
 واسطے ٹھہر گئے اور واسطے قضاے حاجت بشری کے جنگل میں گھوڑا سوقت بادشاہزادہ
 کی سواری برہم شکار اس درخت کے متصل پہنچی اُس نے دیکھا کہ ایک عورت خوب صورت
 جوان کمال حسن و جمال سے آراستہ دو لڑکے لیے ہوئے بیٹھی ہے سو اُس نے اپنے نوکر دن کو حکم
 دیا کہ اس عورت کو لاؤ ہر چند عورت نے داد بیدا کیا کہ میں ایک مرد صالح کی منگوحہ ہوں اور
 وہ شخص پیغمبر ہیں لیکن مستی شراب اور جوش جوانی میں اُس نے ناما زبردستی اپنے ہمراہ لے گیا اب حضرت
 یونس علیہ السلام بعد قضاے حاجت تشریف لائے تو عورت نے ملی لڑکوں سے مستفسر ہوئے
 انھوں نے حال گذشتہ عرض کیا حضرت یونس نے جانا کہ معاملہ عتاب شروع ہوا ہے اور جتنے
 کہتے ہیں کہ عورت اور لڑکوں کو لیکر چلے تو ایک مذی ملی تب حضرت یونس نے ایک لڑکا کنارے
 پر چھوڑا اور ایک کندھے پر لیکر عورت کا ہاتھ پکڑا مذی میں چلے پانی نے زور کیا عورت کا ہاتھ
 چھوٹ گیا اور عورت کے تھامنے میں لڑکا کندھے سے پھسل پڑا گھبراہٹ میں دونوں کو کنارے
 پر آئے دوسرے لڑکے پاس اُسکو بھیڑا لیکب یا جسوقت بھیڑیا کنارے آیا اور اُس نے لڑکے کو پکڑا تو

تو حضرت یونس اس کے چھوڑانے کو گھبراہٹ میں چلے تو لڑکا کندھے والا پھسل پڑا ہر چند تک دو فرسے
 رہے کوئی ہاتھ نہ لگا تا یونس ہو کر تن ہٹا دریا سے روم کے کنارے پہنچے اس میں ایک جہاز چلنے والا تھا تا جہاز
 نے اپنا مال اسباب لادنا اور آمادہ روانگی ہوئے حضرت یونس نے کہا کہ میں ویش ہوں اگر بے کرا یہ مجھ کو
 بٹھالو تو میں بھی جہاز میں چلوں نا خدا اور تاجروں نے کہا کہ ہمارے سرو اور آنگھوں پر اپ بھین آپ کی کس
 ہمارا بیڑا پار ہوگا الغرض سوار ہوئے اور جہاز چلا جب یہاں کے بیچ میں پہنچے یکایک ہوا سے تہ چلنے
 لگی دریا موج زن ہوا جہاز چلنے سے تھم رہا ہر چند کہ بادبان وغیرہ لگائے پر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تب
 سب لوگ مشورہ کرنے لگے کہ اس کا سبب نہیں کہلاتا اور یہ معاملہ ہنر تمام عمر نہیں دیکھا سو نا خدا
 تجویز کر کے کہا کہ ایک تو میرا تجربہ ہو کہ جب کوئی غلام اپنے خاوند کے بے حکم بھاگ کر کشتی میں بیٹھتا ہو
 تب اسے سطر کا معاملہ ہوتا ہو سو تم کشتی میں پکارو کہ جو کوئی شخص اپنے خاوند سے بھاگا ہو صاف
 بیان کر دے کیونکہ ہلاکی تمام اہل جہاز کی اس کی ہلاکی سے سخت تر ہو جب منادی نے پکارا تو حضرت
 یونس علیہ السلام بولے کہ وہ غلام گرختہ میں ہوں کہ بے حکم آئی جاتا ہوں اور کشتی کے لوگوں سے
 کہتے تھے کہ میں ایک شخص کا غلام ہوں سو حکم اسکے بھاگا جاتا ہوں اب میرے ہاتھ پیرا بند کر دینا
 ڈالو کہ تمام مردم کشتی نجات پائیں نا خدا وغیرہ نے عرض کیا سبحان اللہ بھکو ہرگز آپ سے ایسا گمان
 فاسد نہیں ہو آپ اپنی بزرگی سے یہ کلام فرماتے ہیں تاکہ ہماری عرض میں آپ ہلاک ہوں ہم تو ہرگز
 روادار اس حرکت کے نہ ہوں گے حضرت یونس نے پھر وہی کلام کیا تو لوگوں نے کہا صبر کرو ہم
 ایک تدبیر کرتے ہیں یعنی قرعہ ڈالتے ہیں جس کے نام نکلے وہ شخص دریا میں ڈالا جائے چنانچہ قرعہ
 ڈالا تو حضرت یونس کے نام نکلا سب نے کہا خطا ہوئی یہ مرد بزرگ لائق اسکے نہیں کہ ایسا گمان فاسد
 اس کی نسبت کیا جائے دوسری مرتبہ پھر قرعہ ڈالا پھر بھی حضرت یونس ہی کا نام نکلا ناچار اقصیٰ
 آئی ہو کہ حضرت یونس علیہ السلام کو دریا میں ڈالا کشتی روانہ ہوئی اتفاقاً دریا میں ایک
 مچھلی منتظر لقمہ بیٹھی تھی مجر د گرنے حضرت یونس کے اس مچھلی نے نکل لیا
 حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہو کہ مچھلی کو وحی ہوئی کہ اس کو لے اور اس کا گوشت
 نہ کھا اور اس کی ہڈی مت توڑ یعنی اسی وقت حکم آئی پہنچا کہ خبردار یہ تیری
 غذا نہیں ہو بلکہ تیرے پیٹ میں اس کو قید کرتا ہوں سو اس کو آسیب
 نہ پہنچے بالکل مچھلی حضرت یونس کو لے کر دریا سے روم سے بطاح میں پہنچی
 پھر دجلے میں گری جب کہ اس معاملہ میں چالیس دن گزر گئے صاحب عالم النیل

یونس علیہ السلام کی کشتی میں
 اس کے پیچھے دو سگ تھے
 چاروں کا بھیج
 نہیں پانچواں

تک پھری ایک دن حضرت یونس نے ایک آواز سنی اپنے دل میں کہنے لگے کہ یہ آواز کسکی ہو وحی
ہوئی کہ وہ اب بحر کی تسبیح ہو پس حضرت یونس نے کہا لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین بلکہ
نے حضرت حق میں عرض کیا کہ یہ بندہ صالح ہوا اور اسکے اعمال صالح ہر روز یہاں پہنچتے تھے یا رب
اسکو بجات ملے تب خداوند تعالیٰ نے اونکی شفاعت منظور فرمائی اور نجات بخشی اور صحیح یہ ہو کہ
جب حضرت یونس مچھلی کے پیٹ میں قید ہوئے تو دم اٹکا بند ہونے لگا آنجناب نے جانا کہ دم
والپسین ہو اسوقت یا خدا چاہی تب کہا کوئی حاکم نہیں ہوا سے تیرے تو بے عیب ہو میں تھا
گنہگار دن میں اوپر قہ سے نجات ہوئی چنانچہ سورہ انبیاء میں فرماتے ہیں فاستجبنا له ونجیناه من الغم
وکنک نبی المومنین یعنی پھر سن لی ہمنے اسکی پکار اور بچا دیا اسکو رنج سے اور یوں بچا دیتے ہیں
ایمان والوں کو بالکل مچھلی کو حکم ہوا کہ اس زندانی کو کنارہ شامی پر ڈال دے آسنے فی الفور اگل
تو بدن اٹکا گرمی سے نرم تھا جیسے لڑکا ان کے پیٹ سے پیدا ہوا تاکہ مکھی اور پٹھے کے بیٹھنے سے
تکلیف ہوتی تھی اور طاقت نہ تھی کہ ہاتھ سے اوڑا دین اللہ جل شانہ نے اس وقت درخت کو
پیدا کیا آسنے اپنی بیل سے اوپر سایہ کیا کہ مکھیوں وغیرہ سے محفوظ ہوئے چنانچہ سورہ صافات میں
ارشاد ہوا وان یونس لمن المرسلین اذ اقبل الی الفلک المشھون فابصر مکان من المدحضین فالتقمہ الحوت
وہو لیم فلولاً انہ کان من السبعین للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون فنبذنا بالعار وہو سقیم وابتنا طلیعہ
من تقطین لیتبین یونس ہو رسولون میں جب بھا کر پہنچا اس بھری کشتی پر پھر قرعہ ڈالا یا تو ہو گیا
الزام کھایا پھر لقمہ کیا آسکو مچھلی نے اور وہ ادا ہوا کھایا تھا پھر اگر نہ تو تاکہ وہ یاد کرنا پاک ذات کو تو
رہتا آسکے پیٹ میں جسد تک مردے زندہ ہوں پھر ڈال دیا ہمنے آسکو پھر میدان میں اور وہ بیمار
تھا اور اگا یا پہنچے اوپر ایک درخت بیل کا مدت لبث میں اختلاف ہے مقاتل کے نزدیک تین دن
عطا کے نزدیک سات دن صحاح کے نزدیک بیس دن سدیی وکلبی و مقاتل ابن سلیمان کے
زودیک چالیس دن وہو الصبح اور بعض کے نزدیک پھر دن چڑھے سے شام تک کذا فی المعالم
تفسیر زاد المسیرین لکھا ہے کہ خاصیت درق تقطین کی یہ ہے کہ مکھی گرد آسکے نہیں آتی اکثر مفسرین قائل ہیں
کہ تقطین سے مراد درخت کہ وہاں اور بعض درخت کیلا بتلاتے ہیں اور بعضے انجیر کہتے ہیں اور
حسن اور مقاتل فرماتے ہیں کل نبت یتند وینبط علی وجه الارض لیس لہ ساق ولا بقی علی الشجر
فہو یقین نحو القرع والفتاہ والبطیخ اور جو لوگ کہتے ہیں کہ مراد تقطین سے درخت کہ وہاں اٹکی

سورۃ صافات

ہے دلیل ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کہنے پوچھا کہ آپ کدو کو دوست رکھتے ہیں دنیا
اجل ہی شجرۂ امنی یونس کذا فی البیضاوی اور معالم التنزیل میں ہے کہ جب حضرت یونس مچھلی کے
پیٹ سے نکلے تو ہرنی یا پر کوہی کو ارشاد ہوا کہ انکو دودھ پلایا کرے تاکہ طاقت آوے جب گوشت و
پوست انکا درست ہو گیا اور قوت آگئی اور آرام پائی تو ایک دن سو گئے جب چونکے تو وہ درخت جسکے
سایہ میں تھے خشک ہو گیا تھا وقوع اس حال سے حضرت یونس بہت رنجیدہ ہو کے رونے لگے
اسی حال میں حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ صاحب کی طرف سے پیغام کہا کہ ای یونس تو درخت
کے واسطے ایسا غم کرنے لگا اور میں ایک لاکھ بندوں پر کہ آخر میرا ایمان لائے اور توبہ کی غم نہ کرتا اور بعض
محققین مفسرین نے لکھا ہے کہ چالیس دن کے بعد ہرنی کا انا بھی سو قوف ہو گیا جب وقت معمول و دودھ
پینے کا آیا اور ہرنی نہ آئی تو حضرت یونس نے عرض کیا یا الہی آج کے دن میں بھوکھا ہا ارشاد ہوا کہ تو
استقدر تغیر عادت پسند نہیں کرتا اور مجھ سے درخواست کرتا تھا کہ میں اپنی عادت عمدہ ترک کر کے ایک لاکھ
اپنے بندے مار ڈالوں یہ سنا کر حضرت یونس نے پھر توبہ کی اور التماس کیا کہ ای خالق کریم میں گنہگار
و شرمندہ ہوں اب جو کچھ تیرا حکم ہو بجا لاؤں حکم ہوا کہ اپنی قوم میں جا کے اقامت کر جب قوم کی طرف
تشریف لیچلے راہ میں ایک شہر پڑا اسمیں ایک کھمار باسن اپنے آوے سے لگاتا تھا وحی ہوئی کہ اس
کھمار کے پاس جا کے درخواست کر کہ ایک لاکھی سے اپنے باسن توڑ دال حضرت یونس نے یونیس کیج
کھمار نہایت ناراض ہوا اور کہنے لگا کہ ای مسافر تو بڑا دیوانہ ہو بھلا دیکھ تو میں نے کس محنت و مشقت سے
اتنے برتن بنائے ہیں اور توبے نامل کما ہے کہ انکو توڑ دال سبحان اللہ کیا خوب درخواست ہو
ایسی بات پھر کسی سے نہ کہنا حضرت یونس نے جناب الہی میں یہ حال عرض کیا حضرت حق سے
ارشاد ہوا کہ اب خیال کر کے دیکھ کہ خاک اور پانی اور کلال کا ہاتھ سب چیزوں کا مین مالک ہوں صرف
اُسے تصویر بنانے میں ہاتھ سے کوشش کی ہو اور اس سے نفع کی امید رکھتا ہو سو اسکو اس تصویر کا
بگاڑنا کیسا بڑا لگا اور کتنا اسکا جی کڑھا کہ اُسے سمجھ کو صاف جواب دیا اور تو مجھے درخواست کرتا تھا
کہ ایک لاکھ مخلوق ہلاک کر ڈال حضرت یونس نے توبہ کی اور شرمندہ ہوئے پھر آگے چلے تو
ایک باغ بہشت بڑا آباد و سرسبز دیکھ پڑا وحی ہوئی کہ مالک باغ سے استدعا کر کہ اس باغ کے
درخت کاٹ ڈالے پھر جو کچھ مالک اسکا جواب دے مجھے گذارش کر سو حضرت یونس علیہ السلام
نے مالک باغ سے جا کر درخواست کی اُسے کہا کہ تجھ کو عقل بھی ہو اپنے ہوش کی دوا کر میں نے
کس محنت سے یہ درخت پیدا کیے ہیں اور کتنی مدت میں اس لائق ہوئے ہیں کہ اُسے متع ہوں

اور تو کہتا ہو کہ انکو ایک مرتبہ کاٹ ڈال پھر کبھی ایسی بات کسی سے نہ کہنا یہ جواب بھی حضرت یونس نے جناب باری میں عرض کیا انقضیٰ اسطرح کئی معاملے راہ میں گزرے اور ہر جگہ حضرت یونس کو تنبہ و آگاہی اپنی خطا پر ہوتی گئی جب بہت شرمندہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے بالکل قصور مٹا فرمایا اور عمدہ نبوت عنایت کیا اور علاقہ رسالت جو انکو حضرت شیبا علیہ السلام کی طرف سے تھا اٹھالیا اور رسول مستقل کر دیا اور ہر طرف سے دروازے لطف و رحمت کے کھول دیے جب اس ندی کے کنارے پہنچے جہاں دونوں لڑکے ہاتھ سے گئے تھے تو دیکھتے ہیں کہ گانوں کے آدمی دو لڑکے لیے ہوئے کڑے ہیں حضرت یونس نے پوچھا کہ یہ دونوں لڑکے کسکے ہیں انھوں نے کہا ایک مرد بزرگ کے بیٹے ہیں کہ ایک کو بہنے بھیڑیے سے چھین لیا تھا اور دوسرا ندی میں بگیا تھا دھوبیوں نے ہکو دیا ہو سو ہم انکی پرورش کرتے ہیں اور انتظار میں ہیں کہ وہ مرد بزرگ ملین تو انکے سپرد کریں اتنے میں ان لڑکوں نے حضرت یونس کو پہچان کر کہا کہ یہی شخص ہمارا باپ ہے ان لوگوں نے دونوں صاحبزادے سپرد کر دیے اور دریا سے پار آثار دیا جب حضرت یونس لڑکوں کو لیکر آگے بڑھے تو اس درخت کے متصل جہاں سے انکی بی بی کو شہزادہ لیگیا تھا کچھ لوگ انتظار میں تھے حضرت یونس علیہ السلام نے پوچھا کیوں بیٹھے ہو ہوئے ہمارا شہزادہ ایک دن شکار کو یہاں آیا تھا اور کسی درویش کی عورت زبردستی لیگیا تھا اسدن سے پیٹ کے درد میں مبتلا ہو لہذا ہمارے بادشاہ نے ہکو مقرر کیا ہے کہ دیکھو جب وہ بزرگ آوین تو انکو یہاں لاؤ کہ میں قصیر معاف کر آؤں اور عورت کو سپرد کروں اور اس عورت کے اب تک کسی نے ہاتھ نہیں لگایا ہے یہ حال سکر حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ فقیر غریب ہیں تب بادشاہ کے سپاہیوں نے حضرت یونس کو کمال عزت بادشاہ کے پاس پہنچایا آنجناب کے پہنچتے ہی صحت ہو گئی اور بادشاہ نے عورت حوالے کی اور نقد و جنس بہت کچھ نذر کیا کذا فی التوریا اور اخبار الدول میں ہو کہ جب یونس علیہ السلام جانب منوی تشریف لیچے تو ایک قریہ میں دیکھتے ہیں کہ ایک شخص سوشال طلبا لیے ہوئے مع ایک عورت کے بیٹھا ہے سو حضرت نے اس عورت کو پہچانا اور قصہ اس عورت کا پوچھا اسنے کہا کہ ایک بادشاہ کنارہ دریائے اس عورت کو لیگیا تھا جب اسنے ارادہ فاسد کیا تو اسکے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں خشک ہو گئے لہذا بادشاہ نے یہ سونا دے کر جانب منوی روانہ کیا ہے حضرت نے کہا کہ اس عورت کو برے پر دکر کہ بیچاؤں اسنے یہ طلا عورت کو تقویٰ میں کر دیا جب وہاں سے دو فرخ چلے تو ایک گانوں اور ملا وہاں

ایک سوار ایک لڑکا لیے ہوئے بیٹھا تھا حضرت نے پہچانا سوار نے پوچھا تم کون ہو بوسے یونس
ابن مٹی ہوں اور یہ میرا بیٹا ہے میں پوچھتا ہوں یہ لڑکا کہاں ملا اس نے کہا میں مجھو ہوں سو میں نے
دجلہ میں جال مچلی کیواسطے ڈالا آسمین یہ لڑکا پھنس آیا اوسوقت میرے کان میں آواز آئی کہ اسے
بمحافظت تمام رکھ یہاں تک کہ یونس آوے اب جناب تشریف لائے اسکو لیجیے حضرت یونس نے
لڑکا لیا اور روانہ ہوئے تو متصل شہر نینوی کے ایک لڑکا بکریاں چراتا تھا اور یہ دعا کر رہا تھا کہ اُمّی میرے
باپ کو ملا دے یہ بڑا بیٹا تھا یونس اسکو پہچان کر لپٹ گئے اور دونوں خوب روئے اُس لڑکے نے
کہا کہ یہ بکریاں ایک آدمی کی ہیں اول اسکو سپرد کر اؤں تب آپ کے ہمراہ ہوں چنانچہ دونوں ایک
گائون میں گئے تو ایک پیر مرد دروازے پر تشریف رکھتے تھے اُس نے اوس لڑکے نے کہا کہ یہ شخص
یعنی یونس میرا باپ آگیا ہے اب جاتا ہوں اُس پیر مرد نے دست مبارک یونس علیہ السلام کو بوسہ
دے کر کہا کہ یہ لڑکا ایک بیٹریا اپنی پیٹھ پر لاوے ہوئے میرے پاس لایا اور بولا کہ اسکو حفاظت سے
رکھ یہاں تک کہ یونس آوین سو آپ تشریف لائے اپنی امانت سلجھیے پھر وہاں سے آگے بڑھے اور
سرحد موصل اور نینوی پر پہنچ کر ایک آدمی نابراخبار قوم روانہ فرمایا اُس نے شہر کے لوگوں کو خبردار کیا
کہ یونس علیہ السلام باعدہ رسالت جلوہ فرما ہوتے ہیں اور ایک روایت ہے کہ قریب شہر نینوی کے
ایک شخص بکریاں چراتا تھا حضرت یونس نے اُس سے دو دھماگاہ بولا جب سے یونس یہاں سے
چلے گئے ہیں سب بکریوں کا دودھ خشک ہو گیا ہے تب حضرت نے ایک بچہ کی چھاتیوں پر ہاتھ لگایا تو دودھ
بننے لگا اُسکو نہایت تعجب ہوا اور کہنے لگا کہ اگر یونس زندہ ہو تو بلاشبہ تو ہی ہو فرمایا میں یونس ہوں
قوم کو خبر کر اُسے کہا وہ کب مانیگے فرمایا بکریاں لیتا جا یہ گواہی دینگی سودہ گیا اور خبر آمد یونس
علیہ السلام کہنے لگا قوم کے لوگوں نے اُسکا کہنا نہ مانا اُس نے قسم کھائی کہ سن سچا ہوں اور یہ بکریاں
میرے صدق قول کی گواہ ہیں اوسیدم بکریوں نے گواہی دی لوگوں کو تیرہ وار رفتہ رفتہ یہ خبر بادشاہ کو
ہوئی وہ مع ارکان دولت حاضر ہوا اور کمال تکریم و تعظیم شہر میں لگی اور مدت دوازتک سرگرم ثابت
رہا جب بادشاہ مر گیا تو حضرت نے اُسی چرواہے کو خلیفہ کیا اور خود تترارمیوں کے جو نہایت عابد
تھے جبل صیہون پر تشریف لائے اور عبادت میں مصروف ہوئے یہاں تک کہ وفات پائی اسی جگہ
مدفون ہیں اور بقول بعضے زمین موصل میں دفن ہوئے ہیں اور امام ابو الفتح کے نزدیک قریہ حلون
میں مدفون ہیں اور بعضے کو نے میں کہتے ہیں عمر حضرت یونس کی ساٹھ برس کی ہوئی کذا فی اخبار الاول
فائدہ مولانا عبدالحق درمحدث موضع القرآن کے فائدے میں لکھتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام

خرقل علیہ السلام کے یاروں میں تھے انکے حکم سے جانب نبوی تشریف لگتے تھے اور حضرت اساذ الانساؤدہ
تفسیر غریبی میں فرماتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام کو حضرت شیخ علیہ السلام نے بھیجا تھا رفع تعارض یونس ہکما
کہ اس وقت تک حضرت شیخ علیہ السلام زندہ ہونگے قاندرہ سورہ نون والقلم میں ارشاد ہوتا ہے فاصبر حکم ربک وان کن
کصاحب الحوت ذنادی بہ وہو مظلوم لولان تدارکہ نعمۃ من ربہ لنبذناہ بالبحر و ہو مذموم یعنی اب تو ٹھہرا دیکھ اپنے رب کے
حکم کی اور مت ہو جیسے مچھلی ولا جب بھارا اور وہ غضب میں بھرا تھا اگر نہ سنبھالتا اسکو احسان تیرے
رب کا تو پھینکا گیا ہی تھا پھیل میدان میں الزام کھا کر پس ظاہر آیت سے پایا جاتا ہے کہ انکو میدان میں
نہیں پھینکا اور آیت سورہ والصفحات سے جو اوپر گزری کہ فنبذناہ بالبحر و ہو سقیم صاف واضح ہے
کہ میدان میں پھینک دیا اس واسطے رفع تعارض میں اہل تفسیر فرماتے ہیں کہ مراد شرط و جزا سے آیت
اولیٰ میں یہ ہے کہ یونس پھینکے گئے میدان میں لیکن اگر رحمت ازیلی الٰہی شامل حال اس وقت نہوتی
تو بظرح ضعیف و زار بے گوشت و پوست شکم ماہی سے لکے تھے ویسے ہی پڑے رہتے اور وہ
درخت کہ وہ پیدائش مادہ انہو کہ ظاہر اسبب حیات ہوتی ظہور میں نہ آتی اور عالم التزلزل میں اور لولان
تدارکہ نعمۃ من ربہ لنبذناہ بالبحر و ہو مذموم لکن تدارکہ نعمۃ فنبذ و ہو غیر مذموم قاندرہ اگر کوئی شبہ کرے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لا ینفی لاحد ان نقول اما خبر من یونس بن ستیٰ یعنی نہیں
زیب ہے کسیکو کہ یہ کہے میں بہتر ہوں یونس بن ستیٰ سے اس سے فضیلت حضرت یونس کی نکلتی ہے تو
رفع اس غلطہ کا یہ ہے کہ اگر مراد حضرت ضمیر تکلم سے نفس شریف اپنا ہے تو یہ کلام بطریق واضح و قوی ہے
کہ عادت شریف تھی اور اگر نفس گویند سخن مراد ہے تو لا حاجۃ الی التاویل امام شہاب الدین دمشقی
فرماتے ہیں عقائد میں کہ نفس پیغمبر مراد نہیں ہے بلکہ نفس گویندہ یعنی جان نہیں ہے کہ کوئی شخص اپنے
خیال میں یہ بات لاوے کہ میں بہتر ہوں یونس سے اور یونس کا ذکر اس حدیث میں اسلئے فرمایا کہ
خداوند کبریا نے اپنے کلام میں ارشاد کیا ہے فاصبر حکم ربک الخ کہ اس میں گنجائش ہے کہ شیطان کسی کے
دل میں یہ بات ڈالے کہ میں یونس سے بہتر ہوں کہ مال و جان کو راہ خدا میں بذل کرتا ہوں اور صحبت
پر صبر کرتا ہوں اور یہ گراہی صریح ہے کیونکہ ممکن نہیں ہے کہ احد من الناس کسی فضیلت میں بنی سے کامل
ہو لہذا حضرت نے تعلیم کیا اپنی امت کو تاکہ تعلیم انبیاء میں کوشش کریں اور کید شیطان سے محفوظ رہیں
اسی طرح لا فضل لعلی موسیٰ و اسطیٰ تعلیم امت کے ارشاد کیا ہے اور یہ موقوف ہے ایک نص پر کہ واقع
ہو اہل اسلام اور یہودی میں یعنی یہودی نے کہا کہ موسیٰ تمام خلق اللہ سے افضل ہیں مسلمان نے
ایک طمانچہ مارا یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی فرمایا لا فضل لعلی موسیٰ ایسا کلام دلیل تصیب ہے

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

اور اس میں تحقیق پیغمبر لازم آتی ہو اور اسے طرح فرمایا لا تمخبروا بنی الانبیاء اور معنی محابرة یہ ہیں کہ ایک کے ظان پیغمبر بہتر ہو ظان پیغمبر سے اور دوسرا خلف اس کے کے فائدہ رسالہ معراج لطیف اللہانی میں حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام تھے اسکے نر نے صحبت چاہی تو او نے سننے کہا کہ میں حاملہ دولیت ہوں ہرگز شہوت و خیانت سے مشغول نہ ہوگی اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ دو پیغمبر و مکی خلوت حاصل ہوئی یونس علیہ السلام کو بلطن حوت میں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بساط نور پر ملکوت جہنم اور سبب دونوں معراجوں کا یہ ہوا کہ بعض کفار کہتے تھے کہ آسمان اللہ کا ہوا اور زمین و دریا غیر اللہ کی سوائے اس کے معراج یونس علیہ السلام و سطوریا میں فرمائی اور معراج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوق السموات فائدہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین اعظم اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ کوئی درمادہ و عاجز و مبتلا بلا اس تسبیح کو نہیں پڑھتا مگر اللہ تعالیٰ اس غم سے نجات دیتے ہیں اور مشائخ طریقت لکھتے ہیں کہ یہ آیت جملہ غم و اندوہ کے واسطے تریاق مجرب ہے اور الغرض کوئی عمل مجرب سیر الاثر جبکا ثبوت قرآن و حدیث و اقوال مشائخ سے پایا جائے سوائے اسکے معلوم نہیں ہوتا اگر کوئی شخص اسکے تاثیرات میں شبہ کرے تو زندق و ملحد ٹھہرے اور طریق اسکے عمل کا کئی طریق سے ہوا اول ایک لاکھ پچیس ہزار بار چند آدمی ہیئت اجتماعیہ بنیکر مجلس قاصدین بخشوع و خضوع پڑھیں خواہ تین مجلس میں دوسرا طریق یہ ہے کہ ایک آدمی تنہا اپنے مراد کی واسطے تین ہزار ایک سو پچیس مرتبہ پڑھے کہ چالیس روز میں سوا لاکھ بار ہو جاتا ہے تیسرا طریق یہ ہے کہ ایک آدمی بعد نماز عشا کے تین سو مرتبہ اس طرح پڑھے کہ اول طہارت کاملہ کرے اور مکان کو اندھیرا کر دے اور ایک پیالی میں پانی بھر کر اپنے پاس رکھے اور جانب کعبہ شریف متوجہ ہو کر پڑھنا شروع کرے اور لمحہ لمحہ اوس پانی کو اپنے ماتھے سے بدن پر مٹا رہے اس طرح تین روز یا سات روز یا چالیس روز پڑھے مطلب حاصل ہوتا ہے کہ ما قال مولانا استاد الا تاذ فی تفسیر انقریٰ چوتھا طریق یہ ہے کہ بارہ دن بارہ ہزار بار پڑھے تنہا یا چند آدمی مل کر یا سچوان طریق یہ ہے کہ بارہ دن ایک بارہ سو مرتبہ ایک شخص با طہارت و خشوع و خضوع پڑھے ان سارے اسد مطلب و مراد حاصل ہو اور سوائے طریق مذکورہ کے اور طریق بھی کتب مشائخ میں لکھے ہیں اس مقام پر بالاسیباب بیان کی طریق کا بیقائدہ معلوم ہوتا ہے اس قدر اس مقام کے لیے کافی و وفا فی ہر فائدہ بعضے کہتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام جب غصہ ہو کر قوم سے چلا گئے تھے پیغمبر تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ

بعد عتاب و خطاب کے حضرت یونس علیہ السلام کو والد نے بنی کیا اور اول مرتبہ جات حضرت
 شعیب علیہ السلام سے خواہ حضرت حزقیل علیہ السلام کی طرف سے بھیجے گئے تھے اور اس قصہ
 سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعد عتاب و خطاب کے حضرت یونس کو والد جل شانہ نے مانند حضرت شعیب کے
 بنی کیا اور قبل اسکے شایستگی اس منصب کی نہ تھی بلکہ بنی متعبد تھے کفاروی سید ابن جبر
 ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دلیل کریمہ سورہ صافات ہو قبضہ ناہ بالعار و ہو یقیم وابتنا علیہ شجرۃ
 من لقیطن وارسلناہ الی ماتہ الف او یریدون فاذ انما ہم الی امین یعنی پس ڈال دیا ہننے آسکو
 پھر میدان میں اور وہ بیمار تھا اور اوگایا ہننے آسپر ایک درخت بیل کا اور بھیجا اوکو لاکھ آدمیوں پر
 یا زیادہ پھر وہ یقین لائے پھر ہننے آنگو برستے دیا ایک وقت تک اور بعض کہتے ہیں کہ قبل اس عتاب
 و خطاب بھی رسول تھے کما قال السدوان یونس لمن یسلین انا بلق الی الفک المشون فائدہ لاکھ یا
 زیادہ سے مراد یہ ہے کہ اگر قاتل باغ گئے جاوین تو لاکھ آدمی تھے اور جو سب کو شامل گنیں تو زیادہ
 تھے یہ اسد کو شک نہیں ہو جو کوئی طی خیال کرے کہ حقیقہ مولانا عبدالقادر فی ترجمہ اور معالم النبیل
 میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آیہ میں او معنی العاد ہو یعنی یریدون اور مقابل و کلجی تھے
 نزدیک معنی او یریدون کی بل یریدون ہیں یعنی بھیجا اوکو لاکھ آدمیوں پر بلکہ زیادہ ہے اور زجاج کی
 یہ تاویل ہے کہ او یریدون علی ظلم و تقدیر کم یعنی یہ شک دیکھنے والوں کی نگاہ پر معمول ہے کہ قوم کو دیکھ کر
 کہیں لاکھ ہیں یا زیادہ اس مقام سے معلوم ہوا کہ اول رسالت حضرت یونس کی لاکھ آدمیوں پر
 تھی اور بعد عتاب و خطاب کے اس لاکھ آدمیوں سے اور زیادہ کیے گئے مگر مقدار زیادت میں
 اختلاف ہے آبی ابن کعب اور حضرت ابن عباس و مقابل رضی اللہ عنہم تیس ہزار فرماتے ہیں اور سعید
 ابن جبر ستر ہزار کہ فی العالم والبیاضی فائدہ حضرت یونس علیہ السلام انبیاء سے اولوا العزم میں عدد
 نہیں ہے کیونکہ ہمارے حضرت کو سورہ احقاف میں ارشاد کرتے ہیں فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل
 اور سورہ قلم میں کہتے ہیں فاصبر حکم ربک والکن کصاحب الحوت اور صاحب حوت حضرت یونس
 علیہ السلام ہیں اب جانا چاہیے کہ انبیاء سے اولوا العزم میں اختلاف ہے ابن زید سے منقول ہے کہ جب
 انبیاء اولوا العزم ہیں اور حرف من زیار نہیں ہوتے براے تعین اور بعض کہتے ہیں کہ سب انبیاء
 اولوا العزم ہیں مگر یونس علیہ السلام کو اس نے جلدی واقع ہوئی و لہذا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
 ارشاد ہوا والکن کصاحب الحوت اور بعض کہتے ہیں کہ اولوا العزم سے انکار پیغمبر مراد ہیں جفا کہ
 سورہ انفام میں کہ کہے ارشاد فرماتے ہیں اولئک الذین ہی اللہ فیدلہم اقتدہ اور وہ پیغمبر ہیں انبیاء

و اسحق و یعقوب و نوح و داؤد و سلیمان و الیوب و یوسف و موسیٰ و ہارون و ذکر یا محمد و عیسیٰ و الیاس و اسماعیل و الیسع و یونس و لوط علیہم السلام اور کبلی کے نزدیک اولو الغرم وہ ہیں جنکو جہاں کا حکم ہوا ہی اور بعضے کہتے ہیں اولو الغرم چھ غیر ہیں نوح اور ہود اور لوط اور صالح اور شعیب اور یونس جنکا ذکر سورہ اعراف میں ترتیب واقع ہوا اور سورہ شعرا میں بھی ہوا اور مقاتل بن حیان فرماتے ہیں کہ اولو الغرم پیغمبروں میں حضرت نوح اور ابراہیم اور اسحق اور یعقوب اور یوسف اور الیوب ہیں اور حضرت ابن عباس و قتادہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ اولو الغرم حضرت نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ یہ پانچوں پیغمبر اصحاب شریعت ہیں اور امام محی السنہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اولو الغرم وہ پیغمبر ہیں جنکا ذکر السجۃ شانہ نے آیت یشاق میں فرمایا ہے تخصیص کہ و اذا خذنا من النہین یشاقھ و منک و من نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ ابن مریم اور یہی آیت شرح لکم من الدین ما وصی بہ لوط و الذی اوحن الیک و ما وصینا بہ ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ ان اقبوا الدین و لا تفرقوا فیہ میں بالتحقیق ذکر فرمایا ہے و ہذا القول اقرب الی الصواب کذا فی المعالم فائدہ دنیا میں عذاب دیکھ کر یقین لاکسیکو کام نہیں آیا مگر قوم یونس علیہ السلام کو اور سبب یہ ہوا کہ آپ پر عذاب کا حکم ہو چکا نہ تھا صرف حضرت یونس کی جلدی سے صورت عذاب بطور تخویف متخیر ہوئی تھی سو وہ لوگ ایمان لائے بچ گئے جس طرح اہل مکہ میں بچ گئے لینے پیر بھی بنا بر قتل غارت فوج اسلام ہو چکی تھی ایمان لانے سے بچ گئے کما قال اللہ تعالیٰ فی سورہ یونس فلو لا کانت قریۃ آمنت ففقهنا ایمانہا الا قوم یونس لما آمنوا کشفنا عنہم عذاب النحر فی الحیوۃ الدنیا و ستفادہم الی جن یعنی کبھوں نہ ہوئی کوئی بستی کہ یقین لاسے پھر کام آتا و نگوا ایمان لانا مگر یونس کی قوم جب یقین لائی کھول دیا ہنرے اوپر سے ذلت کا عذاب دنیا کی جتنے اور کام چلایا اور نکاح ایک وقت تک فائدہ بعضے مورخ اہل اسلام احوال حضرت یونس علیہ السلام کا بعد حضرت یوشع علیہ السلام کے لکھتے ہیں اور بعد یونس کے احوال الیاس کا لیکن اہل تحقیق نے ذکر یونس بعد عزیر کے کیا ہے اور یہ طریق اقرب بصواب ہے کیونکہ معالم التنزیل میں ہے کہ حضرت یونس حالت طفلی میں چند روز مردہ رہے تھے اور حضرت الیاس نے انکی والدہ کی منت سے حکم خالق ذوا الجلال زندہ کیا پس وجود الیاس بعد یونس قرین قیاس نہیں ہے اس سبب سے کہ عمر یونس کی ساٹھ برس کی ہوئی و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال فائدہ ذکر حضرت یونس کا سورہ یونس و الصافات و انبیاء میں ہے

سورہ ابراہیم
حضرت آدم علیہ السلام
مجاہد علیہ السلام
میں نہیں ہیں چنانچہ
اگر وہ وہاں ہوتے تو

جذیب النیرین ہو کہ مشورین المہور نام اسکا سکندر ہو اور یقول اکثر اہل تفسیر و سیر غیر اسکندر و می کے ہوا اور ایک گروہ قائل ہو کہ سوائے اسکندر رومی کے کوئی سکندر نہیں ہوا اور روضۃ الصفا میں ہے کہ بعد حضرت ہود و صالح علیہما السلام کے زمانہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی بنی نہیں ہوا لیکن اہل تاریخ کہتے ہیں کہ ذوالقرنین بعد حضرت صالح کے بنی ہو کہ وہ لاقول ضعیف جدا اور صدیقۃ الاقالیم میں ہے کہ ذوالقرنین حضرت ابراہیم کے عہد میں تھا اور بعض کہتے ہیں حضرت موسیٰ کے بعد تھا اور بعض کہتے ہیں بعد حضرت عیسیٰ کے تھا اور نسب اسکندر کا یافت ابن نوح سے ملتا ہے اور سکندر رومی کا عیص ابن اسحاق سے اور بعض مصنفین قصص الانبیاء نے ذکر اسکا قبل عیسیٰ علیہ السلام کے لکھا ہے تاہم کوئی بات صحیح الاثق اعتماد پیدا نہیں ہوتی اسقدر تحقیق ہوتا ہے کہ وجود کا بعد حضرت موسیٰ کے تھا مگر اسمین بھی گفتگو ہو کہ یہ سکندر کون ہے یونانی یا رومی بعض کہتے ہیں یونانی ہے اسکا مصاحب ارسطو حکیم تھا اسی جہت سے ابن عبدالحق کہتے ہیں کہ زمانہ اسکا بعد حضرت عیسیٰ کے تھا اور اہل حدیث فرماتے ہیں کہ اس یونانی کا ذکر کلام ربانی میں نہیں ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ سکندر فیلقوس رومی ہے کہ اسکی مصاحب خضر علیہ السلام تھے اور اسی نے چشمہ آب حیات تلاش کیا نہ پایا اور حضرت خضر نے پایا اور اسکا ذکر سورہ کہف میں ہوا اور یہی شخص شرق و غرب کا بادشاہ ہوا ہے اور یہ شخص اولاد عیص ابن اسحاق سے ہے اور یونانی سمنی بنیر بان ابن مرزنیہ اولاد یونان ابن یافت سے ہے اور جس طرح یہ اختلاف ہے اسی طرح بعض کہتے ہیں کہ ذوالقرنین بنی تھا چنانکہ متون الاخبار میں لکھا ہے کہ حضرت ولایت آب کرم المدوہ فرماتے تھے کہ ذوالقرنین بنی تھا مگر ابو الطیفیل نے آنجناب سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے ذوالقرنین کی حقیقت آپ سے پوچھی کہ یہ شخص بنی تھا یا فرشتہ فرمایا نہ بنی تھا نہ فرشتہ ایک مرد صالح تھا کہ اوسنے اللہ کو دوست بنایا اور اللہ نے اسکو دوست بنایا اور حکام اللہ میں ہے کہ اسکندر ذوالقرنین بادشاہ تھا عادل و صالح و متقی موصوف بصفات حمیدہ مگر مدارک میں ہے کہ اگر ذوالقرنین بنی تھا تو اللہ نے اوسکی طرف وحی بھیجی کما قال وقلنا یا ذوالقرنین اور جو بنی نہ تھا تو اللہ نے اسوقت کے بنی کو وحی فرمائی اور اوسنے ذوالقرنین کو حکم دیا کاتب الحروف کے نزدیک یہ اسواسطے لکھا ہے کہ ایسا خطاب سوائے ذوات والاصفات حضرات انبیاء علیہم السلام کے اور کسی سے نہیں واقع ہوا لیکن صاحب مدارک کو قصہ والدہ موسیٰ علیہ السلام سے غفلت واقع ہوئی ورنہ ایسا گمان نہ ہوتا لیکن نسبت غفلت جانب صاحب مدارک خلاف ادب ہے غالباً یہ اشارہ ہے جانب اختلاف کے اور جیسا یہ اختلاف ہے اسی طرح وجہ تسمیہ ذوالقرنین میں اختلاف واقع ہوا ہے بعض کہ

بیان کرتے ہیں اور بعضے کچھ چنانکہ وہ تہاب ابن منبہ وجہ تسمیہ ذوالقرنین میں بیان کرتے ہیں کہ دونوں
 قرن زمین یعنی شرق و غرب کا بادشاہ ہوا تھا اسوجہ سے نام ذوالقرنین ہوا اور بعضے کہتے ہیں
 کہ نور و ظلمت میں پہونچا اس سبب سے یہ لقب ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکے دو سنگ تھے
 مثل شاخ گاؤں کے عمامہ کے پنجے چھپے رہتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ سکندر نے خواب دیکھا
 کہ میں آفتاب کے پاس پہونچا ہوں اور دونوں طرفین آفتاب کی پکڑے ہوں دربار والوں سے
 خواب کہا اونسوں نے ذوالقرنین لقب دیا اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکے دو چوٹیاں تھیں اور
 ابوالطفیل نے حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ سے روایت کی ہے کہ وجہ تسمیہ ذوالقرنین کی یہ ہے
 کہ اسنے اپنے قوم کو امر معروف و نہی منکر کیا قوم نے دابھے قرن پر مارا وہ مر گیا پھر اسنے زندہ
 کیا پھر اسنے قوم کو سمجھایا پھر قوم نے بائیں قرن پر مارا مر گیا اور زندہ ہوا اس باعث سے لقب
 اسکا ذوالقرنین پڑ گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ ہاتھ پیر سے حرب کرتا تھا اس سبب سے ذوالقرنین
 کہلایا یا کریم الطرفین تھا یا ظاہر و باطن کا علم رکھتا تھا اور وجہ تسمیہ سکندر کی یہ تھی کہ شہر اسکندریہ
 میں پیدا ہوا تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب اہل مکہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی حضور میں شرمندہ ہوئے اور جواب دہ نہ ہو سکے تو ابو جہل لعین نے کئی آدمی ہودیوں
 پاس مدینہ شریف میں بھیجے اور کہلایا بھیجا کہ تم لوگ توریت و انجیل سے واقف ہو کچھ سوال لکھو تو ہم
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں ان کا فردن نے چند سوال لکھ کر بھیجے اول یہ کہ روح
 کیا چیز ہے دوسرا اصحاب الکہف کا احوال کس طرح سے ہے تیسرا ذوالقرنین کا معاملہ کیا ہے پس کا فردن
 نے وہ تینوں سوال حضور حضرت میں پیش کیے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے جواب دیے
 کہ ذوالقرنین کا احوال سورہ کہف میں ارشاد ہوتا ہے ویسلوہ عن ذی القرنین قل سألوا علیکم
 سنہ ذکرنا یعنی تجھسے پوچھتے ہیں ذوالقرنین کو کہ اب پڑھتا ہوں تمہارے آگے اسکا کچھ مذکور طرح
 انا کننا فی الارض و آتیناہ من کل شئی سببا فاتبع سببا حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدنا غریب فی مہین
 حمۃ و وجدنا ثوبا قتلنا یا ذوالقرنین اما ان تعذب و اما ان تتخذ فیہم حسنا یعنی ہمنے اسکو جایا تھا ملک
 میں اور دیا تھا ہر چیز کا اسباب پھر پیچھے پڑا ایک کے یہاں تک کہ پہونچا جب سورج ڈوبنے کی جگہ
 پایا کہ وہ ڈوبتا ہے ایک دلدل کی ندی میں اور پائے اسکے پاس ایک لوگ ہمنے کہا ای ذوالقرنین اتق
 لوگون کو تکلیف دے اور یاد رکھ او میں احسان فائدہ دلدل کی ندی میں ڈوبنے سے یہ مراد ہے
 کہ ذوالقرنین کو ایسا معلوم ہوا کہ آفتاب چشمے میں ڈوبتا ہے جس طرح کوئی شخص کنارے دریا کے

یا بیچ دریا میں کھڑا ہو کر دیکھتے تو معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب دریا میں ڈوبتا ہے اکثر ذی علم ریاضی والوں نے
 جنہوں نے جہاز کا سفر کیا ہو یہ بولتے سنا ہے کہ سمندر میں ایک عجیب عالم آب ہوتا ہے کہ آفتاب
 پانی ہی میں ڈوبتا ہے پس ذوالقرنین ساحل محیط پر گیا تھا اور سوائے پانی کے اور کچھ سطح نظر
 نہ تھا سوا و سکو آفتاب اس طرح نظر آیا نہ یہ کہ جرم آفتاب پر پہنچا اور آفتاب چشمہ میں ڈوبتا تھا اور
 اسی سبب سے وجد ہا تعجب واقع ہو نہ کانت تعجب اور یہ تو محاورہ تمام انبیاء و حکماء و خواص و
 عوام و توریت و انجیل کا واقع ہے کہ آفتاب غروب ہوا اور آفتاب طلوع ہوا سو کیا آفتاب کسی چیز
 میں گھس جاتا ہے اور اسی سے پھر نکلتا ہے وہ تو ہمیشہ نکلتا ہی رہتا ہے کسی چیز میں کبھی نہیں ڈوبتا
 یہ اللہ ہی کو معلوم ہے کہ آفتاب کہاں ڈوبتا ہے مگر عالم التنبہل اور بیضاوی میں صاف موجود ہے
 کہ معاویہ نے کعب اجار سے پوچھا کہ تو نے آفتاب کے ڈوبنے کا حوالہ کچھ توریت میں دیکھا ہے
 کعب نے کہا میں نے توریت میں دیکھا ہے انہا تعجب فی بار و طین یعنی آفتاب چشمہ گل دلا میں
 ڈوبتا ہے اب یہ جہارت توریت میں باقی نہیں رہی حکماء نصاریٰ اور یہود نے اس خیال سے
 نکال ڈالا ہو گا کہ اس کے نزدیک سورج چار سو پچتر لاکھ کوس زمین سے دور ہے اور دس مرتبہ زمین سے
 بڑا ہے پس کس طرح چشمہ گل دلا میں ڈوبے گا حالانکہ یہ انجی حاکت ہے کیونکہ بہت باتیں توریت اور
 انجیل زبور میں ایسی واقع ہیں جو بظاہر خلاف حکمت طبعی اور ریاضی کے ہیں اور بعض ایسی کہ
 فی الواقع فنون حکمت کے خلاف ہیں چنانچہ کتاب خروج کے تیسرے باب کے دس ہشتم
 نسخہ ۱۲۵ میں ہے کہ انھیں مصریوں کے ہاتھ سے نجات بخشوں اور اس زمین سے نکال کے
 اچھی بڑی زمین میں جہان دودہ اور شہد موج مارتا ہے کنعانیوں وغیرہ کی جگہ میں لاؤں دیکھو
 زمین کنعان میں کسی جگہ اور کہیں دودہ اور شہد کا حوض بھی نہ تھا چہ جائے ندی ہو کہ موج مارے
 اور زبور ہشتم میں حضرت داؤد کہتے ہیں مرا از گور خیرانیدہ حالانکہ میل سے ظاہر ہے کہ حضرت داؤد
 ہرگز پھر نہیں زندہ ہوئے اور پہلی انجیل کے بارہویں باب دس ۴۲ میں ہے کہ دکن کی رانی
 اقصاے زمین سے سلیمان کی حکمت سننے آئی حالانکہ جزانیہ کی رو سے ثابت ہے کہ زمین
 کوئی شکل ہے اور شکل کر دی کا کوئی کنارہ نہیں ہوتا بلکہ ہر جگہ اور کا کنارہ ہے معلوم ہوا کہ دوسرا خدا یہاں تک
 زمین کی شکل سے آگاہ نہ تھا نہ اقصاے زمین کا لفظ نہ بولتا اس طرح اُوسی انجیل کے باب ۱۱ کے
 درس ۳۱ نسخہ ۱۱۶ میں واقع ہے کہ از اطراف اربعہ از اقصاے فلک یا بطرف دیگر جمع خواہند نمود گاہ
 آسمان کا کوئی کنارہ نہیں پس یہ بھی غلط کہا اور پہلی انجیل کے دوسرے باب کے آغاز میں ہے کہ

حضرت عیسیٰ کے تولد کے وقت یورپ سے آسمان کا رادکھلائی دیا اور دھارا دیکھنے والوں کی روش پر چلا آیا یہاں تک کہ اس مکان کے مقابلہ میں جہاں عیسیٰ پیدا ہونے لگے ٹھہر گیا دیکھو آریے کا آدمی کی روش پر چلنا خلاف علم طبیعی اور سببیت کے ہوا اور اس سے علم نجوم کی حقیقت ثابت ہوتی ہو حالانکہ توریت اور سکوا باطل کرتی ہو اور یوحنا اپنے مشاہدات میں لکھتا ہے کہ علامت عظیم از آسمان سرزد کرنے پوشیدہ بود خورشید را و ماہ در زیر پایاے او بود و بر سرش تاجی بود از دوازدہ سارہ یہ قول تو بالکل علوم عقلیہ کے خلاف ہے علیٰ ہذا القیاس حضرت یوشع کے معجزے میں توقف شمس کا معجزہ لکھا ہوا ہے یہ بھی ہے کہ آفتاب کے ساتھ چاند کو بھی کہا تھا کہ تو بھی ٹھہر اور حالانکہ جو وقت آفتاب وسط سارہ میں ہو گا چاند وہاں کہاں ہو سکتا ہے بلکہ ایسے وقت میں جرم قمر معلوم نہیں ہوتا یہ بالکل خلاف علم مہیت کے ہوا در زبور اکیسویں چار سو ست و تین کے درس ۳ میں ہوا سننے سے بے حد اپنے بالا خانہ کی کڑیوں کو پانیوں پر قائم کیا ہے اور بدلیوں کو اپنا مرکب بنایا ہے اور ہوا کے تاروں پر سیر کرتا پھرتا ہے یہ قول تو بالکل خلاف اکلیات اور طبیعیات اور ریاضیات کے ہے اور یہی زبور ۱۹ درس ۲ و ۶ و ۷ میں ہے کہ در آہنا یعنی در افلاک برائے آفتاب خمیر را قرار دادہ کہ مانند داماد از حبلہ پروے آید و چون پہلوانان در دویدن خوشنود است بر آمدن آن از انصاف آسمان است و با توشن باقصافے ہماں اسطرح کی بہت باتیں اسے نکلیں گی کہ اس سے صاف معلوم ہو جائیگا کہ توریت اور انجیل و زبور کی بہت باتیں حکمت کے خلاف اور بظلمت و سحر حکیم کے قول سے مخالف ہیں پس انوں جاہلون نے ان سب کو نہ نکالا ایک ذریعہ سی بات کہ اوسمیں پیچ نہ تھا قرآن پر اعلان کر نیکو نکال ڈالا ہوا فائدہ آخر آیت سے بعضے دلیل کرتے ہیں کہ ذوالقرنین نبی تھا مگر یہ قول منہف ہو کیونکہ یہ کلام بطور الہام تھا نہ بطور خطاب و نہ بواسطہ جبریل علیہ السلام بلکہ ایسا ہو مبطل و حققت موسیٰ کی مان سے ارشاد ہوا ہے کہ وادعنا الی ام موسیٰ ان لا ضیئہ انج حال مفضل یہ ہو کہ اسد جبل شانہ نے اس بادشاہ کو جبکہ لقب ذوالقرنین تھا سکندر ہو یا کوئی اور اسکو پہلے زمین کا مالک کیا اور بخوبی دست رس عطا فرمایا اور ہر ایک چیز سے اسکو مستغنی کیا اور علم سیاست مدن ایسا دیا کہ دوسرے کو اس کے وقت میں ہرگز نہ تھا اور نور و ظلمت میں چلنا اور پھرنا اسکو برابر تھا بدلی اور سکی سنو تھی کہ جس جگہ چاہتا جلد جاتا ایک دن روم سے سوار ہو کر مصر میں گیا اور مصر کو فتح کرتا رنگیوں کو نہریت دیتا مغرب گیا اس قصد پر کہ دیکھے دنیا کی بستی کہاں تک بستی ہو جلتے جلتے ایسی جگہ پہنچا جہاں نہ گذر آدمی کا نہ کشتی کا اس سبب سے صد دنیا کی نہ پاسکا اور وہاں بیٹھے اوس چشتی کے پاس

ایک شہر نظر آیا جسکے بارہ ہزار دروازے تھے اور رہنے والے اس شہر کے سب کا فروپاشا کنگلی کھال اور کمانا انگادریائی جانور مرا ہوا سواٹھ نے اسکو اپر دونوں بات کی قدرت فرمائی یعنی چاہے تکلیف دے اور چاہے تعلیم شریع و احکام کرے اس طرح ہر ایک بادشاہ کو قدرت ملتی ہو چاہے خلق کو ساوے چاہے اپنی خوبی کا ذکر جاری کرے پس ذوالقرنین نے کہ حاکم عادل تھا راہ سبھو اختیار کی یعنی جسے نافرمانی کی اسکو سزا دی اور جو ایمان لایا اس پر احسان کیا اور ایک سال کامل مع اپنے لشکر کے اس طرف رہا اتنی مدت میں صرف ایک شخص ایمان نہ لایا اسکو قتل کروایا اور سال بھر وہاں کے شہر میں پھر اس عرصے میں ایک شہر نظر آیا کہ دیوار میں اسکی روئین کی اور ہزار دروازے حوالی شہر میں فروکش ہوا اور اس میں جانیکا طریق یہ نکالا کہ رسیان اور کندین ذلواتین اول ایک شخص کو بھیجا کہ وہاں کا حال دیکھ آئے وہ گیا سوہنس کر دیوار کے ادھر گر پڑا ہر چند لوگ منظر ہے وہ نہ پھرا پھر دوسرا گیا وہ بھی نہ آیا کہتے ہیں کہ وہ شہرستان سہا تھا کہ اس میں آب روان اور انواع تفکھات تھے آب و ہوا نہایت لطیف نہ سردی نہ گرمی سو وہاں کے رہنے والے ناشکری کرنے لگے اللہ نے انکو ہلاک کیا باجملہ سکندرنہا چار وہاں سے پورب طرف چلا اور سفر کا سرانجام کیا راہ میں ایک جزیرہ ملا وہاں حکیم لوگ رہتے تھے اور دریا انکو محیط تھا سوائے کشتی کے کسی طرح جاننا نہیں سکتا تھا اہل شہر نے بادشاہ کو دیکھا تو اپنی کشتیاں جزیرے سے اٹھا لیکن مگر بادشاہ کسی جیلہ سے وہاں پہونچا تو دیکھا کہ اس شہر کے لوگ نہایت خشک اور لاغر ہیں انسے سبب پوچھا انھوں نے جواب دیا کہ ہماری غذا کی یہی خاصیت ہو بعد اسکے حکیم آئے اور حکمت کے کلام کہنے لگے اور خوان کھائے آراتہ کر کے کمال تکلف سے بطور ضیافت گزارانے اور رخصت ہو کر چلے گئے ذوالقرنین نے انکو طلب کر کے پوچھا کہ تم کس لیے کھانا نہیں کھاتے انھوں نے سرپوش خوانوں سے اٹھایا تو مٹی کے طاش جواہرات سے بھرے تھے ذوالقرنین نے کہا یہ قابل کھانے کے نہیں ہیں حکیموں نے عرض کیا تمہارا مقصد اس گردآوری سے یہی ہو سو موجود ہو اور خوراک ہماری تمہارے لائق نہیں ہو ذوالقرنین نے انکو بلا تعرض چھوڑ دیا پھر وہاں سے جانب ہندوستان روانہ ہوا اور ایک ایچی اپنا پیش بادشاہ ہند کے روانہ فرمایا اور اس سے کہدیا کہ بادشاہ ہند سے زبانی کہنا کہ میری اطاعت قبول کرے اور اپنا ایچی میرے حضور میں روانہ کرے ایچی ذوالقرنین کا ہند میں پہونچا تو بادشاہ ہند نے تحائف اور ہدایا کمال تعظیم اور تکریم سے ایچی کے ساتھ بھیجے کہ ذوالقرنین نے انکو قبول کیا اور دریافت کر لیا کہ بادشاہ ہند نے اطاعت قبول فرمائی پھر وہاں سے روانہ

ہوا تو سورج نکلنے کی جگہ پہنچا کہا قال اللہ فی سورۃ الکہف حتی اذا بلغ مطلع الشمس وجدا مطلع علی قوم لم یجمل لهم من دونہا ستر یعنی یہاں تک جب پہنچا سورج نکلنے کی جگہ یا پاکہ وہ نکلتا ہے ایک لوگوں پر کہ نہیں بنادی پہنے اُنکو اس سے ورے کچھ اوٹ شاید وہ لوگ جنگلی تھے کہ کپڑا بنانا اور چھت ڈالنا انہیں دستور نہ تھا اسی سبب سے اُنکے یہاں نہ گھر تھے نہ سایہ نہ دیوار نہ جامہ بیابان رگیستان میں رہتے تھے اور کھانا اپنا شہروں سے لاکر کھاتے تھے اور کپڑا انہیں پہنتے تھے سب کے سب ننگے تھے اور مطلق حیا اور شرم اُنکو نہ تھی بلکہ عورت اور مرد بے لکھ ایک دوسرے کے روبرو جاع کرتے تھے اور اس مقام کا حال یہ تھا کہ صبح سے دوپہر تک گرمی کی شدت ہوتی اور دوپہر کے بعد سردی غلبہ کرتی ذوالقرنین نے اُنسے کچھ تعرض نہ فرمایا اور مغرب و شمال کے کونے کو چلا تو دو پہاڑوں کے بیچ میں پہنچا انہیں زہاد عباد حکما رہتے تھے اور وہ دو آڑو پہاڑ نہایت بلند تھے یا جوج ماجوج کے ملک میں وہی اٹھاؤ تھا اپنی چڑھائی نہ تھی گہچ میں ایک گھاٹہ کھلا تھا کچھ لوگ آگے اُن پہاڑوں کے بیٹھے تھے سو بروایت ابن عباس وہ لوگ کیسی بات نہ سمجھتے اور نہ کوئی انکی بات سمجھتا ذوالقرنین نے اپنی دعوت حق فرما کے وعدہ وعید سے تہ تیغ ترغیب کی کہا قال اللہ فی سورۃ الکہف حتی اذا بلغ بین السدین وجد بن دونہما قوما لایکادون یعقون قولا یعنی یہاں تک کہ جب پہنچا دو آڑوں کے بیچ پائے اُنسے دوسے ایک لوگ لگتے نہیں کہ سمجھیں ایک بات بالکلہ ذوالقرنین نے اُن لوگوں سے جو آگے پہاڑوں کے بیٹھے تھے غایت کر کے احوال پر سی شروع کی ان لوگوں نے یا جوج ماجوج کا ظلم اور فساد ظاہر کیا کہا قال قالوا یا ذالقرنین ان یا جوج و ماجوج مفسدون فی الارض فهل یجعل لک خراجا علی ان یجعل بیننا و بینہم سدا یعنی کہنے لگے امی ذوالقرنین یہ یا جوج اور ماجوج دوسوم اٹھاتے ہیں ملک میں سو کے تو ہم شہراوین تھجو کچھ محصول اس پر کہ بنا دیوے ہم میں انہیں ایک اڑھینے ہم انہیں باجوہ ڈالکر کچھ مال جمع کر دینگے اور تم بادشاہ صاحب حکم ہو تم سے یہ کام سرانجام ہو سکتا ہو اگر غایت فرماؤ تو ہمارا بچاؤ ہو حدیقہ الاتا لیم میں لکھا ہو کہ جن لوگوں کو یا جوج ماجوج نے پریشان کر رکھا تھا وہ لوگ اولاد متغلب سے تھے اور دار السلطنت متغلبیوں میں رہتی تھی وہاں کا بادشاہ حاضر ہو کر ایمان لایا اور اُنسے سب حال کا فائدہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ لوگ سوائے اُنکے تھے جو آگے پہاڑوں کے بیٹھے تھے کیونکہ وہ لوگ کیسی بات نہ سمجھتے تھے اور نہ کوئی انکی بات سمجھتا تھا ایسے کچھ لوگ اُنکے پاس ترجم تھے انہوں نے یہ حال عرض کیا تب ذوالقرنین نے کہا میرے پاس مال بہت ہو مجھکو کچھ حاجت مال نہیں تم بیفائدہ

مال کی طمع مجھے دیتے ہو تمکو اس قدر کمانی ہے کہ میرے ساتھ محنت کرنے میں شریک ہوتا کہ میں مابین تمہارا
اور اُنکے سدا وادوں کا جار فی سورۃ الکہف قال ما کنتی فیہ ربی خیرا عینونی بقوۃ اجمل بینکم و بینہم روا
یعنی ذوالقرنین نے کہا مقدور دیا مجھکو میرے پروردگار نے وہ بہتر ہے سو مدد کرو میری محنت میں
بنادون تمہارے اُنکے بیچ ایک دہایا یعنی اللہ نے مجھکو شرق سے غرب تک کا ملک عنایت کیا ہے
سو میں محصول کی قیاج نہیں رکھتا تم میری مدد ہاتھ پیر سے کرو وہ بولے ہم کس طرح مدد کریں ذوالقرنین
نے کہا لو ہے کے تختے مجھے دو تو میں برابر ہر ہر رکھوں پھر ذوالقرنین نے زر کثیر عنایت کیا
اور ان لوگوں نے مابین دونوں پہاڑوں کے ایک بنیاد عمیق کھودی کہ پانی نکل آیا پھر آسمان
برے برے پتھر پائے کہ وہ بنیاد زمین کے برابر ہو گئی پھر لوہے کی اینٹیں بچھے اوپر رکھیں کہ
دیوار ہو گئی اور بلندی پہاڑوں کی چوٹی تک پہنچی اور حسب ایماے ذوالقرنین اگل لگائی اور دھوکھوں
سے چھوٹا وہ اینٹیں سرخ رنگ ہوین پھرا و پیر مسیہ اور راگب کھلا کر ڈالا کہ سوراخ بند ہو گئے کہا

جاری سوزہ الکھف اتونی زہرا لحدید حتی اذا ساءوی بین الصدقین قال الفخوحتی اذا جملہ نار قال
اتونی افرغ علیہ قطر ایغیہ پکڑو مجھکو تختے لوہے کے تاکہ میں برابر رکھوں یہاں تک کہ جب ابیر
کر دیا دو پچا نگون تک پہاڑ کے کما دعوں کو یہاں تک کہ جب کر دیا اسکو آگ کمالاؤ میرے پاس کہ
والون اسپر لکھلا تا بنا ایک شخص نے حضرت صلعم سے التماس کیا کہ میں سد ذوالقنین تک
گیا ہوں اور اسکو دیکھا آیا ہوں حضرت صلعم نے فرمایا کہ اسکی طرح بیان کر اُسے کیا یا رسول اللہ
سد ذوالقنین ایسی ہر چے جانہ کی لنگی فرمایا سچ ہو وہ لوہے تختے سیاہ دیکھ پڑتے ہیں اور
درزون میں تانبے کی لکیر سخی نظر آتی ہو روایت ہو کہ ماہین دونوں پہاڑوں کے چار ہزار
قدم کا فاصلہ تھا اور بلندی دیوار کی چھ سو اسی^{۶۰} اور عرض پینیسٹ گز و بقولے پانچ کوس کا اور
طول ایک سو پچاس فرسخ ہو و بقولے عرض پچاس گز کا اور طول بارہ فرسخ کا ہو اور مؤلف
ہفت اقلیم نے لکھا ہو کہ اس دیوار میں کوڑ لگے ہیں ہر کوڑ ساتھ گز کا عریض اور ستر گز کا طول
اور پانچ گز کا ضخیم اور دروازے میں قفل عات گز کا لینا لگا ہو اور سات ہی گز کی کنجی اس میں
آویزان ہو اور اس میں چوبیس وندانہ شل دستہ ہا دن نظر آتے ہیں روایت ہو کہ وہاں کے
بادشاہ نے یہ دستور رکھا ہو کہ ہر ہفتہ میں بروز جمعہ مع ایک جماعت سپاہیان جاتا ہو دروازہ
کو پڑے پڑے گرزوں سے ٹھکراتا ہو تاکہ یا جوج و ما جوج کو معلوم ہو کہ اس دروازے پر
نگہبان ہیں الغرض جب یہ دیوار ٹکٹی تو ذوالقرنین نے سجدۂ شکر ادا کیا اور کہا یہ دیوار میرے پروردگار

پان سولہ

این امر است
مادد باز دست و
باش تا فوق کنیز گدازه
ارگشت پیاوست
دارند و بعضی گویند که از
چون دستار گرفته
تا ارگشت پیاوست و بعضی
میگویند دستار
باید بپوشان
که چون دل نماند
که قطع دل نماند

کی مہربانی اور رحمت ہو ورنہ میں کب اس لائق تھا کہ میری بنائی ہوئی دیوار سدا رہ یا جوج ہوتی لیکن جب میرے پروردگار کا وعدہ پھونچے گا تو یہ دیوار گر جائیگی اور وعدہ اسکا سچا ہو اسمین سرمو تفاوت نہیں ہو گا جار فی سورۃ الکہف ہذا رحمۃ من ربی فاذا جار و عد ربی جلد دنگار و کان و عد ربی تھا اور بخوبی ثابت ہو کہ یا جوج و ما جوج حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد آخر زمانہ میں نکلیں گے اسمین ہرگز شک اور شبہ نہیں اور تمام عالم کو عاجز کرینگے پھر حضرت عیسیٰ کی دعا سے مرینگے صحیحین میں حضرت زینب بنت جحش سے روایت ہو کہ حضرت سوتے سے جاگے پہرہ مبارک خوف سے سب سے بڑھ کر تھے لا الہ الا اللہ پھر فرمایا خرابی ہو عرب کو اس بلا سے جو نزدیک ہو چلی یا جوج کی دیوار سے آج کھل گیا اسکے برابر اور حضرت نے اپنی انگلی اور کلمے کی انگلی کا حلقہ بنایا یعنی اس حلقہ کے برابر اس دیوار میں سوراخ ہو گیا حضرت زینب نے کہا کہ یا حضرت کیا ہم مٹ جاوینگے حالانکہ ہم میں نیک لوگ ہیں فرمایا ہاں جب کہ بدکاری غالب ہو جائیگی یعنی جب گناہ عالم میں کثرت سے ہونگے تو نیک لوگ کم ہونگے پھر نیک و بد سب ہلاک ہونگے اور یہ جو عرب کی تخصیص فرمائی سو اسلیے کہ یا جوج و ما جوج کو حضرت کے سبب سے زیادہ ترعداوت عرب سے ہوگی نہیں تو یہ بلا عالمگیر ہوگی اس حدیث سے ثابت ہو کہ ہمارے حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک سوراخ برابر روپیہ کے سدا میں ہو گیا تھا جسکی اطلاع حضرت نے فرمائی اب روز بروز ترقی ہو قیامت کے قریب راہ ہو جائیگی یا جوج و ما جوج نکلیں گے اور تمام عالم کو تباہ کرینگے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ یا جوج و ما جوج دیوار کو ہر روزہ کھودتے ہیں جب آفتاب کی روشنی کم رہ جاتی ہے تب کہتے ہیں اب کل کھودینگے اور چلے جاتے ہیں مگر یہ قدرت الہی ہے کہ دیوار بدستور برابر ہو جاتی ہے و اسطرح مدت معیت تک کرتے رہینگے جب وقت معبود آوے گا تو ایک روز قبل غروب آفتاب کہینگے اب چلو کل انشا اللہ کھودینگے دوسرے دن دیوار کھودی ہوئی اپنی دیکھینگے جسطرح کھود کر چھوڑ گئے تھے پھر باقی ماندہ کھود کر نکلیں گے اور غلبہ ہوا پر بجز و ستم پیش آئینگے اور نہایت تکلیف دینگے پھر آسمان کا قصد کرینگے اور تیر چلاوینگے کہ وہ تیر خون سے بھوگا اور اللہ کے حکم سے اپنی پیاس کا غلبہ ہو گا سوفزین کے وہاں بن بند سے روایت ہو کہ بحیرہ طبریہ کا پانی سب پی لینگے اور جانور اسکے کھا لینگے صرف حرمین شریفین زادہا اللہ شرفا و بیت المقدس میں نہ جائیں گے اور ایک روایت ہو کہ جب ظلم اور ستم حد سے گذرے گا تو ان کے منہ میں پھوڑا نکلیگا اس سے ہلاک ہوسکے اور انکا گوشت دواب ارض

کو دود کھانٹینگے اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ باجوج و ماجوج صبح سے تا غروب آفتاب دیوار کو زبان سے چاٹتے ہیں پھر چلے جاتے ہیں اور کہہ جاتے ہیں کہ اب کل ٹوڑینگے لیکن لفظ انشاء اللہ نہیں کہتے جب وقت مہود آویگا تو ایک شخص ادنیٰ مسلمان ہوگا اور وہ بھی دیوار کو چاٹینگا اور وقت معاودت کے گا انشاء اللہ کل چاٹینگے تب ہی دیوار ٹوٹے گی اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دیوار کو کبھی چاٹتے ہیں اور کبھی کھودتے ہیں خواہ بعض کھودتے ہیں اور بعض چاٹتے ہیں روایت ہے کہ اول ظہور باجوج و ماجوج شام میں ہوگا اور آخر الخ میں احوال باجوج ماجوج حضرت مولانا رفیع الدین دہلوی نے حشر نامہ میں تفصیل لکھا ہے اور کتب احادیث میں ذکر اونکا مفصل ہے چنانچہ مشکوٰۃ المصابیح میں باب علامات قیامت اور ذکر دجال میں ایک بڑی حدیث حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہ سے موجود ہے جو چاہے اُس میں دیکھے اور آخر کتاب میں حال قیامت لکھا جائیگا انشاء اللہ فائدہ عالم التنزیل میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے سام و حام و یافث سام ابوالعرب و الحم و الروم اور حام ابوالحبشہ و النج و النوبہ اور یافث ابوالترک و الیچ و الصغالیہ و باجوج و ماجوج اور یہ دونوں نام عجیب ہیں جس طرح ہاروت و ماروت مشرق و مغرب کے نزدیک باجوج و ماجوج ایک گروہ ترک سے ہیں اور سدی کے نزدیک ترک لشکر باجوج و ماجوج ہے اور جمیع ترکستان کے لوگ انہیں کی اولاد ہیں مگر یہ لوگ دیوار ذوالقرنین کے باہر رہ گئے ہیں اور فساد سے روایت ہے کہ باجوج و ماجوج کے ہائیں گے وہ تھے اکیس کی واسطے ذوالقرنین سے بنائی ایک گروہ اونکا دیوار سے خارج رہا سو ترک کی قوم ہو اور وجہ تسمیہ ترک کی بھی یہی ہے لہذا ہم ترکوں خارجیں اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ باجوج و ماجوج دو امت ہیں اور ہر ایک امت میں چار ہزار امت ہیں اور اسد نے یہ دستور باندھا کہ جب تک ایک ایک متقس سے ہزار ہزار پیدا ہو کر جوان نہیں ہو لیتا تب تک کوئی شخص اونکا نہیں مرنے اور یہ سب بنی آدم ہیں اور انکی تین قسمیں ہیں ایک وہ کہ طول قیامت اونکا ایک سو بیس گز ہو اور دوسری قسم وہ کہ جسکا عرض اور طول برابر یعنی ایک سو بیس گز کا طول اور یہ قدر عرض اور یہ قسم اس طرح کی قوی اور زوردار ہے کہ پہاڑ اور درخت اور آہن وغیرہ اشیاء سخت اونکے سامنے کچھ چیز نہیں ہیں اور قسم سوم اور بھی عجیب و غریب ہے کہ بلندی قیامت کے سوائے اونکے کان ایسے بڑے ہیں کہ ایک کو بچھاتے ہیں اور دوسرے کو اوڑھتے ہیں اور نوک اور ہاتھی اور شیر اور چیتے وغیرہ حیوانات جو اونکے زبردست آجاتے ہیں بلا توقف کھا لیتے ہیں اور کوئی انکے جنس میں مرجاتا ہے اور اسکو بھی اپنا لقمہ بے دود سمجھ کر کھایا کرتے ہیں اور حضرت امیر المومنین عیوب السلیمن اسد اللغات علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے

باجوج و ماجوج

کہ وہ فرماتے تھے کہ بعضے اوس قوم میں بالشتیہ ہیں اور بعضے بہت طویل آفات اور کعب اجار
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اولاد آدم علیہ السلام میں یہ قوم عجائب المخلوقات ہو اور خلقت
اسکی یون ہوئی کہ حضرت ابوالبشر آدم علی نبیا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو ایک دن احتلام ہوا اور منی منی
سے مل گئی اوسی سے یاجوج ماجوج پیدا ہوئے لیکن یہ روایت کعب اجار سے ضعیف ہے اور
کوئی سند متصل اسکی پائی نہیں جاتی اور صحیح روایت اہل تحقیق کے نزدیک یہ ہے کہ یاجوج ماجوج
برور ان حقیقی و ایمانی اولاد جو بر بن یافث بن نوح علیہ السلام سے ہیں بعد وقوع طوفان یہ دونوں
بھائی دو پہاڑوں میں سکونت پذیر ہوئے اور انکی اولاد بہت ہوئی اور بصورت انسان ہیں چنانکہ
عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ تمامی نبی آدم دس جزو ہیں از انجملہ نوجز و یاجوج ماجوج اور ایک جزو
تمام عالم انکے قامت ایک بالشت سے چالیس گز تک اونہیں چار بادشاہ ہیں ذلان انجملہ
طافہ بلاد شمال کے کنارے ہفت اقلیم سے باہر انکا ملک ہو مگر کان انکے بہت بڑے ہیں ایسے
کہ ایک کو بچھاتے ہیں اور ایک کو اونٹ سے ہیں اور زراعت کرتے ہیں لیکن سولے کعبہ کے اور
کوئی غلہ نہیں بوٹتے ہیں و شریعت اونہیں کچھ نہیں ہے اور موت نہایت کم ہوتی ہے اسی باعث سے
بہت بڑے گئے ہیں کہ انکا شمار اللہ ہی کو معلوم ہے اور وہ دونوں پہاڑ شمال کی طرف واقع ہیں اور
اوس مقام میں ارض ترک کی انقطاع ہوئی ہے اور قاضی بیضاوی کے نزدیک جبل ارنیہ اور
آذربایجان اون پہاڑوں کا نام ہے اونہیں کی شکایت مسلمانوں نے ذوالقرنین سے پیش کی کہ وہ
گھائی پہاڑ سے اگر مال داسباب و مویشی لوٹ لیجاتے ہیں اور جو کوئی ہم سے مقابل ہوتا ہو بلا تامل
اوسکو مارتے ہیں اور ایام ربیع میں کھیت کھا جاتے ہیں اور جو غلہ پاستے میں اونٹھا لیجاتے ہیں
اور آدمی اگر مل جاتا ہو تو اوسکو بھی مار کر کھا لیتے ہیں تب ذوالقرنین نے دیوار بنائی باجملہ ذوالقرنین
سد سے فارغ ہو کر جانب شرق آیا اور چند مالوں کو طلب کر کے مستفسر ہوا کہ تنہ کسی کتاب میں
درازی عمر کی بھی دوا دیکھی ہے اونہیں سے ایک حکیم نے التماس کیا کہ میں نے وصیت نامہ حضرت
آدم علیہ السلام میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک چشمہ کوہ قاف کے نیچے پیدا کیا ہے اور اوس مقام
میں نہایت اند میرا ہے اور پانی اوس کا سفید ہو دودھ سے اور زیادہ سرد ہو برف سے اور زیادہ ترش ہو
شہد سے اور نرم ہو سکے سے اور مشک سے زیادہ او سین خوشبو ہو جو کوئی اوسکا پانی نوش کرے
حیات ابدی سے سرفراز ہو اور موت اوسکو نہ آوے جب تک وہ خود موت کی خواہش نہ کرے
ذوالقرنین نے کہا تم لوگ میرے ہمراہ چلو بولے ہم زمین کے قطب ہیں اگر بیان سے حرکت کرے

تو آفت برپا ہوگی ذوالقرنین نے کہا تب بھی کچھ لوگ میرے ہمراہ چلیں چنانچہ چند عالم و حکیم ساتھ ہوئے اور خضر علیہ السلام کہ پیغمبر تھے مقدمہ لشکر قرار دیے گئے اور جواہر شہب افروز جنگی باعث سے اندھیرے میں رامے حضرت خضر علیہ السلام کے تفویض کیے گئے اور ذوالقرنین نے تاج و تخت ایک مرد صالح و تقویٰ کے سپرد کیا اور وصایا فرمائے اور بارہ برس کی میعاد واسطے آمد و رفت کے مقرر کی اور روانہ ہوا جب جبل قاف سے گذرا تو راہ بھول گیا اور ایک برس تک پھرتا رہا اور مقدمہ لشکر کہ خضر علیہ السلام تھے ظلمات میں جا پڑے چونکہ جواہر مضیہ اُنکے ہاتھ میں تھے سو اُنھوں نے اوس کی روشنی میں اوس راہ کو طے کیا اور چشمہ حیات پایا اوس میں نہائے اور پانی پی کر شکر کیا اور آگے کو بڑے تو لشکر ذوالقرنین پریشان و سرگردان نظر آیا بعض لوگوں نے حضرت خضر کو پہچانا اور حال اپنا بیان کیا آنجناب نے بھی جو کچھ گذرا تھا کہ دیا پھر ذوالقرنین سے ملاقات ہوئی اوسکو سمجھایا کہ تیری قسمت میں اب حیات نہیں ہونا حق تو سرگردان ہو و نعم ما قیل سے تھی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل کہ خضر از آنجیوان تشہ می آر دسکندر را پھر سکندر نے صبر کر کے شکریوں سے فرمایا کہ تم لوگ اسی جگہ رہو میں عجائبات اسطرف کے دیکھوں چنانچہ اکثر عجائبات وہاں کے مشاہدہ کیے کہ قصص و حکایات اوسکے مشہور ہیں کذا فی قصص الانبیاء منقول ہو کہ سکندر ذوالقرنین پانچ سو برس اطراف عالم میں پھرا جب کوہ بابل میں پہونچا مدہ فارس سے صدا آئی ایسا الملک اس عار میں داخل ہو و ذوالقرنین اوس میں آیا وہاں ایک تختی پر لکھا پایا ایسا الملک انظر واد اعتبر وانا الذی عشت الف عام و اسرت الف ملک و بنیت الف مدینہ و تزوجت الف بکر و وضعت الف کنز ثم بعد ذلک کلہ غرقت فی التراب دفنت لینے اسی بادشاہ ہو دیکھو اور ہجرت پکڑو کہ میں وہ شخص تھا کہ ہزار برس دنیا میں جیا اور ہزار بادشاہوں قید کیا اور ہزار شہر بنائے اور ہزار عورت باکرہ سے نکاح کیا اور ہزار خزانے جمع کیے پھر باوجود ان باتوں کے میں الگ بچہ بچا گیا اور مٹی میں دفن کیا گیا پھر سکندر نے دیکھا کہ ایک شخص سوئے تخت پر چادر اوڑھے پڑا ہوا ہے اسکے دونوں ٹھیکوں میں زر سرخ بھرا ہوا ایک کھلی ہوا دسمن لکھا ہوا خذنا فاسکنا گر فتم ودا شتیتم و سری بند ہوا و پھر قوم ہی دہینا و ترکنا رفیم و گنا شتیتم ذوالقرنین روتا ہوا غار سے باہر نکلا بروے آزاد کیے خزانے لٹا دیے دنیا سے ہی ہٹا جتنی کا خیال آیا لوگوں نے پوچھا الملک کہاں ایسا السلطان لینے کیا ہی یہ بے نصیبی اور جدائی اسی بادشاہ فرمایا کہ بوسہ مغولی میرے دماغ میں پہونچی ہے کہ مخلوقات کا آخر غرل موت ہو۔ ہرین صیفدینا زخامہ خورشیدہ نگاشتہ سخن خوش باب زر دیدیم ہا یا بولت وہ روزہ گشتہ مستطردہ بمباش غرہ کہ از تو بزرگتر دیدیم کسی کہ تلخ زرز بود

ہر سرش لصباح ۴ نماز شام و راخت زیر سر دیدم ۴ بالکلہ بعد ان سب معاملات کے ذوالقرنین
بملوت حق مشغول ہوا یہاں تک کہ وفات پائی مدت سلطنت ذوالقرنین ایک قول میں چالیس
برس اور ایک قول میں چوبیس برس ہو و بقولے مدفن اوسکا جبال تھا مہر و بقولے شہر زور میں اور
عمر کا حال تحقیق معلوم نہیں ہوتا اور جو لوگ کہتے ہیں کہ سد سکندری بنائی ہوئی سکندر اصرغ کی ہو اور خضر
علیہ السلام اوسکے وزیر و داماد تھے اور یہی شخص چشمہ حیات کی تلاش میں گیا تھا محض غلط ہو فائدہ
بعض مؤرخین نے ذکر ذوالقرنین کا قبل احوال حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لکھا ہے اور بعضوں نے
بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بیان کیا ہے اور بعضوں نے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام لکھا ہے مگر
صحیح یہ ہے کہ ذوالقرنین اکبر بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تھا اور اصرغ بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کے مگر تعین وقت کہ وجود سکندر اکبر کس پیغمبر کے وقت میں تھا معلوم نہیں ہوتا اس سبب سے فقیر
مؤلف نے بلا لحاظ وقت و زمانہ بدین سبب کہ ذکر اسکا قرآن مجید میں سورہ کہف میں آیا ہے کہ دیا ہے
اگر کسی عالم مؤرخ کو کتب معتبر سے تحقیق وقت و زمانہ کی معلوم ہو تو وہ اس جگہ سے اس حال
کو دوسری جگہ لکھیں اور زمانہ سکندر یونانی کا البتہ تحقیق معلوم ہوا ہے چنانکہ حضرت مولانا رفیع الدین
دلوی فرماتے ہیں کہ ولادت اوسکی ۳۲۸ء یا ۳۲۹ء یا ۳۳۰ء ہوا ہے طبری میں ہوتی اور اسی سال میں
فلطون اکی فوت ہوا ہے اور غلبہ اسکندر مذکورہ فارس پر ۳۳۰ء یا ۳۳۱ء یا ۳۳۲ء ہوا ہے اور وفات
۳۳۶ء یا ۳۳۷ء یا ۳۳۸ء ہوا ہے اور یہی میں ہوتی اور رفیع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۳۳۳ء یا ۳۳۴ء یا ۳۳۵ء
میں آسمان پر ہوا ہے اس حساب سے عمر سکندر کی تین سو اوٹتیس برس کی ہوتی ہے اور بعد اوسکے اٹھائیس
برس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اڑاٹھائے گئے ہیں اگر یہی شخص سکندر رومی ہو تو ذکر کا
قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام مناسب واقع ہوا ہے واللہ اعلم

تفریح بہشتی و ششم در احوال حضرت زکریا و یحییٰ و عیسیٰ علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام

مدارک التذیل میں ہے کہ زکریا زبان عبری میں یعنی داہم الذکر و دائم التسمیہ ہے اخبار الدول میں ہے کہ زکریا بن برخیا
اولاد یہود آپ ہی تھے اور اہل تحقیق کے نزدیک زکریا بن آذان ابن مسلم اولاد درجیم ابن سلیمان علیہ السلام سے
ہیں نسب انکا چودہ واسطے میں حضرت داؤد علیہ السلام سے ملتا ہے اور حضرت داؤد اولاد یہود سے بلاشبہ
ہیں پیشہ انکا بخاری تھا اور بقولے کاسہ گری کرتے تھے محمد ابن اسحق کہتے ہیں کہ جب بنی اسرائیل

بجنت نصر کے پنجہِ ظلم سے رہا ہو کر بابل سے بیت المقدس میں آئے تو گرفتار معاصی ہوئے اور کوئی منع کر نہ سکا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو مبعوث کیا کہ انہوں نے گناہوں سے منع کیا اور عذاب الہی سے ڈرایا اور سرداریِ بنیج و قربان کی بھی انہیں سے تعلق کی کہ بلاؤں کے کوئی عالم یا درویش قربان گاہ میں نہ جاتا تھا۔ اس طرح باب مسجدِ بلا کھولے اور ان کے نہ کھلتا تھا اور اس عرصہ میں امام خطیب عمران ابنِ مادان یا ثمان تھا یہ عمران سوائے والد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوئی اور نہ تھا۔ ان دونوں کے عہد میں فاصلہ ایک ہزار آٹھ سو برس کا ہو گا۔ فی اخبار الدول روایت ہو کہ چار ہزار مرد اس عرصہ میں خادم مسجد تھے ان سب سے عمران کثرتِ طاعت و عبادت میں ممتاز اور شرافت نسب و علوِ حسب میں سرفراز تھے اور زوجہ عمران سماءہ بنت فاقود تھی یہ بھی اپنے زمانہ کی عورتوں میں بخصیفت عفت و عصمت مشہور تھی اور انکی بہن سماءہ ایشاع سے حضرت زکریا علیہ السلام نے عقد کیا اور امام رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہو کہ حضرت زکریا کی عورت حضرت مریم کی بہن تھیں اور محالہ التفریل اور مدارک اور بیضاوی شریف میں ہو کہ زکریا و عمران ہمدان تھے یعنی زوجہ زکریا سماءہ ایشاع بنت فاقود والدہ یحییٰ ابن زکریا علیہما السلام و حنہ بنت فاقود والدہ مریم زوجہ عمران ابن ثمان اس صورت میں ایشاع مریم کی خالہ تھرتی ہیں مگر صحیح قول امام رازی رحمہ اللہ کا معلوم ہوتا ہو کہ چونکہ حدیثِ معراج سے پیدا ہو کہ عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام خالاتی بھائی تھے بالجلہ ایک مدت دراز تک حضرت زکریا علیہ السلام کے کوئی اولاد نہ ہوئی اور سماءہ حنہ بھی مدت سے کوئی لڑکا لڑکی نہ جنمی تھی سو وہ ایک دن مسجد میں گئی دیکھتی ہو کہ اکابر و علمائے بنی اسرائیل خدمتِ مسجد میں مصروف ہیں یہ بیاہتی از خلق بگریختہ و چنان مست ساقی کہ می رنجتہ و گروہے عہد ار غلت نشین و قدمہای خاکی دم انشین و بند کر حبیب آنچنان مشتعل و بسودای جانان زجان مشتعل و سو سماءہ حنہ کو یہ آرزو ہوئی کہ اگر میں بھی خادم ہوتی تو کیا خوب بات تھی مگر متابعتِ عمران سے یہ دولت اوسکو حاصل نہ ہوئی تو کہنے لگی اگر خالقِ عالم مجھ کو ایک بیٹا عنایت کرے تو اوسکو لباسِ آزادی پہنا کر خدمتِ مسجد میں چھوڑ دوں۔ اسی خیال میں ایک شب دروزر ہی روایت ہو کہ دوسرے روز ایک درخت کے سایہ میں سونے لگی وہاں ایک جانور از قسم طیور اپنے بچوں کو کھلاتا تھا یا یہ دیکھا کہ ایک چڑیا نے بعضہ منقار سے توڑا تو بچہ نکل آیا اوسنے یہ بات دیکھ کر آرزو کی کہ اگر میرے بھی کوئی لڑکا چھوٹا ہوتا تو میں بھی اپنا دل بھلائی بعد اوسکے یہ دعا بجا کر مانگی کہ یا الہی اب میں بوڑھی ہوئی اور میرا خاندن بھی ضعیف و بوڑھا ہو گیا ہے اسید اولاد ہرگز نہیں ہو لیکن تیری قدرتِ کاملہ سے دور نہیں ہو کہ مجھ کو بوڑھیا کو اس حال میں ایک

بنیائے خنایت فرماوے۔ ازاں لطف تو جویم مراد خویش کا کہان کعبہ ارادت و حاجت روا
 ماست نہ چونکہ دعائے خنہ باخلاص تھی سلسلہ قدرت حرکت میں آیا اور اثر حیض ظاہر ہوا اور بعد
 فراغت کے عمران نے صحبت کی تو حمل رہ گیا جب آثار حمل ظاہر ہوئے مسماۃ خنہ نے کہا رب
 انی نذرت لک بانی لطنی محرراً فقبل منی انک انت السمیع العلیم یعنی اے رب میں نے نذر کیا تیرے
 جو کچھ میرے پیٹ میں ہے آزاد سو تو مجھے قبول کر تو ہی اصل ستا جانتا فائدہ اس امت میں یہ سولہ
 تھا کہ بعض لڑکوں کو مان باپ اپنے حق سے آزاد کر کے اللہ کے نذر کرتے تھے پھر تمام عمر دنیا کے
 کام میں نہ لگاتے بلکہ روز و شب مسجد میں رہنے دیتے اور اولاد کو امتثال ایسی نذر میں فرمان داری
 والدین کی فرض عین تھی لیکن بعد بلوغ مختار ہو جاتے تھے حایق صادقہ میں ہو کہ محر بندہ خالص
 کو ہوتے تھے کہ اس کو کوئی شخص بندہ نہ بنا سکے اور سلمیٰ کے نزدیک محر وہ ہو کہ اتباع شہوات سے
 آزاد ہو اور حایق القرآن میں ہو کہ آزادی اعلیٰ ترین مقامات اولیا میں ہو بشرطے محبت و خلوص کے
 ساتھ ہو زیرا کہ اینجا آزادان بندگی و بندگان آزادی دارند بندہ خویشتم خوان کہ بشاہی برسم القرآن
 جب مسماۃ خنہ زوجہ عمران ابن ماثان نے یہ نذر مانی تو اس نے بطریق نصیحت نہ براہ فضیحت فرمایا کہ
 اے خنہ تو نے یہ کیا کہا اگر بیٹی ہوئی تو اس کو صلاحیت سکونت و خدمت مسجد کی نہو گی وہ بیچاری
 ضعیفہ سخت غمگین ہوئی لیکن اس سبب سے کہ خنہ کی زبان سے وقت نذر کرنے کے یوں
 نکلا تھا کہ فقبل منی انک انت السمیع العلیم خداوند کبریا نے اس کی نذر قبول فرمائی اس عرصہ میں
 عمران نے وفات پائی اور بعد چندے ایام وضع حمل قریب پہونچے اور بیٹی پیدا ہوئی تو خنہ کہنے لگی
 رب انی وضعہا انشی یعنی اے رب میں نے لڑکی جنی گو کہ خنہ جانتی تھی کہ خالق عالم اس حال سے
 عالم ہو الا حسب عادت زمانہ امر عجیب دیکھ لوں کہنے لگی یا بطریق اعتذار عرض کر سنے لگی کہ میرے
 گمان میں تھا کہ بیٹا ہوگا اور اس کو لیاقت خدمت مسجد کی ہوگی اور اب میں لڑکی جنی ولیس الذکر
 کالانشی وانی سمیتہا مریم وانی اعینہا بکب و ذریتہا من الشیطان الرحیم یعنی بیٹا نہ ہو جیسے وہ بیٹی اور
 میں نے اس کا نام رکھا مریم اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان دوزخ
 سے لینے میں نے لڑکا واسطے کہنے کے لگا تھا وہ مثل عورت کے نہیں ہو جو تو نے عنایت فرمائی
 یہ کبھی شائستگی تحریر کی بسبب لزوم حجاب و احتیاج حفظ و حراست کے نہیں رکھتی اور میں نے
 اس کا نام مریم یعنی مابہ رکھا ہوتا کہ فعل اس کا مطابق اسم کے ہو فائدہ برکت اس دعا کی یہ ہوئی کہ
 اللہ تعالیٰ نے مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کو س شیطان سے محفوظ رکھا حدیث بشریف میں وارد ہوا ہے

اور مسجد میں ایک حجرہ الگ سب سے حضرت زکریا نے بنوادی کہ دن بھر وہاں عبادت کرتین رات کو حضرت زکریا اپنے ساتھ گھر لیجاتے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت مریم کو گھر لے گئے اور وہاں دو مہینہ نبیالی مقرر فرمائی جب حد طفولیت سے گذرین تب مسجد میں آئین اور ایک علیحدہ حجرے میں رہنے لگیں جب حضرت زکریا کہیں جاتے تو اس حجرے کو مقفل کر جاتے جب نو برس کی ہوئیں تو رات بھر عبادت حق میں مشغول رہتیں اور تمام دن روزہ رکھتیں اور تودیت پڑھا کرتیں چند وزمین تودیت بالکل پڑ گئیں اور انہیں دنوں سے ظہور کرامات شروع ہوا کہ حضرت زکریا علیہ السلام جب قفل دروازے کا کھول کر آتے تو حضرت مریم کے پاس کھانا پاتے حالانکہ ابتدا سے یہ دستور تھا کہ سوائے حضرت زکریا علیہ السلام کے کوئی شخص اس کے پاس نہ جاتا تھا کہ احتمال ہو سکے کسی اور شخص کے دینے کا کما قال فی سورہ آل عمران کما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندہا رزقاً فیضی جب حضرت زکریا آتے حجرے میں تو پاتے اس کے پاس کھانا اور انہیں یہ عجب بات تھی جاڑون کا پھل گرمیوں میں اور گرمیوں کا جاڑون میں کئی مرتبہ اس طرح اتفاق پڑا حضرت زکریا علیہ السلام کو کمال تعجب آیا کہ میں تو قفل بند کر کے باہر جاتا ہوں اور میرے سوائے کوئی شخص کفیل اس کے امور کا نہیں ہو پھر یہ کھانا کہاں سے آتا ہو آخر حضرت زکریا نے فرمایا یا مریم انی لک ہذا قالت ہومن عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب لیکن احو مریم کہاں سے آیا تجھ کو یہ کہنے لگی یہ اللہ کے پاس سے ہو اللہ یرزق دیتا ہو جس کو چاہے بی قیاس فائدہ یہ بیشک سیوہ حضرت جبرئیل علیہ السلام دے جاتے تھے اور غیر فضل کا سیوہ اس لیے لاتے تھے کہ حضرت زکریا وغیرہ کے دل میں یہ شبہ نہ پڑے کہ اور کوئی دے جاتا ہو کیونکہ انجیر تازہ زمستان میں یا خرمائے تر تابستان میں موجود کر دینا مقدمہ و بشر نہیں ہو یہ حضرت مریم کی کرامات تھی نہ کہ حضرت زکریا علیہ السلام کا معجزہ کیونکہ اگر ان کا معجزہ ہوتا تو حضرت مریم علیہا السلام سے یوں نہ پوچھتے اور بالفرض خدا تعالیٰ اگر بطور امتحان دریافت بھی فرماتے تو حضرت مریم علیہا السلام اس طور سے جواب دیتیں کہ ہومن معجزہ ہوا اور یہ نہ فرماتیں ہومن عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب فائدہ یہ آیت بھی واسطے اثبات کرامات اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کے ایک دلیل قطعی ہو سکتی ہو فائدہ حضرت جابر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے تین دن سے کچھ تناول فرمایا تھا اور الم گرمی کی غایت اور مشقت جو ع کی نہایت ہو گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازداج طاہرات کے مجرون میں تشریف فرما ہو کر کچھ کھانا طلب فرمایا کسی گھر میں اربکانے کا نہ پایا گیا تب حضرت سیدہ بتول فاطمہ زہرا علیہا السلام کے گھر میں تشریف فرما ہوئے اور پوچھا

ہل عندک شئی لیفینے تیرے پاس کچھ کھانا ہو حضرت فاطمہ نے عرض کیا لا والله یا رسول اللہ لیفینے نہیں مجھ
 قسم اللہ کی یا رسول اللہ وہاں سے باہر تشریف لے چلے اسی وقت ایک ہمسایہ نے دو گروہ مان
 اور کچھ گوشت پرسم ہدیہ حضرت فاطمہ کو بھیجا حضرت فاطمہ نے خوان میں رکھ کر سرپوش ڈالا اور
 حضرت حسن علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا اور وہ حاضر سامنے لائیں حضرت
 نے سرپوش اٹھایا تو سارا خوان بھرا تھا حضرت نے پوچھایا فاطمہ انی لک ہذا حضرت فاطمہ نے
 عرض کیا ہذا من عند امدان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب آنحضرت نہایت خوش ہوئے کہ فرمائے گئے
 اے فاطمہ تیرا حال اور مرتبہ مثل مریم بنت عمران کے ہے کہ ہر گاہ او کو کھانا آتا اور ذکر پر اداون سے ہتھسار
 کرتے تو وہ جواب دیتی تھیں ہوں من عند اللہ سو آنحضرت حضرت علی اور حسن اور حسین علیہم السلام کو
 ساتھ اپنے کھلایا اور ازواج مطہرات کو بھی بھیجا مگر ہنوز وہ خوان بھرا تھا تب حضرت فاطمہ علیہا السلام
 نے پردہ سیون میں تقسیم کیا القصہ حضرت ذکر کیا علیہ السلام نے جب یہ کرامت دیکھی کہ بے موسم
 میوہ خدا کے یہاں سے آیا اور یہ ساری عمر اولاد کی تنہا کر رہے تھے اب میدوار ہوئے کہ شاید میوہ ہدیہ
 مجھ کو بھی ملے اسی جگہ اولاد کی دعا کی رہے ہب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ انک سمیع الدعاء لیفینے اے
 رب میرے مجھ کو عطا کر اپنے پاس سے اولاد پاکیزہ بے شک تو سننے والا ہوتا گا اگرچہ حضرت ذکر کیا
 جانتے تھے کہ مشکلات قدرت الہی میں آسان ہیں مگر بطور امر جدید اور خرق عادت سے امید و اسی
 زیادہ ہوتی ہو اس سبب سے اسی جگہ لیفینے محراب مریم میں جان میٹھے تھے پوشیدہ دعا مانگنے لگے کہ
 سورۃ مریم میں ارشاد ہوتا ہو رب انی دہن العظم منی واشتعل الراس شیباً ولم اکن بدعا لک رب
 شقیاء انی خفت الموالی من ورائی و کانت امرائی عاقراً فب لی من لدنک ولیا یرتقی دیرث من آل
 یعقوب و اجد لک رب رضیا لیفینے اے رب میرے بڑے ہو گئیں نہ بیان اور ذبک نکلی سر سے بوڑھیلے
 کی لیفینے بال سفید ہوئے اور تجھے مانگ کر اے رب میں محروم نہیں رہا اور میں ڈرتا ہوں بھائی ہندو گ
 اپنے پیچھے اور عورت میری ہانچ پر پنجش مجھ کو اپنے پاس سے ایک کام اٹھانے والا جو میری جگہ
 بیٹھے اور یعقوب کی اولاد کے اور گناہ کو اور رب من مانا فائدہ حضرت ذکر کیا کو نبی عم کا ڈر تھا کہ میرے
 پیچھے اللہ کا دین بگاڑینگے اور تورات کے سب احکام تبدیل کر دینگے اس واسطے دعا مانگی کہ اگر میرا
 قائم مقام پیدا ہو تو میری جگہ محراب میں بیٹھے اور دین اللہ کا قائم رکھے اور تورات کے احکام جاری
 کرے اور یہ تو دیکھتے جاتے تھے کہ بنی اسرائیل انبیا کو قتل کرتے ہیں اور دین کے احکام بدلتے ہیں
 سو اللہ نے قائم مقام اونکا اور لکے بغیر دیکھا فائدہ یعقوب سے اس جگہ حضرت اسرائیل ابن یحییٰ

مراد ہیں اور جو لوگ یعقوب ابن ماثان برادر عمران مراد رکھتے ہیں قول اول کا ضعیف قابل اعتبار نہیں ہے۔ فائدہ آیت قرآنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ دعا پوشیدہ اپنے دل میں مانگی یا اکیلے مکان میں اس لیے کہ بڑی عمر میں بیٹا مانگتے تھے اگر نہ ملے تو لوگ ہنس دینگے اور شاید ضعف سے آواز نہ نکلتی تھی کیونکہ اس عرصہ میں عمر انکی ننانوے برس کی تھی اور انکی عورت کی اٹھانوے برس کی چنانچہ مدارک التشریل میں اسطرح لکھا ہے اور معالج و بھرا المونج و جلالین میں ایک سو بیس برس کی عمر حضرت زکریا کی لکھی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عمر حضرت کی بائیس برس کی اور بی بی کی انتی برس کی تھی اور صحیح یہ ہے کہ دعائے خفی مقبول بارگاہ الہی ہو اس لیے خفیہ دعا کی کہ عجیب الدعوات نے قبول فرما کے بواسطہ حضرت جبریل علیہ السلام ارشاد کیا یا زکریا انا نبیک و بعلام اسمہ یحییٰ لم یحبل لمن قبل سمیاء یعنی او زکریا ہم تجھ کو خوشی سنا دین ایک لڑکے کی جس کا نام یحییٰ ہو نہیں کیا ہے پہلے اس نام کا کوئی تفسیر زاد المسیر میں لکھا ہے کہ وجہ فضیلت یہ نہیں ہے کہ قبل تولد اس کے کسی کا یہ نام نہیں ہوا کیونکہ بہت نام ایسے ہیں کہ بیشتر اس سے کسی کا نام نہیں بلکہ فضیلت یہ ہے کہ خالق کریم نے خود اپنی عنایت سے اون کا نام رکھ دیا اور والدین کو نام رکھنے والی نہیں بنایا اور حبیب ابن جبریل فرماتے ہیں کہ سمیاء یعنی شبیہا و مثلاً ہے کما قال اللہ تعالیٰ وہل تعلم لہ سمیاء ای مثلاً اور معنی یہ ہیں کہ نام اس کے مثل نہیں ہے کیونکہ اس نے گناہ نہیں کیا اور نہ قصد گناہ کیا اور علی ابن ابی طلحہ فی ابن عباس سے روایت کی ہے کہ مراد اس آیت سے یہ ہے کہ عورت بانجھ کے کبھو ایسا لڑکا نہیں ہوا بعض محققین کہتے ہیں کہ اس مذکور سے اجتماع فضائل مراد نہیں ہے بلکہ بعض فضائل مراد ہیں اس واسطے کہ حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ علیہما السلام حضرت یحییٰ سے اول و فضل تھے اور وجہ تسمیہ حضرت یحییٰ کی محققین نے یہ بیان یہ فرمائی ہے کہ یحییٰ شوق حیوۃ سے ہے اور حیات حقیقی حیات دل ہے اور حیات دل نبوت اور ایمان سے ہوتی ہے سو حضرت یحییٰ کو دونوں عنایت فرمائی تھیں اس واسطے یحییٰ نام رکھا یا اس سبب سے کہ رحم عاقر اولیٰ زندہ ہوا یا اخلاق فاضلہ اور افعال مرضیہ اولیٰ زندہ ہوئے یا اس وجہ سے کہ بعلم الہی میں یون تھا کہ یحییٰ اس عالم ناپائدار سے شہید اٹھے اور شہید کا شمار زندون میں ہوا ہے کہ بل ایسا رعیندر بہم اور وجہ اول بہت درست ہے انقصہ جب حضرت زکریا علیہ السلام کو بشارت ہوئی تب تعجب آیا حالانکہ انوکھی چیز مانگنے میں تعجب نہ آیا جب سنا کہ لڑکا ہوگا تو کہنے لگے رب انی کیون لی غلام و کانت امرائی عاقر و قد بلغت من الکبر سنین یعنی ای رب کمان سے ہوگا مجھ کو لڑکا اور میری عورت بانجھ ہے اور میں بڑھا ہو گیا ایمان نہ کہ

اگر کیا فائدہ یہ کلام حضرت زکریا علیہ السلام کا مجب کے طور پر نہ تھا بلکہ دریافت کرنے ہیں کہ ایسی
ہمیان پسلیان تو سو کو کئی ہیں اور قوی میرے ضعیف ہو گئے ہیں اور عورت میری بوڑھی اور بانجھ ہے
لڑکا جنتی نہیں پھر کیا مجھ کو جان فرما دیگا یا اسی حالت بڑھاپے میں یہ قدرت دکھائی جائیگی ہذا
ما قال بعض المفسرین اور فقیر مولف کے نزدیک یہ کلام حضرت زکریا علیہ السلام کا از روی استعظام
عنایت حق کے تھا جسطرح عرب بولتے ہیں کہ من کجا و این مرتبہ کجا سو حضرت زکریا نے عرض
کیا کہ اے رب مجھ بوڑھے آدمی اور بانجھ عورت کو کیا رتبہ اور استحقاق ہے جو تو نے یہ دعا قبول فرمائی
کہ ایسا لڑکا شایستہ عنایت کرے گا مگر تیرا فضل اور تیرا کرم میری کوشش اور سعی کا کچھ دخل نہیں بالحد جب
حضرت زکریا نے یوں عرض کیا قال کذلک قال ربک ہو علیٰ ہن وقد خلقناک من قبل ولم تکن
شیئا یسے کہا فرشتے حق نے یوں ہی فرمایا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہے اور مجھ کو بنایا میں نے
پہلے سے اور تو نہ تھا کچھ خلاصہ یہ کہ جو تم کہتے ہو وہ درست ہے لیکن اللہ نے فرمایا کہ یہ کام مجھ پر آسان
اور از بس سہل ہے کیونکہ میں نے تجھ کو معدوم سے موجود کیا اور ایک قطرہ سے آدمی بنایا اور قطرے کو
پیدا کر کے حلقہ کیا پھر خلقت سجلی کی اس عمر میں کیا مشکل ہے کہ واسطہ ظاہری موجود ہی پس حضرت
زکریا علیہ السلام اس بشارت سے بہت خوش ہوئے اور از روئے شوق کہنے لگے رب اجل
لی آتے ہیں اے رب مجھ کو بچہ نشانی کہ اپنی عورت کے حمل سے آگاہ ہو جاؤں اور شکرا گزاری
اس نعمت غیر سرقبہ میں مشغول ہوں قال آتیک الانکلم الناس ثلث لیلال سو یا نے فرمایا تیری نشانی
یہ ہو کہ بات نکرے تو لوگوں سے تین رات تک برابر بھلا چکا مگر آنگو سے یا اشارے سے یا ہاتھ سے
یا زمین پر کہنے سے کہا قال فی سورۃ آل عمران آتیک ان لا نکلم الناس ثلثہ ایام الا امراینے فرمایا
تیری نشانی یہ ہو کہ بات کرے تو لوگوں سے مگر اشارہ کر کے فائدہ یہ جو سورہ مریم میں ثلث
لیال اور آل عمران میں ثلثہ ایام وارد ہوا اور اس سے عدم تکلم بطریق استمرار ہی لینے رات و دن
بات نہ کر سکے اور یہ کیفیت مستمر رہے اور جو بعض جملانے برخلاف رتبہ انبیاء کے یہ کلام حقوت
سوال انی کیوں لی غلام کی تجویز کی ہو محض لغو ہو کیونکہ یہ عدم تکلم بسبب کسی مرض کے نہیں تھا
بلکہ یہ فائدہ حکمت تھا کہ زبان و دل برابر مشغول بذکر الہی رہیں اور سوائے ذکر حق اور ادائے شکر
اور کسی سخن سے مشغول نہ تاکہ ان تین دن و رات میں جملہ راز و نیاز خدا ہی سے ہوں اور دلیل
قاطع اس سخن پر یہ ہو کہ اتفاق علمائے محققین حضرت زکریا علیہ السلام ان ایام میں دنیا کا کلام
نہیں کر سکتے تھے اور بیچ اور تہلیل بی تکلف فرماتے تھے انصہ حضرت زکریا علیہ السلام

رات کے وقت اپنی عورت سے ہم بستر ہوئے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام بحکم خدا رحم مادر میں جلوہ فرما ہوئے جب صبح کو محراب سے یا حجرہ گھر سے باہر نکلے تو رنگ چہرہ مبارک تغیر تھا اور وقت قوم کے لوگ منتظر تھے کہ حضرت زکریا علیہ السلام تشریف لاویں تو ہم نماز پر مین اور نھون نے ہرگز نہ پہچانا اور کہنے لگے ای زکریا تجھ کو کیا ہوا ہے جو ہم نہیں پہچانتے فادھی الیم ان سجو ابکرة وحشیائے کما انگو کہ یاد کرو صبح و شام یا نماز پر صبح و شام یا تنزیہ خالق کرتے رہو صبح و شام قائمہ لفظ اوحی دلیل ہے اس پر کہ اشارے سے کیا یا زمین پر لکھ دیا ورنہ لفظ قال فرماتے بالحدیثی حالت سکوت کی تین رات دن رہی بند اس کے بدستور باتین کرنے لگے پھر چھ مہینے کے بعد یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے جب چھ مہینے کے ہوئے تو حضرت مریم کو تیرہ سو ان برس روایتے پندھوان برس لگا اور آثار حیض ظاہر ہوئے تفسیر تیسیر و انوار التنزیل اور بحر مواج میں ہے کہ حق تعالیٰ نے مریم کو نجاست حیض و نفاس سے پاک رکھا تھا اور تفسیر مواہب علیہ میں لکھا ہے کہ حالت عذر میں مریم اپنی بہن کے گھر جائیں اور بعد پاک ہو جانے کے پھر مسجد میں تشریف لاتی تھیں اور عالم القتریل میں ہے کہ تیرہ مہینے برس کی عمر میں غسل کی محتاج ہوئیں اور اخبار الدول میں ہے کہ دس برس کی تھیں اور دو حیض ہو چکے تھے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اصح یہ ہے کہ جب حیض کے ایام گزرے اور طہر کے دن آئے تو شرم سے پورب طرف والے مکان میں غسل کر نیکو علویہ ہوئیں اور غسل کر کے مستور لباس ہو چکیں تھیں کہ ایک جوان نہایت حسین و جمیل لباس عفت و عصمت سے آراستہ و پیراستہ ظاہر ہوا تو یہ مضطرب الحال ہو کر خدا سے پناہ مانگنے لگیں چنانکہ سورہ مریم میں ارشاد ہوا اذ انتبذت من الہامکانا شرقیاً فاتخذت

سورہ مریم

من دونہم جایا فارسلنا الیہم روحنا فتمثل لہما بشر اسو یا قالت انی اعود بالرحمن منک ان کنت لقیلاً یعنی جب کنارے ہوئی لوگوں سے ایک شرقی مکان میں پھر پکڑ لیا اونے درے ایک پردہ پھر بوجہ اسنے اس کے پاس اپنا فرشتہ پھر بن آیا اس کے آگے آدمی پورا بولی مجھ کو رحمان کی پناہ تجھے اگر تو ذکر کرتا ہے عالم التنزیل میں ہے کہ مکان شرقی سے جانب شرقی مراد ہے ہی مکان کو نصاریٰ قبلاً گردانتے ہیں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اسی سبب سے نصاریٰ نے مشرق کو قبلہ مقرر کیا اور مراد فرشتے سے باتفاق اہل اسلام حضرت جبریل علیہ السلام ہیں اور گو مریم نے مرد بیگانہ جاکر فرمایا کہ اگر تو متقی بھی تو ہو تو بھی میں پناہ مانگتی ہوں اللہ سے تاکہ محفوظ رہوں چہ جاکہ تو پرہیزگار نہ ہو کاتب اوراق کے نزدیک یہ قول ایسا ہے بطرح ان کنت مومنًا فلا تظلمنی یعنی ایمان کا خاصہ یہ ہے کہ ظلم کرنے نہیں دیتا اسی طرح تقویٰ کا خواص ہے کہ فسق سے باز رکھتا ہے خواہ یہ کلام جانب مریم سے من قبیل

تورہ تھا یعنی تقی نام تھا ایک شخص کا جو کہ بڑا زانی و بدکار تھا اور مریم نے قصد اسکا کر کے بطریق ایہام
 اوسکو تقی کہا اول تقی یعنی برہنہ گار ہوا اور تور یہ اصطلاح علمائین عبارت ہو اس سے کہ ایک لفظ کے دو
 معنی قریب و بعید ہوں یا تحقیق مجاز ہوں اور بعید کو مراد رکھیں کہ قولہ تعالیٰ الرحمن علی العرش استوی
 پس استوی بمعنی برابر ہونے اور مستوی ہونے کے آتا ہوا دل قریب و ثانی بعید ہو گرامر بعید ہو کذا فی
 نظم البجاء حاصل جبریل علیہ السلام نے مریم کو مضطر پاکہ فرمایا انا انار رسول ربک لاہب لک غلاما
 زکیا یعنی میں بھیجا ہوں تیرے رب کا کہ دے جاؤں تجھکو ایک لڑکا شہر پاک گناہوں سے مریم نے
 کہا میرے لڑکا کہاں سے ہوگا اور مجھکو آدمی نے پھوانین اور میں گاہے بدکار نہ تھی یعنی دو طرح
 سے لڑکا ہوتا ہو یا نکاح سے یا زنا سے اور یہ دونوں امر مجھ میں نہیں ہیں پھر کس طرح لڑکا ہوگا جبریل نے
 کہا یون ہی فرمایا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہوا اور اوسکو ہم کیا چاہیں لوگوں کو نشانی اور مہربانی
 طرف سے اور یہ کام مہرچکا کا قال اللہ تعالیٰ فی سورہ کہیصص قالت انی لکیون لی غلام ولم یسنی بشر
 ولم اک بغیا قال کذلک قال ربک ہو علی ہین ولجعلہ آتۃ لکنا س ورمۃ منا وکان امر مقتضیا حاصل یہ کہ
 اسی مریم جیسا تو کہتی ہو درست ہو لیکن خلقت بشری واسطہ پر اللہ پر آسان ہوا اور اوسکی یہ قدرت
 نشانی ہوگی اور اب تو یہ بات لوح محفوظ میں لکھ گئی بعد اسکے حضرت جبریل نے آستین یا گریبان
 یا شہد میں دم پھونکا اسی وقت مریم حاملہ ہوئیں اور صحیح یہ ہے کہ دوسرے دم پھونکا کہ اوس ہواسے حاملہ ہوئیں
 کا قال محمۃ فاتبتذ بہ مکانا قصیا یعنی پھر پیٹ میں لیا اوسکو پھر کنارے ہوئی اوسے لیکر ایک سے
 مکان میں وضع حمل کے وقت روضۃ الصفا میں ہو کہ اول حمل مریم سے یوسف بنجار برادر خالائی اوٹھا
 مطلع ہوا کہ وہ بھی مسجد میں عبادت کیا کرتا تھا اور ہر مواج میں ہو کہ اول حضرت زکریا مطلع ہوئے اور
 اپنے گھر میں کہا وہ بولی یہ وہ مریم بنو جس سے عیسیٰ پیدا ہوگا اور اجارا الدول میں ہو کہ یوسف نے جب
 اطلاع پائی تو مریم سے کہا کہ بلا تخم بھی درخت ہوتا ہو فرمایا نہیں کہا لڑکا بے باپ ہوتا ہو کہاں ہاں آدم
 بلا پدر و مادر ہوئے تھے بولا تو بھی ہو مگر یہ لڑکا کس کا کلاوے گا فرمایا یہ لڑکا دیا ہوا اللہ کا ہوا شال اسکی آدم
 علیہ السلام کی ہو اور اسی وقت حضرت عیسیٰ نے جواب دیا کہ اللہ مریم درست و بجا ہیں نماز میں مشغول ہوا اور
 استغفار کر رہے تھے یوسف بنجار سخت تعجب میں آٹھا و آیت ہو کہ حضرت مریم فرمایا کرتی تھیں کہ جب عیسیٰ
 علیہ السلام پیٹ میں تھے تب بھی مجھے باتیں کیا کرتے تھے اور جب کوئی غیر آتا تھا خاموش ہو جاتے تھے
 صرف آواز تسبیح آیا کرتی تھی معالم میں ابن عباس سے روا ہے کہ جب وضع حمل کا وقت قریب ہو چکا
 تو حضرت مریم باس ناموس وادی بیت اللحم میں کہ چھیل شہر ایلیا سے واقع ہو تشریف لیگئیں تاکہ جب

لگانے سے محفوظ رہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت مریم کو آوازانی کہ بیان سے نکل جائیں تو قوم کے لوگ تیرے مولود کو قتل کریں گے سو وہ بقصد ہجرت برآمد ہوئیں اور حضرت جبریل علیہ السلام راہ بتانے کو ساتھ ہوئے اور یوسف بنجار بھی ہمراہ گیا یہاں تک کہ بیت اللحم میں جلوہ فرما ہوئیں اور بعض کے نزدیک ایک پہاڑ میں جو پورب طرف بیت المقدس کے واقع ہو گئیں اور درزہ کی شدت سے درخت خرمہ کے بیچے کہ اسی پہاڑ میں واقع تھا بیٹھ گئیں کہا قال اللہ تعالیٰ فاجاءہا الخاض الی خراج النخل قالت الیبتنی مت قبل ہذا وکت لیساً منسیاً فی لے آیا او سکودر درزہ ایک کھجور کی جڑ میں بولی کی طرح میں مر جاتی اس سے پہلے اور ہو جاتی بھولی بسری یعنی ایک درخت کھجور کا سوکھا کھڑا تھا او سکی آڑ میں تکیہ دیکر بیٹھیں اور یہ کہتی تھیں کہ اتی میں مر گئی ہوئی یا میں ایسی ہوتی کہ مجھ کو کوئی جانتا نہ تو بہتر تھا اب تو بیت المقدس کے مجاور سب مجھے جانتے پہچانتے ہیں کہ میں ایک سردار اور امام کی بیٹی ہوں اور حضرت زکریا علیہ السلام میرے شگنفل پرورش ہیں اور ہنوز بکارت میری زائل نہیں ہوئی اور کسی مرد کے پاس نہیں گئی تو غضب کی بات ہو کہ ایسی حالت میں لڑکا جنتی ہوں اے میرے پروردگار اس ندامت اور شرمندگی کا کیا علاج ہو اسی حالت اضطراب میں آواز دی کسی فرشتے مقرب نے یا خود حضرت مسیح علیہ السلام نے کہ غم نہ کھا اور ارزو سے موت نہ کر خدا نے تیرے نیچے چشمہ جاری کیا ہے اوس سے پانی لے اور سوکھے درخت میں کھجوریں لگی ہیں او سکولہا اور کھا اور آگے ٹھنڈی رکھ اور جو کوئی آدمی کچھ پوچھے تو کہنا کہ میں نے روزہ نہ بولنے کا رکھا ہے میں کسی سے بات نہ کروں گی چنانچہ سورہ مریم میں ارشاد ہوا فنادہا من تحتہا الاخرنی قد جعل ربک تحتک سراب و ہری الیک بجزع النخلۃ تساقط علیک

رطباً جنیا نکلی و اشربی و قری عینا فاما ترین سن البشر احدا فتولی انی نذرت للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیا یعنی آواز دی او سکواو سکے بیچے سے کہ غم نہ کھا کر دیا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ اور چلا اپنی طرف سے کھجور کی جڑ اسی سے گرین گے تجھ پر کپکپ کھجوریں اب کھا او پی اور آگے ٹھنڈی رکھ سو کبھی تو دیکھے کوئی آدمی تو کہیو میں نے لما ہو رحمن کا روزہ سوا بات نہ کروں گی آج کسی آدمی سے جب حضرت مریم نے یہ سنا تو انکو ایک نوع کی تسکین ہوئی او سیوقت حضرت عیسیٰ السلام پیدا ہوئے اور سو کھیں مذی جاری ہو گئی اور بعضے کہتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا پاسے مبارک زمین پر مارا کہ چشمہ آب نکلا اور درخت کھجور کا سوکھا ہوا سر نہ ہو گیا اور اوسمیں کھجوریں لگیں اور فرشتوں نے غسل دیکر حریر ہستی کے کپڑے میں لپیٹا اور حضرت مریم کی گود میں دیا کہ او کی آگے ٹھنڈی ہوئیں اور پانی چشمہ کا پیئیں لگیں اور کھجور کھائیں لگیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک مدت حمل اور ولادت میں ایک ساعت تھی

اور بعض کے نزدیک نو مہینے پورے حمل رہا تھا اور بعض کے نزدیک آٹھ مہینے اور بعض کے نزدیک پندرہ مہینے اور قتال ابن سلیمان کہتے ہیں کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا پہرہ و دن چڑھے حاملہ ہوئیں اور جب آفتاب خط نصف النهار سے گزرنے لگا تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور وقت عمر مریم کی دس برس کی تھی اور وحیض ہو چکے تھے اور اخبار اللہ دل میں ہو کہ نوساعتین وقت عمل سے تا وقت ولادت گزریں تھیں واحد علم بالصواب اور ربیع ابن اشیم کہتے ہیں کہ جس عورت کے لڑکا پیدا ہوا اور دو ترقازہ کچھوچھو کر کھایا کرے تو نہایت فائدہ اور ٹھانڈے کو کئی شرمندہ تر خراب و بے رزقہ کیواسطے نہیں ہو جس طرح مرصع کے واسطے شہدین فوائد میں اس طرح ایسی عورت کو خرابے رطب بہین مدارک التنبیل میں ہو کہ اسی وقت سے خرابے رطب کا کھانا جتنی عورت کو سنت ہوا ہو بعض تفاسیر میں لکھا ہو کہ جب مریم رضی اللہ عنہا مسجد بیت المقدس سے بیت اللحم میں بلحاظ شرم چلی گئیں تو مجاور وہاں کے اونکی تلاش میں مصروف ہوئے مگر کسی جگہ پایا آخر ایک شخص نے جانب بیت اللحم اشارہ کیا تو مجاور لوگ اسی مقام میں گئے اور اس وقت میں جناب روح اللہ علیہ السلام پیدا ہو چکے سو مریم اونکو گود میں لیکر مجاور رہنے کے روبرو تشریف لائیں اور عالم التنبیل میں ہو کہ حضرت مریم عیسیٰ مسیح کو گود میں لیکر اپنی قوم میں آئیں اور کلبی سے روایت ہو کہ یوسف بخار نے جو کہ برادر خالہ زاد یا عم زاد حضرت مریم کا تھا بعد ولادت کے ایک غار میں لیگیا اور چالیس دن نہایت حفاظت سے رکھا جب مدت نفاس گزر گئی تو اونکو لیکر جانب قوم چلا اشارہ راہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ سے فرمایا کہ بشارت ہو تجھکو کہ میں مسیح اللہ ہوں یہاں تک کہ گھر میں داخل ہوئیں اور گھر والے گریہ و زاری کر کے طعنہ دینے لگے فائدہ بعضے حضرت مریم کی نبوت کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ نے ذکر انکا بعد انبیاء میں کیا ہو کیا قال اللہ و ذکر فی الکتاب مریم اور حضرت جبریل علیہ السلام کا اونکے پاس آنا و ارسلنا روحا سے واضح ہوتا ہو اور جبریل علیہ السلام و کھلائی دیتے ہیں نہ اور کسی کو میں کتا ہوں یہ قول مخالف نص صریح کے ہو کیونکہ اللہ صاحب قرآن ہے و ما ارسلنا من قبلك الا رجا لاوحی الیہم اودآیہ سورہ انبیاء سے کی طرح نبوت نہیں نکلتی اور روایت جبریل علیہ السلام مخصوص با نبیاء نہیں ہو بلکہ اکثر اصحاب رسول اللہ نے اودا و لیائے امت مرحومہ نے دیکھا ہو اور تائید اس قول کی جو فقیر کا تب المحرف نے بیان کیا یہ ہو کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اگر خلافت کی صلاحیت عورت کو ہوتی تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مستحق خلافت تھیں علاوہ بران نبوت و رسالت میں دعوت و اظہار منجات لازم ہو اور یہ

مقتضی اشتہار اور اقتدار ہی اور اتمیت موجب استتار پس ان دونوں میں تناقض اور منافات ظاہر ہے اور پھر ظاہر ہے کہ عورت ناقصۃ العقل والدین ہوتی ہو اور بنی کو چاہیے کہ اعتل وانہم اہل زمانہ ہوتا کہ امر دین میں کیسے طرح کا فتور نہ پڑے القصہ بروایت صحیحہ حضرت مریم عیسیٰ علیہ السلام کو گود میں لیکر اپنے لوگوں میں آئیں تو لوگوں نے زبان لعن و لعن کھولی کہا جارہی سورۃ مریم فانت بہ قوما تھملہ قالوا یا مریم لقد جئت شیاً فریاً اخت ہارون ما کان ابوک امر سور و ما کانت امک بغیا لینے پھر لائی او سکوپنے لوگوں پاس گود میں بولی او مریم تو نے کی یہ چیز طوفان ایہ بن ہارون کی نہ تھا تیرا پ برا آدمی اور نہ تھی تیری ماں بدکار بعضے کہتے ہیں کہ مریم کا ایک بھائی ہارون تھا اور بعض کے نزدیک ایک مرد فاسق ^{الشیطان} تھا اور عالم میں فتاوہ سے نقل کی ہو کہ ہارون ایک مرد متقی تھا اوسی سے بنی اسرائیل متقی لوگوں کو مشابہت دیا کرتے تھے وہ مراد ہی تہ اخوت فی النسب کا قال اللہ تعالیٰ کانوا اخوان الشیاطین او اشباہہم در معلوم ہوتا ہے کہ اس نام کے آدمی بنی اسرائیل میں بکثرت تھے چنانچہ روایت ہے کہ ہر روز قاتل ہارون متقی چالیس ہزار مرد سی بہ ہارون سولے اور لوگوں کے صلوة جنازہ میں شریک تھے اور بعضے کہتے ہیں اخت ہارون سے مشابہت ہارون مراد ہی اور اصح یہ ہے کہ اخت ہارون سے بنی ہارون مراد ہے کیونکہ دادا کا نام قوم پر اکثر بولا جاتا ہے جیسے عادی و ثمود اور مریم حضرت ہارون کی اولاد میں لاریب تھیں سو انکی نسبت اخت ہارون کہنا درست ہے جیسے طرح تھیں کو یا غلطیم بولتے ہیں الغرض جب اس طرح قوم نے طعنہ دیا تو مریم نے کہا میں نے روزہ کی نذر مان لی ہر گز زیارت نہیں کر سکتی کیونکہ میں اپنے پروردگار کی مناجات میں مشغول ہوں اور یہ روزہ نہ بولنے کا شاید اس دین میں درست تھا ہمارے دین میں جائز نہیں ہے پھر حضرت مریم نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا کہا قال اللہ فاسارت الیہ قالو کیف ظلم من کان فی المہد صبیبا یعنی پھر ہاتھ سے بتایا اوس مولود کو وہ بولے ہم کیونکر یات کرین اس شخص سے کہ وہ گود میں ہی لڑکا بندہ اوسکے ایک نے پوچھا اسی لڑکے تیرا پ کون ہے اور تو کون ہے فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں مجھ کو اسنے کتاب دی ہو اور بنی کیا اور برکت والا بتایا ہے جس جگہ میں ہوں اور تاکید کی مجھ کو نماز کی اور زکوۃ کی جب تک میں رہوں زندہ اور سلوک کرنے والا اپنی والدہ سے اور نہیں بنایا مجھ کو زبردست بد بخت اور سلام ہے پھر جسد میں پیدا ہوا اور جسد میں مروں اور جسد میں کھڑا ہوں زندہ ہو کر کہا قال اللہ تعالیٰ قال انی عبد اللہ تانی الکتاب و حطینی نبیا و حطینی مبارک ان ما کنت و اوصانی بالصلوۃ و الزکوۃ ماوت حیاً و برا لوالدتی ولم یحطینی جباراً تقیاً و السلام علی یوم ولدت و یوم اموت و یوم البعث حیاً سدی سے روایت ہے کہ جب عیسیٰ نے قوم کا کلام سنا تو دو دفعہ چور کر یہ کلام کیا و ہوا صبح اور بعضے کہتے ہیں

کہ جب حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے اشارہ فرمایا تو فی الفور حضرت عیسیٰ نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور پہلوے چپ سے تکیہ کر کے متوجہ قوم سے ہوئے اور جانب راست اشارے سے فرمایا اِنِّی عَبْدُ اللہِ الٰہِ اٰخِرِ الْاٰلِیِّہِ اور وہب سے روایت ہے کہ جو وقت یہود مریم کے پاس آئے ہیں تو اس وقت حضرت زکریا مع حضرت یحییٰ کے موجود تھے انھوں نے حضرت عیسیٰ سے کہا کہ اپنی دلیل بیان کر اگر حکم الہی ملے ہو سو حضرت عیسیٰ نے کہا اِنِّی عَبْدُ اللہِ الخ اور حضرت یحییٰ نے باوجود صغارت میں فرمایا اَشْہَدُ اَنَّ عِیْسٰی رُوْحُ اللہِ وَکَلِمَۃُ اللہِ اور حضرت زکریا نے حضرت عیسیٰ کو گود میں لیلیا پھر اس وقت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدت معینہ تکلم تک نہیں بولے روایت ہے کہ اس وقت میں عمر حضرت عیسیٰ کی چالیس دن کی اور حضرت یحییٰ کی چوبیسینے یا دو برس یا تین برس کی تھی اور مقابل سے روایت ہے کہ جس دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اس میں فرما نے لگے اِنِّی عَبْدُ اللہِ الخ تاکہ قوم کے لوگ شرک میں گرفتار نہ ہوں اور بعض اہل تفسیر فرماتے ہیں کہ اِنِّی الْکِتَاب سے یہ مراد ہے کہ قریب تر اللہ مجھے کثرت عنایت کرے گا اور جبلت نبیاء سے یہ کہ نبی کرے گا نہ یہ کہ فی الحال کتاب دی ہو اور نبی کیا ہو بلکہ یہ اجابہ ہوا لوح محفوظ سے اور بعض کہتے ہیں کہ انجیل حالت طفلی میں عنایت ہوئی تھی اور اللہ نے حضرت عیسیٰ کو جوانوں کی عقل عطا فرمائی تھی اور حسن سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حالت حمل میں توریت یاد کرائی تھی اور اخبار الدول میں ہے کہ جب حضرت عیسیٰ آٹھ دن کے ہوئے تو ان کا حقنہ ہوا اور نام ایسوع رکھا گیا اور جب عیسیٰ بیس برس کے ہوئے ہیں تب وحی آئی اور انجیل نازل ہوئی قائدہ اگر کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس مال کہاں تھا جو زکوٰۃ کا حکم ہوا تو جواب یہ ہے کہ آپ سے یہ مراد ہے کہ اگر مال ہو تو زکوٰۃ کی بھی وصیت ہو اور فقیر مولف کے نزدیک زکوٰۃ سے استثناء یا بخیر مراد ہے اور تفسیر جو اہر میں لکھا ہے کہ جن دنوں ایشاع حاملہ ہوئیں اوسی عرصہ میں مریم حاملہ تھیں مگر ایک دوسرے کے حال سے بخیر ایک روز مریم ایشاع کے گھر آئیں تو ایشاع نے کہا اے مریم تجھ کو خبر ہے کہ میں حاملہ ہوں مریم نے ایک آہ سرد سے کہا ع مرا غمے ست کہ پیدائمتوانم کردہ ایشاع نے کہا اپنا حال تو بیان کر کہ اسکی اصلاح کروں وہ بولیں کہ میرے بھی حمل ہے لیکن تیرے حمل کا سبب ہے میرے حمل کا سبب نہیں گو حکم ربانی ہے لیکن ہر شخص اس بات کو نہ مانتے گا اور انجام کار خجالت و شیمانی ہے ع مروں اولی نہ کہ با این بر شاری ز لیستن ایشاع نے کہا سہ جانان غمے ہمیش کہ جانان رسیدنی است و در کام تشنہ چشمہ حیوان رسیدنی است و تجھ کو بشارت ہے کہ تیرا بیٹا وہ رسول ہے جس کا حال توریت میں لکھا ہے کہ بے پردہ پیدا ہوگا اور مردے زندہ کرے گا تب مریم کو تسلی

ہوئی اور دل میں کہنے لگیں کہ عیسیٰ بظہور آمد من مردہ چرا با شتم ؟ ایام بہار آمد پھر مردہ چرا با شتم ؟
 بعد اسکے ایک روز پھر ایشاع و مریم سے ملاقات ہوئی تو ایشاع نے کہا ای مریم تیرا حمل میرے
 حمل سے افضل ہو مریم نے پوچھا تو نے کیونکر جانا ایشاع نے کہا جس وقت میرے تیرے ملاقات
 ہوئی ہو تو میرا حمل تیرے حمل کو سجدہ کرتا ہو کہ زانی اخبار الدول اور اس مقام میں حضرت مولانا زکریا
 فرماتے ہیں کہ ماورجیحی کہ حاملہ بزد و بد بود با مریم نشستہ دو بد و گفت ای مریم درون تو شہیت
 کر الوالغرم اور رسول آگیت ؟ چون برابر او قدام با تو من ذکر وہ سجدہ حمل من ای ذوالفطن ؟
 این جنین مرآن جنین را سجدہ کرد ؟ کر سجدہ دش در تخم افتاد در دھامدہ یہ سجدہ سجدہ تہجہ تھا کہ اوس آیت
 میں جائز تھا اور اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت سہیلی حضرت عیسیٰ سے عمر میں بزرگ نہ تھے
 قائمہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تین لڑکوں کے
 سوا کسی لڑکا گود میں نہیں بولا ایک عیسیٰ ابن مریم اور دوسرے اور حبیح بنجاری و مسلم میں ہے
 کہ جبرئیل ایک مرد عابد بنی اسرائیل میں تھا اوسنے ایک عبادت خانہ بنایا تھا کہ وہیں رہتا تھا اور
 بنی اسرائیل اوسکا ذکر کیا کرتے ایک دن ایک عورت خوبصورت نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں جبرئیل کو
 بلا میں ڈالوں پھر وہ عورت جبرئیل کے پاس آئی اُسنے التفات نہ کیا اور اوس عبادت خانہ
 کے پاس چر رہا ہے ٹھہرتے تھے سودہ عورت ایک چرواہے کے پاس گئی کہ اوس سے حاملہ
 ہوئی جب لڑکا جنی تو اوسنے جبرئیل کا نام لیا بنی اسرائیل جبرئیل کو مارنے لگے جبرئیل نے سبب پوچھا
 اوخون نے کہا کہ تو نے بدکار عورت سے زنا کیا ہو کہ وہ لڑکا جنی جبرئیل نے کہا لڑکا کہاں ہو بنی اسرائیل
 اوسکو لایہ جبرئیل نے نماز پڑھ کر اوس لڑکے کے پیٹ میں ٹھوکا دیا اور کہا تیرا باپ کون ہو اوسنے
 کہا فلاں چرواہا اس مقام پر حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ پھر تو لوگ جبرئیل کو چوسنے چاہنے لگے اور بولے
 کہ سوئے کا عبادت خانہ بنادین گے جبرئیل نے قبول نہ کیا ایک لڑکا یہ ہوا دوسرا کسی زمانے میں ایک
 لڑکا اپنی ماں کا دودھ پیتا تھا کہ ایک مرد عمدہ سواری پر سوار ہو کر اوس طرف نکلا اوسکی ماں نے کہا
 الہی میرے بیٹے کو اس شخص کے برابر کرنا سو لڑکے نے چھاتی چھوڑ کر اوس مرد کو دیکھا اور کہا الہی
 مجھکو ایسا نکرا پھر دودھ پینے لگا بعد اوسکے چھ آدمی ایک لونڈی کو مارے تھے اور کہتے تھے کہ تو نے
 رام کیا ہو اور چوری کی ہو اور وہ کہتی تھی کہ مجھکو اللہ کفالت کرتا ہو اور اچھا دیکھل ہو سوا اوس لڑکے
 کی ماں نے کہا کہ الہی میرے لڑکے کو ایسا نکرا جیسی یہ لونڈی ہے پھر اوس لڑکے نے دودھ چھوڑ دیا
 اور اوس لونڈی کو دیکھ کر بولا کہ الہی مجھکو ایسا ہی کرنا پھر اوس جگہ ماں بیٹے میں گفتگو شروع ہوئی

لڑکے نے کہا کہ مقرر وہ مرد ظالم تھا سو میں نے کہا اٹھی مجھ کو ویسا لکھو اور اوس لونڈی نے حرام نہ کیا تھا اور نہ چوری کی تھی سو میں نے کہا اٹھی مجھ کو ایسا ہی کر دیجو اس مقام سے واضح ہوا کہ حضرت یحییٰ گو دین بولنا اور حضرت موسیٰ کا تور میں بولنا اور شاہ یوسف کا گواہی دینا حالت رضاعت میں جسکو بعض اہل تفسیر اہل سیر لکھتے ہیں یہ قول ضعیف ہے غالباً وہب ابن منبہ نے کتب نبی کریم سے اسکو نقل کیا ہے القصہ یہودیوں نے کلام حضرت عیسیٰ سنکر کہا کہ یہ لڑکا ساحر ہے اور یوسف ہمارے پیدا ہوا ہے آخر شجب تحقیقات ہوئی تو یوسف پاکدا سن لکا مگر پھر بھی کہنے لگے کہ یہ حرکت حضرت زکریا علیہ السلام نے کی ہے ولہذا اوسکے اور عیسیٰ اور مریم کے قتل پر مستعد ہوئے ناچار حضرت زکریا نے یہ تجویز فرمائی کہ عیسیٰ و مریم جانب مصحبت کرین سو یوسف بخار دونوں کو لیکر مصر کو چلا گیا اور یہودی سرگرم تلاش ہوئے اور حضرت زکریا سے کہنے لگے کہ اگر تیری خطا نہ تھی تو کیونکر تو نے عیسیٰ و مریم کو بھگا دیا اب ہم تجھ کو قتل کریں گے لہذا حضرت زکریا چھپ رہے اور تیس برس نہ ملے جس دن حضرت عیسیٰ مسیح پھر بیت المقدس میں تشریف لائے اوسیدن شہید ہوئے اور صورت واقعہ یوں واقع ہوئی کہ حضرت زکریا علیہ السلام دس سال بیمار تھے نماز پڑھکر مسجد سے نکلے یہودیوں نے دیکھا پچھلے دوڑے ایک درخت سانسے تھا اوسنے کہا یا نبی اللہ میرے بیچ میں آپ تشریف لادیں چنانچہ حضرت اوسکی طرف گئے وہ پھٹ گیا آنجناب اوسمیں پوشیدہ ہوئے اور کافروں نے نہ جانا مگر ابلیس نے نشان بتلایا اور بیٹھے کہتے ہیں کہ ابلیس نے ایک کونا چادر کا پکڑ رکھا تھا سو کافروں کو دکھلایا تب کافروں نے کہا کہ اے مرد اب ہم اسکو کس طرح پاویں تب اوسنے آڑہ بنانا سکھلایا کہ ان لوگوں نے آڑہ بنا کر درخت کو سیدھا چیرنا شروع کیا جب کہ آڑہ سر پہنچی حضرت زکریا نے شور کیا کہ اوسکے نالے سے ملکوت اعلیٰ میں ایک زلزلہ پڑا اوسوقت حضرت جبریل علیہ السلام آئے یا آہ از غیب سے آئی کہ اگر پھر آواز آئی تو نام تیرا پیغمبروں و صابروں سے نکال ڈالا جائے گا تو نہیں جانتا تھا کہ پناہ تمام عالم کی میں ہوں پھر درخت کی طرح بھاگا بعد اوسکے حضرت زکریا نے دم نہیں مارا اور شکر خدا کرتے رہے یہاں تک کہ یہودیوں نے چیر کر آدھا کر لیا وہ بلا لذت پانیدہ ناچشیدہ کسی کجا دانہ و انگہ اولادت بلا دریافت و در در بہتر از دوا دانہ و عمر حضرت زکریا کی بروایت ایک سو تیس برس کی دبروایت سو برس کی تھی مزار شریف سناذۃ الارواح تحت قبۃ المحضر بیت المقدس میں واقع جو فائدہ اختلاف ہے کہ حضرت یحییٰ کی شہادت حضرت زکریا کے بعد ہوئی یا رو برو بعض اہل سیر لکھتے ہیں کہ جب خبر شہادت یحییٰ علیہ السلام کی حضرت زکریا کو پہنچی تو آنجناب بھاگے کہ بادشاہ

نے سپاہی اپنے اونسکے پیچھے دوڑا کہ دقتہ شجرہ واقع ہوا چنانچہ اخبار الدول میں اسے طرح لکھا ہے اور اکثر محققین نے شہادت حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بعد رفع و مسعود عیسیٰ علیہ السلام کے بیان کی ہے چنانچہ حضرت مولانا ولی اللہ فرخ آبادی نے تفسیر نظم الجواہر میں اور مولوی احسان الدین تارا نامی نے اپنی ثنوی میں اسے طرح بیان کیا ہے و ہذا اقرب الی الصواب و اوفق بالکتاب کیونکہ دعائے حضرت زکریا میں واقع ہو قبلی من لدنک و لیا یرثنی و یرث من آل یعقوب اور دعا حضرت کی قبول ہوئی تو لابد مقتضائے وراثت یہ ہو کہ بعد حضرت زکریا حضرت یحییٰ اونسکے قائم مقام رہیں اور انکی جگہ محراب عبادت میں یحییٰین و لا یلزم الخلف فی وعد اللہ فائدہ اختلاف ہو کہ حضرت زکریا علیہ السلام بھی شہید ہوئے یا کسی مرض سے وفات پائی اکثر محققین قائل شہادت میں اور بعضے کہتے ہیں کہ آنجناب کی وفات مرض سے ہوئی چنانچہ وہب ابن جندب سے منقول ہے کہ یہ واقعہ ارہ کا حضرت شیخا علیہ السلام واقع ہوا ہے و الاول ہوا الصیحہ تبلیغہ در بعض حالات حضرت یحییٰ علیہ السلام واضح ہو کہ آنجناب حسین و جمیل و خوش ادا قصیر الاصل طویل الالف پیوستہ ابرو بقیق الصوت و قوی تر عبادت خدا میں تھے اللہ تعالیٰ نے انکو طفولیت میں نبوت عطا فرمائی اور جب پیدا ہوئے تو فرشتوں نے آسمان پر بیجا کر انہار بہشت میں غسل دیا اور انہار بہشت کھلائے بعد اسکے حکم الہی گھر میں لائے تو اوکی نور پیشانی سے تمام گھر روشن ہو گیا اور چار برس کی عمر سے گریہ وزاری میں مشغول ہوئے جب کہ بھو اللہ اوکی کھیلنے کو فرمائیں تو جواب دیتے کہ اللہ نے مجھکو لہو و لعب کے واسطے پیدا نہیں کیا ایک روز حضرت زکریا نے کہا تو کیوں رویا کرتا ہو میں نے تجھکو خدا سے ایسے مانگا تھا کہ میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں حضرت یحییٰ نے کہا کہ تمہارے حکم کے موافق رویا کرتا ہوں حضرت زکریا نے کہا میں نے کب ایسا حکم دیا ہو حضرت یحییٰ بولے کہ تم نہیں فرماتے تھے کہ ما بین بہشت و دوزخ کے ایک عقبہ ہو کہ قطع نہیں کر سکتے او سکو گرچہ لوگ خدا کے خوف سے گریہ وزاری کرتے ہیں تب حضرت زکریا نے کہا درست ہے بعد اسکے ایک روز حضرت زکریا نے جناب باری میں عرض کیا کہ یا رب العالمین میں نے اولاد کی خواہش واسطے خوشی و مسرت کے تیری درگاہ میں کی تھی سو تو ایسی اولاد مجھکو عطا فرمائی کہ شب و روز اسے روتے سے مجھے غم و الم ہو ارشاد ہوا کہ امی زکریا تو نے فرزند شائستہ و فرمان بردار میرا چاہا تھا سو میں نے عنایت کیا لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے شوق میں رویا کر اور میرے عذاب سے ڈرتا ہے تب حضرت زکریا نے سکوت کیا اور یہ وضع اختیار کی کہ بروقت مواعظت انکو اپنے ہمراہ نہ رکھتے تھے ایک دن یہ اتفاق ہوا کہ حضرت زکریا علیہ السلام احوال دوزخ

بیان فرماتے تھے اور انکو معلوم تھا کہ حضرت یحییٰ نبیان حاضر نہیں ہو حالانکہ آنجناب گوشت مسجد میں بیٹھے ہوئے سنتے تھے جب حضرت زکریا نے فرمایا ان جہنم کو عدہ ہم اجمیعین سینے کفار کے واسطے دہن کا وعدہ ہوا اس کلمے کے سنتے ہی حضرت یحییٰ علیہ السلام مسجد سے بھاگے اور ایک پہاڑ پر سات شبانہ روز تے رہے کہ ایک چرواہے نے اونکی مان کو خبر دی وہ بچاوی تلاش کرتی ہوئی گئیں اور بہت شکل سے گھولائیں اسوقت میں عمر حضرت کی سات برس کی تھی اسی عرصہ میں ایک روز بیت المقدس میں مشغول عبادت تھے کہ چند عابد و درویش قوم بنی اسرائیل کے بالوں کے تاج اور جے صوف کے پہنے عبادت میں مصروف نظر آئے تو حضرت نے اپنی والدہ سے التماس کیا کہ ہمکو بھی اسطرح کی پوشاک بنا دو تو ہم بھی ان لوگوں کے ساتھ عبادت کیا کریں چنانچہ اونکی والدہ نے اسی طرح کا لباس پہنایا کہ اسی لباس میں مشغول عبادت ہوئے اور تغلیل غذا و شراب میں کوشتیں فرماتے تھے یہاں تک کہ شدت عطش میں اپنے پیربانی میں رکھ دیتے تھے اور ہرگز سرد پانی نہ پیتے تھے اور فرماتے تھے کہ قسم ہر عزت و جلال خدا کی کہ نہ بیونگا ٹھنڈا پانی جب تک بازگشت اپنا جنت یا نار کی طرف نہ دیکھوں گا سو یہ حال دیکھ کر حضرت زکریا بہت روئے اور ایک قرص شعیہ کھلایا اور پانی پلایا اور قسم کا کٹارہ دلوا یا اور ان دونوں میں بسبب اسکے کہ بدن شریف نہایت لطیف و نرم تھا تو کثرت ریاضت و سختی جبہ صوف سے گوشت گل گیا تھا ایک روز آنجناب نے اپنا بدن دیکھا اور رونے لگے اوس بیوقت ارشاد الہی ہوا کہ اویکھی تو اپنے بدن کے گوشت پر رہتا ہو قسم ہوا اپنے عزت کی اگر تو مطلع ہو دو زرخ کے حال پر تو مددہ حدید پہنے سپر حضرت یحییٰ اسقدر روئے کہ آنسو دن سے گوشت رخساروں کا گل گیا کہ اونکی والدہ نے دو کڑے ندے کے گالوں پر رکھے کہ اوس سے زخم بند ہو گئے اسس کثرت سے حضرت یحییٰ پھر روئے کہ دونوں کڑے قریب کے بہ نکلے تب آنگو پچوڑا اور انسو اونکی مان کے ہاتھوں پر جاری تھے کذا فی اخبار الدل اور کتاب کشف الاسرار میں ہو کہ سوال کیے گئے حضرت یحییٰ اس بات سے کہ تم کو واسطے گھر نہیں جاتے اور کیوں سواری نہیں رکھتے اور کیلئے نکاح نہیں کر سکتے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ سید الدار و سید الحار و سید الفلانیہ کملاؤں اور ہرگز سیری خواہش نہیں ہو کہ اسم سیاوت مجھ پر لا جائے کاتب الحروف کتابا ہر مائرک السیاقہ و تواضع سلامہ اللہ سیدا و حضور اکما قال اللہ تعالیٰ ان اللہ یشکر بچی مصدقا بکلمہ و سیدا و حضور و بیامن الصالحین یعنی اللہ تجکو خوش خبری دیتا ہو یحییٰ کی جو گواہی دے گا اللہ کے ایک حکم کی اور سردار ہو گا اور عورت کے پاس نہ جائے گا اور بنی ہو گا کیوں میں اس جگہ گواہی سے تصدیق

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مراد ہو کیونکہ حضرت عیسیٰ کا خطاب ہو کلمہ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام
 یا وصف اسکے کہ خود نبی تھے لیکن بعد بعثت حضرت عیسیٰ کے لوگوں کو او انکی اطاعت کی ترغیب
 دیتے تھے اور سید سے مراد شریف و نیکو پسندیدہ مطلق ہو کہ غضب و غصہ اور سپرستولی نہ ہو بلکہ وقت
 غضب تواضع و حلم اختیار کرے اور علم و تقویٰ میں تمام قوم سے فائق تر ہو سو علم علم تقویٰ
 عصمت حضرت یحییٰ علیہ السلام میں بوجہ کمال تھی چنانچہ لم یعمل معصیتہ ولم یم بہ او انکی شان میں
 ہو و خاتما من لدنا و زکوۃ و کان لقیما او سپر برہان اور بعضے کہتے ہیں کہ سید وہ ہو جو راضی بقضا ہو کر
 وقت حکم آپکو تسلیم کرے چنانچہ یہ بھی وقت شہادت کے ظاہر ہو گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ سیادت
 نعمہ بلند ہوتی ہو سو بلند ہمتی کا یہ حال تھا کہ مدت العمر حضرت یحییٰ کو دنیا و متاع دنیا کا خطرہ بھی دہن
 نہیں آیا اور حضور سے یہ مراد ہو کہ بچے دل کو لہو و بازی سے اور نفس کو شہوت و لذت سے باز رکھے
 سو بھی ظاہر ہو کہ حضرت یحییٰ کو سوائے گریہ و زاری کے لہو و بازی کی فرصت نہ تھی اور با وصف
 شباب و حصول قوت عورت کے پاس نہیں گئے ہر چند کہ آرزو کی لڑکی ایسے متحرک نہیں ہوتے
 لیکن اللہ تعالیٰ نے انکو سعادت مندانہ پیدا کیا تھا الغرض بعد رفع عیسیٰ علیہ السلام کے احب
 ناسیم بادشاہ بنی اسرائیل کا حضرت یحییٰ کو نہایت عزت اور غایت اکرام میں رکھنے لگا کہ نبی حکم انکے
 کوئی کام نہ کرتا تھا آخر کار اوس بادشاہ کو اپنی جود کی لڑکی سے عشق پیدا ہوا سو اسنے حضرت یحییٰ
 علیہ السلام سے استغنا کیا حضرت نے منع کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ چند آدمیوں نے بادشاہ سے بانٹارہ
 ملکہ عرض کیا کہ ملکہ بوز می ہوئی ہو آپ اوسکی بیٹی سے کہ وہ دوسرے شوہر سے ہو توجہ فرمائیے
 بادشاہ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے مشورہ کیا آنحضرت نے فرمایا کہ یہ لڑکی تجھ حرام ہو بادشاہ
 نے سکوت کیا مگر ملکہ کا فرہ قتالہ الانبیاء کو حضرت یحییٰ سے عداوت پیدا ہوئی اوسنے یہ کام کیا کہ
 جبوقت بادشاہ شراب پینے کو بیٹھا اور نشے میں مست ہوا تو اسنے اپنی بیٹی کو بلباس فاخرہ آراستہ
 کر کے بھیجا اور کہہ دیا کہ تو حاضر ہو کے شراب پلا اور جبوقت بادشاہ تیرے سامت صحبت کا قصد کرے
 تو انکار کر کے کہنا کہ میں تیرے پاس نہ ہوں گی جب تک یحییٰ علیہ السلام کا سر مبارک کٹا ہوا پشت
 میں نہ آوے گا چنانچہ وہ شراب پلانے کو حاضر ہوئی اور بادشاہ نے صحبت کا قصد کیا اوسنے
 حضرت یحییٰ کا سر اٹکا بادشاہ نے کہا کہ اور کچھ طلب کر یہ مجھے نہوگا اوسنے کہا میں اور کچھ نہیں چاہتی
 ناچار بادشاہ نے غلبہ سکر و شہوت میں حکم دیا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر لایا جائے یہ خبر شوہر
 ہوئی علما و اجار بنی اسرائیل نے حاضر ہو کر دست بستہ التماس کیا کہ اگر خون حضرت یحییٰ علیہ السلام

زمین پر گرے گا تو گھاس رو سے زمین پر نہ بے گی بادشاہ نے کہا کہ سر مبارک طاس میں رکھ کر کاٹا جا
اور خون کو تین مین ڈال دیا جائے عالمون نے کہا کہ خون ناحق یحییٰ علیہ السلام کا تیرے حق میں
اچھا نہیں ہو مگر بادشاہ نے غلبہ شہوت خسیہ میں خیال نہ کیا اور جلا دون کو مسجد میں بھیجا اور وقت
حضرت یحییٰ علیہ السلام محراب داؤد علیہ السلام میں نماز پڑھتے تھے کہ جلا دون نے آکر سر مبارک
تن مرا سر نور سے جدا کیا اور طشت میں رکھ کر بادشاہ کے روبرو لائے تو سر سے آواز آئی تھی کہ اے
ملک یہ عورت تجھ پر حرام ہو مگر حلال نہ ہوگی لیکن غلبہ شہوت میں ایسی باتوں کا کون خیال کرتا ہو
بادشاہ محبت بد میں مصروف ہوا اور ایک گڈھا عمیق کھدوا کر سر کو اپنے گھر میں دفن کر دیا تو خون نے
جوش مارا کہ تمام گھر بھر گیا اور وقت بادشاہ گھر سے باہر بھاگا دوسرے دن صبح کو بادشاہ نے اس
خون پھٹی ڈلوائی مگر غلیان دم موقوف نہو ایسا تنگ کہ بتے ہوئے شہر پناہ کو پہنچا اور بادشاہ صبح عورت
دہیٹی و توالیہ اوکے زمین میں دھس گئے اخبار میں وارد ہو کہ چالیس دن آفتاب حضرت یحییٰ علیہ السلام
پر دریا کیا اپنے مطلع ہمارے وغیب ہمارے روایت ہو کہ جب حضرت یحییٰ مقتول ہوئے تو ملائکہ نے جناب
الہی میں عرض کیا اتنی کس گناہ سے یحییٰ مارا گیا حالانکہ اس نے کبھی قصہ گناہ بھی نہیں کیا تھا اور شاد
ہوا کہ یحییٰ نے نہ کوئی گناہ کیا اور نہ غم گناہ کیا لیکن مجھے محبت رکھتا تھا اور جب کو قتل لازم ہو کذا فی
اخبار الدول اسفار معتبرہ میں ہو کہ بعد قتل یحییٰ علیہ السلام و ہلاکت سلطان مع توالیہ کے ہتھم حقیقی
نے ایک بادشاہ بلوک بابل سے جسکو خردوش کہتے ہیں واسطے انتقام اس جرمہ کے بھیجا کہ وہ بیت المقدس
میں آیا اہل شہر نے کواڑ بند کر لیے اور قلعوں میں دب رہے کہ بادشاہ مقام کرنے سے تنگ ہونے لگا
آخر کار ایک یورعیہ قوم بنی اسرائیل کی بادشاہ کے پاس آئی اور اس نے کہا اگر تمہکو دخول اس شہر
میں منظور ہو تو شہر پناہ کے چاروں طرف لشکر کی شلین بانٹ دے اور وہ لوگ آواز بلند کریں کہ اللہ
امانتی تمہک ہذا المدینہ سویا بادشاہ نے صبح کے وقت ایسا کیا جیسا پور میا نے بتلایا تھا اور وقت
شہر پناہ کی دیوار میں گہرین اور لشکر کے لوگ شہر میں گھس پڑے اور وہ بوڑھیاں تھو جوتی اور اس
مقام پر لگتی جس جگہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا خون پڑا تھا چنانچہ بادشاہ نے دیکھا تو خون بدستور
جوش و غلیان میں تھا اس نے کہا میں نے قسم کھائی ہو کہ جب بیت المقدس کو فتح کروں گا تو قتل عام
حکم دوں گا کہ خون وہاں کے لوگوں کا شہر سے بہ کر فرو دگاہ لشکر تک آوے سواہ سے جلا دون کو
حکم دیا کہ فوج کرویا تنگ کہ خون وسط لشکر میں جاری ہو جائے اور خود پلٹ کر لشکر میں آیا اور
سے زور دادان رئیس لشکر کو اس کام میں فرمایا چنانچہ اس نے دروازے شہر کے بند کر کے شہر

اسٹی ہزار آدمی فوج کرا لے بعد ازان سر مبارک حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قریب جا کر کہا کہ اے یحییٰ میرا تمھارا پروردگار جانتا ہے جس قدر آدمی میں نے تمھارے خون کے بدلے فوج کیے ہیں ہدایت کرو مجھ کو حکم خداوند کیسکو تمھاری قوم سے باقی چھوڑوں گا خون سے ہدایت ہوئی کہ اب قتل موقوف کرادے قتل کرنا موقوف کیا اور لقیۃ السیف بنی اسرائیل کو جمع کر کے کہا کہ بادشاہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم لوگوں کو فوج کیا ہمسائیک کہ خون وسط لشکر میں پہونچے اور میں استطاعت نہیں رکھتا کہ اوسکے حکم کے خلاف کروں وہ بولے جیسا حکم ہو بجالاؤ مگر خون یحییٰ علیہ السلام سے منع کر دیا تھا لیسے دتیس لشکر نے ایک جیلہ تجویز کر کے حکم دیا کہ ایک خندق کھودی جائے اور مویشی قوم بنی اسرائیل کے فوج کر کے اوس خندق میں ڈالین جائیں اور اوپر اجسام موقوف بنی اسرائیل جو شہر میں جمع ہیں رکھے جائیں چنانچہ قوم بنی اسرائیل نے اپنے ہاتھوں سے یہ کام کیا کہ خون نے سیلان کیا اور وسط لشکر میں پہونچا بادشاہ نے دیکھ کر حکم دیا کہ قتل موقوف ہو بعد اسکے خرد ہش جانب باہل روانہ ہوا اوسوقت سے بنی اسرائیل پر احتقار و ذلت نے غلبہ کیا کہ انکے کسی جگہ ملک و حکومت و دولت حاصل نہیں ہے اور بیت المقدس الیسا ویران ہو گیا کہ بعض لوگ رومی اوسمیں رہنے لگے حتیٰ کہ زمانہ حضرت امیر المومنین عمر ابن خطاب میں ابو عبیدہ ابن الجراح کے ہاتھ پر فتح ہوا اور مسلمانوں نے حکم امیر المومنین پھراؤسکو تعمیر کیا زید ابن واقد سے اتحاد لاہنقا میں روایت ہے کہ ولید ابن عبد الملک بن مردان نے مجھ کو واسطے ثقیہ جامع دمشق کے وکیل مقرر کیا اوسمیں میں نے ایک مغارہ پایا کہ میں نے ولید کو اطلاع کی وہ دونوں ہاتھوں میں شمع لیا آیا اور اسکے اندر آڑا وہاں ایک کیسہ تین گز کا مربع نظر آیا اوسمیں ایک صندوق ملا اوسکو کھولا تو اس میں ایک جامہ دان تھا اوسکے اندر سر مبارک حضرت یحییٰ علیہ السلام کا تھا اور جامہ دان پر لکھا تھا کہ ہذا راس یحییٰ بن زکریا سوا اوسکو پھراؤسی مقام پر رکھنا اور وہاں قبہ بنوا دیا کہ زیارت ہوتی ہے اور لوگ وہاں سے برکت حاصل کرتے ہیں کہ انہی اخبار الدول اور جسد شریف بیت المقدس میں مدفون ہے اور بعضوں کے نزدیک فلسطین میں ہے اور عمر شریف چالیس برس سے کچھ زیادہ ہوئی ہو کذا فی نظم الجواہر فائدہ اب احوال حضرت عیسیٰ مسیح کا سننا چاہیے سوا دل بیان چند امور کا ضرور ہے اول یہ کہ کلام اتھی میں کئی جگہ اؤگو خدا کا کلمہ کہا ہے سو یہ ایسا ہی ہر طرح اعد جگہ روح انسانی کو قل الروح من امر ربی فرمایا ہے کیونکہ جب کوئی چیز بلا سبب اسباب ظاہر ہوتی ہے تو بلاو اسکے آثار و اشیا محسوسہ و زمرہ سے جدا ہوتے ہیں تو یوں کہ یہ صرف حکم خدا ہے اور ہر عقل ہند جانتا ہے کہ

بیرجہ

اسکے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ خیر صفت قدیمہ حق ہو سوجب مشرکین عرب اور یہودیوں نے دیکھا کہ مسلمان لوگ حضرت عیسیٰ کے بن باپ ہونیکے قائل ہیں تو اعتراض کیا کرنے لگے اونسکے جواب میں ارشاد ہوا انا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ و کلمۃ القا بالی مریم و روح منہ یعنی نہیں ہو عیسیٰ مسیح مگر مریم کا بیٹا بھیجا ہوا اللہ کا اور اسکا کلام جو ڈال دیا مریم کی طرف اور روح ہوا اسکے بیان کی خلاصہ یہ کہ خدا کا حکم مریم پر ڈالا گیا و بنا برتکون حسین حکم خدا بلفظ کن پوچھا سو جنین بن گیا پس یہ دلیل اونسکے خدا ہونکی نہیں ہو کیونکہ مجمع مخلوق کلمۃ اللہ میں پس اگر حضرت عیسیٰ خدا ٹھہریں تو غیر تنہا ہی خدا ہوتے ہیں اور اطلاق روح ایسا ہی جیسا حضرت آدم کی نسبت ہو فقہت فیہ من روحی سو بطرح روحی میں روح کی نسبت خدا نے اپنی طرف فرمائی او سی طرح روح منہ میں اور تکون جنین کو ہر محاورے میں بولتے ہیں کہ ایک جان پیٹ میں خدا کی طرف سے آتی ہو اور یہ محاورہ اس بنا پر ہو کہ جب تک جنین مان کے پیٹ میں ہو تو اسکا جز ہر سو جان پڑنے کی نسبت اسکی پیٹ کی طرف کیجاتی ہو نہ جنین کے بدن کی طرف اور حضرت آدم کا بدن جو تھا سوز میں سے اوپر تھا کالجڑ نہ تھا لہذا اوس جگہ روح کے ڈالنے کی نسبت اونسکے بدن کی طرف کی گئی بخلاف حضرت مریم کے کہ بیان وہ جنین جب تک اونسے جدا نہیں ہوا او کا جز تھا لہذا اوس روح کے ڈالنے کی نسبت مریم کی طرف ہوئی اور پیکر عیسوی کے طرف نہ کی گئی اسلئے کہ وہ مستقل بالذات نہ تھی اور اگر کوئی شبہ کرے کہ حضرت عیسیٰ عین روح تھے تو ٹھیک نفی تیسری انجیل کے چوبیسویں باب نسخہ ۳۹ درس انشالیٹیل میں ہو کہ میرے ہاتھوں اور بالونو کو دیکھو کہ میں اب ہی ہوں مجھے ٹٹولو اور دریافت کرو کہ روح میں گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی جیسا تم مجھیں دیکھتے ہو و دوسرا یہ کہ جنس شہر ہونے کے لیے والدین کا ہونا ضرور نہیں ہو ورنہ حضرت آدم آدم نہوں اسلئے کہ اونسکے مان باپ تھے بلکہ خدا نے لو تکوشی سے بنایا تھا اور اگر یہ امر واجب ہو تو چاہیے کہ حضرت عیسیٰ میں آدمیوں کے خواص نہوں حالانکہ بالاتفاق ثابت ہو کہ انہیں اس سبب سے کہ مریم سے پیدا ہوئے ہمہ بہت خواص آدمی کے تھے اور صد ہا مرتبہ آپکا ابن آدم فرماتے رہے اور تیسری انجیل میں صاف صاف لکھا ہو کہ بعد واقعہ صلیب جب حواریوں پر ظاہر ہوا اور حواریوں نے جانا کہ ہکواروح نظر آتی ہو تب حضرت عیسیٰ نے اس شبہ کو رفع کر اپنے ہاتھ پاؤں دکھائے اور کھانا مانگا حواریوں نے تھوڑی بھوئی پھیلی اور شہد دیا کہ حضرت عیسیٰ نے اونسکے سامنے کھایا گویا کہ اشارہ فرمایا کہ میں بدن عنصری سے موجود ہوں اور عالم ماسوتی کے احکام مجھ میں باقی ہیں تیسرا یہ کہ مسیح حضرت عیسیٰ کا لقب ہو اور زبان عبری میں مسیحا بھی کہتے ہیں یعنی مبارک اور لغت سریانی میں ایشوع یعنی کار بخت اور مسیح معنی مسیح کے یہ ہیں کہ جسکے

ہاتھ سے پیارا چھہ ہوں یا جبکہ کہیں وطن نہو ہمیشہ سیاحی میں رہے ہذا یا اقلت من الاستفسار
اب واضح ہو کہ بعد میں برس کے حضرت عیسیٰ مصر سے بیت المقدس میں پھر تشریف لائے اور
بنی اسرائیل کے بنی ہوئے اور کریم کار ساز نے کئی معجزے عنایت فرمائے اول یہ کہ توریت
بلکہ ہر ایک کتاب آسمانی بغیر پڑھے اگلو یاد تھی اور انجیل ایک کتاب جدید بھی عنایت ہوئی اور کئی
مشکل حکم توریت کے موقوف ہوئے پس حضرت عیسیٰ نے دعوت حق شروع کی اور احکام توریت
جاری کرنے لگے سب سے پہلے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے انکی تصدیق فرمائی مگر اور کسینے نہ مانا
بلکہ کہنے لگے کہ ہم اسکی بات نہ مانیں گے اور جو کوئی معجزہ اپنی رسالت پر رکھتا ہو بیان کرتے یہ منکر
حضرت عیسیٰ نے فرمایا انی قد جئکم بآیۃ من ربکم یعنی میں لایا ہوں نشانی تمہارے پروردگار طرق
وہ بولے کہ کیا نشانی ہو دیکھا و حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ انی اخلق لکم من الطین کمنیۃ الطیر فانفخ
فیہ فکلون طیرا بآذن اللہ یعنی میں آیا ہوں تم پاس نشان لیکر وہ یہ کہ بنا دیتا ہوں تمکو مٹی جسے
صورت جانور کی پھر اوسمیں پھونک مارتا ہوں تو وہ ہو جاوے اُڑتا جانور اسد کے حکم سے یہ فرما کر
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی سے ایک جانور بصورت خفاش بنایا اور اپنا دم اوسمیں دم
کیا فی الحال بقدرت حق اُڑنے لگا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ معجزہ موافق یہودیوں کی فرمایش کے
ظاہر فرمایا تھا یعنی یہودیوں نے کہا کہ اگر ہمارے لیے ایک خفاش مٹی سے بنا کر زندہ کرو تو ہم
مانیں وہی حضرت عیسیٰ نے بنایا اور آیا وہب ابن منہ بیان کرتے ہیں کہ وہ جانور جب تک آدمیوں
کو نظر آتا اُڑتا رہتا اور جب نظر سے غائب ہوتا فی الفور گر پڑتا اور مشہور ہو کہ مٹی سے صورت خفاش
کی بنائی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ سب قسم کے جانور بنائے تھے اور تخصیص خفاش کی اسلیے ہو کہ
خفاش پرندوں میں عجوبہ ہو کہ بے پروبال اُڑتا ہو اور بچہ بھی جنتا ہو اور دانتوں سے کھاتا ہو
اور ہوا میں بلند نہیں ہوتا اور ہنستا اور روتا اور حیض و بول کرتا ہو اور روشنی آفتاب نہیں دیکھتا اور
دوساعت سے زیادہ بیٹھے بعد غروب آفتاب اور ازالہ شفق مغربی و بعد از طلوع فجر و قبل از اسفار
شکار نہیں کرتا اور نر مادہ کے پستان ہوتے ہیں اور اپنا دودھ ماپ بھی پیتے ہیں اور اپنا بچہ لیے جاتے ہیں
جان کہیں جاتے ہیں فائدہ بعضے کہتے ہیں کہ اسم اعظم کے زور سے حضرت عیسیٰ یہ کام
کرتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ تخلیق اور نگہین پیدا کرتے تھے اور صحیح یہ ہو کہ صرف تصویر
بناتے تھے اور افاضہ حیات جانب ملکون حقیقی سے تھا کہ نفس عیسیٰ علیہ السلام سے ظاہر
ہوتا تھا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دم جبریل سے پیدا ہوئے اور جبریل روح معصی تھے

سودم عیسیٰ سبب حیات پر واقع ہوا بلکہ اللہ جل شانہ نے خاصیت نفس عیسوی میں رکھی تھی کہ جس چیز میں چھوٹے زندہ ہو جاتی اور یہ خرق عادت بلا شک معجزہ تھا مگر یہ معجزہ معجزات حضرت موسیٰ اور صالح سے زیادہ نہیں اور دوسری تیسری چوتھی نشانی یہ ہو کہ ابرہی الاکھ والابرس داعی الموتی باذن اللہ یعنی چمکا کر تار ہون جو اندھا پیدا ہوا اور کوڑھی اور جلاتا ہون مردے اللہ کے حکم سے بچنے کہتے ہیں کہ کہ شب کو روکتے ہیں مگر صحیح یہ ہو کہ نابینا مادر زاد مراد ہو جو شگاف بصر نہ کھتا کیونکہ شب کو روی اور بیاض وسیل وغیرہ امراض کا زائل ہو جانا شکل نہیں ہو بخلاف جلی اور خلقی کہ اس کے ازالہ میں اعجاز درکار ہو اور برص دو طرح کا ہوتا ہو ایک وہ کہ علت بخوبی مستحکم نہیں ہوئی یعنی اس موضع پر بال سیاہ جتے ہون اور سوزن کے لگانے سے خون نکلے اسکا علاج اطباء کیا کرتے ہیں اور زائل بھی ہو جاتا ہو دوسرے وہ کہ بالکل علاج پذیر نہیں یعنی بال سیاہ نہ چین اور خون نہ نکلے پس آیت قرآنیہ میں بھی برص مراد ہو اور تخصیص ان دونوں علتوں کی اس سبب سے ہوئی کہ علاج انکا دشوار ہو اور زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں حکیم بہت تھے تو ایسا معجزہ غایت ہوا تاکہ حکماء جزا کے دعوت ایمان قبول کریں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ معمول تھا کہ جب بیمار آتے تو بشرط قبول ایمان دعا کرتے وہ اچھے ہو جاتے کشف الاسرار میں لکھا کہ دعا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ تھی اللہم انت آکھ من فی السمار واکھ من فی الارض لا اکھ فیما غیرک انتی انت جبار من فی السمار و جبار من فی الارض لا جبار فیما غیرک وانت حکم فی السما و حکم فی الارض لا حکم فیما غیرک قدرتک فی الارض قدرتک فی السمار و سلطانک فی الارض سلطانک فی السمار اسلک باسک الکبیر و وجہک المنیر و ملک القدیم انک علی کل شیء قدير اور تفسیر کبیر میں شعبی سے منقول ہو کہ دعا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی احوار موتی میں یہ تھی یا می یا قیوم اور تفسیر تیسیر میں لکھا ہو کہ یا می یا قیوم یا دائم یا فرد یا و تر یا احد یا صد اکثر مفسرین کو اتفاق ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چار مردے زندہ کئے ہیں تین متفق علیہ اور ایک مختلف فیہ ایک عازر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوست تھا او سکا گھر حضرت عیسیٰ کے گھر سے تین منزل تھا سو وہ بیمار ہوا او سننے اپنی بہن حضرت عیسیٰ کے پاس بھیجی اور کھلا بھیجا کہ ۵ ما قوت رفتار نذاریم اگر یارہ نزدیک تر آئی قدمے در نہ باشد ۱۰ اسیدن عازر مر گیا او سکے قریبوں نے ایک دن انتظار کر کے دفن کر دیا بعد ازاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے یاروں کو لیکر تشریف فرما ہوئے بہن عازر کی ساتھ تھی رونے لگی حضرت عیسیٰ کو رحم آیا تو عازر کی قبر پر تشریف لیگئے اور دو رکعتیں نماز باخلاص تمام

ادا کر کے یہ دعا فرمانے لگے اللہم رب السموات السبع والارضین السبع اے سنی الی نبی اسرائیل
 ادعوہم الی ذنک واخبرہم انی اہی المولیٰ بآذک فاحی العاذر حضرت حق تعالیٰ دعا قبول فرمائی
 اور عازر کو زندہ کر دیا عازر نے قبر سے نکل کر سلام علیک کیا پھر مدت مدید جتیار ہا کہ اس کے اولاد ہوئی
 دوسرا ابو العجوز ایک بوڑھا کالڑکا وہ مر گیا سوا و سکو کفناے گورستان کو لیے جاتے تھے دفعۃً
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام جلوہ فرما ہوئے تو اسکی مان پیچھے روتی ہوئی جاتی تھی اور کہتی تھی سے
 رقی و درود داغ توام یادگار ماندہ جد حضرت از تو در دل امیدوار ماندہ حضرت عیسیٰ کو شفقت
 دانگیر ہوئی فرمایا کہ اے عجزہ غم مت کر کہ میں خدائے دعا کرتا ہوں وہ اس مردے کو زندہ کر دے گا
 سو حضرت نے دعا فرمائی وہ زندہ ہو گیا تیسری سام بن نوح علیہ السلام اور سب اونکے اچھا
 کام واقع ہوا کہ منکرین کہنے لگے حضرت عیسیٰ تمہارے دونوں کا مردہ زندہ کرتے ہیں اس میں یہ بھی
 احتمال ہے کہ وہ مردہ سکتے ہیں گرفتار ہو گیا ہوا اور بعد ایک دو دن کے ہوش میں آگیا اگر مردہ کئی
 سال کا زندہ کریں تو البتہ ہکولتین ہوتے سب لوگ جمع ہو کر ہر اہ حضرت عیسیٰ ہو حضرت سام
 بن نوح علیہ السلام کی قبر پر گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یا سام تم باذن اللہ قبر
 سام پھٹ گئی اور حضرت سام زندہ ہو کر نکلے اور بعض مفسرین بیان کرتے ہیں کہ سام بن نوح
 بادشاہ نصیبین کے روبرو زندہ ہوئے ہیں قصہ اسکا بھی مفصل بیان کر دو لگا اور چوتھا مردہ
 عائش تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مریدا اور معتقد اور مشہور یہ ہو کہ ایک شخص مسمیٰ عائشہ کہ
 لوگوں سے خراج لیتا تھا اسکی بیٹی مر گئی اور حضرت عیسیٰ کی دعا سے بعد ایک دن کے زندہ
 ہوئی اور چندے اس عالم میں ہی اور بعض کہتے ہیں کہ چوتھا مردہ ایک بادشاہ کا بیٹا تھا کہ اس کے
 باپ نے کمال منت اور حاجت سے زندہ کرایا اسکا قصہ قریب تر بیان کیا جائیگا فائدہ
 تفسیر مضامین میں ایک قصہ عجیب اس مجذہ کا لکھا ہے مضمون اسکا بالاختصار یہ ہو کہ ایک دن
 حضرت روح اللہ نے ایک جوان خوبصورت گورستان میں روتے ہوئے پایا حضرت کو اسکی
 حالت پر رحم آیا ارشاد کیا کہ اے جوان تو کیوں اتنا بیقرار ہوا اسنے عرض کیا یا حضرت میری
 عورت نہایت خوبصورت تھی اور میں ادھر عاشق تھا میں جوانی میں مر گئی ہو تنہائی کی سخت
 اور بیکسی کی مشقت مجھے سہی نہیں جاتی سے سخت دشوار است تنہا مازن از دلدار خود ہا کہ
 گویم حال تنہا مازن دشوار خود ہا سو آپ طیب درد مند ان اور حبیب مستندان ہیں سو آپ
 آپ کے اپنا درد کس سے کمون اور دوا امسکی کس سے مانگوں مصرعہ رچے کن ای رحیم کہ

جائے ترحم است حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اوسکی قبر کمان ہو مجھ کو بتلا اوسنے نہایت انبساط اور غایت نشاط سے دوسرے کی قبر بتلائی حضرت عیسیٰ نے دعا کی قبر پیش ایک شخص سیاہ رو بجاہ حال نکلا حضرت عیسیٰ نے پوچھا تو کون ہو اوسنے اپنا کچھ احوال عرض کیا وہ تھا کہ فرکہ تمام عمر بت پرست رہا تھا اور وقت مرگ سے اس وقت تک عذاب میں گرفتار تھا حضرت عیسیٰ نے اسکا حال دریافت کر کے دعوت ایمان فرمائی کہ وہ کافر شورشانِ خواہیت سے سرچشمہ ہدایت میں پہنچا اور کلمہ شہادت زبان سے لکھ کر توحید اور ایمان پر پھر مگر گیتاں اوس جوان فراق رسیدہ نے التماس کیا کہ یا حضرت مجھے غلطی واقع ہوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہم ہوئے اور اوسکی عورت کی قبر پر تشریف لیکئے اللہ تعالیٰ نے اوسکی دعا سے اوس عورت کو زندہ کیا کہ وہ جوان اپنی عورت لیکر جانبِ شہر روانہ ہوا راہ میں ایک شہزادے نے اوس عورت کو دیکھا عاشق ہو کر مدعی ہوا کہ یہ عورت ہماری لونڈی ہو اسکو تو کمان لیے جاؤ اوسنے کہا میری عورت ہو اوس عورت نے انکار کیا اور کہا کہ میں شہزادے کی لونڈی ہوں اور شہزادے کے ساتھ تھی وہ جوان روتا ہوا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں کہ آنجناب اس وقت تک قبرستان میں تھے حاضر ہوا اور اپنا ماجرا کہنے لگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی جوان کے ساتھ شہزادہ پاس تشریف لائے اور اوس شہزادے کو نصیحت فرمائی اوسنے نہ مانی تب عورت کی طرف متوجہ ہوئے اوسنے صورت موت اور حیات سے انکار کیا اور بے ایمان ہو گئی حالانکہ زندگی میں حضرت عیسیٰ کا ایمان رکھتی تھی آخر کار حضرت عیسیٰ کی دعا سے ہلاک ہوئی حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ یہ معاملہ حق ہو کہ ایک شخص کا فرما تھا زندہ ہو کر اسلام لایا اور با ایمان اس جہان سے اٹھا اور یہ عورت ایمان دار تھی زندہ کر مری یہ نکتہ مقرر قضا و قدر سے ہو وہم اور خیال اس واقعہ سے بخود اور عقل اہل کمال اس قصہ سے پیچیدہ ہوئے آخر ازلت کہہ بدر کعبہ رونودہ دین راز صومعہ سوے دیر مخان کشیدہ عجوبہا می حکم قضا و قدر ہے استہ انجا پیایے وہم خرد کی توان رسیدہ فائدہ حکما کہتے ہیں کہ عورتوں کے عہد پر مطمئن ہونا بخیر دون کا کام ہو اسکے عہد کو وفا اور انکی وفا کو بقا نہیں بلکہ حسن عہد ان سے طلب کرنا ایسا ہو جیسے سہیل کو ثریا سے جمع کرنا اور ان سے امید رکھنا ایسا ہو جیسے نہال گل آتش گلشن میں ہونا وفا داری کمال عقل سے معلق ہونا قطعہ عقل سے ممکن نہیں یہ رسم وفا چشم مدار از زمانہ نیست مردت مسفت ز بہ نمان ہر کہ ازین قوم وفا چشم داشت فائدہ کم دید ز تجھے کہ کاشت دمع ذکر ہن فنامن وفار مصرعہ از زبان

طلب وفا خیالے است محال و القصہ جب یہ معجزات حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دکھلائے تو منکرین بولے کہ صورت مرغ کی منی سے بنا کر اور انا شبیدہ ہو اور اندھا اور کوڑھی اچھا کرنا طبیعت کا کام ہو اور حکمت علی سے تعلق ہو اور مردہ کا زندہ کرنا جادو ہو سو یہ باتیں ہمارے خیال میں نہیں جیتیں اگر عیسیٰ مسیح ہی تو ہو تو ہیکو اطلاع کرے کہ ہننے شام کو کیا کھایا ہو اور صبح کیواسطے کیا رکھا ہو تب حضرت عیسیٰ نے پانچویں نشانی کا اظہار شروع کیا کہ وائیکم ہا تاکلون و اما تخرؤن فی یومکم یعنی بت دیتا ہوں تمکو جو کھا کر آؤ اور جو رکھاؤ اپنے گھر دن میں فائدہ ہو دیوں گی یہ حقت تھی کہ ایسا معجزہ ایسے نبی اولوالعزم سے طلب کرتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مکتب کے لڑکوں سے کہہ دیتے کہ آج تمہارے ماں باپ نے یہ کھایا ہو اور تمہارے لیے یہ رکھایا سو وہ لڑکے اپنے گھر اگر احوال کہنے اور کچھ جو وہ کھانا نہ ملتا تو روتے اور کہتے کہ تنہے فلاں چیز آج کھائی ہمارا حصہ نہیں رکھا اسپر انکے ماں باپ سخت حیران ہوتے کہ انکو کہاں سے خبر ہوئی ہو آخر کار دریافت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان سے کہہ دیتے ہیں تب وہ لوگ اپنے لڑکے مکتب سے اوٹھالائے اور کہنے لگے کہ ایسے جادوگر کے پاس نشست و برخاست اچھی نہیں بعد اس امر کے ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام مکتب میں تشریف لائے تو کوئی لڑکا ہم سن انکا نظرنہ آیا تلاش میں لوگ گھر گئے اور انکے ماں باپ سے اپنے دوستوں کا حال پوچھا کہا معلوم نہیں کہاں گئے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ صاحب کی طرف سے معلوم ہوا کہ فلاں مکان میں کھیلے ہیں پھر اس مکان کے دروازے پر تشریف لائے اور کہنے لگے اس مکان میں کون ہو دربان نے کہا اس میں خوکین بھری ہیں حضرت عیسیٰ نے فرمایا خوکین ہو گئی اور خود پھر کر چلے آئے جب دربان نے مکان کا پھاٹک کھولا تو بالکل خوکین بھری تھیں یہ خبر بنی اسرائیل میں مشہور ہوئی اور اکثر لوگ عیسیٰ کے قتل پر مستعد ہوئے کہ حضرت مریم انکو لیکر جانب مصر جا گئیں اور قیسریہ میں امام رازی نے لکھا ہو کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو یہود نے جاننا کہ اسی شخص کی خبر تو ریت میں تھی اور یہی شخص ناسخ ہمارے دین کا ہو اس سبب سے حضرت مریم کو حرام کار شہر لایا اور حضرت عیسیٰ کو ولد الزنا و ساحر عیاذ باللہ عما یقول الظالمون پھر جب عیسیٰ نے معجزات دکھلائے اور آپ کو پیغمبر کہنے لگے تب قتل کرنے پر مستعد ہوئے ناچار حضرت عیسیٰ و مریم کو ہجرت کرنا پڑی مالا عالم اخبار الدنیا میں ہو کہ اس عرصہ میں بیت المقدس تحت حکومت سلطان قسطنطین بعد ہر دوش ہو گیا تھا وہ بھی یہود کا معین و مددگار ہوا کہ حضرت عیسیٰ و مریم جانب مصر جا گئے بعضوں کے نزدیک یوسف نجار ایک

گدھے پر سوار کر کے لیگیا اور بارہ برس مصر میں رہے اور بعضوں کے نزدیک فرشتوں نے اپنے پروں پر اوٹھا کر مدینہ دمشق میں ڈال دیا بہر دو تقدیر جو اس پر تفسیر میں ہو کہ اول ایک شہر یا قریہ پڑا وہاں کے زمیندار نے بوفور اخلاق اپنے گھراؤ مارا اور نہایت عاجزی و انکسار سے پیش آیا کہ جب اونکے حضور میں آتا تو نہایت ادب سے بیٹھتا اور خندان لب و تازہ رو بائیں کیا کرتا ایک دن خلاف عادت سخت مغموم آیا حضرت مریم نے اسکی عورت سے سبب پوچھا اونے اپنے خاوند سے استغناء کیا کہ تو آج کس سبب سے پریشان ہو اسنے کہا کہ بادشاہ رعایا سے ضیافت کا خواستگار ہے چنانچہ اکثر مالداروں نے ادا کی ہے اب میرے باری ہو اور مجکو ظاہر استطاعت نہیں ہو اور جو بجاگ جاؤں تو خفت ہوگی اور جو انکار کروں تو بخل کی ذلت ہر عذر دے سفر کروں و ذروے اقامت ہو میں اسی وجہ سے آج غمگین و افسردہ ہوں اوس عورت نے حضرت مریم سے یہ ماجرا کہا انکو رحم آیا تو اپنے صاحبزادہ سے کہنے لگیں کہ تم دعا کرو تاکہ ہم میرزاں سرانجام پرشے فرمایا مجکو آپ کے ارشاد میں عذر نہیں ہو لیکن بعد اس واقعہ کے قنہ برپا ہوگا حضرت مریم نے فرمایا مہمان کو رعایت میرزاں واجب ہو اور آمد جو کچھ چاہتا ہو کرتا ہو ناگزیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے زمیندار سے فرمایا کہ بروز ضیافت دیکھیں وغیرہ ظروف آب پاک سے بھر دینا اور مجکو خبر کرنا کہ میں اپنے ائندے دعا کروں و محکاوہ اونیں ہر قسم کا کھانا بھجودینا آخر کار بتایا کہ زمیندار نے دیسا ہی کیا اور حضرت عیسیٰ نے اپنا دم پھونکا اور دعا کی کہ تمام ظروف پر آب طرح طرح کے طعام و شراب سے پر ہوے اور بادشاہ نے مع لشکر کھانا کھایا اور شراب نوش فرمائی پھر بادشاہ نے پوچھا یہ شراب تو نے کہاں پائی اوس غریب نے ایک قریہ کا نام بتایا بادشاہ نے کہا غلط ہو اسنے اور نام لیا تب بادشاہ اختلاف بیان سے ناراض ہوا کہ اب تو واجب القتل ہو کیونکہ خلاف گوئی میں آدمی قتل کیا جاتا ہو راست راست بیان کرنا چار اوئے اصل حال ظاہر کیا اندون بادشاہ کا بیٹا مر گیا تھا اسنے خیال کیا جو شخص ایسا ہو کہ اسکے دم کی تاثیر سے آب خالص طعام ہو جائے وہ مردہ بھی زندہ کرتا ہوگا سو بادشاہ نے کہا کہ تعظیم دست بستہ حضرت مسیح علیہ السلام سے التماس کیا کہ میرے بیٹے کو زندہ کیجیے حضرت علیہ السلام نے فرمایا اس مجوزہ سے فساد و فتنہ برپا ہوگا صبر کر اسنے نہایت اصرار کیا تب حضرت نے فرمایا کہ اگر تیرا بیٹا زندہ ہو جائے تو مجکو مع والدہ کے رہائی دینا کہ جان چاہوں چلا جاؤں کوئی تعرض نہ کرے اسنے قبول کیا تب حضرت عیسیٰ مسیح نے دعا کی کہ وہ مردہ زندہ ہوا اوس وقت اراکین سلطنت نے یہ خیال کیا کہ یہ بادشاہ ظالم ہو اور ہم لوگ اسکے دست تقدیر سے نیزار نہیں مگر اسکے مرنے کے بعد

امید نجات رکھتے تھے اب کہ اسکا بیٹا زندہ ہوا تو بعد موت پیدر ایکہ آراے سلطنت ہوگا و بمقتضاے
الولہد سر لایہ وہی ظلم جاری کرے گا بطرح بنے ان دونوں کو قتل کرنا واجب ہو چنانچہ فرج کے لوگوں
نے بادشاہ کو مع ولید قتل کیا اور مال و اسباب لوٹ لیا اور یہ خبر مشہور ہوئی قوم یہود بھی مطلع ہوے
وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تلاش میں لگے سو آنحضرت مع اپنی ماں کے جنگل کی طرف بھاگے فائدہ
ایساے میت کا مجزہ انجیلوں کی تفصیلی روایات سے دو مرتبہ ثابت ہوتا ہے ایک کوئی لڑکی تھی جو اس وقت
شاہد مری بھی اوسکو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ مری نہیں ہے ہوتی ہو دوسرے تیسرے
دن حازر کو زندہ کیا تھا اور اسین نہایت تضرع و زاری کی نوبت پہونچی تب اللہ نے اوسکو قبر سے
اوتھایا بطرح سلاطین کی اول کتاب کے پہلے باب میں انبیاء کا مجزہ ایثار میت کا دعاے مالک سے
لکھا ہے اور ہمارے حضرت صلعم سے یہ مجزہ کئی مرتبہ ظاہر ہوا ہے آنا بخلہ ایک مرتبہ بکری ذبح ہوئی اوسکا
گوشت پکا یا گیا اور کھالیا گیا مگر نہ بیان کیا جاتین حضرت صلعم نے اون ہڈیوں کو جمع کر کے زندہ کیا اور ایک
دفہ ایک شخص کی لڑکی مر گئی اوسنے حضرت صلعم سے درخواست کی آنحضرت اوسکے جنازہ پر تشریف
لیگئے اور پکار کر فرمایا تجھے اوس عالم میں رہنا خوش آتا ہے یا اس عالم میں آنا اوسنے کفن سے منہ
کھو کر کہا مجھے دنیا میں آنا قبول نہیں ہے کذا فی المواہب اللدنیہ اور ایک مرتبہ خیبر میں بزرگالہ سموم نے
زندہ ہو کر کھانا کھا لیا منی فانی سموم اور حدیث شریف سے ثابت ہے کہ آنجناب نے اپنے والدین کو زندہ کیا
کہ وہ ایمان لائے اس طرح اور بھی کئی مجزے ہوئے ہیں کہ معجزات میں مذکور ہوئے مگر کاتب المردون
کے نزدیک یہ مجزہ کچھ بڑے معجزات میں معدودہ نہیں ہے یہ تو امت رحمہ کے اولیاء و ان کی کرامات میں
داخل ہے اور اسکو صرف ہمت کا ایک شمع جانتے ہیں چنانچہ عبداللہ یافعی نے خلاصۃ المناخرا و تاریخ
یافعی میں لکھا ہے کہ ایک عورت اپنا بیٹا حضرت سلطان الاولیاء سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو سپرد
کر گئی کہ حضرت نے اوسکو ریاضت و مجاہدہ میں ڈالا بعد چند سے وہ عورت اپنے بیٹے کو دیکھنے آئی
تو وہ ایک بکرا جو کی روٹی کا لیے ہوئے دروازے پر بیٹھا تھا اور نہایت نحیف و ضعیف ہو گیا تھا پھر وہ
عورت خانقاہ میں حاضر ہوئی تو حضرت غوث الاعظم کھانا کھاتے تھے اور استخوان مرغ علیحدہ
رکھتے جاتے تھے اوس عورت نے یہ حال دیکھ کر التماس کیا کہ اگر شیخ آپ مرغ کھاتے ہیں اور بکرا
فرزند کو جو کی روٹی عنایت ہوتی ہے تب حضرت نے ہڈیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تم باذن اللہ وہ
ہڈیاں مرغ ہو گئیں اس طرح ایک مرتبہ حضرت غوث الاعظم کھینچ کر تشریف لیے جاتے تھے اٹھا
راہ ایک نصرانی اور مسلمان سے گفتگو ہوتی تھی نصرانی کہتا تھا کہ عیسیٰ افضل ہیں اور مسلمان کہتا تھا کہ

مجزہ ایثار میت
دو مرتبہ ہوا ہے

مجزہ حضرت صلعم

کرامات اولیاء اللہ

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں جب دونوں نے آنجناب کو دیکھا تو کہنے لگے کہ آپ اس مقدمہ میں حکم ہوں آنحضرت نے مسلمان سے کہا تو اپنی دلیل بیان کر اوسنے کہا کہ ہمارے پیغمبر خدا خاتم الانبیاء ہیں یہی فضیلت کافی ہے نصرانی بولا ہمارے عیسیٰ مردہ زندہ کرتے تھے حضرت غوث پاک نے فرمایا کہ یہ وجہ فضیلت کی نہیں ہو سکتی یہ بات ادنیٰ لوگ امت محمدیہ کے کر سکتے ہیں نصرانی نے کہا اگر ثبوت ہو تو ایمان لاؤں آنحضرت اوسکو لیکر قبرستان میں گئے اور ایک قبر کنہ پر کھڑے ہو کر فرمایا تم اوسوقت قبر شق ہوئی اور ایک شخص نکلا اوسوقت وہ نصرانی مسلمان ہوا علیٰ ہذا القیاس اکثر اولیاء راستہ حق سے اسطرح کی کرامات ظاہر ہوئی ہیں چنانچہ امام قشیری لکھتے ہیں کہ ابراہیم ابن شیبان فرماتے تھے کہ ایک جوان راسخ العقیدت میرے دوستوں میں تھا وہ مر گیا مجھ کو سخت رنج ہوا جب اسکو غسل دینے لگا تو میرے دل میں آیا کہ اسکو زندہ کروں سو میں نے دونوں ہاتھ اوسکے پکڑے کھڑا کر دیا وہ زندہ ہوا اسطرح ایک دن سہل بن عبداللہ تسری ذکر حق میں مشغول تھے ایک شخص آیا اوسنے کہا اگر ذکر حق تمہارا سچ ہے تو میرا مردہ زندہ کرو وہ کھڑے ہو گئے اور اوسکے سوتے کے پاس گئے اور اپنا ہاتھ اوسپر رکھا وہ زندہ ہو گیا اور یہی یہ حضرت ایک دن کسیرف جاتے تھے اور ایک گھوڑے پر سوار تھے سو وہ گھوڑا مر گیا یہ تھیر ہوئے اور حضرت حق میں مستحجی کہ اتنی ہی گھوڑا بصرہ تک عاریت لے دیا وہ پونچکر واپس کر دیا خدا نے اوسی گھوڑے کو پھر زندہ کیا کہ ابن عبداللہ اوسی پر سوار ہو کر داخل بصرہ ہوئے اور اپنے بیٹے سے فرمایا زین کھول رکھو وہ بولا عرق موجود ہے فی الجملہ خشک ہو جائے تو زین کھولو تو لگا فرمایا یہ گھوڑا عاریت لے آیا ہوں صرف زین میرا ہی چنانکہ زین کھولتے وہ گھوڑا مر گیا بالجملہ اس قسم کی کرامات حد حصر سے خارج اولیاء راستہ محمدیہ سے صادر ہوتے ہیں اور معجزۃ ابرار کہ وابرص جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چار یا پانچ مرتبہ صادر ہوا ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے اکثر ظاہر ہوا چنانچہ باسناد صحیح ثابت ہے کہ معاذ ابن عفراء نے ایک عورت سے نکاح کیا لوگوں نے عورت سے کہا معاذ کو بیماری برص کی ہے اوس عورت کو ایک نوع کی کراہت پیدا ہوئی تو اوسنے زنا سے انکار کیا معاذ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حال عرض کیا حضرت صلعم نے ایک لکڑی موضع برص پر لگا دی فی الفور برص زائل ہو گیا اسطرح روایت ہے کہ ایک عورت اپنے بیٹے نامینا مادر زاد کولاٹی اور عرض کرنے لگی کہ یا حضرت دعا کیجیے کہ اسکی بنیائی ہو جائے آنحضرت نے دست شفا اپنا اوسکی انگلیوں پر رکھ دیا فی الفور دیکھنے لگا اور باقی حال اس قسم کے معجزات کا بیان معجزات میں لکھا جب ایسا کاتب الحروف کے نزدیک یہ دونوں جیسے کھڑے معجزات میں نہیں ہیں یہ تو اولیاء

امت محمدیہ اب بھی از جملہ کرامات صادر کر سکتے ہیں چنانچہ بتواتر ثابت ہو کہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ علیہ کے ہاتھ سے اکثر مبروص و منفلوج و جامائذہ داعی نے بقدرت الہی شفا پائی ہو اور حضرت نظام الدین اولیاء بدوانی نے اس قسم کے صد ہا مریض اچھے کیے ہیں اور بعض متاخرین اولیاء نے صرف لب و اپنا برص پر لگا دیا ہو کہ فوراً داغ جانا رہا ہو اور کاتب الحروف نے اس کرامت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو اور سجزہ افزونی طعام و شراب کا اکثر مرتبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے برسبیل تواتر صادر ہوا ہو چنانچہ بخاری و مسلم و نسائی و دارمی و ہیثمی و احمد و ابونعیم و طبرانی حضرت علی مرتضیٰ و عمر ابن الدنس ابن مالک و جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلعم نے وقت ضرورت و مقتضائے شان حاجت روائی نہایت قلیل کھانے کی چیز کو کبھو سیکڑوں اور کبھو ہزاروں اور بعض دفعہ بیشمار آدمیوں کو کھانیکو دی ہو اور کبھو اپنے ساتھ کھلایا ہو اور سب نے سیر ہو کر کھلایا ہو اور وہ چیز جتنی تھی اتنی رہی ہو اور اس طرح اکثر بمقتضائے شان دستگیری تھوڑے پانی سے یعنی گاہے ایک ڈونچی پانی اور گاہے ایک مشکیزہ پانی اور کبھو ایک آنچورے پانی سے سیکڑوں آدمی و جانور پلائے اور گاہے کئی ہزار اور کبھی بیشمار لوگوں کو سیراب فرمایا اور وہ برتن ویسا ہی پُر رہا اور کبھو اند سے کنوین خواہ رستی چشمے سے سیکڑوں آدمی و جانور کو پانی دیا اور بعد اوسکے وہ کنوین اور چشمے جاری رہے اور کبھو چھوٹے برتن مین دست پاک رکھ دیا تو فوراً وہ پانی انگلیوں سے جاری ہوا اور سیکڑوں نے پیا و غسل کیا اور ان قصوں کو صحابیوں نے اپنے سننے کا ماجرا بیان کیا ہو اس طرح کہ ہنر دیکھا اور کھلایا اور پیا کاتب الحروف کہتا ہو کہ برکت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کی کرامتیں آپ کی امت سے اکثر صادر ہوئیں ہیں اور ہوئی جاتی ہیں جس کی کو دیکھنا منظور ہو کتب صوفیہ صافیہ ملاحظہ کرے اس قسم کے بعض کرامات جو فقیر کو یاد دہن لکھا ہوں از انجملہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ کو دریا سے پار جانا منظور ہوا ملاحون نے کہا ایک دینار مزدوری چاہیے حضرت اس وقت خالی ہاتھ تھے سو دو رکعت نماز بانیا ادا کر کے کہنے لگے اللہم قد سالوا الیہ عندی اللہ تعالیٰ شانہ نے سگریرے دینار کر دیے کہ ملاحون کو عنایت کر کے بلا اعانت اونکے پار اتر گئے ملاح متعجب ہوئے از انجملہ ایک مرتبہ حضرت حبیب عی رحمہ اللہ ہمراہ مسکینوں کے جانب شہر بصرہ جاتے تھے اور زاد راہ کچھ پاس نہ تھا ناچار حضرت نے کھانا قرض لیا اور مسکینوں کو کھلایا اور ایک تیسلی خالی زیر بالین رکھ کر سورہ صبح کو وہ تیسلی دراہم سے بھری ملی اور سیوقت و صدرا کو سب مرحمت کیے از انجملہ ابوالعباس شرنی ہمراہ ابو تراب نخشبی جانب مکہ مبارک جاتے تھے انصار

سیرت حبیب عی

سیرت حبیب عی

سیرت ابوالعباس

یارون نے پیاس کی شکایت کی اور اُس میدان میں نہ کوئی دریا ملا نہ چاہا چار حضرت ابوتراب نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا کہ ایک چشمہ شیریں جاری ہو اب ایک یار نے کہا کہ ہمارے پاس نہ کٹورہ ہے نہ ٹونا پانی تو ملا کس طرح پین ابوتراب نے پھر اپنا ہاتھ مارا کہ ایک کٹورہ شیشے کا پیدا ہوا کہ سب لوگوں نے اوسے سے پانی پیا اور اس کٹورہ کو مکہ میں لائے انا بجلہ ایک روز چند درویش قریشی حضرت عبداللہ ابن زید کے پاس بیٹھے تھے دفعہ کہنے لگے کہ مکی معیشت کا خوف دانا لاحق رہتا ہو اگر غیب سے خرچ کی مدد ہو کرے تو عبادت میں خوب دل لگے اویس وقت حضرت عبدالواحد نے خدا سے دعا مانگی تو ایک آواز آئی اور مکان کی چھت پھٹ گئی درہم دینار گر پڑے عبدالواحد نے فرمایا استغوا باندہ عز وجل من غیرہ پھر اون صاحبوں نے درہم دینار اٹھائے مگر حضرت عبدالواحد نے اپنا ہاتھ بھی نہ لگایا کذا ذکر مولانا ابوالفتح شیری فی کتابہ القصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع اپنی والدہ کے راہ راست ترک کر کے براہ دشت بھاگے جو اہل التفسیر میں ہے کہ اس راہ میں ایک دریا ملا وہاں کچھ لوگ مچھلیاں جال میں پھانس رہے تھے حضرت عیسیٰ نے فرمایا تم لوگ ہمارے ساتھ چلو تو ہم بہتر نیکارین وہ بولے وہ کون نیکار ہو فرمایا چلو نفس کو دام عبادت میں پھانسیں اور قبل اسکے کہ ایسے لمون دام شہوت میں گرفتار کرے ہم تم رشتہ جبل المتین سے نیکار کر لیں چنانچہ وہ لوگ ساتھ ہوئے اور معاملہ میں ہے کہ جب حضرت عیسیٰ نے فرمایا ہمارے ساتھ چلو تو وہ بولے تم کون ہو تو کہا انا عیسیٰ ابن مریم عبد اللہ و رسولہ پھر وہ سب ہمراہ ہوئے تو اینچ سے معلوم ہوتا ہے کہ سب بارہ شخص تھے انا بجلہ یوحنا و شمعون سرور تھے و شمعون نے معجزہ طلب کیا کہ ہنسنے رات سے جال ڈالا ہے مگر کوئی مچھلی ہاتھ نہیں لگی اگر تمھاری برکت سے مچھلیاں جال میں پھنسیں تو ہم ایمان لا دین تب حضرت عیسیٰ نے بسم اللہ کہنے جال ڈالا مچھلیاں جال میں درآئیں اور شمعون مع اپنے یارون کے ایمان لائے مگر یہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت کے معجزہ سے کوئی بھی ایمان نہیں لایا ہے بلکہ جو کوئی ایمان لایا ہے صرف خوشامد سے لایا ہے انا بجلہ اس مقام سے واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ کے حواری چھوٹے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ حواری نہ تھے تھے اور ایمان اس طرح لائے کہ حضرت کسی موضع میں وارد ہوئے وہاں کے لوگ ضیافت کھاتے جاتے تھے لوگوں نے انکو غریب مسافر جان کر حاتھ لیا اور اپنے ساتھ کھانے پر بٹھلایا حضرت نے اپنے کا بچہ طعام سے تمام مجلس کو سیر کر دیا تب اہل مجلس متحیر ہوئے اور یہ خبر سردار موضع کو پہونچی اوسنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے گھر بلوایا اور کلام ہدایت الیام شکر مع بعض اقارب اپنے کے ہمراہ رکاب ہوا مگر یہ روایت بھی ضعیف ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے بارہ نگرز تھے اور

اونکے ایمان لانے کی یہ صورت ہوئی کہ حضرت عیسیٰ اوس موضع سے بھاگ کر ایک شہر میں یا کہ مصر میں آئے حضرت مریم نے کہا کوئی پیشہ کرنا چاہیے سو حضرت مریم نے سوت کا تنا شروع کیا اور یوسف نے لکڑی بچھی اور کاٹنے کا پیشہ جاری کیا اور حضرت عیسیٰ کو معلم کے پاس پڑھنے کو بھیجا تفسیر زاہدی میں ہے کہ حضرت عیسیٰ جس معلم کے پاس جاتے وہ اپنے علم کو انکے علم سے کم پاتا اور پڑھانہ سکتا ناچار ایک گمراہ کے سپرد کیا تفسیر جاہر میں ہے کہ جس رنگہ زکے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام تفویض ہوئے وہ سردار تھا سوا و سلی دوکان پر کام کرنے لگے ایک دن عجب اتفاق ہوا کہ مالک دوکان کو سفر کرنا پڑا اوسنے حضرت سے کہا میں دس روز کے واسطے ایک شہر کو جاتا ہوں اور چند تھان انکو سپرد کیے اور کہا کہ انکو ہر رنگ مختلف طیار کر رکھنا اور ہر ایک کپڑے پر ایک ایک تاگا رنگ مطلوب کا باندھا اور خود روانہ ہوا حضرت عیسیٰ نے وہ سب تھان ایک ہی خم میں ڈال دیئے اتفاقاً مالک دوکان اوسیدن کیسیو جب سے پلٹ آیا اوسنے وہ تھان نہ دیکھے پوچھا وہ تھان کیا ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اس خم میں ڈالے ہیں وہ بتاتا نا خوش ہوا اور کہنے لگا تمہنے مزدوری میری ضائع کی اور تھان خراب کیے میں اونکے مالکوں کو بھیجا ہوا دوکان حضرت عیسیٰ نے فوراً سب تھان نکالے تو سب کارنگ مختلف موافق خواہش مالکوں کے تھا اوسوقت وہ سردار رنگہ زکے کا ایمان لایا یہ زندگیا ہمہ گیرنگ اگر شوی خوشیچ ۵ ہزار رنگ براری اذن خم گیرنگ فاتدہ حضرت مریم کا پیشہ وری سے مقصد یہ تھا کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کسی پیشہ میں مشغول ہو تو انکو کوئی پیغمبر رسول نہ بنائے گا اور یہود کے ضرر و انداز سے محفوظ رہیں گے اور صحیح یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کے بار دعووی تھے اور اسطرح ایمان لائے کہ جب آنجناب اونکے پاس پہنچے تو وہ کپڑے دوسورہے تھے حضرت نے فرمایا کہ میں اس سے زیادہ سود مند بات نکو بتاؤں وہ بولے وہ بات کیا ہے فرمایا اپنے قلوب دسویا کرو وہ ایمان لائے بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ایسا اشارہ قرآن میں سورہ آل عمران

میں ہو فلما آتت عیسیٰ منهم الکفر قال من انصار الی الحد قال الحواریون نحن انصار الله انما بالہ و شہد بانا مسلمون یعنی پھر جب معلوم کیا عیسیٰ شہنشی اسرائیل کا کفر بولا کون ہو کہ بددکرے میری اسدکی راہ میں کہا حواریون نے ہم ہیں بددکرے والے اللہ کے ہم یقین لائے اسد پر اور تو گواہ رہ کہ ہننے حکم مانا فاتدہ تفاسیر مقبرہ سے پیدا ہو کہ بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ تھے اور پیشہ گازی کا اختیار پایاے آنجناب کیا ہو صحت اسکی یہ واقع ہوئی کہ یہ لوگ قبائل و عشائر اپنے چھوڑ کر حضرت عیسیٰ کے ہرہ ہوئے جب بھوکے ہوتے تو کتے یا روج اسد ہم بھوکے ہیں آنجناب کی دعا سے طعام پاکیزہ و لطیف انکو ملتا اور جب پیاسے ہوتے تو عطشا یا روح اللہ کتے حضرت کی دعا سے آب شیرین

ظاہر ہوتا ایک روز کہنے لگے کہ فی الحال عالم میں ہم سے کوئی افضل ہو فرمایا تم سے وہ لوگ بزرگ ہیں جو بزرگ بازو کھاتے اور کھلاتے ہیں اور انکو غیرت آتی تب یہ ہمیشہ اختیار کیا انھیں کو حواری بولتے ہیں اور حواری لغت میں بمعنی گانر و سپید پوست آیا ہو شاید وجہ تسمیہ یہ ہو کہ حور فحشین اصل لغت میں شدت بیاض کا نام ہو و لہذا زرہ سفید کو حواری کہتے ہیں اور یہ لوگ سفید کپڑے پہنتے تھے اور کپڑوں کو دھو کر سفید کر کے مگر اہل تحقیق کہتے ہیں کہ اثر عبادت و مجاہدہ سے انکے چہروں پر نور کی چمک تھی لہذا حواری کہلاتے اور بعض کہتے ہیں کہ حواری بفتح و تشدید یا بمعنی وزیر و شائستہ خلافت و یاری دہندہ آیا ہو اور ظاہر ہو کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ کے وزیر تھے اور حقیقت یہ ہو کہ حواری ایک لفظ ہونائی گئی اوسکے لیے جو خاصہ و برگزیدہ ہوا و نسبت اُسکی لفظی ہو جس طرح کہ سی کما یقال خاصۃ الرجل حواریہ کذا فی الجواہر عالم میں قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی بارہ حواری تھے ابو بکر صدیق عمر ابن خطاب عثمان ابن عفان علی ابن ابیطالب حمزہ ابن عبد المطلب جعفر ذی الجناحین ابن عباس ابو عبیدہ ابن الجراح عثمان ابن مظعون طلحہ ابن عبد اللہ زبیر ابن العوام سعد ابن ابی وقاص عبد الرحمن ابن عوف رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ فائدہ مراد نصرت سے حواریہ آل عمران میں ہو نصرت یحمت ہو نہ بشمیر کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مامور بہا و و قتال نہ تھے بلکہ احکام انجیل ملاطفات سے بھرے تھے اور بولتے کہ تم میں کہ یہ تنہا رہنا برحمت تھا خواہ بنا بر اقیار مخالف و موافق اس مقام سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ کلام شاید حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اوس وقت فرمایا ہو کہ جب یہود گرفتار کر کے داعیہ صلیب رکھتے تھے اور حضرت نے مژدہ سفر آسمانی جانب حق سے سُن لیا تھا تب فرمایا کون ہو میرا دگار کہ ظلم کرنے والا دعوت کا اور قوت دینے والا شریعت میری کا بعد میرے ہو حواریوں نے کہا نحن انصارا اگر کوئی کہے کہ جواب مطابق سوال یوں ہونا تھا کہ نحن انصارک تو جواب یہ ہو کہ نظر حواریوں کی حق پر تھی اور متابعت عیسیٰ خدا کے لیے کرتے تھے ایسے انصار اللہ بولے اور شاید اسی سبب سے اہت حضرت عیسیٰ کی نصاریٰ کہلاتی ہو بالجملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوس مقام سے مع اپنے پیاروں کے روانہ ہوئے اور اندلس میں پہونچے وہاں قحط پڑا حواریوں نے کہا اے عیسیٰ میرے بیٹے تیرا خدا کر سکتا ہو کہ ہم پر خوان بھرا ہوا اوتارے آسمان سے کہا قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم اهل السیطیع ربک ان ینزل علینا مائدۃ من السماء تب حضرت عیسیٰ نے فرمایا ڈرو اللہ سے اگر کو یقین ہو یعنی بندے کو چاہیے اللہ کو نہ آزمائے کہ میرا کھانا ہو یا نہیں گو خداوند کتنی ہی مہربانی کرے کہا قال اللہ قال اللہ ان کنتم مؤمنین یہ سکر کہنے لگے ہم چاہتے ہیں کہ اوس میں سے کھائیں اور آرام پکڑیں ہمارے دل اور ہم جانیں کہ تو نے

ہکوح بتلایا اور ہم رہیں اور سپر گواہ کا قال اللہ تعالیٰ قالوا انزیدان ناکل منها وطمئن قلوبنا وعلّم ان قد صدقنا ونگون علیہا من الشاہدین یہ قول حار یون کا بطور معذرت ہو کہ ہم کو قدرت کاملہ حق تعالیٰ میں کسی طرح شک و شبہ نہیں معاذ اللہ کہ اسکی قدرت میں ہم شک کریں بلکہ برکت کی امید پرانگتن ہیں تاکہ ہم اوس سے متنع ہوں اور قلوب ہمارے مطمئن ہوں اور تمھارا یہ معجزہ عالم میں مشہور ہو جاوے اور تمھاری شریعت قوت پکڑے اور ہم اسکی گواہی دین نعوذ باللہ منها ہم کچھ بطور آزمائش و امتحان یہ سوال نہیں کرتے الغرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حار یون سے فرمایا تیس دن روزہ رہو اور اللہ سے خوان مانگو چنانچہ تیس دن صائم رہے بعد اس کے کہنے لگے ای عیسیٰ ہم جس کیسکی خدمت کریں گے وہ کھانیکو دے گا ہماری درخواست یہ ہو کہ تم ہمارے واسطے اللہ سے مانگ دو حضرت سلمان فارسی سے روایت ہو کہ حضرت عیسیٰ جب گل میں گئے اور کھلی اور ٹھکر سر پہ نہایت عاجزی ہاتھ اٹھا کر یون دعا کی ای اللہ رب ہمارے اوتار ہم پر خوان بھرا آسمان سے کہ وہ دن عید رہے ہمارے پہلون اور کھیلون کو اور نشانی تیری طرف سے اور روزی دے ہکو اور تو ہی بہتر روزی دینے والا

کما قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ المائدۃ اللہم انزل علینا مائدۃ من السماء نکلون لنا عیداً لا ولنا و آخرنا و آتہ منک و از قنا و انت خیر الرازقین تب جناب حق سے ارشاد ہوا انی مثلما علیکم فمن کفر بعد منکم فانی اعذبہ عذاباً لا اعذب احداً من العالمین یعنی اللہ نے فرمایا میں اوتاروں کا وہ خوان تم پر پھر جو کوئی تم میں ناشکر کرے اسکے بعد تو میں اسکو عذاب کروں گا جو نہ کروں گا کسیکو جہان میں چنانچہ بروایت اکثر مفسرین اللہ صاحب نے ایک سفرہ سرخ مابین دو ٹکڑوں ابر کے ہر وزیک شبہ نازل فرمایا یہ دیکھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام روئے اور کہنے لگے اللہم اجلنی من الشاکرین پھر فرمایا یا اللہ تو اس خوان کو رحمت گردان کہیں حقوبت نہو جائے اور وضو فرما کر ناز پر می پھر بسیم اللہ خیر الرازقین کمر سرپوش اتارا تو ایک مچلی بلا پوست و خاتلی ہوئی نکلی کہ ایک طرف اس کے ٹک تھا اور دوسری طرف سرکہ اور گھی اوس میں سے ٹپکتا تھا اور بارہ گر دے نان کے اور پلنچ انار اور چند خرے تھے اور بعض کے نزدیک پلنچ روٹیاں تھیں ایک پر روغن زیتون دوسری پر شہد تیسری پر گھی چوتھی پر پنیر پانچویں پر خشک گوشت اور چند قسم کے بقولات بھی تھے فائدہ مائدہ میں اخلاف ہو کہ نازل ہوا یا نہیں محامد و حسن بصری کہتے ہیں نازل نہیں ہوا اور اکثر صحابہ قائل ہیں کہ نازل ہوا اور جیسا نزول میں اخلاف ہو یا ہی اسکی صفت میں بھی اختلاف ہو سید ابن جبیر نے ابن عباس سے روایت کی ہو کہ سوا سے خر و گوشت ہر ایک شی کوکل خوان میں تھی اور نزدیک تھا وہ کے میوہ بہشت تھا اور کھلی کے نزدیک نان و قنل اور وہب ابن شیبہ

و خلافت در زمانہ

نزدیک قرص نان دماہی بالجمہ شمعون حواری نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا یہ کھانا بہشت کا ہے یا دنیا کا فرمایا دونوں سے خارج ہو لینے قدرت کاملہ حق پر نہ دنیا کا ہے نہ آخرت کا پس شکر کرو اور کھاؤ حواری بولے یا روح اسداور کوئی معجزہ دکھلاؤ تاکہ زیادہ یقین ہو حضرت نے خوان والی مچھلی کو کھا تم باذن اللہ وہ جنبش کرنے لگی اور پھر بحالت اصلی ہو گئی مگر حواریوں نے اس ماندہ سے کچھ نہ کھایا کیونکہ تمدید آتی سن چکے تھے ناچار حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فقیروں بیماروں کو کھلایا اور فرمایا تمہارے واسطے عیطار ہے اور وہیمون کے لیے بلا موابہب علیہ مین ہو کہ ایک ہزار تین سو آدمیوں نے کھایا اور خوان اوسطیج بھرا ہوا اور محتاج تو نگر ہوئے اور بیماروں نے شفا پائی بعد اسکے وہ خوان آسمان پر اٹھایا گیا دوسرے دن چاشت کے وقت پھر نازل ہوا مگر زاہدی و مدارک و انوار التنزیل مین ہو کہ صرف ایک دن نازل ہوا پھر نہیں اترتا اور بعض کہتے ہیں کہ سات دن آیا اور بعض کہتے ہیں تین دن آیا اور بعض کہتے ہیں چالیس دن آیا کیا مگر ایک روز کا وقفہ ہوتا تھا اور محتاج و تو نگر سب کو ملتا تھا آخر حکم آئی ہوا کہ یہ حق محتاجوں کا ہے تو نگر و مالداروں کو نہ دینا چاہیے یہ بات مالداروں کو خوش نہ آئی انھوں نے خوان مین شبہ کیا اور کہنے لگے کہ یہ سحر ہے اس تصور مین تیرہ سو آدمی بقول صاحب بیضاوی و بقول علامہ بغوی تین سو تیس و بقول صاحب تفسیر زاہدی پانچ ہزار و نوک و بندر ہو گئے بالجمہ جب لوگوں نے یہ احوال دیکھا تو عذاب آتی سے ڈرے اور حضرت روح اللہ سے رجوع لائے کہ حضرت بہت روتے اور جامعہ مسوخہ بھی دتی تھی اور از روئے اشارہ اقرار گناہ کرتے تھے اور کوچہ و برزن مین نجاست کھاتے پھرتے تھے اور بعد تین روز کے مر گئے یہ عذاب اول یہود مین حضرت داؤد کے عہد مین ہوا تھا پیچھے کیسکو نہیں ہوا انود باللہ منہ اللہم احفظنا من شرور الفساق و من سیئات اعمالنا اس قصہ مین مسلمان کو عبرت ہو کہ اپنا مدعا بخرق عادت نہ چاہے پھر اسکی شکر گزاری بہت مشکل ہو بلکہ اسباب ظاہری پر قناعت کرے تو بہتر ہو فائدہ اس قصہ سے ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ کے آگے حمایت پیش نہیں جاتی ہو مگر جبکو حمایت کا اذن ہو چنانچہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن حکم ہوگا تفسیر جواہر مین مختار القصص سے نقل کیا ہو کہ اطراف نصیب مین ایک بادشاہ تھا تو انا اور فرمان روا حضرت عیسیٰ و مریم کا دشمن اور بغض و کینہ مین مصروف تھے تنہا بنیر تہ کہ اگر اسکی رعایا مین کوئی شخص نام عیسیٰ علیہ السلام کا زبان پر لاتا تو اسکی زبان کاٹ ڈالتا اور جو شخص اسکی بدی کرتا اسکو انواع خلعت و انعام سے سرفراز فرماتا اللہ جل شانہ نے چاہا کہ وہ بادشاہ حضرت عیسیٰ کا مطیع اور فرمان بردار ہو لہذا ارشاد ہوا کہ اے مریم خدان بادشاہ کو دعوت ایمان فرما اور ابواب ہدایت و دلالت کلید

تبلیغ رسالت سے اوسکی رعایا پر کھول حضرت عیسیٰ نے حواریوں کو ساتویلیا اور نزدیک شہر کے پہونچکر ارشاد کیا کون شخص ہو جو اس شہر میں آواز کرے کہ عیسیٰ زندہ اور فرستادہ خدا تمہارے شہر میں آیا ہے مرنے والا مگر گردن مہ خورشید سیما میرسد + زندہ شوای مردہ دل کا نیک سیما میرسد + یعقوب حواری نے عرض کیا کہ میں تمہارے تشریف لانے کی خبر شہر میں پہونچاؤں گا حضرت عیسیٰ نے کہا تو جا لیکن تو اول شخص ہو کہ بے ایمان ہو جائیگا تب تو مان نے کہا مجھکو اجازت ہو تو میں ہمراہ یعقوب کے جاؤں حضرت عیسیٰ نے فرمایا جا تو بھی بلا میں پڑیگا پھر شمعون نے التماس کیا کہ یا روح اللہ اگر ارشاد ہو تو میں ثالث اٹکا ہوں حضرت عیسیٰ نے فرمایا مضائقہ نہیں پھر شمعون نے دست بستہ گزارش کی کہ مجھکو یہ اجازت ہو کہ بمقتضائے وقت کلام کروں حضرت عیسیٰ نے اجازت دی باجملہ تینوں حواری رحمت ہو کر چلے اور شمعون نے یعقوب و تومان کو پیش پیش بھیجا اور کہدیا کہ تم اپنا کام کرو اور میں تمھیں احوال رہوں گا کہ اگر کچھ بلا آوے تو اوسکی دفع کی تدبیر کروں چنانچہ یعقوب و تومان شہر میں داخل ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری سے شہر والوں کو خبر دی شہر کے لوگوں کو اول سے آنگلی خبر معلوم ہو چکی تھی سو وہ لوگ گالیاں دے رہے تھے جب ان دونوں نے شور کیا کہ اے قوم سرگشتہ عیسیٰ تشریف لائے ہیں تم لوگ جلد متقبل کر کے لاؤ اور اسکا دین قبول کر سب لوگوں نے یکبارہ ہجوم کر کے کہا اس کلام کا کہنے والا کون ہو یعقوب غوغائے عام سے پریشان ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین سے پھر گیا مگر تومان کو غیرت دین لاحق ہوئی اوسنے وہی کلام مکرر کیا ہر چند اکثر لوگوں نے منع کیا اوسنے مانا اور بعضوں نے مارا اوسنے اپنے قول سے منہ نہ موٹا اسے آنجا کہ تمہارے کمال ارادت است + ہر چند جو رہش محبت زیادت است آخر تومان کو بادشاہ کے پاس لے گئے اوسنے ہاتھ پیر کاٹ کر گھوڑے پر ڈال دیا یہ خبر شمعون کو پہونچی وہ بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے اور پوچھنے لگے کہ اس بیچارے نے کیا قصور کیا ہے جو ایسے عذاب میں گرفتار ہوا ہل شہر نے مرد غریب جان کر بیڑک دیا اور کہا مصرعہ ترابا این فصولیہا چہ کار است + تب شمعون نے خواص بادشاہی سے ملاقات کر کے کہا کہ میں مسافر ہوں اس شخص کا حال دیکھ کر چلا آیا تاکہ میں بھی اسکے جرم سے مطلع ہو جاؤں کہ اگر مجھے کوئی شخص اور شہر میں اسکی حقیقت دریافت کرے تو میں مفصل بیان کروں بلا اینہمہ کہیں اوسکا جواب نہ دیا شمعون نے کہا یہ نسبت بغیران ہمہ جہا غلط کریم ہست + چو مشت کہ این قاعدہ در شہر ثمانیست + یہ کلام بادشاہ نے سنا تو اسکو رحم کیا اوسنے اپنے قریب بلا کر فرمایا کہ تو کیا کہتا ہو میں تیرے کلام کا جواب دیتا ہوں شمعون نے کہا کہ یہ غریب کیس کیس لیے گرفتار ہو اوسنے کہا یہ شخص عیسیٰ کی توفیق کرتا تھا + در میں عیسیٰ سے عداوت رکھتا ہوں سو جو کوئی

دشمن کی تعریف کرے اور سب سزا ہی ہو کیونکہ دشمن کا دوست دشمن ہوتا ہے شمعون نے کہا عیسیٰ کون شخص ہے اور تیسے اس سے عداوت کا سبب کیا ہو بادشاہ نے جواب دیا کہ میں نے سنا ہے کہ عیسیٰ دعویٰ کرتا ہے کہ میں بے باپ کے پیدا ہوا ہوں اور یہ بات نہایت خلاف عقل ہے اور مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ماں بھوٹی ہو اور طرفہ تربہ ہو کہ اس حالت پر دین قدیم کو باطل کرتا ہو اور جدید دین جاری کیا چاہتا ہو شمعون نے کہا کہ یہ تو گمان فاسد ہے کیونکہ تم نے عیسیٰ کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا اور اس کا دعویٰ اپنے کانوں سے نہیں سنا اور یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ یہ غریب گرفتار اپنے دعویٰ پر کچھ دلیل بھی رکھتا ہو یا بلا دلیل حضرت عیسیٰ کی تعریف کرتا ہو اگر اجازت ملے تو میں اس بیچارہ سے کچھ پوچھوں بادشاہ نے تو مان کو بلایا شمعون نے باور لیا اس سے کہا کہ تو کیا کہتا ہے اور نے کہا میں کہتا ہوں عیسیٰ عبد اللہ و روح اللہ و کلمۃ اللہ شمعون نے کہا اگر اس دعویٰ پر کوئی دلیل ہو تو پیش کر اور نے کہا عیسیٰ سیاروں کو اچھا کرتا ہے اپنے دم سے اور اندھے اور کورے کو چمکاتا ہے شمعون نے کہا اظہار حائق بھی ایسا کام کر سکتے ہیں سوائے اسکے اور بھی کوئی دلیل عقلی ہو تو مان نے کہا عیسیٰ علیہ السلام تپا دیتے ہیں کچھ چیز تو لوگوں نے کھائی اور اپنے گھر رکھی ہو شمعون نے کہا کاہن اور مال بھی ایسا کر سکتے ہیں اور کوئی بھی دلیل ہو تو مان نے کہا عیسیٰ علیہ السلام مٹی سے مرغ بنا کر اپنا دم بھونکتے ہیں وہ اوڑنے لگتا ہے شمعون نے کہا یہ تو سارے اور شہدے باز بھی کر سکتے ہیں اگر کوئی اور برہان عقلی رکھتا ہو پیش کر تو مان نے کہا عیسیٰ علیہ السلام ہر کوئی زندہ کرتے ہیں شمعون نے کہا کہ یہ دلیل البتہ بہت مضبوط اور قوی ہے کیونکہ سوائے خالق المیزان کے کوئی شخص زندہ نہیں کر سکتا مگر وہ کہ جسکو اللہ نے حکم دیا ہو سحری دیگر وافعال خدائی و کرمات و ساری باتیں چہ تو اندہ کردن و پھر شمعون نے بطور تاکید اور تحقیق تو مان سے کہا کہ اگر عیسیٰ اس امر سے عاجز ہوا تو بادشاہ کو اختیار ہو جو کچھ میرے اور تیرے صاحب کے ساتھ چاہے کرے تو مان نے کہا مصافقہ نہیں اگر عیسیٰ یہ معجزات ظاہر نہ ہو سکیں تو بادشاہ کو میرے قتل کرنیکا اختیار ہو مصرعہ گراں سخن خلاف شد خون سن بریزو اب شمعون نے کہا کہ بادشاہ عیسیٰ کو طلب کر کے جو کچھ اس مجرم نے بیان کیا ہو پوچھے اگر عیسیٰ انکار کرے تو یہ گرفتار واجب القتل ہو اور اگر اقرار کرے تو دو حال سے خالی نہیں یا مردہ زندہ کر گیا یا نہ کر سکیا اگر زندہ کر دے تو اسکا ایمان لانا واجب ہو اور اگر نہ کر سکے تو جو کچھ ظلم اور جور و سہ اور اس کے توالیع پر مقتضائے وقت ہو کر ناچاہیے شمعون کا کلام بادشاہ نے پسند فرما کر حضرت عیسیٰ کو بلوایا وہ تشریف لائے تو بادشاہ شاہد ہیت اور جلال سے سخت تعجب ہوا نہ خودی و زعبرت دلم از دست برفت و کیست کان روئے کو بنید و حیران نشود و شمعون سے کہنے لگا کہ تو عیسیٰ سے گفتگو کر شمعون نے کہا کہ اے عیسیٰ تو مان کہ قتل ہے بلایا دعویٰ کرتا ہے کہ تو خدا کا رسول ہو فرمایا وہ سچا ہو بیشک میں بندہ اور رسول خدا ہوں شمعون نے کہا پھر یہ بھی اے عیسیٰ بیان کیا ہو کہ جس تیرا ہاتھ لگے وہ چمکا

ہو جائے فرمایا درست ہو اور جو یقین نہ ہو خبر بہ کہ لو شمعون نے کہا بادشاہ شرط کرتا ہے کہ اگر یہ بات نہ ہو سکیگی تو قتل کرونگا فرمایا مضائقہ نہیں حاضرین محفل نے کہا اول اپنے بیار یعنی تو امان مبتلا کو اچھایا بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بسم اللہ مکر ہاتھ پیر تو امان کے اسکے بدن سے ملا کر دعا کی فی الحال اسکے اعضا بریدہ باہم لگئے اور تو امان خنکا ہو کر اٹھا دیکھنے والے سخت متحیر ہوئے اور اطراف و جوانب شہر میں آمد عیسیٰ علیہ السلام کا شور پڑا مسلمان فارسی سے منقول ہو کہ اُس شہر کا جو بیار حاضر ہوا اُسے صحت پائی پھر شمعون نے کہا مجھ کو بتلائیے کہ میں نے رات کو کیا کھایا ہو اور صبح کے واسطے کیا رکھا ہو حضرت عیسیٰ نے جملہ حاضرین کا حال بیان کر دیا بعد اسکے شمعون نے مٹی سے مرغ بنوایا کہ حضرت عیسیٰ نے آسمین دم بھونکا وہ اڑ گیا پھر شمعون نے کہا اور ایک امر عظیم پیش ہو یعنی احیاء موتے فرمایا کہ اشدقادس ہو کہ میری دعا سے مردہ زندہ کرے بادشاہ نے صلاح کر کے یہ قرار دیا کہ سام ابن نوح علیہ السلام کو زندہ کرنا چاہیے چنانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع بادشاہ اور اعیان مملکت سام ابن نوح علیہ السلام کی قبر تشریف لائے اور دو رکعت نماز ادا کر کے حضرت باری سے ملتجی ہوئے کہ اے خالق لایزال سام کو زندہ کر دے قبر سام بھٹ گئی اور سام ابن نوح با محاسن سفید نکل کھڑے ہوئے سب بوی محبوب کہ خاک اچھا گزند نہ عجب باشد اگر زندہ شود عظم رسم بادشاہ سے مخاطب ہو کر فرمان لے کہ اے بادشاہ یہ عیسیٰ روح اقدس مریم صدیقہ کا بیٹا ہو اسکی متابعت کر بادشاہ مع اپنی قوم کے ایمان لایا اور سات ہزار آدمی اور غیر قوم کا تابعدار ہوا رعایت صحیح یہ ہو کہ حضرت عیسیٰ نے سام ابن نوح علیہ السلام سے پوچھا کہ تمہارے زمانہ میں بال سفید نہوتے تھے آپ کے بال کس طرح سفید ہوئے حضرت سام نے جواب دیا کہ میں نے تمہاری آواز سے جانا کہ قیامت قائم ہوئی ہو اس خوف سے میرے بال سفید ہو گئے کہ آیت یوم یحییٰ الولدان شیبہا سپر لیل ہو پھر حضرت عیسیٰ نے پوچھا کہ تمکو اس عالم سے انتقال کیے کتنے روز ہوئے ہوئے چار ہزار برس فرمایا کہ اگر تمہارا ارادہ اس عالم کے قیام کا ہو تو میں دعا کروں تب سام ابن نوح علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو اب تک تلخی مرگ بھولی نہیں ہو اور آخر کار موت ہو اتقاض حضرت سام قبر میں درائے تب بھی وہ لوگ ایمان نہ لائے مگر جو ایرون کو چھوڑ دیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع اپنی ماں کے بیت المقدس میں تشریف لائے تو یہودیوں کے جاسوسوں نے یسوع سردار کو خبر پونچائی وہ تلاش میں چلا حضرت عیسیٰ

ع
یعنی یہودیوں
مبتلا کو اچھایا
اور اعدا

اپنے یاروں کو لیکر ایک گھر میں چھپ رہے یا کسی غار میں دب رہے اور اپنے یاروں سے صلاح
اور تقویٰ کی وصیت فرمائی اور سفر آسمانی سے اطلاع بخشی تو ان کے سب یاروں نے لگے اسے حضرت
عیسیٰ نے تبسم فرما کر ارشاد کیا کہ آج رات کو تم لوگوں سے ایک شخص مجھ کو تھوڑے دامن پر چڑھالیا
اور صبح نہونے پاوے گی کہ وہ شخص مارا جا گیا چنانچہ یہود و منافق نے تین دنوں کے بعد گھر سے
یا غار سے نکل کر یہودیوں کو بتلایا کہ حضرت عیسیٰ اس جگہ ہیں تب یسوع سردار یہود نے اس مقام کے
گرد و چوک پر مقرر کر دیے تاکہ عیسیٰ علیہ السلام نکلنے پناوین اسی رات میں حضرت جبریل علیہ السلام
تشریف لائے اور پیغام آئی یوں پہونچا یا کہ سورہ آل عمران میں ارشاد ہوا یا عیسیٰ انی متوفیک
ورافعلک انی ومطہرک من الذین کفروا و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ یعنی اے عیسیٰ
میں تجھ کو پھیر لوں گا اور اٹھا لوں گا اپنی طرف اور پاک کر دوں گا کافروں سے اور کھوٹا کر دوں گا تیرے توابع کو
منکروں پر غالب قیامت تک قائم رہے اول تابع حضرت عیسیٰ کے نصاریٰ تھے بعد اسکے مسلمان ہیں
سود و نون کا غلبہ ظاہر ہے یہودی حکومت کسی جگہ عالم میں پائی نہیں جاتی جس جگہ ہیں یسوع و یسوع
آئندہ یہودیوں نے فریب طلوع صبح یہود امداری کو اپنے آگے مقدمہ ابھیش کیا اور بقصد قتل
پیغمبر و اصحاب پیغمبر روانہ ہوئے جب یہود داخل خانہ یا غار ہوا اصحاب عیسیٰ علیہ السلام سرک گئے
خداوند تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو اٹھالیا اور یہود کو بصورت عیسیٰ کر دیا یہودیوں نے اسی سوئی
و انہم قاتل ہر کہ راہی خبر برود راہ : چون یہی خود افتد اندر چاہ : و من خبر بر لاخیرہ وقع فیہ
اور بعضے ثقات بیان کرتے ہیں کہ زمانہ بعثت حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں ایک فرعون و ش نے
بنی اسرائیل پر غلبہ پایا حضرت عیسیٰ کو حکم ہوا کہ اسکی دعوت کو آئینہ بنانے کو کہ اسکو سمجھایا کہ قبول کیا
بلکہ قتل پر مستعد ہو گیا اسی عرصہ میں حضرت نے ایک روز مسجد بیت المقدس میں منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا
کہ نیچے کا دن یہود کے واسطے بنا بر عبادت تو ریت میں مقرر تھا اب وہ حکم منسوخ ہوا میری کتاب انجیل
سو میں حکم دیتا ہوں کہ کیشنبہ کو عبادت کیا کرو اور شنبہ کو دنیا کے کام میں مصروف رہو یہود کو یہ کلام
نہایت سخت معلوم ہوا بولے کہ جتنے پیغمبر بنی اسرائیل میں ہوئے کسی نے شریعت موسیٰ پر ہاتھ
نہیں ڈالا یہ طفل ہے یہ کتاب موسیٰ کو منسوخ کرتا ہے اب ہم اسکو مارینگے ہر چند اس حرکت سے
آسودگی کے ایمان داروں نے روکا مگر یہودیوں نے نہ مانا نہ گریز حضرت عیسیٰ علیہ السلام پوشیدہ
ہو رہے اور وحی آئی یا عیسیٰ انی متوفیک الی عارک میں معنی متوفیک کئی طرح سے بیان کیے ہیں
ایک معنی متوفی توفیہ یعنی کامل کرنے والا ہوں مدت عمر کو اور نگاہ رکھنے والا ہوں قتل کافروں سے اور

مارنے والا ہوں موت سے دوسرے اٹھانے والا ہوں تجھ کو اپنی طرف زمین سے تیسرے مارنے والا ہوں
تجھ کو تیسرے وقت میں بعد نازل ہونے کے آسمان سے اور نبی الحال اٹھانے والا ہوں کیونکہ حرف **ن**
بنا بر جمع آیا ہے و الترتیب لیس بلازم چوتھے وفات دینے والا تیسرے نفس کا ہوں سوتے میں اور
اٹھانے والا ہوں تجھ کو جب سوتا ہوتا کہ تجھے خوف منور اور بیدار ہو اس حال میں کہ آسمان پر
مقرب اور تفسیر **خلالین** میں ہو متوفیک بمعنی قابضک یعنی لینے والا ہوں تجھ کو اپنی طرف و رافعک
المنی من الدنیا من غیر موت یعنی اٹھانے والا ہوں اپنی طرف دنیا سے بلا موت پس اس صورت میں
جلد رافعک عطف تفسیری ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب آتہ کریدانی متوفیک
و رافعک نازل ہوئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے یاروں کو خبر دی اور چند وصیتیں فرمائیں
تب آنھوں نے پوچھا یا بنی اللہ زمانہ آئندہ میں کوئی پیغمبر افضل تجھے ظاہر ہوگا فرمایا ہاں بنی
عربی امی پوچھا کہاں ہوگا فرمایا ارض تمامہ میں پھر سوال کیا کہ کس قبیلہ میں ہوگا کہا قریش میں
بعد اسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات و خصوصیات کا ذکر کیا اور کہا کہ انکی امت کے علما
برابر انبیاء اس زمانہ کے ہونگے تم لوگ اپنی اولاد کو وصیت کرتے رہنا کہ میرا سلام انکو پہنچاؤ
یہ کلام فرما کر شمعون کو خلیفہ کیا فائدہ ملاحظہ اناجیل ہندی و فارسی و عربی سے معلوم ہوتا ہے کہ جلد
بارہ یاروں کے ایک یوذا بھی تھا کہ اسی نے حضرت عیسیٰ کو نشان دیا اور مرتد ہو کر راہ طرفہ ماجراہ کے صلح حضرت
عیسیٰ کے روح القدس سے بقول عیسائی ان متفیض تھے با این ہمہ اس قسم کی حرکت نے کس طرح صادر ہوئی چنانچہ انجیل
اول میں کہنا ہے سوچو میں ترجمہ ہوئی موجود ہے اور جو بوقت یہ کہہ اٹھا وہیں یہود اور جو ان بارہ میں سے ایک تھا لوگوں کو
لیے ہوئے تلواریں اور سونے لیکر آیا اور اسے دستگیر کیا اور پکڑ لیا سب شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگے میں کہتا ہوں
کہ یہ نصاریٰ کی تہمت ہے جلع شمعون بطرس کی نسبت انجیل میں تہمت لکھ دی ہے کہ چھوٹے بوسے اور
مامردی کی اور عیسیٰ نے انکو شیطان کہا اور اسے انکے قول کو رد کیا چنانچہ سولھویں باب انجیل میں چوتھ
ترجمہ ہوئی لکھا ہے اور التفات نمودہ بطرس لگفت کہ ای شیطان از عقب من دور شو کہ وجہ صدہم ہستی اور سچ
سلاہ امین ہے اسے متوجہ ہو کر بطرس کو کہا ای شیطان میرے سامنے سے دور ہو تو میرے لیے ٹھوکر کھلانے والا
پتھر ہے اور اسوقت عیسیٰ نے انھیں کہا تم سب میری بابت آجکی رات ٹھوکر کھاؤ گے بطرس نے جواب دیا کہ تیری بابت
ٹھوکر کھانے میں کبھی ٹھوکر نہ کھاؤنگا عیسیٰ نے اس سے کہا تو آج کی رات مرغ کے بانگ دینے سے پہلے تین بار اڑنا کر لے گا
بطرس نے کہا کہ اگر میرا تیرے ساتھ ضرور ہو تو بھی تیرا انکار نہ کروں اور سب شاگردوں نے بھی کہا اور جب یہود اگر قمار کر لیا
بطرس نے اڑنا کہیں دیا تھا نہ کہ ساتھ چلا گیا ایک سنبل بطرس کے پاس آئی اور بولی کہ عیسیٰ کے ساتھ تو بھی آئے سب کے آگے لگا لیا

اور جب وہ درہیز سے باہر آیا ایک دوسرے نے اسکو دیکھ کر کہا کہ یہ شخص بھی عیسائی ناصری کے ساتھ تھا آئے پھر قسم کھا کے انکار کیا کہ میں اس شخص کو نہیں جانتا اور تھوڑی دیر چھپے دے جو وہاں کھڑے تھے بطرس پاس آئے اور بولے کہ بیشک تو بھی انھیں میں سے ہو اسوقت آئے لعنت کر کے اور قسمیں کھا کر کہا کہ میں اسے نہیں جانتا اور منجھ نے وہیں بانگ دی اور بطرس کو عیسیٰ کی بات یاد آئی تب وہ باہر جا کر زرارہ رو یا انتقی القصبہ جب یہود نابہود یہود کو سولی دے چکے تو پکارنے لگے کہ ہمنے عیسیٰ کو مارا جب اندھیرا گیا اور صبح ہو گئی تو یہود پہچان گیا اور اسی وقت یہودیوں میں مفسدہ عظیم برپا ہوا کہ ستر زار آدمی اس نساو میں ناحق مارے گئے اسی کا اشارہ ہو مکرہ اور مکر اللہ و اللہ خیر الما کرین یعنی فریب کیا ان کافروں نے اور فریب کیا اللہ نے اور اللہ کا دہہ بہتر ہو بسب سے پوشیدہ نہ رہے کہ بعض کے نزدیک مکر یہود یہ تھا کہ ابطال شریعت عیسویہ میں سعی و کوشش کرتے تھے اور دل سے چاہتے تھے کہ دین عیسوی ظاہر ہو خداوند تعالیٰ نے اسکی سزا میں یہود کو ذلیل و خوار کیا کہ ہمیشہ مقہور اور بے اعتبار رہتے ہیں اور بعض کے نزدیک مکر یہ تھا کہ ایذا دہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اتباع و جناب میں سرگرم رہتے تھے اللہ نے بادشاہ فارس کو غلبہ دیا کہ اکثر یہود کو قتل کیا اور اکثر کو گرفتار کر کے ملک بنایا اور محمد اسحاق سے مفاتح الغیب میں روایت ہو کہ مکر یہود یہ تھا کہ بعد از عیسیٰ علیہ السلام آنکے یاروں کو گرفتار کر کے نگا کیا اور آفتاب میں ٹھلایا اسکی سزا میں شاہ روم نے غلبہ پایا اور دین عیسوی قبول کر کے قتل ہو کر مستعد ہوا کہ آئے جس جگہ پایا ذلیل کر دے قتل کیا فائدہ یہود کو اب تک یقین نہیں ہو کہ ہمنے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا چنانکہ اللہ صاحب فرماتے ہیں والہم من علم الاتباع الطعن و ما تملوہ یقیناً یعنی کچھ نہیں آنگو اسکی خبر مگر انکل پر چلنا اور اسکو مارا نہیں بیشک اور نصاریٰ بھی پہلے سے کہتے تھے کہ نہیں مارا وہ زندہ ہیں لیکن تحقیق نہیں سمجھتے کتنی باتیں کہتے ہیں یہی کہتے ہیں کہ بدن کو مارا روح اللہ تعالیٰ کے پاس چڑھ گئی اور بعض کہتے ہیں مارا تھا مگر نہیں دن کے بعد زندہ ہو کر جسم سے چڑھ گئے ہر طرح وہ بات نہیں ہوتی کہ عیسیٰ کو نہیں مارا سو خبر اللہ ہی کو ہی آئے فرمایا کائناتی صورت کو مارا کافران لکن شہدہ ہم اور نصاریٰ وقت گرفتاری کے علاحدہ ہو گئے تھے اور یہود بھی اسوقت تک نہ پہنچے تھے القرض اسوقت کی خبر نہ آئی نہ انکو کائناتی موضع القرآن باجملہ صرف اللہ کے ارشاد سے ہو یقین کامل ہو کہ حضرت عیسیٰ کو

نہیں بارادہ آسمان چارم پڑنہ ہین قیامت رہینگے اور اسی طہارت و پاکی میں ہین جس طرح
 اٹھائے گئے تھے اور وہی پوشاک پہنے ہین جو اس عالم سے ہین کر گئے تھے اور خدا انکی
 نوکر آقہی ہو اور جب تک اس عالم میں تشریف لاوین اسی کیفیت سے رہینگے معارف صہبی
 لکھا ہر کہ تین ساعت دن باقی تھا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرفوع ہوئے اور بعد
 چند روز کے پھر نازل ہوئے اور حواریوں کو ہدایت کر کے چلے گئے اور حضرت حق نے اُنسے
 سلب حیات کر کے پھر زندہ کیا اور صورت کو بصورت فرشتہ کر دیا اور اکثر شرفات سے رویت ہو
 کہ بہت المعمورین مقیم ہین اور طبع بشری اُنسے نازل کر لیگی ہر حضرت بصری رحمانہ سے
 روایت ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تیرہ برس کی عمر میں مبعوث بہ نبوت ہوئے اور تینتیس
 برس کی عمر میں مرفوع اور بعضے بعثت انکی شہرہ برس کی عمر میں لکھتے ہین اور سٹائیسوں
 برس میں آسمان کا جانا بیان کرتے ہین اور معارف میں ہو کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ
 اٹھایا تو بیا لیس برس کے تھے اور بارہ برس کے تھے آسوقت انجیل عنایت ہوئی اور اس
 عرصہ میں اقامت آنجناب شہر باصرہ میں تھی اسی سبب سے امت انکی نصاریٰ کہلاتی ہو
 مگر عالم میں لکھا ہر کہ مریم جب بارادہ ہوئیں تو تیرہ برس کی تھیں اور آٹھ مہینے کے بعد عیسیٰ
 پیدا ہوئے اور شروع ثلثین میں نبی ہوئے اہماہ رمضان شب قدر میں تہرتیس برس
 مرفوع ہوئے اور مکان رفیع کا بیت المقدس تھا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال فائدہ بعض اہل تاریخ
 کتاب اسرائیلیہ سے اکثر روایات اپنی کتابوں میں اس مقام پر درج کی ہین چونکہ فقیر مؤلف اس
 اس کتاب کو انپراعتقاد نہیں ہوا نقل کرنا انکا فضول سمجھا جس کیکو ملاحظہ انکا منظور ہوا
 کتابوں کو دیکھے ورنہ مجموعہ توریت و انجیل کہ عربی و فارسی و ہندی فی الحال ہر جگہ دستیاب
 ہوتی ہین دیکھ لیوے لیکن ہرگز ہرگز ان اخبار پر اعتقاد کرنا مسلمانوں کو جائز نہیں کیونکہ
 کوئی روایت ان کتابوں کی بسند متصل ثابت نہیں ہوتی چنانکہ ہتفسار میں ہولوی اہل حدیث
 مولانی لکھتے ہین اور یہ تو خود عیسائیوں کی تحریر سے واضح ہو کہ موسیٰ کی کتاب کے حبلے بعضے
 ایسے ہین کہ دلالت انکی اس بات پر ہو کہ موسیٰ کا یہ کلام نہیں غریبے ملائے ہین یہ کلام انکا
 غلط محض ہو غریبہ تہمت کرتے ہین اور معمول کی کتاب پہلے کی ابواب ۴۵ و ۶۵ و ۷۵ سے
 ظاہر ہو کہ جس مصنف کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سونے سے ٹرھکر ٹرہے اتہام سے
 حسب تصریحات توریت بنایا تھا اور اسکی مجاورت کے احکام بیان کیے تھے اب اسکا نشان

نہیں تھا اس سے معلوم ہوا کہ اسکی نقلیں منتشر نہیں ہوئیں اور سوائے اشارات کے کسی کو اسکا حال بھی معلوم نہیں ہوا پھر مجبوریہ تورات کب قابل اعتبار ہو سکتا ہے اور انجیلوں کی تالیف کی تاریخوں میں ایسا اختلاف فاحش ہے کہ اس سے کوئی سند متصل ہاتھ نہیں لگتی اور جو اختلافات اور تحریفیں و فسادات کتب محمد صلیق و محمد جدید میں واقع ہوئے ہیں اگر کوئی شخص انکو نکال کر لکھے تو ایک کتاب علیحدہ ضخیم تالیف کرنا پڑے گی مگر مسلمان کو تو تصنیف اوقات پر اور کچھ فائدہ نہیں بلکہ اسکو اسقدر کافی ہے کہ خود کھایت کرنے والے تورات و انجیل کے قابل تضادات و نقصان ہیں چنانچہ مولوی سید آل حسن مولانی نے استفسار میں اس امر کو بعد ضرورتی باحسن وجہ بیان کیا ہے اور اسکا لکھا ہے کہ اربانوس ہشتم صاحب کلیساے روم قدیم نے جسے عیسٰی کو سال یکہزار و شصت و بست و بیس مسیحی میں عربی و لاطینی زبان میں اکثر علماء مسیحی کی اعانت سے لکھوایا ہے ایک مقدمہ عیسٰی کی صفت میں لکھا ہے اس سے واضح ہے کہ عیسٰی کی اصل کتابوں میں عبرانی ہوں یا یونانی کچھ نقصان و فساد و خرابیاں واقع ہوئی ہیں اور عربی ترجمہ جو قدیم سے چلا آتا ہے اس میں بہت غلطیاں ہیں اسلئے پوپ سرکس ہارونی باستحازت بڑے پوپ اربانوس تاسم کے اکثر علماء مسیحی عربی و یونانی و عربی اہل لسان کو جمع کر کے اس نسخے کی اصلاح کی ہے اور اختلافات صرف ترجمہ عربی میں نہیں ہیں بلکہ عربی و یونانی یعنی اصل تورات و انجیل کا بھی یہی حال ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ اگلے پیغمبروں اور پوپوں نے عہد اس سے چشم پوشی کی ہے اسلئے کہ روح القدس نہیں چاہتا ہے کہ خدا کا کلام بندوں کی مقرر کی ہوئے نحوی قاعدوں کا مقید ہو یہ خلاصہ ہے اس مقدمے کا اس جگہ سے ظاہر ہوا کہ یہ کتابیں قابل اعتبار نہیں ہیں کیونکہ اس قسم کی کتابیں گمراہ و تائید ہوتی ہیں اور پر ظاہر ہے کہ جب دستاویز میں اس قسم کا نقصان ہوتا ہے تو وہ ساری کتابیں بے اعتبار ہو جاتی ہے اور اس قسم کی غلطیوں اور اختلافوں کو سہو کا تب پر محمول کرنا خالی ہوا حالت نہیں ہے بلکہ فقیر کا تب الحروف نے جو راجع کتب محمد صلیق یعنی کہنہ و پورا نے جو قبل عیسٰی علیہ السلام سے ہیں اور کتب محمد جدید یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل اور ان کے بعد کی تصنیفات حواریہ میں ملاحظہ کیے تو معلوم ہوا کہ ان کتابوں میں تحریف لفظی و معنوی بخوبی ظہور میں آئی ہے اور تحریف عبارت ہے تبدیل سخن سے اگر از روی معنی ہے تو معنوی ہے اور جواز از روی لفظ ہے تو لفظی ہے و ما بہ انزعاج باہل اسلام و عیسائی لفظی ہے اور لفظی خواہ اس طرح پر ہو کہ ایک لفظ کو دوسرے

لفظ کی جگہ رکھیں خواہ کسی لفظ کو اپنی طرف سے کم و زیادہ کریں سو یہ بات خود یہودیوں اور مسیحیوں
بڑے بڑے عالموں کی تحریروں سے پائی جاتی ہے خلاصہ یہ کہ عہد عتیق کی کتابوں کا حال نہایت خراب ہے
اول تو اہل کتاب کے نزدیک کوئی سند قطعی اس امر کی نہیں کہ عہد عتیق کی کتابیں جنکی طرف
منسوب ہیں انھیں کی تصنیف و تالیف ہیں بلکہ اکثر کتابوں میں بعض فقرے اور عبارتیں
دلیل قطعی اس امر کی ہیں کہ مصنف اُنکے وہ لوگ نہیں اور اُن فقروں اور عبارتوں میں
سلفاً و خلفاً جمہور مسیحیوں کو کوئی عذر سوا اسے اسکے نہیں کہ کسی نے پیچھے سے ملا دیے ہو
اور رجا بالغیب بعض فقروں کو کہتے ہیں کہ کسی نبی نے اِحقاق کر دیے ہونگے حالانکہ اسکی
بھی کوئی سند اب تک اُنکو نہیں ملتی صرف اُنکل سے کہتے ہیں اور بابین ہمہ پادری لوگ عوام کے
ہمکانے کو اپنے رسالوں میں لکھتے ہیں کہ کتب اسناد میں باطلہ قطعہ ثابت ہو اہی سبحان اللہ
اُنکل کو دلیل قطعی اور سند محکم کہنا انھیں لوگوں کا کام ہے اور عہد عتیق کی اُرتیں کتابیں ہیں
جنکو مسلم کے مسیحی درست بتلاتے ہیں اور سوا اسے اُنکے جو ہیں اُنکی تسلیم و عدم تسلیم میں
بڑا اختلاف ہے لیکن یہ کتابیں واجب التسلیم مسیحیوں اور یہودیوں کی بھی ایسی ہیں کہ اُنکے
مصنفین میں بڑا اختلاف ہے کوئی بھی از روی سند ثابت نہیں ہوتی و لہذا سامری لوگ سوا
پانچ کتابوں موسیٰ علیہ السلام کے اور ایک کتاب یوشع اور کتاب القضاۃ کے کیونہیں مانتے
بہر اہل کتاب عہد عتیق کی کتابوں سے پانچ کتابیں یعنی کتاب پیدائش اور کتاب خروج اور
کتاب اخبار اور کتاب شمار اور کتاب استغنا کو بخوبی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ تصنیف موسیٰ علیہ السلام
کی ہیں مگر اُنکے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سب تصنیف حضرت موسیٰ کی نہیں ہیں کہ اس بات پر
اکثر درس و معارفین دلیل ہیں چنانکہ ایک ڈکسندری ۱۳۷۷ء میں امریکا میں چھپی ہوئی اور ہندوستان
و انگلستان میں بھی ہے مصنف اُسکا لکھا ہے کہ کتاب موسیٰ کے بعض حصے موسیٰ کے نہیں ہیں
اور بعض عبارت موسیٰ کی عبارت سے میل نہیں کھاتی اور اُنکو یقیناً ہم نہیں کہہ سکتے کسی
ملائے ہیں اور جو بعض جاہل اس قوم کے کہتے ہیں کہ اگرچہ فقرے موسیٰ کی کتاب میں
اِحقاق ہیں لیکن اُس سے ساری کتاب جھوٹی نہیں ہوتی اور اُسکی صداقت میں خلل نہیں آتا
یہ بات نہایت ضعیف ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ جب کسی و شیئے میں ایک جگہ جعل بننا ثابت ہوتا ہے تو
تو باقی و ثقیقہ اعتماد کے لائق نہیں رہتا دوسرے یہ کہ اصل نسخہ عبری و سامری و یونانی باہم
مختلف اور اسی طرح پرانے ترجمے عہد عتیق کی کتابوں کے سب مختلف اس مرتبہ پر کہ بعض جگہ

علمائے اہل کتاب کو بھی گنجائش تاویل تو ہی یا ضعیف کی نہیں ہو اور ناچار ہو کر سوائے تحریف کے
اور کچھ نہیں کہہ سکتے بلکہ مضطرب اور دست پاچہ ہو کر عیسائی تین تھوک ہو گئے قدیم عیسائیوں کا
ترجمہ یونانی کو صحیح ٹھہرایا اور وہی احمد حواریں سے چند سو برس تک ہندی رہا اور اسی کا
حوالہ دیتے تھے اور اسی سے تسک کرتے تھے اور اُس وقت تک کلیسہ یونانی اور لاطینی میں
واجب التسلم تھا اور آج تک بھی اُنکے گرجوں میں پڑھا جاتا ہے اور گستاخ جو بہت بُرا عالم
محقق اور مفسر عیسائی گذرا ہو نائل ہو کہ یہود نے بلاشبہ تاریخوں و واردات سندرجہ کتب حد
عیتین میں نسخہ عبری کے صحیح میں واسطے دشمنی دین مسیحی اور غیر معتبر کرنے ترجمہ یونانی کے تحریف
کی ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ تحریف قریب سنہ عیسوی کے یہود سے سرزد ہوئی اور بعضے
کہتے ہیں کہ یہود نے کئی پیشین گوئیاں نکال ڈالیں اور اہل صاحب اسی تفسیر کی جلد چاہم کے
صفوہ شصت و دو میں لکھا ہے کہ عزرائیل کو کون سے کہا تھا کہ یہ عید صبیح کا کھانا ہمارے خداوند
نجات دہندہ اور نیاہ کا کھانا ہو تو سمجھو کہ اگر تم خداوند کو اس نشان سے اچھا سمجھو گے اور آپ
ایمان لاؤ گے تو یہ زمین کبھی ویران نہوگی اور اگر تم آپس ایمان نہ لاؤ گے اور اُسکا و خط نہ سنو گے
تو تم غیر قوموں کی منہاسی کا سبب ہو گے سو اس فقرے کو یہودیوں نے نکال ڈالا عبری سے
اور بعضے کہتے ہیں کہ یہود کے عاملوں نے بشارات مسیح کو بہت بُری طرح سے بگاڑ ڈالا ہے چنانچہ
واژہ صاحب نے اپنی کتاب اغلاطنامہ کے مقدمہ کے صفحہ ۱۰۷ و ۱۰۸ نسخہ منطبعہ ۱۳۵۷ء میں لکھا ہے
اور بعض عیسائی مثل ڈاکٹر ہیلز وغیرہ کے سامری کو صحیح کہتے ہیں اور الزام تحریف یہود کو دیتے ہیں
پس اُنکے نزدیک عبری دیونانی جس جگہ مخالفت نبوی رکھتے ہیں محرف ہیں اور ایک فرقہ
عبری کو صحیح کہتا ہے اور بلا تحریف بتلاتا ہے اُنکو نسخہ یونانی و سامری کو محرف کہنا مواضع مخالفت میں
ضرورت پڑتا ہے بائیں ہمہ عبری کے اکثر مواضع میں ناچار ہو کر تحریف کا اقرار کرنا ہے الغرض کوئی عبری
معتبر کہتا ہے اور یونانی و سامری کو محرف اور کوئی عبری کو محرف بتلاتا ہے یونانی کو قابل اعتبار
اور کوئی سامری کو معتبر کہتا ہے اور یونانی کو محرف پس ایسی اصل کتابوں اور اُنکے ترجموں کا
کیا اعتبار جو حسین سے کوئی مؤرخ اہل اسلام بلا سند اپنی کتاب میں نقل کرے اور واسطے ظہور
اختلاف کے ایک بات اس جگہ لکھے دیتا ہوں تاکہ ناظرین مقام تمام مضامین کو ایسا ہی گمان
کریں کہ بعض مقامات بھی صحیح ہوں اور حقیقت میں اس میں کسی پیغمبر کا کلام یا کلام خدا بھی
لیکن خالی از اشتباہ نہیں دیکھو عبری میں زبانہ ولادت آدم علیہ السلام سے طوفان نوح علیہ السلام

ایک ہزار چھ سو چھپن لکھا ہوا اکثر یونانی نسخوں میں دو ہزار دو سو بائیس اور ایک نسخے میں دو ہزار دو سو یا لیس اور سامری میں ایک ہزار تین سو سات اور دیکھو نسخہ سامری میں عیسیٰ علیہ السلام وقت طوفان تھے سو برس کی اور عمر آدم علیہ السلام نو سو تیس کی لکھی ہے تو اس سے واضح ہو کہ نوح علیہ السلام وقت وفات ابوالبشر دو سو تیس برس کے تھے حالانکہ عبری و یونانی اس کی تکذیب کرنے میں اس لیے کہ موافق عبری کے ایک سو چھپیس برس بعد وفات آدم علیہ السلام کے نوح علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں اور موافق اکثر نسخوں یونانی کے سات سو تیس برس بعد اور یوسفیہ یودی جبکہ عیسائی بڑا مورخ قبول کرتے ہیں زمانہ کو دو ہزار دو سو چھپن بیان کرتا ہے اور یونانی نسخوں کو غیر معتبر کرتا ہے اسی طرح صد ہا مقام میں عبری و سامری و یونانی با قرار مسیحیوں کے مختلف و محرف ہیں اور ایک طرفہ ماجرا اور ہے کہ بعض روایات توریت ظاہرین غلط ہیں اور بعضی باہم مختلف ایسے جیسے ہمارے مذہب کی بعض احادیث احاد چنانکہ اس جگہ ایک روایت بطور نمونہ لکھی جاتی ہے کہ درس ۴۶ باب ۴ کتاب پیدائش میں وعدہ خدا کا حضرت یعقوب علیہ السلام سے یوں ہے ترجمہ ہندی ۱۲۲۷ء میں تیرے ساتھ مصر کو جاؤ گا میں تجھے مقرر چھڑے گا اور یوسف اپنا ہاتھ تیری آنکھوں پر رکھیکا اور ہندیہ ۱۲۳۳ء میں تیرے ساتھ مصر کو جاؤ گا اور تجھے مقرر چھڑے گا اور فارسیہ ۱۲۳۹ء میں با تو روانہ مصر خواہم شد و من نیز ترا باز خواہم آورد الخ ترجمہ انگریزی ۱۲۴۰ء و ۱۲۴۱ء و ۱۲۴۲ء و ۱۲۴۳ء و ۱۲۴۴ء جو علمائے پورٹسٹنٹوں نے کیے ہیں سب اسکے مطابق ہیں اور ترجمہ ۱۲۴۵ء کا جو برٹن ہارٹس نے کیا ہے موافق ہے اور مطابق اسکے یہ وعدہ تھا کہ میں تجھے مقرر واپس لاؤں گا حالانکہ یہ وعدہ ظاہر میں غلط ہوا اس لیے کہ یعقوب علیہ السلام زندہ پھر نہ مصر سے نصیب ہوا بلکہ یقیناً مصر میں مرے اسی طرح اکثر مقام ہیں اور باہین ہمہ خرابی و اختلاف ایک طرفہ اور ہے کہ ظاہر میں عیسائی توریت کا ادب کرتے ہیں مگر حقیقت میں اسکے سلف کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک نہ توریت قابل ادب ہوا نہ مصنف توریت چنانچہ پولوس مقدس جو مسیحیوں میں حواریوں میں شمار کیے جاتے ہیں درس ۱۱۱ باب ہفتم میں نامہ عبرانیوں میں لکھتے ہیں ہندیہ ۱۲۴۵ء میں اگلا حکم مبنی توریت اس لیے کہ کمزور اور بھیاں نہ تھے بطلان پذیر ہے اور ہندیہ ۱۲۴۶ء میں اگلا حکم اس لیے کہ کمزور و بھیاں نہ تھا آئندہ گیا اور درس ہفتم باب ہشتم نامہ مذکور میں لکھتے ہیں ہندیہ ۱۲۴۷ء اگر وہ پہلا وثیقہ ہے عیب نہ ہوتا تو دوسرے کی جگہ تلاش کی نہ ہوتی مگر حواری صاحب نے

اسی قدر کیا ہی کہ توریت عیب دار تھی و کمزور و بیفائدہ اور صد بابی انجیلین پوچ حکمون کی پُری کرنے کو مامور تھے لیکن اسکے پروردگار اس سے کلمات تعلیم کے بہ نسبت توریت اور صاحب توریت کے فرائے ہیں چنانچہ تو تمہر صاحب کہ بڑے عالم و مصلح دین عیسوی ہیں اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ ہم نہ سنینگے اور نہ دیکھینگے موسیٰ کو اس لیے کہ وہ صرف یہودیوں کے لیے تھا اور اسکو جسے کسی چیز میں علاقہ نہیں اور دوسری کتاب میں لکھتے ہیں کہ ہم قبول کریں گے موسیٰ کو اور نہ اسکی توریت کو اس لیے کہ وہ تو دشمن عیسیٰ کا تھا پھر لکھتے ہیں کہ موسیٰ تو جلاوطن کا استاد ہی پھر لکھتے ہیں کہ دس حکمون کو عیسائیوں سے کچھ علاقہ نہیں انکو خارج کرنا چاہیے کہ تمام بدعت ابھی موقوف ہو جائے کیونکہ یہ احکام شیعے سب بدعتوں کے ہیں میں کتابوں جس صورت میں کہ سر شیعے بدعتوں کے نکالے جائیں تو شرک و بت پرستی کرنا اور تعظیم والدین نہ کرنا اور ہمسایہ کو آزار دینا اور خون کرنا اور زنا کرنا اور گواہی کذب دینا ایک رکن اعظم ملت عیسویہ کا قرار پاتا ہی کیونکہ ان سر شیعہ بدعات میں تاکید سے حکم توحید و تعظیم والدین و تعظیم یوم السبت و امتناع بت پرستی و قتل و زنا و چوری و آزار ہمسایہ کا ہی اعلیٰ و بلند اگر مبی دین عیسوی ہی جیسا ارشاد تو تمہر صاحب سے نکلتا ہی تو اس دین کو دوسرے سلام ہو اس سے بیذنی الفضل ہو اور بیچارے ہنود ہزار درجہ اچھے ہیں میان تاک جگھا گیا وہ حال عہد عتیق کی کتابوں کا تھا اب کتب عہد جدید کا حال بیان کیا جاتا ہی اول یہ کہ موافق مذہب علمائے نامدار عیسائیوں کے انجیل مثلی کی عبری میں تھی سو وہ صفحہ عالم سے کم ہی مشرق ترجمہ یونانی کہ جسکے مترجم کا بھی نام نہیں معلوم موجود ہی اور بعض عیسائی باب اول و دوم انجیل کو اسحاقی بتلانے تھے اور بعض نسخوں ترجمہ لاطینی نسبت نامہ کو اس انجیل سے صلوحہ کر دیا تھا اور انجیل مفسر کی بھی موافق قول چند عالمون مسیحی کے کم ہی صرف ترجمہ یونانی موجود ہی اور بعض متقدمین کو اسکے آخر باب پر شبہہ تھا اور انجیل لوقا کے باب سبت دوم کی بعض بعض جگہ پر قلمکا متقدمین اور بابین اولین پر بعض علما شبہہ رکھتے تھے اور تو تمہر صاحب کو ان تینوں انجیلوں پر شبہہ تھا اور انکے نزدیک انجیلوں میں صرف یوحنا کی انجیل صحیح تھی اور ایک بڑا عالم عیسائی کتاہی کہ یہ انجیل اور نامی یوحنا کی تصنیف نہیں ہیں بلکہ کسی عیسائی نے دوسری صدی میں اسکے نام سے لکھی ہیں اور بعض عالمون عیسائی کے نزدیک ان انجیلوں کا وقت تالیف رد ہوتا ہے ثابت نہیں ہوتا اور نامہ متی اور نامہ قلیمن اور دونوں نامہ متی کو بعض علما

مردود شمار کیا ہو اور کوئی سند اسکی نہیں کہ نامہ عبرانیوں کا پاپولوس نے لکھا ہو اور نامہ دوم پیرس اور نامہ دوم و سوم یوحنا اور نامہ یعقوب اور نامہ میودا اور بعض فقرات نامہ اول یوحنا اور مشاہدات یوحنا کا حال ایسا تبر و خراب ہو کہ قابل کہنے کے نہیں اور محض از روئے زبردستی بلا سند اسکو حواریوں کی طرف نسبت کرتے ہیں اور بہت علمائے انکار انکار کیا ہو اور کونسل میں جو مسئلہ میں جمعی تھی جمہور کے نزدیک واجب التسلیم نہ ٹھہرے اور کلیسیا عرب کے نامہ دوم پیرس اور دوم و سوم یوحنا اور نامہ میودا اور مشاہدات کو نہیں مانتے تھے اور کلیسیا سریانی ایک مانتا اور بلکہ مشاہدات کو بعض قدما تصنیف لحد کی بتلاتے تھے اور جو کونسل پہلے میں جمعی تھی یہ کتاب خارج رہی تھی مگر ۱۹۳۷ء کی کونسل سے عیسائی اسکو مانتے ہیں لیکن اس کونسل والوں کی کوئی سند نہیں دوسرے یہ کہ اول طبقہ مسیحی میں جلساری شروع ہو گئی تھی کہ یہ بات کلام لوقا اور پولوس سے ثابت ہو اور مفسرین عیسائی بھی اپنی تفسیروں میں لکھتے ہیں تیسرے یہ کہ عیسائیوں کے مفسرین اور علماء کے اقرار کے موافق اس انجیل میں بہت جگہ احاق ہو گیا ہو چوتھے یہ کہ علمائے مسیحی خود قائل ہیں کہ انجیل نویسن کی تحریر بہم و غلطی سے خالی نہیں ہو پانچویں یہ کہ علمائے مسیحی کے نامدار لوگ اقرار کرتے ہیں کہ سب تحریر انبیاء سے اسرائیلیہ اور حواریوں کی الہامی نہیں ہوتی اور سب حواریوں نے یہاں تک کہ بطرس حواری نے بھی بعد نزول روح القدس کے غلطی کی ہو چھٹی یہ کہ انبیاء اور حواریوں سے گناہ کبیرہ مثل ریادبت پرستی اور کذب بھی باقرار علمائے مسیحی ثابت ہوا ہو اور تبلیغ وحی میں جھوٹ بولنا آئے پایا جاتا ہو ساتویں یہ کہ صدور کرامت و معجزہ دلیل نبوت نہیں بلکہ اہل کتاب کے نزدیک دلیل ایمان کی بھی نہیں ہو پس یہاں سے ظاہر ہوا کہ اس سارے مجموعہ انجیل کی نہ کوئی سند ہو اور نہ سب الہامی ہو کیونکہ انجیل متی جان سے گم ہوئی صرف ترجمہ یونانی رہا اور قرس و لوقا حواری ہیں اور نہ کلام ان کے الہامی ہیں یہ تینوں تو قطعاً حواریوں کی لکھی نہیں ہیں پھر ان تینوں کو کلام نبوت کہنا خلاف انصاف ہو بلکہ یہ تینوں بمنزلہ اور تاریخ کے ہیں باقی رہے نامہ دوم بطرس اور نامہ دوم و سوم یوحنا و نامہ یعقوب اور نامہ میودا اور کتاب مشاہدات سوائے انکو مسلمان لوگ کبھی کسی طرح الہامی نہیں جانتے اور کونسل کا ترجیح کا درباب مشاہدات ہمارے نزدیک ایسا ہی جیسے اور احکام کونسل و راسے اسکے اس کونسل میں کتاب دوم او در لون کتابیں متعینیں وغیرہ کے حق میں بھی حکم ہوا تھا مگر فرقہ پروٹسٹنٹ کے نزدیک

مسموع نہیں ہو دیا ہی مشاہدات کے باب میں ہمارے نزدیک حکم اسکا نامعتبر ہو خصوصاً جب بلا سند صحیح ہو اور پولوس کو نہ ہم جواری جانتے ہیں اور نہ صاحب الہام کیونکہ بعض فرقہ عیسائی صاف کہتے ہیں کہ اسکا کلام غلطی سے پاک نہیں ہو پس سب باتوں سے قطع نظر اگر اہل اسلام کریں تو اس صورت میں صرف انجیل اسقدر ہی جو اقوال حضرت عیسیٰ کے ہیں لیکن دوسرے بھی جو بروایت احادیث ثابت ہیں تو حکم انکا ایسا ہوگا جس طرح حدیث احاد کا ہمارے نزدیک پس جب کوئی دلیل نقلی قطعی اور عقلی قطعی مخالف ان تو لوگوں کے نوگی ت تا تک مقبول نہیں اور صورت مخالفت میں جسکی تاویل ہو سیکگی وہ واجب التاویل ہوگا ورنہ وہم راوی یا غلطی راوی پر محمول ہو کر متروک ہوگا اور حد در غلطی وہ ہم کا اسے کچھ بھی یقین نہیں جیسا کہ اس باب میں اقرار علماء متقین عیسائیوں کا ہے اور بھی علماء عیسائی یوحنا وغیرہ کی غلطیاں سمجھ کے اقوال عیسیٰ علیہ السلام نکالی ہیں کہ انکا بیان اس جگہ تطویل لا طائل ہے اسقدر اس جگہ کافی ہے جو بیان اجمالی کیا گیا اور بخوبی ثابت ہو گیا کہ اب کوئی روایت انجیلوں کی الہامی اور واجب الاعتقاد نہیں ہو سکتی کیونکہ خود اقرار علماء معتبرین مسیحی سے ثابت ہوتا ہے کہ سب انجیل نویس حضرت کے قول کو اپنی فہم کے موافق روایت بامعنی کرتے تھے اور کوئی انکے الفاظ کے ساتھ نہیں نقل کرتا اور کبھی حاریوں کا غلط سمجھنا اور بعضی غلطیوں پر ہمیشہ قائم رہنا پایا جاتا ہے اور اسطرح اکثر مقام میں بسبب اجمال قول مسیحی کے مطلب کو نہ پہنچنا اور خوف سے اس کے اصل مطلب کو نہ پہنچنا بھی واضح ہوتا ہے چنانچہ باب ششم یوحنا میں ہے ہندیہ سلمہا وریں پنجاہ ویک مین ہون وہ جینی روٹی جو آسمان سے اتری اگر کوئی اس روٹی کو کھائے ابد تک جینا رہے گا اور روٹی جو مین دونگا میرا گوشت ہے جو مین جان کی حیات کے لیے دونگا درس پنجاہ و دو تب یہودی آپس میں بحث کرنے لگے کہ یہ مرد اپنا گوشت کیونکر ہمیں دے سکتا ہے کہ کھائیں درس پنجاہ و دو یسوع نے انہیں کھائیں تم سچ کہتا ہوں اگر تم ابن آدم کا گوشت نہ کھاؤ اور اسکا لہو نہ پیو تم مین حیات نہیں ہو درس ششم تب اسکے شاگردوں بہتوں نے سنکے کہا کہ یہ سخت مشکل کلام ہوا ہے کون سمجھ سکتا ہے انتی ایتھان معلوم ہوا کہ یہ کلام کسی یہودی کی سمجھ میں نہ آیا اور بہت مریدوں مسیح نے نہ سمجھا اور مشکل بتلایا اور باب نہم لوقا میں سب حاریوں سے خطاب کر کے قول مسیحی یون ہے کہ ان باتوں کو کانوں سے سن رکھو کہ ابن آدم خلق کے ہاتھ میں گرفتار کر دیا جائیگا پھر اسے اس کلام کو نہ سمجھا اور یہ پیر پرشیدہ رہا تا مہودے کے دے آئے دریافت کریں اور انھوں نے مارے دے کے اس سے

سوال نہ کیا انتہی اس جگہ سے معلوم ہوا کہ بیان سب حواری مطلب کو نہ سمجھا اور خون سے سوال بھی نہ کر سکے خلاصہ اس فائدہ کا جو فقیر نے لکھا ہے یہ ہوا کہ اس سب مجموعہ عہد عتیق و جدید کی جسکو میل کہتے ہیں نہ کوئی سند متصل ہوا نہ یہ مجموعہ الحاق و غلطی و تحریف سے خالی ہو تو چاہیے کہ اب کوئی مؤرخ اُسے اپنی کتاب میں کوئی بات سوائے اسکے کہ بطور دلیل الزامی سمجھ کر بیان کرے قتل نہ کرے و لہذا فقیر نے ان اقوال مختلفہ کو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و رجع میں تھے ترک کیا اگر کوئی کہے کہ یہ خرابیاں کس طرح سے کتب مقدس میں واقع ہوئیں اور اسباب ان خرابیوں کے کیا ہوئے تو میں کہتا ہوں کہ اسباب اسکے بہت ہیں از انجملہ یہ کہ نجات مقرر کے عہد میں بہت بڑی خرابی و تباہی یہود پر پڑی کہ ہیکل ڈھائی گئی اور اکثر یہود مارے پکڑے گئے اور پرانے نسخے کتابوں عہد عتیق کے جو اسوقت تک باقی تھے برباد ہوئے بعدیکہ جو غیر علیہ السلام پیدا ہوئے اور وہ توریت کو پھر نہ لکھتے تو کلام نبوت کسی کے پاس صحیح اسوقت میں بھی نہ ہوتا از انجملہ بعد اس واقعہ کے ایک اور آفت یہود پر ایک سوار شش برس پیش از ولادت مسیح علیہ السلام پڑی کہ آسمان سب نسخے جو غیر علیہ السلام کے تھے اور جو نسخے ہاتھ آئے برباد ہوئے باول کتاب اول مقام میں ہے کہ انٹیکس شہنشاہ فرنگستان نے اور شلیم کو فتح کر کے عہد عتیق کی کتابوں کے جتنے نسخے جہان سے آتے تھے پھاڑ کر جلا دیے از انجملہ قریب ۳۷ برس کے عروج مسیح علیہ السلام چارہ شیطوس رومی کا ہوا کہ آسمان گیارہ لاکھ یہودی قتل اور نوے ہزار اسیر ہوئے از انجملہ تیس برس بعد عروج مسیح علیہ السلام کے بسبب عداوت شہنشاہوں فرنگستان کے اول طبقہ مسیحیوں پر بڑی آفتیں پڑیں کہ قتل ہوئے اور جلا وطن کیے گئے کہ آئین بطرس حواری مع روز اور پولوس مقتول ہوئے اور یوحنا جلا وطن کیے گئے اور یہ آفتیں تین سو برس تک برابر آئیں تو ان طبقوں میں قتل کتب کی برجہ غایت کیونکہ منظور ہوا اور جو کچھ قلت سے کتب مقدس پائی جاتی تھیں آئین سے اکثر قریب سترہ عیسوی کے جگہ شہنشاہ فرنگستان کے جلائی جاتی تھیں کہ یہ بات تواریخ عیسائیوں سے بخوبی ثابت ہو چنانچہ لارڈز سا توین جلد اپنی تفسیر کے صفحہ ۲۳ میں لکھتا ہے کہ ماہ مارچ سترہ جلوس دیو کلیشین من فرمان جاری ہوا کہ کلیسے گرائے جا دیں اور کتب جلائی جا دیں از انجملہ عہد حواریں سے پندرہ سو برس تک معابد عیسائیہ میں ترجمہ یونانی مستعمل تھا اور جانب عبری ماننے جمہور سلف متوجہ و ملتفت نہ ہوتے تھے تو نسخہ اسے عبری بلحاظ حوادث مذکورہ بقتل حقیقہ پاکے جاتے تھے غالباً فرقہ یہود کے اور عیسائی گرجوں میں شاید تبرکاً و قیمتا کہیں کہیں ہوں اور

فہم
باز
ذیل

یہود تو ثمرات میں ضرب المثل ہیں انکو فرصت تحریر ملتا تھا آئی چنانچہ انھوں نے ایک کونسل جمائی اور سب نسخے جو اپنے نسخے کے خلاف تھے الزام غلطی و اختلاف کا لگا کر جلانے اور اسی سبب سے مسیحی علماء کو جو اٹھارویں صدی میں بنا بر تصحیح کتب مقدس مستعد ہوئے کوئی نسخہ پورا عبری کا ایسا نہ ملا جو دسویں صدی سے پیشتر کا ہو چنانچہ اکثر مؤرخ عیسائی اپنی تواریخ میں لکھتے ہیں جیسا بارز صاحب اپنی تفسیر کی جلد دوم میں لکھتا ہوا نا معلوم ۳۳۵ھ سے اکثر فرقوں پر حکمرانی یونان کی شروع ہوئی اور ۱۳۵۵ھ میں تسلط انکا جنوبی ہو گیا اور بددیانتی انکے فرستے کی محتاج بیان نہیں ہو چنانچہ بو تھغر صاحب لکھتا ہے کہ اگر عین حاکم ہوتا تو خراباقتی اور دغا باز پوپ اور اسکے قواجق کو مستدرک ہو جوادیتا نا معلوم ایسے ایسے اسباب سے غرابیان واقع ہوئیں کہ خود اسکا اقرار عیسائیوں کو چنانچہ ڈاکٹر مل نے جو بعد جدید کے نسخے ملائے تو میں ہزار جگہ اختلافات عبارت کا نشان دیا اور ایک عالم عیسائی نے جو تین سو پچپن کا مقابلہ کیا تو ڈیڑھ لاکھ دیکھ دیکھ ہی اختلافات عبارت کے بتلا دیے پس خیال کرنا چاہیے کہ اگر جہان کے سب نسخے ملائے جائیں تو خدا جانے کتنے اختلافات نکلیں گے کس لیے کہ ابھی تو ہزاروں نسخے ایسے موجود ہیں کہ انکو کسی نے مقابلہ نہیں کیا اور طاعت یہ جو کہ یہ تین سو پچپن نسخے عمد جدید کے تھے پورے پورے نہ تھے بلکہ کسی میں چند درس اور کسی میں چند جزو اور کسی میں ایک انجیل اور کسی میں چار اور کسی میں ٹائپ پلوں کے اور پرانے نسخوں میں کوئی بھی پرانا نہ تھا اس مقام میں بطور نمونہ صرف دو اختلافات لکھے جاتے ہیں سنا چاہیے ایک کتاب اخبار کے باب یازدہم کے درس سبت دیکھ میں ان اشیا کے بیان میں جو نبی اسرائیل کے لیے پاک و حلال تھیں عبرانی نسخے کے متن میں یون لکھا جو پریم سب رینگنے والے پرندوں میں سے جو چار پافوں سے چلتے ہیں اور انکی پھلی ٹانگیں اگلے پاؤں سے لپٹی ہوئی ہیں کہ وہ آنسے کو دھکے زمین پر چلتے ہیں ثم انہیں سے کھاؤ اور عبرانی نسخے کے حاشیے پر اور نسخوں سے یہ عبارت لکھی ہو اور انکی پھلی ٹانگیں اگلے پاؤں سے لپٹی ہوئی ہیں اور اسی عبارت حاشیہ کو عربیائی لوگ ترجمہ کرتے ہیں اس کتاب فروع کے باب اکیسویں درس ہشتم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک عربی کے باب میں جو اپنے بیٹی دوسرے کے ماتھے پر جیتا تھا اس خیال سے کہ وہ اس سے نکاح کرے گا یون حکم فرماتے ہیں اگر وہ آقا اسکا جو اسے اپنے نام نہیں کرے رکھنا ناراضی ہو تو اسکا فدیہ دینی الخ اور حاشیے پر عبرانی نسخے کے اور نسخے سے یہ عبارت لکھی ہو اگر وہ آقا اسکا جو اپنے نام نہ کرے رکھنا ناراضی ہو تو اسکا فدیہ دینی اور یہی عبارت اب ترجموں میں لکھی جاتی ہو پس خیال کرنے کی

بات ہی کہ جب کتب مقدمہ میں ایسے اختلاف عبارت کے جو آپس میں ایک دوسرے کے متضاد
ہیں پائے جائیں اور انہیں سے کسی کو اصل مصنف کی عبارت بالیقین نہ کہہ سکیں بلکہ دونوں پر
احتمال صدق و کذب کا ہو تو بھلا اُس مسئلہ پر کیونکر حکم قطعی ہو سکتا ہو لہذا بہت مسئلوں میں شبہ بنا
مثلاً صلت و حرمت کے مسئلہ میں کہ اب نہیں معلوم ہو سکتا کہ کون جانور حلال تھے اور کون شخص
اُس لوٹدی کو آزاد کرے اسی طرح اور مسائل مشتبہ ہیں کہ بخوبی تطویل نہیں لکھے گئے اور ایسے
اختلافات کو جو پادری لوگ اپنی دانائی سے سوکات اور کم مختی کہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں
کہ بر تقدیر تسلیم اختلاف عبارت سے کسی مسئلہ میں نقصان نہیں آتا کیسا سخن بوج و بے معنی نہ
اور کیسی بڑی حماقت و نادانی ہو یہ تو اہل فرنگ کی دشمنندی میں داغ لگتا ہو کیونکہ اہل فرنگ
باوصف کم نہیں کے قیصر کے وقت سے کہتے ہیں بلکہ مدعی ہیں کہ سارے جہان کے علوم
ہم نے حاصل کیے ہیں اور ہر فن کے جزئیات دریافت کیے ہیں مگر یہی کے ترجمے کا سلیقہ کم مختی
نہ آیا اور سوکات تو ایسی نہیں ہوتی کہ جسکے واسطے ایسا بڑا اہتمام عظیم الشان کرنا پڑے کہ
سکڑوں نسخہ جمع کیے جائیں اور شاید اسی قباحت سے عیسائیوں نے یہ تصور بوج اقدس
ڈالا کہ پابندی قواعد بخوبی کی اُسکو منظور نہیں ہو لہذا اسکی مرضی سے انبیاء نبی اسرائیل خدا کا کلام
غلط لفظ ظاہر کرتے رہے اور مجازیب کی سی بڑھارتے رہے اور اس تجویز میں اتنا خیال نہیں کرتے
کہ ایسی کتاب محرف کو مجازضہ قرآن شریف پیش کرنا کیسی حماقت ہو اب بعض اختلافات تراجم
ملاحظہ کے قابل ہیں دیکھو کتاب پیدائش کے سوم و چہم ورس میں حضرت آدم و حوا کی نسبت
لکھا ہے نسخہ ۱۲۵ تکوان کا لائقہ یعنی ہو جاؤ گے تم دونوں مانند خداؤں کے اور نسخہ
۱۲۶ میں ہی تکوان کا لائقہ اسی طرح اگر سو جگہ خدا کا لفظ ایسے مقاموں میں ہی تو نسخہ
دوم میں چپاس ساٹھ جگہ خدا کے بدلے فرشتہ ہو اس مقام سے ظاہر ہوتا ہی کہ جہاں میں
عیسی علیہ السلام کے حق میں خدا کا لفظ لکھا گیا ہو وہ بھی قابل اعتبار نہیں اور باب نہم
وہیں سوم ۱۲۵ کتاب پیدائش تو ریت میں ہی کلمہ تھجک و ہو گیا کیونکہ لکم ما کلا کا لفظ نقل
الاخضر اور نسخہ ۱۲۵ میں ہو کل و بیب طاہر جی کیونکہ لکم ما کلا کفخرا و غیب اب اس خلاف
جو بیب لفظ طاہر کے واقع ہوا حکم بدل گیا اور ورس ۱۲ باب ۱۴ ۱۵ میں ہو ہذا ایکوں انسانا
و حشایدہ ضد اجمیع وید اجمیع ضدہ اور نسخہ ۱۲۵ میں یدہ فی اکل وید اکل فیہ خلاصہ یہ کہ اول میں
حضرت اسمعیل علیہ السلام کی نسبت مخالفت سب کی ظاہر ہو اور دوسرے میں سب کی مخالفت ہو

اختلافات
تراجم

اور باب ۶ درس بستم نسوہ اللہ امین ہو فاختدہ عمرام یو خایہ عمتہ زوجہ لہ فولدت لہ ہارون و یحییٰ
 و نسوہ ہند یہ نسخہ اعمرام نے اپنے باپ کی بہن یو خایہ سے بیاہ کیا اور نسخہ شمسہ امین ہو فخر جوج
 عمران یو خایہ بنتہ عمتہ یعنی عمران نے چچا کی بیٹی سے بیاہ کیا ہو دیکھو کمان بھو بھی کمان یہ اور باب
 ہفتم کے درس اول نسخہ شمسہ امین ہو حضرت موسیٰ کے حق میں قدر جلتک اما نافر محمل اور
 نسخہ شمسہ امین ہو قدر جلتک استاد الفرحون اب دیکھو کمان استاد کمان مجبود اسی طرح
 انجیل والدون نے عیسیٰ کو معبود کیا ہو گا بلکہ ایسی تصریح عیسیٰ کے لیے مجبودیت کی کہ کتابین
 خدا کے قول کے نیچے نہیں نکلتی ہو اسی طرح صد ہا مسائل و جملہ تورات کے بدلے ہوئے ہیں
 اگر کوئی مقابلہ کرے تو دیکھے اور اب بھی عیسائیوں میں یہ بات جاری ہو کہ جو بات خلاف عقل
 ظاہر ہوتے ہیں نکال ڈالنے ہیں اور اسی طرح کا حال تمام مجبودہ پیل کا ہی فائدہ پوشیدہ رہے
 کہ اونٹ کا گوشت درودہ اور گائے بکری کے چربی اور بھنے مرغ اور بعض مچھلیاں تورات میں
 حرام تھیں اور تعظیم و در شنبہ واجب تھی سو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وہ احکام موقوف
 اسی طرح اور احکام مشکل نکال ڈالے چنانچہ سورہ ال عمران میں اللہ صاحب حضرت عیسیٰ کے
 حال میں فرماتے ہیں و مصداقا لما بین یدی من التوراة راجل لکم بغض الذی حرم علیکم یعنی میں
 بھیجا اللہ کا ہوں اور سچ بتانے والا تورات کو جو مجھے پہلے کی ہو اور اس واسطے کہ حلال کر دوں
 تمکو بعض چیز جو حرام تھی تم پر اگر کہا جائے کہ تحلیل بعض محرمات منافع تصدیق ہو تو جواب یہ ہو کہ
 ایسا نہیں ہو بلکہ تصدیق عیسیٰ علیہ السلام کی تورات کو بائینی ہو کہ جو کچھ تورات میں مذکور ہو وہ سب
 درست ہو لیکن اس کتاب میں حکم نائید احکام شرعیہ کا نہیں ہو پس تحلیل یا حرم منافع تصدیق
 نہیں ہو جس طرح نسخ بعض قرآن بعض سے دلیل منافع نہیں ہو پس چارے نزدیک بخوبی ثابت ہو
 کہ بعض احکام تورات کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے منسوخ فرمائے ہیں اور تورات سے ظاہر ہو
 کہ بعض احکام انبیاء پیشین کے تورات میں منسوخ ہوئے ہیں مگر نصارائے کفر کہتے ہیں کہ تورات کا
 حکم کبھی منسوخ نہیں ہوا اور اس بات پر دلائل عقلیہ یوح بے سرو پا بیان کرتے ہیں حالانکہ
 انکو حقیقت نسخ و تبدل کی اب تک معلوم نہیں ہو اور ہرگز واقفیت نہیں رکھتے کہ نسخ جو اصل
 اسلامیوں میں ٹھہرا ہو کیا چیزی ہو اور اگر شاید واقف ہوتے تو ایسا نہ کہتے اور جو نسخ کے معنی
 آنکے ذہن میں اس طرح کے ہیں جیسے ایک قانون سے دوسرے قانون کی منسوخی یا منسوخی
 احکام حکام ماتحت عدالت حاکم اپیل سے تو یہ معنی نسخ کے نہیں ہیں بلکہ حاصل کلام اس باتیں

کافا سلام کا یہ ہو کہ نسخ قصص راخبار میں نہیں ہو بلکہ صرف اوامر و نواہی میں آیا کرتا ہی کیا قال
 البہدوی فی المعالم النسخ انما یقرض علی الاوامر والنواہی وولن الاخبار اور اسی طرح امور عقلیہ
 قطعہ میں نسخ نہیں ہوتا جس طرح یہ کہ خدا موجود ہو اور نہ امور حسیہ میں مثلاً دن کی روشنی اور رات کی
 تاریکی اور جو اوامر و نواہی میں نسخ کے قائل ہیں اس میں بھی تفصیل ہو یعنی امر و نہی کا متعلق ہونا
 ایسے حکم عمل سے چاہیے جو وجود و عدم کا احتمال رکھتا ہو اور جو واجب یا متمنع ہو اس میں بھی نسخ
 نہیں ہو سکتا مثلاً خدا پر ایمان لانا اور شرک و کفر کا باطل جاننا اور وہ حکم جو وجود و عدم کا
 احتمال رکھتا ہو اس کی بھی دو قسم ہیں دائمی جس طرح اللہ صاحب نے فرمایا لا تقبلوا الہم شہادۃ
 ابداً دوسری غیر دائمی پس اول میں اہل اسلام قائل ہیں نسخ نہیں اور غیر دائمی میں تفصیل ہو ایک وقت
 کما قال اللہ تعالیٰ فاعفوا وصفحوا حتی یأتی اللہ بامرہ یعنی درگزر کرو اور خیال میں نہ لاؤ جب تک علیحدہ
 اپنا حکم اس قسم میں بھی وقت میں سے پہلے نسخ روا نہیں جانتے دوسرے غیر موقت یعنی
 مطلق اس قسم میں اللہ اس طرح قائل نسخ ہیں کہ علم خدا میں یہ بات مقرر تھی کہ فلان وقت تک
 یہ حکم نافذ رہیگا مگر اس حکم میں وقت کا بیان نہ ہوا تھا سو جب وقت آگیا خدا کے دوسرے
 حکم میں جو بظاہر مخالفت حکم اول کے معلوم ہوتا ہو اس کا بیان ہو گیا پس اس دوسرے حکم میں
 گویا ہر سبب تصور استعداد و فہم کے آدمیوں کو خلاف معلوم ہوتا ہو اور تبدیل پائی جاتی ہو
 لیکن حقیقت میں اور خدا کی نسبت حکم اول کی مدت کا بیان ہو نہ تبدیل مثال اس کی ملاحظہ یہ ہو
 کہ ایک شخص کسی حکم کو کہے کہ تو ہمارا لڑکا پرہیزگار اور ظاہر میں کوئی مدت مقرر نہ کرے مگر آسنے
 اپنے دل میں ٹھہر لیا ہو کہ چھ مہینے یا سال بھر یا دو برس یہ کام لو لگا اور جب وہ گزر جائے غول
 کر دے پس یہ بات ظاہر میں معلوم کی نزدیک تبدیل ہوا اور حقیقت اور اس شخص کی نسبت
 تبدیل نہیں ہو پس اہل اسلام کی اصطلاح میں نسخ سے حکم عملی مطلق کے مدت کی انتہا کا بیان
 مراد ہو جو وجود و عدم کا احتمال رکھتا ہو اور آدمیوں کے وہم میں اس کا مدام سمجھا جاتا ہو اور ظاہر
 کہ خداوند تعالیٰ نا عمل مختار جس طرح اور کارخانوں میں تعلیقات کیا کرتا ہو جیسے خدرست کو
 مریض کرنا اور مریض کو تندرست کرنا اور فقیر کو غنی کرنا اور غنی کو فقیر کرنا اور سزا کو گرمی اور
 گرمیوں کو برسات اسی طرح اپنی عبادت کے اقرار اور شیوہ عبودیت کی ورزش میں جس کی کسی
 جس کام کو چاہتا ہو کرنے کو کہتا ہو اور جب متوفی کرنا اس کام کا مقصود ہوتا ہو تو اس کو متوفی
 کہہ کے دوسرے کام کے لیے حکم دیتا ہو اور اگلے کاموں کی مینا کو جو علم الہی میں قرار پا چکے تھے

ظاہر کر دیتا ہو اور ہر کس طرح بعض امور تکوینیہ کے مصالح و مضار نہیں معلوم ہیں اسی طرح جملہ امور شرعیہ کے بعض باتوں کے مصالح و مضار دریافت نہیں ہوتے اور یہ بات کچھ اس سبب سے نہیں کرتا ہو کہ اسکو اپنے فضلے قدرت میں کچھ عجز ہو یا اسکے علم میں نقصان ہو بلکہ صرف اپنے اختیار مطلق کے سبب سے ایسا کرتا ہو اور مصلحت ہر بات کی وہی خوب جانتا ہو نہ کو ان مصلحتوں پر مطلع ہونا کچھ ضرور نہیں پس معلوم ہوا کہ نسخ عقلاً جائز و غیر ممنوع ہو اور جو کوئی نبی اگلی شریعت کی منسوخی کا دعویٰ کرے تو یہاں ظہار اسکا قاذح نبوت کا نہیں ہو اور دلیل اسکی وہی ہو جو اس نبی کے نبوت کی دلیل ہو عیسیٰ زمرہ معجزات قاہرہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے توریت کو درست و درست قرار کیا بعض احکام اس کے منسوخ فرمائے اور یہودی نادراض ہوئے چنانچہ حواریوں کی تحریر سے معلوم ہوتا ہو کہ احکام ابدی توریت کے حضرت عیسیٰ نے منسوخ کیے ہیں مثلاً یوم السبت کسب کی عزت کا حکم اور اسکے ماننے کی تاکید عمدتین کی کتابوں میں جایا لکھی ہو اور بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اسکی عزت پیغمبر کرتے آئے اسی طرح چند عبادت و قربانیوں کی تاکید اور چند باتوں کی حرمت بھی اور ثابت ہوتا ہو کہ پولوس مقدس کے زمانہ تک احکام شریعت موسویہ کے جاری تھے لیکن آہستہ آہستہ منسوخ ہوئے چنانچہ پولوس نامہ موسوہ اہل انیس کے دوسرے باب نسخہ عربیہ سلسلہ کے دس پانزدہم میں لکھتے ہیں اہل شریعتہ الوصایا بمقتداتہ یعنی عیسیٰ نے شریعت و صایا یعنی احکام توریت کو بیکار کر دیا اور نامہ موسوہ فلسوں کے باب دوم درس شانزدہم نسخہ فارسی سلسلہ میں لکھا ہو جو جگہ شامہ بارہ خوراک کی بادشاہند نے در خصوص عہد یا بلال بسببہا محرم نساؤ کو انیا انحلال اٹھا اندہ ہست کہ حقیقت آئنا منہ است انتہی اور نامہ عبرانیوں کے صفحہ ۱۳ میں ہر اور جب آئے نیا کہا تو پہلے کہ پرانی ٹھہرایا اور وہ جو پرانا اور دنی ہو ٹھننے کے نزدیک ہو پائیل حساب اس درس کی شرح میں لکھا ہو صیح ظاہر ہو کہ خدا نے اور بہتر رسالت کے اقرار کرنے سے پرانی اور زیادہ نقصان دہی کو منسوخ کرنے کا ارادہ رکھا ہو لہذا یہودیوں کا رسوماتی مذہب موقوف ہوتا اور وہ عیسوی اسکی جگہ قائم کیا جاتا ہو انتہی اور نامہ موسوہ عبرانیوں کے درس ہشتم باب ششم نسخہ اردو سلسلہ میں ہو اگر وہ پہلا عہد نامہ بے عیب ہوتا تو دوسرے کی تلاش موقوفی سورہ انکا عیب بتا کر کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ فرمانا ہو دیکھو دے دن آئے ہیں کہ بنی اسرائیل کے گھر دیکھو اور یہود کے گھر ان کے لیے ایک نیا عہد نامہ ٹھہرا دیا اور یہ اس عہد نامہ کے مانند ہو گا جسے میں نے ان کے باپ داود کے ساتھ کیا بلکہ یہ وہ عہد نامہ ہو جسے میں بنی اسرائیل کے گھر ان کے

ان دنوں کے بعد دونوں کا انتہائی خلاصہ یہ کہ اگر شریعت موسویہ پر اعتراض نہ کیا جاتا تو شریعت عیسویہ کے لیے جگہ کہاں سے آتی کما فی النسخۃ العربیۃ سلسلۃ اقلوکان العہد الاول غیر معرض فیہ لم یوجد للناس فی موضع لانه قد اقرض پس اگر معرض فیہ کے یہ معنی ہیں کہ موقوف کی گئی شریعت موسویہ تو نسخ ہو اور اگر صحت پر اعتراض ہو تو تحریف ہو اور اسی نامہ کے درس ۱۸ باب ہفتم نسخہ ۱۳۹ میں لکھا ہے میں اگلے حکم کم زور اور سیفائدہ ہونے کے سبب سے منسوخ ہیں اور کتاب اشتہار توریت سے واضح ہو کہ عورت مطلقہ سے دوسرے کو نکاح کرنا جائز ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قتل انجیل اول میں باب نوزدہم درس نہم میں ہے کہ فرمایا جس نے زن مطلقہ سے نکاح کیا اسے زنا کی اور باب ہفتم ہم پیدائش کے درس نہم سے چار دہم تک حکم ختنہ کا ہے اور عبارت سے صاف ختنہ بدینہ ظاہر ہے و لہذا حضرت عیسیٰ کا بھی ختنہ ہوا تھا چنانچہ انجیل دوم کے باب دوم درس اکیس سے ظاہر ہے اور پلوپوس حواری نامہ موسومہ غلاطیہ کے باب پنجم میں لکھا ہے کہ اگر شما محتون شدند مسیح در بارہ شما سودمند نخواہد بود اسی جگہ سے عیسیٰ کہتے ہیں کہ ختنہ کا حکم منسوخ ہو چکا ہے حالانکہ یہ حکم ابدی تھا نہ میعاد می جیسا کہ توریت میں موجود ہے و لہذا وہ فرماتا ہے میرا عہد تمہارے جسموں میں عہد ابدی ہو گا الغرض ایسے ایسے شواہد ناچار ہو کر اب عیسیٰ بھی قائل ہیں کہ توریت کے احکام منسوخ ہوئے ہیں اگر انجیل کے احکام منسوخ نہیں ہوئے اور نہ ہو سکتے ہیں کیونکہ لوقا کے اکیسویں باب کے ۳۳ آیت میں مسیح کا یہ قول لکھا ہے کہ آسمان و زمین ٹل جائیں گے لیکن میری باتیں نہ ٹھنکیں گی انتہائی میں کہتا ہوں کہ یہ کلام حضرت مسیح علیہ السلام کا اگر با شاد و صحیح ثابت ہو تو از روئے سابق عبارت عام نہیں ہو بلکہ صرف اس پیشین گوئی کی بابت ہے جو جناب مسیح نے اس آیت پیشتر اسی باب میں ذکر فرمائی ہے اور وہ معنی اس کی یہ ہے کہ اگر افرض آسمان و زمین ضائع ہو جائیں مگر میری باتیں اس پیشین گوئی کی بابت ہرگز نازل ہونگی چنانچہ متی کے ۲۴ باب کے ۳۵ درس کی شرح میں مفسرین عیسائیوں نے خود لکھا ہے اور درس ۳۴ کو مطابق درس ۳۳ مذکور اصد لوقا کے ہے اور خلاصہ اس کا یہ ہے کہ اس قول سے یہ مراد ہے کہ میری یہ پیشین گوئیاں یقیناً پوری ہوں گی اور ایک مفسر معتبر عیسائی لکھتا ہے کہ حاصل کلام عیسیٰ علیہ السلام کا یہ ہے کہ اگرچہ آسمان و زمین اور سب اشیا کی نسبت قابل تبدیل نہیں ہیں تو بھی ایسی استوار نہیں ہیں جیسی میری پیشین گوئیاں ان چیزوں کی بابت استوار ہیں و نہ سب ٹھنکیں مگر میری باتیں ان پیشین گوئیوں کی بابت ہرگز نہ بدلینگی اور جو بات

اب میں نے بیان کی ہو اسکا ایک شوشہ مطلب سے متجاوز نہ ہوگا انتہی قولہ خلاصہ اس تقریر کا یہ ہوا کہ دلیل عیسائیوں کی ناقص و نامہم ہو اور امکان شیخ خدا کے کلام میں جسکے محال ہونے کا دعویٰ بعضے پادری ناواقف و بے علم کرتے ہیں ثابت ہوتا ہو نسخہ توریت سے اور وقوع بافضل اسکا بعض احکام کی منسوخی سے واضح ہو جو حضرت مسیح علیہ السلام کی تشریف آوری سے پیشتر منسوخ ہوئے ہیں چنانچہ کتاب پیدائش کے پہلے نسخہ ۱۲۵ میں حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت خطاب الہی واسطے اباحت عام کے ہوا ہو اور نوین باب میں حضرت نوح علیہ السلام کی نسبت بھی وہی حکم رہا کہ سب اشیاء رکھا و بعد اس کے کتنے جانور کہ منجملہ اُنکے خوک بھی ہو حضرت موسیٰ کے عہد میں حرام ہوئے اور کتاب پیدائش کے باب ۲۹ ورس ۱۶ میں ۲۰ تک جان تصدہ حضرت یعقوب کا لکھا ہو نکاح بین الاختین جائز معلوم ہوتا ہو پھر توریت میں جمع بین الاختین حرام ہوا اسی طرح اور احکام تبدیل ہوئے ہیں کہ صاحب استفسار نے اُنکی تفصیل فرمائی ہو اور تشریف آوری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے توکل اور وفواری توریت کے پولوس کی تقریر سے منسوخ معلوم ہوئے ہیں جیسا اوپر لکھا گیا اور ایک قول اسکا اعمال احوار میں کے پذیر و موافق باب کے جو بیسویں ورس نسخہ ہندیہ ۱۳۹ میں یہ ہو کہ جب کہ سمجھنے سنا کہ بعضوں نے ہم میں سے نکاح تہمین باتین کو کہ گھبرا دیا اور یہ کیکے تھارے دلون کو بھیرا کر دیا کہ ختنہ کرواؤ اور شریعت پر چلو باوجودیکہ منہ اخصین یہ حکم نہیں دیا تھا الی قولہ ورس ۲۸ کہ روح القدس کو اور بھوکو اچھا لگا کہ سوائے چند باتون کے تہیر فریادہ بوجہ نذالین تم بتون کے لیے فوج ہوئی چیزون سے اور لو اور گلا گھوٹے ہوئے جانور کے کھانے سے اور زنا کاری سے پرہیز کرو و السلام پس ایک طرفہ ماجرا ہو کہ توریت کے احکام منسوخ ہونے کے بعد چار چیزیں حرام رہیں تھیں اب سوائے زنا کے اور کسی کی حرمت باقی نہیں ہو اور کہتے ہیں کہ ان چیزوں کی حرمت میں بھی علما میں اختلاف تھا اور یہ بات پولوس کے نامہ سے جو رومیون کو لکھا ہو نکالتے ہیں یعنی وہ کہتا ہو کہ مجھے خداوند مسیح سے معلوم ہوا اور میں نے یقین جانا کہ کوئی چیز اب ناپاک نہیں لیکن جو اسکو ناپاک جانتا اس کے لیے ناپاک ہو پس انجیل میں بھی نسخ ہوا اور طیس کے باب اول ورس پانزہم میں ہو کہ پاک لوگوں کے لیے سب کچھ پاک ہو پھر ناپاک اور بے ایمانوں کے لیے کچھ پاک نہیں انقض ان سب باتون سے کہ خبکی حرمت باقی رہی تھی وہ بھی حلال ہیں ولسذا نصاریٰ کے عالمون نے ان سب کی حلت کا فتویٰ دیا ہو اور ایک بات اور بھی حاصل ہوتی ہو کہ انجیل میں خود حضرت عیسیٰ نے بعض احکام منسوخ فرمائے ہیں چنانچہ جناب

مسیح کا حکم اول امتی کے دسویں باب کے ۵ و ۶ درس میں حواریوں کے بابت یہ ہے کہ ان بارہوں کو یسوع نے فرما کر بھیجا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں نہ جانا بلکہ پہلے اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی جھڑون کے پاس جانا اور پھر ان لوگوں کو حق میں فرض کے باب شانزدہم کے ۵ اور ۱۰ میں یہ کلام لکھا ہے کہ تمام دنیا میں جا کر ہر ایک مخلوق کے سامنے انجیل کی منادی کرو اور سراسر قول پہلے کا نسخ ہو اگرچہ خود مسیح نے موقوف کیا لیکن یہ تو ثابت ہوا کہ مسیح کے قول میں نسخ جائز ہی پس اس مقام سے یہ مقصد حاصل ہوا کہ نسخ تو ریت میں اور انجیل میں بلاشبہ ہوا ہی مگر ادا مردنوا ہی میں نہ اخبار قصص میں وہ بھی موافق قاعدہ مرقومہ صدر کے نہ یہ کہ تمام انجیل و تورات لفظ لفظ نسخ ہو آلا بسبب تحریف بدویاتوں کے دونوں اعتبار کے لائق نہیں ہیں اقصیٰ حضرت عیسیٰ مریع ہوئے اور یہود و سولی دیا گیا تو مریم مع مریم مجد لانی اس جگہ آئیں اور روئیں تب شاید اللہ عیسیٰ کو بھیجا کہ حال مریم کا پوچھو مریم نے دیکھا تو ان کے دلوں تسلی ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آسمان پر اٹھا لیا ہے اور نہایت بزرگی و عظمت و شان سے رکھا ہے بعد اسکے اللہ نے پھر اٹھا لیا اور دونوں عورتیں اپنے اپنے گھر آئیں جانا چاہیے کہ مجد لان ایک قریہ سو ادا نطا کیہ میں ہے اسیکی طرف مریم کی نسبت ہے اور سبب اسکے آنے کا مریم کے ساتھ یہ تھا کہ مریم مجد لانی ایک عورت ضعیفہ صالحہ عابدہ تھی اسکو بیماری استخاضہ کی لاحق ہوئی سو وہ بیمار تھی اس مرض کو پوشیدہ رکھتی تھی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر ہوئے اور خبر مشہور ہوئی کہ بیمار لوگ ان کے چھو لینے سے شفا پاتے ہیں وہ بھی آئی اور پشت سے لے کر اپنا ہاتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر رکھ دیا حضرت نے فرمایا جسے بہ نیت خالص اپنا ہاتھ مجھ پر رکھا ہے اگر بیمار ہو تو یا اسی مرض لاحق ہے نجات پائے اسیدم سے دم استخاضہ ایجا منقطع ہو گیا اور وہ ایمان بھی لائی اور باطن کی نجاست سے پاک ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہایت محبت کرنے لگی یہاں تک کہ خبر قتل مشہور ہوئی یہ سنکر بطور تعزیت حضرت مریم کی خدمت میں آئی تھی اور بیچ والہ میں شریک ہوئی تھی جب حضرت مریم سولی کی طرف چلیں تو یہ بھی ہمراہ ہوئی کذا فی الجواہر اور اخبار الدول میں ہے کہ وہب ابن منبہ کہتے ہیں کہ سات دن بعد رفع کے حضرت عیسیٰ نہایت پر اور تر سے نو مبارک روشن ہو گیا اور اپنے حواریوں کو طلب کیا اور ارشاد فرمایا کہ تم خلق خدا کو توحید کی دعوت کرو بعد اسکے اپنی والدہ کے پاس آئے اور انکو

فی آیت
 وایں میں
 علامہ
 ہوا

اپنے مکان کی خبر دی اور سچے و شمعوں سے فرمایا کہ میری والدہ کی تعظیم و تکریم میں بہت
 کوشش کیجیو اور انکا ساتھ نہ چھوڑو بعد ازاں پھر اٹھائے گئے اور توجہ اور افتتاح میں لکھا
 کہ ساتویں دن کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مریم مجدلانی کے گھر میں تشریف لائے اور چارین
 بلوا کر یہ وصیت فرمائی کہ دنیا فانی ہو اور خدا کے پاس تمکو اور مجھکو جانا ہو اس عالم میں کسی سے
 لڑائی بگاڑ نہ کرنا اور صلاح و تقویٰ میں بسر کرنا اور عورتوں کو روزہ رکھنے کی تاکید کرنا اور
 پرہیزگاری اختیار کرنے کو سمجھانا اور سب آدمیوں سے بحسن خلق پیش آنا یہاں تک کہ جو کوئی تمھارے
 ساتھ ایک کوس چلے تم دو کوس جانا اور جو کوئی تم پر ظلم کرے اس سے انتقام کا ارادہ نہ رکھنا پھر چوتھ
 خلیفہ کیا اور پھر آسمان پر اٹھائے گئے آخر زمانہ میں نزول مہمیت فرمائینگے اور رجال ملعون کو
 مارینگے واقتدا علم بالجملہ بدرفع ورج عیسیٰ علیہ السلام کے حضرت مریم چھ برس زندہ رہیں عمر انکی
 ترین برس کی ہوئی کنسیہ حسانیہ میں مدفون ہیں کثافی اخبار الدول اور تنبیہ الغافلین میں امام
 ابواللیث سمرقندی نے لکھا ہو کہ قبل نزاع عیسیٰ علیہ السلام کے حضرت مریم نے وفات پائی کثافی
 نزاد المسیہ و ہذا اقرب الی الصواب معالم التنزیل وغیرہ تفاسیر معتبرہ میں لکھا ہو کہ یہود نے حواریوں کو
 قید کیا یہ خبر شاہ روم نے سنی اسنے ایک لشکر عظیم الشان بھیجا کہ اکثر یہود مارے گئے اور حواریوں کو
 رہائی پائی تب شمعوں نے سچے و تومان کو جو کہ صادق و صدوق کہلاتے تھے جانب انطاکیہ بنابر
 دعوت خلق الی الحق روانہ کیا متصل اس شہر کے حبیب بنجار سے ملاقات ہوئی اسنے
 سلام علیک کو کہے پوچھا تم کون ہو بڑے ہم عیسیٰ علیہ السلام کے رسول ہیں بنابر ہدایت اہل انطاکیہ
 آئے ہیں حبیب نے کہا کوئی دلیل و حجت آپ کے پاس ہو کہنے لگے کہ ہم اندھے اور کور بھی کو
 بحکم خدا اچھا کرنے ہیں حبیب نے کہا میرا بیٹا دو برس سے بیمار ہو اور اطباء اسوقت کے آسکے
 علاج میں عاجز آ گئے ہیں تم اسکی صحت کی دعا کرو چنانچہ دونوں نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے
 شفای بخشی اور یہ خبر شہر انطاکیہ میں مشہور ہوئی اور مرضیوں نے یورش کیا یہاں تک کہ جو حضرات
 اچھا ہو گیا اسی عرصہ میں ایک سلطان جانب قیصر روم سے ابطحس یا طبعست نامی انطاکیہ میں تھا
 اسنے خبر پائی اور طلب کیا اور پوچھنے لگا تم کون ہو انھوں نے کہا رسول عیسیٰ ہیں بولا کیا دیا
 کہا ہم بت پرستی سے منع کرتے ہیں وہ خود بت پرست تھا اسنے بلاتل قید کیا معالم التنزیل میں
 لکھا ہو کہ بادشاہ نے کہا سوا سے بتوں کے اور بھی کوئی خدا ہو جسکی عبادت تم کرا پا چاہتے
 ہوئے کہ وہ خدا ہو جسنے تمکو اور تمھاری بتوں کو بنایا ہو تب بادشاہ نے گرفتار کیا اور بہت

ابن نمبر کہتے ہیں کہ یہ دونوں رسول انطاکیہ میں پہونچے ایک مدت تک کسی نے بادشاہ خبر نہ کی ایک دن بادشاہ باہر شہر کے نکلا تو ان دونوں نے ذکر اتمی شروع کیا بادشاہ نے غصہ ہو کر سو سو کوڑے مارے یہ خبر شمعون کو پہونچی وہ انکی اعانت کو روانہ ہوئے اور شہر میں پہونچے اور سلطان کے امیروں سے ملکر مقرران شاہی میں داخل ہوئے بیان تک کہ بادشاہ کے ساتھ تنجائے میں جاتے اور اپنے خداوند تعالیٰ کو سجدہ کرتے اور ظاہر میں لوگ جانتے کہ بتوں کو سجدہ کرتے ہیں اسی قصے کا اشارہ سورہ یسین میں ہے وارض لم یثلموا صحاب القریۃ

اور جار ہا المرسلون اور اسلنا الیم اتین نلکذہ بوما فقرنا ثلث ثلثا لوانا الیکم مرسلون یعنی بیان کرتے تھے واسطے ایک کماوت لوگ اس گانوں کی جب آئے آسمین بھیجے ہوئے جب بھیجے ہم نے انکی طرف دونوں انکو جھوٹھلایا پھر ہم نے زور دیا تیسرے سے تب کہا ہم تمہاری طرف آئے ہیں بھیجے ہاتھ شمعون کو بادشاہ کے مزاج میں کمال دخل پیدا ہوا کہ بلاشورہ انکے کوئی بات نہ کرتا اس عرصہ میں ایک دن شمعون نے بادشاہ سے کہا کہ یہ دو شخص غریب جو قید ہیں انکا قصور کیا ہے بادشاہ نے کہا کہ یہ دونوں شخص کہتے ہیں کہ سوائے بت کے اور بھی کوئی خدا ہے شمعون نے انکو بلایا کہ پوچھا تم کسکو مانتے ہو بولے خالق زمین آسمان شمعون نے کہا خالق تمہارا کیا کرتا ہے بولے اندھے کو سوجھ دیتا ہے تب بادشاہ نے ایک اندھا بلایا وہ انکی دعا سے اچھا ہوا تب شمعون نے بادشاہ سے کہا کہ اے بادشاہ تم پہلے اپنی بتوں سے کہو کہ اندھے کو اچھا کریں بادشاہ نے چپکے شمعون سے کہا کہ بتیں کچھ قدرت نہیں رکھتی ہیں پھر شمعون نے ان دونوں سے کہا کہ تمہارا خدا اور بھی کچھ کر سکتا ہے انھوں نے کہا مردے زندہ کرتا ہے تب شمعون نے کہا کہ اگر ایسا واقع ہو تو میں ایمان لاؤں معاملہ انشربل میں لکھا ہے کہ اس بادشاہ نے کہا اس شہر میں ایک شخص مر گیا ہے اور سات دن سے دفن نہیں ہوا ہے سو تم اسکو زندہ کرو تب دونوں شخص اس مردہ کے پاس آئے اور پکار پکار دعا کرنے لگے اور شمعون نے پوشیدہ دعا فرمائی اللہ جل شانہ اپنی عنایت سے اسکو زندہ کیا تب وہ مردہ اٹھکر بولا کہ میں سات دن سے مر گیا تھا تمکو نصیحت کرتا ہوں کہ شرک و بت پرستی چھوڑ دو اور اللہ کا ایمان لاؤ کیونکہ میں نے ایک مشرک بت پرست کو برے حال سے دوزخ میں دیکھا ہے تم بھی اس سے تو بڑھ کر نہیں تو ایسی ہی بلا میں پڑو گے بعد اسکے کہنے لگا کہ میں نے درود لے آسمان کے کھلے چھو دیکھے

تو ایک جوان خوبصورت نظر آیا کہ ان تینوں کی شفاعت کر رہا تھا بادشاہ نے پوچھا وہ تینوں شخص کون ہیں اس نے کہا ایک شمعون اور دو شخص یہ دونوں قیدی ہیں بادشاہ نے سخت تعجب کیا اب شمعون نے جانا کہ اس شخص کے کلام سے بادشاہ کے دل میں اثر کیا تب کہنے لگا کہ ہم تمہارے پاس آئے ہیں سو تم ایمان لاؤ کہ بادشاہ ایمان لایا اور وہ مردہ پھر مر گیا اور ابن اسحاق کعب اخبار سے روایت کرتے ہیں کہ بادشاہ ایمان نہیں لایا بلکہ زیادہ تر کا فر ہوا اور ان تینوں کے قتل پر مستعد ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ لوگ کفر قائم رہے جو لوگ ایمان نہ لائے تھے وہ لوگ قتل پر مستعد ہوئے جب حبیب بخار کو کہ شہر کے پرلے سرے پر مقیم تھا پہونچی وہ آیا چنانکہ سورہ یسین میں ارشاد ہوا و جا من اتھہ المدینۃ رجل یسعی قال یا قوم اتبعوا المرسلین اتبعوا من لا یشکم اجرا ہم متدعون یعنی آیا شہر کے پرلے سرے سے ایک مرد دوڑتا ہوا بولا اسی قوم چلو راہ پران بھیجے ہودن کے چلو راہ پر ایسوں کی جو تم سے نیک نہیں لگتے اور راہ سوچے ہیں تب اسی قوم کا پاک نے اسکو شہید کیا کہ وہ داخل بہشت ہوا کا قال اتھہ قیل اوصل الجنۃ قال یا لیت قومی یعلون بما غفرت لربی وجعلنی من المکر من ینبئ حکم ہوا کہ جلد جا بہشت میں بولا کس طرح میری قوم معلوم کریں کہ بخشا مجھ کو میرے رب نے اور کیا مجھ کو عزت والوں میں فائدہ قول محمد اسحاق کا درست معلوم ہونا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قالوا انا تطیرنا ربکم لیکن لم نغفر لکم ولیمسکم منا عذاب الیم یعنی بولے ہم نے نامبارک دیکھا تمکو اگر تم نہ چھوڑو گے تو ہم تمکو سنگسار کر نیکی اور لگیگی تمکو ہمارے ہاتھ سے دکھ کی مار پس اگر وہ لوگ ایمان لاتے تو اس طرح کیوں کہتے اس سے ثابت ہوا کہ ایمان نہیں لائے اور نامبارک اس بات پر کہا ہو کہ شامت اعمال سے پانی کا نہا اور درختوں کا آگنا اور اولاد کا پیدا ہونا بالکل بھڑھو گیا تھا اور قحط کی شدت سے لوگ مرے جاتے تھے فائدہ اگرچہ اس قوم نے حبیب بخار سے یہ دشمنی کی کہ اسکو ناحق قتل کر ڈالا مگر اسکو بیان تک حیر خواہی رہی کہ بعد موت فرمایا اگر میرا حال قوم کے لوگ معلوم کر تو شاید ایمان لاویں اور بہشت کی تمنا سے بت پرستی چھوڑ دیں فائدہ ان حواریوں کی رسالت میں یہ تحقیق ہو کہ یہ تینوں شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رسول تھے نہ کہ رسول اللہ اور جو یہ ارشاد ہوا فقرنا ثبالت اسکا سبب یہ ہو کہ یہ تینوں جانب انطاکیہ خدا کے حکم سے

جیسے گئے تھے اب باقی یہ رہا کہ یہ رسول حضرت عیسیٰ کے سامنے گئے تھے یا بعد رفع و رجوع
ان کے حکم سے شمعون نے بھیجا تھا بعضے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ نے خود بھیجا تھا مگر صحیح یہ ہے
کہ شمعون کو حضرت عیسیٰ نے اپنا خلیفہ فرمایا تھا انھوں نے موافق ارشاد اُن کے بھیجا تھا
فائدہ سدی کے نزدیک حبیب بخار کمندی کرتے تھے اور وہب کے نزدیک حریر باف تھے
ان کے بیماری حذام کی تھی نعوذ باللہ منہ یہ حضرت عیسیٰ کی دعا سے اچھے ہوئے اور ایمان لائے
اُسکی برکت سے یہ طریق ہو گیا کہ اپنی مزدوری سے نصف روپیہ خدا کی راہ میں صرف کرتے
اور نصف اپنے اہل و عیال کے صرف میں لاتے اور صلاح و تقویٰ میں ایسے متنازع تھے کہ
اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اور قبادہ سے روایت ہے کہ حبیب ایک بڑھی تھا ہمیشہ عبادت حق
مشغول رہتا جب اُسکو حواریوں کی خبر پہنچی تب اُس نے آکر اپنا دین ظاہر کیا اور حواریوں کو
کہنے لگا کہ اس بات پر تم کچھ مزدوری چاہتے ہو کہنے لگے کہ ہم کچھ مزدوری نہیں چاہتے
تب حبیب نے قوم سے کہا تم لوگ انکی متابعت کرو کہ یہ لوگ کچھ اجرت نہیں چاہتے ہیں
تب کافروں نے اُسکو گرفتار کر کے بادشاہ پاس پہنچایا اُس نے پوچھا تو انکے تابع جیسیں
کہا کہ مجھ کو لائق نہیں کہ بندگی نہ کروں اُسکی جس نے مجھے بنایا اور اسکی طرف پھر جاؤ گے
بھلا میں پکڑوں اُسکے سوا سے اور وہ کو پوچھا کہ اگر مجھ کو چاہے رحمان تکلیف دینا کچھ کام
نہ آوے مجھ کو انکی سفارش اور نہ وہ مجھ کو چھڑا دیں تو میں بھٹکا رہوں صریح حیا بخند صاحب
سورہ یس میں فرماتے ہیں والی لا اعبد الذی نظرنی والیہ ترجون راخذ من دونہ آیت

ان یرون الرحمن بضر لا تغن عنی شفا عظم شیا ولا ینقذون انی اذا لقی ضلالا مبین جب یہ کلام
حبیب بخار نے بر ملا فرمایا تو ان لوگوں نے مارنے کا قصد کیا تب حبیب نے رسولوں سے
خطاب کر کے کہا انی آمنت برکم فاسمعون یعنی میں ایمان لایا تمھارے رب کا تم سنو اور گواہ ہو
پھر ان کافروں نے حبیب کو شہید کیا اس حال میں اُسکی زبان پر جاری ہوا اللہم اہد قومی اور
سدی کے نزدیک سنگسار کیا اور حسن سے روایت ہے کہ رسیوں سے باندھ کر بیرون شہر لٹکایا اور
حسن بصری سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حبیب کو زندہ آسمان پر اٹھالیا اور داخل مشیت فرمایا
اسی کا اشارہ ہے قبیل اوصل الخبتہ مزار مبارک حبیب بخار بازار افلاکیہ میں ہے جو حبیب یطلم حبیب بخار
ہوا تو اُسکی سنرا میں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیجا انھوں نے ایک آواز
ایسی کی کہ سب کفار و مان کے مر گئے اور وقت منع کھتے تھے افسوس ہم ایمان کیوں نہ لائے

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اکاشی برس تک دین عیسوی قائم رہا
 بعد اسکے پولوس یہودی نے نصارے کو راہ کفر میں ڈال دیا اور طریق راست سے پھیر دیا اور
 واقعہ یون ہوا کہ پولوس یہودی شدید الکفر جسکو باپا نرول بھی کہتے ہیں ملیاس درویشی ایک
 نصرائی کے گھر میں آکر مقیم ہوا اور ایسا گوشہ نشین بنا کہ مطلق لوگوں سے ملاقات ترک کر دی
 آخر کار وہ نصرائی مع توابع و قبائل معتقد ہوا جب اسنے جانا کہ ایک جامعہ میری معتقد ہو گئی تو
 ایک روز کہنے لگا کہ عیسیٰ نے مجھے بھیجا ہے تین آدمی صاحب علم و ذہن ہوش میرے پاس آویں
 تو میں اُن سے پیغام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کہوں چنانچہ ایک لشوراد و سرمار مار یعقوب
 تیسرا ملکا کہ تینوں بڑے عالم تورات و انجیل کے تھے حاضر ہوئے اُسے ہر ایک سے علمدادہ ہو
 مختلف پیغام بیان کیے اور خود مردود الاثرۃ اپنے صومعہ میں دروازہ بند کر کے داخل ہوا
 اور گلا کاٹ کر داخل جنم ہوا جب صبح ہوئی تو نصاریٰ نے اُن عالموں سے پوچھا کہ پولوس نے
 تم سے پیغام عیسیٰ جو کچھ بیان کیا ہو مجھے کہو ہر ایک نے دوسرے کے خلاف بیان کیا نصاریٰ
 کہا ہم ان باتوں کو اسوقت صحیح جانینگے جب بے واسطہ پولوس کی زبان سے سنیں اسی واسطہ
 دروازہ صومعہ کھولا اور پولوس کو مردہ پایا اسی جگہ سے نصاریٰ تین فرقتے ہو گئے ایک یسوع
 و مکانیہ و نظوریہ اور تفسیر معالم النضرل میں ہر کہ نصاریٰ کوئی فرقتے ہو گئے ثلثہ مذکورہ اور چوتھا
 مزدشبیہ سو بار یعقوبیہ نے کہا عیسیٰ اللہ ہے اور ملکا نیا اسکے موافق ہوئے اور نظوریہ کے کہ عیسیٰ
 خدا کا بیٹا ہے اور مزدشبیہ نے کہا عیسیٰ تیسرا ہے تین کا آسیدم سے دین عیسوی میں اختلاف پڑا
 چنانچہ رسالہ اعمال کے باب نہم کے ستر موہن درس میں اور باب سیزدہم کے نوین درس میں لکھا ہے
 کہ اس یہودی نے حواریوں میں داخل ہو کر روح القدس سے مستفیض ہونے کا دعویٰ کیا اور
 یہی شخص ملت عیسویہ کا مبدع قرار پایا اور اسی نے تملیث نکالی اور غوک اور گودہ اور پیشاب کو
 پاک ٹھہرایا فائدہ اس جگہ بنا بر ابطال مسئلہ تملیث کے کچھ بیان کرنا مناسب ہوا اس واسطے لکھا
 جاتا ہے کہ تمام عیسائی و یہودی و محمدی اس بات کے قائل ہیں کہ خدا وجود و مبدع کل کائنات ہے
 جسکا ہونا واجب و ضروری اور سب سے مستغنی و بے نیاز ہے اور جو مبدع کل ہو اسکی شانین میں
 اول وہ ایسی چیز ہے کہ حدود و قیود سے منزہ ہے نہ ایسا کہ جب تک محدود نہ ہو تب تک ہے
 نہ کہہ سکے کہ ہر مثلاً انسان کہ جب تک جو ہر مقید بحکم و مقید بحیوان اور حیوان مقید بنا
 اور باطن مقید باوضاع مخصوصہ نہ ہو تب تک نہیں کہہ سکتے کہ کوئی انسان موجود ہے یا مثلاً جسم کہ جب

پایا جائیگا محدود و محدود متناہیت ہوگا دوسرا وہ ایسا ہو کہ دوسرا اسکے مقابل نہیں ہو سکتا تیسرا کوئی موجود اس سے بے نیاز نہیں بلکہ ہر چیز پر ان میں ہمیشہ اسکی نیاز مند ہو اگر نیاز مند نہیں ہو اس صورت میں مبدی کل انسان اور جانور اور درخت اور پتھر اور زمین و آسمان اور سمندر اور آفتاب و مہتاب وغیرہ نہیں ہو سکتے کیونکہ سب متناہی ہیں اور اس کے نشان ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن چنانچہ حضرت اشعیا کی زبان سے فرماتے ہیں کہ میں اول ہوں اور میں آخر ہوں اور میرے سوا کوئی نہیں اور اسی لیے حضرت موسیٰ نے خدا کا حکم کتاب الاستثناء و توحید کے پندرہویں درس سے انیسویں تک فرمایا کہ آپ سے تم خبردار رہو کہ خدا نے آگ میں سے تمہارے ساتھ باتین کی ہیں اور تم نے کوئی شکل نہیں دیکھی نہ وہ کہ تم خراب ہو جاؤ اور عبادت کے لیے کوئی شکل الہی چیز مقرر کر دو اور اسی کتاب کے باب سیزدہم میں ہے کہ جو کوئی نبوت کا دعویٰ کر کے نئی چیز کو معبود کہے اس سے جھوٹھا جانو بلکہ مار ڈالو اگرچہ بڑے بڑے معجزات دکھلاوے لفظی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہماری اسی تقریر سے اگر درست ہو مبدی کل نہیں ہو سکتے اس لیے کہ اپنے مرتبہ ظہور میں شخص و محدود ہیں اور اگر ایسے نہ ہوں تو ان کے موجود ہونے کی کچھ معنی نہ ہونگے اور اگر یہ دلیل درست نہیں تو کس دلیل سے باطل ہو سکتا ہے کہ سب کا خدا واحد نہیں ہے علیحدہ ہے بلکہ ہر ولایت کا یا ہر ایک نوع موجودات کا بلکہ ہر ایک شخص کا خدا علیحدہ ہوا اور کیا وجہ ہے کہ ہر ایک شے پر احتمال خدا ہونے کا نہ ہو سکے اور کیا سبب ہے کہ مریم کا بیٹا خدا ہوا اور کونسلیا کا بیٹا رام چندرا اور دیو کی کا بیٹا کنھیا خدا نہ ہوا اور کیا وجہ کہ بشن اور مادو خدا نہ ہوں اور کیا دلیل ہے کہ نفوس کو کہہ اور عقول عشرہ جنکو مجوسی مفسوس الاختیار ایجاد و افنا میں جانتے ہیں خدا نہ ہو سکیں اور بن باپ ہونا اگر موجب اہمیت ہو تو چاہیے کہ آدم خدا ہوں بلکہ اکثر اکابر ہوں کہ بھتیجے بن باپ اور بھتیجے بن مان پیدا ہوئے ہیں خدا ہوں اور حضرت عیسیٰ کا بن باپ ہونا تو عقلاً مشتبہ ہے اس لیے کہ حضرت مریم یوسف کے نکاح میں تھیں چنانکہ اس زمانے کے معاصرین یہود جو کچھ کہتے ہیں سو عیسائیوں پر ظاہر ہے اور مردہ زندہ کرنا حضرت عیسیٰ کا بھی نبی خدائی نہیں ہو سکتا کیونکہ اسی طرح ان کے شاگردوں نے بھی مردے زندہ کیے ہیں اور حضرت الیاس نے مردہ زندہ کیا اور حضرت خرقیل نے ہزار ہا مردے زندہ کیے ہیں وامت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ہزاروں ولی اللہ

ایسے گزرے اور موجود ہیں جنہوں نے مردے زندہ کیے ہیں اگر حضرت عیسیٰ اس سبب سے
خدا ہوئے تو یہ سب بھی خدا ہو سکتے ہیں اور اگر عیسائی لوگ بنظر اور حقیقت کے کہ جان
دن سے آدھ ہیں حضرت عیسیٰ کو خدا جانتے ہیں تو اس بات میں بڑا شبہ پڑتا ہی کیونکہ وہ حقیقت
موجود ہر شے کے واسطے کہہ سکتے ہیں بلکہ یقیناً ہم کہتے ہیں کہ جسم و جان کی بڑی ایک
حقیقت ہی یعنی بابہ الوجود تہ جسکے باعث سے وجود ہر شے قائم ہوتا ہی سو یہ حضرت عیسیٰ کی
ذات خاص پر منحصر نہیں ہر چیز کے لیے وہی حضرت حق جل و علی حقیقت واقع ہی اور
مرتبہ وجوب و اسکان و قدم و حادث و مجرد و جسمانی و مومن و کافر و نجس و طاهر میں ظاہر ہو
لیکن ہر منظر کا حکم جدا ہی کما قال قائل سے ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد و گروہ مراتب نامی
زندہ یقی و اور اسی پر ظاہر شریعت کے احکام جاری ہیں اور یہ وجود باوجود طور و نما مختلفہ
مرتبہ احدیت صفت میں نقائص سے پاک ہو اور نقصان کثرت اسپر عائد نہیں ہوتا صراح
شعاع آفتاب باوجودیکہ طہارت و نجاست پر پڑتی ہی خود نجس و طاهر نہیں ہوتی اور بغض عیسائی
متصف بھی اسی کے قائل ہیں کہ ساری موجودات خدا کے خیالوں کا اظہار اور بیان ہی
جو عالم کی پیدائش میں ظاہر اور مجسم ہو کر مرنی ہوئے ہیں جیسا ہمارے حضرات صوفیہ
بیان فرماتے ہیں قطع نظر اس سے جب اور ہی حقیقت کی راہ سے حضرت عیسیٰ خدا ہیں
تو اس مرتبہ میں تعدد شخصی کہاں ہو اور جب تعدد شخصی نہوا پھر تثلیث کہاں سے آویکی
حالانکہ عیسائی لوگ تثلیث قائم کر کے ہر ثالث کو خدا کہتے ہیں چنانچہ انکے عقائد میں
موجود ہو کہ باپ غیر مخلوق بیٹا غیر مخلوق روح القدس غیر مخلوق باپ خدا کا بیٹا روح القدس
خدا اور اگر باعتبار تعدد شخصی کے تثلیث نہ ٹھہرے بلکہ تعدد اعتباری تصور کیا جائے
تو حضرت واجب الوجود کی نسبت باعتبار تعدد صفات کے بہت خدا نکلیں گے تین چھتر
قطع نظر اس سے ساری دینی کتابوں میں جو عیسائیوں کے پاس ہیں یہ مضمون موجود ہی
کہ بیٹا باپ سے متولد ہوا اور دونوں سے روح القدس ہوا چنانکہ کتاب غار اور عقائد فارسی
کہ سلسلہ امین ترجمہ ہو کر چھپی ہو موجود ہی کہ پسر فقط از پدرست و متولدست و روح القدس
از پدرست و از پسرست و استخراج پس ایک سے دوسرے کا نکلتا ثابت ہوا اور بیون
مرتبہ کی مساوات باطل ٹھہری کیونکہ جو نکلا وہ موخر ہی اور جس سے نکلا وہ مقدم تر ہی مرتبہ
اور ذاتا پس معلوم ہوا کہ اقانیم ثلثہ میں تعدد ایسا نہیں ہی جیسا ذات اور صفات میں ہی

اور جب بیٹے کو صادر اور باپ کو مصدر قرار دیا اور دونوں کو مرتبہ مساوی میں جانا تو حقیقت میں اجتماع انقیض میں ہی چنانکہ قرآن شریف میں وارد ہو کہ جو میں ٹھہرا کر ہر تیسرے کو خدا کہتے ہیں اصل بات کو خاک میں ملائے ہیں قطع نظر ان سب تفریقوں سے خود حضرت عیسیٰ کے ارشادات سے جو مؤلفین اناجیل نے نقل کیے ہیں صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ عبادتہ اور رسول اللہ تھے نہ کہ اللہ و ابن اللہ ان لحاظوں سے جسکو عیسائی لوگ کہتے ہیں کہ اور کوئی دیا نہیں ہو سکتا چنانکہ چوتھی انجیل کے چودھویں باب کے اٹھائیسویں درس میں ہر سالہ باب مجھے بزرگ ہی اور ساری انجیلوں میں مکرر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول یونہی منقول ہے کہ میرا باپ آسمان پر ہے اور تمہارا باپ آسمان پر ہے اور سالہ کے نسخہ میں ہر الرب اگنا اگہ واحد اور سالہ والی نے تبدیل کر دیا کہ الرب الکل اگہ واحد اور چوتھی انجیل کے بیسویں باب کے درس سترہویں میں ہر نسخہ سالہ اپنے باپ اور تمہارے باپ اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس جاؤ گا اور اسی انجیل کے پانچویں باب کے تیسویں درس میں ہر نسخہ سالہ جو کچھ بات کرتا ہے وہی میں کرتا ہوں آپ سے کچھ نہیں کر سکتا ہوں ان سب قولوں سے واضح ہے کہ معجزات میرے افعال نہیں ہیں بلکہ میری حدود و شخصیت سے باہر ہیں جیسا ماریت اور میت و لکن اللہ ربی قرآن شریف میں ہمارے حضرت کی شان میں ہے اور یہ بھی نکلا کہ مرتبہ صادر کا مصدر کے مرتبہ سے کم ہے نہ کہ مساوی اور بھی نکلا کہ جو عیسائی لوگ کہتے تھے کہ خدا نے مریم کے پیٹ میں جسم بچہ کے طور پر کیا باطل محض ہے کیونکہ یہ فرمانا کہ میرا باپ آسمان پر ہے گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ مبداء کل کا مرتبہ بلند ہے اور ظہور اور صدور کے مرتبہ میں کوئی مبداء کل نہیں ہوا تاں جملہ دوسری انجیل کے تیرہویں باب کے درس ۳۲ سالہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرماتے کہ آخر ہونے کے علامات بیان کر کے فرماتے ہیں کہ آسمان اور اس گھڑی کی بات سوا باپ کے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہیں اور نہ بیٹا کوئی نہیں جانتا کہ وقت کب ہو اس سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ اپنے تعین شخصی کی نظر سے اپنا عجز بیان کرتے ہیں اور صفت علم و قدرت تو باطن سے علاقہ رکھتی ہے جسم سے کچھ کام نہیں سو یہ بھی نکل آیا کہ قطع نظر جمیعت کے باطن عیسوی کو بھی خدا کی کامرتبہ نہیں ہے کیونکہ ہر شخص ناقص ہے گو کہ ایک شخص بہ نسبت دوسرے شخص کے کامل ہو اور اگر تعین شخصی سے قطع نظر کیا جائے تو وہ

انہیں اور دوتی بھی نہیں ہو چہ جاکہ تثلث اور پہلی انجیل کے تیسویں باب کے نوں اور دوتی
 درس میں جو مسئلہ زمین میں کسی کو اپنا باب نہ کہو کہ تھا را باب ایک ہی ہو یہاں دیکھا جاتا ہے
 کہ باب کے لفظ کے ساتھ فرمایا کہ ایک ہی ہو یعنی حضرت بعد و کل جس مرتبے میں ہو وہاں دوتی کی
 گنجائش نہیں ہو چہ جاکہ تثلث میں اس طرح کی باتیں انجیلوں میں بھری ہوئی ہیں اور اگر
 کہیں اسکے خلاف کوئی بات ایسی نکلی جس سے حضرت عیسیٰ الوہیت یا روح القدس کی الوہیت
 نکلتی ہو تو ان مقولوں کے خلاف ہی اس صورت میں از روئے قواعد عقلیہ کے اعدا لازم ہے
 چارہ نہیں ہو یا بموجب اذات تعارضات قطعاً دونوں کو سا قط کر کے جدھر عقل پہنچتی ہے
 چلنا چاہیے یا ان میں سے جو عقلاً ضرور ہو اسکو اصل قرار دینا چاہیے اور جو عقلاً ناجائز ہو
 اسکو تاویل کرنا لازم ہو اور پر ظاہر ہو کہ جن مقولوں سے عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ کا خدا ہونا
 نکالتے ہیں ان سے کبھی خدا ہونا نہیں نکلتا ہو مگر تاویل بعید اور اسی کو اگر ہم تاویل کریں تو صاحب
 توحید نکلتی ہو چنانچہ انجیل کے آٹھویں باب کے درس ۱۵ نسخہ ۱۷ سے عیسائی نکالتے ہیں
 کہ عیسیٰ خدا ہو وہ یہ ہو کہ ابراہیم کے ہونے سے میں آگے ہوں یہاں عیسائی لوگ کہتے ہیں
 کہ مقدم بالزمان مراد ہو باعتبار باطن حضرت عیسیٰ کے اور تقدم زمانی باعتبار باطن عیسیٰ کے
 نہیں ہو سکتا مگر یہ کہ عیسیٰ اللہ ہوں اور ہم کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم سے تقدم عیسیٰ کا جمیع احوال
 اگر مراد ہو تو صحیح غلط اسلئے کہ بنظر ظہور دنیوی کے ابراہیم سے عیسیٰ مؤخر ہیں پس ضرور ہوا کہ
 بعض وجوہ کا تقدم ہو سو وہ تقدم بالشرع ہو اور تقدم بالشرع سے الوہیت نہیں ثابت ہوگی
 غایت الامر یہ ثابت ہو کہ حضرت عیسیٰ نے اپنی تعریف کی اور اسی انجیل کے اسی باب کے
 درس ۲۳ میں ہوا ہے انھیں کہا کہ تم نیچے سے ہو میں اوپر سے ہوں تم اس دنیا کے ہو
 میں اس دنیا کا نہیں ہوں پس عیسائی یہ تاویل کرتے ہیں کہ میں خدا ہوں اور تم بندے ہو
 تاکہ ایک مرتبے میں نہ ہونا صحیح ہو کیونکہ نبی اسرائیل بھی اسی زمین میں موجود تھے یہاں
 حضرت عیسیٰ تھے اور ہمارے نزدیک یہ تاویل ہو کہ نیچے اوپر سے بلندی ادنیٰ مرتبہ کی
 مراد ہو یعنی میں نبی ہوں تم نبی نہیں ہو میں دنیا دار نہیں ہوں تم دنیا دار ہو اور اگر اس طرح
 باتیں خدا ہونے پر دلالت کرنے لگیں تو منصور بھی خدا ہو جائے جو صفات الہیہ
 کتنا تھا اور عیسائی جیسی سوی اللہ کا قائل بھی خدا ہو جائے اور ہر ایک موجود صاحب حال
 و سرکہ ان کے کلام خلاف عقل مجذبانہ ہو کرتے ہیں جسے خدائی نکلتی ہو مثلاً ہم تھے جو خدایہ

موسیٰ کو گرا جاتے تھے علیٰ ہذا القیاس سب کے سب خدا ہوں بلکہ حضرت عیسیٰ سے بھی
 بڑے خدا ہوں قطع نظر اس سے یہ استنباط عیسائیوں کا مقابلہ نصوص ظاہر و انجیلیہ اور
 براہین عقلیہ باہرہ کے کب قابل اعتبار ہو اور یہ جو بعض جگہ انجیلوں میں ہو کہ سب چیزیں
 میرے باپ نے میرے حوالے کی ہیں اور آسمان اور زمین پر سارا اختیار مجھے دیا گیا ہے اور
 باپ کسی پر عدالت نہیں کرتا بلکہ ساری حکومت پیٹھے کو دی سوان جہوں سے حضرت
 عیسیٰ کی الوہیت نہیں نکلتی ہی بلکہ اسکے اثبات میں اجتماع انقیضیات کا قائل ہونا پڑتا ہے
 اور اگر ایسی باتوں سے خدائی سمجھی جائے تو خدا ہونا ثابت نہوا بلکہ یہ ثابت ہوا کہ خدا نے
 انکو خدا بنایا جیسا حضرت عیسیٰ نے حواریوں کو خدا بنایا ہے جان کہیں فرماتے ہیں کہ وہ ہندگی
 جو تو نے مجھے دی تھی میں نے آنحضرت دی تاکہ وہے جسطح سے کہ ہم ایک ہیں ایک ہیں
 اور میں ان میں اور تو مجھ میں تاکہ انکا ایک ہونا پورا ہو جائے اب چاہیے کہ حواری لوگ
 ویسے ہوں جیسے حضرت عیسیٰ تھے اور یہ جو پہلی انجیل کے اٹھائیسویں باب کے بیسویں
 درس میں ہے نسخہ ۱۳۹ زمانی کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں یا اسی انجیل کے
 اٹھارہویں باب کے بیسویں درس میں ہے جس جگہ دو باتیں میرے نام پر لکھی ہیں جہاں میں
 اُنکے سچ میں ہوں یہ دونوں باتیں تاویل طلب ہیں کیونکہ ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ متما
 ابد تک مستلزم ہو کہ دوسری چیز بھی ابدی ہو اور ظاہر ہو کہ حضرت عیسیٰ رحلت کر گئے اور
 حواری بھی مٹ گئے اسی طرح عیسائی لوگ عبادت کے وقت گرجا گھر میں حضرت عیسیٰ کے
 نام پر مجتمع ہوتے ہیں اور انہیں حضرت عیسیٰ بھی ہوتے ہیں پس ضرور ہوا کہ محبت روحانی
 مراد ہو سو یہ تو چار عقیدہ ہو کہ ارواح نبی ابدی ہیں اور جس روح کامل کو جس روح کے ساتھ
 محبت ہو وہ اسکے حال پر متوجہ رہتی ہو اس سے خدائی نہیں نکلتی ہے اور جو کچھ عیسائی لوگ
 انجیلوں سے ابن اللہ ہونے کے دلائل نکالتے ہیں اور انکو مفید الوہیت سمجھتے ہیں وہ تو
 اسطرح کی داہیات ہیں جنکا بیان کرنا فضول ہے اور انجیلوں اور تورات میں مجتہد
 آدمیوں کی نسبت ابن اللہ کا لفظ واقع ہو بلکہ متاخرین پادریوں نے لکھا ہے کہ ہر مذہب
 خدا کا بیٹا کہلاتا ہے اور حضرت عیسیٰ تو کہیں ابن اللہ کہتے ہیں اور کہیں ابن داؤد اور
 فرزند داؤد فائدہ پولوس حواری جسے حضرت عیسیٰ کا خدا ہونا عیسائیوں کے دل میں چھپایا
 اور عیسائیوں کا اعتقاد کامل اس بات پر قرار پایا تو معاذ اللہ عقیدہ اُن سب کے

جمع کرنے سے پیدا ہوا کہ عیسیٰ خدا ہو اور اپنے بندوں کی نجات کے واسطے ملعون ہوں اور
 تین دن و فرخ میں رہا جیسا عیسائیوں کے عقائد کی کتابوں سے اور پولوس کے خطوط سے
 واضح ہوتا ہے اور یہ یحییٰ عقلاً اور نقلاً کفر ہے کیونکہ جب اس حقیقت کی راہ سے حضرت عیسیٰ
 خدا ٹھہرے تو اس مرتبہ میں تعدد اور تفرقہ عہد و معبود اور رحمت و لعنت اور دفرخ و
 بہشت کا کیونکہ سمایا اور مرتبہ جدا درپٹ میں کہ حدیث ذاتی کا مستلزم ہر قدم ذاتی اور ہی نہایت
 کیا، حتیٰ اور اس مرتبہ میں نجات واسطے کا ملعون اور دوزخی ہونا کیسا اور یہ درست ہو تو
 نبی اور کافر میں کچھ بھی فرق نہیں رہیگا تبلیہ اب بعضی بشارتیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 ہمارے حضرت جہلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر دی ہیں انکو بیان کرتا ہوں اگرچہ
 کچھ بشارتیں مجملات میں نے احوال حضرت ابراہیم و موسیٰ و اشیا و ارمیا و دانیال و داؤد
 و غیرہم علیہم السلام میں لکھی ہیں لیکن اس جگہ واجب ہے کہ کچھ تفصیلاً بھی بیان کروں
 تاکہ ظہور کو آحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ایک مقدمہ ہو جائے اول بشارت
 سنا چاہیے کہ پہلی انجیل کے چوتھے باب میں ہر نسخہ سلسلہ اسی وقت سے یسوع نے
 وعظ کرنا اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو آسمان کی بادشاہت نزدیک ہے اور ملکہ امین ہو
 من بعد ذلک شرع عیسیٰ بقول تو بوا فان ملکوت السموات قد اقربت اور اسی انجیل کے
 آٹھویں باب میں ہر مین نے کہتا ہوں کہ یحییٰ سے پورب اور یحییٰ سے آؤں گے اور
 ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے ساتھ آسمان کی بادشاہت میں بیٹھینگے پر اس
 بادشاہت کے لوگ باہر ائمہ حیرے میں ڈالے جائینگے وہاں رونا اور دانت پیسا
 ہوگا اور پہلی انجیل کے تیرہویں باب میں ہر نسخہ سلسلہ آسمان کی بادشاہت ذاتی
 دانے کے مانند ہے جسے ایک شخص نے لیکے اپنے کھیت میں بویا اور سب بیجوں سے چھوڑ
 پر جب آگاہی سب ترکاریوں سے بڑا ہوتا ہے اور ایسا درخت ہوتا ہے کہ ہوا کے پرندے
 آسکی ڈالیوں پر بیہر کرتے ہیں اور فرمایا کہ آسمان کی بادشاہت اس آدمی کے
 مانند ہے جسے اچھے بیجوں کو اپنے کھیت میں بویا پر جب لوگ سوئے آسکا دشمن آیا اور
 اس کے کھیتوں میں تلخ دانوں کو بوسے چلا گیا اور جب لوگ اُٹے اور خوشے نکلے تو
 تلخ دانے بھی ظاہر ہوئے تب اس گھر واسطے کہ نوکروں نے آکر اس سے کہا کہ صاحب
 تو نے تو اپنے کھیت میں اچھے بیج بوسے تھے پھر تلخ دانے کہاں سے آگے آئے کہ ایک دشمن نے

یہ کام کیا ہو تو گردن نے کہا کہ مرضی ہو تو انھیں اکھاڑ ڈالیں اُس نے کہا نہیں یا ایسا نہو کہ جب تلخ دانوں کو اکھیڑو تو اُنکے ساتھ گہیوں بھی اکھاڑ لو فصل تک دونوں کو تلے ہو کر بڑھنے دو اور میں فصل کے وقت فصل کاٹنے والوں کو کہوں گا کہ پہلے تلخ دانوں کو اکھاڑ دو اور جلائے کے واسطے گھٹے باندھو پر گہیوں میرے کوئے میں جمع کرو بعد اسکے فرمایا جو اچھریچ بوتانی بن آدم ہو اور کھیت دینا ہو اور اچھریچ اُس بادشاہت کے لڑکے ہیں اور تلخ دانے شیطان کے فرزند ہیں اور دشمن ابلیس اور درو کا وقت جان کا انتہا ہو اور فصل کاٹنے والے فرشتے ہیں سو اس جہان کی اتنا میں ابن آدم اپنے فرشتوں کو بھیجیگا سو وہ بنائی کرنے والوں کو اکٹھے کرینگے اور جلتے تنور میں ڈال دینگے تب راستہ باز آفتاب کے مانند نورانی ہونگے اور اسی انجیل کے اکیسویں باب میں ہے ایک صاحب خانہ تھا اُس نے انگور کا باغ لگایا اور اُسکے چاروں طرف گھیرا اور اُسکے چاروں طرف کو لٹھو گاڑا اور برج بنایا اور اسے مالیون کو سونپ کر آپ سفر کو گیا اور موسم پر اپنے خادم مالیون کے پاس بھیجے تا میوہ بووین مالیون نے آن کر کہوں کو لٹھ پر مارا اور ایک کو سنگسار کیا اور ایک کو قتل کیا اُسے پھر اور نوکرین کو جو اگلوں سے زیادہ تھے بھیجا اور انھوں نے اُسے وہی سلوک کیا آخر کو اُس نے اپنے بیٹے کو بھیجا کہ اُس سے دینگے پر مالیون نے جب بیٹے کو دیکھا تو آپس میں کہا کہ سی وارث ہو اُو اُسے مار ڈالیں اور اسکی میراث پر قبضہ کریں اور انھوں نے اُسے پکڑا اور انگور کے باغ سے باہر نکال کر مار ڈالا جب انگور کے باغ کا صاحب اُسے تو ان مالیون کو کیا کر گیا وہ بولے کہ اُن ہر دن کو بری طرح سے ہلاک کر گیا اور باغ اُن جاغیانوں کو دنگا جو موسم میں اُسے میوہ پہنچا دین لوگوں نے کہا ایسا نہو گا تب یسوع نے انھیں کہا کیا تمہے کہتا ہوں میں نہیں پڑھا کہ جس تجھ کو راجوں نے ناپسند کیا وہی کوئے کا سلو ہوا یہ خداوند کا کام ہو اور ہماری نظروں میں عجیب ہوا علیہ میں تمہے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تمہے چھنی جائیگی اور ایک قوم کو جو اسکے میوے کو لاوے دی جائیگی اور جو کوئی اس تجھ پر گر گیا کچل جائیگا اور جس پر گر گیا اُسے پس ڈالیں گے ان قوموں میں خوب طرح سے لحاظ کرنا چاہیے کہ کس دھوم دھام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر دیتے ہیں اور آسمانی بادشاہت اور ملکوت کو کیسا تشیلوں میں ظاہر فرماتے ہیں

کہ اُس سے صاف نکلتا ہو کہ آسمانی بادشاہت سے راہ نجات مراد ہو کہ آخر زمانہ میں ہوگی اور وہ راہ نجات مراد نہیں ہو جسکو حضرت عیسیٰ تیار کی کہ امی پہلی بار لائے تھے کیونکہ حضرت عیسیٰ پہلی بار جو آئے اور شریعت لائے تو صرف بنی اسرائیل کے لیے لائے اور ملکوت سلطنت بالاتفاق ساری جان کے لیے ہو اور رسالہ اعمال کے پہلے باب سے ظاہر ہو کہ ملکوت اسموت اُس زمانے تک بھی نہیں آئے تھے جس زمانے تک حواریون میں روح القدس نے بعد واقعہ صلیب کے حلول کیا چنانکہ اُس رسالہ کے پہلے باب میں حضرت عیسیٰ کا ظاہر ہونا اپنے خاص حواریون پر بعد واقعہ صلیب کے لکھا لکھا ہو ۱۳۹ ورس ۱۱۶ انھوں نے اکٹھا ہو کے اس سے سوال کیا کہ ابو خداوند کیا تو اسی وقت بادشاہت بنی اسرائیل پر مقرر کرتا ہو اُس نے انھیں کہا جن وقتوں اور موسموں کو باپ نے اپنے ہی اختیار میں رکھا ہو انھیں جاننا تمہارا کام نہیں لیکن جب روح القدس تم پر آوے گا تم قوت پاؤ گے اور جسکو اب عیسائی لوگ عیسائیت کہتے ہیں وہ راہ ملکوت السموات نہیں ہو کیونکہ حضرت عیسیٰ فرما چکے ہیں کہ پورب و پچم کے ہوتیرے ابراہیم واسحق و یعقوب کے ساتھ آسمان کی بادشاہت میں بیٹھیں گے اور اس بادشاہت کے لوگ باہر اندھیرے میں ڈالے جائیں گے اور انجیل اول کے ساتویں باب نسخہ ۱۳۹ میں ہو نہ ہر ایک کہ مجھے خداوند خداوند کہتا ہو آسمان کی بادشاہت میں داخل ہو گا مگر میرے باپ کی مرضی پر جو آسمان پر ہو عمل کرتا ہو یعنی صرف میرا ماننا اور بھیجیر ایمان لانا نجات کے لیے کفایت نہیں کرتا جو میرے بعد آوے گا اسکا ماننا اور اس پر بھی ایمان لانا شرط ہو اس لیے کہ خدا کی مرضی یہی ہو اور اگر مجھے خداوند جانا اور میری بات نہ مانی تو صرف مجھے خداوند جانا کام نہیں آوے گا جب یہ بات قرار پا چکی تو اب ہمارا یہ دعویٰ ہو کہ اُس ملکوت السموات اور آسمانی بادشاہت سے مراد نہیں ہو مگر بادشاہت محمد رسول اللہ والذین معہ کی جسکے حق میں اللہ صاحب فرماتے ہیں مثلکم فی التوراة و مثلکم فی الانجیل کثرع اخرج شطاہ فآزرہ فاستمظ فاستوی علی سوطہ یعجب الزراع لیغیظ بہم الکفار یعنی یہ کہاوت ہو انکی قومیت میں اور کہاوت انکی انجیل میں جیسے کہی ہے نے نکالا اپنا چھرا سکی مگر مضبوط کی پھر ٹوٹا ہوا پھر کھڑا ہوئی ان خوش گستاخیتیں والوں کو تاجلا و سے آئے جسے کافرون کا اب حضرت عیسیٰ السلام کے قرون کی شرح مفصل بنا چاہیے کہ یہ جو حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ اپنے فرشتوں کو بھیجا کہ

برائی کرنے والوں کو اکٹھا کر نیگے اور جلتے متورین ڈال دینگے تب سب راستباز آفتاب مانند نورانی ہونگے سو فرشتے وہ ہیں جنھوں نے بدر کے دن تلخ دانوں کو جو کئی ہزار کافر تھے اکٹھا کر تیغ و مقید کیا اور جلتے متور جنم میں پھینک دیا اور بعد اس معاملے کے امت رسول عربی کہ زبان انجیل روح الصدق اور راستباز کہلائی گئی مثل آفتاب روشن ہوئی گویا وہ تلخ دانے اڑتے آئے نکلے ہوئے آفتاب نے جہان کو روشن کیا اور وہ حقیقت ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حال ہوا کہ جب سیکے کے لوگ مطیع ہوئے تو انکی سعی سے لاکھوں پر دیسی ایمان لائے اور یہ جو حضرت نے کہا آسمان کی بادشاہت رائی کے دانے سے مشابہ ہوئے سو حال اسکا یہ ہو کہ عرب سب سے حقیر تر تھے کہ لوگ انھیں اہل بادیاہ اور گنوا اور لونڈی بچے کہتے تھے اور جہانی لذتوں اور ظاہری آرائشوں سے انکو بہرہ کم تھا اور علم اور دین میں بھی پیٹھے تھے جیسے رائی کے دانے سوائیں سے جو ایک سرسبز ہوا اور رسالت کے درجے کو پہونچا سب پیغمبروں سے افضل اور اعظم ہوا اور دور کے آدمی اور پساڑی اور غلی رہنے والے انکے عہد میں درخت شجر کے سایہ میں آئے اور تیسری تھیل ارشادی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تو ایسی کھلی ہوئی خبر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو کہ اُس میں حاجت تفصیل بظاہر نہیں معلوم ہوتی پر واسطے فہم عوام کے لکھا ہوں کہ مالک باغ انکو کا بار قیالے ہو اور تانستان دنیا یا صرف خاندان اسرائیل اور احاطہ کرنا حد و دشرعی کا مقرر کرنا ہو جیسا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے ہوا اور کوٹھو اور برج بنانا لہذا ایمانیہ اور سر بلندی دینی اسمیں رکھنا مراد ہو اور مالیوں سے شریعت کے رکھوالے علما لوگ مراد ہیں اور صاحب باغ کا چلا جانا دخی آئی کا چھپ جانا مراد ہو اور میوے وقت پر پہونچانا احکام آئی کوٹلے وقت پر سجالانا ہو جس طرح ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا اور نوکرون سے مراد پیغمبر بنی اسرائیل ہیں جو بعد حضرت موسیٰ کے تشریف لائے اور سرکش مالی بنی اسرائیل جنھوں نے پیغمبروں کو قتل کیا اور بیٹے سے مراد وہ شخص ہے جو بن باپ صرف کلمہ اللہ سے پیدا ہوا یعنی عیسیٰ ابن مریم کہ انکو معاذ اللہ حدود شرعیہ سے خارج اور کافر ٹھہرا کر اپنی ذہنت میں مار ڈالا اور دوسرے مالی جنکو باغ سپرد ہو گا وہ ہمارے حضرت کے تابعین ہیں اور پھر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ لوگوں نے آپ کے جد اسمعیل کو اور اسمعیل کی اولاد کو نامقبول جانکر میراث پرہیزی سودہ پھر کرنے کا سرا ہوا یعنی مقصود اعظم اور آخری زمانہ کا پیغمبر ہوا اور جو کو نامعارف کا بلندی کی

خانی جو اس سے بھر جائیگا یہ وہی بات ہے جو پیغمبر خدا سے بخاری اور مسلم وغیرہ نے بانٹا و متصلہ اخراج کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں عمارت نبوت کا مکمل ہوں اور میں وہ انیسٹ ہوں جس سے عمارت نبوت خالی کو ناجر گیا سو حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ تم اس بات کا یقین نہ لاؤ گے اور کہو گے یہ کیسی بات ہوئی کہ خاندان اسرائیلیہ سے سلسلہ نبوت کا منقطع ہو گیا لہذا میں کہتا ہوں کہ یہ بات خدا کی طرف سے اور اسکی تقدیر اور صفت سے ہی اور یہ وعدہ انکا جو براہیم سے کیا تھا کہ اسمعیل کو میں برکت دوں گا اور بارور کروں گا اور اسکے لیے امت عظیم بناؤں گا پورا ہوتا ہے اور اگر مجھ کو جھٹلاتے ہو تو کتابوں میں دیکھ لو کہ حضرت اشعیا کیونکر صاف صاف فرما چکے ہیں کہ جس تپھر کو معارون نے نامقبول جانا وہی کرنے کا سرا ہوا سو امی بنی اسرائیل تم آپ کو ربی شان والا سمجھتے تھے اور اسمعیلیوں کو حقیر ناچیز جانتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ نبوت ہمارے گھر میں رہیگی اب خدا کی بادشاہت اور دولت نبوت بنی اسمعیل کو ملیگی اور تم سے چینی جا بیگی کیونکہ تم نے پیغمبروں کو قتل کیا اور محکومتایا اور بھی انکو خدا کا حکم دیا جائیگا کہ جو کوئی بے تمیزے ادب کرے اور لڑائی کا ارادہ کرے اسے کھل دو اور جب کو نافرمان دیکھو اُسپر جا گرد اور پس ڈالو کہا قال فاقطعوهم حیث وجدتموہم اور اسی ملک السموات اور بادشاہت آسمانی کے اجرا کی حضرت عیسیٰ کو تمنا تھی کہ نماز میں دعا کرتے تھے چنانکہ پہلی انجیل کے چھٹے باب میں حضرت علیؑ نے اپنے شاگردوں کو نماز تعلیم کی اور فرمایا نسخہ ششم اتم اس طرح دعا مانگو امی ہمارے باپ جو آسمان پر ہو تیرا نام مقدس اور بزرگم ہو تیری بادشاہت ہو ورے اور سب تیری مرضی کے مطابق جیسا آسمان ہوتا ہے زمین پر ہو سو یہ تمنا حضرت عیسیٰ کی خدا نے قبول کی کہ آخر زمانے میں حضرت عیسیٰ کے ماتحت ملکوت السموات کا رواج تکمیل کو پہنچے گا اور یہ جو عیسائی کہتے ہیں کہ وہ تپھر علیؑ تھے سو غلط ہے اول تو یہ تثلیلیں کس طرح اُن سے میل نہیں کھاتیں دوسرے یہ کہ اگر عیسیٰ وہ تپھر ہو ہین تو ابن اللہ اور کوئی ہو تپھر چاہے خدا ہو جائینگے ایک اللہ ایک عیسیٰ ایک روح القدس ایک یہ ابن اللہ دوسری بشارت اور خوشخبری جسکا ذکر قرآن شریف میں یوں ہوا قال عیسیٰ ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم ومصدقاً لما بین یدی من التورۃ وبشراً بقاتی من بعدی اسمہ احمد یعنی کہا عیسیٰ پیغمبر میرے کہ امی بنی اسرائیل میں بے شک خدا کا بھیجا ہوں تمہاری طرف تصدیق کرنے والا ہوں انکو جو توریت میں ہوا اور خوشخبری دینے والا ہوں ایک پیغمبر کی جو میرے بعد آویں گا اور اسکا نام احمد ہے اس آیت کا مصداق جو تھی انجیل ششم میں اس طرح ہو لکنی اتقول لکم انی خیر لکم الان

لانی ان لم انطلق لم یاتکم الفار قلیط فان انطلقت ارسلناہ الیکم فاذا جاک یوخی العالم علی خطیئہ
وہم علی بڑے حکم انجیل مگر عیسائیوں کے ہاتھ جس طرح انجیل کے اور تماموں میں اور توریت میں بھی
خرابیاں واقع ہوئی ہیں اسی طرح اس جگہ بھی کئی خرابیاں پڑی ہیں ایک یہ کہ عیسیٰ کا کلام
عبری باقی نہ رہا صرف ترجمہ یونانی کہ اصل قرار پایا ہو رہ گیا سو اس جہت سے یہاں بھی احمد کا
ترجمہ یونانی میں ہلفظ فار قلیط کر ڈالا اور ناموں کا ترجمہ کر ڈالیا بیبل والون کا دستور ہو مگر معلم
ہوتا ہو کہ بہ نیت فاسد تبدیل نہیں کی ہو بلکہ عادتاً اس واسطے کہ یہ لفظ کئی معنوں میں مشترک ہو
یعنی تسلی دہندہ اور شفاعت کنندہ اور وکالت کرنے والا اور برابر اسنے والا اور برابر اس کا گیا
دوسری خرابی یہ کہ جب انجیل کا اور زبان میں ترجمہ کیا تو فار قلیط کو بھی ترجمہ کر ڈالا کہ بعضوں
تسلی دہندہ اور کسی میں شافع اور کہیں وکیل اور کہیں امید گاہ عوام اور بعض نسخوں میں
رسول مگر برابر اسنے والا اور برابر اس کا گیا نہیں لکھتے ہیں کیونکہ یہ ترجمہ اسماء و اسما اسحضرت پر
صادق آتا ہو تیسرے یہ کہ فار قلیط کی جگہ بطور تفسیر روح القدس کا لفظ لاحق کرتے ہیں
اور یہ طریقہ اسحاق اگرچہ خالی از حسد نہیں ہو لیکن ہر گاہ کہ بلا سبب ظاہری بھی یہ لوگ
احاق کرتے آتے ہیں کچھ شکایت نہیں چنانکہ انجیل چارم کے باب اول درس اسم فاعلیہ
میں ہو قد وجدنا سیا الذی تاویلہ المسیح و سلسلہ نام مسیح را کہ ترجمہ آن کر سطوس میا شد یا فتم
و سلسلہ اسمہ مسیح کو جس کا ترجمہ کر سطوس ہو پایا و سلسلہ اسمہ فرشتہ یعنی مسیح کو پایا اور اررو
نعت یونانی کے بالاتفاق ثابت ہو کہ کر سطوس مجبور حقیقی یعنی امتد کو کہتے ہیں اور مسیح کا
ترجمہ کسی زبان میں امتد نہیں ہو اور نہ کر سطوس معنی مسیح ہو پس محض موافق اپنے عقیدے کے
یہ ترجمہ بطور تفسیر کے بالکل جھوٹے پیچھے سے بڑھا دیا ہو اسی طرح حضرت ارمیا کا نام بدل دیا جو
اور یسوع کی تفسیر نجات دینے والی سے کر دی علیٰ ہذا القیاس بہت نام اور بہت لفظیں توڑتے
اور انجیل میں تفسیر بیضاندہ زیادہ کر دی ہیں تاکہ حسد چھپا رہے اور صداوت پر پردہ رہے
یہاں سے صاف ثابت ہو گیا کہ انجیلوں میں علاوہ از ترجمہ تفسیر اچھی لفظیں ملائے
رہے ہیں اور وہ تفسیر غلط بھی ہوتی رہی ہو اس پر قیاس کرنا چاہیے کہ احمد کا یونانی
زبان میں ترجمہ فار قلیط کیا اور پیچھے سے اسکی تفسیر غلط یعنی روح القدس کر کے بڑھا دی
حالانکہ جو جو سچے اور نشان حضرت علیہ السلام فار قلیط کے دیتے ہیں اور انجیلوں میں
اسوقت تک موجود ہیں آئندہ دیکھا جائیے کہ یہاں یا نہ رہیں ہرگز روح القدس پر نہیں مجتہد کیونکہ

عیسائیوں کے اصول پر روح القدس قدیم اور غیر مخلوق اور غیر محاط القیاس اور تابع مطلق ہو سکے لیے حالت منتظرہ واسطے حصول کمال کے آئندہ مین کیونکہ تجویز کیجا سکتی ہو اور اگر کوئی شبہ کرے کہ حضرت خاتم النبیین تو کافہ عالم کے لیے مبعوث ہوئے اور حضرت عیسیٰ کے قول سے جو انجیلوں مین بالفعل مذکور ہو کہ وہ فارقلیط میرا منصب پاؤں گا اس سے بڑا فرق پڑتا ہو کیونکہ حضرت عیسیٰ مرت بنی اسرائیل کے لیے مبعوث ہوئے تھے یا کوئی یہ شبہ کرے کہ حضرت خاتم النبیین سے انجیل کے بعضے ظاہری حکموں کی ایجاد تمام ہو گئی یعنی وہ احکام منسوخ ہو گئے ہیں اور بیان حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں کہ جو میرا منصب ہو سو وہ پاؤں گا تو چاہے کہ ایک حکم ظاہری بھی شریعت عیسویہ کا منسوخ نہو یا کہ فی شبہ کرے کہ حضرت عیسیٰ ہی اہل بیت مین سے تھے اور بنیاب پیدا ہوئے اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تھے سو ان سب شبہوں کو حضرت عیسیٰ نے ایک ہی جگہ مین رفع کر دیا ہو یعنی فرمایا ہو کہ یہ جو بیچ نہ کہا کہ انچہ از آن من است نواہ یا فت سدا سواسطے کہا کہ انچہ نزد پدر من است از آن من است یعنی جو خدا کے پاس ہو سو میرا ہی اس صورت مین فارقلیط کو جو کچھ خدا سے ملیگا سو میرا ہی چنانچہ مشہور ہو من کان لند کان لند لہ یعنی جو اللہ کا ہو رہتا ہو اللہ اسکا ہو جائے اور باقی احوال اس قول کا احوال حضرت ابراہیم علیہ السلام مین لکھا گیا ہو اور تفصیل اس مقام کی اگر درکار ہو تو مولہ الضعیفہ واستفسار ملاحظہ کرنا بہتر ہو الغرض اسی طرح اشارات و بشارات ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بقید نام حضرت موسیٰ و عیسیٰ وغیرہ انبیاء علیہم السلام کیے اور دیے ہیں لیکن یہودیوں اور نصاریوں نے نکال ڈالے اور کسی انجیل مین اب کچھ اشارت پانے ہیں اسکو بھی نکالتے رہتے ہیں اور جس مقام سے نکالنا دشوار جانتے ہیں ان اس کتاب کو جعلی بتلاتے ہیں چنانچہ برنباہ کی انجیل مین اب تک بصرح نام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشارات حضرت عیسیٰ کی مرقوم ہو اور اسی سبب سے اسکو جعلی قرار دیتے ہیں اور کوئی سند جعلیت اور تعین زمانہ جعل آنکے پاس نہیں ہو اور فقیر کا تب احوال نے ایک مقدمہ انگریزی دان سے سنا ہو کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے مصلوب ہونے کی گفتگو مین تقریباً فرمایا ہو کہ اے برنباہ یقین چاہا کہ اگرچہ کسی طرح کا گناہ چھوٹا ہو مگر خدا سے تعالیٰ اسکی سزا دیتا ہو میری والدہ اور میرے حواریوں نے بغرض دنیا مجھے محبت کی خدا اس سے ناخوش ہوا اور شیوہ عدالت سے چاہا کہ انکے اس عقیدے کی سزا دینا مین انکو دے تاکہ عذاب و دوزخ سے بچیں اور مین گو کہ دنیا مین

بے قصور تھا مگر اس واسطے کہ بعض لوگوں نے مجھے خدا و ابن اللہ کہا خدا کو یہ بات خوش نہ آئی اور اس
 یہ چاہا کہ بروز شریا طین مجھ پر نہ منسین اور مضحکہ نہ کریں لہذا اپنی عنایت سے بہتر جاہا کہ اس عالم میں
 یہود کی موت سے میری تضحیک ہو جائے اور ہر شخص میری نسبت یہ گمان کرے کہ سولی دیا گیا مگر
 یہ سب تضحیک محمد رسول اللہ کے آنے تک ہر مکی جب کہ وہ دنیا میں آویگا تو ہر ایک ایمان دار کو اس
 غلطی سے آگاہ کر دیا اور انکے دلوں سے دھوکا اٹھا دیا انتہی اور اس بات کی تحقیق میں نے مشر
 چارلس فرکس صاحب چچ مین پوری سے کی اس نے انجیل مذکور لیکر کہا درست ہو لیکن یہ انجیل
 جعلی ہے تب میں نے کہا کہ یہ تو پرانی کتاب ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بخت سے سیکر وں بر
 پیشتر لکھی گئی ہے بھلا اس میں جعل کیونکر ہوا کہنے لگا کہ سرور عالم صلعم کی بخت کے بعد کسی محمدی
 یہ فقرات بڑھادیے میں نے کہا آپ حاکم عدالت ہیں ایسا سخن بلا سند کہنا فطانت کے خلاف ہو اگر
 شخص محرف کا نام اور زمانہ تحریر کا بیان کیجیے تو البتہ حکو غاموشی ہو سکتی ہے یا کوئی نسخہ حضرت صلعم کے
 پیشتر کا لکھا ہوا دکھلائیے کہ حسین یہ فقرہ نہ تو ہم اس صورت میں مانینگے جب کہ پرانا ہونا اسکا باسنا
 متصل ثابت ہو صرف پرانا ہونا کا غذا و دلیل نہیں ہو سکتا اسکا جواب صاف نہ دیا یہ کہا کیونکہ
 دلیل ہو گا میں نے کہا کہ جب دنیا کے کام میں حکام عدالت پرانی دست آویز کو صرف پرانے کا
 ہونے سے اور اگلے زمانے کی تاریخ لکھی ہونے سے اس زمانے کی نہیں سمجھتے تو دینی نزاع میں
 کب ایسی رشا ویز قابل اعتبار ہو خصوصاً جب کہ وہ زمانہ ایسا تھا کہ آسمین مقبذ ایمان بیخاں
 و دغا باز تھے کہ یہ امر گواہی حضرت ارمیا و اشعیا و عیسیٰ علیہ السلام سے اور بیان بطرس پوگس
 ثابت ہے لیکن میرے اس کلام کو شنیدہ ناشنیدہ کر کے مثل کے پیش کرنے کا اشارہ کیا فائدہ
 از روئے تحریر جناب قدوة المحدثین و عمدة المحققین مولانا دادلانا محمد رفیع الدین دہلوی مدظلہ
 سرہ الغریزہ کے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ علیہ السلام سال پانچ ہزار چھ سو سترہ ہجو طعی میں
 آسمان پر مرفوع ہوئے یعنی ہبوط آدم علیہ السلام سے اس قدر زمانہ گزرا تھا اور ذکر حضرت
 علیؑ علیہ السلام کا سورہ بقرہ و سورہ نسا و مائدہ و مومنون و مریم و ہود میں ہے۔

قصہ اصحاب کعبہ

روایت صحیحہ ہے کہ اصحاب کعبہ چند جوان اشراف روم سے تھے مگر بڑے دیندار و عابد و مرناس
 خدا شناس کہ ہمیشہ عبادت خدا و طاعت کبریا میں مصروف رہا کرتے تھے اور دین عیسیٰ علیہ السلام
 پیروی کیا کرتے جب ہبوط آدم علیہ السلام سے پانچ ہزار سات سو چھپن برس گزرے اور اہل انجیل

ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ گناہ اس چڑا سے کا تھا اور پہلے شہر سے قریب تھا نام اس کا بنا حلوس یا بخلوس اور نام غار کا حرم تھا آفرض اسی حرم محرم میں باعزت مخفی ہوئے اور عبادت کرنے لگے فائدہ انہیں اصحاب کعبہ میں اختلاف ہو بیٹھے کہتے ہیں یلیخا کسلینا مٹونس تہوٹس یا یٹوس وٹوٹس کہ نصیطیٹوس یہ قول ابن عباس کا ہو اور بعض کے نزدیک یلیخا کسلینا مٹونس مٹونس شادیوس اسم مٹونس و اسم کلب قطمیر یہ قول حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ہو اور بعض کہتے ہیں یلیخا کسلینا مٹونس کٹا نطیونس فریونس یوانس بوس اسم کلب قطمیر اسی طرح بہت اختلاف ہو کہ قاموس میں مذکور ہو ایک روز سید عاقب مع چند نصاریٰ اہل بحران حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھے کہ اصحاب کعبہ کا ذکر چلا سید یقوینی بولا اصحاب الکعبہ کا نواٹلثہ تراہم کلہم یعنی اصحاب کعبہ میں شخص تھے چوتھا انکا کتا تھا وہذا قول الیہود اور عاقب نسطوری نے کہا کا نواختہ سا وسم کلہم یعنی اصحاب کعبہ پانچ ہیں چھٹا انکا کتا ہو وذا قول النصاریٰ اور اہل اسلام ابقاہم اللہ تعالیٰ الی یوم التنازع وخطم اللہ من الشر الفساو ہونے کا نوا سبتہ وٹا منہم کلہم یعنی اصحاب کعبہ سات آدمی ہیں اور آٹھواں کٹار میں انکا کتا ہو یہ کہنا اہل اسلام کا باخبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا پس اللہ جل شانہ نے سورہ کعبہ میں فصل نیون کا قول اور بھی یہودیوں کا رد کیا کما قال سیقولون ثلثہ تراہم کلہم و یقولون خمسہ سا وسم کلہم رجاء بالغیب یعنی اب یہ بھی کہینگے وہ تین ہیں چوتھا انکا کتا اور پانچ کہینگے وہ پانچ ہیں چھٹا انکا کتا بن دیکھے نشانہ بھر چلا نا اور قول مسلمانوں کا درست فرمایا کہ دلیقونو سبتہ وٹا منہم کلہم یعنی یہ بھی کہینگے سات ہیں اور آٹھواں انکا کتا اور صحت اس قول کی سطح نکلی کہ اول اللہ تعالیٰ نے کافرون کے قول کو بن دیکھا نشانہ فرمایا اور اس مقولہ کو اس میں سے علیحدہ کیا دوسرے ثامنہم رجوت وادارشا دیکھا واسطے تحقیق حکم کے گویا کہ بیان اختلاف کلام محرم نظام تمام کیا اور یہ ارشاد فرمایا دلیقونو سبتہ بعد اسکے تحقیق اسکی یون فرمائی وٹا منہم کلہم وٹا من نہیں ہوتا ہو مگر بعد سبع کے اور یہ جو ارشاد ہوا قتل ربی اعلم بعد تم ما یعلم الاقلیل یعنی تو کہ میرا رب بہتر جانتا ہو انکی گنتی انکی خبر نہیں کہتے مگر حقوڑے لوگ سو حضرت برجیہ فرماتے تھے کہ انا من الاقلیل کا نوا سبتہ باجملہ جب اصحاب کعبہ غار میں پوشیدہ ہوئے تو کئی دن بعد دقیا فوس شہر میں داخل ہوا اور اہل ایمان میں ایک شور مچا یلیخا کہ ہر روز بھیس بدل کر شہر سے کھانا لاتے تھے آس دن جب گئے تو خبر آئی اس کافر کی ملی وہ بیچارہ خوف کے مارے کچھ کھانا لیا کچھ نہ لیا بھاگے اور اپنے پاؤں سے کہنے لگے کہ دقیا فوس آگیا

سب کے سب خوف سے روئے لگے اور اللہ پر ٹکل کر کے عبادت میں مشغول ہوئے اور دعا مانگی
 رہتا آتھن لڑنک رحمتہ دہینی لٹا من اور ناز شد یعنی اسے رب دے ہمو اپنے پاس سے مہر
 اور نیا ہمارے کام کا بناؤ یعنی روزی دے اور دشمنوں سے بچا اور ہمارا کام کہ شتمل برجھا
 کفار ہر بخوبی آراستہ کر دے اللہ تعالیٰ نے انکی دعا قبول کی بعد اسکے انکو نیند آئی سو گئے اور
 اور بادشاہ نے انکی تلاش شروع کی شہر والوں نے کہا وہ تو بھاگ گئے بادشاہ نے انکے
 مان باب کو بلو کر تنگ کیا آنحضرت نے عرض کیا کہ ای بادشاہ وہ لوگ ہمارا مال بھی لیکر اس پہاڑ کی
 کھوہ میں پوشیدہ ہو رہے ہیں سو بادشاہ خبر پا کر پہاڑ کی طرف گیا اور کھوہ میں جا کر دیکھا تو وہ
 سوتے تھے اسنے جانا جاگتے ہیں کہنے لگا کہ اس کھوہ کا دروازہ پتھروں سے بند کر دو کہ مہربان
 اور یہی غار انکی قبر ہو جائے یہ اسوا سے لگا کہ اصحاب کھٹ میرا کلام شکر کہنا مانینگے حالانکہ وہ
 سب سوتے تھے اور کتا چو کھٹ پر پانوں پیارے سوتا تھا اور انکو کیونکر خبر بھی نہوئی کہ یہ مردود کیا
 کتا ہو غرض کہ دقیانوس دروازہ بند کر کر چلا آیا اور بیدار ہوا اور رویاں کہ یہ دونوں ایمان دار
 آنحون نے دو تختیان رائے کی لیکر اصحاب کھٹ کا سارا حال لکھا اور اس غار کے دروازے پر
 ایک تابوت میں بند کر کے رکھ دیا کہ شاید قبل قیام قیامت کوئی قوم ایمان دار ظاہر ہو اور اس
 لوح کو پڑھے اور انکے احوال سے مطلع ہو کہ قوت ایمانیہ حاصل کرے اور جانے کہ ایمان
 اسکی نام ہو فائدہ یہ غار جانب جنوبی پہاڑ میں واقع ہو اور کھلی جگہ ہر تنگ نہیں التکی قدرت
 نہ اس مکان میں دھوپ آوے نہ مینہ ہو نیچے نہ برف گرے کہا قال فی سورہ الکہف تری اس
 اذا طلعت تنزاد عن کفہم ذات الیمین واذا غربت تقرضہم ذات الشمال و ہم فی فجوة منہ یسئو
 دیکھے دھوپ نکلتی ہو چ جاتی ہو انکی کھوہ سے داہنے کوا اور جب ڈوبتی ہو کتر جاتی ہو اسنے
 بائیں کوا اور وہ میدان میں ہیں یعنی وسط غار میں واقع ہیں کہ ہوا کی روح وہاں پہنچتی ہو اسی
 سبب سے تعفن سے محفوظ ہیں اور نہ ہونچنا دھوپ کا محض اللہ کی قدرت سے ہو کہا قال اللہ
 وذلك من آیات اللہ یعنی یہ بات عجائب قدرت ہو اسمیں تاویل کی گنجائش نہیں اور قول آخر
 اس طرح ہے کہ یہ غار مستقبل نبات النفس واقع ہو اس باعث سے وہاں دھوپ نہیں جاتی خالی
 از ظنا نہیں بلکہ مرجع انکار قدرت حق ہو بالجمہ اصحاب کھٹ کا سونا عجیب طریق سے ہو کہ انکھیں
 کھلی ہیں گویا جاگتے ہیں اور چہ برس کے بعد کروٹ لیتے ہیں اور بعض کے نزدیک ہر سال بروز
 عاشورہ جاگتے ہیں اور حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ چھ مہینے کے بعد کروٹ لیتے ہیں

اور اُس مکان میں اللہ نے دہشت رکھی ہو تاکہ لوگ اُسکو تماشا نہ دیکھیں کہ سب تکلیف ہی خیال نہ
 ارشاد ہوتا ہے و تقبلم ذات الیمین وذات الشمال و کلیم باسط ذراعیہ بالوصید لو اطلعت علیہم
 لولیت منهم قسوراً و مللت منهم رجاً یعنی کروٹ دلاتے ہیں ہم اُنکو داسنے اور بائیں اور
 کتا اُنکا پیار رہا ہو اپنے بازو چو کھٹ پر اگر تو جھانک دیکھے اُنکو تو پیٹھ دیکھ جائے اُسے
 اور جمع جائے تبھیں اُنکی دہشت بعضے کہتے ہیں وحشت مکان سے دہشت ہی بعضے کہتے ہیں
 آنکھیں اُنکی کھلی ہیں اسی سے دہشت ہو اور بعضے کہتے ہیں بال و ناخن بڑھ گئے ہیں
 اس باعث سے دہشت ہو اور کاتب الحروف کے نزدیک اللہ نے اُس جگہ اپنی قدرت سے
 دہشت رکھی ہو تاکہ اصحاب کعبہ کو کوئی دیکھ نہ پاوے والا وہ مکان تماشا ہو جاتا اور اُن کو
 تکلیف ہوتی فائدہ بعضے کہتے ہیں کہ نام کتے کا قطمیر ہے و ہذا تفسیر ابن عباس رضی اللہ
 عنہ و ہذا الاصح اور بعضے تطیفر اور بعضے ثور اور بعضے ثور اور بعضے صہبایا قنطویا حمران یا ریان
 بیان کرتے ہیں اور بعضے قائل ہیں کہ وہ کتا از جنس کلاب ہو اور ابن جریر کے نزدیک
 از قسم شیر ہو اور اہل عرب اسد کو کلب سے تعبیر کرتے ہیں چنانچہ حضرت صلعم نے عقبہ ابن
 ابی لبب کے حق میں فرمایا اللہم سلط علیہ کلبا من کلابک سو شیر نے عقبہ کو بھار ڈالا محمد
 بغوی نے لکھا ہے کہ یہ کتا دروازہ غار پر بازو پھیلائے سوتا ہے جب اصحاب غار کروٹ
 لیتے ہیں یہ بھی اپنے کان بدلتا ہو اور خالد ابن معدان سے روایت ہے کہ بہشت میں
 داہ نہوگا مگر کتا اصحاب کعبہ کا اور گدھا بلعم با عور کا اور بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ
 رنگت کتے کی زرد ہو اور بعضے سبز اور بعضے مٹی کے رنگ بیان کرتے ہیں اور تفسیر
 زاد المسیر میں ہے کہ سراسر کا سنخ ہو اور پشت سیاہ اور پیٹ سفید دم ابق فائدہ ہمارے دین میں
 کتا رکھنا ممنوع ہے مگر علماء بنا برہنہ کا اور محافظت ذراعت و مویشی و نعل الحج لا باس بہ فرماتے ہیں
 لیکن حدیث صحیحین جو ابو طلحہ سے مروی ہے کہ نہیں داخل ہوتے فرشتے اُس گھر میں جان کتا ہو
 عام ہو یعنی کسی قسم کا کتا ہو ہونا اسکا مانع و دخول ملائکہ ہو اور ملائکہ سے مراد غیر کرام کاتبین اور
 حافظین ہو کذا فی مظاہر الحق اور صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 کہ ایک روز حضرت صلعم نے صبح فرمائی تلکین اور خاموش اور حضرت میمونہ سے سبب رنجیدگی میں
 ارشاد کیا کہ جبریل نے مجھے وعدہ کیا تھا ملاقات کا آج کی رات سو ملاقات نہ کی خبردار ہو قسم خدا کی
 نہیں خلافت وعدہ کیا جبریل نے مجھے کہوں پھر آیا حضرت کے دل میں کتے کا بچہ کہ پڑا تھا

ذکر
 ان
 کتے
 کا
 ذکر
 ہے

نیچے خیمہ حضرت کے یعنی حضرت کے دل میں آیا کہ اس بچے کے سبب سے جبرئیل نہیں آئے پس حکم کیا
 حضرت نے اس کے نکالنے کا سو وہ نکالا گیا پھر لیا حضرت نے اپنے ہاتھ میں بائیں اور چپ کا ہاتھ
 نشانگاہ پر جب شام ہوئی تو حضرت جبرئیل آئے حضرت نے فرمایا تم نے وعدہ کیا تھا مجھے ملنے کا
 شب گذشتہ میں کہا ہاں ہم نہیں داخل ہوئے اُس گھر میں جان ہوگتا یا صورت پھر صبح کی حضرت نے
 اُس دن اور حکم دیا کہ توں کے قتل کا یہاں تک کہ حکم کیا کہ چھوٹے باغوں کے کتے بھی مارے جاویں
 کہ اس میں چندان احتیاج محافظت نہیں ہوتی اور چھوڑ دیا بڑے باغوں کے کہوں کو کہ ان میں
 احتیاج محافظت بہت ہوتی ہو اس حدیث سے علامہ نے نکالا کہ واسطے محافظت زراعت کے کتا
 رکھنا جائز ہے گھر میں رکھنا درست نہیں ہو اور مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ایک قوم کے گھر انصار سے حالانکہ نزدیک اُن کے گھر
 اوروں کے تھے یعنی وہاں نہ جاتے پس گراں معلوم ہوا انکو یہ سوغرض کی آن لوگوں نے کیا رسول اللہ
 آپ تشریف لاتے ہیں نلائے گھر میں اور نہیں جلوہ فرما ہونے ہمارے گھر خلاصہ یہ کہ ہمارے پیغمبر
 کیا ہو فرمایا پیغمبر خدا کے کہ میں تمہارے گھر اس سبب سے نہیں آتا کہ تمہارے گھر میں کتا ہو
 آنھوں نے کہا حضرت اُن کے گھر میں بلی ہو یعنی زندہ ہونے میں دونوں برابر ہیں پھر کیا فرق ہو
 کتے اور بلی میں تو فرمایا حضرت نے اگرچہ بلی زندہ ہو لیکن نجات شیطنت نہیں رکھتی کہ مانع
 آئے فرشتوں کی ہو بخلاف کتے کے کہ نجس ہو اور اس میں شیطنت ہو کہ ملکیت کی ضد و خلاف ہو
 ہاں اسی طرح انبیاء طہیت فرشتوں پر ہیں اس جگہ سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو کتا رکھنا نہ چاہیے
 کہ واسطے کہ جب فرشتے گھر میں نہ آئے تو وہ رحمت سے خالی رہا فائدہ تفسیر امام شافعی میں ہے کہ
 جو کوئی آتیہ کلہم باسط ذراعیہ بالوصید لکھکنا اپنے پاس نہ رکھے گزندہ گ دیوانہ سے محفوظ رہے اور
 تفسیر میں ہے کہ جہاں کہیں لگے اور اصحاب کف کے نام لکھ کر ڈال دے تو فوراً وہ آگ ٹھنڈی ہو جائے
 فائدہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ قول جمیل میں فرماتے ہیں کہ شاہین نے
 حضرت عبدالرحیم اپنے والد سے کہ فرماتے تھے اصحاب کف کے نام امان دینے اور جلعنا اور غارگری
 اور جوری سے باین الفاظ آتی سحر و جادو کسلینا کشفوط اور فطیونس کشا فطیونس تبییونس یونس
 یونس و کلہم قطر علی اللہ قصد السبیل و منها جابر تبیی بعد تہنج کتب وادیث اور فقہ کے دریافت ہوا
 کہ مسلمانوں کو کتا پالنا اور گھروں میں رکھنا مکروہ ہے اور قیمت اُسکی صرف میں لانا صورت جنت پیدا کرتا ہے
 مگر واسطے محافظت باغات اور زراعت اور مویشی اور شکار کے بشرطیکہ تعلیم درست پایا ہو مضافاً

بعض حدیثوں سے ظاہر ہے کہ جو شخص کتا پالے سوائے کتے مویشی یا شکاری کے تو گم کیا جاتا ہے و علی ثواب اسکا دو قیراط ہر روز اور بعض حدیثوں میں ہے کہ جو کوئی پالے کتا سوائے کتے مویشی یا شکاری یا کھیتی کے کم ہوتا ہے ثواب اسکا ایک قیراط چنانچہ یہ دونوں حدیثیں صحیحین میں موجود ہیں لہذا عالموں نے کہا کہ نقص عمل بسبب کہ داخل ہونے فرشتوں کے ہو گھر میں اور بعضوں نے کہا بسبب ایذا رسانی کے ہو اور بعضوں نے کہا کہ جب گھروں میں کتے رہتے ہیں تو وقت غفلت باسنوں میں منہ ڈالتے ہیں اور یہ نقصان قیراط اور دو قیراط کا جو حدیث میں آیا سو یہ کچھ اختلاف نہیں ہے بلکہ جب تک مخالفت کتوں سے کم ہو تو ایک قیراط کم ہوگا اور جب مخالفت ان سے زیادہ ہو تو بطور زجر و تشدید دو قیراط کا نقصان فرمایا خواہ بسبب اختلاف انواع کے یہ تفاوت ارشاد ہوا یعنی بعضے کتوں سے ایذا کم ہو سختی ہو لوگوں کو اس میں ایک قیراط کم ہوتا ہے اور بعض میں ایذا زیادہ ہوتی ہے وہ بھی دو قیراط کم ہوگا خواہ باعتبار مکانوں کے ہو کہ بعض مقامات میں کتوں کے پالنے سے بقدر دو قیراط کی ثواب کی ہوتی ہے جس طرح حرمین شریفین اور بعض میں بقدر ایک قیراط جس طرح اور مکانات خواہ دو قیراط شہروں اور قریات میں ہوتا ہے اور جنگلوں میں ایک قیراط اور عالموں نے فرمایا کہ قتل کرنا کتوں کا مخصوص مدنیہ منورہ سے تھا کہ وہ مہبط ملائکہ تھا اسکا پاک کرنا ایسی چیز سے کہ مانع دخول ملائکہ ہو لائق تھا مگر اور مقاموں کے کتوں کو مارنا سوائے کتے سیاہ خالص و نقطوں والے کے یعنی جسکی آنکھوں میں دو نقطے سفید ہوتے ہیں اسکو حضرت نے شیطان فرمایا ہے بسبب خباثت کے اور ایذا رسانی کے اور بسبب اسکے کہ نگہبانی بھی خوب نہیں کرتا اور شکار بھی نہیں کرتا بلکہ امام احمد اور اسحاق نے فرمایا کہ بسبب شیطنیت کے شکار اسکا حلال نہیں اور امام نووی نے فرمایا کہ سگ عقور یعنی گزندہ کا مار ڈالنا گو سیاہ نہ ہو بالاتفاق جائز ہے اور اختلاف صرف اس کے متین ہے جو ضرر رسان نہ ہو اور امام الحرمین نے کہا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کتوں کے مارنے کا اول حکم دیا تھا پھر غریب فرمایا ہشتنا سے سگ سیاہ رنگ کے بعد انان شرع میں منع ہوا مارنا سب کتوں کا جو ضرر رسانی کرتے ہوں گو کہ سیاہ رنگ بھی ہوں کثافی مظاہر الحق بخاری اور مسلم میں عدی بن ابی ظالم سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جب تو اپنے کھلے کتے شکاری کو چھوڑے اور خدا کا نام اس پر کہو تو شکار کو کھا عدی بن حاتم نے کہا کہ میں نے کہا اگر کتے شکار کو جان مار ڈالیں تو بھی کیا شکار حلال ہے حضرت نے فرمایا اگر ماں بھی ڈالیں تو بھی حلال ہے جب تک دور سر اکتا غیر شکاری اس کے ساتھ مارنے میں شریک نہ ہو عدی بن ابی حاتم نے کہا میں نے کہا کہ میں نے بے پروا اور بے گانسی کے تیر سے شکار کرتا ہوں اور شکار کو حاصل کرتا ہوں فرمایا کہ جب تو بے گانسی کے

تیر کو بار سے پھر وہ تیر شکار کے جسم میں گھس کر چیر بھاڑ ڈالے تو اسکو کھا اور اگر تیر شکار کے بنیدہ ہو کر گئے تو اسکو مت کھا ترجمہ شارق میں ہے کہ اس حدیث سے بہت مسئلے شکار کے معلوم ہو سکتے ہیں کہ کتنے کا شکار کھیلنا درست ہے دوسرے یہ کہ کتنے کو جب آپ شکار پر چھوڑا ہو تو حلال ہو اور اگر کتنا خود بخود چھوٹ گیا اور شکار مار لیا تو حلال نہیں ہے تیسرے یہ کہ کتنے کی تعلیم شرط ہو اور تعلیم کی میت ہو کہ اسکو تین بار شکار پر چھوڑے اور ہر بار وہ شکار مار لائے اور خود نہ کھائے چوتھے یہ کہ کتنے کو چھوڑتے وقت بسم اللہ کہنا شرط ہو اگر قصداً بسم اللہ نہ بولا تو شکار مردار ہو اور اگر سیواً نہ کہنا تو حلال ہے یہ مذہب ہی امام اعظم کا اور امام شافعی کے نزدیک بسم اللہ زبان سے کہنا واجب نہیں کا نام اگر مسلمان کے دل میں ہو لیکن زبان سے کہنا مستحب ہے پانچویں یہ کہ اگر شکاری کتے سے شکار مر بھی جائے تو بھی حلال ہے چھٹے یہ کہ اگر شکار ہی کتے کے ساتھ دوسرا کتا غیر شکاری شریک ہو تو شکار مردار ہو اسلیئے کہ جب حرام حلال جمع ہوئے تو احتیاطاً حرام غالب ہو جاتا ہے ساقون یہ کہ بے گانسی کے تیر کے شکار میں زخم ہونا شرط ہے تاکہ خون ناپاک نکل جائے اور اگر بلا زخم صدمے سے مر جائے تو حلال نہیں جیسے غلہ غلیل کا یا اینٹ پتھر جانور کو مار ڈالے تو مردار ہے کہ خون نہ نکلا یعنی شکار حلال اسی چیز سے ہوتا ہے جو تیز ہو اور چیر بھاڑ ڈالے جیسے تلوار چھری گانسی در تیر وغیرہ فائدہ جب کوئی شکل پیش آئے تو نیت فاتحہ اصحاب کوفہ واسطے رفع اس سخت مشکل کے مجرب ہے اور طریق اسکا یہ ہے کہ پونے چار سیر گیہون کا آٹا اور پونے چار سیر گوشت اور آدھا اسکا پیاز اور آسیقد رگھی اور دیہی دیوے اور بہت اچھی طرح سے کپوا کر آدھ آدھ سیر کے حساب سے بخش نباوے اور سات مسلمانوں کو جو صاحبین ہیں معدود ہوں دیوے پھر انکو اختیار ہے جسکو چاہیں کھلا دیں خواہ آپ کھائیں اور ایک روز بپشتیر کسی کتے سے نوید دیوے کہ تمھاری کل دعوت ہے اگر وہ آوے تو بہتر روز نہ جو کھائے اسکو کھلا دے مگر شرط ہے کہ اور حصوں سے پاؤں سیر کر کے کو پاؤں سیر کے حساب سے دیا جائیگا اور سات مسلمانوں کو آدھ سیر کے حساب سے ہی طرح کا تب اوراق نے ملفوظات حضرت استاذ الائمین لکھا یا چاہئے تجربہ بھی کیا ہے فائدہ یہ بھی عمل ہے کہ اصحاب کوفہ کے نام گھر کی دیواروں پر لکھے تو جن رقع ہو جا کذافی بقول ابی حیل فائدہ ہمارے حضرت جد امجد قدس سرہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اگر اسکا اصحاب کوفہ جاز سکورہ گلی پر کہ آب رسیدہ منوں لکھے اور چاروں گوشوں کھیت میں وضع کر دے تو موشوں کی آفت سے وہ کھیت محفوظ رہے یا ایک پارہ کا غنہ پر لکھ کر ایک چھری میں باندھے اسکو کھیت میں کھڑی کرے تو بھی یہی اثر بخشنے اور اگر کوئی شخص انھیں آسمان کو بھالے یا بارسیدہ پر

لکھکر کھیتی غلہ میں رکھ دے تو غلہ خراب نہوا اگرچہ پانی بھی پہونچے فائدہ واسطے بفع دروازہ کھان
اساکو کا خذر پکھے اور دھو کر عورت کو پلاوے یا لکھکر ران چپ میں باغذ سے واسطے تسہیل و لاوت کے
کفایت کرتا ہی چنانچہ یہ عمل ہمارا خاندانی ہی اور بارہا تجربے میں آیا ہی فائدہ بعضے کہتے ہیں کہ
اصحاب کف اور قیم ایک ہی ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ اصحاب رقیم غیر اصحاب کف ہیں اور
قصہ انکا کتاب الانبیاء میں بخاری نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اسطرح روایت کیا ہی
کہ فرمایا حضرت صلعم نے زمانہ پیشین میں تین آدمی کہیں جاتے تھے آٹنا راہ میں بارش شروع ہوئی
تو یہ تینوں ایک غار میں گھس پڑے ذقہ پہاڑ سے ایک پتھر گر کر غار کا دروازہ بند ہو گیا اُس
حالت میں تینوں نے کہا کہ اب نجات نہوگی جب تک سیح بات نہ کہو گے سو مناسب ہی کہ ہر شخص اپنا
عمل بروجہ صدق بیان کرے ایک نے کہا کہ اے اللہ تو خوب جانتا ہی کہ ایک مزدور میرا تھا اور اسکی
مزدوری چند پانچ برنج تھی سو وہ مزدور چلا گیا میں نے وہ برنج بوسے اور اُنکے محاصل سے میں نے
بیل خرید کیے پھر وہی مزدور آیا اور اُسے اجرت مجھے طلب کی میں نے کہا یہ بیل تو لیجا اُسے کہا
میرے چند پانچ برنج تیرے ذمے ہیں میں بیل نہ لونگا میں نے کہا کہ یہ بیل انھیں پانچوں کے ہیں
تب اُسے لیے سویا اٹھی اگر تو جانتا ہی کہ میں نے یہ کام تیرے خون سے کیا ہی تو راہ کھول دو
پس وہ پتھر تھوڑا سا چٹھا دوسرا بولا اے اللہ تو تو جانتا ہی کہ میرے مان پاپ بڑھے تھے
اور میں اُنکے واسطے بکریوں کا دودھ لاتا تھا سو ایک رات توقف ہو گیا اور ایسے وقت لایا
کہ دونوں سوتے تھے انکا جگانا کہ وہ جانا میں نے اور اہل و عیال میرے بھوکھنے نالان تھے
مگر میں نے اُنکو نہ دیا اور صبح تک لیے ہوئے بیٹھا رہا پس اگر تو جانتا ہی کہ میں نے تیرے خون سے
کیا ہی تو اس پتھر کو توڑ دے چنانچہ وہ پتھر اُتتا چٹھا کہ آسمان نظر آنے لگا تیسٹے نے کہا اے اللہ
میرے چاکی بٹی بہت حسینہ تھی اور میں اُسکی خواہش کرتا تھا اور وہ (لکھکر کرتی تھی) اور کتنی تھی
کہ سو دنیا راؤ سو میں تلاش کر کے لایا تو مرہ راضی ہوئی جب میں اسکے دونوں پیروں کے بیچ میں بیٹھا
تو اسنے کہا خدا سے ڈر اور مہر عفت میری ناحق نہ توڑ وہی میں اٹھا اور سو دنیا رہی چھوڑے پس
اے اللہ اگر میں نے تیرے خون سے یہ کام کیا ہو تو اس پتھر کو توڑ دے چنانچہ وہ پتھر ٹوٹا اور
تینوں آدمی باہر نکلے القصہ اُس غار میں جس میں اصحاب کف ہیں کوئی جان نہیں سکتا سیدنا جن
فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ابی سفیان کے ساتھ لڑائی پر جانبہ تم تشریف
لیگے تو اُس غار پر بھی گذر ہوا معاویہ نے کہا اگر یہ غار کھلتا تو دیکھتے ابن عباس نے فرمایا اس سے

منع کیا گیا ہو وہ جو بہتر تھا مجھے یعنی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم معاویہ ابن ابی سفیان نے کہا
 اگر عین دیکھو گا بھاگو گا پھر اسے کچھ لوگ روانہ کیے کہ تم دیکھ آؤ جب عمار بن مہر نے تو ایک ہوا
 ایسی تند آئی کہ سب لوگ نکل بھاگے فوبت دیکھنے کی نہ پہونچی بالکلہ و قیانوس دروازہ عمار بند
 کر کے دار السلطنت میں آیا چند روز بعد مر گیا تمام ملک و مال و جاہ و جلال خاک میں مل گیا اور
 تین سو برس بعد ایک شخص مومن صالح بنام موس خواہ بندر دس سح بام بادشاہ ہوا اسکے وقت میں
 یہ گفتگو پیش ہوئی کہ ہر روز حشر دسے زندہ کس طرح ہونگے اور کیونکر حشر اجنا و اجسام واقع ہوگا
 ہر چند بادشاہ نے قائلین و متکلمین کو فہمائش کی لیکن شبہ و شک جو قائم ہو گیا تھا دفع نہ ہو تب
 حضرت محی الاموات جل جلالہ نے انہی قدرت کاملہ سے چاہا کہ حشر اجسا ویر ایک دلیل قاطع ظاہر کرے
 کہ وہ مسکت اہل تخاصم ہو دے اسلئے اصحاب کھٹ کو بیدار کیا کیا قال و کذا لک بقینا ہم ہنسنا کو
 منہم قال قائل منہم کم نشتم قالوا الشنا یونا اور بعض یوم تھا وار یکیم اعلم بالہنتم فابشوا بور قلم ہذہ
 الی المذنیۃ فلینظر ایما ازکی طعاما فلیا تکم برزق منہ و لتیلطع ولا تیشعرون بکم احد الینی اسی طرح انکو
 جگا دیا ہننے کہ آپس میں لگے پوچھنے ایک بولا انہیں کتنی دیر ٹھہرے تم بولے ہم ٹھہرے ایک دن
 یا دن سے کم بولے تمہارا رب بہتر جانے جتنی دیر ٹھہرے رہے ہوا بھیسو اپنے میں سے
 ایک روپیہ لیکر اپنا اس شہر کو پھردیکھے کون تمہارا کھانا ہو سولا دے حکو اسمین سے کھانا اور میری
 جائے اور خبر نہ کرے تمہارے حال سے کسی کو معاکم التشریل میں ہو کہ کہنے والا اس قول کا کہینا
 کہ وہ سب بین بزرگ و رئیس تھا اور مقصود استفسار سے یہ کہ مدت اقامت و لبث معلوم ہو جائے
 تو نمازین تضا کرین چونکہ یہ لوگ غار میں سویرے گئے تھے اور تیسرے پہر جاگے اس پر کہا بشنا و حبیب
 کچھ آفتاب کا وجود پایا گیا تو کہا اور بعض یوم جب ناخن و بال بڑھے دیکھے جانا شاید کئی دن ہو
 تب کہا ربکم اعلم بالہنتم خواہ کسلسانے کہا کیون باہم جھگڑتے ہوا اندر جانتا ہی تم کتنا ٹھہرے ہو بعد اس
 قیل و قال کے سب نے متفق ہو کر یلیخا کو کہ عاقل و فہمیدہ و خوش گفتار ہو شیا رہتا تجو نہ کیا کہ باز آکر
 جا کر کچھ کھانا لاوے چنانچہ ایک روپیہ دیا اور سمجھا دیا کہ بازار میں جا کر کھانا حلال و پاکیزہ لاؤ اور ہمارے
 حال سے کسی کو آگاہ نہ کر و خرید و فروخت میں مہربانی و لطف و تواضع و فروتنی اختیار کرنا اور حال اپنا
 کسی سے نہ کہنا نہین تو اہل شہر خبر پا کر دقیانوس سے کہینگے وہ گرفتار کر کے قتل کر دیا سو یلیخا روپیہ لیکر
 چرواہے کی پوشاک بدل روانہ ہوا راہ میں ایسی حویلیاں و مکانات نظر پڑے جو پیشتر تھے اور بہتر تھے
 نہایت مختلف معلوم ہی نہین ہوتا تھا کہاں جاتا ہی دفعۃً دروازہ شہر نظر پڑا تو وہاں ایک نشان ہنر

نظر آیا اس پر لکھا تھا لا اِلهَ اِلَّا اللہ علی رسول اللہ یلیخا اسکو چمکتا تھا اور کتا تھا کہ خواب ہی یہ کہ
 بیداری ہی پھر شہر میں آیا تو وضع و انداز شہر یون کے اور ہی اور مکان اور محل تبدیل یہ گھبرا یا
 اپنے گھر کی طرف گیا تو نشان نہ پایا مگر ہر دروازے پر نشان ایمان نمودار کسی سے نام شہر کا پوچھا
 آئے کہا افسوس پھر ایک روٹی دے کے پاس گیا روٹیاں چکائیں روپیہ دیا اور شہر کا نام تو سر جکا
 بادشاہ کا نام پوچھا آئے کہا عبدالرحمن اور دو شخص وہاں دیکھے ایک مسیح کی قسم کھاتا دوسرا اللہ کی
 یلیخا دل میں خوش ہوا ناٹوائی نے سکھ دیا نوسہ دیکھ کر جانا کہ خزانہ گرا ملا ہی آئے اور دن کو دکھلایا
 وہ بھی تھیر ہوئے اور شورے اور کانا چوس کر لے لگے یلیخا نے جانا مجھے پہچان گئے وہ روپیہ چھوڑ کر
 چلے لگا لوگوں نے پکڑا اور کہا واللہ تو نے خزانہ گرا پایا ہی کیونکہ یہ سکتے ہیں برس کا ہی اور اس وقت کے
 اٹھارہ درم و شلٹ کے برابر پوچھا تا ہی ہم بادشاہ کے پاس لے چلیں گے کہ وہ مار ڈالے گا مگر یہ کہ
 اس مال میں ہر کوئی شریک کر اس بات سے یلیخا بہت ڈرا اور اب بہت لوگ شہر کے مجمع ہو گئے
 اور پوچھنے لگے تو کہاں کا رہنے والا ہی یلیخا نے اپنے باپ دادوں کا نام لیا اور کہا میں اسی شہر کا
 رہنے والا ہوں کچھ بیان سے گیا تھا آج کھانا لینے آیا ہوں آنھوں نے کہا غلطی تو ہو کر گزریاں کا
 باشندہ نہیں ہو کیونکہ ہم نے تیرے باپ دادوں کا نام بھی نہیں سنا اب یلیخا ساکت ہوا اور منتظر تھا
 کہ شاید میرے باپ بھائی آجائیں تو ان کے ہاتھ سے نجات دلائیں مگر کوئی بھی نہ آیا ناچار ہوا
 اور ان لوگوں کے دل میں گزرا کہ اسکو افسوس اور اسطوئس کے پاس کہ یہ دونوں شخص اس شہر میں
 صالح پرہیزگار ہیں لے چلیں اور اس شخص کے معاملے میں اُن سے صلاح پوچھیں چنانچہ یلیخا کو
 ہاتھ کپڑے لے چلے یلیخا نے جانا کہ مجھ کو دقیا نوس کے پاس لیے جاتے ہیں رونے لگا اور اپنے
 والد سے دعا کرنے لگا یہاں تک کہ ان دونوں بزرگوں کے پاس پہنچا تو فانی اچھا سکوت ملی اور
 تسکین ہوئی کہ بارے شکر ہو دقیا نوس کے پاس نہیں لائے ہیں آخر کار افسوس اور اسطوئس بھی
 وہ روپیہ دیکھ کر تعجب کیا اور نوس نے کہا تو نے شاید مال گرا ہوا پایا ہی اور اسطوئس نے کہا کہ تو
 کون شخص ہو تب یلیخا نے جواب دیا کہ میں اسی شہر کا رہنے والا ہوں اور میرے باپ کا یہ نام ہی
 اور یہ روپیہ آنھیں کا ہی اور نقش اسکا اسی شہر کا ہو لیکن والد میں اپنا احوال نہیں کہہ سکتا ہوں
 بادھت اسکے کسی شخص نے نہ مانا یہی کہا کہ تو کاذب ہو ناچار یلیخا نے اپنا سر جھکا لیا پس بعض
 نے کہ یہ شخص دیوانہ ہو اور بعضے کہنے لگے کہ مجنون بنا ہی تا کہ دیوانہ بن کر چھوٹ جائے
 پھر ایک شخص نے کہا کہ تین سو برس کا یہ سکھ ہی اور ہمارے پاس ہزار ہا روپیہ موجود ہیں کہیں اس کا

نشان نہیں ہوا اور تو کشتار ہو اسی شہر کا یہ شکہ ہی صحافت صاف بیان کرتے ہیں لیکن ان کے کہنا کہ میں ایک سوال کرتا ہوں مجھ کو جواب یا جواب دو تو میں اپنا احوال تم سے کہوں بولے بیان کر دینا چاہئے کہا کہ دقیانوس نے تم سب کے ساتھ کیا ماجرا کیا کہنے لگے اب تو کوئی بادشاہ اس نام کا تمام عالم میں نظر نہیں آتا ایک عرصہ دراز ہوا کہ ایک شخص بادشاہ اس نام کا تھا روم میں اُس کے بعد صد بادشاہ ہوئے اُسکی ہڈیاں بھی باقی نہ ہو گئی ہیں چنانچہ کہا اب میں اپنا حال کہتا ہوں اگرچہ کوئی شخص یقین نہ لا دیکھا وہ یہ ہی کہ ہم فوجوان تھے دقیانوس نے ہم کو بت پرستی کی تکلیف دی سو ہم بھاگے اور سو گئے اب جاگے ہیں کھانا لینے آئے ہیں اور اسی پہاڑ کی ایک کھوہ میں گئے تھے تم چلو ہم اپنے یاروں کو دکھلا دیں ارنوس نے منکر کہا ای لوگو شاید یہ نشانی ہی اللہ کی نشانیوں سے میرے ساتھ چلو پس ارنوس اور اسطونس اہل مدینہ کو ساتھ لیکر اصحاب کف کی زیارت کو چلے اور پہاڑ کے قریب کھوہ کے پاس پہونچے اصحاب کف نے یلیخا کو پہچانا اور جو غیر لوگوں کو بھی اُس کے ساتھ دیکھا جانا یلیخا دقیانوس کے ہاتھ لگ گیا سو یہ لوگ ہماری گزرتاری کو آتے ہیں سو یلیخا روتا ہوا سب سے پہلے غار میں گیا اور اپنا قصہ بیان کیا پھر ارنوس گیا تو ایک تابوت چاندی کا مہر کیا ہوا دروازہ غار پر دیکھا ایک بزرگ نے اسکو کھولا آسمین دو لو حین نکلیں اُن پر بروایت ضعیفہ یہ نام لکھے تھے کاسٹینا و مٹلینا و یلیخا و مرطونس و کسٹونس و برٹونس و دیوس و قلیوس و فاکوس مگر بروایت صحیحہ نام سات تھے جو اوپر بیان ہوئے مگر یہ بھی لکھا تھا کہ یہ جوان لوگ ہیں دقیانوس بادشاہ سے بسبب تکلیف بت پرستی کے بھاگے اور اس غار میں پوشیدہ ہوئے جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو بادشاہ نے غار کا دروازہ پھرون سے بند کر دیا اور چھپنے یہ احوال اس واسطے لکھ دیا کہ پس آئندہ لوگ ان کے احوال سے مطلع ہوں چنانچہ ارنوس اس مضمون کو دیکھ کر سجدہ حق میں گرا اور کہا کہ یہ نشان خراجا و کا اللہ نے دکھلایا ہے بعد اُس کے اصحاب کف پاس حاضر ہوا تو انکو بلا تغیر کپڑے پہنے بیٹھا ہوا پایا اور قدیم بوس ہوا اور اہل شہر جو ساتھ گئے تھے سجدہ اُکسی کرنے لگے اب اصحاب کف نے دقیانوس کا حال دریافت کیا اُن لوگوں نے جو کچھ حال گذرا تھا بیان کیا پھر وہاں سے پلٹ کر اپنے بادشاہ سے کہ ہڑادیندار صالح تھا احوال کہا اُس عرصے میں شہر کے لوگ دو تہا پر تھے کچھ تو آخرت میں جینے کے قائل اور دوسرے منکر جھگڑا پڑ رہا تھا یہ بادشاہ نصف تھا چاہتا تھا ایک طرف کی کوئی نہ رہا تھا لگے تو دوسروں سمجھاؤں اللہ تعالیٰ نے یہ سند صریح

بھیج دی کہ بادشاہ نے کمال آرزو سے جا کر فارمین سب کو دیکھا اور ہر ایک سے احوال سن آیا اور اصحاب کہف بادشاہ کو ایمان دار پا کر خوش ہوئے اور بادشاہ انکا عاشق ہو کر رو دیا جب رخصت ہوا تو اصحاب کہف نے فرمایا اللہ و السلام علیک ورحمتہ اللہ حفاظک اللہ و حفظ ملک و نعیدک باللہ من شر الجن و الانس اور اسی وقت سورہ پادشاہ نے کپڑا اڑھایا اور ہر ایک کو ایک تابوت طلائی میں با احتیاط تمام رکھوایا اور سب لوگوں کو نصیحت فرمائی رات کو خواب دیکھا کہ اصحاب کہف فرماتے ہیں کہ ہم سونے چاندی سے بیدیا نہیں ہوئے مٹی سے ہماری بیدیا نشی ہو اور اسی میں ملنا ہی جطیح ہم تھے اسی طرح ہلکے رہنے دے جب تک اللہ تعالیٰ حکم پھر اٹھاوے چنانچہ بادشاہ پھر گیا اور تابوت سے نکال کر بحالت اصلہ چھوڑ آیا اور اللہ نے اس مکان میں دہشت اور خون بھر دیا کہ پھر کوئی شخص وہاں جانے سکا اور اسی دن سے اس شہر میں جو اطفال حشر اجساد میں متعلق

منع ہو گیا اسی کا اشارہ سورہ کہف ہی و کذلک اعثرنا علیہم لعلہم ان وعد اللہ حق وان الساعة لآتیہ لا یبالیہا الذین انزعجوا منہم یعنی اسی طرح خبر کھول دی ہے انکی تا لوگ جانیں کہ وعدہ اللہ کا ٹھیک ہی اور وہ گھڑی آتی ہی آسمین دھوکا نہیں جب جھگڑ رہے تھے اپنی بات پر بعد اسکے بادشاہ نے ایک مسجد دروازہ غار پر بنوادی کہ ہر سال وہاں عید ہوتی ہی فائدہ محققین فرماتے ہیں کہ اصحاب کہف کا دین اور مذہب اللہ ہی کو معلوم ہی کہ فقط توحید پر ہی اور کسی نبی کی شریعت پکڑنے نہیں پائے یا اور طرح سے مگر جو لوگ انکی خبر پا کر گئے اور مقتدر ہوئے اور مکان زیارت بنایا وہ نصاریٰ تھے تنبیہ معالم التنزیل میں لکھا ہی کہ جب یلیخا بازار میں کھانا لینے آیا اور لوگوں کو شبہ ہوا تو یلیخا کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ نے پوچھا تو کون ہی اسنے اپنا حسب نسب بتایا اور مکان اپنا اسی شہر میں قرار دیا اور کہا کہ کلہ ہم یہاں سے چلے گئے تھے بادشاہ نے اس شہر کے بڑے بڑے سے سنا تھا کہ کئی جوان اس شہر کے گم ہو گئے ہیں اور نام انکے ایک تختے پر لکھے ہوئے بادشاہی خزانے میں رکھے ہیں سو بادشاہ نے وہ تختی منگو کر دیکھی اس میں یلیخا کا نام پایا گیا جب اور نام لیے تو یلیخا نے کہا یہ نام ہمارے یاروں کے ہیں اس پر بادشاہ مع احوال و انصار یلیخا کے ساتھ پہاڑ پر گیا جب دروازہ کھول پر پہونچا یلیخا بولا کہ میں اول اپنے یاروں کو خبر دوں تب تم آؤ ورنہ خوفناک بھاگو گے بادشاہ نے اجازت دی یلیخا یاروں کو خبر دی سب سو گئے اور بادشاہ نہ جاسکا اور بعض کتب میں لکھا ہی کہ ان دنوں در بادشاہ

شہر میں تھے ایک مسلمان دیندار دوسرا نصرانی سو دونوں یلیخا کو لے گئے جب غار کے قریب پہنچے تو یلیخا نے پیش پیش جا کر اپنے یاروں سے کہا کہ بادشاہ آتے ہیں آنھوں نے ہاتھ اٹھا کے یہ دعا کی کہ یا اکھیا ہم اور کچھ نہیں چاہتے مگر یہ کہ ہماری ارواح قبض کرتا کہ اور کوئی مطلع نہو خدا کا کریم نے دعا انکی قبول فرمائی کہ دروازہ غار کا بند ہو گیا اور وہ سب مر گئے چونکہ یلیخا کو توقع زیادہ ہوا تو نازا چار دونوں بادشاہ قریب غار کے آئے اور سات دن تک اُسکے گرد گھومے کہیں شور و آواز یا دروازہ نظر آیا انجام کار بادشاہ مسلمان گئے کہا کہ ہمارے دین اسلام پر مرنے ہم میان مسجد بناو نیکیا اور نصرانی لے گئے ہمارے دین پر مرے ہیں ہم گر جا گھر بناو نیکیا اس کے بعد لڑائی ہوئی اور بادشاہ مسلمان غالب آیا اُسے غار کے قریب مسجد بنائی الفوض حوال صحابہ کی روایات مختلف ہیں اور مذہب مجمع علیہ یہ ہے کہ اصحاب کھٹ زندہ ہیں حضرت امام صدیق علیہ السلام کے ساتھ اٹھیں گے اور اعانت کریں گے پھر وفات پاو نیکیا لیکن ادلہ صحیحہ الماخذہ و قویۃ الدلائل یہ نہیں آتے تفسیر و تفسیر میں و نیز دیگر بعض تفاسیر میں کچھ کچھ روایات منوید نظر آتی ہیں اور نظم قرآن سے کچھ نشان نہیں پایا جاتا اور یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو بنا بر دعوت ہمراہ تین شخصوں کے بھیجا تھا سو یہ بات ہے اصل و موضوع ہو صاحب منزلتہ الشریعہ وغیرہ محدثین اس قصہ کے وضع پر یقین کامل کھتے ہیں مگر بعض روایات ضعیفہ میں وارد ہے کہ شب معراج میں حضرت صلعم کا گذر اصحاب کھٹ پر ہوا ہوا اور آنجناب نے دعوت فرمائی اور آنھوں نے قبول کی اور سورہہ والند اعلم بحقیقۃ الحال کذا حققہ استاذ الاثنی عشری بعض تقریرات قائمہ چونکہ وقت ظہور نور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم قریب پہنچا اس واسطے چند قصص صحیحہ کہ از قسم ارباضات کتب حدیث و کلام اللہ سے ثابت ہوئے بیان کرنا ضرور ہوا انرا جملہ قصص اصحاب ہر دو ہیں پس تفاسیر معتبرہ میں چار حکایتیں بصحت تمام مذکور ہوئی ہیں اول ملک شام میں ایک قصہ واقع ہوا صحیح مسلم وغیرہ کتب حدیث میں حضرت صعیب رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ملک میں ایک ساحر نہایت کامل و ہوشیار ظالم بادشاہ تھا کہ یا بناے سلطنت اُسی سے مستحکم و قائم تھی اور حال اُسکا یہ تھا کہ جب کوئی شخص اُس شہر میں ظاہر ہوتا وہ ساحر اپنے سحر کے زور سے اُسکو ہلاک و نیست و نابود کر دیتا اور جب کوئی امیر و شریف و حکات ناشائستہ سلطان سے ناراض ہوتا اُسی کے سحر سے رہی ہو جاتا خلاصہ یہ کہ جمیع امور سلطنت میں اس ساحر کا سحر کارگر تھا جب وہ بوڑھا ہوا اور

تقریب بمرگ تو بادشاہ سے کہنے لگا کہ اگر کوئی لڑکا ہو شیار غلامان شاہ سے مجھ کو ملے تو میں اپنا علم اُسے سکھلاؤں تاکہ میرے بعد امور سلطنت میں بے انتظامی واقع نہ ہو چنانچہ بادشاہ نے ایک غلام خاص اسکو سپرد کیا اور اذن دیا کہ اسکو سحر سکھلاؤ چنانچہ وہ غلام ہر روز اس ساحر کے گھر پر حاضر ہوتا اور معلم سحر سکھاتا تھا راہ ایک درویش عیسائی کا مکان تھا سو ایک روز اُس غلام نے دیکھا کہ اُس کے دروازے پر بھٹیڑ بھاڑ ہے اور بہت آدمی نکلتے بیٹھتے ہیں اُس نے کسی شخص سے پوچھا اس مکان میں کیا تقریب ہے جو اُردھام ہو رہا ہے وہ بولا یہاں ایک عابد خدا پرست رہتا ہے یہ سکر اُس درویش کی خدمت میں گیا اور اسکا کلام ہدایت الہیام سننے لگا وہ پیدہ ہوا پھر اس دن سے یہ دستور کیا کہ جب ساحر کے پاس جانے لگتا تو اول درویش کے حضور میں حاضر ہو لیتا اس سبب سے ساحر کے پاس پہونچنے میں توقف ہونے لگا اب ساحر پوچھنے لگا کہ تو کہاں رہتا ہے وہ بہانہ کر دیتا آخر کار ساحر بطور تادیب اسکو مارنے لگا ایک روز اُس نے یہ احوال درویش سے ظاہر کیا تو درویش نے کہا تو ساحر سے کہدیا کہ میرے گھر والوں نے مجھے روکا تھا اور جب اہل خانہ سے خون دانگیر ہو تو کہدیا کہ ساحر نے روکا تھا الغرض وہ لڑکا اسی حال میں رہتا یعنی جب کہ جاوے گا تو گھر والوں کا بہانہ کرتا اور گھر والے ساحر کے پوچھنے پر کہتے کہ یہ تو گھر سے بہت سویرے جایا کرتا ہے معلوم نہیں کہاں ٹھہرتا ہے رفتہ رفتہ یہ خبر بادشاہ کو ہوئی اور ساحر نے گلہ کیا بادشاہ نے خواصوں سے تاکید کی خواصوں نے کہا شاید راہ میں کھینچنے لگتا ہے بادشاہ ناراض ہوا اسی غرض میں ایک دن وہ لڑکا ساحر کے پاس سے رخصت ہو کر چلا تو راہ میں ایک اُردھما پڑا ہوا نظر آیا اور راہ چلتے والے رکے ہوئے دیکھ پڑے اُس نے اپنے دل میں تصور کیا کہ آج امتحان کا وقت ہے دیکھتا ہوں کہ عابد افضل ہی یا سحر آخر کار اُس نے ایک تپڑ لیا اور کہایا اُمی اگر دین و مذہب عابد کا کار سحر و ساحر سے بہتر ہے تو اُردھم کو دفع کرتا کہ خالق خدا کو راہ ملے پھر وہی تپڑ اُردھم پر بھینک مارا اُسیدم وہ اُردھما مر گیا اور جو لوگ اُس موزی کے باعث سے راہ سے بندھے راہ چلنے لگے بعد ازاں وہ لڑکا اُس درویش عیسائی کے حضور میں حاضر ہوا اور تمام قصہ بیان کیا اُس درویش نے کہا اے میرے تپڑا مرتبہ بڑا ہے اور تو مجھے افضل ہے مقرر تپڑا مرتبہ میان تک پہونچا کہ مجھ کو نظر پڑا اور قریب تپڑا ایک وقت آو لگا کہ تو آزمائش کیا جا سو میں تجھے کہے دیتا ہوں کہ میرا حال اور میرا نشان کیسکونہ بتلانا چنانچہ اس بات پر قول مقرر مضبوط و مستحکم ہو گیا اور اب نوبت اُس لڑکے کی یہ پہونچی کہ برکات صحبت عابد خدا شناس سے اور قرأت انجیل مقدس سے اور اتباع دین و ایمین حضرت روح اللہ عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ

و السلام سے کہ اُس زمانہ میں حقیت و برکت اسی دین پر منحصر تھی مرتبہ ولایت و عرفان کو پہنچ گیا اور کرامات و خوارق عادات اُس سے ظاہر ہونے لگے یعنی مجنوم و مبروص اعمیٰ اسکی دعا سے صحت پانے لگے اور اکثر مریض شدید المرض کہ حکماء و اطباء اُنکے معالجے سے عاجز آتے اُسی لڑکے کی دعا سے آرام و صحت پانے لگے اسی عرصہ میں ایک معاملہ واقع ہوا کہ ایک صاحب بادشاہ میں کا بالکل آنکھوں سے معذور ہو گیا اور چلنے پھرنے اور دربار بادشاہی کے جانے سے مجبور بلکہ خود بادشاہ نے اُسکو اپنی مصاجت سے خارج کیا تو نہایت پریشان و تباہ حال ہو گیا اب کوئی درباری و بازاری اُسکی بات نہ پوچھتا تنہا بے یار و مددگار خراب و خستہ ذلیل و خوار رہا کرتا ایک دن کسی شخص نے اس سے کہا کہ ایک لڑکا غلامان بادشاہی سے ایسا کامل ولی ہوا ہے کہ اُسکی دعا سے خدا تعالیٰ اندھوں کو اچھا کر دیتا ہے وہ بیچارہ یہ خبر سُنکر فوراً اُس لڑکے کی خدمت میں حاضر ہوا اور سرگذشت اپنی بیان کر کے متدعی ہوا کہ مجھے اچھا کر دے اُس نے کہا میں کون ہوں جو تجھے صحت بخشوں سب کا شافی مطلق خدا ہے اگر تو بت پرستی چھوڑ کے خدا کا ایمان لا تو میں بلاشبہ شک تیرے واسطے درگاہ اتمی میں دعا کروں وہ اچھا کرے اُسی وقت وہ ایمان لایا اور لڑکے نے دعا کی اچھا ہو گیا پھر وہ مصاحب حب دستور بادشاہ کے دربار میں اپنی جگہ جا کر بیٹھا بادشاہ نے کہا تو کس طرح اچھا ہوا جلد طبیب و حکیم تیری آنکھ کے علاج سے دست بردار ہو چکے تھے مصاحب بولا کہ میرے مالک نے مجھے صحت بخشی بادشاہ نے کہا میرے سواے کوئی اور بھی مالک تیرا ہے اُس نے کہا تیرا اور میرا مالک خدا ہے سو بادشاہ نے اسے کپڑا اور ہمیشہ ملا کر تاتھا یہاں تک کہ اُس نے اُس لڑکے کا نام بتلادیا بادشاہ نے اُس لڑکے کو طلب کر کے کہا کہ تجھ کو میری پرورش اور ساحری تعلیم سے یہ مرتبہ حاصل ہوا ہے کہ اندھے اور کورھی تیری دعا سے چنگے ہوتے ہیں پھر یہ سخت ناشکری ہے کہ تو نے دوسرا خدا قرار دیا اُس نے کہا شفا اقتد کی طرف سے ہے نام کو درمیان میں ہوں نہ تجھ کو طاقت ہے اور نہ تجھ کو قدرت اور نہ جادوگر کو کسی طرح استطاعت یہ صرف اُس خالق کی قدرت ہے بادشاہ اس کلام سے نہایت ناراض ہوا اور کہنے لگا کہ یہ لڑکا ہمیشہ جادوگر سے غائب رہتا تھا شاید اس نے کسی اور جگہ یہ عقیدہ سیکھا ہے جادوگر بھی دُور اور کہنے لگا کہ یہ تو مدت سے میرے نزدیک نہیں آتا اور دربار کے لوگ بولے کہ صبح سے غائب رہتا ہے گھر میں بالکل نہیں آتا بادشاہ نے کہا اُسکو مار مار کے پوچھو

کہ اس نے یہ عقیدہ کہاں سے سیکھا جب بہت مار پڑی تو ناچار مضطر نہ بولا کہ فلاں درویش میرا مرشد ہے
 اسی سے میں نے یہ عقیدہ سیکھا ہوا بادشاہ نے اس درویش کو طلب کیا اور کہا کہ اگر تو اپنے دین
 نہیں پھرتا تو آ رہے سر پہ چلا تا ہوں درویش نے کہا کہ میں تو اصلاً اپنے دین سے نہ بہرہ و لگا
 بادشاہ جو کچھ چاہے کرے الغرض بادشاہ تھا ظالم اس نے ارہ سے چروا ڈالا بعد اسکے اپنے
 مصاحب سے متوجہ ہوا اس نے بھی دین حق سے منہ نہ موڑا وہ بھی چہرہ گایا میان تک کہ دو ٹکڑے
 ہو کر گر پڑا پھر وہ لڑکا بلا گیا اور اس نے کہا گیا کہ تو اپنے دین سے پلٹ جا اور تو نے ان دنوں کا
 حال دیکھا اگر اپنی زندگی چاہتا ہو تو یہ عقیدہ چھوڑ نہیں تو بھی اسی بلا میں مبتلا ہو گا اس نے کہا
 میں اپنا دین کہ اسکی حقیت میری عقل میں بخوبی ثابت ہو گئی ہے نہ چھوڑوں لگاتار بادشاہ نے اپنے
 مصاحبوں کو حکم دیا اور کہا کہ اسکو فلاں پہاڑ پر لے جاؤ اور چوٹی پہاڑ پر کھڑا کرو اور کہو کہ اپنا دین
 ترک کرے اگر اقبال کرے تو معاف کرو ورنہ جو انکار کرے جسطرح اب کرتا ہو تو نیچے پہاڑ کے گرد و خفا
 مصاحب بادشاہ کے اسکو پہاڑ پر چڑھائے گئے اس نے اپنے متم حقیقی سے التجائی کہ ای خالق تعز
 یہ لوگ ناحق میرے درپے اپنا ہیں تو انکا شر مجھے دفع کر جسطرح سے تو چاہے دعا اسکی قبول ہوئی
 اور پہاڑ نے انکو خوب ہلایا کہ بادشاہ کے مصاحب پہاڑ سے نیچے گرے اور مر گئے اور وہ لڑکا صحیح
 و سالم بادشاہ کے پاس آیا بادشاہ نے تعجب سے پوچھا کہ تو میان کس طرح آیا اور تیرے ہمراہ کیا ہو
 اس نے کہا کہ میرے خدا نے جکامین ایمان رکھتا ہوں مجھکو بچا لیا اور دشمنوں سے نجات بخشی اور انکو
 نیست و نابود کر دیا بادشاہ کو غصہ آیا پھر اپنے اور مصاحبوں کو بلا کر کہا کہ اب اسکو کشتی میں بٹھا کر
 دریا کے اندر لیجاؤ اگر اپنے دین سے پھر جائے تو خوب ہو اور نہیں تو دریا میں ڈال دو سو وہ لوگ
 اسکو لے گئے اور کشتی میں لے چلے اس نے پھر دعا مانگی کہ ای خداوندان ظالمون کا شر دفع کرو اسکی دعا
 قبول ہوئی اور کشتی اندر بھی ہو گئی مصاحب بادشاہ کے ڈوب گئے پھر وہ لڑکا تندرست صحت مند ہوا
 اب بادشاہ بہت مضطرب ہوا تب اس لڑکے نے کہا تو مجھکو نہ مار سکیگا میلن تک کہ تو وہ کام کرے
 جو میں تجھکو بتاؤں بادشاہ نے کہا وہ کیا کلمہ ہے اس نے کہا کہ تو سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر
 اور ایک کنپٹی پر مجھکو سونے دے پھر ایک تیر میرے ترکش بٹھے اور تیر کو کمان سے جڑا کر کہہ
 بسم اللہ رب الفلام مارتا ہوں اور اس تیر کو مجھ پر مارنا کہ میں شہید ہوں چنانکہ بادشاہ نے بھی
 حیلہ کیا اور تیر مارا کہ وہ تیر لڑکے کی کنپٹی میں لگا اس نے اپنا ہاتھ کنپٹی پر تیر کے مقام پر رکھا اور
 پکار کر بولا کہ میں نے اپنا مطلب پایا اور بنام خدا شہید ہوا یہ آواز سنتے ہوئے شہر کے لوگوں نے

شور کیا کہ آمنابر ب الغلام یعنی ہم مالک لڑکے کا ایمان لائے پھر خواب میں بادشاہ
کس نے کہا کہ تو نے دیکھا جس چیز کا تجھ کو خوف تھا خدا کی قسم مقرر تجھے تیرا پیسیر اور تیرا ڈر گر ٹپا
البتہ لوگ تو ایمان لایچکے اور تیری سبے اختیاری اور عاجزی بخوبی سب پر ظاہر ہو گئی بادشاہ نے
بہت غصہ کیا اور سخت برہم ہوا جب جاگا تو اسی وقت حکم دیا کہ ہر ایک کو جسے میں بڑی بڑی
خندقین کھودی جائیں اور آسمین آگ جلائی جائے پھر قوم کے لوگوں کو کہو کہ اس لڑکے کے
دین سے پھرتے ہو مگر قبول نہ کریں تو آگ میں ڈال دو سو اس کے متابعین بچ دیا ہی کیا اور بادشاہ
اپنی قوم کے اشراف اور اکابر لیکر کرسیوں پر بیٹھا اور تماشہ دیکھنے لگا اور ایماندار لوگ بشوق
شہادت آگ میں گرنے لگے یہاں تک کہ ایک عورت اپنا بچہ تیر خوار گو دین لیے ہوئے حاضر ہوئی
کہ اسکو بھی بادشاہ نے آگ میں ڈالنے کا حکم دیا اسے اندک تامل کیا یعنی چھپے ہوئے تھا کہ خندقین
نہ کرے بادشاہ نے کہا کہ اس عورت کو فرصت دینا مناسب ہے شاید کہ بعد تامل اپنے دین سے
پھر جائے عورت کی عقل کا ٹھکانا نہیں ہے جب بادشاہ نے یہ کلام کیا تو ذمہ اس عورت کے
بچے نے کہا کہ اے مادرِ مہربان صبر کر کیونکہ تو دین حق پر ہے اگر تو آگ میں گر گئی تو آگ تجھے کھار
ہو جائیگی سو وہ عورت بلا توقف منہ اپنے بچے کے آگ میں گر پڑی اور آگ نے شعلہ مارا تو خنک پڑا
اسکی اور دین اور پھیل گئیں کہ بادشاہ مع اعیان و ارکان ہو کر سیون پر بیٹھے ہوئے تماشہ دیکھ
جلکے خاک ہو گئے اور سب خندقون سے اشتعال عظیم ظاہر ہوا اور اکثر مردم شہر کہ بادشاہ کی تعجبیت
مومنوں کو ایذا دیتے تھے جل گئے فائدہ اس حدیث میں اہل حق اور باطل اور اہل صبر
فضیلت اور ہدایت الہی کا بیان ہوا اور اسی نعرہ کو اللہ صاحب نے سورہ والسماء ذات البرج
میں مجمل بیان فرمایا ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تفصیل سے فرمادیا ربیع ابن انس فرماتے ہیں
کہ جو ایماندار آگ میں جاتا تھا قبل اسکے کہ آگ اسکے بدن پر پہنچے اللہ صاحب اسکی روح
بہشت میں داخل کرتے تھے اور عطا مفسر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یہ بادشاہ
یوسف ذونواس ابن شریحیل تھا اور یہ شخص شریحیل قبل تولد حضرت سے بخران کا
بادشاہ تھا اور وہ لڑکا عبد اللہ ابن تامر تھا سو اسکے باپ نے سوچنے کو ایک جادوگر کے سپرد
کیا تھا اسنے اول ہی مکر وہ سمجھا تھا پر باپ کی اطاعت سے مجبور ہو کر جادوگر کے پاس جاتا تھا
لیکن راستے میں ایک درویش عیسائی مذہب کا مکان تھا اسکے پاس ہر روز حنفیہ ہو کر جاتا تھا
یہاں تک کہ بڑا کامل صاحبِ خوارق ہوا اور یہ نوبت پہنچی اور کلمی سے روایت ہے کہ عبد اللہ کو

اسی ذونواس بادشاہ نے قتل کیا تھا اور محمد ابن اسحاق عبد اللہ ابن ابی بکر سے روایت کرتے ہیں کہ ایک قبر شہر خیران میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کھودی گئی سو ان عبد اللہ ابن تامر کی لاش نکلی سر کی چوٹ پر ہاتھ رکھے ہوئے پڑی تھی کسی شخص نے ہاتھ کو جنبش دی خون چلنے لگا پھر ہاتھ رکھ دیا تو بند ہو گیا اور ایک انگشتری آہن کی ہاتھ میں پہنے تھا اُس میں کھاتا تھا ربی اللہ پھر یہ خبر حضرت عمر کو پہونچی حضرت نے فرمایا کہ بدستور قبر کو بند کر دو تنبیہ اس احوال میں ایک نکتہ ازبس دقیق اور باریک ہے کہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اور بھی اُنکے تابعین نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ قتل غلام کا بادشاہ کے ہاتھ سے مکافات دنیوی تھا کہ راہب کے قتل و قرار پر قائم نہ رہا حالانکہ آئنے وعدہ استحکم کیا تھا کہ میں ہرگز تیرا نام نہ لوں گا اہل کاش نقص عمدہ کرتا تو بادشاہ ہرگز دست رس نہ پاتا اور مکافات دنیوی کا کارخانہ جزا اخروی سے ملحدہ ہو اس واسطے کہ مکافات دنیوی موجب نارضا مندی خدا نہیں ہو بلکہ باعث ترقی اہل کمال ہو بخلاف مجازات اخروی کے اس طرح معاملہ حضرت سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ واقع ہوا کہ جناب موصوف نے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے اذنیوں کو مارا اور جگر نکال کر کباب بنائے اور کھائے اللہ جل ذکرہ نے مجازات اُنکو جنگ احد میں شہید کروایا اور کافروں نے اُنکا سینہ مبارک چاک کر کے جگر نکالا اور دانتوں سے چاب کر ڈال دیا اور وہیں اس مقام پر اسرار کی فتوحات میں مذکور ہے جو کوئی چاہے ملاحظہ کرے ۛ

قصہ دوسرا

شہر خیران میں کہ متعلقات میں سے ہے واقع ہوا وہ یہ ہے کہ ایک شخص توابع انجیل میں سے ایک شخص کے گھر نوکر ہوا اور جو کچھ اُسکے گھر کا کام ہوتا بجا لاتا اور فرصت کے وقت انجیل پڑھا کرتا ایک روز مالک خانہ کی بیٹی دروازے سے لگ کر دیکھنے لگی تو اُسکو نظر آیا کہ وقت قراءت انجیل مقدس نور عظیم اس شخص کے سینے سے نکلتا ہے اور عالم میں پھیلتا ہے اُسے یہ اعجبہ اپنے باپ سے نقل کیا وہ بھی پوشیدہ آیا اور ایک سو راخ سے دیکھنے لگا جب کلمات انجیل مقدس سے تو پوچھنے لگا یہ کیا کلام ہے اس بیمار سے نے ہنر شوکت و قوت بادشاہ اور اُسکے شہر کے رئیسوں کے چھپایا اُسے نہایت اصرار کیا ناچار کہہ دیا کہ یہ انجیل مقدس ہے اور میں ہوسن ہوں سودہ مالک خاد اور اُسکی بیٹی ایمان لائی اور انجیل سیکھ کر اُسکی خدمت میں رہنے لگی آخر کار یہ خبر شہر میں مشہور ہوئی کہ ستانی آدمی اور بھی مسلمان ہوئے کہ یہ خبر

یوسف ابن ذو نواس حمیری کو کہ سلطان شہرا دربت پرست تھا پہنچی آئے اول مسلمانوں کو کہ ہم گین نوے آدمی تھے بلا کر ایک خندق کھدوائی اور آسمین آگ بھردوائی پھر کہنے لگا کہ اگر دین عیسویہ نہ چھوڑو گے تو آگ میں ڈالو گناہ میں ایک عورت درودہ پتیا لڑکا گو دین میں ہوے تھی اس لڑکے نے کہا کہ بسم اللہ اس آگ میں داخل ہو کہ ثمرہ اسکا بہشت ہو تب سب مسلمان داخل آگ ہوے اور بادشاہ منع اعیان اور اشراف شہر کے کر سیوں پر بیٹھے ہوے تماشائی تھے شرارہ آتش سے جل گئے اس وقت سے بخران کے لوگوں نے دین عیسویہ کو حق جان کر قبول کیا چنانچہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد تک اسی دین پر قائم تھے اور ان کے سردار تید و عاقب وغیرہ زیارت آنحضرت مدینہ منورہ میں حاضر ہوے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے احوال سے بحث و گفتیش کرتے رہے اور آیت مباہلہ انکی شان میں نازل ہوئی +

تیسرا قصہ

زمین فارس میں واقع ہوا جو حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے منقول ہو کہ حضرت امیر فرماتے تھے کہ ایک کتاب آسمانی مجوسیوں میں تھی اور ایک پیغمبر کے یہ بھی تابع تھے اور شراب ان کے دین میں اس قدر کہ بہوشی نہ لاوے بنظر منفعت بدنیہ حلال تھی ایک دن بادشاہ مجوس نے شراب کے نشے میں اپنی حقیقی بہن سے بدکاری کی جب کہ ہوش آیا تو نہایت شرمندہ ہوا اور اسی عورت سے اسکی تدبیر لو بھی آئے کہ تو میرے حلال ہو گا دعویٰ کر اس دلیل سے کہ حضرت آدم علیہ السلام بھائی کا نکاح بہن سے کرتے تھے میں بھی اسی وضع پر قائم ہوں تب بادشاہ نے شہر کے لوگوں کو طلب کر کے یہ مسئلہ بیان کیا انھوں نے انکار کیا اس عورت نے سزا دلوائی تب بھی کسی نے اقرار نہ کیا یہاں تک کہ بعضے قتل بھی ہوئے تاہم کسی نے نہ مانا تب آئے یہ تجویزی کہ خندق میں کھدوا کر آگ میں ڈالو اے جا میں چنانچہ اکثر لوگ آگ میں ڈالے گئے اور بادشاہ حالت تماشے میں جل گیا اسی وقت سے قوم مجوس میں بہن کو حلال جانتے ہیں اور بت پرستی بخوبی شائع ہوئی +

چوتھا قصہ

تفسیر زاہدی میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شہر میں قحط پڑا اہل ایمان و ایمان سے جانب حبش بھاگے وہاں کے لوگ کافر تھے سب ملکر بادشاہ سے کہنے لگے کہ مسلمان بھاگے ہوئے

شہر میں آئے ہیں بکونسل کی تکلیف ہوگی اور غلہ کا بیان بھی قحط ہو جائیگا بادشاہ نے ایک خندق کھدوا کر آگ جلوائی اور ایک بت عظیم الجثہ ہاتھی کے برابر وہاں کھڑا کیا اور حکم دیا کہ جو شخص غریب الوطن اس شہر میں موجود ہو اسکو لاکر اس بت کا سجدہ کراؤ اگر نہ کرے تو اسی آگ میں ڈالو اس میں ایک عورت غریبہ اپنا بچہ شیر خوارہ گود میں لیے ہوئے آئی بادشاہ کے لوگوں نے اسکو بھی رجز اور تعویج سے چاہا کہ بت کو سجدہ کرے اسنے نہ مانا بادشاہ نے کہا کہ اس بچے کو آگ میں ڈال دو ان ظالموں نے آگ میں ڈالادہ غریبہ مضطرب ہوئی تب لڑکے نے آگ میں سے آواز دی کہ خوف مت کر اور میرے پاس تشریف لاکہ یہ آگ گلزار ہو رہی ہے اس عورت نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کہ یا اٹھی تو دیکھتا ہی حاجت بیان نہیں ہے اسی وقت آگ خندق سے چالیس گز بلند ہوئی اور کافروں پر حباب کی طرح محیط ہو گئی کہ سب کا فرج مل گئے اور وہ محفوظ رہا فائدہ انھیں چار قصوں کا اشارہ سورہ بروج میں واسطے تحریف اہل مکہ کے ہوتا ہے کہ

قتل اصحاب الاخذ والنازلات الوتود اذ ہم علیہا قعود ہم علی ما یفعلون بالموئین شہود یعنی مارے گئے گھاسیان گھودنے والے آگ بھرے ایندھن سے جب وہ آسپڑھے اور جو کچھ کرتے مسلمانوں سے سامنے دیکھتے تنبیہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اس آیت کو پڑھتے تھے تو فرماتے تھے کہ اعدو باللہ من جد البلاء فائدہ یہ قتل عام صاحبان خندق کا انتقام عاجل اور سریع تھا کہ شرارہ آتش سے فی الفور ہلاک ہوئے اور کرسیوں سے اٹھ کر گھڑ تک نہ پہنچ سکے فائدہ وہ خدقین چالیس گز کی لمبی اور بارہ گز کی چوڑی کھودی گئی تھیں فائدہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کافروں کو صرف بوجہ ایمان مومنوں سے

عداوت تھی اور یہ عداوت درحقیقت عداوت ایمان ہی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے وما نقموا منهم الا ان یؤمنوا باللہ الذی لا یشاء ان یتوب علیہم الذی لا یملک السموات والارض یعنی آفسے بدلانہ لیتے تھے مگر اسی کا کہ یقین لائے اللہ پر جو زبردست ہی خوبیوں سرا جاسکا راج ہو آسمانوں اور زمین میں سجلا اور کافروں کے کہ انکو بڑی مہلت رنج اور ایذا سے مومنوں میں ملی ہی ہو کس واسطے کہ انکی عداوت محض ایمان کے باعث سے نہیں تھی بلکہ حب ریاست و جاہ اور دیگر اغراض و نیویہ سے مزین تھی اور اصحاب اجدود کو عداوت خالصہ ایمان سے تھی اور ان مومنوں کا ایمان بھی خالص اور صحیح تھا کیونکہ جبکا ایمان رکھتے تھے وہ موصوف بصفات محمودہ تھے اور سب پر غالب ہو اور کسی چیز کی عزت اسکی عزت کو نہیں پہنچتی پس ایمان انکا بھی موجب عزت

اور افتخار ہی اور جب وہ محمود ہی تو شکر اس کا دل اور زبان سے واجب ہوا اور اس کے ایمان کا
اظہار لازم پڑا اور جب آسمان و زمین کا مالک ہوا تو اس کے مخالفوں سے خوف کرنا کسی طرح
درست نہیں اور بالکل ناجائز ہی چنانچہ ان مومنوں نے ایسے ہی ظاہر کیا کہ ہرگز خوف نہ کھایا
اور جس طرح یہ تینوں ضعیفین موجب اظہار ایمان پر ہیں اسی طرح موجب انتقام عاجل بھی واقع ہوئے
کیونکہ مقتضایہ عزت یہی ہے کہ دشمنوں سے انتقام کرے والا ذلت لاحق ہوتی ہو اور محنت
بھی مقتضی انتقام ہی کیونکہ غیر متقمم کی کوئی شخص مع نہیں کرتا مگر در صورت عفو اور عفو کفر سے
جائز نہیں ہو اور بادشاہت بھی موجب انتقام ہو والا دشمن دلیر ہو جائیں اور انتظام
مملکت میں خلل پڑ جائے اور اگر باوجود ان صفات کے کوئی سلطان ترک انتقام اپنا دتیر
کرے تو رعایا میں اس کا چرچا ہو جائے کہ دوستوں کی دوستی اور دشمنوں کی دشمنی نہیں جانتا
یا ایسا عدو ہے کہ اس کے دوستوں پر ہی واقف نہیں ہوتا ہو اور غافل محض ہو اور اتنے
جل شانہ ہر چیز سے دانا اور آگاہ اور واقف ہی پس انتقام میں اس سبب سے تعجیل فرمائی
کہ یہ قبا حین لازم نہ آئیں و اللہ اعلم بالصواب *

ازرا جملہ احوال ہلاکت اصحاب فیل

یہ حکایت بھی از قبیل ارباضات ہو اور اسی طرح کے بہت قصے اور نشانیاں اور آئنا
عجیبہ قبل ولادت با سعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقوع میں آئے ہیں اور وہ ب
ہمارے آنحضرت کے معجزوں میں داخل ہیں مگر ان سب قصوں کا بیان کرنا از قبیل شواہد
صرف اصحاب فیل کا واقعہ گزارش کرتا ہوں کیونکہ یہ قصہ نہایت قریب تر ولادت
شریف سے واقع ہوا اور تمام عالم میں اسکی شہرت ہوئی ہو سبب اس واقعے کا تفاسیر
معمدہ میں دیون مذکور ہو کہ حبش کے بادشاہ نجاشی کی طرف سے اہر یہ نام ایک شخص صابی
مقرر ہو کر آیا آئے ہیں کے لوگوں کو دیکھا کہ موسم حج میں اطراف اور جوانب سے مدبر اور
ہدایا لاکر شہر مکہ میں جاتے ہیں تو مستفسر ہوا کہ یہ لوگ کہہ جاتے ہیں اور کیا انکا ارادہ ہو
اکثر کہنے لگے کہ واسطیج بیت اللہ کے جاتے ہیں یہ سنگیراہ شرارت اور حد حکم دیا کہ اس
ٹک میں ایک گھر مقابلہ خانہ کعبہ بنایا جائے گا پر دازون نے شہر صخا میں جو ملک یمن کا
تخت گاہ تھا ایک کتبہ رنگین تمپرون کا بیڑے تکلف سے بنا کر طیار کر دیا اس کا فرسے
نام اسکا قلیس رکھا اور درود لیا اور اس کے جواہرات سے مرصع کر کے عطر و گلاب چھڑکا اور

گوشوں میں بہتیں لباس سے فاخرہ اور جواہرات نصیب سے آراستہ کر کے نصب کیں اور انکی
 عنبر و عود کی روشن کردائیں اور گرد مکان کے چند مکانات پر تکلف بازرب ذریت تعمیر کروا
 اور انہی بادشاہت کے لوگوں کو حکم دیا کہ اس گھر کا طواف کریں بعد اسکے نجاشی کو لکھا کہ میں نے
 ایسا مکان بنایا ہے کہ مثل اسکے عالم میں نہیں بنایا گیا اور یہ ارادہ رکھتا ہوں کہ عرب کے لوگ
 بیت الحق کا طواف چھوڑ کر اسی گھر کا طواف کریں یہ بات طائفہ قریش اور ساکنان مکہ پہ
 سخت گراں گذری اتفاقاً ایسا ہوا کہ ایک آدمی بنی کثانہ کا میں ہن گیا اور ابرہہ سے ملاقات
 کر کے جاروب کشی اور فراشی اس مکان ناپاک پر مقرر ہوا جب کہ رفتہ رفتہ آئے ہر امر میں
 مداخلت پائی اور اس مکان میں بے تکلف آمد و رفت کرنے لگا تو بعد چند سے رات کے وقت
 اس مکان مصفا اور پر تکلف میں قضاے حاجت کر کے بھاگتا صبح کو طوافین نے مکان
 محدث کو حدت آلودہ پایا اور سخت متعجب ہوئے اور بھاگے یہ خبر ابرہہ کو پہونچی آئے
 بعد تحقیقات یہ کہا کہ مکے کا رستہ والا یہ کام کر گیا اور قسم کھائی کہ میں مکے میں چلکر کعبہ کو
 گراؤنگا اسی اندیشے میں تھا کہ ایک اور گل کھلا یعنی ایک قافلہ حرم شریف کا اس کہنہ کے
 متصل درو کش اور شب باش ہوا صبح کے ہوتے کوچ کے وقت قافلے والوں نے آگ جلائی
 پادتمار نے وہ آگ اُس تکدے میں ڈال دی کہ سارا لباس و زیور اسکا جل گیا اور بالکل
 نقش اور نگار دھوئیں سے سیاہ پڑ گئے اور جملہ زیب ذریت اسکی اللہ نے خاک میں
 ملا دی اور قافلے کے لوگ ترسان اور لرزان بھاگے جب یہ خبر ابرہہ کو پہونچی تو پھر بھی
 متعجب ہوا کہ یہ حرکت بھی مکے والوں کی جواب تو اس کے تمام بدن میں آگ لگی اور اس سے
 آتش غضب و دغنی بھڑکی تب اس نے شاہ حبش کو یہ حال لکھا اور بڑا ہاتھی جسکا نام محمود تھا
 طلب کیا آئے بھیجا ہاتھی ایسا زبردست طویل القامتہ قوی الجثہ تھا کہ عالم میں ایسا مثل نہ تھا
 پھر ابرہہ نے ایک بٹالہ لشکر اور گیارہ ہاتھی اور ساتھ لیے اور کعبہ شریف کے ڈھانے کو چلا
 عرب کے لوگوں کو خبر ہوئی تو وہ جہاد پر مستعد ہوئے پہلے دو نفر ایک بادشاہ سلاطین بنی سے
 حائل ہوا آئے نہ رعیت پائی اور گرفتار ہوا ابرہہ نے بلحاظ منت اور سماجت چھوڑ دیا پھر بلحاظ
 شصم میں پہونچا وہاں کے لوگ بھی برسرِ مقابلہ آئے اور اکثر شہید ہوئے پھر منت اور سماجت
 کر کے مکہ کے بیت اللہ سے تعرض مت کیا اور جو کچھ جیسے جیرا نہ لینا ہو موجود ہی اس طرح تو
 عرب کی فراعہ ہوئیں پر کسی نے نہ مانا پائی اور ابرہہ پر غضب و عداوت متعل حرم شریف اسی طرح

جو کہتے تھے چھ کوس ہی ہو چکی اور خطاطہ حمیری کو اہل مکہ کے پاس روانہ کیا تاکہ شریف مکہ سے خبر کرے کہ ہم واسطے قتال و جدال کے نہیں آتے ہیں صرف بیت اللہ کے ڈھانے کو آتے ہیں چنانچہ خیالہ حمیری شریف مکہ سے خبر کر کے مکہ مکرمہ میں داخل ہوا اور عبد المطلب جد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا کہ سلطان نے مجھ کو خبر کرنے کے واسطے بھیجا ہے کہ میں قتال کو نہیں آیا ہوں مگر یہ کہ تم لوگوں تو مجبوری ہو عبد المطلب نے فرمایا مجھ کو خود جدال کی طاقت نہیں ہے اور نہ حکومت شاہ کا مقابلہ منظور ہے اور نہ ہم کسی بات کو منع کر سکتے ہیں مگر یہ یاد رکھو کہ بیت اللہ ہے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اُسکو بنایا ہے اگر مالک خانہ خود منع کرے تو کرے بلکہ طاقت منع حاصل نہیں ہے پھر عبد المطلب سوار ہو کر بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے اور ثلث مال اپنا نذر کو لیے گئے ابراہیم نے قبول نہ کیا عبد المطلب واپس تشریف لائے بعد ازاں ابراہیم نے ایک شخص بھیجا وہ دو سوانٹ عبد المطلب کے پکڑ لیا عبد المطلب اونٹوں کی تلاش میں گئے ابراہیم نے کمال تعظیم و تکریم سے بٹھلایا اور پوچھا اب کیا حاجت ہے عبد المطلب نے فرمایا کہ میرے اونٹ گزرتا رہے ہیں سوانٹ لے کر آیا ہوں ابراہیم نے کہا کہ امی سردار قریش میں خانہ خدا کی خبر رہی کو آیا ہوں تو اسکی شفاعت نہیں کرتا اور اپنے اونٹوں کی فکر میں پڑا ہے عبد المطلب نے کہا کہ جو میری چیز ہے اُسکو میں چاہتا ہوں اور یہ گھراؤ لگا ہے اسکا شفیع وہی ہے مجھ کو اس سے کیا کام ابراہیم نے اُنکے اونٹ پھر داد دیے اور عبد المطلب کہے میں آئے اور حلقہ در سے پچھٹ کر بنا جات کرنے لگے کہ یا اللہ تو اپنے گھر کی حمایت کر اور جملہ اہل مکہ اس ظالم کے خوف سے مع مال اور ناموس پہاڑوں میں پوشیدہ ہو رہے ہیں بعد اُسکے اپنے گھر آئے اور امیدوار حمایت الہی ہو کر کے سے باہر نہیں گئے صبح کو ابراہیم باجاہ و حشم جانب بیت اللہ متوجہ ہوا جب قریب تر آیا تو فیلبان نے محمود ہاتھی کو بیت اللہ ڈھانے پر دوڑایا وہ ہاتھی لشکر کا پیش آسمی میدان میں بیٹھ گیا ہرگز آگے نہ بڑھ سکا ہر چند کہ فیلبان نے مارا پر وہ نہ چلا اسطرح ہاتھی سرگ رہے اور عجب معاملہ تھا کہ وہی ہاتھی جانب میں بھاگتے تھے اور کبھی کی طرف نہ جاتے تھے اور بادشاہ فیلبانوں سے خفا ہوتا تھا کہ یہ شرارت تم لوگوں کی ہے کہ ہاتھیوں کو نہیں بانکتے ہواؤں مجھ کو اس گھر کی بزرگی کا معتقد بنایا چاہتے ہو میں اسے باتوں کا فریقہ نہیں ہوتا اسی میں میں میں تھا کہ ایک ایک جہہ کی طرف سے سبز رنگ چڑیا برابر جانوروں کے غول کے غول لشکر پر ٹوٹے اور ہر ایک جانور کے پاس تین تین کنکر تھے دو بچوں میں ایک چوچ بین اور وہ کنکر مسورتے بڑا

خود سے چھوٹا آگ کا جلتا ہوا پھر لاکھوں جانور مارنے لگے جیسے ہندو کی گولی اگر اونٹ کی
 پشت پر لگی پیٹ سے نکل آئی اور سارا بدن جل گیا آدمی چار سے کیا چیز تھے انکے تو سر پر پری
 پار نکل گئی گھوڑے کو طیر کیا غرض تمام مہج میں ایک بھی نہ بچا سب پامال غضب الہی ہو گئے
 اور مال و متاع جو کچھ براہ لائے تھے اسی میدان کا ہوسکے کے رہنے والے جو چار میں تھے
 لشکر کی تباہی دیکھ کر اترے اور مال و اسباب لوٹنے لگے ہر ایک شخص مالدار ہو گیا اور دولت قریش
 اسی سبب سے زیادہ ہوئی ہو آدو بعضے کہتے ہیں کہ صرف ابرہہ بھاگا اور نجاشی کے پاس پہنچا
 تو بیوہ ہو کر گر پڑا اور ایک فرخ آٹھین مرغون سے پیچھے لگا ہوا حبش تک پہنچا جب ابرہہ نے
 احوال بیان کیا تو نجاشی نے پوچھا کہ وہ چڑیاں کیسی تھیں کہ لشکر حرام کو ہلاک کر گئیں ابرہہ نے
 اس جانور کو جو ساتھ گیا تھا دکھلایا کہ اس طرح کے جانور تھے اسی وقت اس جانور نے پھر مارا
 کہ ابرہہ ہلاک ہوا نجاشی بہت ڈرا اور بے ہوش ہو گیا اسی میدان میں ہلاک ہوا
 اور وزیر کا بھائی کا کہ نجاشی کی حضور میں داخل و فرخ ہوا وہ الاصح کہا ذکرنا سابقاً اور بعضے
 کہتے ہیں کہ ہر ایک پتھر پر نام کافروں کا لکھا تھا اور خاصیت اس پتھر میں یہ رکھی تھی کہ جیسے
 گرتا سارے بدن میں در آتا اور تمام بدن جلا دیتا تھا معاً کلمۃ التذلیل میں واحدی سے روایت ہے
 کہ محمود ہاتھی اس بلا سے محفوظ رہا تھا کہ اس نے جانب کعبہ قصد نہیں کیا تھا مگر اور ہاتھی مار گئے
 کیونکہ ان ہاتھیوں نے ارادہ کیا تھا لیکن محمود کو دیکھ کر پھر گئے اس سبب سے بلا میں گرفتار ہوئے
 تفاسیر معتبرہ میں لکھا ہے کہ وہ پتھر جس سے اصحاب فیل تباہ ہوئے تا وقت بعثت آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے بلکہ بعد اسکے بھی وہ پتھر گھروں میں واسطے عبرت کے رکھے
 ہوئے تھے چنانچہ اکثر صحابیوں نے دیکھے تھے نادرہ چونکہ اصحاب فیل نے قوی ترین حیوانات کو
 کہ فیل تھے واسطے ڈھانے کعبہ شریف کے قرار دیا تھا مالک کعبہ نے اسکے مفت سبے میں
 چھوٹے چھوٹے جانور کنکروں کے ہتھیار دیکھ کر بھیجے تاکہ جہاں کے لوگ بعضے دیکھ کر اور بعضے شکر
 عبرت پکڑیں اور معلوم کریں کہ تائید الہی سے مخلوق ضعیف قوی ترین مخلوق کو زیر و برکھ ڈالتا
 اور جانوروں کے جوق جوق آنے میں یہ فائدہ حکمت تھا کہ فرار کی فرصت کھانا بھار کونٹے
 اور جب پتھر پر نیکی تو البتہ متفرق ہونگے سختی نہ رہے کہ یہ واقعہ چند خوارق پر مشتمل ہو
 ایک تو ہاتھیوں کا جانب بیت اللہ متوجہ ہونا اس سے نکلا کہ حیوانات لا یعقل بھی اللہ کی
 تعظیم پر مجبور ہیں دوسرے طیور کا جانب دریائے شہر سے بے انتہا لا تعداد لاکھ آنا اور

غائب ہو جانا کہ بعد واقعہ کسی نے نشان نہ پایا حالانکہ بحسب طاسہ جانب دریائے شور آنکے رہنے کا کوئی مقام نہ تھا تیسرے لانا کنکریوں کا جس کا معدن معلوم نہیں ہوا چوتھے کنکریوں میں ایسی تاثیر قوی رکھی تھی کہ جس کا فہر کے بدن پر پڑے گی تمام گوشت و پوست میں ورائی کہ بدن کھایا ہوا بھس ہو گیا کہ بہت مشکل قائم نہ رہی گویا اوغین ایسی سمیت تھی کہ بغور بس بدن تفرق اتصال پیدا ہو جاتا تھا یہ واقعہ پچھن روز پیشتر ولادت با سعادت حضرت خاتم النبیین سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقع ہوا محرم کا مہینا تھا اور عمدہ نوشیروان عادل اور زمانہ ذوالقرنین رومی سے آٹھ سو بیاسی برس گزرے تھے اور حکمت اطہار اس واقعہ عجیبہ میں یہ تھی کہ مرد مقت اکاہ ہو کر خوب سمجھ رکھیں کہ ہنک حرمت خانہ خدا نے یہ رنگ قہر و جلال کا دکھلایا تو ہنک غرت دین خدا و رسول خدا کی سخت تر غضب و قہر لا دیگی کہ اس کا تحمل دشوار ہو جائیگا خبر از خبردار

اللهم اجعل فی قلبی نوراً و فی بصری نوراً و اجعلنی بالصالحین و احشرنی فی زمرة المجبین
یا رب العالمین الصر من نصرین محمد سید الاولین و آلہ الاخرین صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و ازواجہ و ابنا

اجمعین بر جنتک یا ارحم الراحمین

خاتمة الطبع - الحمد للہ کہ اس زمانہ میں کتاب نایاب و بے بہا تفہیم الاذکیا فی احوال الانبیاء جلد اول مطبع نامی ششی نول کشور واقعہ لکھنؤ میں باہ نومبر ۱۳۳۳ھ مطابق ماہ صفر ۱۳۳۳ھ چھپ کر تیار ہو گئی۔ اور چونکہ یہ کتاب مستطاب دو جلدوں پر مشتمل ہے پس جلد دوم جو زیر طبع ہے وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد بعد تیار ہوئی ہوگی مبینہ و کریمہ

زلاقطاب - ذکر کرامات و خرق عادات
ابرار اللہ مصنفہ شاہ الہدیہ -

یہ سہ سوری - معروف بگنج تاریخ تاریخ ولادت
خات اولیاء اللہ اور سلاطین ہند اسلامی کا
ہوا از مفتی غلام سرور لاہوری -

ستان مذاہب - بمقتداوات مذاہب کا بیان
منقہ باسم نامہ نگار -

رب القلوب فارسی مصنفہ شاہ عبدالحق دہلوی -

بیات القلوب - نواد کتب مقبرہ مذہب مامیہ
حیث سندھی مصنفہ قدوۃ العلماء محمد باقر مجلسی
- یں جلد -

اجلد - میں احوال انبیاء کا باندہ رواۃ از آدم
علیہ السلام تا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہت شرح و بسط
کے ساتھ -

جلد - خاص احوال باہرات پیغمبر آخر الزمان
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں
- بیان معجزات و غزوات -

جلد - بیان امامت و اثبات امامت بہ ائمہ
تبعاً و مشرعات اللہ علیہم بہ براہین و نص کتابی
و حدیث سرور دیوبانی -

سرار الاولیا - اسمیں بائیس فصل ہیں اور ہر فصل
میں انواع و اقسام رموزات اہل اللہ کا ذکر جو از
حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج -

احلاق محمدی فیض العلوم وغیرہ کا ذکر ہر جالیس باب
- مصنفہ مولوی محمد علی یزدی -

مصلح الہدایت - ترجمہ عوارف شتہ ذکر خیالی و
اصول طریقت اہل تصوف ترجمہ حضرت محمد انکاشانی -

مصلح التہذیب - باسم تاریخ عجیب حکایات فصیح
مصنفہ شیخ کمال الدین -

صد پند سودمند - تقان حکیم مع چار رساں جلی قلم خط
۱ - رسالہ سعادت نامہ -

۲ - رسالہ خواجہ عہد اللہ - انصاری -

۳ - رسالہ تحقیق الملوک -

۴ - رسالہ منہراج العارفین -

مطالب رشیدی - رموزات فقر و تصوف از شاہ
رباب علی کاکوروی -

سرور العباد - شرح قصیدہ بانٹ سدا مصنفہ مولوی
جامی عبدالحافظ محمد زبیر -

پند نامہ عطار - فصیح رموزات تصوف مصنفہ
حضرت شیخ فرید الدین عطار -

کیمیائے سعادت - جو جامع شریعت و حقیقت ہر
مصنفہ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ -

اخلاق جلالی - محشی مصنفہ علامہ جلال الدین دہانی -

اخلاق ناصری - مصنفہ محقق نصیر الدین طوسی -

اخلاق محسنی - درسی متداول از علامہ ابن کثیر -

گاشن لیسار - رموز تصوف کا بیان مصنفہ مولوی
نور علی صاحب -

می باید شنید - لب لباب اندرز و نصائح حکیمانہ
مصنفہ مولوی رفعت علی رفعت -

حدیقہ حکیم سنائی - درسی کتاب مذاق تصوف -

مکتوبات امام ربانی - تین جلد میں مع رسالہ
دور و افق و رسالہ مصطلحات حضرت صوفیہ اسمیں
مکاتیب و ارشادات حضرت مجدد الف ثانی ہیں۔

اجلد - میں ایک سو تیرہ مکتوب ہیں جمع کردہ شاہ
یار محمد مجیب ابر شاہ حضرت امام ربانی۔

۲ جلد - تالیف شاہ محمد عبدالحق۔

۳ جلد - تالیف شاہ محمد نعمان۔

مع جلد - رسالہ دور و افق۔

دجلد - رسالہ مصطلحات صوفیہ۔

گنجینہ عرفان - بعنوان مذاقی اہل تصوف مصنفہ
حضرت شیخ فرید الدین عطار و غمرہ عرفا۔

رسالہ غوشیہ - سہلی بہ نشاط العشق - از ارشادات
حضرت غوث اعظم۔

بوستان محشی - جلی قلم مانند اوسط قلم قطعہ کمال خوشخط
مصنفہ حضرت شیخ سعدی۔

ایضاً - دو مصرعہ جلی خوشخط۔

ایضاً - بوستان قلم اوسط۔

ایضاً - سہ مصرعی تین و حاشیہ میں۔

ایضاً - مترجم مترجمہ نظم اردو و ہوزن شعر بہ شعر ترجمہ
نیتوجہ طبع نشی گویند پر ساد قضا تحکص۔

انفاس الاکابر و انوار الضمائر - دو رسالہ معرفت و
عرفان میں مصنفہ مولوی محمد نعیم اللہ۔

مثنوی شاہ بوعلی قلندر - مار فائدہ مضمون از شاہ
بوعلی قلندر۔

مثنوی مولوی روم - نہایت خوشخط چار مصرعہ

پہر شش دفتر مشہور از نیتوجہ طبع عرفانی حضرت مولانا
جلال الدین رومی بالحق دفتر ہفتم۔

شرح مثنوی روم - حامل المتن بسیط شرح و تصنیف
مولانا عبدالحق بلقب بہ بحر العلوم تین جلد میں۔

ایضاً - سہلی بہ لطائف مثنوی تحصیف مولوی عبد اللطیف
ایضاً - سہلی بہ کاشفات ضروری مصنفہ مولوی محمد رضا۔

مجموعہ کلیات مثنویات مشمولہ رسالہ ذیل از حضرت
شیخ فرید الدین عطار۔

۱ - رسالہ جواہر الذات - ۲ - رسالہ میلج۔

۳ - رسالہ آئینہ نامہ - ۴ - رسالہ مختار نامہ۔

۵ - رسالہ منطق الطیر - ۶ - رسالہ تبیل نامہ۔

۷ - رسالہ نزهتہ الاحباب - ۸ - رسالہ مفتاح المفتوح۔

۹ - رسالہ بیسہ نامہ - ۱۰ - رسالہ پند نامہ عطار۔

مثنوی سبیل - در وعظان حکیم نور حسین امر و ہوی۔

مجالس العشاق - بالصویر از میر سلطان حسین شیرازی
شہنشاہ امیر تیمور۔

منطق الطیر - نادر مثنوی مخاطبات طرف طیور کے

اور جوابات انکے مصنفہ حضرت شیخ فرید الدین عطار۔

نظم الالہی - شرح قصیدہ بدالامانی عربی زبان کا

جسکی شرح نظم فارسی حافظ محمد بخش رفیقی نے فرمائی۔

مثنوی بزم وصال معرفت کے مذاق میں۔

مثنوی شیخ بہلول حکایات اندازہ سز۔

معدن المجاہدہ محاسن اخلاق کا بیان مصنفہ علامہ

انوار الرحمن - تنویر ایمان ملفوظات حضرت مولانا عبدالحق

انوار الرحمن۔